محاربات تھسلی

یعنی

کارزار روم و یونان ۱۸۹۷ء

تین حصون مین

ں مین ایک جرمن سٹاف افسر کی کتاب جنگ روم و یونان و انگلستان کے
ہورمذ بر و نویسندہ سر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی کتاب محاربات تھسلی کا پورا ترجمہ
اسکے علاوہ حسب موقع بیشمار فٹ نوٹ اور حواشی اور متعدد و دلچسپ اور کارآمد
ے اور سرحدی محاربات تیراہ وغیرہ و محاربہ سوڈان کے حالات اپزاد
ہو گئے ہین۔ اور تمام نامور پاشاؤن اور چند یونانی افسرون کی نہایت
... تصویرین اور میدان کارزار اور مختلف لڑائیون کے نقشے
درج کر دیئے گئے ہین

ترجمہ و مرتبہ مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد چھاڑ ضلع گوجرانوالہ ایڈیٹر وطن لاہور

حصہ اول

... مطبع ... میں باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ ... طبع ہوئی
قیمت فی حصہ ...

فہرست مضامین حصہ اول (۱) — فہرست تصاویر و نقشہ جات ریاست تھسلی

عرضِ حال

اب تک محاربہ روم و یونان پر کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اور گو اُن میں سے بعض میں وکیل اور چند دیگر اخبارات سے باصرف ترقی
مضامین جمع اور اضافہ کئے گئے ہیں۔ تاہم میری رائے میں ان میں سے ایک بھی ایسی نہیں۔ جو بلحاظ ترتیب مضامین اور تشریح واقعات و کامل واقفیت
آگاہی بخشنے کے لحاظ سے کسی یورپین مصنف کی تحریر کردہ کتاب کا کچھ بھی مقابلہ کرسکے۔ اس لئے میں نے اس نقص کو رفع کرنے کیلئے دو
مستند اور قابل تحریر یورپین مصنفوں کی کتابوں کو منتخب کرکے اُن کا پورا ترجمہ اس کتاب میں دیدیا ہے۔ اور اپنی ذاتی واقفیت و معلومات
سے کام لیکر جا بجا فٹ نوٹ اور حواشی اضافہ کردئے ہیں۔ اور چند دلچسپ ضمیمے جو ناظرین کو شروع سے آخر تک جملہ حالات سے واقف کرینگے
کتاب کے آخری حصہ میں آخر شامل کردئے ہیں۔ جیسا کہ سر ایشمیڈ بارٹلٹ تحریر کرتے ہیں۔ یہ محاربہ جنگی لحاظ سے چنداں وقیع نہ تھا۔ ترکوں کے مخالفوں کو ہم
لیے ترکی کی طاقت خواہ کیسی ہی کیوں نہ تھی مگر تھوڑی سی بھی عقل و معلومات رکھنے والے سے بھی یہ پوشیدہ نہ تھا کہ یونانی ترکوں کے
مقابلہ پر چند ہفتے بھی نہیں ٹھہر سکیں گے۔ اس محاربہ میں ترکی کو بڑے سے بڑی کامیابی ہوئی وہ پولیٹیکل اور یہ تھی کہ اس عام مذہبی تعصب اور
مسیحی اتحاد کے زمانہ میں جبکہ سلطان امیر المومنین نے اپنے تدبر اور لیاقت خداداد سے ایک عیسائی ریاست کو ایسا بیکس تنہا کردیا کہ کسی بھی
عیسائی طاقت نے اس کی مدد کیلئے قدم آگے نہ بڑھایا۔ اور گو چند ایک انتہائی سرپھرے پالک فرزندی دستگیری کیلئے بہت کچھ تلملاتی رہیں
مگر انہیں عملی طور پر آگے بڑھکر میدان میں نکلنے کی جرأت نہ پڑی۔ اس حسن سیاست پر خلیفۃ المسلمین اور ان کے مشیران باتدبیر جس قدر فخر و
مباہات کریں انہیں زیبا ہے۔ شروع شروع میں ایک لحاظ سے اس جنگ کا برپا ہونا سلطان معظم کو سخت ناگوار تھا۔ کیونکہ جیسا کہ میں
بست سالہ عہد حکومت کے متعدد ضمیموں اور **تاریخ خاندان عثمانیہ** میں بتا چکا ہوں۔ وہ اپنی طاقت کو آپ خاص وقت
تک ریزرو رکھنا چاہتے تھے۔ اور چاہتے ہیں جس کی خواہش رعایا میں اس امر سے ہے کہ خلل واقع ہونے کا ایک طرح سے قطعی احتمال بلکہ
یقین تھا۔ مگر جب جلالتمآب کو اپنے حسن لیاقت سے یہ اطمینان حاصل ہوگیا کہ یہ محاربہ مقامی حدود سے آگے تجاوز نہیں کریگا۔ اور دوسری
کوئی سلطنت اس سرکش ریاست کی گوشمالی میں جو صدیوں تک سلطنت عثمانیہ کا محکوم صوبہ رہ چکی تھی کسی طرح کی مداخلت نہ کریگی۔ اور جنگ کا شعلہ
عالمگیر نہیں ہو پائیگا۔ تو عساکر ظاہرہ کو پیشقدمی کا حکم دیدیا گیا۔ اور وہ چند ہفتوں میں اس تعرض کی سیر اور مشق کرنے سے فاتح و منصور فارغ
ہوگئے۔ اس عظیم پولیٹیکل کامیابی کے علاوہ اس محاربہ سے اور بھی کئی جلیل القدر فائدے مترتب ہوئے۔ دنیا کو ترکوں کی طاقت و جرأت
جسے وہ فراموش کرچکی تھی۔ پھر پورا پورا علم ہوگیا۔ مخالف و موافق سب کو ان کی خوش اطواری۔ رحمدلی اور قابل تعریف اوصاف کا اعتراف
کرنا پڑا۔ بڑی بڑی سلطنتوں کو ترکی کے اتحاد و رفاقت کی تمنا و خواہش پیدا ہوگئی۔ اور کل دنیا کے مسلمانوں کو خلافت عثمانیہ کیطرف کہ ابتک
تو پوری توجہ ہی نہیں ہوگئی۔ بلکہ ان کی عقیدت اور روحانی تعلق میں جو پہلے بھی کچھ کم نہ تھا۔ بدرجہا زیادہ اضافہ ہوگیا۔

تھیلی کے پیوند دینے اور کریٹ کو جو مبدا و منبع فساد تھا۔ انگلستان، روس، اٹلی و فرانس کے تقاضا و اصرار پر بلا آزادی ملنا ہے گو

اس محاربہ کی فتوحات کی عام خوشی میں بہت کمی ہو گئی ہے۔ لیکن جن لوگوں کو جلالتمآب کے نیر تدبیر پر کامل بھروسہ ہے۔ اور جو یہ جانتے ہیں کہ

امیر المومنین سلطنت و خلافت کے جہاز کو گذشتہ بائیس تیئیس برسوں میں کیسے کیسے خطرناک طوفانوں سے کس خوبی اور نہایت کامیابی سے

بچا سکتے رہے ہیں۔ اونکو کامل یقین ہے کہ شوکتمآب کی یہ تدبیر بھی سلطنت علیہ و خلافت عثمانیہ کے حق میں بالآخر نہایت مفید ثابت ہوگی

اس مسئلہ کے متعلق میں اپنی رائے چند مضامین میں جو اس کتاب کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل کئے گئے ہیں مفصل ظاہر کر چکا ہوں۔ یہاں

ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اور چونکہ یونان اور کریٹ کے سابقہ حالات بالتفصیل تاریخ خاندان عثمانیہ میں تحریر کر چکا ہوں۔ ان کو اس

میں دوبارہ بیان کرنا فضول طوالت کا باعث تھا۔ شائقین کتاب مذکورہ سے اونہیں مطالعہ کر سکتے ہیں۔

شہر ایشمبلڈ بارلٹ اور نیز میں نے اس کتاب میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفانہ پالیسی پر جسے انگلستان اور ٹرکی کا کوئی سچا خیرخواہ

پسند نہیں کر سکتا۔ اکثر جگہ نہایت سختی سے نکتہ چینی کی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ جیسا کہ میں اسی کتاب کے کسی نوٹ میں لکھ چکا

تاج برطانیہ اور خلافت عظمیٰ عثمانیہ کے بہی خواہ اور مخلص ہوا خواہوں کی برسوں کی تمناؤں کے پورا ہونے کے زبردست آثار پیدا ہو گئے ہیں اور سر فلپ

کے جانشین سر اوکانر نے خود بحیثیت سفیر کے جلالتمآب کی خدمت میں دونوں سلطنتوں کے اتحاد کی ضرورت اور فوائد کو بالوضاحت عرض کر

شوکتمآب نے جو پہلے ہی سے گورنمنٹ انگلشیہ کی غلط پالیسیوں سے سخت متعجب ہو رہے تھے۔ ان معروضات کو بنظر استحسان دیکھا۔ سوڈان

کا معاملہ ہے سابقہ شکر رنجی اور کدورت باہمی میں اور بیشی ہو جانے کا سخت احتمال تھا۔ مگر اس واقعہ نے جو سوڈان کی مشکلات سے کئی مہینے

حال میں گذرا ہے۔ نہ فقط اوس احتمال کو ہی زائل کر دیا ہے بلکہ اس بات کی پختہ امید دلا دی ہے کہ ان دونوں سلطنتوں کے پھر رفیق

اور یکجان و دو قالب ہو جانے میں صرف چند دنوں کا توقف ہے۔ واللہ یہدی من یشاء الی سواء السبیل ۔

محاربہ کی تاریخ کو فی الواقع مکمل بنانے کے واسطے جس قدر اطلاعات ضروری تھیں اونکو بہم پہنچانے میں کوشش اور تحقیق کا کوئی دقیقہ حتی الامکان فروگذاشت نہیں

کیا۔ تاکہ ناظرین کو لڑائیوں کے تفصیلی حالات پڑھتے وقت موقع کا نقشہ موجود نہ ہونے سے پریشانی نہ ہو میدان کارزار اور مختلف لڑائیوں کے متعدد نقشے شامل

کئے ہیں تاکہ اونکو گویا عینی مشاہدہ سے ترکوں کی شجاعت و جلادت شرافت و ذہانت اور لیاقت و قابلیت خداداد کا کافی ثبوت بہم پہنچ جائے۔ غازی عثمان پاشا شیر پلونا

ضیا پاشا [illegible] کے علاوہ جو اگرچہ میدان جنگ سے دور تھے مگر کارزار کا انصرام حقیقتاً انہی کے ہاتھ میں تھا۔ اونہی کی مسلسل تیاریوں اور کوششوں کی بدولت سلطنت نے

آسانی سے اس قدر فوج سب طرح سے آراستہ و مکمل غنیم کے مقابلہ پر بھیج سکی تھی [illegible] اور انکو تقریباً تمام اعلیٰ ماتحت افسروں کی تصویریں دیدی گئی ہیں جس محنت و کوشش اور

[illegible] سے تیار کی گئی ہیں اوسکا اندازہ ناظرین کو اونکو دیکھنے سے ہو جائیگا نیز [illegible] یونان کے چند اعلیٰ فوجی کمانڈروں کی بھی تصویریں اضافہ کر دی گئی ہیں تاکہ اونکی شکلوں سے بھی [illegible]

[illegible] کتاب پر بصرہ بغداد و دمشق حجاز کی [illegible] ریلوے لائن کی تجویز کے متعلق [illegible] چند ضروری مضامین یکجا جمع کر دیئے

[illegible] ایسا [illegible] ہیں ایک [illegible] اس تجویز کو [illegible] باعث [illegible] اگر [illegible]

[illegible] کی ذہانت [illegible] آگاہی حاصل [illegible] خیال ہے [illegible]

[illegible] اسلامی [illegible] خیال [illegible] اگر [illegible]

[illegible] آمادہ [illegible] واللہ الموفق و علیہ التکلان [illegible] انشاء اللہ [illegible]

تاریخ جنگ روم و یونان

دیباچہ

جرمن سٹاف افسر اپنی کتاب کا دیباچہ بالفاظ ذیل تحریر کرتا ہے:-

"یونان اور ترکی کی باہمی سخت معرکہ آرائی جو کریٹ کی بغاوت اور وہاں کے جنگ و جدال مابعد کی وجہ سے معرض ظہور میں آئی۔ گو یورپ [کے] دول عظام کی مداخلت پر اچانک اور بسرعت ختم ہو گئی۔ تاہم قیام امن کے متعلق یورپین اغراض کی یک جہتی کی بدولت ان دونوں اقوام [کی م]ابہ نے کل یورپ کی توجہ کو حیرت انگیز حد تک اپنی طرف منعطف کر لیا تھا۔ اور ایک عام ہمدردی پیدا کر دی تھی۔ کیونکہ یہ ہر ایک کو [معلوم] ہو رہا تھا۔ کہ مشرق میں جو پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک میں مزید معرکہ آرائی کا تخم موجود ہوتا ہے۔ اور اس معرکہ آرائی کی نسبت کوئی شخص دعوے کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس کا آخری انجام اور نتیجہ کیا ہوگا۔

جرمنی کو اگرچہ ان متضاد اغراض سے جو جزیرہ نما بلقان میں پائی جاتی ہیں۔ براہ راست کوئی تعلق نہیں۔ مگر پھر بھی وہ ان واقعات [کو] تارکہ جو اپریل اور مئی ۱۸۹۷ء میں تھسلی اور اپائرس میں حادث ہوئے دلی اشتیاق سے دیکھتی اور خاص وجوہات کے باعث ان پر [...]ن توجہ سے غور کرتی رہی ہے۔ جرمنی کی آنکھیں محض اسی وجہ سے زیادہ خصوصیت کے ساتھ ترکی پر نہیں لگی رہیں کہ محاربہ کی رفتار [او]ر اسکے انجام نے پہلے سے زیادہ پولیٹکل ہمدردی اور دلچسپی پیدا کر دی تھی۔ بلکہ اس لیئے بھی کہ جب سے پرشوی افسر ترکی فوجی اتالیقی [پر ما]مور ہو گئے۔ اور انہوں نے اتالیقوں اور منتظموں کی حیثیت میں اپنے اقتدار کا اثر پیدا کیا۔ اب پہلی مرتبہ اس محاربہ میں یہ فوج ایک وسیع پیما[نہ کی فو]جی کارروائی میں مشغول ہوئی۔ اور جرمن تربیت کی تاثیر کو پرکھنے کا موقعہ ملا۔

ترکی فوج کی بیشمار جنگی فتوحات اور اس کے ان متواتر و مستعدانہ حملوں اور ضربات کی جن سے غنیم کی فوجی قوت اور طاقت مدافعت بالکل پا[مال ہو گ]ئی۔ جرمنی میں پوری پوری قدر کیگئی۔ اور اس سے اس بات کی تصدیق ہو گئی۔ کہ محاربہ کی کارروائیوں اور انتظام میں جو کمالیت اور قابل[یت] [...]یہ جنگی پائی گئی۔ وہ زیادہ تر جرمن افسروں کی باحتیاط اور بہ تقسیب روز کی سرگرمی اور جد و جہد کا نتیجہ ہیں۔ عثمانیہ فوج میں اس [کا] علی العموم اعتراف کیا جا چکا ہے۔ جرمن افسر جن کی تعلیم اور اختراع کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے اہم کام انہیں سپرد کیے [گئے] ہیں۔ اور انکا اقتدار کا دائرہ بہت وسیع پایا جاتا ہیں۔ اور زمانہ حال کے سب حال [کی] اصلاحات کی بنیاد قائم کرنے میں انکی کوششیں تعلق [...] [...] سے ظاہر ہو رہی ہے کہ [...] کو سواحل پر (یعنی [...] سلطنت عثمانیہ) جرمنوں کو

تو نہایت ہی بہتر اور اہم خدمات اور شہرت حاصل ہو گئی

گذشتہ محاربہ میں جو ابھی ختم ہوا ہے۔ اس شہرت کی بابت اور کئی طرح سے کل دنیا کو تصدیق و تحقیق ہو گئی ہے۔ بطور مثال ایک واقعہ کا جسے ٹائمز کے نامہ نگار نے بیان کیا ہے ذکر کر دینا کافی ہوگا یہ نامہ نگار ترکی فوج کے ساتھ رہا تھا۔ اور یہ واقعہ لاریسا پر ترکی افواج کے قابض ہونیکے وقت گذرا تھا۔ نامہ نگار مذکور (مسٹر بگھم) لکھتا ہے :-

"ایک شام جب ہوا خوری سے شہر کو واپس آنے کسی قدر دیر ہو گئی میرے ساتھ ایک چرکس سوار تھا شہر کے پھاٹک بند ہو چکے تھے جب ہم دروازہ پر پہونچے۔ تو ترکی سنتری نے رات کے سناٹے میں حسب دستور آواز دی "کون جاتا ہے" میری ہمدرد نے بلا تامل جواب دیا "جرمن پاشا" چونکہ مجھے لفظ نقرہ[1] معلوم نہ تھا میں نے اندر داخل ہونیکے وقت تک جرمن پاشا کے خطاب کو بخوشی قبول کر لیا۔ مگر اندر داخل ہوتے ہی میں نے پکار کر کہدیا "میں انگریز ہوں" جب پھاٹک کھلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ پہرہ کے سپاہی صف بستہ کھڑے ہیں۔ اور سلامی کیلئے بندوقیں اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس کا سبب گارڈ کے افسر سے دریافت کیا اوس نے جواب دیا "کیونکہ آپ جرمن افسر ہیں"

اس مختصر جرمن اتالیقوں کے کام اور اونکے کام کے حاصل شدہ نتائج کی مختصر کیفیت درج کر دینے کیلئے ہمیں ناظرین سے کسی معافی مانگنے کی ضرورت نہیں دیکھتا۔

موجودہ صدی کے ساتویں عشرہ کے انجام کے قریب جب سلطان نے عبدالحمید اول سے یہ خواہش ظاہر کی کہ چند جرمن افسروں کی خدمات عثمانیہ فوج کی مکمل ترتیب جدید کیلئے ترکی گورنمنٹ کے سپرد کر دیجاویں۔ تو قیصر مرحوم نے اس کام کیلئے کرنیل کالر[2] میجران ہوب و کامفو اور کپتان رسٹو کو منتخب کیا۔ اس سے ایک سال پیشتر پروشیا کے کمسریٹ کا مشیر وان شناگن ترکی فوج کے صیغہ کمسریٹ میں ملازم ہو گیا ہوا تھا۔ سلطان نے ان سب افسروں کو پاشا کے درجہ پر فائز کر دیا۔ اور انہوں نے تین برس خدمت کرنیکا اقرار نامہ لکھدیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ اس میعاد کے ختم ہونے پر وہ پھر پروشیا کی فوج میں واپس چلے جائینگے۔ سلطان نے ان سب کو شرف حضوری عطا فرما کر ہر ایک افسر کو جدا جدا صیغہ پر مامور فرمایا۔ اور ادسے اوس صیغہ کے متعلق مفصل رپورٹ کرنے کا حکم دیا۔

جنرل کالر کو جنرل اسٹاف (ارکان حرب)[3] کے نظم و نسق پر رپورٹ کرنیکی ہدایت کیگئی میجر کامفو میجر کو دیگر فرائض و خدمات مفوضہ کے علاوہ فوج پیدل پر میجر وان ہوب کو کیولری (فوج سواران) پر کپتان رسٹو کو آرٹلری (توپخانہ) پر۔ اور وان شناگن کو کمسریٹ پر رپورٹ کرنے کا

[1] انگریزی میں اسے واچ ورڈ کہتے ہیں۔ اردو میں اس کے معنی قول کا لفظ ہے۔ بحالت صلح اور چھاونیوں میں سنتریونکی پکار پر عموما جواب میں دوست کہا جاتا ہے۔ مگر میدان جنگ میں ہر شام ایک خاص لفظ مقرر کیا جاتا ہے اور پہرہ کی سنتریوں اور گرد کے سوار سے باہر جانیوالوں کو بتادیا جاتا ہے اور اس امر کی خاص احتیاط کیجاتی ہے کہ دشمن کے کسی آدمی کو یہ لفظ معلوم نہ ہو سکے تاکہ دھوکا اوس کو طفیل (؟) میں آسانی نہ ہوجائے۔ درست جواب نہ ملنے پر سنتری گزرنیوالے کو گرفتار کر لیتا ہے اور اگر وہ بھاگنے کی کوشش کرے تو اوسے گولی مار دیتا ہے اور دوسرے لوگ اس کا تعاقب کرینگے لہ الانتقام (؟) سلطان فوجی افسروں کرنیل مدارجی اور پروگرم (؟) کو افسر پاشا کا خطاب دینا ہے نیاد (؟) تو تو کے بعد باپ پائینگے ۔۔۔ کا نشان برابر کر لیتا ہے اور کے درجہ کے تمام افسر منیر تمام (؟) ۔۔۔ (نائب) انجینئر کا ڈیپارٹمنٹ کمسری کے افسران فوجی ۔۔۔ افسر جرمن علم (؟)

کام خاص طور پر سپرد کیا گیا۔ ان تمام افسروں کو وسیع اختیارات عطا کئے گئے۔ اور ہر ایک کے ماتحت ایک ایک ترک افسر بطور نائب مقرر کیا گیا کہ وہ ان سے تمام ضروری حالات و معلومات سے مطلع ہونے میں مدد دیا کرے۔

ان اتالیقوں نے اپنے اپنے کام کو جوش و خلوص سے شروع کر دیا۔ ہر ایک کی یہ کوشش و خواہش تھی کہ وہ اپنے اپنے صیغہ کے متعلق پوری واقفیت تامہ حاصل کرے کہ عملی اصلاحات کو تجویز کرنے سے پیشتر وہ یہ فیصلہ کرنے کے قابل ہو جائے کہ کون کون سے تغیرات ضروری ہیں۔ جب ان افسروں نے اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں تو ان پر غور کرنے کے لئے دو کمیشن مقرر کئے گئے۔ ایک کا یہ کام تھا کہ وہ تجویز کردہ اصلاحات پر جنگی [illegible] سے رائے قائم کرے۔ اور دوسرے کا یہ تھا کہ مالی لحاظ سے اپنی رائے دے۔ سلطان عبد الحمید نے کچھ عرصہ بعد ان اصلاحات میں سے اکثر کو جن کی فوجی کمیشن نے جو فوج کی ترتیب جدید کیلئے قائم ہوئی تھی۔ سفارش کی تھی منظور کر لیا۔ مجوزہ اصلاحات میں اور فوجی انتظام کی بنیاد جو اس وقت تا حال ہے۔ فوج کی آرمی کوروں (فیلق جیش) اور ڈویژنوں میں اور ملک کی بارہ فوجی اضلاع میں تقسیم جدید ہوئی۔ فوج کو بالکل از سر نو جدید اسلحہ سے مسلح اور ریزرو فوج کا باقاعدہ طور پر قائم کیا جانا۔ اور اسی طرح کی دیگر اصلاحات شامل تھیں۔

۱۸۸۳ء [illegible] جرمنی فوج کے جنرل ہیڈ کوارٹر [illegible] کا افسر بیرن وان ڈر گولٹز بھی [illegible] افسر [illegible] فوجی نظم و نسق کی مکمل تجدید میں راہنما کا کام دینے کیلئے بلایا گیا تھا۔ اس افسر نے ترکی ہیڈ کوارٹر [illegible] کی اصلاح و درستی میں حیرت انگیز کام دیئے۔ اور نیز اپنے تعلیمی کام کی منتظمانہ [illegible] اور [illegible] خوبی [illegible] اچھے علم و فضل اور [illegible] معلومات کی [illegible] و گوناگونی۔ اور مزید برآں اپنی دلفریب خوش اخلاقی اور [illegible] کی بدولت [illegible] کی نظر میں خاص [illegible] اور قسطنطنیہ کے تمام فوجی دوائر اور حلقوں میں مثالی ہمدردی حاصل کر لی۔

۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۵ء تک بیرن وان ڈر گولٹز نے اپنی توجہ بالخصوص فوجی مدارس کی درستی و اصلاح پر منعطف رکھی [illegible] فرنچ طریقہ تعلیم اور نصاب کو جو پرانی طرز کے فرانسیسی نمونوں کے مطابق قائم کئے گئے تھے بدلنے کا کام شروع کیا اور [illegible] کے ساتھ ہی تعلیم کے نئے طریقہ اور نصاب اور بالخصوص عملی مشق و قواعد کو [illegible] توجہ نہیں کی جاتی تھی [illegible] رائج کر دیا گیا۔ یہ مشق و قواعد ایسی رکھی گئی [illegible] افسروں کو [illegible] دینی پڑتی ہیں۔ ان کی طالب علمی کے زمانہ میں عملی مشق [illegible] میں کرنے پڑتے ہیں۔ آزمائشی سفر [illegible] سواری [illegible] اسی طرح [illegible] سفروں اور مسافتوں کے لئے [illegible] وہ حالت [illegible] ختم شدہ [illegible] پاشا اور [illegible] پاشا [illegible] جدید طریق تعلیم [illegible] قابلیت اور دلی شوق کا ثبوت دیا تھا۔

بیرن ڈیوان گولٹز ۱۸۸۳ء سے ۱۸۹۵ء تک بارہ برس فوجی مدارس ادنیٰ و اعلیٰ اور ابتدائی مکاتب کا انسپکٹر جنرل رہا۔ اس عرصہ میں فوجی مدارس نے قابل تعریف ترقی کی۔ اور ان کے طلباء کی تعداد چار ہزار سے پندرہ ہزار ہوگئی۔ ۱۸۹۵ء سے انسپکٹر جنرل کا عہدہ بھی وان گولٹز کو تفویض کر دیا گیا۔ [illegible] اس منصب پر جنرل [illegible] تا وقت مرگ مامور رہا تھا۔ اس عہدہ کے ساتھ ہی سلطان المعظم نے گولٹز پاشا کو فوجی اصلاح کیلئے تجاویز مرتب کرنے کا کام سپرد کیا۔ اوس نے اوسی سال فوجی اصلاح کی تجویز تیار کر دی۔ سلطان المعظم نے اوسے پسند فرمایا اور ۱۸۹۶ء کے ختم ہونے سے پہلے اوس کے تمام ضروری حصوں پر عملدرآمد ہو گیا۔ یہ تجویز ترکی جنگی طاقت کے موجودہ نظام کی بنیاد کا کام دیتی ہے اور منجملہ دیگر امور کے ان باتوں پر مشتمل ہے:-

(۱) عام جبریہ فوجی خدمت کا قاعدہ تمام مسلمان آبادی پر نافذ کیا جاوے۔ اور اس غرض کیلئے بھرتی کرنے کے متعلق نیا قانون منظور کیا جاوے۔

(۲) ریزرو اور لینڈ ویہر[1] (ردیف و مستحفظ) کیلئے نیا ضابطہ قائم کیا جاوے۔ اور اس ضابطہ کے مطابق افواج ردیف و مستحفظ کو از سر نو مرتب کیا جاوے۔

(۳) جدید ضوابط کے رو سے جنگ کیوقت کام دینے کیلئے جدید لینڈ سٹرم[1] اور نیز ریزرو اور سپر نومیریری پلٹنیں مرتب کی جائیں۔ اور مزید براں جدید ریزرو فوج اور سپر نومیریریوں کی دوسری قسم یا صنف نئی قائم کی جاوے۔

(۴) جنگی خدمات کیلئے افواج کی نقل و حرکت اور سریع اجتماع کا انتظام۔

(۵) کل سلطنت کی ۲۴ ڈویژن - ۴۸ برگیڈیں - ۹۶ رجمنٹیں اور ۳۸۴ پلٹن اضلاع میں تقسیم جدید (یعنی ۲۴ بڑے ضلع جو فوجکی ایک ایک ڈویژن کا صدر مقام ہوں ۴۸ بیضلع جو ایک ایک برگیڈ کا صدر مقام ہوں وقس علیٰ ذلک۔ انہی اعداد سے ناظرین کو یہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ ترکی فوج میں چار پلٹنوں کی ایک رجمنٹ۔ دو رجمنٹوں کا ایک برگیڈ اور دو برگیڈوں کا ایک ڈویژن ہوتا ہے۔

---

[1] بیرن وان گولٹز نے ترکی خدمت سے کنارہ کش ہو کر ترکی فوج کی متعلق جو رائے ظاہر کی تھی وہ بحیثیت سارہ عہد حکومت کے ایک ضمیمہ میں درج ہے [illegible] آسٹریا اور جرمنی میں فوج کے اوس حصہ کو کہتے ہیں جو مقررہ میعاد کیلئے نظام اور ردیف میں کام کر چکی ہو۔ اور کبھی کبھی تو عمر [illegible] اس کی ملازمت میں فوجی خدمت اکر معاف ہو۔ جنگ کیوقت فوج کی جو آخری قسم آخری وقت طلب کیا جاتا ہے۔ اوسے ان [illegible] نظم [illegible] ترکی میں مستحفظ فوج اسکے مشابہ تھی۔ سپر نومیریری اوس لفظ سپاہی یا لام زدہ کو کہتے ہیں [illegible] کیوقت کام دینے کیلئے تعداد مقررہ سے زائد رکھے جاتے ہیں۔ فوجی اصطلاح میں اسکے جو معنی ہیں وہ ان تشریح سے سمجھ میں آ جائینگے۔ جن ممالک میں عام جبریہ خدمت کا قاعدہ نافذ ہے۔ وہاں یہ نہیں ہوتا کہ ہر سال جس قدر آدمی جبریہ خدمت کے قابل ہوں سب کے سب فوج میں بھرتی کر لئے جاتے ہیں۔ بلکہ ریکروٹوں کی سالانہ تعداد مقرر ہوتی ہے۔ چنانچہ زیادہ آبادی رکھنے والے ممالک میں ان نوجوانوں کی تعداد جن پر خدمت واجب ہوتی ہو ریکروٹوں کی مطلوبہ تعداد سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں مطلوبہ تعداد [illegible] نظام میں داخل کر لیجاتی ہے اور فاضل تعداد کو چند ہفتہ قواعد سکھلا کر [illegible] کو [illegible] جاتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

(۶) نیا قانون محاصل کے میش میں ادا کیئے جانے کے متعلق نافذ کیا جائے۔ تاکہ جنگ کے وقت بار برداری کی فراہمی میں سہولت

(۷) ۱۹۰۹ء میں لین حاضر افواج کیلئے جدید ضوابط مقرر کیئے جائیں۔

عثمانیہ قوم کی جنگی طاقت کو استوار کرنے کیلئے ان تمام بنیادی انتظامات اور ارادوں میں سے ہر ایک کیلئے گولز پاشا نے تجاویز تیار کیں اور اپنی آنکھوں سے ان پر عملدرآمد ہوتا ہوا دیکھ لیا۔ ان کی ہمت و کوشش سے وہ تمام مخالفتوں پر جو ہمیشہ اس کے راستے میں مشکلات حائل کرتی رہتی تھیں غالب آ گیا۔ ایک سے زیادہ مرتبہ اسے اپنی کئی تجاویز پر اسطرح سے عملدرآمد کرانا پڑا کہ ملازمت کی میعاد پوری ہو کر ختم ہو جانے پر اس نے تجویز مذکورہ کے نفاذ کو ملازمت کے معاہدہ کی تجدید کیلئے مقدم اور لازمی شرط قرار دیا۔

اس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ انتظام و ترتیب جدید جس کا اشد ضروری ہونا ترکی افواج کو اس اجتماع سے جو ۱۸۹۷ء میں یونان کے مقابلہ کیلئے کیا گیا تھا اچھی طرح ثابت ہو گیا تھا۔ محض اس افسر کی مسلسل اور انتھک کوششوں اور جد و جہد کی طفیل معرض ظہور میں آیا۔ اور پایہ تکمیل پہونچا۔

متذکرہ صدر کام کے علاوہ جس کی تعمیل و تکمیل میں اسے نہایت ہی سخت مشکلات پیش آئیں جنرل وان ڈر گولز نے ہیڈ کوارٹری سٹاف کی خدمات لازمہ کی مختلف شاخوں میں افسروں کی عملی تربیت پر بھی توجہ منعطف کی اور خود اس غرض کیلئے سٹاف کی خدمات کے متعلق لمبے لمبے سفر کئے مصنوعی لڑائیاں کرائیں کھلے میدانوں میں سواروں کو رسالوں سے نمائشی جنگ و جدال کرائے۔ اور اسیطرح کی اور دیگر مشقیں کراتا رہتا۔ اس عملی جد و جہد کے دوش بدوش اس نے مندرجہ ذیل کتابیں ترکی میں شائع کیں۔ جنکی بہت اشاعت ہوئی۔

(۱) جنگی کارروائیوں کے متعلق افسروں کا راہ نما (۲) فن صف آرائی کے متعلق مسائل و مثالیں (۳) ہیڈ کوارٹری سٹاف کی خدمات دو حصوں میں (۴) جنگ کے وقت قلعوں کی مدافعت اور ان پر حملہ کرنے کے متعلق راہ نما ہدایات (۵) میدان جنگ کی خدمات کے متعلق راہنما۔ یہ پانچوں کتابیں تین ہزار مطبوعہ صفحے رکھتی ہیں۔ پہلی کتاب کے چار اور پانچویں کے تین ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ ان کتابوں کی آمدنی جنگی مدارس کے مطبع کو وقف کر دی گئی ہے۔

اس پرشوق جرنیل کی مختلف الانواع اور دور تک اثر کرنیوالی مستعدی سے نہایت ہی نیک نتائج مترتب ہوئے ہیں۔ وہ ایک ہی وقت میں کوارٹر ماسٹر جنرل۔ فن صف آرائی کا اعلےٰ اتالیق۔ سپہ سالار اعلےٰ انجینیر اور ساتھ ہی متوجہ اور مجتہد بھی تھا جنگی ترتیب جدید فوجی تعلیم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) بہ زاید از ضرورت نوجوان سوپر نومیریری کہلاتے ہیں ترکی میں حالانکہ ابھی مسلمان آبادی کا بھی حصہ کثیر فوجی خدمت سے مستثنےٰ تعداد مطلوبہ یا مقررہ سے تقریباً دگنے آدمیوں پر ہر سال فوجی خدمت عائد ہوتی ہے جنکو بالعموم کچھ تو مدرسکھا کر گھر دیکو واپس کیا جاتا ہے سالانہ تعداد مقررہ میں جنگی ضرورتوں اور مالی گنجائش کے لحاظ سے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے +

لہ اسوقت جس آسانی سے ترکی نے تین لاکھ سے زائد فوج یونانی سرحد پر چپ چاپ باسانی تمام چند ہفتوں میں جمع کر دی تھی اور کا [illegible]

سہ حکومت کی ایک حاشیہ میں درج ہے۔ سہ جیسے کوارٹر ماسٹر کا اعلیٰ عہدہ کوارٹر ماسٹر وہ افسر ہوتا ہے جسکے ذمہ [illegible]

[illegible] وغیرہ اسباب نوشت و خواند اور بار برداری وغیرہ بہم پہنچانے اور رسد رسانی کی نگرانی کرنیکا کام سپرد ہوتا ہے۔

اور شائی اصلاح کے متعلق اون میں بہت ملیتر قابلیت اور لیاقت سے جو کام کیا تھا اوسکا اثر صراحت تمام اون فوجی کارروائیوں کی تجویز کے
[illegible] موقع پر ترکوں سے ۱۸۹۷ء میں ہوا [illegible] جیسا کہ اثر ظاہر ہو رہی تھی - کی تحقیق - واضح ہو گیا تھا
اور سلطان المعظم نے اوس کا نہایت ہی عزت بخش پیرایہ میں اعتراف کیا تھا - ترکی فوج سے علیحدہ ہونے سے چند ماہ پیشتر جلالتمآب نے اپریل ۱۸۹۵ء
میں گولز پاشا کو [illegible] شیر کا ممتاز مرتبہ عطا فرمایا اور ایک بیش قیمت اعزازی تلوار بھی عطا فرمائی - بالفاظ الوداعی سلام کے موقعہ پر
خلیفۃ المسلمین نے گولز پاشا کو پرائیویٹ باریابی کا شرف عطا فرمایا اور ان ممتاز خدمات کا جو اس نے جلالتمآب اور اون کی فوج کی
انجام دیں شکریہ ادا کیا - اور امید ظاہر کی کہ یہ علیحدگی اور جدائی آخری نہیں ہوگی - اور کہ ترکی حکام صیغہ جنگ اوس کو پھر واپس آنے اور
اوس کی مدد افزا [illegible] کے [illegible] اوس کی توقع رکھنے میں غلطی پر نہیں ہونگے - یہ جرنیل جس کی امید
شاندار [illegible] تو قبول کی گئی - جیسا کہ سب کو معلوم ہے - اپنے وطن کی فوج میں واپس آگیا ہوا ہے - جس میں وہ ایک ممتاز کمان
پر مامور ہے - جرمن فوج اوس قابل افسر کو [illegible] میں دیکھتی اور یہ جانتی ہے کہ اوس کی قابلیتوں اور اوصاف و لیاقت خدا
داد سے پھر اوس کا [illegible] ہو [illegible] سمجھا ہے - باقیماندہ جرمن افسر وغیرہ سب ترکی فوج میں بلند مراتب پر فائز ہیں
[illegible] گولز پاشا فوج [illegible] کی تربیت [illegible] کے [illegible] اور انہیں اوس کے [illegible] نگرانی کو کام
[illegible] اور [illegible] کے [illegible] لطفیل [illegible] پر جا بجا
ہو گیا - سلطان المعظم کی خاص [illegible] مبذول ہو گئی ہے -

جب ۱۸۸۳ء میں یہ جرمن معلمین ترکی ملازمت میں داخل ہوئے - تو اونھوں نے ترکوں کو فوجی مہارت کے لحاظ سے اوسی حالت
میں پایا - جس حالت میں کہ وہ چھ برس پیشتر یعنی روس کی جنگ کے وقت تھے - ان مسلمان سپاہیوں کیلئے جو فوج کیواسطے نہایت بیش قیمت مسالہ
تھے قابل اور تربیت یافتہ افسروں کی تقریباً مفقود تھے - اور وہ سپاہی اس فنون حرب میں باقاعدہ اور عملی طور پر مشاق بنائے جانے کو سخت محتاج تھے
انتظام کل کمزور تھا - [illegible] اور اون کل کے عہدہ داروں کے دماغوں میں کوئی گرفت نہ پائی جاتی تھی - توکل و قسمت کو ہر انہ
اعتقاد اور ہر وقت عالم تصور میں محو رہنے اور [illegible] کا جو کچھ تقاضا ہے اوسی کے حسب حال تمام کاروبار انجام پاتا تھا جرمن
افسروں کی نئی روح پھونک دینے والی مستعدی کی بدولت جس نے پندرہ برسوں کے اندر عثمانیہ فوج پر ترتیب - تیاری - تربیت اجتماع
اور انتظام کے متعلق یورپین فوجی دستور العمل کے ضروری اوزارات اور اصولوں کا نقش قائم کر دیا ہے - اور اوسے بر اعظم یورپ کی دیگر
افواج کی سطح کے بہت کچھ نزدیک پہونچا دیا ہے - سابقہ حالت بہت ہی بدل گئی ہے -

ویسے ملک میں جہاں افسر ہی یا آنکر کا کوئی ایک کمپنی تک کو چاند ماری کی مشق کرانے کیلئے یا ایک رسالے کو انگلستان مشق کیواسطے
باہر لیجانے کیلئے - سلطان کی اجازت کا حاصل کرنا ضروری ہو - اور یہ اجازت بہت دقت اور مشکل سے حاصل ہوتی ہو - اور جہاں اول درجہ کی
سادہ تحریریں اور بالکل صاف رپورٹوں کو پڑتال اور تنقیح میں بہت سا تضیع کیا جاتا ہو ایسے ملک میں ہر ایک قسمی مفید نتیجہ اس بات کا
[illegible] کہ ان سکے حصول کیلئے زیادہ محنت استقلال عقلمندی اور تحمل سے کام لیا گیا ہے - اس مشکل کام کو جرمن افسروں کی منصفانہ

مستقل مزاج و ثابت قدم اور جفاکش تھے جدوجہد سے ممکن بنا دیا۔ جن افسروں نے ایک اجنبی گورنمنٹ کو کار آمد خدمت دیکر گیا تھا ہی اپنے ملک کے لئے یہ نیکنامی حاصل کی کہ اوس کے فرزندوں کی ہمت و کوشش سے ایک طاقتور اور درست قوم کیلئے فوجی طاقت و فوجی [illegible] کا نیا دور شروع ہو گیا ہے۔

اس تمہید کے بعد مصنف لکھتا ہے کہ اوس نے یہ صفحات تاریخی کتاب کا کام دینے کی بجائے محاربہ کی فتح یا [illegible] حالات کا مختصر سا عام خاکہ کھینچنے کیلئے تحریر کئے ہیں۔ محاربہ مذکور پر مستند تاریخی کتاب لکھنے کا ابھی وقت نہیں آیا۔ چشم دید شاہدوں کی شہادتیں اور فریقین کے افسروں کے بیانات ایکدوسرے سے بہت مختلف بلکہ متضاد ہیں۔ اور مختلف معرکوں کے حالات و واقعات بھی ابھی تک بالتفصیل شائع نہیں ہوئے بناءً بریں تاریخی تحقیق و تدقیق اور باقاعدہ ترتیب کا کام ابھی شروع نہیں کیا جا سکتا۔ بعد ازاں وہ جرمن اور انگریز نامہ نگاروں کے تحریر کردہ حالات اور یادداشتوں سے اس کتاب کو مرتب کرنیکا ذکر کرکے اون نامہ نگاروں کی جفاکشی، تندہی سے اپنے فرائض کو سرانجام کرنے اور حتی الامکان انصاف کو مدنظر رکھنے کا اعتراف کرتا ہے۔ اور پھر لکھتا ہے کہ اوس نے ان واقعات کو ایک رشتہ میں پرو دیا ہے۔ تاکہ ناظرین کو محاربہ کا عام نقشہ اور اوس کے نمایاں پہلو معلوم ہو جائیں۔ اگرچہ اکثر واقعات کو سر ایشمیڈ نے بالتفصیل اپنی کتاب میں جس کا ترجمہ آگے مندرج ہے بیان کیا ہے۔ تاہم ہم نے اس جرمن مصنف کی کتاب کا پورا ترجمہ دیدیا ہے۔ تاکہ ناظرین کو حتی الامکان مکمل آگاہی اور واقفیت ترکی فوجکشی کا نامور اور یوروپین پالیسی سے متعلق ہوسکے۔ اس تمہید کے ساتھ ہی جس میں مصنف نے جرمنی کی ہمدردی کے چند وجوہات تحریر کئے ہیں ایک اور نامور جرمن مدبر کی رائے اس مسئلہ کے متعلق درج کر دینا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

اس مدبر کا نام ہز اکسیلنسی البرٹ وان شیفل ہے۔ جو سنہ [illegible] میں آسٹریا کے صیغہ تجارت کا وزیر تھا۔ اور اوس کے بعد وانا اور ٹوبنگن کی یونیورسٹیوں میں پولیٹیکل ایکونومی (سیاست مدن) کا پروفیسر رہا ہے۔ اسنے لنڈن کے ماہواری رسالہ فورٹ نائٹلی ریویو [illegible] میں جرمنی اور انگلستان کے باہمی تعلقات پر اوس عنوان سے ایک مضمون تحریر کیا ہے۔ کہ جرمنی انگلستان سے کیوں ناراض [illegible] ہے۔ اور پھر اس بیزاری کو بعد ازاں یونانیوں وغیرہ کے برخلاف جرمنی کی ترکوں سے ہمدردی ہونیکا بہت کچھ باعث قرار دیتا ہے۔ ناظرین کو یہ تو بتانے کی احتیاج نہیں معلوم ہوتی کہ انگلستان اور جرمنی کے تقریباً کل باشندے ایک ہی نسل سے ہیں یعنی سکیسن [illegible] مذکور لکھتا ہے کہ جرمنی اس قومی قرابت اور دونوں ملکوں کے اغراض کی یکجہتی کو جن کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ دونوں قومیں آپس میں متحد و متفق رہیں تسلیم اور اونکا احترام کرتی ہے۔ مگر انگلستان کی سردمہری بلکہ اوس کے [illegible] کبھی اتحاد نہ ہونے دیا۔ جو عرصہ سے ہیلیگولینڈ وغیرہ کو بالائے طاق رکھکر جرمنی کی تخریب کر [illegible] چھوٹی باتوں کی وجہ سے انگلستان سے ناراض نہیں ہے۔ کہ دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات اچھے نہیں [illegible] انگلستان کے گذشتہ جنگ [illegible] اخبارات [illegible] تحریر [illegible]

[illegible]

[illegible]

تنبیہ کو مخاطب کرکے کہا تھا کہ وہ اپنی نانی کی دانشمندانہ نصیحت کا خیال رکھے۔ لیکن [illegible] کی عملی روبہ انگلستان کی وہ پالیسی ہے
جو اسنے مقبوضات بعیدہ اور مشرق میں جرمنی کے متعلق اختیار کر رکھی ہے۔ اور جو عملی طور پر اوسی پالیسی کی مشابہ ہے جو سنہ [illegible] سے
پہلے پہلے لارڈ پامرسٹن کے زمانہ میں انگلستان کی تھی۔ اس پالیسی کا ایک بڑا اصول یہ تھا کہ کسیطرح جرمنی کو روس کیساتھ بھڑا
دیا جاوے۔ مگر جرمنی چونکہ بادشاہت کی بجائے شہنشاہت ہو جانیسے انگلستان کیلئے ایسا کرانا ناممکن ہو گیا ہے۔ اور خواہ ملکہ وکٹوریہ کی اولاد
بہت عرصہ پہلے سے ہی کیوں نہ شہنشاہ بیگم ہو جاتی۔ یا ۹۹ دن کی بجائے جو مرحوم قیصر فریڈرک کے مختصر عہد حکومت کی میعاد ہے۔ زیادہ عرصہ
ہی کیوں نہ شہنشاہ بیگم رہتی۔ وہ اس مدعا میں کامیاب نہ ہو سکتا۔ شہنشاہت کے قیام سے بعد فوراً ہی جرمن صنعت و حرفت اور تجارت ترقی
ہونی شروع ہو گئی۔ اور اس فروغ کو قائم رکھنے کیلئے جرمنی نے یورپ اور مقبوضات بعیدہ میں امن قائم رکھنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ جن
دونوں باتوں میں انگلستان نے اسے زک دینے کیلئے کمر ہمت چست باندھ لی۔ مدبر مذکور کے الفاظ بجنسہ حسب ذیل ہیں:-

مدت مدید سے انگلستان ہر جگہ ہماری کولونیل (مقبوضات بعیدہ کے متعلق) پالیسی کی مخالفت کر رہا ہے۔ اور چند برسوں سے ٹرکی
میں جو طریقے اوسنے اختیار کر رکھے ہیں۔ اونکا صرف یہی مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کل براعظم یورپ کو نقصان پہنچا کر خود تنہا فائدہ
اوٹھانے کیلئے دول یورپ میں عالمگیر جنگ مشتعل کرنیکی کوشش کر رہا ہے۔ اور اوسکی یہی چالیں ہماری ناراضگی کا باعث ہوئی تھیں۔ گذشتہ
چند برسوں سے وہ ان چالوں کی ریشہ دوانی میں ایسا منہمک ہو گیا ہے۔ کہ اونکی بدولت ہماری محبت کے کاسہ کا پیمانہ جو کبھی کنارہ تک
لبریز ہو رہا تھا۔ بلکہ چھلکا پڑتا تھا۔ بالکل الگ ہو گیا ہے۔ اور [illegible] کا جو ہمیں انگلستان کے ساتھ تھی اب ایک قطرہ باقی نہیں رہ گیا۔
[illegible] پیدا ہو جانے کی وجہ سے اوس میں کچھ ہو سکتا ہے۔ اور اوسوقت ظہور میں آیا جب کہ انگلستان نے آرمینیا کو بہانہ بنا کر ایک
[illegible] کے رسولوں کی تاریخ میں [illegible] کتابوں کے [illegible] نام دیا گیا ہے۔ جابجا ایسی سازشیں اٹھیں جن کا مدعا کل براعظم
یورپ میں جنگ کے شعلوں کو مشتعل کر دینے کا تھا۔ تاکہ وہ اکیلا اس عالمگیر تباہی سے فائدہ اٹھائے۔ اوسکی ان کارروائیوں سے کل دنیا
[illegible] یقین کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ [illegible] پر مبنی تھا یا کہ غلطی پر کہ انگلستان جاریہ کر [illegible]
[illegible] کرنا چاہتا تھا [illegible] فرانس کو اپنا ساتھی
[illegible] کی کوشش شروع کی۔ تاکہ اسطرح سے وہاں
[illegible] مطلع سے فائدہ اوٹھا کر خود

[illegible] ہو گیا تھا۔
[illegible]
[illegible]
[illegible] انگلستان کی
[illegible]

اپنے چال ستمد میں پھیکا دست ہے اور شکار کی بے انتہا اقتدار حاصل کرلے۔ انگلستان کا یہ عام رویہ مشہور رہا ہے۔ کہ وہ صاحب یعنی خود سپہ گر آڑ میں اپنے پولیٹیکل مطالب نکالا کرتا ہے۔ انگلستان کی چالوں پر پیشتر اور بھی کوئی شخص نہیں ہے کہ ایسا علانیہ زبان مدبر مسلسل نظارہ کرتا رہا تھا۔ اور چونکہ ہم تعلیم یافتہ یورپ کو یہ ہے کہ انگلستان صلیب کی آڑ میں پولیٹیکل کارروائی کر رہا ہے ہمیشہ شرمی ریاکاری کی بو آجاتی ہے مذکورہ صد تیقن با آسانی و سرعت تمام دنیا میں پھیل گیا۔ مگر اس مرتبہ انگلستان کی چال خطا گئی اور سے اپنے حریف کی [illegible] کا درست اندازہ نکیا۔ اور وہ یہ نہ سمجھا کہ سن ۱۸۷۸ء سے بعد ایسی ایسا یہ چال کا کارگر ہونا ناممکن ہوگیا ہے لیکن جب جرمنی نے دیکھا کہ باوجود یہ انگلستان اپنی ضد سے باز نہیں آیا۔ اور متواتر ناکامیوں شکستہ دل نہ ہوکر برابر تین سالوں سے اپنی چال پر قائم ہے تو اوس کی آزردگی اس حد تک پہونچ گئی کہ اوسنے جرمنی کے دل میں اوس شخص کی ہمدردی پیدا کردی جسے گلیڈسٹون نے جو تمام انگریزی مدبروں کی نسبت جرمنی میں بہت ہی کم ہر دلعزیز تھا۔ ایکدفعہ یہ بلیڈ نکوپشن کا قاتل کہا تھا۔ اور جب ارمنیوں کو سلطان کے پنجہ میں دیکھنے کی متواتر ناکام کوششوں کے بعد انگلستان آخر کار کریٹیوں اور یونانیوں کا حامی ہوا۔ تو جرمنی ان لوگوں سے بھی متنفر ہوگئی۔ اونکی قومیت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ انگلستان کی حمایت میں چلے گئے تھے۔ اور اونکے فسادی مشغلوں کے اٹھانے والے بن گئے تھے "

ترکوں کے مشہور بہی خواہ اور منصف مزاج رہنما نبیہ اور عاقبت اندیش مدبر و ممبر پارلیمنٹ انگلستان سر ایشمیڈ بارٹلٹ جو اپنی کتاب محاربات تھسیلی کو جس میں کہ اوس جنگ کے علاوہ اونکے ذاتی مشاہدات چشم دید واقعات اور معلومات وسیعہ بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں۔ شیخ۔ بے نظیر منتظم و با نظام جیوش و ثابت قدم و مستقل مزاج عساکر مظفرہ و قاہرہ عثمانیہ کو جس نے اپنی شجاعت و بہادری اور استقلال سے اپنے ملک کی اوس کے اعدا سے بارہا مدافعت و حفاظت کی ہے۔ ڈیڈیکیٹ کرتے ہیں۔ بالفاظ ذیل کتاب مذکور کا دیباچہ اور جنگ کی اصل قدر و منزلت کی متعلق اپنی رائے ظاہر فرماتے ہیں :-

دیباچہ تحریر کردہ سر بارٹلٹ

سر موصوف اپنی کتاب کے مقاصد بایں الفاظ بیان کرتے ہیں :- اس کتاب کے تحریر کرنے سے میرا زیادہ تر مدعا اون ذاتی تجربوں کی جو محاربہ تھسیلی میں مجھکو اور میرے بیٹے کو پیش آئے۔ اور پھر بعد ازاں ایتھنز اور قسطنطنیہ جانے کے حالات کی داستان تحریر کرنا ہے۔ تھسیلی میں ہم نے ترکی سپاہیوں کو کئی جنگ میں لڑائی کرتے دیکھا۔ اور ہر وقت سفر و قیام میں فوج کے ساتھ رہے۔ اور ہمیں کامل مشاہدہ اور تجربہ سے عثمانیہ افواج کی بہادری اور قدامت کی ہی نہیں بلکہ اون کی رحمدلی۔ حسن اخلاق۔ عمدہ چلن اور قابل تعریف با انتظامی اور فرمانبرداری کی پوری پوری قدر و منزلت اچھی طرح سے معلوم ہوگئی ہے۔

ہم تھسیلی میں وردہ علونا سے [illegible] اور [illegible] کوہ اولمپس اور اوس کی برف پوش چوٹیوں - دریا [illegible] [illegible] وادی ٹمپے کے [illegible] میدانوں کو دیکھا ہے کیونکہ اوپر شاندار کوہی پشتوں کو جو چاروں طرف سے تھسیلی کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ دیکھکر حیرت [illegible]

سلطان پھیکنے جنگ بہر قیمیا لینے ارمنیوں کو شکست [illegible] جرمنی [illegible] کہ [illegible] ہو اور [illegible] سلطنت قائم کرلی تھی

[illegible] بادشاہ اور [illegible] سٹاف (ارکان حرب) اور دیگر درجہ کے افسر سب ہمارے ساتھ نہایت احترام اور شفقت و نوازش سے پیش آتے مسافروں کے ساتھ ترکی خصوصیت ہے [illegible] اعلیٰ کل ایسا مسافر پرورانہ سلوک کرتے ہیں اور ایسی مہربانی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں کہ عثمانیہ فوج کے ساتھ جانے اور اُس میں رہنے سے طبیعت ہر وقت باغ باغ رہتی ہے۔

یونانیوں کے ساتھ جانے کا ہمیں بہت کم اتفاق ہوا تاہم اون کے جنگی جہازوں پر ہمارا غیر اختیاری اور اضطراری طور پر پہنچنا [illegible] واقع تھا اُس کی بدولت ہمیں کئی خوش اخلاق یونانی افسروں سے شناسائی پیدا کرنے۔ انہیں کی شان و شوکت اور [illegible] دیکھنے اور شاہ یونان کی آرا اور خیالات سننے کا موقعہ ملگیا۔ یونانیوں نے ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہ کیا جس سے ہمیں کسی طرح کی شکایت ہو سکتی۔

ایک لحاظ سے جو معاملہ ہمیں پیش آیا وہ غالباً عجیب و بے مثال تھا۔ واقعی رزم آرائی کے دوران میں اور تین دن کے عرصے میں ہمیں دونوں جنگ کنندہ فریقوں کے فرمانرواؤں (سلطان معظم اور شاہ یونان) کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ علاوہ بریں دونوں ملکوں کے وزرائے اعظم اور سربرآوردہ مدبرین سے بھی ہماری ملاقات اور گفتگو ہوئی۔

تھسلی [illegible] اور قسطنطنیہ میں جہاں ہم نے اپنی مختصر مگر پر ماجرا اقامت کے دوران میں جو کچھ دیکھا اور سنا۔ اُس سے میرا یقین [illegible] پہنچ گیا کہ سلطنت عثمانیہ کے متعلق انگلستان کی قدیمی پالیسی بالکل درست اور ضروری پالیسی ہے۔ دنیا کے مقتدر ترین اور اعظم [illegible] اسلامی [illegible] کے ساتھ دوستانہ روش کو چھوڑ کر مخالفت کی پالیسی اختیار کرنے سے انگریزی اغراض اور نیز ان اقوام کے حق میں جنکی تائید و امداد کا انگلستان نے بیڑہ اٹھایا۔ نقصان کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔ ہمارے حق میں یورپ اور ایشیا دونوں جگہ اور [illegible] کہ ہندوستان میں اس منحوس پالیسی کا یہی نتیجہ ہوا ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے سلطنت عثمانیہ کے ساتھ دوستی و رفاقت کا سلسلہ اختیار رکھنا اس ملک (انگلستان) کے لیئے اشد لازمی ہے۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کی یہی پالیسی تھی۔ عسکری۔ قومی جنسی اور سیاسی ضرورت [illegible] ایسی مسئلہ کی مقتضی ہے۔ اور اگر ہم سخت ترین خطرات اور فلاکتوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو اسی پالیسی کو پھر لازمی طور پر اختیار کرنا پڑیگا۔

میں دست انجنیران (استحکام بلا بعدی) کے لفٹننٹ کرنل [illegible] کا جنہے مجھے محاربوں کے نقشوں اور پلینوں کی ترتیب و تیاری میں مدد دی [illegible] اور مسٹر [illegible] کی قابل تعریف کتاب مع عساکر عثمانیہ کے ہمراہ [illegible] میں [illegible] اور نیز اخبار سٹینڈرڈ۔ ڈیلی نیوز اور راسٹر ایجنسی کا [illegible] شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنے خطوط و مراسلات سے کام لینے کی اجازت دی۔

اس کتاب کا بہت سا حصہ دو مہینے پہلے لکھا جا چکا تھا۔ مگر بوجوہات چند در چند اس کی اشاعت میں توقف ہو گیا۔ جسکا مجھے افسوس ہے۔ اگست ۱۸۹۷ء [illegible] ایس۔ ایشمیڈ بارٹلٹ ۔

تھسلی کی حقیقی قدر و منزلت

[illegible] کا مدار روم و یونان کوئی بہت بڑا جنگ نہ تھا۔ جس کے آرائی یکطرفہ رہی۔ اور [illegible] سخت نہ تھی۔ شریک کارزار آدمیوں کی تعداد

چنداں زیادہ نہ تھی۔ اور طرفین کو کثیر نقصانات برداشت نہ کرنے پڑے۔

جنگ صرف ایک مہینہ تک رہی۔ اور اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یونانی تھیسلی سے نکال دئے گئے۔ اور تھیسلی کے تمام زرخیز علاقہ پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا۔ اپائرس کے صوبہ کی لڑائی کوئی ایسی اہم اور نتیجہ خیز نہ تھی۔ اس علاقہ میں فریقین اختتام جنگ پر قریباً قریباً انہیں مقامات پر قابض تھے جنپر کہ وہ لڑائی کے آغاز کے وقت تھے۔ بنا بریں محاربہ روم و یونان جو ۱۸۹۷ء میں ہوا بلحاظ اپنے فوری نتائج اور معرکہ آرائی کے کچھ ایسا اہم اور وقیع نہ تھا۔ تاہم تھیسلی کے اس محاربہ کی حقیقی اہمیت اور اوس کے پولیٹیکل نتائج اوس سے بدرجہا زیادہ اہم اور دور رس اثر ڈالنے والے ہیں جیسا کہ اونکی نسبت واقعی معرکہ آرائی سے قیاس کیا جا سکتا ہے۔

اتحاد اسلامیہ یہ محاربہ اوسی دوامی مسئلہ مشرق کے نشو و نمائے عظیم کا ایک جزو ہے جس سے انگلستان کو نہایت گہرا تعلق ہے۔ اہم دلچسپ سلطنت عثمانیہ کی تاریخ اور دول عظام کی اتحادی و اجتماعی تجاویز و کارروائیوں میں محاربہ مذکور ایک حیرت انگیز واقعہ ہے۔ جو شاید قطعی فیصلہ کن بھی ثابت ہو جائے۔ اس سے دنیا کو کروڑہا مسلمانوں کے طریق عمل اور خیالات و روش پر بہت گہرا اور نہایت ہی زبردست اثر پڑا ہے۔ اور ان واقعات سے جو حال میں ترکی میں ظہور پذیر ہوئے نتیجہ پیروان اسلام میں پھر اوسی یک جہتی اور اتحاد و ارتباط کا عام خیال پیدا ہو گیا ہے جو عرصہ دراز سے اونمیں ناپید و مفقود چلی آتی ہے۔ اس کی اغراض کہ تحصیل میں جو فتوحات حاصل ہوئی ہیں اونسے اوس خیال و خواہش میں جو اپنی طاقت کو مجتمع اور یکجا کرنے کی مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہے نئی جان پڑ گئی اور اوسے بہت تقویت پہونچ گئی ہے۔ انگلستان اور سلطنت برطانیہ کیلئے اوس اسلامی بیداری و حیات نو کی مستقبل رفتار جیسی کچھ اہم اور غور طلب ہے۔ اوسکا اندازہ اوس پوزیشن اور منزلت پر جو ہمیں ہندوستان میں اس وقت حاصل ہے نہایت ہی سطحی طور سے بھی نظر ڈالنے سے بآسانی ہو سکتا ہے۔ ہماری اوس مدبرانہ اور رحیمانہ حکومت کی جس نے انگریز اور عجیب و غریب عمارت اور ڈھانچ میں جو وہاں باختیار مختلف المذاہب و مختلف النسل اقوام پر قائم ہے۔ بلکہ سلطنت کی خاص بنیت نہایت ہی کارآمد اور سب سے زیادہ جنگی اوصاف رکھنے والی رعایا میں سے چھ کروڑ سے زیادہ مذہب اسلام کی تابع اور پیرو ہیں۔ یہی نہیں۔ وہ نامور اور بیدار مغز فرمانروا جو ہندوستان کے شمال مغربی پہاڑوں پر قابض ہے وہ پہاڑ کہ جن کے راستہ سے ہی ہندوستان کے تمام فاتحان عظیم اوس کے زرخیز و زرریز میدانوں میں داخل ہوئے ہیں۔ وہ مرد اور بھی بڑا پکا اور راسخ القدم صادق مسلمان ہے۔ اور وہ کون ہے؟ عبدالرحمٰن خان[1]

[1] ضیاء الملت والدین امیر عبدالرحمٰن خان والی دولت خداداد افغانستان و خراسان کی مستند سوانح عمریاں ملک میں شائع ہو چکی ہیں۔ اس لئے اونکے حالات یہاں تحریر کرنیکی احتیاج نہیں۔ البتہ یہ ذکر کر دینا بیجا نہ ہوگا کہ جیسا کہ پہلے بھی کبھی مترجم حامد وزنی مشہور کیا اس ترجمہ کرتے ہیں۔ ۱۵ فروری ۱۸۹۹ء اس اولوالعزم فرمانروا کی وفات کی خبر منتشر ہوئی۔ جو بعد میں بے بنیاد ثابت ہوئی۔ تاہم یہ ایسا راستہ ہے کہ اوس سے کسیکو چارہ نہیں اور امیر عبدالرحمٰن بھی آخر ایک دن اوس راستہ کو اختیار کرلینگے۔ مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ افغانستان کو استحکام اور فوجی ترقی و تہذیب پھیلانے اور انہیں حفاظت ملک و حریت قومی کی پوری پوری قابلیت پیدا کرنیکی کام امیر کی بیشمار ... [illegible] ... اور عام آزادی اور ... [illegible] ... مترجم و مولف

ترکی اتحاد کی ضرورت وقت

محاربہ بلقان اور اوسکے متعدد واقعات سے ایک اور قابل غور اور اہم نتیجہ یہ مترتب ہوا ہے کہ ٹرکی سے خوبی اتحاد کرنیکے لئے روس اور جرمنی میں زبردست رقابت پیدا ہوگئی ہے۔ اس محاربہ سے ایک یہ امر بھی واضح ہوگیا ہے کہ قسطنطنیہ میں انگلستان کا اقتدار بہت ہی کم ہوگیا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہیں ہو سکتا کہ بالکل ہی زائل ہوگیا ہے۔ جرمنی نے دور اندیشی سے کام لیکر ترکی سلطنت کی حفاظت و تائید کا پہلو اختیار کرلیا۔ اور اس طرح اوسنے اپنا دوست بنالیا۔ اسکے برعکس ہمارا شعار ترکوں اور ہر ایسی چیز کو جس سے اونکا تعلق ہو اندہا دہند سب و شتم اور طعن و تشنیع کرتے رہنا ہے۔ روس قسطنطنیہ میں جرمنی کے مقتدر ہو جانے کو بنظر رشک دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ روسی ادہر بہت پہلے تاک لگائے بیٹھے۔ کہ ٹرکی کا میدان خاص اونہی کیلئے وقف اور مخصوص ہو چکا ہے۔ اس شکارگاہ میں کوئی اور قدم رکھنے کا مجاز نہیں۔ بہرحال جرمنی نے ٹرکی سے ایسا تعلق پیدا کرلیا ہے کہ یورپ میں عالمگیر جنگ برپا ہو جانے کی صورت میں وہ شاندار عثمانیہ فوج کی تائید و امداد ملنے پر پورا پورا بھروسہ و اعتماد کرسکتی ہے اور اس اتحاد کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ جنگی طاقت کے لحاظ سے جرمن سلطنتوں (آسٹریا و جرمنی) کو اپنے اہم رقیبوں روس و فرانس کے مقابلہ پر بہت فوقیت اور غلبہ حاصل ہوگیا ہے۔

ہمارے (یعنے انگلستان کے) لئے ترکوں کی جنگی طاقت اور مسلمانوں کی دوستی اور نیک ظنی جیسی کچھ کارآمد فائدہ مند اور اہم ہے اوس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ انہی وجوہات کے باعث اور نیز دوسرے بیش بہا خدمت کی وجہ سے بھی جو سلطنت عثمانیہ قسطنطنیہ اور دار بنائے باسفورس و ڈاردانیلز کے محافظ کی حیثیت سے اس ملک (انگلستان) کی اغراض و مفاد کی کررہی ہے۔ اس کتاب کا نویسندہ ہمیشہ ٹرکی کے حکمران اور ترکی حکومت کے طریق عمل پر نکتہ چینی کرتے وقت اعتدال و صداقت اور پوری پوری سچائی کو مدنظر رکھنے کی ضرورت پر اصرار کرتا رہا ہے سلطان المعظم لاکھوں مردان جانباز اور سپاہ جان نثار کے ہی مالک نہیں ہیں۔ وہ خلیفۃ المسلمین بھی ہیں۔ ترکوں اور مذہب اسلام کے ساتھ انصاف کو مدنظر رکھنا اخلاقاً اور اتفاقاً ہی واجب و درست نہیں۔ انگریزوں کیلئے جو ایک وسیع اسلامی علاقہ پر حکمران ہیں۔ ایسا کرنا قرین مصلحت اور اشد ضروری بھی ہے۔

جھوٹی ہمدردی

بدقسمتی سے اس ملک کے اخبارات اور مدبرین کے ایک حصہ نے جن کی جماعت صرف ریڈیکل (اشد آزاد) فریق تک ہی محدود نہیں رہگئی۔ حزم و احتیاط و مصلحت اور ساتھ ہی صداقت و درستی کے لوازمات اور ملحوظات کو بر سر طاق رکھکر سلطان المعظم اور اونکے وزراء اور اہلکاروں کے برخلاف ایسی سفیہانہ طعن و تشنیع اور بدزبانی اختیار کرلی ہے۔ جس کی پہلے کوئی نظیر موجود نہیں۔ مگر اوس جھوٹی ہمدردی۔ اور مظالم فرضی کو جسے متعدد صدر مدبرین اور اخبارات نے اپنا شعار بنا رکھا ہے کو میں ہمیشہ مطعون کرتا رہتا ہوں۔ لیکن اس سے میری مراد وہ واجب و معقول ناپسندیدگی نہیں۔ جو اون قتال قبیحہ پر جن کا ارتکاب ۱۸۹۵ء کی آخری تین مہینوں میں آرمینیا میں ہوا تھا۔ ظاہر کیگئی تھی۔ اس ملک میں دسمبر ۱۸۹۵ء کے بعد کے دس مہینوں میں بغاوت ساسون اور اوسکے انطفا کے متعلق بالکل فرضی اور اخبارات کی من گھڑت کہانیوں کی بنا پر نہایت ہی قبیح اور از حد بیباکانہ بدزبانی اور طعن و تشنیع سے کام لیا گیا۔ حالانکہ ان کہانیوں کی اول تو بالکل کچھ حقیقت و اصلیت ہی نہ تھی۔ یا تھی۔ تو بہت ہی خفیف اور کمزور

مظالم فروشی اور جھوٹی ہمدردی وذلت سے میری مراد یہ دو چیزیں ہیں۔ اول کسی قوم یا دولت پر ایسے مظالم کا الزام لگانا۔ جن کا کوئی وجود نہو۔ اور دوم یہ کہ اس غلط جور وجفا سے اس ملک میں وشہر بندی کے اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے کام لینا۔ تو ہمیوں نے سلطان المعظم۔ ترکی گورنمنٹ۔ ترکی فوج اور عثمانی قوم پر ان موہومہ مظالم کی بدولت جنکی نسبت بیان کیا جاتا تھا۔ کہ انسے بغاوت سامسون کو انطفا میں کام لیا گیا۔ مگر درحقیقت انکا اطلاقاً کوئی وجود ہی نہ تھا۔ انگلستان میں نہایت سختی اور درشت کلامی سے حملے کیئے گئے۔ اور تتبع جسکے گویا کل حالہ یہ تھا کہ آرمینیا میں بغاوت ہوگئی اور اوسکے فرو کرنیمیں کلہم ۳۰۰ آرمینوں کی۔ یا نہایت ہی مبالغہ آمیز روایات کے مطابق پانچ ہزار آرمینوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ اس معاملہ کو بڑھا بڑھا کر مکروہ ترین قسم کے مظالم کے پیرایہ میں ظاہر کیا گیا مشہور کیا گیا کہ تین لاکھ آرمینی ان مظالم کی بھینٹ چڑھے۔ ان مہیب مظالم کا درحقیقت کہیں نام ونشان موجود نہ تھا۔ یہ روایتیں محض من گھڑت اور خیالی تھیں اور اوس دولت عظیمہ کی تنخواہ دار گماشتوں نے اونہیں مشہور کیا تھا۔ جو سلطنت عثمانیہ کی بربادی کے درپے سامان کرتی رہتی ہے۔ اور پھر اس بربادی سے انگلستان کی سلطنت کو مہلک ضرب وصدمہ پہونچانیکا عزم رکھتی ہے۔ ایشیا اور کوچک میں خوفناک کارروائیاں کیگئیں۔ مگر یہ آرمینیا کے متذکرہ صدر واقعات سے بعد میں کیگئی تھیں۔ اور اونکا باعث زیادہ تر وہ تحریک تھی جو انگلستان میں برپا ہوگئی تھی۔ اس جھوٹی ہمدردی اور رقیق القلبی نے ترکی کو تو جو نقصان پہونچایا سو پہنچایا۔ آرمینیوں کو ترکی سے زیادہ اور خود انگلستان اور اوس کے اغراض سے بڑھکر نقصان پہونچایا۔ اور یہی وہ جھوٹی اور نقصان رساں مظالم فروشی ہے جسے مطعون کرنا واجب ہے۔ اون مہیب واقعات پر جو گذشتہ سالوں کے اخیر میں ایشیا اور کوچک میں ظہور پذیر ہوئے۔ میں بھی دل سے متاسف ہوں۔ چنانچہ جب جنوری گذشتہ ۱۸۹۶ء میں مجھے سلطان المعظم کے حضور باریابی اور مکالمہ کا شرف حاصل ہوا۔ تو میں نے بیباک ہوکے صاف صاف جلالتمآب کی خدمت میں عرض کر دیا۔ کہ ان افعال نامناسب سے انگلستان پر بہت برا اثر پڑا ہے اور مناسب ہے کہ ذات ستودہ صفات شہنشاہی ایسے افعال کو پھر دوبارہ نہ ہونے دینے کیلئے سخت ترین وسائل سے کام لینے سے دریغ نہ فرمائے۔ یہ سنکر جلالتمآب نے وہ کل اصلاحات وتدابیر جو بالتفصیل بتائیں جو اسی غرض کیلئے اونہوں نے اس مکالمہ سے پہلے کا ہی عملدرآمد شروع بھی کر دیا ہوا تھا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ ان تدابیر سے کامل یقین ہے کہ امن وامان اور رعایا کی جان ومال کی حفاظت کے متعلق نتیجہ مطلوبہ بہتر شکل میں ہو جائیگا ٭

مسلمانوں کو اشتعال

پیشتر اس کے کہ ایسے الزامات کے لئے کوئی معقول وجہ موجود ہو سلطان المعظم اور اونکی عمال کی نسبت نامناسب ... بدزبانی شروع کر دیئے جانیکا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف سلطنت عثمانیہ کو

[illegible]

[illegible]

سرکاری حلقوں اور ملازموں کی جماعتوں میں ہی نہیں بلکہ مسلمان آبادی کے طبقہ عامیان میں بھی نہایت سخت ناراضگی کا جوش پھیل گیا۔ اور عثمانلی قوم میں کچھ عرصہ سے جو یہ خیال پیدا ہو گیا ہوا تھا کہ عیسائی طاقتوں نے جنکا سرغنہ اور پیش قدم انگلستان بنا ہوا ہے۔ عثمانیہ حکومت کی بربادی اور مذہب اسلام کی بیخکنی کیلئے خوب گہری اور عالمگیر سازش کر لی ہے۔ اوسے اور تقویت پہونچ گئی یہ خیال انقلاب چاہنے والے ارمنی سازشیوں کی متواتر اشتعالدہیوں سے جو اونکے ذریعہ سے ترکوں کو سختی کے ساتھ ترکی بترکی جواب دینے پر مجبور کرکے (باعانت دول اجنبیہ) پولیٹیکل آزادی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور مشتعل ہو گیا۔ اور اس آگ پر جو پہلے ہی بھڑک اوٹھنے پر تیار تھی ہمارے سفیر متعینہ قسطنطنیہ کی نامبارک غلطیوں۔ روس اور فرانس کے ہاتھ میں اوسکی کٹ پتلی بنجانے اور بالآخر اوسکی ناقابل عمل اور آبادی کے سب سے بڑے عنصر یعنے مسلمانوں کو برافروختہ کرنے والی مجوزہ اصلاحات سے جو اگست ۱۸۹۶ء میں پیش کی گئی تھیں اچھی طرح تیل پڑ گیا۔ ترکوں کی سرشت اور کیرکٹر اور مذہب اسلام کی نسبت خواہ کچھ ہی رائے کیوں نہ قائم کیجائے ایک باحیثیت اور غالب و حکمران قوم و مذہب سے ایسی توقع رکھنا کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر اپنے صدیوں کے غلبہ اور فوقیت سے دست بردار ہو جائیگی خود انسانی فطرت اور سرشت کی نقیض ہے۔ ترکوں کو غیظ و غضب کی میگزین میں ارمنیوں کی اوس مجنونانہ اور سخت نقصان رساں حرکت سے جس کے ستمبر ۱۸۹۶ء میں کو وہ قسطنطنیہ میں مرتکب ہوئے چنگاری پڑ گئی۔ تاریخ مذکور دو ہزار مسلح ارمنوں نے بنک کیخلاف بارادۂ بد لوٹنا شروع کیا۔ اور اوس پولیس افسر کو جس نے اونہیں رنگ جانی کی آشتی و ملاطفت سے نصیحت کی قتل کر دیا۔ اور اوس کے بیس سے زیادہ ماتحتوں کو بھی گولیوں کا نشانہ بنا دیا۔ خاص دار الخلافہ میں اپنے خلیفۃ المسلمین اور شہنشاہ کے برخلاف ایسی دلیری اور جسارت کا ارتکاب دیکھکر [illegible] کوچک کر تمام مسلمان باشندوں میں غیظ و غضب کی لہر برق سرعت کے ساتھ دوڑ گئی۔ اور ۱۸۹۵ء کے باقیماندہ تین مہینوں میں ارمنی آبادی پر جو تباہی و مصیبت وارد ہوئی وہ اوسی تمرد و عصیان کی جوابی کارروائی تھی۔

مشرقی مسئلہ جہاں تک انگلستان کا تعلق ہے۔ دو بڑے عناصر پر مشتمل ہے۔ اونمیں سے ایک ہمدردی انسانی سے تعلق رکھنے والا عنصر ہے۔ یعنے مذہبی و قومی مخالفتوں اور عنادوں کے مشتعل اور بے قابو ہو جانے کے خوفناک خطرہ پر مبنی ہے جو سلطنت عثمانیہ کی مختلف الجنس و الملت رعایا اقوام کے دلوں میں ایک دوسرے کیطرف سے راسخ ہے۔ یہ خطرہ انگلستان کی گذشتہ مدبروں کی ہر وقت مد نظر رہتا تھا۔ اور اب سے کچھ عرصہ پہلے تک کے مدبرین اور اہل الرائے کی جم غفیر نے بھی اسے کبھی نظر انداز نہ کیا تھا۔ دوسرا عنصر جو انتہا اہمیت ہے جو یورپین طاقتوں کی موازنہ قوت اور بالخصوص انگلستان کی مشرقی سلطنت اور اوسکی بحری فوقیت قیام کے متعلق قسطنطنیہ اور اوسکی آبناؤں کو حاصل ہے قسطنطنیہ اور آبناؤں کا روس کے قابو اور اقتدار میں ہونا بحیرہ روم میں انگلستان کے بحری غلبہ کی بیخ کنی کے مرادف ہوگا۔ اور بحری اقتدار کی شکست کیساتھ ہی مصر [illegible] اور بالغلب وجہ ہندوستان بھی [illegible] ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ روسی اقتدار کا تو یہ نتیجہ ہوگا۔ اور اگر قسطنطنیہ پر روس کا قبضہ ہو جائے تو روس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ [illegible] اور [illegible] جس سے ترکی [illegible] روس کے [illegible] میں پھیلا جائیگا۔ اور [illegible] جا دیگی اگر [illegible] ہندوستان [illegible]۔

گزشتہ تین برسوں سے ریڈیکل فریق نے ان دونوں نہایت اہم عناصر کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے صرف اسی فریق نے نہیں۔ بلکہ مزید افسوس اور خطرہ اس امر کا ہے۔ کہ یونینسٹ[51] (متحدہ فریق) کے حصہ کثیر کا بھی یہی طریق عمل رہا ہے ٭

میدانِ جنگ کو جانے کی وجوہات

ایسٹر[52] کے تیوہار کی تقریب پر جب پارلیمنٹ کا اجلاس حسب معمول ملتوی ہوا تو ان تعطیلوں نے مجھے میدان کارزار کو جو ٹرکی اور یونان میں گرم ہو رہا تھا جانے کا موقعہ ملگیا۔ اور میں نے اوس سے باشتیاق تمام فائدہ اوٹھایا۔ میرے جانے کی چار وجوہات تھیں۔ میں عثمانیہ فوج کی اصلی حالت۔ اوسکی جنگی طاقت و انتظام اور اوسکے افسروں کی سپہ سالارانہ قابلیت اور لیاقت کا مشاہدہ کرنا چاہتا تھا۔ اور یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ ترکوں کا طریق عمل دشمن کے ملک میں کیسا رہتا ہے۔ اور وہ اپنے مغلوب عدو سے کیسا برتاؤ کرتے ہیں۔ میرے دل میں یہ خواہش دمتاثر ہے زور شور سے موجزن تھی۔ کہ جہانتک میرے مقدور میں ہے میں اس لڑائی کو مختصر اور دونوں ملکوں کی قوموں میں جن کی ذاتی بہتری و منفعت کا ہر ایک پہلو اس بات کا مقتضی ہے کہ وہ دشمن بنکر نہیں بلکہ آپس میں دوست ہوکر رہیں صلح کرا دینے کی کوشش کروں۔ چوتھی وجہ جو میری نگاہوں میں سب سے زیادہ موثر اور باوقعت تھی یہ زبردست تمنا تھی۔ کہ محاربہ میں جو علم و تجربہ مجھے ہوگا اوس کی بنا پر میں بنیاد سلطنت عثمانیہ سے دوستی و رفاقت کی قدیمی اور لازمی مسلک کی تائید اپنے ملک میں پہلے سے زیادہ عمدگی اور قابلیت سے کرسکوں۔ مخالفانہ دباؤ کی بجائے ٹرکی کو دوستانہ فہمایش کرتے رہنے کی پالیسی کی میں ہمیشہ سے تائید کرتا رہا ہوں۔ انگلستان کے مدبروں کی قدیم الایام سے یہی[53] پالیسی چلی آتی ہے۔ پچھلے تین برسوں سے مخالفانہ دباؤ کی جو پالیسی اختیار کی گئی ہے اوس سے ٹرکی میں کسی قسم یا مقصد کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ برعکس ازیں اس نے بے انتہا نقصان پہنچایا ہے۔ اس نے ٹرکی میں بہت سی تباہی اور فلاکت برپا کی۔ انگلستان اور ٹرکی میں مغائرت پیدا کر دی اور انگلستان کے اقتدار اور رسوخ کو بہت گھٹا دیا

---

۵۱ یہ فریق لبرل اور کنسرویٹو مدبرین کے اتحاد سے جو کئی باتوں میں متفق تھے پیدا ہوا ہے۔ اس کی بنا آئرلینڈ کو حکومت خود اختیاری عطا کرنے کے مسودہ قانون سے جسے مسٹر گلیڈسٹون نے پیش کیا قائم ہوئی۔ کنسرویٹو فریق تو اس تجویز کا لازمی طور پر مخالف تھا۔ کئی لبرل بھی اس مخالفت میں اون سے ہمراے ہو گئے۔ اور ۱۸۸۶ء سے یہ ایک نیا فرقہ پیدا ہو گیا۔ اس وقت وزارت اسی فریق کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے کئی رکن مسٹر چیمبرلین و مسٹر گوشین وغیرہ لبرل یونینسٹ اور لارڈ سالسبری وغیرہ کنسرویٹو یونینسٹ ہیں ٭

۵۲ عیسائیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ اس دن مسیح علیہ السلام قبر سے زندہ ہو کر آسمان پر گئے تھے۔ اس دن کی تعیین قمری حساب سے اس طرح کیجاتی ہے۔ کہ جو قمری مہینہ ۲۱ مارچ کو یا اوس سے بعد شروع ہو۔ اوسکی چودہویں تاریخ سے بعد جو پہلا اتوار آتا ہے وہ ایسٹر کا دن ہوتا ہے۔ عیسائیوں کے ہاں ایسے تمام تیوہاروں کی تعیین جنکے لئے شمسی حساب سے تاریخیں معین نہیں۔ اسی ایسٹر سنڈے کی تاریخ سے کیجاتی ہے ٭

۵۳ مگر یہ پالیسی قدیم الایام سے بلا غرض چلی آتی ہے۔ اور اوس میں کوئی ذاتی منفعت مد نظر نہیں رکھی گئی تھی۔ اس پر سیاسیات حکومت اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں جا بجا مفصل بحث کیگئی ہے ٭

(مؤلف)

فصل دوم

محاربہ کی اصل وجہ اور اوس کا سبب

بقول جرمن افسر جنگ روم و یونان کا پیش خیمہ جس نے کئی برسوں کے بعد پھر ایک دفعہ یورپ کے امن میں خلل ڈالا۔ کریٹ کی بغاوت تھی اِس بغاوت سے ٹرکی اور یونان میں وہ آتش عناد پھر بھڑک اوٹھی جو اگرچہ دس برسوں سے زیادہ عرصہ سے بظاہر سرد ہوئی تھی مگر گذشتہ ۱۸۸۱ء کی معاہدہ صلح کے انعقاد کے وقت سے بیرونی سطح کے نیچے ہی نیچے برابر سلگ رہی تھی۔ اِس معاہدہ کی شرائط کے رو سے تھسلی اور اپائرس پر یونان کے دعاوی کو ایک حد تک تسلیم کیا گیا تھا۔ مگر ان صوبوں کی واقعی حوالگی کا کوئی اشارہ نہیں کیا گیا تھا۔

۱۸۸۰ء میں ترکی یونانی مسئلہ پھر تازہ ہوا۔ اور ثالث دول عظام اور باب عالی میں کسیقدر طویل نامہ و پیام کے بعد قسطنطنیہ میں کانفرنسیں منعقد کیگئیں۔ ان کانفرنسوں میں طول طویل مباحثے ہوئے جن میں ٹرکی کی یہ کوشش تھی کہ جہاں تک ممکن ہو کم سے کم علاقہ دے۔ اور یونان کی یہ تھی کہ جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ لے۔ حتےٰ کہ آخرالذکر اپنے مطالبات کی تائید اور اون کو زبردستی منوانے کیلئے اور اون اضلاع کو جو دریا سالامبریا کے جنوب میں صوبہ تھسلی میں اور دریا آرٹا سے بجانب جنوب اپائرس میں تھے لینے کے لئے بڑی سرگرمی اور مستعدی سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ دول نے ان اضلاع کی حوالگی کا فیصلہ کر کے قرارداد انتقال کی کارروائی دول کے وکلاء کی مشترک کمیٹی کی نگرانی میں کیجائے۔ اور اوس کی تکمیل کے بعد ایک اور مشترک کمیشن کی معرفت حد بست سرحد کی تعیین کیجائے۔ ترکوں نے میعاد مقررہ کے اندر علاقہ مفوضہ کو خالی کر دیا۔ اور نومبر ۱۸۸۱ء میں یونانیوں نے اوس پر قابض ہو کر ریاست یونان میں اوسکے انتظامی، فوجی اور پارلیمنٹری الحاق کیلئے فی الفور باضابطہ کارروائی شروع کر دی[1]۔

[1] اس یونانی توضیح اور اوس کے تصفیہ کی تاریخ کسیقدر شرح و بسط سے بیان کر دینا غالباً نامناسب نہ ہوگا۔ ۱۸۷۸ء کے معاہدہ روم و روس سے بلقان کی دوسری مسیحی اقوام کیطرح یونانیوں کے سر پر بھی حرص ملک گیری کا جن سوار ہوگیا۔ اور یونان کے ملحقہ ترکی صوبوں کے یونانیوں اور نیز کریت کے باشندوں نے فتنہ و فساد شروع کر دیا۔ جن کو فرو کرنے اور عیسائیوں کو باشی بزوقوں کے جور و ظلم سے محفوظ رکھنے کے بہانہ سے یونان نے دس ہزار فوج یکم فروری ۱۸۷۸ء کو تھسلی میں بھیجدی۔ مگر ترکی گورنمنٹ روس سے شکست یاب ہونیکے باوجود اوس بے سکت نہیں ہو گئی تھی کہ وہ اس ریاست کی گوشمالی نہ کر سکے۔ اوس نے فوراً ایک زبردست جنگی بیڑا یونانی سواحل کو بھیجنے کے علاوہ کئی ہزار فوج براہ سمندر تھسلی میں اور اسیقدر فوج کریٹ میں بھیجدی۔ ادھر دیگر دول یورپ اور بالخصوص روس سے جن پر یونان کو بہت بھروسہ تھا۔ اوس کی کوئی حمایت نہ کی۔ کیونکہ انگلستان تو پھر آتش جنگ کے پھر بھڑک اوٹھنے سے خوف تھا اور روس اوس وقت یونانیوں کی رقیب قوم

جونہی ٹرکی کو اس تنازعہ کے باامن تصفیہ سے فراغت ہوگئی۔ اوس نے البانیا کی بغاوت کی سرکوبی کیلئے بارہ ہزار فوج

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸) بلغاریہ کا سرپرست اور سہارا بن رہا تھا۔ چہار یونان نے ساتویں دن ہی اپنی فوج ترکی علاقہ سے واپس منگالی۔ یونانی رعایا کچھ عرصہ اور برسر فساد رہی۔ مگر آخر ترکی افواج نے اوسے بھی فرو کر دیا۔ اتنے میں عہدنامہ سین سٹی فانو شائع ہوگیا۔ جس کے رو سے بلغاریہ قوم کو آزادی دیکر کئی ایسے اضلاع بھی نئے صوبہ میں شامل کر دئے گئے۔ جن میں یونانیوں کی آبادی بلغاریوں سے بہت زیادہ تھی۔ اس سے یونانیوں کا جوش و غضب کا دریا پھر موجزن ہوگیا۔ کیونکہ جزیرہ نما بلقان کی مختلف عیسائی اقوام میں صدیوں سے سخت دشمنی اور بغض چلا آتا ہے۔ اور اون کو ترکوں سے ایسا عناد نہیں۔ جسقدر کہ ایک دوسرے سے رکھتے ہیں۔ یونانی پھر جنگی تیاریاں کرنے لگ گئے۔ اور اس امر کے درپے ہوگئے۔ کہ اول تو بلغاریہ کا اسقدر رقبہ نہ رکھا جائے۔ دوسرے موازنہ طاقت قائم رکھنے اور نیز یونان کو ترکی علاقوں کے مظلوم یونانی پناہ گزینوں کی پرورش اور امداد کرتے رہنے کی دائمی زیرباری سے بچانے کیلئے جزیرہ کریٹ اور مقدونیا یونان کے حوالہ کر دئے جائیں۔ برلن کانگرس میں یونان کے وکلاء کو انگلستان کی سفارش پر اپنے متذکرہ صدر دعاوی پیش کرنے کی اجازت دیگئی۔ اور کانگرس مذکور نے عہدنامہ برلن کی ۲۴ ویں دفعہ میں سلطان سے سفارش کی کہ وہ یونانی ترکی سرحد کی درستی منظور فرمالیں اگر دونوں فریق باہمی رضامندی سے تصفیہ نہ کرسکیں۔ تو شش دول عظام ثالث بن کر فیصلہ کر دینے پر آمادہ ہیں۔

برلن کانگرس کے اختتام پر یونان نے اس سفارش پر عملدرآمد ہونیکا تقاضا شروع کیا۔ مگر ترک دول یورپ کی اس عجیب منصفانہ فیصلہ پر بھی حیران تھے۔ بلکہ اون کو یہ اندیشہ تھا۔ کہ اگر اب یونان کو کچھ علاقہ دے بھی دیا گیا۔ تو اوس پر قناعت کرنے کی بجائے اوس کی آتش حرص و طمع اور تیز ہو جائیگی۔ ادھر سلطان المعظم کو جو محاربہ روم و روس کی ناکامی اور بوسنیا کا تقریباً خالص اسلامی علاقہ آسٹریا کے حوالہ کر دینے سے پہلے ہی بابت کچھ نا ہر دلعزیز ہو رہے تھے۔ یہ اندیشہ تھا۔ کہ اگر اب اور اسلامی علاقہ (کیونکہ تھیسلی وغیرہ میں مسلمانوں کی آبادی یونانیوں سے اگر زیادہ نہیں تو کم بھی نہ تھی) یونانی عیسائیوں کو دیدیا گیا۔ تو مسلمانوں کے غیظ و غضب کو روکنا مشکل ہو جائیگا۔ دوسری طرف علماء زور دے رہے تھے۔ کہ خلیفۃ المسلمین اسلامی شریعت کے مطابق کوئی علاقہ جنگ میں شکست اوٹھانے کے بغیر بخوشی کفار کو حوالہ نہیں کرسکتے۔ یونان کل تھیسلی اور ایپائرس مع صوبہ ایپائرس کا خواستگار تھا۔ باب عالی نے اس نئی مصیبت سے بچنے کیلئے بہتیرا پہلو بچانا چاہا۔ مگر فرانس، اٹلی اور انگلینڈ بھی طاقتیں جو ایک طرف تو بحیرہ ڈلسنگنو کا بندرگاہ مانٹی نیگرو کو دلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اس اسلامی سلطنت کو خواہ وہ کیسی حق بجانب ہو چین لینے دے سکتی تھیں۔ ناچار [illegible] دباؤ پر سلطان نے خلیج [illegible] کا [illegible] حصہ یونان کو دینا منظور کرلیا۔ [illegible] یونان نے حقارت سے مسترد کردیا۔ اور [illegible] وزیر خارجہ انگلستان [illegible] عہدنامہ برلن کے فیصلہ کے مطابق [illegible] کانفرنس منعقد کرنیکا [illegible] اور جون ۱۸۸۰ء میں ایک کانفرنس برلن میں [illegible] جس نے [illegible] کا وزیر اعظم [illegible] فیصلہ کیا کہ ترکی [illegible] اور ایپائرس کا [illegible] یونان کو حوالہ [illegible] ترکی اور یونان کو [illegible] یونان نے تو [illegible] خوشی منظور کرلیا۔ مگر باب عالی نے صاف انکار کردیا۔ اس کانفرنس میں یونان اور [illegible] یونان کو [illegible] حملہ کرنے [illegible]

درویش پاشا کے زیر کمان صوبہ مذکور میں بھیجدی۔ ۲۰ ر اپریل ۱۸۸۲ء کو درویش پاشا نے بمقام درتی سوروک علی پاشا سرغنہ مفسدہ کو مغلوب کیا۔ اور اس فتح کے بعد نارضامندوں کے مرکز قصبہ پرسرند پر قابض ہوگیا۔ جسپر کچھ عرصہ کیلئے جزیرہ نما بلقان میں پھر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹) آسان راستے مل جائینگے۔ دوسرے ان علاقوں کے باشندے زیادہ تر مسلمان ہیں۔ دول یوروپ نے دوبارا اس علاقہ کو مان لیئے جانے کی تحریک کی۔ بابعالی نے پھر انکار کردیا۔ اور قصبات لاریسا بتزو وغیرہ دریائے آنیا کو چھوڑنا منظور نہ کیا۔ آخر الذکر دونوں قصبوں کے چھوڑ دینے سے بحیرہ ایڈریاٹک کے ساحل پر سلطانی اقتدار محض برائے نام رہ جاتا تھا۔ اسپر یونان نے جنگی تیاریاں شروع کردیں اور کہا کہ وہ بزور شمشیر برلن کانفرنس کا فیصلہ ٹرکی سے منظور کرائیگا۔ مگر ٹرکی نے بھی اس نیچے سے بہادر کو ہوش میں لانیکے لئے کافی انتظام کرلیا ہوا تھا۔ دول یوروپ نے یونان کو بربادی سے بچانے کیلئے اور نیز اس خوف سے کہ کہیں شعلہ حرب کی ایک دفعہ بھڑک اٹھنے سے اس کی چنگاریاں کل یوروپ میں نہ پھیل جائیں۔ فریقین کو لڑائی سے روکدیا اور مصالحت سے فیصلہ کرلینے کی تاکید مزید کی۔ دریں اثنا فرانس نے تجویز پیش کی۔ کہ دول یوروپ کسی ایک طاقت کو اس تنازعہ کے تصفیہ کیلئے ثالث مقرر کردیں۔ اس پر بابعالی نے تجویز کیا کہ برلن کانفرنس کے فیصلہ کو منسوخ کرکے نئی کانفرنس قسطنطنیہ میں منعقد کیجائے۔ اور اس میں یونان و ٹرکی کے وکلاء کو بھی داخل کیا جائے۔ دول نے یہ مان لیا۔ اور کانفرنس جمع ہوگئی۔ جس کے بعض ممبروں کی رائے تھی کہ جزیرہ کریٹ اور تھیسلی کا کچھ حصہ۔ اور بعض کی رائے تھی بلکہ کل تھیسلی اور ایپارس کا کچھ حصہ یونان کو دیا جائے۔ آخر یوروپین وکلاء نے یہ فیصلہ کیا کہ کل تھیسلی اور دریا آرٹا تک حصہ ایپارس یونان کے حوالہ کیا جائے۔ جزیرہ کریٹ بدستور ٹرکی کے پاس رہے۔ مگر اسکے قلعے گرا دئے جائیں۔ یونان نے ۲۲ ر اپریل ۱۸۸۱ء کو یہ فیصلہ بھی منظور کرلیا۔ مگر بابعالی نے اس کے مقابل پر یہ شرائط پیش کیں۔ اوّل مفوضہ علاقہ کے مسلمان جب تک کہ ٹرکی کے یونانی باشندے ترکی فوجوں میں داخل نہ کیئے جائیں۔ یونانی فوجوں میں بھرتی نہ ہوں۔ دوم دو نو کے قلعے مسمار کردیئے جائیں۔ سوم یونانیوں کے امتیازات منسوخ سمجھے جائیں۔ اور جو یونانی رعایا ٹرکی میں مقیم ہو انکے مقدمات یونانی قونصلوں کی بجائے ترکی عدالتوں میں پیش ہوا کریں۔ ایماندار مسیحی طاقتوں کے مذہبی تعصب نے یہ نہایت ہی مناسب اور عادلانہ شرائط بھی منظور نہ کرنے دیں۔ اور انہوں نے ۲۲ ر مئی کو باہم فیصلہ کرلیا کہ اگر ٹرکی انکار پر مصر رہے تو جبراً اوس سے یہ قسطنطنیہ کی کانفرنس کا فیصلہ منوایا جائے۔ جسپر ترکی گورنمنٹ کو متعدد زبردست اعداء یا معاندوں کے مقابل صرف یکہ و تنہا تھی۔ مجبوراً یہ فیصلہ مان لینا پڑا۔ اور پانچ مہینوں کے اندر علاقہ جات مذکورہ بالا خالی کرکے یونان کے حوالہ کردئیے۔

لہ معاہدہ برلن کی رو سے مونٹی نیگرو۔ اور سرویا کو خاص البانیا کے علاقہ کا کچھ کچھ حصہ ملنا تھا جیسے شمالی البانیا کے عیسائی مسلمان دونوں مذاہب کے باشندے محض قومی حمیت سے اپنے وطن کو صحیح و سالم رکھنے کا قابل تعریف عزم کرکے برسر بغاوت ہوگئے تھے۔ اسکے برعکس جنوبی البانیا (علاقہ یانینا) کے یونانی عیسائی حسب معمول کونسلی سے کام لیکر تھیسلی کے عیسائیوں کے دوش بدوش یونان کے ساتھ ملحق ہونیکے لئے باغی ہو رہے تھے۔ آخر الذکر دونوں علاقوں کی بغاوت تو جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ ترکی افواج نے تھوڑے ہی عرصہ میں فرو کردی مگر شمالی البانیا کی بغاوت جو انکے خود سلطانی حکومت کے خلاف نہ تھی بلکہ دول یوروپ کے فیصلہ کے برخلاف تھی۔ دن بدن زیادہ زور پکڑتی گئی جسکے فرو کرنیکے لئے مجبوراً سلطان معظم نے ۱۸۸۰ء میں کئی ہزار فوج بھیجا گیا تھا۔ مگر باغیوں کی یہ شورش ۱۸۸۲ء تک کم ہوئی تھی جس کے بعد بھی ٹرکی کو مزید پیش آگئی تھی۔ ان فسادات سے جو ٹرکی کو نقصان پہنچ رہا ہو اسکا مفصل ذکر تاریخ خاندان عثمان جلد دوم میں کیا گیا ہے۔

امن وامان قائم اور آتش فتنہ و فساد فرو ہو گئی لیکن یہ امن زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکا ۱۸۸۵ء میں شہزادہ اسکندر والی بلگیریا نے صوبہ مشرقی رومیلیا کو جو براہ راست سلطان کے ماتحت ایک عیسائی گورنر کے زیر حکومت رکہا گیا تھا۔ عیسائی رعایا کی سازش سے کسی جنگ و جدال کے بغیر اپنی ریاست میں شامل کر لیا۔ اس انقلاب و الحاق سے جزیرہ نما کی دیگر آزاد اقوام کو موازنہ طاقت کو یکساں کرنے کے بہانہ سے مزید علاقوں کے مطالبہ کرنے کا موقع ملگیا۔ اس دفعہ سرویا نے اس موازنہ کو یکساں کرنے کا سب سے اول بیڑہ اوٹھایا۔ اور یہ پہلی مرتبہ ایک عیسائی ریاست نے ٹرکی کی قطع برید کی بجائے ہمسایہ عیسائی ریاست کے خرچ پر ایسا کرنیکا عزم کیا جسکی ایک وجہ تو یہ تھی کہ ٹرکی کی سرحد ایسی مضبوط اور اوس کا فوجی انتظام ایسا مکمل تھا کہ کامیابی کی امید تو درکنار روہ سخت نقصان اوٹہانے کے خدشہ کے بغیر اوس پر فوج کشی نہیں کر سکتی تھی۔ دوم قومی بغض و کینہ جو سرویوں کو بلغاروں سے ہے۔ مذہبی تعصب پر غالب آگیا۔ اور اوس نے سرویوں کو ترکوں کی بجائے بلغاروں سے بھڑا دیا) میلان شاہ سرویا نے اس الحاق سے چند ہی ہفتہ بعد ۱۸۸۵ء میں بلگیریا پر حملہ کر دیا۔ جس طوفان بے تمیزی کو یونان نے اپنی تمام سابقہ خواہشوں کے پورا کرنے کیلیئے غنیمت سمجھکر جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ دول یورپ نے جو الحاق مشرقی رومیلیا اور پھر سرویا کے یکبارگی خلاف توقع ظہور پذیر ہو جانیسے ششدر سی ہو گئی ہوئی تھیں۔ اور مشرقی مسئلہ کو پھر چھیڑنے کیلیئے تیار نہ تہیں یونان کو ان تیاریوں سے باز آجانیکی فہمائش کی۔ اور چونکہ روم اور یونان میں جنگ ہو جانیسے یونانیوں کی امداد میں روس یا فرانس کے بھی شامل کارزار ہو جانیکا احتمال تھا۔ یورپین دول نے بالجبر یونانیوں کو باز رکھنے کا ارادہ کر لیا۔ مگر یونانی وزیر اعظم نے یورپین دہمکیوں اور فہمائشوں کو علی الرغم صاف طور پر کہدیا۔ کہ خواہ اوسے کتنا نقصان اوٹہانا پڑے۔ یونان اپنے مطالبات در بارہ تھسلی و اپائرس پر مصر رہنے کو تیار ہے۔ اور بشرط ضرورت اونکو پورا کرنیکے لئے فی الفور جنگ کرنے کو بھی آمادہ ہے۔

یونان کو فتح کا کامل یقین تھا۔ اوسے خیال تھا کہ ترکی فوج کی پہلی ہی حرکت پر البانیہ اور مقدونیہ میں بغاوت ہو جائیگی۔ اور جب جنگ اس طرح طول پکڑ گیا۔ تو یورپ خاموش نہیں رہیگا۔ دول یورپ کو بھی اس امر کا اندیشہ تھا۔ چنانچہ ۱۴ جنوری ۱۸۸۶ء کو ششش دول عظام نے یونان کو مشترکہ مراسلہ بھیجکر چند دن بعد یہ دہمکی دی کہ چونکہ یونان کے پاس ٹرکی کے برخلاف جنگ کرنیکے لئے کوئی معقول

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) اوس کی بادشاہی کا ... کی البانوی پلٹنوں نے بھی بغاوت کرکے ۱۸ ستمبر ۱۸۶۸ء کو اوسے قتل کر دیا۔ اور یہ فساد برابر ۱۸۹۵ء تک جاری رہا جسکے دوران میں محب وطن عیسائی مسلمانوں نے صوبہ میں ایک طرح کی خود مختار حکومت قائم کر لی تھی۔ مگر اوس کا شہنشاہ برابر سلطان کو تسلیم کرتے رہے تھے۔ کریٹ کی بغاوت بھی بدستور زور پر رہی تھی جس کو بصلح و آشتی فرو کرنیکے لیئے ستمبر ۱۸۹۶ء میں غازی مختار پاشا جزیرہ میں بھیجے گئے اور انہوں نے اوسی مہینہ میں بمقام ... باغیوں کی اکثر مطالبات کو موقتی ہفتوں کی بحث کے بعد منظور کرکے امن قائم کر دیا لیکن ان نوازشات و مراحم خسروانہ کا ان احسان فراموشوں نے باغوائے دیگران بدلا اپنے کو باطن جذبات نفسانی کی تحریک سے جنہیں ما بعد میں جو عوض دیا۔ وہ اب کسی اخبار بین سے پوشیدہ نہیں رہ گیا۔ جس ... اور اوس نفرت انگیز ظلم و ستم کے باوجود جو مسلمان باشندوں پر کیا گیا۔ اپنے ہم مذہب اقوام یورپ کی امداد و اعانت سے آخر اونکا ۱۸۹۷ء میں اپنے مدعا میں کامیاب ہو جانے کل کی بات ہے ... مسٹر گلیڈسٹون ... اور آخر ... کرکے فریقین میں صلح کرادی ... کوئی تاوان وغیرہ نہ دیا گیا ...

وجہ نہیں ہے۔ اور نیز چونکہ ایسا محاربہ دنیا کے امن اور تجارت کے حق میں بہت مضر ہوگا۔ اس لیئے دول یونان کو ٹرکی پر کبھی بحری حملہ نہیں کرنے دینگی۔ یونان نے ۳ فروری کو اوس کے جواب میں لکھا کہ "اس کو اپنی افواج سے حسب مرضی کام لینے سے روکنا اوس کی آزادی میں دست اندازی کرنا ہے۔ جسے یونان کبھی گوارا نہیں کرسکتا۔ اور نہ وہ لڑائی سے محترز رہنے کا ذمہ اوٹھاتا ہے"۔

چنانچہ وہ اپنی ضد پر برابر قائم رہا۔ اور کچھ عرصہ بعد انگلستان کی وزارت بدل جانے سے اوسکا حوصلہ اور بڑھ گیا۔ اوسے یقین ہو گیا کہ لبرل وزارت جو اب قائم ہوئی ہے۔ اور اوس کا سرغنہ گلیڈسٹون جو ترکوں کا جانی دشمن ہے۔ صرف اتحاد یورپ ہی جو یونان پر زور ڈال رہا ہے اوسکا ساتھ نہ دیگا۔ بلکہ یونان کی طرفداری کریگی۔ اوس کا یہ یقین باطل ثابت ہوا۔ لارڈ روزبری جدید وزیر خارجہ اپنے پیشرو متقدم کی پالیسی پر عامل رہا۔ دریں اثنا شاہ یونان نے ۴ دسمبر ۱۸۸۵ء کو فرمان شاہی صادر کرکے بارہ ہزار فوج کی مشق و قواعد کے لیئے کیمپ قائم کیئے جانے اور متعدد دیگر فوجی تیاریوں کا حکم دیدیا تھا۔ ملک میں بھی (جس کے باشندوں اور حکمرانوں نے آزادی سے بعد جو نیز اونہیں محض حامیوں کی طفیل ملی تھی پھر کبھی ترکوں کا منہ نہیں دیکھا تھا۔ اور شجاعت اور بسالت کے بڑے لمبے چوڑے دعوے رکھتے تھے) لڑائی کا اسقدر اشتیاق پھیلا ہوا تھا کہ پارلیمنٹ کا مخالف فریق بھی اس معاملہ میں حکمران فریق یعنی موجود الوقت گورنمنٹ کے ساتھ متفق الرائے ہوگیا تھا۔ اور دارالوکلا نے باتفاق رائے گورنمنٹ کی پالیسی کے حق میں پسندیدگی کی رائے ظاہر کردی تھی۔ اس عام جوش و اشتیاق سے فائدہ اوٹھاکر تاریخ ۱۲ دسمبر ۱۸۸۵ء ڈیلیانیس وزیر اعظم نے بمقام تھیبیس مشقی کیمپ قائم کرنے ریزرو فوج کے دو اقسام یا صنفوں کو گھروں سے بلائے جانے اور گھوڑوں کی خریداری کیلیئے ۴۰ لاکھ درہم (ایک لاکھ چار ہزار پونڈ) قرض لینے کی اجازت ملنے کی پارلیمنٹ سے باضابطہ درخواست کردی۔ یہ وزیر جو اب اس طرح سے یونانی قوم کے عام اجتماع کا بندوبست کر رہا تھا۔ وہی ڈیلیانیس تھا جس نے ۱۸۷۸ء میں دو صوبوں کے علاقہ کے حصول کیلیئے کل ملک میں بیفائدہ[۲] عام قومی جوش پھیلا کر اوسکی بدولت اپنے چھبیس لاکھ ابنائے ملک کو ۷۰ ملین درہم کاغذی[۳] اور ۵۵ ملین درہم طلائی قرضہ کے کمرشکن بوجھ کے نیچے دبا دیا تھا۔

دریں اثنا ترکی نے کئی لاکھ جرار فوج یونان کی سرحد پر جمع کردی ہوئی تھی۔ اور اوس نے ایک دو معرکوں میں یونانی قزاقوں کو شکست

سلہ انقلاب سے آٹھ برس پیشتر ہی فریقین کی بحری طاقتوں میں اسقدر فرق ہوگیا تھا کہ ۱۸۷۷ء کے شروع میں ترکی بیڑہ یونان کے سواحل پر حملہ کرنے کیلیئے یونانی سمندروں میں داخل ہوا۔ اور یونانی جہاز بندروں میں چھپ گئے۔ اور آٹھ برس بعد یونانیوں کو ترکی پر بحری حملہ کرنے کی دھمکی دینے کی جرات ہوگئی۔ مگر ترکوں کی جنگی انتظام اور فوجی مستعدی نے اس بحری کمزوری کی اوس وقت بھی کافی تلافی کردی تھی ۔

سلہ بیفائدہ اس لیئے کہ یونانیوں کو جوش و خروش ظاہر کرنے اور فوجی تیاریوں پر اسقدر روپیہ خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی دول یورپ جیسا کہ اونہوں نے کیا خود بخود اونہیں ترکی سے تھسلی کا علاقہ دلا دیتی۔ جس کی امداد کے بغیر وہ تھسلی کیا کسی گاؤں کو بھی نہیں لے سکتے تھے۔

سلہ کاغذی قرضہ سے سرکار کے جاری کردہ کرنسی نوٹ مراد ہوتے ہیں۔ اور طلائی قرضہ وہ ہے جو اسٹرلنگ نوٹوں کے عوض ساہوکاروں وغیرہ سے برداشت کیا جاتا ہے۔

اور نظام فوج کو بھی جو بلا اطلاع سرحد عبور کر آئی ہوئی تھی۔ مار کر پیچھے ہٹا دیا تھا۔ ان یورشوں سے تنگ آکر باب عالی نے دول یوروپ کو لکھا کہ یا تو وہ خود یونان کو سمجھا دیں کہ سرحد سے فوجیں واپس منگا لے۔ یا ٹرکی کو اُسے سیدھا کرنے کی اجازت دیدیں جسپر دول یوروپ نے (محض یونان کی بہتری اور بچاؤ کیلئے) ۲۶ اپریل ۱۸۹۷ء کو اوسے الٹی میٹم بھیجدیا۔ کہ آٹھ دنوں کے اندر فوجوں کو واپس بلا کر منتشر کر دے۔ ورنہ بصورت انکار وہ اپنی حرکات کا خود ذمہ دار ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی اوس سے قطعی جواب مانگا گیا۔ ڈیلیانیس نے ۳۰ اپریل کو اس کا جو جواب دیا۔ سفراء دول نے اوسے صریح انکار کے مساوی سمجھا۔ اور فرانس کے سوا باقی تمام ممالک کے سفراء ۷ مئی کو ایتھنز سے رخصت ہو گئے۔ اور ۱۰ مئی کو اُن کے تمام نمائندوں نے جو پیچھے چھوڑ گئے تھے ڈیلیانیس کو اطلاع دی کہ یونانی سواحل کو بحری محاصرہ میں کر دیا گیا ہے۔ اس کارروائی کا جو یونانی تجارت کے حق میں سخت نقصان رساں تھی یہ نتیجہ ہوا کہ ڈیلیانیس نے ۱۵ مئی کو استعفا داخل کر دیا۔

ایسی حالت میں نئی وزارت قائم کرنے کی کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی۔ تمام یونانی مدبر جانتے تھے کہ نئی وزارت کا سب سے پہلے کام یہ ہوگا۔ کہ دول کے سامنے سر تسلیم خم کرے۔ اور اس خفت کو جھوٹی حمیت کی وجہ سے کوئی برداشت کرنا نہیں چاہتا تھا۔ آخر ۲۴ مئی کو ترکوپس نے حوصلہ کر کے نئی وزارت قائم کر لی (اور دول کے فیصلہ کو قبول کرنے سے پیشتر یہ چال چلا کہ یونانی فوج کو ترکی فوج کے ہراول پر سرحد عبور کر کے حملہ کرنے کا خفیہ حکم بھیجدیا۔ اور پھر یہ مشہور کر دیا۔ کہ ترکی فوج نے پیشقدمی کی ہے۔ اوسے خیال تھا کہ دول یوروپ اس حکمت عملی پر ترکی کے بر خلاف یونان کی طرفدار ہو جائینگی۔ اور بحری محاصرہ کو اوٹھا دینگی۔ مگر یہ حیلہ کارگر نہ ہوا۔ جس پر اوس نے فوراً ان بزدل سپاہیوں کو گھروں کو واپس کر کے فوج کو ترکی سرحد سے واپس بلا لیا۔ اور پھر باب عالی سے براہ راست نامہ و پیام کر کے صلح صفائی کر لینے کے بعد بتاریخ ۳۱ مئی ۱۸۹۷ء جرمنی۔ آسٹریا۔ انگلستان۔ روس اور اٹلی کو اطلاع کر دی۔ کہ یونان نے بتعمیل ارشاد ہتھیار ڈال دئے ہیں۔ جسپر دول یوروپ کے سفراء نے دوسرے ہی دن ترکوپس کو محاصرہ کے اوٹھا دئے جانے کی خبر دیدی۔ اور اسطرح سے کچھ عرصہ کیلئے لڑائی پھر ملتوی ہو گئی۔ اور ترکوں کو یونانیوں کو ہوش میں لانے کا موقعہ نہ ملا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ یوروپ کی طفیل سخت ذلت بخش شکست سے بچ جانے کے لئے خدا کا شکریہ بجا لانے اور آئندہ کے لئے حزم و احتیاط سے کام لینے کی بجائے یونانیوں کے دلوں میں قومی و مذہبی تعصب و بغض کی آگ دن بدن زیادہ تیز اور اپنی جوانمردی اور شہ زوری کی نسبت اون کے زعم باطل میں اور اضافہ ہوتا گیا۔ اس لحاظ سے ۱۸۹۷ء کا محاربہ اونکے حق میں شافی دوا کا کام کر گیا ہے۔ اور اوس نے اونکے غرور باطل کو توڑ کر اونپر اونکی حقیقت اچھی طرح سے واضح کر دی ہے۔ مگر چونکہ یہ مرض اونکی طبیعت میں راسخ ہو چکی ہے اور مذہبی و قومی عداوت بہت زور پکڑ گئی ہوئی ہے۔ اس سے پوری شفا ہو جانیکی توقع رکھنا درست نہیں ہوگا۔ تاہم ادہم پاشا کی فتوحات یونانیوں کو عرصہ دراز تک جیسا کہ اون کے وزراء کی تقریروں سے بھی واضح ہو رہا ہے

(۱) دسمبر ۱۸۹۷ء میں یونانی وزیر اعظم نے اپنے ملک کیلئے تعلیمی، تجارتی، زراعتی، انتظامی اور فوجی اصلاحات مجوزہ کے مسودہ میں اس امر پر بھی بڑا زور دیا تھا کہ "کم از کم" ان اصلاحات کو معرض عمل میں لانے کیلئے سلطان المعظم سے برسر صلح رہنا نہایت ضروری ہے"۔ من حیث المجموع یہ فقرہ جملہ یونانیوں کو اپنی کمزوریاں معلوم ہو جانے کی خبر دے رہا ہے۔ وہاں اوس کے ساتھ اوس کے الفاظ کم از کم قطعی ازالہ مرض کے نہ ہونے کا پتہ بتا رہے ہیں۔ و تمام

کریٹ کو بالآخر عملی طور پر کامل اندرونی آزادی مل جانیکے باوجود بھی جادۂ اعتدال سے منحرف نہیں ہونے دیں گی۔ کیونکہ کریٹ کو یونانیوں کی کسی بہادری یا کوشش سے نہیں بلکہ محض فرانس۔ انگلستان اور روس و اٹلی کے متفقہ[1] دباؤ کی وجہ سے آزادی نصیب ہوئی ہے۔ مترجم}

اسی دلی بغض و عناد نے ۱۸۹۷ء کے موسم بہار میں پھر نیا فساد برپا کرا دیا۔ جو اس مرتبہ کریٹ کے جزیرہ میں ہوا۔ وہاں کی مسیحی المذہب یونانی آبادی جو کل آبادی کے دو تہائی کے قریب ہے۔ رحمدل گورنر ظفر خان پاشا کو عام معافی کا اشتہار دیدینے کے باوجود شرکی افواج متعینہ کریٹ سے کھلم کھلا مشغول پیکار[2] ہو گئی۔ اور فریقین میں سخت بے رحمی[3] اور سنگدلی کے ساتھ متفرق، باقاعدہ لڑائی شروع

---

[1] ان چاروں کی بجائے اگر اکیلے انگلستان کو دباؤ ڈالنے والا کہا جائے۔ تو شاید زیادہ درست ہوگا۔ کیونکہ قرائن اور حالات مابعد سے واضح ہو رہا ہے۔ کہ انگلستان اپنی بحری طاقت کے گھمنڈ میں کریٹ کو سلطانی افواج کے تسلط سے نکل جانے پر سلطانی حکومت سے آزاد کرانیکا مصمم ارادہ کر چکا تھا۔ جس ارادہ میں وہ کسی دوسرے کی امداد کے بغیر بلکہ اوروں کے علی الرغم بحری طاقت کی طفیل بآسانی کامیاب ہو سکتا تھا۔ اس لیئے دیگر تینوں طاقتیں مسئلہ آرمینیا کیطرح جسمیں انگلستان کا ساتھ دینے کو کوئی نہیں۔ بلکہ دراصل اوسکی حرکات اور چالوں کی نگرانی کرتے رہنے کیلئے اوس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے مسئلہ کریٹ میں بھی اوس کے ساتھ شامل ہوئیں اور جب ان کو اس ارادہ کا پتہ ملا تو اس خوف سے کہ کہیں مصر کیطرح اس جزیرہ پر بھی اکیلے انگلستان کا تسلط نہ ہو جائے۔ اونہوں نے انگلستان کیلئے کوئی حجت باقی نہ رہنے دینے کیلئے سلطان کو کریٹ خالی کر دینے پر رضامند کر لیا۔ اور پھر انگلستان کی چالوں کی نگرانی اور اوسکا کلہ بکلہ جواب دیتے رہنے کیلئے خود بھی جزیرہ میں ڈیرے ڈالدیئے۔ اس مسئلہ پر میں تاریخ خاندان عثمانیہ جلد دوم میں مفصل بحث کر چکا ہوں۔

[2] اس فساد کے ابتدائی واقعات بیست سالہ عہد حکومت کے ضمیمہ میں بالتفصیل درج ہیں۔

[3] عیسائی باغیوں کے شیطانی ظلم و ستم اور سفاکی کا کچھ اندازہ ناظرین کو ایک انگریز وقائع نگار کی مندرجہ ذیل تحریر سے جو لنڈن کے ماہواری رسالہ نائنٹینتھ سنچری میں شائع ہوئی تھی معلوم ہو جائیگا۔ تحریر مذکور وکیل کے اڈیٹوریل تمہیدی ریمارک کے سمیت حسب ذیل ہے۔

"جزیرہ کریٹ کے مسلمانوں پر عیسائیوں کیطرف سے طرح طرح کے جور و ستم ہونیکے باوجود انگلستان کے اکثر اخبارات میں مسلمانوں کو ہی ظالم اور عیسائی باشندوں کو مظلوم اور بیکس بتایا جا رہا ہے۔ اس خلاف بیانی سے برافروختہ ہو کر ایک منصف مزاج انگریز مسٹر بینٹ نے جو انگلستان کا مشہور معتبر نامہ نگار ہے۔ کریٹ کے عیسائیوں کی وحشیانہ حرکات کے چشم دید حالات لنڈن کے نہایت ہی معتبر اور مستند ماہواری رسالہ نائنٹینتھ سنچری (انیسویں صدی) بابت ماہ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر کے انگریزی اخبارات کے جھوٹے نامہ نگاروں اور متعصب مدبرین اور مفسدہ پرداز پادریوں کی غلط بیانیوں کی پوست کندہ قلعی کھولدی ہے۔ صاحب موصوف نے اپنے آرٹیکل کا عنوان "عیسائی بغاوت کریٹ کے متعلق امر واقع کا تھوڑا سا اظہار" رکھا ہے۔ ہم اس مضمون کا ترجمہ بدیں خیال دیدینا مناسب سمجھتے ہیں کہ ایک تو خود ہندوستان میں بعض تنگدل عیسائیوں کو مسلمانان کریٹ کی بیزبانی بیکسی اور درماندگی کی روایتوں کی نسبت جو مبالغہ آمیز ہونیکا شبہ ہے وہ ایک انگریز کی تحریر پڑھ کر رفع ہو جائیگا۔ دوسرے شاید ان لوگوں کو جو ہنوز اپنے ہم مذہب بھائیوں سے بکلی بے حس ہیں اپنی دولت و ثروت بھی سرست۔ انسانی۔ قومی اور برادرانہ حقوق و فرائض کی

ہوگئی جس میں گو فریقین ظالمانہ جبر و تعدی کے مرتکب ہوتے رہے۔ مگر تقریباً ہر موقعہ پر ترکون اور مسلمانون کو نقصان کثیر اوٹھانا پڑتا رہا۔ ۴ جولائی کو سفرائے دول متعینہ ایتھنز نے یونانی گورنمنٹ کو دوستانہ نصیحت کی کہ وہ کریٹیون کو باب عالی کی پیش کردہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) تغافل سے غافل بیٹھے ہیں۔ ایک غیر قوم کے آدمی کی زبانی اپنے مذہبی بھائیون کی عاجزی و بیکسی کے حالات سنکر اونکی دستگیری کرنیکا کچھہ خیال پیدا ہو جاوے لیکن اگر اب بھی اُن کو ذاتی تن پروری او عیش پرستی یا خود غرضانہ چالون نے اسطرف متوجہ ہونے نہ دیا۔ تو مجبوراً یہ کہنا پڑیگا کہ اگر اسلام کی مقدس جماعت اور ہندوستان کی پاک سرزمین ایسے غافلون کے وجود سے خالی ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔ تاکہ ہمدردان قوم و ملت کو تاسف پہ تاسف اور رنج پہ رنج نہ اوٹھانا پڑتا۔

مسٹر سٹیڈ نے اصلی واقعات کے منکشف اور عیسائی باغیون اور اونکے ساونون کی سیکاریون اور مفسدانہ کارروائیون کے واضح کرنے میں حتی الامکان کوئی کوتاہی نہین کی۔ مگر پورے بارہ صفحہ ٹائپ کے لکھ چکنے کے بعد معلوم ہوتا ہو کہ قومی تعصب اور جوش نے وہی اس نیکنفس پر بھی مستولی ہوگئی۔ اپنے مضمون کے خاتمہ پر آخری چار پانچ سطرون میں وہ ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہو جس نے صاف ظاہر کر دیا ہو کہ مسلمان غیر قوم کے متعدد مزاج سے منصف مزاج اور نہایت ایماندار شخص سے بھی پورے انصاف اور حق پسندی کی توقع نہین کر سکتی قوم پرستی و تعصب الوطنی ایسے شخص کو بھی مسلمانون کا معاملہ درپیش آجانے پر کچھہ دیکھنے کیلئے جادہ مستقیم سے ہٹا دیتی ہو مسلمانون سے یہ تو ابھی توقع نہین ہوسکتی کہ وہ عیسائیون کے سبق حاصل کر کے اونکے ساتھہ بھی اسی طرح کا معاملہ کرنا سیکھہ جائین لیکن ہمین کوئی شک نہین ہے کہ اگر وہ اپنی وضع کو قائم رکھنا چاہتے ہین تو اونکو دوسرون کی صداقت پسندی اور ایمانداری و انصاف پسندی پر بھروسہ کرنیکے بجائے خود اپنی ہمت و قوت اور اتحاد و اتفاق و اخوت پیدا کرنا لازمی ہے جس مضمون کا خلاصہ ذیل ہے۔ پچھلے دنون انگریزی اخبارات اور رسالون میں مسئلہ کریٹ کے متعلق تقریرون مضامین و خطوط کی بھرمار ہو رہی ہے عوام نے ناراضگی کے اظہار کیلئے عام جلسے کرکے ترکی کے جور و ظلم اور یورپ کی ناقابلیت پر نہایت ہی سخت الفاظ میں لعن و طعن کیا ہے۔ نن کنفرمسٹ (وہ عیسائی جو کلیسیائے انگلستان کے پابند نہین۔ یہ لوگ انگلستان کی آبادی کا نصف حصہ سے زیادہ ہیں) اور انگریزی چرچون کے پادریان جن کی بڑی دلیل یہ ہے کہ عیسائی ہونے کی حیثیت سے دیگر عیسائیون کی امداد اور اونکی ہمدردی کرنا خواہ اونکی پولیٹیکل اغراض متقاضی ہون یا نہو کچھہ ہی ہو ہمپر فرض عین ہے۔ اس مسئلہ کو مذہبی رنگ پہنا دیا ہے۔

ان پرجوش تقریرون و تحریرون کی جستجو سے جہان ہمین کیجا وہیں تو ظاہر ہو جاتا ہو کہ وہ کس قدر تو محض مادی انتشاری قیاسات پر مبنی ہیں اور زیادہ تر نامہ نگارون کے پیغامات تار برقی پر اگر کریٹ سے چند گمنام شخصون نے اس مضمون کا پیغام بھیجا کہ مسلمانون نے فلان گرجا کو مسمار کر دیا ہے۔ یا انگریزی جہاز کے گولہ سے سو باغی مارے گئے ہیں تو ادھر فوراً پادریون نے شہیدون کیلئے خاص دعا کا وقت مقرر کر دیا۔ یا کسی جنبولی نے اپنی پولیٹیکل جماعت سے علیحدہ ہونیکا مصمم ارادہ کر لیا۔ یورپ کے بعض سربرآوردہ اخبارات کے ناظرین بے شک حیران ہوتے ہون گے کہ اون کے لیڈنگ آرٹیکلون میں ترکی کے معاملات پر منصف مزاجی اور سلامت روی کے ساتھہ بحث ہو رہی ہے۔ اور انہی اخبارات میں دوسری جگہ تار کے پیغام درج ہین جو بالکل یک رخہ ہین۔ اور جن سے پایا جاتا ہے کہ اس معاملہ کا کوئی دوسرا پہلو ہو ہی نہین سکتا۔ چند دن گذرے ہیں کہ مسٹر لیبوشیر

اصلاحات قبول کر لینے کی ترغیب دلانے کی کوشش کرے۔ اس کا گورنمنٹ مذکور نے جواب دیا کہ اوسے جزیرہ کے معاملات کو کوئی دخل نہیں ہے وہ وہاں کے واقعات کی ذمہ وار نہیں اسپر سفرائے دول متعینہ قسطنطنیہ نے کریٹیون کی کمیٹی یا جماعت مصلحین (یا ریفارمسٹ) کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) - اپنی طبعی تیزی فہم سے کام لیکر دار العوام میں اس خلاف پر بڑا زور دیا تھا۔ کریٹ سے یونانی قونصلین اور نامہ نگاران کی یہ خبر نکالے جانے پر سخت ناراضی پیدا ہو گئی تھی جو لوگ یونانی اخبار نویسون کی رویہ سے واقف ہیں ان پر اسکی برائی کی اشد ضرورت نہ ہوگی یہ خوبی واضح ہو گئی ہوگی ہیٹھر و لاطینی قدیم شاعر جو بی تل (جس کو قدیم زمانہ کا سودا سمجھنا چاہیئے۔ نوی برس کی عمر میں سنہ ۱۲۲ء میں فوت ہوا) نے یونانیون کی ریت بازی کا جو اندازہ لگایا تھا۔ وہ اس وقت بھی ویسا ہی درست ہے جیسا کہ اسکے ہمعصر حواری (سینٹ پال یعنی پولوس) کا اندازہ کریٹیون کی نسبت تھا یوروپین طاقتون کی قائم مقام (یعنی ایڈمرل) کریٹ میں امن قائم کرنیکے لئے جو عمدہ عمدہ کوششیں کر رہے انکے اثر کو یہ تاریں جو از سرتا پا غلط بیانی اور مبالغہ کا مجموعہ ہوتی تھیں بہت کچھ کمزور کر دیتی تھیں یونانی اخبارون اور ان سے بڑھکر ایتھنز کی تار ورکن جو یونان میں پیدا و کثیر دھیلو (؟) کو بکتی ہیں۔ سرسری نظر سے دیکھنے پر بیان مندرجہ بالا کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ ہمارے نمایندہ قونصل متعینہ خانیا مسٹر الفرڈ بلیونی اس بغاوت کے دوران میں ترکون اور باغیون دونون کے ساتھہ کامل انصاف سے کارروائی کر رہے ہیں جسکی وجہ سے تمام یونانی جو کریٹ میں موجود ہیں کرنیل واسوس سے لیکر ادنے ترین آدمی تک اسپر الزام لگاتے ہیں کہ وہ برٹش گورنمنٹ کو عمدًا غلط رپورٹیں بھیجتے ہیں اور ترکون سے رشوت لیکر اون کے طرفدار ہو گئے ہیں۔

افسوس ہے کہ ان یونانی اخبار نویسون کے چلے جانے کے بعد بھی ان مراسلات کا حصہ کثیر ہیں جو کریٹ سے روانہ کی جاتی ہیں یکطرفی اور طرفداری کی بو پائی جاتی ہے یوروپین اخبارون کے نامہ نگار قصبون میں بیٹھے ہیں سوا معدودے چند مستثنیات کے وہ یونانی اور ترکی زبان بول نہیں سکتے نہ ترکی حکام سے حالات معلوم کرنے کی بہت کم کوشش کرتے ہیں اور زیادہ تر عیسائیون کی بتائی ہوئی خبرون پر بھروسہ کرتے ہیں جن کی فطرتی دروغ بیانی اونکی جائیدادون کی تباہی سے کچھ کم نہیں ہوگئی۔ نامہ نگار کریٹ میں جو ترجمان مقرر کرتے ہیں وہ تقریبًا عیسائی ہوتے ہیں پس یہ یقینی امر ہے کہ جہانتک ممکن ہو۔ وہ کوئی امر باغیون کے برخلاف ظاہر نہیں کرینگے۔ علاوہ بریں کریٹ میں جو نامہ نگار ہیں اون کا زیادہ حصہ پہلے ہی سے یونانیون کا طرفدار ہے۔ خانیا کی ایک مشہور تار برقی کی ایجنسی ایک کریٹی عیسائی کے کامل اقتدار میں ہے جو ظاہر ہے کہ طبعی طور سے ہی طرفداران یونان کی جماعت کی اغراض و مقاصد کا پورا مؤید ہے۔ ایسے لوگون میں طرفداری کا وجود پایا جانا ایک فطرتی امر ہے۔ مگر یوروپین نامہ نگارون کو بھی حد سے تجاوز کر کے ترکی اور دول یورپ کے مخالف تاریں روانہ کرتے دیکھکر سخت تعجب ہوتا ہے۔ البتہ وہ تاریں جن کو معلوم ہونے پر دنیا باغیون سے متنفر ہو جائے جان بوجھکر فروگذاشت کر دیجاتی ہیں۔ بعض اوقات فرضی سوانح کی خبر باوجودیکہ اندرون جزیرہ سے معتبر اطلاع اون کے برخلاف موصول ہو چکی ہو۔ یوروپ کو بذریعہ تار بھیجی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی عیسائی ایسی بات بتائے جس کی بنیاد پر ایک رد انگیز پیغام تار برقی گھڑا جا سکتا ہو۔ تو ذاتی طور پر اسکی تصدیق کرنے کی کوئی کوشش کرنے کے بغیر عیسائی کے بیان کو فورًا روانہ کر دیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر ترکی بے حد ظلم۔ بدعہدی اور سنگدلی کی ان داستانون کو لیجئے جو ان حضرات کی تقریرون میں جو گورنمنٹ کے

پہنچکر روانگی سے دست بردار ہوجانے اور دوامی صلح کرلینے نامہ و پیام اور گفتگو شروع کرنے کی صلاح دی۔ اس صلح کرلینے بنیادی اصول یہ قرار دیا گیا کہ جزیرہ کو عیسائی گورنر کے زیر فرمان مالی لحاظ سے آزادی ملجائیگی۔ اوسے محاصل پر پرٹ کی آمدنی اپنے پاس رکھنے کا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶) طریق عمل پر معترض ہوتے رہتے ہین۔ با فراط پائی جاتی ہین۔ دار العوام اور دیگر مقامات مین کرنیل واسوس کو اس الزام پر بہتان دیا گیا کہ ترکی حکام نے اپنے قول و قسم کی پیچ خلاف ورزی کرکے قصبہ تیابیو کے مہاجر مسلمانون کو دوبارہ مسلح کردیا ہے یہ بہتان بلاکسی تحقیقات یا تصدیق کے فی الفور یوروپ مین مشتہر ہوگئی۔ مگر بعد مین یوروپین افسرون کی کمیشن نے اوسکو بالکل بے بنیاد ثابت کرکے ترکی افسرون کو تمام الزامات سے جو ان پر لگائے گئے۔ بالطرح مبرا کردیا۔ تہوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ ایک شخص تاریخ شائع ہوئی کہ ترکون نے قصبہ کیسا موکستلی مین چند عیسائیون کے گہرون کو منہدم کردیا ہے۔ اور یوروپین قریب کہڑے تماشا دیکھتے رہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان مکانون کا گرایا جانا اشد ضروری تہا کیونکہ باغی ان مکانات کی آڑ مین قلعہ کی دیوارون کو سرنگ سے اوڑانیکی کوشش کرتے تہے۔

۲ - اپریل کو ایک کریٹی بشپ (بڑا پادری) صاحب مسیحی المذہب یوروپ کے مہذب باشندون کے پاس اپیل کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر فرماتے ہین :۔ "مقدس گرجون اور ظروف کی تاخت و تاراج معصوم عیسائی عورتون اور بچون کا کشت و خون عیسائیون کی جایداد و املاک کی بے انتہا بربادی اور لوٹ مار جو اب تک بے لگام ترکی سپاہی اور عوام کرتے رہے ہین۔ وہ ناگفتہ بہ ہے"

اس فقرہ مین اسقدر مبالغہ سے کام لیا گیا ہے کہ وہ فی الحقیقت اول سے آخر تک افتراؤن کا مجموعہ ہے۔ آؤ ہم تمکو وہ اصلی واقعات بتاتے ہین۔ جن کو ایما ندار بشپ صاحب نے نہایت احتیاط کے ساتھ نظر انداز کردیا ہے (اٹلی کو) ایڈمیرل کانی وارو نے کامل تفتیش کے بعد اچھی طرح ثابت کردیا ہے کہ کینیڈیا کے کیتہولک گرجہ کو ترکی سپاہیون کے لوٹ لینے اور خراب کرنے کی کہانی بالکل غلط ہے۔ ایک نامہ نگار تار دیتا ہے کہ خانیا کے قریب قصبہ آلیا ماس کی گرجہ کو ترکون نے ناپاک کردیا ہے۔ اوس کے ہر رشتہ اس حوادث کی صدق و کذب کی خود کوئی تحقیقات نہ کی آخر مین وہ بہت مبالغہ آمیز پائی گئی ہین کینیڈیا مین سب سے پرانے یونانی گرجا کو دیکھنے گیا۔ اوس مین فقط ایک پادری باقی رہ گیا تہا۔ باقی تمام نیک بخت پادری اپنی شامت اعمال سے ڈر کر سچے عیسائیون کیطرح شہر سے دم دبا کر بہاگ گئے ہوئے تہے۔ اس شہر مین ہزارہا مسلمان مہاجرین پناہ گزین تہے۔ گرجہ کے پادری بہاگ چکے تہے۔ وہ بالکل خالی پڑا تہا۔ اور کوئی اوسکا محافظ نہ تہا۔ خیال کرو کہ کسی نہ کسی رات مین اس کو آگ لگا دینا کیسا آسان امر تہا۔ مگر عمارت کو ذرہ بہر نقصان نہین پہونچایا گیا حتی کہ کہڑکیون کا ایک شیشہ تک بہی نہین توڑا گیا۔ اب یہ عیسائی نیک بخت ہی بتائین کہ کینیڈیا خانیا اور ریتمو کے شہرون سے باہر مسلمانون کی کتنی مسجدین قائم و استادہ رہنے دیگئی ہین ؟۔ ایک بہی نہین!!! خیر یہ تو غیر مہذب کریٹی عیسائیون کی کرتوت ہے آیرلینڈ کے صوبہ آلسٹر کے جہان تقریباً تمام باشندے پروٹسٹنٹ مذہب رکہتے ہین اور اعلیٰ درجہ کے مہذب ہین آیرلینڈ کے باقی تین صوبون مین زیادہ کیتہولک آبادی ہے) کسی ہجوم مین اگر دوس کیتہولک گرجہ کے معتقدین اور مسلمانی جہنڈ رجاتین تو چند لمحہ میں کسی کو اڑا اور کہڑ کہان کتنی مدت صحیح سالم رہنے پائین گی ؟۔ یہ کہنا کہ عیسائی عورتون اور بچون کو بے لگام ترک قتل کر رہے ہین محض مجذوبانہ بکواس ہے۔ اس قسم کی کوئی حرکت ترکون سے سرزد نہین ہوئی۔ جب لیکن کینیڈیا گیا تو تین عیسائیون نے مجھکو اطلاع دی

استحقاق رہے۔ اور ترکی افواج جزیرہ کے قصبات سے واپس بلالی جائیں سفرا نے کمیٹی کو ساتھ ہی متنبہ کردیا کہ اگر یہ تجاویز مسترد کی گئیں تو پھر یورپ کو کریٹیوں سے کوئی ہمدردی نہیں رہ جائے گی۔ مگر معاملہ مصالحت کی حد سے گذر چکا تھا۔ اور دریں اثنا آر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷) کہ باشی بزوقوں کی ایک جماعت موضع ایلیا پر دھاوا کرکے ابھی واپس آئی۔ اور دو عیسائیوں کے سر اپنے ساتھ لائی ہے جنہیں ان سروں کے لئے کوئی شہر کا چھان مارا۔ پر وہ کہیں نہ ملے۔ اور آخرکار مخبرین پر چند جرح کے سوالات کرنے سے واضح ہوگیا کہ انکی روایت خالص گھڑت تھی۔ باقی رہی لوٹ مار سو کسی عیسائی کے مکان کو جو قصبے کے باہر ہو لوٹنا اوسی قدر فائدہ بخش ہے جتنا کہ لکڑیوں کے جل گئے ہوئے ڈھیر کو لوٹنا۔ عیسائی اگر اپنے مکانوں میں خاک بھی باقی چھوڑ کر اندرونی مقامات جزیرہ کو بھاگ گئے ہوں تو ترکوں نے انہیں کیا لوٹا کیا تھا جنہیں ان مکانوں کے سوختہ ملبے پر گاہ بگاہ چند مردوں وغیرہ کو خاک چھانتے دیکھا ہے جن سے ان کو لوہے کی پرانی میخوں اور کیل کانٹوں کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔ شہروں میں عیسائیوں کے جو مکان کھڑے رہ گئے ہیں ان کی محافظت یورپین افواج کے پہرے کرتے ہیں کیونکہ پولیس کے فرائض ان فوجوں کو تفویض کر دیے گئے ہیں لیکن اس سے یہ قیاس کر لیا جائے کہ یورپین فوجوں کے آنے سے پہلے ترک ان مکانوں کو لوٹتے رہتے تھے۔ انگریزی فوج کو قلعہ سے پہلے میں کینڈیا میں دراتین مقیم رہا جس کی نسبت عیسائیوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ مسلمان ہر رات عیسائیوں کے خالی مکانات کو لوٹا کرتے ہیں۔ مگر ہم نے ایسی تاراجی کی کوئی علامت نہ دیکھی۔ گو میں شہر کی گلیوں میں پھرتا رہتا تھا۔ عیسائیوں کو بھاگ جانے کے لیے کافی وقت مل گیا تھا۔ اور وہ کوئی قیمتی چیز پیچھے نہ چھوڑ گئے۔ شہر نا روان مسلمان مہاجرین سے بھرا پڑا ہے جو مال اسباب سب کچھ چھوڑ کر صرف اپنی جانیں عیسائیوں سے بچا کر جنہوں نے انکے گھروں کو خاک سیاہ اور ان کے اعزہ و اقربا کو بکریوں کی طرح ذبح کر ڈالا ہے بھاگ آئے ہیں۔ یہ قسمت مہاجرین ہر وقت فاقہ کشی سے کچھ ہی پرے رہتے ہیں۔ گورنمنٹ کے لئے اتنے ہزار بھوکوں کے واسطے کھانا بہم پہونچانا ناممکن ہے۔ ۱۸ مارچ تک ان لوگوں کو جو مقدار غذا کی ملی ہے وہ فی کس تین پاؤ یومیہ ہے۔

مسٹر بینٹ نے اس بارہ میں غالباً سخت غلطی کھائی ہے۔ ہم ڈیلی میل میں وقتاً فوقتاً کریٹ کے مہاجرین کی امداد کیلئے ہزار بوری آٹا پہونچنے کی خبر درج کرتے رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی ظاہر ہے کہ ان بیچاروں کی حالت واقعی بہت قابل رحم ہوگی۔ کیونکہ جب برٹش گورنمنٹ جیسی دولت مند حکومت نے ان لاکھوں فاقہ کشوں کو مفت کھانا نہیں دے سکتی۔ اور ایسے مجبوراً چندہ کی درخواست کرنی پڑی تو ترکی کیسی لاکھ خانماں برباد گردگانوں کو دو وقت کب شکم سیر کر سکتی ہے۔ ایڈیٹر ایسے فاقہ کش اگر کبھی کہیں عیسائیوں کے خالی شدہ گھروں سے کوئی بالکل بے قیمت اور ناکارہ سی چیز اٹھا لیں تو بتاؤ یہ کونسی تعجب کی بات ہوگی۔ یا اسکو کون تاراجی تصور کریگا۔ باخیہ ایسے جیسا کہ خود ان کے ایک سرگروہ نے مجھ سے بیان کیا عیسائیوں نے اس ارادہ سے مسلمانوں کی کوئی یادگار کسی قسم کی بھی باقی نہ چھوڑنے کا مصمم ارادہ ٹھان لیا ہوا ہے اور جزیرہ کے اندرون میں سرمئی الو یہ گذشتہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے ارادہ کی کیسی کامل تعمیل کر دی ہے۔

دارالعلوم میں مسٹر ڈلن (ایک شخص آئرش جماعت کا ممبر اور نہایت سند ہے۔ ایڈیٹر) اور دیگر اشخاص باشی بزوقوں کو ان کی غلطی سے عمداً باقاعدہ سپاہیوں سے تمیز نہیں کیا جاتا یعنی ان کو بھی نظام فوج کا سپاہی سمجھا جاتا ہے خونخوار بدمعاش بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

کئی خونریز معرکہ آرائیاں ہوئیں جنکی تفصیل ترکون کو بتاریخ ۲۳ جولائی ۱۸۹۶ء بمقام ریتیمو اور پھر ۱۷ اگست کو بمقام کیفیا (خانیان) شکست ملی۔ اس فتح کے حصول پر جزیرہ کے تمام اضلاع کو (عیسائی) نائبوں نے جماعت مصلحین کی جگہہ اپنی عارضی گورنمنٹ قائم

(بقیہ حاشیہ ۲۱) کشت و خون اور لوٹ مار کے لئے یہ ہر وقت قصبون سے باہر نکلکر دھاوے کرتے رہتے ہین لیکن امر واقع یہی ہے کہ ترکی نگرانی کی چوکیون (جو قصبون کے باہر ہین) اور باغیون کی لینون کے درمیان جو قصبات کے گرد محاصرہ کئے پڑے ہین۔ کوئی چیز موجود نہین جسکی بابت بندوق لوٹ سکین۔ اور نہ کوئی انسان پایا جاتا ہے جسے وہ قتل کرین یہ بالکل درست ہے کہ بہ ترکی ہتیارہ سپاہی بعض اوقات شہر سے باہر نکلکر اوسکے مضافات مین ایک آدھ زیتون کا درخت جو عیسائی کی ملکیت ہو جلا دیتے ہین یا ایندھن کیلئے اسے کاٹ لیتے ہین۔ مگر ایسے واقعات بہت شاذ و نادر ہوتے ہین مین کئی دفعہ ترکی چوکیون سے پرے تک گیا ہون۔ اور ذاتی مشاہدہ سے یہ امر بیان کر رہا ہون۔ اسکے ساتھہ ہی یہ کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ مسلمان آبادی کا حصۂ کثیر کی فصلین در انگور رون کے باغ اسوقت انکے دشمنون (عیسائیون) کے قبضہ مین ہین۔ باقی رہا بندوقون کی باڑھین چلانا۔ ایسا ہمین ہمیشہ ابتدا عیسائیون کیطرف سے ہوتی ہے۔ وہ ہر وقت ترکون پر گولہ باری کرتے رہتے ہین۔ مگر ترک شاذ و نادر جواب دیتے کیونکہ ایک تو طاقتون نے ان کو دہمکا رکھا ہے کہ حتی الامکان وہ اشتعال سے پرہیز کرتے رہین۔ دوسرے کریٹی پٹھانون کی اوٹ مین بیٹھکر جسپر ترک گولہ چلاتے ہین۔ آپسپر بندوق داغ دیتے ہین۔ اور خود ایسے محفوظ ہوتے ہین کہ ان کو گولی کا لگنا قریباً ناممکن ہوتا ہے۔

قصبہ ہیر وکوری مین مسٹر ملٹن پراتیسر ہین اور ایک ترکی افسر ایک مکان کی چہت پر چڑہے ہی تو فوراً ہی تین گولیان ہمارے سرون پر سے سنسناتی ہوئی گذر گئین جن کو باغیون نے مقابل کی پہاڑی کی چوٹی سے سر کیا۔ باشی بزوقون نے باغیون اور یورپینون کی ایک جماعت پر جو صلح کے سفید جھنڈے کی پناہ مین جا رہی تہی بندوقین چلائی تہین۔ اسپر مسٹر لبوشر (لاٹ ایڈیٹر اخبار ٹروتھہ) نے بالینٹ مین ایک اودہم مچا رکھا تھا کہ الامان۔ مین ان باشی بزوقون کیطرف سے کوئی وکالت تو نہین کرتا۔ مگر اپنے ذاتی تجربہ سے اسقدر جانتا ہون کہ سفید جھنڈا عیسائی بندوقچیون کی گولیون سے مطلقاً کوئی حفاظت نہین کر سکتا۔

پچھلے دنون مین جتنے واقعے ہوئے ہین۔ تقریباً ان مین باغیون نے ابتدا کی چند ہفتے گذرے ہین انہون نے آسٹریا کے جنگی جہاز سیبنیکو پر جان بوجھکر بندوقین چلائی تہین۔ اور چالیس سے زیادہ گولیان جہاز کو لگین۔ مین کشتی پر سوار ہو کر مقام ریتیما کو جہان یہ واقعہ گذرا گیا۔ اور عیسائی شخصون سے دریافت کیا کہ انہون نے یہ اشتعال لانے والی حرکت کیون کی؟ جواب ملا کہ ہم نے جہاز سیبنیکو کو ترکی کروزر سمجھا تھا۔ یہ اونکا بدیہی جھوٹ ہے ..... وہ ترکی نشان کو خوب جانتے ہین اور آسٹریا کا نشان جہاز پر صاف دکھائی دے رہا تھا مقام ملاکسا کبیر الصیدی ... الدین اور کستا سولی پر جسقدر حملے ہوئے ہین وہ سب عیسائیون نے بلا وجہ اور خود بخود کیئے۔ امیر البحرون نے باغیون کو اطلاع دی کہ مقام ملاکسا کے ارد گرد جو ترکی گڑہیان ہین وہان باشی ضروری رسد پہونچ جانے دین۔ اسکی تعمیل یہ ہوئی کہ کرنیل واسوس نے اطلاع ملتے ہی تین بیرقی توپین عملی کیا نہ سے کو نطوبولو بھیجدین تاکہ دوسرے دن میلاکسا پر حملہ کرنے کیلئے تیار رہین کئی نامہ نگار رہ دن پڑے کرو نو سے باغیون کیطرف سے یہ عذر پیش کیا ہے کہ ان کو امیر البحرون کے مشترکہ مراسلہ کے مضمون سے آگاہی نہین ہوئی تھی۔ یہ محض غلط ہے۔ باغیون کے

کراچی جب یہ معاملہ اس انتہائی حد تک پہونچگیا تو ۲۹ اگست کو سلطان المعظم نے باغیون کو سفرائے دول کی تجویز کردہ رعایات عطا کردین اور ۵ ستمبر کو انہین باغیون کے نائبون نے بھی قبول کرلیا۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹) کم از کم تین شخصون سعادی کلو جلیبی ورنا فوسی کو پورا علم تہا۔ کیونکہ جس وقت توپ خانہ پہونچا ہین ان کے پاس تہا اور انہون نے مجہکو اوسکی اچانک موجودگی کی وجہ بتادی تہی۔ اگر بفرض محال عیسائی باغیون کے سپاہیون اور دیگر فریقون کو امیرالبحرون کے مراسلہ کا علم نہ ہوا تو اوسکی ذمہ داری کرنیل واسوس اور رشنہ باغیون پر ہے۔ ملاکسا کی لڑائی سے دو روز پہلے ہی دن کیرا طیدی پر حملہ کرنے کی تجویز تہی۔ مگر صبح کے تین بجے بمقام کو نطو بولو ہمین یہ خبر سناکر بیدار کیا گیا کہ ترکی سپاہی گڑہی کو چہوڑ گئے ہین قلعہ عزیزالدین اور کسٹالی پراس کے بعد باغیون نے حملے کئے۔

یوروپین امیرالبحر نہایت ہی سخت مشکل مین گرفتار رہین۔ وہ تا تصفیہ مسئلہ کریٹ امن قائم رکہنے کے مشترکہ کام پر مامور کئے گئے مگر جس کام کو وہ اپنی اپنی گورنمنٹون کی غیرمستقل مزاجی اور باہمی شک وحسد کی وجہ سے باحسن وجوہ پورا نہین کرسکتے تاہم کوئی منصف مزاج باشندہ کریٹ انکا نہین کرسکتا کہ یوروپین بیڑون کے کمانڈر غایت درجہ احتیاط اور اعتدال سے کام فرما رہے ہین اسپر بہی یورپین نامہ نگاران کو برابر ناقابل فہم بکار رہے ہین اور انپر الزام لگاتے ہین کہ وہ عیسائیون پر بلاوجہ گولہ باری کرتے ہین اور باغیون کی ساتہ کبہی کامیابی سے مسالحت کی گفتگو نہین کرسکتے۔ کیونکہ یہ کام صرف قونصلون کا ہے جس کو خواہ مخواہ وہ اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے ہین۔ لیکن جس شخص کی آنکھون کو تعصب نے اندہا نہ کردیا ہو وہ کنڈالنون کی شرک پر باغیون پر گولہ باری کئے جانے پر کبہی حرف نہین رکہ سکتا جنگی جہاز سے فقط ایک ہی گولہ چلایا گیا اور لی سٹ فورڈ ر انفلیولان کی بارہ ماری گئی تہی جس سے ان بدمعاشون مین سے جو بے پناہ اور بیکس مسلمان مہاجرین اور ان کے محافظ سپاہیون پر جہپٹ پڑتے تہے۔ پندرہ ہلاک ہوئے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو یہ بدبخت سیکڑون بیگناہ مسلمانون کا خون کر ڈالتے۔ دوسری گولہ باری باغیون پر بمقام خانیا کی گئی تہی۔ شہر کو ان چشمون سے پانی بہم پہونچتا ہے جو فصیل سے باہر بیرونی مورچون کے احاطہ مین واقعہ ہین۔ باغی ان مورچون پر قابض ہوجاتے تہے۔ قابلترین جنگی وبحری اہل الرائے صاف کہدیا کہ اگر باغی قابض ہوگئے تو شہر پیاسا مرجائیگا۔ چنانچہ امیرالبحرون نے باغیون کو متنبہ کردیا کہ شہر کے بیرونی مورچون پر ان کو حملہ آور نہین ہونے دیا جائیگا۔ ایسا کرنیکے بعد یہ کسی طرح سے ممکن نہ تہا کہ وہ باغیون کے ہاتہون شہر کی سلامتی کو معرض خطر مین پڑنے دیتے۔ وہ بیرونی قلعون اور مورچون کی سپاہ کی سلامتی کو خلاقاً ذمہ دار ہوچکے تہے۔ باین ہمہ بمقام ملاکسا باغیون پر گولہ باری کئے جانے پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کیگئی ہے۔ ایک سربرآوردہ انگریزی اخبار مین تا شائع ہوا کہ "باغی یوروپین جہازون کی اچانک گولہ باری کی مطلقاً کوئی وجہ نہ سمجہہ سکے"۔

لیکن جیسا میں بتا چکا ہون کرنیل واسوس نے مشترکہ مراسلہ کا جواب قلعہ کو ریچیلہ کرنیکی صورت مین دیا۔ جس مراسلہ کا مضمون باغی شخصون کو بخوبی معلوم تہا کیونکہ لڑائی سے ماقبل کی رات جب مین اونکے ساتہ کہانا کہا رہا تہا تو انہین سے ایک شخص سے کہا "کہ ہم توسنتے ہین کہ کل ہم کو تمہارے جنگی جہاز دیکہنے پڑینگے"۔ اس گولہ باری کا مدعا عیسائیون کو قتل کرنا نہ تہا۔ بلکہ اونپر صرف یہ واضح کردینا تہا کہ ان کو قلعہ ملاکسا پر قابض نہین ہونے دیا جائیگا۔ اس لئے پہٹنے والے اور دہاڑدار گولون کی بجائے جو باغیون مین تباہی برپا کردیتے فقط معمولی گولے چلائے گئے۔

مگر اس فساد کی حرارت جزیرہ سے باہر تک سرایت کر چکی تھی۔ اس سے یونانیوں کی قومی و مذہبی گرمجوشی پھر تازہ ہو گئی تھی۔ کل یونانیوں کو ایک سلطنت کے ماتحت متحد و متفق کرنے کا خیال ہر کس و ناکس کے دل میں پھر بشدت رائج ہو گیا تھا۔ اور یونانی اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰)۔ اور کل معرکہ میں جو ساڑھے پانچ بجے صبح سے چار بجے شام تک گرم رہا۔ اور جس میں یورپ میں جہازوں نے صرف دس منٹ گولہ باری کی عیسائیوں کے زیادہ سے زیادہ تین آدمی ہلاک ہوئے۔

یونانیوں کے طرفداروں کی تقریروں میں جن سے ہمارے اخبار اور رسالے لبریز ہو رہے ہیں۔ اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ باغیوں کو فاقہ مارنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ پارلیمنٹ میں گورنمنٹ پر الزام لگایا گیا کہ وہ اب باغیوں کو بھوکا مار کر مطیع کرنے کی غرض سے بحری محاصرہ کر رہی ہے۔ اسی طرح تھوڑا عرصہ ہوا۔ لنڈن کے ایک عام جلسہ میں ایک مشہور ممبر پارلیمنٹ نے بیان کیا۔ کہ لارڈ سالسبری کا ایسا کرنا انسانیت پر ایک سخت نفرت انگیز حملہ ہے۔ یہی دو ادبلا کریٹ والے محاصرہ پر کر رہے ہیں۔ الغرض اس مفروضہ فاقہ دہی کو دول کے طریق عمل کی مخالف خفگی آمیز تقریروں اور تحریروں میں سخت کراہیت انگیز اصرار سے استعمال کیا گیا ہے۔ مگر امر واقع یہ ہے کہ عیسائیوں میں کسی جگہ بھی فاقہ کشی نہیں پائی جاتی نہ غالباً آئندہ پائی جائیگی۔ جزیرہ کے اندر جس طرف جاؤ سامان خوراک بافراط موجود پاؤ گے۔ گوشت بسکٹ ترکاری پھل و شراب سب جگہ بکثرت اور گندمی روٹی کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ کونطوپولو۔ علی کیانو۔ اور تمام دوسرے مقامات میں جہاں یونانی یا باغی جمع ہیں۔ شراب خانے اور نانبائیوں کی دوکانیں خوب رونق پر ہیں:

علی کیانو میں میرے اور میرے چار دوستوں کے کھانے پر جس میں اعلٰے قسم کا گوشت۔ شراب و میوہ جات موجود تھے۔ چار فرینک سے کچھ زیادہ (یعنی) خرچ آئے۔ دودھ یہاں کچھ خرچ ہی نہیں آتا۔ اور بڑا مرغ فرینک سے کچھ زیادہ پر ملجاتا ہے۔ یہاں ایسا قحط تو کل یورپ میں ہو!!۔ علاوہ بریں ان بدبختوں نے مسلمانوں کے گھروں کو تو بڑی باقاعدگی سے لوٹا۔ اور جلایا۔ مگر اُن کی فصلوں اور اُن کے گوداموں کو آئندہ کے استعمال کے لیئے بڑی احتیاط سے محفوظ رکھا۔ باغیوں کا خود اپنا بیان ہے کہ اگر محاصرہ ایسا کامل و سخت ہو کہ باہر سے کوئی چیز نہ آنے پائے تو بھی ہم دو برس کے لیئے کافی سامان خوراک رکھتے ہیں۔ لیکن درحال کریٹ جیسے جزیرہ کا محاصرہ ایسا مشکل ہے۔ کہ لاکھ نگرانی کرو۔ پہونچنے والے ہر وقت پہونچتے رہیں گے۔ چند ہفتوں کی بات ہے کہ جنوبی ساحل پر پانسو والینٹر ایک سو دس صندوق کارتوس کے۔ اور بسکٹوں، مٹروں اور آلوؤں کے سو بورے کامیابی کے ساتھ اتار دیئے گئے۔ اور ۲۷ مارچ کو بسکٹوں کی پچاس بار بچھیرے جہاز سے جو سات میل کے اندر علی کیانو کے قریب خشکی پر اتارے گئے۔

قصہ مختصر یونانیوں کے پر جوش حامیوں کی یہ خوفناک کہانیاں کہ کریٹ کے عیسائی دول یورپ کے جور و ظلم سے فاقہ کشی کی حد تک پہونچ گئے ہیں عجیب مضحکہ خیز اور ساتھ ہی نقصان رساں بھی ہیں۔ بفرض محال کریٹ کے اندرونی حصہ میں اگر گرانی موجود بھی ہو تو اوس کے ذمہ دار کرنیل واسوس اور یونانی گورنمنٹ ہوگی۔ جب تک کہ وہ جزیرہ کو خالی کئے جانیکا ملتوی کرتی رہیں۔ یہ کسی طرح بھی سامان جنگ کو جزیرہ میں داخل نہیں ہونے دیسکتیں۔ اس میں کلام نہیں کہ بحری محاصرہ باغی اور یونانی دونوں کو ناگوار ہے۔ مگر اس سے اون کو فقط خیالی تکالیف پہونچتی ہیں۔ نہ کہ واقعی جسمانی۔ جہاں تک مجھے علم ہے۔ علی کیانو کے کیمپ میں سامان آسایش و آرام اور ضرورت

قومی غرور و زعم کو سہلانے کے لئے وطن پرستی کی خلاف لاچرکات اور سازشوں کی مرتکب ہو رہی تھی اسی پر جوشیلی سوسائٹیوں کی بدولت ملک گیری
یونانی گورنمنٹ (جو بطور سابق اس فساد میں بھی باغیوں کی درپردہ امداد کرتی رہی تھی) علانیہ کھلا ایک فوجی دستہ کرنیل واسوس
کے زیر کمان اور ایک جنگی بیڑہ پرنس جارج کے ماتحت کریٹ کو بھیج دیا۔ مترجم)۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱) کی کوئی چیز ایسی نہیں جو موجود نہ ہو ڈاک کا انتظام البتہ وہ بصورت موجودہ یونان کے ساتھ ٹھیک اور باقاعدہ نہیں کہہ سکتے تاہم کرنیل واسوس کی آئینوں کے ذریعہ سے براہ جزیرہ سیرا گویا تھوڑے سے ہی آسانی خط و کتابت کر سکتا ہے۔ اگلے دن کی بات ہے کہ میں ایک ناسور خیابان میں آیا جو اوستی علی کیا تو مجھے بھی گئی تھی شہر تعجب کے ساتھ مجھے بھی کہ محاصرہ کی وجہ سے باغی مجبور ہیں کہ سرکاری مال اور اوقاف سے بھی محروم ہیں اور ان بیچاروں کو اپنی صحت یابی وقت اور طبیعت پر چھوڑنی پڑتی ہے حالانکہ خود ایک یونانی فوجی ڈاکٹر نے مجھ سے ذکر کیا کہ علی کیا تو کے ہسپتال میں آلات جراحی اور تمام سامان ہر قسم کا مکمل موجود ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ گرانی غلہ سے مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ اور جو حکام کی مدد نہ ملنے کی صورت میں عنقریب فاقہ کشی کی نوبت تک پہنچ جائینگے۔ وہ یونانی اور عیسائی نہیں ہیں۔ بلکہ وہ مسلمان مہاجرین ہیں جو اپنے تباہ شدہ گھروں سے بھاگ آئے ہیں۔ اب ترکی حکام ان بدبخت بے گھر مہاجرین کی تا بمقدور دستگیری کر رہے ہیں۔ مگر ان کا بیان ہے کہ ہم ان کو ایسا کھانا نہیں دے سکتے کیونکہ اس غرض کے لئے ہمارے پاس کوئی روپیہ نہیں (اگر مسلمانان ہند مظلومان کریٹ کی مفلوک الحالی کا کیا تم کو کچھ بھی اثر نہیں ہوتا؟ ایڈیٹر) کیا اچھا ہوتا اگر وسیع ہمدردی کا جذبہ جو نہایت شدت کے ساتھ عیسائیوں کی جانب ظاہر کیا جاتا ہے اس کا تھوڑا سا حصہ بھی ان بدنصیب مسلمانان کریٹ کی طرف منعطف کر دیا جاتا جو اپنا تمام مال و اسباب برباد اور کل اثاثہ غارت کرا چکے ہیں اور بہت جلد فاقہ کشی کی بلا کو اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

باشندگان انگلستان کے دلوں میں ہمدردی پیدا کرنے اور ان سے امداد حاصل کرنے کی غرض سے یونانیوں اور باغیان کریٹ نے ہم مذہبی کا واسطہ ڈال کر بیشمار اپیلیں کی ہیں۔ انگلستان میں بغاوت کریٹ کے متعلق مباحثوں میں فقرہ "مظلوم عیسائیان" الفرقہ انگیز تکرار سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مسئلہ میں عیسائیت کے مضمون کا کسی طرح بھی دخل ہو جانا نہایت قابل افسوس ہے۔ کیونکہ علاوہ دیگر وجوہات کے دوسرے لوگوں میں ہمدردی پیدا کرنے کی غرض سے کریٹیوں کو عیسائی کے نام سے پکارنا لفظ "عیسائی" کو ناپاک کرنا ہے۔ الہامی "عیسائی" تاجر معصوم عورتوں اور بچوں کو ایسی بے دردی کے ساتھ نہایت بے رحمی سے قتل کرتے ہیں اور یہ کل ناگفتہ بہ افعال ان سے اور انکی یادوں کراتے ہیں جو فی الواقع بیشتر دیکھ لیا گیا ہے۔ اس بات پر کہ وہ اس جنگ کو کہاں تک کھلا رکھیں گنجائش نہیں کہ تمہارا فوج کے مسلمانوں کی جائداد اور جانوں کے باقی رہنے کا قطعی فیصلہ کر دیا اور جو کچھ جو روظلم جاری ہم نے سہوں کا (الحشر) اسے تفصیل سے شائع کیا ہے مسلمانوں پر توڑے ہیں۔ اس کا بیان کرنا قلم کا کام نہیں۔ مختصر کیفیت یہ ہے کہ عیسائیوں نے ان مسلمانوں کو ہتھیار دینے کے لئے کہا۔ مسلمانوں نے (اور یہ بالکل صحیح تھا) انہیں بے وقعت سمجھ کر انکار کر دیا کہ ہمارے پاس صرف یہی ایک چیز ہے جس سے ہم اپنے اور اپنے عیال کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اسپر عیسائیوں نے حملہ کیا اور مسلمانوں کو جو تعداد میں

یہ رنگ دیکھکر دول یورپ نے باتفاق رائے یونانی گورنمنٹ کو مراسلہ بھیجا کہ سلطان اعظم نے عیسائیوں کو مساوی حقوق حاصل رہنے کے اصول پر کریٹ کو اندرونی خود مختاری عطا کرنا منظور کر لیا ہے!! واپس چلے آؤ ... (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) ... عورتیں اور بچے تھے - مجبور ہو کر مسجد میں پناہ جالی - عیسائیوں نے اسپر کھڑکیوں اور دروازوں سے لکڑیاں جلائیں اور مسجد کو آگ لگا کر انکو باہر نکلنے پر مجبور کرنے کیلئے لکڑیاں جمع کرنی شروع کیں تب مسلمانوں نے چار انگلیاں عیسائیوں کو دیں کہ وہ رحم کی ... لیکن زیادہ تیزی سے محصورین پر حملہ کیا - انہوں نے مسجد کی چھت میں پناہ لی - اور اسمیں سے مسلمانوں نے چلا کر کہا مٹی کا تیل و جلتی ہوئی لکڑیاں پھینکیں - اسوقت عورتیں چلا اٹھیں - ہماری جانیں نہ لو - ہم سب کچھ کرنے کو تیار ہیں اور جس قسم کی حکومت تمہیں منظور ہے -

مگر کسی شقی کو رحم نہ آیا - اور انکی التجاؤں کی کوئی پروا نہ کی گئی بہت سے دم گھٹ کر مر گئے - اور مسجد کے اندر سے آگ سے آہستہ آہستہ مرنے پر عیسائیوں کی خنجروں اور گولیوں سے ہلاک ہونیکو ترجیح دیکر مسجد سے باہر نکلنے کی ٹھان لی جب باہر آئے تو قتل عام شروع ہو گیا - پھر بھی سخت جان بچے ہیں انمیں سے بعض نے ایک غار میں پناہ جالی جسکا پتہ بارہ دنوں کے بعد دشمن کو لگ گیا - عیسائی بہادروں نے ان باقیماندہ مسلمانوں کو بھی غار کے اندر ہی جلا دینے کی نیت سے پھر لکڑیاں جمع کرلیں چند ایک کود ہی پڑے اور آگ سے ہلاک کر دیئے گئے - نتیجہ یہ ہوا کہ تین دن بعد تین باغی سرغنہ میکالیس ایک پاس اور ایک دوسرا وہاں پہنچ گئے - اور اپنے ساتھیوں کو آگ بجھا دینے اور بچے ہوئے مسلمانوں کو باہر نکال کر لینا چاہیئے سترہ کس بطور یرغمال رکھ لئے گئے - اور بحیثیت طور پر معلوم ہوا ہے کہ عیسائیوں نے گرفتار شدہ مسلمانوں کی عورتوں اور لڑکیوں بلکہ بعض کی عصمت بگاڑی - کینڈیا کے ہسپتال میں جہاں زخمی مہاجرین کی ایک جماعت زیر علاج ہے میں نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا کہ یہ عیسائی نیک بخت غالب آجانے پر بے پناہ عورتوں اور بچوں سے کیا سلوک کرتے ہیں - ایک میں سالہ خوبصورت لڑکی کو چاقو کی نہایت خوفناک تین زخم پہنچے تھے - دو سر پر تھے - اور ایک پہلو پر ایک دوسری عورت کے کان کاٹ لئے گئے ہوئے تھے - اور ایک بچہ بارہ سال کا تھا کہ جسکو ایسی سنگدلی سے زخمی کیا ہوا تھا - کہ وہ مر گیا جب میں نے باغیوں کو ان مظالم پر ملامت کی - تو جواب ملا کہ دول یورپ کو یہ یقین دلانے کیلئے کہ انہوں نے ایسا کیا ہے - خود مسلمانوں ہی نے اپنی بیویوں اور اولاد کو زخمی کیا ہے!!!

میں تعجب کرتا ہوں کہ انہوں نے کیا ہذیان اس قدر ہی بکا تھا کہیں آپ یقین کرلینگے - مگر یاں وہ نا لائق مستورات تھیں جن میں سے بعض ایسی تھیں کہ کل خاندان میں تنہا وہی باقی بچی تھیں جو حالات مجھکو سناتے انہیں اکثر کو سنکر کلیجہ پھٹ جاتا تھا - کینڈیا کی عدالت فوجداری کے حاکم اعلے نے مجھسے ذکر کیا کہ ڈفنی اور سیتیا کے قتل عام میں اکیلے میرے رشتہ دار ناحق قتل کئے گئے ہیں - ایک یونانی افسر کی جدوجہد کی طفیل ملاکسا کے بہادر ترک محافظین کی جانیں بچ گئیں لیکن اگر اطالین اور یونانی سپاہی جنگ کی برابر نگرانی اور حفاظت نہ کرتے رہتے تو کریٹ کمال شقاوت قلبی سے ایک ایک کو چن کر گولیوں سے مار دیتے پھر بھی اگر دول عظام نے کرنل واسوس کو ایسا ہی جو یونان کیجیں اجازت نہ دیتی تو یہی تمام اسیران قید یونکو قتل کیلئے جو جیلیں گرفتار ہوں پہلا جانا ہو اگر یہ کہا - باغیوں نے علانیہ خود تسلیم کر لئے تھے کہ ہم اسیران جنگ اور قیدیونکو قتل کر دیتے رہتے ہیں - اور یہ ہمارا عام قاعدہ ہے

یونان کو وہاں سے اپنی فوج اور بیڑہ واپس منگوالینا تاہم واجب ہے۔ اس واپسی کیلئے کوئی تاریخ معین نہ کی گئی۔ کیونکہ سفرا کو

اپنی ہی گورنمنٹوں سے جو ہدایات موصول ہوئی تھیں۔ وہ اس بارے میں مختلف تھیں۔ تاہم اس پر سب کا اتفاق ہو گیا تھا کہ ترک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) شامت اعمال سے مقام کونطیہ پولو میں چند ترکی قیدیوں کو سنگسار اور سنگ ترش سے بیٹھا جس سے عیسائی نیک نہاد

کو بے عزت کرنے اور بطور قیدی زیر حراست کر دینے کیلئے بحث ہلگئی۔ بعد ازاں ان کے سر پر دو گولیاں اس بیہودہ بنیاد پر کہ میں نے بھاگنے

کی کوشش کی ہے چلائی گئیں۔ میرے بھائی جانیکانیتو اس سے نکالا گیا کہ میں جس یونانی سپاہی کی حراست میں تھا اسنے ان گولیوں

سے بچنے کے لئے جو ہمارے اردگرد پڑ رہی تھیں ہمیں گالوں سے تقریباً پچاس گز پرے لیجانے پر اصرار کیا تھا۔ المختصر کریٹ میں بلاد

ہیکل عنصر عیسویت کی نسبت جسقدر تھوڑا کہا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

جو ترکی فوج باغیوں سے معرکہ آرائی کر رہی ہے۔ اسکو تعداد میں ان سے وہی نسبت ہے جو ایک کو تیس سے۔ مگر مجھے یقین ہو کہ

اگر متخاصمین کریٹ کو آپس میں نپٹ لینے دیا جائے تو عیسائی اس سے زیادہ کامیابی حاصل کر سکیں جو انکو اب تک ہو چکی ہے یعنے بڑی

سے بڑی کامیابی انکو یہ ہو کہ شہروں کا محاصرہ کر لیں۔ ان کریٹی محبان وطن کی بہادری کی تعریفیں ہم نے سنی تو بہت ہیں۔ لیکن

جزیرہ میں جب کبھی کوئی فی الواقع لڑائی ہوتی ہو۔ تو اسمیں یہ بہادری بہت ہی کم مقدار میں دیکھنے میں آتی ہو۔ کریٹی باغی غنیم کے ساتھ

دست بدست لڑائی کبھی نہیں کرتے مگر اس صورت میں جبکہ انکی تعداد دشمن سے بہت ہی زیادہ ہو۔ اسی لئے کہ کنگین نہیں کہتا کہ

پسندیدہ خاطر طریقہ لڑائی کا چٹانوں کی اوٹ سے رائفل چلانا ہی۔ نظیر کے طور پر ملاکسا کی لڑائی کو ہی لیلو۔ اخبار ڈیلی گرافک کے نامہ نگار جس

ذات اقدس نے لڑائی کو صرف خلیج سودا سے ملاحظہ کیا تحریر فرماتے ہیں کہ " جا بجا کے قریب باغیوں نے عمارت ملاکسا کی گڑھی پر بڑی مستقل مزاجی

سے جو واقعی شاندار انداز سے دھاوا کیا "

مگر یہ بیانات بالکل غلط ہیں میں نے اس جنگ میں موجود تھا اور میں نے لڑائی کو ابتدا سے آخر تک اچھی طرح دیکھا۔ ہم ترکوں نے جو گڑھی میں

گھیرے ہوئے تھے چالیس گھنٹے سے لیکر جنگ کی سو باغیوں کا مقابلہ کیا گڑھی کی نہایت بہادری سے حفاظت کی تین دن سے انہوں نے پانی کی

شکل نہیں دیکھی تھی۔ اور غذا بھی انکو بہت کم ملی تھی۔ اس سے انکے جسموں کی نقاہت اور کمزوری کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ وہ حملہ آوروں کی

متواتر گولہ باری اور رائفلوں کا جواب دینے کے مشکل قابل رہ گئے تھے۔ لیکن باایں ہمہ انہوں نے اس ٹوٹی پھوٹی گڑھی کی اس وقت

تک حفاظت کی جب تک کہ وہ ہتھیار اٹھا سکتے تھے۔ اور جب وہ اور زیادہ حفاظت نہ کر سکے۔ تو سفید جھنڈا کھڑا کرکے انہوں نے کریٹیوں

کو گڑھی میں داخل ہو جانے دیا۔ باغیوں نے اطاعت پر مطلقاً کوئی دھاوا نہیں کیا تھا۔ برخلاف اسکے ترک ہتھیار رکھدینے سے پیشتر وہ کئی

گھنٹوں تک چٹانوں کے پیچھے اور بعد میں بیٹھے رہے تھے اور اسی طرح کرتے اور نشانہ لگا کر دیسا کو چھوڑنے کی وہ جرات نہیں کر سکتے تھے۔

اسی طرح وہ یہ آوازے کستے ہیں کہ تم اپنا مکو قابو میں لیا ہو۔ ذرا انتظار کرو تمکو پکڑ لیا جائیگا۔ ہم ڈائنامیٹ لیکر واپس آئیں گے

اور تمکو اڑا دینگے۔ باغی ٹھیک یہی فقرہ ان بلوائیوں کا ہے جو ہیں۔ اگر اسی طاقت کے مقابلہ کی ہمت رکھتے

مقابلہ کرتے تو ایک پل میں فتح ہو جاتی۔ ان سپاہیوں کی جو ترکی طرف سے شکار ہوئے ہیں وقعت کسی سے کم نہیں

یا پھر اہل یونانی گورنمنٹ کو سونپ دیا جانا چاہیئے۔ ورنہ دول روس نے جرمنی آسٹریا اور فرانس کی رضامندی سے اس سے زیادہ مضبوط کارروائی کی۔ روسی سفیر متعینہ ایتھنز کی معرفت ۲۵ فروری ۱۸۹۷ء کو صاف صاف دو ٹوک مطالبہ کیا گیا کہ یونان تین دن کے اندر کریٹ سے اپنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴) - تیرہ جہاز تو وہ حملہ کئے تھی (نامہ نگار ۱۸۷۷ء کے جنگ عظیم روس میں سلیمان پاشا نے روسی فوج پر درہ شپکا کی بلندیوں پر جو حملے کئے تھے انکی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ایڈیٹر) اگر وکالی تعدادیں ہوں اور ساتھ ہی انکو آزادی بھی دیدیجائے تو طرفۃ العین میں سکفا کی پہاڑیوں سے ان کریٹی کتوں کی جماعت کو نیست و نابود کردیں۔

اسکے بعد نامہ نگار موصوف نے ذاتی مشاہدہ تجربہ اور واقعات سے ثابت کیا ہے کہ کریٹی ایسے جاہل مطلق ہیں کہ انکو فی الحقیقت معلوم ہی نہیں کہ وہ کیلئے ٹرکی سے جنگ کر رہے ہیں۔ اکثر دیہاتی تو محض اسلئے لڑ رہے ہیں کہ انکے آباؤ اجداد ترکوں سے لڑتے چلے آئے ہیں۔ اور ان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ مگر یہ تمام فتنہ و فساد اصل میں یونانیوں نے بھڑکایا ہوا ہے کریٹی الحاق اور خود مختاری میں بھی کوئی تمیز نہیں کر سکتے۔ یونانی اور لاطینی مفسدین جس پہلو پر چاہتے ہیں ان کو چلا رہے ہیں۔ ان لوگوں کو ایسا بہکایا گیا ہے کہ جب ان سے پوچھو کہ کیا چاہتے ہو تو فوراً جواب دینگے کہ کریٹ کو یونان سے الحاق کردیا جائے۔ اور جبتک ہمارا ایک فرد بھی رہے آٹونومی (اندرونی خودمختاری) تسلیم نہ کریں گے انکی سفاہت اسی جواب سے مترشح ہو رہی ہے۔ یہ لوگ آزادی کیلئے نہیں بلکہ اپنی جہالت سے یونان کی حرص ملک گیری کو پورا کرنیکے لئے اپنی جانیں ضائع اور جزیرہ کو برباد کر رہے ہیں۔ مگر یونانیوں کو ان لوگوں سے کوئی دلی الفت نہیں۔

اس بحث کو ختم کر کے مسٹر بیٹ دول یوروپ کی باہمی شک و رقابت کی وجہ سے مسئلہ کریٹ کی اتنی مدت غیر منفصل رہنے کا مجملاً ذکر کرنیکے بعد یوں فرماتے ہیں کہ جزیرہ پر ٹرکی کی عملی حکومت تو ختم ہو چکی ہے اور اسکا دانشمند ترکوں کو چنداں افسوس بھی نہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ سلطنت عثمانیہ کو جزیرہ سے کبھی فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ ہمیشہ کا درد سر اور خرچ کا مصالحہ ہے۔ مگر مشکل درپیش ہے کہ کریٹ میں کیا کسی طرح کی آٹونامی چل بھی سکتی ہے کیونکہ سلف گورنمنٹ کیلئے باشندگان کریٹ سے پڑھا لکھا قابل آدمی کا دستیاب ہونا مشکل ہے۔ یونان کے ساتھ الحاق کرنا آٹونومی سے بھی بدتر تجویز ہے یونان بالکل دیوالیہ ہے۔ اگر پرائیویٹ اشخاص امداد نہ کرتے تو سرحد تھیسلی پر ایتھنز سے فوجیں بھیجی نہ جاسکتیں۔ جو شخص یونان میں رہ کر انکی بد انتظامی اور مفلسی کو دیکھ چکا ہے وہ کبھی توقع نہیں کر سکتا کہ یونان کے ماتحت کریٹ کی تمدنی و ملکی حالت سنور سکیگی۔

علاوہ بریں جب الحاق کی خوشی ختم ہو جائے گی تو ان خواہشمندان الحاق کریٹیوں کو وہ محاصل اور ٹیکس ادا کرنے پڑیں گے جو ترکوں کے محاصل سے جو خواہ وہ ادا کئے جاتے ہیں یا نہ پانچ گنہ سے بھی زیادہ ہونگے۔ اور انکی وصولی کیلئے یونان کو کریٹ میں کثیر التعداد فوج رکھنی پڑیگی کیونکہ کریٹی سیدھے ہاتھوں کوڑی دینا جانتے نہیں۔ اور اتنی فوج رکھنی کی یونان کو وسعت نہیں اور جب معقول فوجی انتظام نہ ہوا تو وصولی تو درکنار مسلمانوں کی جان و مال کا بھی خدا حافظ ہوگا

آخر میں صاحب موصوف کو اسکا چارہ یہ نظر آتا ہے کہ کریٹ دول عظام میں سے کسی ایک کے حوالہ کیا جائے۔ وہ سخت افسوس کرتے ہیں کہ لارڈ بیکنسفیلڈ نے ۱۸۷۸ء میں قبرص کے فضول جزیرہ کی جگہ کریٹ کو کیوں نہ سلطان سے مانگ لیا۔ مگر وہ فعل گذشتہ ہی رشک حسد سے اس تجویز کے پورا ہونے کی امید بہت کم ہے اسلئے دول عظام سے کہ التماس کرتے ہیں کہ اگر وہ آپس میں سے کسی ایک کو کریٹ دینا پسند نہ کریں۔ تو وہ جزیرہ کا سودا یونان کا

بیڑہ اور کل یونانی فوج واپس منگوا لے۔ اگر اسکے مزید بیرونی مداخلت کی یا مزید مشکلات پیدا کیں یا اپنے آپ کو خود غرض اور اپنا نفع ڈھونڈنے والے دوستوں کی خواہشوں اور مشوروں میں آ جانے دیا۔ اور اگر کوئی شبہ پیدا کرنے والا رویہ اختیار کیا تو دول متحدہ اپنی کارروائی شروع کر دیں گے۔ اور یونانی بندرگاہوں کے بحری محاصرہ کا اعلان کر دیگا۔

اس الٹی میٹم کا جیسے یونان پر پڑا اگر اثر ۹ الایکم ۲ مارچ ۱۸۹۷ء کوئی جواب نہ پایا۔ دول نے یونان کے بیڑوں کے ادارے کو روکنے ۲۵ فروری کو کریٹ کے نام اعلان شائع کر دیا کہ یورپین افواج نے خونریزی کو روکنے کیلئے قصبات کینیا اور ... اکلیمون پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور یہ کہ مسئلہ کریٹ کا قطعی تصفیہ قرار دیا جائے گا ... جزیرہ میں امن بحال ہو جائیگا۔ ... اس اعلان کا باغیوں نے یونانی بحری کمانڈر کی معرفت یہ جواب دیا (مشیر الدولہ کے سرغنا اہالیین) ابوالحمید کانی و آرد کو یہ جواب دیا کہ کریٹ اور باب عالی کا باہمی تعلق بالکل منقطع ہو چکا ہے اور کریٹی اسکے سوا اور کوئی تصفیہ منظور نہیں کریں گے کہ کریٹ یونان کے ساتھ ملحق کر دیا جائے۔ اس جواب پر کئی سرغنہ باغیوں کے دستخط تھے۔ اس عرصہ میں جزیرہ میں آتش فساد بدستور شدت کے ساتھ مشتعل تھی۔ اور جا بجا باغیوں اور مسلمانوں میں مٹ بھیڑ ہو رہی تھی۔ ۲۰ فروری کو سلطان کے بہت سے سپاہی مسلمانوں کیلئے نظام فوج کی پناہ میں کینیا سے باہر نکلے باغیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور لڑائی میں کئی مسلمان اور نظام فوج کے سپاہی شہید ہو گئے۔ اسپر ایک بیٹری فرانسیسی جنگی جہاز کی جو بندر میں موجود تھا۔ باغیوں پر گولہ باری شروع کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵) معقول انتظام کر دیں۔ اور ہم ادب کے ساتھ اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ وہ یونان کے سپرد نہ کیا جائے اگر ایسا کیا گیا تو انیسویں صدی کے سخت سنگین جرائم یا بیحد نہایت ہی سخت پولیٹکل غلطیوں میں سے ایک غلطی ہوگی

مگر ہم صاحب موصوف کی خدمت میں مؤدبانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ ابھی تیل دیکھیں تیل کی دھار دیکھیں۔ ٹرکی کو اپنی عملی حکومت تو جزیرہ سے اٹھا لینے دو۔ پھر کسی نئے انتظام کا فکر کرنا۔ جناب والا آپکا دشمن ترک خواہ کچھ ہی سہی سلطان المعظم اس ملک کو جو لڑائی کے بعد میں ہوئے تیس برس کے مسلسل جنگ و جدال اور ہزاروں بہادر ترکوں کے خون سے فتح کیا گیا تھا کبھی ایسی آسانی سے اپنے قبضہ سے نہیں نکلنے دیں گے۔ ان کے پاس بحیرہ روم میں اس جزیرہ کے سوا جسکے قلعے ناممکن التسخیر ہونے کی وجہ سے بعض سلطنتوں کی نظروں میں بیطرح کھٹک رہے ہیں۔ اور کون کا رآمد ٹاپو باقی رہ گیا ہے۔

مسٹر ایلنسٹ بیلٹ صاحب ہمکو آپکی نیک نیتی پر کوئی شبہ نہیں۔ مگر غالباً آپ کو معلوم نہیں کہ اگر خدانخواستہ کریٹ سلطان المعظم کا ہاتھ سے نکل جائے تو پھر مصر و ٹیونس پر بھی تسلط سلطان کا قائم رہنا ناممکن نہیں ہو جائیگا بلکہ دوسرے ممالک یعنی شمالی افریقہ کے باقیماندہ ممالک طرابلس بن غازی وغیرہ اور شام فلسطین ... [illegible] ... جدا ہو جائینگے۔ اس امر کو اعلیٰ حضرت سلطان المعظم اسوقت بھی بخوبی جانتے ہیں۔ ... ۱۸۷۸ء ... [illegible] ... کے سے غیرمالی پر دیکھا یا اللہ کے خلیفہ کی قدر و منزلت پر آ رہ ... ظاہر ہونا بالکل ... ۰۰

... [illegible] ... دوسری طاقت کی ... [illegible] ... اختیار دیا ... [illegible] ... یہ بیان ...

گر وہ تین گولے ہی چلانے پایا تھا کہ دول اجنبیہ کے امرا البحر نے اوسے روک دیا۔ وہ آتش باری سے باز آگیا۔ اور مسلمان سامان رسد لیکر جھٹ پٹ شہر کو واپس چلے گئے۔ اسی دن باغیوں نے تصبات ذکل رپا اور بیرو کو مردکو آگ لگا کر تودہ خاک بنا دیا۔

جب یونس کی دھمکی بھی بے اثر رہی تو ٹرکی نے بسرعت تمام جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ یونان کئی ہفتوں بلکہ مہینوں سے یہ تیار کر رہا تھا۔ باب عالی نے سالونیکا حکم بھیجا کہ فوج ردیف کی ۲۷ پلٹنیں یونانی سرحد کو روانہ کر دیجاویں۔ ان پلٹنوں نے

ملہ امیر المومنین نے اسوا قبہ سے ...... بکمہ عرصہ پیشتر کل ہی خواہان سلطنت و خادمان خلافت عظمی کو سلطنت سے تمام ملک و دولت کا موقع بخشی کیلئے فوجی درستی و استحکام کیلئے ۱۰ لاکھ عسکریہ کے نام سے ایک فنڈ کھول دیا تھا جسمیں اب تک تقریباً ڈیڑھ کروڑ جمع ہو چکا ہے فرمان سلطانی کا خلاصہ نشا وکیل نے حسب ذیل شائع کیا تھا۔

باب عالی نے جدید پالیٹکس و منظور وسیع کے علاوہ خریداری کیلئے چندہ کی فہرست کھولی ہے۔ گو یہ علانیہ تو نہیں مگر بالکل مسلمانوں پر لازمی قرار دیا گیا ہے کیونکہ اسکے اعلان میں زیادہ کیا گیا ہے کہ عیسائیوں کیلئے یہ چندہ دینا اختیاری ہے۔ اس کیلئے ۵، ۱۰، ۲۰، ۳۰، ۵۰۔۔۔ پیاسٹر کے ٹکٹ جاری کئے گئے ہیں کہ حسب توفیق جس مالیت کا کوئی چاہے ٹکٹ خرید لے۔ مگر یہ کوئی حد مقرر نہیں کہ اس سے زیادہ چندہ نہ دیا جائے۔ بلکہ جسقدر کوئی زیادہ دے اسیقدر زیادہ شکوری سے قبول کیا جاویگا۔ دو ہزار پیاسٹر چندہ دینے والیکو خلیفۃ المومنین کی بارگاہ سے تمغہ عطا ہوگا جسپر اسکا نام بھی کندہ ہوگا۔ سو پیاسٹر کا ایک ترکی پونڈ ہوتا ہے۔ اس حساب سے ایک پیاسٹر ڈھائی آنہ کا ہوتا ہے۔ ممالک محروسہ مصر کے مسلمان اس فنڈ میں بڑی مستعدی سے چندے دے رہے ہیں۔ چنانچہ المؤید مصری سے جو پچھلی ڈاک میں موصول ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے مشہور شہر منصورہ کے قبیلہ آل عبد اللطیف نے اپنے سردار شیخ مصطفی کی معرفت پانسو پونڈ آٹھ ہزار روپیہ اس فنڈ میں ارسال کئے ہیں۔

ہم مانتے ہیں کہ ہندوستان اس وقت قحط کی خوفناک مصیبت میں گرفتار ہے جس سے مسلمان بھی مفلس و قلاش ہونیکی وجہ سے زیادہ سرگردان و پریشان ہو رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی خاص ہندوستان میں متعدد تعلیمی و خیراتی چندوں کا خرچ اون کے سر پر پڑا ہوا ہے۔ مگر اون کو اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں سے جو ممالک عثمانیہ میں آباد ہیں نظیر پکڑنی چاہیے۔ ہماری طرح وہ بھی قحط کی بلا میں گرفتار ہیں۔ آجکل امساک بارش اسکا باعث ہوا ہے۔ تو وہاں کثرت باران۔ ہماری طرح انپر بھی چندوں کی بھرمار ہے۔ ہم میں سے تو بہت تھوڑے ہیں جو کچھ دیتے دلاتے ہیں۔ اور وہ برابر ہر کام میں حسب مقدور دریغ نہیں کرتے۔ آرمینیا۔ ایشیائے کوچک اور کریٹ کے فلاکت زدہ اور عیسائیوں کی دست ظلم سے ظلم رسیدہ مسلمان بھائیوں کیلئے وہ بھی بڑی فراخ حوصلگی سے لاکھوں روپیہ دے چکے اور دے رہے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم نخوت دیئے فکر چھوڑی اور دار السلام او خلیفہ اسلام کی خدمت و حفاظت میں اپنی جانوں کو بھی قربان کر رہے ہیں۔ اور اپنی عمر کے کار آمد اور گرانمایہ وقت کے حصے کو بھی اپنی عمر کی نذر سے چالیس برس کی عمر تک اوقات کئے ہوئے ہیں۔ تو کیا یہ ہندوستانیوں کیلئے باعث شرم و ننگ نہ ہوگا۔ کہ وہ چند آنوں اور روپوں سے بھی خلافت اسلامیہ کی مدد نہ کریں۔ ۵ پیاسٹر ہمارے سکہ میں ساڑھے بارہ آنہ ہوتے ہیں۔ جس قدر کو قحط زدہ سے تھوڑا زدہ مسلمان بھی دینے کی استطاعت رکھتا ہے لیکن افسوس تو یہ ہے کہ اول تو مسلمانوں کو زیادہ تر جہالت اور کسیقدر دیگر بواعث

ایشیائی علاقہ سے بحیرہ مارمورا کے یوروپین ساحل کے بندرگاہ) روڈوسٹو کے راستہ (سالونیکا قسطنطنیہ ریلوے کے سٹیشن) اشو. لو پہونچکر وہاں سے یکے بعد دیگرے ایک سو ریلوے ٹرینوں (قطاروں) پر سالونیکا جمع ہوتے جاتے تھے۔ اور پھر وہاں سے ہیڈکوارٹر میں پہونچتا تھا ہیڈکوارٹر اور فوج کے قیام کرنے کیلئے مقام کیلار قایم کیا گیا۔ یہ قصبہ سالونیکا مناسطر ریلوے کے سٹیشن سودوف سے تو میل کے فاصلہ پر ہے۔ دوسری طرف (اس امر کے حفظ ما تقدم کے لئے کہ نہیں بلغیریا بھی ترکی کو یونان کیطرف مشغول دیکھکر پر فساد نہ ہو جائے) توپخانہ۔ رسالوں اور سامان حرب کی ایک سو ریلوے گاڑیاں (قسطنطنیہ سے) ایڈریانوپل بھیجی گئیں۔ ان حفظ ما تقدم کے جواب میں یونانی گورنمنٹ نے بتاریخ ۲۷ رفروری ۱۸۹۷ء ریزرو سپاہیوں کی طلبی کا حکم صادر کردیا

یونان نے کئی دنوں کے بعد دول یوروپ کے مراسلہ کا جواب نفی میں دیا۔ اور کہا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کیلئے جدید مصلحت میں مداخلت کرنا اوس پر فرض عین ہے۔ مزید براں مجوزہ خود مختاری سے اس مسئلہ کا تصفیہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس تجویز کی کامیابی کیلئے مقدم شرط یہ ہے کہ کریٹی بھی اوسے منظور کریں۔ اور چونکہ اونہوں نے اسے نامنظور کیا ہے۔ یونان اونکے فیصلہ کے ساتھ اتفاق کرنے پر پابند ہے۔ یونان نے اس جواب میں یہ بھی لکھا کہ بیڑہ اور فوج کے واپس بلا لینے پر یقیناً مزید برپا ہو جائیں گے۔ جن کو یونانی کبھی پیچھے نہیں رہ سکیں گے۔

یونان کی اس سفیہانہ کم ظرفی کے برعکس ترکی نے دول کی مشترکہ یادداشت کو صورت حال کی اہمیت پر لحاظ کرکے بلا تحقیق بتاریخ ۶ مارچ قبول کرلیا۔ اور اس قبولیت کے ساتھ صرف یہ اضافہ کرکے یہ اظہار کیا کہ اوسے امید ہے کہ کریٹ کی مجوزہ اندرونی خودمختاری

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳) اپنی ذات کے ماسوا دنیا و مافیہا کی خبر تک نہیں۔ اور جن معدودے چند کو ہوش آئی ہے تو وہ زبانی ہمدردی ہی کافی سمجھتے ہیں۔ عوام الناس تو علیحدہ رہی۔ ہندوستان میں کم از کم چار سو مسلمان اخبارات ہونگے جنمیں سے سوائے وکیل کے شاید ایک نے بھی اس خالص قومی ہمدردی بلکہ محض انسانی ہمدردی کے معاملہ پر ایک سطر بھی نہیں لکھی ہوگی۔ ترغیب تحریص تو بالائے طاق رہی۔ حتی کہ جب ایک نیک دل صوفی مشرب ہندو اخبار نے نہ صرف پوری ہمدردی بلکہ معقول رقم زرچندہ میں عطا کرنے پر بھی مستعدی ظاہر کی۔ گو اسنے بھی اسکی غرق حمیت مشتعل نہ ہوئی۔ آج کے اخبار میں اسی بارہ میں ہمارا ایک محب قوم نامہ نگار قوم اور اخبارات کی خدمت میں اپیل کرتا ہے دیکھیں اسکا اثر قوم پر مردہ پر کہانتک پڑتا ہے۔ اور کیا اسکی خوشخوشیاں اور تن پر وریاں اسکو اسطرف متوجہ ہونے دیتی ہیں یا نہیں۔

اگر قوم اور اخبارات خواب غفلت یا تشخوبخوشی سے بیدار ہوگئے (جسکی امید نہیں ہے) تو اسوقت ہی گویا کار خیر کو با حسن وجوہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے شہر بشہر اور دیہہ بدیہہ باقاعدہ چندہ کی فہرستیں کھولی جائیں اور مجالس قایم ہونیکی ضرورت ہوگی جس امر کا قوم کی بیداری سے پہلے وقوع میں آنا ممکن ہی نہیں ہے تاہم اگر کوئی عالی حوصلہ اس نیک کام میں شریک ہو کر بہرہ اندوز سعادت دنیوی و اخروی ہونا چاہتا ہو تو اسکیلئے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ کسی انجمن یا مجلس کے انعقاد کا انتظار کرتا رہے۔ وہ جسقدر رقم اس فنڈ میں دینا چاہتا ہے اسکو ترکی قونصل جنرل مقیم بمبئی کی خدمت میں بھیج سکتا ہے۔ اور اسکا یہ فرض منصبی ہوگا کہ وہ رقوم اپنی حکومت سے وصول ہونے پر اونکو ستانہ علیہ پہنچا دیں۔ علاوہ ... [illegible]

کے متعلق دول یورپ کیساتھ ہمکلا غالباً قریب بسمجھوتہ ہو سکیگا۔ درین ولا یونان اور ٹرکی میں فوجی تیاریاں بھی بدستور سرگرمی کیساتھ ہو رہی جاری تھیں۔ فوجی آراستگی کیلئے باربردار سٹیمر لگاتار سامان حرب رسد اور اسلحہ تھسلی کو پہنچا رہے تھے۔ اور ترکی سرحد پر یونانی فوج مع توپ کیساتھ جمع ہو رہی تھی۔ یونانیوں کی جوشی کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ فرانسیسی مجاہدین کا جو لڑائی میں شامل ہونیکے لیئے آئے تھے ایتھنز میں بڑی جوش و خروش سے استقبال کیا گیا جو جنون کی حد تک پہونچگیا ہوا تھا۔

ادھر ترکوں نے اسوقت تک اناطولی ایشیا تیا اور ضلع یم کی چھاونیوں کی فوج کا حصہ کثیر سرحد تھسلی پر بھیجدیا ہوا تھا۔ سرکاری طور پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ۲۰ مارچ تک چالیس ہزار فوج پیدل۔ سولہ میدانی باتریان اور ۲۴ رسالے یونانی سرحد پر جمع ہو جائینگے جنوبی ایشیا کی تین ولایتوں کے باشی بزوقونکا جو تعداد میں چھ سات ہزار کے درمیان تھے منتقل بالذات علیحدہ دستہ بنایا گیا۔ دوران تمام افواج کی اعلےٰ کمان مشیر ادہم پاشا کو تفویض کیگئی۔ دول یورپ بھی اپنے کام میں برابر مصروف تھیں۔ اونہوں نے یونان کی بجائے اب کریٹ کے بحری محاصرہ کا عزم بالجزم کر کے ٹرکی کو اس فیصلہ سے مطلع کیا جسپر یونانی گورنمنٹ نے اپنے جنگی جہاز موسومہ الگزینڈر میوپس کریٹ سے واپس منگوالیئے۔ یونانی کروزر موسومہ ویکالی ۱۸ مارچ کی رات کو اس سے پیشتر پائرس کو واپس چلا گیا ہوا تھا۔ بعد ازاں فرنچ اور اطالین افسروں نے یونانی کیمپ میں جاکر کرنیل واسوس کو ۲۴ گھنٹوں کے اندر اپنی فوج کو لیکر جزیرہ سے چلے جانیکا پیغام پہنچایا مگر اس امر کا ابھی کوئی فیصلہ نہ ہوا تھا کہ یونانیوں کے چلے جانیکے بعد کریٹ پر کسکا قبضہ رہیگا کوئی طاقت بھی دوسرے کے بہ بظاہر تیار نہ دکھائی دیتی تھی اٹلی اور فرانس نے تو اپنی اپنی ملک کی عام رائے کے لحاظ سے اس بات سے بالکل کنارہ کشی کر لی تھی۔ اور روس انگلستان میں سے بھی کوئی آگے بڑھتا ہوا نظر نہ آتا تھا۔ نہ گورنر کی تقرری کیلئے ابھی کوئی باضابطہ تجویز سوچی گئی تھی۔ اور بدامنی کا یہ عالم ہو رہا تھا کہ کینڈیا کے جرمن نائب قونصل نے شکایت کی کہ قونصلیٹ کے عام نشان علم پارہ پارہ کر دیئے گئے ہیں۔ تصفیہ تنازعہ کے متعلق گفتگو کرنیکے لیئے ۱۹ مارچ کو سرعت پاشا اطالین امیر البحر کے جہاز پر گئے مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اور انہوں نے اندرونی خودمختاری کو قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن اس انکار کے باوجود امیر البحر نے دوسرے دن بازاروں میں اشتہار چسپاں کر کے کینڈیا میں اس خودمختاری کا اعلان کر دیا کساموس۔ ریتمو ہیرکلیان اور سیٹیا سے باغیوں کی سعدستی پر لڑائی ہونیکی خبریں پے درپے موصول ہو رہی تھیں۔ ۱۹ مارچ کی رات کو کینڈیا کے قریب جو لڑائیاں ہوئیں پھر لڑائی ہوئی جس میں ۲۵ زخمی اور ۲ قتل ہوئے۔ ۱۸ مارچ کو آسٹریا کے تارپیڈو (نساف) دار کروزر سبنکو نے ایک یونانی جنگی جہاز کو جس نے کریٹ کے ساحل کے قریب آسٹرین جہاز پر گولہ باری کی تھی سمندر میں غرق کر دیا مگر اہل جہاز تیر کر ساحل پر پہنچ گئے اور رہا ہو گئے۔

یونان کو جب کریٹ کے بحری محاصرہ کے عزم کی باضابطہ اطلاع دیگئی تو یونانی گورنمنٹ نے سفراء دول متعینہ ایتھنز کے پاس اسکے برخلاف اعتراضی مراسلہ بھیجکر لکھا کہ محاصرہ سے جزیرہ میں سخت قحط پڑجائیگا کیونکہ فساد کے باعث خود جزیرہ میں کوئی پیداوار نہیں ہوئی اور باشندوں کا سامان صرف باہر کی اجناس پر ہی جن کی درآمد محاصرہ سے رک جائیگی۔ مگر اس کی اس دلیل کا ابطال اس سے ثابت ہوگیا کہ محاصرہ کے باوجود باغیوں کے دم خم میں کچھ فرق نہ پڑا۔ اور لڑائی برابر جاری رہی۔ ۲۱ مارچ کو انہوں نے کینڈیا کے قریب ترکی

بیت ... چوکیوں پر حملہ کر کے بالخصوص گرجے ... کسا پر بڑی سختی سے دھاوا کیا - اور ... شہزادے کی جمعیت ... کے مقابل اندر ...
گیریسن (مقیم سپاہ) کو سو آدمیوں کو شہید و مجروح ہو جانے کے بعد اسے خالی کر دینا پڑا - آخر دو روز کے ... ابتدائی جنگی جہاز جو بھی خلیج
سودا میں موجود تھے باغیوں کی پیشقدمی کو روکنے کیلئے آتشباری کرنی پڑی - اور تقریباً ایک سو کو ذبح ... گئے -

ان گولہ باری میں انگریزی جہاز بھی شریک تھے - بلکہ پہلا گولہ ایک انگریزی جہاز سے ہی چلایا گیا تھا جس پر انگلستان ... اور
یادریوں میں سخت جوش پھیل گیا تھا کہ عیسائی طاقتوں نے عیسائیوں پر کیوں گولہ باری کی ہے مگر ان عیسائیوں کی بد اطواری اور ... بھی ہو
گئی تھی کہ طاقتیں باہم مذہبی ... کے باوجود اور زیادہ درگذر نہ کر سکتی تھیں - اسواقعہ سے کچھ عرصہ پیشتر جبکہ ... ہندوستان کے مسلمانوں کی
مظلومیت اور فلاکت انتہائی درجہ کو پہنچ گئی تو چلا تھا آپ امیر المومنین کے حسب الارشاد انکی دادرسی کیلئے قسطنطنیہ میں چندہ کی فہرست
کھولی گئی - اور اس کام کی نگرانی کیلئے ایک خاص کمیشن قایم کی گئی جو اب تک لاکھوں من آٹا اور ہزاروں روپیہ کے پارچات کرتے
بھیج چکی ہے - اسوقت مسلمانوں کے اکثر یتیم لڑکے سلطان المعظم نے قسطنطنیہ منگوالئے - اور اپنے خرچ سے انکی پرورش و تعلیم کا انتظام
کر کے انکو سلطنت کے مختلف صنعتی اور دیگر مدارس میں داخل کر دیا - متذکرہ صدر کمیشن کے قیام سے ہندوستان میں بھی چند عالی ہمت لوگ
اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کیلئے تحریک کی جس تحریک میں ابتدا کرنے اور اپنی کوششوں کو لگاتار قایم رکھنے کا کریڈٹ اخبار وکیل امرتسر
کو حاصل ہے جس کے بعد سب سے نمایاں کارروائی مدراس کے مسلمانوں - پیسہ اخبار لاہور اور ملا عبد القیوم صاحب ڈپٹی کمشنر انعام ریاست
حیدر آباد دکن نے کی مگر افسوس انگلستان اور ٹرکی کے پولیٹیکل تعلقات کی کشیدگی کی وجہ سے اس خیراتی کام میں جو کسی صورت گورنمنٹ کو بھی ناگوار
نہیں گذر سکتا - ویسی کامیابی نہوئی جیسی کہ محاربہ روس و روم کے وقت ہوئی تھی - اسوقت ہندوستان سے تقریباً چالیس پچاس لاکھ روپیہ
بھیجا گیا تھا - اور کوئی شہر بلکہ معمولی قصبہ بھی ایسا نہ تھا جہاں چندہ کی تھوڑی بہت مقدار جمع نہ ہوئی ہو - اسکے برعکس اس دفعہ جو چندہ
ہوا اسکی مجموعی مقدار کا اندازہ چار ونسٹ بروسٹ ترکونکی وصول کردہ رقموں سے ہوسکتا ہے - اخبار وکیل اپنے سٹاف کی معقول
رقم چندہ سمیت تقریباً ایک ہزار روپیہ پیسہ اخبار تخمیناً نو سو روپیہ اور ملا عبد القیوم صاحب چھ ہزار کچھ سو اور مسلمانان مدارس تقریباً
پندرہ ہزار روپیہ جمع کر سکے - وکیل نے مارچ ۱۸۹۷ء کے شروع میں فراہمی چندہ کی دوبارہ باقاعدہ تحریک کرتے وقت اپنا جو لکھ
جو اپیل کیا تھا اسکو یہاں بجنسہ نقل کر دینا نامناسب نہ ہوگا :-

اپیل مسلمانان ہند کی خدمت میں (از مظلوم مسلمانان دولت عثمانیہ روم کی امداد کیواسطے) - کوئی قوم قوم کے نام سے موسوم نہیں ہوسکتی
جبتک کہ تمدنی حالت میں اسکے ہر فرد کو ایک دوسرے سے ہمدردی نہو کوئی مذہب مذہب کی تعریف میں داخل نہیں ہوسکتا جبتک کہ اسکے
ماننے والوں کے دلوں میں باہمی اخوت کا خیال جاگزین نہ ہو کوئی شخص انسان کے لقب سے ملقب ہونیکا دعوی نہیں کر سکتا جبتک کہ وہ
ان اوصاف سے موصوف ہو جن میں غیرت - دیانت - راستبازی - انسانی ہمدردی اور حمیت قومی و دینی کا اثر نہ ہو -
مسلمان من حیث القوم کل روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں آمد و رفت کی سہولتوں اور خبر رسانی کے ذریعوں نے ایک ملک کے مسلمان
کی حالت سے آگاہ رکھنے میں اسقدر آسانی پیدا کر دی ہے کہ جاہل سے جاہل مسلمان بھی اگر وہ قوم کے ایک فرد ہونیکا دعوی ... ہو ... باقی ...

دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہوگئی اور سارا دن ہوتی رہی ترکی نائب امیر البحر سامی پاشا (آبیدن ایک ترکی جہاز بار بردار جس کی خشکی پر اترکر جہاز سے جنگی سامان اور گولہ بارود کی بہی کچھہ مقدار اتار لی - امراء مجلس نے باغیوں کے سرغناؤں کو دول کی مجوزہ خود مختاری کے بھلا اطلاع دی مگر انہوں نے

تسلیم یا تقبیح صاف نہ اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ وہ دنیا کے مسلمانوں کی حالت اور کیفیت سے اگر وہ خواہش کرے بے خبر نہیں رہ سکتا اور اپنی ہمدردی کے اظہار کے فرض سے عدم واقفیت کے عذر کو پیش کرنے کا مستحق نہیں ہوسکتا +

من حیث المذہب کوئی مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں پڑا ہو تمام دوسرے مسلمانوں کو جب تک وہ اپنا بھائی نہ سمجھے مسلمان نہیں کہلا سکتا اسلام نے مسلمانوں کو اگر وہ سچے مسلمان ہوں ایسا جامہ انسانیت پہنا دیا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اس سے بڑھ کر پاک اور صاف خلعت نظروں کے سامنے پیش نہیں کرسکتی +

ہم اب مسلمانان ہند کی خدمت میں نہایت ادب سے اس اپیل کو ان مسلمان بھائیوں کی امداد کی غرض سے پیش کرتے ہیں جو خلیفۃ المسلمین حافظ حرمین شریفین کی مملکت میں رہتے ہیں اور جن پر اسی ملک کی عیسائی رعایا کی بغاوت کی وجہ سے وہ مصائب نازل ہوئے ہیں جو کسی دشمن کے ملک کا حملہ کرنے پر وقوع پذیر ہوسکتے تھے ابھی آرمینوں کی شورش فرو نہیں ہوئی تھی کہ کریٹ کے مسلمانوں پر وہاں کے عیسائیوں نے دوبارہ ستم ڈھانا شروع کردیا کتنے قصبے اور قریے جن میں مسلمان رہتے تھے جلاکر خاک سیاہ کردیے مسلمان خاتونان عفت مآب اور مسلمانوں کے معصوم بچے بے خانمان ادہر اودہر پھرتے ہیں ہم وطنان میں اونکو اتنا بھی سہارا نہیں کہ کہیں سر چھپا سکیں آرمل سے کریٹ کے مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہے یونان کی خودسری اور عیسائی باغیان کریٹ کی حمایت اس درجہ تک پہونچ گئی ہے کہ ہماری برٹش جہاز سے یونانیوں کی فوج پر جبکہ وہ مسلمانوں کے کشت و خون پر آمادہ تھی گولہ چلایا - اور جب تک کہ ہماری برٹش گورنمنٹ اور دول یورپ کی توپوں سے سنگر ولے نہ چل جکی یونانی فوج اپنی اس خونریزی سے باز نہ آئی ولایت کے اخبارات تسلیم کرتے ہیں کہ فقط قصبہ شیادہ واقع مشرقی کریٹ کے قریب عیسائیوں نے نو سو مسلمانوں کے ہاں جلا کر خاک سیاہ کردیا اور بارہ سو کے قریب مسلمان مرد اور عورتوں اور بچوں کو قتل کردیا - باشندگان میں سے صرف سو مسلمان بمشکل جان بچا سکے الغرض وہی اخبارات مانتے ہیں کہ فروری کے پہلے ہفتہ تک بیس ہزار سے زیادہ مسلمان عورتیں بچے اور مرد کریٹ کے متفرق مقامات میں تہ تیغ کئے گئے عیسائی باغیوں کی اس چیرہ دستی اور ظلم شعاری کے باوجود اونکے ہم مذہب اور ہم وطن جس مستعدی اور سرگرمی سے اونکو مالی جسمانی الغرض ہر طرح کی امداد پہونچانے کی کوشش کر رہے ہیں اوسکا ایک شمہ اسلامی خبروں کی کالم سے معلوم ہوجائیگا ایسی صورت میں حمیت انسانیت اور قومیت ہندوستان کے مسلمانوں اور بنگال ہندوستان سے جس زور کے ساتھ مظلوم مسلمانان سلطنت عثمانیہ کی امداد کا تقاضا کرتی ہیں وہ کسی زیادہ تشریح و توضیح کا محتاج نہیں +

مذہبی جوش اور متعصبانہ دیوانگی کی وجہ سے جو عام عیسائیوں پر آجکل مستولی ہو رہی ہیں مختلف عیسائی سلطنتوں کا گو کچھہ ہی خیال ہو مگر پولیٹکل حالت آجکل ایسی ہے کہ مسلمانان ہند کو برٹش گورنمنٹ اپنے مسلمان بھائیوں کی امداد کرنے میں معترض نہیں ہوسکتی مسلمانان ہند اور اکثر خیالی ہوں ہندو دستپنے عثمانی بھائیوں کے ساتھ جو ہمدردی جنگ روم و روس کے وقت دکھائی تھی اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ باوجود قحط و افلاس کے ہمارے ہموطن بھائی اپنے عثمانی دینی بھائی اور بہنوں اور ان کے یتیم و بیکس بچوں اور مصیبت زدہ بیواؤں کے ساتھ جو ہمدردی آجکل کرکے ثواب دارین حاصل کرسکتے ہیں فقط اس طریق پر ہوسکتی ہے کہ ہر ایک شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں چندہ بغرض امداد مصیبت زدگان ...

ہول کرنے سے دوبارہ نکال کر دیا ۲۴۔ اپریل کو کنیلی کے قریب سلطانی افواج یاغیوں میں پھر سخت لڑائی ہوئی جس میں فریقین کو بہت نقصان پہنچا لڑائی کے بعد دول یوروپ کے بحری کمانڈروں نے ۲۸ مقام ان پیلیکے بیتفقا فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کے سرگروہوں کو جزیرہ سے بھیج یا جلاوطن کر دیا۔ آسٹریا انگلینڈ سفینے سے کسامو تک ساحل کا دورہ کر کے اون یونانی کشتیوں کا جو محاصرہ کنندگان سے چوری گذرنے کی کوشش کرتیں تعاقب کرتے رہے۔ محاصرہ کی شدت سے جزیرہ میں غلہ کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ اور قلت پانی کے انتظام کی ہوئی بہ ہوگئے جس سے چیچک اور ٹائیفس بخار نمودار ہو گیا۔ تاہم باغیوں نے یونانی سپاہ کی مدد سے لڑائی کو سختی کے ساتھ جاری رکھا۔ اور تھیسلی اور یونان کے دیگر قصبات و حصص میں باغیوں کی حمایت و اعانت کا جوش روز افزوں ترقی کرتا گیا جو سرحد یونانی ترکی پر جنگ شروع ہو جانے کی یقینی علامت تھا۔

یونانی وزیراعظم ڈیلیانس نے بتاریخ ۱۳۔ اپریل مہینہ جنگ کیلئے ۱۲ ملین دریم روپیہ (۔۔ لاکھ پونڈ) قرض لئے جانے کی تجویز پیش کر کے پارلیمنٹ سے بلا بحث منظور کئے جانے کی سفارش کی۔ اور کہا کہ گو اس مسئلہ کریٹ کے تصفیہ کے متعلق یونان کی پیشکردہ تجاویز کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کی تاہم کامل امید کر دہ ان تجاویز کو منظور کر لینگی۔ سرحد پر فریقین کی افواج کے اجتماع سے جو نازک حالت ہو رہی ہے اوسکا پیدا کرنے والا یونان نہیں بلکہ ہمسایہ سلطنت ہی ہے جس سے مجبور ہو کر یونان کو بھی اوسکی طرح فی الفور اپنی فوج جمع کرنی پڑ گئی۔ [illegible] وزیراعظم کی تجویز تائید کر کے کہا کہ حالات موجودہ الوقت کا اقتضا یہی ہے کہ پارلیمنٹ بحث پر کوئی بحث مباحثہ نہ کرے۔ ڈیلیانس نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ ۱۵ اپریل کو یہ تجویز پارلیمنٹ میں پیش کی گئی۔ ایک کام اطلاع دی کہ گورنمنٹ کو خزانہ کی ہنڈیوں کی مقدار [illegible] ملین دریم روپیہ کے ساتھ [illegible] لاکھ پونڈ تک کا اختیار دیا جائے۔ اگر اس سے بھی کام نہ چلا تو پھر دوسری تجویز یہ تھی کہ گورنمنٹ کو ۹ ملین دریم روپیہ (۔۔ لاکھ ۔۔ ہزار پونڈ) کی قدر کے قرضہ حسب ضرورت لینے کا اختیار کیا جائے [illegible] ایک اور دو ملین دریم ... (باقی) [illegible] ہزار پونڈ کے تمام جاری کئے جائیں ... اپریل [illegible]

باقی صفحہ اکرٹ و دیگر مقبوضات سلطنت عثمانیہ کو امداد اس غرض کے لئے ہم نے اس ہفتہ سے ... فہرست چندہ کھولتے ہیں جسکا افتتاح ملا ... اخبار ... شیخ غلام محمد صاحب ... ایک سو روپیہ اور ڈیٹر وکیل نے پچاس روپیہ کا چندہ بھیجکر کیا ہے۔ گو اس کارخیر کا افتتاح کل ہندوستان میں سب سے پہلے ماسٹر ... صاحب فی ایڈیٹر اخبار جامع العلوم مرادآباد دس ماہ ہوا ایک روپیہ نقد اور چھ ماہ کی آمدنی کا چہارم حصہ دینے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اب ہم ان صاحب کے ممدوح نے صرف ایک ہی وعدہ ایفا کیا اس کار ثواب کے تکمیل نہیں کیا ... درخواست کی جاتی ہے کہ اخبار ... دارالسلطنت ... دکن جریدہ ... آزاد ... شمس الاخبار علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ اور دیگر اخبارات سے بھی التماس کرتے ہیں کہ وہ بھی اس قومی کام میں سعی کریں اور اپنے دفاتر میں چندہ کی فہرستیں کھولیں اور ... ہمدردوں کے ہم علاقہ ... انجمنیں قائم کر کے چندہ فراہم کرنے کا انتظام بلا توقف شروع کر دیں۔

جو رقوم چندہ ہمارے پاس آئینگی ہم اونکی باضابطہ رسید شائع کر دیا کرینگے۔ اور فراہم شدہ کو بذریعہ ... جلال ... پاشا اور ... ذریعہ ... انجمن امداد ... روانہ کیا کرینگے۔

از وکیل مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء

کہ ہم ماقبل کو ترکی نے یونان کی مفسدہ پیش دستی کو بہانہ بنا کر باضابطہ اعلان جنگ بھیجا ہے اطلاع دینے کو بعد اوس نے بیان کیا کہ ترکی کا یہ بیان خلاف واقع ہے حق الامر یہ ہے کہ ترکی نے حملہ میں سبقت کی اور اوسکی افواج نے ایکطرف یونانی افواج پر جو ترکی سرحد کے متصل نیوٹرل علاقہ میں مقیم تھیں حملہ کیا اور دوسری طرف خلیج آرٹا کے دہانہ میں ہمارا اسٹیمر غرق کر دیا بہر حال ترکی نے اعلان جنگ کر دیا ہے اور یونان نے اوسے قبول کر لیا ہے۔ اس کے بعد اوس نے سرحدی واقعات کے متعلق تار خبریں پڑھ کر سنائیں۔

مگر یونانی وزیر اعظم نے ترکی پر پیش دستی کا اتہام غلط لگایا تھا یونانیوں کی متواتر پیش دستیوں سے تنگ آ جانے پر ہی ترکی وزرا نے غیر معمولی اجلاس کر کے یونان کے برخلاف اعلان جنگ کا فیصلہ کیا تھا جس فیصلہ سے یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ پرنس ماوروکورڈاٹو کو مطلع کر دیا گیا اسپر وہ مع سکوت یونانی سفارت خانہ سے یونانی علم اور نشان اوتار لئے گئے۔ اور پرنس مذکور نے ترکی گورنمنٹ سے سفارتی تعلقات منقطع کر کے ۱۹ اپریل کو قسطنطنیہ چھوڑ دیا۔ اسیطرح ترکی سفیر اتھنز سے روانہ ہو گیا۔ اوسیوقت دونوں ملکوں نے فریق مخالف کی رعایا کو چند دنوں کے اندر اپنے ملک سے نکل جانیکی اطلاع دی۔ یونانی وزیر خارجہ نے ترکی اعلان جنگ کے جواب میں جو مراسلہ لکھا تھا وہ کئی پہلوؤں سے ایسا دلچسپ ہے کہ اوسکا درج کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ حسب ذیل تھا۔ ہز مجسٹی بادشاہ یونان کے وزیر خارجہ کو اوس مراسلہ کے وصول ہونے کا فخر حاصل ہوا جو ترکی سفیر متعینہ ایتھنز نے آج کی تاریخ ثبت کر کے اوسکو بھیجا۔ اور اوس میں اطلاع دی کہ ترکی کے برخلاف معاندانہ کارروائی کا آغاز یونان کیطرف سے ابتدا ہونے کیوجہ سے دونوں ملکوں میں سفارتی تعلقات منقطع ہو گئے معلوم ہوتے ہیں ترکی کی شہنشاہی گورنمنٹ یونان پر انقطاع تعلقات کی مسئولیت ڈالنے کی کوشش میں ہے مگر افسوس کہ [illegible] دکھائی دیتی ہے کہ ترکی کے خلاف معاندانہ کارروائی شروع کرنا تو درکنار الٹا یونان کو تھوڑے دنوں میں کئی مقامات پر بالخصوص بمقام [illegible] مقام الیاس۔ بتاریخ ۲۸ مارچ (طرز قدیم) مطابق ۹ اپریل ترکی افواج کے متواتر حملوں سے نقصان اوٹھانا پڑا ہے چنانچہ یونان کی شاہی گورنمنٹ نے زبانی پیغام کے ذریعہ عثمانیہ افواج کے طریق عمل کیطرف شہنشاہی گورنمنٹ کو توجہ دلانا ضروری تصور کیا تھا۔ اور ساتھ ہی یہ توقع ظاہر کی تھی کہ باب عالی ایسا سریع و موثر انتظام کریگا جس سے [illegible] ایسے افعال کا تکرار [illegible] دیگر شہنشاہی گورنمنٹ نے شاہی گورنمنٹ کی اس اعتدال پسندی میں اوسکی رفاقت کرنے کی بجائے ایسی کارروائی کی جس سے ظاہر ہو گیا کہ وہ معاملہ کو طول دینے پر مائل ہے چنانچہ ابھی پرسوں کی بات ہے کہ ترکی فوج نے ایک سرحدی مقام ناپس پر جو برضامندی فریقین نیوٹرل تصور کیا جاتا تھا قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ یہ کوشش شاہی افواج کیطرف سے کسیطرح کا اشتعال دلائے جانے کے بغیر کی گئی اور صرف اس وجہ اوس میں کامیابی نہ ہوئی کہ شاہی افواج نے مزاحمت کر کے نیوٹرل علاقہ کی بے حرمتی نہ ہونے دی۔ اسکے ساتھ ہی شاہی گورنمنٹ اس معاملہ کو بلا تذکرہ نہیں چھوڑ سکتی کہ پریویسا کے قلعوں نے پانچ بجے صبح سے یعنی اپریل ترکی سفیر کے یونانی گورنمنٹ کو انقطاع تعلقات کی باضابطہ اطلاع دینے کے گھنٹے پیشتر اور وہاں جبکہ شاہی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو مذکورہ صدر اطلاع بہت رات گئی ملی۔ مقابل کے یونانی بندرگاہ (پکٹی) [illegible] پر گولہ باری شروع کر دی۔ ایک یونانی کمپنی کے جہاز مسمّٰی [illegible] کو جو خلیج آرٹا سے واپس آ رہا تھا غرق کر دیا ان تعلقات کو مد نظر رکھنے سے جو باب عالی کے [illegible]

* ایسا علاقہ جو فریقین کے قبضہ سے باہر اور فریقین نے خارج رکھا ہو۔ اگر نیوٹرل کسی سلطنت یا فرد کے لئے استعمال کیا جاتا تو اوس سے مراد ہوگی کہ وہ سلطنت یا فرد متخاصمین کے الگ تھلگ ہے۔

مگر یہ ہیں کہ یونان ٹرکی کے برخلاف معاندانہ سبقت کرنیکا مرتکب ہوا شاہ یونان کی گورنمنٹ اونکا ہیچ کی کبھی ذمہ دار قرار نہیں دیجاسکتی جبکہ معاملات کی ایسی اہم صورت سے منتج ہونا اغلب ہے +

اسباب وموجبات جنگ وموجودہ یونانیونکا کیرکٹر

مسٹر شمیلڈ اسباب وموجبات جنگ - آسٹریا کی پوزیشن و تعلقات اور اپنی روانگی بجانب سرحد یونان کے متعلق اپنی کتاب کی فصل دوم وسوم وچہارم میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں -

محاربہ روم ویونان کا اصل سبب دریافت کرنا آسان نہیں ہمارے مخالفان ترک معلمین کی رائے میں اگر ٹرکی کی مشکلات کا باعث ٹرکی کی بدنظمی یا سلطانی حکومت کی کوئی نہ کوئی بدتہذیبی اور کمینہ خوئی ہی ہوتی ہے - مگر اس محاربہ کو کسی طرح ان امور کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا ہاں اسے یونانی قوم کی اور بالخصوص مختصر کریٹکل لیڈروں کی شوخ دستاری اور بلند پروازی کی طرف ایک حد تک منسوب دیجا طور پر کہا جاسکتا ہے غالباً کسی ملک کی حکومت کی عنان ایسی ہی مفسد شیخی خور اور ناعاقبت اندیش مدبروں کی جماعت کے ہاتھ میں نہیں جیسے کہ موجودہ یونانی ریاست کے مدبرین ہیں اونکے کیرکٹر کی قلعی ایک ایسے نویسندہ نے جو یونانیوں کا بہت بڑا خیر خواہ ہے تھوڑا عرصہ ہوا اچھی طرح کھولی ہے یہ نویسندہ مسٹر بینٹ بھی مشہور جنگی نامہ نگار ہے - یونانیوں کے کیرکٹر کی نسبت جو کچھ اوسکی رائے ہے وہ ذیل میں درج ہے - وہ تمام عمر یونانیوں کے ساتھ رہا - اور شروع سے یونانیوں کا بڑا حامی اور اونکے کاز اور مدعا کا بڑا ممد و معاون تھا - مگر ذاتی تجربہ اور مشاہدہ نے اوسکی غلط فہمی اور خوش عقیدہ خیالات کو کامل طور پر دور کر دیا اسکی تصدیق اونکے ایک مضمون کے مندرجہ ذیل خلاصہ سے جو جولائی ۱۸۹۷ء کے رسالہ نورتھ امریکن ریویو میں شائع ہوا بخوبی ہوتی ہے اپنے تجارب جدیدہ اور دیدہ میں میرا کسی ایسی قوم سے سابقہ نہیں پڑا جسکی مصالح جو بہ سیاسی امور اور کاروباری ربط و ضبط اور معاملات کا انصرام باقاعدہ دہوکہ دہی اور دغابازی کی بنا پر ایسے علانیہ طور پر ہوتا ہے جیسی کہ یونان میں ہو رہی ہے جو قومیں اس وقت ہیلاس یا یونان کا پرانا نام ہے آباد ہیں اونمیں قدیم یونانیوں کے عیوب تو کل موجود ہیں اور اوصاف بہت کم اونکی حیلہ بازی اور اہمال و سست الوجودی راسخہ نے تجارت کا ستیاناس کر رکھا اور ملک کی ترقی میں رکاوٹ ڈال رکھی ہے تمام انگریز سوداگروں اور تاجروں کا متفقہ بیان ہے کہ یونان کے محکمہ پورٹ کا انتظام ایسا ابتر و غیر شائستہ اور باشندوں کی ناجائز بے ایمانداری ایسی اکثر و اور بیہودہ ہے کہ یونانیوں کے ساتھ بیوپار کرنا تقریباً ناممکن ہے - ممالک اجنبیہ کے جسقدر نامہ نگار اس محاربہ کے وقت یونان گئے تھے - وہ بلا استثنا یا معدودے چند مستثنیات کے علاوہ سب کے سب شروع میں یونانیوں کے پرجوش طرفدار تھے مگر اونہیں جلد ہی یونانی ہیلانسوں کی حقیقت معلوم ہو گئی اور یہی لوگ جو پہلے یونانیوں پر تحسین کے پھول برسا رہے تھے اونپر ترس کھانے لگ گئے - وہ صرف یونانی افسروں کے حیرت انگیز کی بزدلی شیخی خوری اور قابلیت یا تمام اہلکاروں کی حیرت انگیز باجیانہ بدکرداری اور بے ایمانی یا فوج کو ازحد نا بلا ترتیب و بلا انتظام پاکر ہی متنفر ہو گئے - بلکہ عوام الناس کو بھی سخت پاجی پایا جو ملک پر ایسی سخت اور نازک حالت وارد ہونے کے دوران میں بھی غلو پر آمادہ تھے کسی نے کھانا نہیں حالانکہ یہی حقیقت تھی کہ یونانیوں کی بے ایمانی اور دغابازی کے حیرت ناک اجنبی اور مسافر لوگ تھے ان غریب شخصوں کو اسبابوں کی کچھ پرواہ نہیں تھی کہ ان اجنبیوں

بین زیادہ تر مجاہدین ہیں جو یونان پر اپنا جان و مال قربان کرنے اور اوسکی حمایت میں لڑنے کو آئے ہیں یہ الزام قطعی نہایت ہی سخت اور سنگین ہے مگر اوسکی درستی میں سرمو فرق نہیں ۔ اور اگر ضرورت ہو تو اوسکی پوری پوری تصدیق ہو سکتی ہے ۔ اجنبی یونانیوں سے اونکی قدر ناشناسی کیوجہ سے متنفر نہیں ہو گئے تھے اونکو متنفر کرنے اور بھی اسباب تھے اونکی تنگ ظرفی و کمینگی کو تو نظر انداز بھی کر دیا جا سکتا ہے مگر یونانیوں اور بالخصوص اونکی فوجی افسروں کی ان نالائقیوں اور بدخواہیوں سے کبھی چشم پوشی نہیں کیجا سکتی کہ انہوں نے مجاہدین سے نہایت بیدردی سے سلوک کیا ۔ اور بارہا علی التواتر کمال بزدلی سے عورتوں بچوں اور مجروحین کو دشمن کے رحم پر چھوڑ دیا اور خود چلتے بنے قیدیوں کو سخت کرنا اور ستانا اونکی مشکیں کسدینا اور گلے میں رسی ڈالکر انہیں بازاروں میں پھراتے رہنا خطوط اور ٹیلیگرافوں کو تلف کر دینا یا انہیں رد و بدل کر دینا تا کہ دنیا کو واقعی حالات معلوم نہ ہو سکیں ایسے کام ہیں کہ مہذب گورنمنٹوں کے اہلکار بالعموم اونکے مرتکب نہیں ہوتے مگر یونان میں محاربہ سے پہلے اور اوسکے دوران میں تمام اہلکاروں کا یہ معمولی وطیرہ تھا ۔

موجودہ یونان کی حالت اور یونانیوں کے کیرکٹر کے متعلق ایک اور قابل غور اور دلچسپ رائے کا درج کر دینا بے محل نہ ہوگا ۔

یونانیوں کی حب الوطنی کی تعریف و توضیح

مشہور محب یونان و خیر خواہ یونانیاں مسٹر ای ۔ ڈلن ممبر پارلیمنٹ جو محاربہ کے دوران میں اور اوس سے پہلے کچھ عرصہ یونان میں رہا ۔ یونان کے پالٹکس انتظام ملکی معاملات کسٹری کی موجودہ حالت کے متعلق جولائی ۱۸۹۷ء کے رسالہ کنٹیمپوریری ریویو میں حسب ذیل تحریر کرتا ہے ۔

جب کوئی یونانی وزیر اعظم ہو جاتا ہے تو گویا کل حکومت کی روح رواں بنجاتا ہے اور تا بحالی منصب ملک کا خود مختار مالک و فرمانروا ہو جاتا ہے اور یہ منصب تب تک بحال رہتا ہے جبتک کہ وہ اپنی پارلیمنٹری رجمنٹ یعنے ممبران پارلیمنٹ وہ ستون کی خواہش حب الوطنی کو جو وہ اپنے ملک کی خدمت کرنیکو رکھتے ہیں تنخواہدار عہدے عطا کر کے پورا کرتا رہے اور بادشاہ کے ساتھ موافقت رکھ سکے جبتک ایسی صورت رہے وزیر اعظم بنا رہتا ہے باقی رہا ملک ۔ وہ خدا کے حوالہ ہوتا ہے اوسکی بھی خاص وہی فرشتے نگہبانی کرتے رہتے ہیں جو بیکس بچوں اور مخمور انسانوں کی کیا کرتے ہیں لیڈر کے صاحب منصب ہونے کے ساتھ ہی اوسکے مقتدی اور تابعین بھی منصبدار ہو جاتے ہیں ۔ اور ان تابعین کی تعداد لشکر جرار سے کم نہیں ہوتی ہر نفعمند اور معقول بالائی آمدنی دینے والی اسامی ۔ ہر ذمہ داری کا عہدہ حکومت و اختیار کے تمام منصب الغرض حکومت کی مشین کے ہر پرزہ و شکل پر ان لوگوں کا دخل ہو جاتا ہے ان بیچاروں ملک کے لئے جگہ بنانے کے لئے ریاست کے تمام پہلے ماموریں کان سے پکڑ کر علیحدہ کر دئے جاتے ہیں اونکی پرانی خدمات تجربہ اور قابلیت کی کچھ پرواہ نہیں کیجاتی ۔ یہ سب اوصاف وزیر کے رفقا کی پولیٹیکل وفاداری و صداقت اور ایمان کے مقابلہ پر کاہ کی وقعت نہیں رکھتے کیونکہ مذہب کی طرح پالیٹکس میں بھی ایمان و عقیدہ کا نتیجہ اصل زندگی بخش شے ہے اچھے افعال محض لاشے ہیں اور ایسے اچھے کام کرنیوالے کی قسمت میں نہیں انگلستان اور دیگر ملک میں انتظامی مشین کو پولیٹیکل مشین و فریقانہ حکومت کے تغیر و تبدل سے کوئی واسطہ نہیں اور قائم رہا ہے اس انقلاب عظیم کی قدر انگریز کبھی نہیں سمجھ سکتے جو نئی وزارت کے قائم ہونے پر یونان میں ظہور پذیر ہوتا ہے نیا فریق برسر حکومت ہوتے ہی کل ملازموں کو ختم کر کے چٹھی رساں اور مدرسوں کے معلمات اور جاروب کشوں تک کو ہی یکبارگی سرسری حکم سے موقوف کر کے اونکی جگہ اپنے آدمیوں کو جو برسوں سے پالٹکس سلطنت میں ان فقروں نے یونانی حب وطن کا سخت خاکہ اڑایا ہے ناظرین کو یہ بتانے کی احتیاج نہیں کہ وہ ... تھا اونکا یہ رکھ دیں ۔

سکے متمدین اس ظالم کی آئینی منظور شدہ ہوئی ہو تو ہین شغور کر دینا ہے یہ حجت کہ وہ صریح بداعمالی کے مرتکب ہوں۔ قانوناً موقوف نہیں کئے جا سکتے اگر جدید وزارت اونکو بھی اونہیں چھوڑتی اونکو جلد جلد ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کرتے رہ کر اونکا دم ایسا ناک میں کر دیا جاتا ہے کہ ملازمت اونکو پیچھے وبال جان ہو جاتی ہے اور وہ خود بخود استعفا داخل کر دیتے ہیں لیکن اگر یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہو اور کوئی جج ثابت قدم رہے تو اوسکو معزول کر کے پنشن پر نکال دیا جاتا ہے

جبتک کوئی فریق عنان حکومت پر متصرف ہے۔ اوس فریق کے ممبران پارلیمنٹ کو اختیار ہے۔ رفقا اور دوستوں بلکہ کرایہ کے بھی قسم کے پورے سے پورا اقتدار رہتا ہے اور کوئی امر نہیں جو اونکے لئے ناممکن ہو بہتر قسم کے آئینی بادشاہوں[۱] کی طرح اون کا کوئی برا بنہا استیصال ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔ یا کم از کم ایسا کوئی فعل جسکی پاداش ہو بلا تامل نہیں سزا دے سکتے ہیں کچھ عرصہ ہوا ایک اخبار یونانی دوست نے عجب کیا تھا سچ کہہ رہا ہوں کہ ہر ایک کے خلاف کہ فلاں نہایت ہی مبرا حیثیت مضمون شائع کیا تھا اوسکی پاداش میں تم قید نہیں کئے گئے تھے جو اخبار وہاں ہے مقید نہیں کیا گیا تھا میں۔ مگر از آنجا حیثیت عرفی کا کیا تھا یونانی۔ ایڈیٹر ہیں اور تم نے اقبال کیا تھا یونانی کہیں ہیں۔ تو پھر تم سزا دے سکے کس طرح سمجھے یونانی۔ میں اپنے دوست وزیر اعظم کے پاس گیا۔ اور اوس نے عدالت کو کہدیا کہ یہ ایڈیٹر رغم ملازم سرکاری مستغیث کا دعوی خارج کر دے یہ کوئی بڑی بات نہ تھی

جو لوگ پولیٹیکل[۲] ایمان و عقیدہ پر راسخ القدم ہوں اونکو نہ بہت صاف ہو جاتا ہے اونکی جرائم قابل عفو کر دئے جاتے ہیں اور فیصلے[۳] اونکا جو ہوتا ہو اونکے بر خلاف جاری کئے جاتے تو اپنی آنکھوں سے ٹیکسوں کو کھول دینا اور رقم کی دی رو پئے لیتا ہے اونکے لڑکوں کو فوجی خدمت معاف کر دی جاتی ہے۔ اور اونکی لڑکیاں مدرسوں میں معلمات مقرر کی جاتی ہیں ڈاک اونکے خطوط اون کے غلام جلد جلد پہنچاتے ہیں کوئی افسر اون کے خفیہ نہیں رکھ سکتا۔ اور چونگی خانہ کے ملازم کبھی ایسی گستاخی نہیں کر سکتے کہ اونکے مال و اسباب کی پڑتال کریں۔ ٹھیکے اونکے حاصل اونکو ترجیحی وصول کئے جاتے ہیں فیصلے اونکو اعلیٰ ہی جمع کئے جاتے ہیں اور سورج یہی گویا محض اونہی کے فائدہ کیلئے چمکتا ہے۔

یہ لوگ سب کے سب ملک کی آمدنی پر بسر اوقات کرتے ہیں مگر کیلئے یہی نہیں تب بہ تناسب ملک کو ۲۷۴۳۲ سپاہیوں اور ۷۰۷۰ بحری ملازمون کی تنخواہیں دینی پڑتی ہیں۔ گو انہیں پیشہ کے فرائض کی درست تعلیم و تربیت پانے کیلئے کوئی موقعہ نہیں دیا جاتا علاوہ ۱۰۱۲۳۵ ملازمان سول کا گذارہ ملک کی آمدنی پر منحصر ہے۔

لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اوسیقدر آدمی بیکار بیٹھے اپنی نوبت کے منتظر رہتے ہیں کہ اونکا فریق برسر حکومت ہو اور وہ پھر سرکاری ملازمتوں پر قابض ہو جائیں سنہ ۱۸۶۶ع سے لیکر سنہ ۱۸۹۲ع تک ملک و قوم کی پیداوار اور آمدنی میں مشکل سے پچاس فیصدی کا اضافہ ہوا مگر سرکاری محاصل بتدریج دگنے سے بھی زیادہ بڑھ گئے۔

عدالتوں کی حالت بھی ایسی ہی ابتر اور ناگفتہ بہ ہے حالانکہ یہ مسلم امر ہے کہ سلطنت کا قیام منصفانہ عدالت گستری پر بھی موقوف و منحصر ہے

۱۔ جن ملکوں میں آئینی حکومت ہے وہاں کے باشندوں کا خیال ہے کہ قانون نے اون کے بادشاہوں کو کسی نامناسب کام کے کرنیکے قابل ہی نہیں رہنے دیا ہوا اور اس لئے عدالتوں کو ان پر کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ ۲۔ یعنی جو برسر حکومت فریق کے معاون اور طرفدار ہوں۔ ۳۔ انصاف کی دیوی کو بوقت انصاف اندھا تصور کیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی کی رو رعایت نہ کرے اور جو کچھ شہادت سنے اوسی پر عمل کرے

انتظام و نظام ۔ اغلاط مشکل بیکسپانی اور صیغہ مال و ملک کی خوشحالی و بہبودی اوسی پر منحصر ہوتی ہے ممالک غیر کا متمول لوگ کبھی ایسی ملک میں سعی
لگانے کی جرأت نہیں ہو سکتی جہاں انصاف و امنیت کی دیبی بالکل اندھی تیکی سمجھی جائے جبکہ حکومت و رعیت اور دربار کے منظوران نظر کے ساتھ شفقت و کرم
کی نظر دیں سے شغول ہوں گرچہ مطلق العنان حکومتوں میں اگر کبھی کبھار کسی صریح جبر و ناانصافی کا ارتکاب ہو جائے تو کل دنیا میں شور و غل برپا ہو جائے
اور ہر کس و ناکس یہ پکارنا شروع کر دیتا ہے کہ ایسی ناقابل برداشت خرابیوں کو کبھی قائم نہیں رہنے دینا چاہیے مگر یونان کی نیم جمہوری ریاست کی طرف
کبھی کسی نے توجہ نہیں کی جہاں بدقسمتی سے تاریکترین ناانصافی اور ناجائز طرفداری کے واقعات مستثنیات سے نہیں ۔ بلکہ قاعدہ کلیہ میں تھی اور انکی وجہ سے
زندگی دوبھر ہو رہی ہے کیونکہ جیسا کہ والٹر نہایت مختصر اور دلچسپ پیرایہ میں ظاہر کرچکا ہے اگر ایک درندہ جانور سے تمہیں سابقہ ہو تو تم اوس سے کسی نہ
کسی طرح بچنے کا انتظام کر سکتے ہو مگر جب کہ تم کو چاروں طرف سے چھوٹے چھوٹے گرسنہ و تشنہ خون انسان شیر احاطہ کئے ہوئے ہوں اور وہ قدم قدم تمہاری
ٹانگوں کو چمٹ رہے ہوں تو پھر تمہاری قطعی ہلاکت یقینی ہے ۔ انتظام و ترتیب اور تدبیر و تجویز کی قطعی مفقودیت کے متعلق بھی مسٹر ڈلن اسی مضمون میں
یہ تحریر کرتے ہیں ۔ انتظام و تدبیر کا نام و نشان نہ تھا ۔ ہر چیز اپنے حال پر چھوڑ دی گئی ہوئی تھی حکومت و سلطنت کا جہاز بلا کپتان تھا اور آدھی
درجن یکساں بیکس بیٹے وہی خواہ ملک کے کمانڈروں کے یکے بعد دیگرے متضاد احکام کے مطابق چلایا جا رہا تھا نہ شروع ہی میں محاربہ کیلئے کوئی پلین
اور نقشہ تجویز کیا گیا ۔ نہ دوران محاربہ میں کسی وقت کوئی شخص یہ جانتا تھا کہ اوسے کیا کرنا ہے ۔ یونانی فوج بعینہٖ اوس ناتجربہ کار نوجوان کے مشابہ تھی جو چالیں
ہی شطرنج کی مختلف مہروں کی چالوں اور شطرنج کے موٹے موٹے اصولوں کو سیکھ کر ایک تیسرے درجے کے کھلاڑی کے ساتھ بازی کھیلنے بیٹھ گیا ہو وقت
سے بیوقوف بھی کہیگا کہ کم از کم محاربہ کے متعلق ایک جامع نقشہ اور پلین تجویز کر لینی چاہئے تھی جس کی تعمیل میں تھسیلی و اپائرس کی افواج اور بحری
بیڑہ و جہازات بحری فوج متفق ہو کر کوشش کرتیں مگر اس بات کا نام و نشان بھی نہ پایا جاتا تھا تھسیلی کی فوج کام کرتی یا بیکار رہتی دونوں
صورتوں میں اسطرح عمل بیکار ہوتی رہی کہ گویا اپائرس میں یونانی فوج موجود ہی نہ تھی اور یونانی فوجوں کے تعلق اپنے بیڑہ و ابنڈٹ کی
سمجھ طلبی و شہانی ہے ۔ ان نمونوں بڑے بڑے اجزاء کا باہم مربوط ہو کر کام کرنا تو کیا خود ہر ایک جز کے اپنے دائرہ میں بھی کوئی انضباط و اتحاد
پایا جاتا تھا ہر ایک مختار تھا اور آزاد تھا کسی ایک شخص کی وجہ گرانی یا کمان کی ماتحتی کسر شان سمجھا جاتا تھا کو تو یونانی فوج کی بد نظمی
بھی کچھ کم حیرت انگیز نہ تھی ۔ مگر بحری کی حالت تو عجب حیرانی بخش تھی اس کے متعلق چند مثالیں کافی ہونگی ۔ وزیر بحریہ بیڑہ جہازات کے افسر کو
پروالیسا پر گولہ باری کرنیکا حکم دیتا ہے ۔ اور امید ظاہر کرتا ہے کہ بندرگاہ کو چند گھنٹوں میں مسخر کر لیا جائیگا ۔ افسر اعلی بالکل خاموش تماشہ بیٹھا رہتا ہے
بیٹھا رہا کہا جاتا ہے کہ ۔ وہ کسی اور طرف سے احکام کے صادر ہونیکا انتظار کر رہا ہے ۔ حالانکہ اوسکا کام اعلی افسر جہاز کے حکم کے مطابق پر اوسی وقت عمل کرے
دینا یا کسی اور شخص کی خواہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو مرضی یا حکم کا ایک لحظہ بھی انتظار کرنیکا اختیار نہ تھا ۔ ایسا انتظار کرنے سے وہ عہدہ حکومتی کا مرتکب
رہا تھا جسکی سزا قانون جنگ کے مطابق موت ہے خیر وزیر کے حکم کی جلد تعمیل نہ کرنے کی وجہ کچھ ہی ہو جب آخر تعمیل شروع ہوگئی تو ایسی طرح
کہ سبحان اللہ جہازوں کو شہر کی قلعوں سے چار میل کے فاصلہ پر رکھکر گولہ باری کی گئی ۔ ایسی احتیاط یا بہادری کیوجہ انکو معلوم نہیں ہوئی سوائے اوسکا نتیجہ یہ ہوا
یہ ہوا کہ بیکار خفت اٹھانی کی احتیاج نہیں ۔ اپریل کو وزیر بحریہ نے (مشرقی) بیڑہ کو فوراً دو سالونیکا کی آس پاس پر گولہ باری کا حکم دیدیا ۔

لہ اس قطعی پالیسی کے متعلق واپریل کو جو ہدایت سلطان المعظم کی خدمت میں ارسال کیا تھا ۔ ان تیرہ جنگی کشتیوں پر جنہیں ... اور باقی ترنار و خلیج ... صفحہ ۲۴۶ ۔

۲۱ کو پھر خود ہی اسے منسوخ کردیا۔ اور پھر ۲۴ کو بھی جہتہ دار بیڑہ کی اعلیٰ افسر ساختو یس کو فرہ پور تو پر گولہ باری کرکے ایک چالیس میل کا سمندر میں گشت کرکے تمام ترکی جہازات باربرداری اور بالسوا اجنبی جہازوں کو جبر ممنوعہ اسباب حرب بار ہو گرفتار کرنے اور ترکی بیڑہ کو ڈاردانلیز سے نکلنے نہ دینے کا حکم صادر کرتا ہے۔ وزیر نے ترکوں پر بڑا رحم کیا کہ اپنے امیر البحر کو لگے ہاتھ قسطنطنیہ بھی فتح کرلینے کا حکم نہ دیا۔ ۲۵ اپریل کو اسی فرزانہ وزیر نے اس امیر البحر کو ایک عجیب و غریب تار ارسال کیا جسکا کچھ حصہ یہ ہے اسے بوزا دیگو نڈل سنو یہ بھی کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ تم سے کوئی شخص بھی میرے احکام کی تعمیل میں پس و پیش کرے یا کسی اور شخص سے خواہ وہ کوئی ہو اونکی منظوری منگوالے جیسا کہ تم نے اوسوقت کیا تھا جبکہ میں نے قسرہ پور پر گولہ باری کرنیکا حکم دیا تھا۔ صاحب کیا تم نہیں بمقام پولاس اپنے ہیڈ سیل انتخاب کے متعلقہ حالات یاد نہیں جبکہ تم سخت خطرہ میں تھے اور میں نے تمہیں بچالیا تھا اپنے ممبر منتخب کرادیا تھا۔ پس تم پر واجب ہے کہ آنکھیں بند کئے بلاچون و چرا میری متابعت کرتے رہو۔۔۔۔۔۔۔۔"

یونانی نتیجۂ شیخی بازی نہیں حاسد بھی اول درجے کے ہیں جزیرہ نما بلقان میں سلیوالنسل آبادی کی طاقت میں کچھ بھی اضافہ ہو تو ہر اونکی آتش حسد و رشک اعدا بر تنبید و غضب انکے سینوں میں فی الفور بھڑک اٹھتا ہے۔ یونانیوں کو یہ ابتک فراموش نہیں ہوا کہ وہ گیارہ صدیوں تک مشرقی رومن سلطنت کے مالک و قابض رہ چکے ہیں اور بائیزنطیم اور قسطنطنیہ کی سابقہ شان و شوکت اور حکومت کی باتیں اونہیں رہ رہ کر یاد آتی ہیں جب ۱۸۶۷ء میں بلگیریا کو خودمختار ریاست بنائے جانے سے ۱۸۸۵ء میں مشرقی رومیلیا کو اسکے ساتھ ملحق ہو جانے اور پھر سرویا اور مانٹی نیگرو کو مزید علاقہ مل جانے پر موقعہ پر یونانیوں کی آتش حسد فاقت میں تیل پڑ جاتا رہا اور اونکی امنگیں از سرنو متحرک ہو جاتی رہیں۔ ایسا ہونا خلاف فطرت اور غیر طبعی بھی نہیں تھا۔

بقیہ صفحہ ۲۷۴ کیطرف سے آگے پر وردہ شہر پر حملہ کیا تھا جسکا حال اول عرض کیا گیا ہے جبکہ پر وزہ کے قلعہ پر گولہ باری کیگئی تو حمیدیہ اور مجیدیہ موں کی توپوں میں سے پندرہ سینٹی میٹر والی توپوں کے تین دبانے ہوئے سخت گولوں نے یونان کے دو آگبوٹوں کو ضرب پہنچایا مگر یہ تحقیق نہیں ہو سکا کہ نقصان کی مقدار کسقدر ہوئی اسکی وجہ یہ ہے کہ یونانیونکا بیڑہ ہٹ کر چلا گیا۔ اس خبر کے متعلق صباح اخبار نے لکھا کہ یہ پر وزہ اور اوسکے قلعہ اور مورچوں کو جلانے کیلئے یونانی بیڑہ نے جسمیں چار آہن پوش اور تین لکڑی کے آگبوٹ تھے، دو سو گز کا فاصلہ آپسمیں دیکر دوسکو ئیڈرن بنالئے اور قلعہ اور چند نامی مورچوں پر گولہ اندازی شروع کی جن میں حمیدیہ مورچہ کے خارج پر (۱) اور اوسکے اندر (۲) اور قلعہ کے خارج پر (۳) اور اوسکے اندر (۵) گولے لگے مگر کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکے۔ یونانی آہن پوش ایک آگبوٹ جبکہ حمیدیہ قلعہ کے آگے سے گذر رہا تھا۔ تو اوسکے اگلے حصہ میں سنٹی میٹر والی توپ کا ایک گولہ مذکورہ مورچے سے اور اوسکے پچھلے حصہ میں بینی قلعہ کی توپ کا ایک گولہ لگا جسکے سبب سے آگبوٹ ایکطرف کو جھک گیا۔ اور ایک دوسرے آہن پوش آگبوٹ کے اندر جاکر ایک گولہ پھٹا جسکے سبب سے یہ بیڑہ ہٹ گیا۔ علاوہ اوسکے واصلی مورچہ اور خضر قلعہ پر سے پندرہ اور گیارہ سنٹی میٹر والی توپوں کے گولوں نے ایک چوبی آگبوٹ کو رخنہ دار کردیا جسکو دو آہن پوش آگبوٹ گھسیٹ لے گئے۔ غرض یہ کہ یونانی بیڑہ نقصان اٹھا کر ناکامیاب رہا۔

لے ۲۲ اپریل کو اسی مشرقی بیڑہ کا ایک چوبی جنگی جہاز اور دو یونانی تارپیڈو کشتیوں نے دفعتاً ریکا بندرگاہ میں آکر جمع شدہ سامان کیمپ کو جلانے کیلئے گولہ باری شروع کی اور دوسری طرف بحری سپاہی کشتیوں پر سوار کرکے خشکی کی طرف روانہ کردئیے۔ مگر ترکی دستہ نے ایسی بار ٹیں ماریں کہ وہ سب نیل مرام واپس لوٹ گئے اور شام کو جہاز مذکور بھی اپنا سا منھ لیکر رخصت ہو گیا۔

انگریزوں کے سوا جنوب مشرقی یورپ میں جو سرحدی تغیر ہو سکتا تھا صرف یونانیوں کی ہی تائید میں تھا۔ اٹلی کی افزونی یونانیوں کے حق میں بھی ایسی ہی خطرناک ثابت ہوئی
عثمانیوں کے حق میں بدقسمتی کی یہ ایک عجیب مثال ہے کہ ہر ملک میں موجودہ یونان کا جو حصہ ہے وہ اسی معاہدے سے جنوب مشرقی یورپ میں یونانیوں کی
اقتدار ایک پیغام قائم ہو گئی اور انکو ہمیشہ کیلئے غلبہ حاصل کر دینے میں نمایاں حصہ لیا۔ جزیرہ نما بلقان کے تقریباً ایک تہائی دوسرے ترکی متعدد کا
ٹکڑا چھین لیا بلغاریوں کی ایک عظیم خودمختار ریاست کو قائم ہو جانے سے روکا۔ یونانی اقتدار و تسلط کو قائم ہونے کیلئے ہمیشہ کیلئے راستہ بالکل صاف
ہو گیا۔ اتحاد بلقان ہیں ہو گا۔ یونانی سلطنت کے قیام جدید کے راستہ میں جو سب سے زبردست اور مہلک رکاوٹ تھی جس اتحاد بلقان کی اشاعت
بلغاریوں کی تخریبانہ کوشش سے ہوئی وہ قائم ہو گئی۔ بلغاریوں اور یونانی قوم میں الیسا ولی عناد ہے کہ اگر کبھی مقدونیہ ترکوں کی حکومت سے نکلا تو
وہ یونان کی ماتحت ہونے کی بجائے بلغاری ریاست کے ماتحت ہو گا لیس یونان کو واجب تھا کہ میدان جنگ میں اترنے سے پہلے وہ اس عناد
ہٹانے کا بندوبست کر لیتا۔ اور اسی الیسا کیا۔ اور نتیجہ اسکا مشغول پیکار ہونا قبل از وقت تھا۔

یونان کی داؤں گھاتیں یونانی گورنمنٹ نے جولائی ۹۶ء میں بمقام یس بارہ ہزار سپاہ کی قواعد و مشق اور ترتیب کیلئے کیمپ قائم کیا۔ علاوہ بریں
کریٹ میں فساد برپا کرانے کیلئے سرکاری اور غیر سرکاری طور پر بھی کوشش شروع کی گئی۔ اور ان شتعل کیا گیا کہ
جزیرہ میں پہلے پیدا کی تیلیں اور شفتی بھیجنے کی اجازت بلکہ ترغیب دی گئی اور جب یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ کل دول عظام ہر اور انکا
کثیر حصہ بہت سے قیام امن کے خواہاں کریٹ کے فساد کو روکنے کا متمنی ہے۔ تو انکی ہوش پکڑنے کی بجائے یونانی اپنی مفسدانہ کارروائی
میں زیادہ مستعدی اور تیزی کے مصروف ہو گئی۔ کریٹی ہمسایوں کو اپنے مسلمان ہمسایوں پر حملہ کرنے اور انہیں بے حرمت کرنے اور گھروں سے نکالنے کی
ہر ممکن طریق سے تعلیم و ترغیب دلائی گئی کل یورپ کی مرضی کو بالاطاق رکھدیا گیا۔ اور یونان نے دول عظام کی ۔ انکی دھمکیوں کو دھوکا بازی
یعنی گیدڑ بھبکیاں سمجھ کر نظر انداز کرتے رہنے کی باقاعدہ پالیسی اختیار کرلی اسے پورا یقین تھا کہ وہ عالمگیر جنگ کے اندیشہ سے
بچتے رہیں گے اور دنیا کی امن کے قائم رکھنے کی خواہش سے جب دول عظام علانیہ ظاہر کر رہے ہیں جلد انکی دھمکیاں دیتے رہیں گے اور انہیں اپنے
ہی کا معقول اور ناواجب مطالبات کے تسلیم کرنے پر مجبور کرنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ دول یورپ نے کریٹ کو خودمختاری دلا دینے کی تجویز پیش کرنے اور ان
المعظم کی ذاتی حکومت کے ماتحت رکھنے سے معاملہ اور بھی نازک ہو گیا۔ یونانیوں کو کبھی گوارا نہیں کہ کریٹ خودمختار بنا دیا جائے وہ کریٹ کو یونانی جزیرہ بنانا چاہتے
ہیں کہ خودمختاری۔ انکو اندیشہ ہے کہ اگر ایک دفعہ کریٹیوں نے خودمختاری اور سلف گورنمنٹ کی لذتوں کو چکھ لیا تو پھر اتحاد یونانیاں کی تمام
خواہشیں انکے دلوں سے کافور ہو جائیں گی۔

چنانچہ اوس نے کریٹ پر حملہ کر دیا۔ اور دل میں سوچ لیا کہ دول یورپ عالمگیر جنگ کے خطرہ میں پڑنے کی بجائے یونان کے ساتھ جزیرہ مذکور کا
الحاق ہو جانا منظور کر لینگی۔ اس قزاقانہ کوشش میں اوسے دول عظام کی اتحاد و استقبال اور شکی کی بے نظیر یادی کیوجہ
سے کامیابی نہ ہوئی تب پھر اوس نے سرحد تسلی پر لڑائی برپا کر دینے کا عزم کر لیا۔

یونان کی حالت کچھ عرصہ سے نہایت ابتر ہو رہی تھی۔ ملک کے حصہ کثیر کی زمین زرخیز نہیں اور انتظام حکومت بہت ناقص تھا۔ اصل بات
یہ ہے کہ یونانیوں میں اوصاف شجاعت نہیں پائی گئی جو علاوہ فتح کی حکمرانی کر والی اقوام کیلئے ضروری ہیں معقول وجہ حکمرانی کی قابلیت۔

یا عمارت انہیں کی بنا کردہ موجود نہیں ہوئی شاعری، فصاحت، فنون لطیفہ اور ہنر کی ادنیٰ یادگار [illegible] میں [illegible]

رہا ہو مگر کاری اور فرمانروائی کی اوصاف حقیقی سے وہ ہمیشہ معرا رہے ہیں ایتھنز کی ریاست اپنے عین عروج کے زمانہ میں صرف بیس ہزار آزاد باشندوں

کا مالک تھی جنہیں [illegible] ہزار آزاد اور ایک لاکھ غلام ہونگے جن کی محنت و مشقت کی کمائی پر بسر اوقات کرتے تھے [illegible] ریاست ہی کل ملک [illegible] نہ تھی بلکہ

اور بھی کئی بارہ [illegible] اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں موجود تھیں جو ہر وقت ایک دوسرے سے لڑتی رہتی تھیں [illegible] ایتھنز کی ریاست [illegible]

تھی [illegible] زمانہ حال کے یونانیوں میں ایتھنز کے قدیم مدبرین پیریکلیز کے زمانہ کے یونانیوں کے عیوب تو کل موجود ہیں مگر وہ دماغ اور قوتیں [illegible]

اور [illegible] جنہوں نے اس قدیم زمانہ کی بربادیوں کی تلافی کر دی تھی [illegible] کا نشان نہیں پایا جاتا ہے۔

یونانی [illegible] ہو رہا ہے اور [illegible] مطالبہ کی [illegible] آج تمام ممالک [illegible] سرپرست

[illegible] اصلاح [illegible] اور قانونی [illegible] پارلیمنٹ میں [illegible]

[illegible] تمام ملک قانون [illegible] کی کمائی کی [illegible] کی طفیل

[illegible] عام طور ترکوں کی [illegible] مجلس ادا کری

[illegible] اور [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] ہے حالت اس وقت [illegible] کی ہے [illegible]

[illegible] سمجھ سکتے اور [illegible] کوئی توقع نہیں ہو سکتی لیکن [illegible] کوئی کلام نہیں [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible] عداوت کا جوش [illegible]

[illegible] ہو جانے کے لیے مخبت [illegible] ہو رہے تھے۔

یونان کی شرارتیں کریٹ میں

جس وقت یونان نے اگست ۱۸۹۶ء میں کہ ضمانت دول [illegible] سلطان المعظم نے کریٹ کو اندرونی خودمختاری عطا کر دی۔ اس وقت [illegible] کریٹ [illegible]

[illegible] کی گورنمنٹ کی [illegible] بالکل خوش اور مطمئن ہو گئے تھے مگر فوراً ہی فلاش قانون پیشہ اور اخبار نویس پیشہ [illegible]

[illegible] یونان سے پہنچ گئی اور انہوں نے [illegible] بغاوت جاری رکھی [illegible] مسلمانوں کے املاک و مکانات

[illegible] مناسب نہیں [illegible] اور ترکوں کو اشتعال دلائی اور خانہ جنگی کی آگ [illegible] مسلمانوں

[illegible] اور ان کے املاک و خانمان کے تاخت و تاراج کا بازار گرم ہو گیا۔ [illegible] گورنمنٹ ان کا [illegible]

[illegible] اور مفسدین کی [illegible] کریٹ [illegible]

[illegible] ۱۸۹۵ء [illegible] قبل [illegible] فوت ہوا۔

ہوا ۔ [illegible]

کریٹ کے مظالم [illegible] ترکی کی [illegible] اعتدال پسندی بالآخر [illegible]
کوششوں [illegible] یونانی گورنمنٹ [illegible] کرائی مفسدانہ شجاعت کا آخری [illegible]
پھینک دیا [illegible] کل جزیرہ میں [illegible]
کام دیا [illegible] ۱۵ فروری ۱۸۹۷ء کو جزیرہ میں داخل ہوا ۔ اور [illegible] کشت و خون اور [illegible]
طوفان [illegible] برپا ہو گیا [illegible] مسلمانوں [illegible] اور انکو [illegible]
برپا [illegible] یونانی [illegible] عام آشوب طوفان برپا ہو گیا اسکا اندازہ [illegible]
[illegible] کارروائی سے بخوبی کیا جا سکتا ہے جہاں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان [illegible] کے گھاٹ اتار دیئے گئے [illegible]
مسلمان بکریوں کی طرح ذبح کر ڈالے گئے [illegible] مساجد میں زندہ جلا دیئے گئے [illegible]
[illegible] الغرض [illegible] عیسائی [illegible] مردوں [illegible]
اس وقت [illegible] فاقہ کشی [illegible]
[illegible] ۱۸۹۸ء [illegible]
باشندوں کے مصائب کے متعلق حسب ذیل بیان کیا تھا :

تقریر مسٹر کرزن جزیرہ کریٹ کا تمام اندرونی حصہ اسوقت کثیر التعداد [illegible]
[illegible] مسلمانوں کی املاک و فصلوں [illegible] عیسائی [illegible]
بسر کر رہے ہیں ۔ [illegible] افسوس [illegible] مسلمان
مرد [illegible] قتل [illegible]
[illegible] عیسائی [illegible]
[illegible] عیسائی [illegible]
[illegible]
[illegible]
اس جزیرہ کے مسلمان اور عیسائی [illegible] مسلمان [illegible] عیسائی [illegible]
[illegible] عیسائیوں کے [illegible] سخت غلطی ہے [illegible]
جا سکے وہ [illegible] عیسائی [illegible] امداد کرنیکا خیال [illegible]
[illegible] کریٹ [illegible] سلطان [illegible] ۱۸۹۹ء [illegible]
[illegible]

[illegible] کی ہیبت کی وجہ سے جو کچھوں [illegible] ہے [illegible] باہر فقط [illegible] پانی [illegible]
کی چار دیواری کے اندر موجودہ باشندوں کو بہو بہ ہماری کی کوشش کر رہے ہیں اور سوا عیسائی مفسدوں کا اور کچھ شغل نہیں۔ ان باغیوں کے اکثر افسر
یونانی ہیں معمولی جنگ کنندگان میں بھی یونانی مجاہدین بتعداد کثیر شامل ہیں اور جس قدر تو بچانہ ان کے پاس ہے وہ سب کا سب یونانی ہوجانا
ہی امر ہے [illegible] باغیوں سے ملاقات کی امید ہے یا پنج یونانی قانون [illegible] اور ایک یونانی [illegible] فریق مخالف [illegible] فریق
کی [illegible] سیاحت میں جو دارالعوام میں معاملات کریٹ پر جو اعتبار کیا گیا ہم وہی انگریزی گورنمنٹ کریٹیوں کو فائدہ [illegible]
کر کے [illegible] اندرونی خود مختاری قبول کرا دی کوشش کر رہے ہیں [illegible] فرمایا کہ ہوشیاری سے خوب رعایت اور جزیرہ کی کوسامنے لانا
مگر افسوس وہ صداقت سے بالکل بعید اور محض بے بنیاد دعوے تھے محاصرہ صاحب [illegible] زعم میں غلط بالکل کہا ہے [illegible]
ہیں [illegible] بیچ ہے۔ مگر اسکے برعکس حق الامر یہ ہے کہ اندرون جزیرہ میں باغیوں کے ذخیرے غلہ سے خوب بھرے ہیں۔ یا دیہاتوں ہی [illegible]
و کھیں گرم رہتی ہیں سامان غذا ہر جگہ باافراط موجود ہے اور عنقریب فصل کے دور ہونے پر غلہ کی بہت زیادہ بہل ہوجائیگی۔ ساتھ ہی یہ امر
کہ اندرون جزیرہ میں عیسائی اپنی فصلیں ہی نہیں بلکہ اوطان خارج شدہ مسلمانوں کی فصلوں کو بھی [illegible]
جو اندرون جزیرہ میں [illegible] ہر وقت ملتی جلتی رہتی ہیں اور انکی صداقت میں سے کچھ فرق نہیں۔ جزیرہ کی موجودہ [illegible]
اس طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ قصبات میں کیا کیفیت گذر رہی ہے۔ اور اسی ضمن میں ان [illegible] اصحاب کے اعتراضات کا جواب دونگا جو اختلاف [illegible]
میں ترکی افواج کے انتظام موجود ہونے کے متعلق کئے تھے سب سے اول میں ساحلی قصبات اور وہاں کی ترکی افواج کے [illegible]
عرض کرتا ہوں۔ ان بندرگاہوں میں عیسائی بھی [illegible] ہیں وہ یا تو لندن و جزیرہ کو بھاگ گئے ہیں۔ یا انگریزی اور دیگر اجنبی جہازوں [illegible]
کو چلے گئے ہیں۔ [illegible] تباہ و مفلوک الحال مسلمان پناہ گزینوں کے جوق در جوق بسر اوقات اور گذارہ کی کوئی سبیل نہیں رکھتے
[illegible] ہیں۔ قصبات کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دو کہ [illegible] دیہات کو چھوڑ کر خاص ایک مقام کینڈیا کا بطور نمونہ پیش کرتا ہوں
اور شہروں کی [illegible] سے قصبات [illegible] زیادہ سے زیادہ [illegible] شہر میں اس وقت کم از کم پچاس ہزار
مسلمان پناہ گزین موجود ہیں [illegible] شہر گویا اسکے قرب و جوار کے کسی طرح کا تعلق نہیں رکھتے جزیرہ کے مختلف حصوں سے وہاں
پہنچ گئے ہیں اس ہجوم کثیر کے مقابل میں شہر میں صرف پانسو عیسائی ہیں پچاس ہزار مسلمان زراعت پیشہ دہقان ہیں سنگتراشی کے سوا
وہ کوئی صنعت و حرفت نہیں۔ [illegible] روپیہ کما سکیں۔ اور صرف اس امداد پر جو سلطان المعظم بھیجتے رہتے ہیں بسر اوقات کر رہے
ہیں قسطنطنیہ سے آٹا آ رہا ہے۔ روز بروز ہر پناہ گزین کو ایک ایک دو دو مٹھی تقسیم کیا جاتا ہے چیچک کی بیماری سیکڑوں کو روز لقمہ اجل بنا
رہی ہے اور پانی کی [illegible] سے بھی جس کی لائین باغی ہر وقت قطع کرتے رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ ناگفتہ بہ مصیبت جھیلتے رہتے ہیں اس پناہ

[illegible] حالانکہ اکثر مسلمانوں کی کینڈیا کے قرب و جوار میں فصل کاشت کی ہوئی ہے فصل پختہ ہونے سے
پہلے ہی ان لوگوں نے چھوڑ کر اپنے دیہات اپنے عیسائیوں کے قبضہ میں چھوڑنے کا حکم دیدیا ہے مسلمان [illegible] انکاری ہیں اور مہاجرین کو ہیچ
دیتے ہیں مگر انکی التجا ہے کہ ان کو [illegible] شام طرابلس الغرب اور ایشیائے کوچک میں آباد کیا جائے ہیں
مسلمان [illegible] کا منشاء ہے کہ تمام مسلمان جزیرہ کریٹ سے اٹھائے جائیں اور انکی جگہ وہ
[illegible] بھیجے جائیں گے۔

آبادی کی نہ ہو وہاں شہر کے باشندوں کو فوجی حفاظت کا ذریعہ حفاظت ہو سکتا ہے اور اگر شہر کے باشندے برسر پیکار ہوں تو کیونکر

ہو سکتی فوجی حفاظت کی صورت ہی ان بیکسوں پر شکاری جانوروں کی طرح کود پڑیں اور زن و مرد بچہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیں اب بیش بینا

ایک ہزار مسلمانوں کی حفاظت کا کیا انتظام ہے اسی غرض کے لئے شہر میں تقریباً پندرہ سو یورپین فوج مقیم ہے۔ اور اسکے علاوہ ساٹھ ہزار

ترکی سپاہ ہے۔ یورپین فوج شہر کے اندر رہتی ہے اور ترکی فوج شہر کے گرد اگرد حلقہ ڈالے ہوئی ہے جہاں کہیں افسر موقع ہو ان کا ان

یورپین سپاہ مقیم تھا شہر اور اسکے فوجی حلقہ کی ہرگز حفاظت نہیں کر سکتی۔ ایسی صورت میں بتائیے ترکی فوج کو دونوں کس طرح روک سکتی ہے

اگر ہم ایسا کریں تو پھر ایسی قتل عام کا پیش خیمہ ہوگا جسکے سامنے آرمینیا کی خونریزی کی بھی کچھ حقیقت نہیں رہ جائیگی۔ مختصر یہ کہ یہ ایسا قتل عام

ہوگا جو دول عظام کی آنکھوں کے سامنے اور ہماری براہ راست ذمہ داری پر وقوع میں آئیگا۔ جو کچھ ہم کہتے ہیں کی نسبت ان کا بیان ہے کہ یہ قصہ

بھی وہ مصداق آتا ہے اس قصبہ کی آبادی کبھی دس ہزار تھی۔ مگر پناہ گزینوں کی وجہ سے اب تیس ہزار ہو گئی ہے۔ ۱۸۸۱ء میں جو مردم

شماری کرائی تھی اوس سے واضح ہوتا ہے کہ جو مسلمان بلوہ و بغاوت میں مر گئے یا ہجرت کر گئے انکی تعداد اسوقت بھی جزیرہ میں ایک لاکھ

سات ہزار یعنی کریٹ کی کل آبادی کا تیسرا حصہ مسلمان موجود ہیں ان ایک لاکھ سات ہزار مسلمانوں کی نسبت یہ خبر کہ اندرونی انجمن کی امداد

ہو رہا ہے یہیں بتایا جاتا ہے کہ جزیرہ کریٹ یونان سے ملحق کیا جائیگا کیونکہ مقامی آبادی کا بڑا حصہ یہ چاہتا ہے مگر آبادی کا ایک حصہ قلیل التعداد عنصر وہ ذی اثر

ہو رہا ہے کہ وہ کسی صورت میں یونان کے ساتھ الحاق کو ہرگز منظور نہیں کریگا اور اس صورت میں آخری وقت تک لڑتا رہیگا یا ہجرت

کر جائیگا۔ یہ عنصر آبادی کا تیسرا حصہ یعنی اسکی کل آبادی سے وہی نسبت رکھتا ہے جو آئرلینڈ کی ان لوگوں کو تھی جو ہوم رول یعنی خود مختار حکومت اندرونی

کے مخالف تھے اور انکی رائے کو دارالعوام پارلیمنٹ نے اوسکی اوس حصہ نے جو حکمران فریق کا طرفدار ہے ہمیشہ وقعت کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ اور انصاف

مقتضی ہے کہ اوسی وقعت کی نظر سے کریٹ کی قلیل التعداد عنصر کی رائے بلا قطعی فیصلہ کو دیکھا جائے بہرحال ہم کریٹ کو کشت و خون یا آبادی کے

ترک وطن کر جانے سے ویران کرنا نہیں چاہتے۔ کریٹ مسلمان جزیرہ کی آبادی میں نہایت ہی ضروری اور مستحکم عنصر ہیں جنکے بیچ کی تنفیر کر دیجئے

ایک عرصہ تک مسالک گذشتہ میں ترکی افواج کی طرف سے چند نامناسب افعال سرزد ہوئے بعض نظیریں پیش کی ہیں اسکے جواب میں ہم وہ حالات

کے متعلق خود انگریزی امیر البحر کی شہادت کو پیش کر دینا مناسب ہوگا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ترکی سپاہ کا طریق عمل نہایت قابل تعریف رہا ہے

لیکن مسلمانوں کے یہ امر بعید از قیاس نہیں کہ کوئی کبھی کوئی اشتعال انگیز غالب نہیں آسکا مگر ممکن ہے کہ شاید کسی وقت ان کا بھی پیمانہ صبر لبریز ہو جاتا انکی بردباری

اور تحمل میں خلل نہ ڈالتا ہمیں تو ہے عساکر عثمانیہ کی اس طریق عمل سے ہمیں کوئی حجت باقی نہیں رہتی کہ وہ شائستہ اقوام یورپ کے سلوک کئے جانے

اور مہذب سپاہ سمجھے جانے کی کامل طور پر مستحق ہے اور کہ اس بارہ میں وہ کسی یورپین قوم سے کم نہیں ہے۔

"پھر وہ نتائج جو یونانیوں کے فرقہ نے حالیہ سے سرزد ہوئے بدبخت کریٹ کو آزادی دلانے کو نہیں گئے تھے۔ کیونکہ یہ تو اوسے پہلے ہی مل

چکی تھی بلکہ حکومت خود اختیاری کی مزاحمت کرنے کے لئے جس سے یونانی سب چیزوں سے بڑھ کر متنفر اور خوف ہیں۔ کرنیل واسوس اور اسکی

سپاہی کریٹ کو آزاد کرانے کو نہیں گئے بلکہ کریٹ کو بالجبر یونان سے ملحق کرانے کے لئے گئے تھے۔ یونانی گورنمنٹ کی یہ کل کارروائی ایسی تھی جسکا منشا

کی ہو تی ہے دونوں عالم فانی تیزی کی شورہ پشتی سے اسکو نفع اٹھانے کی امید میں جنگ برپا کر دینے کی کوشش کی اسکی ترکی نے جنگ کر دی ہے

بالکل پیدا اور سرد پایا۔ طمع و لالچ دلا دلا اور اسطرح [illegible] تھا [illegible] جنگ [illegible] [illegible] کوئی [illegible] [illegible] لیا [illegible]
کو منسوب [illegible] اور [illegible] داب اور اقتدار [illegible] [illegible]
پھر بھی حملہ کیا۔ بلکہ وہاں شکست کی ہار دوبارہ [illegible] کی [illegible] [illegible]
آخر [illegible] اور [illegible] میں شکست کو لڑائی پر مجبور کر دیا اور کی یہ چال [illegible] ایک ہوشیار [illegible] [illegible]
چال [illegible] علم رکھتے ہیں جیسے کہ مار جانے کی صورت میں بھی اسکی حالت پہلے سے زیادہ بدتر نہیں ہو جاتی [illegible]
بڑی بھاری شرط لگا دیتا ہے۔

یونانی آئین کنسٹیٹیوشن کی بے ثباتی

یونانی قوم کی یہ سب سے بڑی بدقسمتی ہے کہ ان میں اصل کوئی [illegible] امراء کا موجود نہیں ہے۔ امراء جیسے یورپ خاندانی متمولین کی جماعت ہی موجود نہیں کہ یہ جماعتیں عوام کے جوش کو مختار رکھنے کا کام دیتیں اور اندرونی یا بیرونی خطرہ کے وقت بادشاہ اور گورنمنٹ کو مدد دیں۔ بالفاظ دیگر عام رعایا اور بادشاہ کے درمیان کوئی واسطہ درمیانی طبقہ نہیں ہے۔ یونان میں صرف ایک دارالشوریٰ ہے جس میں عوام کے وکلاء اور نائب ہوتے ہیں۔ دوسرا جیسے [illegible] دارالامراء یا دارالشیوخ نہیں ہے اور بدقسمتی سے یہ ایک دارالشوریٰ بھی عوام کا قائم مقام نہیں۔ بلکہ جہاں تک پولیٹیکل اقتدار کا تعلق ہے عام رعایا کی طرف سے درحقیقت اقتدار کی شوریدہ سر جوش اور متلون مزاج اشخاص کے [illegible] [illegible] ہی عقل کے اندھے اور [illegible] ہیں جیسے کہ [illegible] پہلی [illegible] کی [illegible] اقتدار [illegible] مشہور آفاق مدبر اور فصیح و بلیغ خطیب ڈیماستھنیز کی [illegible] کی [illegible] سر جھکانے اور راہنما ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

یونانی سیاسیوں اور مقننین کا حصہ کثیر ہمیشہ دست قانون پیشہ لوگوں اور اخبار نویسوں کے مرکب ہے جو پالیٹکس کو گذارہ کا ذریعہ سمجھتے اور اس سے بھی کام لیتے ہیں [illegible] تمام پولیٹیکل کارروائیاں بالعموم خود غرضی یا کسی فوری حرص و طمع پر مبنی ہوتی ہیں [illegible] یونانیوں [illegible] ساعت [illegible] تمام [illegible] [illegible] اور کل [illegible] [illegible] [illegible] مشہور فصیح اور خطیب گذرا ہے وہ [illegible] تھا اور [illegible] ہو گیا تھا [illegible] میں [illegible] حاصل [illegible] [illegible] وہ اپنے [illegible] بطور ضرب المثل مشہور ہے [illegible] [illegible] جبکہ سمندر کی موجیں [illegible] کنارہ ساحل پر جا کر اپنی آواز کو پکایا اور آئینہ سامنے رکھ کر اپنے انداز اور وضع ادا کو درست کیا اور ایک کندھے کو جنبش دینے کی عادت [illegible] دور کرنے کیلئے یہ تدبیر کی کہ ایک تیز تلوار کی نوک [illegible] بالکل متصل جہاں کندھا [illegible] لٹکا دیا [illegible] وقت اس سے مضروب ہو جاتے۔ ڈیماستھنیز سکندر کا ہمعصر تھا۔ سکندر نے اسکی [illegible] اہل ایتھنز سے طلب کیا مگر انہوں نے اسے منظور نہ کیا۔ سکندر کے جانشین انٹی پاٹر نے بھی اہل ایتھنز کو دھمکی دیکر [illegible] [illegible] کو بھاگ گیا اور وہاں زہر سے خودکشی کر لی۔ ۳۸۴ قبل مسیح میں پیدا ہوا اور ۳۲۲ قبل مسیح میں فوت ہوا۔

نکالتے ہیں ایسی صورت میں موجودہ شاہ یونان کو [illegible] ہزاروں کا پچاس سے زیادہ مرتبہ بدلنا کوئی حیرت انگیز امر نہیں ہو سکتا ہے۔

چھوٹی ریاستیں جزیرہ نما بلقان کی اکثر ریاستوں کی طرح یونان کی بھی یہ سخت بدنصیبی ہے کہ ملک میں کوئی [illegible] متمول یا امیر شریف اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کی نہیں ہے کہ ملک کو ان [illegible] غرض اور محب وطن لیڈر [illegible] بلقانی ریاستوں اور بادشاہتوں کے اندرونی پالیٹکس اور انتظام کی حالت نہایت ابتر [illegible] جیسی کہ یونان کی ملکی حالت ہے ویسی ہی تھوڑی بہت [illegible] کیونکہ بلغاری یونانیوں [illegible] ہیں رومانیا کی حالت سب سے اچھی ہے کیونکہ ایک تو وہاں زبردست جماعت امرا موجود ہے اور [illegible] حکمران ہے وہاں بھی [illegible] انتظام و سلیقہ اور [illegible] کا اثر ڈالا ہے [illegible] کی جنوب میں ان چھوٹی چھوٹی [illegible] ریاستوں [illegible] الٹا نقصان پہنچا تو ثابت نہیں [illegible] ان ریاستوں کو قائم ہوئے [illegible] کہلانے کی [illegible] شروع شروع میں ان ریاستوں کے متعلق جو لمبی چوڑی اور شاندار امیدیں تھیں وہ باطل اور موہوم ثابت ہوئی ہیں سوا چند مستثنیات کے عام یونانی سربی یا بلغاری نام کے سوا اور کسی بات میں عیسائی نہیں اندرونی شورشوں اور انقلابات کے علاوہ ان ریاستوں کے وزرا اور سیاسیون ایسے اصول کے پابند مرتشی ہیں اور دیگر اقوام جو انکی حدود کے اندر آباد ہیں یہ ریاستیں ایسا صریح اور ابلیسانہ ظلم و ستم کرتی ہیں کہ دنیا کا امن [illegible] شیطان صفت پولیٹیکل خبرون سے کم نہیں وہ ہمیشہ [illegible] اور ایسی اقوام اور ایسے اغراض و مقاصد کو غضب کرکے مزید موقعوں کی تلاش [illegible] کی طرح کا اتفاق [illegible] یونان کے [illegible] پر حملہ [illegible] ملک [illegible] تاراج نہیں [illegible] مسلمان [illegible] رائے [illegible] آزادی [illegible] امر ہے کہ غیر یونانی (عیسائی ہوں یا مسلم) بلا اختلاف [illegible] ٹرکی کی حکومت کو ترجیح دیتے اور پسند کرتے ہیں۔

عیسائیوں اور مسلمانوں میں مقابلہ یہ نہایت واقعہ ہے کہ ٹرکی سلطنت کی قطع و برید اور ان نام نہاد عیسائی ریاستوں کو قیام [illegible] نتیجہ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ دیگر مذاہب کی اقوام نہایت ہی ظالمانہ جبر و تعدی اور [illegible] ستم کا آماجگاہ اور تختہ مشق بنائی ہوئی ہیں بلکہ اکثر صوبوں میں تو قیام قطعی [illegible] کا باعث ہوا ہے کیا ان کو بلگیریا کے مسلمانوں کے رقت انگیز حالات فراموش ہو گئے ہیں اور کیا انکو یاد نہیں رہا کہ روسی حملہ کے بعد بلغاری عیسائیوں نے کس بیدردی سے بلگیریا اور مشرقی [illegible] کے کل امن پسند اور بے گناہ مسلمانوں کی [illegible] تہائی حصہ کو گھروں سے بے دخل اور [illegible]

ل شاہ جارج جو شاہ ڈنمارک کا دوسرا لڑکا ہے ۱۸۶۳ میں [illegible] کی درخواست پر یونان کا بادشاہ ہوا ہے۔

اور تقریباً ایک لاکھ ... کو بلا ... قتل کر دیا۔ اس ... زمانہ میں ... لاکھ سے زیادہ بیگناہ مسلمان جن میں زیادہ تر عورتیں اور بچے تھے ہلاک ہوئے

... یونانیوں کے ساتھ ترکوں سے بھی زیادہ بغض و عناد رکھتے ہیں چنانچہ انہوں نے یونانی آبادی کو

... دن رات ستا کر ... سے خارج کر دیا ... کوئی بھی ... نہیں کہ ... بے دخل ہو جائیں تو بلغاریوں

یونانیوں ... ہیں ... سخت ... شروع ہو جائے ... کل ... ہو جائیں وہ ... ختم ہو ... ہوں

... کی ... منافی ... مسلمان ... قدیم ... کو کمال ... کر دیا جاتا ہے

... کوئی ... [illegible] ... بالکل ... فیصلہ کا

... کا ویسا ہی حق ... عیسائی ہمسایوں کو وہ ان نام نہاد اور پیغام کنندگان مسیحیت عیسائیوں کے حصہ کثیر سے جو مسلمانوں

سے قابو ہو سکے ... بار ... ہیں اور جنکی ... مداح اندھا دھند تعریفیں کرتے رہتے ہیں اور

اونکو ... کے ... زیادہ صبور سلامت رو ... کش متحمل اور ... ہیں ... نہیں ... سکتا کہ یہ

عیسائی ... مسلمان کیوں انگریزی حمایت کا زیادہ مستحق اور سزاوار سمجھا جاتا ہے یہ درست ہے کہ ہم سب بدلی اعتقاد رکھتے ہیں کہ صرف

مسیحی مذہب ہی ایسا ہے جو کل عالمی ... کی قابلیت رکھتا ہے ... کل دوسرے مذاہب سے بڑھکر بنی نوع انسان کو اخلاق و فلاح کی اعلی

درجہ ... پہنچانے کے قابل ہے مگر ... اور زندگی ... مسیحیت درکار ہے نہ کہ مذہب مذکور کا محض ... مروجہ اعتقاد

و اظہار جسکے ساتھ اعتقاد کی صداقت و حقیقت کا ثبوت و اظہار کیلئے کوئی افعال اعمال موجود نہوں در اصل ... ترک ایشیا کوچک کو ...

و قصبات میں ... چشم خود ... کے خوفناک ... خانمان برباد شدگان ... رسیدوں کو دیکھا ... کیا اونکی ...

کی ... حقیقت ... عمل کو جو ۱۸۹۵ء ... ظلم ... کے برخلاف ... جو ... صرف ... عیسائی روسیوں نے ...

بیگناہ ... مسلمانوں پر ... آواز بلند ... سخت حقارت کے ساتھ ... یہ کس طرح کا تعجب ہو سکتا ہے۔

بنی نوع انسان کو ان چھوٹی چھوٹی عیسائی ریاستوں کے قائم کرنے سے جو فائدہ پہونچا ہے اوسکا اندازہ کرتے وقت مصنف ...

پیرا اول ... مظالم و تباہی و بربادی کو بھی مد نظر رکھ لینا واجب ہے جو ... اور بیگناہ مسلمان آبادی پر وارد ہوئی ہیں ... کے واقعات

بالبداہت ظاہر کر رہا ہے کہ ... عیسائی ... مسلمان ہمسایوں کیسا سلوک کرتے ہیں ... اگر ... حاصل ہو جائے تو وہ ...

... اوسکا اندازہ اور کیفیت ... ترکی ... ارمنی عیسائیوں کے ہاتھ سے ... قتل عام۔ اور ... سازشوں کے قسطنطنیہ میں

اندھا دھند ... کے پھینکنے سے صاف ظاہر ہو رہا ہے جو دول عظام میں سب سے زیادہ ... حکومت والی سلطنت عیسائیت کو جیسا

سلہ ایشیائے کوچک کا ایک مقام جہاں ارمنی باغی کئی ہزار کی تعداد ... فوج قاہرہ کا مقابلہ کرتے رہتے تھے مگر آخر ...
نے ... کام لیکر اس فساد کو فرو کر دیا۔ اسکے مفصل حالات ... کے ایک ضمیمہ میں درج ہیں اسی
ضمیمہ میں قسطنطنیہ کے فساد کے بھی حالات مندرج ہیں۔

... کر رکھا ہے مگر ... زیادہ سخت ظلم ہے۔

پیغام ہو سکتی ہے وہ گویا اسکو خلاف کلف میں ہو دیگر دو ہی سپہ سالاروں کی بیکاریاں اور مسلمانوں کو یاتیم ہو جس کے قلم سے پیچ کر دیتی ہے
واضح ہو رہا ہے یہ واقعات اسکے بیان کر رہے ہیں کہ مشرق میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی موجودگی کا مسئلہ کرہ ذریعہ ہیں اور نیز اسکو کہ ترک باہم
جمع ہوئے کا وصف اپنے عیسائی ہمسایوں اور نیز چینیوں کی ناانصافی اور دونوں دشمنوں کی حیران و ششدر ہونے کے لیے کافی
و مدلل وجوہات رکھتی ہیں۔

مرد بیمار کا ورثہ اسمیں کوئی شک نہیں کہ ستمبر ۱۸۹۵ء سے لیکر اپریل ۱۸۹۷ء کی ترکی فتوحات کے وقت تک خیال عالمگیر ہو رہا
کہ سلطنت کا شیرازہ کا اکھڑنے کا وقت قریب پہنچ گیا ہے مرد بیمار اب آخری دم توڑ رہا ہے اور عنقریب عثمانیوں کا ترکہ انکے حاسد رقیبوں اور دعویداروں
باہم تقسیم ہونے والا ہے انگلستان میں ترکوں کے برخلاف عام جوش اور تحریک پھیل چکی انگریزی گورنمنٹ کی مخالفانہ پالیسی اور اون تہدید
و انذارات سے جو لارڈ سالسبری نے پولیٹیکل ممبر اور بذریعہ عام مجالس میں سلطان المعظم اور انکی گورنمنٹ کو کی تہیں اس خیال کو بہت تقویت
پہنچ گئی تھی اور یونانیوں نے جنہیں ۱۸۹۷ء کی محاربہ میں ہاتھ پاؤں ملائے اور ایک گونہ خاموش رہنے کا ابتک تاسف تھا اس مرتبہ توقف و درنگ
سمجھا موقع مصالح سمجھ کر ویسی کا عزم بالجزم کر لیا۔ اکثر اہل الرای کا خیال ہے کہ روس نے درپردہ یونان کو ترغیب دی تھی دونو ممالک کے شاہی خاندانوں کی
قرابت باہمی اور دیگر تعلقات سے اس خیال کی بے حد تائید بھی ہوتی تھی۔ اسکے برعکس بعض ایسے لوگ بھی ہیں جنکی رائے میں یہ [illegible] جرمنی کی
چال ہے اور ترکوں اور یونانیوں کو اسلئے آپس میں لڑا دیا کہ جزیرہ نما بلقان کی مخالف روسی طاقت [illegible] کے ساتھ لڑ بھڑ کر کمزور و ضعیف
ہو جائیں۔ [illegible] میں روس کے اقتدار کی طرف سے شکوک و شبہات اور نفرت کو عالمگیر پایا۔ انکا یہ عام قول تھا کہ اگر روسی
ترغیب نہ ہوتی تو ہم کبھی جنگ نہ کرتے لیکن جنگ کے وقت سے روسی گورنمنٹ نے جو وضع اور پالیسی اختیار کر رکھی ہے اس سے اس خیال کی نسبت کافی
تصدیق یا تائید ہو سکتی ہے مگر سانحہ ہے کہ ہم یہ کہنے میں تامل نہیں کہ روسی پالیسی ایسی گہری اور پیچیدہ ہے کہ ظاہری علامتوں سے نتیجہ نکالنا یا اسکی تہ کو
[illegible] ترکستان [illegible] ایشیا [illegible] اور وسط میں انگلستان کی گورنمنٹ اور عام اہل الرای [illegible] کی [illegible] ایک مفصل [illegible]
واقعات [illegible] اور بیست سالہ عہد حکومت [illegible] غلط پالیسی کی بہ مناسبت [illegible]
[illegible] ایک [illegible] انگریزی [illegible] کی [illegible] عالیشان [illegible]
[illegible] واقعات اور [illegible] کی بنا پر [illegible] اس شریف النفس انگریز کی رسالہ [illegible] ستمبر ۱۸۹۵ء [illegible]
[illegible] واقعات کو جو بالواسطہ سلطنت عثمانیہ اور خلافت عظمیٰ سے تعلق رکھتے ہیں [illegible] آخری حصہ کے ساتھ شامل
کر دیتے ہیں۔ [illegible] محاربہ کے ختم ہونے تقریباً ایک سال بعد [illegible] ۱۸۹۸ء کی آخری [illegible] میں اسکو
اس عہد [illegible] روس کی [illegible] خواہ یہ خیال [illegible] اسکی [illegible]
کو لڑائی کا حوصلہ [illegible] انگلستان کی [illegible] لارڈ سالسبری نے ایک [illegible] یونان کی [illegible]
مسئلہ [illegible] شاہ یونان [illegible]
[illegible] اس محاربہ کی ظاہری [illegible] شادی [illegible]

[illegible] ہے۔

روسی پالیسی اور کاروائی [illegible] کی [illegible] [illegible]

روسی سازش

[illegible] ہے [illegible] سلطنت عثمانیہ [illegible] ترکی [illegible] موجود [illegible]

[illegible] کسی [illegible] اور [illegible]

[illegible] طرح سے یاد ہے اور

[illegible] کی [illegible] میں [illegible] ہے

[illegible] ہے۔

[illegible] انگلستان [illegible] بغاوت [illegible] کی [illegible]

روس [illegible] روپیہ کی امداد [illegible] انقلابی سازشی کمیٹی کی بنا قائم [illegible] کی [illegible]

[illegible] اس سازش کی سرپرستی کرتا رہا۔ اس [illegible] اور [illegible] سازش [illegible] عملی [illegible]

دنیا پر ظاہر ہوگئی [illegible] ڈاکٹر [illegible] سے [illegible] میں اسکو متعلق [illegible] ذیل [illegible]

[illegible] سلطنت عثمانیہ کو بعض حصوں کی کل سبھی آبادی کو سخت نقصان اور تکلیف پہونچانا باعث ہوئی ہے [illegible]

[illegible] کامل عیاری اور [illegible] بازی سے سر انجام دیا [illegible] عیاری صرف بلاد مشرق کا ہی حصہ [illegible]

[illegible] نہیں پایا جاتا ایک نہایت سمجھدار اور ذہین [illegible] انقلاب پسند سازشی [illegible]

[illegible] کو [illegible] اور [illegible] کو قتل کرنے اور [illegible]

[illegible] اس کاروائی سے غضب آلود ہو کر مسلمان [illegible]

[illegible] کر [illegible] انسانی ہمدردی [illegible]

[illegible]

[illegible] نہایت ہی [illegible] میں اظہار کیا ہے [illegible]

[illegible] تمام شہریوں کو [illegible]

[illegible] سازش [illegible] داخل ہو [illegible]

[illegible] اس [illegible] اختیار رکھنا [illegible] ہو کر

[illegible] کوئی قتل [illegible] ہو سکتا ہو

[illegible] یونان [illegible] ترکی [illegible]

[illegible] اس روایت کی [illegible] بیانات واقعات میں [illegible]

درج ہیں۔

اندر اس تحریک کو [illegible] ایک بہت بڑی [illegible]

ناکامی [illegible] ایشیا کوچک کے ارمنی اضلاع کی اصلاحات کے بجائے ۱۸۹۵ء میں حسب ذیل تحریر کیا اور انگلینڈ نے تجویز کر رکھی تھی کہ خود [illegible]

مسلمانوں پر ایسے مظالم [illegible] کیے جائیں کہ وہ [illegible] برافروختہ اور مشتعل ہو کر عیسائیوں پر جوابی طور پر ایسا ظلم و ستم اور [illegible]

اور بیحرمتی کریں کہ کل عیسائی دنیا غضب آلود ہو کر [illegible] کی حمایت میں [illegible] ارمنی [illegible] ہلاک کئے گئے ہوں گے

مسلمانوں [illegible] بے پناہ عورتوں اور بچوں [illegible] انگریزوں [illegible] کہ ایسی ہی ظہور میں آئیگا۔ اور [illegible]

مسلمان ترک وہ اسی بات کو اپنی کامیابی کا [illegible] اس بات کا [illegible] انگریزوں [illegible] قسطنطنیہ [illegible] ۱۸۹۵ء [illegible] سلطنت عثمانیہ [illegible]

ارمنیوں کی بغاوت [illegible]

تشہیر مظالم [illegible]

بغاوت ساسون کے وقوع ہونے [illegible] تمام یورپ [illegible] اور یورپ کو [illegible] اخبارات میں [illegible] برپا ہو گیا اخبارات [illegible] عام مذاق [illegible] کمزوری [illegible] تفصیلی حالات کی [illegible] انسانی دل و دماغ کی کجی یا بیماری کو ظاہر کرتی ہیں [illegible] ۱۸۹۵ء [illegible] ۱۸۹۶ء [illegible] درمیان [illegible] میں کسی [illegible] مظالم [illegible] [illegible] بخلاف عام جہاد کی صورت اختیار کر لی ہے

اس وقت بھی تشہیر [illegible] کا انتظام کیا گیا [illegible] مظالم بتا بتا کر متعلق روس سے کیا تھا اور اس تشہیر کا مدعا بھی وہی تھا یعنی انگلستان کی پبلک کو ترکی سے برگشتہ خاطر کر دیا جائے تاکہ سلطنت عثمانیہ کی حیات و موت بالکل روس کے رحم پر منحصر ہو جائے ۱۸۷۸ء میں روسی پالیسی کا [illegible] نہایت ہی قابل اور مستقل مزاج [illegible] تھا جسکی [illegible] یہی خواہش [illegible] کہ روس کے قدیمی [illegible] مقصد و مدعا کو حاصل کیا جائے [illegible] قسطنطنیہ [illegible] سلطنت [illegible]

اپنے مدعا کے حصول کی کوشش میں جائز یا ناجائز وسائل اور ذرائع کی کچھ پروا نہ کرتا تھا وہ خالص روسی تھا اور قومی خواص اسمیں بدرجہ کمال موجود تھے وہ جیسے دشمن کے لئے نہایت بلند پرواز اور جابر تھا [illegible] مدعا کی تکمیل کا عزم بالجزم رکھنے والا آدمی تھا اور بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ ایک عظیم الشان روسی مدبر کے نظر میں یہ بات آ گئی کہ سلطنت عثمانیہ کو اسی طریق سے کامل برباد و معدوم کیا جائے کہ قسطنطنیہ [illegible] دوسری یہ کہ ٹرکی کو ایسی حالت میں کر دیا جائے کہ وہ روس کی پوری پوری دست نگر ہو جائے اور خواہ تخت پر کیسا ہی بادشاہ ہو سلطان اصل میں روس کا محکوم و باجگذار ہو [illegible] کبھی روس کے مدعا کے لئے رضامند ہو اور کبھی دوسرے کے دونوں سے اوسکی غرض یکساں حاصل ہو سکتی ہے [illegible] آخری بارہ مہینوں میں چند واقعات و اسباب بالخصوص [illegible] کی وجہ سے دوسری ریاستوں کی [illegible] مناسب تصور کیا۔ یہ مدبر ایسی عظیم قابلیت سے اپنی چال چلا کہ روسی روپیہ اور تحریک سے پیدا شدہ [illegible] مظالم کی وجہ سے جو سنہ ۱۸۹۵ء میں خوب زوروں پر تھا انگلستان کی عام رائے ٹرکی سے بالکل برگشتہ اور منحرف ہو گئی۔

ٹرکی کی برگشتگی اب صرف اس بات کی کسر باقی رہ گئی تھی کہ سلطان المعظم اور ترکی قوم کو یہ ذہن نشین کرا دیا جائے کہ انگریزی گورنمنٹ بھی ٹرکی کی مخالف ہے اور وہ بھی فی الحقیقت ویسی ہی منحرف اور برگشتہ خاطر ہے جیسی کہ انگلستان کی عام رائے [illegible] روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کے سپرد کیا گیا [illegible] اس تیز فہم اور تجربہ کار سفیر نے اس کام کو کامل کامیابی اور قابل تعریف ہوشیاری کے ساتھ سر انجام دیا انگلستان کی بدقسمتی سے [illegible] لوبانوف کو انگریزی سفیر متعینہ [illegible] مفید مگر [illegible] کے کام آ رہا تھا [illegible] کی کل تاریخ میں [illegible] زیادہ حیرت انگیز [illegible] یہ ہے کہ [illegible] لوبانوف [illegible] فرانسیسی سفیر کی [illegible] سر فلپ کری [illegible] ٹرکی کے برخلاف [illegible] سنہ ۱۸۹۶ء [illegible] کے طریق انتظام کے متعلق تحقیقات کی جائے [illegible] جولائی سنہ ۱۸۹۶ء میں جبکہ پرنس لوبانوف [illegible] انگریزی مداخلت [illegible] لارڈ سالسبری کو صاف صاف کہا کہ ایسی مداخلت روس کے ساتھ اعلان جنگ کرنے کے مترادف ہو گی سر فلپ کری [illegible] اور اس اثنا میں [illegible] ایک لحظہ کے لئے [illegible] رفاقت [illegible] ٹرکی کی [illegible] روس فرانس اور انگلستان کے اتحاد کا علانیہ [illegible] اظہار کیا جاتا رہا۔ اور سر فلپ کری [illegible] اپنے سر [illegible] اصلاحات کا ایک ناممکن العمل گراں خرچ اور سخت اشتعال دہ مسودہ پیش کر دیا [illegible] انگریزی گورنمنٹوں کو [illegible] کر لینے دیا گیا کہ وہ سلطان پر دباؤ ڈالنے کے لئے روسی سفیر ان پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔

سلطنت عثمانیہ [illegible] دشمن روس [illegible] فرانس کے ساتھ ملکر انگلستان کے اصلاح کردہ [illegible] ساتھ ٹرکی پر [illegible] سلطان المعظم کی مسلمان رعایا [illegible] سر فلپ کری [illegible] مسودہ اصلاحات [illegible] جس کی منظوری [illegible] اور [illegible]

[illegible] گورنمنٹ [illegible] پارلیمنٹ [illegible] سنہ ۱۸۹۵ء [illegible] حکومت [illegible] مترجم۔

غیظ و غضب نے اکتوبر نومبر اور دسمبر ۱۹۱۱ء کو افعال قبیحہ کیلئے راستہ صاف کر دیا تھا عین اسوقت جبکہ اتحاد خوب زوروں پر تھا اور [illegible]
کے خاتمہ کی قریب تھا جیلوں میں عنقریب داخل ہونیکا نتیجہ کر چکی تھی روسی چانسلر نے یہ اعلان مشہور کیا کہ دل [illegible] جہاز دانیال میں
داخل نہیں ہو سکتی جس اعلان سے انگریزی گورنمنٹ حیران و ششدر رہ گئی۔ بلکہ اپنے دل میں خفیف و رنجیدہ بھی ازحد ہوئی
روسی پالیسی کی بابت ناظرین سوال کرینگے کہ روسی چانسلر اسوقت کیوں یکبیک ٹرکی کا ہمدرد ہو گیا جبکہ سلطنت عثمانیہ کی
قطع برید میں [illegible] ہو گیا اسکے دو جواب ہیں ایک یہ کہ روس کی ہمیشہ سے کوشش اور پالیسی یہی ہے کہ ٹرکی میں حقیقی اصلاح و ترقی ہونے
دے اور خرابی و انحطاط کو بڑھاتا رہے تاکہ ایک دن ٹرکی اندرونی کمزوری سے مٹ کر [illegible] ہو جائے اور [illegible] سیاسی کی طرح
خود بخود روس کے ہاتھ میں آ گرے دوسری وجہ یہ ہے کہ روس کبھی نہیں چاہتا کہ دیگر یورپین طاقتیں اور [illegible] انگلستان قریب المرگ ٹرکی کے [illegible]
اجزاء اعضاء کی قسمت کی عملی تقسیم میں کوئی عملی حصہ لے۔ اگر انگریزی بیڑہ قسطنطنیہ میں جو ذرا بھی [illegible] انگلستان [illegible] کر [illegible]
[illegible] قسطنطنیہ [illegible] رکھنے کے قابل ہو جائیگا یہی وجہ ہے کہ روس انگریزی بیڑہ کو قسطنطنیہ سے دور رکھنے کی نامعقول کوشش
کر رہا ہے اور کرتا رہیگا روس نہایت ٹرکی کو معلوم نہیں ہے جو دیگا یا کریگا جبتک کہ ان [illegible] صرف روس الیلو کر [illegible] نہیں آ جائیگا روسی
لی ایم نیلیڈوف کی رویاہ بازی اور مکر و فریب کے متعلق اپنی ناراضگی اور آزردگی کو کوئی خفیہ نہیں رکھا بلکہ صاف صاف اظہار کر دیا
ہے گذشتہ ہفتہ میں اس ایلچی نے بمقام قسطنطنیہ باثنائے گفتگو یہ بھی بیان کیا کہ وہ لارڈ سالسبری کے شبہات و بدظنی کو مٹانے اور پھر اسکا
حسن ظن حاصل کرنے کیلئے بھی دل سے خواہشمند اور ساعی ہے۔

جرمن پالیسی ٹرکی کے معاملات میں جرمنی نے گذشتہ تین برسوں میں بہت بڑا اور اہم حصہ لیا ہے انگلستان جرمن کی
پالیسی کو بہلا برا کہتا اور جرمن قیصر کی ہنسی اڑاتا عالم فتنہ میں ہو رہا ہے [illegible] ہیں صریح نامناسب [illegible] لیکن ڈیڑھ سال
سے پریسیڈنٹ کروگر کو مسٹر جیمسن کی ناکامی پر مبارکباد کی ٹیلیگرام کا اسپارک واقعہ کے سوا جسکا جو قیصر سے [illegible]
قیصر کی خارجہ پالیسی نہایت محتاط با خبر ہم وطن پرور اور دنیا کے امن کے قیام کی موید رہی ہے جرمن پالیسی پر ایران ٹرکی میں
بالواسطہ یا بلاواسطہ انگریزی اغراض کی بھی بہت ممد رہی ہے اگر ان جرمن پالیسی کا اعتدال قائم [illegible] تو یا غالب [illegible]
کا جنگ عالمگیر میں مبتلا ہو گیا ہوتا سلطنت عثمانیہ کی تقسیم ہو گئی ہوتی اور ایسی [illegible] ہوتی [illegible] الارض روم
اور مشرق میں انگلستان کی تجارتی اور پولیٹیکل اقتدار کو بہت [illegible] سخت خطرناک ضرب لگتی۔

مشرق میں جرمنی نے جو پالیسی اختیار کر رکھی ہے اسکو بخوبی سمجھنے کیلئے ہم تو بازار کو ایک مدت تک دیکھتے ہیں زمانہ گذشتہ [illegible]
دورانداز اور شمع انگریزی اخبارات کا ایک حصہ بیکار [illegible] اور حیرت انگیز جوش کے ساتھ [illegible] کی عظمت اور آزادی [illegible]
[illegible] کر دیتا ہے۔ ابھی دنوں پرنس آف ویلز سینٹ پیٹرسبرگ گئے تھے جہاں ان کی بڑی تپاک سے مہمانداری کی گئی [illegible]
اخبارات [illegible] تشریف [illegible] متعلق ملاقات کو بڑھا چڑھا کر [illegible] پولیٹیکل واقعہ قرار دیا اور اسے پولیٹیکل [illegible] دیا
[illegible] شروع کر دیا کہ انگریزی اتحاد و اتفاق کا [illegible] ہو گیا ہے روس جرمنی کی جگہ [illegible] اور انگلستان اور [illegible]

ہوئیں تو [illegible] اور [illegible] نہ دیا کہ ان تجویزوں [illegible]
[illegible] ہو گا [illegible] ظاہر ہو [illegible] ایسے [illegible] میں [illegible] ہے [illegible]
اتحاد ہوا [illegible] سلطنتوں کا اتحاد ہو [illegible] انگلستان کا اتحاد لازمی [illegible] نہایت قیمتی [illegible] فریق کے ساتھ وہ متحد ہو جائے
اور [illegible] ثانی [illegible] اور [illegible] حاصل [illegible] یہی وجہ ہے کہ [illegible] امر کی [illegible] انگلستان دوسرے
فریق کی [illegible] الفریڈ [illegible] [illegible]
کی [illegible] وضع [illegible] انگریزی پالیسی [illegible]
ملکہ قسطنطنیہ میں کام کر رہی [illegible] اور [illegible] ہو گیا پریسیڈنٹ کروگر [illegible] مبارکباد
کا [illegible] کی تاری ہے۔

مزید برآں جرمن گورنمنٹ نے بخوبی محسوس کر لیا کہ ٹرکی کی محدودیت سے یورپ میں موازنہ طاقت بالکل درہم برہم ہو جائیگا [illegible]
کا امن [illegible] خلل پڑ جائیگا۔ اور جرمن سلطنتوں کی سلامتی [illegible] خطرہ میں پڑ جائیگی آسٹریا کی فرزانہ اور عقلمند مدبروں کی [illegible]
بھی [illegible] جرمنی گورنمنٹ [illegible] ٹرکی کی محدودیت [illegible] سلطنت
عثمانیہ کو روسی [illegible] مستعدی کے ساتھ [illegible] مقابلہ کی کاروائی شروع کر دی [illegible]
[illegible]
کی تھی) خواہان جنگ فریق کو روسی دربار میں غلبہ حاصل ہو گیا اور باسفورس پر روس کا عنقریب حملہ آور ہونا یقینی سا ہو گیا تھا
جنگ کا [illegible]
[illegible]
اس ارادہ کی اطلاع [illegible] روس کو متنبہ کر دیا کہ وہ ٹرکی کی [illegible] دست درازی [illegible]
خواہان جنگ فریق [illegible] قسطنطنیہ پر حملہ [illegible]
[illegible] طاقت [illegible]
فائدہ اٹھا [illegible] ٹرکی گورنمنٹ کو متحد بنانے کی بازی [illegible] سلطنت جیتی ہے۔

روسی سفیر کی ناکامی

یہ بازی جرمنی نے جیتی ہے روسی سفیر کی سستی کوتاہی یا ناقابلیت کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اسلئے کہ روسی سفیر کے برخلاف بہت سے اسباب نہایت زبردست ہو چکے تھے ترکوں
سے [illegible] اگست ۱۸۹۶ء [illegible] آسٹریا کو [illegible]
[illegible] انگلستان
اور فرانس کی [illegible] ۱۸۹۹ء [illegible] فروری میں [illegible] روس گیا تھا

میں مسلمانوں کی طرف سے جو ہمدردی ظاہر ہوئی اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ عثمانی سلطنت کی نسبت کیا خیال رکھتے تھے ۔ یہ سچ ہے کہ بعض ممالک میں یہ خیال نہ تھا لیکن ان کی تعداد نہایت کم

اور بہت تھوڑی تھی جو ہندوستان میں مسلمانوں کی خونریزی اور بیدردی کی ہیبت سے ان کی جانیں بچیں اور جنہوں نے اسلام کا خیال ظاہر کیا تھا

ستم ایسا نہ تھا جو ان پر روا نہ رکھا گیا ہو انقلاب ترکوں کو خوب یاد ہیں ۔ ان بد دستور بالکل معقول تھا تشبیہات پر ایم ہیلیٹ روف کی

رابعانہ قابلیت اور مدبرانہ فراست کو وہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کی ہے کبھی فراموش نہیں کر سکتی نہیں مزید برآں یہ بخوبی معلوم ہے کہ جرمنی

روس کے برعکس ترکی کو نقصان پہنچا کر کوئی ارضی حاصل کرنا قبول کرنا یا پولیٹیکل اقتدار کی یا اسطہ تو فیر کا کبھی مطلق خواہش نہیں

رکھتی جرمنی کو قسطنطنیہ کے قبضہ کی آرزو تھی اور نہ اس کا کوئی حصہ ہو جیسے یا آبنائے باسفورس پر قبضہ کر لینے کی کوئی تمنا

نہیں ہے جرمنی کی بڑی سے بڑی خواہش ترکی کا فوجی استحکام اور چند تجارتی مراعات ہیں اور چونکہ یہ مراعات ترکی کیلئے بھی ویسی ہی

مفید ہیں جیسی کہ جرمنی کو اس لئے ترکی ان کو عطا کرنے کے لئے دل و جان سے تیار رہی الغرض ایم ہیلیٹ روف کو جلد منکشف ہو گیا کہ جرمن اقتدار کو دربار

ہمایوں اور بالعموم اعلیٰ حضرت سلطان المعظم اور ترکی گورنمنٹ دونوں جگہ بے اندازہ غلبہ حاصل ہو گیا ہے بہت تھوڑا ہی عرصہ لیکن وہ ملازمت سے

پہلے علیحدہ ہو گیا پنشن ہے کہا جاتا ہے کہ وہ ملازمت رخصت کیا گیا کشش ہوا یا ہلکا لیکن اسباب وجوہ اسکا باعث اس ناکامی کی حقیقت میں ساتا

کریٹ اور اس کے متعلق کے موقع کو دوران میں جو سخاوت ہوئی جو کچھ ہوا اس سے جرمنی کی بالکل ترکی کی تائید میں تھا کلی اقتدار جرمنی کی جانب

حق بجانب اور بر سر انصاف تھی کام لیا ۔ روس بھی پوشیدہ طور پر ابتدا میں ساتھ تھا لیکن جنگ ترکی کی تائید کی ادر فیصلہ

کو بند کرانے کی درخواست جن الفاظ میں بذریعہ تار سلطان المعظم کو کی تھی اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ روسی گورنمنٹ کو اس امر کا پورا

خیال تھا کہ سلطان المعظم کو کسی طرح آشفتہ خاطر ہونے کا موقع نہ ملے زار نے از خود بذریعہ تار بتاریخ ۱۴ مئی ۱۸۹۷ء جو تار سلطان

المعظم کی خدمت میں ارسال کیا اس کی عبارت جو سرکاری طور پر شائع ہوئی تھی حسب ذیل ہے :۔

"اگر روسی دوستی کو تعلقات اور اس ہمسائگی کا جو ہم دونوں میں بوجوہ پائے جاتے ہیں مبنی ہے مجھے بہ نسبت اپنے بزرگوں کی شہریانہ

خیالات کے پاس بالخصوص اکثر معاملات کی تحریک کریں اور جنگ میں ہر امر کی نسبت امید پیدا کریں کہ مردانہ جنگ جو اکثر اوقات شجاع

افواج کو جو فتوحات حاصل ہوئی ہیں آپ ان فتوحات کی شان و شوکت کو ادنیٰ امر سمجھ کر مستقل ارادہ سے صادقانہ قائم رکھیں

جو جنگ کی ابتدا آغاز جنگ ہی میں ظاہر ہو گئی فرمائیں گے تو ذات شوکت سمات میری اس التجا اور امید کو نظر استحسان سے دیکھیں

میں اپنی افواج کی حرکت اور پیش قدمی کو فی الفور روک دیں اور قیام امن کی اختلافی جنگ کو خود ختم کر دیں اور تامل نہ فرمائیں

فرمائیں گے جناب کی اعلیٰ ہمت و ذہانت میں جو اس وقت آپ کو حاصل ہے اضافہ ہو جائے گا اور ایسا کرنے سے آپ ابھی کامل عقلمندی

کا کام کریں گے جس کو میں ذاتی طور پر ہمیشہ یاد رکھوں گا آخر میں ذات شوکت سمات سے التجا کرتا ہوں کہ میری کبھی نہ بدلنے والی

اور دائمی دوستی پر یقین رکھیں ۔ نکولس "

اس تار سے ہر ایک شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ روس کی دشمنی اور عداوت میں کس قدر فرق ہے بہت ہی کم اور ایک منصف مزاج عیسائی

بادشاہ کا ایک مسلمان فرمانروا کو ان الفاظ سے مخاطب کرنا صاف بتا رہا ہے کہ وہ سمجھتا تھا کہ بین الاقوامی پیام اور بالخصوص مشرقی

فرمانرواؤں سے جو خط و کتابت کیجاتی تھی اسمیں مناسب تعظیم اور خوش اخلاقی و ملازمت شاہانہ و نامناسب انداز کیجاتی تھی اسکو اول

کو سرغلیپ کری یا صرف نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اس امر کی نسبت سے انگریزی اقتدار قسطنطنیہ میں کم ہوتا گیا سلطنت عثمانیہ

کو سمجھا لیا ہر طبقہ و جماعت کی ترک اس وقت کی قابل اسکو لئے جرمنی کی سلطنت دربار میں وقت کی

جرمن یا المانی ہونا اسکی کامل خاطر تواضع ہونیکے لئے کفایت کرتا ہے جنگ کریمیا کے بعد البتہ ترکوں کے عام قبول

مجھو انگریز کے قول کی قسم ہے افسوس اب اس حسن ظن و اعتبار کا نام و نشان باقی نہیں ہے

بدولت انگریزی اقتدار و رسوخ صفر تک پہونچ گیا ہے اور ہر جگہ جرمن اقتدار غالب و فائق ہوتا ہے۔

جرمن اقتدار کا غلبہ

اسکے متعلق مسٹر ایک نہایت موزون داستان سناتے ہیں جو حسب ذیل ہے۔
ایکدفعہ میں رات کو وقت بہت دیر کر کے لاریسا کو واپس آیا ایک جرمن بطور اردلی میرے ساتھ تھا
جب ہم تاریکی میں پھاٹک کے قریب پہونچے تو حسب قاعدہ سنتری نے دریافت کیا کہ کون جاتا ہے۔ اردلی نے فی الفور جواب دیا المانی
یعنی آواز میں انگلیس دہیں انگریز ہوں دروازہ کھولا گیا اور جب ہم اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ سلامی کیلئے صف بستہ کھڑا ہے
مجھے نفرت سی اسکی وجہ دریافت کی مجھے امید تھی وہ کہ مجھو میرے اردلی نے غلط بتایا تھا
ہوا ہے مگر میں یہ خیال بالکل غلط تھا۔ اوس نے جواب دیا افندم میں اقرار کیا کہ مجھو خیال تھا کہ تم جرمن ہو
جرمنوں نے اس فرزانہ اور دور اندیشی پالیسی سے بہت فایدہ اٹھایا ہے یہ پالیسی جیسی کہ نہایت عاقلانہ اور مدبرانہ تھی۔ ویسے
ہی انتہا درجہ مظلوم فروشی اور سلطان المعظم اور کل ترکوں کو بلا استثنا مسلم کرنیکی ہماری پالیسی نہایت ہی کورانہ اور
بیہودہ ہے جرمنی کو جو فوائد حاصل ہوئے ہیں اونکی قدر و منزلت کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ یورپین محاربہ کی ابتدا ہوتے ہی ترکی کی
فوجی طاقت کا جرمنی کی طرف مائل ہو جانا آیا ہے روس فوجی بیکاری کے مرادف ہوگا یعنی بالفاظ دیگر جرمنی فتحمند و منصور ہوگی
دوسری طرف بلاد شرق میں دست بالا اور غلبہ حاصل کرنیکے لئے روس و انگلستان میں جنگ برپا ہو جانیکی صورت میں اگر روس
کو ترکی فوج کی اعانت ملگئی تو اسکا صریح نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان انگلستان کے ہاتھ سے نکل جائیگا۔

الغرض ترکی پر یونانی حملہ اور اس عام حملہ کا ایک جزو تھا جو جولائی ۱۸۹۲ء میں نہایت احتیاط سے تجویز اور مرتب کیا گیا تھا مخالف
اسباب بالاجمال میں روس کو حملہ میں شامل ہونے سے روک دیا اور بلگیریا و سرویا کو حرکت کرنے نہ دی یونانیوں کی
نخوت اور یونانی مدبرین کی سفیہانہ بلند پروازی نے اونکو اس تعبیر کے سمجھنے اور محسوس کرنے کی فرصت نہ دی جو ۱۸۹۷ء میں
یورپین پالیٹکس میں واقع ہو گیا تھا نام نہاد اتحاد یورپ کی کمزوری دیکھ کر اور روس کی بھروسہ کر کے
اندھا دھند سر غلطی پر غلطی کرتے چلے گئے اور بالآخر دریا سے گذر آگے اور اپنی کشتیوں کو جلا دیا
جرمن اقتدار نے یورپ کو عملاً محاربہ اور سلطنت عثمانیہ کو بربادی سے بچا لیا تھا۔

ایشیائی تعلقات و پوزیشن

ایشیا سے کے ساتھ انصافی اور خود

ترکی فوج کی حالت اور طرزِ عمل دیکھنے کی بڑی تمنا تھی میں مقدونیہ کو روانہ ہو گیا میں اپنے بڑے بیٹے کو جو میرا ہمراہ تھا ساتھ لیکر ۱۲ تاریخ اپریل انگلستان سے روانہ ہوا۔ اور براہ جرمنی و آسٹریا سالونیکا کو جو عثمانیہ افواج کا مرکز بنا ہوا تھا گیا۔ راستہ میں ایک دن ویانا ٹھیرا اور وہاں کونٹ گولوچوسکی وزیر خارجہ آسٹریا ہنگری کے ساتھ نہایت دلچسپ گفتگو ہوئی۔ مشرقی مسئلہ کے ساتھ آسٹریا کو جیسا کچھ تعلق ہے ویسا کسی اور یورپین طاقت کو نہیں۔ قسطنطنیہ کا روس کے قبضہ میں چلا جانا آسٹریا ہنگری کی تباہی و بربادی کے مرادف ہوگا۔ یہ درست ہے کہ آسٹریا میں ایک ایسا فریق بھی موجود ہے جو سالونیکا اور بوسینا و سالونیکا کے درمیانی ممالک کو قسطنطنیہ پر روسی قبضہ ہو جانیکے مقابلہ میں آسٹریا کیلئے کافی معاوضہ تصور کرتا ہے مگر اُسے شاید یہ معلوم نہیں کہ بعض حکومتیں کبھی گوارا نہیں کریں گی کہ سالونیکا تک بڑھنے کیلئے آسٹریا کو صرف سلطنت عثمانیہ ہی سے نہیں بلکہ البانیا کو بھی فتح کرنا پڑیگا۔ اور یہ مسلم امر ہے کہ جو کوئی طاقت البانیوں کو جو دنیا کی نہایت ہی جنگجو اور تند خو اقوام میں سے ہیں محکوم و مغلوب کرنے کی کوشش کریگی۔ وہ اس کام کو نہایت کٹھن بلکہ مایوسی بخش پائیگی ٭

آسٹریا کے خطرات

روس اگر قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے تو آسٹریا کی سلطنت اُس وقت تقریباً سب طرف سے روس کی حمایت یافتہ سلافی قوم سے گھر جائیگی۔ اور روس کیلئے پہلے آسٹریا ہنگری کو ایذا پہنچانے کے لئے اور پھر اُس پر حملہ کرنے کیلئے بلغاریوں اور سربوں سے کام لینا مشکل امر نہیں ہوگا۔ قبضہ قسطنطنیہ سے بحر و بر دونو جگہ روس کی طاقت اس قدر بڑھ جائیگی کہ بحیرہ روم اور نیز جزیرہ نما بلقان میں آسٹریا کے ہاتھ پاؤں بالکل بندھ جائینگے ٭

مزید براں آسٹریا کا مذکورہ صدر فریق جو قسطنطنیہ کے بدل میں سالونیکا کا حصول کافی تصور کرتا ہے۔ اور نیز انگلستان کے ہمراہ روس میں پولیٹیکل بازی میں ایک اور بڑے عنصر کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ قسطنطنیہ کو قبضہ میں کر کے کل عثمانیہ فوج پر بھی اس کا تصرف ہو جائیگا اور اس میں کچھ کلام نہیں کہ صبر و آزمائی اور اوصاف جنگی میں ترکی سپاہی کل دنیا میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اور کوئی قوم اس بارہ میں اُن کی برابری نہیں کر سکتی اگر یہ سپاہی اول درجہ کے یورپین افسروں کے زیر کمان ہوں تو اُن کو مغلوب کرسکنا ایک طرح سے قطعاً ناممکن ہے۔ پس اُس پولیٹیکل اور بحری اقتدار اور طاقت و استحکام کے علاوہ جو روس کو قسطنطنیہ کے قبضہ سے حاصل ہو جائیگا۔ اُسکی فوجی طاقت میں بھی اس قدر اضافہ ہو جائیگا کہ آسٹرین سلطنت کی زندگی بالکل اُسکے رحم و کرم پر منحصر ہو جائیگی اور اسی وجہ سے ہندوستان کو متعدد سمتوں سے روسی حملہ سے بچانا تقریباً محض ناممکن ہو جائیگا ٭

گو چند ناعاقبت اندیش اور کم واقف شخصوں کی ایک جماعت آپ نیا دلہ کی پالیسی کی طرفدار ہے۔ مگر آسٹریا کے حقیقی اور دور اندیش مدبروں کو مذکورہ صدر اندیشے اور خطرات کبھی ایک لحظہ کیلئے فراموش نہیں ہوتے۔ یہ درست ہے کہ ۱۸۷۸ء میں روس نے بوسینا اور ہرزیگووینا کا لقمہ دیکر آسٹریا سے ترکی پر حملہ کرنیکی اجازت حاصل کر لی تھی۔ مگر قسطنطنیہ کے حصول کا مسئلہ پیش ہوا تو آسٹریا نے اس بینظیر واقعہ کے خلاف کو اُس روسی فوج کی جنگل سے محفوظ رکھنے کیلئے جو ۱۸۷۸ء میں مقام سان سٹیفانو خیمہ زن تھی۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کی جسکی بھی یہی خواہش و تمنا تھی بڑے زور سے تائید کی ٭

۱۸۷۸ء اور ۱۸۸۷ء کے درمیان روس اور آسٹریا کے جو تعلقات آپس میں تھے اُنکی داستان ڈپلومیسی کی تاریخ میں نہایت ہی عجیب و غریب

یہ حیثیت تحقیق ہو چکی ہے پرنس بسمارک نے حال میں جو راز و سازشیں منکشف کی تھیں انہیں ایک ایسی پولیٹیکل سازش کا بھی پردہ فاش کیا جو نہایت ہی ابلیسانہ اور اس قابل ہے کہ ہمیشہ یاد رکھی جائے ۔ ۱۸۷۶ء میں جرمن چانسلر کو زار الکزنڈر ثانی کی طرف سے ایک خفیہ دستِ خاص لکھا ہوا خط موصول ہوا جس میں زار نے گورنمنٹ جرمنی سے یہ پوچھا تھا کہ اگر روس کے تمام مقبوضات گلیسیا آسٹرین پولینڈ اور کچھ مزید علاقہ لے لے اور اسکے بدل میں جرمنی جو علاقہ چاہتی ہے ۔ اُنسے اطلاع دے ۔ اس قسم کے انتساب کیلئے جب پیش کی گئی کہ جنگ کریمیا کو بہت برس ہو گئے ہیں ۔ اس عرصہ میں روسی فوج کو کسی جنگ میں نہیں لڑنا پڑا ۔ وہ بیکاری سے سست ہو گئی ہے اور کام ملنے کیلئے کمال بیتابی ظاہر کر رہی ہے ٹھیک یہی حجت اور دلیل جرمنی فرانس کو جرمنی علاقہ و قوم متابعی کی بادشاہ کسی سمجھا اور اسی پسند قبیلہ بھی جنگجوئی کرنے کیلئے پیش کیا کرتے تھے اور کہا کرتی تھی ہمارے نوجوان بہادر اپنی سنگینوں کو خون سے رنگنے کیلئے بے چین ہو رہے ہیں ۔

جرمن چانسلر کو خط بھیجنے کے علاوہ جرمن سفیر متعینہ سینٹ پیٹرزبرگ پرنس ہوہنلوہے کی معرفت باضابطہ طور پر بھی یہ تجویز جرمن گورنمنٹ کے سامنے پیش کی گئی ۔ پرنس بسمارک نے اس شیطانی تجویز میں شامل ہونے سے انکار کر کے پرنس روس کو جنہوں نے اسکی تائید کی تھی واپس بلا لیا ۔ ۱۸۷۸ء میں کانگریس برلن میں پھر اس ظالمانہ سکیم کے متعلق کچھ سنا گیا اسوقت پرنس بسمارک کو معلوم ہوا کہ روس نے آسٹریا سے سلسلہ جنبانی کی ہے ۔ اُس سے سمجھوتہ کر لیا ہے ۔ اور آیا اب روس آسٹریا کی یکجائی کے خط کی پر حملہ کرے گا اس سازش کا کچھ علم غالباً لارڈ ڈربی وزیر خارجہ انگلستان کو بھی ہو گیا تھا ۔ اسی علم کی وجہ سے اُس نے عام مشہور مراسلہ پرنس بسمارک کے نام لکھا تھا ۔ پرنس بسمارک نے اُس میں دخل دینے سے صاف انکار کر دیا تھا ۔ انگریز کو بھی غالباً علم ہو چکا تھا کہ روس بہرحال لڑائی کرنے پر آمادہ ہے ۔ اور وہ ضرور سلطنت عثمانی کو مٹا ڈالے گا ۔ لارڈ سالسبری وغیرہ اسی علم کی وجہ سے ترکی کو ۱۸۷۶ء میں یورپین کانفرنس کی تجاویز کو مسترد کر دیا تھا اور لارڈ سالسبری جو ۱۸۷۶ء کے شروع میں اپنے مشن پر قسطنطنیہ بھیجے گئے تھے ناکام واپس لوٹے تھے ۔

مظالم بلگیریا | حسبِ قرارداد سازش اور قرارداد کے مطابق روسی ایجنٹوں نے بلگیریا میں فساد کرانے کا انتظام کیا ۔ مگر چونکہ بلگیریا والوں کو حکومت سے کوئی شکایت نہ تھی ۔ نظم و نسق حالات اور ملک خوشحال تھا ۔ ہو ایجنٹ بڑی مشکلات سے فلپوپلی کے قریب ایک جگہ بلغاریوں سے بغاوت برپا کرا سکے ۔ اس کے دوران میں عیسائیوں نے اپنے مسلمان ہمسایوں بالخصوص مسلمان عورتوں پر خوفناک اور مہیب مظالم توڑے جنکا لازمی اثر یہ ہوا کہ بعض مسلمانوں کی طرف سے بھی ترکی بترکی جواب ملا اور یہی روس کی تمنا تھی ۔ چنانچہ روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ جنرل اگناٹیف نے سلطان عبدالعزیز شہید کو مشورہ دیا کہ بلغاری بغاوت فرو کرنے کیلئے مقامی باشی بوزق طلب کیا جائے ۔ فوج نظام کو بھیجنا فضول ہے سلطان نے اس بد مشورہ کو قبول کر لیا ۔ اس سے زیادہ نامعقول اور بری کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ مقامی باشی بوزق میں زیادہ تر مسلمان بلغاری شامل تھے ۔ اور عیسائی اور مسلمان بلغاریوں میں

ملہ یہ مشہور آفاق جرمن مدبر ۸۳ برس کی عمر میں ۳۰ جولائی ۱۸۹۸ء کو فوت ہو گیا ۔ اسکے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ کی دوسری جلد کے آخری حصہ میں درج ہیں ۔ اس روسی سازش کی کیفیت بوضاحت درج کر دی گئی ہے جو مضمون شائع ہوا تھا اس مشمولہ ٹائمز مورخہ نومبر ۱۸۹۸ء جس میں اخبار نوفراتی ہریس کا اقتباس کیا ہے ۔ مصنف

ویسی ہی سخت دشمنی تھی جیسی کہ کریٹ کے عیسائی و مسلمان ہم قوم باشندوں میں موجود ہو۔ اور اس قدیمی عناد کی حرارت اُن مظالم سے جو باغیوں نے ۱۸۷۶ء کی شروع میں مسلمان باشندوں پر توڑے اور زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

مسلمانوں نے شیطان صورت وحشیوں کا ـ باغیوں سے بدلہ لینا شروع کر دیا۔ جو بعض صورتوں میں بیشک زیادہ اور حد مناسب سے متجاوز تھا۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ وہ اُن مبالغہ آمیز بیانات سے جو انگریزی اخبارات نے مشتہر کئے بدرجہا کم تھا۔ ان اخبارات کے ایک نامہ نگار طبع زاد روس کی ساختہ ہوتے تھے اُن شخصوں نے بیان کیا کہ تیس ہزار بلغاری ہلاک ہوئے ہیں حالانکہ کل تعداد صرف بارہ ہزار کے قریب تھی۔ ان مبالغہ آمیز روایات سے ایک عظیم انگریزی فریق اپنی ناعاقبت اندیشی اور کوتاہ بینی فصیح و بلیغ سرغنہ اور گمراہ کنندہ پیشوا یعنی مسٹر گلیڈسٹون کی بدولت انگلستان کے دشمنوں کے فریب میں آگیا۔ یہ محقق امر ہے کہ اس کل معاملہ کا بانی مبانی منصرم اور اس کے اخراجات کا متحمل روس ہی تھا۔

روسی مظالم وحشیانہ

مسٹر گلیڈسٹون اور اس کی رفقاء روس پر ایسے فریفتہ ہو رہے تھے کہ انہیں اُس کے "جوانمردانہ جہاد" اور اُس کی "مہذبانہ مشن" کی تعریف و توصیف کیلئے کافی الفاظ نہ مل سکتے تھے۔ اور شمال کی مقدس مہم "مہانہ سوت" کی مدح و ثنا کیلئے اُن کو لغت میں جملہ کفایت وسیلہ نہیں ہو سکتے تھے وہ دن رات اُسی کا گیت گا رہے تھے اور زار کو خاص اوتار سمجھ رہے تھے۔ حالانکہ یہی زار اسکندر ثانی اپنے وزراء اور کمشنروں کے اُن مظالم کا جو مظالم ناگفتہ بہ و عام خونریزی سفاکی اور کشت و خون اور نہب و احراق اور انسانی مصیبت و تباہی کو عالمگیر جہنم کا تمہیدی روسی حملہ جس نے جزیرہ نما بلقان کا مبتلا کیا۔ باعث بانی مبانی تھا۔ یہ تمام مصائب و مظالم اسلئے برپا کئے گئے کہ روس کے تشنہ خون انسان درندہ شہرت و ناموس سپاہیوں کو سفاکی فوجی مشق نامور ی حاصل کرنے کا موقعہ ملے۔ یہی روزمرہ جماعت اب رحمدل و نوعمر زار نکلس ثانی کو اسلئے ملعون کر رہی ہے کہ وہ اُن کو خوش کرنے کیلئے دوسری جنگ و بہیم کرنے پر رضامند نہیں ہوتا۔

اس روسی جہاد سے امن دوست معصوم بندگان خدا پر جو تباہی، ہلاکت خونریزی اور مظالم نازل ہوئے زمانہ حال کے کسی اور محاربہ میں اُس کا عشر عشیر وقوع میں نہیں آیا۔ جنگ سے پہلے بلگیریا و مشرقی رومیلیا میں پندرہ لاکھ سے زیادہ مسلمان آباد تھے جن میں سے ساڑھے پانچ لاکھ بے رحمانہ تلوار کے گھاٹ اتار دئے گئے یا بعد ازاں ہجرت سفر سردی اور فاقہ کشی کا شکار ہو گئے کیونکہ ہیضہ اور بیماری کا ایک بھی کہ عالم میں باقیہ ایشیا کوچک کی طرف دھکیل دئے گئے۔ سلطنت روما کی تباہی سے ... اس براعظم کے ساکنین پر اتنی بڑی مصیبتیں وارد ہوئیں ان میں سے کوئی بھی کیا بلحاظ کمیت اور کیا بلحاظ کیفیت ان وحشیانہ مظالم کے مقابلہ پر کچھ حقیقت نہیں رکھتی جو روسیوں اور بلغاریوں نے ان مسلمانوں پر جو قابو آئے توڑے۔ سالم کے سالم دیہات مع باشندوں کے جلا کر خاکستر کر دئے گئے۔ اور اکثر صورت میں دہشت زدہ اور سراسیمہ بھاگتے ہوئے مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کو نوک سنگین آگ کے شعلوں میں دھکیل دیا گیا۔ صرف ایک جگہ کی یہ کیفیت ہے کہ ایک لاکھ مسلمان پناہ گزین قصبہ ہرمانلی کے قریب جو دریا مرتزا پر واقع ہے جنوری ۱۸۷۸ء میں مقیم تھے سکوبیلوف کی فوج سواران اور توپخانہ نے ان بیکسوں کو مسلسل روند ڈالا بیخ بستہ وادیوں

کیطرف وکیل یا امین ہی پانچ ہزار سے بھی جانبر نہ ہو سکا۔ ان بیانات کو مبالغہ آمیز سمجھا جاتا ہے لیکن چند شہادتیں بہ ثبوت قول میں درج کردیتا ہوں
اگر جگہ کی قلت نہ ہوتی تو میں اس سے کئی گنی زیادہ ثبوت درج کرسکتا تھا۔ مسلمان عورتوں کے ساتھ بالخصوص کمال وحشیانہ اور شرمناک سلوک کیا گیا۔
ہزاروں عورتیں دیہات سے جبرًا لیجائی جاکر ان سفری چکلوں میں جو روسی فوج کے ساتھ تھے داخل کردی گئیں۔

دوسرے مظالم کی جنرل اسکوبلف نے جنوری ۱۸۸۱ء میں شہر گوک تپہ کو فتح کرنے کے بعد ہر باشندے کو قریب تقریبًا ایک لاکھ بے پناہ درماندہ نصیبوں کی عورتیں اور بچے
ایک وسیع کیمپ میں مقیم پائے اُسکے سوار اور توپخانہ کے گھوڑ چڑھے بیدریغ اُسیطرح جسطرح کہ چار برس بعد بمقام گوک تپہ روسیوں نے بارہ ہزار
ترکمانی عورتوں اور بچوں کو کمال سنگدلی سے کھیت کیطرح کاٹ کر ڈھیر کردیا تھا۔ ان بیکس بے یار بندگان خدا پر ٹوٹ پڑے اور انکو مرتزا کی

سلہ گوک تپہ کی فتح اور تقی ترکمانوں کے کچھ حالات یہاں درج کردینا مناسب ہوگا۔ اُن کے متعلق ایک انگریز سیاح جسنے ۱۸۹۰ء کو اخیر میں ترکستان کا
سفر کیا حسب ذیل لکھتا ہے ہم ۲۳ دسمبر کو باکو سے روانہ ہوکر چند گھنٹو وہاں آرام کرکے اسی دن ۲ بجے شام کو اسٹیشن پر سوار ہوکر دوسرے دن ۱۰ بجے گیک تپہ پہنچے۔
یہاں کے اسٹیشن پر ٹرین نے ایک گھنٹہ قیام کیا اور اس اثنا میں ہمنے شہر کی گشت کی جو روسیوں کی فتح سے پہلے تقی ترکمانوں کے علاقہ کا صدر مقام تھا
جسے روسیوں نے سخت معرکہ آرائی اور محاصرہ کے بعد جو موجودہ زمانہ کے مشہور واقعات میں شمار ہوتا ہے ۲۴ جولائی ۱۸۸۱ء کو فتح کیا۔ ترکمان یہاں سے
نکلکر ایرانی علاقہ پر چھاپے مارتے رہتے تھے اور وہاں سے مرد و زن پکڑ لایا کرتے تھے۔ مرد بیلوں کی جگہ ہل چلانے پر لگادیے جاتے۔ اور عورتیں حرم سراؤں
میں داخل کرلیجاتی تھیں جنرل اسکوبلف نے اسے ایک مہینہ کے صعب محاصرہ کے بعد فتح کیا تھا ترکمانوں کا قلعہ اتنا وسیع تھا کہ وہ ریلوے لائن سے دو سو گز
کے فاصلہ پر شمال کی طرف واقع ہے اور بیقاعدہ مستطیل شکل کا بنا ہوا ہے بیرونی دیوار ہر ۲۰ گز چوڑی ہے مٹی کی ہے اندر کیطرف اسکی بلندی ... اینٹ اور
باہر کیطرف جس سے ... ہیں بیرونی دیوار کی بلندی میں ... قد آدم فصیل کی اونچائی بھی شامل ہے خندق کا نشان ابتک کہیں کہیں
موجود ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ وہ چار فٹ سے زیادہ گہری نہ تھی۔ دوران محاصرہ ان دیواروں کے اندر ترکمان ... خیموں میں
رہتے تھے انکا شمار ... ہزار تھا اور خیمے بیس ہزار کے قریب تھے۔ محصورین کو پانی ایک آبپاشی کی نہر کے ذریعہ قلعہ کے اندر پہنچتا تھا۔
یہ شمالی مشرقی گوشہ سے قلعہ میں داخل ہوتی تھی روسیوں نے اسکو کاٹ کر محصورین کو پیاسا مارنیکی بھی کوشش نہ کی کیونکہ اس صورت میں وہ قلعہ کو
چھوڑ کر بھاگ جاتے اور اسطرح سے روسی ... سزا دینے سے معذور رہ جاتے۔ ایام غدر کے محاصرہ دہلی کیطرح یہاں بھی حملہ آوروں کی تعداد
محافظین سے کم تھی۔ روسی افسر کے ماتحت صرف تین ہزار فوج تھی اور محصورین کے پاس کم از کم اس سے چوگنا زیادہ جمعیت تھی ... کامل محاصرہ
کرنا یا محصورین کی ... کی کوشش کرتے تو اس ... کو باز رکھنا بالکل محال تھا۔ مگر اس کمی کے مقابلہ میں روسیوں کے پاس توپخانہ بہت تھا۔
روسیوں کے موجودہ ... توپیں اور تیرہ ... قلعہ پر گولہ باری کرتے تھے اور محصورین کے پاس صرف ایک پرانی ایرانی توپ تھی جو شمال مغربی
زاویہ پر نصب کیگئی تھی۔ بتاتے ہیں روسیوں نے گولہ باری کرنے ... اور جنوب مشرقی زاویہ پر شرقی دیوار کو سرنگوں سے اڑانے پر انحصار کیا
پھٹنے والے گولوں کے ... ابھی تک قلعہ میں موجود ہیں۔ ... پایا جاتا ہے کہ ... ترکمانوں کو سخت
نقصان پہنچا۔ مگر انہوں نے حوصلہ بالکل نہ ہارا ... ۹ جنوری کی
شبخون میں ترکمانوں نے روسیوں کی ... کو نہیں۔ بلکہ ایک ... جھنڈی ... لیلیا

یہ جو سلسلہ ترکستان ہندوستان میں شکایت ہے جہاں افغانستان کے سبب انگریزی حدود میں اضافہ ہو گیا۔ اس کے ثبوت میں اخبار ڈیلی نیوز مورخہ ... ۱۸۸۱ء کی عبارت جو اس لحاظ سے روسیوں کا بڑا ہی طرفدار تھا بجنسہٖ درج کر دیتا ہوں ٭

(بقیہ صفحہ ٦٨) الیس اور تیموری قوتیں تو پھر فوراً ہی چھین لیں۔ مگر حصر میں آخر ہی بڑے ترکمانوں کو جنہیں ہی سبب تو پ روسیوں نے اپنی ... [illegible] کا اظہار کر کے اُسے پہلوں سے زیادہ کرتا ہے ساری طور پر تیار کیا۔ جنرل کروپاٹکن جو ... جنگ اس وقت جنرل سکوبلاف کے ماتحت تھا افسر تھا۔ تذکرہ بالا شخصوں میں جو شخص ترکمانوں کا کمانڈر تھا وہ اب روسی باقاعدہ فوج میں ترکمان ایشیا میں لفٹننٹ ہے اور یہ فقط روسیوں کا بڑا ہوا خواہ بلکہ جنرل مذکور کا بڑا گہرا ذاتی دوست بھی ہے (اس سے روسیوں کی ... [illegible]) کہ جو بخوبی پتہ مل سکتا ہے جو شخص اسکے ... قابل افسوس امر ہے کہ شاید اپنی دیسی بہادروں میں سے ایک شخص بھی جنہوں نے غدر میں انگریزی اقتدار کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو صحیح و سالم کنارہ پہنچا دیا تھا کسی انگریزی رجمنٹ کا افسر ہو گر شاید جنرل کرنا تو درست ہے جس کا فخر نہیں کر سکتا ہوگا۔ علاوہ برآں گو دیسی فوج اور افسروں کی بہادری کو برابر تسلیم کیا جاتا ہے لیکن ان کا ایک روسیوں کی فوج باقاعدہ میں کئی دیسی کرنیل اور جرنیل ہیں۔ اور فوجوں کی کمانوں پر مامور ہیں جن کا ثمن میں کہ ولیسی بھی لفٹننٹ تک کے عہدہ پر نہیں مامور ہو سکتا ہے۔ کرنیل ... ملکی البتہ ایک خوش نصیب صاحب ہیں جو خیبر ... میں ... عہدہ رکھتے ہیں مگر وہ بھی ایک طرح سے ایک منصب کی نسبت زیادہ تر پولیٹیکل کام پر مامور ہیں۔ یہ تقابل صاف بتا رہا ہے کہ اس ... [illegible] ... لیکن ... ہم ہی ابھی بہت کچھ ... اور ... ابھی گنجائش باقی ہے ٭ (دکیل)

انہوں نے ... بار ... مشرقی ... ہو گئی ... اور پھر ... ایک ... کا رخنہ پڑ گیا۔ تو روسیوں سے ... پیشتر کچھ تھوڑی سی فوج کرنیل ... کے ماتحت جنوب مغربی گوشہ کی طرف روانہ کر کے دو دن ... کالموں میں ... پر حملہ کر دیا۔ اور اس معرکہ کی بعد گوک تپہ فتح ہو گیا۔ بعض شخصوں کا بیان ہے کہ روسیوں نے زن و بچہ پیر و جوان جو سامنے آیا سب کو تہ تیغ کر دیا مگر جنرل کروپاٹکن بیان کرتے ہیں کہ گو لڑائی میں جو عورتیں بچے ہلاک ہوئے سو ہوئے۔ تلوار سے کسی کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ ... میں ... مقتولین کی تعداد ... افسر اور ... سپاہی اور کل محاصرہ کے دنوں میں جس قدر قتل و زخمی ہوئے ان کی تعداد ... بتلائے ہیں۔ مگر ترکستان زبان حال سے اس کی تکذیب کر رہے ہیں۔ جنرل کروپاٹکن کہتے ہیں کہ اس محاصرہ میں ہمارے چار سو آدمی اور محصورین ... ہزار قتل ہوئے تھے۔ ترکمانوں کے بعض افسران ... مقتولین کا شمار بارہ سو بیان کرتے ہیں۔ ... کا بیان ہے کہ روسیوں نے عورتوں کو قتل نہیں کیا بلکہ آخر ہی ... ایک دن ... ترکمانوں کو کہلا بھیجا تھا کہ اپنے قبائل کو قلعہ سے باہر بھیج دیں جس کا جواب ترکمانوں نے یہ دیا کہ اگر تم ہماری عورتوں اور بچوں کو لینا چاہتے ہو تو ہماری لاشیں ... بعد تمہاری خواہش پوری ہو سکتی ہے" ٭

ترکمانوں کو ۱۸۸۱ء میں ایسا سبق ملا کہ پھر انہوں نے ایران کے علاقہ میں یورش کرنے کا کبھی نام نہیں لیا۔ اور اس لئے ... پسند کی اختیار کر لی۔ آج کل وہ ... کی جس کچھ ... پر ... جاتے ہیں۔ بہت کاشت کرتے ہیں۔ ... برس اُن کو علاقہ ... ہزار ... روپیہ ... کو ... مستر ... کی ... اور ... کارخانہ ہے جس کا ... ہو گیا ہے۔ ... میں اکثر ترکمانوں کو کام کرتے ہوئے دیکھا ... اس سے ... ترکمان ... کی ... [illegible]

۱۔ ... ترکمان ... روسی حملہ آور فوج گوک تپہ ... [illegible] ... کی بدنامی۔

[illegible]

ڈیلی نیوز کے نامہ نگار جنگ کی طرف سے ۔ الا ... دوسرا مورخہ ۳ر جنوری ۱۹۱۳ء

فلپ پولی کو جو منزل ستر میل ہے۔ ان ستر میلوں پر کامل تباہی پائی جاتی ہے۔ یہ ستر میل ہزاروں خاندانوں کی اسباب خانہ داری سے پٹے ہوئے ہیں۔ یہ بہشت نظیر ستر میل ہر ایک قسم کی مرگ کے نظارہ بکمال قدرت نظیر بہشت میں پڑے ہوئے مردوں کا مسلسل اور نہایت ... ناک منظر ہیں۔ ان میلوں تک ایسی ابلیسانہ اور ناقابل بیان ظلم و ستم کا ارتکاب کیا گیا ہے کہ اسکی ہیبت کا اندازہ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے انہیں دیکھا قیاس نہیں کر سکتے ۔

ترکی آبادی کی بھاگڑ — رومیوں کی قریب پہنچنے پر بلغاری دیہات سے جو مسلمان خاندان بتعداد کثیر جان بچا کر بھاگے تھے۔ وہ اس جگہ پر تھے۔ پلیونا سے لیکر فلپ پولی تک کے کل علاقہ کے مسلمان ہفتوں بلکہ مہینوں سے رومیوں کے جبر و ظلم سے بچنے کیلئے قسطنطنیہ کے محفوظ امن میں پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اب اس نظارہ کو دیکھ کر ہم پہلی مرتبہ ان عاجز و درماندہ مسلمانوں کے مصائب کا کچھ حصہ معلوم کرنے اور ان پناہ گزینوں کی کثیر التعداد کا جو سراسیمہ و ہراسان رومیوں کے آگے آگے بھاگے چلے جاتے تھے۔ درست اندازہ کرنے کے قابل ہوئے ۔

کامل تباہی کا منظر — فلپ پولی سے روانہ ہوتے ہی برف سے ڈھکے ہوئے دہقانوں کی لاشیں دکھائی دینی شروع ہو گئیں۔ جنہیں کئی دو دو تین تین ہفتوں کی معلوم ہوتی تھیں۔ اور بعض کے کپڑوں پر خون کے دھبے بالکل تازہ تھے۔ سینکڑوں ایسے سڑک پر ادھر ادھر برف کے تودوں میں ... ہوئے تھے جنکا کوئی والی وارث نہ تھا۔ برف پر جا بجا اس بات کے نشان موجود تھے کہ وہاں قیام کیا گیا ہے۔ یہ نشان جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے زیادہ ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ تھوڑی ہی دیر کے بعد سڑک اور اس کے متصلہ راستے اور پگڈنڈیاں اسباب و سامان سے بالکل مستور و مستغرق پائی گئیں۔ اور ... کی تمام مسافت پورے ۵۰ میل انسانی لاشوں چھکڑوں اور ٹوٹے پھوٹے کپڑوں بقچوں شکستہ برتن اور مردہ حیوانوں کی قطار در قطار میں سے گذرنا پڑا۔ عورتیں اور شیر خوار معصوم بڈھے اور بچے سڑک کے کنارے کنارے برف میں نیم مدفون یا پانی کے ڈابروں میں نیم غرق کھیتوں میں پڑے ہوئے تھے۔ تقریباً تمام کے جسموں پر عجیب گھاؤ ... ظلم و سیہ کاری کے نشان موجود تھے۔ اکثر عورتوں اور بچوں کے چہروں پر زندگی کی سرخی اور ان کے ہاتھ پاؤں کے ... سے یہ گلابی رنگت ابھی تک موجود تھی۔ موت کی سفیدی ابھی چھائی نہ تھی جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ سردی سے ٹھٹھر کر مری ہیں۔ وہ بعض اس طرح ... تھے کہ گویا خواب راحت میں ہیں۔ ان عورتوں اور بچوں کے دوش بدوش بیشمار پیر مردوں کی لاشیں تھیں جن کے

(بقیہ صفحہ ۶۹) اور دہ تک میں بالکل ہندوستان کی پٹھانوں کی سی شان ہیں۔ ان کے نمبردار پہلوخان کہلاتے تھے جب سے روسیوں کا قبضہ ہوا ہے شائستگی پھیلا رہے ہیں۔ ترکمانوں اور ان کے علاوہ ... ترقی کی ہے۔ مگر ... بہت تنزل ہو گیا ہے۔ زمانہ قدیم میں یہاں کے گھوڑے بہت مشہور تھے۔ اور جنوبی منڈیوں میں ان کی بڑی قدر ہوتی تھی۔ اور ہر سال وہاں سے بتعداد کثیر بھیجے جاتے تھے۔ مگر اب ان گھوڑوں کی نسل تقریباً معدوم ہو گئی ہے کیونکہ تاخت و تاراج کیلئے انکی ضرورت ہوتی تھی۔ ترکمانوں نے پیشہ چھوڑ دیا تو ان کو گھوڑوں کی بھی احتیاج نہ رہی چنانچہ روسی فوج کیلئے بھی اب کوہ قاف اور پامیر کے علاقوں سے گھوڑے لائے جاتے ہیں ۔

پہروں پر موت کی حالت میں بھی دفنا اور جلا اٹھ یک رہا تھا۔ وہ بالکل برہنہ لب سڑک پڑی تھی۔ اُن کی سفید ڈاڑھیوں پر خون کے لوتھڑے جمے ہوئے اور بیجان ہاتھ چھاتیوں پر پڑے ہوئے تھے۔ خندقوں کے گل آلود پانی کے چھینٹے ہاتھ پاؤں باہر نکلے ہوئے تھے۔ اور معصوموں کے پیارے پیارے چہرہ پر بہت سی کھیاں چپکے کچھ ننگے رہ گئے۔ وہ ان کی طرف معصومانہ ادا اور محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ اُن کی کسی طرح کا ملال یا افسردگی کے آثار نہ دکھائی دیتے تھے۔ اُن کی شکل سے معلوم ہوتا تھا کہ ماؤں کی چھاتیوں پر ہی سر دھرے ہے اُن کی روح عالم بالا کو چل دی جبر و ستم رسیدہ ماؤں نے جو بعالم یاس و ہراس پاؤں گھسیٹتی چلی جا رہی تھیں بوجھ ہلکا کرنے کیلئے اپنے پیارے بچوں کی بیجان لاشوں کو جنگل میں پھینک دیا۔

جلاوطنی۔ فاقہ مستی۔ نہب و غارت اور قتل و خون

یہ بدبخت دہقان اپنے ٹوٹے پھٹے لباسوں میں جن کے پاؤں میں بھی چلنے کی سکت نہ رہی تھی بھوکے پیاسے اور نیم برہنہ سفر کر رہے تھے۔ میلوں تک جہاں سڑک یہاں ان لوگوں کی ہی قطاریں جن پر انسان اور اسباب کچھا کچھ بھرے ہوئے تھے۔ دکھائی دیتی رہیں۔ گاڑیوں پر بستر اور برتن پڑے ہوئے تھے۔ عورتیں اور بچے گدھوں اور دوسرے جانوروں پر سوار ساتھ ساتھ جا رہے تھے۔ اور گاڑیوں کے پیچھے میلوں تک یہ بدبخت بے اوسان اور نیم فاقہ مست ہزاروں خانماں برباد لڑکھڑاتے جا رہے تھے۔ خمیدہ پشت بیوہ بڑھیا عورتیں لاٹھیوں اور بیساکھیوں کے سہارے قدم ٹیک ٹیک کر چل رہی تھیں۔ مائیں شیرخوار بچوں کو چھاتی سے لگائے جس طرح بن پڑتا قدم اٹھائے چلی جا رہی تھیں۔ مگر مہینوں کی جلاوطنی۔ دن رات کے سفر۔ سردی کے غلبہ اور شیطانی سیرت بلوائیوں اور دشمنوں کی تاخت کے دائمی خوف نے اُن میں ایک قدم چلنے کی سکت باقی نہ رہنے دی ہوئی تھی۔ میں اس ماتم فلاکت کا نظارہ دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ ان دکھوں کو کس کی ایک ایک کی حالت واجب الرحم ہو رہی تھی۔ اور اُن کا شمار حد حساب سے باہر تھا۔ دل پاش پاش اور شکستہ دل میں پہلے ہی سوا تھا میں ایک قطار کے پیچھے میل ڈیڑھ میل تک ایک عورت کو دیکھتا رہا۔ جو اپنی دس سالہ مریض نزار لڑکی کو سہارا دیکر لئے جا رہی تھی۔ لڑکی جو بالکل برہنہ پا تھی اور جس کے پاؤں بہت ہی متورم ہو گئے تھے۔ اپنے آپ کو سنبھالنے کے بھی قابل نہ رہ گئی تھی۔ رات قریب آ پہنچی تھی۔ اور رفتہ رفتہ ہوا جو پہاڑ سے گرم کپڑوں میں سے کٹتی گذر کر ہمارے جسموں کو سن کئے جا رہی تھی۔ اُس مظلوم و ستم رسیدہ لڑکی کے چیتھڑے کو اُڑاتی ہو کر اُس کے ناتواں جسم کو جو صرف مشت استخواں رہ گیا تھا برہنہ کر رہی تھی۔ اُس وقت ماں کے دل پر جو صدمہ گذر رہا تھا اُس کا اندازہ کچھ وہی شخص کر سکتی تھی نہ خورد نہ آب۔ نہ کپڑے۔ ایسی حالت میں شب کی رات بسر کرنا کیا ان نصیبوں جلی ماں بیٹی کیلئے یقینی موت نہ تھا۔ یہ ایک نظارہ ہے اسی طرح کے بیشمار واقعات ہوشربا ظلم کی جو ہماری آنکھوں کے سامنے گذرے۔

لڑکوں کے ساتھ ناقابل ضبط ہمدردی

کیا ایسی مصیبت میں مبتلا انسان کی اپنی کسی طرح کی مدد کرنے سے قاصر ہا یوں اور قطعاً عاجز تھا۔ میرے دل میں کیسا ہی جذبہ ہمدردی و فراوانی کی نہایت ہی تمنا ہمدردی کا جو جذبہ موجزن ہو جانا کوئی اچنبھے کی بات نہ تھی۔ وہ ہمدردی جس کا موضع قوی شدید ہونا ہی تھی کہ پناہ گزینوں کی قطاروں کیساتھ طویل قطار کا میرا کاؤں کے بڑے بازار میں داخل ہو گیا۔

بلغاریوں کی شرارت

اور تھوڑی ہی دیر بعد ہمنے وہاں ایسا نظارہ دیکھا جسے بیان کرتے ہوئے بھی دل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ بلغاریوں نے بازار کو آباد کر رکھا تھا اور تین تین چار چار کی ٹولیوں میں جمع ہوگئے۔ اور جیسے ہی کل قافلہ گاؤں میں داخل نہ ہوگیا۔ چپکے کھڑے ہو رہے جب شکار انکے پھندے میں اچھی طرح پھنس گیا۔ تو کل باشندے یکسخت بد تمیزیانہ نگاہوں پر شکاری کتوں کی طرح جھپٹ پڑے اور اُن کا اسباب بلکہ گاڑیاں اور بیل بھی کھول کر بیچنا شروع کر دئے۔ ایک بڑھیا گدھا پکڑے جا رہی تھی اُس پر بستر لدے ہوئے تھے اور اوپر ایک خورد سال لڑکا بیٹھا تھا پانچ چھ شقیوں نے لڑکے کو پھینک کر بستر اُٹھا لئے۔ اور چشم زدن میں اُن کو آپس میں تقسیم کر لیا بوڑھے مرد اور عورتیں اپنے مال و اسباب کو کہ انکی ساری کائنات وہی تھی چھٹ گئے لیکن ہم بلغاری اُن کو ادھر اُدھر دھکیل کر سب کچھ اٹھا لیگئے بیچاروں نے خوف و دہشت سے چینا چلانا شروع کر دیا۔ اور عجب ہربونگ مچگئی۔ قافلہ والوں نے جو پہلے آہستہ آہستہ چل رہے تھے قدم تیز کر دئے۔ اور بصد مشکل ان حرامیوں سے خلاصی کرا سکے۔ جب یہ کارروائی ہوئی۔ اُس وقت جنرل کا کیمپ ابھی قصبہ کے پاس ہی موجود تھا۔

بے حرمت شدہ لاشیں

لاشوں کی کوئی پہلے بھی کوئی کمی نہ تھی مگر اس گاؤں سے فاصلکوی تک تو ان کا کوئی حساب و شمار ہی نہ تھا جس گاؤں سے ہم گذرے وہ مردہ ترکوں کے لاشوں سے بھرا ہوا تھا جب ہم بلغاریوں سے دریافت کیا انکو کس نے قتل کیا ہے تو نہایت گرمجوشی اور بلیدانہ فخر و مباہات سے جواب دیا " ہم نے ہم اور ہمارے دوستوں نے "۔ فاصلکوی کے راستہ میں ہم نے ترکی سپاہیوں کی بھی کئی لاشیں دیکھیں اور اینٹوں کے ڈھیروں کے نیچے دبی ہوئی دیکھیں۔ نعشی کرنے اور جلنے کو ناقابل بنا دینے کے بعد بلغاریوں نے اُن کو سنگسار کیا تھا۔

ہمیں ایک ترکی خاندان ملا۔ دریافت کیا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اپنا گھر چھوڑے پانچ مہینے ہو گئے ہیں تب سے ہم برابر سفر کر رہے ہیں۔ اور چونکہ گذشتہ ہفتہ حرسکی کے قریب ایک بڑے کیمپ میں مقیم رہے تھے کئی ہفتوں سے ہمیں روٹی بلکہ کچھ بھی نہیں ملی۔ ہم صرف جانوروں کا گوشت جو بے سکت ہو کر سڑک پر گر پڑتے ہیں گذارہ کرتے ہیں۔ مجھے گاؤں سے جسقدر روٹی مل سکی میں نے انکو دی جسے دیکھ کر انکی باچھیں کھل گئیں۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہو گئے۔ اور اس طرح کھانے لگے گویا برسوں کے بھوکے ہیں اس خاندان میں پانچ متنفس تھے۔ ایک عمر رسیدہ باپ۔ ماں۔ ایک دس سالہ لڑکا اور ایک شیر خوار۔ جو کسی کے پاس بھی نہ تھی اور انکے اسباب کی کائنات بیمار رسیدہ لحاف اور ایک دیگچی گوشت بلانے کی تھی۔

فاصلکوی سے ہر قدم قدم پر ہمیں پہلے سے زیادہ مہیب اور وحشت انگیز نظارہ دکھائی دیا کہیں میاں بیوی ایک ہی کمبل میں دوش بدوش لیٹے ہوئے ہیں۔ اور قریب دو بچے مردہ پڑے ہیں بچے رو رہے ہیں وہ سب کے سب بیجان ہیں۔ کہیں ... ضعیف بوڑھے پڑے ہیں اور انکی سر آدھے کٹے ہوئے ہیں۔ سڑک کے دونوں طرف جابجا قافلوں کے مقام کرنے کے نشان دکھائی دیتے تھے جن سے یہ بھی ثابت ہوتا تھا کہ مقام کرنیوالوں نے بڑی جلدی اور افراتفری کے ساتھ کوچ کیا ہے اور پیچھے اور اسباب خانہ داری بکھرا ہوا تھا۔

تھیں۔ جب ہم قالینوں، بستروں اور کپڑوں پر سے جو کہ چاروں طرف بکھرے ہوئے تھے گذر رہے تھے کہ ہم سڑک کے ایسے حصہ پر پہنچ گئے جس پر قیمتی
تکیوں، کمبلوں اور ہر قسم کے سامان خانہ داری کا پیچ فرش ہو رہا تھا۔ رفتہ رفتہ شکستہ ارابوں کی بھی کثرت شروع ہو گئی اور جب
ہم ترالی کے چھوٹے سے موضع میں پہنچے تو ہمیں اپنے سامنے سڑک کے دونوں طرف چھید کی وادی ایک تنگ گھاٹی دکھائی دی جو دو میل
ہاتھ دور با تک اور بائیں جانب دامن کوہ تک پھیلا ہوا تھا۔ ہم اس سطح پر اُسکے وسط میں سے گذرے۔ بڑے بڑے بیش قیمت قالین اور نفیس
پارچات کپڑوں سے ہموار اور ڈھکے ہوئے پڑے تھے۔

تباہی جس کی نظیر نہیں

اس پڑاؤ کا نظارہ دلی نہایت ہی درد انگیز اور دشمن کا ہوا۔ ہم حال ... معصوم پناہ گزینوں کی مصائب تباہی کے حالات وہ ایسے درد بھرے تھے کہ میں اُسے بیان کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔
سینکڑوں ایکڑ رقبہ پر اسباب خانہ داری بکھرا ہوا تھا۔ یہ پڑاؤ دریا کے کنارے تین میل کی لمبائی میں پھیلا ہوا تھا عرض کہیں کم کہیں
زیادہ تھا۔ اس وسیع رقبہ پر بالکل پاس پاس کہ اس سے زیادہ قریب ہو نہیں سکتا تھا۔ ہزاروں گاڑیاں کھڑی تھیں اور ان کے
بیل پاس ذبح ہوئے پڑے تھے۔ بیمار مویشی گاڑیوں میں ادھر اُدھر سرگشت کر رہے تھے۔ گاڑیوں کے قریب مردوں عورتوں اور بچوں کی لاشیں
پڑی ہوئی تھیں اور کل سامان پارچات، برتن، کتابیں اور بستروں سے ... ایک سفید ریش معمر ترک بے جان لیٹا ہوا تھا۔
قرآن شریف اُس کے قریب کھلا پڑا تھا۔ اور اُس کا کل جسم خون سے تر، گردن حلق تک دو لمبے زخموں سے بھرا تھا۔ منظر ایسا پُر ہول تھا یہ
نظارہ ایک کربناک جگہ میں سے ... ہو گیا۔ تقریباً چھکڑوں اور گاڑیوں کے تمام پہیوں میں شیر خوار معصوموں کی لاشیں لپٹی ہوئی تھیں
یہ وسیع مرگھٹ اور میدان فلاکت بلغاریوں کے ٹڈی دل سے بھرا ہوا تھا۔ جو عمدہ عمدہ گاڑیوں کو منتخب کر کے چھیڑ رہے تھے اور کل اسباب بستروں کو اُٹھا لیجا
رہے تھے ... بستروں ... مُردوں کو ٹھوکریں لگا کر پیچھے پھینک دیا جاتا تھا۔ یہ جرائم بد ذات ایسے ہیں تھی کہ گاڑیوں کے ... مرد
عورتوں اور بوڑھوں کے سروں سے کھینچے ہوئے لیجاتے تھے اور ان لاشوں کے ... سے بھی توجہ نہیں کرتے تھے۔ تقریباً پانچ لاشیں علیحدہ ... پڑی
کی اس پڑاؤ میں پڑی تھیں گاڑیاں ۱۵ ہزار سے کم نہ تھیں۔ اور کم از کم ۷۵ ہزار مظلوم مسلمان جو چیزوں کے جن کو وہ سروں پر اُٹھا
لیجا سکے کل مال و اسباب وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ گھنٹوں تک اسی ہیبتناک نظارہ کے دیکھنے سے ہماری طبیعتیں سخت
پریشان ہو گئیں اور ہم نے گھوڑوں کو تیز کر دیا کہ کسی طرح جلد جلد پہنچیں۔ مگر گاؤں کی دیواروں تک ہمیں برابر بے حرمت شدہ لاشیں ملتی
رہیں۔

مسلمانوں کی مصیبت

یہ لوگ اپنے قیام گاہ سے بلغاریوں کے سواروں کو سامنے کی وادی میں داخل ہوتے دیکھ کر فرار ہوئے تھے۔ اس فرار کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہزار دو ہزار مسلمان دہقان ہلاک
ہو گئے۔ اور جو قدر قلیل باقی ہیں۔ وہ پہاڑوں میں برہنہ تن و فاقہ کشی و سردی کے مصائب برداشت کر رہے ہیں۔ دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ
قصبہ ... بلغاریوں نے ... کیونکہ روس سواروں کی پہلی ... ابھی ... انسان ...
بلکہ ... سے لوٹ لئے۔ اور مال و اسباب سینکڑوں گاڑیاں بھر کر لے گئے۔

مسلمانوں کی اس کامل تباہی کے بعد کیسا انسان بھاد و منع ہو کر رہ جاتا ہے۔ وہ شہر ایسی صورت پیدا ہو گیا … انگریزی کر
واپس ہوئے معلوم نہیں ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ آخرین … مگر آسانی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ فلپ بولی اور … کی مشرکیہ … گاؤں
کہلاتی ہیں گی۔

مجھے خیال کر کے تعجب ہوتا ہے سخت صدمہ پہنچتا ہے کہ خدا نہ کرے کہیں قسطنطنیہ کو جاتے ہوئے بھی ہمیں راستے میں ایسے ہی منظر دیکھنے پڑیں کیونکہ کچھ عرصہ ہوا بعض اوقات مسلمان پناہ گزینوں کی گاڑیوں کی گاڑیاں فلپ بولی ایڈریانوپل کے راستے دن رات قسطنطنیہ کو جاتی رہتی ہیں۔ ان لوگوں کو خوف و ہراس اور ذلت نے ایسا بے حواس کر دیا ہوا تھا کہ جب ان سے پوچھا جاتا کہ تم کہاں جا رہے ہو تو بجز اس کے کچھ جواب نہ دے سکتے۔ وہ صرف یہی جانتے تھے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو سکے آگے بڑھے جائیں۔ وحشت نے اُن کو ایسا بوکھلا رکھا تھا کہ اگر ایڈریانوپل کے بازاروں میں بھی کسی کی گاڑی ٹوٹ جاتی تو وہ اُسے مع سامان وہیں چھوڑ کر آگے چلا جاتا تھا۔ اس وقت بھی جبکہ میں یہ لکھ رہا ہوں بازار ان سے بھرا ہوا ہے جو سردی بارش اور تاریکی میں بھی برابر لگاتار حرکت کئے چلے جاتے ہیں۔ اکثر عورتیں … پاپیادہ ہیں۔ اور … پاؤں تک بھیگا ہوا … بالکل بے حس و حرکت ہو رہا ہے … آندھی … کی … کے ساتھ … بے حشمت … افسوس ان بدنصیبوں کیلئے کسی طرح کی دستگیری یا امداد کی توقع نہیں۔

ترکی آبادی کی بیخ کنی

اس طرح کی وجہ کہ ترکی آبادی جو ۱۸۷۶ء میں روسیوں کے قریب پہنچ جانے پر کبھی گھر چھوڑ کے بھاگ جاتی تھی۔ اور روسیوں اور بلغاریوں کے ہاتھ آنے پر سردی اور بھوک کی سخت سے سخت تکلیف کو ترجیح دیتی تھی ناظرین کو منصفانہ ذیل کے واقعات کے پڑھنے سے معلوم ہو جائیگی۔

ترکی دہقانوں کا قتل عام

مسٹر ڈنڈ کالورٹ (انگریزی قونصل متعینہ فلپ بولی) نے اپنے اعلیٰ افسر کے حکم کی تعمیل میں … ضلع … اور … کے متعلق خود ترکی پناہ گزینوں کی زبانی کل حالات قلمبند کئے تھے۔ ترکی کے متعلق صیغہ خارجہ انگلستان نے سرکاری خط و کتابت شائع کی تھی۔ اس میں قونصل بلنٹ کا بھی ایک خط مورخہ … جولائی ۱۸۷۷ء مندرج ہے جس میں ترکی دہقانوں کی ناقابل … بیرحمی و سفاکی سے قتل کئے جانے کی شہادت دیتا ہے۔ یہ خط … کے تین پناہ گزین باشندگان … مصطفیٰ ولد حسین … ولد عبداللہ اور سلیمان ولد … کے بیانات مسٹر کالورٹ نے حسب ذیل تحریر کئے۔

گذشتہ … جولائی کی صبح کو … روسی رسالے … میں پہنچے گاؤں کے اکابر روسیوں کی آمد کی خبر سنکر استقبال کو گئے … اطاعت … گاؤں کا احاطہ کر کے باشندوں کو ہتھیار حوالہ کر دینے کا حکم دیا دوسرے دن … رسالے … پہنچے۔ اور انہوں نے … گاؤں کا احاطہ کر لیا اس مرتبہ … دو تین ہزار

ــــہ یہ موضع … ہے۔ … کی مسافت پر واقع ہے۔

بلغاریہ بھی روسی فوج کے ہمراہ تھے۔ یہ لوگ کلہاڑیوں، سونٹوں، خنجروں اور غیر فوجی طرز کی بندوقوں اور تلواروں سے مسلح تھے۔ ان اشقیا نے گاؤں کے مویشی ہانکنے اور بے پناہ دیہاتیوں کے گھروں اور مکانوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے گاؤں کو کئی جگہ سے ایک بار ہی آگ لگا دی۔ اور باشندے جان بچا کر بھاگ نکلے تھے تو اشقیا درندوں کی طرح ٹوٹ پڑے۔ اور بیشمار عورتوں، بچوں، مردوں کو بے تحاشا تہ تیغ کر کے باقیماندہ کو آتشکدہ شعلوں کی طرف دھکیل دیا۔ کاسابا گاؤں کا باہر کی طرف سے احاطہ کئے ہوئے تھی جو کھڑی ہوئی یہ تماشا دیکھتی رہی۔ یہ بیان کرنیوالے تینوں آدمی یک لخت کے ہمسایہ کے مقابل کاسکوں کے مقابلہ میں زخمی ہو اٹھا بصد مشکل اپنی جان بچا کر بھاگ آئے تھے۔

اس بیان کے ساتھ ہی مسٹر کالورٹ اپنی طرف سے یہ نوٹ ایزاد کرتے ہیں۔

خلیل اوغلو حسین بن شیخ نے سب سے اول بیان لکھایا جب وہ [illegible]۔ داستان کو بڑے تحمل کے ساتھ بیان کرتا رہا مگر جب وہ آخری مصیبت کے حالات بیان کرنے لگا تو اس سے ضبط نہ ہو سکا۔ وہ بچوں کی طرح رونے لگ گیا۔ اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ وہ کچھ دیر تک ایک لفظ زبان سے نہ نکال سکا۔

پھر جب کسی قدر اس کی حالت درست ہوئی تو بیان کیا کہ میرے ساتھ دو بیبیاں بھی تھیں ان کے خاوند بیچارے پہلے ہی [illegible] تھے اور میں ان کی پرورش کرتا تھا۔ دونوں کی اولاد اور خود میرا کنبہ سب کے سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ میں نے بچشم خود [illegible] بچوں کو [illegible] شعلوں میں پھینکتے دیکھا۔

ترکی مستورات پر ظلم و ستم

۱۸۷۷ء میں جب روسیوں نے [illegible] پر [illegible]۔ [illegible] سو کچھ عرصہ بعد [illegible] ترکی حرم کا اور بچوں کا ہم نفیر [illegible] خاندان حملہ آور [illegible] بچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر ظالم لوگ راستہ میں ہی ان پر [illegible] دیا تھا۔ شوملا لایا گیا جہاں تمام انگریزوں اور دیگر ممالک کے نامہ نگاروں نے بچشم خود ان کا ملاحظہ کر کے ایک محضر نامہ مرتب کیا۔ یہ محضر نامہ ترکی وزیر خارجہ نے بتاریخ ۲ جولائی ۱۸۷۷ء قسطنطنیہ سے اپنے مراسلہ کے ساتھ ترکی سفیر متعینہ پیرس کو روانہ کیا۔

مراسلہ و محضر نامہ کا مضمون حسب ذیل تھا۔

میں تمہیں ایک محضر نامہ کی بجنسہ نقل ارسال کرتا ہوں جس پر حسب ذیل ممالک غیر کے اخبارات کے نامہ نگاروں نے بمقام شوملا دستخط کئے۔ کولون گزٹ۔ جرنل ڈیس ڈبیا۔ نیو فرانسی پریس۔ سٹینڈرڈ۔ ڈیلی ٹیلیگراف۔ اسٹینڈرڈ لنڈن نیوز۔ مانچسٹر گارڈین۔ ٹائمز فرنیکس۔ [illegible]۔ مانچسٹر [illegible]۔ روسی پبلک [illegible]۔ پسٹر لائیڈ۔ [illegible]۔ [illegible] اسپین۔ نیویارک ہیرالڈ۔ مانچسٹر ایگزامینر۔ اس کا مضمون یہ ہے۔ ہم ممالک غیر کے اخبارات کے نامہ نگار جو شوملا میں جمع ہیں۔ ان حالات کا واسطے ایک محضر نامہ مرتب کر کے اس پر دستخط کر دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں جو ان مظالم کے متعلق جو بلغاریا میں بے خبر مسلمان آبادی پر توڑے گئے ہیں۔ ہم اپنے اپنے اخبارات کو جدا جدا تحریر کر چکے ہیں۔ ہم علانیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بچشم خود شوملا اور اس کی زعفرا میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو آتشبار اسلحہ کے زخموں [illegible] جن کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ لڑائی کے دوران میں پہنچے ہوں گے نیزہ اور تلواروں کی ضربوں سے زخمی دیکھا ہے۔ اور خود ان زخمیوں کے متعلق ان سے سوال کئے ہیں۔ ان مظلوموں پر

روسی سپاہ نے ناگفتہ بہ مظالم توڑے ہیں۔ اور بعض اوقات بلغاری بھی مسلمانوں مفروروں اور پناہ گزینوں سے کمال سفاکی سے پیش آتے ہیں۔ ان لوگوں کے بیان کے مطابق کئی دیہات کے تمام مسلمان تہ تیغ کر دیئے گئے ہیں۔ ہم قسمیہ بیان کرتے ہیں کہ مجروحین میں عورتوں اور بچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ان کے زخم سنگین ہوتے ہیں"۔ وادی طنجہ میں جو ظلم و ستم کئے گئے وہ ناظرین کرام کتاب "میدان جنگ" کے مندرجہ ذیل اقتباس سے جو ستمبر ۱۸۷۷ء میں شائع ہوئی تھی معلوم ہو جائیں گے۔

"وادی طنجہ جبلقان سے متصل بجانب جنوب واقع ہے۔ گذرگاہ کے رستے پہنچنے سے پہلے کمال دلفریب اور خوشحال ضلع تھی۔ گاؤں آباد۔ قصبے بارونق۔ یک بہ یک سبزہ زار اور تمام سرسبز پہاڑی گلاب کے باغوں اور تاکستانوں سے معمور فردوس کا ٹکڑا دکھائی دیتا تھا۔ ہر ایک باشندہ اپنے اپنے شغل میں سرگرم۔ وہ نہایت خوشحال و فارغ البال تھے۔ اس وادی کا عطر گلاب جو تمام دنیا میں مشہور تھا۔ ترک اور بلغاری آپس میں صلح و اتفاق اور امن چین سے آباد تھے۔ فسادوں کے برپا ہونے اور لڑائی کے شروع ہونے کی افواہیں یہاں بھی پہنچ گئی تھیں۔ مگر وادی کے باشندوں کے اطمینان کے لیے یہ باہم صلاح مشورہ کر کے ایک دوسرے کی رفاقت اور … کسی … کا شکر … پیدا … شہید ہونے کا عزم بالجزم کر لیا تھا۔"

"افسوس یہ حالت زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔ جولائی ۱۸۷۷ء کے اخیر میں روسی اور بلغاری فوجیں اس خوشنما فردوس نظیر وادی میں داخل ہو گئیں۔ اور ان کی ورود کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ آباد و دلفریب ضلع چشم زدن میں ایک … بن گیا۔ گاؤں جلا دیئے گئے۔ مکانات منہدم ہو گئے۔ باشندے طرح طرح کے عذاب و مصیبت کے ساتھ تہ تیغ کر دیئے گئے۔ اور کل علاقہ جہاں انگوروں و … سے پہلے کمال بارونق و شگفتہ اور تر و تازہ تھی۔ جہنم کا ٹکڑا بن گیا۔ جن کا سردار … کسی نے اونچی آواز سے کسی کو بولتے نہ سنا تھا۔ اب ان میں تاخت و تاراج قتل و غارت … روسی سپاہی … ظلم اور زنا بالجبر کا بازار گرم ہو گیا۔ اور … آبادی میں صرف چند … برباد و شکستہ حال تباہ و پریشان فاقہ مست … باقی رہ گئے … ان کی تباہی و بربادی کے پیکر … بن گئے۔"

سکائلس مین کا نامہ نگار — … سکائلس مین کے نامہ نگار نے اس ضلع کی بربادی کے حالات جو اس کی … کے شمال مغرب میں اس درہ کے قریب واقع ہے۔ جس کے راستے اول اول روسی جنوبی بلقان میں داخل ہوئے۔ بیان کرتے ہوئے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ یہ تمام قصبے بالکل ویران ہو گئے ہیں۔ اور ان کے کوچہ و بازار۔ تاکستان اور کھیت مردوں۔ عورتوں اور بچوں کی متعفن اور بوسیدہ لاشوں سے پٹے ہوئے ہیں۔ ان قصبات پر قابض ہوتے وقت روسی کمانڈروں نے حفاظت کا وعدہ کر کے ترکی دہقانوں سے ہتھیار رکھوا لیے۔ مگر سلیمان پاشا کی پیشقدمی کے پیشتر وقت وہی ہتھیار … بلغاری دہقانوں کو دے دیئے گئے جنہوں نے فی الفور اپنے ترکی ہمسایوں پر حملہ کر کے … کو تہ تیغ کر دیا۔ اور عورتوں کو قتل کرنے سے پہلے نہایت وحشیانہ طریق سے بے عصمت و بے آبرو کیا۔

سٹینڈرڈ کا نامہ نگار جو کہ بلغاریہ کی فوج کے ہمراہ تھا اور بلقان سے شمال کی طرف کے کل علاقہ میں ایک گشت کر چکا تھا ترکوں کی خوش اطواری اور عیسائیوں کی بد ذاتی کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:-

میں دیگر امورات پر اس قدر لکھتا چلا گیا ہوں کہ "مظالم" کے متعلق لکھنے کیلئے بہت تھوڑی جگہ رہ گئی ہے۔ ناظرین "مظالم" کا لفظ سنکر چونکہ متوحش ہیں۔ میں نے لطیفہ بلا مبالغہ یہ افسانہ نہیں لکھتا۔ دنیا میں آج تک کسی قوم نے کہ امریکہ کے سرخ اندام حبشیوں نے بھی بے پناہ اور بے گناہ آبادی سے کبھی ایسا قبیح ظالمانہ برتاؤ نہیں کیا جیسا کہ بلغاریوں نے ترکوں سے کیا ہے۔ پیشتر اس کے کہ علانیہ تسلیم کرتے ہیں کہ بلغاری دنیا کی دیہاتیوں میں پہلے کوئی عناد موجود نہ تھا۔ عیسائی طرف خونریزی کے شروع ہوتے ہی مسلمانوں کو ... اپنے عیسائی پڑوسیوں پر بھروسہ تھا جن کو انہوں نے ... اب بالکل بے پناہ ہیں۔ اور اپنا کچھ بچاؤ نہیں کر سکتے۔ مسٹر ... کے ایک ... خانہ میں جب ... تو وہاں ایک بلغاری اپنا خنجر دو مسلمانوں کو دکھا رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ ... لیکر ... کرتا تھا ... ثابت ہوا ہے ... میں دس مسلمانوں کو قتل کر چکا ہوں ... بکروں کی طرح ذبح کر ڈالا گیا ... شمالی بلغاریہ کے مسلمان ... بکروں کی طرح ذبح کئے گئے ... اور فرار ہی کے ... تسلیم کرتے ہیں ہر ایک چیز کی قیمت ادا کر دیتے ہیں ... ہوئے دیکھے ... ترک کی طرف سے ... ایک روسی افسر نے ایک ... بلغاری دہقان سے ... مرغ چار آنوں کو خرید کئے ... کہ خوش نہیں؟ بلغاری نے ... ہی اچھا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ترکوں کا تھا۔

ٹائمز کے نامہ نگار نے جو اس ایڈیشن ... ۲۲ جولائی ... ان کے جنوبی علاقہ میں نصب تھا ... حسب ذیل تحریر کیا:-

اس محاربہ سے تہذیب کو کچھ تعلق نہیں۔ یہ انتہائی مظالم و مظالم کا مجموعہ ہے۔ روسی سپاہی ترکوں کو ناپاک خنزیر حیوان تصور کرتے اور انہیں قتل و ہلاک کرنا ثواب میں داخل سمجھتے ہیں۔ بلغاری بھی جہاں تک ان کا بس چلتا ہے فرق نہیں کرتے۔ پرنس ... جب میدان جنگ کی گشت کرتا ہے۔ تو یہی کہتا واپس آتا ہے "بلغاری مجروح ترکوں کو قتل کر چکے ہیں"۔ بعد ازاں جب میں میدان صاف ہو گیا تو بلغاریوں کو مقتول ترکوں کی لاشوں سے کپڑے وغیرہ اتارتے دیکھا نہایت رحیم مزاج عیسائی خاتون جب سنتی ہیں کہ کچھ ترک اسیر کئے گئے ہیں تو وہ کمال متانت کے ساتھ اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتی ہیں۔ اس اشارہ کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اسیروں کو قتل کر دو۔ ایسی شریف خاتون کا ... انسان کے بدن پر ... خوف خدا اور انسانیت کا ایک ذرہ بھی ہو کیوں نہ لرزہ پڑ جائے۔ اور ... شجاع

سپاہی کبھی نہ نفرت کی نگاہوں سے دیکھیں جنہوں نے سفاکی اور سیہ کاری کے سوا اور کوئی کام ہی نہ کیا۔

ناظرین اس امر کو ہرگز ہرگز نہ بھولیں کہ ان کی بہت انگیز افعال میں سے اکثر اعلیٰ ترین روسی افسروں کی آنکھوں کے سامنے اور ان کے علم سے کئے جاتے تھے۔ اسی بارہ میں سب سے بڑا فعالی جنرل گورکو تھا جس نے ۱۸۷۷ء کے موسم گرما میں اس نے بلقان کو عبور کر کے تنگ فلپوپولیس کی تھی اس میں کوئی جنگی مدعا مد نظر نہ رکھا گیا تھا۔ صرف مسلمانوں کو تاخت و تاراج اور قتل و غارت اور بیحرمت کرنے کیلئے کی گئی تھی۔ اس نے اپنے سپاہیوں بالخصوص بلغاری قزاقوں کو پوری پوری اجازت دیدی تھی کہ مسلمانوں کے اہل و عیال سے جو سلوک چاہیں کریں۔ خوبصورت وادی کو جو گلاب کیلئے چاروں دانگ عالم میں مشہور ہے۔ اس کا راستہ [illegible] آلود دیہات مقتول مردوں اور بیحرمت کی گئی عورتوں سے نمایاں ہو رہا تھا کازان لک۔ اور اورفان لک کے بدنصیب مسلمانوں کا ماجرا بیان کرنے کا تو ہمارا یارا نہیں۔ [illegible] گورکو کی فوج میں [illegible] کا لفظ ہو رہا تھا۔ کہ ان مظالم سے مشتعل ہو کر مسلمان بھی عیسائیوں سے

سلوک اورفان لک کے بارونق قصبہ پر کاسکوں اور بلغاریوں نے جو مظالم توڑے۔ ان کی ایک مستند و بیانی شہادت شائع ہو چکی ہے کہ [illegible] کافی تھا۔ [illegible] نامہ نگار جو سلیمان پاشا کے ساتھ تھا۔ بتاریخ ۲۷ اگست ۱۸۷۷ء مقام [illegible] بوغاز سے اسکے متعلق یوں تحریر کیا ہے۔

ہم سے دریں اثناء سلیمان پاشا نے اس گاؤں کو جا کر دیکھنے کی درخواست کی جہاں ان کمبخت بلغاریوں اور کاسکوں نے ناگفتنی مظالم اور خوفناک خونریزی کا ارتکاب کیا تھا۔ اس گاؤں کا نام اورفان لک یا اورفانلا ہے۔ [illegible] اور کازان لک کے درمیان [illegible] کازان لک کے روسی کیمپ سے بہت قریب واقع ہے۔ یہ نہایت ہی بارونق [illegible] تھا۔ اور وہاں تخمیناً تین ہزار کے قریب باشندے آباد تھے جو اب صرف چند مکان کھڑے رہ گئے ہیں انکو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر باشندے آسودہ حال تھے۔ وہاں ہم نے لاشیں دیکھیں ان میں ایک بڈھی عورت کی بھی لاش تھی۔ [illegible] میں کسی طرح اس کی وفات کی تاریخ معین کر سکا۔ [illegible] تاہم [illegible] دیتا ہوں کہ جس قدر گوشت ابھی ڈھانچ کے ساتھ باقی تھا۔ [illegible] بالکل تازہ تھا [illegible] رنگت ابھی بہت ہی خفیف متغیر ہوئی تھی [illegible] ہم دونوں کے نوکر۔ ایک لڑکی کی [illegible] سپاہی [illegible] ہم اس لاش [illegible] کسی کے منہ سے ایک لفظ نکل [illegible] چھوڑ دیا ہوا تھا [illegible] مشہور ہی کی [illegible] خوبصورت تھا [illegible] لکھا ہوا تھا۔ [illegible] پیشانی پر تکلیف و آزردگی کی خفیف سی علامت پائی جاتی تھی۔ [illegible] بالکل [illegible] کے علاوہ [illegible] کسی عورتوں

ایسا ہی سلوک کر رہا تھا کہ انگلستان میں مظالم روسی کا جو طریقہ افغانستان میں رہا تھا اور جس نے روسی ترکی و حرص کو ترغیب کا موقع دیا تھا۔ پیدا ہوتا ہے۔ اکتوبر، نومبر اور دسمبر ۱۹۱۲ء کے مظالم آرمینیا دہشت انگیزی اور تعداد دونوں لحاظ سے ان مظالم کے سامنے جو عیسائی سپاہیوں نے ۱۸۹۵ء-۱۸۹۶ء میں بیچارہ افغانستان کے مسلمانوں پر کئے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے تاہم نہیں معلوم ہے کہ اسلامی اور کافرانہ مظالم ہم بعض بعض مقامات میں اصلی مظالم بلغاری مسلمانوں اور جرمنوں نے شروع کئے تھے۔ اگر ایسا ہو تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ روسی جور و ستم اور ظلم و جفا کے انہی دونوں قوموں کے مسلمان آماجگاہ رہے تھے نیرنگی قسمت سے دونوں واقعات میں بیگناہ اور معصوم مظالم جفاکارانہ کا ہدف و نشانہ بنتے ہیں۔ بلقان میں پہلے مسلمان پھر عیسائی اور بالآخر مسلمان۔ ایسا نہ ہوا وجہ ہوا اور کشت و خون کا آماجگاہ بنے۔ کوہسار آرمینیا میں پہلے مسلمان اور پھر عیسائی بہت بڑے پیمانہ پر قومی و مذہبی تعصب کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر دونوں صورتوں میں اصلی محرک اور باعث یکساں تھے۔ یعنی باسی مقدس ملکی و جنگی حکومت روسیہ کی [illegible] وہی اصول اور مستقل عزم طمع و حرص جو ایک طرف قسطنطنیہ کی طرف اور دوسری طرف ہندوستان کی طرف جانے کا ناجائز [illegible] اپنی پالیسی کو کبھی ایک لحظہ کیلئے نظر انداز نہیں کرتی دونوں صورتوں میں اپنا کام کر رہی تھی۔

روسی ڈھنگ — بلغاریا اور آرمینیا میں روس نے جو ڈھنگ اختیار کئے اُن میں اور نیز اس تدبیر میں جس سے دونوں صورتوں میں انگلستان کی عام رائے کو دھوکہ و فریب دیا گیا ہے۔ عجیب مشابہت تام پائی جاتی ہے۔ مگر خوش قسمتی سے آرمینیا کی صورت میں دیگر دست اقتدار اعلیٰ نے حائل ہو کر ترکی کو بلا واسطہ اور براہ راست روسی فوج کشی سے بچا لیا۔ اور اس طرح سے انگریزی قوم کے تعصبات اور انگریزی پالیسی کی بیوقوفیوں کے اثر بد کی پوری

اور بچوں کی لاشیں ایک کوٹھی میں دیکھیں۔ ان کی تعداد ہم درست نہیں بتا سکتے۔ کیونکہ ہم نے انہیں نکلوا کر گنا نہیں تاہم ہمارا اندازہ ہے بہت سی تھیں۔ اور میری رائے میں اس [illegible] ترجمان کا بیان بالکل درست تھا۔ [illegible] جو ہمارے ساتھ آئی تھی۔ اس نے بتایا کہ یہاں بارہ یا پندرہ عورتوں کی لاشیں پھینکی گئی تھیں۔ واپسی کے وقت ہم نے سوا سو سے زیادہ مردوں کی لاشیں دیکھیں۔ [illegible] سب کے سب سنگین و تلوار یا یکبارگی گولی مار دینے سے ہلاک کئے گئے تھے ان کے متعدد ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ایک ڈھیر میں چالیس اور ایک میں پچاس لاشیں تھیں۔ دو تین چھوٹے چھوٹے ڈھیر ان سے علاوہ تھے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ [illegible] اور فریب کے ساتھ قتل کئے گئے تھے۔ ان میں کئی نہایت ہی بوڑھے بھی تھے۔ شب گذشتہ ترکی سواروں کی ایک جماعت کل علاقہ میں کامیابی کا گشت کر کے واپس آئی۔ [illegible] کے موضع موفلس میں انہیں اٹھائی سو عورتیں اور بچے ملے۔ جنکو بلغاری جو ترکی سواروں کے آنے پر دم دبا کر بھاگ گئے تھے زندہ چھوڑ گئے۔ [illegible] سب کو شام کے وقت [illegible] میں نے دو ہزار سے زیادہ عورتیں اور بچے پائے [illegible] گیا۔ گذشتہ [illegible] ایک جوان عورت یا لڑکی [illegible] کو ساتھ ہی ساتھ [illegible] جلا کر مار ڈالے گئے تھے۔

ازلی فی حلیف ہوگئی۔ اور یہ پیٹرسبرگ کی بندرگاہ بن جاتی۔ یا یہ کہ انگلستان اور سلطنت برطانیہ کے مقابلہ ... پڑنے سے سلامت رہے ہ

مندرجہ بالا سطور میں ہم نے اصل مطلب سے بہت گریز کیا ہے۔ مگر ناظرین کو واقعات کی حقیقی رفتار اور اُن کے اثر کا درست اندازہ کر سکنے کے قابل بنانے کیلئے یہ گریز ناگزیر تھا۔ اب میں پھر آسٹریا کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ سنہ ۱۸۷۶ء میں روس نے بدپیشہ اور ہرزہ گوئی کے مدد سے آسٹریا کو متفق کر لیا تھا اور اس سے ترکی پر حملہ کرنے کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ رومانیا نے اس حملہ کے برخلاف مدد ملنے کے لئے آسٹریا سے فضول التجائیں کیں۔ آسٹریا کی حرص انصاف پر طمع غالب آچکا تھا۔ اس نے شنوائی نہ کی اور غریب رومانیا کو صبر و شکر کر کے روس کی لشکر ملازمت سے گذرنے دینی کی اجازت دینی پڑی تھی۔ بلکہ جب مقام پلیونا پہلی مرتبہ ہی اسلامی پہلوان عثمان پاشا سے منہ کی کھانے پر روسیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور اُن کی حالت نہایت نازک ہو گئی تو اُسے اپنی کل فوج بھی اسی ظالم کے حوالہ کر دینی پڑی۔ روسی سلسلہ ہائے آمد و رفت اور اس کی فوج کا جنوبی بسربیا سے گرد رومانیا۔ بلگیریا اور مشرقی روملیا کے بیچوں بیچ سان سٹیفانو تک سیدھا جاتا تھا۔ اور آسٹریا بآسانی تمام جس موقعہ پر چاہتی وہیں اس پر مہلک حملہ کر سکتی تھی۔ مگر قرار داد باہمی کے مطابق وہ خاموش رہی۔ اور اُس نے کوئی مخالفانہ حرکت نہ کی لیکن جب قسطنطنیہ کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ اس وقت آسٹریا سے ضبط نہ ہو سکا اور اُس نے روس کو فوراً پیش قدمی سے باز رہنے کی اطلاع کر دی ہ

روسیوں کی دوسروں کو اندھا اور احمق بنانے کی کوششیں

روس کا شرطیہ میں انتظام ... تمام پیچ فاش اور

کل ازمنہ شست ہو گئے۔ کل مشرقی روملیا کی سیاحت کرنے اور ایڈریانوپل۔ فلپوپلس۔ صوفیا۔ اور ... کے برابر برابر ... روسی افواج مقیم تھیں اُن کی بے حد کمزوری کو بچشم خود مشاہدہ کر لینے ... پولیس ... دنیا کو روسی تصرف میں نہ جانے دینے کی حتی الامکان کوشش کرنے کیلئے برلن لیا۔ روسی کل دنیا کو احمق اور اندھا بنانے کی چال کمال بیباکی اور جسارت کے ساتھ چلے۔ انھوں نے فوج امپیریل گارڈ اور تقریباً ہر ایک سپاہی اور توپ جس کی گنجائش نکل سکتی تھی۔ سان سٹیفانو کو جو قسطنطنیہ سے سات میل کے فاصلہ پر ہے بھیج دی۔ اور پھر تمام یورپین سرداروں کے جنگی اتاشیوں کو روسی "فوج ہراول" !!! کے پریڈ اور جائزہ دیکھنے کے لئے مدعو کیا۔ یہ ہراولی فوج بے شک بڑی شاندار تھی۔ اس میں لفیر و توپخانہ کے علاوہ دو پچاس ہزار چیدہ روسی فوج موجود تھی۔ مگر درحقیقت ہراولی فوج ہی کل روسی فوج تھی۔

سلطان روم نے پہلے ... تھا ... چارلس رومانیا کے پیش کش کو مسترد کر دیا تھا۔ مگر جب عثمان نے چھکے چھڑا دیئے تو خود پرنس ... تمام امداد کی التجا کی۔ مفصل حالات کے لئے دیکھو محاربات پلیونا ہ

روسی کل عساکر روس کی کائنات تھی۔ ایڈریانوپل میں کل چار ہزار اور فلپ پولس میں تین ہزار سے بھی کم دستے ہی موجود تھے۔

انہیں سے روسی افواج کی قلت تعداد کو مخفی رکھنے کی بڑے اہتمام سے کوشش کی جاتی تھی۔ پرنس گورچکاف (مستوفی ضمنیہ ارجیہ روس) کے ۱۹ ادکونٹ سٹولوئن نے جو روسیلیا کا گورنر جنرل بنایا گیا ہوا تھا۔ خود اپنی زبانی مجھے بتایا کہ اشتراکی اہم چوکی میں جو سمندر روڈوپ کے کنارہ پر واقع تھی۔ تین پلٹنیں مقیم ہیں۔ مگر درحقیقت وہاں صرف دو کمپنیاں موجود تھیں۔ فسادِ روڈوپ کی تحقیقات کے لئے ایک مشترکہ بین الدول کمیشن مقرر ہوگی تھی میں نے وہاں اس کمیشن کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ میز پر صرف تین روسی افسر موجود تھے میں نے پریسیڈنٹ سے کہا "میرے خیال میں تمہارے اکثر ساتھی بعد ہی چوکی کے فرائض کی تعمیل پر گئے ہوئے ہیں" اُس کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا "نہیں صرف ایک غیر حاضر ہے"۔ اس کے معنے یہ تھے کہ وہاں صرف دو کمپنیاں موجود ہیں۔ کمیشن ایک روسی میجر کے زیر اہتمام تھی۔ اس نے میز کے نیچے سے اپنے ساتھی کو ٹھوکر لگائی۔ مگر مسکوٹ کے پریسیڈنٹ کی بجائے وہ ٹھوکر مجھ کو لگی میں بآواز بلند ہنس پڑا۔ اور جہاں تک میری ذات کا تعلق تھا۔ تمام راز داری کا خاتمہ ہو گیا۔ اور پھر مجھ سے کسی بات کے چھپانے کی کوشش نہ کی گئی۔

لارڈ بیکنسفیلڈ کو روسیوں کی کمزوری بخوبی معلوم تھی اور وہ جانتا تھا کہ روسی فوج مقیم یورپین ٹرکی پر نہایت آسانی سے دوبارہ حملہ ہو سکتا ہے۔ بنا بریں اس کی بڑی خواہش تھی کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر دشمن پر کاری ضرب لگائے اس ضرب سے روس کم از کم پچاس برسوں کیلئے بدست و پا ہو جاتا۔ اور خوبی یہ تھی کہ ہمیں آدمیوں اور روپیہ کا چنداں نقصان اُٹھانا پڑتا۔ مگر بدقسمتی سے اسی کے ساتھی وزراء کے حصے کثیر نے جنگ کو تا اندیشی اور مذہبی تعصب سے اُن اغراض و مفاد کی کہ جو معرض خطر میں تھے۔ اس نادر بےمثال موقعہ کی لا انتہا قدر و منزلت اور توقف و درنگ کے خطرات کو سمجھنے کے قابل نہیں چھوڑ دیا ہوا تھا۔ اس اتفاق رائے نہ کیا۔ اور آسے اپنے عزم سے دست بردار ہونا پڑا۔

محمد علیؒ

برلن کانگرس میں اعلیٰ ترکی نائب سفیر محمد علیؒ تھا۔ وہ ایک قابل انسان عمدہ جرنیل اور عالم واقفیت اور وسعت معلومات میں اس زمانہ کے اکثر ترکی پاشاؤں سے بہت افضل تھا۔ وہ وادی لوم کی فوج کا کمانڈر رہا تھا۔ اور وہاں اس نے روسی فوج کو جو آرچ ڈیوک (ولی عہد)[1] کے زیر کمان تھی۔ تین پے در پے شکستیں دیں۔ قراحسن کوئی اور ایوب کوئی کی لڑائیوں میں محمد علیؒ نے روسیوں کا خرگوش کی طرح تعاقب کیا۔ وہ زار کی فوج کی ترکی تمام کرنے ہی والا تھا۔ کہ محمود داماد پاشا سلطان کے بہنوئی کی صلاح بد سے جو اس محاربہ کے دوران میں ترکی کے حق میں خرشترِ رحمت کا کام دیتا رہا تھا۔ واپس بلا لیا گیا۔ میں محمد علیؒ سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے میری

[1] یہ بعد میں زار الکزنڈر ثالث ہوا۔

… نے بتایا … ہماری پالیسی … کی … ہاتھ سے کئی نادر موقعے یونہی گئے۔ ان میں سے کوئی … آیا … ترکی
بغداد کے پہلے ہی دن میں نے برلن میں اس کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور اس سے دریافت کیا کہ ترکی کے حق میں بہت حال اور معاملات کی رفتار
کیسی دکھائی دیتی ہے۔ محمد علی نے اسکے جواب کے چہرے کو ہاتھوں سے چھپا لیا۔ پھر چند لمحوں کے بعد سر اٹھا کر کہا کہ … کے ساتھ کہا
میرے دوست۔ مجھے کامل تباہی دکھائی دیتی ہے۔ آسٹریا نے ہمیں بیچ دیا ہے۔ … سال … پہلے یہ
معلوم ہوا تھا کہ روس نے بوسینیا اور ہرزیگووینا کا لقمہ … آسٹریا کو خاموش رہنے پر رضامند کر لیا تھا۔ اور … بغیر
ترکی کو صلح حاصل نہیں ہو سکے گی خداوند کریم اس پر رحم کرے۔ اس نے برلن میں ترکی کیلئے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ کانگرس کے
اختتام سے کچھ عرصہ بعد وہ ایک خاص سفارت پر … جہاں البانیوں نے سخت بغاوت برپا کر رکھی تھی۔
بھیجا گیا۔ اور وہاں شورہ پشت اور … البانیوں نے بقول بعض دغا فریب سے اسے اور اس کے تمام اسکورٹ
دستہ اردل کو تہ تیغ کر دیا۔ محمد علی کا انجام اس انجام سے جو سر لوئیس کو گناری اور اس کے اسکورٹ کا مقام کابل ہوا بہت
کچھ مشابہت رکھتا ہے۔

کونٹ گولوچوسکی کی دور اندیشی

چونکہ میں جانتا تھا کہ ترکی کی قسمت بہت کچھ آسٹریا کی پالیسی پر منحصر ہے میں نے راستہ میں بشرط امکان آسٹرین وزیر خارجہ سے
ملنے کا ارادہ کیا۔ کونٹ گولوچوسکی نے مجھ سے … گذشتہ میں قسطنطنیہ کو واپس آتے وقت ملاقات کرنا منظور فرمایا
تھا۔ اور … اس کے لئے وقت اور تاریخ معین کر دی تھی۔ مگر قسطنطنیہ میں غیر متوقع توقف ہو جانے سے
میں پورے آٹھ گھنٹے دیر کرکے پہنچا۔ تاریخ ۱۵ جنوری … بارہ بجے دوپہر کا مقرر کیا گیا تھا۔ کونٹ نے
اسی تاریخ شام کو برلن جانا تھا وہ چلا گیا۔ اور میں شام کے آٹھ بجے ویانا پہنچا۔ میں نے یہ تفصیل اسلئے بتائی ہے کہ اس
کا ایک عجیب و غریب داستان سے تعلق ہے۔ لندن واپس پہنچنے پر ایک باخبر شخص نے جو … خبر رسانوں کا افسر
تھا کہا کہ مجھے بتایا گیا کہ قسطنطنیہ میں مجھے ایم نیلیڈوف کی … سے توقف ہوا تھا تاکہ میں کونٹ گولوچوسکی سے نہ مل سکوں
میں نہیں … یہ درست ہے یا غلط۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ مجھے بالکل خلاف اور ناقابل بیان طریق سے
ایک ایسے شخص سے … جو دربار سلطانی میں بڑا منظور نظر ہے۔ اور اس کی نسبت عام خیال ہے کہ اس کا میلان
جہاں تک … روس کی طرف ہے … قسطنطنیہ میں … زیادہ ٹھیرنا پڑا۔ اور بعد میں ثابت ہو گیا کہ اسکی یہ … باتیں
اور پیغام بالکل … اور نہایت ہی ناکافی … کو بتائیں تھے۔

مسائل … کہ سلطان … نے جو مسلک اختیار کر رکھا ہے … غور سے … ہاتھ … مسلک
مذکورہ کے اختیار کرنے میں کونٹ گولوچوسکی نے … دور اندیشی … ظاہر کی تھی اسے دیکھ … تعجب … ہاتھ

۱۵ اس واقعہ کی … کتاب … چکے ہیں۔

یہ امر خود ہماری (انگریزی) پالیسی کی کتب نیلی سے بھی عیاں ہو رہا ہے [illegible] (دیکھو خطوط [illegible]) کے
بالکل قریب ہونے اور یورپ کے امن کو قایم رکھنے کے معاملہ میں سب سے زیادہ دلچسپی رکھتا ہے [illegible] تمام سلطنتوں [illegible]
اسٹکرہ سے جو امن حاصل ہو سکتی تھی [illegible] جو بخوبی واقف اور باخبر تھی آسٹریا کو اس وقت یونان کی خفیہ سازش
اتھنیکی ہیٹیریا کی کارروائیاں جواب کل دنیا میں مشہور ہو گئی ہیں معلوم تھیں اور اسے اس خفیہ مدد کا بھی علم تھا جو یونانی
گورنمنٹ اس انجمن کی خوفناک سازشوں کو دے رہی تھی اور یہ اسی علم کی وجہ سے تھا کہ جولائی ۱۸۹۶ء میں کونٹ گولوچوسکی نے
مفسدین اور سازش کے سیلاب عظیم کی درآمد کو روکنے کیلئے جسے اتھنیکی ہیٹیریا بہا رہا تھا کریٹ کے گرد بحری ناکہ
ڈالنے کی تجویز دول یورپ کے سامنے پیش کر دی تھی تمام دول عظام نے اس مدبرانہ اقدام اور پیش بندی کو جو کریٹ میں فساد کو
شگوفہ میں ہی دبا دیتی اور خود کریٹ کو جا بیجا خانہ جنگی اور خونریزی سے محفوظ کر دیتی بخوشی منظور کر لیا اگر صرف اس
آسٹرین تجویز کی بدولت محاربہ تھسلی کبھی وقوع میں آتا مگر بد قسمتی سے برطانوی گورنمنٹ نے اس سے اتفاق نہ کیا اور جب یونان
یونان میں ریڈیکل فریق کی خفیف سی سرجوشی اور تحریک سے ڈر کر آسٹریا کی تجویز کے مطابق اگست ۱۸۹۶ء [illegible] کریٹ کے بحری
محاصرہ کے لئے دیگر دول کے ساتھ شریک ہونے سے انکار کر دیا [illegible] اس قدر دباؤ میں آجاتا بڑی سخت غلطی تھی
پیشتر کہ ایسی وسیع اور اہم نہ تھی جیسا کہ گورنمنٹ نے اسے تصور کیا [illegible] ایسا پاس کرنے سے کوئی فائدہ مترتب نہ ہوا
ہے کہ انگریزی وزارت کو ذاتی طور پر بھی اس سے کچھ فائدہ نہ پہنچا اس نے اس خفیہ سازش اور یونان کی جنگی حرکات کو روکنے
کا نہایت مفید و مناسب موقع کھو دیا اور آخر ایسے وقت بحری محاصرہ کی تجویز سے اتفاق کیا اور اس میں شامل ہوئی
جب کہ مطلقاً کارآمد نہ رہا تھا اس توقف سے خود جزیرہ کریٹ کو بھی یقیناً کوئی فائدہ نہ پہنچا کہ اس کی بدولت
جزیرہ مذکور قتل و غارت کا کامل جہنم بن گیا تین سو مفسدوں اور پندرہ ہزار رائفلوں کا پہنچ جانا جن کو ۱۸۹۶ء کے موسم خزاں
میں اتھنیکی ہیٹیریا نے مدافعہ اور کامل بیباکی کے ساتھ روانہ کیا اور کرنیل واسوس کی فوج کشی مابعد کریٹ کے حق
میں بہر دلائل سے کم ثابت نہ ہوئی کونٹ گولوچوسکی نے بذات خود اس کے متعلق اگست ۱۸۹۶ء میں سر ہوریس رمبولڈ انگریزی سفیر متعینہ
وائنا کو جو کچھ کہا وہ بلیو بک میں بعبارت ذیل درج ہے۔

اقتباس از مراسلہ سر ہوریس رمبولڈ بنام مارکوئس آف سالسبری۔

وائنا یکم اگست ۱۸۹۶ء نمبر (۳۳۸)

کونٹ گولوچوسکی نے مجھ سے ذکر کیا ہے کہ یہ صاف ظاہر ہے کہ جب تک کریٹ میں یونان سے سامان
حرب کی درآمد کو روکنے کا مؤثر انتظام نہ کیا جائیگا بغاوت پوری شدت سے جاری رہیگی اس کا ان دونوں میں سے ایک
نتیجہ ہوگا یا تو باغی آخر غالب آجائینگے اور جزیرہ یونان کے ساتھ ملحق ہو جائیگا یا آزاد ہو جائیگا یا ترک جس کے ساتھ اس معاملہ میں سخت
کر ناانصافی ہوگی جس طرح مناسب سمجھینگے اس بغاوت کو فرو کر دینگے۔

گورنمنٹ ہندوستان کو یہ اچھی طرح سے معلوم ہے کہ اس اہم خطرہ کے انسداد کیلئے ٹرکی کا بہ وجود صورت کے قائم رکھنا نہ صرف ہندوستان کے
امن کی سلامتی اور انتظام کیلئے ضروری ہے اور چونکہ سلطنت کی گورنمنٹ بھی سچے دل سے ویسی ہی مستر داد خواہاں ہوگی جیسی کہ دیگر
دول ہیں۔ اور بنابریں گورنمنٹ ہند کو تعجب نہیں کہ کیوں گورنمنٹ انگلشیہ محض پارلیمنٹری معاملات اور فریقانہ چالوں کو جو صرف ملک کے
اندرونی معاملات سے متعلق ہوتی ہیں ترجیح نہیں دیتی ایسے اتحاد قائم کرنے کے نہایت اشد ضروری اور لازمی و مقدم معاملہ کی تکمیل وہ اتحاد ونگو
کو اس وقت اپنی ابتدائی شکل سے بچانے کیلئے استعمال [illegible] راستے میں حائل اور مخل ہونے دیتی ہے اس لئے اگر کوئی اور
استقبال اور صبر کے ساتھ سمجھا گیا تو اس کے شعلے تمام جنوب مشرقی یورپ میں بھڑک اٹھیں گے [illegible]
گورنمنٹ ہندوستان کی [illegible] ہیں [illegible] کے مقابلہ میں [illegible]
نہیں کی جانی چاہئے۔ (بلیو بک متعلقہ ٹرکی نمبر ۷ ۱۸۹۶ء بی ۱۹۲)

مسٹر ولیم ملر اگست ۱۸۹۷ء کے رسالہ بلیک وڈ میگزین میں نہایت عمدہ بیان تحریر کرتے ہیں جس کا درست
صحیح ہونا بعید از قیاس نہیں ہو سکتا۔ وہ لکھتے ہیں کہ شاہ یونان اور ایم ڈیلیانس دونوں نے محض اس توقع سے یونانی فوج کو تیار
کی [illegible] تھی کہ آخر دول یورپ ۱۸۸۶ء کی طرح یونان کا ترکی پر حملہ کرنے سے [illegible] اور لڑائی
تک نوبت پہنچی دیکھی۔ مسٹر ملر کے الفاظ حسب ذیل ہیں:-

یونان کا ٹرکی پر حملہ کرنے کی افواہیں دن بدن زیادہ تقویت پکڑ رہی تھیں حتیٰ کہ ایک دن شاہ کو یہ اطلاع جو
اس بارے میں نہایت معتبر اور بالکل درست تھی پہنچی کہ دول نے محاصرہ کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس نے دیکھ لیا کہ زبانی
شیخی بگھارنے اور تعلی کے لیے کا اب خوب موقعہ ہے۔ اور اس موقعہ کو اس نے یونہی جانے دینا مناسب نہ سمجھا بمشکل کسی نے
شہر کے چوک میں اتنا مجمع اور ہجوم دیکھا تھا جتنا پہلے کبھی نہ ہوا تھا یکبارگی بادشاہ سلامت اراکین خاندان کے حلقہ میں
جلوہ گر میں نمودار ہو گئے۔ اور جنگ کی تائید میں ایسی پرجوش اور اشتعال انگیز تقریر کی کہ گو ایم ڈیلیانس بھی نہایت
پرجوش تقریروں سے قوم کے دلوں کو مسخر کر رہا تھا مگر اس کی کوئی تقریر پرجوشی میں بادشاہ کی تقریر کی برابری نہ
کر سکتی تھی۔ بادشاہ سلامت نے ارشاد فرمایا "ہم سب لڑائی کیلئے کمربستہ ہیں میرا خنجر تیار ہے میں بذات خود تین لاکھ یونانیوں
کی کمان پر میدان جنگ کو جاؤں گا"۔ یہ الفاظ سن کر سامعین کے جوش و خروش اور پرجوش اظہار عقیدت و خلوص کا
کیا ٹھکانا ہو سکتا تھا سب کے سب ایسے جوان مرد شجاع اور محب ملک بادشاہ پر دل و جان سے والہ و شیدا ہو گئے اور
کم از کم کچھ عرصہ کیلئے شاہی خاندان کی استقامت و استقلال کی طرف سے بے فکری ہو گئی کیونکہ اس سے پہلے یونانی اپنے بادشاہ کی
خود احتیاط یا ان کے قول کے مطابق اس کی بزدلی سے سخت ناراض ہو رہے تھے۔ مترجم) لیکن جس وقت بادشاہ یہ الفاظ
زبان سے نکال رہا تھا اسے دل ہی دل میں یقین تھا کہ کوئی لڑائی نہیں ہوگی۔ جیسا کہ اس تقریر کا مسودہ تک بھی جو اس نے
اس جلسہ سے دوسری مرتبہ کی تھی اس وقت ہی تیار ہو چکا تھا۔ یہ تقریر اس وقت کی جاتی جبکہ دول کے جنگی جہاز یونان کے بندر

فالیرم اور پایرس کے سامنے لنگر انداز ہو گیا تھا۔ اور اس وقت جب کہ یونانی بیڑہ نو دانی جہازوں کی انتظار میں بندرگاہ میں پڑا ہوا
کھڑے ہوئے تھے۔ بادشاہ سلامت یوں تو منسوخ ہوتے۔ تو ہم نے اپنی طرف سے تو ہمارے لیے پوری کوشش کی ہیں لیکن امتیازی حدود کو جانچ
تباہ تھا۔ اور اگر ہمارا دشمن یورپ حائل نہ ہو جاتا جو وحشی سلطان ترکوں کی حفاظت کر رہا ہے۔ تو آج ہم قسطنطنیہ کی سڑک پر
سوار ہوتے"+

انگریزی حماقت کا سبب — انگریزی وزراء نے مناسب اور بروقت کارروائی کرنے کے دو اور بہترین موقعے بھی ہاتھ سے کھو دئے۔ پہلا موقعہ یہ تھا کہ کرنیل واسوس کی فتح کو جزیرہ میں اترنے سے پہلے راستہ میں روک دیا جاتا۔ دوسرا یہ تھا کہ یونان کا اکلا یا جزئی محاصرہ کر لیا جاتا جس وقت یونانی گورنمنٹ نے اپنی فوجیں جمع کرنی شروع کیں۔ تو آسٹریا نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ اتھنز کے بندرگاہ پائرس اور تھیسلی کے بندرگاہ وولو کا محاصرہ یونانیوں کو تھیسلی میں فراہمی و اجتماع افواج سے روکنے کیلئے کافی تھا۔ کیونکہ اتھنز سے تھیسلی کو جو خشکی کے راستے جاتے ہیں وہ طویل اور دشوار گذار ہیں۔ سکرات موقوف کے وقت بھی یہ تجویز نہ سہی ہوتی جبکہ انگریزی مجلس وزراء پہ مستولی تھی جس نے اُسے پہلے بھی باجال کرتی کارروائی بند کرنے دی تھی+

ہماری اس بڑی کمزوری اور بلا امتیاز و مناقشہ سے یورپین گورنمنٹوں کو سخت آزردگی ہوئی جس آزردگی کا اس طرح سے اظہار کیا گیا کہ براعظمی[1] اخبارات کے حصہ کثیر نے انگریزی خارجہ پالیسی پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کی۔ اور وزارت انگلشیہ کے استحکام پیچ اور احتمال کو جس سے ممالک غیر سخت متعجب ہو رہے تھے۔ خود لارڈ سالسبری کی بجائے اس کے رفیق وزراء کی طرف منسوب کیا۔ ہم انگریز ممالک غیر کی ایسی نکتہ چینیوں کو عموماً غیر منصفانہ بلکہ بے بنیاد قرار دیکر ان پر سخت خفگی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ہماری غلطی ہے۔ ہمیں یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ انگریزی قوم کی نسبت براعظمی اقوام جنگ وجدال کے خطرات اور مصائب سے بدرجہا زیادہ واقف ہیں۔ اور بنا بریں وہ کسی ایسی کمزوری یا تذبذب یا بے التفاتی سے جو آتش جنگ مشتعل کر دینے کا باعث ہو سکتا ہے بہت ڈرتی اور اس پر خفگی ظاہر کرتی ہیں۔ تعلقات بین الاقوامی کی حقیقی قیمت اور معاملات خارجیہ سے انگریزی اخبارات اور انگریز ناظرین و سیاسیوں کے حصہ کثیر کی حیرت انگیز ناواقفیت کا باعث بھی یہی لاعلمی اور ناتجربہ کاری ہے۔ براعظمی اقوام کو تلخ تجربہ سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ خارجیہ معاملات ان کے لئے کیسی اہمیت اور ضروری منزلت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ رفتہ اور لیاقت بہم سدھی دانشمانی براعظمی اخبارات پر براعظمی پر ویسا اثر نہیں ڈال سکتیں جیسا کہ انگریزی اخبارات پر ممالک غیر کی وجہ ہے کہ انسان ملکوں کے مادی اغراض و مفاد اس سے بدرجہا زیادہ کرتے ہیں جتنی کہ انگلستان کے عملی اغراض وہاں کے باشندوں کے

[1] یعنی براعظم یورپ کے ان ممالک کے اخبارات جو چاروں طرف سے پانی سے نہیں گھرے ہوئے اور ان کی کوئی نہ کوئی جانب دوسرے ملک سے ملتی ہے۔ بالفاظ دیگر برطانیہ کلاں و آئرلینڈ کے سوا جو دونوں جزیرے ہیں باقی تمام ملک یورپ کو براعظمی ممالک کہا جاتا ہے+ (مترجم)

رہا۔ ایسا شاید کہ کہہ سکتے ہیں [illegible] پانچ سات آدمی بھی نہیں [illegible] عظمی یا قومی ذاتی [illegible] ان کو اجازت نہیں دیتے کہ
اپنے خاندان کی پرانی باتوں سے ایسے جاہل و بے خبر ہیں۔ یا ان کا اظہار ایسی لاپروائی سے کریں جس طرح کہ انگلستان اس کی
قبضہ میں آ جانے کے بعد سمجھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ یہ ہے وہ بہت کچھ خوف زدہ ہے۔ اپنی محفوظیت کے متعلق اس کا یہ خیال کہ انگلستان نے شکست سے بھی بچ لیکن
پھر بھی بے پروائی [illegible] تاہم اس [illegible] سے خالی نہیں ہی ہے۔

کونٹ گولوچوسکی کی آراء سے

اس مرتبہ میں نے آسٹرین وزیر خارجہ کی ملاقات سے محروم نہ رہنے کا پختہ انتظام کر لیا۔ اس کا [illegible] کونٹ گولوچوسکی کی حیثیت
سے [illegible] میری جو نہایت قابل اور زیرک شخص ہے کیا گیا۔ آسٹرین وزارت خارجہ کا دفتر بالا بالا [illegible] (قصر) میں ہے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو وزیر کے اردلی جو نہایت ہی خوش اخلاق اور متواضع تھے ہمیں کئی خوبصورت کمروں میں سے ایک شاندار ایوان میں لے گئے۔ یہ ایوان آسٹرین قیاصرہ کی تصویروں اور بدنصیب ولی عہد پرنس رودولف[1] مرحوم کی [illegible] انگیز شبیہ سے آراستہ تھا۔ [illegible] (اپنے لڑکے) کونٹ نے اس ایوان میں چھوڑا [illegible] انتظام ہر جگہ اپنے ساتھ [illegible] تاکہ سے تمام قابل دید مقامات اور رسوم و مراسم [illegible] ان لوگوں [illegible] کی تاریخ میں [illegible] سبب ہے ہمیں [illegible] سکتے [illegible] ملیں۔ وہاں سے پیچھا ہم ڈیوٹی ہی وزیر کے کمرہ میں لے گیا جہاں میں نے اس سے طویل ملاقات کی اور [illegible] تک گفتگو ہوتی رہی۔ کونٹ کی شکل و شباہت دل پسند، آنکھیں نیلگوں اور روشن، چمکدار بال، چوڑی پیشانی فراخ و بلند اور عمر پچاس کے قریب ہے۔ اس کا تبسم نہایت خوش گوار، انداز دلیرانہ اور گفتگو نہایت شریفانہ ہے۔ وہ [illegible] گلیشیا کا متمول زمیندار اور [illegible] قوم سے پولش ہے۔ مذہب کی وجہ سے اس کی نسبت عام خیال مشہور ہے کہ وہ انگریزی اغراض کے مخالف ہے۔ لیکن میں نے اس میں مخالفت کا کوئی نام و نشان نہ پایا بلکہ اسے اس کے عین برعکس دیکھا۔ بہ کمال خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آیا اور میری ملاقات پر بڑی مسرت ظاہر کی۔ وہ انگریزی نہیں بول سکتا لیکن فرنسیسی بہ اہل زبان معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نے اسی زبان میں گفتگو کی۔ اس نے یونان کے طریق عمل پر جو اس نے کریٹ اور [illegible] میں اختیار کر رکھا تھا سخت نفرت ظاہر کی [illegible] مجھ سے اتفاق کیا کہ یونانی گورنمنٹ [illegible] یورپ سے تاوان لینے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس نے [illegible] بلا تامل اور صاف صاف ظاہر کر دی۔

---

[1] [illegible] اکلوتا بیٹا تھا [illegible] بیاہا تھا۔ مگر اس کا تعلق ایک آسٹرین امیرزادی سے ہو گیا اور اس نے اپنی بیوی کو [illegible] دل سے [illegible] کیا۔ [illegible] ایک دن [illegible] خلوت میں بلا کر سمجھایا اور اس سے آئندہ اس ناجائز تعلق سے باز آ جانے کا [illegible] اپنی [illegible] تعمیل کی مگر آخر ضبط نہ ہو سکا۔ وہ آسٹریا کے ایک مضافاتی موضع میرلنگ میں اپنی معشوقہ کے ساتھ [illegible] دونوں نے خودکشی کر لی۔ دونوں کی لاش صبح [illegible] ملی۔ [illegible] ہاتھ سے ہلاک ہوئی۔ (مترجم)

کہ انگریزی گورنمنٹ ہی کریٹ کی موجودہ اشتعالک حالت کی ذمہ وار ہے۔ اس نے اس معاملہ میں حیرت انگیز بے پروائی سے کام لیا۔ اس نے صرف کریٹ کے بحری محاصرہ میں جسے آسٹریا نے ۱۸۹۶ء میں تجویز کیا تھا بلکہ وولو اور پائریس کے بحری محاصرہ میں بھی شامل ہونے سے جو اس وقت تجویز کیا گیا تھا جبکہ یونانیوں نے تھسلی میں فوجیں جمع کرنی شروع کی تھیں انکار کر دیا۔ حالانکہ گورنمنٹ کو یہ پیش بینی کرنی یقینی تھا کہ اس بہت بڑے امن پر خلل نہیں پڑ سکتا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کل دول نظام امن کی خواہشمند ہیں۔

اس کے متعلق جب میں نے سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ روس اب امن کا شائق دل سے خواہاں ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ ایام گذشتہ میں ٹرکی کے متعلق اس کی جو پالیسی رہی ہے کہ وہاں خانہ جنگیاں برپا کرتا اور فساد برپا کراتا ہے۔ لیکن اب اس کی پالیسی بالکل بدل گئی ہے۔ اسے اچھی طرح غور و فکر سے یہ تحقیق ہو گیا ہے کہ پچھلی لڑائی میں جس میں اس نے لاکھوں آدمی اور کروڑوں روپیہ ضائع ہوئے حسب توقع منفعت نہیں ہوئی۔ بلغاریوں کو آزادی دلوانے سے بھی روس کے حق میں کوئی عمدہ نتیجہ نہیں نکلا۔ بلغاری ایسے آزاد طبیعت ہیں کہ وہ کسی کی غلامی یا دست نگری گوارا نہیں کر سکتے۔ انگریزی جانب میں گورنمنٹ نے ان فوائد و منافع کا اندازہ جو روس کو گذشتہ معاہدہ میں حاصل ہوئے بہت گھٹا کر کیا۔ کیونکہ بلا واسطہ منافع کے علاوہ یہ مسلم امر ہے کہ اس لڑائی سے ٹرکی پہلے کی نسبت بہت کمزور ہو گئی اور یہ صاف ظاہر ہے کہ اسکی کمزوری روس کیلئے صریح مفید ہے۔ مزید برآں روس کو بالخصوص ایسے مفید مقامات ہاتھ لگے۔ تمام بحیرہ اسود پر اس کا اقتدار قائم ہو گیا۔ اور ٹرک جزیرہ نما بلقان کے بہترین حصہ سے خارج کر دیئے گئے۔ گورنمنٹ نے یونانی فوج کا ذکر حقارت سے ذکر کیا۔ اور کہا کہ ٹرک خشکی پر یونانیوں کو بآسانی تمام شکست دیدیں گے۔ بلکہ میرے خیال میں ایک ہی لڑائی یونانیوں کو ہوش میں لانے کیلئے کفایت کریگی اور یہ لڑائی یونانیوں کی جوع البقر اور ہوس ملک گیری کو ہمیشہ کیلئے پامال کرنے کیلئے بہترین تدبیر اور موثر ترین دوا ہو گی۔ مجھے خطرہ صرف اس بات کا ہے کہ کہیں حصول فتح پر ٹرکی باشی بزوق اور بالخصوص ارنوٹ یونانی آبادی پر جبر و ستم نہ کریں۔ گورنمنٹ نے ٹرکی کے موجودہ طریق انصرام مہام سلطنت کے برخلاف بھی صاف صاف اپنی رائے ظاہر کر دی۔ اور کوئی لگی لپٹی نہ رکھی اس نے کہا کہ ہر معاملہ کا تصفیہ یلدز سرائے سے ہونا ملک کیلئے ہی نہیں بلکہ خود سلطان المعظم کے حق میں بھی اچھا نہیں کیونکہ ہر امر کے وہیں طے ہونے سے طبعی طور پر ایسی تدبیریں جو درست نہ ہوں۔ حتیٰ کہ مظالم آرمینیا تک کے ذمہ دار سلطان المعظم سمجھے جاتے ہیں۔ مزید برآں اس طریقے نے ٹرکی کی قابل و لائق کارگزار جماعت کو بہت کچھ معدوم کر دیا ہے کیونکہ جب کل امور ایک شخص واحد کی ذات سے وابستہ ہوں۔ تو دوسروں کو کس طرح معاملات سلطنت کے انصرام کے متعلق قابلیت پیدا کرنیکا موقع مل سکتا ہے۔ کونٹ گولوچوسکی نے انگریزی پالیسی اور تدابیر و طریقوں پر بھی سخت نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ انگریزی مدبر عام طور پر کثرت رائے کا حد سے زیادہ پاس رکھتے ہیں۔ بعض اوقات پاس کی وجہ سے معاملات خارجیہ میں کوئی مستقل اور یکساں پالیسی نہیں رکھ سکتے۔ جیسا کہ کریٹ کی نسبت اس نے رائے ظاہر کی کہ وہ کچھ زیادہ دیر تک قائم رہ سکتا ہے۔

ہالی جزیرہ نے جس وقت یہ سمجھ لیا کہ یورپ پیچیدہ دل سے ان کی بہتری کا خواہاں ہے تو وہ سلطنت گورنمنٹ سے بالکل مطمئن ہو جائینگے۔
کونٹ نے پہلے یورپین پالیٹکس اور روس کی موجودہ سیاسی حالت کا نہایت دلچسپ نقشہ کھینچ کر بتایا۔ سیاسی معاملات میں
اس کی لیاقت و سمجھ [illegible] وہ پوری دستگاہ رکھتا ہے اس کی بالوثوق یہ رائے تھی کہ وہ حالت موجودہ کو تشویشناک
نہیں کرتا۔ اور [illegible] آسٹریا کی نسبت [illegible] کی تمام رائے انگلستان کے حق میں نہایت
ہی دوستانہ ہے اور اگر انگلستان کی پالیسی صاف اور غیر متذبذب ہو تو آسٹریا ہمیشہ تمام معاملات میں انگلستان کے ساتھ
شریک ہے۔ ان [illegible] کے اغراض [illegible] متشابہ ہیں [illegible] کے متعلق کونٹ
[illegible] اس کے انداز گفتگو سے
متفق ہو گیا کہ روس جرمنی اور آسٹریا کے فیصلہ میں اتحاد موجود ہے۔ اور کوئی شخص حقیقت سے بالکل منکر ہے شروع سے لیکر آخر
تک تمام ملاقات میں کونٹ نہایت خوش اخلاقی اور نوازش و مروت سے پیش آیا۔ [illegible] اس نے اس قسم کے کئی سوال کئے کہ تمہیں
[illegible] کہاں تک علم ہے اور بالآخر رخصت ہوتے وقت [illegible] ہنگری میں گڈبائی (الوداع) کہا اور دعا کی کہ سفر میں
خوش قسمتی ہماری رفیق رہے اور ہم خوب سیر و تماشا کریں +

پروفیسر آرمنی فی ایس ویمبری

[illegible] ملاقات کرنے کے بعد ہم [illegible] بوڈاپسٹ کو روانہ ہو گئے

[illegible] راستہ نہایت ہی خوشگوار اور دلفریب ہے جا بجا گوناگوں مناظر اور مختلف الالوان نظارے دکھائی دیتے ہیں جہاز بھی
بہت ہی آرام دہ تھا [illegible] وقت کے سوا اور ہر معاملہ میں [illegible] فوقیت رکھتا ہے جہاز صبح کے سات بجے
[illegible] شام کے [illegible] بجے واپس پہنچتا ہے۔ پس جو شخص ایک سالم دن کی گنجائش نکال سکتے ہوں۔ انہیں ہر نوع
[illegible] راستہ کو ترجیح دینا واجب ہے۔ ہنگری کے لاٹ پادری کے مسکن کا نظارہ جس کا درخشاں قلعہ میں [illegible]
ایک بلند چٹان پر واقع ہے نہایت ہی دلکش اور حیرت انگیز ہے۔ اس کے ماسوا اور ہزاروں خوشگوار اور شاندار نظارے
آنکھوں کو طراوت اور روح کو تازگی و فرحت بخشتے ہیں۔ رات ہم نے بوڈاپسٹ میں بسر کی۔ اور اپنے قدیمی دوست بوڈاپسٹ
کے مشہور فاضل پروفیسر آرمنی فی ایس ویمبری سے طویل اور کمال دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ کل یورپ میں کسی شخص کو

[illegible] مسلمین کی اکثر تقریریں بیست سالہ عہد حکومت میں درج ہیں۔ اہالی ہنگری کو ترکوں سے باوجود مغائرت
مذہب ہم قوم و ہم نسل ہونے کی وجہ سے خالص الفت اور دلی تعلق ہے۔ اس کی مفصل کیفیت تاریخ خاندان عثمانیہ میں تحریر کر چکا
ہوں [illegible] اس قوم [illegible] مسلمین [illegible] محبت اور کمال دلسوزی ہے
[illegible] درج کر دینا [illegible] ہوگا۔
ایک اجنبی ہمسایہ کی بے نظیر دلسوزی اور بے مثال مروت کچھ عجیب ہے [illegible] +

شرقی اور کل مشرقی [illegible] کا ایسا کامل و مکمل اور منصفانہ علم نہیں جیسا کہ اس بے نظیر [illegible] محقق علوم السنہ مشرقیہ [illegible] کسی شخص نے انگلستان [illegible] انگریزوں میں کی [illegible] مذہبی انتصاب اور حرص ملک گیری [illegible] کی کوشش نہیں کی جتنی

[illegible] سید [illegible] ضیاء الدین پاشا [illegible] نے ایک کتاب جس میں [illegible] کو متعلق تمام شعرا کے اقوال جمع کئے گئے تھے۔ اپنے دوست پروفیسر [illegible] کالج میں عربی زبان کے پروفیسر ہیں [illegible] پروفیسر [illegible] نہایت شستہ اور فصیح بلیغ عربی زبان [illegible] کمال [illegible] حاصل ہے اور [illegible] عربی زبان [illegible] شاعر [illegible] جیسا کہ اس کتاب سے واقع ہوتا ہے [illegible] قول شاعر اور عمل کا [illegible] کی توفیق و سعادت عطا فرماوے [illegible] عمل نافع نہیں۔ مجرد قول شاعرانہ عمل نافع کی تعریف کسی نے کیا خوب کی ہے کہ [illegible] ایسا عمل ہے جس کی لذت [illegible] باقی رہتی ہے [illegible] کی مشقت تو چلی جاتی ہے [illegible] عمل نافع [illegible] شاعری [illegible] باقی نہیں [illegible] اعمال نافع کی [illegible] عمل نیک [illegible] عمل نافع کی تعریف [illegible] اعمال و مساعی و مجاہدہ [illegible] کوشش کرو تاکہ [illegible] قوم [illegible] تعصب [illegible] ایک قسم کی خاص لذت [illegible] اعمال مشقت اور تعب [illegible] عمل نافع سے [illegible] دل و دماغ اور قوائے [illegible] کا [illegible] نہیں [illegible] اس وقت [illegible] پس اے میرے مخدوم احباب وہ کام کرو جو تم پر واجب ہے اور یہی میری [illegible] نصیحت ہے۔

کیا مسلمانان [illegible] علم [illegible] غیر قوم [illegible] مسلمانوں کے [illegible] کبھی [illegible] کیا [illegible] نہیں [illegible] تو ہم کبھی ترقی نہیں کر سکتی بلکہ [illegible] نہیں ہو سکتی"

کہ پروفیسر موصوف ہی ایم ویمبری ہی ایک ایسا یورپین ہے جس نے ترکی تمکین اعلیٰ القاب سلطان المعظم سے ان بولی ترکی بزبان ترکی بتمیز اور شیریں کمال
میں گفتگو کی ہے۔ پروفیسر موصوف ترکی میں نہایت روانی سے تکلم کرتے ہیں اور نہایت فصاحت اور کمال عالمانہ ترکی لکھتے ہیں۔ کوئی برس بھول
میں سلطان المعظم کے مہمان رہ چکے ہیں اور دربار عدالت مآب نے اُن سے مشورہ لیا ہے۔ اُن کا نام ایک ایسی ناموری کا نام بھی اصل ہے جسے
انگلستان بہت مخصوص سے غیر مسلم کہہ سکتے ہیں جنہوں نے درویش کے بھیس میں تک سنٹرل ایشیا کا سفر کیا اور کوئی پاس نہیں کہ ... مشہور
سیاح سر ہنری مورٹن ہی ایک ایسا غیر مسلم ہے جس نے ایسی نہایت ہی خطرناک ملک کا کام سر انجام کیا۔ پروفیسر ویمبری نے انگریزی گورنمنٹ کی بھی
مخلصانہ طور پر بڑی بڑی خدمتیں کی ہیں۔ گذشتہ افغان جنگ میں اہل انگلستان کے دماغوں پر جو خبط وحشت اور حماقت مستولی ہو گئی
تھی اُسے دیکھ دیکھ کر پروفیسر کے اوسان گم ہو رہے تھے اور وہ انگشت بدنداں تھے کہ یہ کیا فتنہ بپا ہو گیا ہے۔ پروفیسر مجھے اپنی
سوانح ... کہ اُن کے خیال میں سلطان المعظم اور انکی گورنمنٹ انگلستان سے بہت ناراض اور برگشتہ خاطر ہو گئے ہیں ... دس سے
بازی جیت لی ہے۔ مسٹر گلیڈسٹون بھی ... خاتون ... تھے۔ اُن کی ... طبیعت کو جو خاص ... اور ... اُس کے بتانے کی
احتیاج نہیں ... وقت مجھے آخری الفاظ یہ کہے "یاد رکھو کہ ... یقیناً ... پیشینگوئی ہم
سے ... قدرت سے وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔

سلطان المعظم و تخت بلگیریا

ہم ادوار کی فوج کو ہدایت سے سیدھے سالونیکا کی طرف روانہ ہوتے دیکھتے تھے ... سے گزرتے ہوئے ... جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا تحقیق و تفتیش کی مگر اس امر کی کوئی شہادت
نہ ملی کہ سرویا اپنی افواج فراہم کر رہی ہے۔ البتہ ایک سرب افسر نے ذکر کیا کہ سرب فوج ایسی تیار ہے کہ وہ ۲۴ گھنٹے میں فراہم کی جا سکتی ہے

لہ بارگاہ سلطانی جہاں کسی کی حاضری کے وقت ... ہیں ... بالتفصیل کتاب ... قسطنطنیہ میں ملے گی۔

سلہ سلطان المعظم اور اُن کی حکومت کے ... انگلستان کی طرف سے ... گذشتہ چند برسوں میں جو سلوک ہوتا ہے ... اُس کا نتیجہ یہی
ہونا چاہئے تھا۔ مگر آفرین ہے سرور کائنات کے اس قابل جانشین اور عالی ظرف ... کہ اس ... اپنے دل پر کوئی میل
نہیں آنے دیا اور انگلستان کو پھر بھی کہہ دیا کہ ہمارا سینہ بدستور صاف ہے۔ جس کا ثبوت مارچ ۱۸۸۴ء کے ایک تار سے جو ذیل میں درج ہے بخوبی مل سکتا ہے
لندن ۸ مارچ۔ سلطان المعظم ... سر ... اور کانٹ ... انگریزی سفیر کو حضرت سلطان المعظم کی درگاہ میں باریابی کا شرف حاصل ہوا۔
امیر المومنین نے فرمایا کہ ان کی ... یہی خواہش ہے کہ اسلامی سلطنتوں (برٹش گورنمنٹ) کے ساتھ باہمی دوستی اور اتحاد کا رشتہ قائم ہے۔ اور نیز اپنی
زبان مبارک سے یہ بھی ارشاد کیا کہ ہم مسلمانان ہند کو ہمیشہ یہی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنی ملکہ معظمہ قیصر ہند کی وفاداری اور تابعداری سے کبھی سرتابی
نہ کریں۔

سلہ افریقہ کے مشہور آفاق زندہ سیاح اور ممبر پارلیمنٹ انگلستان۔ ان کا پورا نام ہنری ایم سٹانلی ہے۔ یہ ۱۸۴۱ء میں پیدا ہوئے ...
سے ایک محتاج خانہ میں بسر کیا۔ جہاں سے نکل کر ایک جہاز میں خلاصی ہو کر امریکہ گئے۔ اور رفتہ رفتہ وہ عروج و شرف حاصل کیا جو آج
انہیں حاصل ہے۔

لیکن یہ وہ میدان جنگ ہے جہاں ہم اس وقت گذر رہے ہیں یہیں سے [illegible] ترکی جرنیل [illegible] کرتا ہوا انکے [illegible] پہلے سفید [illegible] تک پہنچا یا تھا کہ اُن کی گولیوں سے ہلاک ہو جانے میں کوئی شک نہ رہ گیا تھا جنوب کی پہاڑی پر دو بلغاریوں کو ایک طرف [illegible] کھڑی تھی۔ اس پہاڑ پر [illegible] جرنیل [illegible] کے ساتھ کھڑا ہوا ترکوں کے حملہ اور کل مزاحمتوں کو راستے سے ہٹتا ہوا [illegible] کی لاج پہاڑی کے [illegible] ٹیلہ پر [illegible] دیکھتا رہا تھا۔ اللہ اکبر اُس وقت سے بعد کیسے کیسے واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ اور کتنی بہادر روحیں اس وقت سے جہان کو رخصت ہو چکی ہیں۔ اور کیسے کیسے خوفناک جرائم اور سیہ کاریاں بلقان والوں میں [illegible] ہیں۔ اور اب دیکھئے اس پیش نظر [illegible] کا کیا نتیجہ نکلتا ہے کیا حقیقی فیصلہ آخر خود [illegible] بلغاریہ خاموش بیٹھیگی۔ یا کیا سرویہ حکومت اپنی [illegible] استقلال و ترقی مغرب آبادی کو قابو میں رکھ سکیگی؟ یہ تھے وہ خیالات اور سوالات جو سرویا اور بلغیریا میں سے گزرتے وقت میرے دل و دماغ میں پیدا ہوتے تھے اُسی حالت میں مجھے یاد آگیا کہ ایم [illegible] بلغاریہ [illegible] نے گذشتہ (۱۹۰۷ء) میں مجھے یقین دلایا تھا کہ اسکی اور اسکی قوم کی دلی خواہش ہے کہ ترکوں سے دوستی رکھی جاوے۔ اسلئے کہ انکو ترکوں کی نسبت روسیوں سے زیادہ خوف و اندیشہ ہے۔ ایم [illegible] بلاف [illegible] اور یونانی [illegible] کی نسبت بھی اُس وقت کوئی [illegible] خیالات ظاہر کئے تھے۔ اُسی موقع پر اُس نے مجھے یہ عجیب کہانی جو میں نے پہلے کبھی نہ سنی تھی سنائی کہ پرنس [illegible] کی کنارہ کشی پر ایم [illegible] اور اسکے [illegible] بلغیریا کا تخت سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کیا مگر روس نے بادشاہ [illegible] کرنے سے روک دیا۔ بعدازاں یہی درخواست شاہ رومانیا سے کیگئی جسے آسٹریا نے [illegible] عزت منظور کرنے سے [illegible] یہ [illegible] تھا کہ ترکی اور بلغیریا کو ہمیشہ کیلئے اسمیں متحد و متفق اور وابستہ کردیں سلطان المعظم کو بحیثیت شاہ بلغیریا [illegible] اقتدار حاصل ہو جو آسٹرین قیصر کو بحیثیت شاہ ہنگری [illegible] حاصل ہے نتیجہ [illegible] واقعی نہایت ہی [illegible] کہ افسوس آزمایا نہ گیا۔

[illegible] صبح طلوع آفتاب کے وقت [illegible] یہ قصبہ [illegible] جب [illegible] پہلی مرتبہ یہاں آیا تھا تو ترکی تھا اب [illegible] کے مناظر نہایت ہی شاندار اور خوبصورت تھے۔ ترکی علاقہ میں سرحدی سٹیشن [illegible] ہے۔ وہاں کا سٹیشن ماسٹر [illegible] سال [illegible] نہایت خوش اخلاق صاحب [illegible] اور متواضع [illegible] تھا [illegible] ایام [illegible] وہ مجھے اپنا اصل دوست سمجھتے ہیں [illegible] اور مجھ کو [illegible] بھی اٹھانی پڑی [illegible] سرحدی سٹیشن کے سٹیشن ماسٹر [illegible] ٹرین [illegible] ہم اُس [illegible] میں [illegible] گذشتہ [illegible] کے متعلق جسکو آخری حصہ [illegible] چشم خود ملاحظہ کیا تھا۔ بات چیت کرتے [illegible] ترکی

[illegible] کے وقت اس [illegible] ہزار [illegible] جنرل [illegible] کی [illegible] بلغیریا کی آزادی [illegible] نے [illegible] کو ایک [illegible] کر دیا تھا۔ [illegible] فرزند [illegible] ہو گئی تھی [illegible] ترکی [illegible] آپ [illegible] ہیں [illegible] کے دوران میں ہے۔

سٹیشن ماسٹر بھی بمقام [illegible] انگریزی [illegible] اور [illegible] سٹیشن ماسٹر [illegible] ان دونوں [illegible] ہمیں بھی اپنا [illegible] پسند کرتے [illegible] تھا۔

ترکی مجاہدین رات [illegible] اس سٹیشن پر ترکی مجاہدین کے گروہ کے گروہ ملتے تھے جو سالونیکا اور پھر وہاں سے حدود [illegible] سرحد پر جا رہے تھے۔ ان کی پرجوش اور شگفتگی طبیعت کی کوئی حد [illegible] نہ تھی [illegible] اسلامی قصبہ کے سٹیشن پر مسلمانوں کا ہجوم [illegible] کو الوداع اور مبارکباد [illegible] موجود ہوتا تھا۔ [illegible] سالونیکا سے بڑا شہر ہے۔ اور [illegible] کا محل اتصال ہے۔ [illegible] مجاہدین [illegible] ہر ایک [illegible] تازہ خبر معلوم کرنے کی [illegible] ہو رہی تھی۔ [illegible] سٹیشن کی یہ کیفیت تھی کہ [illegible] بیان کیا کہ ترکوں نے [illegible] فتح کر لیا ہے [illegible] دوسرے کی روایت تھی کہ [illegible] اس کو [illegible] اپریل کو بروز شنبہ [illegible] تھے اور اس تاریخ فی الحقیقت ادہم پاشا ابھی ان کی ہی سرحدوں سے دوسری طرف [illegible] جب ہم پہلے [illegible] دونوں کی [illegible] لڑائی ہو رہی تھی۔ ایک نیلی چشم چپٹے بالوں والی عیسائی نے چپکے سے میرے کان میں سرگوشی کی کہ لڑائی میں ترکوں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ [illegible] یونانی [illegible] تھا [illegible] سال [illegible] تک کپتان بھی [illegible] خوشی ہوتی [illegible] تعالیٰ [illegible] کہاں [illegible] انشاء اللہ [illegible] ایسا [illegible]۔

سر ایشمیڈ کا سفر بجانب حدود یونان

رضا پاشا والی سالونیکا ہم سالونیکا تاریخ ۱۹ اپریل [illegible] شب کو بہت رات گذری پہنچے۔ رضا پاشا گورنر جنرل سالونیکا کا سکرٹری اور [illegible] انگریزی قونصل کا [illegible] سٹیشن پر ہمارے استقبال کیلئے موجود تھے۔ ہم ٹرین سے اترتے ہی [illegible] مکان کو چلے گئے [illegible] رضا پاشا نے بڑے تپاک سے ہماری آؤ بھگت کی وہ نہایت خوش اخلاق [illegible] رحیم مزاج۔ مضبوط جسم شائستہ [illegible] ہے۔ [illegible] قسطنطنیہ سے ہمیں سفر کے متعلق ہر قسم کی مدد دینے اور آسانیاں بہم پہنچانے کے احکام صادر ہو چکے تھے چنانچہ ہم نے [illegible] اپنی مدد کے [illegible] ہر طرح [illegible] اس نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اس نے ہمیں کہدیا کہ جس وقت ہم آگے جانا چاہیں ایک افسر [illegible] ہمارے ساتھ جانے کے لئے [illegible] دیوان کو جانے والی فوج کے لئے انتہائی [illegible] سٹیشن [illegible] موجود [illegible] مزید برآں ترجمان کا کام دینے کیلئے پاشا موصوف نے ایک پولیس آفیسر بھی جو کئی زبانیں جانتا تھا ہمارے ساتھ کر دیا۔ وہ [illegible] تھا [illegible] سالونیکا کی پولیس میں ملازم تھا۔ وہ خوبصورت تن آور شجاع اور نہایت ہوشیار شخص تھا۔ اور سفر میں ہمارے لئے نہایت کار آمد و قابل بھروسہ ثابت ہوا۔ وہ کئی زبانیں خاصی جانتا تھا مگر انگریزی بہت

[illegible] پاشا [illegible] سالونیکا [illegible] تبدیل [illegible] کمیشن [illegible] ہے۔

کم لیاقت رکھتا تھا۔ ترکی یونانی، اطالین اور عبرانی میں اپنا اُستاد تھا اور فرانسیسی زبان اور انگریزی بھی شد بد سے جانتا تھا۔ اس نے اطالین کی مدد سے [illegible] حاصل اور اُس کا خوب نباہ ہوتا رہا۔

رضا پاشا سے [illegible] طویل گفتگو رہی۔ وہ پولیٹیکل حالات موجودۃ الوقت سے بخوبی واقف اور وسیع النظر ثابت ہوا۔ اُس نے مجھے ترکی افواج کی فراہمی کے دلچسپ حالات بالتفصیل سنائے۔ ترکی گورنمنٹ کی یہ کارروائی بیشک نہایت حیرت انگیز تھی کہ اُس نے تین ہفتوں ایسی قلیل مدت میں بغیر اس کے کہ کسی طرح کی کوئی دقت یا رکاوٹ پیدا ہوتی ہو ایک لاکھ بیس ہزار فوج جمع کر لی۔ اور تھیسلی اور ایپیرس کی حدود پر پہنچا دی۔ اس کا باعث زیادہ تر اُس نہایت ہی قیمتی اور کارآمد ریلوے لائن کی موجودگی تھی۔ جو بحیرہ مجمع الجزائر (بحیرہ ابیض) کے ساحل کے کنارہ کنارہ پہنچی گئی ہے۔ اور اس لائن نے جو قسطنطنیہ کو سالونیکا سے ملاتی ہے اور ابھی حال میں مکمل ہوئی تھی ترکوں کو سمندر کے راستہ سے مستغنی کر دیا تھا۔ اگر یہ لائن موجود نہ ہوتی تو وہ غالباً کئی ہفتوں تک توقف کے بغیر سرحد یونان پر فوج جمع نہ کر سکتے۔

رضا پاشا نے سالونیکا اور مقدونیہ کی تمام مسلمان آبادی کی حب الوطنی کی بھی بڑی تعریف کی ہزار در ہزار مسلمان مجاہد اور بیشمار رضاکار فی سبیل اللہ میدان جنگ کو جانے کی اجازت ملنے کیلئے اُس کے پاس حاضر ہوئے مگر باوجود اس کثرت کے اُن میں سے کسی سے کوئی ناشایستہ حرکت سرزد نہ ہوئی۔ نہ کسی شور و ہنگامہ کا احتمال ہوا [illegible] جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے ہم نے بھی بچشم خود ریلوے سفر میں ان مجاہدین کے جتھے بکثرت دیکھے تھے اور انکو ویسا ہی خوش اطوار پایا تھا جیسا کہ رضا پاشا نے انکو بتایا۔

علی الصباح ہم نے انگریزی قونصل جنرل متعینہ سالونیکا سے [illegible] ملاقات کی۔ ترکی میں [illegible] جس قدر عہدہ دار موجود ہیں وہ اُن سب سے زیادہ دیرینہ خدمت تجربہ کار اور قابل عزت اہلکار ہے۔ وہ ہمارے ساتھ کمال مہربانی سے پیش آیا اور [illegible] ہماری حفاظت اور آسائش کیلئے حتے الامکان مدد دی۔ یہ معلوم ہونے پر کہ دوپہر کے تین بجے ایک خاص ٹرین فوج لیکر قرافیریا کو روانہ ہوگی۔ ہم نے فی الفور روانہ ہو جانے کا عزم کر لیا۔ اور ٹرین مذکور پر روانہ ہو گئے۔ ہم شام کے قریب قرافیریا پہنچے سرحد تھیسلی پر جمع شدہ فوج کو جانے کیلئے یہ قریب ترین سٹیشن تھا۔ قائمقام (ڈپٹی کمشنر یا حاکم ضلع) اور دیگر مقامی حکام استقبال کیلئے سٹیشن پر موجود تھے۔ وہ ہمیں گاڑی پر سوار کر کے شہر لے گئے۔ اور ایک خوبصورت سی کہن عمارت ترکی مکان میں جو ہماری رہایش کیواسطے درست کر دیا گیا ہوا تھا۔ جا اُتارا۔ اُس وقت میں نے یہ سوال پیش کیا کہ کیا ہم اسیوقت نہیں سوار ہو کر رات کو ہی روانہ ہو جائیں یا رات قرافیریا میں بسر کریں: قائمقام جو ایک خوش اخلاق توانا جسم معمر جنٹلمین تھا۔ دونو صورتوں میں سے جسے ہم پسند کریں اُس کا انتظام کرنے کو تیار تھا۔ رات نہایت تاریک تھی۔ اور

؎ جو سرحد تھیسلی کی بابت [illegible] ۱۸۸۱ء میں [illegible] نام و نشان بھی موجود نہ تھا۔ مگر ترکوں نے ۱۸۹۷ء کے محاربہ میں شامل ہونے والی فوج سے تقریباً دگنی فوج اتنے عرصہ میں سرحد یونان پر جمع کر دی تھی جو یقیناً کئی مہینوں سے بہت ہی کم تھا۔ ہاں اس میں کلام نہیں کہ ریل کی عدم موجودگی میں یہ فوج تین ہفتہ میں جمع نہ ہو سکتی۔ چنانچہ [illegible] اور خود [illegible] خدمت کے جو ریلوے اجتماع فوج میں دیتی [illegible] پہلے ہی قائل ہو چکے ہیں مگر افسوس اس امر کا ہے [illegible] میں بھی [illegible] حفاظت میں پیش ہیں۔

[illegible] ہوا تھا [illegible] ہم [illegible] قیام [illegible] کی دال [illegible] پانی [illegible]
گوشت [illegible] قیمہ اور قسم قسم کی مٹھائیوں سے ہماری مہمانداری کی۔ ہم دونوں کے بیٹھنے کیلئے نہایت نفیس [illegible] اور نرم بستر فرش [illegible]
کی چادریں کمال پاکیزہ اور خوشنما تھیں ۔

الاسونا کو روانگی

قائم مقام اور اُس کے رفیق شہر کا ہمسایہ ہمکو دل سے نہیں چاہتا تھا۔ وہ ہمیں اپنے سامنے [illegible] سونا [illegible] کو بھی غالباً اپنے فرض میزبانی میں داخل سمجھتے تھے۔ ہم نے بڑے اصرار کیساتھ [illegible] کیا اور اُن کو یقین دلایا کہ ہم اسے سونے سے پہلے [illegible] ہم کسی طرح خلاف مرضی نہیں سمجھتے ہیں [illegible] ایک [illegible] اور پانچ سوار [illegible] دروازہ پر ہمارے انتظار میں تیار کھڑے تھے۔ دو گھوڑے اور ایک گاڑی ہمارے لئے موجود تھی [illegible] جس میں ہم سوار تھے۔ اور ایک [illegible] گاڑی [illegible] وقت کام دینے کیلئے ساتھ تھی ۔

قائم مقام ہم سے پہلے بیدار ہو کر الوداع کہنے کیلئے آگیا ہوا تھا۔ ہم اُس سے نہایت افسوس کے ساتھ جدا ہوئے۔ سفر کے شروع ہی میں ایک ایسا واقع حادثہ ہوا جس سے ہم سب کو بڑی تشویش پیدا ہوگئی۔ [illegible] گھوڑا تھا ہم نے چلنا شروع ہی کیا تھا کہ وہ [illegible] اُٹھ دوڑا۔ اور چونکہ ابھی بہت تاریکی تھی۔ چشم زدن میں سرک سرک کر نظروں سے غائب ہوگیا [illegible] اپنے گھوڑے [illegible] تیز کر دیا اور تقریباً بیس منٹ کے بعد [illegible] میل تک دوڑتا چلا گیا۔ [illegible] آہستہ آہستہ پھیلنے لگی [illegible] خوب صورت گھاٹیوں [illegible] اور [illegible] دکھائی دے رہے تھے ۔

ترکی ٹرانسپورٹ

ہمیں بہت سے سپاہی [illegible] پیدل [illegible] ترکی فوج کیلئے [illegible] سامان [illegible] پہنچایا جاتا تھا ۔

[illegible] دوسری طرف چلے رہے تھے۔ اُن میں سے بعض [illegible] اور بعض پر دس دس بارہ بارہ [illegible] معلوم ہوتے تھے کہ اُن پر اُن کی طاقت سے زیادہ بوجھ لدا ہوا ہے۔ ترکی فوج کا انتظام [illegible] نظر آتا تھا۔ [illegible] نہیں [illegible] اس [illegible] کے

[illegible]

راستے جیسے تیسے ہو گئے یا یہاں بمشکل گذر سکتی تھی میں کس طرح ایک لاکھ سوا لاکھ فوج تھسلی پہنچا دی گئی مجھے مزید حیرت اس امر کی ہوئی تھی کہ اس بیکران فوج کے لئے سامان رسد اور اس کی بیشمار توپوں کے [illegible] والے اور دوسری گولہ بارود کس طرح پہنچائے جاتے ہیں۔ یہ معاملہ حقیقت میں بالکل ہی باعث استعجاب و حیرت تھا۔

تاہم یہ کام سرانجام پایا اور جہاں تک میدان کارزار میں ہم لوگوں کے مشاہدہ میں آیا [illegible] پھر بھی جیسا کہ ہونا لازمی تھا جب تک کہ فوج لاریسا پر اچھی طرح سے قابض نہ ہو گئی ہر [illegible] (... نام ...) کی مشکلات اور دقت کو وقت میں [illegible] ایسا ہی ترکوں کو ہر قسم کے سامان کی وافر مقدار [illegible] میں [illegible] جب فوج [illegible] سامان پہنچنے کی ضرورت سے بہت کچھ مستغنی [illegible] تھسلی کا [illegible] مویشی اور [illegible]۔

ادھم پاشا کی جلد پیشقدمی نہ کر سکنے کا باعث [illegible] وقت بھی [illegible] کچھ [illegible] ان کے پاس بوقت ضرورت کام دیتے یا با الفاظ دیگر میدان میں رکھنے کیلئے سامان حرب اور گولہ بارود جمع نہ ہو سکا تھا اس وقت کا کچھ اندازہ اس توضیح سے ہو سکیگا۔ قرہ فیریا سے جو فوجی و جنگی نقل و حرکت اور باربرداری کیلئے انتہائی ریلوے سٹیشن تھا سرفجی (جسے یونانی سرویا پکارتے ہیں) تک ۵۴ میل کا فاصلہ ہے۔ سرویا سے الاسونا تک ۱۵ میل کا اور الاسونا سے کوکل ڈمی بلونا (درہ ملونا) تک چھ میل کا فاصلہ ہے۔ پہلے درہ ملونا یونانی دونوں کی قلمرو میں حد فاصل تھا۔ یہاں سے سڑک پتھریلی اور بالکل عمودی شکل میں تھسلی کے میدان میں داخل ہوتی یا اترتی ہے۔ ملونا سے لاریسا ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ قصبہ ٹرناوس نصف راستہ پر چند میل یعنے ملونا سے تقریباً ۱۵ میل کی مسافت پر برلب شاہراہ واقع ہے۔ ان اعداد سے واضح ہو گیا ہوگا کہ اس وقت بھی جبکہ عساکر عثمانیہ لاریسا میں پہنچ چکے تھے۔ ادھم پاشا کی فوج کیلئے کل سامان [illegible] ریلوے سٹیشن سے مطابق [illegible] جنگ کنندہ فوج تک دشوار گذار علاقہ اور کٹھن دروں سے ایک سو میل سے زیادہ مسافت طے کرنیکے بعد پہنچایا جاتا تھا۔

حدود کے قریب پہنچنے پر ہم نے جو پہلا مشاہدہ کیا۔ وہ نہایت ہی دلچسپ اور فرحت انگیز تھا۔ ترکیس یا دو طول یعنے البانوی مجاہدین کی جماعتوں سے جو بیقاعدہ اور کمال بیقاعدہ سپاہی تھے بھری ہوئی تھیں۔ اُن کی کوئی باقاعدہ وردی نہ تھی ہر ایک کے پاس ایک ایک رائفل اور کارتوسی پیٹی تھی۔ اُن کے سروں پر ترکی (فس) نہ تھی۔ بلکہ ایک قسم کی سفید رنگ کی چھینٹ یا ٹوپی تھی جو سر پر خوب بیٹھی ہوئی اور چسپاں ہوتی تھی۔ البانویوں میں اس ٹوپی کا نمونہ عرصہ سے رواج ہوا ہے۔ اکثر کے سر اگلی طرف سے منڈے ہوئے تھے اور بعض کے سروں پر پچھلی طرف لمبی چوٹیاں نکلی ہوئی تھیں۔ یہ اولوالعزم نظر آتے تھے۔ ان کی شکلوں سے ہی فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بڑے نڈر اور بیباک لوگ ہیں۔ کابل اور [illegible] کے گیتوں میں بھی ایسی ہی جوانی اور بیباکی نہیں دیکھی جاتی۔

[illegible] سرحدی پٹھان اور آفریدی بھی اس طرح کی ٹوپی پہنتے ہیں۔ [illegible] بھی البانویوں اور سرحدی پٹھانوں میں بالکل یکجائی [illegible] کم جیسی ہے۔ [illegible] البانویوں کی چند تصویریں اس موقعہ پر پیش کردی گئی ہیں۔

ہمارا راستہ تنگ تھا

وہ اپنی رائفلوں کی اپنی نگہداشت اور بخوبی برداشت کرتے ہیں۔ نہیں بلکہ اُن کو سلطنت سمجھتے اور اُچھالتے کودتے رہتے ہیں۔ عجیب باتیں اپنے شیر خوار بچوں سے کیا کرتی ہیں۔ بڑی خرابی یہ تھی کہ وہ ہر طرف بلا تحاشا بندوقیں چھوڑتے جاتے تھے۔ کبھی کبھی بہت دور کسی چیز کو نشانہ بنا کر مشق کرتے تھے۔ اور اکثر محض طفلانہ ترنگ میں آکر بطور تفریح نہیں ہوا میں سر کرتے رہتے۔ گولیاں سر کے پاس سے اُڑتی ہوئی نکلتیں۔ اُن کی وجہ سے ہم کو چلنا نہایت خطرناک ہو جاتا تھا۔ ہر دفعہ جب کسی گوشہ کا چکر کاٹ کر ہم بلند تر سطح کے قریب پہنچتے تو بندوقوں کی آوازیں سنائی دیتیں تاہم سڑک کے کسی موڑ سے جب وقت گذرتے تو یہی توقع ہوتی کہ اب کوئی گولی آکر لگی۔ ایک موقعہ پر ان گولیوں کی اس قدر کثرت ہو گئی۔ کہ ہمارا ترجمان گھبرا گیا۔ وہ گھوڑے سے کود پڑا اور چلا کر پیچھے آیا۔ اور کہا یہ ارنوط تو شیطان مجسم ہیں۔ اُن کا ایک لفظ نہیں سمجھ سکتا۔ وہ بڑے خطرناک شخص ہیں۔ بیوقوف بک (افسر اسکورٹ) بھی گھبرا گیا۔ اور اُس نے ہم سے گاڑی میں بیٹھ جانے کی التجا کی تاکہ البانوی ہماری مغربی یعنے فرنگیانہ پوشاک کو نہ دیکھ سکیں۔ ہم نے بکراہ اسی طرح کیا۔ مگر پھر تھوڑی دور چل کر گاڑی سے نکل آئے۔ اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ میرے خیال میں ہمارے اسکورٹ نے خطرہ کو جیسا ہم سمجھتا تھا۔ درحقیقت وہ ویسا نہ تھا۔ جہانتک ہم دیکھ سکے البانویوں سے ہمارے برخلاف کوئی علانیہ دھمکی آمیز حرکت سرزد نہ ہوئی۔ پھر بھی حفاظت کے لحاظ سے حلقہ بند سپاہیوں نے اپنی رائفلوں کو شست کے بل بالکل تیار رکھا اور دو سوار راستہ صاف کرنیکیلئے آگے ہو گئے۔

البانیوں کی بے نظامی اور محبت تاخت و تاراج خواہ کیسی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ نہایت ہی شاندار قوم ہیں۔ ہم نے کسی ایک ارنوط کو بھی پست قامت یا کمزور نہ دیکھا۔ اُن کے قد بالعموم میانہ اوسط چھ فیٹ بلند ہیں۔ اور اکثر اس سے بھی طویل القامت ہیں۔ اُن کے سینے فراخ جسم مضبوط ہاتھ پاؤں خوب کھلے اور سڈول۔ رنگ صاف اور نکھرا ہوا۔ آنکھیں ... وہ لمبے طویل القامت اور قوی ہیکل انسان ہیں۔ مگر بلی سے زیادہ چست و چالاک اور پھرتیلے ہیں۔ پہاڑوں ہی میں پیدا اور پرورش پاتے ہیں۔ ... ہونے کی بابت وہ ایک چٹان سے دوسری چٹان پر اس طرح پھدکتے پھرتے تھے کہ گویا ایسا کرنے سے انہیں خاص لذت اور فرحت حاصل ہوتی ہے۔ خطرناک خطرناک چوٹیوں پر چڑھنا اُن کے سامنے بچوں کا کھیل تھا۔

ارنوطوں کی قوم ترکوں سے بالکل مختلف ہے۔ اُن میں عثمانیوں جیسی متوازنہ اطاعت پذیری و با نظامی اور ثابت قدمی و کوہ وقار شجاعت نہیں پائی جاتی۔ مگر متہورانہ دلیری اور جوانمردی میں نظیر نہیں رکھتے۔ اور جس طرح سکاٹ لینڈ کے ہائی لینڈرز شمالی علاقہ کے کوہستانیوں کے حملہ کی تاب لانا محال ہے۔ ویسے ہی کوئی غنیم اُن کے دھاوے کے سامنے نہیں ٹھیر سکتا۔ ان البانوی مجاہدین میں ہم نے نظام فوج کا کوئی قرینہ دیکھا ہر ایک جماعت اپنے اپنے مقامی سردار یا بک کے ماتحت تھی۔ جن کی یہ البانوی ایک حد تک عزت و اطاعت بھی کرتے ہیں۔ ارنوطوں کو آج تک کوئی فاتح کماحقہ مغلوب و محکوم نہیں کر سکا۔ چنانچہ ترکوں کو بھی انہیں قابو رکھنے کے لئے بڑی دقتیں پیش رہتی ہیں۔ اور انہیں تابع نظام بنانا تو بڑی ہی ٹیڑھی کھیر ہے۔ ابتک ترجیح ہم مذہب ہونے کی وجہ سے پھر بھی اُن کو کسی نہ کسی طرح تابع فرمان بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر کبھی کسی عیسائی سلطنت نے ان جفاکش شجاع اور جوانمرد کوہستانیوں کو محکوم کرنے کی کوشش کی تو وہ ... کی حرکت دیکھی کوشش سے کم مقابل نہ پائیگی میدان جنگ میں آ کر ... زندگی

البانوی پلٹن کے ساتھ جنگ کا اتفاق ہوا۔ اسکے سپاہی کمال شاندار اور بخوبی بانظام تھے۔ ہمارا اُن سے خوب یارانہ ہوگیا۔ اور جسوقت ہم اُنکے پاس جاتے سپاہی بڑی گرمجوشی کیساتھ ہمسے پیش آتے۔ اُنکی ہر وقت یہی فریاد اور استدعا تھی کہ اُنہیں لڑنے کا موقعہ دیا جائے۔ قبضہ جبال کیلئے جو معرکہ آرائی ہوئی۔ اُسمیں پلٹن مذکور نے درخواست کی تھی کہ وہ کمتری کی ناقابل تسخیر پہاڑیوں کو چاہیں تو اُسے اپنے طریقہ سے حملہ کرنیکی اجازت دیجائے۔ تن تنہا فتح کرنیکا ذمہ لیتے ہیں۔ یہ پلٹن ویسٹنو کی لڑائی میں کمال شجاعت سے لڑی اور بیحد خیال میں نقصان بھی بہت اُٹھایا۔ کیونکہ اُسکے سپاہیوں کی گرمجوشی کا کوئی حد و حساب نہ تھا۔ اور وہ کسیطرح کی روک یا آڑ سے پناہ لینے کو سخت کسرِ شان اور جوانمردی اور شجاعت کے منافی سمجھتے تھے۔ مزید برآں اُنمیں اسقدر صبر بھی نہ تھا کہ سوچ سمجھ کر آگے بڑھیں۔ اُس موقعہ پر انہوں نے اپنی شجاعت و لیاقت کا قطعی ثبوت دیدیا۔

براہمن کا گرنا

جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے سڑک زیادہ خراب ہوتی گئی حتےکہ گھوڑے بمشکل قدم جا سکتے تھے۔ اور گاڑی کا چلنا تو قریباً ناممکن ہوگیا۔ بالآخر ہم بلندترین کرارہ کو عبور کرکے طویل و پیچدار گھاٹی کے راستہ ایک خوبصورت مگر غیر آباد وادی میں داخل ہوگئے۔ جس میں دو پرانی طرز کے گاؤں دوپہر کی روشنی میں خوب چمک رہے تھے۔ انہیں ہم پہلے آباد و اچھا سمجھتے تھے اور یہاں ہمارا موقع تھا مگر کسی کی طرف سے راستہ جاتا تھا اُسپر ترکی سپاہیوں کا پہرہ کھڑا تھا تاکہ بھولے بھٹکے اور جماعت سے جدا ہوگئے سپاہی البانویوں کا نمبر جو ترکوں سے پیچھے تھے پیچھے اور سڑک کے آس پاس تھے۔ وہاں ہمنے ایک ترائی میں جو طویل سڑک تھی دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر سرفچی کی طرف ہانکے۔ سردی میں کوئی مہرکی نہیں تھی۔ البتہ گرد و غبار کی کوئی کمی نہ تھی۔ ہمارے سامنے بھی ایک ایسا واقعہ ہوا جیسے ہماری مہم کا نقشہ بالکل ہی بگاڑ دیا تھا۔ جس کھونا سوار راستہ کے پاس آ رہا تھا۔ کبھی دو لتیاں جھاڑنا شروع کردیتا اور کبھی سیخ پا ہو جاتا۔ الغرض وہ ایک قدم بھی سیدھا نہ چلتا تھا۔ بالآخر کہیں گھٹنے کے بل جو زمین کا ایک قطعہ آگیا۔ اور ہمنے گھوڑوں کو کسیقدر تیز کردیا جس سے ہم بہت آگے بڑھ گئے۔ اُس موقعہ پر وہ اس قدر پریشان ہوا کہ دو لتیاں جھاڑ دیا۔ اور کاوا کاٹ کر ایک سنگلاخ میدان کی طرف ہو گیا۔ اور سرپٹ بھاگا۔ وہ ایک تنگ راستہ پر آیا جو کہ پتھروں سے بھرا ہوا تھا۔ جس سے وہ اور بھی بدک گیا۔ اور اُسکا سوار اس طرح لڑکھڑایا کہ زمین پر آ رہا جس سے قریب تھا کہ سوار کو سخت چوٹ آئی ہو اور اُسکی ٹانگ ٹوٹ گئی ہو۔ اور وہ بالکل ہی معذور ہوگیا ہو۔ نیک قسمتی سے کسی طرح کا صدمہ اُسے نہیں پہنچا۔ تاہم اُسکا گھٹنا بہت زخمی ہوگیا۔ ہمارے ایک سپاہی زخموں کی مرہم پٹی کا کام خوب جانتا تھا۔ اُس نے فوراً زخم کو باندھ دیا۔ اور کہا اب کوئی خطرہ نہیں۔ مگر وہ لنگڑا کر چلنے لگا۔ تاہم سرفچی پہنچنے تک وہ تکلیف میں رہا۔ اس سے پیشتر کہ وہ منزل مقصود تک پہنچے راستہ میں گھوڑا بھی اس قدر تھک گیا تھا جیسے اُسے گرا دیا تھا۔ اسلئے ایک حکیم سوار کو سوار کرا دیا لیکن ہوا اور آپ نے اس سامان و اسلحہ کے بار گراں سے بھی گھوڑے کی سرکشی میں فرق نہ پڑا۔ اور وہ اس سوار کو بھی کچھ فاصلہ طے کرتا ہوا دور لے گیا اور پھر اُسکا یہی وطیرہ رہا۔ ایک دفعہ خوب لعیم شحیم سوار اُسپر گرا مگر زمین کے علاوہ وہ اپنی پھرتی بھی اُسپر دکھلا دی لیکن اُسنے اُس کی کچھ پرواہ نہ کی۔ یہ دیکھکر سوار بے اختیار چلا اُٹھا کہ اس منحوس گھوڑے میں ضرور شیطان داخل ہوگیا ہے۔

عثمانیہ رجمنٹ

سرفچہ میں ایکہزار باشندوں کا خوبصورت شہر ہے اور اُس سلسلہ کوہسار کے دامن میں واقع ہے۔ جو الاصونا کو وادی وسترپچا سے جدا کرتا ہے۔ اُسکے قریب ہمیں پانچ ہزار پیدل فوج میدان کارزار کو جاتی ملی ان سپاہیوں کا انداز ان لوگوں سے جنہیں ہم ابھی پیچھے چھوڑ آئے تھے بالکل متضاد تھا۔ اِس فوج کے سپاہی نہایت تناور جوان اور بالعموم ردیفی فوج کے سپاہی تھے۔ جو اناطول (ایشیا کوچک) سے آئے تھے۔ وہ دہقان زادہ اور بہو کے معلوم دیتے تھے۔ اور اکثر کے پاؤں زخمی ہو رہے تھے انکی وردیاں غبار آلودہ اور بہت بوسیدہ تھیں۔ تاہم وہ نہایت متحمل۔ خوش اطوار۔ خاموشی پسند۔ فراخ سینہ۔ قوی ہیکل اور خوش اندام جوانمرد تھے۔ اور اکثر کی عمر تیس پچاس کے درمیان تھی۔ وہ سب عثمانلی تھے۔ کئی سپاہیوں نے پانی سے ہماری تواضع کرنی چاہی۔ جو ٹینی لوٹوں میں انکے ساتھ تھا۔ لاریب اس بارہ میں کل محاربہ کے دوران میں ترکی سپاہیوں کی خوش اخلاقی مروت اور نفس کشی کمال حیرت انگیز تھی۔ پانی تسلی میں کمیاب ہوتا ہے۔ اور لڑائی کے دنوں میں گرمی بڑی شدت سے پڑ رہی تھی۔ مگر پھر بھی عثمانیہ سپاہی نے کبھی خست نہ کی۔ جب کبھی ہم نے پانی مانگا۔ انہوں نے بلا تردد ہمیں دیدیا بلکہ بلا سوال پیش کرتے رہے۔ ترکی سپاہی اور دیہاتی کا برتاؤ ہمیشہ ایسے شریف آدمی اور جنٹلمین ایسا ہوتا ہے ٭

حفظی پاشا مضروب زخمی

سرفچہ کے متعدد انگلشر یا جہاں کہ اعلیٰ حفظی پاشا نے ہماری نہایت تپاک سے آؤ بھگت اور مہمانداری کی۔ اُسے ایلس کے گھاؤ پر سخت تاسف ہوا اور فی الفور اُسکے دوا دارو معالجہ کی تدارک میں مشغول ہو گیا۔ اور اعلیٰ حفظی ڈاکٹر کو بلا بھیجا۔ جس نے زخم کو دیکھ کر کہا کہ وہ بہت سخت ہے مگر خطرناک نہیں۔ پھر اُسنے سرخ رنگ کی ادویات[1] سے جو کہ زخم کی نہایت احتیاط سے مرہم پٹی کی اور ساتھ ہی ایک بڑی سفید پٹی باندھ دی۔ یہ پٹی جبتک ہم میدان کارزار میں رہے ایلس کے سر پر بندھی رہی۔ جو اپنے اوپر سرخ فیس پہنتا رہا۔ اُسکی یہ ہیئت دیکھکر خواہ مخواہ سب کو اُس کی طرف توجہ ہو جاتی تھی اور سپاہیوں میں تو وہ نہایت ہر دلعزیز اور محبوب ہو گیا تھا۔ انکو یہ خیال ہو گیا تھا کہ ایلس کو بزعم اسلام کی مقدس خدمت حمایت کرتے ہوئے پہنچا ہے۔ اور اسی لئے انہیں اُسکے ساتھ دلی ہمدردی ہو گئی تھی۔ ادہم پاشا کی فوج کیساتھ جسقدر خبر نگار تھے وہ سب انگریز جرمن اور فرنچ نامہ نگاروں سمیت بتقاضائے احتیاط فیس پہنتے ہیں کیونکہ البانویوں کی تفریحوں اور کھیلوں میں اجنبی قوموں کو نشانہ بنانا بھی داخل ہے۔ جو کہ ہیل فرنگی ٹوپ کے پہننے والوں کیلئے کبھی خوشگوار نہیں ہو سکتی تھی بنا بریں ادہم پاشا نے فیس کا استعمال لازمی کر دیا تھا۔ لیکن دو اہم نقص ہیں۔ اس سے سارا چہرہ اور پشت گردن ننگی رہتی ہے اور دھوپ سامنے سے پڑتا ہے۔ سو وہ کوئی بچاؤ نہیں کرتی اور چونکہ تسلی میں گرمی بشدت تھی بہت تکلیف ہوتی۔ کم از کم چار دفعہ ایسے جرنیل کا چہرہ جھلس گیا ہو گا بعض ترک ایک قسم کا سر پوش پہنتے ہیں جسکے سر پر چہرہ اور گردن کو تمازت آفتاب سے بچا رہتا ہے۔ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف کی نامہ نگار مسٹر لیم نے مشرقی طرز کی ایک پوشاک خود ایجاد کر لی تھی جسکے ساتھ وہ ایک نہایت کارآمد قسم کی چیز کسی پوشش سر استعمال کرتا۔ جو آدھی دستار اور آدھا سر لپٹا تھی اور

[1] یعنی ادویات جو زخم میں سوزش اور غلاظت پیدا نہ ہونے دیں۔ اس غرض کے لئے عموماً ... انگریزی میں ... کہا جاتا ہے
ہو سکنا استعمال کیا جاتا ہے ٭

وہ نہایت آرام ہی میں رہا۔ بلکہ قطع وضع میں بھی بہت کچھ مشرقی ہو گیا۔ مگر اور بہت کم یورپینوں نے [illegible] اپنی [illegible] اور رسائی دکھائی اور بنا بریں اُن کو مسٹر نیل کو ایسا آرام و راحت نصیب نہ ہوا۔

حفظی پاشا جو پیدایشًا البانوی اور طویل القامت مضبوط جسم و مستعد نوجوان ہے ترکی جماعت کے عہدہ داران کا ایک ممبر بنتو [illegible] ہی میں اُس سے ترکی کو تعلقات خارجیہ اور اُن خطرات کی ماہیت سوچنے کی کو اس طرح کے دوران میں حادثہ ہو سکتے تھے خوب واقف اور باخبر پایا سلسلہ آمد و رفت اور رسل و رسائل نیز ذرائع و سامان لڑنے کی کو حاصل ہے کہ جس کی حفاظت و نگہداشت کا وہ معتمد ہونے کی وجہ سے اُس کا منصب خاص اہمیت رکھتا تھا اور اُسکی آئندہ وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانے کے قابل تھی۔ اُسے اس بات کا فخر تھا کہ دیکھئے سر ویلیم اور بلگیریا کا اندازہ کیا ہے گا کہ اس سر گرو و دہ [illegible] کی طرح جنسے میری ملاقات ہوئی حفظی پاشا بھی انگلستان کو دوست و نیک طرف بنائے رکھنے کا بڑا خواہشمند تھا۔ مگر ساتھ ہی اُسے یہ سخت شکایت تھی کہ انگلستان نے اُسکو ملک کے ساتھ نہایت نامنصفانہ برتاؤ کیا ہے خاص کر ان فسادات کے متعلق جو قسطنطنیہ میں ہوئے تھے اُس نے تو انکو ہی طرف نہیں اُسے بہت زیادتی اور نا انصافی کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

میں [illegible] [illegible] [illegible] بہت کچھ خیال آ گیا کہ جبکہ [illegible] [illegible] قسطنطنیہ میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قسطنطنیہ [illegible] الوداع

[illegible] قسطنطنیہ میں سفارت کے عہدہ پر مامور ہونے والے [illegible] [illegible] کی موجودگی لازمی ہے [illegible] [illegible] سر کلیر فورڈ مرحوم کی وفات کے ذیل میں [illegible] [illegible] میں بیان کیا ہے۔ اُس کی عبارت حسب ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ "انگریزی محکمہ خارجیہ کی تمام اسامیوں میں سے مشکل ترین اسامی قسطنطنیہ کے انگریزی سفیر کی ہے جس کے لئے ایسا آدمی درکار ہے جو خاص قابلیتیں رکھنے کے علاوہ عین عالم شباب میں حواس [illegible] مستقل ہوشیاری [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور ناقابل الخلاف [illegible] [illegible] اوصاف میں جو پیرانہ سالی اور صحت کی کمزوری کی وجہ سے [illegible] [illegible] نہیں رہ گئے ہوئے تھے چنانچہ اُنہوں نے وہاں سے تبدیل کر دئے جانے کی درخواست کر دی اور دسمبر [illegible] میں وہ مکے انگریزی سفیر کی نسبتاً بہت [illegible] زیادہ آرام و آسائش وہ عہدہ پر تبدیل کر دیا گیا۔ سر فلپ کری کو بھی چار سال کے بعد قسطنطنیہ میں متواتر کام کرنے کے بعد [illegible] آرام وہ عہدہ پر بدل دیا گیا"۔

اور ہمیں رخصت کرنے کیلئے پانچ بجے صبح کے وقت تیار ہو کر آگیا۔ الاصونا کا سفر گو طویل اور تھکان بخش تھا مگر ایلیس کی پوشاک کی وجہ سے ہمیں جلد چلنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا تاہم ہم وہاں دوپہر کے ۲ بجے پہنچ گئے۔

توپوں کی گرج

الاصونا کا قصبہ گو ایک خوبصورت میدان کے وسط میں جو یونان اور ترکی میں حد فاصل کا کام دینے والی شاندار پہاڑیوں سے محیط ہے واقع ہے لیکن چنداں خوشنما نہیں۔ اس کی آبادی بہت بکھری ہوئی ہے۔ جوں جوں ہم ترکی فوج کے ہیڈکوارٹر کے قریب پہنچتے تھے۔ یہ پہاڑیاں زیادہ بلند اور نمایاں ہوتی گئیں۔ سڑک کے برابر الاصونا کے شمال میں دریا سے ایک حیرت انگیز نہر کاٹی گئی ہے جو نہر بہت بڑی ہے اور اسکے ذریعہ شہر میں عمدہ پانی بافراط پہنچتا رہتا ہے۔ الاصونا میں داخل ہوتے ہی دور فاصلہ پر چلتی ہوئی توپوں کی گرج سنکر ہماری کل تکان رفع ہو گئی۔ وقت درحقیقت بالکل مشکل تھا کیونکہ [illegible] اسکی خدمت میں سفارشی خطوط پیش کرنے کیلئے ہم سیدھے کمانڈر کو گئے۔ مگر یہاں سے ایک خادم کے سوا اور کوئی متنفس وہاں موجود نہ تھا۔ ہم نے جب اس سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ادہم پاشا اس وقت [illegible] فاصلہ پر ہے [illegible] کی ہوا میں موجود ہیں کیونکہ وہاں پر فوج میں کوئی شکست نہیں دی ہوئی تھی مگر توپوں کی آواز سنکر ہم [illegible] طرح ترکی افواج نے ابھی تک کسی کو نہ بتایا کہ ترناوس بلکہ ابھی فتح ہو گیا ہے اور ہم نے سنا تھا کہ [illegible] تمام تھسلی پر قابض ہو گئی ہیں۔ مگر جب ہم الاصونا کے قریب پہنچے تو ظاہر ہو گیا کہ ادہم پاشا ابھی تک سرحد کی پہاڑیوں کو ہی دشمن سے صاف نہیں کر سکے۔ اور کہ یونانی ہنوز الاصونا سے چند میل کے فاصلہ پر ہیں [illegible] سوار ہو کر ساتھ لیکر جس طرف توپوں کی آواز آرہی تھی اس طرف روانہ ہو گئے اور تھوڑا آرام کرنے کا بھی خیال نہ کیا کہ مبادا [illegible] بہت جلد ختم ہو جائے۔

فصل سوم — یونان کی حالت جنگ سے پہلے

ایک یونانی افسر لکھتا ہے کہ:—

[illegible] کی موجودگی میں یونان جنگ کیلئے تیار ہوا۔ غالباً پہلے کبھی کوئی ملک اس سے زیادہ مشکل وقت اور حالت کی موجودگی میں مشغول پیکار نہیں ہوا اس حالت میں تھی کہ ملک تباہ اور گرچہ یونان تباہ و برباد تھا تاہم اگر غیر ممالک میں اعتبار کا نام و نشان مفقود۔ ملکی انتظام فرنیاشرکت حکومت اور ہر ایک فرقہ کو بجبر اپنی خود غرضی مقدم تھی اور کسی دوسرے کا مفاد سمجھنے کی سمجھ پریشان۔ فوج بالکل تیار۔ لیڈر نہیں اور افسر ناتجربہ کار ہیں۔ ہم ان نا اہل یونان سے کچھ توقع نہیں رکھتے تھے۔ پچھلے وقت یہ تمام ملک کی کیفیت و حالت بتائی گئی ہے لیکن عوام یا اپنی حالت کی طرف سے کبھی توجہ نہ کی گئی۔ اور کسی نے یہ خیال نہ کیا کہ ترکی سے مقابلہ کیلئے ان کے پاس سامان و وسائل کیا موجود ہیں۔ اسمیں کلام نہیں کہ یونانی فوج کی کم تعداد فوج

بھی یشیر ملیے کم شجاعت و استقلال سے انکے حوصلے بڑھا سکتے ہوں۔ مدافعت کی پہلو پر ہر ایک صورت میں شبہ کے کا نمایاں تھا سلطنتی اور دوست افواج کی پیشقدمی کو روک سکتی ہے اس بات کی تصدیق ان لڑائیوں سے بخوبی ہوتی ہے جو موجودہ صدی کے شروع میں ہسپانیوں اور اطالیان کے بدل فرانسیسوں اور انکے تجربہ کار ماشلوں کی ساتھ ہوئی تھیں لیکن زمانہ کی حالت میں حملہ آوری کی صورت میں کامیابی و ناکامی زیادہ تعداد پر منحصر ہے +

یونانی ورت ذاتی شجاعت کے لحاظ سے ترکوں سے کم نہیں ہیں پر تو بھی انکو اس کی توقع تھی کہ ابتدائی چند معرکوں میں فتح پا کر ہی مرتبہ [illegible] ہو جائیگی [illegible] یونانی [illegible] انگلستان کی [illegible] [illegible] کریٹ یونان کو حوالہ کیا گیا تو وہ [illegible] سلطان کو [illegible] [illegible] یونانی فوج [illegible] حکومت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کی افواج [illegible]

[illegible] البانیوں کی [illegible] بغاوت [illegible] مذکورہ صدر کل اطراف میں سب کو توقع تھی +

[illegible] خط و کتابت کرتے ان کو یقین دلا دیا تھا [illegible] [illegible] سلسلہ کو [illegible] سوا اور کوئی [illegible] سلطان کی [illegible] یونان کو کوئی ایسا ارادہ [illegible] [illegible] [illegible] فرمانروایان [illegible] یونان کو آگاہ کر دیا کہ ترکی کو [illegible] سلطان [illegible] [illegible] [illegible] شاہ [illegible]

[illegible]

کے خط کا جواب میں جو خیالات ظاہر کئے تھے وہ صلح جوئی، امن پسندی کی ان اطمینان سے وجہ سے ہیں۔ و نو فرمانروایان سے پر پابند تھے سلطان معظم اور دول عظام کو دلائی عجیب متضاد و متنافی تھے۔

الغرض یونان کو یہ یقین ہو گیا کہ وہ کچھ نہ کچھ رفقاء معاونین کی شمولیت پر جو ٹرکی کی مشکلات سے فائدہ اٹھانے پر آمادہ ہیں کامیاب ہو سکتا ہے یہی وجہ تھی کہ جب اس کی نیک نیت اور [illegible] دوستوں نے یونان کو سمجھایا کہ یہ سب امیدیں باطل ہیں تو اس نے ان کی نصیحت کی کچھ پرواہ نہ کی اور با اینہمہ کہ جزیرہ نما بلقان کی قسمت صرف اس اکیلے کی فیصلہ پر منحصر ہے بدستور اکڑا رہا۔

اس یقین کے ساتھ ہی ہمارے آزادی کی کامیابی کی داستان جن کی یاد دہانی کو تازہ کر دینے سے یونانیوں کی سرمستی میں بے اندازہ اضافہ ہو گیا تھا [illegible] اخبار نویس اور شاعر سب نے اس [illegible] کے واقعات کو [illegible] بیان کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا کہ یونان نے انہیں جو شاندار کارنامے دکھائے تھے انہیں [illegible] کل دنیا کی تعریف کا استحقاق حاصل ہو گیا [illegible] یونان کا یہ معاہدہ ہلال کی پامالی کیلئے آخری ہوگا [illegible] یورپ سے ہلال ہمیشہ کیلئے نابود ہو جائیگا۔ [illegible] اس معاہدہ کا اعلان [illegible] ہی اب قریب [illegible] یورپ میں یونانی آزادی کا [illegible] کہ موجودہ صدی کی [illegible] ہو گیا تھا۔ یونان کی [illegible] انگلستان اٹلی اور فرانس [illegible] یونانیوں کی آزادی [illegible] اور یونانیوں [illegible] اس [illegible] کی [illegible] انگریزی [illegible] [illegible] یونان کی سوا [illegible] یونانی [illegible] انگلستان اور فرانس کی [illegible] عام [illegible] [illegible] یونان کی طرفداری [illegible] [illegible] [illegible] یونانی اخبار [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] سینکڑوں کی [illegible]

فرانس کی [illegible] یونان کو [illegible] لارڈ [illegible] جس کو آخر الامر کی [illegible]

۵؎ فرڈینینڈ [illegible] یونانی [illegible] کردی تھی [illegible] یونانی [illegible] [illegible]

کام کا نہیں رہنے دیا۔ گذشتہ بہتر برسوں سے یورپین طاقتیں اس کے قیام استحکام اور شفا کی کوششیں کر رہی ہیں مگر بے سود۔ یورپ نے مالی
دماغی روحانی کسیقدر کسی امداد سے دریغ نہیں کیا جمہوری مطلق العنان شاہی اور آئینی بادشاہی سب طرح کی حکومتوں کی آزمائش
کیجا چکی ہے مگر اسکی بدانتظامی زمین میں کسی قسم کی حکومت نے جڑ نہ پکڑی۔ زمانہ گذشتہ کی عظمت کی داستانوں نے یونانیوں کے دل و دماغ
میں نتیجہ یہ ہے اسقدر غرور و نخوت بھر دیا ہے کہ اب وہ اپنے تمرد و تکبر کیوجہ سے پہلے آدمیوں کی مجلس میں بیٹھنے تک کے قابل نہیں سمجھے
اور کوئی شریف انکی ہمجلسی کو گوارا نہیں کر سکتا۔ موجودہ یونان کی حالت وضع کا جو بہت سا حصہ بالکل ناقابل سمجھ اور معمہ بنا ہے
اسکی کسیقدر عقدہ کشائی ایک بالصراحت معین و مشخص مقاصد رکھنے والی زبردست قومی جماعت کی موجودگی سے ہوتی ہے۔ کئی برسوں
سے ملک میں جسقدر عام تحریکیں ہوئی ہیں۔ انمیں سے ہر ایک کی تجویز و تیار کرنیوالی یہی انجمن ہے۔ اس نے بڑی بڑی رقمیں جمع کی ہیں
اور صرف ملک کی گورنمنٹ میں ہی اسے اقتدار حاصل نہیں بلکہ دربار بھی اسکے قابو میں ہے بیشمار متمول یونانی اسکے ممبر ہیں۔ وہی یونانی
نہیں جو اپنے ملک میں رہتے ہیں بلکہ وہ بھی جو کل دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یونانی افسروں کی بھی بہت بڑی تعداد اس انجمن کی ممبر ہے
اور جیسا کہ ابھی بتایا گیا ہے۔ دربار میں بھی اس انجمن کو اقتدار حاصل ہے۔ اسی اقتدار کے باوجود اگر شاہ جارج نے قرابت دار
اور دیگر درباروں کی اہمیت کی کچھ پروا نہ کر کے قومی تحریک کی سرغنائی قبول کی تھی۔ اور مسئلہ کریٹ کے متعلق اپنی ضد پر قائم رہنے کا
فیصلہ کیا تھا لیکن اگر اس [illegible] قومی انجمن ہے اگر زیادہ غور سے [illegible] تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی ترکیب کسی لحاظ سے
بھی شاہی اصولوں پر مبنی نہیں [illegible] نہیں آتا کہ شاہ جارج کی عقل پر کیا پتھر پڑ گئے ہیں کہ وہ اس انجمن کے [illegible] ایسا [illegible] کیا
ہے [illegible] یہ کہ اس قومی یونانی انجمن کا سب سے بڑا اور آخری مدعا [illegible] یونانیوں کے دلوں پر نقش کیا گیا ہے [illegible] یونانیوں کو
ایک [illegible] تمام ایسی قوام [illegible] یونانی حکومت [illegible] اس [illegible]
سوسائٹی [illegible] بالخصوص [illegible] یونانی جو ممالک غیر
میں رہتے ہیں [illegible] اور پارلیمنٹ کی حکومت [illegible]

[illegible] آخری کامیابی [illegible] قریب ہو گئے ہیں مگر یونانی [illegible] قانون کی متابعت کر سکتے ہیں۔ ا[illegible]
اس [illegible] منزلت کو جو انہیں یورپین اقوام و ممالک کی نظروں میں حاصل ہے قبول کر لیں اور اسکے مطابق عمل [illegible]
[illegible] حاصل [illegible] وہ [illegible] حقیقی [illegible] قرار
[illegible] ان کا شمار ہوتا ہے۔ [illegible] کی [illegible] کے باوجود [illegible]
کوئی [illegible] نہیں ہوا [illegible] بلکہ ہر وقت [illegible] ہیں۔ [illegible] یورپین [illegible]
[illegible] کہ ہم یورپ [illegible] ہیں [illegible] کے باوجود
زیادہ تحمل کرنا ناممکن [illegible] اور بردباری کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔ اور اسے اُن کو [illegible] دکھائی جاتی

[illegible] انجمن [illegible] یونانی نام [illegible] ہیں

رہی ہیں۔ مگر یہ بیان اور یا خفیف تحویل سمجھا جائے ہر غلط سفیہانہ حرکت کو لیبی جیسی [illegible] ہے پھر اپنی سابقہ عظمت و شوکت کی بحالی کو
پیمانہ ہنوز رہی ہیں۔ وہ گویا یہ سمجھتے ہیں کہ یونانی شان و شوکت [illegible] شائستگی کی ضمانت ہی اپنی کمی کی
بدولت دوسروں کو روپیہ جو ادا ہونگے تمام ذمہ داریوں سے بری الذمہ و مستثنیٰ کر دیا ہے۔

فصل چہارم یونان کی بری افواج

افسر کرنل لکھتا ہے کہ:-

یونانی فوج ان متواتر تغیرات کا ماحصل ہے جو گذشتہ برسوں میں فرنچ اور یوروپین اتالیقوں کی نگرانی میں اس پر وارد ہوتے رہے۔ اُنکا یہ جدید ترتیب و نظام کا انتظام عام بھرتی خدمت کے قاعدہ کی بنا پر جو ۱۸۸۰ء میں رائج کیا گیا تھا ۱۹۱۲ء میں کیا گیا۔ اس جدید ترتیب کی رو سے ہر یونانی بالغ جس کی عمر فوجی خدمت لازمی ہوتی ہے۔ اور اٹھارہ برس کے لئے اس کو یہ خدمت اس حساب سے دینی پڑتی ہے۔ دو برس رائج نظام باقاعدہ فوج میں دس برس ریزرو (دوئیم) میں آٹھ برس بری لوکل [illegible] محافظ ملک یا مستقل فوج میں اور بعد ازاں دس برس ریزرو فوج [illegible] میں۔ ریزرو فوج کی سپاہ رخصت کے زمانہ میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
خاص [illegible] [illegible] خدمت کو آخری سال [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
جا سکتا ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] فوج کی تعداد
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
جا سکتا ہے [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تصور کرنا
چاہیئے۔ [illegible] [illegible] [illegible] فوج خدمت [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] ایک ہزار آدمی [illegible] فوجی خدمت کے لئے بہم پہنچا سکتا ہے۔

۱؎ مصنف۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] گمان ہو سکتا
ہے [illegible] [illegible] (مترجم)

کارآمد فوج بزمانہ امن تین تین پلٹنوں کی دس انفنٹری (پیدل) رجمنٹوں تین کیولری (رسالہ) رجمنٹوں تین آرٹلری (توپخانہ) رجمنٹوں اور ایک رجمنٹ انجینیران پر مشتمل ہوتی ہے یعنی کل ۳۰ پلٹنیں بارہ سکویڈرن رسالے ۱۱ میدانی اور کوہی باتریاں اور دس کمپنیاں انجینیروں کی جنکا کل ۲۵ ہزار آدمی انمیں آتے ہیں سپاہ کی تعداد میں ۹ اسٹاف بھی شامل ہیں گھوڑوں اور خچروں کی تعداد ۳۰۰۰ کے قریب آتی ہے جنگی ضرورت کیلئے یہ فوج تین آرمی کوروں (جیوش میں) منقسم کیگئی ہے - ہر جیش میں اسکے مکمل تعداد کے لحاظ سے بارہ سے لیکر چودہ تک پلٹنیں چار رسالے اور چھ یا سات باتریاں ہیں ہر جیش کے سوا میدان جنگ کی حفاظتی کمک اور پشت پناہی کیلئے بوقت جنگ ریزرو فوج میں سے ۹۶ انفنٹری پلٹنیں چار سے سات تک رائفل پیدل کی پلٹنیں ۳ سے چھ تک رسالے ۳ سے ۹ تک میدانی باتریاں اور تین سے ۵ تک انجینیروں کی کمپنیاں تیار ہونی چاہئیں کل ریزرو کی تعداد جو کارکن فوج کے ساتھ خدمت دینے کے یا باہم میں [illegible] سوا لاکھ ہے - مگر چونکہ نہ تو ان کیلئے سٹاف افسروں کا انتظام ہوا ہے نہ سامان ہی موجود ہے انکی نسبت کبھی تصور نہیں کیا جاسکتا کہ ملک کی حفاظت کیواسطے ان سے کچھ معتدبہ مدد ملسکتی ہے ٭

سنہ ۱۸۹۰ء سے یونانی فوج پیدل گرا قسم کی رائفلوں سے مسلح ہے - مگر شاسپے پرانا ہونے اور حفاظت میں لاپروائی کی وجہ سے ان رائفلوں میں سے اکثر کو بمشکل کارآمد سلاح کہا جاسکتا ہے - عام خیال ہے کہ یونان کے ذخیرہ حربی میں قلیلاً ایک لاکھ بیس ہزار شاسپو[1] اور ۲۰ ہزار دیگر مختلف ساخت کی رائفلیں ہیں ٭

یونانی فوجی سسٹم کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ فوج سواران کیلئے گھوڑے کافی اور عمدہ بہم نہیں پہنچائے جاتے زمانہ امن میں اس فوج کیلئے جسقدر گھوڑے درکار ہوتے ہیں - انمیں ہمیشہ ایک ثلث کی کمی رہتی ہے - اور باقیماندہ دو ثلث میں بھی تقریباً نصف ہی فوجی خدمت کیلئے قطعاً ناکارہ ہوتے ہیں - ملکی گھوڑے جنگی مقاصد کیلئے بہت ہی نامناسب ہیں بنابریں فوج سواران کے گھوڑوں کیلئے یونان تقریباً بالکل دوسرے ملکوں کا محتاج ہے ٭

فوج توپخانہ تین رجمنٹوں پر منقسم ہے دو میں سات سات اور ایک میں چھ باتریاں ہیں - ان باتریوں میں سے چند میں ۸۷ ملی میٹر (۳.۴ انچ) قطر کی نال کھینچنے والی توپیں ہیں - اور چند ۷۵ ملی میٹر (تقریباً تین انچ) قطر کی توپوں سے مسلح ہیں - کوہی باتریوں میں سے ایک یا دو کی توپیں آخر الذکر جسامت کی ہیں - ان باتریوں کے علاوہ ایک کمپنی مستحفظان توپخانہ کی اور ایک کمپنی قلعہ توپخانہ کی ہے - کل توپخانہ میں کل ۹۰ میدانی اور ۳۶ کوہی توپیں ہیں جنمیں اول الذکر ضروری تعداد سے [illegible] اور آخر الذکر [illegible] کم ہیں - [illegible] فوج کے آدمیوں کو سال میں بیالیس دن [illegible] ہر کیلئے [illegible] دن مشق وقواعد کیلئے جمع ہونا چاہئے مگر اس ضابطہ پر کبھی [illegible] عملدرآمد نہیں ہوا ٭

چند برسوں سے فوج کی اصلی تربیت قواعد میں ان پر زیادہ غفلت کیگئی ہے - اس کی وجہ کچھ تو قلت تعداد ہے [illegible]

---

[1] اسے انگریزی شاسپو ایک فرنچ موجد کا نام ہے جسنے [illegible] رائفل کو ایجاد کیا تھا - یہ ایک قسم کی بریچ لوڈنگ [illegible] رائفل ہے - مترجم ٭
A. A. Chassepot

یہ کہ فوج سے سرحد پر خدمات پولیس قزاقی کی بیخکنی اور ہمچون قسم مختلف الانواع کام لئے جاتے ہیں جنکی وجہ سے اسے قواعد وغیرہ کیلئے فرصت نہیں ملتی۔ افسرونکو پہلے ہی سپاہ کی تربیت کے کام سے چنداں دلچسپی نہ تھی اور جو تھوڑی بہت تھی آئین ہی تک پولیٹکل واقعات بالخصوص ممبرونکے انتخاب کی کارروائیوں و نیز نئے نئے تغیرات و نیز مالی و پولیٹکل مشکلات کیوجہ سے جو ہمیشہ ملک کو گھیرے رہتی ہیں اٹھ گئی ہوگی ہے۔ نوعمر اور ناتجربہ کار سپاہی ان میں عملی مہارت اور ضروری جوش امنگ مفقود ہے اور نہ انپر اعلے افسرونکی طرف سے واجب نگرانی ہوتی ہے قلت رکیوجہ سے میعاد جنگ کہ فوج پیدل کی سہ ایفلی مشق بالکل بند کر دینی پڑی اور توپخانہ کی مشق میں انتہائی درجہ تک تخفیف کر دی گئی۔ الغرض جہانتک سپاہ کی جنگی نشو ونما کا تعلق ہے گذشتہ چند برس تقریباً بالکل ضائع جانے دیئے گئے۔

یونانی فوج میں منجملہ دیگر ایک یہ امر بھی نہایت مضرت رساں ہے کہ اسکے افسر پولیٹکل معاملات میں علی الخصوص حصہ لیتے ہیں بطور مثال یہی بتا دینا کفایت کریگا کہ ۱۸۹۵ء میں ۴۰ افوجی افسر پارلیمنٹ کی ممبری کے امیدوار ہوئے اور انمیں سے تیس منتخب ہوئے اگرچہ پولیٹکل معاملات میں نانی افسرونکے اسطرح سے دخیل ہونیکو ہمی مقیاس معیار کے مطابق نہیں دیکھا جا سکتا جو مغربی یورپ میں مانا جاتا ہے کیونکہ بلقانی ریاستوں میں ایسی نوقایم شدہ حکومتوں اور آئینوں میں فوجکا پولیٹکل معاملات سے دلچسپی اور ہمدردی کہنا گریز ہے تاہم ہمیں کوئی شبہ نہیں کہ جہاں کہیں ایسی حالت ہو وہاں کی افواج کے انتظام وترقی کیلئے وہ نہایت مضر و مہلک ہوگی۔

ٹرکی میں دو برس مسلسل فساد ہوتے رہنے سے چنے ترکی طرز حکومت کے کئی اہم نقص ہویدا ہوگئے تھے یونان میں توقع پیدا ہوگئی تھی کہ ٹرکی کی بربادی اور اسکے عناصر کی پراگندگی کا وقت قریب پہنچگیا ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ یقین بھی زیادہ مضبوطی پکڑ گیا تھا کہ یونان کی فوجی سسٹم کی موجودہ حالت ایسی نہیں کہ اسکے بل پر یونان ٹرکی کے ورثہ میں حصہ لینے کیلئے اپنے دعاوی کو تقویت پہنچا سکے اور بشرط ضرورت انکی بزور شمشیر حفاظت وتائید کر سکے۔

کریٹ کی بغاوت سے یونانیونکو طبعاً ہمدردی تھی۔ انہی کی تحریک و اغوا سے مغربی مقدونیہ میں بھی عام سازشیں[له] پیدا ہوگئیں اور ان سازشوں اور بغاوت کی بدولت کل یونان میں ہر جگہ عام پُر جوشی پھیل گئی اور لوگوں کی خیالات مشتعل ہوگئے۔ اس پرجوشی کا نتیجہ

[له] یہ سازشیں اور تحریکیں تو نانیونکی ہزیمت یابی سے گو کچھ عرصہ کیلئے دبگئی تہیں مگر کریٹ کو ایکطرحکی کامل خود مختاری اور یونانی شہزادہ جارج کو گورنری ملجانے سے ان دونوں کے شروع میں وہ پھر تازہ ہوگئیں اور موسم بہار اپریل و مئی ۱۸۹۹ء میں عام فساد ہو جانیکا عام یقین ہوگیا ان سب کے علاوہ ترکی اخبارات اور مدبرین کی رائے میں انگلستان کا بھی اس تجدید شورش میں بہت کچھ دخل ہے (دیکھو ٹائمز آف لنڈن ۳ فروری ۱۸۹۹ء) مگر خداوند کریم کا شکر ہے کہ سلطان المعظم کی ہر وقت کی مستعدی اور مشہور آفاق تدبیر سے اب اسکا بہت کم اندیشہ رہ گیا ہے اور مقدونی عیسائیوں کو بھی خوش قسمتی سے یہ ہوش آ گیا ہے کہ اگر وہ کسی غدارانہ فعل کے مرتکب ہونگے تو وہ ہی خمیازہ اٹھائینگے جو ارمنوں کو اٹھانا پڑا تھا ناظرین کو اس سازش کے کسیقدر مفصل حالات ذیل کے مندرجہ ذیل دو تازہ مضامین سے معلوم ہو جائینگے:۔

سنو ڈان میں انگلستان کی قابل تعریف و بے نظیر کامیابی پر انگریزی قوم جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے جسقدر فخر و مباہات کرے کم ہے مگر انگریزی پالیسی کے علانیہ اظہار کو با وجود باقی کل غرضمندانہ او متعلقہ طاقتونکا بالکل خاموش رہنا اور انگلستان کی اس پیش دستی کی مزاحمت یا مخالفت

(بقیہ صفحہ ۱۰۷)

[illegible] ۱۸۹۹ء سے [illegible]

یہ ہوا کہ اخبارات نے بالخصوص فوجی افسروں کی تحریک و ترغیب سے کامل فوجی اصلاح کی اشد ضرورت پر بحث مباحثہ شروع کر دیا۔ یہ بحث آخر کار سرکاری جلسوں میں پہنچی اور عام طور پر یہ بیان کیا گیا کہ شاہ یونان نے اسکی ۱۸۹۱ء کی سیاحت یونان کا نقص ہوں

بالضابطہ اور سرکاری طور پر کرنا تو درکنار انگلستان کے سخت رقیب بلکہ معاند ملکوں کے اخبارات کا اس معاملہ پر بڑی بھاری کو بھی اسکو ظاہر نہ کرنا اور قدیم مصر کا جتنے سوڈانی علاقہ کی فروخت کیوقت متواتر تقاضوں کے باوجود لارڈ کرومر اور انگریزی گورنمنٹ کے مطالبہ کو منظور نہیں کیا تھا۔ صرف ایکبار کے کہنے پر کل سوڈان کی حکومت عملی طور پر انگلستان کے حوالے کر دینا یہ سب باتیں دیکھکر خواہ مخواہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں انگلستان کے مخالفین آپس میں متحد و متفق ہو کر اسطرح سے اسکی عنان ڈھیلی چھوڑ دینے سے اسے کسی امر تردید میں پھنسانے کی کوشش تو نہیں کر رہے انگلستان کے کسی مدبر بھی یورپ کی اس عام خاموشی سے متعجب ہیں لیکن انکو بھی شاید اس کمال شاندار فوجی فتح و نصرت اور حیرت انگیز ڈپلومیٹک کامیابی کی بے اندازہ خوشی نے ابھی تک یہ سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ دیگر اقوام کی خاموشی یہ معنی تو نہیں رکھتی کہ اس بلند اقبال قوم سے اب لفاظی بحث فضول ہے عملی طور پر آ کے نیچا دکھانیکی کوشش کیجائے۔ فرانس والوں کی یہ خاصیت سب کو معلوم ہے کہ انکی پُرجوشی ہمیشہ دودھ کے جوش کی مشابہ ہوتی ہے اور فوراً ایک دقیقہ میں سرد پڑ جاتی ہے مگر جب وہ کسی معاملہ پر بظاہر کوئی گرمجوشی دکھائیں بلکہ سوچ و فکر میں پڑ جائیں تو سوقتان پر باضابطہ رہنا واجب ہے انکی یہ خاموشی عملی کارروائی کا پیش خیمہ ہوتی ہے انکو انگلستان کی اس کامیابی سے جیسا کچھ روحانی و اخلاقی و جسمانی صدمہ پہنچا ہے وہ اسی سے ظاہر ہے کہ صدیوں کی عداوت اور عوض کشی کا خیال چھوڑ کر وہ انگلستان کے برخلاف جرمنی تک سے اتحاد کر لینے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ جرمنی کیساتھ انگلستان کا بیشک سمجھوتہ ہو گیا ہے مگر جیسا کہ اوپر کسی جگہ لکھا جا چکا ہے جرمنی سے بھی امداد کی توقع نہیں ہو سکتی بلکہ اسکے برعکس اسکی رقابت اور روز افزوں انگلین ہمارے لیے فرانس کی مخالفت سے کچھ کم خطرناک ثابت نہیں ہونگی اسکی پالیسی کی تہ کو پہنچنا بہت مشکل ہے مگر اعلان امن کے باوجود اسکا سرعت جنگی بحری تیاریوں میں منہمک ہونا بتا رہا ہے کہ اسے امن کے زیادہ عرصہ تک قائم رہنے کا یقین نہیں بلکہ بعض مغربی اخبارات کے خیال میں کریٹ۔ سرحد ہندوستان اور مشرق الاقصیٰ میں انگلستان اور روس کی رقابت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ انمیں سے کسی ایک کی بد ولت اگر عنقریب یہ تعلقات بگاڑ ہو جائے تو کسی کو تعجب نہیں ہوگا۔ فلپائن کے باشندوں اور امریکن افواج میں باقاعدہ لڑائی چھڑ جانیکی کیفیت ناظرین کو تارکے کالموں سے معلوم ہو جائیگی۔ مشرق الاقصیٰ میں اب ایک نئی طاقت کے دخل کے علاوہ اب ایک اور طاقت بھی جسنے امریکہ کیطرح پہلے کبھی اپنے براعظم سے باہر کے معاملات میں دخل نہ دیا تھا اس دنگل میں اُتر آئی۔ یہ طاقت آسٹریا ہے جسنے اب پہلی مرتبہ ایک جنگی جہاز بحیرۂ چین میں بھیجا ہے۔

مشرق الاقصیٰ کی اس پیچ در پیچ الجھاؤ کے ساتھ ہی اس ہفتہ کی تازہ ترین ڈاک یورپ کے سرچشمۂ فساد سے پھر خونریزی کی وحشتناک خبریں سنا رہی ہے یہ سرچشمہ وہی جزیرہ نمائے بلقان ہے جسے یورپ کی منصف مزاج مسیحی طاقتوں نے ذاتی اغراض کی تکمیل اور ایک اسلامی طاقت کی تخریب کیلئے صدیوں سے اپنی شاطرانہ چالوں کا جولانگاہ بنا رکھا ہے۔ اس جدید تحریک کا باعث بھی بدستور سابق وہی یورپ کی وہ متعصبانہ اور ناجائز کاروائیاں ہیں جو ٹرکی کی اسلامی طاقت کے ساتھ کیجا رہی ہیں یونان کے عیسائیوں کی طرفداری کی حمایت میں سرو یہ وغیرہ کو اس سے ہی بوسینا و ہرزیگووینا بلکہ بلغاریہ کے عیسائیوں کو انکے دیکھا دیکھی کریٹ اور آرمینیا کے عیسائیوں کو آزادی کی خواہش پیدا ہو گئی

؎ کیا زمانہ عہد ٹرانسوال جو ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے محاربہ کیصورت میں بدل گیا ہے کسی ایسی ہی شے ہو دستا یا یہ پہین و ترکی سازش کا نتیجہ تو نہیں ہے کیونکہ کجا ٹرانسوال ایسا بندی سا علاقہ اور کجا سلطنت برطانیہ اور پھر اول الذکر کی یہ بیباکی و جسارت۔ بہرحال زمانہ جلد بتا دیگا کہ آیا اس قیاس کی کچھ اصلیت تھی یا محض ایک بندی نقاب

جو اُس نے مختلف فرامین اور دول عظام کے سپرد کئے اور وہ مدبرانہ کئیں۔ یہ پختہ یقین ہو گیا ہے کہ ٹرکی سلطنت کا انجام فی الحقیقت قریب پہنچ رہا ہے اور اُسی یقین کی وجہ سے اُس نے فوج کی اصلاح کا مصمم ارادہ کر لیا ہے ۔

بقیہ صفحہ ۱۰۱ – اور آزادی مل جانے پر اس جزیرہ نما کی ہر ایک مسیحی قوم کو اقتضا ہے ایبالی کے اُس معمولی یورپین حیلہ و ثیت کی آڑ میں بیٹھے ہوا رہ دولت کہا جاتا ہے کہ کسی ایک قوم کو ٹرکی سے کچھ مزید بخرہ ملنے کی صورت میں اپنے لئے بھی مزید علاقہ کے مطالبہ کا حوصلہ ہو گیا۔ جن مطالبوں میں انصاف پسند یورپین طاقتوں کی طفیل بسا اوقات کامیاب ہو جاتے رہنے سے اب وہ ہمیشہ ایسا ہی مطالبہ کرنے پر مستعد رہنے کی آپنے آپ کو مستحق سمجھنے لگ گئی ہیں۔ ۱۸۷۸ء میں سرویا وغیرہ کو مزید علاقہ اور بلگیریا کو آزادی ملنے کے معاوضہ میں یکیس دیئے جانے ٹرکی سے دو تین برس بعد یونان کو جبراً تھسلی دلوائی گئی۔ ۱۸۸۵ء میں جب بلگیریا نے مشرقی رومیلیا پر قبضہ کر لیا تو سرویا اور یونان کو پھر معاوضہ طلبی کا خبط پیدا ہو گیا جس نے سرویا کو تو ایسا مغرور کر دیا کہ اُس نے بلا وجہ بلگیریا پر چڑھائی کر دیا اور منہ کی کھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ مگر یونان دو چار دھمکی کھانے کے بعد یہی دیگر دول کے دباؤ سے جو مشرقی مسئلہ کو چھیڑنے کے لئے ابھی تیار نہ تھیں ہوش میں آ گیا۔ اور معاملہ رفت گذشت ہو گیا۔ لیکن یونان کی شکست کے باوجود سال گذشتہ میں کریٹ کو آزادی مل جانے سے جو اکثر یورپین مدبرین کی رائے میں اُس کے یونان کے ساتھ ملحق ہو جانیکا پیش خیمہ ہے۔ جزیرہ نمائے بلقان کی دیگر اقوام بالخصوص بلگیریا کو پھر گدگدی شروع ہو گئی ہے۔ اور وہ مقدونیہ کے بلغاریوں کو اکسا کر فساد برپا کر دینے کا متمنی ہے کہ یہی ہو سکا کہ اس بہانہ سے مقدونیہ بلگیریا کے ساتھ شامل ہو جائے اور ٹرکی کی مزید قطع برید سے یونان اور بلگیریا کا مادہ طاقت جس میں بلغاریوں کے بیان کے مطابق کریٹ کی آزادی سے خلل پڑ گیا ہے پھر یکساں ہو جائے لیکن جیسا کہ کسی پچھلے ہفتہ لکھا جا چکا ہے امسال بہار کے موسم سے سوائے باطل کی طرح بلغاریوں کی یہ ہوس خام کبھی پوری نہیں ہو گی تاہم اس میں کوئی کلام نہیں کہ جیسا کہ عام خیال ہے یہ فساد برپا ہو گیا۔ تو دولت ٹرکی کیلئے مزید مشکلات پیدا ہو جائینگی اور ٹرکی کی حکومت یورپین طاقتوں کی باہم جنگ میں بالآخر سے فائدہ اُٹھانے کی جو توقع رکھی بیٹھی ہے وہ بہت کچھ مشکوک ہو جائیگی۔ بلکہ اغلب قیاس ہے کہ وہ اس دفعہ یورپین مشکلین کو چنگاری کا بھی ضرور کام دے جائیگا اس معاملہ پر خود کچھ اور لکھنے کی بجائے ایک انگریزی اخبار کی تحریر کا خلاصہ درج کر دینا زیادہ مناسب ہے۔ اور اس سے پہلے یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ٹرکی فقط یورپین حدود ہی میں اپنی فوجی جمعیت کو مضبوط اور قلعوں کو مستحکم نہیں کر رہی ہے بلکہ ایک اور انگریزی اخبار کا بیان ہے کہ یمن کے کمانڈر نے انطفائے فساد کیلئے مزید ۹۶ ہزار فوج کی تاکید اور ضروری تیاریں بیکار طلب کی ہیں۔ فوج کی طلبی کی صداقت میں ہمیں کوئی شبہ نہیں۔ مگر جو غرض ظاہر کی جاتی ہے وہ کبھی باور نہیں کی جا سکتی یمن میں کامل امن قائم اور تمام فتنہ و فساد فرو ہو چکے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ فوج کسی اور ہی غرض کیلئے منگوائی جاتی جاتی ہے ۔

ٹائمز کا ایک نامہ نگار ۶ جنوری ۱۸۹۹ء کو لکھتا ہے کہ گو سر دست دنیا کا پولیٹیکل مطلع پہلے کی نسبت کسی قدر صاف ہے۔ مگر پیشگوئی کا خیال بدستور غالب ہے۔ اور تقریباً ہر کس و ناکس کو یقین ہو رہا ہے کہ عالمگیر جنگ بالکل قریب پہنچ گئی ہے۔ خاص کر قسطنطنیہ جو دنیا بھر کے دار الخلافوں کی نسبت مشرق میں سے حالات آئندہ کا زیادہ علم رکھتا معلوم ہوتا ہے۔ بیشک اس میں ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حالات پر کسی شخص کی رائے قائم کی جائیگی نامہ نگار قسطنطنیہ کی رائے کے برابر جدید و برجستہ نہیں ہوتی یہی قابل شخص واقعات آئندہ کی نسبت قسطنطنیہ کی رفتار و روش کی نسبت نہایت مایوسی ظاہر

اگر فوجی افسروں کے میلانات دور پیش بینی نے کسی اطمینان بخش انتظام کو عمل میں لانے پر مجبور کر دیا ہوتا۔ تو ظن غالب ہے کہ اُن سخت مشکلات کی موجودگی میں جو اُس وقت حادثہ ہو رہی تھیں۔ بمشکل ایسا عزم کیا جاتا۔ اسی مجبوری کی وجہ سے ورنہ میرا عظیم ڈیلی نیوس

(اللہ پر بھروسہ) ادارہ اسلامی شریعت کے بارے میں وہ صاف کہتا ہے کہ میں نہ پیغمبر ہوں نہ پیشگوئی کرنے والا نہیں۔ لیکن حالات موجودہ کو دیکھ کر مجھے مجبوراً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ دنیا کے انجام سے پہلے ایک عالمگیر جنگ ہوگی۔ وہ یہ یاد کرنے کے لئے کافی وجوہات رکھتے ہیں کہ وہ انجام قریب پہنچ گیا ہے اور کہ وہ عالمگیر جنگ جو دنیا پر ایسی تباہیاں برپا کریگی۔ کہ کبھی پہلے دیکھی یا سُنی نہیں گئیں اب زیادہ دور نہیں ہر ایک اُس کیلئے تیار ہے اور تمام دنیا یکساں اُس کی مصائب میں مبتلا ہوگی۔ یورپ میں عالمگیر جنگ ہوگا اُس کے مرادف ہوگا کہ ہر ایک بر اعظم اور ہر ایک سلطنت میں لڑائی برپا ہو جائیگی۔ اس عالمگیر جنگ سے ایشیا اور افریقہ اور جزائر کے مسلمان و بت پرست اپنے فاتحوں کے برخلاف کھڑے ہو جانے اور پہلے سابقہ وتیرے اختیار کرنیکا اندیشہ اٹھائینگے۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ یورپ نے کل دنیا کو صرف اپنی ہی تباہی کیلئے اور نہ کل روئے زمین پر بربادی اور مصیبت پھیلانے کیلئے فتح کیا ہوگا۔ ابھی ترکستان کی اور ایران اور دیگر کئی موقعوں پر اسلامی طاقت معدوم ہو گئی ہو۔ محض اسلئے وجود ہے کہ یورپین طاقتوں نے اپنے اپنے ذاتی اغراض کیلئے اُس کو موجود رہنے دینا پسند کیا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ طاقت ابھی زبردست ثابت ہو سکتی ہے یورپین عالمگیر جنگ کی طفیل وہ ایک مرتبہ یورپ کے دباؤ سے آزاد ہو گئی تو کل ایشیا اور افریقہ پر خون کا دریا بہا دیگی۔ آخر میں یہ نامہ نگار لکھتا ہے کہ انجیل و توریت کی پیشینگوئیوں کی درست تاویل خواہ کچھ ہو یورپین جنگ عالمگیر سے دنیا پر جو تباہیاں وارد ہونگی۔ اُن کی درست تمام سبب توضیح آسمانی کتاب سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ اور کسی کتاب میں اُن کا پورا پورا نقشہ نہیں دکھایا گیا۔ اور کسی ایسے نتیجہ کا متوقع رہنا جو عین فطرت اللہ کے مطابق ہے غلطی پر مبنی نہیں ہوگا +

ٹائمز کے نامہ نگار کی ساری کا خلاصہ دیگر یہ ہے کہ نامہ نگار لکھتا ہو کہ ہم کو یقین ہے کہ اس عالمگیر جنگ کا شعلہ پہلے جزیرہ نمائے بلقان سے اُٹھے گا۔ تقریباً ایک نسل سے ہم ہر سال مقدونیہ میں آتش فساد کو مشتعل ہو جانے کا متوقع چلے آ رہے ہیں۔ جو پہلے متصلہ ممالک میں اور پھر کل یورپ میں پھیل جائیگی۔ اس فساد کے برپا ہونیکا وقت بظاہر حال اب بالکل قریب پہنچ گیا ہے۔ وائنا میں انگریزی اخبارات کی جس قدر نامہ نگار ہیں وہ تقریباً سب کے سب ہمیں آنیوالے خطرہ کیلئے تیار رہنے کے واسطے متنبہ کر رہے ہیں۔ ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہمیں کچھ بھی شک نہیں کہ اگر اس موسم بہار میں جزیرہ نمائے بلقان میں ضرور فساد ہو جائیگا جس کی بہت سی خبریں مل رہی تھیں۔ روس اور آسٹریا کی متواتر دھمکیوں اور تنبیہوں کے باوجود مقدونیہ کے شورہ پشت مفسد دیگر قوموں کی امداد و تحریک سے اپنی تیاریوں میں سرگرمی کے ساتھ مصروف ہیں آسٹریا چاہتی ہے کہ حالت موجودہ قایم رہے اور روس امن کا خواہاں ہے یعنی دونوں کا مدعا ایک ہی ہے اسلئے وہ دونوں اپنی طرف سے بہت ہی کوشش کرینگے کہ امن یا حالت موجودہ میں خلل نہ پڑے۔ اگر ان دونوں سلطنتوں میں اب بھی وہی دلی ارتباط ہوتا جو اب سے دو برس پہلے تھا۔ تو یہ اتحاد ضرور امن قایم رکھ سکتا۔ مگر افسوس ان دونوں میں اب وہ یکجہتی نہیں رہی۔ وہ ایک دوسرے کو آپس میں کچھ شک کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ ادھر مسئلہ کریٹ کی تصفیہ سے بلقانی ریاستوں کی حرص و طمع بہت تیز ہو گئی ہے۔ اُن کو خیال ہے کہ پرنس جارج کی گورنری جزیرہ کریٹ یونان میں شامل ہونیکا پیش خیمہ ہے یعنی باوجودیکہ دول یورپ نے لڑائی سے پہلے فریقین کو بڑے زور سے مطلع کر دیا تھا کہ کوئی فریق کامیابی سے نفع نہ اُٹھا سکیگا۔

نے بھی یہی رائے ظاہر کی کہ وہ فوجی اصلاح کا حامی ہے اور اُسنے بادشاہ کو یاد دلایا کہ انہیں ایام میں جو پارلیمنٹ کے افتتاح کی تقریر دیا گیا تھا غیر معمولی اخراجات اور اس امکان کیطرف اشارہ کر چکا ہے کہ شاید بجٹ میں خرچ آمدنی سے زیادہ پایا جائیگا۔ دیکھو لاہائنڈ منٹر

نہیں اُٹھانے دیا جائیگا۔ یونان کو جو کچھ وہ چاہتا تھا مل گیا۔ اور اُدھر اُسے شکست فاش ہوئی مگر کوئی دیرپا نقصان نہ پہنچا۔ چنانچہ اب بلگیریا کیطرف سے اندیشہ پیدا ہو رہا ہے۔ اگرچہ بلغاری گورنمنٹ بڑی زور سے بیان کرتی ہے کہ وہ مفسدان مقدونیہ کی کمیٹی کو کوئی ترغیب نہیں دے رہی۔ لیکن مشرقی پالیٹیکس کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اس مقدونوی تحریک کا صدر مقام ریاست مذکور میں ہی ہے اور کہ شہزادہ فرڈیننڈ اور اسکی گورنمنٹ اس تحریک کے روکنے سے عاجز ہیں۔ بلگیریا کی سازش کا اسکے بدیہی ثبوت ملا ہے کہ روسی گورنمنٹ نے شہزادہ کو تہدید کی ہے کہ اگر اسنے مقدونیہ کی کسی بغاوت میں مدد دی تو روس اسکی کبھی دستگیری نہیں کریگا مگر کریٹ کے معاملہ میں ایسی تنبیہوں کی کچھ وقعت نہیں ہوئی۔ مزید برآں بلگیریا میں ملک سے باہر بھی عام خیال ہے کہ بلغاری فوج مقابلہ میں ترکی افواج سے بہتر ثابت ہوگی اور غالباً اسی متوقعہ بغاوت بلگیریا کی سازش کیوجہ سے ترکی گورنمنٹ معتدبہ کثیر سامان جنگی خرید رہی ہے لیکن اگر یہ بغاوت برپا ہوگئی اور یونان کیطرح اسمیں بھی ٹرکی کامیاب ہوئی تو یہ یقینی امر ہے کہ یورپین سلطنتیں مخالف فریق کی طرفداری نہیں کریگا بلکہ ہمسایہ سلطنتیں بھی دخل نہیں دینگی کیونکہ ایک تو رشیا کے اتفاق سے بلقان والی جو تجویز کرتا ہے میں فقط روس کے قبضہ سے کوئی سلطنت بھی مشغول کار رہنا نہیں چاہتی۔ دوسرا آسٹریا اور ٹرکی کے تعلقات ہمیشہ دوستانہ اور اسکے برعکس بلقانی ریاستیں آسٹریا کی بدخواہ رہی ہیں اگر دول یورپ میں اتحاد قائم رہا تو شاید بغاوت کا اندیشہ نہ ہو مگر ایسکو اس اتحاد کی بحقیقتی معلوم ہوتی ہے بلکہ یہ عام خیال پھیل رہا ہے کہ کریٹ کا انتظام کرنیوالی چار طاقتوں میں بھی یکجہتی موجود نہیں بلکہ اسکے برعکس ان چاروں اور بالخصوص انمیں سے دو میں سخت بدمزگی پیدا ہو رہی اور بدظنی ایکدوسرے کی نسبت پھیلی ہوئی ہے اسکے ساتھ ہی یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ بقول سول ملٹری گزٹ بیڑی درخواستیں بعض پنجاب کے ان اضلاع سے جہاں اونٹ پیدا ہوتے ہیں بنک ہزارہا اونٹ بسرعت تمام خرید کئے جاچکے ہیں اور افسران ٹرانسپورٹ ابھی تک اس کام میں سرگرمی سے مصروف ہیں اس بیع و خریداری پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں (وکیل ۱۳ فروری ۱۹۰۰ء)

مقدونیہ کی مفسد پارٹی کی نسبت نامہ نگار دی ہے کہ اسنے موسم بہار میں سوفیہ یا بلغاریہ کے مقام میں جو اجلاس کانگرس منعقد کرنیکی عوت اپنے کل ممبروں کو بھیجدی ہے اس انجمن کا ہیڈ کوارٹر جیسا کہ کسی دوسری جگہ لکھا گیا ہے صوفیا ہیں۔ تازہ ترین لاتی اخبارات کی تحریروں سے مترشح ہوتا ہے کہ دول یورپ میں سے کسی نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ مقدونیہ میں اصلاحات کے نفاذ و رواج کیلئے ٹرکی پر زور ڈالا جائے جسکے جواب میں ٹائمز کے نامہ نگار قسطنطنیہ وائنا کی روایت کے مطابق روس نے اس تجویز کو پسند کیا ہے اور لکھا ہے کہ مقدونیہ کے مسئلہ کو تہ فیصلہ کیلئے سب سے مناسب یہی تدبیر ہے کہ باجمالی کو ایک یورپین کمیشن کی نگرانی میں وہاں اصلاحات مزید کے رواج کیلئے کہا جائے۔ اس نامہ نگار کا بیان ہے کہ بلگیریا اور دیگر بلقانی ریاستیں اس تجویز سے سخت ناراض ہو رہی ہیں اور ان سب کا دول یورپ کے موثر طریق سے مداخلت کرنے پر مجبور کرنے کیلئے پہلے خود فوجی مداخلت کرنیکا مصمم ارادہ ہے اسکے برعکس اسی اخبار کا نامہ نگار قسطنطنیہ لکھتا ہے کہ روس نے دول کو اطلاع دی ہے کہ وہ مقدونیہ میں اصلاحات کے نفاذ کیلئے باجمالی سے درخواست کئے جانیکو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ ایسا کرنے سے مقدونوی مفسدوں کا حوصلہ بہت بڑھ جائیگا اور خواہ مخواہ فساد برپا ہو جائینگے۔

یہی اخبار مقدونوی سازش کے متعلق مذکرہ صدر حالات لکھنے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ شمالی البانیہ کو صوبہ کوسووا کے والی نے (ایڈیٹر)

کے لیے روپیہ بہم پہنچایا لیا گیا تھا لیکن بادشاہ نے صرف اسی اظہار پر کفایت نہ کی بلکہ اوس نے خواہش ظاہر کی کہ کل قوم کو ان نئے ارادوں اور تجویزوں سے مطلع کیا جائے ڈیلیاینس نے تھوڑی سی رد و کد کے بعد اس سے بھی اتفاق رائے کر لیا۔ اور ۴ دسمبر ۱۸۹۱ء کو بادشاہ کے احکام سے مندرجہ ذیل الفاظ میں وزیر اعظم کو مطلع کیا گیا:-

بنام وزیر اعظم

جناب من

گذشتہ موسم بہار میں جو عام تمرینات اور قواعد میں کی گئی تھیں انسے انکو پہلے سے بڑے پیمانہ پر دوہرانیکی ضرورت واضح ہو گئی ہے میں دیکھتا ہوں کہ یونانی فوجکی ترتیب و انتظام کا واحد و یکہ مقصد و مدعا صرف یہ ہے کہ اسکی تکمیل کیجائے اور اسے اپنے منصب کے قابل و شایان بنایا جائے۔ لہذا میں ایک مستقل کیمپ کا قایم کیا جانا نہایت ضروری تصور کرتا ہوں تاکہ فوج اس کیمپ میں ان تمام خدمات سے سبکدوش اور یکسو ہو کر جو اسے شہروں میں دینی پڑتی ہیں اپنا کل وقت اپنی فوجی علم کے حصول۔ بڑی بڑی تمرینوں اور قواعدوں کے کرنے اور ضروری عملی تربیت اور نشو و نما کی تکمیل پر صرف کر سکے اور ان مقاصد کے حصول کے سوا اسے کوئی اور شغل نہ ہو۔ اس حصول کیلیے میں دس لیکر بارہ ہزار تک آدمیوں کی نبرد آزما جمعیت فراہم اور فوج سواران کی کمیونکو پورا کرنے کیلیے ردیف فوجکا کارکن فوج کیساتھ کام دینے کے واسطے طلب کیا جانا اشد ضروری سمجھتا ہوں۔ ان مقاصد کو مدنظر رکھکر میں اعلیٰ افسروں کی ایک کمیشن کا مقرر کیا جانا مناسب تصور کرتا ہوں یہ کمیشن فیصلہ کریگی کہ ہماری فوج کیلیے کونسی رائفل سب سے بہتر اور مفید ہوگی۔ پھر اس فیصلہ کے مطابق گورنمنٹ پسند شدہ رائفل کی خریداری شروع کریگی مجھے پختہ یقین ہے کہ یہ مقاصد ان تدابیر اور ان تدابیر سے منتج شدہ فیصلوں سے بخوبی حاصل ہو جائینگے کئی برسوں سے یونانی فوج کئی ایسے کاموں میں مشغول رہی ہے جو فی الحقیقت اسکے منصبی کام کے دایرہ سے خارج ہیں۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہماری فوج ان خارجی کاموں سے کنارہ کش ہو کر جہانتک ملک کے مالی وسایل شکیبی کر سکیں اپنے اصل فرض اور حقیقی کام یعنی اپنی طاقت و قوت کی فزونی اور غیر منقطع عملی تربیت و مشق کیطرف متوجہ ہو جائے۔ مستقل کیمپ کا قیام جو کام میں اپنی گورنمنٹ کو سپرد کرتا ہوں میری اس دلی خواہش و تمنا کو پورا ہونیکا جو میں اپنے ملک کی فوجی طاقت کے استحکام و بہتری کے متعلق رکھتا ہوں مبارک بنیادی ستون ہوگا۔

حاشیہ

سرہر آوردہ البانوی روسا کو بلا کر ان سے درخواست کی تھی کہ وہ البانوی آبادی سے ہتھیار رکھوانے میں مدد دیں مگر انہوں نے جواب دیا کہ وہ ایسا کرنے کے مخالف ہیں اور اس امر کی کوئی وجہ اور ضرورت نہیں دیکھتے کہ کیوں البانویوں سے ہتھیار لے لیے جائیں انکا جواب قسطنطنیہ بھیجدیا گیا ہے۔ البانویوں کے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ ہر دو جلد میں درج ہیں۔ یہ دونو کتابیں دفتر اخبار وطن لاہور سے مل سکتی ہیں۔

صوفیہ کی مقدونوی مفسدوں کی کمیٹی نے موسم بہار میں مقدونیہ میں فساد کرنے کیلیے جو خطوط جا بجا بھیجے تھے انکا کچھ اثر نہیں ہوا۔

تازہ ترین ولایتی اخبارات مظہر ہیں کہ کریٹ پر پرنس جارج کی تقرری سے سلطان المعظم روس سے بہت بگڑ گئے تھے حالت دیکھکر روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے اپنی گورنمنٹ کو متواتر اسکی تلافی کیلیے لکھنا شروع کیا چنانچہ روس نے سلطان کو پھر اپنے موافق بنانے کے لیے مقدونوی مفسدوں کی تحریک

شاہ ایپچ کے اس طرح مان ہو تمام ملک میں پڑا تھا اگر یونانی اور بغاوت پیدا ہو گئی جس سے ہم شاید ہوا اسی دن دار الخلافہ کے سے
متعلق اخبار انگریزی پیپر ڈیلی نیوز نے یونانی سمجھ بیٹھے تھے کہ ان کا کوئی بادشاہ نہیں رہ گیا۔ مگر انہیں اُن کا بادشاہ

واپس اٹھایا۔ انہی دنوں بلغیریا کی گورنمنٹ اور نیز شہزادہ فرڈینینڈ کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ اگر مقدونیہ میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی گئی۔ یا گورنمنٹ مدد کرے گی یا امداد دے یا خود خاموش ہو کر پردہ اٹھا سکے ایسا فساد ہو جائے دبا تو اس کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ اسی مضمون کی تنبیہ بعد میں آسٹریا اور جرمنی نے کر دی۔ مگر ان دھمکیوں کے باوجود بھی بلغیریا کی گورنمنٹ کو راست سے ہٹنے کا اندیشہ تھا لیکن ترکی گورنمنٹ کی مستعدی دیکھ کر جس نے ۳۰ ہزار سے زیادہ سپاہ خاص مقدونیہ میں بھیجنے کے علاوہ بلغیریا اور سرویا کی سرحد پر زبردست فوج جمع کر دی ہے نہ صرف بلغیریا بلکہ سرویا کو بھی ہوش آ گیا ہے۔ بلکہ دوسری طرف مقدونیہ کے عیسائیوں نے بھی آپس کے فساد سے عبرت پکڑ کر اجنبی مفسدوں اور شرارت انگیزوں کو جو انہیں اکسانے کے لئے کل صوبہ میں بکھرے ہوئے تھے۔ اپنے اپنے دیہات سے نکال دیا ہے اور ان کو متنبہ کر دیا ہے کہ اگر وہ پھر واپس آئے تو ان کو حکام کے سپرد کر دیا جائے گا۔ اسی طرح شمالی اضلاع کے عیسائیوں نے اجنبی مفسدوں کو مع ان کے تمام ساز و سامان مقامی حکام کے سپرد کر دئے ہیں۔ یہی کارروائی دیگر اضلاع کے باشندوں نے کی ہے۔ اور اس سے بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ موسم بہار میں مقدونیہ میں فساد ہونے کا اب بہت کم اندیشہ رہ گیا ہے۔ اور گو صوفیہ کی مقدونی کمیٹی بہت کچھ کوشش کر رہی ہے۔ مگر اس کو اس مدعا میں کوئی کامیابی نہ ہو گی۔ بلغیریا، رومانیا اور سرویا میں مقدونی جس سرگرمی سے اپنی قوم کی امداد میں مصروف ہیں وہ اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بلغیریا کے مقدونی ۸۰ ہزار پونڈ رومانیا کے مقدونی ۴۰ ہزار پونڈ اور سرویا کے مقدونی ۲۰ ہزار پونڈ اپنے اپنے وطن کو اس لئے بھیجتے ہر سال خرچ کرتے رہتے ہیں۔ مگر باب عالی کی مستعدی اور تدبر نیز دول یورپ کی یہ دھمکی کام کر گئی ہے کہ اگر بلغیریا یا سرویا کی گورنمنٹ ملی تو ان کے ترکوں کو مقبوضہ علاقہ پر قبضہ کر لینے کی اجازت دے دیگی۔ وہ یونان اور کریٹ کے معاملہ سے نہ بھولے ہیں۔ بلکہ بہرحال مقدونی قوم کے باشندوں کو اگرچہ انکی تعداد صرف ایک لاکھ ہے اس قدر غلبہ حاصل ہے کہ بلغیرین فوج میں ۷۵ فیصدی مقدونی افسر ہیں۔ اور وہ بھی ان بلقانی ریاستوں کی ذاتی طمع و حرص کے علاوہ اپنی قوم کو ترکوں سے آزاد کرانے کیلئے ان ریاستوں کو ورغلاتے رہتے ہیں۔ مگر خاص مقدونیہ کے باشندوں کی دور اندیشی اور عقلمندی ان کی مفسدانہ کوششوں کو بالکل بار آور ہونے دیتی ہے۔ (وکیل مورخہ ۲۷ فروری ۱۸۹۹ء)

مقدونیہ کے متعلق اس ہفتہ میں موصول شدہ ولایتی ڈاک سے جو خبریں حاصل ہوتی ہیں وہ آپس میں متضاد ہیں۔ ایک دوسری سے مختلف بہت کچھ ہیں۔ ٹائمز کا نامہ نگار ہفتہ ماقبل کی تحریر کی تائید کرکے لکھتا ہے کہ موسم بہار میں فتنہ اٹھنے کا بہت کم اندیشہ ہو گیا ہے ٹرکی گورنمنٹ نے وہاں کافی سے زیادہ فوج بھیج دی ہوئی ہے اور دول آسٹریا نے ہمسایہ بلقانی ریاستوں کی اچھی طرح سے گوشمالی کر دی ہے۔ اسکے برعکس پائنیر کا لندنی نامہ نگار ہفتہ مختتمہ ۱۵ فروری کے اکثر یورپین اخبارات کی رائے کا خلاصہ یہ لکھتا ہے کہ اس ہفتے پھر تشویش بہت بڑھ گئی ہے کیونکہ موسم بہار میں بلقانیہ کی سر زمین کیا گل کھلاتی ہے؟ اس کے بیان کے مطابق صرف مقدونیہ میں ہی فساد کے ہنگامہ ہونیکا اندیشہ نہیں بلکہ کل جزیرہ نمائے بلقان میں اس کا مادہ کھول رہا ہے۔ گو زیادہ تر تشویش مقدونیہ کی نسبت ہے۔

پھر دستیاب ہو گیا ہے اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ تمام محبان قوم اور شیدایان ملک اس شاہی اپیل کی سچے دل سے تصدیق و تائید کرینگے۔ اور اگر وہ ہمدردی اور فریقانہ رقابت نے اپنے نامبارک قدم رکھدیئے تو تمام کھیل نہ بگاڑ دیا تو کامل امید ہے کہ آج کو دن سے فوج کی خدمات پھر اُس کے

(المؤید یابقید) اخبار المؤید کا نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ اس خبر کی تصدیق کرتا ہے کہ مقدونیہ [illegible] ہوا ہے جسکی ہمدردی کے اٹھنے کیلئے فقط ایک چنگاری لگنے کی دیر ہے۔ یہ درست ہے کہ مقدونیوں کو اور ایک سال کیلئے خاموش رکھنے کے واسطے غیر معمولی کوششیں کیجا رہی ہیں۔ روس اور آسٹریا اپنے اقتدار کو امن قایم رکھنے کیلئے انتہائی درجہ تک استعمال میں لانے پر عازم ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ لارڈ سالسبری نے بھی ان سلطنتوں کو قیام امن کیلئے بلگیریا اور سرویا پر دباؤ ڈالنے کی تاکید کی ہے چنانچہ روس (بابعالی کو اطمینان دلا دیا ہے کہ جزیرہ نمائے بلقان میں کوئی شورش نہیں ہوگی۔ اور وہ حتی الامکان بلغاری گورنمنٹ کو ہر قسم کی تحریک کرنے کی سخت تاکید کر رہا ہے۔ اور اسی غرض کیلئے آسٹریا سرویا کو فہمایش کر رہی ہے۔ یونان بھی سچے دل سے چاہتا ہے کہ کسیطرح یہ سال خیریت گذر جائے۔ لیکن دوسری طرف جو قومیں اس عاکے بخلاف کام کر رہی ہیں کچھ کم طاقت نہیں رکھتیں۔ بقول نامہ نگار مذکور مقدونیوں کی حالت ناقابل برداشت ہو رہی ہے اور اُن میں ایسے سرباختہ آدمیوں کی کمی نہیں جو دول اجنبیہ کو مداخلت پر مجبور کرنے کیلئے خود جیسرخانی چلنے سے شروع کر کے اپنی جانیں قربان کرنے سے دریغ کریں۔ اسی نامہ نگار کا بیان ہے کہ بلغاری اور سروی گورنمنٹ صورت حال کی اہمیت سے ناواقف نہیں مگر بہت کچھ بابعالی کے طریق عمل پر منحصر ہے۔ اگر مقدونیوں نے بغاوت کا اقدام کیا۔ اور ترکی افواج نے اُسے اُسی سختی سے فرو کیا جو ارمنوں کی بغاوت کو فرو کرنے میں برتی گئی تھی۔ تو پھر آگ پر تیل پڑجانے میں کوئی شک نہیں رہیگا۔ اور اُس وقت بلگیریا اور غالباً نیز سرویہ میں کوئی ایسی گورنمنٹ جو مقدونیوں کی حمایت سے خواہ اس حمایت کیلئے ترکی سے علانیہ اعلان جنگ ہی کیوں نہ کرنا پڑے کچھ بھی احتراز کرنا چاہتی ہو ایک دن بھی قایم نہیں رہیگی شہزادہ فرڈی نینڈ واقعات آئندہ کی طرف سے سخت فکر میں مبتلا ہے اور خدا سے دعا مانگ رہا ہے کہ بلغاریوں کی کسی لڑائی کا باعث یا ترکی افواج کی سختی سے کسیطرح نوبت جنگ و جدال تک نہ پہنچے۔ اگر ایسی لڑائی ہو گئی تو اُس سے اُس کو فایدہ تو کچھ نہیں پہنچ سکتا اور سخت نقصان یقینی ہے اگر وہ اپنی کل رعایا کی پرجوشی کے دوران میں خاموش رہا اُن کی سرغنائی کرنے سے کنارہ کش ہو تو یاغی ہا جوہ بلگیریا میں انقلابی تحریک شروع ہو جاویگی جس کا پہلا نتیجہ ہوگا کہ اُس کو تاج و تخت سے برطرف کیا جائے۔ اور اگر وہ رعایا کے ساتھ شامل ہو گیا تو وہ روس کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیگا۔ مزید براں شہزادہ مذکور اور اُسکے وزراء کو ایک یہ بھی تردد ہے کہ اگر ایکطرف ترکی اور دوسری طرف سرویا و بلگیریا میں لڑائی ہو جائے تو ممکن ہے روس بلگیریا کو... دینے سے پیشتر ایسی شرایط پیش کرے جو اُسکو کبھی گوارا نہ ہو سکتی ہوں۔ نامہ نگار مذکور کی رائے میں صوبجات [illegible] اگر ایسا کرنے سے مقدونیوں کو مزید ترغیب ملجائیگی مقدونیہ میں عملی اصلاحات کی ترویج کیلئے بابعالی زور ڈالے کہ [illegible] کی ہے کیونکہ جب مقدونیوں کو یہ معلوم ہو کہ دول یورپ اُنکی بہتری کیلئے کوشش کر رہی ہیں [illegible] تو [illegible] آمادہ نہ ہو سکیں گے بلکہ انہیں اصلاح حال سے مایوس ہو جانے سے ممکن ہے کہ وہ سرباختہ ہو جائیں ؎

اسی اخبار کا نامہ نگار متعینہ اوڈیسہ (واقع جنوبی روس) ایک عجیب داستان سناتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ [illegible] صیغہ خارجیہ سے جو مختلف عہدوں پر روس میں جزیرہ نما بلقان میں رہ چکا ہے میری گفتگو ہوئی جسمیں اس نے [illegible] سے بیان کیا کہ دول اور ریاستوں کے تعلقات میں بہت تغیر واقع ہو گیا ہے۔ جنوب مشرقی یورپ کے تعلق میں امداد سے بالکل [illegible] ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں کا بیان ہے کہ

حقیقی فرائض بھی کھو بیٹھیگی - اور اسطرح فوج میں انتشار اور ناامیدی بھری امنگ سے جنون پیدا ہو جائیگی - اور پھر آخر کار قومی جوش بیدار ہو جائیگی - مگر قومی مسرت کے جوش و خروش پر سر آمدہ یہ چین اخبارات کی آلہ سے مضمون فہم اس شاہی پیغام کو نہایت تعجب کی نظروں سے

کو اگر پچھلے جنگ کے موسم دہان میں روس اسکو جنگ کی علانیہ دھمکی دیکر نہ روک دیتا - تو سلیوانسل آبادی متفق و متحد ہو کر ترکوں کو دھکیلتی ہوئی پہنچ پہنچتے باہر نکال دیتی - ایسی بےنظیر موقعہ کو بھی صرف روس نے فائدہ نہ اٹھانے دیا - یہ ایک کھلا ہوا راز ہے کہ اسوقت بلغیریا، سرویا، مانٹی نیگرو اور رومانیا (جو بالاتفاق رائے کاربند ہو رہی تھیں) برطانوی گورنمنٹ سے اسکا عندیہ دریافت کیا تھا - اور اس نے انکو یقین دلایا تھا کہ اگر بلقانی ریاستیں ترکی کے بخلاف یک قلم کھڑی ہو جائیں تو انگلستان بالکل مخالفت نہیں کریگا - اور حمایت کے پہلو پر رہیگا مگر ایسی حالت میں ان ریاستوں کے حق میں دوستانہ ہوگی - الغرض اس مجوزہ عام محاربہ کو راستہ میں صرف اکیلا روس حائل رہا - جسکی بدولت اُس کا اقتدار جزیرہ نما سے بالکل مفقود ہو گیا ہے - اور اُسکی جگہ آسٹریا اور انگلستان نے لیلی ہے - شہزادہ مانٹی نیگرو جو بلقانی ریاستوں کا ممبر مقدم بنا ہوا ہے - اور جسے زار سکندر ثالث روس کا اعداد اکلوتا دوست کہا کرتا تھا - اس جنگ کے وقت سے روس کا سخت مخالف ہو گیا ہے پھر اس رسی سبب نے ظاہر کی بنا ہے مناسب موقع پہنچ جانے پر جزیرہ نمائے بلقان کی ریاستیں روسی نیابت یا روسی امداد کی کچھ پروا کئے بغیر اپنی متفقہ کوشش سے مقدونیہ کے مسئلہ کو بالآخر حل کرینگی ۔

ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ وینا کے بیان کے مطابق بلقان میں ترکی کی ہی خلاف نہیں بلکہ آسٹریا کے خلاف بھی کھچڑی پک رہی ہے - وہ لکھتا ہے کہ مقدونی تحریک کے علاوہ جزیرہ نمائے بلقان میں کہیں اور بھی پانی مرہا ہے تمام علاقہ میں ایک عام جوش پھیلا ہوا ہے جس میں روس و آسٹریا کی دھمکی سے کچھ کمی ہونیکی بجائے پہلے سے زیادہ اضافہ ہو گیا ہے - اخبارات کے نامہ نگاروں کی مراسلوں کی تصدیق پر اثر ہے خط و کتابت بھی ہو رہی ہے سرکاری طور پر جو حالات بتائے جاتے ہیں - وہ ایک حد تک بیشک اطمینان بخش ہیں مگر یہ ظاہر ہے کہ ذمہ دار حکام کا فرض ہے کہ جہانتک ممکن ہو تشویشناک خبروں کو مشتہر نہ ہونے دیں - اور طمانیت و سکون بخش روایتیں مشتہر کرتے رہیں - یہ بھی درست ہے کہ حالت بالکل ہی نازک نہیں ہو گئی - لیکن پھر بھی ایک حد تک اُسکی نازک اور تشویشناک ہونے میں کلام نہیں - مفسدہ پردازی کے مستقل اور دائمی عناصر معاملہ کو انتہائی درجہ تک پہنچانے میں لگے ہوئے نظر آتے ہیں - اور اگر ایک دفعہ شعلہ بھڑک اٹھا تو اس کا کہیں تک محدود رہنا بالکل دنیا میں پہلی نادر مثال عالم کو نصیب ہوگا کیونکہ اس مسئلہ سے تین سلطنتیں یعنی روس - آسٹریا اور اٹلی قریب ترین تعلق رکھتی ہیں - اس تحریک کو جواب البانیوں تک پہنچ گئی ہے - اٹلی کبھی لاپرواہی کی نظروں سے نہیں دیکھ سکتی - اسوقت البانوی مسلمانوں اور البانوی عیسائیوں میں جسکا باعث زیادہ تر ترکی کی کارستانی ہے کامل مناسبت موجود ہے - الغرض بلقان کے قضیہ نامرضیہ میں البانوی عنصر نے بھی بہت بڑا حصہ لینا شروع کر دیا ہے - علاوہ بر آں سرویا و مانٹی نیگرو میں کھلی اجنبیت پیدا ہو گئی ہے - روسی سفیر متعینہ مانٹی نیگرو کی نسبت جو رخصت پر آ گیا ہے یہ افواہ ہے کہا جاتا ہے کہ وہ پھر واپس نہیں جائیگا - مانٹی نیگرو آسٹریا سے بھی سخت برافروختہ ہو رہا ہے (مانٹی نیگرو کے قصبہ سکلینجی میں خاص شہزادہ کی حمایت میں ایک نیا اخبار بنام نوی بیبی جلد ہی ہوا ہے یہ اخبار بڑے وثوق و اعتماد کے ساتھ تحریر کرتا ہے کہ اسی سال کے دوران میں آسٹریا سے بوسنیا و ہرزیگووینا کو جو ۱۸۷۸ء میں دول یورپ نے آسٹریا کو سونپا تھا نکال دینگے - خیال دیگر اسباب بھی ... سروی قوم شہزادہ نکلس والئی مانٹی نیگرو کے زیر حکومت

دیکھا کسیقدر پانی پڑ گیا۔ ان اخبارات نے یونان کو متنبہ کیا کہ اُسکو پہلے اپنی مالی ذمہ داریوں کو یاد کرلینا چاہئے اور اس کے ساتھ ہی اُسے
بالصراحت آگاہ کیا گیا کہ ہر ایک ایسی پولیٹیکل عمل جس سے دنیا کے امن میں خلل آئے تقریباً ناقابل عمل ہے مصیبت میں مشکلات پر غالب آنے کے بعد بمشکل حاصل

(بقیہ صفحہ سابقہ) باقی کل حکومتوں سے آزاد ہو کر متفق و متحد ہو جائے۔ اور اُسے یقین ہے کہ ایسی ریاست اسی سال میں روس کی امداد سے قایم
ہو جائیگی۔ وہ حالت موجودہ کے قیام کی خواہش کو بالکل لغو بتاکر لکھتا ہے۔ اگر یورپین مدبر یہ چاہتے ہیں کہ علاقہ کی تقسیم امن و صلح سے ہو جائے تو مسئلہ
مذہبی ہم اپنے دعاوی کو ترمیم کرکے کوئی صورت پیش کرنے پر رضامند ہیں لیکن جبتک ہمارے سربی علاقہ میں آسٹروی حکومت کی بیرحمانہ [illegible]
بنیادی مستقل ہے جبتک یہ حکومت ہمارے خدا ہمارے مذہب ہمارے مزاروں اور ہمارے آباو اجداد کی بیحرمتی کیلئے مسلط ہے [illegible]
صفائی اور قزاقی موجود ہے صلح و امن کی بحث ہی نہیں آسکتی۔ اخبار مذکور آسٹروی حکومت [illegible] اور اُسکے ارکین کو [illegible]
بھاگی بناتا ہے۔ وہ صوبجات بوسینا اور ہرزیگووینا سے ہی آسٹرویوں کے نکالنے کو پسند نہیں کرتا۔ بلکہ صوبہ گلیشیا کا بھی ایک حصہ لینا چاہتا
وہ لکھتا ہے کہ ۳۰ ہزار [illegible] پچھلے دنوں روس نے شہزادہ مانٹی نیگرو کو بطور تحفہ بھیجی تھیں مختصر یہ کہ [illegible] ثابت ہونیوالی ہیں شہزادہ مذکور
سرویا سے بہتر فوج میدان جنگ میں لاسکتا ہے۔ اُسکی فوج میں صرف مانٹی نیگرو ہی کے سپاہی ہی نہیں ہونگے۔ بلکہ ترکی اضلاع کے سربی باشندے بھی
شامل ہونگے۔ یہ حالات ذکر کرنیکے بعد ٹایمز کا نامہ نگار اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ یہ تحریک مقدونی تحریک سے بالکل مختلف ہے تا ہم خاص طور سے قابل
ہے لیکن بظاہر حال امید نہیں ہے بجز اسکے کہ شہزادہ مذکور جیسے اس تحریک کا بانی مبانی بتایا جاتا ہے کوئی خاص وجوہات [illegible]
آسٹریا کی [illegible] مذکور [illegible] کی تعمیل پر اصرار کریگا۔ اخبار سپکٹیٹر کے نامہ نگار متعینہ [illegible] کی تحریروں سے
بھی منجملہ صدر بیانات کی بہت کچھ تصدیق ہوتی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ان روایات کے باوجود کہ مقدونی بالکل خاموش رہنا چاہتے ہیں [illegible]
[illegible] قسم کی شورش کو فرو کرنے کیلئے کافی مضبوط ہیں۔ اس خبر کا بتکرار مشہور ہوتے رہنا کہ مقدونیہ میں موسم بہار میں ضرور بغاوت ہوگی۔
طبعی طور پر [illegible] کے محرک عناصر کے دریافت حال کا متعلق [illegible] پیدا کرتا ہے۔ اور [illegible] پیدا ہوتا ہے
کہ آیا روس کا یہ بیان بالکل نیکنیتی پر مبنی ہے کہ اگر بلگیریا اور سرویا نے سر اُٹھایا۔ تو ترکوں کو ان کو سر توڑ دینے کی پوری آزادی ہوگی ان سوالات
کا جواب بہت کچھ اُس تحریک سے مل سکتا ہے جو بوسینا اور ہرزیگووینا [illegible] کے متعلق مانٹی نیگرو میں ہو رہی ہے [illegible]
بوسنوی پناہ گزین مسمی [illegible] سپاہی نے بیان کیا تھا کہ وہ اُس جماعت میں جو مانٹی نیگرو کو [illegible] شریک تھا۔ اس جماعت [illegible]
مذکورہ بوسینا کی [illegible] حیثیت میں [illegible] کیا۔ اور حاضر الوقت مانٹی نیگرو کی [illegible] ۱۸۹۵ء میں (البانیہ کے [illegible] مقام)
سکودرہ میں [illegible] حیثیت سے داخل ہونیکا حلف اُٹھایا۔ نامہ نگار مذکور کی رائے ہے کہ [illegible]
بالکل خلاف [illegible] بلقان کی عادات [illegible] وہ اپنے ملک کی سرکاری اور غیر سرکاری
پالیسی [illegible] ان کا اعتقاد ہے کہ یہ دونو پالیسیاں باہم متضاد ہونی چاہئیں۔ مانٹی نیگرو [illegible]
اور وہ [illegible] یا کسی اور کی تحریک پر اس فساد کو بپا کرنیکی اپنی طرف سے پوری کوشش کریگی۔ ان کل باتوں کا [illegible] الفاظ میں
سوا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا کہ روس دو رخی چال چل رہا ہے۔ [illegible]

۱ شہزادہ مذکور نے مع بیوی و فرزند اکبر ۳۰ اگست ۱۸۹۹ء کو قسطنطنیہ آکر جناب امیر المومنین کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ اور [illegible] آستانہ میں [illegible] ملاقات سلطانی سے متمتع ہو کر واپس اپنے ملک کو گیا۔ وہاں اُس نے ایک نامہ نگار سے ذکر کیا کہ مذکرہ بالا مضمون کی تمام افواہیں غلط ہیں ۔

ہوا ہو تعطل یا ہڑتال کا اشتعال ہو نہایت سختی سے اظہار نفرین کیا جائیگا اور اسکی یقیناً مخالفت و مزاحمت کیجائیگی لیکن ان تنبیہوں کے
باوجود فوجی اصلاح کو عمل میں لانیکا الزام قابل تعریف سرعت کے ساتھ فی الفور شروع کر دیا گیا۔ اس سرعت کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے
کہ فرمان شاہی کو دس دن کے اندر ہی ٹھیک نہیں اسکی تعمیل ہو کر کیمپ کے قیام ۱۸۹۷ء کو موسم بہار میں تمرینات کرائی جانیوالی دو جماعتوں
کے چالیس دنوں کیلئے ان تمرینات میں شامل ہونے کو اسلحہ گھروں سے بلانے اور گھوڑوں کی خریداری کے اخراجات کیلئے مطلوبہ قرضوں کی تجاویز کا
مسودہ تیار کر لیا۔ مطلوبہ قرضوں کی کل میزان صرف ۲۶ لاکھ فرینک (ایک لاکھ چار ہزار پونڈ) تھی اور بیان کیا گیا کہ وہ ۱۸۹۷ء کی فاضل آمدنی
سے ادا کر دی جائینگی۔ کیمپوں کے قیام کیلئے جس میں ۱۵ اور ۱۶ ہزار کے درمیان فوج کی سمائی ہو جائے قصبہ نصیبس کا مضافاتی موضع آغا تھیبوڑوری
پسند کیا گیا۔ ریزرووں کی نسبت فیصلہ کیا گیا کہ پہلے وہ ریزرو طلب کئے جائیں جو ۱۸۸۸ء اور ۱۸۹۵ء میں کار گزاری فوج میں باقاعدہ خدمت کے
فائدہ کو حاصل کر چکے تھے۔ ان دونوں جماعتوں کے بعد ۱۸۹۶ء کے ریزرووں کو بھی بلانیکی مزید تجویز کیگئی تھی۔ ان انتظام کی تکمیل فروری کے اخیر میں ہوئی تھی۔ اس کے
ساتھ ہی تمام ریزرو افسروں کو بھی خدمت پر بلایا جاتا تھا۔ مستقل کیمپ میں اس قدر فوج کی گنجائش کا اندازہ کیا گیا۔ دو انفنٹری ڈویژن ایک بریگیڈ
کیولری کی توپخانہ کی۔ دو کمپنیاں انجینیروں کی اور دو دستے ٹیلیگراف کا سلسلہ قائم کرنیوالی پلٹن کے مع ضروری سامان کے لیکن ان تیاریوں میں لگا ہوا تھا
کہ دوسرے ہی دن واقعات نے بالکل ہی مختلف صورت اختیار کر لی۔ سال ماقبل میں فوج توپخانہ نے معمولی جنگی تمرینات (مشق قواعد) مئی ۱۸۹۶ء کو شروع
کیں اور قریب تمام کرنے کی تھیں۔ دار الخلافہ کی فوج پیدل نے جون کے وسط میں اور اگست ۱۸۹۶ء کو اختتام کے قریب جوار میں اور انجینیروں نے جون کے
اخیر میں کی تھیں اور کل اقسام نے بالاشتراک ستمبر کے پہلے ہفتہ میں لاریسا کے قرب و جوار میں کی تھیں۔

۱۸۹۷ء کے ختم ہونیکے قریب جب ترقیوں کی فہرست شائع کیگئی تو اس سے واضح ہو گیا کہ یونانی افسروں میں نظام و مہارت بالکل
ناپید ہے۔ اکثر افسروں کو ترقی سے نااہل سمجھا گیا تھا باوجود ترقی کی توقع تھی جو فہرست مذکور سے باطل ہو گئی اور بنابرین کئی افسروں
نے استعفے داخل کر دئیے۔ یکم دسمبر کو اس بیدلی اور ناراضگی کا عام مجمع کو اجتماع کی شکل میں اظہار کیا گیا۔ جو اظہار ایک طرح سے کل افسروں کی
جانب سے جنگی اعلان کے مساوی تھا۔ انفنٹری کیولری اور فوج کے انتظامی محکموں کے تقریباً چودہ سو افسروں نے فوجی کلب کی ممبری
سے ولیعہد کے پاس استعفے بھیجدے تھے۔ ولیعہد اس کلب کا پریسیڈنٹ تھا اور اُس نے اُس کو افسروں میں برادرانہ ارتباط اور اخوت و محبت
بڑہانے کیلئے قائم کیا تھا۔ استعفے داخل کرنیکی یہ وجوہات بتائی گئیں کہ کپتانوں اور اول و دوم درجہ کے لفٹنٹوں کو ترقی دینے میں انصاف
باقاعدگی کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ آرٹلری اور انجینیروں کی جمیعت کے افسروں کے مقابلہ پر انفنٹری کیولری اور انتظامی محکمہ کے افسر

(بقیہ صفحہ ماسبق) وہ ایک طرف تو بلقان کی تحریک کو علانیہ طور پر روکنے سے سلطان کے ساتھ بنائے رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور دوسری طرف در پردہ ترغیب
و حوصلہ دلاتا ہے جو سرمحرکین کو خوش کرتا ہے اور ایسے حالات کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ دنیا کو امن کے قیام کیلئے خطرہ آتا ہے۔ (وکیل ۱۶ مارچ ۱۸۹۹ء)

البانیا کے مسلمان روسا نے جلالتماب امیر المؤمنین کی خدمت میں عرضداشت ارسال کی ہے کہ وہ مقدونیہ میں بغاوت ہونے پر ۳ ہزار مجاہدین سے
اور لڑائی ہو جانیکی صورت میں ایک لاکھ فوج سے اپنے خلیفۃ المسلمین کی خدمت کرینگے۔ اُن کے ساتھ صرف یہ رعایت کیجائے کہ یہ فوج اپنے
ہی سرداروں کے ماتحت رکھی جائے۔ (وکیل ۲۳ مارچ ۱۸۹۹ء)

کم تنخواہ ملتی ہے۔ اول الذکر وہ لوگ ہیں جن کو فوجی پولیس کی خدمت سے معاف کر دیا گیا ہے پچھلی ترقیوں کی بابت نا انصافیوں کے علاوہ ایک بے جا کارروائی یہ کی گئی ہے کہ کئی افسروں کو جو دربار کی خدمت میں حاضر رہیں معمولی ترقیاں دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ شکایت کی گئی ہے کہ تمام فوجی نظام عالمگیر انحطاط کا شکار ہوتا جاتا ہے اس کارروائی کو جو نہایت اعلےٰ افسروں نے مخالفت کنندگان کے سرغناؤں کے ساتھ ربط ضبط پیدا کرنے کی کوشش کی مگر ابھی باقاعدہ نامہ و پیام اور گفتگو شنید شروع نہ پائی تھی کہ بادشاہ نے فوج کو سردار اعلیٰ کی حیثیت میں مذکورہ صدر فرمان بنام اعظم کمانڈر صادر کرنیکا فیصلہ کر لیا۔ اور اسطرح سے نہ فقط سلطنت فوجی اصلاح و ترقی کیلئے راستہ صاف کر دیا بلکہ افسروں کی علانیہ بغاوت کا بھی انسداد کر دیا اس فرمان شاہی سے افسروں کی شکایات میں بہت کچھ تخفیف ہو گئی تھی مگر کافی تلافی نہ ہوئی تھی چنانچہ ان وزرا کا کامل طور پر خوشنود کرنے کیلئے گورنمنٹ کو انکی مرضی کے مطابق جو کچھ بھی مزید کام ہوا۔ کیونکہ خود بڑے بادشاہ اور اسکے لڑکوں نے افسروں میں اپنا تعلقات اور وفا کیش حق شناسی کی صفت پیدا کرنے کیلئے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مگر وہ اس بارہ میں چنداں کامیاب نہ ہوئے۔ کیونکہ یونانی افسروں کی بے ادبی بیجا سرکشی۔ منہ زوری اور ناشائستگی کی اصل جڑ قومی کیرکٹر ہے۔ وہاں شہریوں کی نا واجب گرم بازاری اور اخبارات کی غیر محدود آزادی ہے اور جبتک انکی بھی درستی و اصلاح نہ ہو آشتی آمیز ہو آشتی آمیز تدابیر سے بھی کوئی اچھا ثمرہ نہیں پیدا ہو سکتی۔

اب ہم یونانی فوج کے ان چند اعلیٰ افسروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جنکو تعداد اور نظام اور آراستگی سب باتوں میں بدرجہا زیادہ قوت رکھنے والے دشمن کے ساتھ معرکہ آرائی کرنیکا مشکل کام تفویض کیا گیا تھا۔ کسیقدر خاندانی اور کسیقدر ذاتی وجوہات کے لحاظ سے ولیعہد شہزادہ قسطنطین ڈیوک آف سپارٹا جسکی عمر اس وقت ۲۹ برس کی تھی سرکردہ فوج کا سپہ سالار بنایا گیا تھا اس تقرری کی نامعقولیت صاف ظاہر ہے۔ اسکی عمر ایسی گراں قدر اور اہم ذمہ داری کے اٹھانے کے قابل نہ تھی۔ یونان کا شاہی خاندان ڈینش قوم کا ہے۔ لیکن یونان میں پیدا ہونے اور وہیں پرورش پانے کے علاوہ یہ شہزادہ اس سبب سے بھی یونانیوں کی نظروں میں بڑا عزیز ہے اور وہ اس کو بالکل یونانی ہی سمجھتے ہیں کہ اس کا نام قسطنطین ہے جو نام یونانی قیاصرہ کے ولی العہد خاندانوں کی فہرست میں عجیب جادو بھری تاثیر رکھتا ہے۔ اس نام کا پہلا قیصر وہ تھا۔ جسنے ساحل باسفورس پر شاندار دار الخلافہ آباد کیا اور آخری وہ تھا جو شہر کی حفاظت کیلئے مردانہ وار لڑتا ہوا ہلاک ہوا تھا۔ ولیعہد قسطنطین (قدیم طرز سنین شماری کے مطابق) ۲۱ جولائی (مطابق ۲ اگست ۱۸۶۸ء) کو بمقام ایتھنز پیدا ہوا۔ اور قابل جرمن عالم فوڈرنسے اعلیٰ تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ۲ دسمبر ۱۸۸۶ء کو بالغ ہونے پر اُسے فوج پیدل کی پہلی رجمنٹ میں کپتانی کا عہدہ دیا گیا جسکے بعد اُس نے جرمنی کے شہر لیپسک میں اصول قانون اور علم سیاست مدن (پولیٹیکل سائنس) کی تکمیل کی بتاریخ ۲۷ اکتوبر ۱۸۸۹ء وہ بمقام ایتھنز شہزادی صوفیہ سے جو قیصر فریڈرک ثالث کی تیسری بیٹی اور موجودہ جرمنی قیصر کی ہمشیرہ ہے بیاہا گیا۔ یہ شہزادی ۱۴ جون ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئی اور مئی ۱۸۹۱ء

---

۵۱ یہ طرز روس اور یونان میں یعنی ان ممالک میں جن کا یونانی مذہب کی حکومت پر مروج ہے۔ اس میں اور طرز جدید میں ۱۲ دنوں کا فرق ہے۔

۵۲ اس نے تبدیل مذہب یعنی پروٹسٹنٹ سے کلیسائے یونانی کے مذہب میں داخل ہونے کا فیصلہ جسے حالانکہ پہلے اس کو نہایت عزیز رکھتا تھا ظاہر کیا لیکن ستمبر ۱۸۹۹ء میں قیصر و قیصرہ کی نانی اور والدہ کی کوشش سے باہم صفائی ہو گئی۔

میں باضابطہ کلیسائے یونانی ایتھوا اپنے خاوند کے مذہب میں داخل ہوئی۔ وہ دو لڑکوں اور ایک لڑکی کی ماں ہے۔ ولیعہد جو عموماً اتھنز کے قریب قلعہ کلیہ میں رہتا ہے کئی مرتبہ اپنے باپ کی لمبی سیاحتوں پر ملک سے باہر جانے کے موقع پر نائب السلطنت رہ چکا ہے وہ لفٹنٹ لفٹنٹ جنرل کا عہدہ رکھتا ہے اور اتھنز کی گارڈ کا کمانڈنٹ ہے۔

بادشاہ کا دوسرا بیٹا پرنس جارج جو شنہ وری میں عام مشہور ہے کریٹ میں ہیں۔ اور اُس کا تیسرا بیٹا پرنس نکلس جو ۱۸۷۲ء میں مقام اتھنز پیدا ہوا فوج توپخانہ میں داخل ہوا جس میں وہ کپتانی کا عہدہ رکھتا ہے۔ فروری ۱۸۹۷ء کو سرحد پر روانہ ہوا جہاں فوج پیدل و رسالہ اور بیٹریاں فی الفور اُس کے زیر کمان جمع کی گئیں جو مشہور صوبہ ایپیرس کی سرحد پر واقع ہے۔

ولیعہد کے سٹاف کا اعلے افسر اُس کا مہر صاحب (ہیڈ چیمبرلین) ساپونٹ ساکیس تھا مگر یہاں تک کوئی نہیں سمجھ سکا کہ اُس میں اس عہدہ کی کونسی قابلیت دیکھی گئی تھی یا موجود تھی۔ زمانہ امن میں ساپونٹ ساکیس محض ہیڈ چیمبرلین یا بالفاظ دیگر شاہزادہ ولیعہد بہادر کے ذاتی جنرل سٹاف یعنی ذاتی خدام اور ملازموں کا افسر اعلے اور شاہی باورچی خانہ کا اعلے منتظم تھا۔ چنانچہ جب وہ میدان جنگ میں اپنے آقا کے ارکان حرب (جنرل سٹاف) کا افسر اعلے ہوا تو اُس وقت بھی وہ شاہی باورچی خانہ اور شاہی سامان و اسباب کی نگرانی اور نگہداشت میں بدستور سابق بڑی سرگرمی سے مصروف رہا۔ اور اس موقع پر یہ بیان نہ کرنا صریح ناانصافی ہوگی۔ کہ مخالف و موافق سب کو اس امر کا اعتراف ہے کہ کل یونانی محاربہ میں جس صیغہ کا انتظام تھا بہت مکمل و آراستہ رہا۔ وہ بھی شاہی باورچی خانہ تھا اور کم از کم اس بات کا کریڈٹ ساپونٹ ساکیس صاحب بہادر کو ضرور ملنا چاہئے اُس کا اسسٹنٹ شاہزادہ کا پرائیوٹ اور نائب حاجی پطروس ہے۔ وہ بھی یہی اس شخص کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُسے اعلے درجہ کے باورچی یا بالفاظ دیگر جنرل سٹاف آفیسر متعلق صیغہ باورچی خانہ کی حیثیت میں نہ صرف جنرل سٹاف پر جس کا صدر ساپونٹ ساکیس تھا۔ بلکہ خود شاہزادہ بہادر پر بھی اپنی منصبی منزلت سے بدرجہا زیادہ فائق اقتدار و قابو حاصل تھا ساپونٹ ساکیس کے ساتھ ہی حاجی پطروس کو بھی ہر ایک نامہ نگار لیسا ور فرسالہ کی مصائب کا بانی مبانی بیان کرتا ہے چنانچہ پے در پے شکستوں کی خبریں پہنچنے سے یونانی پبلک جو عشق و جنون کا نشانہ اس گرمی کی قدر شناس تھی ساپونٹ ساکیس اور حاجی پطروس سے بالخصوص سخت ناراض ہوگئی۔ اور وہ دونوں اسی کے دوران میں کیمپ سے واپس بلائے گئے۔ ساپونٹ ساکیس کی عمر پچاس سے متجاوز ہے۔ اور اُسکی ظاہری شکل و شباہت اور وجاہت میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں جو لارڈ چیمبرلین میں ہونی چاہئیں یعنی مشتبہ صورت اخلاق جیسے دنیاداروں۔ ایسے چہرہ پر جس پر خود رائی کا نام و نشان تک ناپید۔ چھوٹی چھوٹی خوب بلند مونچھیں رخسارے اور ٹھوڑی خوب گھٹے ہوئے۔ اور بالوں کی سیاہی نہایت احتیاط کے ساتھ قائم رکھی گئی ہوئی ہے جب وہ خود تکلم کرتا ہے۔ اور یہ بتا دینا نامناسب نہ ہوگا کہ وہ خاص غناتی ہوئی آواز سے بولتا ہے تو اُسکے بشرہ پر متکبرانہ لاپرواہی برستی ہے۔ اور جب اُسے مخاطب کیا جائے تو اُس کے چہرہ پر امیرانہ استغنا پایا جاتا ہے۔ اُسکی پیشانی اوپر کی طرف بتدریج تنگ ہوتی گئی ہے جس سے اُس کا سر مخروطی سا ہو گیا ہے۔ ساپونٹ ساکیس کو لنبی اور مخروطی افسرانہ ٹوپی خوب بھبتی ہے کیونکہ اس سے اُسکے چہرہ کا زاویہ دلفریب پیرایہ میں بٹھ جاتا ہے اُس کے

نیق حاجی پلیرویس ہیرم تمام الزامات مردانہ حسن کا مجسمہ ہیں جو یونانی لیڈیوں کے مذاق کے مطابق ایک بانکے افسر میں ہونا چاہئیں
اُسے گویا ان لیڈیوں کے خیال کے مطابق کنہیا سمجھنا چاہیے۔ اُسکا قد لمبا جسم بھرا ہوا۔ اور چہرہ کا فوجیانہ بشرہ۔ لنبی خوب مضبوط اور
بھری ہوئی خوفناک اور بڑی بڑی مونچھوں سے اور زیادہ نمایاں ہو رہا ہے۔ الغرض اس شاہانہ دلفریب اور تقریباً کامل حسین شخص کو صرف
ایک نظر دیکھ لینے سے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ وہ میدان جنگ میں زبردست غنیم پر بھی کم از کم زنانہ شکست دینے کا اہل ہو گا اگر مقابل
کے سامنے میدان میں کوئی صنف (فرقہ اناث) ہو فتوحات حاصل کرنیکا خوگر ہو گا ہی ہو۔ اگرچہ بظاہر حال کل فرمانروائی بادشاہ نے اپنے سر پر
لی تھی مگر دراصل یونان کی جنگ جویانہ اور ترشی پالیسی کا ذمہ دار وزیر اعظم ڈیلیانیس ہی تھا۔ وہ یونان کے شمالی حصہ کے قصبہ کلا ورایاٹا
میں ۱۸۲۶ء میں پیدا ہوا۔ وہ پہلو وزیر پیشہ خارجیہ وزیر سررشتہ تعلیم اور وزیر مال رہ چکا ہے۔ برلن کانگرس میں یونان نے جو سفراء بھیجے تھے
انکا سرغنہ تھا جس سفارت میں وہ فرانس کی پر جوش تائید سے قابل تحریر حکام ہوا۔ اور کانگرس نے یونان کو مزید علاقہ دیا جانا منظور کیا جب
بتاریخ ۱۴ مئی ۱۸۸۶ء دول عظام نے یونان کو الٹی میٹم دیکر یونانی بنادرگاہ کے بحری محاصرہ کا اعلان کیا تھا تو وہ اُس وقت بھی وزیر اعظم تھا۔
مگر جب یہ واضح ہو گیا کہ ہتھیار ڈالدینے اور جنگی کاروائیوں سے باز آجانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا۔ تو ۱۹ مئی کو مستعفی ہو گیا تھا
ڈیلیانیس اور وطنیوں میں نہایت ہر دلعزیز ہے۔ ایسے لوگوں کیساتھ وہ عام میل جول رکھتا ہے اور اُنسے بے تکلفانہ گفتگو کرنے سے احتراز
نہیں کرتا۔ اور حال ان کا اُسے اپنی نا عاقبت اندیش تدبیروں کی بدولت ۲۹ فروری ۱۸۹۲ء کو پھر وزارت کے عہدہ سے مستعفی ہونا پڑا۔
بادشاہ اُسکی خدمات کی دل سے قدر کرتا ہے۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے دل میں اچھی طرح سمجھتا ہے کہ دربار کی پالیسی قوم
کی خواہش اور امیدوں کو پورا نہیں کر سکتی اب بھی ۱۸۸۵ء اور ۱۸۸۶ء کی نسبت جن وجوہ سے صرف فرانس علانیہ دربار اتھنز کا معین و مددگار
تھا کوئی زیادہ توقع نہیں ہے ✦

یونان کا دوسرا مشہور قومی مدبر رالیس ہے وہ ۲۵ اپریل ۱۸۹۷ء کو تھسلی سے اتھنز واپس آیا۔ تو یہ مشہور ہے کہ اُس نے یونانی افواج کی کامل بدنظمی
اور نا قابلیت کا ذاتی مشاہدہ سے بخوبی تجربہ ہو گیا تھا یہی وجہ تھی کہ فریق مخالف کا رکن ہونے کے باوجود اُس نے اتھنز کے عوام کو مجمع
منتشر اور خاموش ہو جانیکی بڑے زور سے نصیحت کی۔ اور ان کوششوں میں یہانتک کامیاب ہوا کہ اُس نے سرکش اور بد انتظام شہریوں کے ہجوم منتشر کر دیے
سوداگروں کو وہ اسلحہ واپس دلادئے جو وہ دوکانوں سے لوٹ لیگئے تھے ✦

پہلے یہ ظاہر کیا جا چکا ہے کہ ڈیلیانیس کی وزارت مستعفی ہو گئی تھی۔ رالیس نے نئی وزارت قایم کی ہے ۳۰ اپریل ۱۸۹۷ء کو ہوئی اور باضابطہ
حلف اُٹھائیں اور یکم مئی کو نئے وزیر اعظم (رالیس) نے پارلیمنٹ کے سامنے اپنا پروگرام پیش کیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ فوج کی از سر نو ترتیب و اصلاح کی
جائیگی اور جبتک باعزت صلح پر خاتمہ نہ ہو لڑائی کو جاری رکھا جاویگا۔ مستعفی وزیر اعظم نے نئی گورنمنٹ کو اس غرض کے حصول میں نہایت مستعد اور بلا شرط
پوری پوری امداد دینے کا یقین دلایا اور بعد ازاں پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا ✦

ڈمیتری اس رالیس کا باپ ایک مشہور وکیل تھا۔ اور وہ شاہ اوتھو[1] کے عہد میں کئی مرتبہ وزیر بھی ہوا تھا۔ ڈمیتری نے اس نے

[1] یہ جرمن کی ریاست بویریا کے شاہی خاندان میں سے تھا۔ اس کا پورا نام آٹو فریڈرک لڈوگ تھا ۱۸۱۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۷ء میں فوت ہوا ✦

پیرس میں قانون کی تعلیم حاصل کی جس سے فارغ ہو کر وہ اتھنز کی یونیورسٹی میں پروفیسر ہو گیا۔ اور ساتھ ہی وکالت کا کام بھی کرتا رہا پہلے وہ مشہور یونانی سیاسی تریکوپس کا سرگروہ ہی تھا۔ مگر ۱۸۸۵ء میں اس سے جدا ہو کر اُس نے اپنی علیحدہ ایک تیسری پارٹی قایم کر لی۔ وہ کئی دفعہ سررشتہ تعلیم اور سررشتہ عدالت عامہ کا وزیر ہو چکا ہے۔ اُس کی عمر ۵۵ برس کی ہے اور ضلع اٹیکا میں بہت ہی ہر دلعزیز ہے۔ اور اس ضلع کی طرف سے بارہا پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہو چکا ہے۔

یونانی فوج کے سر آوردہ افسروں میں سے کرنیل واسوس[1] اپنی مستعدی اور دور اندیشی کی وجہ سے خاص ذکر کے قابل ہے۔ مختلف نازک موقعوں اور مشکل حالات میں جو مستعدانہ استقلال قایم رکھنے کی بدولت اُس کی بہت ناموری ہو گئی ہے۔

کرنیل مذکور یونانی فوج کے قابل ترین افسروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اُس نے فوجی تعلیم کی تکمیل ممالک غیر میں کی تھی۔ عمر میں پچاس برس سے زیادہ ہونے کے باوجود اُس کے سپاہیانہ استقلال اور پامردی میں کبھی لغزش نہ ہوئی۔ شجاعت میں بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔ بلکہ بسا اوقات یہ شجاعت احمقانہ تہور تک پہنچ جاتی رہی۔ وہ اعلیٰ درجہ کا فصیح ہونے کے علاوہ کئی زبانوں اور پولیٹکس میں بھی پایہ ماہر ہے۔ اس مہارت سے اُس کو جزیرہ کریٹ میں ایک طرف باغیوں کے سرغناؤں اور دوسری طرف دول عظام کے امرا بحر کے ساتھ اپنے کار مفوضہ کو سر انجام پہنچانے میں بہت مدد ملی۔ یہ عام مشہور افسر جو گویا کریٹ میں یونانی قوم کی امیدوں اور امنگوں کا مجسم پتلا تھا۔ درحقیقت یونانی نہیں ہے۔ بلکہ مانٹی نیگرو کا ہے۔ اُس کا باپ مسمی واسوپاچ (?) مانٹی نیگرو کے قبیلہ بیلوپاؤلووک (?) سے تھا۔ چودہ برس کی عمر میں اپنے وطن مالوف [illegible] کو چھوڑ کر تلاش معاش کیلئے یونان پہنچا۔ تھوڑا عرصہ بعد ۱۸۶۶ء کی مشہور بغاوت یونان چھوٹ پڑی۔ نوجوان مانٹی نیگرو ی اپنے ہم وطنوں کے ساتھ جنہوں نے آزادی کیلئے جان توڑ کر کوشش شروع کر دی تھی شریک ہو گیا۔ الغرض [illegible] کی سرزمین پر جسے اب اُس نے اپنا وطن بنا لیا تھا شجاعت و مردانگی کے ایسے کارنامے دکھائے کہ یونان کی شہریت و رعیت کا حق حاصل کر لیا۔ اور کچھ زمین بھی اُس کا قبضہ ہو گیا۔ وہ اُسی آبادی ہو گیا۔ اور پھر ایک یونانی عورت سے شادی کر لی۔ یہ دونوں اُس کرنیل [illegible] کے والدین تھے جو شاہ اوتھو کے تخت سے مستعفی ہونے کے بعد بنام شہرت اور ہر دلعزیزی حاصل ہوئی تھی۔ کرنیل مذکور کی آسٹرین سفیر متعینہ اتھنز بیرن [illegible] کی بیٹی سے بتقاضائے الفت و محبت فریقین شادی ہو گئی۔ اس شادی سے جو بیٹا متولد ہوا وہ وہی تھا جو پچھلے برس ۱۸۹۷ء میں [illegible] گیا تھا۔ کرنیل مذکور کی ایک بیٹی شاہ کے سابق پرائیویٹ سکرٹری کے بیٹے کے ساتھ بیاہی ہے جولسنے تک شاہزادی صوفیہ کی خدمت کے زمرہ میں ہی تھی۔ اس محاربہ کے دوران میں جن افسروں نے اپنے ملک کی دلاوری عقلمندی سے قابل تعریف خدمت کی اُن میں کرنیل سمولنسکی سابق وزیر جنگ کرنیل مانوس۔ اور لفٹنٹ کرنیل [illegible] خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

[1] لیفٹیننٹ کرنیل واسوس [illegible] اس افسر کی نسبت یونانیوں کی بڑی رائے تھی۔ مگر [illegible] اپنی [illegible] رپورٹ میں جو ۱۸۹۸ء کے شروع میں شایع ہوئی ہے کرنیل مذکور پر بھی نافرمانی اور ناقابلیت کا الزام لگاتا ہے۔ مترجم

فصل پنجم یونان کا بیڑہ جہازات

بقول جرمن سٹاف افسر لڑائی کے چھڑ جانے پر یہ عام خیال تھا کہ یونان کو اپنے بیڑہ سے بہت مدد ملیگی۔ اور ہر ایک کو توقع تھی کہ وہ نہ فقط بری فوج کے لئے آمد و رفت کے بڑے بڑے راستوں اور خطوط کے قائم کرنیکا ہی کام دیگا (یعنے اسکی پناہ میں فوج براہ سمندر ایک جگہ سے دوسری جگہ بحفاظت وسعت پہونچ جایا کریگی۔ اور اسے کمک و سامان پہونچتا رہیگا) بلکہ اپنی بری فوج کو غنیم کے علاقہ پر جا بجا بحری فوج اتار کر یورشیں کرتے رہنے۔ ترکی سواحل کے قلعوں پر گولا باری کرنے اور سب سے بڑھ کر مجمع الجزائر کے ترکی جزیروں کی یونانی آبادی کو ترکوں کے برخلاف اکسانے رہنے سے بہت مدد پہونچانیکا باعث ہوگا۔ اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر یونانی بیڑہ کے کمانڈر مستعد اور قابل ہوتے تو وہ یہ کام بآسانی کرسکتا تھا۔ اوسکے جہازات اور ساز و سامان[1] ان دونو کاموں کیلئے نہایت مناسب تھے۔ چنانچہ اگر بیڑہ سے بری فوج کے ساتھ ملکر کام لینے کی تجویز قابلیت کے ساتھ کیجاتی اور پھر تجویز پر ہیر و لیاقت سے عملدرآمد کیا جاتا تو ممکن تھا کہ یہ شرکت اوس فوقیت کی تلافی کردیتی جو ترکی فوج کو بلحاظ تعداد یونانی فوج پر حاصل تھی۔ مزید برآں اگر یہ بیڑا غنیم کو خلاف جارحانہ کارروائیاں اور بہادرانہ یورشیں کرنے میں کامیاب ہو جاتا۔ تو اس سے یونانیوں میں زبردست اخلاقی طاقت کا جوش ہونا ثابت ہو جاتا۔

یونانی بیڑہ سرکاری طور پر مصافی بیڑہ اور بیڑا برائے حفاظت ساحل میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اول الذکر میں تین زرہ پوش برجدار جہاز کروزر ہیں۔ دو ٹرانسپورٹ (باربرداری) کے جہاز۔ چار گن بوٹ۔ تارپیڈوں کا گودامی جہاز۔ سولہ کنارہ پیس۔ اور بارہ تارپیڈو کشتیاں تھیں۔ تینوں زرہ پوش جہاز سب باتوں میں مشابہ ہیں۔ ہر ایک کا وزن[2] ۴۸۸۵ ٹن۔ طول ۱۰۵ میٹر ۱۰ انچ۔ درمیانی عرض ۱۶ میٹر (پچاس فٹ) اور ہر ایک کے انجنوں کی طاقت ۶۷۰۰ گھوڑوں کی ہے۔ جو توام چرخوں کے ذریعہ جہاز کو ۱۷ ناٹ فی گھنٹہ کی رفتار سے چلا سکتے ہیں۔ ان پر سطح آب تک ۱۲ ۱/۲ انچ دبیز کریپ فولاد کی زرہ چڑھی ہوئی ہے۔ توپدار برج بھی اتنی ہی دبیز زرہ رکھتے ہیں۔ اور تختہ جہاز یعنے چھت پر دو انچ دبیز فولادی چادر چڑھی ہوئی ہے۔ ہر ایک پر سوا دس دس انچ قطر کی تین تین وزنی توپیں دو دو مستک (دمامہ) کیطرف اور ایک ایک دنبالہ کیطرف علاوہ برین ہر ایک پر پانچ پانچ چھ چھ انچ قطر کی دس دس

[1] کل دنیا کو شروع محاربہ میں فاضل مورخ کی طرح یہی خیال تھا کہ یونانی بیڑہ خوب آراستہ ہے چنانچہ جب اس نے محاربہ میں کوئی کارنمایاں نہ کیا تو اکثر لوگ اس پر سخت متعجب ہوئے تھے مگر جیسے ہی بیڑہ جہازات کے لئے کمانڈر کی سرکاری رپورٹ اور تحقیقات کنندہ کمیشن کے فیصلہ سے جسے پہلے داری کیلئے مفصل شائع نہیں کیا گیا واضح ہوگیا کہ بیڑہ کی آراستگی کے متعلق دنیا کا خیال غلط تھا۔ کئی جہازوں پر سامان کی ضروری مقدار بھی موجود نہ تھی۔ اور متواتر تقاضا کرنے کے باوجود گولہ بارود کہیں سے موصول نہ ہو سکے۔ مترجم [2] جہاز کے وزن سے یہ مراد ہے کہ وہ کل مستعد وزن اٹھا سکیں گی۔ جو پورا اس کا ذاتی وزن بھی شامل ہوتا ہے قابلیت رکھتا ہے

۵۰ ۲۔ انچ قطر کی جلد چلنے والی توپیں اور سولہ سولہ مشینی (کلدار) توپیں مزید برآں ہر ایک کے ساتھ تارپیڈو چلانے کی تین تین نالیاں ہیں۔ یہ تینوں فولاد سے بنے ہوئے ہیں۔ دو ۱۸۹۵ء میں اور تیسرا ۱۸۹۶ء میں سمندر میں اتارا گیا تھا۔ بیڑہ کے اس حصہ کے باقی جہاز بلا زرہ ہیں۔ اور انکے تختے بھی بلا چادر ہیں۔ کروزر حمیدیہ پر چار ۷/۵ انچ قطر کی لمبی کرپ توپیں۔ چار ہلکی اور دو کلدار توپیں نصب ہیں۔ مزید برآں دو چھوٹی چھوٹی تارپیڈو کشتیاں بھی اس پر موجود رہتی ہیں یہ جہاز ۱۹۰۳ء میں اتارا گیا تھا۔ وزن ۳۷۷۰ ٹن رفتار ۲۲ ناٹ (میل) اور انجنوں کی طاقت ۲۲ سو گھوڑوں کی ہے چار دو گن بوٹوں میں سے ہر ایک پر ۴۷/۱ انچ کی ایک ایک کرپ توپ اور تارپیڈو گو دامی جہاز پر دو کروپ توپیں ہیں تارپیڈو کشتیوں پر صرف کلدار توپیں ہیں۔ ان کی رفتار فی گھنٹہ ۲۰ میل ہے۔ مگر چونکہ وہ ۱۸۸۱ء اور ۱۸۸۵ء میں بنی تھیں اسوجہ جدید ترین ساخت کی بہ نسبت کم

محافظ ساحل بیڑہ میں سب سے زبردست جہاز آہن پوش گن بوٹ یا سلیس جارجیس ہے۔ اس کا طول ۲۴۵ فیٹ عرض ۴۰ فیٹ وزن ۱۳۰۰ ٹن رفتار ۱۲ میل فی گھنٹہ ہے وہ کم از کم ۱۴ فیٹ گہرے پانی میں چل سکتا ہے اور گو حفاظت ساحل کے لئے خاص کیا گیا ہے۔ مگر کھلے سمندر میں دور دراز مسافت طے کر سکتا ہے۔ اس پر دو کرپ توپیں ۱۲ سنٹی میٹر (۸۔ انچ) قطر کی اور چار مشینی توپیں نصب ہیں۔ اس کی عمر ۲۵ برس کی ہے لیکن پھر بھی کار آمد تصور ہو سکتا ہے۔ اس سے کمتر درجہ کی جہاز بلا زرہ گن بوٹ موسومہ آسوراکیا اور اکساتیون ہیں۔ انمیں سے ہر ایک پر ایک ایک ۱۰۔ انچ قطر کی کرپ توپ اور دو دو مشینی توپیں ہیں اول الذکر ۱۸۸۸ء میں اور دوسرا ۱۸۹۴ء میں اتارا گیا تھا اور وہی رفتار رکھتے ہیں جو اتنے پرانے زرہ پوش گن بوٹوں کی ہے علاوہ اس بیڑہ میں تین چھوٹی چھوٹی سرنگ لگانیوالے جہاز موسومہ اگیا یا۔ موہم واسیا۔ اور ناپاک تیاہیں جو اس کام کیلیے جو انکی نام سے ظاہر ہوتا ہے ۱۸۸۶ء میں اتارے گئے تھے۔ مزید برآں چھ اول درجہ کی۔ دو دوم درجہ کی تارپیڈو کشتیاں۔ اور دو تارپیڈو فلٹ کی قسم زیر آب چلنے والی کشتیاں ہیں۔

کاروٹ قسم کا جہاز موسومہ ہیلاس۔ کہنہ آہن پوش کاروٹ اولگا۔ ایک چوبی جہاز ۱۸۷۹ء کی ساخت۔ اور ایک چھوٹا سا دو مستولی بادبانی جہاز تعلیمی جہاز ہیں۔ ہیلاس پر افسروں کی جماعت کے طلباء کو علمی تعلیم دیجاتی ہے اس پر دو چھ انچ کی کرپ توپیں۔ ایک جلد چلنے والی اور دو مشینی توپیں ہیں۔ متذکرہ صدر جہازوں کے علاوہ بارہ گن بوٹ اور شاہی کشتی موسومہ انفی ٹرائٹ تفریح کاسونکے لیئے استعمال کیئے جاتے ہیں ان میں سے سات گن بوٹ ۱۸۸۴ء کی ساخت ہیں اور بنا بریں انکو ایک حد تک تازہ اور نئی ساخت کی کہا جا سکتا ہے انکے نام شیلوس۔ الفیوس۔ پیروڈوس۔ پی نیوس۔ کیتا۔ کلی اور اپیدان ہیں۔ یہ سب فولادی ہیں۔ اور ہر ایک پر دو دو ساڑھے تین انچ کی کرپ اور دو دو مشینی توپیں ہیں۔ رفتار تو سی دس میل تک ہے۔ باقی ماندہ پانچوں استقامت کنندہ گنبوٹ ہیں۔ جو ۱۸۵۰ء سے پیشتر کی ساخت ہیں کیتا کالی اور اپیدون صرف ۸۶ - ۸۶ ٹن کی ڈونگھیاں ہیں۔

فصل ششم ترکی کا نظام فوجی

"محاربہ" ۱۸۷۷ء کے محاربہ روس و روم کے بعد (بقول اخبار مذکور) ٹرکی کی مدافعانہ طاقت کو عموماً اوسکی واقعی مقدار و منزلت سے بہت گھٹا کر بیان اور قیاس کیا گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ جنگ مذکور سے کچھ عرصہ بعد سلطنت کے اندرونی حصص میں مختلف اضلاع میں بغاوت برپا ہو جانے پر جب زبردست فوجی جمعیت کو فراہم کرنا ضروری ہو گیا۔ تو ترکی فوج کی کمزوری از حد ہویدا ہو گئی مزید براں طریقہ اجتماع سپاہ بھی کئی اہم معاملات میں نہایت ناقص ثابت ہوا۔ اور جب سریع اجتماع کی ضرورت پڑی تو یہ طریقہ بالکل نکما ہو گیا اور کچھ کام نہ دے سکا۔ تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ ٹرکی میں قوت مدافعت اور طاقت قیام کی ہمیشہ اسقدر مقدار موجود رہی ہے کہ اوسکے ذریعہ سے وہ نہ صرف اندرونی بلکہ بیرونی تصادم و صدمات کی مقاومت کر سکتی ہے۔ علاوہ بریں اس قوت و طاقت نے ثابت کر دیا ہے کہ جب کبھی قوم و ملت کے وجود کیلئے خطرہ حادث ہو جائے۔ تو وہ بلا استثناء ہر ایک موقعہ پر غیر متزلزل جوہر مردانگی دکھانے اور خلاف توقع کوشش کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔

موجودہ ترکی نظام فوجی کی بنیاد عام جبریہ خدمت کی بنیاد پر قائم ہے۔ مگر عملی طور پر نفس الامر میں اس قاعدہ کو ایسے اوچھے طریق سے عمل میں لایا جاتا ہے کہ اس سے نہایت اہم بے ترتیبیاں اور بد انتظامیاں منتج ہوتی ہیں۔ قانوناً صرف مسلمان ہتھیار باندھ سکتے ہیں اور بنا بریں سلطنت کی غیر مسلم کثیر التعداد آبادی فوجی خدمت سے مستثنٰی ہو گئی ہوئی ہے مگر اس بارہ میں قانون بھی مجبور ہے۔ مذہب اسلام دیگر مذاہب کے معتقدوں کو ہتھیار باندھنے کا استحقاق نہیں دیتا[۵۱] علاوہ بریں کنسکرپٹوں (یعنے جبریہ بھرتی شدگاں) کو بھرتی کرنے وقت ان میں سے اسقدر کو خدمت سے معاف کر دیا جاتا ہے کہ اس سے یہی نہیں کہ عام آزردگی ناراضگی اور بیدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ بھرتی شدگاں کے قبائل کیلئے معاش کی دقت اور بسر اوقات مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ بحالات موجودہ جبریہ خدمت کا بوجھ تقریباً کل ہم میدانی دیہات کے رہنے والوں پر پڑتا ہے جس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے۔ کہ مضبوط اور قابلترین نوجوان زراعت و کشتکاری سے ہٹا کے جا کر فوج میں لے لئے جاتے ہیں[۵۲]

---

[۵۱] میں اس موقعہ پر مذہباً جواز یا ناجواز کے مسئلہ پر تو بحث نہیں کر سکتا۔ مگر اس بیان سے اختلاف کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ قانوناً عیسائی یا غیر مسلم بالجبر مستثنٰی نہیں رکھے گئے۔ ہاں فوجی خدمت ان پر لازمی نہیں کی گئی لیکن فرمان گلخانہ اور خط ہمایوں کی رو سے عیسائی اگر چاہیں تو فوج میں داخل ہو سکتے ہیں مگر ان کا بجز نیز شاید جب وطن اس قدر غالب نہیں کہ وہ اپنی ذاتی آرام اور دولت کمانے کے پیشوں کو چھوڑ کر سپاہ گری کو اختیار کریں۔ فوجی خدمت کا بوجھ صرف اکیلے مسلمانوں پر پڑنے سے بیشک اونکی ذاتی آرام و آسائش ثروت و ترقی نسل کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے اور وہ اسکی وجہ سے صنعت و حرفت اور زراعت وغیرہ میں جو ملکی اور ذاتی خوشحالی و تمول کا سبب بڑا ذریعہ ہیں جیسا کہ چاہئے مصروف نہیں ہو سکتے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ طریقہ کچھ نہایت اہم فوائد سے بھی خالی نہیں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ قوم سے سپہگری کا مادہ مفقود نہیں ہو سکا اور انکی جفاکشی صبر و تحمل اور جب الوطنی میں کوئی فرق نہیں آسکا اور یہ انہی اوصاف کی بدولت ہے کہ چند در چند زبردست اور مہیب اعدا کے حملوں کے سرتوڑ کوششوں کے باوجود ٹرکی کا وجود دنیا سے ناپید نہیں ہوا میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں اور نیز حالت موجودہ پر تاریخ خاندان عثمانیہ کی دوسری جلد میں مفصل بحث کر چکا ہوں شائقین سے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ مترجم [۵۲] سلطان عبد الحمید سے پہلے مسلمانوں کیلئے بھی فوجی خدمت ایک طرح سے اختیاری تھی (القیصر صفحہ ۲۴)

ترکی فوج بہت لوگوں سے تیار کیجاتی ہے۔ انکی جسمانی بناوٹ اور ساخت نہایت عمدہ ہے۔ وہ مضبوط توانا سادگی پسند اور عملی خانگی تربیت و معاشرت اور مذہب نے انکو تابعداری کرنے پرہیزگاری نفس کشی اور سخت اتقا کا معتاد بنادیا ہوا ہوتا ہے چنانچہ وہ ماہر ہاتھوں (یعنے قابل افسروں کی ماتحتی ونگرانی میں) نہایت خوفناک ہتھیار بننے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مذہب جو ترکی سپاہی کی معاشرت اور یومیہ زندگی میں اہم جزو ہے۔ وصف تابعداری اور نظام و ترتیب کو پیدا اور مضبوط کرنیکے لیئے نہایت زبردست ذریعہ ہے۔ سپاہ دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں جمع ہوتی ہے۔ ڈیوٹی سے غیر حاضر ہونے ایام رخصت کے بعد سے زیادہ عرصہ گھر ٹھہرے رہنے کی خطا شی درگذر ہو جائے تو ہو جائے لیکن نماز سے غیر حاضر ہونی کی خطا کبھی معاف نہیں ہوتی اور بڑی سختی سے سزا دیجاتی ہے مذہبی احکام کی ہر جگہ بڑی تقید سے تعمیل کرائی جاتی ہے۔ مگر ناظرین اس سخت مذہبی پابندی سے ترکوں کا مذہبی لحاظ سے متعصب ہونا قیاس نہ کریں۔ اس پابندی اور تعصب میں ہزاروں کوس کا فرق ہے۔

لفٹنٹ جنرل وان ڈرگولز پاشا جو ترکی نظام فوجی کے جزو کل سے بخوبی واقف ہیں۔ اور جو جنگ و امن دونوں زمانوں میں ترک افسروں اور سپاہیوں کو اوضاع و اطوار اور عادات وکیرکٹر کو بڑے غور سے پرکھتا رہا ہے۔ اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ زمانہ حال کی شکستوں کے باوجود ترکی فوج پر مایوسی اور بردہ دلی مستولی نہیں ہو سکی۔ وہ اپنی سابقہ فتوحات کو نہیں بھولی۔ ان کی یاد دلوں میں ابتک تازہ ہے۔ جو اس کے حوصلوں اور امنگوں کو بڑھائے رکھتی ہے۔ غریب سے غریب اور محتاج سے محتاج ترک بھی محسوس کرتا ہے کہ وہ مختلف الانواع قوموں کی مجمع بے تمیزی پر حکومت کرنیوالی قوم کا فرد ہے اور ان محکوم قوموں پر بے انتہا فوقیت رکھتا ہے۔ فیلڈ مارشل مولکی نے بالکل درست کہا ہے کہ کسی ترک سے دریافت کرو اسی اس امر کی اعتراف سے وہ ذرہ بھر تامل نہ ہوگا۔ کہ علم و ہنر و دولت و ثروت و طاقت و قوت و ہمت و اولوالعزمی میں یورپین اس کی ابنائی وطن سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر اس اعتراف کے باوجود اس کے دل میں کبھی اس بات کا وہم و گمان تک نہ گزریگا۔ کہ اسقدر خوبیاں رکھنے کے باوصف بھی کوئی فرنگی کسی مسلمان کے برابر ہو سکتا ہے"

یہ درست ہے کہ ایسا گمان بسا اوقات خود رائی کا نامناسب اور مضر وصف پیدا کرنیکا موجب ہو جاتا ہے لیکن یہ مسلم امر ہے کہ اگر سپاہی کو اپنی ذات پر ایسا گمان ہو تو اس سے نہایت مفید کام نکل سکتے ہیں۔ اگر سپاہی کے دل میں یہ پختہ یقین جما ہوا ہو۔ کہ وہ ایک برگزیدہ و مقبول قوم کا فرد اور نائب ہے۔ تو اس سے اس میں خود بخود یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ میرا سب سے اول یہ فرض ہے کہ اپنے آپ کو بلند قومی منصب و افتخار کے قابل ثابت کروں

ترکی سپاہی کو اپنی ابتدائی خانگی تربیت اور طرز معاشرت سے جو تعلیم و تربیت اور پابندی کی قابل ملتی ہیں بہت مدد ملتی ہے اس تربیت و معاشرت کی یکرنگی ہی بجائی خود نہایت مفید چیز ہے۔ غریب سے غریب دہقان یا گلہ رانے کی بچہ کو بھی ویسی ہی احتیاط

بقیہ صفحہ سابقہ اس سلطان نے اسوا انکے بیٹے لازمی کرکے معافی کا معاوضہ تقریباً ایکہزار روپیہ مقرر کر دیا سلطان حال نے فقد معاوضہ کی قاعدہ کو بالکل منسوخ کر دیا قسطنطنیہ کے مسلمان سلطان محمد فاتح کے وقت سے گذشتہ چند آئے تھے اب ان کیلیئے بھی اس خدمت کو لازمی کر دینے کی تجویز ہے جو یا نامناسب وجہ یا انکا مخالفت سے جو منظور ہو جائیگی

اور التزام کے ساتھ آداب مجلس اور اخلاق و معاشرت سکھائے جاتے ہیں جیسے کہ امراء اور متمولین کی اولاد کو۔ اس غریب کے بیٹے کو بھی بعینہٖ وہی آداب بجا لانے کی تعلیم۔ دوسرے کو مخاطب کرنے کا وہی طریقہ، خیریت، مزاج پرسی وغیرہ کے متعلق رسمی روزمرہ سوالات کی وہی جواب۔ والدین کے آنے پر مودبانہ کھڑے ہو جانے یا جب تک کہ مخاطب نہ کریں مجلس میں خاموش بیٹھے رہنے وغیرہ قسم کے وہی عادات اور چہرہ پر وجاہت و خودداری اور وقار کے بشرہ کو قائم رکھنے اور اس پر کسی طرح کی کوئی علامت خوف و دہشت وغیرہ کی ظاہر نہ ہونے دینے کی وہی عادت سکھائی جاتی ہے جو کہ ایک امیر کے فرزند کو۔

اس طرح سے بڑوں اور حاکموں کا ادب اور بزرگوں اور حکام کی تابعداری کرنا کہ ادب کرنے والا اپنی خودداری ذاتی وجاہت اور مساوات کے احساس کو بھی ہاتھ سے نہ دے رہا ہو۔ اور یہ بات جو ترکوں میں پائی جاتی ہے ایسی خوبیاں ہیں کہ جنسے بھی جمہور اور تمام کو آپس میں متحد و متفق کرنے کے کام میں بہت مدد ملتی ہے۔ اور یہ اتحاد مختلف المذاہب و الاقوام اقوام کے مجمع میں جن سے ترک گھرے ہوئے ہیں بالکل الگ تھلگ اور منفرد ہونے کے احساس ہی سے خوب مضبوط و مستحکم ہو گیا ہے۔

ترکوں میں یہ قابلیت ہی نہیں ہے کہ وہ دیگر ممالک میں اجنبی حکومت کے ماتحت ہمیشہ کے لئے زندگی بسر کر سکیں۔ اگر کسی ترک کو یہ صورت پیش آ جائے تو وہ خود بخود اپنی طبیعت و تربیت سے مجبور ہو کر اپنے ابائی وطن اور رفقا کی طرف کھنچا چلا آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترکی سے جو صوبہ آزاد یا الگ ہوئی ہیں گو اکثر صورتوں میں اس تغیر حکومت سے ذاتی خوشحالی اور تمول کے بڑھانے میں بہت آسانیاں ہو جاتی ہیں مسلمان وہاں سے بتدریج مہاجرت کر جاتے ہیں۔ اب تک صرف ایک روسی حکومت اپنی نئی مسلمان رعایا کو حالات متغیرہ پر رضامند بنانے اور اپنے وطن مالوف سے وابستہ رکھنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ یا ایک حد تک آسٹریا کی نسبت بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ جس کو بوسنیا میں ایسی ہی کامیابی ہوئی ہے[1]۔

بالآخر ترکی کے متعلق بحث کرتے وقت اس بے انتہا اقتدار کو بھی بالالتزام مدنظر رکھنا واجب ہے۔ جو اور اسباب یا بادشاہ کی ذات تو الگ رہی محض اسکے نام کو ہی اپنی رعایا پر حاصل ہے۔ حکمران بادشاہ بحیثیت فرمانروا خواہ ہر دلعزیز ہو یا نہ ہو۔ ہر حالت میں اس کے احکام مسلمانوں کی نظروں میں قانون بلکہ احکام قضا و قدر کے برابر ہوتے ہیں۔ وہ احکام ناقابل تنسیخ و ترمیم ہیں۔ سلطان ایسی طاقت ہیں جسکی کوئی مزاحمت اور جسکے برخلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکتی۔ جب سلطان کسی معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کر دے تو پھر تمام بحث مباحثہ ختم ہو جاتا ہے اور اسکی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کو خانگی معاشرت تک میں دخل حاصل ہے۔ اور روزہ روزہ[2] سے معاملوں کا ال اثر رکھتی ہے یعنی عام معاشرت کے متعلق جس امر کو سلطان ناپسند کرے اس سے گھر ونکی محفوظ چار دیواری اور حرم کے اندر بھی بالعموم اجتناب

[1] اس کی تصدیق ایک حال کے ہی واقعہ سے بخوبی ہو رہی ہے۔ دسمبر گذشتہ میں سلطان معظم جب قیصر و قیصرہ جرمنی کو وداع کر کے محلسرا سلطان کو واپس جا رہے تھے تو رعایا نے جو سڑکوں کے دونوں طرف اور مکانوں کی چھتوں پر بپابندی کھڑی تھی خوشی کے نعرے مارنے اور تالیاں پیٹنی شروع کیں۔ آخر الذکر حرکت کو جلالتمآب نے اسلامی آداب کی شان سے بعید تصور کیا۔ اور غازی عثمان پاشا سے جو ہم رکاب بیٹھے تھے۔ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ غازی موصوف نے اردلی کے ایک جمعدار کو بلا کر یہ امر بتا دیا۔ اور چند لمحوں میں منشاء سلطانی سے کل حاضرین کو اطلاع ہو گئی۔ اور پھر کسی نے تالی نہ بجائی۔ مترجم

[2] [illegible] سلطان عبد الحمید نے اس قول و قیاس [illegible] ... [illegible]

[illegible]

کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں بے نظیر ہے۔ صفت ضبط نفس کے ساتھ راضی برضا رہنے کی صفت بھی بالاستحکام راسخ ہو چکی ہے۔ ہر مسلمان خوشنودی ایزدی یا بالفاظ دیگر نوشتہ قسمت پر فی الفور راضی و شاکر ہو جاتا ہے۔ ان اوصاف کے علاوہ بقول گولٹز پاشا ترکی سپاہی کے سب سے بڑی اور نہایت کارآمد اوصاف یہ ہیں کہ وہ سادگی اور اعتدال پسند اور سلامت رو ہے۔ قوم کے نوجوانوں میں مے نوشی کی برائی بالکل مفقود ہے۔ اور عشرت پسندی کے لوازمات جو یورپ کے نوجوانوں کے حصہ کثیر کی عمریں برباد کرنے کا باعث ہو رہی ہیں تقریباً مفقود ہیں۔ فوج میں داخل ہونے کے وقت تک ترکی سپاہیوں کی طرز معاشرت سادہ اور صحت بخش ہوتی ہے اور گو انکی بسر اوقات عموماً مفلسانہ ہوتی ہے۔ مگر یہ افلاس ویسا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نہایت گنجان آبادی رکھنے والی مغربی یورپ کی اقوام میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کی بدولت وہاں کے اکثر رہنے والے چھوٹی عمر میں ہی فکر معیشت اور دقت معاش کی وجہ سے نحیف اور مایوس ہو جاتے ہیں۔ ترک کی کمر محنت و مشقت سے جیسا کہ ہمارے صنعتی شہروں کے باشندوں کا حال ہے قبل از وقت خم نہیں ہو جاتی اور وہ نسبتاً بہت ہی زیادہ عمر تک ہتھیار باندھنے اور میدان کارزار میں شریک ہونے کے قابل[1] رہتا ہے۔ فوج میں زیادہ تر وہ لوگ داخل کئے جاتے ہیں جنکا آبائی پیشہ دہقانی شبانی اور صید و شکار چلا آتا ہے۔ طبقہ صناع و کاریگر میں سے شاذ ہی کوئی شخص عساکر عثمانیہ میں دکھائی دیتا ہے۔ اکثر سپاہی اوائل عمر سے اسلحہ کے استعمال سے مانوس ہوتے ہیں۔ اور فوجی خدمت کے زمانہ میں انکو عموماً اسی طرز معاشرت اور طریق بسر اوقات کا اعادہ و تکرار کرنا پڑتا ہے جس سے وہ اپنی خانہ بدوش طرز زندگی یا سفر و سیاحت کی بدولت پہلے ہی سے مانوس ہوتے ہیں۔ نئے رنگروٹ کو باقاعدہ سپاہ میں داخل ہونے کے قابل بنانے کے لئے بہت کم مشق و قواعد و تربیت کی ضرورت پڑتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ترکی صیغہ جنگ بالکل خام رنگروٹوں کو شروع ہی سے تربیت یافتہ اور قواعد دان سپاہیوں کی پلٹنوں میں داخل کر دینے سے کبھی نہیں جھجکتا۔ فن حرب کے اسرار و نکات کے متعلق جن تھوڑی سی باتوں کے سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں نئے رنگروٹ چند دنوں میں کہن خدمت رفقا سے خود بخود سیکھ لیتے ہیں۔

جو رنگروٹ فوج نظام (یا کارکن فوج) کے ساتھ کام دینے کیلئے طلب کئے[2] جاتے ہیں انکو دو صنفوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک صنف کے لوگ تین برس فوج نظام میں۔ تین برس ریزرو (احتیاط) میں۔ آٹھ برس لینڈ وہر (ردیف) میں اور چھ برس لینڈ سٹرم (مستحفظ) میں کام دیتے ہیں۔ ایسے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد ۵۰ ہزار بتائی جاتی ہے۔ دوسری صنف کے رنگروٹ پانچ سے لیکر نو مہینوں تک نظام میں رکھے جاتے ہیں۔ بعد ازاں انہیں اس شرط پر گھروں کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ کہ جب ضرورت ہو وہ کارکن فوج میں شامل ہونے کیلئے بلائے جائینگے۔ ایسے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد بیس ہزار مقرر ہے۔ ان اعداد سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ہر سال تقریباً ۷۰ ہزار نئے آدمیوں کو فوجی قواعد سکھائی جاتی ہے مگر چونکہ سب کو یکساں سپاہ کیلئے خدمت نہیں دینی پڑتی۔ اسلئے جو خدمت

---

[1] چند مہینے ہوئے دمشق میں ایک ترک سوا سو برس سے زیادہ عمر کا ہو کر فوت ہوا۔ اس نے تقریباً سو برس تک کی فوجی خدمت کی تھی۔ ایسی مثالیں ترکوں میں شاذ نہیں ہیں۔ بلکہ بکثرت پائی جاتی ہیں۔ مترجم و مولف

[2] سلطنت عثمانیہ میں ہر سال ایک لاکھ بیس ہزار نوجوانوں سے باستثنائے خانہ بدوش قبائل کے فوجی خدمت لی جاتی ہے۔ ان میں سے تقریباً ۲ ہزار جسمانی کمزوری یا نااہلیت کی وجہ سے معاف کر دئیے جاتے ہیں۔ بیس ہزار اس لئے

کی قابلیت بھی سب میں یکساں مقدار و انداز کی پیدا نہیں ہوتی۔ انکی علاوہ مستوجبان خدمت اشخاص کی ایک اور بھی جماعت ہے جو تیس ہزار آدمی ہیں جو صرف ۱۵۰ اتوار انکو مشق و قواعد سکھاتے ہیں۔ جرمنی میں بھی پہلے ایک اسی طرح کی جماعت تھی۔ اس صنف کے اشخاص صرف بھرتی کے کام میں مدد دینے کے لئے گھروں سے بلائے جاتے ہیں۔

زمانہ امن میں ترکی فوج کی جمعیت دماشیاں اور سینکڑی چھوڑ کر سوا دو لاکھ اندازہ کیجا سکتی ہے۔ ریزرو سپاہ کی اور اجتماع افواج سے یہ تعداد تین لاکھ اسی ہزار ہو جاتی ہے۔ وہ ایک لاکھ پچاس ہزار آدمی، جو گوداموں، فوجی چھاؤنیوں اور چوکیوں میں پیچھے رہینگے۔ انسے ماسوا ہونگے۔

لینڈ وہر (ردیف) کی چھ لاکھ اشخاص میں سے) ابھی تک صرف دو لاکھ اسی ہزار کو اور لینڈ سٹرم (مستحفظ) کے تین لاکھ میں سے صرف ایک لاکھ اسی ہزار کو قواعد وغیرہ سکھائی جاتی ہے۔ اس حساب سے زمانہ جنگ فوج کی انتہائی جمعیت کا اندازہ ۸ لاکھ کیا جا سکتا ہے۔

سلطنت عثمانیہ چھ جنگی اضلاع میں منقسم ہے۔ زمانہ امن ہر ایک میں کارکن فوج کا ایک ایک آرمی کور رہتا ہے۔ زمانہ جنگ اس کے علاوہ ہر ایک ضلع لینڈ وہر افواج دو دو اور لینڈ سٹرم سپاہ کا ایک ایک آرمی کور بہم پہنچاتا ہے۔

کارکن فوج میں سر دست رائفل برادرونکی ۱۵ پلٹنیں، دو دو پلٹنوں کی دو دو رجمنٹیں ذو العونی طرز کی۔ چار چار پلٹنوں کی ۱۶۳ اور تین تین پلٹنوں کی تین انفنٹری رجمنٹیں اور علاوہ بریں ستر پلٹنیں (جو کسی آرمی کور میں شامل نہیں) یعنی جملہ ۲۹۷ پلٹنیں ہیں۔ دوسری اور تیسری آرمی کوروں کی پلٹنوں کی نام نہاد جمعیت آٹھ آٹھ سو آدمیوں کی ہے۔ اور باقی ماندہ آرمی کوروں اور ڈویژنوں کی پلٹنوں کی بارہ بارہ سو آدمیوں کی ہے۔ مگر فی الحقیقت اس قدر آدمی کبھی نہیں ہوتی۔ تعداد مقررہ سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) بری ہو جاتی ہیں کہ کل خاندان کے گذارہ کا دارو مدار انہیں پر ہوتا ہے۔ چالیس پچاس ہزار اول کنٹنجنٹ یعنی فوج نظام میں پوری مدت کیلئے لئے جاتے ہیں اور بیس پچیس ہزار دوم کنٹنجنٹ ہیں یعنی انکو ایک دو ماہ قواعد سکھا کر شروع ہی سے فوج ریزرو میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ محاربہ یونان کے شروع ہونے پر ایک معتبر فرنچ اخبار نے ترکی فوج کی جمعیت حسب ذیل لکھی ہے۔ فوج نظام پانچ لاکھ تیس ہزار ہے جنمیں سے اڑھائی لاکھ پوری قواعد داں اور تربیت یافتہ ایک لاکھ تین ہزار نیم تربیت یافتہ اور ڈیڑھ لاکھ کم یا مطلقاً غیر تربیت یافتہ ہیں۔ فوج ردیف چھ لاکھ ہے جنمیں سے دو لاکھ اسی ہزار پوری قواعد داں اور باقیماندہ نیم یا مطلقاً غیر قواعد داں۔ فوج مستحفظ جسمیں سے نصف پوری قواعد داں ہیں تین لاکھ ۶۰ ہزار۔ میزان کل ۱۴ لاکھ نوے ہزار جنمیں سے سات لاکھ ۱۰ ہزار پوری قواعد داں ایک لاکھ تیس ہزار کسیقدر کم قواعد داں اور چھ لاکھ پچاس ہزار نیم یا غیر قواعد داں۔ ترکی سپاہی کے اوصاف ایسے مشہور نہیں کہ انکی زیادہ تشریح کی ضرورت ہو۔ یہ درست ہے کہ ترکی طاقت اسوقت ایسی نہیں جیسی کہ بیس برس گذشتہ کو تھی اور جنگ کے رگ و ریشہ یعنی روپیہ کی بھی کمی ہے لیکن اسی پر رکھنا چاہیئے کہ یورپ میں کسی جنگ عظیم کے برپا ہونے پر ترکی تلوار اسوقت بھی دول یورپ کی مساوات کو قائم رکھنے میں بہت بڑا اثر رکھیگی۔ ۱۹۱۰ء میں تعداد پیدل فوج پلٹنوں کی یہ ہے۔ اب یہود و نصاریٰ کے باشندوں وغیرہ پر بھی بلا استثنا فوجی خدمت لازمی ہو گئی ہے یا ہونے والی ہے۔ مزید توضیح کیلئے دیکھو کتاب ہم اسلام حمیدیہ کلمۃ الحق دفتر الاسلام جبل انتخاب کارکن اور احتیاطیہ فوج پیدل میں چند ماہ ہوئے ۸۰ پلٹنوں کے نام اضافہ کا حکم دیا تھا جسکی تعمیل ہو چکی ہے

[illegible]

جمعیت کچھ کم ہی رہتی ہے۔ کیولری ساڑھے چار سو گھوڑوں کی ۲۰ رجمنٹوں پر مشتمل ہے۔ آرٹلری فوج (توپخانہ) میں پانچ ڈویژن اسپی توپخانہ کے اور تین ڈویژن (جو ۲۰ رجمنٹوں پر منقسم ہیں) میدانی اور کوہی توپخانہ کے ہیں۔ اور کل ڈویژنوں میں چھ چھ توپوں کی پندرہ اسپی ۲۹ میدانی اور ۱۸ کوہی باتریاں ہیں۔ قلاعی توپخانہ میں چار چار اور تین تین بلٹنوں کی ۵ رجمنٹیں ہیں دستہ انجنیراں میں چار میدانی بلٹنیں تین کمپنیاں فرنبائی اور چار کمپنیاں قلاعی پاونیروں (بیلدار سپاہیوں) کی ہیں۔ متذکرہ صدر افواج کے علاوہ ایک ڈویژن قطار بار برداری کا اور چار بلٹنیں سیگریبی یعنی توپخانہ متعلق سلح خانہ کی ہیں یہ کل افواج آرمی کوروں میں مرتب ہیں جنکے صدر مقام نمبروار قسطنطنیہ۔ اڈریانوپل۔ مناسطر۔ ارض روم[۱]۔ دمشق۔ بغداد اور یمن میں ہیں۔ الاحسا۔ طرابلس الغرب اور کریٹ[۲] میں ایک ایک ڈویژن الگ رہتا ہے جو کسی آرمی کور کے تابع نہیں پہلے چھ آرمی کوروں میں سے ہر ایک میں دو انفنٹری ڈویژن تین تین بریگیڈوں کا ایک ایک کیولری[۳] ڈویژن۔ اور دو دو رجمنٹوں کے تین آرٹلری بریگیڈ جو تین تین باتریوں کے دو ڈویژنوں اور ایک اسپی ڈویژن پر مشتمل ہیں۔ ایک ایک بلٹن انجنیروں کی اور تین تین رسالہ قطاری ڈویژن کے ہیں۔ ایک انفنٹری ڈویژن میں ایک بلٹن رائفل برداروں کی علاوہ دو بریگیڈ اور ہر بریگیڈ میں دو سے لیکر تین تک رجمنٹیں ہوتی ہیں۔ ساتویں آرمی کور میں فوج سواراں اور توپخانہ نسبتاً بہت کم ہے۔ چونکہ چھٹے آرمی کور کی نظام سپاہ کی فوج سواراں ایک کامل کیولری ڈویژن بنانے کے لئے کافی نہ تھی کور مذکور کے ضلع میں ایک قسم کی ملیشیا کیولری وہاں کے کرد قبائل کی امداد سے عساکر حمیدیہ کے نام سے تیار کی گئی ہے جس میں چھ چھ سو سواروں کی چھ رجمنٹیں[۴] بتائی جاتی ہیں۔

جب کل اقسام کی فراہمی کا حکم صادر ہو تو پہلے چھ کور (آرمی کور) میں سے ہر ایک فوج ردیف کے چار ڈویژن بہم پہنچاتا جنکے لئے ضروری شاف زمانہ امن میں بھی قائم رکھا جاتا ہے۔ اور کارکن فوج سے ان ردیفی ڈویژنوں کے لئے متعلقہ کیولری اور آرٹلری بہم پہنچا دیجاتی ہے۔ ہر ڈویژن کو کیولری کے علاوہ ایک ایک آرٹلری رجمنٹ مل جاتی ہے۔ ردیفی بلٹنوں کی جمعیت چھ سو سے لیکر ایک ہزار آدمیوں تک کی ہوتی ہے۔ فوج مستحفظ چھ سو سے لیکر ایک ہزار تک آدمیوں کی جمعیت رکھنے والی بلٹنوں میں منقسم ہے۔ اس فوج کے آدمیوں سے (زمانہ جنگ) قلعہ داری اور چھاؤنیوں وغیرہ کی حفاظت کا کام لیا جاتا ہے۔ ترکی فوج پیدل مارٹینی ہنری

۱؎ گو یہ مقام چوتھی آرمی کور ہی نہیں بلکہ کل سلطنت میں سب سے زیادہ فوجی اہمیت رکھتا ہے لیکن وہ صدر مقام نہیں چونکہ کور کا صدر مقام قصبہ ارزنگجان میں ہے۔ مترجم ۔ ۲؎ افسوس ہے یہ کتاب لکھے جانے کے چند ماہ بعد یہ جزیرہ ترکی کے فوجی قبضہ سے بالکل آزاد ہو گیا ہے اور ڈویژن چھوٹا اب اس میں ایک کمپنی بھی ترکی فوج کی مقیم نہیں ۔ ۳؎ ۱۸۹۸ء کی آخری سہ ماہی میں ترکی افواج نے جزیرہ مذکور کو تقریباً بالکل خالی کر دیا جو زیادہ تر مقدونیہ اور البانیہ کو بھیجی گئی۔ مترجم ۔ ۴؎ ایک واقف کار اور باخبر مصری اخبار کا بیان کرتا ہے کہ حجاز اور یمن اور جنگی اضلاع میں دو لاکھ سے زیادہ سوار عساکر حمیدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ طرابلس الغرب میں بھی جہاں دو برس سے تقریباً کل آبادی حفاظت ملک و ملت کیلئے مسلح کی جا رہی ہے اور جہاد روان بنائی جا رہی ہے چند مہینے سے عساکر حمیدیہ کی بنا قائم کر دی گئی ہے۔ اور اب تک (مارچ ۱۸۹۹ء) تقریباً چار ہزار سوار تیار ہو چکے ہیں

رائفلوں سے مسلح ہے۔ جنگ ہدم روس میں اُس کے پاس یہی رائفل تھی۔ نشانہ درستی اور آتشبازی کی سرعت دونوں باتوں کے لحاظ سے یہ ہتھیار نہایت ہی کارآمد اور قابل تعریف ہے۔ موجودہ صدی کے آٹھویں عشرہ کے ختم ہونے کے قریب ترکی گورنمنٹ نے آٹھ کارتوسوں کا میگزین رکھنے والی ماسر رائفل سے اپنی فوج کو مسلح کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور پانچ لاکھ رائفلوں کی خریداری کا حکم نافذ ہو گیا۔ مگر ۱۸۹۰ء میں جب دیگر تمام یورپین سلطنتوں نے چھوٹی نالی کی رائفلوں کا استعمال شروع کیا۔ تو ترکوں نے بھی اُسی قسم کی رائفلوں کو پسند کر کے دو لاکھ کی خریداری کا حکم دیدیا۔ یہ رائفل جسے ترکوں نے اختیار کیا ہے۔ بلجیم فوج کی رائفلوں سے بہت ہی مشابہ ہے۔ اور اکثر باتوں میں آسٹریا کی فوج کی مان لیشر رائفل سے ملتی جلتی ہے۔ آخر الذکر رائفل ترکی سپاہیوں کے لئے نہایت مناسب ہے۔ کیونکہ اُس کے استعمال میں کسی زیادہ احتیاط کی ضرورت نہیں اور دیرپا بھی اچھی ہے۔

چھوٹی نالی کی رائفل کی خریداری سے پہلے پانچ لاکھ رائفلیں اور اُن کے کارتوس قسطنطنیہ میں موصول ہو چکے تھے۔ اور عنقریب اُن کی تقسیم شروع ہونیوالی تھی۔ مگر جدید رائفل کی وجہ سے انکی تقسیم ملتوی کر دیگئی۔ یہ رائفلیں ابتک میگزینوں میں بند ہیں۔ اور تاحال صرف ایک ایک دو دو کرکے تقسیم کیگئی ہیں۔

توپخانہ کے اسلحہ کے متعلق مختلف رپورٹیں مشہور ہیں۔ ترکی میدانی توپخانہ میں ۸۷ سنٹی میٹر (۳ انچ) قطر کی اسی باتریوں میں ۵۷ سنٹی میٹر (تین انچ) کی اور کوہی باتریوں میں ۶۵ سنٹی میٹر (۲ انچ) کی توپیں ہیں۔ چار آرمی کور میں چھ چھ توپوں کی چھ چھ باتریوں کی چھ چھ رجمنٹیں ہیں۔ بغداد کے آرمی کور میں سترہ باتریاں اور یمن کے آرمی کور میں سات باتریاں ہیں۔

توپخانہ کی تین اقسام میں سے میدانی توپخانہ بہ حیثیت خوش اسلوبی اور تیاری میں بلاشک و شبہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ اُسے یہ فوقیت پہلے اجنبی اتالیقوں (گلز کوہی۔ وینٹ وغیرہ) مذکرہ صدر جرمن افسر سٹو پاشا کی طفیل جو اس میں نوکر ہوا ہے۔ حاصل ہوئی ہے۔ یہ ایک مرد سالہا سے دراز کے مسلسل اور انتھک جد و جہد سے آخر ترکی توپچیوں میں پیشہ ورانہ مشاقی اور دستکاری کی روح پھونکنے میں باحسن وجوہ کامیاب ہو گئے۔ دیگر فوجی صیغوں کے ترکی افسروں کے برعکس جو اپنے اپنے صیغوں میں اجنبی اتالیقوں کی اتالیقی کا کوئی مفید اور نمایاں اثر نہیں پاتے۔ اس صیغہ کے ترکی افسر جرمن اتالیقوں کے احسانات کے صدق دل سے معترف ہیں۔ اور حق الامر بھی یہی ہے۔ کہ کسی اجنبی کو اتنا کرہ مدد اتالیقان توپخانہ کے برابر اقتدار و رسوخ حاصل نہیں رہا۔

کروپ نے ۱۸۶۶ء کے محاربہ (پرشیا و آسٹریا) کے ختم ہوتے ہی اپنی ساختہ الواپ کو ٹرکی میں رواج دلانیکی کوشش شروع کر دی

سلہ محاربہ یونان کے دوران میں پلیونا کی افواج کیلئے ان رائفلوں کی مقدار کثیر قسطنطنیہ سے بھیجی گئی تھی۔ اور شمال کی عثمانیہ فوج میں سے بھی چند ایک پلٹنیں انہیں سے مسلح تھیں۔ مترجم نے یہ مشہور جنگ کا حال دارالسلام میں ۔۔۔ جب گیا اُسکا خاکہ تو پسند کی ۔۔۔ دیکھکر عقل دنگ ہو جاتی ہے۔

تھی بشرح شروع میں صینہ توپخانہ کے انسپکٹر جنرل خلیل پاشا نے جسنے انگلستان میں تعلیم و تربیت پائی تھی۔ اور جناب جین انگریزی کارخانہ آرمسٹرانگ۔ کی اثواب اور ہر ایک انگریزی چیز کا بڑا مداح اور طرفدار تھا اُسکی بھی مخالفت کی۔ مگر آخر کرپ ہی مخالفت پیغالب آگیا۔ اور ساتویں عشرہ میں کرپ توپکے استعمال کا قطعی فیصلہ ہوگیا۔ چنانچہ اس وقت میدانی توپخانہ کیلئے کلیم اور قلعوں کے لئے اکثر توپیں کرپ کے کارخانہ سے ہی منگوائی جاتی ہیں ؛

یونان سے لڑائی چھڑ جانے کے تقریباً یقینی احتمال کے علاوہ جزیرہ نما بلقان میں اور دشمنوں کے بھی پیدا ہوجانیکے گمان غالب کی وجہ سے تمام دنیا کی نظریں یورپین ٹرکی کے اول دوم و سوم تینوں آرمی کور و نکی طرف پھنکے ہیڈ کوارٹر علی الترتیب قسطنطنیہ، ایڈریانوپل اور مناسطر میں ہیں منعطف ہوگئی۔ آخر الذکر آرمی کو باقی دونوں کی نسبت یونان سے چنانچہ قریب ترین موقع پر مامور تھا۔ وہ لڑائی سے بہت عرصہ پہلے کا جنگی پیمانہ پر مضبوط و مستحکم کردیا گیا تھا۔ دس پلٹنیں قسطنطنیہ کے یعنی اول آرمی کور اور ۲۰ پلٹنیں پانچویں یا دمشق آرمی کور سے علاوہ ۳۲ پلٹنیں بطور کمک کے بھیجی گئی تھیں۔ خود اس تیسری آرمی کور میں اپنی حسب ذیل فوج تھی۔ دو انفنٹری ڈویزن (یعنے چار انفنٹری بریگیڈ یعنے ۸ انفنٹری رجمنٹیں یا ۳۲ پلٹنیں) دو پلٹنیں ماہی گیر و کی سرحد کے محافظ دستہ کی۔ دو رائفل بردار پلٹنیں۔ پانچ پانچ رسالوں کی چھ رجمنٹوں یا تین بریگیڈوں کا ایک کیولری ڈویزن دو دو رجمنٹوں کے تین بریگیڈ میدانی توپخانہ کے جو ۲۷ ... ۳۶ باتریوں کے دو ڈویژنوں میں منقسم تھے۔ ایک ڈویزن توپخانہ کا ایک پلٹن بار برداروں کی ایک پلٹن قطار بار برداری کی اور ایک ٹیلیگرافی کمپنی۔ تیسری آرمی کور کی اس سپاہ کی فراہمی و اجتماع کے ساتھ ہی یورپین علاقہ کے مشرقی اضلاع اور ایشیا کوچک سے نظام فوج اور ریزرو دیف سپاہ کے بھیجے جانے کا حکم صادر کیا گیا۔ تاکہ یونان کے خلاف میدان جنگ میں لانے کے لئے اسّی ہزار فوج جمع ہوجائے ؛

ترکی سپاہ کی فوجی تربیت یورپین معیار کے مطابق گو من حیث المجموع اور گو من حیث الانفراد بیشک ناقص اور ناتکمل ہے۔ مگر اس سے محاربہ و کارزار کیلئے ترکی فوج کی تیاری اور قابلیت کے متعلق غیر مفید نتیجہ نکالنا کبھی درست نہیں ہوسکتا۔ اکثر سپاہی ایسے قبائل کے ہوتے ہیں جو بچپن سے ہی اسلحہ سے مانوس اور اُن کے استعمال کے عادی ہوتے ہیں۔ بعض قبیلوں کے آدمی تو گویا پیدائشی سپاہی ہوتے ہیں جنہیں نہ صرف اپنے ہمسایوں سے ہی ہمیشہ مصروف پیکار رہنے بلکہ گاہ گاہ حکام سے بھی بھڑتے رہنے اور قزاقی کی مشق و کثرت کی بدولت جنگی مادہ قائم اور اوصاف فوجی ہر وقت تازہ رہتے ہیں۔ بیقاعدہ معرکہ آرائی تو اُن لوگوں یعنے ُکردوں اور البانیوں وغیرہ کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ وہ گویا بنے ہی اسی کیلئے ہیں ؛

اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ باقاعدہ محاربہ میں جو نسبتاً بڑے پیمانہ پر ہوتی کارآمد نہیں ہوسکتے۔ اگر اُن کو موجودہ فوجی ترتیب سے بہرہ اندوز کیا جائے۔ تو وہ ایسے محاربہ میں بھی ویسے ہی کارآمد ہوسکتے ہیں۔ جیسے کہ بیقاعدہ

لڑائیوں میں ترکی میں تو پچاس کی سالم بٹالین اور انفنٹری کے سالم رسالے پلٹنیں ہیں جو شرقی [illegible]
ہے۔ وہ بچاؤ کے پہاڑ پر ہو گیا۔ جمعیت کثیر لڑ بھڑ کر بڑی دشواری سے منتقل ہو سکے مگر ان دو نمبروں [illegible] تاہم آمیز حرکت
کیلئے مشکل کار آمد ہوتی ہے۔ نیچی کیولری کی میدان جنگ پر نہ بچاؤ کے لئے اور نہ استثنائی ضرورت کیواسطے
موجود ہو سکتے ہیں۔ کیولری کی ضرورتوں کے حسب حال ہے۔ بالکل برعکس اس کے یومیہ معمولی کام نہایت عمدگی اور کفایت
کے ساتھ سرانجام کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے غیر اہم کاموں کی تعمیل کی نگرانی بھی نہایت احتیاط کے ساتھ
کسی نہ کسی افسر کے ذمہ کردی جاتی ہے۔ یومیہ فرائض میں اور پیادہ سنتری بانی اور [illegible] کی خدمت [illegible] بھی
جاتی ہے۔ اور بہت سا وقت آدمیوں کو ان خدمات پر لگانے پر صرف ہوتا ہے۔ باقی ماندہ وقت راشنوں کی تقسیم
پانی کے لانے اور [illegible] قسم دیگر متفرق کاموں پر خرچ ہوتا ہے۔ ترکی سپاہ عموماً دن میں دو دفعہ صبح و شام قواعد
کرتی ہے جسمیں وقت مقررہ اور نقشہ مجوزہ سے ایک قدم تجاوز نہیں کیا جاتا۔ وقت کی ٹھیک پابندی کا جیسے کہ
ہم یورپین لوگ عام متعاد ہو رہے ہیں۔ اور نیز ہم لوگوں کی طرح اپنے کام کو مسلسل توجہ سے کرنے کا بالکل نام و نشان
نہیں پایا جاتا لیکن صفت فرمانبرداری اور شائستگی کی کوئی کمی نہیں۔ اور کسی طرح کی بدعنوانی یا زیادتی بالکل ہی
شاذونادر دیکھنے میں آتی ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ یقینی امر ہے کہ تابعداری میں جوش اور شوق یا امنگ [illegible]
کرنی چاہئے نہیں ہوتی۔

ترکی سپاہیوں کی فوجی تہذیب ابھی اس حد تک نہیں پہنچی کہ صادر شدہ حکم کی تعمیل میں سخت سے سخت اور عظیم تر مشکلات کے
حائل ہونیکی بھی پروا نہ کرکے اپنی طرف سے ہر ایک طرح کی جان توڑ کوشش کریں۔ ترکی سپاہی غیر متوقع اور مزاحمت کنندہ کا دشمن
کو بالمقابل خدا کی مرضی پر بھروسہ کرکے اسپر غالب آنیکی کوشش کرنے سے کچھ جھجک سا جاتا ہے۔ ایسی صورتیں اسپر لاپرواہی جو مشرقیوں کا
خاصہ ہے مستولی ہو جاتی ہے تا کاہی کا ہیجان اسپر زیادہ دیر تک نہیں رہتا۔ بلکہ جلد تسکین ہو جاتی ہے مگر باینہمہ اگر افسر قابل اور لائق
ہو تو وہ فی الفور اپنی سپاہ میں ایک پرشوق اور بے نظیر جانبازی کی روح پھونک سکتا ہے۔ ترکوں میں جیسا کہ اُن اقوام کا جو تہذیب کے
کمتر درجہ پر ہیں خاصہ ہے۔ شجاعت اور موت سے بیباکی ان دونوں اوصاف کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے گو
زبانی ہر انکا چنداں زبانی تذکرہ نہیں کیا جاتا۔ ہر ایک فرد کی نسبت یہ فرض کر لیا گیا ہوا ہوتا ہے کہ اُس میں یہ خوبیاں موجود ہیں جنکے
نشوونما میں مذہب سے بہت مدد ملتی ہے۔ مسلمان موت پر تاسف تو کرتا ہے مگر اسکا کوئی بیہودہ اظہار نہیں کیا جاتا۔ نہ لمبا چوڑا
ماتم منایا جاتا ہے۔ کیونکہ موت سے اُسے کوئی خوف نہیں ہوتا۔ مسلمان کو یہ [illegible] امر مدنظر رہتا ہے کہ موت ایک طبعی اور اٹل امر ہے [illegible]
کے نزول پر اُنکے حوصلہ اور دیانت [illegible] میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور اُنکا اعمال ایسا مضبوط ہے کہ باقی اقوام کو بھی اس خوبی کی تقلید
کرنا چاہیے [illegible] کسی دوست پر کوئی مصیبت [illegible] وارد ہو [illegible] ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے "خدا تجھے اس سے بہتر بدلہ
عطا فرمائے"۔ جو سپاہی وہ دو دشمن کا مقابلہ کرتا ہوا فوت ہوا اسکا قوم میں بڑا مرتبہ [?] ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسا شخص انکے اعتقاد

میں سے فوراً بہشت میں داخل ہوتا ہے +

یہی وجہ ہے کہ ترکی سپاہی خواہ سخت خطرہ میں مبتلا ہو جائے یا کثیر التعداد دشمن میں گھر جائے نہیں بلکہ یقینی تباہی اور ہلاکت کی موجودگی میں بھی کبھی اوسان نہیں ہارتا۔ ترکوں کا یہ وصف عموماً تسلیم شدہ ہے اور ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ یہ وصف جبکہ وہ بچاؤ کے پہلو پر لڑ رہا ہو حیرت انگیز اور تعجب افزا کارنامے دکھانے کی قابلیت پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ بچاؤ کے پہلو پر ہونے کی صورت میں پرجوش مستعدی کی نسبت تحمل اور ثبات کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا ترکی سپاہی کے حق میں صریح ناانصافی ہوگی کہ وہ حملہ میں ابتکار کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور صرف بچاؤ کے پہلو پر کارآمد ہو سکتا ہے۔ جس شخص نے پلیونا[سلہ] کے محاربات کے تفصیلی حالات پر غور کیا ہوگا وہ کبھی ایسی غلط فہمی میں نہیں پڑیگا۔ اور باآسانی اسکی تردید کرسکیگا۔ ۱۱ ستمبر ۱۸۷۷ء کو ترکوں نے جس جلادت و شجاعت سے مقام مذکور کے جنوب مغربی مورچوں کو روسیوں سے پھر فتح کر لیا تھا۔ اس سے اس غلط خیال کی پوری پوری تردید و تکذیب ہو رہی ہے +

نوشتہ تقدیر یا منشاء الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور راضی برضا رہنے کا اسلامی وصف تاریک اور روشن دو رخ رکھتا ہے۔ ایک طرف یہ وصف انہیں اعلیٰ ترین فوجی خوبیاں صبر و تحمل عزم بالجزم جنگی پرجوشی اور موت کی بیباکی پیدا کرتا ہے اور بڑھاتا ہے اور دوسری طرف کاہلی اور لاپروائی اور لاابالی ہونے کی عادات بد بھی جو ترقی کی جانی دشمن ہیں پیدا کرسکتا ہے ایک اور خرابی بھی اسی قسم کی ہے جو ایک حکم الٰہی پر نامناسب و بیجا درآمد کرنے سے پیدا ہوتی ہے قرآن شریف میں ایک جگہ آیا ہے کہ دو شخصوں کی صلاح میں ایک کی رائے[سلہ] سے زیادہ عقلمندی ہوتی ہے۔ پھر کیا تھا اس سے ادنےٰ معاملہ کیلئے بھی کمیشن مجلس مشاورت کا ہونا لازمی بنا دیا گیا ہے اور حقیقت سے خفیف معاملہ کا بھی کونسل یعنی بیکار مشغول کمیٹیوں اور مجلسوں الغرض ہر قسم مخازن عقلمندی و دانائی کے طومار در طومار جنکا خدا معلوم کیا کیا نام وضع کر رکھے ہیں پیش ہونا لابدی ہے اور اس طریق سے انصرام مہام سلطنت میں جس قدر توقف حادث ہوتا ہوگا وہ صاف ظاہر ہے +

ترکی فوج کے متعلق ایک اور عجیب امر یہ ہے کہ اسکی طاقت کی حقیقی بنیاد اور اسکا اصلی مغز فوج ردیف ہی ہے جنرل وان گولٹز پاشا اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ وہ تمام جنرل جو پچھلے محاربہ میں شریک ہوئے متفق ہیں کہ سپاہ ردیف فوج کو ترجیح دینے میں متفق الرائے ہیں۔ اس فوج کے سپاہیوں کی عمر بالعموم ۲۶ و ۳۴ کے درمیان ہوتی ہے جس عمر میں ہی جا کر انکی نہایت ہی سادہ اور سخت جفاکش طرز زندگی اور طریق بسر اوقات کیوجہ سے ترکی دہقان کی طاقت پورے شباب کو پہنچتی ہے چنانچہ ردیف کے سپاہی درازقد توانا جسیم مضبوط ہوتے ہیں اور بے نظیر ذاتی شجاعت اور حیرت انگیز طاقت تحمل برداشت رکھتے ہیں۔ لیکن جس طرح وہ بھی کافی قواعد مشق کرنے جاننے کی وجہ سے عملی طور پر میدان جنگ میں کسیقدر خسارہ اٹھاتے ہیں لیکن یہ معلوم ہو کہ مغربی و مشرقی لوگونکی عادات کا مقابلہ[لف]

سلہ تفصیلی حالات کتاب محاربات پلیونا میں جو دفتر وکیل سے ملسکتی ہے درج ہیں ترکوں کی جنگی قابلیت پر تاریخ خاندان عثمانیہ میں مفصل بحث کیگئی ہے۔ حصہ دوم صفحہ ۵ غالباً وشاورہم فی الامر کی طرف اشارہ ہے۔

کی وجہ سے مشق و قواعد اُسکے لئے ایسی لازمی نہیں جیسی کہ ہم اہالی یورپ کے لئے ۔

چونکہ اس کام کیلئے مکمل ساز و سامان موجود ہے ردیف پلٹنوں کے جمع کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی سلطنت کو فوجی اضلاع میں تقسیم کرنیکے جدید انتظام کی بدولت جسپر چند گذشتہ برسوں سے عملدرآمد ہو رہا ہے حکم طلبی سے ساتویں دن ردیف کے سپاہی کوچ کے لئے ہمہ تن تیار اپنے اپنے ہیڈ کوارٹروں میں جمع ہو سکتے ہیں۔ اکثر اضلاع اب دار الخلافہ سے تار برقی سلسلہ سے منسلک ہیں اور تار برقی لائینوں کی تکمیل کا کام ہر طرف بسرعت جاری ہے[1] ۔

[1] اس محاربہ میں ترکی نے اپنی بری و بحری افواج کو جس صفائی و سرعت اور باقاعدگی سے جمع و فراہم کیا اسکی کچھ حقیقت ناظرین کو مارچ ۱۸۹۷ء کے اخیری ہفتہ کی اجتماعی کارروائی سے معلوم ہو جائیگی جسے لیوانٹ ہیرلڈ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء میں نے بالفاظ ذیل تحریر کیا۔

(منگل ۲۳ مارچ) سرحد یونان پر سلطنت عثمانیہ کے تمام حصوں سے متواتر فوجیں چلی جا رہی ہیں الاسونا کی بانزبار سپاہ ہر روز توپخانہ کی مشق کر رہی ہیں جنرل حقی پاشا تیسری ڈویژن کی کمان لینے کیلئے ہیڈ کوارٹر سے روانہ ہو گئے جہاز حفظ رحمٰن کی مرمت شروع ہو گئی ہے (جو ۲۸ مارچ کو مکمل ہو گئی) آرمڈ پوش جہاز جلالیہ کے انجنوں کے پرانے بائلر تبدیل کر کے نئے چڑھائے جا رہے ہیں ایسا ایک جہاز تقریباً تیار ہے امر میں حفظ رحمٰن کے مشابہ ہے صرف یہ فرق ہے کہ اسکی آہنی چادر سات انچ موٹی ہے۔ آندھی کی وجہ سے اتوار کو دن کوئی جہاز استمر فوج لیکر روانہ نہ ہو سکا۔

(بدھ ۲۴ مارچ) سٹیشن مرالی میں فوج کیلئے چار بارکیں نئی تعمیر کی گئی ہیں امپیریل اسلحہ خانہ بحری میں چند تار پیڈو کشتیاں دوسری مہم کی سمت جانیکیلئے تیار کی جا رہی ہیں۔ ۲۰۰ گھوڑے عنقریب ملیمیہ (واقع قسطنطنیہ) بارکوں سے تھسلی روانگی کیلئے روانہ کئے جائینگے مقام قسطمونی (واقع اناطولی) کو ۵۵۰ رنگروٹ سپاہی بھیجے گئے ایک ٹرین مرادلی سے سالونیکا کو روانہ ہوئی جس میں رودسٹو کے پیدل سپاہی جنکی تعداد بارہ پلٹن ہے اور دوسری آرمی کور سے متعلق ہیں سالونیکا میں رائفل کا استعمال سیکھنے کیلئے گھروں سے طلب کئے گئے ہیں۔ صوبہ البانیا کے شمالی حصہ بمقام سقوطری کی مستقل آٹھ پلٹنوں میں عنقریب ایک ہزار فوج کا اضافہ کیا جائیگا۔ (یہ مقام سرحد مانٹی نیگرو کے قریب ہے)۔

فرمان شاہی صادر ہوا ہے کہ اس سال کے رنگروٹ بلا کسی توقف کے ٹھیک تاریخ معینہ پر بھرتی کئے جائیں اور اسکے بعد فوراً اپنے اپنے اردو کو روانہ کر دئیے جائیں۔

میجر ابراہیم لودی آفندی دوسری آرمی کور کو کمانڈ کو اٹیچ کیا گیا تاکہ دوسرا ارابچی مہری (?) اوقات میں انہیں لالچ کار توس لیکر کل شام ایشیا (?) پیدل سپاہی بذریعہ ٹرین سالونیکا کو روانہ ہو گئے۔ رودسٹو کے ہمدمیں کل بحر پنتی سو لیٹی کو تقریباً ہم چند بھی بولی سے (بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل پر واقع ہے) لائے گئے تھے اتاری گئی۔ بعض سولیٹی بحری سفر کو جہاز شکستہ حال تھے جو جہاز فوج لیکر رودسٹو پہنچیں ہیں انکو سیدھا کالیپولی داخل کرنے کیلئے دو دخانی کشتیاں مقرر ہیں شروع اجتماع سے ۱۳ مارچ تک اس بندرگاہ میں ۲۰۰۰ سپاہی یعنی ۲۸ پلٹنیں جہازوں سے اتاری گئیں ۔۔۔ (?)

فوج میں اعلیٰ افسروں کی تقرر کیا قاعدہ سلطان عبدالحمید کے وقت سے جنہوں نے فی الواقع بہ افسر اور مستعد سپاہیوں کو اسلامی سلطنت کا سلسلہ برابر جاری رکھا تھا اُنہیں چونکہ اعلیٰ افسر کو تعداد میں تھوڑی ہیں مگر ان کے نام سے بڑی ہے انکی فہرست میں عثمان پاشا محمود حمدی پاشا مدحت ورضا پاشا جیسے جوانمردوں کے نام شامل ہیں جنکی ہمت دکوشش اور قابلیت ولیاقت سے عثمانیوں میں ترقی کا جدید دور شروع ہوا کل سلاطین کی نسبت سلطان عبدالعزیز کا عہد واقعی بہتر ہے اور قابل آدمی پیدا کرنے میں قوانین قیمت

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۴۴ پلٹنیں ماسر سکنڈ زین رائفلوں کا استعمال سیکھنے کیلئے طلب کیگئی ہیں سب سے اول دار ذہلہ کی چند تو پخانہ کی ایک اور بالوق انزو قراحصار کی پلٹنیں بلائی جائینگی ترکی اخبار اقدام لکھتا ہے کہ جہاز حمیدیہ کے کپتان نے جو ترکی کے عمدہ جہازوں میں تیار ہوا تھا تار دیا ہے کہ میرے آہن پوش فی میل ساڑھے چودہ میل سفر طے کیا۔ یہ رفتار جنگی جہاز دول کی اوسط رفتار سے نصف میل زیادہ ہے۔

(جمعرات ۲۵ مارچ) دخانی جہاز فیادانی ایک ہزار ردیف چالیس بحری سپاہی سامان جنگ کی کئی صندوق اور بارکش مواشی کی قطار عظیم لیکر بندرگاہ فواق میں پہنچا۔ جہاں بحری سپاہیوں کو اُتار کر فوج کو اُتارنے کیلئے روڈ سٹو کو روانہ ہو گیا۔ منتقل کو طرابزون فوجدار اور عرنیہ (واقع ایشیائے کوچک) کی ردیف تعدادی ۲۰۰۰ بذریعہ ریل مرادلی سے سالونیکا کو روانہ کئے گئے۔ سالونیکا کو ردیف سپاہی جو دوسرے کور سے متعلق ہیں سب کے سب آتنا سونا پہنچ چکے ہیں۔ اور باقی اضلاع کی اسی ردیف پلٹنیں سالونیکا سے سابقہ مال پہنچنگی ہیں۔ باقی جو جہاز ان کے پہنچنے پر لشکر کی جنگی تیاریاں بکمال ہو جائینگی۔

(جمعہ ۲۶ مارچ) سرحد پر فوج سواران کی سات کمپنیاں بھیجی ہیں ماسر رائفلوں کے ۲۰ صندوق اور ۴۰ صندوق کارتوس کے ذریعہ ٹبلہ کو روانہ کئے گئے ہیں۔

امیر المسلمین نے تمام ردیف سپاہیوں کو جو طلب کئے گئے ہیں۔ انکی سیکس سے بری کر دیا ہے۔ تو پخانہ کی نو بیٹریاں ایک لحظہ کی اطلاع پر فی سرحد جانیکو تیار ہیں دوسری آرمی کور (ایڈریانوپل) کی افواج میں اب تک ۷۰ ہزار ماسر رائفلیں تقسیم ہو چکی ہیں۔

سرحد پر جمع شدہ فوج کی ڈویژنوں کے ہیڈ کوارٹروں کے درمیان سلسلہ تار برقی قایم کر دیا گیا ہے۔ دخانی جہاز قاسم پاشا کو جو دارڈنیلز میں مقیم ہے فی الفور جنگی بیڑہ سامانات کو جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ بیڑہ ابھی تک لیپساکو سر میں لنگر انداز ہے۔ کل جمعرات کو ۲۲۰۰ سپاہی اور کئی صندوق سامان جنگ کے سپیشل ٹرینوں پر مرادلی سے سالونیکا کو روانہ کئے گئے۔

مسلح جہاز سنا کون کو جو جزیرہ لمنوس کی حفاظت پر مامور ہے۔ سالونیکا کے ساحل پر گشت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بسقوطری واقع البانیا کی پلٹنوں کو جنگی ہیبت میں کر دئے جانیکا حکم ہوا ہے مطلوبہ آدمی اس سال کے رنگروٹوں سے لئے جائینگے۔ الاسونا اور گریوینا کی پل و سڑک بنانیکی فوجی کمپنیاں اس نواح کی تمام فوجی سڑکوں اور سرحدی پلوں کی مرمت کر رہی ہیں حکام الاسونا کو قریب قریب کے تو پخانہ کی بارہ گاڑیاں کیلئے کتنی معنوعی چیا ہوتا کی کے ذریعہ تیار کروا رہے ہیں۔ الاسونا میں اس وقت سات لفٹیننٹ جنرل اور چار بریگیڈیئر جنرل موجود ہیں یہاں کا ہیڈ کوارٹر کی تعداد کافی ہونیکی وجہ سے فیلڈ کمانڈر نے ہر ایک پلٹن کیلئے علیحدہ علیحدہ تنور خانے بنائے جانیکا حکم دیا ہے۔ اور اس کام کا ٹھیکہ نصیبہ کے

رکھتا ہے ہماں کے محاربہ کے تقریباً تمام کمانڈروں۔ ادہم سپہ سالار۔ جنرل شاطر جہدی حاجی خیری حقی اور حفظی پاشا نے بیشتر پہلے اسی عہد میں امتیاز و ناموری حاصل کی تھی ترکی افسروں کو نہایت معقول اور عمدہ تعلیم ملتی ہے۔ اور اپنے پیشہ کے متعلق بالخصوص نہایت عمدہ تربیت پائے ہوتے ہیں قسطنطنیہ کے حربی سکول کے طلبا کو جرمنی اور روسی اور فرانسیسی اور بحری کالج کے طلبا کو انگریزی لازمی طور پر سیکھنی پڑتی ہے۔ ان طلبا کو تین درجوں یا مدارس[1] میں جو ۱۹ جماعتوں میں منقسم ہیں تعلیم پانی پڑتی ہے جنکے نام رشدیہ، اعدادیہ اور حربیہ ہیں جنمیں آخری ۱۶ فوجی کالج ہیں۔ اس سے افسروں کی تعلیم و تربیت کی عمدگی اور پختگی کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔ عام سپاہی یا ادنے افسر بھی بالکل ہی ناتعلیم یافتہ نہیں ہوتے۔ تمام مدارس کا سسٹم گو جدید ترین یورپین نظام مدارس کے ساتھ بخوبی مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم یہ بھی بہت معقول کام دیتا ہے۔ اگر ترکی سپاہی کو ایک طرف مدارس میں پالیسی اچھی تعلیم و تربیت نہ ملی ہو۔ اور دوسری طرف قواعد و مشق نے ان کو قاعدہ کا پابند نہ کر دیا ہو تو وہ نہایت احتیاط اور غور و فکر سے تیار کیگئی ہدایات کی کبھی تعمیل نہ کرسکیں۔ ترکی نے فوجی محکمہ میں جو ترقی کی ہے اس کا درست اندازہ معلوم کرسکنے کیلئے کرنیل سیوہت الدبک بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس کی نسبت وان ڈر گولٹز

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سوڈا کرامہ ہیم کو دیا گیا ہے بقول اقدام اب جنگی تیاری مکمل ہوگئی ہے۔ اور افواج قاہرہ اسلام و خلافت کی خدمت میں اپنی جانیں نثار کرنے کے لئے اب صرف حکم سلطانی کے منتظر ہیں محکمہ توپخانہ ناصرہ کے دو افسر ۵ مارچ کو سامان جنگ اسلحہ خریدنے کے لئے جرمنی کو روانہ ہوئے۔ پچھلے دنوں ترکی سلحخانہ میں ۲۶ توپیں تیار ہوئی ہیں۔ اخیر مارچ کو ان کی آزمائش کیگئی جس میں سب طرح سے مکمل پائی گئیں۔

جنرل وان ڈر گولٹز مشیر فوجی سلطنت علیہ عثمانیہ نے فوج کے اجتماع میں کار نمایاں کیا ہے۔ اعلیحضرت امیر المومنین نے جنگ روس و روم ۱۸۷۷ء کے قیصر ولیم اول شہنشاہ جرمنی (قیصر حال کے دادا) کو عثمانیہ فوج کی ترتیب و درستی کے لئے ایک لایق افسر کی خدمات مستعار دینے کے لئے لکھا۔ قیصر موصوف نے جنرل صاحب کو منتخب کرکے ارسال کیا۔ یہ جنرل وان مولٹکی (نامور جرمن سپہ سالار فاتح فرانس بجنگ ۱۸۷۰ء) کے لایق ترین شاگرد ہیں۔ وہ اپنے ساتھ اور بھی چند جرمنی افسر لیتے آئے۔ صاحب موصوف کی ترکی سپاہیوں کی جبلی شجاعت اور جنگی اوصاف اور سلطنت عثمانیہ کی فوجی استعداد کی نسبت جو رائے ہے وہ بست سالہ عہد حکومت سلطان عبدالحمید میں درج ہے۔ فوجی اجتماع کے شروع ہوتے ہی جنرل موصوف مع بیس دیگر جرمن افسران کے سرحد یونان کو روانہ ہوگئے۔ ۵ نئے جرمن افسر حال میں جرمنی سے آکر ترکی فوج میں شامل ہوئے ہیں جنکے ورود کی خبر اوپر درج کیگئی ہے۔

وزارت بحریہ عثمانیہ نے دہانہ ڈرڈنیلز اور باسفورس کے قلعوں کے درمیان پانی کے نیچے تارپیڈو بچھا دئے ہیں اور دول اجنبیہ کے جہازوں کو بحر داخل کرنے کیلئے تارپیڈو کشتیاں اور جہاز مناسب موقعوں پر مامور کر دئے گئے ہیں۔

[1] حربی مدارس کے تین اقسام ہیں۔ رشدیہ۔ اعدادیہ اور حربیہ مزید تفصیل کیلئے دیکھو وقعات صدم۔

پاشا نے یہ رائے ظاہر کی تھی۔ اگر یونان کے ساتھ جنگ و جدال کی نوبت پہنچ گئی۔ تو یا میں سپہ سالار ہونگا اور سیف اللہ[1] میرا نائب۔ یا سیف اللہ سپہ سالار ہوگا اور میں اُس کا نائب۔ سیف اللہ پاشا ترکی کی جدید ترین فوجی تعلیم کا تربیت یافتہ نونہال ہے۔ اور یہ عام مسلمہ امر ہے۔ کہ اگر ترکوں کے پاس سیف اللہ نہ ہوتا۔ تو وہ تھسلی کے سنگلاخی اضلاع میں بمشکل ایسی حیرت افزا کامیابی حاصل کر سکتے۔ اگر ادہم پاشا کی کامیابیوں کی بنظر غور پڑتال کی جائے تو ثابت ہو جائیگا کہ یہ اُستاد کی طفیل وہ حاصل ہوئی ہیں۔ جو سلطنت ترکی کو باہر کا پتہ ہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے اُنکی

[1] اس موقع پر پاشائے موصوف کی ناموری کے چند اسناد درج کردینا نہ ہوگا۔ جو کہ قبل معرفہ ۵ جولائی ۱۸۹۷ء مستند یورپین ولندی اخبارات کی معتبر سند پر اس طرح تحریر کئے تھے۔

جنگ روم و یونان میں ادہم پاشا کے بعد سب سے زیادہ ناموری نوجوان سیف اللہ بے کو نصیب ہوئی ہے جنکو اب ترکی کا جنرل وان مولٹکی پکارا جاتا ہے۔ جنرل وان مولٹکی پرشیا کا وہ مدبر سپہ سالار تھا جس نے ۱۸۷۰ء کی لڑائی میں فرانس کی عظیم الشان فوج کے پرخچے اُڑا دئے تھے۔ جسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ جنگ شروع ہونے سے بہت عرصہ پہلے ہی اُس نے دشمن کے ملک کا چپہ چپہ دیکھ لیا تھا اور اُس کے تمام مورچے اور قلعہ بندیاں اچھی طرح سے دیکھ لی تھیں۔ یہی کام اس لڑائی میں سیف اللہ بے نے کیا ہے۔ چند برس ہوئے وہ ترکی سفیر متعینہ ایتھنز کے جنگی اتاشی تھے۔ مگر انھوں نے اپنا وقت سفارت خانہ میں بیکار بیٹھ کر ضائع کرنے کی بجائے یونانی سرحد کا ہر ایک مقام تمام ناکے اور درے اور کل کارآمد مقامات کو مہینوں دورہ کرکے اچھی طرح سے دیکھ بھال لیا۔ اور اُن کی عکسی تصویریں اتار لیں۔ سیف اللہ بے کی اسی واقفیت نامہ کی طفیل تھا کہ ترکی فوج ناقابل گذر دروں اور وادیوں میں سے بآسانی گذر گئی۔ سلطنت عظمٰی عثمانیہ کا ہی ایک افسر ایسا نہیں جس نے اپنے وقت کو ایسے ضروری کام پر صرف کیا ہے۔ بلکہ اگر سلطنت علیہ کو کسی اور ہمسایہ یا بعید سلطنت سے جنگ کرنے کی ضرورت پڑ گئی۔ تو اُس وقت کل دنیا کو واضح ہو جائے گا۔ کہ ٹرکی کا محکمہ جنگ اس غنیم کے ملک کے بھی ہر ایک نشیب فراز سے پورا باخبر ہے۔

پر ماوی ہوتا ہے۔ بالکل واجب طور سے ٹرکی پر بھی صادق آسکتا ہے۔ کیونکہ یہ بخوبی مسلمہ اور مانا ہوا امر ہے کہ ٹرکی فتوحات ہر جگہہ اور ہر محل پر جرمن فوجی اتالیقی کا ہی جو سلطنت عثمانیہ میں کی گئی شاندار انعکاس ہیں اور ہر موقع پر اسی اتالیقی کا باشان نتیجہ جلوہ فگن تھا۔

محاربہ یونان میں جو ممتاز جنیل شامل ہوئے۔ ان میں سے ایک جنیل جو اس محاربہ میں عملی طور پر کمانڈر نہیں بنا تھا۔ بلا ریب مشہور آفاق اور عالمگیر شہرت و نیک نامی کا مالک وقابض غازی عثمان پاشا شیر پلیونا ہے۔ ساٹھ برس ہوئے وہ بمقام اماسیہ پیدا ہوئے تھے۔ اور ان کی نسبت یہ کہنا فی الحقیقت غلط نہیں ہوگا۔ کہ انہوں نے اپنے ملک سے کبھی باہر قدم نہیں رکھا اور وہ صرف دو دفعہ روس کی قلمرو میں داخل ہوئے ہیں۔ پہلی مرتبہ اوس وقت جب کہ سب لفٹننٹ کی حیثیت سے وہ عمر پاشا کے زیر کمان ۱۸۵۵ء میں جزیرہ نمائے کریمیا کے مقام یوپاٹوریا کی لڑائی میں شریک ہوئے اور پھر اس لڑائی سے بعد اس نامور سپہ سالار کے ساتھ صوبہ ابخاسیا[۱] کے سواحل کو گئے اور دوسری مرتبہ اسوقت جب کہ پلیونا کے فتح ہوجانے پر اسیر جنگی کی حیثیت میں گئے تھے ۱۸۶۰ء کی بغاوت دروساں کے انطفا کے بعد عثمان پاشا کپتانی کے درجہ پر فائز ہوئے۔ ۱۸۶۷ء میں کریٹ کی بغاوت فرو کرنے والی فوج میں شامل رہے۔ اور لفٹننٹ کرنیل کے عہدہ پر ترقی پاکر سٹاف میں داخل کئے گئے۔ بحیثیت کرنیل ردیف پاشا کے زیر کمان ۱۸۷۱ء میں یمن میں معرکہ آرا رہے۔ ۱۸۷۵ء

---

[۱] یہ صوبہ بحیرہ اسود کے شمال مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ اور کریمیا کی طرح گذشتہ صدی میں جنگوں کے اکھاڑہ تھا۔

کے موسم خزاں میں جنرل ڈویژن اور پاشا بنائے گئے ۱۸۷۶ء کے محاربہ روم وسرویا میں ان کی زیر کمان فوج جو ویدن میں مقیم تھی۔ ترکی سپاہ کی فوج ہراول تھی۔ اس محاربہ میں بمقام ولیسکی اگور اور سمیت پاشا موصوف نے قابلیت اور فنونِ سپاہ گری کے ایسے جوہر دکھائے کہ سن مذکور کے نومبر میں سلطان المعظم نے اونہیں مارشل (مشیر) کا رتبہ عطا فرمایا۔ ۱۸۷۷ء کے موسم بہار میں جب روس و روم میں لڑائی شروع ہوئی تو وہ اس وقت ۳۵ ہزار فوج سمیت ویڈن میں مامور تھے۔ اس مقام سے اونھوں نے روسی فوج حملہ آور کو پہلو سے جا دبوچنے کے لئے رومانیا پر حملہ کرنے کی تجویز کی۔ مگر اعلیٰ حکام سے منظوری نہ ملنے کی وجہ سے انہیں جارحانہ پہلو اختیار کرنے کی بجائے مدافعانہ عزم پر مجبور ہو کر دست بردار ہونا پڑا۔ مگر جب روسی فوج حملہ آور کا قلب دریائے ڈینیوب سے گذرتا ہوا اطرنوا تک پہنچ گیا۔ اور ۱۳ جولائی ۱۸۷۷ء کو درہ شپکا کے راستہ کوہ بلقان کو بھی عبور کر گیا تو عثمان پاشا ناگہان بمقام پلیونا نمودار ہو کر روسی کی فوج حملہ آور کے میمنہ اور عقب کی سلامتی کو معرض خطر میں ڈالدیا۔ اور بتاریخ ۲۰ جولائی روسی جنرل شیلڈر شولڈنر کو اور بتاریخ ۳۰ و ۳۱ جولائی روسی جرنیلاں کریڈنر اور شاخسکوئی کو شکست دی۔ اور گو بعد میں رومانوی فوج نے پاشا موصوف کے دو مورچے جو گریوتزا میں تھے چھین لئے۔ مگر تمام پلیونا پر جیسے مورچوں کے سلسلہ در سلسلہ سے خوب مستحکم بنایا گیا تھا۔ روسی اور رومانوی دونوں فوجوں کے حملوں کی کچھ پیش نہ جانے دی

جولائی کی جان گداز لڑائیوں میں فتحیاب رہنے کے صلہ میں بادشاہ نے انہیں غازی کا جلیل القدر خطاب عطا فرمایا

مارچ ۱۸۷۸ء میں روسی نظربندی سے رہائی ملنے پر اپنے ملک میں واپس آتے ہی غازی موصوف نے عثمانیہ فوج کی اصلاح و ترتیب جدیدہ کا کام شروع کر دیا۔ اور ۱۸۷۸ء سے ۱۸۸۵ء تک وزارت حرب کے عہدہ پر مامور رہے ۱۸۸۵ء و ۱۸۸۶ء کی بلغاری شورش کے دوران میں ۲۲ مصافی ڈویژن یعنے تین لاکھ فوج حیرت انگیز قلیل عرصہ میں جزیرہ نما بلقان میں جمع کر دی گئی تھی۔ اگر مارشل موصوف کی اعلیٰ انتظامی قابلیت۔ فوجی مستعدی خداداد استعداد تربیت و مشق اور بے نظیر جنگی مہارت جو جرمن اتالیقوں کی تجاویز کو نصف راہ میں ہی استقبال کر کے جا ملتی تھی ممد و معاون نہ ہوتی تو یہ شاندار نتیجہ کبھی مرتب نہ ہو سکتا۔

ادہم پاشا عساکر عثمانیہ مقیمہ تھسلی کا سالار مظفر و منصور سپہ سالار عمر میں ۵۰ برس سے متجاوز نہیں۔ مارشل موصوف کی شکل ہی سے انکی چابک دستی اور بے نظیر قوت برداشت و جفاکشی کا پتہ ملتا ہے۔ جسم دبلا پتلا اور چست و چالاک۔ قد میانہ سے کسی قدر نکلتا ہوا۔ آنکھیں فراخ و شگفتہ رفتار و حرکات سبک و لچکدار۔ انکی نسبت ایک مبصر کا یہ قول بالکل صداقت پر مبنی ہے کہ وہ ایسا آدمی ہے جو اپنے فتوحات پر شیخی بگھارنے کے بغیر اپنے کام میں مصروف ہو سکتا ہے ۱۸۷۷ء میں محاربہ روم و روس

غازی عثمان کے فوجی کارناموں اور انکے صبر استقلال اور عزم مردانہ اور شجاعت دلیلانہ شیرانہ کے کرشموں کے حالات بالتفصیل معلوم کرنے منظور ہوں تو [illegible] الاکبر و کتب محاربات پلیونا و محاربات ترکی دیکھیں۔

سے شروع ہوتے پر وہ کرنیلی کا عہدہ رکھتے تھے۔ پلیونا کے محاربات کے دوران میں ۱۸۷۷ء کچھ عرصہ عثمان پاشا کی زیر کمان ایک بریگیڈ کے کمان
افسر رہے تھے اور اسی زمانہ میں بھی سلطان المعظم اور وزارت جنگ کی توجہ انکی طرف خاص توجہ ہوگئی تھی۔ (البانیا کے صوبہ) کوسووہ کا
گورنر جنرل ہونے پر مارشل ممدوح اپنے زیر حکومت صوبہ میں ایسا ہی عمدہ انتظام قائم کرنے میں ساعی رہا جیسا کہ بوسنیا میں آسٹریا
ہنگری حکومت نے کیا ہوا تھا مگر وہ اس عہدہ پر اتنا عرصہ نہ رہے کہ انکی مساعی جمیلہ سے کوئی دیرپا نتیجہ مترتب[۱] ہو سکتا۔

مقدونیہ اور تھسلی کی سرحد پر جمع شدہ ترکی افواج کی کمان ملنے پر مشیر ممدوح یکم مارچ ۱۸۹۷ء کو قسطنطنیہ سے روانہ ہوئے۔ اور
دوسرے دن کی شام کو آلاسونیا میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم جا کیا۔ جنگ کا اعلان ہوتے ہی سپہ سالار موصوف نے بتاریخ ۱۷، ۱۸، ۱۹ ار
اپریل ملونا کے مشہور درہ اور اسکے قرب وجوار کی بلندیوں کو جو کلی کرٹی کی ہی گرفت کو فتح کر کے ۱۹ اپریل کو اپنے کالم کا ہراول تھسلی کے ہموار میدان
میں بڑھا دیا اور ۲۳ کو بمقام قراوہ توپخانہ کی باہمی مبارزت اور پھر جنگ ماتی کے بعد یونانی قلب کو درہم برہم کر دیا۔ ایکطرف یونانی فوج
کو میمنہ کیطرف سے گھیر لینے کے خطرہ میں مبتلا رکھ کر دوسری طرف اس قابل فوجی شاطر نے بتاریخ ۲۴ اپریل ٹرناووس اور ۲۵ اپریل کو
لاریسا پر قبضہ کر لیا۔ اور ۲۷ کو وہاں اپنا ہیڈ کوارٹر منتقل کر دیا۔ ۵ مئی کی صعب معرکہ آرائی کے بعد اس نے فرسالوس کو مفتوح کر لیا
جس پر یونانی فوج تقریباً کل تھسلی کو خالی کر گئی۔

۷ مئی کو حقی پاشا کا زیر کمان ڈویژن ویسٹینو میں داخل ہوا۔ اور ۸ مئی کو ترک وولو پر قابض ہو گئے۔ ان متواتر کامیابیوں کے صلہ
میں ادہم پاشا کل عثمانیہ افواج کے جو یونانیوں کے مقابلہ کیلئے جمع کی گئی تھی۔ کمانڈر انچیف (سردار اکرم) بنا دیئے گئے۔

ادہم پاشا کی سٹاف کا اعلیٰ افسر عمر رشدی پاشا تھا۔ یہ افسر دھیمی اور متفکر طبیعت کا آدمی ہے۔ برانے ترکی سٹاف افسروں کی طرح
خود ستدانہ سبقت کرنیکا شائق نہیں۔ اسے ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتا ہے کہ اسکے معاملات اور کاروبار مفوضہ کے انصرام میں کسی طرح
کی رکاوٹ یا بے ترتیبی پیدا نہ ہو سکے۔ عمر رشدی محاربہ کے انصرام میں اعتدال و حزم و احتیاط کو مدنظر رکھنے کی تاکید کرتے رہنے والا
عنصر تھا۔ وہ اس بات کا بڑا حامی تھا کہ ہر ایک پہلو پر خوب سوچ سمجھ کر کارروائی کیجائے بجائے دلیرانہ عزائم اور جریانہ فوجی چالوں کا بہت مخالف تھا
۱۸۷۷ء کی محاربہ میں اس نے مشرقی علاقہ ڈینوب کی عثمانیہ فوج میں محمد علی کے زیر کمان نہایت مستعدی سے کام دیا تھا اور
سٹاف کا فرض ... کیا تھا۔ متحمل بردبار اور شریفانہ طبیعت اور مختلف الانواع و گوناگون قابلیت و لیاقت کیساتھ وہ بے انتہا ذہانت
نے اسی محنت و مشقت کا جوہر بھی ملا کر رکھا ہے۔ انہی خوبیوں کی بدولت سلطان المعظم اسے عساکر عثمانیہ میں یکے بعد دیگرے ممتاز
عہدوں پر مامور فرماتے رہے ہیں۔ صدی کی آٹھویں عشرہ میں وہ بحیثیت کرنیل ... کی قلعہ بندی و حفاظت کی کمیشن کا ممبر بنا پھر ارض
اردو کے سٹاف کا اعلیٰ افسر اور بعد ازاں پانچویں اردو (مقیمہ دمشق) کا کمانڈر ہوا۔ عمر نے اس محاربہ میں اپنے منصبی فرائض کو
کمال حزم و احتیاط اور عزم و استقلال سے سرانجام دیا۔ اسکا خاص کام اور فرض یہ تھا کہ فوج کے عقب میں آمدورفت کے رستوں
کو کھلا رکھے اور انہیں کسی طرح کی رکاوٹ نہ پیدا ہونے دے۔ اسکا سب سے بڑا مددگار و معاون سعید اللہ پاشا تھا۔ جو اکثر ...

[۱] ۱۸۹۶ء میں البانیا کو چلے گئے ارمنی باغیان منہزم شدہ کی سرکوبی کا کام بھی انہی کو سپرد کیا گیا تھا۔

اپنے افسر اعلیٰ (حمدی رشدی) سے بالکل متضاد اوصاف رکھتا ہے۔ اور بلا ریب ترکی کے نہایت قابل۔ ماہر ترین اور از حد سرگرم اور مستعد اسٹاف افسروں کے زمرہ میں داخل ہے۔ حیرت انگیز جنگی قابلیت کیساتھ ہی اسمیں خداداد ڈپلومیٹک (مدبرانہ و معاملہ فہمی کی) قابلیت بھی موجود ہے۔ اور مزید برآں پکا دنیادار ہے۔ اور حسب اقتضائے وقت جس رنگ کی ضرورت ہو اسے فلفور بلا تکلف اختیار کر لیتا ہے۔ باغلب وجوہ یہ قابل نوجوان کسی دن عجب نہیں کہ سفیر بنیگا۔ اور تدبر و سیاست کے میدان میں حیرت انگیز ترقی اور ناموری حاصل کریگا۔ وہ فرانسیسی روسی یونانی۔ فارسی اور عربی زبانوں کا کامل استاد ہے۔ اور خاص مترجمانہ استعداد رکھتا ہے۔ گو اسکی پر جوش اور زندہ دل طبیعت بعض اوقات اسے اپنی آراء کی تائید میں کسیقدر افراط تک پہنچا دیتی ہے۔ سیف اللہ نے روسی محاربہ میں بحیثیت کپتان ہیڈ کوارٹر کے اسٹاف میں کام دیا تھا۔ محاربہ مذکور کے بعد وہ اس مشترکہ کمیشن کا جو دول یورپ نے بلگیریا کی حد بندی کیلئے مقرر کیا تھا ممبر رہا۔ اور عرصہ دراز تک ہیڈ کوارٹر اسٹاف میں مامور رہا۔ کچھ عرصہ پنکالڈی کے حربیہ کالج میں گوت پاشا کے ماتحت پروفیسری بھی کی۔ اور گیارہ برس سے زیادہ عرصہ برلن کی عثمانیہ سفارت میں جنگی اتاشی (نائب) رہا۔ قدرت نے اسکو جفاکشی کی بے نظیر قوتیں عطا کر رکھی ہیں اور وہ غضب کا تھک پیدل چلنے والا ہے۔ جنگی اتاشی ہونیکے زمانہ میں وہ تقریباً تمام جرمنی پیدل پھر نکلا۔ اور ملک اور باشندوں کے حالات سے ٹھیک ٹھیک اور کامل واقفیت حاصل کرلی۔ اس واقفیت نے اسے پچھلے محاربہ میں بڑا کام دیا۔ اور اسکی بدولت اسکے اعلیٰ افسر کو اوس سے نہایت بیش قیمت مدد ملی۔ لاریسا کے قبضہ سے بعد سلطان المعظم نے پاشا کا رتبہ عطا کرکے اسے قصبہ کورکا کا گورنر بنا دیا۔ محاربہ کے دوران میں اسی ہیڈ کوارٹر میں اسے افزون سے افزون وقعت و اقتدار اور ناموری حاصل ہوتی گئی۔ جسقدر اجنبی نامہ نگار اور افسر میدان جنگ میں موجود تھے۔ وہ سب سیف اللہ پاشا کے نہایت ہی خوش اخلاق اور متواضع ہونیکا اعتراف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ جس کسی نے جب کبھی اوس سے کوئی امر دریافت کیا۔ یا کبھی معاملہ میں اس سے مشورہ لیا۔ اوسنے حتی الامکان دریغ نہ کیا۔ اور اپنے محاسن جمیلہ و اخلاق حمیدہ سے سبکو گرویدہ بنا لیا۔ فوجی کارروائیوں کو بسر انصرام پہنچانیکا کام سیف اللہ پاشا اور انور پاشا دونوں کے سپرد تھا۔ انور پاشا بھی جیدہ اور قابل ترین ترکی اسٹاف افسروں میں سے ہے۔ اسنے تھسلی میں اپنی سریع اور دلیرانہ کارروائیوں سے خاص امتیاز حاصل کیا اور بلا شبہ اسکے لیے بھی شاندار زمانہ استقبال موجود ہے۔ یہ نوجوان ہیڈ کوارٹر کے لائق ترین منتظمین میں سے تھا۔ وہ کئی برس حربیہ کالج میں لارکن کا پروفیسر اور پھر تیسری جیش (مقیمہ مناستر) کے جنرل اسٹاف میں دو برس تک اسٹاف فرائض سیکھنے میں مشغول رہنے کی وجہ سے تجربہ کار سپاہی بنا ہے۔ اس کئی برسوں کی عدم مشق سے اسکی سپاہیانہ مہارت اور چستی میں کوئی فرق نہ پڑ سکا۔ اسے بالخصوص محاربہ مذکور کے دوران میں اس معاملہ میں بڑی کامیابی ہوئی کہ اسنے اپنی ایسی امنگ۔ دوسرے افسروں میں بھی پیدا کردی اور تمام ڈویژنوں کے کمانڈروں

سنہ ۱۸۹۸ء کی محاربہ امریکہ و ہسپانیہ کی کارروائیوں کے مشاہدہ کیلئے سلطنت عثمانیہ نے اسی نوجوان کو امریکہ روانہ کیا تھا جہاں سے وہ ستمبر میں کئی مہینوں کے بعد قسطنطنیہ واپس آیا۔ اور مفصل رپورٹ وزارت جنگ میں پیش کرکے دولت علیہ کو بحری طاقت کے ازدیاد پر خاص توجہ دلائی گذشتہ اکتوبر میں قیصر المان نے بھی حین سیاحت قسطنطنیہ کے دوران میں خلیفۃ المسلمین سے بری فوج کیطرح بحری طاقت کو بھی مضبوط و مستحکم کرنیکی دوستانہ تاکید اور سفارش کی تھی۔ یونان کی جنگ کے وقت سے جلالتمآب سلطان خود بھی اسطرف متخیال ہوگیا تھا۔ انور نوجوان کی ان تحریروں نے مزید توجہ دلادی اور انہی دنوں سے بقیہ صفحہ ۱۴۱

میں اتحاد کی روح پھونکدی جس سے وہ اپنے اعلےٰ افسروں کی تجاویز کو قابلیت اور ذہانت کیساتھ عمل میں لانے اور تجاویز مذکورہ کو پہنچانے پر قادر ہوگئے۔ شروع محاربہ میں انور پاشا لفٹنٹ کرنیل تھے اسکے خاتمہ پر بجلدوئی خدمات حسنہ جرنیل کے عہدہ پر فائز ہوگئے کچھ عرصہ وہ وائنا کی عثمانیہ سفارت میں جنگی اٹاشی بھی رہے تھے۔

اب میں عساکر عثمانیہ متعینہ تھسلی کے اعلےٰ افسران کے مجمل حالات درج کرتا ہوں۔ اول ڈویژن خیری پاشا کے زیر کمان تھا۔ پاشا موصوف کی عمر ۵۵ برس کی ہے۔ وہ جنرل سٹاف کالج کا پرانا طالب العلم ہے۔ طبیعت کی اکھڑ ہیں اور ضدی ہونیکی وجہ سے اسکی کئی دفعہ افسروں اور ماتحتوں سے بگڑ چکی ہے۔ اسی محاربہ میں وہ لفٹنٹ کرنیل تھا۔ اور پلٹن کے کمانڈر کی حیثیت میں بمقام پلیونا مامور ہوا تھا۔ بعد ازاں حجاز کی پیمائش کنندہ کمیشن کا اعلےٰ افسر ہوا۔ اور کچھ عرصہ سٹاف میں رہا۔ لفٹنٹ جرنیل کے عہدہ پر ترقی یاب ہوکر وہ پہلے اس ردیفی ڈویژن کا جو بروصہ سے آیا اور پھر اسکوپ کے ردیفی ڈویژن کا کمانڈر مقرر کیا گیا۔ آخر الذکر ڈویژن اسی کے زیر کمان محاربہ روم و یونان میں شریک ہوا جسکو لیکر پاشا موصوف نے مقام ڈومینیکو و ڈاتسی و درہ ملونا پر قابض ہونے کیلئے بہادرانہ معرکہ آرائی کی۔ البتہ اسپر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ فرسالا اور ڈوموکوس کی معرکوں میں وہ اپنے ڈویژن کو بسرعت یونانی فوج کی میسرہ پر نہ بڑھا لیگیا۔ جس فروگذاشت کی وجہ سے یونانیوں کو اور زیادہ اچھی طرح سے پامال کرنیکا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا۔

دوم ڈویژن کی کمان نشاط پاشا کی تحویل میں تھی۔ اس کی عمر ۵۰ برس کی ہے۔ وہ اس محاربہ سے پیشتر بھی کئی فوجی کارنمایاں دکھا چکا تھا۔ وہ نہایت ہی ذہین۔ باخبر تیز فہم اور تجربہ کار اعلےٰ افسروں میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ اور یہ عام قیاس بالکل درست ہے اسے دیگر اعلےٰ افسروں پر ایک خاص فوقیت یہ حاصل تھی کہ اس کے زیر کمان ایک بریگیڈ بسر البانیوں ہی سے مسلح تھا۔ نشاط پاشا محاربہ روس میں ڈینیوب کے مغربی علاقہ کی عثمانیہ فوج میں مصری شاہزادہ حسن کے زیر کمان جنرل اسٹاف کا اعلےٰ افسر تھا۔ بعد ازاں جب روسی فوج نے قسطنطنیہ پر پیشقدمی شروع کی تو اسے میدان چاٹلجہ کے مورچوں کی استحکام کا کام سپرد کیا گیا۔ اور من بعد دارالخلافہ کی حفاظت کیلئے دیگر مورچوں اور گڑھیوں کی تعمیر کی نگرانی کرتا رہا۔ جب ۱۸۸۵ء میں یونان کے برخلاف فوج فراہم کیجانیکا فیصلہ کیا گیا تو وہ بروصہ کے ردیفی ڈویژن کو لیکر الاصونا پہنچ گیا تھا۔ گذشتہ محاربہ میں بالاکسیر کا ردیفی ڈویژن اسکے زیر کمان تھا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) یورپین طاقتوں کی طرح نا منصفانہ کارروائی بلکہ جبر و تشدد ہی نے کسی سفارش و تاکید کی بھی ضرورت نہ رہنے دی سلطان المعظم پر بدرجہ حق الیقین واضح ہوگیا کہ انکی بحری اور ساحلی مقبوضات کی سلامتی صرف بحری طاقت کے استحکام پر منحصر ہے اور وہ پوری سرگرمی سے جیسا کہ ایک آئندہ نوٹ سے ظاہر ہو جائیگا اسطرف مصروف ہوگئے۔ لیکن اس سے یہ قیاس کیا جانا کہ جلالتمآب پہلے بالکل ہی غافل تھے۔ برعکس انہیں مالی گنجایش کے مطابق پہلے بھی کچھ نہ کچھ اضافہ کرتے رہتے تھے۔ فرق یہ ہے کہ پہلے یہ کام گنجایش پر منحصر تھا اور اسمیں ضرورت نہیں شمار نہیں ہوتا تھا۔ اب جسطرح ہو گنجایش نکالی جاتی ہے اور اس کام کو کئی دوسری ضرورتوں پر مقدم کر دیا گیا ہے۔ سلطان المعظم کی سابقہ بحری پالیسی پر مبنی تھا جس پر ایک طویل حاشیہ میں بحث کرچکا ہوں مترجم۔ ایشیا کوچک کا ایک قطعہ اور قصبہ جو بروصہ سے بجانب جنوب واقع ہے

تیسرے ڈویژن کا کمانڈر ممدوح پاشا بھی ابتدا میں جنرل سٹاف سے تعلق رکھتا اور اسکے مستعد اور قابل ترین ارکان میں سے تھا۔ روسی محاربہ میں بھی اسوقت جبکہ وہ لفٹننٹ کرنیل تھا۔ خاصی ناموری حاصل ہوئی تھی۔ محاربہ مذکور کے بعد وہ چوتھی آرمی کور کے سٹاف کا چیف ہوا۔ اور بعد ازاں ارض روم میں ایک برگیڈ کا کمانڈر بنایا گیا۔ اس کمان کے زمانہ میں اسے روسی ترکی ایشیائی سرحد پر قلعہ بندی اور خوب مستحکم فوجی گڑھیاں کی تیاری و تعمیر کی نگرانی کا کام بھی سپرد کیا گیا تھا۔ اس عہدہ سے وہ فوج کی ترتیب جدید کے کام میں مدد دینے کیلئے وزارت حربیہ کے دفتر میں بلا لیا گیا تھا۔ محاربہ یونان میں اسکے ماتحت برومشکا ردیفی ڈویژن تھا جسکو لیکر اسنے بمقام ملیروس اور واسینوس یونانی مورچوں پر بکمال دلاوری سے حملہ کیا۔

چھٹے ڈویژن کا کمانڈر حمدی پاشا تھا۔ جو فوج حملہ آور کے انتہائی میسرہ پر رہکر تھریس میں بڑے بڑے وقت کار آیا اور دلیلر وغیرہ مقامات پر خوب بہادری سے لڑا۔ حمدی مستعد سپاہی اور کارکن آدمی ہونیکی شہرت رکھتا ہے ۱۸۷۷ء کو ان جانگداز معرکوں میں جو درہ شپکا پر ہوئے اسنے اپنی بے نظیر شجاعت استقلال اور جانبازی کی وجہ سے خاص ناموری حاصل ہوئی۔ ٹرکی کے ایشیائی اور افریقی مقبوضات یعنی وان۔ ارض روم اور طرابلس الغرب میں مختلف عہدوں پر مامور رہنے سے اپنے ملک کے حالات سے وسیع واقفیت اور مختلف الانواع و گوناگوں قسم کا معقول فوجی تجربہ حاصل کرنیکا موقع ملگیا۔ جب یونان سے لڑائی شروع ہوئی تو وہ طرابزون کے ردیفی ڈویژن کا کمانڈر تھا جہاں سے حکم ملنے پر فی الفور جمع شدہ فوج میں پہنچ گیا۔

پانچویں ڈویژن کا کمانڈر میجر جنرل حیدر پاشا مارشل اسمٰعیل پاشا کا بیٹا تھا۔ اوسنے اپنے باپ کی سعی سفارش سے بہت جلد ترقی کی ہے۔ نسبتاً چھوٹی سی عمر میں ہی سٹاف میں کام کرنے کے بعد وہ کرنیل اور سلطان المعظم کا ایجوٹنٹ ہو گیا۔ اسکے بعد اسکی ترقی کی رفتار نسبتاً سست رہی۔ اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اعلے حکام کو فراموش ہو گیا ہے۔ اس لڑائی سے پہلے وہ کسی محاربہ میں شریک نہ ہوا تھا۔ ۱۸۹۷ء میں بزمانہ مناسب اپنے وقت پر جرنیل کے رتبہ پر فائز ہوا اور ساتھ ہی ایک ردیفی برگیڈ کا کمانڈر بنایا گیا۔ اس برگیڈ کے ساتھ وہ میدان جنگ کو روانہ ہو گیا۔ اور عمر رشدی کی ترقی پا کر چیف سٹاف افسر مقرر ہونے پر رشدی کی جگہ پانچویں ڈویژن کا کمانڈر بنا دیا۔ سطور مندرجہ صدر سے ناظرین پر واضح ہو گیا ہوگا کہ تقریباً تمام سر برآوردہ افسر جنرل سٹاف میں رہ چکے تھے اور عساکر عثمانیہ میں محض اپنی برجستہ علمی تعلیم سپاہیانہ اور فوجی خدمت کے ذاتی تجربہ اور وسعت معلومات کی طفیل بتدریج اعلے مراتب پر فایز ہوئے تھے صرف تیسرے ڈویژن کا کمانڈر ممدوح پاشا ایسا افسر ہے جسنے معمولی سپاہی کے درجہ سے ترقی کی۔ اوسنے ۱۸۷۷ء میں مقام پلیونا میں بے نظیر شجاعت و بسالت دکھائی مگر چونکہ ان کے دروزیوں کی بغاوت کیوقت تک اسکی حیرت انگیز فوجی قابلیت پورا نشوونما پا سکی اور دنیا پر بخوبی ظاہر نہ ہو سکی۔ اس بغاوت پر اوسنے ۱۸۹۵ء میں بشرکت ابراہیم پاشا غالب آکر ملک کے اس حصہ کی خوفناک اور دور تک پھیل گئی ہوئی بغاوت کو یکبارگی دبا دیا۔ باغیوں کے دل بادل پر اپنی مستعدی اور مہارت سے اسطرح فی الفور غالب آ جانیکے صلہ میں

۱؎ اس دروزی بغاوت کے حالات جو پہلی مرتبہ ۱۸۹۵ء میں اور دوبارہ جولائی و اگست ۱۸۹۶ء میں ہوئی بابت سلطنت حکومت کی ایک ضمیمہ میں مفصل درج ہیں

دروزی کے لفظ سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ دروزوں کی یہ پہلی بغاوت نہ تھی۔ ان شورشوں کا مفصل حال تاریخ خاندان عثمانیہ میں مندرج ہے۔ مترجم

اوسے جنرل کے رتبہ پر فائز کیا گیا اور حوران کا گورنر بنایا گیا ۱۸۹۶ء میں ... البانیا کو ... گورنر بنایا گیا کیونکہ اس علاقہ کے شورہ پشت اور جنگجو باشندوں کو قابو میں رکھنے کیلئے زبردست دل دماغ اور فولادی پنجہ رکھنے والے حاکم کی ضرورت تھی محاربہ روم و یونان میں اول سے آخر تک متعدد دستہ کا رد یفی ڈویژن اسکے ماتحت رہا۔

توپخانہ کا کمانڈر رضا پاشا تھا۔ یہ نوجوان اور بخوبی تعلیم و تربیت یافتہ جرنیل اپنے منصب کے متعلق درست و جچا تلی قوت رکھنے کے علاوہ اعلیٰ افسر کے فرائض سے بھی پورا پورا واقف ہے وہ گولڈن ہارن رشاخ زریں یعنی خلیج قسطنطنیہ کے مدرسہ توپخانہ کا پرانا طالبعلم ہے کمان ملنے پر اسکی عمر چالیس برس سے متجاوز نہ تھی۔ وہ ابھی بہت ہی کم عمر تھا کہ اوسے مزید تعلیم مراد لیکر چار برس جرمنی میں بسر کرنیکا حکم ملا۔ اور اسکے ساتھ ہی ۲۷ ویں فیلڈ آرٹلری (میدانی توپخانہ کی) رجمنٹ پر اپکا افسری کے عہدہ پر مقرر کر دیا گیا توپخانہ کے معاملات کے متعلق اسکی واقفیت لیاقت اور مہارت کسی قابل ترین یوروپین افسر توپخانہ سے کم نہیں۔ اسکی تعلیم و تربیت کامل ہے اور جدید ترین اصولوں اور قواعد کے بخوبی ماہر ہونیکے علاوہ بہادر اور مستعد آدمی ہے۔ لڑائی شروع ہو نیکو تھی کہ اوسنے بہت ہی مختصر عرصہ میں فوج توپخانہ کو ایسی عمدگی اور کمالیت سے نہایت مرتب اور درست کر لیا کہ فوج مذکور زیادہ تر ماتحت افسروں کی عمدہ تربیت اور انکے اس صفت کی بدولت کہ وہ صادر شدہ احکام کی فی الفور تہ کو پہنچ جاتی تھی۔ محاربہ میں شاندار کار نمایاں دکھائے

صوبہ یانینا میں ایک تجربہ کار سردار نامہ احمد حفظی پاشا اعلیٰ کمان افسر تھا اسکی فوجی نامدری کا سکہ روسی محاربہ کے وقت سے بیٹھا ہوا ہے۔ اوسوقت وہ عثمان پاشا کی زیر کمان فوج کے ایک ڈویژن کا کمانڈر تھا۔ اور اپنی فوج سے پلیونا اور اورخانیہ کی میانی مقام دو بنیاسہ کی نہایت شاندار طریق سے محافظت کی تھی۔ اس بہادری کی طفیل اسکا نام شیر دو بنیاسہ پڑ گیا تھا۔

اس محاربہ کے بعد وہ لفٹننٹ جنرل کے رتبہ پر فائز ہوا ۱۸۸۸ء میں یانینا رجنوبی البانیا یا اپیرس کے صدر مقام (کا گورنر اور ۱۸۸۹ء میں اس عہدہ کے ساتھ ہی ترکی افواج مقیمہ سرحد یونان کا کمانڈر بھی بنا دیا گیا۔ محاربہ روم و یونان کے ظہور کے وقت اسکی عمر ستر برس کی تھی جنمیں سے پچاس برس افسر اور تقریباً بیس برس لفٹننٹ جنرل رہا۔

بالا خوان تین کمانڈروں کا ذکر کیا جاتا ہے جو محاربہ کے دوران میں سرحد اپیرس پر کمانڈر تھے یہ کمانڈر لفٹننٹ جرنیلان مصطفیٰ پاشا۔ عثمان پاشا۔ اور محمد سعد الدین پاشا تھے۔

مصطفیٰ پاشا کی ملازمت کا حصہ کثیر وزارت جنگ کے فوجی اور انتظامی سر رشتوں میں بسر ہوا تھا۔ جہاں وہ کسیقدر انفنٹری و شاف اور کسیقدر کمسریٹ کی ترتیب جدید اور درستی کے کاروبار میں مصروف رہا ۱۸۸۶ء میں بنگا کے ایک دیفی بریگیڈ کا کمانڈر مقرر ہوا۔ اپنی عملی خدمت کے متذکرہ صدر شعبوں میں جنمیں کام کرنیوالے کی نسبت طبعی طور پر یہ قیاس کر لیا جاتا ہے کہ وہ فوج کے حالات و معاملات سے صحیح علم و واقفیت رکھتا ہے۔ اوسنے کامل اصلاحات کی بنیاد قائم کر دی ۱۸۹۳ء میں رمینی بغاوت کے کچلنے پر مصطفیٰ پاشا اوسکے انطفا پر مامور کیا گیا۔ اور اس کام کو تھوڑے سے عرصہ میں کامیابی کیساتھ سرانجام پہنچا دینیکے صلہ میں

له اسکی مفصل کیفیت کے لئے دیکھو محاربات پلیونا حصہ دوم

لفٹنٹ جنرل کے رتبہ پر فایز کیا گیا۔ گذشتہ محاربہ یونان شروع ہونے پر وہ اپنا ڈویژن لیکر ایپرس گیا لیکن ابھی پہنچا ہی تھا کہ اس کی البانی پلٹنوں کا ایک حصہ باغی ہو گیا۔ جس پر وہ نظر بند ہو کر قسطنطنیہ بھیجدیا گیا۔

لفٹنٹ جنرل عثمان پاشا جبکہ وہ بحیثیت کپتان ہیڈ کوارٹر سٹاف میں تھا۔ دو برس روسی رجمنٹوں میں کام سیکھنے کے لئے روس بھیجدیا گیا تھا۔ اور ان دو برسوں کے بعد سینٹ پیٹرز برگ کی عثمانیہ سفارت میں اٹاشی مقرر کر دیا گیا تھا۔ اس نے ڈارڈینلز کی قلعہ بندی اور استحکام میں قابل تعریف خدمت دی۔ اور اس کے صلہ میں اوس اعلی کمیشن کا ممبر بنا دیا گیا جسکو قلعبندیوں کے نقشے اور تجاویز سپرد تھیں۔ محاربہ یونان کے آغاز پر وہ لفٹنٹ جنرل اور سڈ ڈویژن کا کمانڈر بنا دیا گیا۔ اوس نے اپنی افواج سے کامیابی کیساتھ کام لیا اور بالخصوص معرکہ یورومین نہایت قابلیت اور شجاعت دکھائی۔

لفٹنٹ جنرل محمد سعد الدین پاشا ہیڈ کوارٹر سٹاف کا رکن اور سرزنگو دینا میں مجیب پاشا کا ایڈی کانگ تھا۔ پھر محاربہ روس کے آخری حصہ میں سلسٹریا کے قریب شریک کارزار رہا۔ محاربہ کے بعد جسکے دوران میں وہ ۲۶ برس کی چھوٹی سی عمر میں کرنیل کے رتبہ پر فائز ہو گیا تھا۔ وہ کچھ عرصہ وزارت حرب کے سررشتہ میں مامور رہ کر اس کے مالی صیغہ میں کام کرتا رہا۔

ارمنی بغاوت کے دوران میں وہ امپیریل کمشنر کی حیثیت میں وان کو بھیجا گیا۔ جہاں وہ جلد رعایا کی پرجوشی و تشویش کو فرو کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان خدمات کے صلہ میں سلطان المعظم نے اوسے طبقہ عثمانیہ کی مرصع بالماس علی حمایل عطا فرمائی۔ محاربہ یونان میں اسے ایک ردیفی ڈویژن کی کمان تفویض کی گئی جو لوروکی لڑائی میں عثمان کے ڈویژن کیساتھ شریک تھا۔ فریقین میں جنگ ملتوی ہونے پر وہ پھر سررشتہ حرب میں اپنے پرانے کام پر چلا گیا۔[1]

فصل ہفتم۔ ترکی بیڑہ جہازات

جرمن افسر کا بیان ہے کہ بری افواج کے علاوہ ٹرکی کی بحری طاقت کو بھی گو اوسنے محاربہ میں بہت ہی خفیف کام دیا اوس کی فوجی قوت کا اندازہ کرتے وقت مدنظر رکھ لینا واجب ہے۔ ترکی نیوی (دونمہ۔ بحری طاقت یا بیڑہ جہازات) میں تین

[1] اس باب کے خاتمہ پر اپارس کی ترکی فوج کی نسبت ایک واقفکار اور منصف مزاج انگریز کی رائے جو سالہا سال کی تجربہ اور مشاہدہ کے بعد قایم کیگئی تھی درج کر دینا بیجا نہ ہوگا۔ انکا نام کپتان نارمن ہے۔ اور ولایت کے ایک ہوا رسالہ میں ترکی فوج کی موجودہ حالت کا ۱۸۷۷ء کی حالت سے بالوضاحت مقابلہ کیا ہے ان کی تحریر مصداق الفضل ماشہدت بہ الاغیار نہایت قابل وثوق ہو سکتی ہے۔ صاحب موصوف نے دو برس ہوئے اسوقت کی فوج کی حالت پر ایک رسالہ شایع کیا تھا جس میں انہوں نے یقین کیساتھ تحریر کیا تھا کہ ترکی فوج ان اصلاحات کے طفیل جو اعلی جنگی کمیشن کی نگرانی میں جسکے میر مجلس خود اعلی حضرت امیر المومنین ہیں اور جو برابر یلدز کوشک میں جلاس کرتی رہتی ہے۔ رایج کیگئی تھیں کسی آیندہ لڑائی میں خواہ اسکا مقابل کوئی ہو اپنی شجاعت و کار آزمودگی کا پورا ثبوت دیگی۔ وہ ایسے محاربہ روس و یونان کے نتیجہ سے خوش ہوتے ہیں۔ ان کا بیان بالکل درست ثابت ہوا۔ کپتان ممدوح اس جنگ میں ترکی فوج مقیمہ صوبہ اپارس کے ہیڈ کوارٹر کیساتھ تھے اور انہوں نے صورت

آہن پوش جہازوں میں توپوں کی حفاظت کیلئے بم پروف خانے ہیں۔ انکے نام مسعودیہ حمیدیہ و آثار توفیق ہیں۔ اول الذکر

(بقیہ صفحہ سابقہ) کی لڑائیوں اور محاربوں کے حالات نہایت اہتمام و [illegible] کے ساتھ تحریر فرمائی ہیں جس میں انہوں نے ترکی فوج کی اس ترقی کا ذکر کیا ہے۔
جو اس کو پچھلے بیس برس میں حاصل ہوئی ہے۔ سنہ ۱۸۷۷ء کی ترکی فوج کی نسبت وہ تحریر فرماتے ہیں کہ محاربہ روم و روس میں ترکی فوج کے اہم
نقص یہ تھے کہ اسٹاف کا اس میں نام و نشان تک نہ تھا اور افسر بالکل ناقابل اور جاہل تھے۔ مختار پاشا (سپہ سالار افواج آرمینیا) کے ساتھ کوئی اسٹاف
نہ تھا اور نہ کوئی ایسا افسر ان کے ساتھ تھا جو دشمن کی جمعیت اور ملک کی قدرتی کیفیت کو معائنہ کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ بہت
تھوڑے افسر نقشہ کو پڑھ سکتے تھے۔ اور نقشے بھی بہت تھوڑے تھے۔ اور جو تھے بھی وہ آسٹریا کے چھپے ہوئے۔ میدان جنگ میں تار برقی سے
کوئی کام نہ لیا گیا تھا۔ کیمپ سے فاصلہ پر پکٹ اور پہرے بٹھانے وہ جانتے ہی نہ تھے۔ ڈویژنوں برگیڈوں اور رجمنٹوں کے کمانڈر اپنی فوجوں سے
کام لینے اور ان سے فوجی نقل و حرکت کرانے کے فن سے ناآشنا تھے۔ اور کیمپوں کے صاف رکھنے کیلئے کوئی کوشش نہ کی جاتی تھی۔ میدان جنگ
کیلئے تقریباً کوئی ہسپتال موجود نہ تھا۔ اور مجروح سپاہیوں کے اعضاء قسطنطنیہ سے منظوری طلب کئے بغیر قطع نہیں کئے جا سکتے تھے۔ میدان
جنگ میں فوجی خزانہ بالکل خالی تھا۔ اور کمسریٹ کا انتظام کہیں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ سنہ ۱۸۹۷ء میں کل نقشہ بدلا ہوا ہے۔ ڈویژنوں کے کمانڈر عثمان پاشا
و ابراہیم پاشا یہ دونوں افسر صوبہ اپائرس کی فوج پر مامور تھے جنکا مارشل ادہم پاشا سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور علمی و عملی
دونوں طرح کے فن جنگ میں پورے ماہر تھے۔ اور انکے اسٹاف افسر ایسے چالاک اور ذہین تھے کہ کسی فوج میں اس سے بہتر نہیں دکھائی دیتے۔ فوج اپائرس
کے دونوں ڈویژنوں کے اعلیٰ اسٹاف افسر میجران اسعد و صالح بک کئی برس جرمن فوج میں رہ چکے تھے۔ اور ڈیوٹی کی حیثیت سے [illegible]
ہر [illegible] انکی سپاہ گری کا شاہد تھا۔ تمام رجمنٹوں کے افسروں اور اسٹاف افسروں کو ملک کے نہایت درست نقشے تقسیم کئے گئے تھے۔
جب [illegible] کے جہاز پر تھے۔ ڈویژنوں کے کمانڈروں کے پاس اس نقشہ کے علاوہ ایک ایک نہایت ہی عمدہ نقشہ رنگین [illegible] کے جہاز پر تھا۔ ان سے
عمدہ نقشے میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ محکمہ تار فوج کے ہمراہ تھا۔ اور گو عیسائی باغی اکثر تاروں کو کاٹ جاتے تھے۔ تاہم محکمہ انکی نہایت قابل تعریف
درستی اور سرعت سے کام دیتا رہا۔ پکٹ اور پہرے کے فرائض کو نظام فوجیں بخوبی سمجھتی تھیں۔ اور [illegible] کے تینوں بریگیڈوں
کے کیمپ صفائی و پاکیزگی میں اپنی آپ ہی نظیر تھے۔ آدمیوں اور گھوڑوں کے لئے پانی پینے کا الگ الگ انتظام تھا۔ پاخانے نہایت احتیاط
سے بنائے گئے تھے۔ اور ہر روز صفا کئے جاتے تھے۔ میدانی فوجی ہسپتال ہر ایک ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھے۔ ایک بمقام [illegible] دوسرا بمقام
ملیاڈیس ایک بمقام [illegible] اور پانچ جانینا میں تھے۔ ان سب میں بالمجموع دو ہزار بیمار اور مجروح سما سکتے تھے۔ [illegible] کام [illegible] ڈاکٹروں
پر تھا جنکی چنداں [illegible] نہ پڑی۔ قطع اعضاء کیلئے قسطنطنیہ سے اجازت منگوانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ [illegible] افسر کی رائے پر
منحصر تھا۔ جانینا کے ہیڈ کوارٹر کا فوجی خزانہ بھرپور تھا۔ اور عثمان پاشا [illegible] نقد [illegible] اسکے لئے جا [illegible]
ادا کر سکتے تھے۔ بلکہ فوج کے لئے جو بھیڑ بکریاں خریدی جاتی تھیں۔ ان کی قیمت بھی فی الفور ادا کر دیتے تھے۔ سپاہی بھی مدت سے خالی نہ تھے
ان کو بھی تنخواہ برابر ملتی رہتی تھی اور گو البانوی طبعاً لوٹ مار کے عادی ہوتے ہیں۔ مگر [illegible] (۱۸۹۷) کے سپاہی نہایت
انضباط و التزام کے ساتھ ہر ایک چیز کی جس کی انہیں ضرورت ہوتی تھی قیمت ادا کر دیتے تھے۔ [illegible] کے اخیر میں جانینا (بقیہ بر صفحہ ۱۴۶)

بقیہ [illegible] صفحہ ۱۴۶

بلہ جہاز ۱۱۲۰ ٹن اٹھانیکی قابلیت رکھتا ہے وہ سنہ ۱۹۰۳ء میں سمندر میں اتارا گیا تھا اسپر بارہ توپیں منہ کیطرف سے بھرنیوالی آرمسٹرانگ قسم کی تین انچ قطر کی کرپ ۲۰ جلد چلنے والی اور کلدار توپیں نصب ہیں اور اسکی زرہ کی آہنی چادریں ایک فٹ دبیز ہیں۔ مگر آثار توفیق کیطرح اس کی چادر بھی آہنی ہیں تینوں جہازوں کی رفتار فی گھنٹہ تیرہ ناٹ ہے۔ حمیدیہ اور آثار توفیق اس سے چھوٹے ہیں اول الذکر کا وزن (یعنے وزن اٹھانے کی قابلیت) ۳۸۰۰ ٹن اور آثار توفیق کا ۲۷۰۰ ٹن ہے لیکن حمیدیہ ۹ انچ دبیز کرپ چادر سے محفوظ ہے اور اسکی تمام بھاری توپیں کرپ قسم کی ہیں اس پر ۲ دس انچ قطر کی دو چھ انچ کی چھ ۳ انچ کی اور دو مشینی توپیں ہیں آثار توفیق پر آٹھ ۹ انچ کی دو آٹھ انچ کی چار جلد چلنے والی اور سات کلدار توپیں ہیں۔ آثار توفیق اور مسعودیہ کو مصافی جہاز سمجھا جاسکتا ہے مگر چاروں آہن پوش بیڑہ جہاز عزیزیہ محمودیہ عثمانیہ اور اجانیہ لڑائی کی مقاصد کیلئے محض ناکارہ ہیں کیونکہ انکی زرہ بہت ہی پتلی ہے البتہ باربرداری کے کام کیلئے بہت کارآمد ہیں ہر ایک

(بقیہ صفحہ سابقہ) سے آگے بڑھنے کیوقت فوج میں باربرداری کا انتظام نہایت مکمل تھا۔ ہر ایک پلٹن کے ساتھ دو سو یا دو یا خچریں تھیں۔ اور مقامات سروینا فلیپا ڈیرہ فرصوں کا رروان لاریہ اور جانینا میں ڈپو قائم کردئے گئے تھے۔

اسکے بعد کپتان نارمن تحریر فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ عثمانیہ نے اس محاربہ میں عثمانیہ فوج کا بہترین اور قابلترین حصہ نہیں بھیجا تھا چار بٹالین کے سوا اور کوئی رجمنٹ باقاعدہ فوج نظام کی سلطان المعظم نے میدان جنگ کو روانہ نکی یہ میدان کیطرف ردیف فوج نے جیتا ہے نظام فوج اپنی چھاونیوں کی بارکوں ہی میں مقیم رہی تھی۔ اگر سرویا بلگیریا بھی یونان کے ساتھ شامل ہو جاتے (گو جبتک یونان صوبہ مقدونیہ کا دعویدار ہے۔ یہ دونوں قومیں اسکی بجائے زیادہ تر سلطان کی طرفدار رہینگی) تو ترکی کو اس کی کچھ پرواہ نہ ہوتی اس نے ان دونو ملکوں کی سرحد پر بمنزل ایک سو تینتیس پلٹن نظام فوج تیار رکھی تھی جو سب کی سب ماسیگر بین رائفلوں سے مسلح تھی۔ اب گویا باب عالی کو ان دونو ملکوں کے ساکت رہنے کا یقین تھا۔ مگر اسے یونان ایسے حقیر دشمن کے ساتھ مقابلہ پر نظام فوج روانہ کرنیکی کوئی احتیاج نہ تھی۔

پس ترکی نے ثابت کردیا کہ وہ یونان ایسے ملکوں کو صرف بائیں ہاتھ کی ضرب سے تباہ کرسکتی ہے۔ کیونکہ ردیف اور نظام کی وہی نسبت ہے۔ جو ہندوستان کی گورہ فوج کو پولیس کے رنگروٹ سے ہے۔

بلہ ترکی بیڑہ جہازات کی کمزوری کی متعلق محاربہ کی دوران میں یورپین اور بالخصوص انگریزی اخبارات بہت کچھ لاطائل ہرزیاں بکتے رہتے تھے۔ جنکی اکثر غلط روایات کی اسی زمانہ میں پیسہ اخبار وکیل میں متعدد واقعات کو پیش کرکے کافی تردید کردی تھی۔ لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں کہ یورپین اخبارات کی کل روایتیں بھی بالکل غلط نہ تھیں۔ ترکی بیڑہ کی کئی جہازات قابل اصلاح درستی تھی۔ جنکی درستی کا کام امیرالمومنین کے حکم سے شاہنشاہ سے جنگ مذکور کے دوران میں ہی شروع کردیا گیا۔ اور اب تک اس معاملہ میں بڑی سرگرمی سے کام کیا جارہا ہے چنانچہ متعدد جہازات کی درستی خاص سلطانی کارخانہ میں ہوچکی ہے اور کئی نئے جہاز اور تارپیڈو کشتیاں بھی اسوقت تک تیار ہوچکی ہیں۔ مزید براں ترکی بیڑہ کو دو بڑے جہاز مسعودیہ اور آثار توفیق از سرنو جدید طرز پر مسلح اور مرمت کیے جانیکے لئے جنوری ۱۸۹۹ء میں شمال مغربی اٹلی کے بندرگاہ جنوا کی کارخانہ انسالڈو بھیجے گئے ہیں۔ اور خدا نے چاہا تو عنقریب عہد میں ترکی بیڑہ کو پھر سابقہ عظمت اور طاقت حاصل ہوجائیگی۔ مترجم

ئلہ انگریزی بیڑہ کی وہ جہازات اول درجہ کی کہلاتی ہیں جو ۹۵۰۰ ٹن یا اس سے زیادہ وزن اٹھانیکی قابلیت رکھتے ہوں اور ۱۸ ناٹ فی گھنٹہ سے کم رفتار نہ ہو

دو ہزار آدمی سوار ہو سکتے ہیں۔ فریگیٹ[1] حمیدیہ ترکوں کی بحری صناعی و کاریگری کا نمونہ ہے۔ اس کی تعمیر ۱۸۶۶ء میں عبد العزیز کے عہد میں شروع ہوئی۔ اور یہ شکل تمام کہیں ۱۸۹۸ء میں جا کر ختم ہوئی۔ لیکن جب اسے موجودہ سلطان کے اسم مبارک نام سے موسوم کر کے سمندر میں اتار دیا گیا۔ تو انجنیری اور عمارتی نقصوں کی وجہ سے ناقابل ثابت ہوا۔ بنا بریں اسے پھر دوسرے جہازوں نے کھینچ کر کارخانہ میں پہونچا دیا۔ جہاں وہ تب سے اپنی زندگانی فلسفیانہ غور و فکر اور سوچ بچار میں بسر کر رہا ہے[2]

[1] فرانگیٹ اس جہاز کو کہتے ہیں۔ جو کارویٹ اور مصافی جہاز کی بین بین ہے۔ بالفاظ دیگر چھوٹا مصافی جہاز سمجھا جاتا ہے۔

[2] برعکس ازیں جیسا کہ میں ترکی کی موجودہ حالت میں لکھ چکا ہوں۔ مسٹر وہلٹی نے سٹیٹ مینز ائیر بک بابت سال ۱۸۹۶ء میں حمیدیہ کے کارخانہ یا آرسینل سے باہر نکلنے کی وجہ یہ بتائی تھی۔ کہ اس کی تسلیح و توپیں وغیرہ نصب کرنے کا کام ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا یہ جہاز اس بیڑہ میں جو ۲۰ مارچ ۱۸۹۷ء کو گولڈن ہارن سے دردانیال کو گیا شامل تھا۔ اس بیڑہ کی روانگی اور اس کے جہازات کے مجمل حالات ڈیلی نیوز مورخہ ۱۹۔ اپریل ۱۸۹۷ء کی مندرجہ ذیل نوٹ سے ظاہر ہے۔

قسطنطنیہ کے بندرگاہ گولڈن ہارن شاخ زریں سے ۲۰ مارچ کے سہ پہر کو چھ عثمانیہ آہنپوش جہاز اور تین تارپیڈو کشتیاں نائب امیر البحر حسن رامی پاشا کی زیر کمان روانہ ہوئے۔ لاکھوں تماشائی ان کی روانگی کو دیکھنے کے لئے بندرگاہ کے ساحل اور مکانوں کی چھتوں اور دریچوں پر جمع تھے۔ اور ان کے جوش کا کوئی حد و حساب نہ تھا۔ روسی سفیر اور کئی اور سفرا بھی موجود تھے۔ جہازوں کے گذرنے کیلئے پونے چار بجے گولڈن ہارن کے دونوں پلوں کو درمیان سے اٹھا دیا گیا۔ اور پلوں کے دونو جانب فوجی پہرا کھڑا ہو گیا ۱۸۷۷ء کی لڑائی کے بعد اب پہلی دفعہ ترکی بیڑہ نے اپنے مستقر سے حرکت کی ہے۔

سب سے پہلے مسعودیہ آہنپوش نے حرکت کی اور اسکے کپتان نے اس کو نہایت سلیقہ اور چالاکی سے پل کے درمیانی راستہ سے جو بہت تنگ تھا گذارا۔ یہ جہاز ترکی بیڑہ میں سب سے بڑا ہے۔ اسکا وزن ۹۱۲۰ ٹن ہے اور اس پر بھاری توپیں نصب ہیں۔ اسے تیار ہوئے اگرچہ ۱۴ برس گذرے ہیں۔ لیکن پھر بھی اول درجہ کا جنگی جہاز شمار ہوتا ہے۔ نئے روغن سے اس کی ٹیپ ٹاپ اور بھڑک اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ اس کے بعد ایک چھوٹی سی مگر پھرتیلی تارپیڈو کشتی گذری۔ اور پھر حمیدیہ آہنپوش جو ترکی سلطنت میں تیار کیا گیا تھا۔ یہ مسعودیہ سے بہت چھوٹا ہے۔ اس کا وزن ۳۰۰۰ ٹن ہے اور صرف ایک چمنی دھواں نکلنے کی رکھتا ہے۔ پل کے قریب پہنچ کر اسکو پل سے ٹکرانے کا خدشہ ہو گیا۔ لیکن کپتان نے پھرتی کر کے جہاز کو پچھلی طرف لوٹا لیا۔ اور پھر سیدھا کر کے پل سے ہو نکالا۔ حمیدیہ کے بعد آہنپوش عثمانیہ تیز رفتاری کے ساتھ بندرگاہ سے نکلا۔ اس کے پیچھے ایک تارپیڈو کشتی اور ایک تارپیڈو کروزر روانہ ہوئے۔ پھر آہنپوش عزیزیہ عثمانیہ اور اورخانیہ۔ وہ تینوں ایک جیسے جہاز ہیں۔ ہر ایک کا وزن ۶۴۰۰ ٹن رفتار فی گھنٹہ ۱۳ میل ہے۔ ہر ایک پر ۴ کروپ اور ۹ ناڈن فلٹ توپیں ہیں۔ یہ تینوں جہاز کل بیڑہ میں سب سے سست اور کم پھرتیلے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے بعد جہاز نجم شوکت گذرا یہ ۲۴۰۰ ٹن وزنی ہے۔ آسٹریا میں تیار ہوا تھا۔ اور سابق الذکر جہازوں سے مختلف طرز کا ہے۔ اس جہاز کے گذرنے کے بعد بارش ہو چلی [illegible] مگر تماشائیوں کے جوش میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔ سب سے آخر دریائی آہنپوش آثار توفیق گذرا جس کا وزن ۴۶۰۰ ٹن ہے بیڑہ گولڈن ہارن سے نکل کر سرای برنو کے گوشہ کی جانب

برجدار جہازات معزیزیہ۔ محمودیہ۔ عثمانیہ اور ارخانیہ ہیں سے ہر ایک پر دو وزنی توپیں دو دو آہن پوش یعنی زرہ دار برجوں پر جنگی زرہ کی چادریں دس دس انچ دبیز ہیں نصب ہیں۔ ہر ایک پر دو ۱۰½ انچ کی آٹھ ۵½ انچ کی۔ چھ چار انچ کی چار جلد چلنے والی اور سات مشینی توپیں ہیں جو سب کی سب کرپ قسم کی ہیں۔ علاوہ بریں ہر جہاز پر ایک چھوٹی تارپیڈو کشتی بھی رہتی ہے اور ہر ایک میں دو تارپیڈو نالیاں لگی ہیں۔

انکے بعد برجدار جہاز حمیدیہ القادر قابل ذکر ہے۔ جو آہن پوش کروزر (گشت کنندہ جہاز) کا کام دیگا۔ اس کا وزن ۴۰۵۰ ٹن ہے اور انجن ۱۱۰۰۰ اسپ قدر کی طاقت کی ہیں۔ جو جہاز کو توام پیچ سے چلائینگے۔ اس پر جدید ترین قسم کی بہت سی توپیں نصب ہیں۔ ایم سی بیلیکہ کے بیان کے مطابق یہ جہاز ابھی تک زیر تعمیر ہے مگر مکمل ہونے پر جدید ترین قسم کا اور ہر طرح سے ترکی بیڑہ کا نہایت مضبوط اور کارآمد جہاز ہوگا۔ اور اس کے اضافہ سے بیڑہ کو بہت تقویت مل جائیگی۔ ان بڑے جہازوں کے علاوہ سات چھوٹی آہن پوش کارویٹ[1] فتح بلند۔ مقدم خیر۔ عون اللہ۔ معین ظفر۔ اجلالیہ۔ آثار شوکت۔ اور نجم شوکت ہیں۔ انکی وزن دو ہزار سے لیکر ۲۸۰ ٹن تک ہیں۔ اور رفتار ۱۱ سے لیکر ۱۳ ناٹ فی گھنٹہ۔ یہ گراں وزن سر کیطرف سے بھری جانیوالی آرمسٹرانگ۔ درمیانی حساب کی کرپ۔ ہلکی جلد چلنیوالی۔ اور مشینی توپوں اور نیز تارپیڈو کے مسلح ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ان سے صرف حفاظت ساحل کا کام لیا جاسکتا ہے۔ مگر چونکہ ان کی زرہ کی چادریں ۵۔۱ انچ سے بھی کم دبیز ہیں وہ جدید ترین قسم کی توپوں کے سامنے زیادہ عرصہ نہیں ٹھیر سکتے۔

ترکی کے پاس دو برجوں کا ایک مانیٹر[2] (مدوّر جہاز) موسومہ حفظ رحمن بھی ہے۔ اوسکا وزن ۲۳۰۰ ٹن ہے زرہ چند انچ دبیز ہے۔ رفتار صرف بارہ ناٹ فی گھنٹہ ہے۔ ۱۸۶۸ء کی ساخت ہے۔ اور سر کیطرف سے بھرنیوالی آرمسٹرانگ توپوں سے مسلح ہے۔ آہن پوش جہازات کے بیڑہ کے ساتھ دو دریائی گنبوٹوں فتح اسلام۔ و محمودیہ۔ اور آہن پوش گنبوٹ بڑیہا کا بھی ذکر کرنا لازم ہے۔ اول الذکر دونوں جہاز صاف نال کی توپوں سے مسلح ہیں۔ اور ہر ایک کا وزن ۳۳۰ ٹن ہے۔ آخر الذکر کی ساخت ۴۰۰ ٹن کی ہے اور زرہ ۴ انچ کی ہے۔ دو جلد چلنے والی اور دو گلدار توپوں سے مسلح ہے

متذکرہ صدر آہن پوشوں کے علاوہ ترکی کے پاس تارپیڈو جہازات کا بھی معقول بیڑہ ہے۔ اسمیں تین تارپیڈو گنبوٹ (موسومہ نصرت پلنگ دریا و شاہین دریا) جدید ساخت کے ہیں۔ دو جرمنی کے کارخانہ گاٹون کی ساخت ہیں۔ اور ایک جسکی رفتار ۱۹ اور ۲۲ ناٹ کے درمیان ہے قسطنطنیہ کے سلطانی کارخانہ بحری کی ساخت ہے انکے علاوہ دو تارپیڈو تعاقب کنندہ جہاز (موسومہ برق افشاں و طیار) ۱۵ اول درجہ کی ۔۔ دوم درجہ کی اور ایک سوم درجہ کی تارپیڈو کشتیاں اور دو زیر آب چلنیوالی کشتیاں ہیں برق افشاں اور طیار جرمنی کے شہر کیل کے کارخانہ جرمانیا کی ساخت ہیں اونکی رفتار ۲۵ ناٹ ہے۔ تارپیڈو کشتیوں میں سے بھی اکثر جرمنی کے

---

[1] فرانگیٹ سے چھوٹا جنگی جہاز جسپر عموماً توپوں کی صرف ایک قطار ہوتی ہے۔

[2] ترکی بیڑہ کی یہی مانیٹر تھی جو ۱۸۷۷ء کی محاربہ روم و روس میں دریائے ڈینوب اور بحیرہ اسود کے کنارے میں روسی تارپیڈو نے غرق کر دی تھی۔ مترجم

مختلف کارخانوں کی بنی ہوئی ہیں۔ اور جدید ترین طرز کی ہیں۔ بالفاظ دیگر ترکی بیڑہ کا جدید اور تازہ ترین ساخت کا حصہ والا حصہ یہی بیڑہ تارپیڈو مال ہے۔

بلا زرہ جہازات میں سے جو موجودہ زمانہ کی بحری لڑائی میں شامل نہیں ہو سکتے۔ ترکی کے پاس آٹھ اول دوم وسوم درجہ کے کروزر ہیں کہ ان میں سے چار جہاز کارآمد ہیں۔ کیونکہ گو باہر کی طرف ان پر کوئی زرہ نہیں لیکن اندرونی طور پر ڈیک (چھتوں) کو فولاد دیا اور گاڈدم ہونے کی وجہ سے بہت کچھ محفوظ ہیں۔ ان آٹھ جہازوں کی علاوہ ۸-۲ اول و دوم اور سوم قسم یا درجہ کی اگنبوٹ، سے پہیہ دار اور پیچ دار جو تیزی سے چلنے والے دخانی جہاز (سٹیمر) جو دیدبانی اور وبائیہ بہال کا کام دیتے ہیں تنخواہ تعلیمی اور [illegible] بیداری کے جہاز بلا زرہ جہازوں کی ترکی بیڑہ میں موجود ہیں۔ سوخوم قلعہ کی مہم کے بعد جو ہوبرٹ پاشا مال

سنہ سوخوم قلعہ بحیرہ اسود کے شمالی مشرقی ساحل پر بندر پوٹی سے بیالیس بیالیس میل بجانب شمال واقع ہے۔ مسٹر اولیور تاریخ محاربہ روم وروس میں اس مہم کی حالات بالاجمال یوں لکھتے ہیں روسیوں نے ۱۴ مئی ۱۸۷۷ء کو پچاس ہزار فوج لیکر دس ہزار ترکی فوج سے جس کا کماندار [illegible] ستانہ حملہ آور ہونکو دیکھ کر بھاگ گیا تھا۔ اردھان کو فتح کر لیا۔ مگر ۱۴ مئی کو ترکوں کو بھی سوخوم قلعہ میں نمایاں فتح حاصل ہو چکی تھی ۱۰ مئی کو چار آہن فرا گیٹ چار بڑے بار برداری کے جہاز۔ ایک خبر رساں کشتی۔ سے دس ہزار فوج۔ پانچ بانزی توپخانہ اور پچاس ہزار رائفلوں کے جو وہاں کے باشندوں میں تقسیم کرنے کے لئے ساتھ بیجائی گئی تھیں۔ پوٹی سے چالیس میل اوپر ابخاسیہ کے ساحل پر نمودار ہوئی یہ سب جہاز اور فوج فضلی پاشا کی زیر کمان تھی۔ ساحل کے قریب پہونچکر ترکی فوج خشکی پر اترنی شروع ہو گئی۔ سوخوم قلعہ کے کمانڈر نے یہ دیکھ کر کچھ فوج حملہ آوروں کا مقابلہ کرنیکے لئے اس طرف بھیجدی۔ مگر اسی دن رات کے وقت جسقدر ترکی فوج خشکی پر اتری تھی۔ وہ پھر جہازوں پر سوار ہو گئی۔ اور دوسرے روز علی الصباح یہ بیڑہ بقصد سوخوم قلعہ کے سامنے نمودار ہو گیا۔ یوم ماقبل کی کارروائی سے اس فوج کا حصہ کثیر شہر سے باہر جا چکا تھا۔ ترکی امیر البحر پاشا نے شہر پر گولہ باری کی جس کا غنیم چنداں استقامت سے جواب نہ دے سکا۔ بعد ازاں امیر البحر نے ایک ہزار چرکس خشکی پر اتار دی اور انہوں نے آبادی کے مسلمان حصہ کی مدد سے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر کچھ باقاعدہ سپاہی چند علماء سمیت چرکس قبائل میں جو پہلے سے اپنے ہاں رہ رہے تھے۔ روسیوں کے برخلاف جہاد کا وعظ کرنیکے لئے جہاز سے بھیجدی گئی۔ ترکوں کو اس فتح سے ابخاسیوں کی بغاوت کو مزید تحریک مل گئی۔ اور انہوں نے کئی جگہ روسی افواج کی منفرد دستوں کو شکستیں دیکر بھگا دیا۔ اس ملک کے باشندے یعنی ابخاسی چرکسوں سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں اور اس جانگداز و بہادرانہ جد و جہد میں جو شیر کوہ قاف شامل روسیوں کی حکومت کے برخلاف کرتا رہا تھا۔ انہوں نے بہت مدد دی تھی۔ یہ لوگ گو باقاعدہ لڑائی میں چنداں کار آمد نہیں۔ مگر متفرق و بیقاعدہ طرز و طریق جدال اور جھاڑیوں وغیرہ کی پناہ میں رہ کر لڑائی کرنے میں عجیب مہارت رکھتے ہیں۔ ناظرین کو اس عبارت سے مہم کے مجمل حالات کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ محاربہ روس کے مورخ نے اس مہم میں ہوبرٹ پاشا یا کسی اور انگریز افسر ملازم باب عالی کی شراکت خصوصیت کا کوئی ذکر نہیں کیا پر تعجب ہے کہ ہمیں مورخ نے کس طرح مہم کی نسبت یہ لکھدیا ہے کہ وہ انکی زیر کمان گئی تھی۔ اس نقشہ کے ساتھ ہی ابخاسیوں کی بغاوت کے متعلق یہ بتا دینا بیجا نہ ہوگا کہ گو شروع شروع میں اس سے بہت سی امیدیں تازہ ہوئی تھیں مگر [illegible] بغاوت کی انتظام سے پہلے ہی روسی اس کو فرو کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے

مان تصوریپ بک اور انکی سشاہنہ کر زیر کمان (جس سشافہ میں بھی انگریزی قوم کا افسر تھے) ۱۸۸۶ء میں بھیجی گئی تھی - ترکی آہن پوش
کبھی بیڑہ میں مجتمع نہیں ہوئے ہیں بعد ازاں کوئی ضرورت پیش آنے پر ایک ایک جہاز اکیلا سفر کرتا رہا ہے کبھی دو چار اکٹھے مل کر نہیں
چلے - نہ کبھی دو چار کو ایک بیڑہ میں جمع کر کے مشق و قواعد کرائی گئی ہے - چنانچہ اگر ایسا صف آرائی کر کے دو چار سے اکٹھی مشق
اور فہمی نقل و حرکت کرائی جائے تو بحری خدمت کی طبعی قابلیت اور استعداد کی باوجود جو ترکی بیڑہ کے ملاحوں سپاہیوں
اور افسروں میں پائی جاتی ہے کسی طرح کی مشق و قواعد کا عادی نہ رہ جانیکی وجہ سے بلا شک و شبہ تصادم وغیرہ کو ضرور نامبارک
حادثے ہوں - سلطانی بیڑہ کی مجبورانہ گوشہ نشینی میں سنین گذشتہ میں شاذ و نادر ہی خلل پڑتا رہا ہے اور وہ خلل بھی اسی وجہ سے درپیش رہا ہے
کہ کبھی کبھی کوئی تارپیڈو کشتی تن تنہا سمندر کو روانہ ہو گئی اس بیکاری و عزلت نشینی کا یہ نتیجہ ہوا ہے - کہ جب کبھی متعدد جہاز ونکو یکجا
باہر بھیجنے کی ضرورت پڑتی ہے جیسے کہ اسوقت پیش آئی تھی جبکہ جرمن قیصر جہاز ہوہن زولرن پر (۱۸۸۹ء میں) قسطنطنیہ گیا
تھا - اور چند ترکی جہازوں کا اسکی استقبال و پیشوائی کیلئے آگے جانا لازم ہوا تھا - تو غیر معمولی جد و جہد کرنا پڑتا رہا ہے [1]

بقیہ صفحہ سابقہ جس پر ترک سرخوم قلعہ اور دیگر تصدیہ مقامات کو خود بخود خالی کر کے واپس چلے گئے - ترکوں کی اس کوشش کو متعاہد
پیروسیوں نے بھی اپنی ہمسایہ حکومت کی بغاوت پر کھڑا کر دیا تھا لیکن اس بغاوت کا انجام بھی اچھا سیونکی نظارت سے ایسا ہی ہوا - مترجم

[1] جرمنی نویسندہ کا یہ بیان ہرگز مبالغہ آمیز نہیں - چنانچہ جنگ یونان کے دوران میں جب بمقدار آہن پوشونکو بندر سے نکالنے کا حکم صادر
ہوا تھا - تو انکو بمشکل تیار ہونے میں صرف ہوئے - اور گولڈن ہارن کو پلوں میں سے جنہیں جہازوں کے گذرنے کیلئے راستہ کر دیا جاتا ہے - انکو
نہایت احتیاط سے نکالا گیا تھا - اور چونکہ کئی برسوں کے بعد اب پہلی مرتبہ ان آہنی قلعوں نے حرکت کی تھی - آدھا شہر اس نظارہ کے
دیکھنے کیلئے گولڈن ہارن کے دونوں کناروں پر جمع ہو گیا تھا - مگر اب جیسا کہ میں کسی حاشیہ میں بتا چکا ہوں - یہ کیفیت
نہیں رہ گئی - آہن پوش بیڑہ کا حصہ کثیر اب سمندر میں باہر ہے - اور صرف تھوڑے سے جہاز لنگرگاہ میں باقی رہے جو مرمت ہونے
کے بعد عنقریب باہر نکل آئینگے یہ اسی بیداری کا اثر تھا - کہ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں جب قیصر جرمنی دوبارہ قسطنطنیہ گیا تو اس کی استقبال کیلئے ترکی جہاز
بھیجنے میں باب عالی کو کوئی خاص تردد نہ کرنا پڑا - اس قابل جرمن فوجی افسر نے ایک جگہ ترکوں کی جہازی صناعی پر طنز کی ہے - جسکو بالکل بے
بنیاد تو نہیں کہا جا سکتا - لیکن حد مناسب سے ضرور بڑھی ہوئی ہے - ترکوں نے یہ درست ہے کہ موجودہ انجنیری اور صناعی وغیرہ میں یورپین
اقوام کی برابر ابھی تک ترقی نہیں کی ہے لیکن اب وہ غافل نہیں رہے ہیں اور ہم پلہ بننے کی لگاتار کوشش کر رہے ہیں - حمیدیہ جہاز میں تھوڑا سا نقص
رہ جانے سے اسکا سمندر پر ٹھیک ٹھیک قابو میں نہ رہ سکنا اگر ایک طرف ترکی صناعت کی ابھی تک کچھ ناقص و ناکمل ہونیکا پتہ دے رہا ہے
لیکن ساتھ ہی اس سے انکی اسقدر مہارت بھی واضح ہو رہی ہے - کہ ترکوں میں عظیم الجثہ جہاز بنانے کی قابلیت پیدا ہو گئی ہے -
مزید براں جرمنی افسر کی تحریر سے یہ کسی طرح منکشف نہیں ہوتا - کہ ترک جہاز نا کو کے نقص کو درست نہیں کر سکتے - سلطانی کارخانہ
کے چشم دید حالات اور ترکوں کی جہازی صنعت کی موجودہ کیفیت ایک نامور ہم وطن مسلمان سیاح شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی نے
اپنے سفرنامہ شام و روم میں جو تحریر کی ہے - اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے - کہ ترکوں نے اس صنعت میں بھی قابل تعریف مہارت پیدا کر لی ہے -

فصل ہشتم میدان کارزار

اپنے تنازعات و اختلافات کو فیصل کرنے کے لئے دونو مخالف عساکر جس ضلع میں ایک دوسرے سے بالمقابل ہوئے۔ وہ ترکی صوبجات جنوبی مقدونیہ و اپائرس اور یونانی صوبجات تھسلی و توسیس پر مشتمل تھا۔ کوہستان پنڈس کا سلسلہ اس علاقہ کو دو مختلف میدانہائے کارزار میں تقسیم کرتا ہے انہیں سے زیادہ اہم تھسلی کا میدان جنگ ہے جو تقریباً سارے کا سارا ہموار اور مسطح ہے۔ برعکس ازیں دوسرا میدان جنگ یعنی علاقہ اپائرس نہایت کوہستانی اور بڑی جنگی کارروائیوں کیلئے کم مناسب ہے۔ جرمن افسر لکھتا ہے۔

تھسلی اور اپائرس کے درمیان جسقدر سڑکیں ہیں وہ محض پگڈنڈیاں ہیں اور پنڈس کی دروں میں سے گزرتی ہیں اپائرس کے ساتھ خشکی کے راستوں کی اس عدم موجودگی کی وجہ سے ترکی یونان کے مقابلہ پہ جو سمندر کے رستوں پر پورا پورا اقتدار رکھتا تھا۔ صریح خسارہ پر تھی۔ اور اسی مجبوراً تمام کمکیں مناسطر کے راستہ اپائرس کو بھیجنی پڑی تھیں۔

پنڈس کی مشہور رہگذر یہ ہیں۔ درہ زیگاس جو یانینا اور اورگریوینا سے براہ مٹسوو تریکالا کو جاتا ہے۔ درہ جو مالمنتا سے گریوینا سے کالاباکا کو جاتا ہے۔ کالاباکا یونان کی شمالی ریلوے کا جو وولو سے تریکالا اور کالاباکا کو جاتی ہے۔ انتہائی سٹیشن ہے۔ درہ زورگیا جو کوزیانی سے الاسونا کو جاتا ہے اور درہ اوزیر اس سلسلہ پنڈس کے ادنٰی حصہ میں جو درہ زیگاس سے بجانب شمال ہیں ساٹھ میل سے زیادہ کی مسافت میں آمدورفت کے راستے ابھی تک جوہی حالت میں ہیں۔ تریکالا اور گریوینا کے درمی محض پگڈنڈیاں ہیں۔ جن پر صرف زین سواری سے گذرا جاسکتا ہے۔ اور مناسطر کے سیا و یانینا کی سڑک کا ابھی تک صرف کچھ حصہ تیار ہوا ہے بنابریں صرف دو ضلعے فوجی کارروائیوں کیلئے مناسب ہیں ایک تو ضلع اپائرس جہاں پھر بھی ان کارروائیوں

سے زمانہ آئندہ میں انہی مشکلات سے پھر دوبارہ تکلیف اٹھانے سے محفوظ رہنے کیلئے باب عالی نے ایک طرف سالونیکا سے الاصونا تک اور دوسری طرف مناسطر سے یانینا اور پریویسا تک ریلوے لائن بنانیکا فیصلہ کرلیا ہے۔ اور عنقریب ان پر کام شروع ہوا چاہتا ہے۔ مگر افسوس یہ لائنیں بھی یورپین سرمایہ سے یورپین اجارہ داروں کی معرفت تیار ہونگی جس سے نفس ریل کے فوائد میں تو کمی نہیں ہوسکتی۔ مگر پولیٹکل و ملکی و فوجی لحاظ سے ایسے سرمایہ کا استعمال سینکڑوں نہایت اہم اور خوفناک قباحتوں سے خالی نہیں۔ اجنبی سرمایہ کو اپنے ملک کی فائدہ بخش کاموں سے منتفع ہونے دینے اور خود نامردوں اور بزدلوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے کی بدترین ذلت و بدنامی جو کل قوم پر وارد ہوتی ہے علیحدہ رہے۔ سعی نامشکور کو خیرباد کہکر اور اسی ذلت عامہ سے آئندہ حتی الامکان ملک و قوم کو محفوظ رکھنے کے لئے پندرہ سولہ مہینے ہوئے وکیل اہتر نے مشترکہ قومی سرمایہ سے ریلوے لائن تیار کرنے کی تجویز مسلمانان عام باشندگان سلطنت عثمانیہ اور اہل الیونین کی خدمت میں پیش کی تھی۔ اور جہاں تک ہو سکا.....

کیلئے کٹھن اور صعب ترین مشکلات اور رکاوٹیں موجود ہیں اور دوسرا ضلع تھسلی جو ایک چھوٹا سا دیگچہ نما میدان ہے جو میدان سوزب کیطرف لنڈس سے مشرق کی جانب کوہ اولمپس اور کوہ اوسا کے سلسلہ سے شمال میں سلسلہ مذکور کی بڑھی ہوئی شاخوں سے اور بجانب جنوب کوہ ہاراوتھریس اور سر بفلک دشوار گذار جبال اوانٹیا سے گھرا ہوا ہے

تھسلی پر اب تک جسقدر حملے ہوئے ہیں وہ تقریباً کے سب سمندر کی بجائے شمال کی طرف سے پہاڑوں کو عبور کر کے کئے گئے ہیں اسکی وجہ شمالی سرحد کی طبعی بناوٹ ہے مشرق میں کوہ اولمپس - بڑی عمارتوں کی بیرونی کونہ پر کی پشتہ دار مینار نما دیوار کی شکل میں سمندر کی طرف اٹھتا چلا گیا ہے - اور جابجا عمیق وادیوں اور گھاٹیوں سے ٹٹا ہوا ہے بنا بریں کنارہ سمندر کی برابر کی سڑک جو اس سلسلہ کوہ کی عمودی ڈھلانوں پر سے گذرتی ہے پہاڑی نالوں اور آبشاروں کے متلاطم اور پر آشوب سیلابوں کی وجہ سے نہایت خطرناک ہو رہی ہے - اور اسکے راستے آنیوالوں کی مزاحمت اوس موقعہ پر جہاں کہ یہ سڑک وادی ٹمپے میں داخل ہوتی ہے نہایت آسانی اور کامیابی کے ساتھ ہو سکتی ہے -

مغربی کونہ پر پشتہ دار مینار نما دیوار کا کام ستزودا کا کوہی سلسلہ دے رہا ہے - وسترینا کی دریائی وادی سے اوپر کی طرف جنوبی مقدونیہ کو ایک خاصی قابل گذر سڑک جاتی ہے - یہ سڑک گریونا سے ایک درہ کو جاتی ہے جو سطح سمندر سے ۵۰۰ فیٹ بلند ہے اس سڑک کو استنزودا سے اپاریس کے صدر مقام یانینا پر پیشقدمی کرنا یا تھسلی کے مغربی میدان میں سے ہو کر تریکالا پر بڑھنا ممکن ہو گیا ہوا ہے - یہ سڑک وہی درہ زیگاس ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے -

ان دونوں کوہی پشتوں کے دونوں (شمالی) سرے ان پہاڑوں کی دیوار سے آپس میں ملے ہوئے ہیں جو مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے ہیں یہ خاصیا اور بوناسیا کے دشوار گذار اور مہیب پہاڑ ہیں جنمیں سے دسکاٹا اور تریکالا کی درمیان صرف پگڈنڈیاں سی گذرتی ہیں - صرف اوس موقعہ پر جہانکہ اولمپس کا مغربی دامن ان پہاڑوں سے ملتا ہے معقول نشیب پایا جاتا ہے - یہ نشیب اوسجگہ واقع ہے جہاں وادی زرافینو وسترینا سے بارہ یا تیرہ میل کے فاصلہ پر رہ جاتی ہے - اور مقام سردیا (قرا قریا) اس سڑک سے ملحق ہوتا ہے جو سطح سمندر سے ۱۰۰۰ فیٹ کی بلندی پر واقع درہ میوریتاس سے گذرتی ہے جب ترکوں نے (۱۸۹۷ میں)

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس کی اشاعت و کامیابی کیلئے کوشش کی - مگر مسلمان ایسے نہیں سوئے کہ کسی کے جگائے جاگ سکیں - انہیں تو صور اسرافیل ہی جگائے تو جگائے - ہاں دریائے رحمت الٰہی سے جوش میں آجائے اور مردے از غیب برون آید و کاری بکند اونہیں بھی ہوش میں لے آئے تو دوسری بات ہے - لیکن اس اتمام حجت کے باوجود وکیل امرتسر اور دیگر محبان قوم وملت اخبارات کے مضامین جو اس تحریک کے متعلق لکھے گئے تھے اس کتاب کے آخری حصہ میں گذشتہ دو اڑھائی برس کے مشہور واقعات کے ساتھ جو سلطنت عثمانیہ اور اسکے مقبوضات اور توابعات میں گذرے ہیں بامید درج کردئیے گئے ہیں - کہ شاید اس کتاب کے ناظرین ہی کچھ حمیت پر اونکا کو اٹھا لیویں - اور وہ بقدر استطاعت خود اپنی گرہ سے ہی اس مبارک کام پر روپیہ لگانے پر بھی آمادہ نہ ہو جائیں بلکہ اس کی کامیابی اور اشاعت عامہ کیلئے کسیطرح کی کوشش کو بھی دریغ نہ کرینگے تو ہم سمجھینگے کہ ہمارا اور ان کا ... انشاء اللہ

میں تھسلی یونان کے حوالے کی گئی تو آسٹریا نے دریائے فیرا کا کل علاقہ اور اس کا قدرتی [illegible] بھی تھسلی میں شامل نہیں ہونے دیا تھا۔ جنہیں قابض رہنے سے ان کو یہ آسانی اور سہولت حاصل رہا کہ وہ سرویا کو قاعدۃ الجیش بنا کر خواہ دریا کو عبور کر کے جنوبی پہاڑ کے کنارے کنارہ ڈومی نیکو اور ڈماسی بنا کر مغرب کی طرف سے ٹرناوو اور لاریسا پر پیش قدمی کر دیں یا الاصونا اور ملونا اور ریانی کے راستہ مشرق کی طرف سے ان دونو شہروں پر حملہ کر دیں۔

سرحد سے بجانب جنوب تین سے لیکر نو میلوں تک کے بعد پر دریا سالمویا (پینی اس) وادی ٹمپ میں بہ رہا ہے اوسکا دہانہ یونان تھسلی کے شمالی سرحد کے تقریباً بالکل متوازی ہے۔ یہاں سرحد سے مراد پولیٹکل و ملکی سرحد ہے۔ یونانی زبان بولنے والی آبادی کی سرحد اس سے چالیس میل اور اوپر ہے۔ دریائے سالمویا پر شہر ترکالا اور لاریسا واقع ہیں۔ ان کی آبادی پندرہ ہزار سے لیکر سولہ ہزار تک ہے۔ دریا سالمویا کی بائیں حصہ کے شمال میں بالکل قریب کوہ اولمپس کے علاقہ میں ۹۵۰۰ فیٹ بلند کھڑا ہے۔ یہ مشرق کی طرف خلیج سالونیکا سے اور بجانب مغرب سالمویا دریا کی شاخ سنٹاپوردس یا زنتھیز سے گھرا ہوا ہے۔

سنٹاپوروس کی ایک چھوٹی سی شاخ پر جو سیدھی اولمپس سے نکلتی ہے الاصونا کا چھوٹا سا قصبہ جسکی آب و ہوا کی طفیل عالمگیر شہرت ہو گئی ہے واقع ہے۔ اسکے مسلمان باشندے دو سو گھروں میں دریا کے بائیں کنارہ پر اور یونانی الاصل باشندے پچاس گھروں میں دریا کے دائیں کنارہ پر آباد ہیں۔ یونان اور ترکی کی پولیٹکل سرحد کے دونوں طرف الاصونا کی طرح اکثر دیہات اور قصبوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی مخلوط آبادی ہے لیکن محلے جدا جدا ہیں۔

وادی ٹمپ عجیب دلفریب مقام ہے جسکی دلکش منظر کو کناروں تک لبریز بہتے ہوئے پہاڑی نالوں سے ہر وقت تازگی اور شگفتگی پہنچتی رہتی ہے۔ دونو طرف کے پہاڑ درختوں اور مختلف قسم کی گھاسوں سے ڈھکے رہتے ہیں۔ چٹانوں سے عشق پیچاں اور دوسری قسم کی بیلیں لپٹی ہوئی ہیں۔ اور ڈھلانوں پر جابجا احتیاط و شوق سے نصب و کاشت کر کے بادام چنار کے درختوں کے تازگی بخش باغ لگائے ہیں۔ اور ان کے بیچوں بیچ صاف و پاکیزہ پانی کے چشمے جاری ہیں جن سے ہر جگہ ہوا کمال معتدل و خوشگوار و فرحت بخش ہو رہی ہے۔

وادی ٹمپ کے دہانہ سے چند میل آگے جانے پر حسن بابا کا گاؤں خود بخود نظروں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ یہ گاؤں کوہ کسا ووس (اوسا) کی دامن میں ایک میدان پر آباد ہے۔ اس میں ایک نہایت خوبصورت مسجد بھی ہے۔ یہ گاؤں کے بانی حسن نام ایک شخص نے تعمیر کرایا تھا۔ یہ مسجد نہایت دلفریب موقع پر سرو و صنوبر کے [illegible] درختوں کے جھنڈ میں واقع ہے۔ اور چاروں طرف [illegible] کے درختوں اور پاکیزہ [illegible] پھولوں سے گھری ہوئی ہے۔ شاہراہ دریا بھی اسکے [illegible] حسن بابا کے [illegible] سے گذرتی ہے اور یہاں [illegible] سالونیکا کو جانے والے مسافر [illegible]

[illegible]

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ حسن بابا نامی قدیم گاؤں جو قصبہ الاشیا کی سمت پر آباد ہے حسن بابا سے آگے سڑک پینیئس کی درختوں کی ایک خوبصورت جنگل میں سے گذرتی ہے۔ ان کے تنوں سے جنگلی بیلیں مار کی طرح لپٹی ہوئی ہیں۔ اور گھنے سایہ کی تاریکی میں دریا اس فرحت بخش اور روح افزا وادی میں سے ایسی خاموشی اور متانت کے ساتھ گذرتا ہے کہ گویا وہ اپنی منزل مقصود اور آرامگاہ میں پہنچ گیا ہے۔ پانی بظاہر ایسا ساکن اور بے حرکت نظر آتا ہے کہ دیکھنے والے کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بر کنارہ ایستادہ درختوں کی جڑوں سے نکل رہا ہے۔ اکثر جگہ دریا کے کنارے خوبصورت گھاس اور اس درخت سے جسے یورپ میں پاک شجر کہتے ہیں ڈھنپے ہوئے ہیں۔

قدیم اہل تھسلی یہاں ہر سال اس مہیب زلزلہ کی یادگار میں جس نے تمام علاقہ کو ویران کر کے ٹمپ کی گھاٹی بنا دی تھی جشن منایا کرتے تھے۔ کیونکہ گھاٹی مذکورہ کے پر زور سیلابوں اور چشموں نے لاریسا کے خوبصورت میدان کو پھر پہلے جیسا زرخیز بنا دیا تھا۔ جشن کے موقعہ پر قرب و جوار کے قصبات کے تمام باشندے وادی ٹمپ میں جمع ہوتے۔ اور ہر جگہ دیوتاؤں کے سامنے خوشبودار اشیا جلائی جاتیں۔ دریا پینیئس ان کشتیوں سے جو لگاتار ادھر ادھر چکر لگاتی رہتیں ڈھنپ جاتا۔ اور بے شمار خیموں۔ سبزہ زاروں اور دریا کے کنارے پر بیٹھ جاتیں۔ اس جشن میں ایک عجیب خصوصیت یہ تھی کہ اس میں غلاموں کو مالکوں کے ساتھ پوری آزادی اور مساوات کی ساتھ ملنے جلنے کی بھی اجازت ہوتی تھی۔ بلکہ مالک خادم ہو جاتے تھے اور غلام مخدوم۔

ترکوں کو تھسلی پر حملہ کرتے وقت ان دو اضلاع میں جن میں سے لاریسا و ترکالہ سے لائن اور وولو کا ملیکا۔ لائن براہ فرسالہ و شیلو دو تنگنا گذرتی ہے۔ کسی طرح کی طبعی رکاوٹ یا تکلیف و دقت حائل نہیں ہوتی۔ ان اضلاع میں نہ کی طبعی بناوٹ دشوار گذار اور بکھری ہوئی تھیں جیسی کہ جزیرہ نما کی دیگر اضلاع کی کیفیت ہے۔ مزید براں ان لائنوں کے دو طرفہ اراضی زیر کاشت اور مزروعہ ہے۔ جس سے حملہ آور لشکر بشرطیکہ فصلوں کو عمداً برباد نہ کر دیا گیا ہو کافی رسد و چارہ بہم پہنچ سکتا ہے۔ ضلع سالونیا بالخصوص نہایت زرخیز ہے۔

لاریسا اور الاصونا کے درمیان جو مخالف افواج کے ہیڈ کوارٹر تھے حسب ذیل راستے جو متعدد نوی و تھسلی کی سرحد سے گذرتے ہیں موجود ہیں۔

اول۔ ایک پگڈنڈی وادی ... پاس سے ... نیک ... ہوتی ہوئی ... میں ... [illegible]
علاقہ شروع ہوتا ہے۔ یہ خاص ٹرناوس اور لاریسا کو جاتی ہے۔ یہ راستہ بہت لمبا ہے ... [illegible]
سے دائیں کنارہ پر سے گذرتی ہے۔ اور کہیں بائیں پر ... ہے ... [illegible]
... موجود ہے۔

اور سکوپیا سے سات میل بجانب مشرق کوہ پارنا اور کوہ پاپا لیواڈیا کے درمیان درہ ملونا سے گذرتا ہے۔ ترکی جانب درہ
کی بلند سطح سمندر سے ۵۵۰۰ فیٹ ہے۔ اور چڑھائی بہت سخت دشوار ہے۔ مگر ڈرادوس کی طرف اترائی قدرتاً آسان
وسہل ہے۔ یہ درہ عین سرحد پر واقع ہے۔ سوم اور چہارم درہ خراب اور دشوار گذار راستے ہیں جو الاصونا سے [illegible]
سے جیسی نیریزو کو جاتے ہیں۔

پانچویں سڑک سمندر کے عمودی ساحل کے کنارہ کنارہ اولمپس کے مشرق میں ہند کاٹیرنیا سے پلاٹامون [illegible]
مقدونیہ کو اور وہاں سے سالونیا کی دہانہ کو جاتی ہے۔

سطح زمین کی بناوٹ ہر جگہ ایک جیسی ہے۔ چونہ دار چٹان وسنگلاخ جن پر صرف کہیں کہیں درخت
نالی اور گھنڈیں۔ وادی گاہ بالکل خشک۔ اور کبھی ہیبت ناک تیزی سے بہتے ہوئے سیلابوں کی [illegible]
حال اور دونوں طرف کی چوٹیاں گنجی اور بے شجر یہی کیفیت درہ ملونا کی ہے۔

۱۸۹۷ء میں اس بلاد کی سرحد کی تعیین نے انجام ترکی کے حق میں کر لی تھی۔ منیاکو اور جیسیا کی ترکی چوکیاں درہ
ملونا کے دو تمام ترین دہانوں کی بخوبی حفاظت کر رہی تھیں۔ منیاکا کی بائیں درہ ملونا کی بلند ترین چوٹی [illegible]
کل وادی زیر بین رہتی ہے۔ نصب تھیں۔ اور مٹی کے دمدموں اور شہتیروں سے خوب محفوظ کر دی گئی ہوئی تھیں [illegible]
کے قریب ہے [illegible] کی باتری نصب [illegible] ۳ انچ۔ اور چھ انچ قطر کی کروپ توپیں تھیں۔ ان دونوں کی علاوہ [illegible]
شمالی سرے پر مقام سیلیریا کی بھی ایک ترکی باتری موجود تھی۔ اور سرحد کے کنارہ کنارہ تمام اہم اور [illegible]
پر فوجی چوکیاں اور گڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ مگر یونانی جانب پر فقط معدودے چند گڑھیاں تھیں [illegible]
کی گڑھی جیسے مٹی کے دمدموں سے مستحکم کیا گیا تھا۔ درہ ملونا کی حفاظت کیلئے موجود تھی۔ [illegible]
کی حفاظت کیلئے بمقام [illegible] زرکوس کی [illegible] بلندیوں پر مختصر سی مورچہ بندی کر دی گئی ہوئی تھی۔

شمالی یونان کے دریا جنگی لحاظ سے چنداں وقعت نہیں رکھتے۔ موسم گرما میں وہ عموماً کم و بیش خشک
اور پایاب ہیں اس موسم میں وہ دشمن کی پیش قدمی میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتے ہیں۔ موسم سرما میں پانی
تک ہو جاتا ہے اور بہت تیزی سے بہتا ہے۔ لیکن چونکہ ان دریاؤں کا پاٹ کچھ زیادہ نہیں انپر آسانی پل بنا
جا سکتے ہیں۔ مشہور دریا پینیاس ہے [illegible] جو مغرب سے مشرق کی طرف بہتا ہے۔ چھوٹا سا سرحدی دریا [illegible]
میں ہے اور اس پر [illegible] جو جنوب میں بہتا ہے

دولوس لاریسا اور دولوس اور ترکالا کالباکہ کی دو فوجی [illegible] نے یونانی فوج کو بڑا کام دیا [illegible]
[illegible] لاریسا [illegible] اہم [illegible] ریلوے لائن تیار کی جا رہی تھی۔ [illegible]
[illegible] لائن [illegible] مکمل ہو چکی ہے۔ [illegible]

اس نقشہ کو مکمل دکھایا گیا ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ تھسلی جو ساری وسعت کے دو بڑے میدانوں میں منقسم ہے۔ چھوٹا
شمال میں ہے۔ اور بڑا جنوب مغرب میں۔ ان میدانوں کو جبال دورود ابنجی و دو بردوشی طاغ (جو ایک ہزار سے بارہ سو
فٹ تک بلند ہیں اور جنوب میں جبال ناصیلاویاری و کوہ قرا طاغ (جو ۲۰۰۰ سو فیٹ بلند ہیں) ایک دوسرے سے جدا کرتے
ہیں۔ شمالی میدان بجانب شمال تھسلوی پہاڑوں کی سرحد سے گھرا ہوا ہے اور سمندر سے اوسا اور پیلی ان کے
پہاڑ جدا کر رہے ہیں یہ تین طرف سے بلند کوہستانی سلسلوں سے محیط ہے۔ اور دولو۔ کارودشا و تریکالا کیطرف فراخ
گھاٹیاں اوسے جنوب مغربی میدان سے ملا رہی ہیں

تھسلوی میدان کے جنوبی حصہ میں فرسالہ یا فرسالوس کا مشہور قصبہ دریا باقی ہوپس کے کنارہ ایک پہاڑی کے
شمالی ڈھال پر ایک زرخیز میدان میں واقع ہے۔ قدیم اکروپولیس کے کھنڈرات اس پہاڑی کے طویل و دیوار دار
کنارہ پر کھڑے ابتک سابقہ عظمت و شوکت کا پتہ دے رہے ہیں۔ جنوب کی طرف اس پہاڑی کا تقریباً سیدھا ڈھلاو سطح
میدان سے جا ملتا ہے۔ دولو تریکالا ریلوے۔ فرسالوس میں ہی لاریسا لامیہ کی سڑک سے تقاطع کرتی ہے۔ اس اتصال
سے فرسالوس کی قدر و منزلت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔

شمالی سرحد کی سربفلک کوہی دیوار کیطرح جنوب میں سلسلہ کوہستان اوتھریس فراخ و عریض فصیل کی مانند مغرب
کیطرف سے شاندار و ہری اہرام کی شکل کے مخروطی کوہ [illegible] (دیلوکشی) سے شروع ہو کر مشرق میں خلیج وولو
تک چلا گیا ہے۔ اس سلسلہ کی سطح مرتفع جس پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے سلسلے کھڑے ہیں۔ سیر حاصل اور سرسبز ہے اور
اس کی دونوں طرفیں جو چراگاہیں ہیں۔ تقریباً عمودی ڈھال کھائی ہوئی نشیبی میدانوں سے جا ملی ہیں۔ مشرقی جانب
[illegible] کی زرخیز ساحلی وادی کے دو طرفہ سلسلوں میں جا کر ختم ہوتی ہے۔ شمال کی طرف اس سلسلہ کو کوئی [illegible]
منقطع کرتی [illegible] آئی ہپیوس (شارضی) اور اس کے دونو معاون [illegible] کوس اور [illegible]
[illegible] کے پہلو بہ پہلو جو سڑک [illegible] ساحلی میدان کو جاتی ہے۔ وہ بہت کٹھن ہے [illegible]
[illegible] جاتی ہے وہ [illegible] کوس کی وادی سے گذرتی ہے اس وادی اور سڑک کی ایک [illegible]
[illegible] کا [illegible] ہے جو اس دلفریب نظارہ کی وجہ سے جو [illegible] تھسلی اور اس کے [illegible]
[illegible] بجانب شمال [illegible]
[illegible] ہو سکتا ہے۔ [illegible]
[illegible] کی طرح بیٹھا ہوا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

وسائل کے لحاظ سے خاصی عمدہ حالت میں ہے۔ سلسلہ اتھریس میں جس کی بلندی ۵ ہزار سے لیکر ۸ ہزار فیٹ تک ہے یہی ایک درہ چنداں فراخ و وسیع ہے۔ باقی سب درے محض پتھریلی گھاٹیاں ہیں بلکہ پگڈنڈیاں ہیں جو کل پگڈنڈیاں بلا استثناء ایکدوسری سے ملنے کے بغیر سطح مرتفع پر سے شمالاً و جنوباً گذرتی ہیں۔ برسات کی موسم میں ان پگڈنڈیوں سے گذرنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور اتفراد بندرگاہ سٹائی لیس سے تھسلی کو سامان حرب و رسد اور کمک بھیجنے کیلئے خشکی کے راستے بھی صرف یہی ہیں۔ سلسلہ اتھریس اور اوتھریس کی درمیان وادی سپرکی اس میں مغرب سے مشرق کی طرف ایک خاصی معقول سڑک گذرتی ہے۔ یہ وادی لیلی سے لامیہ کو اور وہاں سے سٹائیلیس کو جاتی ہے۔ اکثر پہاڑی پگڈنڈیاں اس سڑک سے تقاطع کرتی ہیں۔

اس لحاظ سے سٹائیلیس کا بندر بہت وقعت رکھتا ہے کہ وہاں ہر قسم کی کمک سمندر کے راستے پہنچ سکتی ہے۔ ہر قسم کا سامان حرب و رسد سمندر کے راستے یہاں پہنچایا جاتا ہے۔ اور پھر بارکش جانوروں پر وہ فورکا یا سلسلہ اتھریس کے دیگر دروں میں سے آگے بھیجا جاتا ہے۔ فورکا کے علاوہ سلسلہ آکورے شمال سے جنوب کو تین ایسی پگڈنڈیاں گذرتی ہیں جن پر گھوڑا چل سکتا ہے اور دور مغرب میں ایک اور راستہ پہاڑ ڈمنی کو جاتا ہے

ترکوں کو کمک وغیرہ بڑے فاصلے سے پہنچانی پڑتی رہیں۔ مگر ایک تو خود صوبہ تھسلی ہی سے فوج حملہ آور کی ضروریات کا کچھ حصہ پورا ہو سکتا تھا۔ اور دوسری انہوں نے یونانیوں کی طرح اس معاملہ میں غفلت نہیں کی تھی۔ بلکہ شروع ہی سے وسائل باربرداری کا خوب احتیاط سے انتظام کر لیا تھا۔ مزید براں اس ملک میں جو فریقین کی افواج کا تختہ مشق اور جولانگاہ بنا جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ آمد و رفت کے کافی راستے موجود تھے۔ اور گو ریلوے لائنیں یونانیوں نے بیکار کر دی تھیں اور اسلئے ان سے کوئی فریق فائدہ نہ اٹھا سکا تھا۔ مگر اس سے بظاہر کوئی برا نتیجہ نہ پیدا ہوا۔ شمال کی طرف سے حملہ کر نیوالی فوج کے راستے میں [illegible] پیشقدمی کرتے وقت آخری قدرتی رکاوٹ جبال اوتھریس کا سلسلہ [illegible] ہے۔ [illegible] جنوب میں واقع ہے۔ اور جبال اتھریس کی جنوبی جانب سے [illegible] زیادہ [illegible] ہوا اور [illegible] گیا ہے۔ جبال اوتھریس کی پہاڑیوں کی [illegible] کالی ڈریوں اور خلیج لامیہ [illegible] کا مشہور درہ کوہستانی سلسلہ میں سے گذرتا ہے۔ زمانہ قدیم میں تھسلی سے وسطی یونان کو صرف یہی راستہ فوج [illegible] سکتی تھی۔ اور اس لیے جنگی لحاظ سے وہ بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ مگر موجودہ زمانہ میں اس کی وہ وقعت بہت کچھ کم ہو گئی ہے۔ کیونکہ سیلابوں اور طوفانوں سے ساحل کی بناوٹ بہت متغیر ہو گئی ہے۔ [illegible] زمین دلدل ہو جاتی ہے [illegible] بالکل خشک ہو جاتی ہے۔ اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

فصل ہشتم مخالف افواج کی صف اولین

یونانی فوج

یونانی فوج فروری اور مارچ ۹۷ء میں ہی محاربہ کیلئے تیار اور اسکی جمعیت جنگی بند بادہ پیمانہ تک پہونچ گئی اور اس کا کچھ حصہ تسلی میں پہونچ گیا تھا۔ اور بقول جرمن اسٹاف افسر ساتھ ہی کئی نئے انتظام بھی کرلئے گئے تھے کل رجمنٹیں جو پہلے تین تین کی تھیں۔ چار چار پلٹنوں کی کردی گئی تھیں مگر اجتماعی کارروائیوں کے دوران میں باربرداری کی قطار کے ناقص انتظام اور گھوڑوں کی قلت سے بہت تکلیف اور وقت کا سامنا رہا۔ ریزرو حصوں کی پہلی طلبی کے وقت سے ہی اس معاملہ میں بہت کچھ کوشش کیگئی تھی۔ مگر پھر بھی اس خرابی کا کامل دفعیہ نہ ہوسکا تھا۔

جنگ کا اعلان ہونے پر سپاہ کو مصافی فوج کی صفوف میں مرتب کیا گیا۔ تمام اعلےٰ کمانوں پر افسر مامور کئے گئے اور تمام اعلےٰ افسر ہیڈکوارٹرز میں جمع ہوگئے

یونانی افواج مقیمہ تسلی کی جنگی ترتیب ذیل تھی

سپہ سالار شہزادہ قسطنطین۔ ولیعہد یونان — ہیڈکوارٹر لاریسا

- حاضرباش ایجوٹنٹ — کپتان حاجی پطاروس
- اعلےٰ اسٹاف افسر — کرنیل سپاپونٹ ساکیس
- میجر جنرل — ڈیریبی نوس
- ایضاً — پاپاڈیاماتوپولوس
- میجر — کالیس
- " — زوگرافوس
- چھ لفٹنٹ — جو افسران توپخانہ تھے
- اعلےٰ کمسریٹ افسر — لفٹنٹ کرنیل کالاینق
- اعلےٰ طبی افسر — ڈاکٹر ڈاپاماتوپولوس

- اول ڈویژن فوج پیدل کا۔ کمان افسر جنرل ماکریس
- اول انفنٹری برگیڈ۔ کمان افسر کرنیل میجوپولوس
- اول انفنٹری رجمنٹ — دو پلٹنوں کی
- تیسری " " "
- دوم انفنٹری برگیڈ کمان افسر کرنیل انٹیاناڈیس
- ہفتم انفنٹری رجمنٹ
- ہشتم

افواج ذیل بھی اول ڈویژن میں شامل تھیں

چار پلٹنیں اول بٹالین ... پیادہ فوج کی

ایک رجمنٹ سواروں کی۔

چار میدانی اور تین کوہی باتریاں۔

اوّل ڈویژن لاریسا اور اس کے قرب وجوار میں مقیم تھا۔ اور اس کی لیعیدی چوکیاں سرحد کی پہاڑی دروں پر قابض تھیں۔ یہ ڈویژن یونانی فوج کا دستہ ایمن تھا۔

دوم ڈویژن کمان افسر جنرل ماروبیکابیس

سوم انفنٹری بریگیڈ کمان افسر کرنیل باٹراپس — پنجم انفنٹری رجمنٹ

دوم انفنٹری رجمنٹ — یازدہم انفنٹری رجمنٹ

چارم 〃 〃 — چار پلٹنیں (نمبری ۵-۸-۹-۱۰) رائفل بردار روا کی۔

— دو رجمنٹیں سواروں کی

چہارم انفنٹری بریگیڈ کمان افسر کرنیل کاکلاماؤس۔ — تین میدانی اور دو کوہی باتریاں

یہ ڈویژن ترکیالا اور کالا باکا میں مقیم تھا۔ اور تھسلوی فوج کا دستہ یسار تھا۔ اپریل کے مہینہ میں دونو ڈویژنوں کو ریزرو اور مستحفظ فوج کی ۸ پلٹنیں ۴ ہزار ملکی مجاہدین اور نیز اجنبی والنٹیر بطور کمک آملے۔ اجنبیوں نے اپنی علیحدہ علیحدہ پلٹنیں بنائی ہوئی تھیں۔ کامل طور پر یونانی سپہ سالار کی ماتحت نہ بنائی گئی تھی۔ اپریل میں جسقدر یونانی فوج تھسلی میں جمع ہوئی۔ اسکی تفصیل جمعیت حسب ذیل تھی۔ فوج پیدل ۳۴۵۰۰ فوج مستحفظ ۱۵ ہزار۔ ملکی مجاہد ۸ ہزار۔ فوج سوار ۱۲ سو توپخانہ وغیرہ ۴ ہزار مجاہدین شاسی پوقسم کی رائفلوں سے مسلح تھی۔

ترکی فوج یونان کے ساتھ مشکلات اور پیچیدگیاں شروع ہونے پر ترکی فی تیسری جیش مقدونیہ کی جمعیت جسکا ہیڈکوارٹر مناسطر میں ہے جنگی پیمانہ تک بڑھادی تھی۔ اور اسے اور بھی کمک بھیجدی تھی۔ دس پلٹیں پہلے جیش (قسطنطنیہ) اور ۱۳ پلٹنیں پانچویں جیش (دمشق) سے جملہ ۲۳ پلٹنیں بطور کمک اس میں بھیجدی گئی تھیں۔ تیسری جیش مقدونیہ کی افواج کی فراہمی کے ساتھ ہی یورپ کے مشرقی اضلاع اور ایشیا کوچک سے فوج ریوف کے بلائی جانے اور یونان کے مقابلہ پر میدان جنگ میں اسی ہزار فوج بھیجنے کے احکام صادر کئے گئے تھے یہ فوج اپریل [illegible] شروع میں اپنے اپنے موقع پر جمع ہو گئی۔ اور اس کی کمانیں حسب تفصیل ذیل تقسیم کی گئیں:۔

[illegible] ادہم پاشا

[illegible] حمدی پاشا سیف اللہ پاشا کنعان پاشا

[illegible] پاشا

[illegible] پاشا

[illegible]

اور بعدازاں ملونا سے بجانب جنوب بمقام شتی سا میدانوں میں صف آرا ہوا

دوئم ڈویژن کمانڈر شاہد پاشا - یہ ڈویژن پہلے سلسلہ جبال میں بمقام سکو جہاں اس کا سارا وقت جنگی حملہ ہی کے تہیہ میں صرف ہوا پھر بمقام ٹرناووس اور بعدازاں جوں جوں فوج بڑھتی گئی آگے آگے صف آرا ہوتا رہا۔

یہ دونوں ڈویژن عساکر عثمانیہ کا یمینی بازو تھے۔

سوئم ڈویژن کمانڈر ممدوح پاشا - اولاً سلسلہ جبال میں بمقام الاصونا جمع ہوا۔
چہارم ڈویژن کمانڈر حمید پاشا - اولاً بمقام الاصونا جمع ہوا۔ محمد پاشا کا بریگیڈ جو کسی ڈویژن میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ اس ڈویژن کے ساتھ رہا تھا۔ اور پہلے بمقام الاصونا جمع ہوا تھا۔

یہ دونوں ڈویژن فوج حملہ آور کا قلب تھے۔ الاصونا سے یہ دونوں اعلان جنگ ہونے پر قرادرہ درہ ملونا سے گزر کر میدانوں میں داخل ہوئے۔

پنجم ڈویژن کمانڈر حقی پاشا پہلے ڈسکاٹا کی پہاڑوں میں جمع ہوا پھر قرادرہ یا درہ ملونا سے گزر کر تھسلی کے میدانوں میں داخل ہوا۔ پہلے یانینا اور الاصونا کی مجتمع افواج میں رشتہ مواصلت قائم رکھنے کا کام دیتا رہا۔ پھر فوج حملہ آور کی قلب میں شامل کر دیا گیا۔

ششم ڈویژن کمانڈر حمدی پاشا - پہلے لنڈوکاریدکا ریا یا فاصکاری کی پہاڑوں میں جمع ہوا۔ پھر یونانیوں کے کوہستانی چوکیوں کے ساتھ لگاتار مشغول پیکار رہا۔ اور آخرکار میدان میں داخل ہو کر بمقام دیلیکو فتح کیا۔ یہ ڈویژن یساری بازو کا ایک جزو تھا۔

ہفتم ڈویژن کمانڈر حسنی پاشا - یہ ڈویژن پہلے کاٹرینا میں جمع ہوا۔ پھر وہاں کی حفاظت کے لئے کافی فوج چھوڑ کر وادی ٹیمپ کے راستہ میدان میں داخل ہوا۔ یہ ڈویژن جو یساری بازو کا دوسرا جزو تھا۔ بجلدی مرتب کیا گیا تھا اور اس کا کچھ حصہ چھوٹی نالی کی سنگزیں رائفلوں سے مسلح تھا۔

کیولری ڈویژن کمانڈر سلیمان پاشا - یہ ڈویژن ہر اول میں رہتا تھا

کل فوج مقیم تھسلی ہو۔ علاقہ تھسلی
ساڑھے سات ڈویژن فوج پیدل
ایک ڈویژن فوج سواران -
یعنی تقریباً چار آرمی کور

ریزرو آرٹلری - توپ خانہ جو رضا پاشا کے زیر کمان الاصونا میں تھیں۔ علاوہ ازیں ڈویژن سیرو کی حفاظت کے لئے کاٹرینا میں مقیم تھا۔ یہ تعداد فوج کی اور ایس کے دہانوں پر نہایت محفوظ و مضبوط اور کامل اختیاط سے تیار کر کے مقام پر فوج کے بائیں پر اس غرض سے متعین تھی کہ اگر یونانی سمندر کی طرف سے آ کر ترکی علاقہ میں اترنے کی کوشش کریں تو [illegible] ایک ڈویژن بمقام [illegible] کی کوئی [illegible] چار یا تین بٹالین
[illegible]

انتہائی بیرہ ڈویژن مقیمہ کا لشکر بنانی جمعیت ان متعدد دستوں کی وجہ سے جو اسے اپنی پشت ہی میں پیچھے چھوڑنے پڑتے تھے کبھی بارہ ہزار سے متجاوز نہ ہوئی تھی۔

کیولری ڈویژن میں ۲۵ رسالے اور چار اسپی باتریاں تھیں

ان بڑی جماعتوں (یعنے ڈویژنوں) سے علاوہ فوج پیدل کی کئی چھوٹی چھوٹی جماعتیں سرحد کی حفاظت پر مامور تھیں۔ اس کام کیلئے جسقدر دستے بھیجے جاتے تھے وہ سب کے سب سرحدی گڑھیوں اور چوکیوں میں جو زمانہ امن میں بھی کل سرحد کے برابر قائم رکھی جاتی ہیں قیام کرتے تھے۔

محاربہ کی ابتدا اپریل کے پہلے دنوں میں تھسلی اور مقدونیہ کی سرحد پر بہت جوشی اور تحریک پھیل رہی تھی یونکہ ان لوگوں کی تحریک باہم مذہبی اور ہمقومی کے جوش سے دیگر ممالک کے علاوہ خاص ٹرکی کے صوبجات مصر و شام و ایشیائے کوچک سے بھی کئی ہزار یونانی جا جا یونان پہونچ گئے تھے مگر ایسی باکمال سرعت سے کئی مال اندیش یونانی پیچھے رہے اور وہ مدد کرنی بھی ہی بجز [illegible] بلکہ اپنا [illegible] قوم کو بھی بیک صلاح و مشورہ [illegible] دریغ نہ کرتے رہے۔ چنانچہ بندر رودوستو کی ایک یونانی تاجر نے اپنے ایک عزیز کو جو لاریسا میں رہتا تھا حسب ذیل خط محاربہ سے پہلے ارسال کیا

"میرے عزیز [illegible] ۔۔۔ اور اس امر سے واقف ہوا کہ تو نے اہالی کریٹ کی امداد کیلئے ۔۔۔ [illegible] کا ثبوت دیا [illegible] میں ہمدردی اور حب وطن کا [illegible] تجھے اطلاع دیتا ہوں کہ تمہارے ملک میں مفلوک الحال کریٹوں کی امداد کیلئے روپیہ جمع کرنے کی غرض سے جو انجمن قائم ہیں وہ اپنی دعوے میں بالکل جھوٹے ہیں۔ اور انہیں ایسے لوگ ہیں جو صرف اپنی ذاتی منافع کیلئے کام کر رہے ہیں [illegible] کہ انہوں نے [illegible] روپیہ کریٹیوں کیلئے جمع کیا اور اس کے عوض [illegible] اور کئی [illegible] خریدکر [illegible] کریٹ کے پاس بھیج دیئے۔ جن سے انہوں نے ایسے ایسے جور و ستم کئے کہ تمام شریف یونانیوں کو شرمندہ ہونا پڑا۔ اور انہوں نے اس پر قناعت نہ کی بلکہ [illegible] مسلمانوں کی جو تعداد میں [illegible] سے تجاوز نہیں [illegible] بے عزتی کی ان کی بیبیاں [illegible] کرکے [illegible] اور بالکل بے قصور محض اس وجہ سے کہ وہ [illegible] ۔۔۔ [illegible] مسلمانوں کو وہاں سے ہجرت کرنی پڑی کیا یہ طفلانہ حرکات اور [illegible] ہمارے [illegible] میں کیا ہم ترکی کے [illegible] ہیں جو ہم [illegible] اس کی اولاد [illegible] اور اس کا [illegible] ہے اور تمام [illegible] ہماری قوم سے بھری پڑے ہیں۔ اگر ہم [illegible] طرح بالکل جو [illegible] ہماری [illegible] اپنی قوم کی [illegible] سے نکل گیا۔ اور عثمانی رعیت [illegible] سخت مصیبت [illegible] ہیں کیونکہ [illegible] پاس سے عساکر عثمانیہ گذرتے ہیں اور مجھی کبھی خیال نہیں تھا کہ بلاد عثمانیہ میں ایسے لشکر موجود ہیں میں ادھر خط لکھ رہا ہوں اور دوسری طرف میری آنکھیں ان نوجوان ترکی سپاہیوں

سے رعب و جلال اور ہیبت و طاقت کا نظارہ کر رہی ہیں جو ابھی بندرگاہ سالونیکے آئے ہیں مصروف ہیں
[illegible] کہ الحمدللہ تعالی ان [illegible] اور خطیب [illegible] جنہوں نے جنگ جنگ پکار کر یونان کو مبتلا آلام کیا شروع [illegible]
[illegible] ان مساعد [illegible] کی [illegible]

مفسدوں اور قزاقوں کے گروہ در گروہ مقدونوی آبادی کو ترکی فوج کی مخالفت میں علم بغاوت کے بلند کر دینے کی ترغیب دیتے اور ترکوں کو ایذا پہونچانے اور مشتعل کرنے کے لئے متواتر یورشیں اور کشت و خون کرتے رہے - مگر ترکی کمانڈران نامور افسروں نے [illegible] ان یونانی یورشوں کی مفصل کیفیت ناظرین کو ترکی اخبارات کی مندرجہ ذیل اقتباس سے معلوم ہو جائیگی - مگر اسکے اندراج سے پیشتر ترکی افواج کی عالی ظرفی رحمدلی اور سخاوت کریمانہ کی ایک حیرت انگیز واقعہ کو انگلستان کے اخبارات مورخہ ۱۹ اپریل کی سند پر یہاں درج کر دینا مناسب ہوگا - ۱۰ اپریل ۱۸۹۶ء کو یونانی لشکر میں سے ایک جماعت کثیر نے حد سے گذر کر عساکر عثمانیہ کی ایک ٹکڑی دستہ پر حملہ کیا تھا [illegible] یہ یونانی شدت بھوک سے بیتاب ہو رہے تھے - دشمن نواز ترکوں نے بلا تردد ان کو کھانا [illegible] شکم سیر واپس کر دیا - یورشوں کی کیفیت حسب ذیل ہے -

ترکی اخبار اقدام کو تمام الاصونا سے مندرجہ ذیل تار مورخہ ۹ اپریل موصول ہوا ہے کہ یونانی فوجیں کریبانا میں جمع ہوتی ہیں - وہ اچانک سرحد سے عبور کر آئیں - ترکی افسر نے پہلے انکو واپس چلے جانے کے لئے زبانی ہدایت کی مگر ان کے انکار کرنے پر افواج قاہرہ نے جسکی شجاعت کل دنیا میں مشہور ہے سلطنت کی حقوق کی حفاظت کیلئے حملہ کو روکا - اور یونانیوں کی گولیوں کی جواب میں عثمانیہ توپوں نے سب کی گولے چلائے اور [illegible] بھی سکیں - یونانیوں کا بہت ہی سخت نقصان ہوا -

الاصونا - ۱۰ اپریل - جو لڑائی کل شروع ہوئی تھی - وہ ابھی تک جاری ہے - یونانیوں کا بے اندازہ نقصان ہوا ہے لیکن تعداد ابھی معلوم نہیں ہوئی - مارشل ادہم پاشا نے کورٹ مارشل مقرر کیا ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ یونانی [illegible] پسپا کر دئیے گئے تھے پھر لڑائی کی تیاریاں کر رہے ہیں - ترکی افسروں نے تمام انتظام کا حفظ کر لیا ہے - ابھی خبر موصول ہوئی ہے کہ یونانی افواج شکست [illegible] کیطرف ترکی علاقہ پر حملہ ور ہو گئے ہیں - غنیم نے ترکی چوکی [illegible] مقام کرینیا پر بھاری جمعیت کی ساتھ حملہ کیا ہے - یہ ثابت ہو گیا ہے - کہ [illegible] نہیں - بلکہ باقاعدہ فوج نے حملہ کیا ہے - [illegible] حملہ کرنے والوں نے نقصان عظیم اٹھایا - کرینیا میں گو ترکی فوج کم تھی [illegible] بہت نقصان ہوا پیچھے ہٹا دیا ترکی دستہ کا صرف ایک سپاہی [illegible] ۱۰ اپریل یونانیوں نے پھر حملہ کی تیاری کی [illegible] برقی روشنی کے ذریعہ سے معلوم کر لی گئی - اور [illegible] پیچھے ہٹنا پڑا -

۹ اپریل کی لڑائی میں یونانیوں کو فاش شکست ہوئی - ترکوں نے [illegible] سپاہی اور ایک افسر کو گرفتار کر لیا - جس وقت یونانی سرحد [illegible] کی اس طرف داخل ہوئے - ترکی افسروں نے [illegible] کو پیچھے ہٹا دیا تاکہ یونانی اچھی طرح سے آگے بڑھ آئیں پھر [illegible] کی شکل میں [illegible] کا راستہ بند کر دیا - یونانی [illegible] مگر کچھ پیش نہ گئی - شب گذشتہ سات سو یونانی [illegible] پر حملہ کیا - ایک جہاز غرق کر دیا گیا [illegible] جہاز [illegible] -

الاصونا - ۱۰ اپریل شام [illegible] یونانی

وہ ایسیا کے کارروائیوں کو نہایت تحمل اور بردباری سے دیکھتے اور صرف ان بزدلانہ اور منتشر دانہ حملوں کو روکنے پر اکتفا کرتے رہے جن کو یونانی یورشوں اور تاخت و تاراج کی اصل مقصد و مدعا میں کوئی شک وشبہ نہ رہ گیا اور کل دنیا پر واضح ہوگیا کہ وہ محض اس لئے تیار ہی ہیں کہ پہلے مقدونیہ میں علانیہ بغاوت کی آگ مشتعل کرکے پھر جزیرہ نما بلقان کی کل اقوام میں جنگی حملہ آور ہوئے تھے ان کو بھی شکست فاش ملی لیکن مکرر حملہ کی ہر وقت انتظار ہے۔ یونانیوں نے مقام کراسنا کی جنگلی جھونپڑیوں کو آگ لگانے کی کوشش کی جس پر سخت لڑائی شروع ہوئی۔

بمقام ڈسکرٹ کئی یونانی مقتول و مجروح ہوئے نشاط پاشا اور حقی پاشا ایسے موقعوں پر ہیں جہاں غنیم آسانی حملہ کرسکتا تھا یہ جنگ تیسری اردو سپہ مناسطر کی ریزرو فوج کو تین حصوں میں تقسیم کرکے بمقام اسکپ کسووہ اور پرپی رزند مقیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

بریگیڈیر جنرل عثمان پاشا (غازی عثمان کے مروینیں) بادراعلیٰ حضرت مقام جنبیا کی ڈویژن کی سٹاف کی اعلیٰ افسر مقرر ہوکر مقام مذکور کو روانہ ہوگئے ہیں۔

عسکر آرا فوج کی پہلی تین ڈویژنوں میں بارہ ہزار فوج پیدل، چند دستے فوج سواران میں میدانی اور ایک کوہی بانتری ہے چوتھے ڈویژن میں ۱۰۰۰۰ فوج پیدل چند دستے سوار چار میدانی اور ایک کوہی بانتری ہے پانچویں ڈویژن بارہ ہزار پیدل اور نو سپاہ و سوار پانچویں کی برابر ہیں اسکے علاوہ دو اور ڈویژن ہیں جن میں سے پہلی میں چار رجمنٹ سواران دوسرے میں آٹھ رجمنٹ نو سپاہ ہے کل عسکر آرا فوج کی تعداد علاوہ امدادی فوج کے ۷۰ ہزار پیدل ۹ دستے سواران اور ۱۵۶ توپیں ہیں۔

(۱۱ اصفر ۱۱ اپریل جمعہ - ۹ اپریل) سے ایک یونانیوں نے رات اور دن دونوں وقت ترکی فوج پر مختلف موقعوں پر متواتر حملے کئے ہیں مگر ایک انچ زمین پر قابض نہ ہوسکے شپشیکی رانگر ترکی پہرہ داروں نے مقام کو بیتی پوسکی نواح میں برقی روشنی کی (۸ اپریل) پانچ ہزار یونانی تین تالیہ بیستہ آتے دیکھا جب پہرہ دار مقابلہ کیلئے آگے بڑھے لڑائی برابر اڑھائی گھنٹہ ہوتی رہی جس کے بعد اکثر یونانی بھاگ گئے۔ اور باقی اور زیادہ عرصہ تک لڑتے رہے۔ غنیم کی بہت سپاہی قتل ہوئی جن میں ایک اعلیٰ افسر بھی شامل تھا اسی رات چار ہزار یونانیوں نے ڈسکٹ کی ترتیب سرحد عبور کی۔ گو چند منٹ کی لڑائی کی بعد بھگا دئے گئے۔ پانچ یونانی زندہ گرفتار ہوئے جو ڈویژن کی سپہ سالار کی پاس بھیجدیے گئے جس وقت تین دستے بمقام سپی پولتر کی علاقہ میں داخل ہوئے ترکی نواح فتح کرلیا ۱۰ کو تیرہ ہزار یونانیوں نے پھر سیلیسہ پر حملہ کیا مگر نقصان عظیم کی ساتھ پسپا کردئے گئے ۱۱ کو یونانیوں نے کرینا پر پھر حملہ کیا۔ لڑائی گھنٹہ تک ہوتی رہی اور آخر کار حملہ آور پیچھے ہٹا دئے گئے۔ اطلاع دی گئی ہے کہ ڈسکٹ پر پانچ ہزار یونانیوں نے حملہ کیا سرحد پر ترکی فوج تھوڑی تھی وہ پیچھے ہٹ آئی ترکی جرنیل نے یونانیوں کی جھتے چلے آتے پر لڑائی ایسی کہ دکی لیکے اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ غنیم اس چال کو سمجھ کر اپنی خطرناک حالت سے واقف ہوگیا اور اس نے ترکی مورچہ بندی پر بڑی تندی سے حملہ کردیا لڑائی تین گھنٹہ ہوتی رہی ساٹھ یونانی زخمی ومقتول ہوئے اور فوج چھوڑ کر واپس ہٹ گئی۔ اور ترکی فوج نے محض رحم کھا کر بھاگتوں کو گرفتار نہ کیا

تحریک سپاہ ایران کو عالمگیر جنگ پر آمادہ کردیا جائے

جب ترکوں نے اس دلیرانہ دعوت کا حملہ کی صورت میں جواب دینا پسند نہ کیا اور انکے وقار تحمل و شکیبائی میں فرق
نہ آیا تو اس مقصد کے حصول کیلئے باقاعدہ یونانی فوج کے افسر نگرانی اور ماتحتی میں ٹھیک جنگی اصول کے
مطابق باقاعدہ فوجی حملے شروع کردئے گئے۔ اس قسم کے پہلے حملے ۹ اور ۱۰ اپریل کو کئے گئے۔ یونانی بے قاعدہ سپاہیوں
اور مجاہدین کے دل بادل دو حصوں میں منقسم ہو کر ترکی علاقہ میں گھس گئے ایک حصہ ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف
داخل ہوا۔ ایک کا مدعا یہ تھا کہ ترکی بعیدی چوکیوں کے دستوں کو لڑائی پر اکسائے اور دوسرے کا مدعا یہ تھا کہ مشرقی سپاہ
کا ترکی ہیڈ کوارٹر (الاصونا) اور مغربی ہیڈ کوارٹر واقع [illegible] سے رسل و رسائل کو [illegible] پر قبضہ کر کے منقطع کردے
اور اس میں کامیاب ہو جانے پر ترکی علاقہ میں آگے بڑھتا جائے پہلے مدعا میں قطعاً ناکامی اور دوسرے میں جزوی کامیابی ہوئی
اس بے قاعدہ سپاہ مجاہدین کا اعلیٰ منتظم [illegible] ایک [illegible] یونانی افسر [illegible] تھا۔ [illegible]
اپنی ماتحت سپاہ کو [illegible] حصوں میں تقسیم کیا۔ اور اس کا فرض یہ مقرر کیا۔ کہ وہ ترکی عساکر کے پہلوؤں پر اور [illegible]
[illegible] پہنچا سکے [illegible] کرنے سے عام فوجی بغاوت برپا کرائیں [illegible] غنیم کی فوج
[illegible] اور [illegible] کرتے رہیں۔ اس [illegible] مشرقی و مغربی ہیڈ
کوارٹر [illegible] رسل و رسائل کو منقطع کرنے اور غنیم کی صفوں [illegible] پہنچ گئے [illegible]
[illegible] اور [illegible] واپس آگئیں۔

اس [illegible] یونانی [illegible] دوسری دفعہ اور پہلی [illegible]
[illegible] کہ ترکی [illegible] ڈالا جائے [illegible] ۱۵ اپریل کو
[illegible] (الاصونا) [illegible] شمال دس میل کے فاصلہ پر ہیں
[illegible] کہ اول [illegible] فوج [illegible] تھوڑی سی ہوگی۔ مگر [illegible]
ثابت ہوئی ترکوں نے [illegible] حرکات کو دیکھ لیا تھا انہوں نے [illegible] کی [illegible] پہاڑ [illegible]
[illegible] پہاڑ [illegible] واقع ہیں [illegible] گئے۔ سرحد [illegible] پہاڑ جاتی
ہے [illegible] اس موقعہ پر جہاں [illegible] درہ [illegible] میدان کو جاتا ہے [illegible] ترکوں [illegible]
[illegible] کا محاصرہ کرلیا کہ شاید اسیران جنگ [illegible] اس امر کو ثابت کرسکیں کہ [illegible] باقاعدہ سپاہ ہونے
[illegible] لڑائی [illegible] پھیل گئی اور [illegible] شور و شغب اور [illegible] ہو گئی مگر [illegible]
[illegible] لڑائی زیادہ تیز ہو گئی اور [illegible] زیادہ آدمی [illegible]
[illegible] یہ لڑائی سارا دن اور ساری رات [illegible] اپریل [illegible] ہوتی رہی [illegible]

ایلیسونہ سے البستری الوار جو تھیسالیا کی سرحد پر ہوتا ہے نکلا تھا صبح کے وقت فریقین کی پیش قدمی و مانع ہو جانے
سے لڑائی ملتوی ہوگئی۔ مگر باہمی عزم کہ ۱۹ اپریل کو بروز دوشنبہ پھر شروع کیجائیگی۔
ان لڑائیوں سے البتہ ایک نتیجہ ضرور مرتب ہوگیا۔ ترکوں نے یہ امر بخوبی ثابت کردیا کہ یونانی باقاعدہ فوج کے آدمی
انہیں شامل رہتے ہیں۔ اور کہ ترکی افواج صرف مجاہدین اور رضاکاروں سے مرکب نہیں رہی اس امر کے پایۂ تصدیق کو پہونچ
جانیکا فوری نتیجہ یہ ہوا کہ ترکی گورنمنٹ نے یونان کے برخلاف جنگ کا اعلان کردیا۔
والیء قسطنطنیہ اور ادہم پاشا نے بجائے چارجانہ پہلو اختیار کرنے کی بجائے پہاڑوں دروں کی محافظت کی پہلو پر
رہنے کا عزم کیا۔ تاکہ غنیم کو اپنی پوری طاقت سے کام لینے کا موقع نہ ملسکے اور اس طرح ترکی فوج کے عقب میں بغاوت
برپا کردینے کیلئے مہلت مطلوبہ ملجائے۔

فصل دوم قبضۂ جبال کیلی و معرکہ آرائی

ادہم پاشا نے یونانی فوج کے برخلاف کارروائی شروع کرنیکے احکام موصول ہو جانے پر بتاریخ ۱۸ اپریل یکشنبہ کو
حکم دیدیا۔ بقول مسٹر انسٹرک دریائے ... کی ... سے ... کا نظارہ ... اٹھا ... فوج کو
سامنے کیطرف سے اپنی ساتھ مشغول رکھو باقی لڑائی میں ... فوج ... سے ...
... کو ... ہوا ... دو ... سری ... پھر ... اس ... کو ...
تا اس ... سرحدی لائن کے ... اور ... یونانی فوج کو ...
... ہیں ... نہیں ... تھا اور ترکی ... ہو گیا ...
ان مقامات پر قبضہ کرنیکے لئے جن پر یونانیوں نے چار جانب پہلو پر کارروائی کرنے اور ... تھا ...
قبضہ کر لیا تھا اور یونانیوں کی سرحد ... ادہم پاشا نے ... غنیم ... سے ... گیا۔ ...
کا کام جس میں دوم وچہارم ڈویژن تھے درہ ملونا پر اور دوسرے حصہ میں پانچواں ڈویژن تھا۔ ... پر حملہ کیا۔
بازو ... غنیم کے عقب میں ... کے لئے ... وادی کے ... سے ... کی
طرف ... گئی۔ کہ اس ... پر ... فوج ...
... اور ... کے ... پہلو پر ... سکا ... جنگ ...
... دشمن کی ... کا کام ... کیا
اس چارجانہ کارروائی کی بدولت ... معرکہ آرا ہو گیا۔

جاتی ۲۳- اپریل تک نہایت استقلال و ثابت قدمی اور مستعدی سے جو باہم مذہبی اور قومی تعصب اور عناد سے قوی تھی
میں پیدا کر دی تھیں ہوتی رہی۔ اگر ناظرین کو ان معرکوں کی کیفیت بالوضاحت معلوم ہوسکے میں انکو تین حصوں میں تقسیم کیے
دیتا ہوں۔ خط محاربت کی مشرقی حصہ میں کوہ اولمپس اور درہ ملونا کی قبضہ کے لیے لڑائی ہو رہی تھی قلب میں کام کو شکل
حاصل وہ ملونا تھا۔ اور مغرب میں یعنی ترکی میمنہ پر درہ ریوینی اور اسکے متصل گھاٹیاں اور وادیاں حاصل مقصود تھیں
اس میں کوئی کلام نہیں کہ ان معرکوں میں فریقین نے شجاعت و مردانگی کی پوری پوری داد دی جسے دیکھ کے تعلق ناظرین بھی
عش عش کیے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ یونانیوں نے ان دروں کی جو انکی ملک اور وطن کے پھاٹک تھے قابل تعریف پامردی اور بہادری
سے محافظت کی اور اس محافظت میں کئی دن تک کامیاب رہنے سے انکو فتحیابی کی پوری توقع اور اسکے ساتھ ہی یہ توقع پیدا
ہو گئی کہ فتوحات ہماری ہمسایہ سلطنتوں کو اعانت کرا دینگی ایک زبردست تحریک اور شمال کا کام دینگی۔ اور کم و بیش فاتحانہ حیثیت سے
مقدونیہ میں داخل ہو کر اپنی آزاد شدہ بھائیوں سے مصافحہ جا کرینگے۔ مگر خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم یہ ہوس ہوس خام اور توقع
توقع باطل ثابت ہوئی۔ ترکی بے نظیر استقلال اور ثابت قدمی سے جو اوصاف فطرت اور رسم و رواج نے ہر فرد ترک سپاہی
میں پیدا کر رکھی ہیں ان کوہی مورچوں پر جنکی یونانی سراسیمہ ہوکر حفاظت کر رہی تھی۔ حملہ کرنیکے لیے آگے بڑھیں۔

معرکہ کا حال یونانی پوزیشن کا مرکز ہوگیا - دوم و چہارم ڈویژن ایک رسالہ سواران اور چند توپیں لیکر (جملہ ۱۵ ہزار
آدمی) [illegible] کو [illegible] ۱۱ [illegible] کی طرف جنکی چڑھائی کا نادیدہ [illegible] ہوئی [illegible]
یونانیوں کے حق میں بہت مفید تھی۔ کیونکہ شمالی طرف کی چڑھائی اور [illegible] [illegible]
[illegible] قیام [illegible] یونانی اپنی [illegible]
اور [illegible] لڑائی کے شروع ہوتے
[illegible] ترکی [illegible]
[illegible] اور یونانی [illegible]
[illegible] اور یونانی توپیں ایک چھوٹی سی عمارت پر جو [illegible]
[illegible]

اس [illegible] کی لڑائی شروع [illegible] ہو رہی تھیں۔ [illegible] ایک اور
[illegible] کام دیا یونانی توپوں [illegible] خاتمہ کر دیا۔
اس [illegible] یونانیوں نے [illegible] فتح کرلیا۔ اور
[illegible] کی آگ جاری تھی۔
اور [illegible] دونوں [illegible] کی آتشباری)

بند ہو گئی - اور صرف توپوں کی گرج لڑائی کے جاری ہونیکا پتہ دیتی رہی - جنکی آتشباری میں کوئی فرق نہ پڑا - بلکہ یونانی مورچوں پر گولہ باری کرنیوالی ترکی توپوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا - اور اپنی توپوں کی گولہ باری کی اثر کو بذات خود مشاہدہ کرنیکے لیے ادہم پاشا بریگیڈ توپخانہ کی کمانڈر رضا پاشا سمیت ان بلندیوں پر جو معرکہ کی اوپر تھیں تشریف لے گئے ترکی توپچی قابل تعریف استقلال و تحمل اور قادراندازی سے گولہ باری کر رہے تھے - دونوں دورمیانی فاصلہ کسی جگہ سات ہزار قدم تھا کہیں ۸ ہزار اور بعض جگہ اس سے بھی زیادہ تھا - لیکن اس بعید مسافت کی باوجود گولے ایسے درستی سے نشانہ پر پہنچتے تھے کہ ترکی گولہ اندازوں کی تیز نظری درست مشاہدہ اور مہارت کی پوری تصدیق ہو رہی تھی

ترکی توپوں کی نسبتاً زیادہ شدید گولہ باری نے تھوڑی ہی دیر میں یونانی گڑھیوں اور انکی ملحقہ مورچوں و دمدموں کو جنمیں یونانی فوج پیدل موجود تھی تودۂ خاک بنا دیا - اور انکی باتریوں کو چپ کرا دیا - اور اسطرح سے درہ کی شجاع محافظ اون موقعوں کو جنپر وہ پہلے قابض تھے بتدریج چھوڑتے جانے پر مجبور کر دئیے گئے - الغرض ۱۹ - اپریل کی سہ پہر تک گڑھی کریشووا کو بھی جو معرکہ آرائی کی آخری حد تھی اور مرکز رہی تھی یونانیوں نے خالی کر دیا اور گھاٹی کی جنوبی ڈھلان کی چوٹی پر پہنچنے سے پہلے سوا کل درہ ملونا پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا - وہ تمام انگریزی نامہ نگار جو ان دونوں کی لڑائی کی جزو و کل کیفیت کو مشاہدہ کرتے رہے تھے متفق ہو کر لڑائی کرنے اور صرف آرام کر مشغول ہونے کے وقت دونو صورتوں میں ترکی سپاہ کی نظام و با ترتیبی اور تنظیم کی آتشباری کی سامنے ثابت قدم اور مطمئن خاطر رہنے کی تعریف کرتے ہیں جب میدان کارزار کا دائرہ تنگ ہو گیا - اور جنگ کنندہ سپاہیوں کی متفرق جماعتوں اور دستوں کی تمام کوششیں ایک ہی مدعا پر مجتمع ہو گئیں - تو ترکی سپاہیوں میں از سر نو جوش تیزی و مستعدی پیدا ہو گئی جو ابیرون سے اونچا اور البانیا کی سپاہیوں پر ہاتھ پکڑتے چلے جب جوش نقطہ انتہا پر پہنچ گیا تو ہر ایک فریق کی یہی کوشش تھی کہ مدمقابل کی پیش باری سے پہلے ہی سبقت لیجائے جوش آخر اسوقت تھا جب درہ کو فتح کر لینے کی امید سپاہیوں میں مسلم ہو گئی ارناؤتی بیچ جو بلقان کی حیلیں اور پہاڑی سپاہی تھے افسر بھی کچھ کم جانبازی نہ دکھائی - بلکہ سپاہیوں کو خود شاندار نمونہ بنکر دکھلایا اور اپنی مثال انکے نظر سے ایسی جانبازی اور شجاعت کی روح پھونکدی اور ایسے شاندار کام کرائی جنہیں دیکھکر حیرت ہوتی تھی ترکی فوج کی بہت سے افسر جنمیں سے اکثر کی شاندار شہادت کی کل سپاہیوں کے دلوں میں جو غیر معمولی قوت کی وجہ سے اپنی دل ولولوں کی علانیہ اظہار کی چنداں عادی نہیں جاگیر جوش اور ولولہ پیدا کر دیا - چنانچہ جنرل حافظ پاشا تھا جو اور دلی افسر کی منت و سماجت کے باوجود جو کہ سپاہیوں کے ساتھ دوبدو لڑنے میں داخل ہوا تو اسوقت کہ اسکے استاد جنگ شرکا ہو گیا تو ایک پیچھے والے گولہ کی ٹکڑے کی لگنے سے جام شہادت نوش کر گیا ارناؤط پاشا کے ہمراہ ایک اور سپاہی سپہ سالار بھی اسی معرکہ میں شہید ہوئے - بریگیڈ کے کمانڈنگ افسر جنرل جلال پاشا بھی اسی معرکہ میں شہید ہوئی - مترجم

لہ اس جنگ ... نیز اسی معرکہ میں ... عبد اللہ پاشا حافظ قرآن کریم ... [illegible]

... شہادت ... [illegible]

... جلال پاشا اور عبد اللہ پاشا ... [illegible]

درہ میں سے گذرنے والی سڑک پر ترکوں کا قبضہ ہو جانا چاہیئے یونانیوں کیلئے گریندوال کی پہاڑیوں پر حفاظت کرتے رہنا ناممکن ہو گیا۔ وہاں دو ہزار یونانی متعین تھے جنکو پانچویں ترکی ڈویژن کی سپاہ نے بتدریج اس اہم مقام کو چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ ۱۷۔ اپریل کی صبح کو یونانیوں نے ٹرناووس کیطرف ہٹنا شروع کر دیا۔ اور ادہر ترکوں نے درہ ملونا کی متعدد بلندیوں پیچھے کو [illegible] اور ان کی [illegible] پر حملہ کر دیا۔ اور باقی کیطرف [illegible] مگر اس پیشقدمی سے انکو یونانی بریگیڈ زیر کمان [illegible] نے پیچھے ہٹا دیا۔ ۱۸۔۱۷۔ اپریل کو درہ ملونا اور گریندوال کے ارد گرد جو لڑائیاں ہوئیں ان میں ترکوں کی تیس پلٹنیں (تقریباً ۲۴ ہزار آدمی) اور ۱۲ باتریاں شامل ہوئیں۔ ان کے مقابلہ پر یونانی صرف ۱۶ ہزار کے قریب تھے۔ ایک اجنبی نامہ نگار کا بیان ہے کہ ان معرکوں میں ترکوں کے ۵۰ شہید اور ۱۶۰ مجروح ہوئے۔ مگر یونانیوں کا اس سے بدرجہا زیادہ نقصان ہوا۔ بسبب [illegible] توپوں کے گولوں نے غنیم پر سخت بربادی وارد کی۔ انکے گولے گویا جاندار تھے۔ اور ٹھیک پر کام دیتے تھے۔ اور اسی موقعہ پر جا کر پھٹتے جہاں ایکی کسیطرح کی پناہ یا روک موجود ہوتی تھی۔

اس [illegible] کی لڑائی کے ساتھ ہی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ادہم پاشا یونانیوں کو انکے مرکز خط مراجعت کیطرف پیچھے دھکیل دینے میں کامیاب ہوا [illegible] پر بھی ویسی ثابت قدمی اور عزم بالجزم کے ساتھ لڑائی ہو رہی تھی نسبتاً اس سے زیادہ مشکلات [illegible] پاشا کی زیر کمان [illegible] کو پیش آئیں۔ اس جانب کا میدان جنگ محافظین کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] اسی طرح بالمقابل قائم رہے کہ [illegible] فریق دوسرے پر کسیطرح کا غلبہ حاصل نہ کر سکا

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

غنیم کو سامنے کیطرف ہی مشغول رکھنے کیلئے فی الفور بوغاسی کی ترکی گڑھی پر حملہ کر دیا۔ اور ساتھ ہی اسیوقت درہ ریوینی کیطرف بڑھکر اس سے عبور کر گئے۔ اور بوغاسی کے میدان میں اپنی صفیں مرتب کر کے ان بلندیوں پر اپنا توپخانہ نصب کر دیا جہاں سے مقام ملونیا کی ترکی باتری پر جو وادی کے شمالی سرے پر واقع تھی گولہ باری ہو سکتی تھی۔ جب یونانی ریغیا کی مشرق میں کوہ کیتیر کی ڈھال کو مختلف موقعوں یا گھیوں پر دو کوہی باتریاں نصب کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو پھر ترکوں کی طرف سے درہ کو فتح کرنے یا اس میں سے گذرنیکی تمام کوششیں بیکار تھیں۔ ایک انگریز نامہ نگار کا جو یونانیوں کیطرف موجود تھا بیان ہے کہ گو ترکی باتریوں کی چھ انچ اور ۵½ انچ قطر کی کروپ توپیں کسیطرح کی پناہ یا آڑ کے بغیر یونانی گولیوں کی تابڑ توڑ بارش کی زد میں ہونیکے باوصف مشین ایسی باقاعدگی سے کام کر رہی تھیں۔ مگر ان کی آتشباری سے کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ انکی نشست درست نہ تھی۔ اور گولے گر کر پھٹتے نہ تھے۔ چنانچہ ترکی توپیں بتدریج خاموش کرا دی گئیں اور لڑائی بلا نتیجہ ختم ہو گئی۔ ۱۸ اور ۲۰ اپریل کو کوہستان کے اس حصہ میں جو لڑائی ہوئی۔ اسے توپخانوں کی مبارزت کہنا چاہیئے۔ جس میں یونانی فائق ثابت ہوئے تھے۔ اور دونو فریق اپنے اپنے موقعہ پر قائم رہے۔ کسی کو دوسرے پر کچھ غلبہ حاصل نہ ہوا۔ اس طرف اٹھارہ ہزار ترک ساڑھے بارہ ہزار یونانیوں کے بالمقابل تھے۔ آخر الذکر کا خوب محفوظ موقعہ پر ہونیکی بدولت نسبتاً بہت خفیف نقصان ہوا۔ انکے صرف ایک سو قتل و مجروح ہوئے تھے۔ مگر ترکوں کا اس سے بہت زیادہ نقصان ہوا۔

فوج حملہ آور کے سپہ سالار ادہم پاشا نے جب دیکھا کہ جناحی ڈویژن ۲۰ - اپریل تک کوئی غلبہ حاصل نہیں کر سکے۔ اور نہ آگے بڑھ سکے ہیں تو اس نے آئیندہ کیلئے یہ نقشہ تجویز کیا کہ درہ ملونا پر قابض ہوتے ہی علی الفور غنیم کے قلب کو کوہستان سے پیچھے ہٹایا جائے تاکہ بازوؤں کی افواج کو آگے حرکت کرنیکا موقعہ مل جائے۔ یہ تجویز پہلی تجویز سے بالکل متضاد تھی۔ اول الذکر کا تو یہ منشا تھا کہ جناحی یعنی بازو میدانوں اور کالاماکی کے درونکو فتح کر کے یونانیوں کے بازو کے اوپر سے گذر کر انکی عقب میں لاریسا نہ پہونچ جائے قلب میں واقعت کے پہلو پر رہ کر غنیم کو مصروف رکھا جائے۔ جس تجویز پر جناحی فوج کے ناکام رہنے سے عمل نہ ہو سکا۔ اگر ترکی جناحی فوج ایسی پیشقدمی بسرعت اور بالعزم کرتی۔ تو وہ باغلب وجود غنیم کے جسم کے نازک ترین حصہ پر کاری زخم لگانے میں کامیاب ہو جاتی۔ ترکی فوج کے حصہ اعظم نے تمام فوجی کارروائیاں نئی تجویز کے مطابق کی تھیں۔

۲۱ - اپریل کو دونو فریق درہ ملونا کے جنوب میں ایک دوسرے کے بالمقابل ایستادہ تھے۔ یونانی ماتی میں اور ترک وہانہ جبال کے قریب فروکش تھے۔ بایں ہیئت کذائی وضع اقامت دونو میں ۲۱ - اور ۲۲ - اپریل کو جا بجا تنگ معرکے ہو گئے جنمیں یونانیوں نے غنیم کو پہاڑوں میں پیچھے دھکیل دینے کیلئے اور اسکے دستہ ایمن پر ٹوٹ پڑنے کی کوشش کی۔ ان معرکوں کا ایک حیرت انگیز اور قابل ذکر واقعہ تین سو چرکس سواروں کی استکشافی دوڑ تھی۔ یہ سوار مشہورانہ جانبازی اور عجیب پرجوش متوکلانہ بالاعتمادی سے غنیم کے قلب پر گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے جا پہنچے۔ اور یونانی تادر اندازوں کی گولیوں کا نشانہ ہو گئے۔ انمیں سے صرف ایک غریب واپس پہنچا۔

یونانیوں نے ماتی میں اپنی پوزیشن دمادن مورچوں خندقوں اور گڑھوں سے خوب مضبوط کرلی ہوئی تھی انکی اپنی بائیں بازو جانب میکالیس کی زیر کمان تھا جسکا ڈویژن جیسا کہ اوپر کہا جاچکا ہے اسپرا کے مقابلہ سے قلب میں بلا لیا گیا تھا۔ یہ بائیں بازو کا کمانڈر کرنیل سمراپاس تھا۔ ان دو ڈویژنوں کے چودہ ہزار آدمیوں کے علاوہ ۳۶ توپیں اور دو رسالے قلب میں ایک مناسب موقعہ پر قائم تھے۔ اس طرف ترکوں کے صرف نو ہزار آدمی۔ تین رسالے اور ۱۲ توپیں حقی پاشا کی زیر کمان تھیں۔ درہ ریونی کم ناکوں کی محافظت پر کرنیل سمولنسکی مامور تھا۔

۲۱ و ۲۲۔ اپریل کے معرکوں کا خلاصہ چند لفظوں میں یہ ہے کہ یونانیوں نے جنکو مقام کرتیری زبردست کمک پہونچ گئی تھی یہ کوشش کی کہ درہ ملونا کے راستہ ترکوں کیلئے پیچھے ہٹنے کا راستہ نہ چھوڑیں یعنی اس درہ کے راستہ انکی خط مراجعت کو منقطع کردیں۔ مگر وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکے کیونکہ ترکی سپاہ کو کافی کمک پیچھے سے پہونچ گئی تھی۔ اور وہ ہر طرح کی جارحانہ کوشش و حرکت کو روکنے کے قابل ہوگئے تھے۔

دوسرے دن ۲۳۔ اپریل کو نشاط پاشا کے ڈویژن نے جسکی ۱۲ توپیں مدد کر رہی تھیں بعزم دلیرانہ یونانیوں کے بائیں بازو پر حملہ کیا۔ اس سپاہ بالخصوص البانویوں نے جو سب سے پہلے تھے اور کل زور انہیں پر پڑا تھا جس تندی و تیزی سے یہ حملہ کیا اس سے انکی سپاہیانہ پرجوشی شجاعت کی پوری پوری تصدیق ہوتی ہے۔ ترکوں کی ٹڈی دل دستوں کی نقل و حرکت سے جو پہاڑوں پر سے یونانیوں کے مورچوں کیطرف اتر رہے تھے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یہی فیصلہ کن لڑائی ہوا چاہتی ہے۔ یونانی پوزیشن ٹرناوس کی سڑک کے آر پار مثلث کیطرح قائم تھی اس مثلث کی چوٹی آدھا درہ ملونا کا دہانہ تھا۔ جہاں پچھلے چند دنوں سے گھمسان کا رن ہو رہا تھا۔ ترکوں کا "تیپان تاباغی" (موقع اقامت) جہاں سے انہوں نے حملہ کیا اس بلند زمین پر تھا۔ جس پر موضع ترہ ویالو واقع ہے۔ اس موضع کو توپخانوں کی آتشباری سے اس حملہ سے پہلے ہی بہت نقصان پہنچ چکا تھا۔

یونانی فوج پیدل پہاڑی کمتری کے پیچھے جو میدان میں کھڑی ہے۔ اور پچاس فٹ سے زیادہ بلند اور سو فٹ سے اوپر طویل ہے چھپی ہوئی تھی۔ پہاڑی کے سامنے سات سو سے چار سو گز کے فاصلہ تک قطار اندر قطار انفنٹری کے گڑھے کھدے ہوئے تھے اور دائیں بائیں بیٹریاں تھیں۔ [illegible] پہلی ترکی فوج پیدل اور سواران نے ناگہ حملہ کیا جسے یونانیوں نے بآسانی پسپا کردیا۔ بعد ازاں لڑائی بیاہ زور شروع ہوئی جو صبح کے آٹھ بجے سے لیکر پانچ بجے تک جاری رہی۔ ترکی کمک [illegible] کیطرح گرتے ہوئے میدان کا زاویہ [illegible] گذر رہے تھے۔ سرگزشت نویس [illegible] یونانی [illegible] ایک کیفیت عجیب تازہ تازہ قلمبرداشتی ہوئی تھی باشتیاق تمام اس [illegible] مغل [illegible] اس کیفیت پر مزید قلمبرداشتی کرینگی بالیقین احتیاط سے [illegible] ہوگی۔ یونانی توپخانہ [illegible] تین میدانی اور ایک کوہی باتری تھی۔

نامہ نگار [illegible] موقع جہاں [illegible] آ گیا [illegible] آگے پڑھئے۔ مترجم

پہلے تو ترکوں نے بہت آتشباری کی مگر جب انکے گولہ اندازوں نے نشست درست کرلی اور لشکر غنیم کی سمت کا درست اندازہ ہوگیا تو وہ پوری تمام اپنی کام میں مشغول ہوگیا - اور تھوڑی ہی دیر بعد یونانی امدادی فوج جسمیں اٹھارہ ہزار آدمی تھے - اور دو کوہی بیٹریاں - لوسفاکی کی مدد پر پہنچ گئیں - پرجانب ترکوں کا بھی دستہ قائم تھا - آتشباری کرتے لگ گئیں - گھنٹوں تک بڑی شدت سے گولہ باری ہوتی رہی جسمیں زیادہ تر چھٹنے والے گولوں سے کام لیا گیا - حالانکہ ترکوں نے ایکہزار سے زیادہ گولے چلائے مگر یونانیوں کا بہت ہی تھوڑا نقصان ہوا - اونکی صرف بیس آدمی قتل و مجروح ہوئے - ایک افسر تین مجروح افسر بھی اسی تعداد میں شامل ہیں - سہ پہر کے تین بجے کے قریب یہ صاف ظاہر ہوگیا کہ ترکوں کا توپخانہ کا حصہ کثیر وادی لنگارا کو چھوڑ کر ادھر سے ہٹ گیا پائیں میں بیٹھ گئے ہیں - ترکوں نے بالخصوص تین انچ نظر کی کرپ توپوں کی یونانی کوہی بیٹریوں پر شدید گولہ باری کی جو باتری انتہائی بلندی پر سپہ میں نصب تھی وہ ترکی گولہ باری کی کچھ پرواہ نہ کرکے لگاتار اور برابر سختی تمام گرنیڈ والی پوری گولہ باری کرتی رہی - اسپر ترک سپاہ نے یونانی آتشباری کی استقامت و مستعدی بالخصوص حیرت انگیز انتہائی خبر بھی یقین نہ تھا کہ یونانیوں نے یہ دیکھا کہ ترکی گولے زیادہ تر لنگارا کی طرف آرہے ہیں اپنی توپوں کا رخ بھی اوسطرف کردیا اور ترکوں کا اوسطرف کوئی معقول جمعیت فراہم کرنے دینے کیلئے امداد دستہ توپوں کی شکلیں اور پڑے بھی شہر ہ پر کردیں لیکن چالاک دشمن یا ترکوں نے اونکی باوجود الرغم حالات موجودہ جو کچھ کارروائی ہوسکتی تھی کرلی - اونکی فوج پیادہ اسطرح آگے بڑھی گویا وہ اپنی توپخانہ کو بچانے کیلئے پیشقدمی کرنا ہے مگر یہ صرف بہانہ تھا - اسکی آڑ میں وہ درہ تمپہ کے عقب کی منتشر پلٹن ایرانیہ کے اس اونچی مقامات ... پر بھی وقت پر قابض ہوگئی کیونکہ وہ بیطرف اسی غرض کیلئے کرنیل ہار ... دو پلٹن فوج پیدل اور تین بیٹریاں ... چلا آرہا تھا ترکوں کی کامیاب سبقت و پیشدستی پر کرنیل مذکور ایک گولی سے شکست بغیر مقابلہ تمام ... ہوگیا - اور ... اسوقت ... یونانی ... سپہ سالار ... لاریسا میں تھا خبر دی کہ ترک آگے پوزیشن کو عقب سے آلینے کی کارروائی کررہے ہیں - اور ... پہنچائی گئی تو پھر اسپر مراجعت کا راستہ بند ہوجائیگا ترکوں کی ان دونوں کارروائیوں کی وجہ سے جنکے باقی میں یونانی پوزیشن دو نو طرف سے معرض خطر میں پڑگئی تھی سپہ سالار نے جو کہ لاریسا ہیڈکوارٹر میں تھا کل فوج کی عام مراجعت کی تیاری کا عزم کرلیا - اور شاہ یونان سے بذریعہ تار ہدایات کی لیے استدعا کی - شاہ نے انکے حسب ذیل جواب دیا کہ "اگر ممکن ہو تو لاریسا پر قابض رہو ورنہ حسب اقتضاء حالات عمل کرو" اس شہر کو چھوڑنے کا ہی فیصلہ کرلیا گیا - او حالانکہ اسمیں تھوڑا ہی عرصہ پہلے کئی رجمنٹوں اور تین باتریوں کی کمک جنہیں شاہزادہ نکلس کی ... پہنچی تھیں ... سے میدان جنگ کو بھیجی گئی تھیں شام کی قریب مراجعت شروع ہوگئی مشغول کا ذرا افواج میں ... فوج کا پاس اونکی حق میں پڑ ... الانعام رجعت کا حکم ملنے سے عام ... اور ... دشمن ... اسی ... خبر کہ ... جاہ کہ ترک مراجعت کا راستہ بند کرنیکے لیے ... یونانی ... آرہے ہیں و کامل پریشانی و ابتری پڑگئی - مراجعت کا

... ایک آدمی کے ذریعے ... سے ... کی روشنی میں عکس ... پیام بھیجا جاسکتا ہے ... اقامت

حکم ملنے پر حملہ آور کمپنیوں میں منتشر ہو گئی تھیں۔ اور چونکہ حکم نہایت تاکیدی تھا۔ مراجعت کیوقت گڑبڑ پڑ گئی۔ اور جبکہ فوج کے
باربرداری گاڑیوں اور اردو بازار والوں کی قطاروں کی لمبی صفیں بہ تعجیل و سرعت لاریسا کیطرف سڑک سڑک چلی جارہی تھیں
یہ شور بلند ہو گیا کہ ترک سوار تعاقب میں چلے آرہے ہیں۔ یہ سنتے ہی کئی منفرد کمپنیاں دائیں ہاتھ پیچھے کیطرف مڑ کر رات کی گھٹا
ٹوپ تاریکی میں باڑ میں سر کرنے لگ گئیں۔ جیسے کسی ترک کو کوئی نقصان نہ پہونچا۔ اگر کوئی ہوتا تو نقصان پہونچا۔ البتہ
قبل اسکے کہ انکے افسر اس غلط اور بے بنیاد تشویش اور غلط فہمی کو دور کر سکیں ان باڑ ہونے انکے اپنے ہی کئی
ساتھی جو عقب میں چلے آرہے تھے قتل و مجروح ہو گئے۔

ٹائمز کے نامہ نگار نے رات ٹرناوس میں جسکے باشندے اوسے چھوڑ کر بھاگ گئے ہوئے تھے بسر کی صبح اسنے وہاں ایک
متنفس نہ پایا۔ لاریسا کی سڑک پر اوسے کوئی آدمی دکھائی دیا۔ لاریسا پہونچنے پر اوسنے شہر میں عجب ہڑبونگ اور مایوسی
کا عالم دیکھا۔ ہر دم نئی فوجیں پہونچ رہی تھیں۔ کہ چہار بازار میں سامان جنگ کی گاڑیوں کی قطار در قطار سے جو دریا
کیطرف جارہی تھیں۔ رہگذروں کیلئے کوئی راستہ نہیں رہ گیا ہوا تھا۔ باشندے جوق در جوق گاڑیوں اور خچروں پر
اپنے مال و اسباب کو بار کئے ہوئے شہر سے نکلے جارہے تھے۔ اور مرد عورتوں اور بچوں کی ایک لمبی قطار سیالا و یولو
کی سڑک پر چلی جارہی تھی۔ یہ نظارا واقعی نہایت رقت انگیز تھا۔ باشندہ [illegible]
[illegible] اور عالم [illegible]
[illegible] اور بھاگ [illegible]
[illegible] کی [illegible] بھاگ [illegible]
[illegible] ترکی افواج کی [illegible] اور [illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible] اور اسکی [illegible] یونانی [illegible] اور [illegible]
[illegible] بالمقابل [illegible]
[illegible] ہو گیا۔ اور [illegible] شکست دی کہ انکی صفیں بالکل پراگندہ ہو گئیں اور وہ سراسیمہ وار
[illegible] ساحل [illegible] اور [illegible] لاریسا کو [illegible] ۲۳ اپریل
کو [illegible] اور ۲۴ اپریل کو [illegible]
[illegible] اصل خط مدافعت کا بالکل قریب تھا۔ [illegible]
[illegible] قائم [illegible]
[illegible] جدا جدا ہو گئی۔

اس جگہ ہوئی تھی۔ ساتویں ڈویژن سے جو کیپرینا اور پلاتا سونا کو درمیانی ساحل کی حفاظت پر مامور تھا کسی رستے سے پاشا
پاشاکے زیر کمان چھٹے ڈویژن کو دیئے تھے۔ چنانچہ ۲۳ اپریل کو کوہ ساسنے کے تیار دریا زینیا میں ... سیلونکی والی
بریگیڈ ہم پاشا کی فوج کا حصہ اعظم یعنی چھ ڈویژن انفنٹری کی ایک آزاد بریگیڈ سوار اور ایک ڈویژن فوج کیولری جمع تھا
ترکی جرنیل حقے پاشا نے ضیخ مذکور دوسرے دن مقابلہ کرنے کیلئے کل تیاریاں اور انتظام کر لیے تھے جس کا نقشہ تجویز کیا گیا کہ کالم
مجتمع ہو کر پائے ورینے میدان کی طرف اتریں اور بصورت کامیابی ٹرناوس پر قابض ہو کر بریگیڈ کو ارشد وہاں متعین کیا جائے
مگر چونکہ مجوزہ کار روائی کا پہلا حصہ (یعنے میدان میں داخل ہونا) تجویز کا زینہ ہونے سے پہلے ہی سرانجام پا گیا۔ ادہم پاشا نے
اب یہ مناسب سمجھا کہ فوج کو ایک دن (۲۴ اپریل) آرام دیکر اسدن اپنی فوج کو تمام ایسے دستوں کو جو دور دور بکھرے
ہوئے ہیں۔ اور نیز کمسریٹ سامان جنگ اور بار کش جانوروں اور گاڑیوں کی کالموں کو یکجا جمع کر لیا جائے اور پھر دوسرے دن
۲۵ اپریل کو سب سے اول لاریسا کی طرف پیشقدمی شروع کردی جائے۔

محاربہ کی پہلے حصہ ... ہوتا رہا ... نظر ثانی کرنے سے یہ رائے قائم ہوتی ہے کہ یونانی اپنی کوہستانی پوزیشن
کی پناہ میں بالکل مدافعت کی سپاہ رہے اور ترکی ... جو متعدد کالموں میں مرتب ہو کر نقل و حرکت کر رہا تھا کہ ... طرح
کی جارحانہ کار روائی ترکی اس لحاظ سے ... یہ خیال ہو کہ اگر دشمن کے مقابلہ پر جو تعداد میں بہت فوقیت رکھتا ہے
کسی جگہ خفیف سی شکست بھی ہو گئی تو مقدونیا کے باشندوں کو بھی بغاوت کرنے کی جرأت ہو جائیگی۔ اور سرویا، بلگیریا
مانٹی نیگرو کے میدان میں اترنے کی توقع بھی مبہم ہو جائیگی اور چونکہ معاونوں اور رفقا کی مدد کو حاصل کرنا نہایت
ہی لازمی اور ضروری ہے لہذا یہ ... خفیف سی شکست کے احتمال سے بھی محترز رہنا واجب ہے۔

اگر ہمارا یہ قیاس درست ہے تو غرض مذکورہ بالا کو مدنظر رکھکر دیکھنے سے تسلیم کرنا پڑیگا کسی کو ... نہیں ہوگا کہ یونانی
رعایا ... کو ... ایسی ... ہو سکتا ہے ... اور ... جو مختلف پوزیشنوں کی محافظت ... کی گئی تھی
احکام ... کی عزم و احتیاط اور ... تھسلی کی لیکن دوسری طرف سپہ سالار اس امر کا الزام سے بھی بری الذمہ نہیں
ہو سکتا کہ اپنے ... کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے بہت وسیع علاقہ میں منتشر کردیا جس سے فوج مذکور ... مختلف دستوں میں
وہ اتصال اور ربط نہ رہ گیا جو نہایت ضروری سمجھا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کسی ایک مقررہ موقعہ پر پائدار نتیجہ کا امکان
بھی ہاتھ سے کھو دیا۔ حالانکہ کسی ایسی ہی فتح سے ان لوگوں پر جنسے امداد و اعانت کی توقع تھی بہت اثر اور جوش
پڑ جانیوالا اثر پڑ سکتا تھا۔ اس غلط چال کے علاوہ یونانیوں کو اس سے بہت نقصان پہنچا کہ انہوں نے ترکی فوج کی تعداد و طاقت اور جنگی
اور اسکی کل فوجی انتظام اور جنگی ... اور ارتقا کا درست اندازہ نہ کیا تھا یونانی افسروں کی گذشتہ یہ امر نظر انداز کیا
تھا کہ ترکی انتظام جنگ اب وہ نہیں جو ۱۸۷۸ء میں روسی ترکی جنگ کے وقت تھا اور کہ اس وقت سے نہ صرف فوجی تعلیم و

لہ یعنے کسی ڈویژن میں شامل نہ تھا

شہیت اور بے سروسامانی تھی [illegible] ہیں ہی بلکہ تعجب یہ ہے کہ بہت ہی مختلف ہو گیا تھا اور اس غلط فہمی
میں مبتلا تھے کہ ترکی سپاہی صرف مدافعت کی جنگ ہی کا اہل ہے اور ترتیب و تنظیم یافتہ مقام میں ہی آ
کر فرض کو جانبازی اور سرفروشی سے ادا کر سکتا ہے۔ اوس سے مضبوط مورچوں اور کہیں بلندیوں پر دلیری اور ثابت قدمی
کے ساتھ حملہ کرنے کی کبھی توقع نہیں ہو سکتی تھی نہ ایسے کام کے اوس سے سرانجام پانے کی توقع ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اول کوہی
ندیوں پر بالعزم حملہ کرنا اور پھر دریاؤں وغیرہ دریاؤں کی پناہ میں یونانیوں کے مورچوں پر حملہ آور ہونا یہ
ایسے کام ہیں جو کبھی ترک سپاہی کے حسب مذاق اور اسکو پسند خاطر نہیں ہو سکتے۔ یہ درست ہے کہ اونکو مذہب نے آ ہر میدان میں
اور حاکم کی بلا عذر اور کامل متابعت کی [illegible] کر دی ہوئی ہے۔ مگر وہ ہی ہی اس کی طبعی سرشت اور فطرت اوس کو جنگ
میں سبقت کرنے یا پرجوش اور مستعد اور پیش دستی کی قابلیت نہیں رکھتی۔

یونانیوں کی غلط چالوں اور کاروائیوں کے حصہ کثیر اور انکی تباہیوں اور ذلت کا سبب اونکی یہی مشارکرہ صدر غلط
فہمی تھی جو ترکی سپاہی اور ترکی نظام حربی کے متعلق اونہیں ہو رہی تھی۔

محاربہ کے پہلے دونوں میں ترکی فوج کے کل آدمیوں نے بلا استثنا ایسی جانفشانی اور دلیری سے کام کیا کہ یہ امر پورے
طور سے پایہ ثبوت کو پہونچ گیا کہ اگر ترکی نظام و ترتیب استقلال بہادری ضبط نفس اور نظمی پیش بینی دوراندیشی اطمینان
خاطری میں یونانیوں سے افضل نہیں تو کم از کم انکی بالکل ہم پلہ ہے۔ یہ نو دن اس طرح گزرے تو آرامی تشنگی و فاقہ
اور محنت شاقہ کے دن تھے۔ ترکوں کا حوصلہ و عزم ایسے [illegible] تھا اور وہ جفاکشی و ان آلام و تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے

ناظرین فصل دوم میں پڑھ چکے ہیں کہ سر البسیلا یار ملٹ الاصونا پہونچتے ہی سرحد کی طرف توپوں کی رعد و ارگرج
سنکر اسی وقت اوس طرف روانہ ہو گئے تھے۔ وہ درہ ملونا کے معرکوں اور ادہم پاشا کی کاروائیوں اور پیشقدمی کی حالت
اپنی کتاب کے فصل پنجم و ششم میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں

ادہم پاشا و درہ ملونا الاصونا سے درہ ملونا تک کی ہوا چلتی ہے اور گرمی میں سفر کرنا دشوار تھا
نہایت کا کام تھا۔ سوار اور پیدل دونوں یکساں حرارت۔ ماندگی سفر اور بھوک سے بیحد بیتاب ہو رہے
تھے۔ گرد و غبار بے حساب اور تمازت آفتاب نا قابل برداشت تھی۔ اور کل لشکر سپاہیوں بار کش گھوڑوں اور گاڑیوں
سے جنگ کی طرف تانتا لگا ہوا تھا۔ بکھری ہوئی تھی۔ توپوں کی آواز بند ہو چکی تھی۔ اور جوں جوں ہم پہاڑ پر سنگ
قریب پہنچتے تھے یہ خیال پختہ ہوتا جاتا تھا کہ اوس دن کی لڑائی ختم ہو چکی ہے۔

(۱) انکو فیشل کا رتبہ گو ہمیں مصنف نے بالوضاحت بیان کی ہے۔ مگر ان کی حسب [illegible] کوئی ذکر نہیں کیا۔ زمانہ جنگ کے وقت یورپین اخباروں
کو انکی قومیت کے متعلق عجیب غریب روایتیں مشہور کر دی تھیں۔ کسی نے جرمن الاصل بتایا اور کسی نے یونانی الجنس۔ مگر یہ سب بے بنیاد
تھیں۔ یہ غازی عثمان اور اکثر قابل ترین جنرلوں کی طرح ادہم پاشا بھی خالص النسل ترک ہیں۔ بقیہ بر صفحہ [illegible]

ادہم پاشا سے پہلی ملاقات

درہ کو واسن کے بالکل قریب ہمیں ٹائمز کا نامہ نگار مسٹر بلاینگھم کو لکھے سے آ ناٹھ ہوا ملا۔ اوسنے اوسیوقت آپنا نام ظاہر کر کے اوس سفارش کیلئے رقعہ کا شکریہ ادا کیا جو میں نے اس وقت کی تھی جبکہ محاربہ سے چند دن پہلے ترکوں نے اوسے مقام سالونیکا روک لیا تھا اور آگے جانیکی اجازت نہ دیتے تھے۔ اوسنے ہمیں جنگی کارروائیوں کے بعض حالات بتا کر کہا کہ منیر مقصود کی ہی دور پیچھے پیچھے آئے ہیں مسٹر بلینگھم کی رفاقت ہمیشہ نہایت خوشگوار معلوم ہوتی رہی۔ اوسنے اپنے نامہ نگارانہ فرائض کو بھی نہایت احتیاط اور عمدگی سے سرانجام دیا وہ رسالہ نگار [illegible] چکا ہے۔ اور ترکی نہایت عمدہ بولتا ہے۔ یہ دونوں امور اوسکے حق میں بہت کارآمد ثابت ہوئے محاربہ پر اوسنے جو کتاب لکھی ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے اوسکے ہمراہ کپتان [illegible] اور چند منٹوں میں ادہم پاشا جنکے پیچھے پیچھے ہم بہت ... ہیں

(بقیہ صفحہ سابقہ) اوسکے یونانی الاصل ہونیکی دلیل ایک طریقہ نہایت ناسمجھی سے دی گئی ہے وہ لکھتا ہے۔ کہ اگر منیر موصوف یونانی ہوتے۔ تو ان کا قدم ہر روز انتہا کیطرف بڑھنے کی بجائے اپنے بھائیونکی طرح قسطنطنیہ کیطرف پیچھے کو ہٹتا۔ خیر اس بحث کو چھوڑ کر ہم اونکے اصلی حالات ایک ترکی اخبار سے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

منیر موصوف شہر یا دافندی چرکس کے فرزند ہیں ۱۲۵۱ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپکی والدہ حسین بیگ رئیس اعظم بنی کوڑی کی غلام تھے۔ اور اونکو دربار سلطانی میں خاتم پوش سلطانی کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوئے منیر ممدوح کی والدہ بھی خالص چرکسی قبیلہ اباچی سے تھیں۔ اور اونکی ماموں ولایت دوزجہ میں اب بھی موجود ہیں۔ انہوں نے قسطنطنیہ کے جنگی مدرسہ میں تعلیم پائی۔ فارغ التحصیل ہونے پر شہر صفوت پاشا والی حجاز و نیز پریسیڈنٹ کونسل حربیہ کے ایڈیکانگ مقرر ہوئے۔ اس حیثیت میں یوزباشی کے درجہ پر ترقی کی بعد ازاں بیکباشی کی رتبہ پر خاص سلطانی گارڈ میں منتقل ہوئے۔ اور قائمقامی کا درجہ پاکر تک وہیں رہے۔

جنگ روم و روس کیوقت وہ امیر الالائی کا درجہ رکھتے تھے پلیونا کے معرکوں میں غازی عثمان پاشا کو انکی شجاعت و بسالت اور ثابت قدمی سے بہت مدد ملی۔ آخرکار آپنے سردار کے ساتھ روسی لشکر کے ہاتھ اسیر ہوئے صلح ہو جانے پر جب دار الخلافہ واپس آئے تو جاکر عرصہ تک میں آستانہ علیہ کی کمانڈر ہو گئے۔ اور کچھ مدت کے بعد رتبہ فریقی پر ترقیاب ہو کر محل ہمایونی شاہی گارڈ کے دوسرے دستہ کی کمانڈر ہو گئے۔ بعد ازاں کریٹ کی فوجی گورنر بنا گئے۔ جہاں لاریسہ کے راستے تشریف لے گئے۔ اور جبتک جزیرہ میں رہے وہاں کامل امن رہا۔ اسکے بعد صوبہ البانیا کی ولایت قوصوہ کی گورنر اور بعد ازاں ولایت حلب کی ردیف فوج کی کمان پر مامور ہوئے۔ آرمینیوں کی پچھلی بغاوت میں باغیان زیتون کی سرکوبی انکے سپرد کی گئی۔ اس خدمت کے صلہ میں مارشل یا مشیر کا رتبہ جلیلہ حاصل کیا۔ اسکے بعد جو خدمت انہوں نے کی ہے۔ وہ کل دنیا کو معلوم ہے۔

سلطان المعظم کو انسے نہایت محبت ہے۔ اور اونکو بھی حضرت جلالتمآب سے اسقدر اخلاص ہے کہ بہت تھوڑوں کو انکے برابر ہوگا۔ شانا انکا رعب اور تحمل اونکا کمال فراست سے ایک ایک کام کو بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ اہم معاملات میں مشورہ لینا انکا شغل ہے۔ [illegible] اور احکام فوجی کے متعلق ... ہیں

افسر چلے آرہے تھے ملاقات ہو گئی ۔ مسٹر نگلس نے پاشا موصوف کو ہمارے نام بتائے جس پر انہوں نے از الطاف نہایت تپاک سے مصافحہ سلامت کرتے ہیں اپنے ہمرکاب افسروں سے معرفت کرایا ۔ مارشل نے ارشاد فرمایا ۔ کہ آج کے دن کی لڑائی میں کامیابی حاصل ہوئی دشمن کو بازو سے ہو کر گھیر لینے کی جاجی تھی و یا دستے لگاتار آگے بڑھے جا رہے ہیں اور امید ہے کہ ہماری کل فوج عنقریب پیشقدمی کرکے تھسلی کے میدان میں داخل ہو جاوے گی ۔ مشیر ممدوح نے یہ بھی کہا کہ عام ٹرانسپورٹ بالخصوص سامان حرب اور گولہ بارود کی باربرداری کے متعلق بہت مشکلات لاحق رہتے ہیں ۔ چونکہ مسٹر کوپن ہیگم خود معائنہ کر سکتا تھا اس بیان کی صداقت میں مجھے کسی طرح کا شبہ نہیں ہوسکتا تھا ۔ ہم نے اپنے گھوڑے انکو لوٹا لیا ۔ اور ادہم پاشا کی ہمراہ الاصونا آگئے انکی ساتھ کے افسروں سے بہت طویل گفتگو ہوئی جس سے مجھے جلد معلوم ہو گیا ۔ کہ پیشقدمی کی سست رفتاری سے عام آزردگی پھیل رہی ہے ۔ اور بہت کم عمر اور نوجوان افسر شنبہ اور یکشنبہ کی لڑائیوں میں درہ ملونا اور کل سرحد پر فتح حاصل ہو جانیکے باوجود پیشقدمی میں توقف ہونے کا مطلب سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں ۔ اور بہت چیں بجبیں ہو رہے ہیں ۔

اوس زمانہ میں اکثر اخبارات نے بیان کیا تھا کہ اس توقف کا باعث وہ ہدایات تھیں جو عالیحضرت سلطانی (یعنی سلطان المعظم کی شاہیہ) قسطنطنیہ سے موصول ہوئی تھیں مگر یہ توجیہہ مجھے بالکل ہی غیر اغلب اور بے بنیاد معلوم ہوتی ہے ۔ [illegible] کیلیے کئی معقول وجوہات موجود ہیں جن سے ثابت ہے کہ توقف و تساہل پر نہایت سختی سے اعتراض کرنیوالوں میں ایک خود سلطان المعظم کا وجود تھا ۔ [illegible] روانہ کیا ہوا تھا ۔ ادہم کو نہایت تلخی اور آزردگی کے ساتھ کہا گیا [illegible] سمجھتا کہ اس شاندار فتح کو جسکے سپاہ دنیا بھر میں شجاع ترین ہیں کیوں پانچ دن یہاں بیکار بٹھا رکھا گیا ہے حالانکہ اسوقت تک اوسکو لاریسا پہونچنا چاہیے تھا ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس توقف کو خود سلطان المعظم نے بھی بلاشک و شبہ ناپسند کیا تھا ۔ [illegible] غازی عثمان پاشا کو ادہم کی جگہ لینے کے لئے سالونیکا روانہ کیا تھا ۔ اور مسلمہ یقینی امر ہے کہ [illegible] کی پیشقدمی اور عین بروقت فتح تھسلی نے بھی ادہم پاشا کو بدنامی اور ذلت سے بچا لیا تھا ۔ اگر ایسا وقوع میں نہ آتا تو وہ ضرور [illegible] معزول کر دیے جاتے ۔ ٹرانسپورٹ کی مسلمہ و بدیہی دقتوں اور مشکلات کے علاوہ اس توقف کی اگر کوئی اور چیز بھی باعث تھی تو وہ ادہم پاشا کی بدرجہ غایت احتیاط تھی ۔ وہ پرانی طرز کا فوجی افسر پایا جاتا تھا ۔ دیگر با آئینہ محتاط اور سوچ سمجھ کر چلنے والا جنگی ماہر بھی ہے ۔ اور کوئی کارروائی کرنے سے پہلے اس امر کا بخوبی پورا پورا اطمینان کر لینا چاہتا ہے ۔ کہ ہر چیز اپنے اپنے موقعہ پر بالکل ٹھیک اور درست ہے ۔ اس سریع اجتماع افواج اور اچانک و خطرناک دھاوؤں اور ضربات کے زمانہ میں ایسی سست رفتاری کے مستحسن ہونے میں تو کوئی کلام ہی نہیں ۔ اور کسی مستعد اور دلیر جنرل کے مقابلہ میں جسکے پاس سپاہ بھی متعدد ہو اوسکا ناکامیاب ثابت ہونا بھی امکان میں داخل ہے ۔ ادہم پاشا کی تدبیر اوس کی عملی کارروائی سے بہتر ہے

مشیروں کی چپقلش

[illegible] کارروائی کو [illegible] اور توقف کا باعث جو امر [illegible] میں صاف ظاہر ہو گئے تھے خود مشیر کے کسی ذاتی کوتاہی کے بجائے زیادہ تر اوس کے

استعمت افسروں مثلاً جنرلان ڈویژن کے عیوب ہیں ۔ تمام غیر ترک مشاہدہ کنندگان کی عام رائے تھی کہ ادہم پاشا کی فوج کے ماتحت جنیل کم لیاقت تھے ۔ اور اپنے فرائض کے حسب حال قابلیت نہ رکھتے تھے مسٹر جی اے سٹیونس[1] اخبار ڈیلی میل کے قابل نگار نے ایک مراسلت میں جو ۱۱ جون کے اخبار میں شائع ہوئی ۔ اپنی رائے حسب ذیل ظاہر کی ہے "ترک دنیا بھر میں بہترین سپاہی اور بدترین افسر رکھتے ہیں ترکی سپاہی رستم صفت متحمل و صبور ناسور سے ناسور اور شیر دل سے شیر دل شجاع ایسے بیخوف اور فرشتوں ایسے مطیع و منقاد اور با انتظام و تربیت یافتہ ہیں ۔ وہ اپنے افسر کی ایسی اطاعت کرتے ہیں جیسے کہ نیک لڑکے استاد یا والدین کی ۔ اگر افسر نے اونہیں صرف یہ کلمہ مطلق فونہ (ہاتھ نہ لگانا) کہدیا ہو تو سپاہی خواہ بھوک سے بیتاب ہو رہے ہوں نانبائیوں کے بازار میں سے کسی دکان کیطرف نظر اوٹھا کر دیکھنے کے بغیر چپ چاپ گزر جائینگے ۔ البانوی ترکی سپاہیوں سے بہت مختلف ہیں وہ اونسے نسبتاً پست قامت اور زیادہ پاکیزہ و ستھرے ہوتے ہیں اونکی تیزی فہم اور مزاج کی سرکشی کی کوئی حد و نہایت نہیں ۔ مگر ترکوں دیسی ترکی سپاہیوں اکی قوت یا کیفیت ہے کہ اوسی حالت میں جس میں کہ وہ اب ہیں بغیر کسی مزید تعلیم و تربیت کے اچھے افسر اون سے دنیا میں جو کام چاہیں سر انجام کرسکتے ہیں ۔ مگر افسوس اچھے افسروں کی ہی انہیں کمی ہے ترکی افسر جاہل سست مرتشی اور عموماً بزدل ہیں ہمارے ہاں جیسے آئے نہیں ۔ اس قاعدہ کلیہ سے کئی مستثنے بھی ہیں اور جو مستثنے ہیں وہ افسری قابلیتوں میں دنیا بھر میں نظیر نہیں رکھتے اکثر افسر لکھ پڑھ نہیں سکتے ۔ اسی محض بے بہرہ اور ایسا تو مشکل کوئی ہوگا جو اپنے آدمیوں کو خود آگے ہو کر سیدھا دشمن کے مقابلہ پر لے جا سکے ۔ البتہ اشد جاہل ہر افسر کمال شجاع ہیں جو نسبتاً عمدہ و بہتر تعلیم یافتہ ہیں مگر انکی جوانمردی کا یہ عالم ہے کہ میں نے بچشم خود تقریباً دس بارہ افسروں کو آتشباری کی زد سے بھاگتے دیکھا ہے جرنیلوں بالخصوص جرنیلان ڈویژن کی حالت تو بالکل مایوسی بخش ہے ۔ وہ سرکش سست الوجود یا باہم ملکر کام کرنے کے بالکل نا قابل اور خود اپنی توپچی نرا دو سے جاہل ہیں جس حالت میں کہ اونہیں یونانیوں پر راہ مراجعت مسدود کر دینا واجب تھا مگر بہ ازیں یونانی نہ ہو بچ جاتے ہیں ۔ یہ افسر ایسے خوش ہوتے جیسے کہ خورد سال بچے کسی بڑی بھاری کامیابی پر ہوتے ہیں وہ بلا تصنع بالکل بچوں سے دشمن کو پامال کر دینے اور اوسے مراجعت پر مجبور کر دینے میں کوئی فرق تمیز نہیں کر سکتے تھے" ۔

مجھے مسٹر سٹیونس کی رائے سے جو ترکی افسروں کے حق میں بہت ہی سخت ہے اتفاق نہیں البتہ تسلیم کرتا ہوں کہ ۲۳ اپریل کی ولیبرلی (ملونا) اور ۲۸ اپریل کی فتح لارسیہ کے بعد ۳۰ اپریل کے معرکہ ولسٹنو سے پہلے اور ۶ مئی کے معرکہ ڈومو کوس میں جو [illegible] روا رکھیگئی تھیں ۔ اون میں اصلاح و ترقی کی بہت گنجائش تھی ۔ ان موقعوں پر جو غلطیاں اور توقف [illegible] اور بریگیڈی کمانڈروں کی کوتاہیاں اور فرو گذاشتوں کا نتیجہ تھے ۔ ڈومو کوس اور ولسٹنو میں قبل از وقت معرکہ آرائی ہو جانیکے متعلق یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ زمانہ کی ریپیٹنگ رائفلوں اور دور تک زد کرنے والے اسلحہ کی موجودگی میں سپاہیوں کو قابو میں رکھنا مشکل امر ہے لیکن اگر بریگیڈی اور رجمنٹی افسر قابل ہوتے تو ایسا ظہور

[1] یہ قابل ادیب اور [illegible] لارڈ کرزن کے ہمراہ ہندوستان کے حالات و عجائبات اور رسم و رواج سے اپنے اخبار کے ناظرین کو مطلع کرنے کے لیئے انگلستان سے آیا ۔ اور کئی ہفتہ رہ کر واپس گیا [illegible] جرمن سٹاف افسر [illegible] جرنیل ڈیرین کی نسبت ظاہر کی

میں نہ آتا ۔ ان دونو مقاموں پر ترکی فوج لڑائی کی نیت سے نہیں بڑھ رہی تھی ۔ صرف جمعیت عظیم اکتشافات اور دیکھ بھال کی غرض سے پیشقدمی کیگئی تھی ۔ جو پیشقدمی وہ دونو موقعوں پر افسروں کی غلطی یا ناواقفی یا بے ہوشی سے دفاعی جنگ کے حملوں کی صورت میں تبدیل ہو گئی ۔

ادہم پاشا سے مکالمہ } ترکی سٹاف اور نیز انگریزی نامہ نگاروں میں جن میں سے چار میری پہلے ہی دن ملاقات ہوئی یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا دیکھ کر کہ توقف بالکل بیجا اور نا مناسب ہے میں نے اس رات کھانے کے بعد مشیر سے ملاقات کی اور اس کے سٹاف کے کئی افسروں کے سامنے جو میری معروضات سنکر بہت ہی خوش ہوئے ادہم پاشا سے کمال دوستانہ پیرایہ میں طویل گفتگو کی ۔ میں نے مشیر موصوف کی تدبیر جنگی پر کسیطرح کی نکتہ چینی کرنیکی جرأت کرنے کی بجائے محض پولیٹیکل پہلو سے اپنے خیالات ظاہر کئے ۔ اور عرض کیا کہ توقف سے نہایت سخت خطرات کے حدوث کا اندیشہ ہے ۔ یہ درست ہے کہ بلگیریا دسرویا فی الحال خاموش ہیں مگر ضعیف سی ترغیب سے وہ اجتماع افواج پر مائل ہو سکتے ہیں اور ہر وقت دو دشمن ترکی کے برخلاف میدان میں اتر آئینگے ۔ یہ خطرہ یہیں تک محدود نہیں ایک اور دشمن بھی جو یونانی ریاستوں سے بدرجہا زیادہ خطرناک ہے تاک میں بیٹھا ہے ۔ اوسکی طرف سے کبھی اطمینان اور بیفکری نہیں ہو سکتی ۔ اور وہ اگر کسی وقت بالکل اچانک سلطنت عثمانیہ کے عین مرکز اور قلب یعنی قسطنطنیہ پر حملہ کر دے تو کسی کو تعجب نہیں ہو سکتا ۔ مزید برآں ہمدردی انسانی کا بھی یہی اقتضا ہے کہ اس محاربہ کو جو بد قسمتی سے ترکی کے گلے پڑا ہے جلد ختم کیا جائے ۔ سریع وکامل کامیابی سے دونوں فریقوں کے بہت کم آدمی ضائع ہونگے اور سپاہیوں اور باشندوں کے مصائب میں معتدبہ تخفیف ہو جائیگی ۔ میرے ان دلائل کی معقولیت اور پختگی کو ادہم پاشا نے بالکل تسلیم کیا اور کہا کہ میری بھی یہی خواہش ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو سکے محاربہ کو بسرعت فتح و نصرت پر ختم کروں ۔ اسی غرض سے میں آج بہت رات گئے اپنے سٹاف سمیت ایک نازک اور بعید موقعہ کے معائنہ کیلئے جاؤنگا تاکہ یہ اطمینان کر لوں کہ آیا تمام سامان فیصلہ کن پیشقدمی کیلئے تیار اور درست ہے ۔ اور مجھے امید ہے کہ چند دنوں میں ہم لاریسا پر قابض ہو جائینگے ۔ مشیر ممدوح کے ان ارشادات سے انکے کل سٹاف اور نیز مجھکو بے انتہا خوشی ہوئی اور جب میں پاشا موصوف کی خدمت سے رخصت ہوا ۔ تو بعد ازاں پرائیویٹ طور پر اون سب افسروں نے مشکور ہمدردی معروضات کے متعلق میرا شکریہ ادا کیا ۔ اور مجھے بڑی گرمجوشی سے مبارکباد دی ۔

ترکوں میں تکمیل ثمرات کامیابی کی ناقابلیت } ادہم پاشا پرانی طرز کے قابل جرنیل ہیں اسوقت انکی عمر ۵۵ برس کے قریب ہے ۔ وہ اعلےٰ درجہ کے جنگی شاطر و ماہر اصول حرب محتاط و باحزم لطف پرور اور کمال رحیم مزاج وانسانیت گار ہیں ۔ آنکھیں روشن و دلآویز چہرہ ہر وقت متین و سنجیدہ ۔ البتہ تبسم کیوقت اوسپر شگفتگی اور درخشانی پیدا ہو جاتی ہے ۔ بوقت تبسم اُن کی آنکھوں کی چمک اور انداز دہن میں ایک عجیب قسم کی سحر تاثیر دلفریبی پائی جاتی ہے ۔ پاشا موصوف نے اپنی رحمدلی اور اعلےٰ منتظمانہ قابلیتوں کا ثبوت

صرف عصلی ہی میں نہیں دیا۔ بلکہ زیتون کے واقعہ کے دوران میں بھی تجربی دے چکے تھے عصلی میں ان کی افواج کا چلن اور برتاؤ واقعی قابل تعریف تھا۔ اور زیتون میں تو انہوں نے بینظیر عفو اور درگذر سے کام لیا تھا۔ وہاں کے ارمنی باشندوں نے پانچسو ترکی زخمیوں کو کمال سفاکی اور بیرحمی سے تہ تیغ کیا۔ مگر اس عالی حوصلہ رحم دل سپہ سالار نے پھر بھی انکی جان بخشی کر دی۔ اگر ادہم پاشا میں کوئی نقص ہے تو وہی جو فطرتی طور پر کل ترکوں میں راسخ معلوم ہوتا ہے یعنی وہ فتح پانے پر اوس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے اور اوسکے ثمرات و نتائج کو مکمل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے بالعموم ترکی جرنیل اپنی فتحیابی کو ایسی صریح اور پے در پے ضربات سے جو دشمن کو پراگندہ ہونیکے بعد پھر سنبھلنے اور منتشر فوج کو پھر مرتب و فراہم کرنے اور اوسے حوصلہ دلانیکا موقع نہ دلانے وتیں مکمل کرنے کی قابلیت رکھتے معلوم نہیں ہوتے۔ مشہور آفاق غازی عثمان پاشا میں بھی تھا ملیونا یہی نقص موجود تھا وہ اگر ہمت کرتے تو ۲۰ ستمبر ۱۸۷۷ع کی ہیبت اور نہایت سخت ہزیمت روسیا بعد اوپر اگندہ لشکر کو دریائے ڈینیوب میں دھکیل سکتے تھے یہ غلطی ۱۸۹۷ع میں دریا لوم علاقہ میں سرزد ہوئی یعنی محمد علی پاشا کو جسنے روسیوں کو کئی موقعوں پر سخت شکستیں

سر اسٹیفن بارنٹ نے واقعات و حالات متعلقہ پر بالمیان خاطر اور بحجی سے غور کرنے کے بعد یہ رائے قائم نہیں کی۔ اور غالباً مسٹر سیموئیل کی رائے سے متاثر ہو کر یہ الفاظ لکھدئے ہیں کہ غازی عثمان روسیوں کی ہزیمت سے فائدہ اٹھا کر اونہیں دریا پار اسلئے نہیں بھگا سکے تھے کہ انہوں نے تکمیل فتح کی کوشش ہی نہ کی تھی۔ یا کرنا نہ جانتے تھے یا قابلیت نہ رکھتے تھے۔ بلکہ محض اسلئے کہ اس کام کیلئے اون کے پاس کافی فوج نہ تھی۔ اون کی فوج صرف پلیونا پر رہ کر دشمن کے حملوں کے روکنے کیلئے کفایت کر سکتی تھی مگر پھر بھی غازی ممدوح نے کوشش کرنے سے دریغ نہ کیا تھا لیکن جیسا کہ پہلے سے ہی ظاہر تھا اونکو جارحانہ کارروائی میں کامیابی نہ ہوئی۔ اس مسئلہ پر مسٹر ہربرٹ نے محاربات پلیونا میں مفصل بحث کی ہے۔ غالباً اس جوانمرد عیسائی مجاہد اسلام و معاون عثمانیان کی کتاب سر موصوف کی نظر سے نہیں گذری۔ ورنہ وہ غازی عثمان پر یہ الزام نہ لگاتے۔ محاربہ یونان میں بھی دشمن کی ہزیمت سے بالعموم پورا فائدہ نہ اٹھانیکی وجہ نا قابلیت نہ تھی۔ بلکہ ترکوں کی عالی ظرفانہ درگذر اور چند مشکل اسباب جو یونانیوں کو بالکل پامال کر دینے سے مانع تھے۔ اور ہیر غنیم کی کمال بے بضاعتی۔ ایسا کئی دفعہ ہوا۔ کہ یونانیوں نے یونانیوں کا صرف پتھروں سے مقابلہ کیا۔ اور ایسا کرنے وقت یہ کہا کہ ایسے نا مردوں پر بندوقیں چلانا مردانگی کے خلاف اور کارتوسوں کو مفت برباد کرنا ہے۔ یہ زندہ و مردہ یکساں ہیں۔ پھر ان کو ہلاک کرنے سے کیا فائدہ۔ پتھروں سے انکو پسپا کر دینا ہی کافی ہے۔ بعض ترکی افسروں سے بیشک چند غلطیاں سرزد ہوئیں مگر یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ہمیشہ کا تجربہ ہے۔ ہونا بھی ممکن نہیں ہو سکتا اور انسانی طاقت کے دائرہ سے خارج ہے۔

تاریخ سر اسٹیفن بارنٹ کے اس بیان کی بھی تائید نہیں کرتی۔ یہ درست ہے کہ محمد علی کو چند فتوحات حاصل ہوئی نہیں۔ مگر جب وہ علاقہ لوم سے بلایا گیا تھا۔ اسوقت سے چند یوم پہلے وہ ولیعہد روسیہ کی فوج کے مقابلہ پر ستمبر کے تیسرے ہفتہ میں صریح ناکام رہا تھا بلکہ شکست یاب ہوا تھا۔ چنانچہ جنگ روم و روس کے مورخ نے اوسکی نسبت اس موقعہ پر یہ الفاظ تحریر کئے ہیں کہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ جن امیدوں اور توقعوں کے ساتھ اوسے موسم گرما میں سپہ سالاری کا عہدہ عطا کیا گیا تھا۔ وہ بالکل پوری نہ ہوئیں۔

دی تھیں یعنی اوسوقت جبکہ وہ دلیعہد روسیہ (جو بعد میں نار اسکندر ثالث ہوا) کی فوج پر آخری قطعی فیصلہ کن حملہ کرکے اوسے بالکل وجوہ نیست و نابود کرنیوالا تھا۔ واپس بلا لیا گیا اور اس کی جگہ ایک ایسا نو سالخوردہ پاشا کو بھیجدیا گیا جسنے محمد علی کے بعد پھر ایکدفعہ بھی جارحانہ حرکت نکی۔ غالباً فواد پاشا ہی جس نے تنہا ترکی جرنیل نے دسمبر ۱۸۷۷ء میں مقام بلینا ایک سالم روسی بریگیڈ کو اسیر جنگ بنا لیا تھا ایک ایسا ترکی افسر ہے جسنے اپنے آپ کو جارحانہ کارروائی کیلئے نہایت مستعد اور زور آور ثابت کیا ہے۔ اگر یونانی فوج کا جبکہ وہ ۱۵ اپریل کو لاریسہ سے سراسیمہ بھاگی تھی۔ لگاتار مستعدی کے ساتھ تعاقب کیا جاتا۔ تو وہ پھر باانتظام اور باترتیب جماعت نہ رہجاتی۔ اقدام مذکور سے بعد چار ہزار یا اس سے زیادہ جو بہادر و شجاع عثمانیہ سپاہی شہید و مجروح ہوئے۔ وہ نہ ہوتے۔

ترکی کوارٹر جنرل (ارکان حرب) میں چند اعلےٰ درجہ کے ایسے افسر موجود ہیں کہ یورپ کی کوئی فوج نہیں جو اون کی موجودگی پر فخر نہ کرے۔ انہیں اکثر نے جرمنی میں جنگی تعلیم پائی ہے اور جرمن بولتے ہیں۔ اسیوجہ سے یہ عام خیال جو غلط محض تھا عام طور پر پھیل گیا تھا۔ کہ بہت سے جرمن افسر ترکی فوج کے ساتھ تھے۔ حالانکہ صرف ایک جرمن افسر گریکوف پاشا ہونیوالا ہی تھا سپاہی ہے فوج مذکور کے ساتھ تھا۔ اور وہ بھی صرف سات دن رہکر مجھسے پہلے واپس چلا گیا تھا۔ اور یہ عرصہ بھی اسنے ہیڈ کوارٹر میں بسر کیا تھا۔ سیف اللہ پاشا۔ مصطفےٰ نالق بک۔ ثابت بک۔ حسن بک۔ نجیب بک۔ انور بک اور رضا پاشا جو آرٹلری کا کمانڈر ہے نہایت لائق اور اعلےٰ تربیت یافتہ افسر ہیں بالخصوص سیف اللہ پاشا نے میدان جنگ میں فوجی کارروائیونکی ہدایت و رہنمائی کرنے اور کوچ کے وقت نظام و باقاعدگی قائم رکھنے میں نہایت مستعدی و قابل تعریف سے کام دیا۔ ترکی سپاہیونکی نیک چلنی خوش اطواری اور صفت فرمانبرداری کی میں بڑے زور سے شہادت دیتا ہوں جیسے اور پھر ایک انگریز نامہ نگار نے جو ادہم پاشا کی فوج کے ساتھ تھا اپنے دستخط کرکے ایک طویل ٹیلیگرام سر فلپ کری انگریزی سفیر متعینہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) ولیعہد روسیہ کو فوج کے برخلاف گو اسنے شروع شروع میں کامیابی ہوئی۔ مگر آخر میں وہ کامل ناکامی ہوئی۔ اور نہ اوسنے عثمان پاشا کو مقام پلیونا اور نہ سلیمان پاشا کو مقام وردہ پشکا کسیطرح کی مدد پہونچائی " اس سرزولف سے کچھ عرصہ بعد وہ صوفیا کی ترکی فوج کا کمانڈر بنایا گیا اور سلیمان پاشا نے اوسے بحیثیت سپہ سالار حکم بھیجا تھا کہ الفیا کے حملہ میں فواد پاشا کی اسطرحسے مدد کرے کہ اپنی جگہ سے وہ بھی روسیوں پر حملہ کردے مگر اوسنے اس حکم کی تعمیل نکی۔ اور اس عدم تعمیل کیوجہ سے سلیمان پاشا اور اوسکے نائب فواد پاشا کو نہایت جوانمردی اور قابل تعریف تدبیر سے الفیا کو ہاتھ سے نہ جانے دینے سے پہر نوجوان بعد بتاریخ ۱۳۔ دسمبر ۱۸۷۷ء چھوڑ دینا پڑا۔ اور روسی اوس اہم مقام پر جو بلقان کے وسط میں واقع ہے۔ مدہ بانہ قابض ہوگئے مصطفےٰ کامل آفندی مورخ جنگ روم و یونان محمد علی کو جنگ روم و روس کی اکثر تباہیونکا موجب بتاتا ہے۔ اور سٹر ہنٹ نے بھی اوسکی نسبت اچھی رائے ظاہر نہیں کی۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا سٹر شپیلڈ ایسے واقفکار اور باخبر سے ایسی اہم غلط بیانی کسطرح سرزد ہوگئی ہے۔ محمد علی جرمن الاصل تھا۔ وہ اپنے ملک سے چھوٹی عمر میں بھاگ آیا۔ اور کئی دریائی سفر کرنیکے بعد قسطنطنیہ میں آکر مسلمان ہوگیا۔ اوسکے حالات محاربات پلیونا کے کسی صفحہ میں درج ہیں

سلطانیہ ہم اوسے ...۔ فواد پاشا نے سالم روسی بریگیڈ کو اسیر نہیں کر لیا تھا۔ بلکہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کر دیا تھا۔ ہاں یہ درست ہے

قسطنطنیہ کو بھیجا جسمیں ہم نے عساکر عثمانیہ کی قابل تعریف نیک کرداری اور خوش چلنی کی کامل تصدیق کرکے خونریزی وقتال اور تاخت وتاراج کے ان الزامات کی جو یونانی اس طرح پر اندھا دھند لگا رہے تھے پوری تردید وتکذیب کی۔ لاریسا کے فتح ہونے پر تین سرکردہ ترکی افسر سیف اللہ پاشا۔ مصطفیٰ ناظق بک اور نجیب بک ساری رات خاص پہرے دل دیکھ بھال کیلئے شہر میں صرف اسلیئے گشت کرتے رہے کہ کہیں کوئی واردات تاخت وتاراج کی نہ ہو۔ ادہم پاشا نے شہر میں داخل ہوتے ہی تمام عیسوی معابد پر پہرے بٹھا دیئے کہ کوئی انہیں خفیف سا نقصان بھی نہ پہونچا سکے اور نہ انکی کوئی بے حرمتی ہو سکے۔

شیر کے پاس سے واپس آکر جب میں نے اپنے دوست نامہ نگاروں کو علی الصباح تیار ہو جانیکی تاکید کی تو وہ سب کے سب کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ انکو سابقہ تجربے سے ترکی حرکات عسکریہ میں کمال احتیاط اور سست کاری مد نظر رکھے جانیکا کامل یقین ہو چکا تھا اور وہ جانتے تھے کہ بہت سویرے کبھی کوچ نہیں ہوگا۔ تاہم میں نے خدام کو ٹھیک پانچ بجے صبح کیوقت بیدار کر دینے کا حکم دیدیا۔ اور پھر اپنی دن بھر کی کارروائی پر خوش وخرم خوابگاہ کو چلا گیا۔

تھسلی میں داخل ہونا

ہم دوسرے دن صبح کے چھ بجے تیار ہو گئے۔ مگر ترکی ہیڈ کوارٹر چھ بجے کے قریب ملونا کیطرف روانہ ہوا جس سے نامہ نگاروں کے قیاس اور رائے کی معقول تصدیق ہو گئی۔ ادہم پاشا بہت رات گئے دیکھ بھال کو گئے تھے۔ اور یہ امر انکو دیر کیے چلنے کی معقول وجہ ہو سکتا تھا۔ ہم آہستہ آہستہ فراخ و ہموار سڑک پر کول (درہ) کیطرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہوا کے پروں پر سوار گاہ بگاہ گولہ باری کی آواز سنائی دیتی رہی۔ مگر آتشباری باقاعدہ نہ تھی۔ کبھی کبھی کوئی گولہ چل رہا تھا۔ سڑک صرف پہاڑ کے نیچے قریب جاکر بلند ہونی شروع ہوتی ہے۔ جہاں وہ یکبارگی بالکل عمودی شکل میں تقریباً نو سو فیٹ کے طول میں کول ڈی ملونا کے مشہور درہ کی چوٹی تک بلند ہو گئی ہے۔ سڑک کا جو حصہ درہ کو جاتا ہے وہ بہت ہی خراب حالت میں تھا۔ اور کئی جگہ گھوڑوں تک کیلئے اس پر سے گذرنا تقریباً محال تھا۔ راستہ میں ہمیں ایک باتری ملی جنکی ہر ایک توپ کو گھوڑوں کے علاوہ پچاس پچاس آدمی اور کھینچ رہے تھے۔ کچھ سپاہی آگے سے کھینچتے اور کچھ پیچھے سے دھکیل کر ایک ایک ہلہ میں توپ کو تیس تیس گز اوپر چڑھا رہے تھے۔ اور جسطرح ملاح لنگر اٹھانے کیوقت کرتے ہیں ہر دفعہ زور لگاتے وقت باہم بلند نعرے لگاتے جاتے تھے۔ چوٹی پر پہونچتے ہی ہمیں پہلی مرتبہ جدال وقتال کے ہولناک نتائج وثمرات کی علامتیں تین سخت مجروح سپاہیوں کی شکل میں دکھائی دیں۔ ان کو ہسپتالی خیمہ میں جو درہ کے ایکطرف نصب تھے پہونچایا جا رہا تھا۔ انمیں سے ایک کیطرف تو دیکھا نہیں جاسکتا تھا۔ شل کے ٹکڑے سے اوسکا نچلا جبڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہوا تھا۔ جس سے چہرہ بالکل اینٹھ گیا تھا اور شدت سخت جسمانی تکلیف کا پتہ دے رہا تھا۔ دوسرے کے پھیپھڑے میں گولی لگی تھی۔ وہ ہشاش بشاش نظر آتا تھا مگر چہرہ پر مردنی چھا رہی تھی۔ تیسرے کی دونو رانوں میں سے گولی نکل گئی تھی وہ اس صبر کر میں جو درد اسکو ہو رہا تھا مجروح لیٹے تھے۔ چونکہ وہ چلنے سے عاجز ہو گیا تھا اوسکو پانو پر ڈال کر اوپر لائے تھے۔ جب آدمی نیچے اتارنیکو تیار ہوئے اور اٹھایا گیا تو سخت درد ہوا۔ اسپتال میں مجروحین کیلیئے عمدہ بستر اور کافی ڈاکٹر وخادم موجود تھے۔ اس مقام پر اور یہ دوران محاربہ

دیگر سپہ سالار کو نہیں سخت مجروح ترک بھی جس صبر و تحمل اور بظاہر کسی طرح کی تکلیف یا اذیت کے بغیر لیٹے لیٹے سفر زین سوار بلکہ پا
پیادہ طے کرتے رہے وہ واقعی نہایت ہی حیرت انگیز تھا۔
مشیر ایک بہت خیمے کے سامنے جو سڑک کے دائیں ہاتھ ایک بلند چوٹی پر نصب کیا گیا تھا کھڑے ہو گئے۔ اس خیمے کے
دائیں طرف ایک اور بڑا خیمہ نامہ نگاروں اور دیگر غیر ملاقات کنندگان کیلئے نصب تھا۔ تاہم پاشا نے از راہ مروت و
عالی ظرفی اپنے لئے وہ خیمہ پسند کیا۔ جو دونوں میں چھوٹا تھا

چشمہ قرہ درہ

اس موقعہ پر کھڑے ہوتے ہی ایک عجیب کیفیت بخش منظر ہماری نظروں کے سامنے نمودار ہو گیا۔ سامنے
تاحد نظر تھسلی کا زرخیز میدان پھیلا ہوا تھا۔ دور فاصلہ میں قصبہ فرسالوس کی جھلکی سی
جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ اور دریا زیریاس (جسکا پرانا نام پورویاس تھا) کا خشک گذرگاہ فراخ و عریض برق
سڑک کیطرح میدان میں مغرب سے مشرق کو چلا جا رہا تھا۔ اس سمت کے رخ پہاڑیوں کی ایک شاخ سے مرغزار اور درختوں
کا ایک خوبصورت سبز قطعہ موضع ویلر کیطرف پھیلتا چلا گیا تھا۔ اور جانب کوہ سے شفاف پانی کا ایک چشمہ نکلتا ہوا
دکھائی دے رہا تھا۔ جو مشرق کیطرف بہتا ہوا تشنہ کام میدان میں فرحت بخش سبزی و روئیدگی کا خط کھینچ رہا تھا۔
چشمہ کے قریب ترکی بیٹریاں کھلی جگہ میں نصب تھیں۔ اور گو وہ اس وقت خاموش تھیں۔ مگر تھوڑی ہی دیر میں ان میں عجیب
ہلاکت بخش زندگی نمودار ہو جانے والی تھی۔ سامنے کے رخ دائیں ہاتھ پہاڑیوں کی ایک لمبی شاخ تقریباً عین جنوب
رویہ میدان کو بڑھتی چلی گئی تھی۔ اس شاخ کی وجہ سے ہم ترکی میمنہ کی حرکات کو نہ دیکھ سکتے تھے۔

معرکہ ماتی و ویلر

عین بائیں ہاتھ کیطرف بھی پہاڑیاں پیدا ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی تھیں۔ جنکی وجہ سے ہم ترکی میسرہ کی کاروائی
کو بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ البتہ زبانی پیام سے معلوم ہوا کہ ان میدان کیطرف جاتے ہوئے دکھائی دیتے
پیری حمدی پاشا یونانی میمنہ کو پیچھے سے جا دبوچنے کیلئے آگے بڑھا جا رہا ہے۔ یونانی توپخانہ قرہ درہ سے دو میل بجانب جنوب ایک
سنگلیل پہاڑی کے گرد جو بالکل تنہا میدان میں کھڑی تھی نصب تھا مگر جب تک انہوں نے گولہ باری شروع نہ کی۔ توپوں
کی تمیز کر سکنا مشکل کام تھا۔
ترکی فوج کی پیشقدمی کے متعلق جمعہ نہایت مبارک دن ثابت ہوا۔ اس دن دو خوب تیز لڑائیاں ہوئیں۔ ایک میں فریقین
کے توپخانوں نے دور سے باہم مبارزت کی جو یونانی اسے معرکہ ماتی پکارتے ہیں۔ دوسری ایک چھوٹے پیمانہ پر باضابطہ لڑائی تھی
جسکو ترکوں نے موضع ویلر جو عین میمنہ پر واقع تھا یونانیوں سے بزور سنگین رہا کرکے چھین لینے پر ختم کیا۔ حمدی پاشا جو ترکی
کے انتہائی میسرہ پر تھا مقام قریب سے لگاتار بڑھتا چلا آرہا تھا۔ جس نے ان یونانیوں کو جنہوں نے کوہ اولمپس کے قریب ترکی علاقہ
پر یورش کی تھی کمال شکست دیکر پسپا کر دیا تھا۔ اور اب تھسلوی میدان میں پہنچ آیا ہوا تھا۔ اس کا میسرہ دریا تک پہنچتا اور
میمنہ جو میمنہ حمدی پاشا کی فوج سے متصل تھا جمعہ کے دن لڑائی کا زیادہ حصہ اسی کو کرنا پڑا۔ اسکی کمان [illegible]

دامن سے موضع دیلیا تک پھیلی ہوئی تھی۔

محاربہ کے پہلے دور کی یہ اول فیصلہ کن لڑائی تھی۔ لاریسا اور تھسلی کے حصہ کثیر پر اسکی بدولت فی الفور قبضہ ہو گیا جن لوگوں نے ۲۳ اپریل کو معرکہ ہائے ملونا و دیلیا کو دیکھا وہ انکی قدر و منزلت اور اہمیت کو محسوس نہ کرسکے اور اگر انہیں سے کسی نے کیا تو انکی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی۔ بہر صورت یہ یقینی امر ہے کہ ترکی ہیڈ کوارٹر کو یہ علم نہ ہوا تھا کہ یونانیوں کو ان معرکوں میں کامل و اکمل ہزیمت و شکست ملی ہے ورنہ ادہم پاشا اس رات الاصونا واپس جا کر سوتے اور جو شکست خوردہ یونانی فوج کو نہایت سخت اور پامال کن تعاقب کے بغیر دریائے پینی اس سے پار ہو جاتی اور خطرہ سے بچ جانے نہ دیا جاتا۔

یونانی گڑھیوں کی تسخیر

ترکی قلب ممدوح پاشا کے زیر کمان تھا جسکا علاقہ درہ ملونا سے مغرب رویہ ان پہاڑی چوٹیوں کے برابر پھیلا ہوا تھا جو ترکی و یونانی قلمرو میں حد فاصل تھیں یہاں ۲۳ اپریل کو سخت لڑائی ہوتی تھی۔ ترک چوبیس گھنٹوں سے زیادہ عرصہ تک لگاتار لڑتے رہنے کے بعد ان سب بلندیوں کو فتح کر سکے تھے۔ پہاڑیوں کے بلند ترین کنارہ کے برابر فریقین کی گڑھیاں دوش بدوش موجود تھیں اور بعض گڑھیوں پر نہایت سخت معرکہ آرائی ہوئی تھی ایک یونانی گڑھی کا قبضہ چار دفعہ باہم منتقل ہوا۔ تین یونانی گڑھیاں جو پہاڑیوں کی چوٹی پر ملونا سے عین بجانب غرب تھیں ترکوں نے بزور سنگین فتح کیں۔ بہادر حافظ پاشا ہمیشہ اپنے سپاہیوں کو آگے آگے جاتا ہوا شہید ہوا تھا۔ ترکوں کے فقط ادن لوگوں کی تعداد جو شہید ہوئے تھے ڈیڑھ سو تھی۔ یونانیوں کا اس سے بھی زیادہ نقصان ہوا مقتولین بالعموم دفن کر دئے گئے۔ مگر بعض لاشیں سرسری طور پر پتھروں سے دبا دی گئیں۔ کیونکہ زمین نہایت سخت تھی اور گڑھے کھودنا بہت مشکل اور دقت طلب کام تھا چنانچہ کئی لاشیں پتھروں کے نیچے سے برابر نظر آرہی تھیں اور زبان حال سے جدال و محاربہ کے ہیبتناک نتائج کی تشریح و توضیح کر رہی تھیں۔

معرکۂ دیلیا

توپ کی مبارزت میں پہلا گولہ پونے دس بجے چلا۔ اور دوپہر کے پون بجے تک بلا وقفہ پیہم گولہ باری ہوتی رہی۔ ترکوں کی طرف چھ باتریاں جو اڑھائی میل کی صف میں پھیلی ہوئی تھیں مصروف کارزار تھیں یونانیوں کی طرف چار یا پانچ باتریاں تھیں جو ڈیڑھ میل کی لمبائی میں بتدریج اٹھتی ہوئی بلندیوں پر مناسب موقعوں پر نصب تھیں ترکی گولہ اندازی سے ماہر معلوم ہوتے تھے۔ ہم نے بچشم خود کئی گولے عین یونانی باتریوں پر جا کر گرتے دیکھے۔ یونانی گولہ باری کی قدر و منزلت کا اس سے اندازہ ہو جائیگا کہ تین گھنٹوں کی مسلسل آتشباری سے صرف تین ترک زخمی ہوئے۔ یونانیوں کے نقصان کا اندازہ معلوم نہیں ہو سکتا تاہم وہ ضرور بہت زیادہ ہوگا۔ یونانی افسروں کی باہمی محبت اور اخوت کے حسن واقعہ کا اخبارات میں بڑا چرچا ہوا تھا۔ وہ اسی موقعہ پر گذرا تھا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک یونانی افسر کو ترکی گولے سے مہلک زخم پہونچا تھا جبکہ وہ دم توڑ رہا تھا اسکے رفیق افسر نے ترکی گولوں کی بوچھاڑ کی کچھ پروا نہ کر کے اس کا آخری بوسہ لے لیا۔ میدان کارزار کے اس حصہ میں کسی فریق نے پیدل فوج سے حملہ کرنے کی کوئی کوشش نہ کی

معرکۂ دیلر

حیدر پاشا کے ڈویژن کے میسرہ پر بھی صبح سے ترکی توپوں اور دو یونانی بیٹریوں میں جو یونانیوں کی صف جنگ کے میمنہ پر تھیں مختصر سی توپ بازی ہوتی رہی اور اسکے ساتھ کبھی کبھی رائفل یا بندوق کی آواز بھی سنائی دیجاتی رہی مگر دوپہر تک کوئی اہم واقعہ نہ گذرا۔ ڈیڑھ بجے کے قریب دیلر کی طرف سے جدھر حیدر پاشا پیشقدمی کر کے یونانی میمنہ کے الٹ دینے کی کوشش کر رہا تھا سخت رائفل آتشباری کی آواز سنائی دی اور تقریباً دو گھنٹوں تک فریقین میں سخت لڑائی ہوتی رہی۔ باڑھ پر باڑھ چلتی رہی۔ اور ہوا ادھر کی آواز وہاں تک جہاں ہم نہایت شاندار موقعہ پر بیٹھے لڑائی کا دنگل دیکھ رہے تھے پہنچاتی رہی آتشباری تین بجے کے قریب بند ہو گئی جس سے ہم نے قیاس کر لیا کہ ترکوں نے دیلر فتح کر لیا ہے مگر واقعات مابعد سے واضح ہو گیا کہ یونانی اس وقت تک صرف ناف تک ہٹا دیئے گئے تھے۔ اور وہ ابھی گاؤں کے مغرب و جنوب کیطرف چند مکانات پر برابر قابض تھے۔ ترکی ہیڈ کوارٹر کے ساتھ جس قدر نامہ نگار تھے وہ یہ کہکر پانچ بجے سے پہلے الاصونا کو روانہ ہو گئے کہ ہم آج کے دن کی لڑائی کے حالات اپنے اپنے اخبارونکو لکھنے جاتے ہیں۔ مگر چونکہ مسٹر ... ہیتی ٹھہرے رہنے کا فیصلہ کیا۔ ہمارے ٹھہرے رہنے کی ایک وجہ یہی تھی کہ ہم نامہ نگاروں کیطرح لڑائی کے تماشے سے شکم سیر نہیں ہو گئے تھے۔ اس جلدی نہ کرنے کا ہمیں صلہ بھی ملگیا۔ وہ یہ تھا کہ ہمنے فیصلہ کن آخری ترکی حملہ کو جسنے معارکہ کے پہلے دور کو ختم کیا۔ اور تھسلی کی یونانی فوج میں قابل افسوس ابتری پھیلا کر اوسمیں سراسیمگی ڈالدی اپنی آنکھ سے معائنہ کیا چھ بجے کے قریب پھر یکبارگی رائفل آتشباری بافراط شروع ہو کر تقریباً آدھ گھنٹہ ہوتی رہی۔ بعد ازاں چند سوار دکھلائی دیئے جو خط مراجعت کی حفاظت کر رہے تھے۔ یونانی میدان میں پیچھے ہٹتے دکھائی دیئے۔ اور اسدن کی لڑائی ختم ہو گئی شام کو الاصونا واپس جا کر چند نامہ نگاروں سے ذکر کیا کہ ترکوں کی اس فتح سے یونانیوں کیلئے اپنی موجودہ پوزیشن رفیع تامستیا کو قائم رکھنا میری رائے میں ناممکن ہو گیا ہے۔ مگر اسبات کا کسیکو ذرا بھی گمان بھی نہ تھا کہ جبکہ ہم یہ باتیں کر رہے تھے۔ یونانی غزالان رم شدہ کی طرح اندھا دھند سراسیمہ وار بھاگے چلے جا رہے تھے دیلر ٹرناووس کے شمال مشرق میں دریا پینیاس کے قریب واقع ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ اس قدر کثیر التعداد فوج جیسی کہ ادہم پاشا کے ساتھ تھی۔ باسانی ٹرناووس اور نیز لاریسا کی یونانی پوزیشن کو گھیرے میں لیکر یونانی فوج کیلئے مراجعت کا راستہ بند کر سکتی تھی۔ مزید براں حیری پاشا کے ڈویژن کی پیشقدمی سے جو تمام ڈوماس سے بڑھا تھا جنوب مغرب کیطرف یونانی میسرہ کے بھی احاطہ میں آ جانیکا اندیشہ تھا پس ایسی صورت میں یونانی جرنیل دیلر کے فتح ہو جانے پر پسپا ہو جانے میں بالکل درست چال چلے تھے۔ اسوجہ سے لاریسا کو چھوڑ دینا بھی بالکل درست تھا۔ کیونکہ اب اس کی حفاظت بکامیابی نہیں کیجا سکتی تھی اگر حفاظت کی کوشش کیجاتی تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ شہر کی کل محافظ فوج ترکوں کے ہاتھ اسیر ہو جاتی اور غالباً شہر بھی گولہ باری سے منہدم ہو جاتا۔ لیکن ٹرناووس کی شکست پر ۲۳ اپریل کی رات کو جو بیشرمانہ اور ذلت بخش بھاگڑ ہوئی اور نیز اس پاگلا دہشت انگیز کیلئے جو ۲۴ اپریل کو بمقام لاریسا پھیلی۔ اور کل فوج مع اکثر باشندوں کے دفعۃً بھاگ گئی۔ کوئی وجہ پیش نہیں کیجا سکتی مگر جیسے ہی یونانیوں کی یہ بیہودہ دہشت اور بیتکی حیرت انگیز تھی۔ ویسی ہی ترکی ہیڈ کوارٹر کا یونانی بھاگڑ سے بیخبر محض ہونا

اور تعاقب مردانہ کی مطلقاً کوئی کوشش نہ کیا جانا بھی کچھ کم حیرت انگیز نہ تھا۔ حتیٰ کہ اگر وہاں بیک وقت عزم مردانہ اور با اختیار ہونا قابل تعریف استعداد ہوتے کام میں لیا تو تھسلی کے دار الخلافہ کی طرف عساکر عثمانیہ کے بڑھنے سے پیشتر لاریسہ، جہوہ اور پانچ دن درہ ملونا کے قریب جو واقعات ہوئے ضائع کئے جاتے۔

ارنوطا و فتوری

اسی دن پہاڑی سوسو کی تری کی طرف سے بھی جو ہمارے داہنے ہاتھ تھی سخت آتشباری کی آواز سنائی دیتی رہی۔ یہ بلند اور دشوار گذار پہاڑی ملونا سے پانچ میل کے فاصلہ پر بجانب مغرب واقع ہے۔ یونانی اس کی چوٹی پر قابض تھے۔ اور ان کو وہاں سے ہٹانے کی کئی کوششیں ناکام ہو چکی تھیں۔ پہاڑی مذکورہ بظاہر ناقابل تسخیر نظر آتی تھی۔ ۱۹ اپریل کو ترکی فوج پیدل اور یونانیوں میں سارا دن سخت آتشباری ہوتی رہی۔ ترک پہاڑی کی مشرقی جانب کے ڈھلوان سے چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے تھے۔ اور یونانی چوٹی پر تھے۔ ترک انہیں نکال سکتے تھے اور نہ پیچھے ہٹنا چاہتے تھے۔ سہ پہر کو ایک واقعہ پیش آیا کہ ارنوطوں کی [illegible] نے ادہم پاشا سے خاص طور پر اجازت چاہی کہ پہاڑی کو تن تنہا فتح کرنے اور اسپر بطور خود حملہ کرنیکی اجازت [illegible] اور چونکہ یہ لوگ پہاڑی سرحد کے باشندے ہیں بڑے مشتاق ہیں [illegible] چنانچہ اس مہم میں ضرور کامیاب ہو جاتے مگر [illegible] اس [illegible] کی ضرورت نہ پڑی۔ اپنی باقی فوج کے میدان کو ہٹ جانے کی وجہ سے یونانیوں نے رات ہی کو خود بخود پہاڑی کو ترک کر کے چھوڑ دیا۔ ادہم پاشا کی [illegible] تھا۔ ملونا شام [illegible] ملونا کے سامنے کے علاقہ میں [illegible] سخت معرکہ آرائی ہوئی ہم اس کی [illegible] کی طرح [illegible] کی وجہ سے راتوں کی آتشباری کی آواز نہ سن سکے۔

مسٹر ولیم ہیچ رسل[1] نے اس واقعہ کے بعد جو [illegible] قصبہ [illegible] سا دو دکا [illegible] تھا۔ غالباً پھر کسی شخص کو لڑائی کے ہر ایک پہلو اور حالات کے دیکھنے کا ویسا عمدہ موقعہ نہیں ملا جیسا کہ ان لوگوں کو حاصل تھا۔ جو مشیر ادہم پاشا کے ساتھ درہ ملونا کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ لڑائی کا کل منظر نقشہ کی طرح ہماری آنکھوں کے سامنے کھچا ہوا تھا۔ اور اگرچہ ترکی توپیں چھ سات میل کے فاصلہ پر تھیں مگر ہم کل آتشباری کو اچھی طرح سے دیکھ سکتے تھے ہوا ایسی شفاف اور صاف تھی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ توپیں صرف ایک میل کے فاصلہ پر ہیں۔ توپوں کے چلنے کے بعد جو دھواں انکے منہ سے نکلتا تھا۔ اسکی گرج۔ اور یونانی و ترکی گولوں کے پھٹنے سے جو گرد و غبار اور دھواں اٹھتا تھا۔ اسے ہم بخوبی دیکھا اور سن سکتے تھے۔

ترکی سپاہیوں کے بے نظیر جنگی و اخلاقی اوصاف

آج ہم نے دیکھے کئی مجروح عجیب و غریب [illegible] پر لائے گئے۔ ان جانوروں کی یہ حیثیں عجیب قسم کی تھیں اور ان کی بوجہ بھی عجیب گوناگوں قسم و ہیئت کے تھے۔ ان مردہ اور قریب المرگ انسانوں کے مشاہدہ سے مجاہد کا

۱؎ ولیم ہاورڈ رسل پہلا اخباری نامہ نگار ہے جو میدان جنگ کو گیا۔ یہ ٹائمز کا نامہ نگار ہو کر محاربہ کریمیا میں شامل ہوا تھا۔ اور انگریزی کیمپ کی بد انتظامی، فوجی حالات اور مصائب کے چشم کشا حالات تحریر کر کے تمام پبلک کو اس طرف متوجہ کر دیا تھا۔ [illegible] لڑائی [illegible] فرانس کے [illegible] تھی

تاریک اور نیم بیابانی بھی شدہ دہ جاتی سے سامنے جو اس خمسہ کی سامنے نمودار ہو جاتا تھا ہم صبور و متحمل سپاہیوں کی میل وریل
لینی قطار وں کے پاس سے جو کو ندہ و ماندہ آبلہ پا بھاری بھاری بوجھ اوٹھائے ہوتے تھے بار ہا گذرے۔ مگر کبھی کسی کو اُف کرتے یا پیٹھ
پھیر کر واپس جاتے نہ دیکھا۔ بیشک دنیا بھر میں کوئی سپاہی ترکی سپاہیوں ایسے صابر جفاکش اور بہادر نہیں ہیں۔ ترکی سپاہی کی
خوراک دیکھو تو وہ محض لقمۂ تر پر گذارہ کر رہا ہے۔ یہ معلوم ہونے پر تم حیران رہجاؤ گے منزل کیسی ہی لمبی سے لمبی ہو وہ برابر بڑھتا چلا جائیگا
کبھی پیچھو دیسے وریغ نہیں اور خطرناک سے خطرناک موقع پر اوسے کھڑا کر دو اسکے قدم کبھی نہ ڈگمگائینگے۔ ترکی سپاہی کمال درجہ صابر
سو است رو سادہ مزاج۔ جاندار اور ایسے بہادر ہیں کہ اونکی بہادری حد نہایت سے بھی تجاوز کر گئی ہوئی ہے۔ قراقیر یا الاصونا کی
سڑک پر جو اسی میل سے زیادہ طویل ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ سپاہی گذرے مگر ایک فرد سے بھی کوئی نامناسب حرکت سرزد نہیں ہوئی سبب
کا عدیہ ایسا شائستہ رہا کہ یورپین فوج کا بھی غالبًا ویسا اچھا نہ پایا جاتا۔ یونانی خاندان بدستور بہن لوگان الاصونا میں مقیم رہے
کسی نے اونکی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ اونکے بچے بلا خوف وخطر سپاہیوں میں کھیلنے کو دتے رہتے۔ تمام نامہ نگار بڑے زور اور گرمجوشی
کیساتھ ترکی سپاہیوں کی شجاعانہ بہادری اور ناقابل تعریف جفاکشی اور تحمل کے معترف تھے۔ ان نامہ نگاروں میں سے پانچ انگریزی اخبار
کے نامہ نگار تھے۔ ان نامہ نگاروں ہی نہیں بلکہ ہر یورپین نے جسنے ترکوں کو کسی محاربہ میں دیکھا یہی رائے ظاہر کی ہے۔ اونکے اعلیٰ جنگی اوصاف
اور بینظیر خوش اطواری کی جیسی زبردست اور بیمثالانہ شہادت مسٹر آرچیبلڈ فوربس نے دی ہے ویسی اور کوئی نہیں دیسکا۔ یہ فاضل
ادیب اور قابل تاریخ نگار سنہ ۱۸۷۷ء کی محاربہ روم و روس میں صوبجات بلگیریا و سیلیا میں روسیوں کے ساتھ رہا تھا۔ یہ امر واقعی
نہایت ہی قابل افسوس ہے کہ ترکی سپاہیوں کے بدنام کرنیوالوں نے کبھی اونہیں دیکھا نہیں جسطرح ہم اونہیں مقدونیا اور تھسلی
میں دیکھ چکے ہیں۔ اگر ان الزام دہندگان نے بھی کبھی اونکو اسطرح دیکھا ہوتا۔ تو ترکونکے بدخواہ نہ ہو کر ہیتے۔

مسٹر آرچیبلڈ فوربس مشہور فوجی نامہ نگار نے نومبر سنہ ۱۸۷۷ء کے رسالہ نائینٹینتھ سنچری (انیسویں صدی) کے صفحات ۷۷۵ و ۷۷۶
پر ترکی سپاہی کی نیک چلنی اور اوصاف مردانہ کی نسبت حسب ذیل شہادت تحریر کی تھی "دریا ادلم سے لیکر دریا وڈنک اور ڈینیوب
سے لیکر بلقان تک میں نے تمام سفروں میں کسی شخص کو یہ شکایت کرتے نہ سنا کہ اوسے سپاہیانہ گذشتہ کے واقعات کی بدولت ترکوں
کے ہاتھ سے نقصان پہونچایا گیا تھا۔ حالانکہ اس بارہ میں میں نے نہایت جدوجہد اور تگ ودو سے تفتیش و تحقیقات کی میں نے کسی مرد
کو تلوار وں سے زخم خوردہ نہ پایا۔ نہ کسی عورت کے بے حرمت ہونیکی داستان سنی میں اپنے سابقہ تجربات کی بنا پر بوثوق سے کہہ سکتا
ہوں کہ اگر کسی عورت کیساتھ ناجائز سلوک کیا گیا ہوتا۔ تو وہ بلا تکلف اپنا ماجرا بیان کر دیتی۔ ہر بلغاری کسان کے کھیت

سامنے بیان کی سرگذشت سے اتفاق نہیں جنکی سپاہی کی خود پرداخت میں خواہ کیسا ہی تغافل برتا جائے۔ مگر اس کی غذا کا خاص خیال رکھا جاتا ہے
اور حتی الامکان اوسے کبھی فاقہ نہیں کرنے دیا جاتا۔ ہاں اونکی طبعی سادگی اور جارحانہ طرز پرورش کی وجہ سے اوسکے لئے باورچیوں اور کھانے کا کوئی لمبا چوڑا اہتمام
اور سامانات نہیں کرنا پڑتا۔ اور اپنی تعداد کو بڑھانے کیلئے شہر کی خدمت اور ہمراہ کا نہ پس ساتھ رکھنے کی احتیاج نہیں ہوتی ہے۔ اس جادہ نگار نے مسجد
قوقاکا سفر ...... بکی اور ... کے موجبات متعلقات اور نظارہ محافظت عثمانیہ کے خارجیہ تعلقات اور دیگر اہم مسائل پر بھی کچھ تو خیالات کے متعلق حال میں ایک ضخیم کتاب شائع کی ہے

میں اونکا پچھلے برس کا بھوسہ برابر موجود ہے۔ اور اونکی مکانات کی چھتوں کا پھوس بتا رہا ہے کہ وہ تازہ نہیں بلکہ برسوں کا پرانا ہے۔ دو سالہ بچھوٹے مال اور اونکے شیرخوار بچے کے ساتھ مرغزاروں میں چرتے دکھائی دیتے رہے ہیں۔ اور بلغاریوں کی بیلوں اور مواشی کی شکل و شباہت بتا رہی ہے کہ وہ بچپنہ عمر کے ہیں۔ اور اونکی بیویوں کے پانی بھرنیکے مٹی کے برتنوں کی شکل صورت بتا رہی ہے کہ وہ کئی برسوں سے استعمال میں آرہے ہیں۔ صرف دیہات کے رہنے والے بلغاریوں کے متعلقات اور املاک اور اطلاک ہی اس بات کا ثبوت نہیں دے رہے کہ اونکی معاشرت میں کسیطرح کا دخل نہیں پایا گیا۔ اور اونکے مال و اسباب کو کسی نے تاخت و تاراج نہیں کیا بلکہ شہری آبادی کے متعلقات سے بھی صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اونکو کسیطرح کی اذیت نہیں پہونچائی گئی“

باوجود دیگر ترکی کو سخت سے سخت اشتعال ملنے کے باوجود۔ اور باوجود اس امر کے کہ روس نے بظاہر محض بلغاریوں کی خاطر اعلان جنگ کیا تھا۔ اور انہی کی حمایت کا بہانہ کرکے ترکی پر حملہ کیا تھا۔ اور ترکی سلطنت کو معدوم کرنیکی کوشش کر رہا تھا۔ نیز اس عام معلوم امر واقع کے باوجود کہ روسی گماشتے کئی سال سے بلغاریا کے عیسائی رعایا سے بغاوت کرانے کیلئے اپنی طرف سے کوئی کوشش باقی نہ رکھ رہے تھے۔ باوصف ان سب باتوں کے ۱۸۷۷ء میں ترکی آبادی یا ترک باقاعدہ سپاہیوں کی طرف سے بلقان کے شمالی علاقہ میں [illegible] یا قتل سے کہ تاخت و تاراج تک کے ایک واحد واقعہ کا بھی ارتکاب نہ ہوا۔ اور وہ برابر کمال ضبط و تحمل سے کام لیتے رہے۔ مگر جب پانی سر سے گزر گیا۔ اور کہیں مسلمان آبادی پر بلغاری عیسائیوں اور کاسکوں کی سفاکی اور سیاہکاری حد برداشت سے تجاوز کر گئی۔ اور ترکوں کو کافی سے کافی اشتعال مل چکے۔ تو پھر آخر اوس وقت انہوں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دینا شروع کر دیا۔

جنگ کا اعلان اپریل ۱۸۷۷ء میں ہوا۔ کل بلگیریا ترکی سپاہ سے بھرپڑا تھا۔ اور بظاہر کل معاملہ کے بیچ بلغاری ہی باعث و موجب تھے۔ تاہم ناگفتنی ترکوں نے اونکو کسیطرح کی اذیت نہ پہونچائی۔ کچھ عرصہ بعد روسی ڈینیوب عبور کرکے لڑائی شروع ہو گئی۔ ترک پیچھے دھکیل دئیے گئے۔ اور بظاہر حال ترک بازی بالکل ہار بیٹھے۔ مگر پھر بھی مسلمانوں نے کوئی بدبرتی نہ کی۔ بلغاری عورتوں اور بچوں سے کوئی بدسلوکی نہ کی گئی۔ سلمہ بلغاری مردوں سے کسیطرح کا تعرض نہ کیا گیا۔ الغرض جیسے [illegible] رہے تھے ویسے ہی چھوڑ دئے گئے۔ اور ایک واحد عیسائی پر بھی جبر نہ کیا گیا۔ اس بارہ میں مسٹر آرچی بالڈ فوربس کی شہادت سے بڑھکر کسکی شہادت مستند ہو سکتی ہے۔ وہ تذکرہ صدر رسالہ کے صفحات [illegible] پر حسب ذیل تحریر کرتے ہیں:

”جب ترکیوں نے ڈینیوب کے جنوبی کنارہ پر اپنے قدم جما لیے۔ تو ترکی سپاہی بالکل چپ چاپ کسی بلغاری مکان کے سامنے کے درخت کی شہنی تک نہیں خفیف ترین حرکت تک ارتکاب کرنے کے بغیر شہرا کو خالی کر گئے۔ اونکے اونکی بھاری [illegible] کے رہلکار دل کسیطرح کسی نوع سے بھی ناشائستہ یا بیجا فعل کے مرتکب ہونیکے بغیر اپنے سیدھے چلے گئے ہوئے تھے۔ نیز جب جدا شدہ سپاہیوں کے دستے کسانوں کی بستیوں میں سے گزرتے ہوئے پیچھے ہٹے۔ مگر کسی سپاہی نے کسی بلغاری کی ایک مرغی تک چھو لینے یا نوبت یا بجز ایک سیب تک لینے کا ارتکاب نہ کیا۔ ٹھیک ترکی فوج کئی دن قصبہ [illegible] کے گرد

روانہ ہوئی اور جان نثار اوسکے عقب و سمت میں کلمہ باقاعدہ سپاہی تھے۔ مگر اہالی شہر کو ذرہ بھر جسمانی یا مالی تکلیف نہ پہونچی چنانچہ سے جب ترکی فوج لوم کو پسپا ہوئی۔ تو بغرض مراجعت کے تمام راستہ میں بھی بلغاریوں کو بال برابر ضرر نہ پہونچا۔ روسیوں کی شیفتگی پر جب ترکی باشندوں کو ٹرنووا کو چھوڑ گئے۔ اور اوسکے بعد ترکی سپاہ وہاں سے بھاگ گئی۔ تو ایسا کرتے وقت مسلمان باشندوں یا فوج نے جیسا بیرحمانہ سختی نہ کی نہ کسی کے مال و اسباب کو لوٹ لیگئے۔ الغرض ڈینیوب اور بلقان کے درمیانی علاقہ کو خالی کرتے وقت ترکوں کی طرف سے کوئی ناشائستہ حرکت سرزد نہ ہوئی بلغاریوں نے اس شریفانہ برتاؤ کا کیا معاوضہ دیا اوسکے حالات کچھ بعد میں لکھونگا۔"

یہی رات دہ ملونا پہونچا اپنے خیمہ میں بسر کرنا چاہتا تھا۔ مجھے امید تھی کہ دوسرے دن بہت سویرے شدید شروع ہوکر کل سہ پہر تک برابر قطعی فیصلہ کن جنگ برپا ہوگی۔ اور اوسکے مشاہدہ سے محروم نہیں رہنا چاہتا تھا۔ مگر مشیر نے مجھے اپنے ساتھ الاصونا واپس چلنے کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ دوسری بے آرامیوں کے علاوہ یہاں تمہیں غذا بھی کافی نہیں مل سکیگی۔ ہم سب شام کی جھٹ پٹی تاریکی میں ہیڈکوارٹر کو جو الاصونا میں تھا چلدئیے۔ ادہم پاشا اوسدن کی فتوحات اور کارروائی پر بہت خوش نظر آتے تھے۔ انہوں نے دوسرے دن بہت سویرے شدید حملہ کرنے کا وعدہ کیا۔ ترکی کیمپ میں کسی شخص کو اسکا خواب و خیال بھی نہ تھا۔ کہ یونانی فوج رات کو کلمہ غائب ہوجائیگی۔ چہ جائیکہ اوس بھاگڑ اور افراتفری کا جو ہمارے واپسی کیمپ سے ہی یونانی فوج میں پڑ گئی ہوئی تھی کوئی وہم و گمان ہو۔"

ارملونا اور لاریسا جنگ کی لڑائی کے نتائج ترکی ہیڈکوارٹر کے شاف کی توقع سے بدرجہا زیادہ بار آور اور اہم ثابت ہوئی۔ یونانی صرف ان بلند کراروں اور دشوار گذار دروں ہی پر قبضہ قائم رکھ سکتے تھے۔ جو دونوں ملکوں میں حد فاصل کا کام دیتے تھے۔ بلکہ ترکوں کا ملونا بھی مختلف دروں کے راستے تھسلی کے ہموار میدان میں داخل ہونے سے روک سکتے تھے۔ الغرض ۲۳ اپریل کا جنگ کی لڑائی سے لاریسا کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا تھا۔ بلکہ اگر ترک ذرا مستعدی اور پامردی سے کام لیتے تو تمام یہ بھی عملی طور پر ختم ہوگیا تھا۔ ہر ایک سپاہی یونانی افواج بھی پیچھے ہٹ چلے جاتے تھے۔ الغرض بلا جدال لاریسا پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا اور یونانی پسپا ہو کے تباہ سمت یاس اور بے سروسامانی کے عالم میں تیزی سے بدنظمی منتشر ہوکر فارسالوس (فرسالا) اور ترناوا کو چلے گئے۔ اگر فی الفور تعاقب کیا جاتا تو تھسلی کی یونانی فوج بالکل تباہ ہوجاتی۔ سرپٹ دوڑ کر جا کر شہر بابل کے تاریخی درہ پر قابض ہوجاتی۔ کیونکہ ملک کی طبعی بناوٹ ایسی ہے کہ وہ اور کہیں دشمن کے مقابلہ کیلئے نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ اور صرف انکی مدد نہ پہنچنے سے کوئی شکست اور انتظام باقی رہ گیا ہوتا۔ ملک کو بچانے کیلئے اوسے مفید موقع مل سکتا تھا۔ یونانیوں کی اچانک پسپائی کا باعث وہ جناحی پیشقدمیاں ہوئی تھیں۔ جو ایکطرف سے حنان پاشا اور حیدر پاشا نے کیں اور دوسری طرف سے ہیری پاشا نے دماسی سے کی تھی جسکی بابت یونانی فوج کی شکستہ خاطری سے ظاہر ہے کہ یہ حملہ ہی تھا جو پاشا نے کی تھی۔ یونانیوں کو ترکی فوج کی شہ زوری اور اوصاف جنگی کا ذاتی تجربہ ہوگیا تھا۔ اور اس تجربہ کے تکرار کی اونکے دل میں کوئی تمنا نہیں رہ گئی تھی

ہم شنبہ کو صبح کے آٹھ بجے پھر اوسی نے آپ شیخر گرد آلود پیانک سڑک پر الاصونا سے دیرہ ملونا کو روانہ ہوئے اور
مارشل سے تھوڑی ہی دیر بعد چوٹی پر پہونچ گئے۔ کل جنرل شاف کرے صلاح و مشورہ میں مشغول تھا سڑک کے کنارہ
ایک پتھر پر نقشے بچھے ہوئے تھے۔ اور سب افسر غور و فکر سے آپس میں صلاح و مشورہ کر رہے تھے۔ وہاں پہونچتے ہی ہمیں معلوم ہو گیا
کہ یونانی ہر طرف سے شکست کھا کر پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ اور کل ترکی فوج عام حملہ کیا ہی چاہتی ہے۔ لیکن مارشل
حسب معمول بہت تحمل سے متفکر رہے چنانچہ جب گھوڑے پر سوار ہو کر پیچ در پیچ چکر والی اور تقریباً عمودی پہاڑی پگڈنڈی
کے راستہ جو تھسلی کو جاتی تھی۔ آگے بڑھے اوسوقت ٹھیک ساڑھے گیارہ کا عمل تھا۔ ہر ایک چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا اور
سب کی زبان سے بے اختیار نکل رہا تھا "لاریسہ کو چلو۔ لاریسہ کو چلو" تقریباً دو گھنٹوں کی سواری کے بعد ہم میناسکے لونی آگئے
مالک کو ... پہونچے جسکی خوبصورتی کا ہم کل پہاڑی کی چوٹی سے اعتراف کرتے رہے تھے۔ اسکا شفاف نہر جس میں آب زلال
پہاڑوں سے جوش مار کر نکلنے کے بعد دو طرفہ مرغزاروں کو دور تک سیراب کرتا چلا گیا تھا۔ بر لب آب سبز اور رنگ برنگ درختوں
کا ایک چھوٹا سا نخلستان کھڑا تھا۔ جسکے دن ترکی توپیں اسکے قریب نصب کی گئی تھیں۔ گرمی کمال شدت سے پڑ رہی تھی
اور چونکہ ہوا بالکل بند تھی پسینہ پر سورج کی جلتی ہوئی کرنوں کا انعکاس آنکھوں کو چوندھیا رہا تھا۔ ندی کے کنارہ پہونچتے ہی سوار و
راہوار سب نے سیر ہو کر پیاس کی آگ کو فرو کیا۔ اور درختوں کے سایہ کے نیچے ذرا دستانے کیلئے ٹھہر گئے۔

شہر فرسالوس

مشیر نے بیچ درہ کو واپس چلے جانیکا قصد ظاہر کیا۔ مگر جنہوں نے ابتک فرسالوس تک
چلے جانیکی بڑے زور سے التجا کی۔ اور عرض کیا کہ قصبہ مذکور پر ترکی قبضہ ہو چکا ہے
اور کہ جو دو روز ... جانے دیا جائیگا۔ وہ ترکی کے حق میں بہت مفید ہوگا۔ شہر کے ... ارکان ... ثابت ہیں
... سلطانی ... بھی اس بات کی بڑے زور سے تائید کی۔ چنانچہ ایک ... ہوا ... بعد ... دیر تک صلاح
و مشورہ ہوتا رہا۔ اور بالآخر ... مارشل ... گھوڑے پر سوار ہو کر ... کا ... دیا۔ تو ہم سب کی
خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ قصبہ ... بیس میل تھا سڑک ... اور ... کی ... بھی
... گرمی۔ اور ... مشکل زین پر بیٹھا رہ سکا۔ تاہم ... خطرہ ... ہوتی ...
... نشان نہ پایا گیا۔ اور ... داہنی ہاتھ کی پہاڑیوں کی چوٹیاں ترکی فوج ... کے ... پیچھے ...
... نہیں۔ راستہ میں ہم نے یونانی بھاگڑ کی کوئی زیادہ علامتیں نہ دیکھیں ... یونانی ... پھر ...
... اور ... علامتیں ... تمام ... چھپے ... مکانات اور ...
... کو ... کر دیا۔ اور ... شہر کے مضافات میں داخل ہو گئے۔ ... ایک ...
... پھیل ... کیا ... خوبصورت مقام ... کی ... تھے
... تھا۔ مارشل ... طرف کل علاقہ کی ... بھال کی ... دشمن کا کوئی نشان نظر

نہیں آتا۔ مگر کوئی نشان دکھائی نہ دیا۔ آخر کار گرمی مجھ سے اور زیادہ برداشت نہ ہو سکی۔ سہار گندرا ایک خوشنما خوبصورت مکان کے سامنے سے ہوا۔ اوسکی نچلی منزل کا دروازہ جو نہایت سرد تھی کھلا ہوا تھا۔ میں گھوڑے سے اتر کر اندر داخل ہو گیا۔ اور ایک کہنہ چارپائی پر جو وہاں پڑی تھی لیٹ گیا۔ اور دوسرے دن آٹھ بجے صبح تک لیٹا رہا۔ تھوڑی دیر بعد شیر نے اپنے ایک یاور کی معرفت کہلا بھیجا۔ کہ اونکا کیمپ چشمہ ترمودرہ کے کنارے نصب کیا گیا ہے۔ وہ رات وہیں جا کر بسر کرینگے۔ تمہارے لیے بھی وہاں ایک خیمہ الگ کر دیا جائیگا۔ مارشل نے ٹرنادوس میں شب باش ہونا مناسب نہ سمجھا تھا۔ کیونکہ دشمن کا ٹھکانا ابھی تک معلوم نہیں ہوا تھا۔ مگر میں نے اپنی میں واپس جانیکی سکت نہ دیکھی۔ علاوہ بریں میں جانتا تھا کہ دوسرے دن مجھ سے یہ نہیں ہو سکیگا کہ اسی مسافت کو پھر طے کر کے ٹرنادوس اور لاریسہ تک کی دس میل کی مسافت مزید طے کر سکوں ؛

ایک جرمن افسر کی مہربانی

جرمن جنرل سٹاف کا ایک پنشن یافتہ افسر بیرن فان سوتن برگ جس کی نسبت عام خیال تھا کہ اوسے قیصر جرمنی نے خاص اپنی طرف سے لڑائی کا تماشا اور اسکے حالات کی رپورٹ کرنے کے لیے بھیجا ہوا ہے۔ بکمال شفقت و نوازش سے ہمارے ساتھ ٹھیرنے اور حفاظت کے انتظام کر دینے کا ذمہ لیا اور پھر نہایت قابلیت اور حسن لیاقت سے جو جرمنوں کا قومی خاصہ ہو رہی ہے۔ ان چھ سواروں کو جو ہماری خدمت و حفاظت کیلئے پیچھے چھوڑے گئے تھے۔ دو دو ستونوں میں تقسیم کر دیا کہ ہر ایک دستہ چار چار گھنٹے گشت کرے۔ اور رودوف بک اور نیز اپنے اسکورٹ کے افسر سرودیک کو ہر دو گھنٹوں کے بعد پہرہ داروں کا معائنہ کرتے رہنے کا حکم دیا۔ بیرن نے بذات خود بھی رات میں تین دفعہ گشت کی۔ مگر کسی طرح کا کوئی حادثہ نہ گذرا۔ اوس رات ٹرنادوس میں جو خوف گراوہ صرف مرغیوں اور بلیوں کا تھا چھ خاندانوں کے سوا باقی کل یونانی آبادی شہر چھوڑ کر بھاگ گئی ہوئی تھی۔ ان خاندانوں سے کسی طرح کا تعرض نہ کیا گیا تھا۔ شہر میں مرغیاں اور کبوتر بکثرت اور چند مویشی بھی موجود تھے۔ یہ جانور کوفت زدہ اور گرسنہ سپاہیوں اور نیز ہمارے لیے ایسے موقعہ پر خاص نعمت الہی تھی۔ ایلیا نے نہایت خوشگوار چوزوں کا شوربا پکایا۔ جسے میں نے خشکہ کے ساتھ کھایا اور سیر ہو کر خوب میٹھی نیند سویا۔ جس سے میری ماندگی اور سکت پھر عود کر آئی۔

دوسرے دن ہم دشمن کے لاریسا کیطرف جس پر کہ ترکوف پاشا کے قابض ہو جانیکی خبر ہمیں تھوڑی دیر پہلے ملگئی تھی روانہ ہوئے ہماری جماعت میں میری اور ایلیس کے علاوہ بیرن سوتن برگ۔ رودوف بک۔ ایلیا اور چھ سوار تھے۔ مارشل ابھی تک ترمودرہ میں ہی تھے۔

ترک کی رحمدلی

بیزبان جانوروں سے ترک جیسی مہربانی اور رحمدلی سے پیش آتے ہیں۔ اوسکا ہمیں راستہ میں ابھی ثبوت مل گیا۔ ایک چھوٹا سا بزغالہ جو ماں سے جدا ہو گیا تھا۔ سڑک پر تنہا ممیاتا پھر رہا تھا۔ ایک سپاہی کو رحم آ گیا۔ اور اسنے اوسے خرجی میں ڈال کر زین پر رکھ لیا۔ دریائے پینیاس کے پل کے سرے پر جہاں چند لمحوں کیلئے سنتریوں نے روک لیا۔ وہاں ہماری ایک غیر معمولی القامت قوی ہیکل نہایت شاندار معمر ترک کرنیل سے ملاقات ہوئی۔ وہ بھی گرمجوشی اور حسن اخلاق سے جو تمام پرانی طرز کے تربیت یافتہ ترکوں کا خاصہ ہے ہم سے ملا۔ اور جب اس نے میمنی کو دودھ کیلئے چلاتا سنا۔ تو اوسی وقت

ایک بکری منگوا کر بچہ کو دودھ پلوایا۔ یہ باشکوہ معمر افسر پلیونا کے محاربوں میں سخت زخمی ہوا تہا۔ اور یوم قتل ولیلر کی لڑائی میں بھی اوسے خفیف سا زخم پہونچا تھا۔ اس نے قہوہ سے ہماری تواضع کی۔ ہم اوسکے پینے میں مشغول تھے۔ کہ ایک متغیر صورت یونانی عورت وہاں آگئی۔ اور یہ شکایت کی کہ میرے بچے اس گاؤں میں ہیں جو پل سے دو میل بجانب جنوب ہے۔ مگر سنتری کسیکو پل سے گذرنے نہیں دیتے۔ کرنیل نے عورت کو بدست خود کچھ کھانا دیکر ایک کارپورل کو حکم دیا۔ کہ اوسے بچوں کے پاس پہونچا آئے۔ نحات زدہ کارپورل کیلئے جو سایہ میں بیٹھکر دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا اس حکم سے سخت مصیبت نازل ہوگئی۔ مگر اوس کی پیشانی پر کوئی بل نہ پڑا۔ اور فی الفور عورت کو ساتھ لیکر قانع و رضامند روانہ ہوگیا۔ ہم وہیں دو میل کے فاصلہ پر جا چلے تھے۔

کارپورل اور عورت کی روانگی سے چند منٹ بعد ایک اردلی سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا کرنیل کیلئے تحریری احکام لایا جنکا مضمون یہ تہا۔ کہ ترکی فوج کی کل صف پیشقدمی کرکے لارسیہ کو بڑھے۔ یہ حکم ملتے ہی بسرعت تمام بگل بجایا گیا۔ اور کرنیل کی رجمنٹ پانچ منٹ میں صف بستہ و مرتب ہوگئی۔ راستہ میں ایک عجیب واقعہ گذرا۔ لارسیا جب چار میل کے فاصلہ پر رہگیا۔ تو بیرن نے گھوڑے کو تیز کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اس کا سبب پوچھا۔ اور کہا کیا یہ زیادہ مناسب نہ ہوگا کہ سب اکٹھے چلیں۔ اوسنے جواب دیا کہ مجھے حتی الامکان جلد پہونچنا ضرور ہے۔ میں نے کہا۔ جلدی کی کوئی خاص وجہ تو نہیں نظر آتی۔ پھر دریافت کیا کہ تمہیں کیوں لارسیہ ایسی جلدی پہونچنا ضرور ہے۔ اس سوال پر اوسنے اپنا راز ظاہر کر دیا۔ اور جواب دیا "کیونکہ میں جرمن ہوں مجھے سب سے پہلے لارسیا پہونچنا چاہیے"۔ یہ سنکر میری رگ حمیت بھی مشتعل ہوگئی۔ میری قومی غیرت کبھی گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ دوسری قوم کا کوئی شخص ایسی تعلی کرے . . . اور میں اوس سے بازی جیت لیجاؤں۔ میں نے اوس سے کہا اگر یہ بات ہے تو چلو دیکھیں کون بڑھتا ہے یہ کہکر میں نے بھی گھوڑے کو ایڑی لگائی۔ اور اوسے سرپٹ چھوڑ دیا۔ دوڑ میں میرا گھوڑا افضل ثابت ہوا۔ میں تھوڑی دیر میں بیرن سے آگے نکل گیا۔ اور تخمیناً تین منٹ اوس سے پہلے یعنی اوسکے پل پر جو لارسیہ سے متصل ہے پہونچگیا۔ مگر میں نے اوس سے عبور نہ کیا۔ بلکہ بیرن کے ملنے کا انتظار کیا۔ اوسنے شب گذشتہ مجھ سے نہایت شفقت آمیز سلوک کیا تھا۔ اور میں اوسے خفیف نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حتی کہ اگر اوسنے لارسیا پہلے پہونچنے کیلئے اپنے جرمن ہونیکی دلیل پیش نہ کی ہوتی تو میں کبھی یہ دوڑ نہ لگاتا۔ جب وہ آپہونچا تو ہم دونوں دوش بدوش پل پر سے گذرے۔ ہمارے پہونچنے سے کچھ ہی دیر پہلے گریکوف پاشا نے پل کے نیچے سے ڈائنامیٹ نکلوا کر پھنکوا دیا تھا۔ گریکوف کے سوا ہم پہلے فرنگی تھے جو لارسیا میں داخل ہوئے بلکہ ترکی فوج پیدل بھی ہم سے پیچھے پہونچی۔ پیرا اور دل کہسوار اور ایلس دس منٹ بعد پہونچے۔ دیگر یورپین نامہ نگار جو مختلف مقامات میں منتشر تھے ایک گھنٹہ بعد آئے ان میں سب سے پہلے مسٹر بیلیم نامہ نگار ٹائمز اور مسٹر ریڈ نامہ نگار ٹائمز تک پہونچے۔ ہفتہ اور اتوار کی ایک شاندار رجمنٹ پہلے ہی شہر کے مصدر پر پہونچ گئی تھی پلٹن بالکل قریب پہونچگئی تھی۔ اور با آواز بلند خوشی کے نعرے لگاتی پل کے نیچے سبزہ زاروں پر سے آگے بڑھی چلی آرہی تھی۔

ترکوں کی خوش اطواری

ہر جگہ ترکوں نے نہایت ہی قابل تعریف اور شایان حیرت انتظام قائم رکھا۔ اور رعایا کے جان و مال کی سلامتی میں کسیطرح کا خلل نہ پڑنے دیا۔ لارسیا میں پہنچکر وہ ہر سڑک پر سنتری کا پہرہ کھڑا کر دیئے گئے۔ اور کسی کو بجز بازاروں کے سوا اور کسی شارع پر گذرنے کی اجازت نہ تھی۔ مختلف مقامات پر بھی پہرے

مستعین تھے۔ اونکو تاکیدی حکم تھا کہ جس سپاہی کے پاس ذرا سا بھی لوٹ کا مال دیکھیں اوسے فی الفور روک لیں۔ دلیر
مگر سپاہیوں کے حق میں واقعی یہ بڑی سختی تھی۔ کہ اونمیں سے بعض نے جو پہلے چھینکا چوزے گوشت کے ٹکڑے یا معمولی اشیا
اوٹھا لئے تھے وہ اونسے جبراً پھنکوا دئے گئے۔ ان چیزوں سے جنکو انکے مالک منصرف دیتے سپاہی حسرت بھری نگاہ ہوئے چھوڑ کے
تھے تھوڑی سی دیر میں زمین پر چاول کا انبار لگ گیا۔ یونانیوں نے محاربے سے پہلے ترکوں کو جو نہایت سخت اشتعال دلائے تھے اور جو خیال کیا
ترکوں کا یہ شریفانہ برتاؤ اور حسن انتظام واقعی حیرت انگیز معلوم ہوتا تھا۔ کسی یوروپین فوج کا برتاؤ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ
بہت کم کا ویسا بھی پایا جاتا۔ اس تدبیر کا حسب دلخواہ اثر ہوا۔ اور پھر بہت کم سپاہیوں نے کسی چیز کو ہاتھ لگایا۔ آخر یونانی باشندے بھاگ گئے تھے جو
تھے تھوڑے سے باقی تھے جو یونانی حکومت کے آخری دو دنوں کی نسبت ترکی تولیت و محافظت میں بہ رضا اپنے رہے۔ کیونکہ یونانی
حکام شہر سے بھاگتے وقت تمام قیدیوں کو رہا کر کے اونہیں اسلحہ دے گئے تھے۔ ان پرندگان قفس خانہ نے یونانی بے قاعدہ سپاہیوں کی
اور لوٹ کے ساتھ ملکر امن پسند باشندگان شہر کا ناک میں دم کر دیا تھا اور لوٹ مار کا بازار خوب گرم کر رکھا تھا۔ ان نالائقوں نے بعض بعض
عورتوں کی بے حرمتی کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا۔ یہ سب باتیں ہمیں باقاعدہ عیسائی باشندوں نے سنائیں۔ ہمارے ترجمان ایک پادری اور
ایک اطالین تھا۔ یہ باتیں ترکی ہیڈکوارٹر کے سٹاف کی تاخت و تاراج کے انسداد کے لیے ہر ایک کوشش جو ممکن تھی کی گئی
اوٹھا لیجانے کی پاداش میں بید لگوائے گئے۔ لاریسا میں آنے کے صرف دو چار گھنٹے بعد
تمام کل راستہ میں صرف تین لاشیں دکھائی دیں۔ دو یونانی سپاہیوں کی تھیں اور تیسری غیر فوجی شخص کی
چھ یونانی اسیران جنگ لائے جاتے دیکھے۔ تین سپاہی۔ ایک کپتان۔ اور دو غیر منتظم یا بیقاعدہ فوج کے سپاہی تھے
قامت۔ بدوضع کمزور جسم اور کمینہ شکل تھے۔ اگر یونانی فوج کے باقی لوگ بھی ایسے ہی تھے۔ اور یہ اسیر اپنی سپاہ کا صحیح نمونہ تھے۔ تو پھر فراخ سینہ
مضبوط جسم خوش شکل قوی الاعضا۔ اور ناقابل المغلوب عثمانی شیروں کے سامنے اونکا ایک لمحہ بھی ٹھہر سکنا ذرہ بھر تعجب انگیز
نہیں ہو سکتا۔ اور اسی سے یہ بھی صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ یونانی گورنمنٹ اور اتھنیکی سبھا پر جنہوں نے بلا وجہ ایک ایسے
غنیم سے جو ہر لحاظ سے غالب و فائق تھا قصداً خود ابتدا کر کے لڑائی چھیڑی۔ کسی اہم مسئولیت اور ذمہ داری عاید ہو رہی ہے۔
لاریسہ میں دس بڑی توپیں پانچ ہزار گراس رائفلیں ہر قسم کے سامان جنگ کی وافر مقدار اور خوب معمور گودام و ذخائر ہاتھ لگے۔

لاریسا میں ورود

پہنچ کر اس کے طویل پل سے گذرنے کے بعد ہم بڑے بازار کے سرے پر جامع مسجد کے نیچے جو پل اور دریا کے قریب ایک
پر فضا موقع پر ایستادہ ہے تھوڑی دیر کھڑے رہ کر ترکی فوج پیدل کو شہر میں داخل ہوتے دیکھتے
رہے۔ پیدل پلٹن پلٹن شہر میں داخل ہو رہی تھی سپاہیوں کے چہرے غبار آلود اور گرمی کی شدت سے عرق عرق ہو رہے تھے
مگر انداز سب کا متکبرانہ اور شجاعانہ تھا۔ بینڈ فاتحانہ سروں بجا رہے تھے مگر افسوس ترکی جھنڈوں کے بینڈ صرف برائے نام
ہیں اور یوروپین افواج کے بینڈوں کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ بہرحال ترکوں کی یہ خوشی بیجا نہ تھی۔ انہوں نے

* اگست ۱۸۹۹ء میں جلالتمآب نے اس نقص و کمی کی بھی اصلاح کر دی ہے۔

ایک اہم مقام تھسلی کا دارالخلافت فتح کیا تھا۔ اور ترکی علم پھر دوسری دفعہ لاریسا پر لہرا رہا تھا۔ ہمارے قریب مسلمان باشندوں کا
ایک جم غفیر جمع ہو گیا تھا۔ ترکی فوج کی آمد پر انکی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہ گئی تھی۔ پچھلے چند دن (بالخصوص جنگ کے
ایام میں شہر کے قیدیوں کو رہا کر کے مسلح کر دیا تھا۔ اور یونانی باقاعدہ فوج شہر کو انکے رحم پر چھوڑ کر چلی گئی تھی) غریب مسلمان بڑی
سختی سے گذر رہے تھے۔ وہ کسی نہ کسی طرح ہماری خدمت کرنے کے بڑے مشتاق اور آرزومند پائے گئے۔ کسی نے ہمارے گھوڑوں کو تھامے
رکھنے کیلئے درخواست کی۔ اور کوئی شراب اور روٹی لانے دوڑ گیا۔ مسٹر ویلیڈن نے جو ایک بہت خوب فوٹو گرافر ہے۔ اس موقعہ پر بھی
جماعت کی جبکہ ہم سلطان کے باوردی سپاہی گھوڑوں پر بیٹھے ترکی فوج پیدل کے بامسرت داخلہ کو دیکھ رہے تھے۔ تصویر اتار لی۔

یونانی مال و اسباب کی حفاظت

مصطفےٰ ناظق بیگ لاریسا پر پہلا ترکی گورنر مقرر ہوا۔ اور اس نے فی الفور ہماری رہائش کے لئے انتظام کر کے ہمیں ہیرن سونن برگ، مسٹر گبم اور مسٹر ویلیڈن کو
بنگلہ میں اتارا۔ لاریسا میں یہ سب سے بہتر مکان تھا۔ اور پرنس قسطنطین بھی وہیں فروکش ہوا تھا۔ بنگلہ کے رہائشی کمرے کاروبار کے
کمرے سے متصل تھے۔ اس سے عاقبت اندیش ہیرن کو بے حد تردد و تشویش ہوا۔ تاہم اس نے احتیاط کر لینا مناسب سمجھا۔ اور اس نے اپنے سامنے
بنگلہ کے تمام دروازوں کو مہر بمہر مقفل کرا کر کمال احتیاط سے کنجیاں اپنے پاس رکھ لیں۔ بہترین کمرہ خوابگاہ جو بتکلف آراستہ تھا۔
ہمیں دیا گیا۔ اس میں دو پلنگ بچھے ہوئے تھے۔ اور ہر قسم کے کپڑے جا بجا بکھرے ہوئے تھے۔ جس سے واضح ہو رہا تھا کہ
اس کے مکین طلوع فجر کے قریب نہایت افراتفری کے ساتھ رخصت ہوئے تھے۔ انکو دیکھ کر صاف معلوم ہو رہا تھا کہ
یہ کسی یونانی بنکر (صراف) کا مکان نہیں ہیں۔ ہیرن کی خوابگاہ میں جو ہمارے کمرہ سے متصل تھی چند کتابیں پڑی تھیں۔ یہ سب فرانسیسی
زبان میں تھیں۔ ایک ناول ژولیس ورن کی کتاب "اسرار پیرس" تھی۔ اور باقی ناول "نانا" اور نپولین سوم کی خفیہ تاریخ* فرانس کے مشہور
انکار زولا کی تصنیفات تھیں۔ جس سے بقول ہیرن موصوف موجودہ یونانیوں کی تہذیب و علمی مذاق کا پورا پورا اندازہ ہو رہا تھا۔

ہمیں یہاں سے بہت تکلیف ہوئی۔ قریبی کنوئیں کے پانی کا ذائقہ اور بو خراب تھی۔ اور اسے پینا منظور نہ کیا۔ اور شراب بہت دیر
کے بعد ملی۔ ترکی حکام نے فی الفور لاریسا کے بڑے ہوٹل اور بڑی بڑی شراب خانوں کو جنہیں بے اندازہ شراب بند تھی مہر بمہر مقفل کر دیا تھا
ہم نے حکام کو کہا۔ کہ ہم ہوٹل کے نرخ سے قیمت ادا کر دیتے ہیں۔ اور سے ہوٹل کے حساب میں بدلالت جمع کر لیا جائے۔ اور ہمیں تھوڑی سی
دیدی جائے۔ انہوں نے مہروں کا توڑنا منظور نہ کیا۔ ہوٹل کا مالک اکثر دوکانداروں کی طرح یونانی فوج کے ساتھ بھاگ گیا تھا
لیکن جب ترکوں کی خوش اطواری کا عام علم ہو گیا۔ تو یہ لوگ بتدریج واپس آگئے۔ اور اس وقت انہیں سے اکثر کو معلوم ہوا کہ
انکی دوکانوں اور مکانوں کو ترکوں کے آنے سے پیشتر یہاں کے باشندہ قیدیوں اور بدمعاش وحشیوں نے لوٹ کھسوٹ لیا تھا۔ شہر میں
جو یونانی باشندے اپنے مساکن میں موجود رہے۔ انہیں ترکوں نے کوئی اذیت نہ پہنچائی۔ اور انکے مال و متاع کی [illegible]

* یعنی بیہودہ یا بالکل گندہ ہے۔

فصل پانزدہم سلطنت ترکی کی پیشقدمی اور تصرف

جنرل [illegible] لاریسا [illegible] جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ ادہم پاشا نے ۱۵ اپریل کو غنیم کی پوزیشن پر مجتمع طاقت سے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر جب تاریخ مذکور کو وہ [illegible] آگے بڑھے تو معلوم ہوا کہ یونانی دستے دشمن کو اپنے سامنے مضبوط پوزیشنوں میں قائم پا کے بھاگ گئے [illegible] دیکھتے ہیں کہ وہ لاریسا کی طرف ہٹ گیا ہے اور اپنی تمام کوہستانی پوزیشنوں کو چھوڑ گیا ہے۔ یونانی ولیعہد کے حکم سے ساتویں رات بہت تیزی اور تعجیل کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے تھے کہ صبح تک میدان کارزار میں اونکا نام و نشان باقی نہ رہ گیا تھا۔ خیری پاشا کے ڈویژن نے جو [illegible] سے بڑھا تھا ٹرناوس پر قبضہ کر لیا۔ اور ترکی ہیڈکوارٹر [illegible] کو منتقل کر دیا گیا۔ ادہر حقی پاشا کے ڈویژن کو جو [illegible] سے بڑھا تھا [illegible] اور سالونیا کے ریلوے پل پر قبضہ کرنے کے لئے آگے بڑھنے کا حکم بھیجا گیا۔

ٹرناوس کو ترکی سپاہ نے تقریباً بالکل اجڑا ہوا پایا۔ مگر حالانکہ یونانی سپاہ کئی ہفتے مقیم رہی تھی۔ سامان رسد اور [illegible] کے بڑے بڑے گودام ابھی تک وہاں موجود تھے۔ سامان رسد میں زیادہ تر بسکٹ تھیں۔ اچار [illegible] شراب برانڈی۔ اور آٹا وغیرہ اجناس کی وافر مقدار پائی گئی۔ ادہم پاشا نے شہر کیلئے ایک مقامی حاکم مقرر کر کے اوسے دوکانوں کی حفاظت اور کسی طرح کی لوٹ مار اور تاخت تاراج نہ ہونے دینے کیلئے پہرہ لگا دینے کا حکم دیدیا۔ ترکی سپاہیوں نے بہ تعمیل حکم شراب کے ظروف وغیرہ بڑی محنت کے ساتھ گوداموں اور تہ خانوں سے نکال کر باہر پھینکدئے۔ اور پھر کسی مسلمان کو اوسے منہ لگانے کا خیال تک نہ آیا۔

رفتہ رفتہ وہ یونانی سپاہی جو ادہر ادہر چھپ رہے تھے لرزاں و ترساں جان بخشی اور امان کی التجا کرتے ہوئے [illegible] باہر نکلنے لگ گئے اور کہا کہ یونانیوں میں یہ مشہور کیا گیا تھا کہ جو آدمی ترکوں کے ہاتھ لگا وہ زندہ نہیں رہیگا۔ ترکوں نے اونکو تشفی دی اور [illegible] کھلایا پلایا تازہ دم کر کے اونہیں رہا کر دیا۔ پہرہ اور گشت کا کام باقاعدگی کیساتھ اور بہ ترتیب انتظام ہوتا رہا۔ اور [illegible] کا پورا پورا احترام اور ادب کیا گیا۔ ترکوں کے سامنے اب [illegible] لاریسا کی فتح کا تھا۔ جس کی نسبت عام مشہور اور معلوم تھا۔ کہ وہ مورچوں اور [illegible] سے خوب محفوظ و مستحکم کر دیا گیا ہے۔ اور تمام اہم ناکوں اور موقعوں پر کروپ توپیں نصب ہیں۔

لاریسا کا نظارہ نہایت ہی دلکش اور خوبصورت ہے۔ چاروں طرف شگفتہ سرسبز باغ ہیں۔ اور مسجدوں کے مینارے [illegible] اور خوشنما پل اوسکے نظارہ کی دلفریبی کو اور بھی بڑھا رہے ہیں۔ مسجدیں تعداد میں [illegible] اور گرجے [illegible] ہیں۔ مگر اکثر مسجدیں اب بند پڑی ہیں۔ وہاں کے بازار [illegible] تمام [illegible] دکھائی دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی قطع وضع نہایت دلچسپ۔ اور اونکی گاڑیاں ابتک زمانہ قدیم کی گاڑیوں سے بہت ملتی جلتی ہیں۔ [illegible] کو چھڑا

اور دیگر دستی پیداواروں کی خرید فروخت سے ہر وقت چہل پہل رہتی ہے۔ لاریسا کی ترکی بالخصوص بہت مشہور ہے اور انگریزی کی حرفت کا عام رواج ہے جس میں [illegible] ہوتے۔ لاریسا کی آبادی تیس ہزار تھی اب صرف بیس ہزار باشندے آباد ہیں۔ پانچ ہزار مسلمان تین ہزار یہودی اور باقی کلیسا یونانی (آرتھوڈاکس چرچ) کے معتقد عیسائی۔

کومینا سے پیچھے ہٹ جانے کے بعد لاریسا میں ۲۵ ہزار یونانی فوج جمع ہو گئی تھی۔ اور مدافعت کیلئے شہر کا محل وقوع نہایت مناسب اور مفید تھا۔ دونو بازو دریا سالمبریا کی پناہ میں تھے۔ اور زمین کی طبعی بناوٹ اور سطح بالخصوص سپاہ کی کارروائی کیلئے خوب موافق تھی اور انہی فوائد کے لحاظ سے ترکی سپہ سالار کو یقین تھا کہ گومانی کی لڑائی کے بعد جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ فریقین میں بہت مسافت حائل ہو گئی ہے پھر بھی لاریسا پر یونانی جان توڑ کر مقابلہ کرینگے۔ ترکونکی پیشقدمی پر مزاحمت کو جاری نہیں رکھینگے۔ اس موقعہ پر گرمیکو پاشا اتالیق توپخانہ عساکر عثمانیہ کے تحریر کردہ بیان کو درج کرنا بیجا نہ ہوگا

پاشا موصوف توپخانہ کے ساز و سامان کی نگرانی اور فوج کی عام حالت پر رپورٹ کرنے کے لئے قسطنطنیہ سے میدان کارزار کو بھیجا گیا تھا۔ سپہ سالار کی اجازت سے وہ غنیم کی پوزیشن کی دیکھ بھال اور استکشاف کیلئے ۲۵ اپریل کو [illegible] کمزور سے رسالے [illegible] تھے۔ اور ایک [illegible] توپخانہ کی بیٹری لیکر لاریسا کیطرف روانہ ہوا۔ اور [illegible] صبح کے قریب اس [illegible] پہنچ گیا [illegible] لاریسا [illegible] سالمبریا پر [illegible] ہوا ہے [illegible] لاریسا کو فتح کیا۔ اس کی کیفیت خود [illegible] کے الفاظ میں [illegible] زیادہ مناسب ہوگا جو حسب ذیل ہے

"یونانی میدان جنگ سے ایسی افراتفری اور گھبراہٹ سے [illegible] فرار ہوئے [illegible] لاریسا [illegible] حالانکہ [illegible] لڑائی ہوئی تھی [illegible] فتح ہو جانے [illegible] مزاحمت [illegible] پہنچ [illegible] لاریسا [illegible] روانہ ہو گیا [illegible] پہنچ جانے [illegible] [illegible] یونانی [illegible] اور [illegible] شہر [illegible] ہولناک [illegible] چھائی ہوئی ہے۔ اور [illegible] جا رہے ہیں۔ یہ [illegible] حالات سے [illegible] پورا پورا فائدہ [illegible] شہر [illegible] کا عزم کر لیا۔ اور دل میں سوچ لیا کہ اگر وہاں غنیم کی زبردست جمعیت موجود ہوئی جسے مغلوب کرنا ہماری طاقت سے باہر ہو تو پھر لڑائی نہ کرینگے اور محض استکشافی کارروائی پر اکتفا کر کے واپس آجائینگے جب ہم شہر کے قریب [illegible] کی یہ وجہ ہے کہ یونان کے ساتھ الحاق ہو جانیکے بعد اکثر مسلمان اور کچھ یہودی وطن مالوف سے جہاں وہ صدیوں آباد تھے۔ بلاد عثمانیہ کو ہجرت کر گئے تھے۔

پہونچے تو میزبانقلی آتشباری سے ہمارا استقبال کیا گیا۔ آتشباری کے نیچے آدھ چار سفر قیدی تھے جنکو یونانی جیل سے رہا کرکے
مسلح کرگئے تھے۔ ہمنے اوسیوقت ایک پھٹنے والا گولہ سر کرکے گویا زبان حال اونکو بتا دیا۔ کہ تو ہٹ دو۔ کوئی پیچھے اپنی نہ دکھاؤ ہمارے
پاس توپخانہ موجود ہے۔ گولا سر ہوتے ہی آتشباری بند کرکے ادہر ادہر روپوش ہوگئے۔ میں سنگی پل پر چڑھنے لگا ہی تھا کہ
ایک معمر آدمی میری طرف دوڑتا ہوا آیا اور اوسنے باواز بلند پکار کر کہا پاشا خبردار پل کے نیچے سرنگ لگی ہوئی ہے۔ اس پر میں نے
بیس سپاہیونکو توپیں لیکر کشتیوں کے پل کے راستہ سے جو یونانیوں نے عارضی طور پر بنایا تھا گذرنے کا حکم دیا۔ اور خود پیرمرد
کی نصیحت کے باوجود سنگی پل کے راستہ ہی گیا۔ اور بخیریت دوسرے ساحل پر پہونچکر پانچویں پلٹن کے میجر سہیل بک کو ڈائنامائٹ کے
بکسوں کی تلاش کرنیکا حکم دیا۔ اوسے تین بکس دستیاب ہوئے جو پانی میں پھینکوا دیئے گئے۔ میں ابھی دریا کے کنارہ پر ہی تھا کہ
جس پیرمرد نے مجھے خبردار کیا تھا۔ وہ ایک یونانی بدمعاش کی گولی سے شہید ہوکر فرش خاک پر گر پڑا۔ میں نے قاتل کو گرفتار کرالیا
اور حکم دیا کہ اوسے دیوار کے سامنے کھڑا کرکے گولی ماردیجائے۔ مگر میرے آدمیوں نے مجھے بتایا۔ کہ اسیر جنگ کو موت کی سزا دینے کیلئے
سلطانی اجازت کا پہلے حاصل کرلینا ضروری ہے۔ اور اس رحیمانہ ترکی قانون کی طفیل یہ سفاک جانبر ہوگیا۔ لاریسا میں داخل ہوتے
ہی جتیلے مسلمان خوشی کے نعرے مارتے ہوئے ہمارے استقبال کو آئے۔ ان بیچاروں کو مسلح یونانی بدمعاشوں کے ہاتھوں طرح طرح
کے جور و ظلم برداشت کرنے پڑتے تھے۔ میں نے اوسیوقت اپنے نائب کرنیل مصطفی بک کو لاریسا کا عارضی فوجی کمانڈر اور گورنر
مقرر کردیا۔ اور یہ اونکی مستعدی، خوش اخلاقی اور احسان و مروت کی طفیل تھا۔ کہ لاریسا میں بہت جلد امن قائم ہوگیا۔ شہر
لوٹ کھسوٹ اور تاخت و تاراج سے محفوظ رہا۔ اور جسقدر خاندان بھاگ گئے تھے وہ سب واپس آگئے۔ لاریسا خوبصورت شہر ہے۔
میں ولیعہد کے محل میں گیا۔ اوسے دیکھکر صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ مکین بڑی جلدی اور گھبراہٹ سے نکلے ہیں۔ خطوط اور کاغذ
ادہر ادہر بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے ایک خط اٹھا کر پڑھا۔ وہ اس شکایت کے جواب میں۔ کہ فوج کیلئے سامان رسد کافی نہیں ہوگا
جناب ولیعہد کو لکھا تھا۔ لاریسا کی فتح میں ہمارا ایک آدمی کا نقصان نہ ہوا۔ ادہم پاشا دو دن بعد ۲۷ اپریل کو بروز شنبہ پہونچے اور اون کے
پہونچنے پر میں قسطنطنیہ کو واپس چلا گیا۔ راستہ میں بمقام سالونیکا میری غازی عثمان پاشا سے ملاقات ہوئی۔ جو سردست مقام مذکور
میں قیام فرما ہیں۔ میں پھر میدان جنگ کو واپس نہیں جاؤنگا۔ ایک نامہ نگار نے پاشا موصوف سے سوال کیا۔ کیا لاریسا خوب محفوظ اور
قلعہ بند تھا۔ اگر ہمکو پاشا نے جواب دیا۔ یونانی لاریسا میں سب کچھ چھوڑ گئے تھے جسکی وجہ کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ مورچوں [illegible]
سکے وہ بہت جو تینوں بڑی سڑکیں لاریسا کو جاتی ہیں۔ ان پر نہایت پائدار مورچے بنے ہوئے تھے۔ مگر یونانی انکو سراسیمہ
خالی کرگئے۔ اور ہر ایک چیز پیچھے چھوڑ گئے۔ صرف توپیں وہاں موجود نہ تھیں۔ یہاں میں ضمناً یہ بتا دینا ضروری تصور کرتا
ہوں۔ کہ یونانیوں کا دستہ انجنیراں پوری پوری تعریف و توصیف کا مستحق ہے۔ لاریسا کی قلعہبندیوں میں سنگی زینوں کے
راستہ معمولی فصیلوں پر چڑھتے وقت چھ ۱۲ سنٹی میٹر قطر کی کروپ توپیں پائیں۔ جنکے وہ پہیے حق میں کارتوس آتے

ف۱ پیلا تھا۔ خلیفۃ المسلمین نے اس واقعہ کی اطلاع پہونچنے پر [illegible] پسماندگان [illegible] معقول ماہواری وظیفہ مقرر فرما دیا۔ مترجم

پہونچانے کیلئے سدراہ ہوتا ہے۔ اتار لئے گئے چوتھے ہوئے تھے۔ یہ پُرزے بعد میں ریلوے لائن کے پاس سے دستیاب ہوئے ان توپوں کے علاوہ سامانِ حرب اور کارتوسوں کی وافر مقدار اور سامانِ رسد۔ اجناس، چارہ، ہسپتالی سامان اور ادویات کے وسیع ذخیرے ہمیں غنیمت میں ملے۔ اگر ان چھ توپوں سے کام لینے کیلئے صرف ساٹھ گولنداز ہی موجود ہو جاتے۔ کوئی اور فوج نہ ہوتی۔ تو پھر بھی ہم بالکل پامال ہو جاتے۔

اسی نامہ نگار سے گرسیکو پاشا نے ترکی فوج کے متعلق حسب ذیل رائے ظاہر کی "یہ فوج اسوقت میدانِ جنگ میں موجود ہے۔ وہ ان تمام فوجوں سے جنہیں پہلے ترکی میدانِ کارزار میں بھیجتی رہی ہے افضل و اعلےٰ ہے۔ اسکے افراد صفت و ثنا سے بالکل مستغنی ہیں۔ انکی تعریف ہو ہی نہیں سکتی" افسروں کی نسبت پاشا موصوف نے کہا کہ وہ سب عمدہ ہیں وہ تمام افسر فون درگولز پاشا کی تعلیم و تربیت کے فیضان یافتہ ہیں۔ اسوقت میدانِ جنگ میں موجود ہیں۔ سیف اللہ پاشا جنرل سٹاف کا قابلِ تعریف اعلےٰ افسر ہے۔ اور تقریباً تمام کمانڈر بالخصوص حقی پاشا، کرنیل انور بے اور سابق کمانڈر توپخانہ جو اب جرمنی کو گیا ہوا ہے شاندار افسر ہیں۔ موجودہ کمانڈر توپخانہ علی رضا پاشا جسنے ترکی توپخانہ کو اعلیٰ ترین توصیف حاصل کرنیکے قابل بنانے کیلئے آٹھ ہفتے دن رات کوشش کی ایسا دلاور افسر ہے کہ جہاں کہیں گولہ باری کی سب سے زیادہ بارش ہوا کرتی وہ اوسجگہ موجود پایا جاتا تھا۔ سپاہیوں کی اخلاقی حالت نہایت عمدہ ہے۔ ایکدفعہ ہمارا گذر دیہی سپاہیوں کی ایک نئی پلٹن پر ہوا۔ میرے ایجوٹنٹ (نائب) مصطفیٰ بک نے ان سپاہیوں سے پوچھا "تم اپنے خاندانوں سے جدا ہونیسے اداس تو نہیں ہوئے" جواب ملا "تمہاری اداس ہونیسے کیا مراد ہے" پھر اکثر نے یکزبان ہو کر کہا "ہمارے نصیب کہ ہمیں اپنی ناچیز جانیں اپنے بادشاہ کی خدمت میں نذر کرنیکا موقعہ ملا ہے۔ اس سے بڑھ کر ہماری کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے" اسیوقت دوسرے دلیر سپاہی نے پکار کر کہا "کیا ہم اس مقصد کیلئے اور اسی سعید دن کیلئے پیدا نہیں ہوئے تھے" سلطنت عثمانیہ کے مسلمانوں کی حب الوطنی۔ اور جاں نثاری کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ حب الوطنی اور جاں نثاری اور مذہبی خدمت کا شوق اور جوش مردوں تک ہی منحصر نہیں ۱۸۷۷ء کے محاربہ روم و روس میں ایک عرب خاتون اپنے قبیلے کے کئی سو سوار لیکر شریک کارزار ہوئی تھی۔ اور ایک لڑائی میں اسی شیر دل خاتون کی شجاعت و بسالت اور قابلانہ مشورہ کی بدولت ترکوں کو روسیوں پر نمایاں فتح حاصل ہوئی تھی۔ اس نوعمر دوشیزہ کا نام فاطمہ تھا۔ اور متذکرہ صدر لڑائی ۲۸ اگست ۱۸۷۷ء کو آرمینیا کے کوہساروں میں بمقام قزل تپہ (سرخ پہاڑی) پر ہوئی تھی۔ محاربہ یونان میں بھی کئی غیور و جانباز مستورات نے میدانِ جنگ میں جانا چاہا تھا۔ مگر امیر المومنین نے اس محاربہ کو ایسا نہ سمجھا۔ کہ عورتوں کو بھی جاں نثاری دکھانے کا موقعہ دیا جائے۔ البانیا کے مسلمانوں کی حب الوطنی کے مزید حالات مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ کی تحریر سے جو دوسرے حصہ میں مندرج ہیں معلوم ہو جائینگے۔ ہمدردی اور اخوت اسلامی کا دریا تمام مہذب اسلامی ممالک میں حیرت انگیز تیزی کے ساتھ موجزن ہو رہا تھا۔ نجد کے امیر ابن الرشید مرحوم نے ۱۲ لاکھ سوار دینے اور شاہ ایران نے معقول فوج سے مدد کرنیکی درخواست کی۔ اور شمالی افریقہ و مصر کے اکثر ممالک سے ہزاروں نوجوانوں نے غزا میں شامل ہونے کی اجازت چاہی۔ مزید برآں سلطنت عثمانیہ اور مصر میں اعانت حربیہ کیلئے متواتر دنوں میں کئی لاکھ پونڈ

کہ پرنس زنیرٹ (زاد اپنا گیٹشو شہیں) کا ایک ستر سالہ رئیس پانچ بیٹوں سمیت بطور سپاہی کے جہاد میں شریک ہوا۔ وہ بارہ گھوڑے ساتھ لایا تھا جنکو اوسنے فوج سواران کے لیے سرکار کو نذر کردیا۔ اور اپنی نسبت کہا کہ ہم پیدل بھی بخوبی لڑ سکتے ہیں (قصہ بیرش جاری بقیہ صفحہ سابقہ) صحیح ہوگیا۔ مگر افسوس کہ ہندوستان کے مسلمان زبانی ہمدردی سے بڑھ کر کچھ نہ دکھاسکے جنکو یونان و مصر کے باشندوں کی حب الوطنی کے حالات بتا کر وکیل نے یہ باتیں انکو غیرت دلائی تھی۔ (از وکیل مورخہ ۲۱- اپریل ۹۷ء)

یونان اور مصر والوں کی حب الوطنی۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غیر مذہب کی رعایا سے کم از کم سمجھدار افراد خواہ وہ حکمران فریق سے خوش ہوں یا ناخوش۔ حکومت کو خوش رکھنے اور اوسپر اپنی وفاداری کا اظہار کرنے کے لیے ہر ایک مناسب موقعہ سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ مگر اسکے ساتھ ہی وہ محکوم قومیں جو مردہ اقوام کی ذیل میں داخل نہ ہوگئی ہوں۔ دنیا پر اپنی زندگی اور حب قومی اور غیرت وطنیہ کی موجودگی کو واضح کرنے سے کبھی نہیں چوکتیں۔ بلکہ بعض وقت قومیت اور وطنیت کے خیالات و جذبات یہاں تک بڑھ جاتے ہیں۔ کہ گو وہ محکوم قوم حکمران فریق سے عملی مخالفت شروع نہ کرے۔ لیکن پھر بھی اپنے ہم مذہب و ہم ملت بھائیوں کی دستگیری کرنا جن سے اون کی حکومت کے تعلقات معاندانہ ہوگئے ہوں۔ اپنا اہم فرض سمجھتی ہے۔ چنانچہ یہی کیفیت اس وقت سلطنت عثمانیہ کی یونانی رعایا اور [illegible] میں داخل ہو پائی جاتی ہیں۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ ترکی سلطنت کو اگر کوئی اندیشہ ہے تو یورپ کی عیسائی سلطنتوں سے [illegible] سے پہنچ سکتا ہے اور اسے اپنی قوت استعداد کو ہر وقت بڑھاتے رہنے کی ضرورت ہے۔ مگر باوجود اسکے جب سلطنت عثمانیہ نے [illegible] فوج کے سامان حرب کیلئے چندہ کی تحریک کیلئے تو اکثر یونانیوں نے (جو ترکی الاصل رعایا ہیں) اس چندہ میں شریک ہونے پر آمادگی ظاہر کی اور روپیہ دیا۔ جس کی اسوقت بہت تعجب کہ خود یونان کے ساتھ لڑائی ہو جانے کا قوی احتمال ہے اور ترکی رعایا کے [illegible] کر رہی ہے ترکی اخبارات صراحۃً لکھ رہے ہیں۔ کہ [illegible] یونانی باشندوں سے [illegible] چندہ دینے کی اجازت مانگی ہے۔ اور اوس کی غرض کیلئے اپنے [illegible] انجمن قائم کر دی ہے۔ دوسری طرف [illegible] ثبوت [illegible] رہے ہیں کہ [illegible] ترکی کی [illegible] یونان کی [illegible] یونان کو دوسری طاقتوں نے بڑھ کر دھمکی دی ہے۔ قسطنطنیہ اور سمرنا کے یونانی تاجروں نے [illegible] تجارتی صدر مقام ہے۔ اور قسطنطنیہ [illegible] ترکی بلکہ کل جنوب مشرقی یورپ میں تجارت کی سب سے بڑی منڈی ہے اور دونوں جگہ سے کل سلطنت عثمانیہ کی تجارت کا زیادہ تر حصہ یونانی تاجروں کے ہاتھ میں ہے۔ گویا انہوں اس طریق عمل سے ترکی کی محکوم یونانی رعایا نے جرمنی کو جتادیا ہے۔ کہ وہ یونانی رعایا کو مردہ نہ سمجھ لے۔ وہ اس گستاخی کو جو یونان سے کی گئی ہے محسوس کر رہے ہیں اور اوسکا اثر [illegible] پڑا دینے پر آمادہ ہیں۔ قومی ہمدردی کا تیسرا اور عجیب (جو انتہائی ہمدر[illegible] دینے جو ترکی براہ راست ماتحت صوبہ شام کے عیسائی یونان کیلئے چندہ جمع کرنے اور ترکی کی بالواسطہ ماتحت [illegible] ملک مصر کے یونانی یونان کے مجاہدین اور روپیہ سے مدد کرنے سے کل دنیا پر ظاہر کر رہے ہیں۔ مگر [illegible] حال

(واقعی سنتہ ...) کیے ایک مشغول نے مجروحین کی بار برداری اور خبرگیری کا انتظام اپنی خرچ سے کیا۔ ہر جگہ مجروحین کی طرح خوش سلیقگی کے ساتھ روٹی پارچات تنباکو بیسکٹ اور نقدی وغیرہ سے تواضع کیجاتی تھی۔ ان ایثار گزین سوداگروں ... آہ! وہ بقیہ جنوسابقین تو وہ ایسی میٹھی نیند سو رہے ہیں۔ جو خواب عدم سے کسی طرح کم نہیں۔

افریقہ کی اسلامی ریاستوں کے مسلمان جہالت نا واقفیت۔ اور عدم استطاعت کا بہانہ کر سکتے ہیں۔ روس کی مسلمان رعایا اور اور اسیطرح چین اور جاوا کے مسلمان اپنے حکمرانوں کی جابرانہ پالیسی کا اگر کوئی اور عذر پیش کر دیں۔ تو ایک حقیقت حد تک معذور بھی سمجھے جا سکتے ہیں۔ لیکن مسلمانان ہند کے پاس کیا حجت ہے۔ انگریزی گورنمنٹ نے اونکو تعلیم سے مستفید کر دیا ہے۔ جس سے وہ نہ فقط اپنی بلکہ کل مسلمانوں کی پستی سے واقف ہو گئے ہیں۔ گورنمنٹ موصوف نے اونکو اوس حد تک کامل آزادی دے رکھی ہے جسکی کہ کوئی رعایا مستحق ہو سکتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہماری حکمران جماعت اپنے طرز عمل اور اپنی تعلیم و تلقین سے باواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طرح سے اپنی محکوم رعایا کو قومی ہمدردی اور اخوت کا برسوں سے سبق سکھلا رہی ہے۔ یہ اسی خوش نصیب اور با اقبال قوم کے فیضان حکومت و صحبت کا اثر ہے۔ کہ ہماری ہمسایہ قومیں ان تمام اوصاف سے جنسے ہر ایک قوم کا اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لیئے متصف ہونا ضروری ہے بہرہ ور ہو گئی ہیں۔ ہمارے ہم مذہب مصری مسلمان بھائی ۱۵ برسوں کی انگریزی حکومت کی بدولت مردوں کی صف سے نکل کر زندوں کی قطار میں شمار کیئے جانے کے قابل ہو گئے ہیں۔ جبیں قوم ہیں۔ جو باہر کات حکومت سینکڑوں برسوں میں بھی قومی سپرٹ۔ قومی ہمدردی۔ اور قومی اتحاد و ائتلاف اور قوم کا درد پیدا نہ کر سکے۔ کیا اوس کو من حیث القوم زندہ قوم کہا جا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ تاہم بخلاف امید ایسے افراد سے ہم ابھی یہ امید رکھنے کی جرات کرتے ہیں۔ کہ شاید اپنے مصری بھائیوں کے اتحاد و بیداری کے حالات پڑھنے سے اون میں سے بھی کسی کی عرق حمیت متحرک ہو جائے۔ اور وہ مسلمانان ہند کو من حیث الافراد بھی مردہ ہو جانے کی سند ملنے سے بچا لیں۔

ہمارے ناظرین کو یہ غالباً معلوم ہوگا۔ کہ سن گذشتہ میں صرف چند محب ملک و ملت مصری اخبارات نے کئی لاکھ روپیہ اپنے مسلمان مظلوک الحال مسلمانان کریٹ کے لیئے جمع کر کے جزیرہ کو روانہ کیا تہا۔ چنانچہ اکیلے اخبار المؤید کو تقریباً دو لاکھ روپیہ دو تین مہینوں کے اندر وصول ہوا۔ اعلیحضرت امیر المؤمنین نے نومبر گذشتہ میں فوج ردیف کے اسلحہ کی خرید کیلئے مسلمانوں کو چندہ ادا کرنے کا حکم بذریعہ ایک طرح سے مسلمان رعایا پر لازمی کر دیا تہا۔ چنانچہ اس حکم کے مشتہر ہونے پر مصر کے ایک عرب قبیلہ آل عبداللطیف نے پانچسو پونڈ ... کو روانہ کیئے۔ اسکے بعد مصر میں بھی ہندوستان کی طرح چند ماہ تک مسلمانوں نے بالکل کروٹ نہ بدلی۔ اونکی یہ غفلت اور لا پروائی دیکھ کر سخت افسوس ہو رہا تہا مگر انگریزی حکومت کی تاثیر سے قومی سپرٹ مصریوں میں سرایت کر چکی تھی ... ایسی تحریک کی ضرورت تھی۔ یہ تحریک اونکو ... سے برانگیختہ کرنے ... اپنی ریاست اور بادشاہ کے لیئے چندہ جمع کرنے سے پوری طرح ہو گئی۔ ملکی اخبارات نے اپنے ابنائے ملک کو ہدایت کی ۔ لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا

نتیجہ یہ ہے ... چند نوجوان دولتمند طلبہ نے ان کو اپنی اپنی مزاحمت قیمتیں کا قصد سنایا جس پر خوشی ظاہر کرنی کی بجائے انہوں نے انکی تحقیقاتیں شروع کر دیں اور کہا کہ پاشا آپ نے تو نا امیدی حاصل کرا دی مگر اب اگر یہی حال رہا تو ہمارے بازو کب اٹھینگے بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ۔ بنا تحقیقات۔ تاکہ اپنی خلافت عظمیٰ کی امداد اور اعانت پر ابھارنا شروع کیا اور ساتھ ہی یہ بھی جتا دیا کہ اس تحریک کی مالی امداد ہی مقصود نہیں ہے بلکہ برادرانہ اپنی ہمدردی اور جذبات اخوت کا اظہار ہے۔ آخر یہ بے سرو پا کی محبت اور غیرت پر کہ انقلاب کی یہ پیپل سنتے ہی مصر کے تمام اکناف و اطراف میں ہمدردی کا دریا موجزن ہو گیا۔ قاہرہ میں یہاں دس پانچ دوست اکٹھے تھے انہوں نے وہیں اپنی جیبیں خالی کر کے سینکڑوں روپیہ جمع کر لئے اور انجمن اعانت کی بنیاد ڈال چندہ کی فراہمی شروع کر دی اور تھوڑے عرصہ میں نوجوانان قاہرہ نے کئی کمیٹیاں قائم کر لیں جن میں سے ایک نے جیسا کہ پچھلے ہفتہ کے اخبار میں لکھا جا چکا ہے۔ خدیو المکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے سرپرست بننے کی درخواست کی جو بڑی خوشی سے منظور کی گئی۔ ۲۱ مارچ سے لے کر ۲۷ مارچ تک قاہرہ اور دیگر امصار مصر میں جو کارروائی فراہمی چندہ کے متعلق ہوئی ہے۔ وہ پچھلی ڈاک میں موصول شدہ اخبار المؤید کے حوالہ سے ذیل میں درج کر دی جاتی ہے جس سے ہمارے ناظرین مصریوں کی عالی ہمتی اور فیاضی کا خود اندازہ کر لینگے۔

صاحب الدولت سابق وزیر اعظم ریاض پاشا کے مکان پر ایک جماعت کثیر نے جمع ہو کر زیر صدارت وزیر موصوف اعانت عساکر عثمانیہ کے جمع کرنے کے لیے بڑی کمیٹی قائم کی جس نے شوال ۱۳۲۹ھ بروز جمعہ ۲۲ مارچ چندہ جمع کرنا شروع کیا۔ اور اسی دن چودہ سو چالیس پونڈ مصری (ایک پونڈ مصری ۱۰۰ شلنگ یعنی تقریباً ۱۵ روپیہ کے برابر ہوتا ہے) جمع ہو گئے۔

۲۳ مارچ کو صاحب السعادت عمر لطفی پاشا پریذیڈنٹ لیجسلیٹو کونسل مصر کے مکان پر نماز ظہر کے بعد علماء کرام۔ اعیان دولت اور سجادہ والا منزلت کے جم غفیر کی مجلس منعقد کی جس میں شیخ جمال الدین آفندی قاضی القضاۃ مصر۔ شیخ حسونہ النواوی شیخ الجامع الازہر و مفتی دیار مصر۔ سید عبدالخالق سجادہ نشین سادات وفائیہ۔ سید علی الببلاوی نقیب الاشراف دیار مصر۔ شیخ سلیم البشری امام مالکیہ وغیرہ وغیرہ علماء کبار حسین پاشا۔ ثابت پاشا وغیرہ سابق وزراء۔ اسمعیل پاشا محمد وکیل مجلس شوریٰ۔ قوانین سعادت بلیغ پاشا چیف جج عدالت عالیہ اپیل و دیگر عہدہ داران اعلےٰ شامل تھے۔ سب سے اول لطفی پاشا نے چندہ کی ضرورت پر مختصر تقریر کی۔ اس کے بعد قاضی کبیر نے ارشاد فرمایا کہ مساعدت دولت علیہ اور نصرت مولانا خلیفہ ذات و مال سے اب مسلمانوں پر فرض متحتم ہو گئی ہے جامع ازہر کے شیخ اعظم نے ارشاد کیا کہ عوام الناس کو دولت علیہ کی مساعدت پر آمادہ کرنا جو آج کل مسلمانوں پر فرض عین ہے حضرات علماء پر واجب ہے۔ سب سے آخر دولت مآب ریاض پاشا نے تقریر کر کے بیان کیا کہ قبل ازیں ۱۴۴۰ پونڈ جمع ہو چکے ہیں۔ اب چندہ کی کارروائی شروع کی گئی۔ اس پر سب سے پہلے جناب قاضی مصر نے پچاس پونڈ مصری عطا فرمائے بعد ازاں دیگر حاضرین نے حسب توفیق زر چندہ لکھوایا جس سے کل تعداد ۲۹۰۰ پونڈ مصری ہو گئی۔ اس کارروائی کے بعد مختلف محلوں میں شاخیں قائم کرنے کی تجویز پیش ہوئی ہے اور شیخ الازہر کی تحریک پر منظور ہوا۔ کہ ہر ایک شاخ میں جامع ازہر کی طرف سے ایک ایک شیخ شامل ہو اکرے چنانچہ اوسی دن اس سب کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ مختلف ... بہت ... شروع ... حکومت مصر نے ... کر دیا ... تو ... دیکھنے ...

اس سے بڑھ کر استقلال و عزم مردانہ کیا ہوگا کہ سخت سے سخت مجروح بھی ہسپتال پہونچنے جانیسے انکار کرکے پھر میدان کارزار کو پلٹ جاتے ہیں جرنیل سے لیکر ادنے ترین سپاہی تک سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے اور بے نظیر شجاع ہیں۔ الغرض

بقیہ صفحہ سابقہ) حضرت عزت لو علی بیگ رضا فرزند شاکر پاشا مرحوم جیش الظفر العثمانی کی خدمت کیلئے عنقریب سرحد یونان کو روانہ ہونے والے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ دیگر نوجوان بھی اس جوانمرد کی تقلید کرینگے۔ (المؤید ۱۷ مارچ) مندرجہ بالا رقم کے علاوہ احمد رشید پاشا نے ۲۵۰ پونڈ مصری اور محمود بک سجان ممبر مجلس شوریٰ القوانین و اعیان ضلع اسیوط نے پچاس پونڈ چندہ دیا

دولتلو غازی مختار پاشا عثمانیہ ہائی کمشنر متعینہ مصر نے ۱۵ مارچ کو زیر صدارت ریاض پاشا فراہمی چندہ کیلئے جلسہ کیجانے منعقد ہونے کی خبر اعلیٰحضرت کو بذریعہ تار دی۔ جسکے جواب میں بارگاہ ہمایوں سے ریاض پاشا صدر و ممبران انجمن کیلئے و ممبران سب کمیٹی ہا اور چندہ دہندگان باشندگان مصر کا بذریعہ تار شکریہ ادا کرکے کمال خوشنودی کا اظہار کیا گیا۔ اور ساتھ ہی بنک عثمانیہ کی مصر والی شاخ کو حکم دیا گیا کہ کل زر چندہ بغیر کمیشن لینے کے وصول کر لیا کرے۔ دولتلو غازی عثمان مختار پاشا نے چندہ دہندگان کی آسانی کیلئے ایک ریال سے لیکر سو ریال تک کے عثمانیہ نوٹ منگوائے ہیں۔ ایک ریال کی قیمت بیس قرش ہے۔ اور بغرض تسہیل انگریزی پونڈ کی قیمت ایکسو بیس قرش اور مصری پونڈ کی ۱۲۳ قرش قرار دی ہے (المؤید ۱۷ مارچ)

۱۵ مارچ کے سہپر کو سعادت لو ریاض پاشا۔ شیخ کبیر جامع ازہر۔ عمر لطفی پاشا و دیگر اعیان دولت خدیو الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ وہ بھی اس کار خیر میں شریک ہو کر ممبران انجمن کی حوصلہ افزائی کریں۔ خدیو المعظم ڈپوٹیشن سے بکمال تپاک پیش آئے۔ اور عنقریب چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ اسکے بعد ڈپوٹیشن پرنس حسین کامل پاشا (خدیو الکریم کے چچا) کے مکان پر پہنچا۔ اور وہاں بھی فائز المرام ہوئے۔ بعد ازاں پرنس ابراہیم حلمی پاشا (خدیو کے دوسرے چچا) کے دردولت پر حاضر ہو کر معقول امداد کی درخواست کی جو بڑی خوشی سے منظور کر لی گئی۔ الغرض ڈپوٹیشن خاندان خدیویہ کے تمام ارکان کے پاس فرداً فرداً گیا اور سب نے اس کار خیر میں بڑی خوشی سے شریک ہونا منظور کیا۔ البتہ خدیو الکریم کے بہنوئی پرنس جمیل پاشا طوسن اور خدیو کے برادر خورد پرنس محمد علی اپنے مکان پر نہ تھے وہ اپنے اپنے علاقوں کو گئے ہوئے تھے۔ انکی طرف دولتلو ریاض پاشا نے خط لکھدئے۔ جو یقین کامل ہے۔ کہ مقرون باجابت ہونگے۔

غازی احمد مختار پاشا کی حرم محترم نے فنڈ رزاعانت میں پانچسو پونڈ انگریزی چندہ دیا ہے۔ دولتلو غازی موصوف بذات خود پہلے ایکہزار پونڈ عطا کر چکے ہیں احمد فواد پاشا وزیر نے ۳۰۰ سو پونڈ اور امارت مآب فاطمہ خانم آفندی فاضل حرم پاشا موصوف نے تین سو پونڈ اور خانم کی والدہ مکرمہ نے ایک سو پونڈ۔ اور پاشا ممدوح الشان کے برادر خورد عزیز بک عزت نے ۵۰۰ پونڈ اور حرم محترم نے ۲۰۰ پونڈ یعنی اس خاندان نے سترہ سو پونڈ (۲۶ ہزار روپیہ) چندہ دیا۔ اور عبد الحمید پاشا صادق اور محمود بک حرم رستم نادرہ نے ایک ایک سو پونڈ اور راشد کامی بک شہد گاہ قمح سے بیس پونڈ (۱۵ مارچ کو) المؤید کے دفتر میں روانہ کئے تھیا کے محکمہ اوقاف کے حاکم اعلیٰ احمد آفندی فواد نے انجمن فراہمی چندہ کو تار دیا ہے۔ کہ میں چھ ماہ تک اپنی تنخواہ کا تیسرا حصہ فنڈ اعانت میں دیا کرونگا (۱۷ مارچ) فواد پاشا کی تحریک پر دیگر ملازمان نے بھی تنخواہ کا پانچواں حصہ دینا شروع کر دیا ہے۔ دولتلو یعقوب پاشا

ان بہادروں کی نبرد آزمائی۔ جانبازی۔ سرفروشی۔ سپاہگری۔ اور شجاعت و مردانگی کا منظر واقعی نہایت ہی شاندار اور حیرت افزا تھا۔ ایسی ایسی پہاڑوں پر جہاں گھوڑے اور خچر بھی بمشکل چل سکتے تھے یہ بہادر آدمی اپنی جان پر کھیل کر توپوں کو تقریباً کھینچ

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے تمام سب کمیٹیوں کو فراہمی چندہ میں سعی موفور کی تاکید کرنے کیلئے جوش دلانے اور غیرت دلانے والے الفاظ میں خطوط تحریر کئے ہیں۔ اور سب کمیٹیوں کی تعداد بڑھانے کی بھی تاکید مزید کی ہے۔ چنانچہ ۱۰ مارچ کو پہلی ۲۳ کے علاوہ ۶۰ اور سب کمیٹیاں قائم ہو گئی ہیں۔ ان میں سے ایک کمیٹی کے صدر امرا کے سفیر متعینہ مصر ہیں ۱۵ مارچ کو قصبہ اسیوط میں والی ہمت مسلمانوں نے جلسہ کر کے چندہ کی کارروائی شروع کی۔ نصرت و امداد سلطنت علیہ کے مسلمانوں پر فرض عین ہونے کے متعلق اکثر علمائے کرام نے تقریریں کیں پہلے دن ۲۰۵ پونڈ مصری چندہ جمع ہوا۔ قصبہ منصورہ میں اسی تاریخ ۱۰۰ پونڈ چندہ جمع ہوا۔ ۱۰ مارچ کو عالیجناب عدلی یکن پاشا نے اڑھائی ہزار پونڈ مجلس کبیر کے سکرٹری کو ارسال فرمائے۔ مصر کی مخدرات نے بھی یہ دیکھ کر یونانیوں کی عورتیں اپنے ہموطنوں کیلئے چندہ جمع کر رہی ہیں اور ملکہ یونان نے بذریعہ تار ان کا شکریہ ادا کیا ہے سخت غیرت آ گئی ہے۔ اور اکثر خاتونان عفت مآب نے چند دنوں سے بطور خود اپنی ملاقاتیوں سے روپیہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہ سب عالی خاندان بیگمات ۵ مارچ کو دولتلو ریاض پاشا کی حرم کے پاس جمع ہوئیں اور ان کو صدرة الانجمن النساء بنا کر ہر ایک نے اپنی اپنی واقف عورتوں سے روپیہ جمع کرنے کا عہد کیا۔ چنانچہ ۱۰ مارچ کو اس انجمن نے بتیس پونڈ امدادیہ کو روانہ کئے۔ مندرجہ بالا سب کمیٹیوں کے علاوہ مدرسین جدیا۔ کالج بانوں اور تجارتی بانوں نے بھی علیحدہ علیحدہ کمیٹیاں قائم کی ہیں۔ جن سے کمیٹیوں کی تعداد ۲۸ مارچ کو ۹۳ ہو گئی۔ نوجوانان مصر نے پرنس ابراہیم پاشا مرحوم کے فرزند امیر جلیل محمد بیک ملا صلاح الدین کی زیر صدارت اپنی علیحدہ کمیٹی بنائی ہے۔ ۱۰ مارچ تک جنرل کمیٹی قاہرہ کو ۳۰۰۰ پونڈ مصری وصول ہوئے (المؤید ۱۰ مارچ) مصر کے قصبہ زقازیق اور روضہ میں وہاں کے علاء الدین تاجروں نے اعانت عسکریہ عثمانیہ کیلئے انجمنیں قائم کی ہیں۔ رقم جمع شدہ کی میزان اگلے ہفتہ بتائی جائیگی۔

ریاض پاشا مصطفیٰ پاشا بلیغ پاشا و دیگر معزز ارکان انجمن مذکور نے ۱۸ مارچ کو خدیو کی خدمت میں حاضر ہو کر معقول رقم چندہ عطا کرنے کا شکریہ ادا کیا۔

امیر ابراہیم و جلیل پرنس عزیز بیگ برادر چچازاد خدیو عساکر عثمانیہ میں داخل ہونے کیلئے مصر سے جا رہے ہیں۔ پرنس محمد و نے جرمنی میں فوجی تعلیم پائی ہے۔ اور جرمن و انگریزی فوج میں داخل رہ چکے ہیں۔ دولتلو پرنس جمیل پاشا خادم خدیو بمنوئی نے ۳۰۰ اور ان کی حرم نعمت اللہ خانم آفندی نے دو سو پونڈ دئیے ہیں۔ ۱۸ مارچ کی صبح تک صدر انجمن کو ۵۰۰۵ پونڈ مصری وصول ہو گئے۔ مصر کے قصبات بارود۔ طنطا۔ منصورہ اور ابوقرقاص میں اعانت عسکریہ کیلئے ۱۸ مارچ کو انجمنیں قائم ہوئیں۔ ابوقرقاص کی انجمن نے پہلے دن پچاس پونڈ جمع کئے۔

۰ دولتلو ریاض پاشا میر مجلس انجمن کبیر نے مصر کے ہر شہر و ہر قریہ کے مسلمانوں کو نام علانیہ جاری کر کے بغوائے آیہ کریمہ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون و تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کے تمام مسلمانوں کو حضرت سرور کائنات کا یہ حکم سنا کر

کی سطح تک کھینچ لیجائے - اور ایک تماشہ کیلئے سنانا یا کسیطرح کا حرف شکایت زبان پر لانا تو کجا - لطائف و ظرافت اور ہنسی مذاق سے ایکدوسرے کا حوصلہ بڑہاتے ہنسے کھیلتے اور گاتے ہوئے بلا تردد و تکلف اوپر چڑھتے جاتے - جانبازی بیباکی اور زندہ دلی میں ہمارے البانوی بالخصوص سب سے بڑہے ہوئے تھے - اور انکا دشمن پر کچھ ایسا رعب چھا گیا تھا کہ البانوی سفید ٹوپی کو دیکھتے ہی یونانیوں کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے تھے - اور انکے جسم پر لرزہ پڑجاتا تھا - وہ قومی گیت اور رجزیں گاتے اور اچھلتے کودتے خوشی سے ترانے لگاتے ہوئے کارزار میں شریک ہوتے تھے یونانیوں پر ثابت ہوگیا تھا کہ یہ شیر موت کی کچھ حقیقت ہی نہیں سمجھتے چنانچہ انکی سفید ٹوپیوں کو نظر آتے ہی یونانیوں میں عجب مضحکہ خیز اور خوفناک بھاگڑ اور افراتفری پڑجاتی اور وہ تمام ستی بھی بھول جاتے" لاریسا میں جہاں پہلے ترکی سپہ سالار نے اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا تھا انھیں کو چھ چار انچ کی کپ توپیں اور ایک میدانی بانزی دیگر اسباب و اجناس کے علاوہ غنیمت میں ملی -

ترک جیسا کہ حالات متذکرہ صدر سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کوہی دروں تسلوی میدان میں کوئی ایسا نقصان اوٹھائے بغیر داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے تھے - وہ ان دروں سے گزر جانے کے بعد اپنی فوج کو مجتمع کرکے لاریسا میں

بقیہ صفحہ سابقہ "المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً" دولت علیہ عثمانیہ کی امداد و معاونت کی تحریک و ترغیب دیتے ہیں

(المؤید ۱۸ - مارچ ۱۸۹۷ء)

ان چند سطور کو پڑھکر مسلمانان ہند جیسے اپنی غفلت اور بے پروائی کیطرف خیال کرینگے - تو ہمیں کوئی کلام نہیں کہ وہ اپنے دلمیں خجل اور نادم تو ضرور ہونگے - یہ درست ہیکہ مسلمانان ہند اسوقت قحط و افلاس اور وبا کے علاوہ ہندوستان کے اندرونی پولیٹکس اور اپنی ہمسایہ قوموں کی نوازشوں کی وجہ سے بہت کچھ بے بس اور لاچار ہو رہے ہیں لیکن اگر وہ سچے مسلمان بننے اور کہلانے کے مدعی ہیں - تو ان کو آیہ کریمہ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون ۵ ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین (سورۂ عنکبوت رکوع ۱) پر توجہ کرنی چاہیئے اور اپنے حوصلے بلند کرکے ان آزمائشوں اور ابتلاؤں میں ثابت قدم رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے - اور انسانی فتنوں اور مصیبتوں سے گھبراکر آیہ کریمہ ومن الناس من یقول آمنا باللہ فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ (سورۂ عنکبوت پارہ ۲۰ رکوع ۱) کا مصداق بننے سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کریں - اور ہر ایک مصیبت اور مشکل کا مردانہ مقابلہ کرکے زندہ قوم کے افراد ہونے کا ثبوت دینے سے پہلو تہی نہ کریں - وما علینا الا البلاغ -

المؤید مورخہ ۱۸ مارچ میں یہ عجیب خبر بعبارت ذیل چھپا ہے جو تعجب خیز ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانان ہند کے اغنیاء کیا رئیس ایک دولت علیہ کی اعانت کیلئے پانچ لاکھ پونڈ (دس لاکھ روپیہ) چندہ دیا ہے - اور امیر المؤمنین کی خدمت بابرکت میں تار دیا کہ ہمیں موت و حیات ہر حالت کیلئے اپنی کل جان و مال اور املاک نثار کرنیکو مستعد ہوں - ہمیں یہ امید ہے کہ ہمیشہ حضرت اعلیٰحضرت ہندوستان کی جانب سے دعا و اخلاص کا اظہار ہوتا رہیگا ... اور خبر ہے کہ اپنے ملک ... میں لکھی ... ہندوستان ... اول ... ہماری ... سلطان ...

[illegible]

داخل ہوئی۔ اور اس فتحیابی کے بعد محاربہ کا دوسرا دور شروع ہو گیا۔ جسکے حالات شروع کرنے سے پہلے یونانی افواج کی تازہ ترین کارروائیوں کی اجمالی کیفیت بتا دینا ضروری ہے۔

یونانی فوج نے باستثناء مجاہدین اور بقاعدہ سپاہیوں کے دستے کے جبالی نبرد و معرکہ آرائی میں قابل تعریف استقلال اور جوانمردی دکھائی۔ مگر میدان تھسلی کیطرف ہٹ آنیکا حکم ملنے کے وقت سے سپاہ کے حوصلے بیطرح پست ہو گئے۔

ولیعہد ۲۳ اپریل کا ہی ٹرناوس سے لاریسا چلا گیا تھا۔ جہاں اوسیدن سہ پہر کے دو بجے کے قریب سخت گولہ باری کی آواز سنائی دی۔ مگر اس سے لاریسا میں کسیطرحکا اضطراب یا تشویش پیدا نہ ہوئی کسی کو خطرہ کا وہم و گمان بھی نہ تھا اور ایک عظیم مذہبی رسم کی بجا آوری کیلئے زور شور سے تیاریاں ہو رہی تھیں جہ بجے ولیعہد نے نبرد کنندہ افواج کو ٹرناوس ہٹ آنے کا حکم بھیجا جسے سنکر سپاہ حیران رہ گئی۔ حکم مذکور کی کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ نہ اوسے کوئی وجہ بتائی گئی۔ اسوقت بمقام ماتی بارہ ہزار یونانی بارہ ہزار ترکوں کے بالمقابل موجود تھے۔ تاریکی بڑھنے کیوجہ تک مراجعت باقاعدہ رہی فوج سوار پیچھے چل رہی تھی۔ جب وہ فوج پیدل کے عقب میں پہنچی تو یونانیوں نے تاریکی میں اونہیں ترک سوار سمجھ لیا۔ اور آتشباری شروع کر دی۔ جس سے ناقابل بیان گھبراہٹ اور سراسیمگی پھیل گئی۔ اور تاریکی نے اس میں اور اضافہ کر دیا سپاہی ہتھیار پھینک پھینک کر بے تحاشا ٹرناوس کیطرف اٹھ دوڑے۔ اور چاروں طرف یہی آواز سنائی دیتی تھی۔ ترک آ پڑے۔ ترک آ پڑے۔ ٹرناوس پہونچکر بھی اس طوفان بے تمیزی میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ خوف نے سپاہیوں کو جامۂ انسانیت سے معرا کر دیا۔ وہ عورتوں اور بچوں کو کمال بیدردی ورلاپرواہی سے ادہر ادہر دھکیلتے ہوئے بازاروں میں بگٹٹ دوڑے جا رہے تھے۔ افسروں کی تمام کوششیں بیسود تھیں۔ کوئی اونکی نہیں سنتا تھا۔ گرد و غبار نے تاریکی کو اور زیادہ کر دیا ہوا تھا۔ اور سب چیزیں اوسکے پردہ میں نہاں ہو رہی تھیں۔ بھگوڑوں کا پہلا حصہ جنکا رنگ درد یافتہ اور مردوں کی سی شکلیں تھیں۔ آدہی رات کے قریب لاریسا میں پہونچا جسکے بعد پھر تو ایک تانتا بندہ گیا۔ سوار بلا اسپ پیدل بلا اسلحہ اندھا دھند شہر میں گھسے چلے آ رہے تھے۔ جنکو دیکھکر شہر والونکے بھی رہے سہے حواس گم ہو گئے۔ یہ طوفان ابھی زوروں پر تھا۔ کہ ایکبار ریجر جیلین ریلوے اسٹیشن پر لائے گئے۔ دریں اثنا ولیعہد نے جنگی کونسل منعقد کی اور شہر کی حفاظت کرنیکا فیصلہ کیا گیا۔ اس فیصلہ کے مطابق فوج کو پھر مجتمع کرنیکے لیے منڈی میں بگل بجائے گئے۔ مگر بیس سپاہی بھی حاضر نہ ہوئے۔ اس خبر سے کہ ترک شہر کے سامنے پہونچ گئے ہیں تشویش و پریشانی دو چند ہو گئی۔ اس افواہ سے شہریوں اور فوجیوں پر جو یکلخت وحشت اور ہیبت طاری ہو گئی۔ قلم اسے بیان کرنے کا یارا نہیں رکھتا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایک اور غلط افواہ مشہور ہو گئی کہ ولیعہد شہر سے چلا گیا ہے۔ جس سے تشویش و سراسیمگی کے ساتھ ہی عام

بقیہ صفحہ سابقہ۔ اور بفرض محال اگر کوئی ہو بھی۔ تو ایسی قیاضی اور عالی ہمتی کا وجود مسلمانان ہند کی جماعت میں ملنا یقیناً ممکن ہے۔ اور بنا بریں المؤید کی روایت پر ہمیں شک ہی نہیں۔ بلکہ اُس کو محض بے بنیاد کہنا پڑتا ہے۔

ناراضگی اور غیظ و غضب کی بھی کوئی انتہا نہ تھی۔ ہر ایک شخص ریلوے سٹیشن کیطرف اٹھ دوڑا۔ اس دوڑ میں سب سے زیادہ تیز قدمی الطالین مجاہدین نے دکھائی۔ ان جوانمردوں نے عورتوں تک کو ادہر ادہر پٹک دیا۔ اور دیوانہ وار ٹرین میں جو چلنے کو تیار تھی گھس گئے۔ یہ وحشیانہ حرکت دیکھکر باشندوں سے ضبط نہ ہو سکا۔ انہوں نے مجاہدین پر بندوقیں سر کیں۔ جسکا اونکی طرف سے بھی ترکی بترکی جواب دیا گیا۔ بالآخر ولیعہد چار ہزار سپاہی جمع کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جنکو ساتھ لیکر وہ فرسالہ کیطرف سڑک سڑک روانہ ہو گیا۔ اور کرنیل سمولنسکی کو جو ریونی میں تھا فوراً حکم بھیجدیا۔ کہ وہ سپہ سالار کو فرسالہ آملے۔ بھاگڑ میں بہت سے یونانی سپاہی ایسے بدحواس ہو گئے۔ کہ انہوں نے لارسیا میں بھی دم نہ لیا۔ بلکہ سیدھے دوموکو بھاگے چلے گئے۔

ایک انگریز نامہ نگار ٹرناووس سے لارسیہ کیطرف یونانی پسپائی کی کیفیت حسب ذیل دلچسپ پیرایہ میں بیان کرتا ہے اوس نے یونانی فوج کی اس بھاگڑ کو بچشم خود معائنہ کیا تھا۔

"ٹرنیب میں لارسیہ کو جانے والی شاہراہ کے راستہ بھرے ہوئے اور قریب المرگ آدمیوں اور گھوڑوں سے متواتر ٹھوکریں کھاتا ہوا واپس گیا۔ تو میں نے راستہ میں نہایت ہولناک منظر مشاہدہ کئے۔ زین سامان جنگ کے صندوقوں شکستہ گاڑیوں ساز و سامان کے گٹھوں۔ بستروں۔ سپاہیوں کے کمبلوں اور کھانے پکانے کے برتنوں سے جو خود پھینکدئے گئے تھے یا چھوٹ گئے تھے۔ اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے جو اوپر سے گذر رہے تھے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے۔ پٹی پڑی تھی۔ توپوں اور سامان حرب کی گاڑیاں دوسری گاڑیوں کے ساتھ کھڑی چھوڑ دیگئی ہوئی تھیں۔ اور ان کی بے ترتیبی میں اور بھی اضافہ ہو گیا ہوا تھا۔ کئی گھوڑے بے سوار آوارہ پھر رہے تھے۔ کہیں کوئی بے اسپ سپاہی کسی گھوڑے کو کسی نہ کسی طرح پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور کہیں کوئی سپاہی راہ چلتے سوار کے پیچھے چھلانگ مار کر بیٹھ جاتا تھا۔

مجھے کئی میل اس طوفان بے تمیزی اور بے سر و سامان ہجوم غفیر کے ساتھ جو یکبارگی دیوانہ ہو گیا ہوا تھا راستہ طے کرنا پڑا۔ اکثر افسروں نے ان میں ترتیب قائم کرنے کیلئے اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کی۔ انہوں نے انتشار کو بند کرنے کیلئے لیفٹیننٹ بجوایا اور بھاگڑ کو تھامنے کیلئے بڑی جد و جہد کیا۔ اونکے برعکس کئی افسر ایسے بھی تھے جنکے ہوش و حواس بالکل جاتے رہے تھے اور بعینہٖ اپنے سپاہیوں کیطرح خوفزدہ ہو کر بھاگے جا رہے تھے۔ ایک مستقل مزاج افسر کو میں نے بچشم خود اپنے آدمیوں کو سمجھانے کیلئے بڑی کوشش کرتے دیکھا۔ وہ پستول کا گھوڑا اٹھا کر اپنے آدمیوں کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور باواز بلند اونکو ہالٹ ہالٹ "ٹھیر جاؤ ٹھیر جاؤ" کا حکم دیا۔ مگر دہشت زدہ سپاہیوں کو یہ کہنا آندھی یا سیلاب کے روکنے کے برابر تھا۔ جنرل ماریکا لیس نے جو ولیعہد کے پاس لایا گیا ہوا تھا شہر سے کچھ دور واپس آکر بھاگڑ کو بند کرنے کیلئے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ لارسیا سے دو میل ورے سڑک ایک نالہ پر سے گذرتی ہے۔ وہاں ایک افسر فوج پیدل کی نصف کمپنی کو مرتب کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر پیچھے سے گھوڑوں کا سیلاب اور طوفان بے تمیزی جسکی تندی میں جاری سیلاب کیطرح لحظہ بلحظہ اضافہ ہوتا چلا جاتا تھا ایسی تیزی سے ہجوم کرتے چلا آ رہا تھا کہ اوسکی کچھ تاب نہ لا سکا اور ہجوم کی وجہ سے افسر مذکور کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہوئیں۔

لارسیہ کے قریب سڑک دریا سالمبریا (پینیاس) کو ایک پل پر سے گذرتی ہے۔ یہاں گاڑیوں توپوں گھوڑوں اور آدمیوں

کا ایسا الجھاؤ پڑا ہوا تھا کہ گنجائش نکاس سے گذرنا ناممکن رہا۔ جب میں لاریسا میں داخل ہوا تو بازاروں اور کوچوں میں عجیب ہڑبونگ دیکھی۔ توپخانہ۔ پیدل فوج۔ فوج سواران۔ الغرض ہر قسم کے سپاہیوں کی ٹولیاں بے اوسان و بے سکت زمین پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ اور بگلوں کی آوازوں یا زبانی احکام کو جو صفوں میں مرتب ہو جانیکے لیے دئیے جا رہے تھے۔ گوز شتر کے برابر سمجھتے ہی نہیں۔ نظام و آئین کا خاتمہ بالخیر ہو چکا تھا۔ شہر میں رات کے دو بجے مراجعت کی خبر پہنچی۔ اور انہوں نے بھی اسیوقت نکل کر ٹکریا کی راہ فرار اختیار کی۔ جس سے بھیڑ کی مجنونانہ وحشت اور طوفان بے تمیزی کے عناصر میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور اس سیلاب عظیم نے متلاطم سمندر کی پر آشوب امواج بلا خیز کی طرح اندرون ملک کی طرف رخ کر لیا۔ لاریسا سے بجانب جنوب کئی رقت انگیز واقعات مشاہدہ کئے جا سکتے تھے۔ خوفزدہ باشندے جو اندھا دھند دوڑے جاتے فوج کے منتشر دستوں سے مل رہے تھے۔ مائیں سونے چاندی کے برتنوں اور زیورات کو جنہیں وہ گھروں سے اٹھا کر ساتھ لائی تھیں ناکارآمد اور ناچیز بوجھ سمجھکر راستہ میں پھینک اپنے خوردسال بچوں کو اٹھائے چلی جا رہی تھیں۔ باشندوں کا بیان ہے الغرض سب مال و متاع ضائع ہو گیا۔ قصبہ سماکی کے غضب آلود اور بپھرے ہوئے باشندوں نے چند بھگوڑے یونانی افسروں کو گرفتار کر کے انہیں گولیوں سے اڑا دینے کا حکم کیا۔ اجنبی نامہ نگاروں نے مداخلت کر کے ان کی جانیں تو بچا دیں مگر رہائی نہ دلا سکے۔ باشندوں نے انہیں ایک دباغ کی جھونپڑی میں بند کر کے مقفل کر دیا۔ کئی میلوں کی مسافت طے کر لینے کے بعد بھی ترک سر پر آ پہنچے کی آواز ہیبت و خوف اور دہشت پھیلا دینے کو کفایت کر جاتی تھی یہ احمقانہ خیال اگرچہ ایک وہمی تعاقب کنندہ کے خوف سے پرستی ہوئی تھی ترکوں کے حق میں بلاشبہ نہایت مفید تھی۔ انکے سامنے ایک ایسی فوج تھی۔ جو زیادہ تر ملیشیا کے آدمیوں سے مرکب تھی۔ اور ابھی حال میں اسکی جمعیت تعداد مطلوبہ تک بڑھائی گئی تھی۔ اور جسکے افسر اپنے آدمیوں پر ناکافی اقتدار رکھتے تھے۔ اور جسکے سپاہی غیر مکمل تعلیم و تربیت یافتہ تھے۔ ایسی بے دل اور بے نظام فوج میں نامسعود حوادثات کے ظہور پر افسروں اور سپاہیوں دونوں کا حواس باختہ ہو جانا لازمی امر تھا یونانی فوج کی قوت مدافعانہ پہلے ہی کچھ ایسی زبردست نہ تھی۔ متذکرہ صدر متوحشانہ مراجعت بجانب لاریسہ سپاہیوں کو اپنے افسروں پر اعتماد نہ رہ جانے۔ اور خود افسروں میں پولیٹیکل اغراض متضاد کی بدولت رنجش پیدا ہو جانے سے کامل اور بھی کمزور ہو گئی۔ اور یونانی فوج آئندہ کارآمد ہو سکنے کے قابل نہ رہ گئی۔ صرف فوج ہی نہیں بلکہ مجاہدین کے حوصلے اور امنگیں بھی طبعی طور پر اپنی پہلی مساعی اور ناکامیوں کے بعد بالکل پست ہو گئیں۔

سر ایشمیڈ بارٹلٹ اپنی کتاب کے فصل ہفتم و ہشتم میں محاربہ پر ایک سرسری نظر اور محاربہ کے دوسرے حصے کے عنوان سے قبضہ لاریسا تک کے مفصل حالات حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

محاربہ پر ایک سرسری نظر

میری رائے میں یہ وقت اس جنگ کی عام نظر ثانی کیلئے بیحد مناسب ہوگا۔ جزئیات اور تفصیلی حالات عام سوالات اہم ... سرکے کیلئے بیشتر خود سمجھ لیا۔ انکو حالات یونانی وزرائے ... شدید ... ہو کر تحریر کرتے ہیں نہایت احتیاط ... کے ساتھ ... میں انتظام کیلئے ... مصالح ... موجود

کو اگر چہ صحیح تو نہیں فرض کیجئے مگر اسکی تصدیق متعدد اسناد سے ہوا اسلوب بیان ہونیکی وجہ سے بہت ہی اختلاف بیانی پائی جاتی ہے تاہم اوسے صداقت کو اخذ کر لینا کچھ مشکل امر نہیں
مارچ کے تصریحات میں بھی یہ واضح ہو گیا تھا کہ یونانی گورنمنٹ ترکی کو لڑائی پر اکسانیکا عزم بالجزم کر چکی ہے ۔ اوسنے کریٹ میں نیول و آرمی

نہیں بلکہ فوری کی پہلی ہفتہ میں ہی یہ امر واضح ہو گیا تھا مگر یہ بات ابھی کسی اہل الرائے کو شش تصفیہ ہو جانیکا کامل یقین تھا جو افسوس ہے پورا نہ ہوا ۔ اور یونان کو ترکوں کی تیغ سے ایسا سبق ملگیا جو اسے کریٹ کی عملی آزادی کے باوجود سالہا سال کے دراز تک فراموش نہ ہوگا ۔ اسوقت کی پولیٹکل حالت کی نسبت جو عام رائے تھی ۔ اسکا اندازہ ناظرین کو مندرجہ ذیل مضمون سے جو ۱۵ فروری ۱۸۹۷ء کے وکیل میں تحریر کیا تھا معلوم ہو جائیگا ۔ ٹرکی یونان اور دول یورپ جنوب مشرقی یورپ میں پولیٹکل مطلع پھر تاریک ہو رہا ہے ۔ اور یہ تاریکی ایسی اچانک نمودار ہوئی ہے کہ یورپ کے بعض حالات معلوم ہو کر بغیر تار دیتے اسکے فوری اسباب و باعث کا دریافت کرنا مشکل امر ہے ۔ تاہم جہاں تک قیاس کام دیسکتا ہے اس طوفان کی تہ میں بھی قبضہ مصر کا مسئلہ پنہاں نظر آتا ہے ۔ جنوری کے اخیر میں فرانس بظاہر مصر کو لکھتا ہے کہ تم براہ راست مصارف جنگ سوڈان کیلئے انگلستان سے قرض نہیں لے سکتے ۔ دو تین روز بعد روس فرانس سے ہم آہنگ ہوتا ہے اور چند دن بعد تاریں آنی شروع ہو جاتی ہیں ۔ کہ کریٹ میں بد امنی شروع ہو گئی ہے ۔ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۶ء کے اخبار میں بعنوان رعایات سلطانی کا ذکر کر کے جو باشندگان کریٹ کو عطا کیگئی تھیں ۔ ناظرین کو یہ خوشخبری سنائی تھی کہ جزیرہ مذکور میں اب پورا امن و امان ہو گیا ہے " اور ساتھ ہی عیسائی سلطنتوں کی سابقہ چالوں کو مدنظر رکھکر دعا مانگی تھی کہ خدا کرے عیسائی دول اس امن کو برقرار رہنے دیں " افسوس جو اندیشہ اس دعائیہ جملہ میں ظاہر کیا گیا تھا وہ درست ثابت ہوا کیونکہ باغیان کریٹ جنہوں نے فرمان شاہی کے وصول ہونے پر اطاعت و وفاداری کی قسمیں اٹھائی تھیں چار مہینے بھی تخت نہ بیٹھ سکے اور کل عہد و پیمان کو چٹ کر کے فساد شروع کر دیا (جیسا کہ اغلب تھا کہ ان کو ہے) کسی اجنبی طاقت یا طاقتوں کی اغوا سے پھر بہانہ مسکنت و مظلومیت کی دکھانے پر کمر بستہ ہو گئے ۔ شروع فروری سے اس فساد کی مشتعل ہونیکی متعلق اتنی ہی خبریں پہنچی تھیں پہلے بتایا گیا کہ مسلمان زیادہ قتل کئے گئے ۔ اور عیسائیوں نے اکثر دیہات پر قبضہ کر لیا ۔ اس کے بعد مسلمانوں کا ترکی بترکی جواب دینا ۔ اور عیسائیوں کا دول اجنبیہ کو جہازوں کو بلانا شروع ہوتا ہے اور ۱۲ فروری کو یونان کے بیچ میں آ پڑنے سے یہ معاملہ ایک ہیبتناک حالت اختیار کر لیتا ہے کریٹ کے پہلے فسادات میں زار روس کا سلطان المعظم کو باغیوں کی سرکوبی نہ کرنے دینا ۔ بلکہ انہیں اہالی کریٹ کو منہ مانگی رعایتیں دلا دینا مسٹر کرزن نائب وزیر خارجہ انگلستان کا پارلیمنٹ میں موجودہ فساد کی ابتدا ہونا اور ان کو تسلیم کرنا اور سب سے بڑھ کر شاہ یونان کا جو انگلستان کے شاہی خاندان کی نسبت جرمنی و روس و ڈنمارک کے شاہی خاندانوں کا پولیٹکل یا بیوی کے تعلق سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے ۔ کریٹ پر جنگی جہازات اور سرحد ٹرکی پر فوج کا بھیجنا یہ کل امور ایسے ہیں جو بظاہر اس قیاس کے منافی ہیں کہ موجودہ فساد کا باعث بھی مسئلہ مصر کا کھٹ تصفیہ ہے اسکا دوسرا لفظوں میں یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ انگلستان کو ایک ایسا پیچ ڈالنا ہے مگر جن لوگوں نے کم از کم مسئلہ آرمینیا کو شروع ہونے کے وقت ہی سے انگریزی پالیسی پر بنظر تعمق غور کیا ہوگا وہ مصارف جنگ سوڈان کے پردہ میں مسئلہ مصر کو چھڑتے ہی کریٹ میں فساد ہو جانے کو اسطرح انگریزی پولیٹکل شاطر کا ہتھکنڈا سمجھینگے جس طرح دو اور دو کو چار سمجھا جاتا ہے ۔ یہ ہم کئی دفعہ ظاہر کر چکے ہیں اور ابتک کسی واقعہ سے ہماری رائے میں تغیر پیدا نہیں ہو سکا کہ پرنس بسمارک اعظم کی وصیت کو اس حد تک تعمیل کو جو فتح قسطنطنیہ کے متعلق ہے وصیت کردہ حد تک تعمیل تک ملتوی کر دینا مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری سمجھا ہے اور اسکے ساتھ ہی اوسکا یقین واثق ہو گیا ہے کہ اس مدعا کے حصول کیلئے سلطنت عثمانیہ کا قیام اور مضبوط تر کرنا لازم ہے ۔ اسلئے برخلاف سابق جبکہ وہ خود سلطنت عثمانیہ میں نفاق پیدا کیا کرتا تھا اب اوسکی پالیسی یہ ہو گئی ہے کہ ٹرکی کی طاقت کو ایسے خرخشوں میں صرف ہونے سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے ۔ اور اسی پالیسی کو مدنظر رکھکر کرسٹی

کریٹ فوج بھیجدینے کریٹ سمندر میں ترکی جہازات باربرداری پر گولہ باری کرنے اور سرحد تھسلی پر افواج جمع کرنیسے یونانیوں نے اس عزم کا ثبوت دیدیا۔ جواب ترکی گورنمنٹ نے ترکی مقدونیہ کی آدمی کو ترکی لوا جمع کر دیا اور پاشا کی فوجیں جب یونانی ڈویژن تانشٹروادہ ربالا فرمارچ کے اخیر تک یونانی سرحد کے قریب ... بمقام الاسونا اور اس کے اردگرد ادہم پاشا کے زیر کمان

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سلطان المعظم نے رفع فساد کیلئے عیسائی باغیوں کو چند ایسی رعائتیں دلوادی تہیں جنسے سلطانی حقوق میں بھی کوئی فرق نہ آسکے اور باغی بھی خوش ہو جائیں اسکے اس مشورہ سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اسے باغیان کریٹ سے کوئی خاص ہمدردی تہی بالکل غلط ہے ۔ ہاں اگر کوئی چاہے تو یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ آرمینیا کا فساد برابر دو برس جاری رہا اور گورنمنٹ ترکی کو اسکے فرو کرنیمیں بہت کچھ فوجی طاقت اور نقد صرف کرنا پڑا ۔ کریٹ کیطرح وہاں بھی روس نے کیوں صفائی نہ کرادی اس کا جواب بہت سہل ہے ۔ روس جانتا تھا کہ آرمینیا ایک ایسا مقام ہے جو سمندر سے بہت دور اور سلطانی ممالک محروسہ کے اندرونی حصہ میں واقع ہے جہاں سے غیر ملک کے ممالک غیر سے باغیونکو مجاہدین اسلحہ حرب یا روپیہ پیسہ سے چنداں معتدبہ امداد نہیں پہنچ سکتی اس صورت میں بغاوت کوئی زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکتی اور اسکو بزور شمشیر ہمیشہ کیلئے فرو کردینا ہی بڑی کفایت شعاری ۔ دانشمندی اور مصلحت ہے ۔ برخلاف اسکے کریٹ میں ممالک اجنبیہ سے باغیوں کی مدد کیلئے آدمی اور سامان حرب بکثرت داخل ہو سکتا ہے اور وہاں بغاوت کو بزور شمشیر فرو کرنیمیں وہی مشکلات اور دقتیں پیش آتیں جو کریٹ جیسے جزیرہ کیوبا کے باغیونکی سرکوبی میں اسپانیہ کو پیش آرہی ہیں ۔ اس صورت میں اگر وہ اعلیحضرت کو کریٹ کے مفسدہ کو فوجی طاقت سے فرو کرنے کا مشورہ دیتا تو اس سے بڑھ کر مخالفین سلطنت عثمانیہ کیلئے کوئی خوشی کی بات نہیں ہو سکتی تھی ۔

دوسری وجہ بھی ہمارے قیاس کو باطل نہیں کر سکتی ہے کہ مسٹر گرزن کو عیسائیان کریٹ کو بتدریج تسلیم کرنے سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ اس ابتدائی تحریک خود انگلستان نے نہیں کی بلکہ ممکن تو یہ ہو سکتا ہے کہ اپنی سازش کو چھپانے کیلئے وزراء انگلستان نے باغیونکی نسبت یہ فقرہ کہدینا مناسب سمجھا ہے ۔ تا کہ دنیا کو یقین ہو جائے کہ جب انگلستان اہالی کریٹ کو ظالم بتا رہا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کو اس مفسدہ کے برپا ہونے میں کوئی دخل نہیں ۔ تیسری وجہ کی تردید سے پہلے شاہ یونان کی قرابت اور یونان کی حربی طاقت و مختصر تاریخ بتادینا ضروری ہے ۔ وہ پرنس آف ویلز کا سالا شاہ ڈنمارک کا بیٹا اور زار روس کا ماموں ہے ۔ اسکی بیوی زار روس کی رشتہ میں پہوپہی ہے ۔ اور اسکے ولیعہد کی بیوی قیصر جرمن کی ہمشیرہ ہے ۔ یونان تین صدیوں تک وینس کی جمہوری ریاست کے ماتحت رہنے کے بعد پندرہویں صدی کے وسط میں مقبوضات عثمانیہ میں داخل ہوا ۔ اول اول ۱۷۷۰ء میں اور دوبارہ ۱۷۹۰ء میں عیسائیان یونان نے آزاد ہونیکے لئے بغاوت کی اور آخر تیسری بغاوت میں جو ۱۸۲۱ء سے شروع ہو کر ۱۸۲۹ء میں ختم ہوئی ۔ روس فرانس اور انگلستان کی مدد سے یونان آزاد ہو گیا ۔ اور ۱۸۳۲ء میں ایک علیحدہ ریاست بنا دیا گیا ۔ ۱۸۳۳ء میں پہلا بادشاہ اوٹو جسنے ۲۹ برس حکومت کی نکالا (خارج) کر کے دول ثلاثہ نے ۱۸۶۳ء میں شاہ حال کے والد کو جو اب شاہ ڈنمارک ہے یونان کا بادشاہ بنایا جسنے اپنی جگہ اپنے دوسرے بیٹے جارج (شاہ حال) کو یونان کا تخت سونپ دیا ۔ اسکو خزانہ یونان سے ۱۱ لاکھ ۲۵ ہزار فرینک صرف خاص کیلئے ملتے ہیں اور فرانس اور روس اور انگلستان کی طرف سے بھی چار چار ہزار پونڈ سالانہ ملتا ہے ۔ یونانیوں کو حسب تقاضائے فطرت انسانی آزاد ہونیکے وقت سے ہی اپنی ریاست کی توسیع کی خواہش ہے ۔ چنانچہ جنگ ۱۸۷۷ء و روس کے بعد ۱۸۸۱ء میں (جبکہ روس نے ابھی یہ جدید پالیسی اختیار نہیں کی تھی ورنہ انگلستان اور فرانس عیسائیت کبھی شامل نہ ہوتی) دول عظام نے جنکا سرغنہ اس معاملہ میں انگلستان بنا تھا یونان کو تھسلی کا تقریباً کل صوبہ اور ایپرس کا کچھ حصہ ترکی سے جبراً دلوا دیا ۔ اس سے یونان کی حرص و طمع میں اور زیادتی ہو گئی ۔ اور ۱۸۸۵ء میں جب صوبہ شرقی رومیلیا بغاوت کر کے بلگیریا سے ملحق ہو گیا تو یونانیوں کو بھی حدود کا خبط سوجھا ۔ اور ترکی کو بلگیریا کے حالات میں مصروف اور پہلے جیسا ہی کمزور تصور کر کے حملہ کرنیکی تیاریاں شروع کر دیں اور یورپ بھی چپکا بیٹھا تماشا دیکھتا رہا مگر جب

تھی کہ پچاس ہزار ترکی فوج جمع ہوگئی بادشل نے اس موقعہ کو ہیڈ کوارٹر کیلئے پسند کرنیمیں بڑی عقلمندی ظاہر کی کیونکہ وہ ادس زاویہ کے اندر بہ سلسلہ کوہ پنڈس کے یکبارگی جنوب کو ختم کہاجاتا بن رہا واقع ہے اور خواہ یونانی لشکر شرقی حصہ مقدونیہ پر حملہ کرے یا مغربی حصہ دونو صورتوں میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) انہیکی جرات نہ پڑی چنانچہ جب ان لوگوں نے جنہوں نے اپنی ذاتی اغراض کو پورا کرنیکے لیئے آرمینیا کے بیوقوف آرمینیوں سے کئی کئی دفعہ بلوے شروع کرائے تھے یہ دیکھا کہ اس شورش سے مطلب برآری نہیں ہوئی تو ۱۸۹۶ء کے اوائل میں کریٹ کے عیسائیوں سے بھی بغاوت کرادی کہ جو کئی مہینے رہی تو یونان کی گورنمنٹ (گو رعایا اور فوج بیشک ہتیار ہوئی کسی شخص یا مجموعے کیساتھ جو یونانی الاصل ولا مذہب ہیں جا ملے) خود بالکل خاموش بلکہ اپنے ملک سے مجاہدین کی روانگی کو روکنے کیلئے ساعی رہی ہے۔ مگر اب فساد کے شروع ہوتے ہی گورنمنٹ یونان کا یہ بن کیا طمع جسکی تفصیل ہم آگے کرینگے جزیرہ کریٹ کو جہاز اور تارپیڈو بھیجدیا جنہوں نے وہاں پہنچکر بطائف الحیل ترکی علم کی سلامی اتارنے سے تعبیر ابھی جاہا مگر نہ بچ سکے اور علانیہ کہدیا کہ ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔ اگر تعجب خیز ہے تو ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر رہا ہے کہ یونان اپنی تنگ ظرفی کیوجہ سے آخر اس شخص کی دام تزویر میں گرفتار ہوگیا ہے جو ہمیشہ دوسری سلطنتوں کو کئی دفعہ سند کی لہانے کو باوجود سلطنت عثمانیہ کی برخلاف اکسانی کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہ بات تک باوجودیکہ ممالک عثمانیہ کے تمام اندرونی صوبوں میں کامل امن ہوگیا ہے اور سلطان نے خود بخود ضروری اصلاحات نافذ کردی ہیں نئے نئے منصوبے تراشنے سے بس نہیں کرتا۔ انگریزی پالیسی اور ڈپلومیسی کا جادو ایسا زبردست ہے اور اسمیں اثر ہے کی آنکھوں کیطرح ایسا جذبہ مقناطیسی ہے کہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں اور سلطنتیں یا قومیں بعینہ اسیطرح جسطرح کہ چھوٹے چھوٹے جانور خودبخود اسکے طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ انگریزی ڈپلومیسی انہی کا شکار بنجاتی ہیں اور اسکے گزند سے صرف وہی بچ سکتے ہیں جو اس سے زبردست ہوں یا اس سے پہلو بچائے رہیں۔ اس لیئے اگر یونان پر جسکا بادشاہ پہلے ہی سے انگلستان کے شاہی خاندان کا قرابتدار اور خزانہ انگلشیہ کا وظیفہ خوار ہے اس کا جادو چلگیا ہو اور وہ طمع ولالچ میں آکر انگریزی پالیسی کا آلہ بنگیا ہو تو کوئی عجب بات نہیں مگر یہ ملحوظ رہے کہ اس پالیسی کو اس سے زیادہ کام نہیں دیسکتا کہ یورپ کی توجہ کو کچھ عرصہ کیلئے مصر کیطرف سے منعطف کردے

یونان کے پاس کل پانچ چھوٹے چھوٹے آہن پوش جہاز ہیں جنہیں وہ حفاظت ساحل کا کام دینے والے اور تین کروزر قسم کے ہیں بیٹل شپ (بحری جنگ کرنیوالا جہاز) کوئی نہیں۔ تین کروزر میں تقریباً پانچ پانچ ہزار ٹن ہیں اور وہ جو بہت ہی پرانے ہیں پونے دو ہزار اور دو ہزار ٹن ہیں۔ تارپیڈو کشتیوں کی تعداد ستر ہے جنمیں چھ درجہ اول کی اور گیارہ درجہ سوم کی ہیں۔ بری فوج کی تعداد بحالت امن ۰۰۰ء۳۴ آدمی ۹۳۷ گھوڑے اور ۱۲۰ توپیں ہیں جو بحالت جنگ ایک لاکھ ہوسکتی ہے۔ بحری فوج کے ملاحوں اور بحری سپاہیوں کی تعداد ۵۰۳۱ ہے۔ ان اعداد سے صاف ظاہر ہے کہ یونان ترکی کے مقابلہ میں جو بحری طاقت میں دیگر جہازوں کے علاوہ پندرہ آہن پوش جہاز (جنمیں سے ایک ہزار ٹن کا۔ ایک ۹ ہزار ٹن کا اور باقی چھ ہزار چار ہزار چار سو ٹن کے ہیں) اور ۳۰ تارپیڈو کشتیاں ہیں اور جو میدان جنگ میں ایک ہفتہ کے اندر دس لاکھ فوج لاسکتی ہے سمندر یا خشکی میں ایک گھنٹہ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اسلیئے بالعمالی زیونانی کی شوراشوری سے متردد ہونیکی بجائے دول یورپ کو یہ کہدینا مناسب سمجھا ہے کہ تم اس وقت کو جسے ایک خاص مدعا کیطرف سے تمہاری توجہ ہٹانے کیلئے اٹھا کھڑا کیا گیا ہے راہ راست پر لانیکی کوشش کرو۔ گورنمنٹ عثمانیہ کی اس اطمینان سے جو اسکے منہ سے ادا ہوا ہے ہمکو بھی مطمئن رہنا چاہیئے کہ کریٹ اور یونان کا فساد باعث جنگ یا دخل بیجا نہیں پائیگا جسطرح یونانی جزیرہ کو اپنی خواہش سے نہایت محسوس ہو پر دو خالباً ترکی نکام سے یہ دکھلانی ہے کہ اگر اس نے عثمانیہ علم کی سلامی نہ اتاری تو کیا وہ قابل فتح کی خاطر جو ہو گی تو یونگی خلاف شگاف کرو نیسے اسکو تحت التری کو بیچا دیا جائیگا ترکی نشان کی سلامی اتاری پڑیگی۔ اسیطرح چند دن کے بعد وہ یونان کو واپس آجائیگا۔ اور

اونکی پیشقدمی کو روکنے یا بآسانی روکا جا سکتا تھا۔ مزید براں تھسلی ومقدونیہ کی شاہراہ پر درہ ملونا کے قریب واقع ہونے کی وجہ سے وہاں سے جارحانہ پیشقدمی بھی بلا تردد ہو سکتی تھی۔ یونانی لاریسا اور ترکالا میں اور نیز سرحد اپارس پر بمقام آرٹا اپنی فوجیں جمع کر رہے تھے۔ محاربہ کیلئے سب سے زیادہ تحریک ایک زبردست اور وسیع الاثر خفیہ انجمن موسومہ اتھنیکی ہتیاریا (قومی انجمن) سے ملی تھی۔ یہ انجمن گویا حکومت کے اندر ایک اور حکومت تھی۔ اور ایک وقت یونانی پالٹیکس اور سیاست کی عنان تقریباً محض اسی کے ہاتھ میں تھی۔ اوسکے ارکان میں یونانی پارلیمنٹ کے بے شمار ممبر اور یونانی فوج کے کثیر التعداد افسر شامل تھے۔ محاربہ سے ماقبل کی سہ ماہی میں وہ باضابطہ گورنمنٹ سے زیادہ طاقتور تھی۔ اُس کے خفیہ احکام کی تعمیل سے انحراف کرنیکا کسی کو یارا نہ تھا۔ اُس یورش کنندہ جماعت کو جسکے گریونیا پر حملہ کرنے سے ہی آتش حرب مشتعل ہوئی تھی اسی خوفناک انجمن نے مسلح تیار اور ترکی علاقہ میں بھیجا تھا۔

اتھنیکی ہتیاریا

یہ اتھنیکی ہتیاریا بلا شبہ نہایت ہی خوفناک اور شدید شرارت انگیز جماعت تھی۔ اس خفیہ انجمن میں یونان کے تقریباً نصف نوجوان شامل تھے اور اس کے مخفی اور محرک نہایت ہی حریص شہرت وطامع اور ساتھ ہی تقریباً بالکل غیر ذمہ دار تھے۔ یعنے بظاہر انصرام مہام سلطنت سے کسیطرح کا باضابطہ تعلق نہ ہونے کی وجہ سے ہر طرح کی مسئولیت اور زیان وبدی کی جوابدہی سے آزاد تھے۔ اس انجمن کے دباؤ کیوجہ سے شاہ اور شاہی خاندانکو کریٹی سازش میں مجبوراً شریک ہونا پڑا اور اس خوفناک تحریک کا مقدم بننا پڑا جسیں کو وہ قابو میں نہ رکھ سکتے تھے۔ انجمن نے حکم صادر کیا اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہلاکت میں غرقاب ہونے سے بچا لینگے۔ اور انہی کی کوششوں سے باغیان کریٹ بھی تھوڑے سے عرصہ کے بعد فتنہ وفساد سے باز آجائینگے۔ ظن غالب ہے۔ کہ اس قضیہ سے فارغ ہوتے ہی دول یورپ اصل مادہ فساد یعنے قضیہ مصر کا جو یورپ کے امن وامان کو ہر وقت خطرہ میں ڈالنے کا موجب بن رہا ہے۔ ضرور قطعی تصفیہ کرینگے یا تو انگریزوں کے مستقل قبضہ کی ضرورت کو تسلیم کرینگے۔ اور یا اُن کو صلح ونرمی یا سختی ودباؤ سے مصر کو چھوڑ دینے پر مجبور کرینگے۔

بہرحال اس معاملہ کا دوسرا رخ بھی ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ (گو اس امکان کے ظہور پذیر ہونے کی بظاہر کوئی توقع نہیں) یونان کو ایسی زبردست تحریک وترغیب دی گئی ہو۔ کہ اپنے سودائے خام سے باز نہ آئے۔ اس صورت میں ترکی کو جو جنگ کیلئے بھی ویسی ہی طیار ہے جیسی کہ نرمی اور آشتی سے معاملہ کو سلجھانے کے لئے یونان کی سرکوبی کرنی پڑیگی۔ اور جب ایک دفعہ نائرہ حرب مشتعل ہو گیا۔ تو تمام یورپ میں جو اس وقت خشک بارود کا میگزین بنا ہوا ہے۔ چاروں طرف سے آگ لگ جائیگی جو بتدریج کل دنیا میں پھیلکر کئی تختوں کو نیست ونابود۔ اکثر تاجداروں کو بے تاج اور خدا کی ہری کھیتی کو خاک سیاہ کر دیگی

واللہ عاصمنا من کل البلیات

نے انہی کریٹ میں اسلحہ و مفسدین بھیجے گئے۔ اوسکا دوسرا فرمان صادر ہوا۔ اور شاہ کو اسیوقت کرنیل واسوس اور اوس کی فوج کریٹ میں بھیجنی پڑی۔ تیسرا حکم جاری ہوا۔ اور گورنمنٹ نے بلا چون و چرا سرحد تھسلی پر فوج کی جمعیت کثیر جمع کرنی شروع کردی بیرونی دنیا کو اوس وقت اس بات کا بہت کم علم تھا۔ کہ یہ اتھنکی ہٹیاریا یونانی اور یدی کیلئے کیسی زبردست طاقت رکھتی ہے۔

ایشیاء کوچک اور مصر کی یونانی آبادی کو بھی جہاد پر آمادہ کرنے کیلئے اتھنکی ہٹیاریا نے بڑی سرگرمی اور مستعدی سے کوشش کی۔ اوسنے سلطان المعظم کی نو عمر یونانی رعایا میں سے ہزار ہا کو اپنا ممبر بنا لیا۔ اور قسطنطنیہ۔ سمرنا۔ اور اسکندریہ سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں یونانی لونڈے اور نوجوان جہاد میں شریک ہونیکے لیئے یونان کو چلے گئے۔ ترکی حکام نے ان مشتاق جہاد [illegible] کو روکنے کی چنداں کوشش نہ کی۔ مگر غالباً ترکی قلمرو میں پھر واپس آنے پر ان یونانی مجاہدین کو قدر عافیت معلوم ہو جائیگی البتہ مقدونیہ کی یونانی آبادی میں جو اپنے حکمرانوں سے کسیطرح ناخوش یا سوداے غزا و جہاد میں مبتلا تھی۔ ایتھنس او نیز یونانی گورنمنٹ کی کوششیں بار در نہ ہوئیں۔ اپائرس کی یونانی آبادی پر بالمحل تو بہت پڑی۔ لیکن عملی نتیجہ بہت تھوڑا نکلا۔

جوں جوں محاربہ میں یونانی شکست یاب ہوتے گئے۔ اتھنکی ہٹیاریا کی طاقت گھٹتی گئی۔ اور یہ ثابت ہو گیا کہ اوسکی پالیسی ملک کے حق میں نہایت ہی تباہی بخش تھی۔ بالآخر اتھنکی ہٹیاریا ایسی ذلیل و بے حقیقت ہو گئی۔ اور اپنے معراج شوکت سے ایسی گر گئی کہ اخیر میں ایم رالیس (جو اسوقت وزیر اعظم تھے) نے اوسکے تمام کاغذات ضبط کرلیے۔ اور اوسکے کارکنوں پر فوجداری مقدمات دائر کر دینے کی دھمکی دی۔ اس برمحل اور مناسب دلیرانہ کارروائی کے بعد اتھنکی ہٹیاریا کا پھر بہت ہی کم ذکر سنا گیا ہے۔

نازک وقت

یہ صاف ظاہر تھا۔ کہ جب مارچ کے اخیر میں برف پگھل جائیگا اور درے اور سڑکیں صاف ہو جائینگی۔ تو وہ وقت دونوں ملکوں کے تعلقات کے حق میں نہایت نازک ہوگا چنانچہ دونو طرف فوجوں کی جمعیت بہت بڑھا دی گئی تھی۔ اور کشیدگی بے حد تیز ہو گئی تھی۔

سرحد کا طول جسکے برابر برابر دونو فوجیں بالمقابل پڑی تھیں دو سو میل سے اوپر تھا۔ یہ مشرق کیطرف سرحدی قصبہ پلاٹا مونا کے قریب بحیرۂ خلیج الجزائر سے شروع ہوکر بجانب غرب بحیرۂ اڈریاٹک یعنی آرٹا اور پریویسا تک پھیلی ہوئی تھی۔ تمام سرحدی علاقہ کا حصہ کبیر نہایت کوہستانی اور بکھرا ہوا تھا صوبہ تھسلی کی تقریباً کل سرحد پہاڑوں کے کراڑوں کے برابر برابر چلی گئی تھی اور پہاڑیوں کی چوٹیوں پر ترکی و یونانی گڑھیاں ایکدوسرے کے بالمقابل موجود تھیں۔ سرحد اپائرس کے جنوبی حصہ کے محاذ آرٹا کے قریب یونانی علاقہ نسبتاً ہموار اور کھلا تھا۔ ترکوں کی طرف دو ٹھیے مرکز مقدونیہ اور تھسلی کیلئے الاصونا اور اپائرس کے لیئے یانینا تھے۔ یونانیوں کیطرف محاربہ کے شروع میں علی الترتیب تھسلی کیلئے لاریسا (اور اپائرس کیلئے) آرٹا ہیڈ کوارٹر تھے

کاظم پاشا

مگر ترکی فوج کا حقیقی قاعدۃ الجیش اور اساس حرکات عسکریہ سالونیکا تھا جہاں تک صرف ۱۸۹۶ء [illegible] قسطنطنیہ سے ریلوے مواصلت کا سلسلہ مکمل ہوا تھا۔ یہاں کل فوجی نظم و نسق۔ اور خوراک۔ اور ذخیرہ [illegible] وغیرہ کو آگے بھیجنے کا کام ایک نہایت ہی قابل اور ہوشیار افسر کاظم پاشا کے ہاتھ میں تھا۔ سادہ سے ملکی گورنر رہ چکا [illegible]

والی سالونیکا سے بھی قابل تعریف امداد ملتی رہی۔ اس قابل افسر کی کارگذاری کا نتیجہ یہ ہے کہ تقریباً دو لاکھ فوج مع تمام ضروری سامان حرب و رسد کے بطرح کے توقف یا رکاوٹ کے بغیر اور حیرت انگیز صفائی اور درستی و باترتیبی کے ساتھ عین اوقات مقررہ پر حدود کو پہونچ گئی۔ ناظم پاشا اور جس انتظام اور کامیابی کیلئے اعلٰے ترین تعریف و شمار کا مستحق ہے۔ سالونیکا مناسطر ریلوے لائن کا اسٹیشن فرہ فیریا جو سالونیکا سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ فوجی نقل و حرکت کیلئے انتہائی اسٹیشن تھا۔ وہاں سے بذریعہ سڑک بار برداری شروع ہوتی تھی۔ اور ایک چھوٹا کیمپ جاودوس یا بیدل سی گاڑیوں اور چھکڑوں پر الاصونا جو ۸۰ میل کے فاصلہ پر تھا پہنچائی جاتی تھی۔ مگر پھر بھی اصل قاعدہ الجیش سالونیکا ہی تھا۔ اگر ترکوں نے بحری طاقت کو کمزور نہ ہو جانے دیا ہوتا اور سمندر کے راستہ فوج و سامان بھیجتے تو ریل اور خشکی کے راستہ کی نسبت اوسکا نصف سے بھی کم وقت اور روپیہ صرف ہوتا۔

یونانیوں کیطرف وہ قاعدہ الجیش وولو تھا جو بارونق بندر جو اتھنز سے ۱۵۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ۱۸ میل لمبی لائن کے ذریعہ لاریسا سے اور اسی میل لمبی لائن کے ذریعہ فرسالوس ترکالا اور کالا باکا سے ملا ہوا ہے۔ دونو لائنیں وسٹینو میں ملتی ہیں۔ جو وولو سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اس اتصال کیوجہ سے جیسا کہ محاربہ میں ثابت ہو گیا یہ جنگی لحاظ سے نہایت اہم مقام ہے۔ بحری غلبہ کیوجہ سے یونانی با آسانی و بسرعت اپنی فوجیں جمع کر سکے۔ اونکی تمام افواج سمندر کے راستہ پائرس سے وولو بھیجی گئیں۔ اور وہاں سے ریل پر تھسلی کے اندرونی مقامات کو گئیں۔ اتھنز سے سرحد کو جو خشکی کا راستہ جاتا ہے وہ طویل ہونے کے علاوہ ناقص بھی بہت ہے۔ اگر سمندری راستہ کھلا نہ ہوتا تو یونانی بمشکل فوجیں فراہم کر سکتے۔ اس سے اسٹریا کی تجویز کی جو اوسنے مارچ ۱۸۹۷ء میں وولو اور پائرس کے بحری محاصرہ کیلئے پیش کی تھی بکمال معقولیت بالبداہت واضح ہو جاتی ہے۔ اس محاصرہ سے یونانی اجتماع افواج سے بالکل معذور رہ جاتا اور بالفاظ دیگر کوئی محاربہ ظہور میں نہ آتا۔ اور اس سے بڑھکر یونان کے حق میں کوئی بھی ہمدردی اور مہربانی نہیں ہو سکتی تھی۔ بنا بریں رڈیکل فریق اور حامیان یونان کی اوس خفیف سی تحریک کے خوف سے جو انگلستان میں پیدا ہو گئی تھی انگریزی گورنمنٹ کا محاصرہ کی شرکت کو منظور نہ کرنا نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔

دونو افواج کی جمعیت

اضلاع محاربہ تھسلی اور اپائرس کی سرحد پر تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار عثمانیہ اور نوے ہزار یونانی فوج جمع تھی۔ تمام عثمانیہ فوج کا سپہ سالار ادہم پاشا تھا۔ جس کا ہیڈکوارٹر ۲۲ اپریل تک الاصونا میں رہا۔ فوج مقیمہ اپائرس رشتہ مواصلت میں طبیعی رکاوٹوں کے حائل ہونیکی وجہ سے ایک طرح سے ادہم پاشا کی کمان سے باہر تھی۔ اوسکے اعلیٰ کمانڈر احمد حفظی پاشا اور مصطفیٰ تھے۔ اول الذکر کا ہیڈکوارٹر یانینا کی مشہور قدیمی قلعہ میں اور آخر الذکر کا مقام پرویس تھا۔

لڑائی شروع ہونیکے وقت براہ راست ادہم پاشا کے زیر کمان جملہ اقسام کی نوے ہزار فوج تھی جو۔ حمدی ۔ حقی ۔ نشاط ۔ خیری ممدوح ۔ اور سید رضا پاشا کے ماتحت چھ ڈویژنوں میں منقسم تھی۔ یونانی افواج مقیمہ تھسلی کا نامزد سپہ سالار ولیعہد تھا۔ اوس کے

زیر کمان سنقو اور کالا باکا کو یونانی علاقہ میں بھیج دیا تین ہزار فوج ان کے ہمراہ تھی جس کے بڑے حصہ کو ترکی شمال میں ٹرنادوس اور دریا ملونا کی وادی میں مقیم تھا اور کوہی سرحد پر بھی
دو دو مورچہ قائم تھے ترکی دستے متعین تھے مغربی علاقہ کے ہیڈ کوارٹر آرٹا میں کرنل مانوس کے زیر کمان ۱۵ ہزار فوج تھی۔

باقاعدہ جنگ ۱۸ اپریل کو شروع ہوا جس تاریخ سلطان المعظم اور انکی گورنمنٹ نے بالآخر اعلان جنگ کا فیصلہ کر دیا کئی دن پیشتر سے کل سرحد پر حملے
اور جھڑپیں ہو رہی تھیں یونانی بے قاعدہ فوج نے ترکی علاقہ پر بالخصوص گریونا اور ہیرمیس کی طرف کئی مرتبہ پورش کی تھی اور ایک مقام پر جو ۲ دن تک
رہیں یونانی باقاعدہ فوج کو شکست دیا تھا مقابلہ ہوا آخر کار ایک مقام کی پورش میں پسپا ہونا پڑا فوج کی سپاہی بھی شامل تھے ان پورشوں سے ترکی کو جو اشتعال دلایا گیا وہ حد
برداشت سے زیادہ تھا اور اسمیں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کہ سلطان المعظم اعلان جنگ میں بالکل حق بجانب تھے

ان پورشوں کے متعلق حالات نہایت عجیب و دلچسپ ہیں ایک انگریزی نامہ نگار ان پورشوں کے وقت یونانی فوج میں موجود تھے اور انکی تحریر کردہ حالات کی صداقت پر کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا
۹ اپریل کو ایک مقام پر بے قاعدہ سپاہیوں کی جماعت دو ہزار سے زائد ہی بلوپ ہٹن کے انتہائی سٹیشن کالاباکا کی قریب مقام کو رس کے ہمراہ جمع ہوئی اس جماعت کو ایک خفیہ سوسائٹی
نے جو انکی ہیں تھی مہیا پلیٹ مرتب کیا ہے یہ ملاقات سکنہ یہ کہ ایک انگریزی بینک کی یونانی شاخ کا منیجر اور خفیہ انجمن کا سرکردہ رکن تھا۔ ایتھنز میں اس پورش کی تیاری کی گئی تھی
اور چندہ جمع کیا گیا تھا لیکن ان کا انتظام نا کافی تھا اس کے متعلق وہاں خوب بحث ہوتی تھی شہر کے اہل بالعموم اس پر رجوع کر دی تھی۔ اور ہر ایک قسم کی رسد اور اسلحہ
کچھ دیا گیا جو یونانی فوج استعمال کرتی ہے ہر ایک فرد کے سینہ پر ایک نشان چسپاں تھا جس پر ایک ہی طرح کا نمبر لکھا رہتا ہے دو حروف ای ای منقوش تھے انکا کمانڈر وشینیا
فوجی افسر سابق جنرل ہیلوناس تھا جو بہادر تھے۔ اور ماتحت مشہور قزاق سردار ڈیلیس مرلس اور کریسچیا وغیرہ اور بھی کئی سرغنہ تھے یہ مقام حالت اصطبل تھا جس
میں یہ سپاہی جمع تھے کیا ... تمہاری نصرت کیلئے دعا مانگی اور بیٹ اٹھیں کہی پھر یہ اشتہار دیا ان دستوں منقسم ہو کر گریونا کو فتح اور جنیلی جا پار جس کی ترکی افواج کی
باہمی رشتہ اور مواصلت کو منقطع کرنے کا عزم ہے کہ اسکو قریب سرحد سے گذرتے ہے کہ اسکو سرحد سے پانچ میل اور اہم ترکی موقع ... دیکھو) سے بجانب شمال مشرق
میل کے فاصلہ پر ہے گریونا کہ اسکے بجانب شمال مشرق ۱۵ میل کے فاصلہ پر ہے ضلع کا صدر شہر الیسونا کا مسکن ہے مسلمان زیادہ ترہ السنتی آباد ہیں
گریونا پر یورش کی ابتدا کرنے والے باشندگان علاقہ دیا پابرس کو جمیع علم بغاوت بلند کرنے کیلئے تحریری اعلان و اشتہار بھیجے ہوئے تھے مگر باشندوں نے انکی کچھ پروا
نہیں کی شروع شروع میں پورشوں کو کسیقدر بہتری کامیابی ہوئی انہوں نے تین پانچ چھوٹی چھوٹی ترکی گڑھیاں ختم کر لیں اور ... ترکی سپاہیوں کو شہید کر کے اسپر قبضہ کر لیا بعد ازاں
حضرت بالتی خان پر جہاں عثمانیہ نظام کی ایک کمپنی مقیم تھی حملہ کیا اور اسکے کمانڈر کو ہتھیار رکھ دینے کا پیغام بھیجا اس نے صاف انکار کر کے جواب دیا ہم اور میرے سپاہی
اطاعت گزینی پر اپنے فرائض کی تعمیل میں جان دے دینے کو ہر گز ترجیح دیتے ہیں یہ ایک شجاع ترک ۔۔۔ اپریل کی رات تک یورشیوں کا تمام حملہ کو پسپا کرتے
رہے بعد ازاں حفیف سے نقصان کیساتھ پیچھے ہٹ گئے ان یونانی سپاہیوں کی کمپنی ٹیلی گراف کے ایک نامہ نگار نے تاریخ ۱۱ اپریل جب وہاں ... گیا
شنبہ کو ملے آج برف پر سے گذر کر میں میدان کا رزار کو گیا فوجی چوکی ایک مختصر سے گاؤں کے وسط میں واقع ہے بے قاعدہ سپاہی اسکے گرد غیر منظم دستے میں
منقسم ہو کر جگہ جگہ لگا رہے اور گڑھی پر گولہ باری کر رہے تھے مگر بظاہر اس گولہ باری کا کوئی اثر نظر نہیں آتا تھا میں دوپہر کو ان کے پیچھے کھینچے والے آگیا ... ترکی پوسٹ
قائم تھے اگرچہ ان کی گولیاں ہمارے اوپر سے گذر رہی تھیں اس وقت تک وہ غالباً اسیر کر لئے گئے ہوتے یونانیوں کا خیال ہے کہ کل ... ترکوں کی ...
ہے میرے خیال میں شنسر معزز سیت اس لڑائی میں کل چھ یونانی قتل ہوئے۔ البتہ زخمی بہت ہیں

ترکی کمپنی کی یونانی پر حملہ آور انکا ... دستہ ... اور ... گئے ... مگر حقیقتا یونانی افواج ان کے گرد حلقہ ڈالے ہوئے آگئی تھیں ... ان کی مراجعت کیلئے راستہ

۱؎ حق بجانب ہی نہیں بلکہ ایسا کرنا اشد ضروری ہو گیا تھا ... انگریزی نامہ نگار کا بیان ہے کہ اگر ترکی گورنمنٹ صرف چند روز اور ... کرتی تو ... خطرناک

[illegible] آفسر جب ہوشیاری سے کام کر رہا تھا [illegible]

[illegible] اور انکا حصہ کثیر ڈیڑھ سو سے زیادہ ۱۵ آدمی کٹ گئے

[illegible] جو اسلام پاشا کی زیر فرمان تھی [illegible]

جہاں تک اونچی زمین [illegible] دوڑتا ہوا یونانی علاقہ کو ہو گیا یا حملہ کنندگان میں وہ شخص طالبین تھے جو اٹلی کی پارلیمنٹ کے ممبر [illegible]

[illegible] گرم علاقہ کے رہنے والے ان کو چونکہ جسم سردی اور جاڑے کی زیادہ برداشت نہ ہو سکے ابھی تک زمین برف سے ڈھنپی ہوئی تھی ان

[illegible] کالا باکا کو بھاگ گئے۔

[illegible] باقی لشکر سے پہلے اپنی جماعت [illegible]

یونانیوں کی نقلی بازی [illegible] شروع میں حملہ کنندگان [illegible]

[illegible] مگر یہ نتیجہ کر لیا گیا ہے اور ترکی افواج کو درمیان یونانیوں [illegible]

[illegible] ایک یونانی اخبار نے [illegible]

[illegible] ختم ہو گیا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] اصل حقیقت [illegible] معلوم ہوئی [illegible]

مگر یہ سب [illegible] اصل [illegible]

[illegible] اپریل [illegible] کی ناکامی [illegible]

[illegible] گورنمنٹ [illegible]

[illegible] باقاعدہ فوج سے [illegible]

سر الزام [illegible] گورنمنٹ میں [illegible] اعتبار [illegible]

[illegible] یہ اخبارات حیران ہو کر [illegible]

[illegible] مگر [illegible]

[illegible] یونانی فوج [illegible] مجبور ہو جائیں [illegible]

[illegible] اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی"

[illegible] یونانی وزیر اعظم نے [illegible] باقاعدہ فوج کے افسروں [illegible] انکار کیا [illegible]

[illegible] یونانی کمانڈر [illegible]

[illegible] یونانیوں نے ترکی [illegible] اپریل کی [illegible]

یورش گریونیا کے ساتھ ہی [illegible] یونانیوں نے ترکی [illegible] حالات اوپر درج

(۱) [illegible] کئی ہزار یونانیوں نے [illegible]

ہو چکے ہیں (۲) [illegible] شمال مغرب [illegible] میل کے فاصلہ پر ہے [illegible]

شمال میں واقع ہے مشرقی علاقہ [illegible] تفصیلی حالات معلوم [illegible]

[illegible] سے ترکی میں سخت ناراضگی پھیلی ہوئی ہے اور باب عالی نے [illegible] کے متعلق ایک باضابطہ شکایت [illegible]

دول عظام کو بدرائے تھا مگر سلطان المعظم لڑائی کرنے کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۷۔ اپریل کو معاملہ رفت گذشت ہو گیا۔ اکثر یورپین اخبارات کی بدستور یہی رائے رہی کہ معاملہ بصلح طے ہو جائیگا۔ بہت تھوڑوں کا یہ خیال تھا کہ یہ تنازعہ باضابطہ محاربہ پر ختم ہوگا کیونکہ کو [illegible] اور لوگوں کو یہ خیال تھا جو آخر اندازہ کر رہے تھے۔ لیکن بالخصوص [illegible] لڑائی کی ایسی کم توقع تھی کہ وہاں کی دو ایک [illegible] سپاہیوں کی طرف اب تک ترکی فوج کے ساتھ رہنے کیلئے کوئی نامہ نگار نہ بھیجا گیا تھا۔ صرف روزنامجات ٹائمز اور ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار ادہم پاشا کے کیمپ میں موجود تھے۔ رائٹر ایجنسی کا قابل نامہ نگار مسٹر [illegible] اوائل اپریل کے شروع میں ادہم پاشا کے ہیڈ کوارٹر میں پہونچا۔ کریٹ کی یورش کی خبر سنکر یونان نے بلا توقف مزید میدان کارزار کو جانیکا عزم کرلیا۔ اور ۱۰۔ اپریل کو اپنے ملک سے روانہ ہو گیا۔

محاربہ کے تین دور

ترکی محاربہ تھسلی کیا بلحاظ زمانہ اور کیا بلحاظ میدان کارزار کی طبعی بناوٹ اور جغرافی حیثیت کے تین دوروں میں منقسم ہے۔ پہلا دور اعلان جنگ اور ان معرکوں پر مشتمل ہے جو سرحدی گراروں پر حدفاصل پہاڑوں کے قبضہ کیلئے ہوئے۔ یہ دور ۱۷۔ اپریل روز جمعہ سے شروع ہو کر جمعرات ۲۲۔ اپریل کو ختم ہوا جب کہ تمام ترکی کالموں نے یونانیوں کو کوہستانی دروں سے نکال کر تھسلی کے میدان کے دامن پر اپنے قدم جمائے۔

دوسرا دور بازمانی [illegible] کی لڑائیوں اور درہ ریونی کی تسخیر پر جو قبضہ ٹرناووس ولاریسا کا باعث ہوئیں مشتمل ہے۔ اور ویلسٹینو کی پہلی لڑائی بھی اسی میں شامل ہے۔ ۲۳۔ اپریل جمعہ سے شروع ہو کر ۸ مئی شنبہ کو ختم ہوتا ہے۔ اس عرصہ میں ادہم پاشا نے کھلے میدان میں یونانی فوج کی قوت مدافعت کو قطعی طور پر پامال کر کے دارالخلافہ اور تھسلی کے کل شمالی نصف پر قبضہ و تصرف کرلیا۔ اور یونانی افواج بزودی تمام ویلسٹینو۔ فرسالہ۔ و تریکالا کی لائن کو ہٹ گئیں۔ جہاں انہیں [illegible] ہو جانے دیا گیا۔ ادہم پاشا نے لاریسا میں ۲۵۔ اپریل روز یکشنبہ سے لیکر ۵ مئی تک جبکہ انہوں نے یونانیوں کی تمام جدید لائن پر حملہ کیا عملی طور پر بیکار رہا ہے۔ ۳۰۔ اپریل کو بروز جمعہ حقی پاشا نے ویلسٹینو پر چھوٹا سا حملہ کیا وہ [illegible] میں کیا تھا۔ [illegible] کا مدعا صرف یہ تھا کہ یونانی پوزیشن کی دیکھ بھال اور استکشاف کیا جائے۔ مگر یہ دیکھ بھال خونریز ہوجانے کا [illegible] معرکہ آرائی تک طول پکڑ گئی۔ یہ درست ہے کہ ترکوں کا گولہ بارود بہت کچھ خرچ ہو گیا تھا۔ اور [illegible] کے جمع کرنے میں بھی بہت دقتیں درپیش رہی تھیں لیکن ان سب باتوں کے لحاظ کے بعد بھی میری رائے میں اس کا توقف بہت ہی زیادہ تھا۔

تیسرا دور محاربہ کی باقیماندہ حصہ پر مشتمل ہے جو ۵ مئی سے شروع ہو کر ۲۰ مئی کو ختم ہوا۔ جس عرصہ میں ویلسٹینو۔ فرسالوس اور ڈوموکوس سے یکے بعد دیگرے یونانی کل جنوبی تھسلی سے نکال دیئے گئے۔ سب سے زیادہ اور جانگداز لڑائیاں اسی عرصہ میں ہوئیں۔ اور اسی میں ترکوں کو سب سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ ویلسٹینو اور فرسالوس کی لڑائیوں میں انکے اتنے شہید اور مجروح ہوئے کہ اتنے باقی کل محاربہ میں نہ ہوئے۔ ان معرکوں میں یونانیوں کا بھی بہت نقصان ہوا

ترکوں کی پوزیشن

لڑائی شروع ہونیکے وقت چھ ترکی ڈویژن جن میں تخمیناً نوے ہزار آدمی تھے سرحد پر یا سرحد کے قریب موجود تھے۔ پہلا ڈویژن خیری پاشا کے زیر کمان ڈومینیک میں۔ دوسرا

نشاط پاشا کے زیر کمان سکوپیا میں - سوم و چہارم مجموع وحید پاشا کے زیر کمان الاصونا میں - پانچواں حقی پاشا کی ماتحت سکوپیہ کے مغرب میں بمقام ڈسکاٹا - اور چھٹا حمدی پاشا کے زیر کمان ٹیپو قریہ میں تھا - علاوہ بریں فوج سواران کا ایک فرقہ ڈویژن سلیمان پاشا کے زیر کمان بمقام پیرانی اور بارہ باتریوں کا ڈویژن توپخانہ رضا پاشا کی زیر کمان الاصونا پہونچا - ایک آٹھواں ڈویژن بھی محاربہ کے ختم ہونے سے چند دن پہلے وہاں جمع کردیا گیا تھا - ان علاوہ اور دس ہزار آدمیوں کا ایک اور دستہ اسلام پاشا کے ماتحت ڈسکاٹا میں متعین کیا گیا تھا - دو ڈویژن حفظی پاشا اور مصطفے پاشا کی زیر کمان اپائرس میں تھے اُن میں تیس ہزار کے قریب فوج تھی -

تمام ترکی فوج پیدل مارٹینی ہنری رائفل اور نیز سنگین سے جو نہایت ہی کارآمد ہتھیار ہے مسلح تھی - صرف نشاط پاشا کے (دوم) ڈویژن کا ایک بریگیڈ نئی ماسر رائفل سے مسلح تھا - اس بریگیڈ کو ڈوموکوس کی لڑائی میں بہت نقصان پہنچا ساتویں اور آٹھویں ڈویژن بھی جو بعد میں فراہم ہونے کی وجہ سے شریک کارزار نہ ہوئے - ماسر رائفل رکھتے تھے - پیدل فوج کی (وردی) نیلگوں - چھوٹا کوٹ و پتلون و سرخ ٹوپی تھی - پاؤں میں چمڑے کی بنی ہوئی جوتیاں تھیں - جو وردیاں میں نے دیکھیں - اون میں سے اکثر بوسیدہ اور کہنہ سال تھیں - چنانچہ محاربہ کے آخری دنوں میں سپاہی بالعموم یونانی وردیوں کو مختلفا جیسے ہوا و تباہی غنیمت میں ملی تھیں استعمال کرتے رہے - البانویوں کے سر پر سفید رنگ کی فیس تھی - جو سر پر خوب جم کر بیٹھتی ہے - گراں کوٹ عام تھے - مگر ہر ایک سپاہی کے پاس نہ تھے - ہر ایک سپاہی کے پاس کندھے پر ڈالنے والی کارتوسوں کی پیٹی - اور ٹین کی بوتل پانی رکھنے کے لئے تھی - اسباب و دیگر سامان سپاہی حسب پسند و وضع میں پیٹھ پر رکھتے تھے -

اس ترکی فوج کا بہت ہی تھوڑا حصہ نظام یعنے کارکن فوج باقاعدہ سے تعلق رکھتا تھا - تین چوتھائی ردیف یعنی ریزرو فوج کے سپاہی تھے - جنکی عمریں ۲۵ اور پچاس کے درمیان تھیں - زیادہ تر تیس اور پینتیس برس کے درمیان عمر رکھتے تھے - یہ ردیفی سپاہی نہایت مضبوط - خوب تنومند اور کمال جفاکش دہقانی لوگ تھے - جو تھکنے کا نام نہ جانتے تھے - اور بیماری بھی شاذ و نادر ہی غالباً آتی تھی - البانوی آٹھ دس ہزار کے درمیان تھے - مجھے جسقدر ترکی پلٹنوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا - وہ علاقہ وار تقسیم کے اصول پر بھرتی کیگئی ہوئی تھیں - اور جس جس قصبہ یا ضلع سے آتی تھیں اوسیکے نام سے پکاری جاتی تھیں - عساکر شاہانہ میں تھے ہوشیار پلٹنیں نہایت شاندار دیکھیں - مگر طرابزونی پلٹن خاص طور پر قابل تذکرہ ہے اوسکے سپاہیوں کو دیکھکر طبیعت کو خالص فرحت ہوتی تھی - وہ ہماری گرینیڈیر گارڈ پلٹن کے سپاہیوں ایسے طویل القامت اور مضبوط جسم تھے - اور جفاکشی میں تو اوسے بدرجہا زیادہ فائق تھے

عثمانیہ کیولری

فوج کیولری تعداد میں بہت تھوڑی مگر اوصاف اور خوبیوں میں بے نظیر تھی - اوسکے تمام آدمی طویل القامت تیز نظر اور عمدہ شہسوار تھے - گھوڑے دیکھنے میں پست قامت اور لاغر اندام مگر بلا کے جفاکش - ثابت قدم - اور مضبوط اونکے قد چودہ پندرہ مشت کے درمیان تھے - ان میں عربی خون کی بکثرت آمیزش

تھی جس شکست فاش کو انہوں نے مقتولوں بلکہ مجروحوں تک بلا تکلف برداشت کیا اور جس سے انگریزی گھوڑے چند روز میں ہی راہی ملک عدم ہو جاتے۔ یونانیوں کو خیال تھا کہ ترکی کیولری چرکسوں سے مرکب ہے۔ کیونکہ سواروں کے سر پر سیاہ رنگ بڑے کی کھال کی ٹوپیاں یا قلپاقیں تھیں۔ اور اس خیال کی وجہ سے انکے دلوں میں ترکی سواروں کی سخت دہشت بیٹھ گئی ہوئی تھی لیکن حقیقت یہ تھی کہ سوار سوائے زیادہ چرکس نہ تھے۔ سواروں کے پاس بھی تلوار رائفل اور کندھے پر ڈالنے والی کارتوس پیٹی تھی۔ اور وردی یہ تھی۔ چھوٹا کوٹ پتلون۔ اور لمبے بوٹ۔ اونکی زینیں پرانی طرز کی اور چوبی تھیں۔ اور رکابیں عجیب و غریب طرز و وضع کی مشرقی فیشن کی پڑی تھیں۔

ترکی توپخانہ نہایت عمدہ تھا۔ توپیں ۳ اینچ قطر کی کروپ اور بارہ پونڈ وزنی گولا چلانے والی تھیں۔ خود توپیں اور انکے متعلق گاڑیاں بہت اچھی حالت میں تھیں۔ گھوڑے خوب مضبوط اور قوی قامت تھے۔ فی بازی چھ توپیں۔ ساٹھ گھوڑے اور اسی آدمی تھے۔ مگر ترکی توپخانہ نے محاربہ میں قابل تعریف کاروائی نہ دکھائی۔ بقول مسٹر بگھم افسر کافی تربیت یافتہ اور گولہ اندازی میں ماہر تھے۔ مسٹر موصوف یونانی توپخانہ کی نسبت عمدہ رائے رکھتے ہیں۔ اگرچہ ملونا میں میدان کارزار میں رہا۔ بلکہ اوسکے بعد بھی یونانی توپخانہ کی کارگذاری بہت ردی رہی تھی۔ اسپی توپخانہ کی تین بازیاں (نو پونڈر توپوں کی) کیولری ڈویژن کو ساتھ تھیں۔ اور تین بازیاں کوہی توپوں کی خچروں پر تھیں۔ توپخانہ کا افسر اعلے رضا پاشا گو اعلے تربیت یافتہ نہایت ذہین و مستعد اور اول درجہ کا لائق افسر تھا۔ مگر توپخانہ نے بہت کم عملی و مفید کام کیا۔ فوج کا دستہ اشتیراں چنداں مضبوط اور قابل نہ تھا۔ طبی سٹاف اور انتظام شفاخانہ جہانتک مجھے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اچھا تھا۔ جسقدر جرمن اور ڈاکٹر میں نے دیکھے وہ قابل اور دلی شوق سے کام کرنے والے آدمی تھے۔ اور آلات جراحی خیموں اور ادویات مسکنہ کا ذخیرہ کافی تھا۔ لیکن دیستینو کی دوسری لڑائی اور معرکہ ڈوموکس میں سامان ناکافی پایا گیا تھا۔

ترکی فوج کا جنرل سٹاف (ارکان حرب) عمدہ تھا۔ اکثر قابل ترین افسر جرمنی میں تعلیم و تربیت پائے ہوئے تھے۔ اور جرمن و فرانسیسی بلا تکلف بول سکتے تھے۔ وہ تیز فہم مستعد ماہر اور محب وطن جنٹلمین تھے۔ دنیا میں کوئی ایسی فوج نہیں جو اونکی موجودگی کو باعث فخر نہ سمجھے۔ جرنیلان ڈویژن عموماً کم لیاقت تھے۔ اور اون کے سٹاف بھی ویسے اچھے نہ تھے جیسے کہ ہونے چاہییں تھے۔

یونانی فوج

یونانی فوج تعداد میں ترکی فوج کے دو ثلث تھی تھیسلی و اپائرس میں کسی وقت نوے ہزار سے زیادہ یونانی فوج جمع نہ ہوئی۔ یونانی فوج پیدل فرانسیسی ساخت کی گراس رائفل سے مسلح تھی۔ اون کی وردی یہ تھی نیلگوں چھوٹا کوٹ۔ کشادہ پتلون۔ اور فرانسیسی طرز کی ٹوپی۔ فوج نظام کا حصہ شہریت قامت۔ نحیف الجثہ۔ اور شجاعت و استقلال سے بالکل معرا تھا۔ اور زونی (کوہستانی) گھاگرہ پلٹن کیطرح ایک قسم کا لنگدار گھاگرہ پہنتے ہیں۔ اور انکی ٹوپی ترکی فیض سے بہت ملتی جلتی ہے۔ انہیں سے بعض خوبصورت جوان اور بلا کے قد آور تھے۔ کئی موقعوں پر

[illegible] ویلسٹین اور فرسالہ میں یونانی [illegible] باقی [illegible] تھا۔ ترک ابھی چھ سو گز کے فاصلہ پر پہنچے
تھے کہ یونانیوں کا [illegible] سرسری [illegible] جاتا۔

یونانی توپخانہ تعداد میں کم مگر بہت اچھا بنا یا جاتا تھا توپیں کرپ اور افسر خاصے ترتیب یافتہ تھے۔ فوج کیولری نہ ہونیکے برابر تھی۔ کمسریٹ اور رسد رسانی کا انتظام بالکل ناقص اور سامانِ حرب پیچھے ذخیروں میں بالکل ناکافی تھا۔ انکی فوج کے علاوہ تقریبًا پانچ سو اجنبی مجاہدین کا ایک دستہ تھا جس میں زیادہ تر اطالین اور انگریز تھے اکثر اطالین کا رد یہ شروع میں تو نہایت بزدلانہ رہا۔ مگر مشق و مہارت سے انکی حالت بعد میں بہت سنور گئی تھی انگریز مجاہدین نے معقول شجاعت و شائستگی دکھائی بیقاعدہ افواج جنکو انتھیکی ہٹیاریا تو مرتب کیا تھا۔ محض بے دست و پا اور الٹی کمزوری کا باعث تھیں وہ جسطرح شیخیاں بگھارتے اور تعلی کے بیٹھتے ہیں پیچھے ہٹ گئے ہوتے تھے اسیطرح میدان مصاف سے پیٹھ پھیرنے میں سب سے پہلے ہوتے تھے۔ انکی یہ خاصیت ایسی عام مشہور ہو گئی تھی۔ کہ جو اجنبی نامہ نگار یونانی فوج کے ساتھ تھے۔ وہ جس وقت ان بیقاعدہ سپاہیوں کو مصافی صف سے پیچھے ہٹتے دیکھتے اسیوقت سمجھ جاتے کہ لڑائی کا اختتام ایقریب ہے۔ اعلیٰ یونانی افسروں میں سے صرف جنرل سمولینسکی نے نمایاں کارگذاری دکھائی۔ عام مطعون کرنیل مانوس کو اگر انتھنز سے کافی کمک پہنچتی رہتی۔ تو غالبًا وہ بھی اچھی کارگذاری دکھا سکتا۔

ترکی فوج کے متعلق مندرجہ ذیل اعداد وشمار ہیں جنے مسٹر کلائیو بگھم کی قابل تعریف مختصر سی کتاب سے اخذ کئے ہیں۔ مسٹر موصوف کے بیان کے مطابق ایک ترکی ڈویژن میں تخمینًا ساڑھے بارہ ہزار آدمی یا چھ چھ ہزار آدمیونکی دو دو بریگیڈ ہوتے ہیں ہر بریگیڈ میں تین تین ہزار آدمیوں کی دو دو رجمنٹیں اور ہر رجمنٹ میں ساڑھے سات سات سو آدمیوں کی چار پلٹنیں اور ہر پلٹن میں چار چار کمپنیاں ہوتی ہیں۔ مزید براں ہر ڈویژن میں ۱۲۰ سواروں کا ایک رسالہ۔ تین باٹریاں (فی باٹری چھ توپیں و اسی آدمی) اور تخمینًا ایکسو چالیس غیر مصاف کنندہ ہوتے ہیں۔ کیولری رجمنٹ میں ایک ہزار سوار یا دو دو سو سواروں کے پانچ رسالے ہوتے ہیں۔ اور ایک آرٹلری پلٹن میں تین باٹریاں یا اٹھارہ توپیں۔

ترکوں کی صحت ترکی فوج کا عجیب ترین خاصہ یہ ہے۔ کہ ترکی سپاہیوں کی صحت بالعموم نہایت اچھی رہتی ہے۔ وہ ایسی آبادی سے لئے جاتے ہیں۔ جو جنگی کاموں کیلئے دنیا بھر میں بہترین ہے۔ وہ یورپ اور ایشیا کے عثمانلی دہقانوں سے جو اپنی اور سلامت روی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ بھرتی کئے جاتے ہیں۔ وہ بچپن سے سادہ روٹی اور صاف پانی پر پرورش پانے ہیں محرمات ونشیات کو کبھی چھوتے تک نہیں۔ اور گوشت بھی کم کھاتے ہیں اس سادگی غذا کے علاوہ وہ کھلے علاقوں اور عمدہ آب و ہوا میں رہتے ہیں۔ شہروں کی غلیظ اور مضر آب و ہوا سے انہیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ ان باعث سے ترکی دہقان کی جسمانی ترکیب و بناوٹ ایسی مضبوط ہو جاتی ہے کہ تکان یا بیماری اسپر کوئی اثر نہیں کر سکتی اور وہ قلیل ترین خوراک پر نمایاں کارنامے دکھا سکتا ہے۔ امراض متعدی و

تناسلی اور اونکے خطرناک نتائج بالعموم کا ترکوں میں نام و نشان نہیں پایا جاتا ہے۔

ترکوں کی شجاعت و ثابت قدمی

شجاعت ترکوں کا قومی وصف و موروثی خاصہ ہی نہیں مذہبی شعار بھی ہے وہ نسلاً بعد نسل ان جوانمردوں کی پشت سے چلے آتے ہیں جو خوف یا دشمن کے مقابلہ سے پھرنے کا نام تک بھی نہ جانتے تھے۔ عثمانی ماں کے شکم سے ہی جدی حمیت و بسالت ساتھ لیکر پیدا ہوتا ہے جس مادرزاد شجاعت کو دینی مذہب سے اور تقویت پہونچ جاتی ہے۔ اوسکا مذہب اوسے تعلیم دیتا ہے کہ جو عثمانی اپنے مذہب و اپنے ملک کی حمایت میں لڑتا ہوا میدان جنگ میں شہید ہو۔ دائمی آسائش و آرام اور خلد بریں اوسکے معاوضہ میں ملتا ہے۔

محاربہ بلقان کے دوران میں عساکر عثمانیہ کو معقول غذا ملتی رہی۔ بقول مسٹر ٹیگھم اونہیں ہر روز چاول، شوربا، گوشت اور پنیر ملا کرتا تھا۔ حدود کو جانتے ہوئے جو سپاہی بیماری سے ناقابل ہوئے۔ اونکی تعداد نصف فیصدی سے زیادہ نہ تھی یعنی دو سو میں سے صرف ایک بیمار ہوا۔ کل شفا خانے بالخصوص سالونیکا اور سرکیجی کو ہسپتال نہایت پاکیزہ اور خوب آراستہ تھے۔ ڈاکٹر اور خدام بھی اعلیٰ تربیت یافتہ اور بڑے محنتی آدمی تھے۔ سر اڈگار ونسنٹ اور عثمانیہ بنک نے بنام شفا خانہ ہلال احمر جو شفا خانہ بھیجا۔ اوسنے نہایت عمدہ کام دیا۔ اور ترکی سپاہی بڑے شوق سے خود وہاں معالجہ کراتے رہے۔ مختلف یورپین ممالک کی انجمنہائے صلیب احمر کیطرف سے بھی دونو فوجوں کے ساتھ شفا خانہ کھولدیئے گئے ہوئے تھے جس صبر و تحمل سے ترکی مجروحین زخم اور جراحت کی سخت سے سخت تکلیف اور درد کو برداشت کرتے تھے۔ اوسکو دیکھکر بہت تعجب حیرت ہوتی تھی۔ اجنبی شفا خانوں کے ڈاکٹروں نے اس مضمون کی سینکڑوں روایتیں اور واقعات شائع کئے ہیں کہ ترکی مجروح تکلیف دہ جراحی عمل کی وقت بھی اف نہ کرتے تھے۔ مسٹر ٹیگھم عثمانیہ سپاہیوں کی شجاعت و بسالت پر حسب ذیل لکھتا ہے۔ مگر میری رائے میں اوسنے اس شجاعت کا باعث و موجب بتانے میں ٹھیک انصاف سے کام نہیں لیا۔

عموماً فوجی افسروں کی نصف تعداد یا تو کم تربیت ترکی جنٹلمین ہیں۔ جو اگرچہ اپنے فن میں کوئی زیادہ قابل نہیں مگر نہایت خوش اخلاق اور خاصے شجاع ہیں۔ اور زیادہ کہن سال پختہ کار۔ اور قوی البنیان لوگ ہیں۔ جو تیس چالیس برس کی فوجی خدمت کے بعد سپاہی یا سارجنٹی کے درجہ سے بتدریج کپتانی اور میجری کے رتبہ پر فائز ہوتے ہیں آخر الذکر کے خیالات اور اطوار اور طریقے ابتک سارجنٹوں ایسے ہیں۔ مگر اونکو اپنے سپاہیوں پر بڑا اقتدار حاصل ہے اور شجاع اور جفاکش تو ایسے ہیں کہ ہم اسکا کبھی درست اندازہ کر ہی نہیں سکتے۔ بلکہ حق الامر یہ ہے کہ لفظ شجاعت کو ترکوں کیطرف منسوب ہی نہیں کیا جاسکتا۔ جہانتک میں غور و فکر کرنے کے بعد سمجھ سکا ہوں میری رائے میں ذہنی طور پر ترکوں میں خوف کو محسوس کرنے کی حس ہی موجود نہیں اور وہ خطرہ کی کچھ پرواہ ہی نہیں سمجھتے۔ برعکس ازیں البانوی اس بارہ میں بہت محتاط ہے وہ حتی الامکان گولی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور پناہ و آڑ کے فوائد کو خوب سمجھتا ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ... سپاہیان اعظم نے مشورہ کیا ... کہ یونانی پلٹنوں کی وجہ سے یونان

اعلان جنگ کے ... ترکی حکومت نے ... اعلان کر دیا ... یونانی ... قسطنطنیہ کو ... دے دیے گئے

پروانے دیدیے گئے۔ اور ترکی سفیر کو ... بلا لیا گیا۔ یونانی ... ترکی کو ... سرزمین سے چلے جانے کے لیے

چودہ دنوں کی مہلت دیدی گئی ... یونانی ... باقاعدہ ... پہلی

باقاعدہ فوج نے ترکی قلمرو میں ... یہ موضع وادی ... کے شمال میں ... کے قریب سرحد سے تین یا چار

میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ... فریقین میں یہاں باقاعدہ لڑائی ہوئی جس میں ... پاشا کے ... کی

بارہ پلٹنیں شریک ہوئیں اور بالآخر یونانی پسپا کر دیے گئے۔ درحقیقت ... یونانی ... وقت سے ہی

کل سرحد پر لڑائی جاری تھی۔

معرکہ ملونا اس لڑائی کے ختم ہوتے ہی تمام سرحد پر ... یکبارگی مشتعل ہو گیا۔ اور مشرق کی طرف ... سے

دریا جنوب مغرب میں ... سے ... تک ... میل کی مسافت میں دونوں فوجوں کے درمیان جا بجا

معرکہ آرائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تقریباً ہر جگہ یونانیوں نے پیش دستی کی۔ اور شروع شروع میں ان کو ... کامیابی

بھی ہوئی۔ درہ ملونا میں جہاں لڑائی کا سب سے زیادہ زور تھا انہوں نے ترکی گڑھیوں کا احاطہ کر کے کل درہ پر قبضہ کر لیا

... کے وقت ... دو پلٹنیں میدان میں ... آ گئیں اور ... کی طرف ... بڑھنے لگیں مگر ان کی ... زیادہ

دیر تک قائم نہ رہ سکی ... ادہم پاشا کے حسب ہدایت ... حملہ کر کے ان کو

پہاڑی چوٹیوں کی طرف بھگا دیا۔ پہاڑ ... کی چوٹی پر نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ ترکی فوج نے ترکی گڑھی سے جس کے

پچاس آدمی شروع سے ... دشمن کا کمال ... مقابلہ کر رہے تھے۔ دشمن کا حلقہ اٹھا دیا۔ ...

جو یونانی گڑھی تھی اس کا قبضہ چار دفعہ فریقین میں منتقل ہوا ... بالآخر ترکوں ... یونانی

اچھے لڑے۔ وہاں ... (کوہستانی) ترکوں کے مقابل تھے۔ ... باقی یونانی سپاہ سے قد و قامت اور شجاعت میں

بہت فائق ہیں۔ ملونا میں یونانیوں پر فیصلہ کن حملہ ... پاشا کر رہا ... نے درہ کی بائیں جانب ... کو برابر

آگے بڑھا ... پاشا کو ... ملونا کی گڑھی ... جنوب مغرب ... شکست ...

درہ ملونا کے معرکوں میں فریقین کا نقصان کثیر ہوا۔ ترک دو سو سے زیادہ شہید و مجروح اور یونانی کم از کم پانسو قتل و زخمی

ہوئے ... یونانیوں کی تعداد کا اندازہ ایک ہزار کا کیا گیا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ترکوں کا

نقصان ... بھی زیادہ ... شجاع ... حافظ پاشا اس موقع پر اپنے بریگیڈ کے آگے آگے

جاتا ہوا شہید ہوا۔ ... کے نامہ نگار نے اس مرد ... کے حالات ... ذیل تحریر کیے۔ اس لڑائی کے

... روم ... کا ایک بہادر حافظ پاشا بھی شامل ہے۔ اسی برس کا پیر مرد ہو چکے با وجود اس کا جوش

جوانوں سے بڑھا ہوا تھا۔ وہ برہنہ سر اپنے سپاہیوں کے آگے آگے گھوڑے پر سوار جا رہا تھا جب گولیاں سپاہیوں کے سروں سے گزرنے لگیں تو اردلی نے عرض کیا "آپ گھوڑے سے نیچے اُتر آئیں"۔ شیر دل حافظ نے جواب دیا "میں کسی جگہ بھی پیچھے سے نہ اُترا۔ اب کیوں اُتروں؟ بیٹا تم بھی پیچھے چلو!" ایک منٹ بعد گولی آ لگی بائیں بازو پر لگی۔ جس سے اُس کا آسن اکھڑ گیا۔ اُسکے ساتھی نے پھر گھوڑے سے اُتر کر واپس چلے جانے کے لئے عرض کیا۔ مگر بے سود۔ چند منٹوں کے بعد ایک دوسری گولی نے دائیں بازو کو پارہ پارہ کر دیا۔ تیسری گولی پیام اجل تھی۔ وہ سپاہیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے صلائے غزا بلند کر رہا تھا کہ گولی عین حلق پر آ لگی۔ اور ریڑھ کی نس کو توڑ دیا جس سے طائر روح فی الفور قفس عنصری سے پرواز کر گیا"۔

ڈیلی نیوز ایسا متعصب اخبار بھی اس بیاسی سالہ شجاع و جوانمرد کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ اُسکے الفاظ حسب ذیل تھے "کیا شجاعت و بسالت کی کوئی کہانی اُس داستان سے بھی زیادہ موثر اور رقت انگیز ہو سکتی ہے۔ جو آج صبح موصول ہوئی ہے۔ اور جسمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حافظ پاشا کس طرح شہید ہوا۔ یہ شیر دل اسّی سالہ پیر مرد تھا۔ اکثر جوانمردوں اور بہادروں کے حالات مظہر ہیں کہ میدان جنگ میں انکی پرجوشی اور دلاوری اور جہاں معرکہ کا رن ہو وہیں پہنچ جانے کے باوجود گولہ انہیں کوئی صدمہ و آسیب نہیں پہنچا رہا۔ اس بہادر کے ساتھ اسکے برعکس معاملہ گذرا جو بدرجہ نہایت موثر اور آسف خیز ہے۔ آخری گولی اس مجروح خستہ جان کیلئے پیام رحمت تھی اُسنے اسکی تکالیف کا فی الفور خاتمہ کر دیا۔ اور اُسے اُسی شاندار شہادت کا مرتبہ بخش دیا جسکا وہ مشتاق تھا۔ اور جسکی ہی خاطر اُسنے کمان کو چھوڑنا منظور نہ کیا تھا۔

حمدی پاشا و معرکہ قریہ انتہائی بیسر پر حمدی پاشا نے بتدریج اُن یونانیوں کو جنہوں نے ترکی قلمرو میں داخل ہو کر قریہ پر حملہ کیا تھا۔ پسپا کر دیا۔ الاصونا سے اُسے دو پلٹن فوج پیدل اور توپخانہ کی کمک بھیجی گئی۔ ۲۲۔ اپریل تک یونانی نیزروس اور ضلع ریپانی سے یکسر پیچھے ہٹ گئے تھے اس مراجعت کنندہ یونانی فوج کا ایک حصہ دریائے پینی اسکے اُس پل سے جو وادی ٹمپہ کے پائیں تھا عبور کر کے جانب شرق سکے رخ ساحل کے برابر برابر والو کو ہٹا۔ اور گذرنے کے بعد پل کو توڑتا گیا۔ سر ہی گرفتاری اور مشکلات ابتدا ہی سے لگی ہوئی تھی۔ یونانی میمنہ کا حصہ کثیر درہ ریپانی کے راستہ قلب لشکر کو جو ٹرنا دوس کے سامنے ولیلہ۔ باقی کے درمیان صف آرا تھا ہٹ گیا۔

اُن بلندیوں پر جو جنوب مغرب میں ملونا سے دوماسی تک پھیلی ہوئی تھیں۔ تین دن تک متفرق لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں نشاط پاشا کا ڈویژن مقیم ساکوپیا اور خیری پاشا کا ڈویژن مقیم دماسی پہلے تو یونانی حملوں کو روکنے میں مصروف رہا۔ پھر اُنہوں نے یونانی حملہ آوروں کو سکوپیا اور ریوینی دروں کے راستہ تھسالی میدان کو پیچھے ہٹا دیا۔

کوہی سلسلہ جو حد فاصل کا کام دیتا ہے۔ ملونا سے تخمیناً چند میل تک بیابار گی جنوب کیطرف کو جھک گیا ہے

اور قطعہ ٹرناووس تک سوا میدان میں واقع ہے جو اس عظیم کوہی جھکاؤ کے جنوب مغربی دامن سے شروع ہوا ہے پس جس وقت سے خیری پاشا درہ ریوینی سے میدان میں داخل ہونے کے قابل ہوگیا۔ یونانی قلب لشکر کی حالت جو ٹرناووس سے دس میل بجانب شمال واقع ہے ویسا ہی ایک پھیلا ہوا تھا نازک اور مراجعت اشد ضروری ہوگئی تھی۔ پہلے شروع شروع میں تو خیری پاشا کو سمولینسکی کے پرزور حملہ کے مقابلہ پر اپنی جگہ کو ہی سنبھالے رہنا کسی قدر مشکل ہوگیا تھا مگر دوسرے کمانڈروں کی ناکامی سے سمولینسکی کی کامیابی بھی خاک میں مل گئی۔ اور ۲۳ اپریل کو اُسے مجبوراً اپنا دستہ درہ ریوینی کے راستہ لاریسا ہٹا لیجانا پڑا۔ نشاط پاشا کا ڈویژن مقیمہ سکوپیا۔ دیاسی لود اور آلونا کے درمیان کی گھاٹیوں اور کگاروں سے یونانیوں کو نکالنے میں مشغول رہا جس سے وہ ۱۲ کو فارغ ہوا۔ اس تاریخ صرف ایک مقام یعنی کرتیری کی سر بلند اور مشکل صعب الحصول چوٹی جسکے پائیں میں ٹرناووس واقع ہے۔ یونانیوں کے قبضہ میں رہ گئی۔ ۲۱۔ اور ۲۲ کے درمیان ترکوں نے اس پر کئی دھاوے کئے۔ گرچہ سود۔ ۲۰۔ اور ۲۲ کو اس پر لگاتار آتشبازی بھی جاتی رہی۔ اسکا بھی کچھ اثر نہ ہوا پہاڑی کی طرفیں عمودی ہی نہ تھیں۔ یونانیوں نے اس پر خوب مستحکم مورچے بھی تیار کرلئے ہوئے تھے۔ چنانچہ ترکوں کے ان فضول حملوں میں دو سو سے زیادہ شہید و مجروح ہوئے۔ کرتیری کو فتح کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی ترک اسے محصور کرکے بلا خرخشہ آگے بڑھ سکتے تھے کیونکہ وہ درہ سکوپیہ کے ناکہ پر واقع تھی۔ مگر ٹرناووس کی شاہراہ کی اس مقام سے کوئی حفاظت نہ ہوسکتی تھی۔ نہ وہ وہاں سے کسی طرح زد میں تھی۔ بالآخر یونانی اس موقعہ کو ۲۳ اپریل کی رات کو جس رات کہ وہ بے تحاشا وسراسیمہ وار لاریسا کو بھاگے ہیں خالی کرگئے۔

یونانی فوج مقیمہ تھسلی

محاربہ کے شروع میں یونانی فوج مقیمہ تھسلی جو تعداد میں ساٹھ ہزار سے متجاوز تھی جو دو ڈویژن میں منقسم تھی۔ جنکے ہیڈکوارٹر لاریسا اور ترکیالہ میں تھے۔ جنرل مقریس اور مادروسیکالیس انکے کمانڈر تھے۔ یونانی گو تعداد میں ترکوں سے کم تھے۔ مگر ایک تو وہ پہاڑی سرحد کے اندرونی جانب پر تھے دوم اُنکے پاس ترکوں کی نسبت عمدہ وسائل نقل و حرکت و آمد و رفت موجود تھے۔ اُنکے سمندری قاعدۃ الجیش وولو سے دو نو بڑی قواعد الجیش تک ریلوے جاتی تھی۔ چنانچہ اگر یونانیوں میں اسقدر لیاقت یا شجاعت ہوتی کہ وہ ترکوں کے طویل اور متفرق خطوط مدافعت کے کسی ایک موقعہ پر کل طاقت مجتمع کرکے پرزور حملہ کردیتے تو باغلب وجوہ ترکوں کے حق میں اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوتا۔ مگر یونانی افسر نالائق محض تھے۔ اور یونانی جنرل سٹاف کی یہ حالت تھی کہ اُسنے سبقدستی چھوڑ محافظت کے پہلو کیلئے بھی کوئی نقشہ یا پلین تجویز نہ کی ہوئی تھی۔ بقول مسٹر ہنٹ برلی جنرل مقریس کے زیرکمان بمقام لاریسا اور اُس سے شمالی علاقہ میں ۴۵ ہزار فوج تھی۔ نامہ نگار مذکور اس جنرل کی بہت تعریف کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ وہ خوش طبع ہوشیار اور مستقل مزاج افسر تھا۔ اسکی عمر ساٹھ سال سے متجاوز اور قد لمبا تھا۔ شاہزادہ ولیعہد کے سپہ سالار اعلیٰ ہونے پر وہ سٹاف کا افسر اعلیٰ بنایا گیا۔ جنرل مادروسیکالیس بھی طویل القامت اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر رکھتا ہے۔ بقول مسٹر

ہرچند وہ انتظامی معاملات میں بڑا سخت گیر ہے۔ مگر عملی لیاقت حربیہ میں مقربین سے کم ہے۔

ولیعہد و جنرل سمولنسکی

مسٹر مذکور شاہزادہ قسطنطین کی کم لیاقتی کا ذکر کر کے یونانی کمانڈروں اور جنرل سٹاف کو سخت مطعون کرتا ہے کہ وہ لاریسا کو محفوظ و مورچہ بند یا اسکی سرکوبی ناکہ بندی کرنے سے سخت مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہوئے۔ ولیعہد پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ اُسنے کسی لڑائی میں عملی حصہ نہ لیا۔ مگر میرے خیال میں ایسا کرنا سپہ سالاری کے فرائض میں داخل نہیں۔ مسٹر برے جنرل سمولنسکی کی جو بوہیمین الاصل اور دہم۔ الدہر بہت تعریف کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ اُسنے صرف سات کمزور بٹالینوں سے ایک ہفتہ تک ایک سالم ترکی ڈویژن کو درہ ریوینی میں داخل نہونے دیا۔ اور صرف اُسوقت اپنی جگہ سے ہٹا۔ جبکہ دوسری یونانی فوج ۲۳ اپریل کو دہشت زدہ و سراسیمہ ٹرناووس سے فرار ہوئی۔ جنرل مذکور کی قابلیت اور کامیابی کی نسبت میری ذاتی رائے بھی یہی ہے

مسٹر برے کی رائے

مسٹر برے مراجعت کی ایک غلط حکم کے متعلق بھی جو ولیعہد نے ۱۹ اپریل کی دوپہر کو صادر کیا تھا عجیب داستان سناتے ہیں۔ بظاہر اُسپر مشکل اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ مگر یونانی افسروں بالخصوص ہیڈ کوارٹر سٹاف سے ایسی عجیب و غریب حرکتیں سرزد ہوتی رہی تھیں کہ اگر یہ داستان بھی درست ہو تو کچھ عجب نہیں۔ مسٹر موصوف کا بیان ہے کہ تین گھنٹوں کے بعد اُس حکم کو منسوخ کر کے پھر آگے بڑھنے کا حکم نافذ کیا گیا مگر دیلوا فوج گرانسووالی کی پہاڑی کو چھوڑ چکی تھی۔ اور دوسرے دن ترکوں نے اُسے پھر فتح کرنے کی کوشش میں جنرل ماورومیکالیس کے دو ہزار آدمی ضایع ہوئے۔ مسٹر برے نے اپنی تحریروں میں دلیلر کے عوض موضع درہ لی لکھا ہے جو صریح غلط ہے۔ درہ لی موضع بابا کے قریب وادی ٹمپے کے دہانہ پر واقع ہے۔ اور دلیلر لاریسا سے تخمیناً تین میل بجانب شرق اور ٹرناووس سے نو میل بجانب شمال مشرق واقع ہے۔

۲۳ مئی کی شام کو ادہم پاشا کی فوج کے دلیلر پر قابض ہونے سے ہی یونانی میمنہ شکست یاب ہوا تھا۔ اور لاریسا کی طرف مراجعت کرنا لازمی ہو گیا تھا۔ مراجعت یونانی فوج کو کمال تباہی سے بچانے کے لیے بیشک ضروری تھی۔ مگر لشکر کے اندھا دھند بھاگڑ میں مبتدل ہو جانے کی کوئی وجہ موجود نہ تھی۔

مسٹر موصوف جولائی ۱۸۹۷ء کے رسالہ فورٹ نائٹلی ریویو میں یونانی فوج کے نظام اور اُسکے افسروں کے متعلق حسب ذیل رائے تحریر کرتے ہیں۔ "جنرل کریس نے اپنی دس ہزار فوج کو لاریسا اور ٹرناووس کے درمیان مقیم رکھا تھا اگر وہ اس غنیم پر جو ایک دوسرے سے میلوں دور دروں کے دہانوں پر مقیم تھا۔ حملہ کرنے کا کام نہایت آسانی سے لے سکتا تھا۔ یہی نہیں۔ وہ اس سے بھی زیادہ کر سکتا تھا۔ وہ ادہم پاشا کے الاصونا سے روانہ ہونے سے بہت پیشتر اپنی فوج وادی ٹمپے میں سے گذار کر کوہ اولمپس کی شرقی ڈھالوں کے دامن دامن ترکی قلمرو میں داخل ہو سکتا اور یونانی بیڑہ کی مدد سے ترکوں کے پیچھے پر موثر حملہ کر سکتا تھا۔ یونانی دریا بینی اسکے خروشاں دہانے کو جا بجا چٹانوں اور درختوں سے

سے کہ کرلا ریسا اور تھیسلی کے حصہ کثیر کی حفاظت کا عارضی انتظام کر سکتے تھے۔ ارباکیٹ سے ملک کٹ گئے تھے جو بہت پر وہ اسکا پانی پل جاتا جو ترکوں کی پیشقدمی میں بہت کچھ حارج ہوتا۔ اگر پل توڑ دئے گئے ہوتے تو ترک دریا سے آسانی عبور نہ کر سکتے۔ اسی طرح اور سینکڑوں انتظام کئے جا سکتے اور کئے جانے چاہییں تھے مگر نہ کئے گئے۔ جنرل اور وماکالیس بھی اپنی پوزیشن سے ترکوں پر پورا پورا سی سے کالا باکا تک دونوں ایوندوں کی ترکی جانب پر مقیم تھے۔ جا بجا حملہ کرتا تھا جو اُسنے نہ کیا۔ حالانکہ جتنا ترکوں سے لڑائی کا وہ مشتاق تھا۔ ویسا کوئی اور یونانی نہ تھا۔ یونانیوں میں لڑائی کیلئے جو جوش پھیلا ہوا تھا۔ اسکی کیفیت پہلے ذکر ہو چکی ہے۔ مگر یا مہرہ اشتیاق محاربہ کیلئے جسے خود انہوں نے برپا کیا۔ ان جوانمردوں سے کوئی معقول تیاری کی اور ایسے ملیار اس شہید ہاریں کو دے کہ انکے پاس نہ کوئی خبر رسانی کا صیغہ تھا۔ نہ نقشے اور دوربینیں تھیں اور نہ سگنلنگ آئینوں پر اکتفا کی تھا بین ڈاکٹر مقررہ علامتوں کے ذریعہ باہم گفتگو کرنا) کے لئے کافی سامان تھا۔ اور افسر ایسے نالائق کہ اُن سے بدتر کبھی کسی فوج کو نصیب نہیں ہوئی۔ کل کاکیشی (سفید رنگ) اقوام میں سپاہی جہاں تک مجھے تجربہ ہوا تقریباً یکساں اوصاف رکھتے ہیں۔ فوجوں کی باہمی قدر و منزلت اور کارگذاری قابلیت میں جو کچھ فرق ہے وہ صرف افسروں اور تربیت کی وجہ سے ہے۔ جس ملک کی فوج کے افسر اچھے اور تربیت عمدہ ہوئی۔ وہ قابل ہو گئی۔ اور جس کے ویسے نہ ہوئے وہ ویسے اور نالایق بنگئے۔ یونانی افسر جب تک ترکی گولوں اور گولیوں کی بوچھاڑ شروع نہ ہوتی تھا خوب جوانمردی دکھائی دیتے مگر اُسوقت ترکی تمام ہو جاتی اور فی الفور محفوظ جگہ جا چھپتے۔ بیشک بعض اُن میں ایسے بھی تھے جو اُسوقت ثابت قدم رہتے۔ اور بہادری سے اپنا فرض ادا کرتے۔ مگر ایسے بہت ہی تھوڑے سے تھے اور وہ بھی جب کوئی گولہ اُنکے قریب جا کر پھٹتا تو نہایت عجز و خاص سے اپنے جسموں پر صلیب کا نشان بناتے اور اپنے خطرہ سے متوحش معلوم ہوتے تھے

مسٹر ڈلن کی رائے

مسٹر ای جے ڈلن یونانیوں کا مشہور خیرخواہ اور دوست جولائی ۱۸۹۷ء کی کنٹمپوریری ریویو میں یونانی فوج پر بالفاظ ذیل سخت لعن طعن کی ہے۔

"یونانی گورنمنٹ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ یونانی فوج کو کارزار کے لئے سلاتا کبھی تربیت نہیں دی۔ اکثر اعلیٰ افسر ایسے اوصاف کی وجہ سے مقرر اور ترقی یاب ہوئے ہیں جو میدان کارزار اور کیمپ کی بجائے درباروں اور ایوانوں یا تھیٹری جلسوں کے زیادہ حسب حال ہیں۔ اور کہ چند شاذ مستثنیات کے علاوہ ایسے افسر شاذ ترقی کرتے ہیں اور نمایاں کارگذاری کی توان سے قطعاً امید نہیں ہو سکتی۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ وقتاً فوقتاً تکمیل تعلیم کے لئے نوجوان افسر ممالک غیر کو بھیجے جاتے رہتے ہیں۔ وہ بلا استثناء سفارشی نہ تھے۔ جنکے زبردست اور بارسوخ دوست اور طاقتور حمایتی ملک میں موجود ہوتے تھے اور ذاتی لیاقت یا دماغی و ذہنی یا جنگی اوصاف کی بجائے زیادہ تر ان ہی لوگوں کی سفارش پر بھیجے جاتے تھے اور بنا بریں وہ ممالک غیر کی تعلیم و اقامت سے کوئی فائدہ اٹھانے کی قابلیت ہی نہ رکھتے تھے۔ وہ اس سے بھی بخوبی واقف تھے کہ یونان میں جنگی تدبیرات کا کوئی نام و نشان نہیں جانتا۔ اور کہ فوج کے کسی صیغہ کو بھی اُن فرائض کے ایک شمہ تک کا سرانجام

کر سکتا نہیں سکھایا گیا۔ جو اُسے بوقتِ جنگ یکبارگی بہت بڑے پیمانہ پر سرانجام دینے پڑ گئے۔ یونانی فوج کا سب سے نمایاں وصف یہ تھا کہ اُس میں نظام و اطاعت کا نام و نشان بھی نہ پایا جاتا تھا۔ جو اوسط افسر بننے کے شائق اور امتیاز حاصل کرنے کے موقعہ ملنے کے خواہاں ہوتے۔ اُن سے اُنکے اعلےٰ افسر بطور قاعدہ کلیہ بزمانہ امن کمال کج خلقی سے پیش آتے۔ اور یہ اعلےٰ افسر بجائے خود ہر وقت اپنے اعلےٰ افسروں پر نکتہ چینی ہی کرتے رہتے۔ بلکہ یہ یقین رکھتے کہ جو بدتر سے بدتر الزام بھی اُن پر لگائے جا رہے ہیں۔ وہ بالکل درست ہیں۔ ایسے یقین کا ماتحتوں پر جیسا بُرا اثر پڑ سکتا اور پڑتا ہے اُسے بیان کرنیکی احتیاج نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بڑی و بحری فوج کو ہمیشہ انتخابی مشین کا اہم جزو سمجھا جاتا رہا ہے۔ اور وزراء اسکے افسروں وغیرہ کی رایوں کی مدد سے اپنے اپنے فریق کو برسرِ حکومت رکھتے ہیں۔ قوم روپیہ ادا کرتی ہے۔ اور وزیر اعظم اُسکو خرچ کرنیکے لئے آدمی منتخب کرتا ہے اور یہ کبھی نہیں دیکھتا کہ وہ اُسے کس طرح خرچ کرتے ہیں۔ بلکہ اس اصول پر چلتا ہے کہ خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ ان لوگوں میں سے بعض شاہی خاندان کی سفارشوں پر مقرر اور ترقی یاب ہوتے ہیں اور بعض بارسوخ اشخاص کی دھمکیوں یا درخواستوں پر قابلیت اور لیاقت کے لحاظ سے کہ اعلیٰ اوصاف کے افسر فائز ہو سکتا ہے بہت کم منتخب کئے جاتے ہیں۔

تمام سرحدی گزرگاہوں اور کوہی دروں پر ترکوں کے قابض ہو جانے سے لڑائی کا پہلا دور ختم ہوا۔

محاربہ کا دوسرا دور محاربہ کا دوسرا دور ۱۹ اپریل سے شروع ہوکر ۴ مئی کو ختم ہوا۔ ماتی و دیلر کی لڑائیاں بتاریخ ۲۳ اپریل یونانی فوج کی بھاگڑ و مراجعت ٹرناووس لاریسہ۔ ترنکالہ اور تمام شمالی تھسلی پر ترکوں کا قابض ہو جانا اس دور میں شامل ہے۔

معرکہ ماتی و دیلر ۲۳ اپریل بروز جمعہ۔ ادہم پاشا مع سٹاف دن کے ساڑھے نو بجے درہ ملونا پہنچے۔ اور دو گھنٹے تک نقشے دیکھتے اور کاروائیات مستقبلہ کی تجویز کرتے رہے۔ تمام نامہ نگاروں کو عام حکم بھیجا تھا کہ اُس دن کوئی تار نہیں بھیجا جا سکیگا۔ جس سے انہوں نے قیاس کر لیا کہ آج کوئی اہم کاروائی ہونیوالی ہے۔ اُنکا یہ قیاس درست ثابت ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اطلاع پہنچی کہ انتہائی میسرہ پر حمدی پاشا ریپانی سے میدان تھسلی میں داخل ہونیوالا ہے اور انتہائی میمنہ پر خیری پاشا دوبرویی میں زرکوس یا ٹرناووس کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

بارہ بجے ۱۹ اپریل کو ممدوح پاشا تیسرا ڈویژن ایک مستقل بریگیڈ زیر کمان محمد پاشا اور کیولری ڈویژن لیکر درہ ملونا سے میدان میں اُتر گیا تھا۔ وہاں اُسنے چشمہ قرہ درہ سے چار میل بجانب غرب اپنی افواج کو صف آرا کیا اور ۲۱ و ۲۲ کو فریقین کے توپخانے بے اثر سے گولہ باری کرتے رہے۔ حقی پاشا ۲۱ اپریل کو ایک بریگیڈ لیکر ڈسکاٹا سے ملونا پہنچ گیا۔ حیدر پاشا اپنے (چوتھے) ڈویژن سے درہ ملونا کی سڑک کو درست اور توپخانہ کے گذرنے کے قابل بناتا رہا۔ مستقل بریگیڈ انتہائی میسرہ پر تھا۔ وہ اُسی دن چھٹے ڈویژن زیر کمان حمدی پاشا سے ملحق ہو گیا۔

۱۱ بجے سے شروع ہوکر چار بجے تک شدت کے ساتھ گولہ باری ہوتی رہی۔ ترکوں کے پاس چھ اور یونانیوں کے پاس پانچ بٹریاں تھیں

ایسے دلچسپ نہیں۔ محلسرا۔ قدیم حرمسرا شاہی (اسکی سرای)۔ توناق (گورنر کا محل)، جو بڑے چوک میں واقع ہے۔ بنک اور ایسی پولیس
یہ سب بڑے بڑے عالیشان مکانات ہیں۔ فرنچ طرز کے مطابق مربع شکل کے بڑے بڑے بنگلے بھی بیشمار ہیں جنمیں
سے بعض میں ترکی خاندان رہتے ہیں۔ تھیسلی کے زمین کے حصہ کثیر پر ابھی تک مسلمانوں کا ہی قبضہ و تصرف ہے مسجدوں
کے بھی ابھی تک کئی مینار ایستادہ ہیں جو تھیسلی پر صدیوں تک ترکوں کا قبضہ رہنے کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان میناروں
سے جہاں کہیں وہ ہوں منظر کی دلفریبی میں جو اضافہ ہوجاتا ہے۔ وہ سیاحان مشرق سے پوشیدہ نہیں۔ اکثر مینار
یونانیوں نے گرادیے ہیں جب سارے مینار کھڑے تھے۔ اسوقت شہر کی خوبصورتی۔ ایسے بہت ہی بڑھی ہوئی تھی

لاریسا کی کیا حالت تھی

ہمنے لاریسا کو شہر خموشاں پایا۔ تمام مکان بلا مکین تھے۔ اکثر کے مالک انکو باحتیاط تمام مقفل کرگئے تھے اور دروازوں کے آگے کوئی نہ کوئی
روک رکھ گئے تھے۔ ان مکانوں کے کل دریچے بھی بند تھے۔ بعض کے دروازے ٹوٹے ہوئے تھے۔ اور اندر تمام اسباب
بکھرا ہوا نظر آرہا تھا۔ شمال مشرقی جانب کا محلہ بالکل تاراج اور منہدم پایا گیا۔ یہ کل یونانی قیدیوں اور باقاعدہ سپاہیوں
کی کارروائی تھی۔ جن بدذاتوں نے یوم و شب گذشتہ اپنے ہمقوم مردوں اور عورتوں کو بھی ستانے اور بےحرمت
کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ جو کچھ ہاتھ لگا اُسے لوٹ لیا تھا۔ سٹیشن پر ہر قسم کا اسباب بکھرا پڑا تھا۔

[1] ترکی سپاہ کی خوش اطواری۔ فوجی برجستگی اور بےنظیر تیاری اور یونانیوں کی بداطواری کے متعلق ٹائمز ایسے متعصب اخبار
کے نامہ نگار کو بھی شروع اپریل میں حسب ذیل اعتراف کرنا پڑا۔

"ترکی مورچے نہایت مضبوط اور ناقابل فتح ہیں۔ فوج کا سامان پوشاک سب طرح سے مکمل ہے اور سپاہی نہایت تربیت یافتہ
اور وفا شعار ہیں۔ انکو ہر روز قواعد کرائی جاتی ہے وہ نہایت بشاش و خوش اور لڑائی کے بہت خواہشمند ہیں۔ کئی پلٹنوں نے
عہد کیا ہے کہ ہم تنخواہ نہیں لینگے۔ اور جب تک ضرورت ہو ملک و مذہب کی خدمت میں جنگ کرینگے۔ یونانی قصبہ آرٹا کے مقابل ۲ ہزار
ترکی فوج جمع ہے تمام سرحد پر پہاڑوں کی چوکیاں مضبوط اور کارآمد ناکوں کی حفاظت کیلئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر زبردست باتریاں
نصب کی گئی ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مقدونیہ کے دہقان بغاوت کردینگے۔ وہ لوگ بالکل خاموش اور بڑی خوشی سے ترکی
افواج کو رسد رسانی میں مصروف ہیں۔ ترکی سپاہ بخوبی جانتی ہے کہ اگر اُسے اجازت دیدیجائے تو وہ ۱۵ دن کے اندر یونانیوں
کے ایک ایک سپاہی کو تھسلی سے باہر نکالدیگی۔ سرحد مقدونیہ و یونان پر کوئی بچے جمع نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ایک لاکھ جرار و نبرد آزما اور
تجربہ کار بہادروں کا مجموعہ ہے۔ اکثر افسر نوجوان ترکی جماعت سے ہیں جو ہماری تیاری میں دوسرے افسروں سے کم نہیں۔ ادہم پاشا
سپہ سالار گو فیلڈ مارشل کا اعلیٰ ترین فوجی عہدہ رکھتے ہیں ابھی عمر میں صرف ۵۲ برس کے ہیں۔ گذشتہ جنگ روم و روس
میں پلیونا کے محاصرہ کے وقت شیر پلیونا غازی عثمان پاشا کے ماتحت تھے وہ ایک پلٹن کے کرنیل اور پھر ایک
دستہ کے قائم مقام بریگیڈیئر ہوگئے۔ اور بےنظیر شجاعت اور کمال استقلال و تحمل کی وجہ سے بڑے نامور ہوگئے ترکی نظام

دہشت زدہ باشندے۔ شفینہ کو جبکہ ہراساں و خوفزدہ سپاہ کا سیلاب شہر میں اُمنڈ آیا تھا ہزاروں کی تعداد میں وہاں جمع ہو گئے تھے۔ خود سٹیشن اور اُسکا متصلہ میدان بیشمار صندوقوں۔ تھیلوں۔ ٹوکریوں اور ہر قسم کے

تتمہ صفحہ سابقہ

رسد رسانی و فراہمی فوج ایسا معقول ہے کہ باوجودیکہ بذریعہ سمندر و ریل و سڑک طویل مسافت طے کرنی پڑتی ہے ہم (۲۲ اپریل) صرف الاصونا میں ایک لاکھ سپاہیوں کے لئے پندرہ دن کی خوراک و سامان جمع ہو گئے ہیں عبدالکریم پاشا والی مناسطرا اپنے صوبہ میں امن قائم رکھنے میں بڑی مستعدی دکھا رہے ہیں بمقام سوروچ اُنھوں نے کئی اہلکاروں کو فوجی رسد رسانی کے متعلق نامعقول سخت گیری کرنے پر قید کر دیا۔ اور اکثر قزاقوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

"یونان میں یونانی ترکوں کو طرح طرح کی اذیتیں دے رہے ہیں۔ اور اُنکی بیحرمتی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے وہ لوگ ترکی ٹوپی کو دیکھکر ایسے جل بھن جاتے ہیں کہ کسی ترک راہ گذر کے سر پر اسے دیکھتے ہی اُسے فوراً اُتار کر پاؤں کے نیچے کچلنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسکے برخلاف ترک اپنے علاقہ میں اپنی جبلی شرافت اور سچی تہذیب کا پورا ثبوت دے رہے ہیں یہاں کے فوجی صدر مقام الاصونا میں یونانی عیسائی بکثرت آباد ہیں۔ جنکے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ اور اُنکی عورتیں بلا خطر گلی کوچوں میں پھرتی ہیں۔ کوئی اُنکی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا حتی کہ وہاں خود یونانی قونصل تک ابھی موجود ہے۔ اور یونانی جھنڈا اُس کے مکان پر لہرا رہا ہے اور ترک اس سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتے۔"

کیا دنیا میں کوئی دوسری قوم ایسی عالی حوصلگی دکھا سکتی ہے۔ ترکوں کی یہ عالی ظرفی ملک کی یونانی رعایا تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ جیسا کہ ناظرین کو تاروں کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا۔ اُنھوں نے یونانی شہروں میں بحیثیت فاتح داخل ہونے پر بھی حیوانی مادہ کو اپنی طبعی انسانیت پر غالب نہیں ہونے دیا۔ مگر اس امر کا اُنکو کافی موقعہ بھی نہیں ملا کیونکہ ہمارے انگلو انڈین اخبارات کے بہادر۔ رحمدل اور فرشتہ سیرت یونانی بمصداق چور کی داڑھی میں تنکا۔ اپنے مسلمان ہم وطنوں پر جور و ستم کرنیکا خمیازہ بھگتنے کے خوف سے ترکی افواج قاہرہ کے تھسلی میں داخل ہونے سے پہلے ہی اپنے اپنے شہروں اور دیہات کو خالی کرکے جنوب کی طرف بھاگ گئے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اگر یہ بزدل بھگوڑے ملک کو چھوڑ کر نہ بھی فرار ہوتے تو بھی اُنکو کوئی اذیت یا تکلیف نہ پہنچتی۔

ایک دوسرے انگریزی اخبار کا نامہ نگار ایلاسونا سے ترکی فوج کے چشمدید حالات ۲۰ اپریل کو اس طرح لکھتا ہے۔ "میں نے کاسو بریا سے جو ایلاسونا سے قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے اُتر کر ۲۰ میل تک سڑک پر سفر کیا جو نہایت عمدہ حالت میں ہے سارا ملک اچھی طرح مزروعہ ہے اور موسم کھلا برف بہت کچھ پگھل گئی ہے۔ صرف پہاڑیوں کی چوٹیوں پر باقی ہے۔ راستہ میں میں نے یابوؤں کی لمبی لمبی قطاریں دیکھیں جن سے ترکی فوج کی باربرداری کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ جانور نہایت سخت تعجب خیز طور پر جفاکش۔ بڑے بڑے بوجھ اُٹھا کر بعض اوقات چالیس چالیس میل ایک دن میں طے کر جاتے ہیں۔ پیدل سپاہ نے بھی اپنے آپ کو اس موقع پر ہر طرح قابل اور جفاکش ثابت کیا ہے کیونکہ ترکی جوان نہایت باقاعدہ کوچ کرتے ہوئے دو دن کا لگاتار سفر کے بندوقوں اور کارتوسوں کے گٹھوں لدے ہوئے مقام مقصود پر تازہ دم پہنچے ہیں۔ جس جس دستہ سے میرا گذر ہوا ہر ایک سپاہی نہایت شجاع اور پورا پورا سپاہی ہر جگہ میں ترکی تلوار [illegible]

پولنڈوں اور ٹرنکوں کے ملبہ سے پٹا ہوا تھا بہت شہری اپنا کل منقولہ اسباب ساتھ لے گئے تھے۔ مگر حکام نے بھرپور ٹرینوں میں اسباب ساتھ نہیں رکھنے دیا تھا۔ اور شہریوں کو سب سامان پیچھے چھوڑ جانا پڑا تھا جسے رہا شدہ قیدیوں اور بھگوڑے سپاہ کے نفرات نے جو نیز شہر کی لوٹ میں شامل ہو گئے تھے۔ لوٹ لیا۔ بلکہ میں ایک بڑے ٹرنک پر مشہور (انگریز خاتون) مسٹر اور مسٹن چانٹ کا نام موٹے موٹے حرفوں میں نقش تھا۔ ایک انگریز نامہ نگار نے خاتون مذکور کی اس [لہ] دلچسپ یادگار کا بمسرت تمام فوٹو اتار لیا

لاریسا میں ہر جگہ یونانیوں کی دہشت زدہ بھاگڑ کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ بدمعاشوں نے صرف مذکورہ صدر محلہ کو ہی لوٹ کر ازسرتا پا خالی نہیں کر دیا تھا۔ بلکہ دیگر محلوں کے اکثر مکان بھی لوٹ لئے تھے۔ بارکوں کا کچھ حصہ بھی جلا ہوا تھا ڈاکٹر و خدام تک یونانی مجروحین کو ہسپتالوں میں لاوارث چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ترکوں کو دس قلعہ شکن توپیں صحیح سالم قلعہ سے پانچ ہزار سے زیادہ گراس رائفلیں اور سامان حرب کی کثیر مقدار غنیمت میں ملی۔

جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ ادہم پاشا نے اپنی فوج کو یونانیوں کی تقلید اور پیروی سے روکنے کے لئے پورا پورا انتظام کیا۔ البتہ البانویوں نے جو ہمیشہ سے شورہ پشت اور سرکش چلے آتے ہیں پہلی رات کسیقدر لوٹ کھسوٹ کرنیکی کوشش کی مگر ہیڈ کوارٹری سٹاف نے انکو فی الفور روک لیا۔ کئی ارذلوں کو بید کی سزا دی گئی اور دو کے لئے گولیوں سے مار دئے جانیکا حکم صادر کیا گیا۔ مگر اس نہایت ہی سنگین سزا کو بعد میں معاف کر دیا گیا۔ اسوقت لاریسا میں جس قدر یورپین موجود تھے۔ وہ بلا استثنا اس امر کی شہادت دینگے اور تصدیق کرینگے کہ مشیر اور اُن کے سٹاف نے نظام و امن قائم رکھنے کیلئے نہایت

لہ یہ خاتون انگلستان سے یونانی مجروحین کی تیمارداری کے لئے یونان گئی تھی۔

بقیہ صفحہ سابقہ۔ سپاہیوں کی فاقہ کشی اور بے لباسی کی جو اُڑی تھیں وہ بالکل لغو اور سراسر جھوٹ ثابت ہوئیں۔ کیونکہ انکی وردیاں اعلیٰ درجہ کی مکمل تھیں اور رسد کا سامان بے نقص اور مکمل۔ سب سے بڑھکر تعجب ناک سپاہیوں کا پرلے درجہ کا جوش اور سرگرمی تھی بجائے اسکے کہ لوگ مضطرب، آزردہ یا لاپرواہ ہوتے۔ لڑائی کے واسطے پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ دیہات اور ملکی خدمات پر مامور لوگوں کی بیتابی اور عرضیاں دن بدن چلی آ رہی ہیں۔ جن میں درخواست کہ ہمکو بطور والنٹیروں کے فوج کے ساتھ شامل ہونے کی اجازت ملے کل ایک چھوٹے سے گاؤں کے پاس سے میرا گذر ہوا جہاں پچاس تنومند جوانوں نے سلطانوں کے ساتھ شامل ہونے کے واسطے درخواست کی۔ گراویرا اور ایلاسونا کے درمیان سرفجی سے آدھے راستہ میں گورنر کے ساتھ کھانا کھانے کے واسطے ٹھہرا۔ یہاں ایک وسیع ہسپتال تیار ہو رہا تھا۔ یہاں کوئی ایک کرپ تھیں جن میں سامان گولہ بارود کے موجود تھیں۔ یہاں پہنچکر میں فوجی صدر مقام میں لیجایا گیا۔ جہاں ادہم پاشا کمانڈر انچیف غایت درجہ کی خوش خلقی سے میرے ساتھ پیش آئے۔ پاشا اس شہر میں ایک چھوٹے سے مکان میں مقیم ہیں۔ داڑھی رکھتے ہیں۔ میانہ قد اور عمر کوئی ۶۵ برس کی ہوگی۔ چہرہ سے متانت بہر حال خوش نمایاں ہے اور سیدھی آنکھوں سے فہم و فراست ٹپک رہی ہے۔ تھوڑی فرانسیسی بول لیتے ہیں۔ اور اپنا مطلب اچھی طرح ظاہر کر سکتے ہیں۔

قابل تعریف اور بیجد کوشش کی ہیں اس امر کی حلفاً شہادت دیسکتا ہوں۔ کہ جبتک میں تھسلی میں رہا۔ ترکی فوج بزم کی تاخت وتاراج سے قطعاً محترز رہی۔ اور رعایا پر خفیف سا تشدد بھی نکیا گیا۔ اکثر علاقوں میں دشلاً جہیل قرلہ کے کناروں پر کثیر بارونق دیہات موجود تھے جو ہر قسم کے مویشی۔ بھیڑ بکری۔ اور مرغیوں وغیرہ سے بھرے ہوئے تھے پچھلے دنوں میں ترکی سپاہیوں کو رسد کیطرف سے بہت دقت رہی۔ اور انہیں بہت کم غذا دستیاب ہوتی رہی۔ مگر حالانکہ انکی آنکھوں کے سامنے یہ دیہات اور اذوقہ موجود تھی۔ ان میں سے ایک شخص نے بھی کبھی رعایا کی کسی چھوٹی سی چیز تک کو ہاتھ نہ لگایا

ولیعہد یونان شاہزادہ ولیعہد بہادر کی نسبت ہنلا ریسا میں عجیب وغریب داستانیں سنیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اسے بہت برا مشورہ ملا۔ میرے خیال میں غالباً خود شہزادہ میں شاہکارانہ اور احمقانہ مراجعت کا اس قدر ذمہ وار نہیں جس قدر کہ اسکا کوئی منقلو نظر تیز وطرار یاور۔ مگر ساتھ ہی اس امر کو بھی فراموش کرنا بیجا نہیں کہ ہزیمت فاش اور متوحشانہ بھاگڑ کے وقت تمام نظام وانتظام اور ادب واحترام مفقود ہوجاتا ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ یونانی سپاہیوں میں کئی سرباختہ اور ناراض آدمی موجود تھے۔ یونانیوں کا بھی فرانسیسوں کیطرح یہ قاعدہ اور خاصہ ہے۔ کہ خواہ انہیں اپنی ذاتی بزدلی اور نالایقی کی بدولت شکست ملی ہو۔ وہ کل الزام افسروں پر تھوپتے ہیں۔ اور یہ پکارنا شروع کردیتے ہیں۔ "ہمیں ان لوگوں نے برباد کیا"۔ الغرض خودسری اور واجب ناواجب خفگی یہانتک بڑھ گئی تھی۔ کہ بقول مسٹر برلے کئی سپاہیوں نے ولیعہد اور اسکے شاف کی طرف بندوقیں سیدھی کردیں۔ اور کسی قدر امن وانتظام قائم ہونے تک بھگوڑے سپاہیوں کے کینہ حسد کے غیظ وغضب سے تاج وتخت یونان کے ولیعہد اور سپہ سالار کو بچانا ضروری ہوگیا۔ اور اس ضرورت کی وجہ سے ولیعہد بتاریخ ۲۴ اپریل اپنی فوج کو چھوڑ چھاڑ کر چمپت ہوگیا۔ گو یہ ضرورت ایسی نہ تھی کہ اس نامردانہ کارروائی کے لئے وجہ ہوسکے۔

شاہزادہ کو علی الصبح جو ٹرین سب سے پہلے سٹیشن سے چھوٹی۔ اس پر شہزادہ اور اسکا شاف سوار ہوگیا۔ اور بدنصیب شہری جنسے تمام گاڑیاں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں باہر نکالدیے گئے۔ فقط شہزادہ اور شاف ہی اس ٹرین پر سوار نہ ہوئے بلکہ انکے گھوڑے بھی اس ٹرین پر سوار کرادیے گئے۔ اور کل جماعت براہ ولیسٹنو فرسالہ کو روانہ ہوگئی جو ریل کے راستہ لاریسا سے پچاس میل سے زیادہ ہے۔ مگر خشکی کی سڑک کے راستہ جو بالکل سیدھی جاتی ہے اور نہایت عمدہ حالت میں تھی۔ صرف ۲۴ میل ہے جس مسافت کو گھوڑوں پر بآسانی تمام چار گھنٹوں میں طے کیا جا سکتا ہے۔ فوج کے خوف وہراس کو کم اور بھگوڑوں کو پھر مرتب کرنے کی کچھ کوشش کرنا۔ شاہزادہ بہادر کے فرض منصبی میں ہی داخل نہ تھا۔ بلکہ اسکے مرتبہ اور شان کا بھی یہی اقتضا تھا۔ اگر اس سے یہ نہ ہوسکتا تھا تو کم از کم اتنا تو کرتے کہ وہ اور اسکا شاف سڑک سڑک بھگوڑوں کے ہمراہ فرسالہ کو جاتا۔ جہاں بعد میں ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شاہزادہ کے مشیروں نے یونانی سپاہیوں کی خفگی۔ سرباختگی اور بیحواسی دیکھکر اسے

ایسا کرنے کا مشورہ دیا اور بحالات موجودہ یہ مشورہ عین دانائی پر مبنی تھا. مگر اُسے بہادرانہ کوئی نہیں کہیگا۔ یونانیوں کی نالائقی اور بزدلی میں مطلقاً کلام نہیں۔ ایپائیرس کی ہزیمتوں کے بعد قوم وسپاہ نے کرنل مانوس سے جو وحشیانہ سلوک کیا اُسے

لہ اسی واقعہ اور دیگر معاملات حرب کے متعلق ایک نامہ نگار نے اپنے خیالات حسب ذیل ظاہر کئے تھے۔

ترکی جنرلوں کے مقابلہ میں یونانی جنرلوں کی ناقابلیت } "میں پچھلے خط میں تحریر کر چکا ہوں کہ میدان جنگ سے جو خبریں ملینگی بڑی امید ہے سو ایسا ہی ہوا کیونکہ جس وقت میں خط روانہ کر چکا۔ اُسکے تھوڑی ہی دیر بعد یہاں کے اخباروں میں بڑے بڑے موٹے حروف میں "ادہم پاشا کی واپسی!" چھپا ہوا دیکھا۔ چونکہ تمام نامہ نگار کو جو کہ ترکی فوج کے ہمراہ ہیں ادہم پاشا کی قابلیت حسن تدبیر کی تعریف میں ایک ساتھ رطب اللسان ہیں۔ اسلئے انکے اچانک واپس بلائے جانے سے اسکے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ترک تباہ کرنے کے لئے بڑھ رہے تھے واپس کرنے کی دیوانگی ایسے وقت میں جبکہ فتح و شکست میں شک ہوا اور پھر ایسے جرنیل کو واپس طلب کرنا جس نے اپنی فوج کے ذریعہ سے تمام معترضین سے تعریف لی ہو کسی بڑی مصیبت کے آثار معلوم دیتے ہیں۔ یورپ کا مرد بیمار جو اپنی اس آخری کوشش میں اپنی زائل شدہ طاقت کو حاصل کرنا چاہتا ہے پھر ایک دفعہ سلطانی محل کی بدکرداری اور سازش سے اپنی سعی میں ناکام رہیگا ادہم پاشا کی جگہ پلیونا کے بہادر غازی عثمان پاشا کی تقرری نے عین طوفان میں گھوڑے تبدیل کرنے کے خوفناک خطرہ کو کم نہیں کیا۔ تاہم مشیران سلطنت نے قسطنطنیہ میں ادہم پاشا کے تنزل کا بیڑا اٹھا لیا ہوا تھا جس توقف کی وجہ سے ادہم پاشا کے دشمنوں نے اسے ناقابلیت اور بزدلی کا الزام لگایا تھا۔ وہ صرف اسلئے تھا کہ یہ زبردست آدمی ترکی فوج کی قوت کو ایک مرکز میں لاکر اپنے دشمن پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ ادہم پاشا کو طلبی کا پیغام پہنچا لیکن وہ پیغام فتح کی خوشخبری سنکر منسوخ کر دیا گیا جس وقت اس کام کا انتظام مکمل ہو گیا تو یونانیوں کو جو چوکیوں کی فتح کو بڑی رنگین عبارتوں میں تحریر کر رہے تھے معلوم ہو گیا کہ جنگ ایک سائنٹیفک اصول پر بنا گیا ہے۔ انکے جرنیل ترکی فوج کے جرنیل کے مقابلہ میں ہیچ۔ اور انکی فوج ترکی کے سامنے ناکارہ جیسا کہ وہ درہ ملونا سے توپوں کے گولوں سے تباہ ہو کے بھاگے ویسا ہی وہ میدان ٹرناؤس سے پیٹھ دکھا گئے۔ وہ لاریسا کی حفاظت نہ کر سکے اور اس بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے کہ انہیں سامانوں کی خبر نہ رہی اور تھسلی کے زرخیز علاقہ پر ادہم پاشا قابض ہو گیا۔ اس بے سروسامانی اور پراگندگی نے رہا سہا کام بھی بگاڑ دیا۔ درہ روئی میں جس طرح یونانیوں کی فوج میسرہ نے ترکوں کی فوج کو روکے رکھا۔ اگر ان کا قلب بھی اسیطرح ادہم پاشا کے قلب کا مقابلہ کرتا رہتا جو پہاڑ کے سانپ جیسے دروں دیواروں میں پیچ کھاتے ہوئے تھا تو اُسکا واقعات جنگ پر بڑا ضروری اثر پڑتا۔ اگر یونانی اُس درہ میں ادہم پاشا سے لڑتے اور اس درہ کی سلسلہ رسل ورسائل کو جیکا ہیڈ کلارٹر الاسونا ہے توڑ دیتے تو ادہم پاشا کی حالت بہت ہی نازک ہو جاتی نہیں۔ اگر وہ صرف اڑے ہی رہتے تو اس صورت میں بھی اسکا سلسلہ رسل ورسائل کبھی خطرہ سے خالی نہ ہوتا۔ لیکن جب یونانی فوج کا قلب پیچھے ہٹا دیا گیا تو یونانی فوج میسرہ کے سلسلہ رسل ورسائل کو توڑ دینے کا خطرہ جاتا رہا۔ کرنیل سماعکی جو درہ روئی میں یونانی فوج کا کمانڈر تھا ایک بہادر اور ہنرمند جرنیل ثابت ہوا۔ اسنے بھاگ جانے کے پہلے حکم کی کچھ پرواہ نہ کی۔ ایک اور حکم ہوا جس کی اسنے تعمیل کی اور اپنی فوج کو

بخوبی ثابت ہو رہا ہے کہ یونانیوں کی بدمعاشانہ سیہ کاری اور جہالت کیا کچھ کر سکتی ہے ۔ انگریز و دیگر تمام اقوام کے اجنبی نامہ نگاروں اور نیز اطالین وانگریز مجاہدین کی متفقہ شہادت سے ثابت ہو رہا ہے کہ یونانی ہزیمت یابی پر بالخصوص سخت بزدل مجنون ظالم اور معقول ہو جاتے ہیں بقیہ صفحہ گذشتہ) باقاعدہ واپس یونانی فوج میسرہ کی مدد کے لئے آ حاضر ہوا ۔

"متنزل" : دلیعہد کونسل ۔ گورنمنٹ ۔ ایتھنز ۔ یونانی افسر ۔ باقاعدہ یا بے قاعدہ فوج والنٹیر انہیں سے کوئی ایک یونانی فوج کے لاریسا سے بھاگ جانیکا ذمہ دار ہو ۔ تاہم یہ ایک نہایت ہی شرمناک اور افسوسناک واقعہ تھا جس سے تاریخ یونان کے صفحے ہمیشہ کیلئے سیاہ رہینگے ۔ اس بھاگ جانے کو یا شکست کو مراجعت کے لفظ سے پکارنا اسے ایک ایسے نام سے نامزد کرنا ہے جس سے اسکا کچھ تعلق نہیں ۔ تمام دنیا کی فوجوں کو بعض موقعوں پر اس اندھی اور دیوانہ گھبراہٹ سے تکلیف اٹھانی پڑی ہے ۔ جنگ فرانس و پرشیا میں ایک موقع پر جرمن فوج اس گھبراہٹ سے بھاگ اٹھی کہ اسنے دیکھے منہ اڑاسے جانا قبول کیا لیکن مقابلہ کیلئے اپنے قدم نہ جمائے ۔ نیز انگریزی افواج میں بھی کئی بار ایسی ہل چل پڑ چکی ہے ۔ ایک کارسپانڈنٹ جوان پناہ گزینوں اور انکے حیوانوں میں جنکو سوڈانی عرب لوگ جب چاہتے گھیر لیتے اور چابک مارتے ہوئے چوپایوں کی طرح ہانکتے ہوئے انگریزی جرنیل ہیک پاشا کے معسکر سے سواکم کی طرف لے جا رہے تھے شامل تھا ۔ بیان کرتا ہے کہ ان کی حالت ایسی متوحش اور سہمی ہوئی تھی جیسی کہ ان باقاعدہ اور بے قاعدہ فوج و والنٹیر و حکام ملکی ۔ مرد عورت اور بچوں کی تھی ۔ جبکہ وہ ایک دوسرے پر گرتے اور گرے ہوؤں کو پاؤں سے روندتے ۔ گروہ در گروہ لاریسا سے فرسالہ کی طرف بے سرو سامانی سے بدحواس ہو کر بھاگ رہے تھے ۔ اور طرفہ یہ ہے کہ نہ ہی تو کوئی دشمن انکا تعاقب کر رہا تھا اور نہ ہی کوئی دشمن سپاہی کسی کی نظر میں پڑتا تھا ۔ ترکوں کے خون کی پیاسی یونانی فوج جنہوں نے سلاطین یورپ کی نصائح کی کچھ پرواہ نہ کی تھی ۔ لاریسا میں سر کے بل گری ۔ یہ اپنی سب سے مضبوط توپوں کی حفاظت نہ کر سکی ۔ اور ترکوں کے مقابلہ سے صرف اسیلئے خوف زدہ ہو گئی کہ تیئیسویں رات کے وقت باواز بلند یہ کہنا شروع کر دیا تھا "ترکوں نے ہمیں آلیا" یہ امر ہے جس کو مراجعت کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔۔

" اس جنگ روم و یونان کی ایک بڑی بھاری خصوصیت یہ ہے کہ لڑائی کے حالات قریباً مفقود الخبر ہیں ۔ جس وقت واقعی جنگ ہو رہی تھی ۔ اس وقت فوج جانبین میں کوئی نامہ نگار موجود نہیں تھا ۔ گو پہاڑی ٹٹوؤں پر سوار ہو کر دروں کے مشکل گذار رستوں پر چڑھنے کے نقشے محب وطن دہقانوں کے جنگی جوش کے بیشمار بیانات اور طرفین سے زخمیوں اور قیدیوں کے ساتھ طرز سلوک کی بحیثیت تفصیلیں شائع کی جا چکی ہیں ۔ مگر حقیقی جنگ کے حالات جو ہمیں تاروں کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں ۔ وہ صرف سرکاری رپورٹوں اور خطوط سے اخذ کر کے مرتب اخبار کئے جاتے ہیں ۔ جنگ اکثر توپوں سے شروع اور سنگینوں کے حملے پر ختم ہوتا رہا ہے ۔ اور عموماً چند گھنٹوں سے لیکن کسی حالت میں معلوم نہیں ہوتا کہ نامہ نگار بوقت جنگ کسی طرف موجود ہوں ۔ انہوں نے اپنے اپنے اخبار میں کوئی ایسا مضمون نہیں بھیجا جس سے وہ اپنا عندیہ خاطر خواہ ظاہر کر سکتے ہوں ۔ ڈیلی نیوز نے جسے آرچی بالڈ فوربس کے زمانہ سے لیکر آج تک اس کام میں ملکہ رہا ہے ۔ شاید اوروں کی نسبت کچھ زیادہ لکھا ہو ۔ گو ریوا اور ٹائمز کے نامہ نگاروں نے جو لاریسا میں بال بال بچ گئے تھے اس تنزل کی بہت خوفناک تصویر دی ہے تاہم اس مختصر سی لڑائی میں یونانیوں کی شکست اسقدر حیران کرنیوالی ہے جس قدر جنگ کے نامہ نگاروں کی فراری ۔ اسکا باعث غالباً یہی ہو سکتا ہے کہ چونکہ جنگ سرحد پر بہت سے مقامات پر چھڑی ہوئی تھی ۔ اور نامہ نگار اکثر اس مقام پر جاتے تھے جہاں کہ لڑائی کا زور ہو بقیہ صفحہ آیندہ

مُحبّانِ یونان کی حسرت و پرغضبی

جب لاریسا کی فتح کی خبر انگلستان میں موصول ہوئی تو محبانِ یونان انگریزوں کے گھروں میں ماتم برپا ہوگیا۔ اُنکے دماغ مختل ہوگئے اور عجیب و غریب خبریں پکنے لگ گئے۔ بطور مثال ۲۶ اپریل ۱۸۹۷ء کی اخبار ڈیلی کرانیکل کے ایک لیڈنگ آرٹیکل کا کچھ اقتباس ناظرین کی دلچسپی کیلئے ہندوستان کے اکثر اینگلو انڈین اخبارات کو حزن و اندوہ کا بھی اُسوقت کوئی حد و حساب نہ رہ گیا تھا۔ اُنکو بہادر یونانیوں سے جنکو مسیحیت کے پہلوان تصور کیا گیا تھا بڑی بڑی امیدیں تھیں۔ مگر جب ایک ہفتہ میں ہی یہ کل اُمیدیں خاک میں ملگئیں تو ولایتی اخبارات کیطرح وہ عجیب مضحکہ انگیز خبریں پکنے لگ گئے جس میں کچھ تو یونانیوں پر طیش ظاہر کیا جاتا اور کچھ پیچ و تاب کھا کھا کر کبھی ترکوں کو مشورے دئے جاتے اور انہیں بلقانی عیسائی ریاستوں کے اتحاد کی دھمکیاں دیجاتیں۔ بطور نظیر اس موقعہ پر متذکرہ صدر اخبارات کے چند مضامین مع اُن ایڈیٹوریل ریمارکس کے جو خادم قوم و ملت وکیل امرتسر نے اُن پر تحریر کئے بجنسہ ذیل میں درج کردئے جاتے ہیں

یونان کی شکست۔ اور اُس پر ایک انگریزی اخبار کا نوحہ جنگ روم و یونان کے چھڑنے سے پہلے ہی جیسا کہ ہم ترکوں کے مفصل اور سچے حالات ہدیہ ناظرین کرچکے تھے۔ اُن سے بخوبی واضح تھا کہ یونان ترکوں کے سامنے مطلق کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور جو ایسی ہمت اس شجاع قوم عثمانی کی ظاہر کی تھی اس سے بھی ثابت تھا کہ حضرت امیر المومنین اپنی طاقت سے بہت کچھ دبا رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اسی باعث انہوں نے متواتر یونان کی حمایت پر دول یورپ کو لکھا کہ اس کو سمجھا دو۔ مگر حمایتی کی گدھی نے عراقی کو لات مارنے کی جرأت کرہی دی۔ اور باوجود اسکے کہ ترکوں نے دول یورپ کی درخواست پر اس شوریدہ سر قوم کی پہلی خطا معاف کردی تھی اور اسوقت تک عام حملہ کا حکم نہ دیا جبتک کہ یونان کی باقاعدہ سپاہ باغیوں کے ساتھ ملک ترکی کی سرحد عبور نہ کر آئی تھی۔ اور صرف اسی پر اکتفا کیا تھا کہ عثمانی جوانوں نے انکو ایک جنگل میں گھیر کر انکے ہتھیار چھین لئے اور انکو مار بھگایا تھا۔ مگر آخرکار ترکوں کو مجبوراً خود ہی اس نکمی سی بے حقیقت قوم کو سزا دینے کیواسطے جنبش کرنی پڑی۔ مگر وہ بھی اس طرح کہ جب یونانی اپنے سفاہت کے جوش سے اُبل کر سرحد عبور کر آئے تو ترکی سپاہ پہلے خود بخود پیچھے ہٹ آئی صرف اس غرض سے کہ دول یورپ کو بعد میں کوئی عذر نہ باقی رہے کہ پہل ترکوں کی طرف سے ہوئی تھی لیکن آخرکار وہی مثل ہوئی۔ "دو کمزور کا غصہ زیادہ مار کھانے کی نشانی" ترکوں کو حرکت کرنی پڑی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج ترک مقام دولو کے قریب موجود ہیں جہاں سے ایتھنز دار السلطنت یونان صرف ستر میل کے قریب رہ گیا ہے۔

یورپین پریس اور نیز ایجنسیوں نے اس موقع پر بھی معمولی اور عادی طرفداری تعصب اور غلط بیانی سے کام لیا۔ مگر صداقت چھپی نہیں رہ سکتی۔ لاہور کا روزانہ سول ملٹری گزٹ بھی یونانیوں کی اس ذلت پر بہت کچھ جھنجھلایا اور کھسیانا ہوکر خود ہی یونانیوں پر لعن طعن کر رہا ہے۔ اور ان پر ہنسی اُڑا رہا ہے۔ مگر دراصل یہ اس نے ایک مرثیہ لکھا ہے۔ جس میں برابر سخت درد دل اور قلق کے ساتھ ساتھ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور وہ کسی مقام کی طرف اسوقت تک کوچ نہ کرتے تھے۔ جبتک انہیں معلوم نہ ہو لے کہ شکست کا دلچسپ کرشمہ کہاں تک ہو۔ اور یونہی کہا ادہم پاشا نے کسطرح سامنا کیا وہ چیرتا ہوا یونانیوں کے قلب تک جا پہنچا اور لڑائی ختم ہوگئی جو کچھ باقی رہ گیا تھا وہ نامہ نگاروں کی حکمت آتا تھا۔ یعنی ایک مقام ترتیب و شکست کے خطرات بیان کرتے ہیں۔ اور دوسرے مقام پر جنگ کے پاتیانزہ ہیبت آثاروں کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں۔

کیلیے یہاں درج کردیا جاتا ہی اُس سے آنکو معلوم ہوجائیگا کہ ان نیک بختوں کا مذہبی جنون اور سودا کس درجہ تک بڑھ گیا تھا

"وحشیوں کا دل بادل کیولری اور زمانہ حال کے مہلک ترین اوزار توپخانہ کولئی ہوئے لنکا شائر سے آگے بڑھا چلا جارہا ہے

بقیہ صفحہ سابقہ] تعصب اور طرفداری کی سخت بو آرہی ہے - اسلئے جو کچھ ترکی بیڑہ کی نسبت کہا ہے اسکی نسبت ہمارا صرف اسقدر لکھدینا

کافی ہوگا کہ اخبار وکیل کے پچھلے نمبروں میں کل حقیقت کما حقہ ہدیہ ناظرین ہوچکی ہے - ہم اس انگریزی اخبار کی توجہ کا لفظی ترجمہ بالفعل

درج کرتے ہیں تاکہ ناظرین واقعات سے خود اس کے نشیب و فراز کا اندازہ کرکے اپنے واسطے نتایج نکال سکیں اور وہ ترجمہ یہ ہے

یونان کی دھجیاں اُڑگئیں - چھوٹے سے بہادر یونان نے جس منچلے پن کو نہایت بڑے مقدور سے اپنے جابر کی مزاحمت کی

جسپر یورپ کی تمام بڑی بڑی سلطنتیں بھی حملہ کرنے میں تامل کرتی تھیں - ہر ایک شخص کو گوارا سے ہمدردی ہوگئی - مگر یہ بڑا تسلیم

کرنا پڑتا ہے کہ اتنا نتیجہ نہیں ہی - میدان کارزار سے مستقل طور پر یونانیوں کا پیچھے ہٹنا اور ایک ہفتہ بعد تمام طاقت کا قلع قمع ہوجانا

اس قدر یونانی کیلئے نہایت دردناک نظارہ ہے - جو ابھی پچھلے ہفتہ ہی دنوں میں اپنے دارالسلطنت کی سڑکوں پر جنگ کیلئے

جوش سے اُبل رہی تھی - سب سے بڑھکر بدقسمتی یہ ہے کہ ناگفتنی ترکوں کی اس فتح و نصرت کے کارنامہ کا اثر آجکل کے روز نتیجہ ظہور میں

یہ ہوگا کہ انکی وقعت بحیثیت ایک جنگی طاقت کی اور انکی منزلت اور رتبہ مشرقی یوروپ میں بہت ہی بڑھ جائیگا - چنانچہ یونان کی حماقت

کا صحیح نتیجہ یہ ہے کہ اسکی جنگی شہرت بالکل نیست و نابود ہوگئی اور پولٹیکل حیثیت سے اسکے سر پر تباہی اور بربادی وارد ہوگئی - لڑائی

چھڑنے سے پہلے ہمنے کہدیا تھا کہ اس جھگڑے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یونان میدان بحری میں فوقیت لیجائیگا لیکن اگر ترکوں کو موقعہ ملا تو

ہے تندرو کا تو خشکی میں وہ یونان کا قلع قمع کردینگے - مگر یہ پیش بینی تو آجکل ہمارے خواب و خیال میں بھی نہ تھی کہ ہماری پیشینگوئی

اس قدر نامعتبر اور اسقدر سرعت سے پوری ہوجائیگی خصوصاً بطرفداری یونان کی گنتا رہا ہے - اور جو صاف ظاہر ہو اس سے یونانیوں

کی قطعی تباہی اور بربادی زیادہ واضح اور صحیح ہو - لڑائی کے پہلے ایک دو دن تک تو ایسے حالات ہاتھ آئے تھے کہ ہمیں معلوم ہو

کہ یونانیوں نے اپنی اتحاد و اتفاق میں اپنی قوی جگہ قبضہ برقرار رکھنے میں معجزہ دکھلایا ہے - مگر اس کے بعد بالکل حالت بدل گئی

لیکن اگر ہم نقشہ پر فوجوں کی حرکات و سکنات کو تلاش کریں جیسی کہ وہ تاریخ مفصل تحریر میں آئی ہیں تو یہ امر بخوبی واضح ہوگا کہ

سمندر میں ہر مقام پر فتح یونانیوں کے ہاتھ رہی ہو مگر وہ اس فتح کو دراصل ساحل پر سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھا سکے - اور خشکی

پر ہر جگہ ترک ہی حملہ آور ہوگئے ہیں - اور جو حرکت انہوں نے کی ہو اس میں آگے ہی بڑھتے ہیں - اس آخری قاعدہ کی ایک مستثنا صورت

یہ ہولی ہو کہ یونانی ایپرس میں ہینیا کے مقابل بڑھے ہیں - اگرچہ کئی ہفتہ سے ہم سنتے ہیں کہ یونانیوں کو یہاں بھی آگے بڑھنے میں منزل

مقصود کے آدھے ہی رستہ میں ترکوں نے نہایت سرعت سے روکدیا - اتنا زیادہ کچھ بھی پیش قدمی نہیں کیا تھا تمام سرحد اس سرے سے

اُس سرے تک مغرب میں بحیرہ ایونیا سے لیکر وسط میں گری لینا اور مشرق میں اولمپس پہاڑ میدان کارزار تھی - مگر جس روز سے درحقیقت

لڑائی شروع ہوئی یونانیوں کے حملہ آور گروہ جنوں نے دراصل گری نیا پر خود حملہ کرکے ترکی کو تکلیف دینی چاہا ہے تمام مقصود معدوم ہو گئے ترکوں

نے اپنی تمام تمول کو طاقت گری نیا کے پاس دہ ملونا پر جمع کردی - اور یونانیوں نے اپنی طاقت پر بیسیا واقعہ جلیل آرتا اور لاریسا پر

یہ بیچ راج کی خبر لیکن خدا کا شکر ہے کہ جنگی پہلو سے جیسا کہ ہم بعد میں بتلائینگے۔ یہ امر ایسا برا نہیں جیسا کہ ہمدردی انسانی اور تہذیب کے لحاظ سے ہے۔ البتہ آخر الذکر امور کے لحاظ سے یہ امر نہایت ہی خطرناک اور سخت رنجدہ ہے جمہوری ترک (جلالت مآب سے مراد ہے بقیہ صفحہ سابقہ) اب سب سے پہلے ترکوں کی پیشقدمی کا اول ہی ہم انکو ایلاسونا پر دیکھتے ہیں۔ جو انکی اپنی سرحد سے پار ہے۔ اور یہاں سے وہ تھسالی اور کرانیا کے جنوب مشرق سے درہ ملونا کے راستہ آگے بڑھنے کی دھمکی دے رہے ہیں پھر کئی دن کی سینہ توڑ لڑائی کے بعد یکایک سنتے ہیں کہ ترک ایلاسونا کی جانب جنوب مغرب ٹرناووس پر آپہنچے۔ اور گو رپورٹر نے اس معاملہ کو اچھی طرح واضح نہیں کیا۔ اس سے اور نیز یونانیوں کے نہایت سرعت سے لاریسا کو ہٹ جانے سے جو ٹرناووس کی جانب جنوب واقع ہے صاف ظاہر ہے کہ ترکوں نے ایسا ہی طرف سے سرحد میں گھس کر اور غنیم کے عقب پڑجانے سے یونانیوں کی ایک پہلو کی فوج کو ہی الٹ دیا۔ چنانچہ اس طرح پھر ایک مرتبہ اس زمانہ میں بھی وہی فن جنگ کی استادی کھیلی گئی۔ جسکا اظہار بقہرا ایلی[1] پر ہوا تھا۔ مگر لیونیڈاس کے برعکس اس زمانہ کے یونانیوں کا وہ دل و گردہ ہی نہیں ہے کہ اپنے آپ کو غنیم کے نرغے میں پھنسا دیں۔ اور میدان کارزار میں شہید ہو کر ڈھیر ہوں۔ لیکن یونانیوں کی مراجعت صرف لاریسا ہی تک ختم نہیں ہوئی کیونکہ یہ مشکل ہی اس شہر تک پہنچے ہونگے کہ ہم سنتے ہیں کہ آگے بڑھتے ہوئے غنیم (ترکوں) کے خوف ہی کے مارے یہ اس شہر اور نیز [illegible] سالمیت کا چھوڑ کر اس طرح بھاگے کہ زمانہ حال کے یونانی [illegible] ڈیوک آف سپارٹا آگے آگے اور ساری فوج پیچھے پیچھے [illegible] آگے چلکر ایک اور لفظ نرکوس اور نیز نقشہ سے واضح ہے۔ ترکی فوجیں اب نرکوس پہنچگئی ہیں [illegible] اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یونانیوں کو ہرگز یہ پسند و مطلق گوارا نہیں کہ اپنی مراجعت میں حملہ آوروں کو اپنے آپ سے ایک قدم بھی آگے جانے دیں۔ یہ معلوم کرنا دلچسپ ہوگا کہ یہ کامیاب استادی فن جنگ کی کہاں تک ترکی کمانیروں کا حصہ ہے جن میں سے ایک کو اس تھوڑے سے عرصہ میں ہی اتنا بنا دیا گیا ہے۔ (اشارہ ہے ادہم پاشا کے ایجوٹنٹ جنرل اور [illegible] پاشا کے کمانیر [illegible] کی طرف) اور کہاں تک یہ جرمن افسروں کی طرف منسوب کی جاسکتی ہے جنہوں نے ترکی فوج کو تعلیم و تربیت دی ہے۔ بہرحال خواہ کچھ ہو اس فوج نے اپنی شہرت پھر یورپ میں ثابت کر دی ہے کہ وہ تمام سرزمین مغرب میں سب سے بڑھکر اعلے درجہ کی لڑنے والی ہے کیونکہ خود جرمن فوج بھی اس تھوڑے سے وقت میں جو اسکو ملا ہے اس سے بڑھکر کچھ نہ کرسکتی۔ یونانیوں کی مراجعت کا دوسرا پڑاؤ فرسالہ ہے جو صوبہ تھسلی میں نصف سے بھی کچھ آگے ہے۔ چنانچہ اس طرح سے ایک ہفتہ میں ہی آدھا صوبہ یونانیوں کے ہاتھ سے نکلگیا۔ اور یہ خود اپنے ہاتھوں ایسی تباہی اور بربادی کا طوفان اپنے سر پر لائے ہیں۔ جس کے روکنے کے واسطے کوئی معجزہ درکار ہے اور ان سے کچھ ہو ہی [illegible] یہ معرکہ میں ان [illegible] وطن کے واسطے اگر کوئی بات قابل فخر و باعث ناز ہے تو اتنا تو ہے کہ انہوں نے مراجعت کا کوچ بہت اچھا کیا

[1] [illegible] یہ مشہور درہ [illegible] کا ہے۔ جس میں [illegible] ایک ہزار یونانیوں زیر کمان یونانی جنرل لیونیڈاس اور تمام فوج سلطنت [illegible] ان میں مشہور لڑائی ہوئی تھی۔ تین دن تک معرکہ گرم رہا لیکن مطلق زیر نہ ہوسکے۔ مگر آخرکار [illegible] ایک شخص دھوکہ دیکر ایرانی فوج کو [illegible] راستہ سے پہاڑ کی دوسری طرف درہ کے [illegible] نکال لیگیا اور اس طرح [illegible] یونانیوں [illegible] کی تعداد [illegible] تھی۔ لیکن یونانیوں کو اس [illegible] میں [illegible] تمام یونانی ڈھیر ہوگئے کہتے ہیں کہ صرف ایک شخص زندہ بچا تھا۔ [illegible]

ناظرین معاف رکھیں نقل کفر کفر نباشد ۔ مترجم) جسے تمام اچھے آدمی کمال نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ جو زن و بچہ صغیر و کبیر مرد و عورت سب کو یکسر قتل عام کرا دینا ثابت ہو چکا ہے جس کی یہ ناگفتنی بدمنشی روز روشن کی طرح ہویدا ہو چکی ہے ۔ جو انسان حاشیہ صفحہ سابقہ اب ہم بحری لڑائی کو لیتے ہیں ۔ اور ہمارے خیالات پر کیا ایک تغیر لاحق ہوتا ہے ۔ یونانی بیڑہ نے سرحد کی ہر ایک حد پر جن کی سکے یا اپنی طاقت جمع کر دی اور اپنے حیطہ نہ وہیں یونانی ہر مقام پر کامیاب ہوتے رہے ۔ یہ ہم سنتے ہیں کہ ترکی بیڑہ اتک ڈارڈ بنلز (دردانیال) میں ٹھہرا ہے ۔ کیونکہ کپتان اسکو سمندر میں چلاتے ہوئے ڈرتے ہیں ۔ اخبارہ میں بھی آغاز جنگ سے پہلے ہی ہم کہہ چکے ہیں کہ ترکی جہازوں کو گولڈن ہارن میں پچھلے ۲۰ برسوں سے کیڑے کھا رہے ہیں ۔ مگر ہمکو یہ امید نہ تھی کہ یہ جہاز اس قدر ناقابل ثابت ہونگے ۔ نتیجہ یہ کہ یونانی بیڑہ کی مطلق مزاحمت نہ ہوئی ۔ اور مشرقی ساحل پاس بیڑہ نے جو سر بھرا کلام لیکے روانہ ہوا تھا ۔ پلاٹا سوا اور لیتو خوری کے شہروں پر حملہ کیا ۔ اور ترکوں کے انتظامات کسریٹ کو برباد کر دیا ۔ اگر یونانیوں نے اپنی طاقت کا تمامتر حد سے بڑھکر اندازہ نہ کیا ہوتا تو اتک صرف اسی قابل ہو گئے ہوتے کہ ترکی سلسلہ رسل و رسائل ہی کو منقطع کر دیتے بلکہ اس قدر کافی فوج خشکی پر اتار دیتے جو ان سے مقابلہ میں بہت ہیبتناک ثابت ہوتی ۔ کسی بیڑہ کا سلسلہ حد واقعہ ساحل بحر پر سے ایک فوج کے ساتھ متحد ہو کر کام کرنا حملہ کرنے کا ایک نہایت ہی خوفناک طریق ہے جس کا تصور میں آنا ممکن ہو سکتا ہے بلکہ خشکی پر ترکوں کی برتری بدرجہ اتم اس سے بڑھکر کسی اور ذریعہ سے ثابت نہیں ہو سکتی کہ وہ نہایت جرات سے اتنی گنجایش دیکھ سکتے تھے کہ انہوں نے اپنا سلسلہ رسل و رسائل تمامتر غنیم کے بیڑہ کی زد میں کھلا چھوڑ دیا ۔ اور ادھر خشکی پر یونانی فوج کا یہ حشر ہوا کہ جونہی ترکوں نے رخ کیا ۔ اس کے پیر اکھڑ گئے ۔ اور حواس باختہ ہو گئی ۔ یہ بھی افسوس کہ ایک ایسی فوج کو جس کے انتظامات کسریٹ ایسے خفیف ہوں جیسی کہ ترکی فوج کے اور جس کا گذارہ اس لوٹ مار پر ہو جو اس سے سامنے آجائے بلکہ کسریٹ کے تباہ ہونے سے بھی چنداں دقت نہیں لاحق ہو سکتی ۔

اب ہم مغربی ساحل کی طرف پھرتے ہیں اور ادھر بھی یونانیوں کا طریق جنگ اسی طرح دیکھتے ہیں ۔ یونانی فوج نے ترکی قلعہ پر دھاوا کر کے خاموش کر دیا ۔ اور سمندر کے کنارے کنارے جزیرہ کارفو کے مقابل بڑھی اور یونانی خشکی کی فوج کے ایک پہلو کی پشت پناہی ہو جنینا کی طرف بڑھ رہی تھی ۔ مگر یہاں پھر ثابت ہوا کہ ترکی سپاہ کا دل و گردہ تمام مجموعہ استادی فن جنگ سے برتر واقع ہے یونانیوں کا نہایت شجاعت سے مقابلہ کیا گیا ۔ اور ابھی آدھا سفر ہی طے کیا تھا کہ انہوں نے شکست فاش کھائی ۔ اس طرح صاف ظاہر ہے کہ اپنے بیڑہ کی مدد سے یونانیوں کو سرحد کے ہر ایک کنارہ پر بلحاظ فن جنگ کے فائدہ رہا ہے ۔ مگر اس فائدہ سے ترکوں کی جنگی قوت کی برتری کے مقابلہ میں کچھ ہاتھ آیا ۔ بیارے مشفق ریو ترکی موقعوں پر ہمکو بتا چکے ہیں کہ ترک بلحاظ توپ خانہ ۔ رسالہ اور تعداد کے یونانیوں سے بدرجہا بڑھکر ہیں ۔ مگر یونانیوں کو ہر طرح معذور رکھنے کی تمام خواہش کو مدنظر رکھکر بھی اس میں کچھ کلام نہیں کہ ساٹھ ہزار فوج سے جو خود اپنے ہی پہاڑوں اور پہاڑی قلعوں اور کمین گاہوں میں جمع ہو ۔ اور جس کے پہلو پر ایک خوفناک بیڑہ ہو جس کے سامنے غنیم کا عقب تمامتر اس بیڑہ سے اس سرے تک زد میں کھلا ہوا ہو یہ توقع ہونی چاہیے کہ وہ اچھی طرح لڑتی نہ یہ کہ سیدھی گھر کو بھاگتی ۔

اگر یونانیوں نے ذرا خفیف سا بھی کچھ عرصہ تک مقابلہ کیا ہوتا تو یقیناً بلقان میں شورش فساد کے آثار صاف نظر آتے ۔ اور مرطس

صورت سخت وحشی و درندہ حیوان ہی جسکے نام کو ہی سنکر بدن پر لرزہ پڑجاتا ہے جس پر ابھی اگلے دن انگلستان کے وزیر اعظم نے سخت غضب الٰہی وارد ہونیکی پیشگوئی کی تھی جس کی ظالمانہ سرشت کو لگام دینے کیلئے وہی اسوقت بھی کل یورپ نہایت جاہت

لے لارڈ سالسبری کی اس تقریر کی طرف اشارہ ہے جو اس نے نومبر ۱۸۹۵ء کو لارڈ میئر کے سالانہ دعوتی جلسہ میں بمقام گلڈ ہال کی تھی تقریر مذکور بسلسلہ سالہ عہد حکومت میں درج ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷۵) اغلب تھا کہ ترکی فوج کے عقب کی آبادی اس موقعہ پر اپنے ظلم کرنے والوں (ترک) کی برخلاف علم بغاوت بلند کرتی۔ بلگیریا اپنی فوجیں جمع کرنے کی دھمکی دیتا اور رومانیا میں بٹالین کا معاہدت کرنا۔ ایک ایسے طوفان پر دال ہیں جو ترکوں کے پسپا ہونے کی پہلے ہی آثار یونان کے سر پر پھوٹ پڑتا جس طرح بزدل یونان سرنگون ہوا ہے۔ اس سے کوئی موقعہ اس امر کی پختگی کا نہ ملا اور اب یہ کہہ سکتے ہیں کہ بلگیریا فوجیں نہیں جمع کرے گی۔ طاقتوں نے مداخلت کی ضرورت پر غور کرنا شروع کردیا ہے پہلے یہ قرار داد تھی کہ یورپ کی تمام طاقتیں اسوقت تک بے لوث اور علیحدہ رہیں۔ جب تک کہ کوئی فریق خود درخواست نہ کرے۔ انگلستان واقعات کا رخ پلٹنے کا خیال کرکے ڈرنے لگا اور اب اکیلے جرمنی کا خیال کرکے ڈرنے لگا اور اب اکیلے جرمنی کا خیال ہے کہ یونان کو ابھی اور سبق سکھنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ آئندہ نصیحت و تنبیہ کو تب سے قبول کرنا سیکھ جائے۔ طاقتوں کی مداخلت ایسی ظاہر ہے کہ اب اس دلچسپ سوال کی گنجائش ہی نہیں باقی رہی کہ وہ مداخلت کب ہوگی۔ اب ہم سب جو کچھ جاننا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اب ترک بھی اپنے مظفر و منصور کو بیچ میں روک جائیں گے یا نہیں۔ کم از کم وہ بچت کہ بیاباں سے نہال ہو کر یا اس سے انکار کردیں اور اس انکار کا یہ مطلب ہوگا کہ ترکی کے مقابلہ پر ایک متحدہ عام جنگ ہوگی۔ اور سب سے بدتر یہ ہوگا کہ طاقتوں میں نفاق اور پھوٹ پڑجائے گی۔ اور تمام یورپ تہ و بالا ہوجائے گا۔ بہرحال ہم اب انجام کے آغاز پر پہنچ چکے ہیں۔ اور امید ہے کہ یہ انجام یورپین جنگ کی صورت نہیں اختیار کرے گا۔ ہر شخص چند روز آئندہ تک کے واقعات کا انتظار رکھے گا کہ دیکھئے بانسہ کس کی طرف پلٹتا ہے۔ مگر خواہ کسی طرف پڑے۔ یونانی اب اس معاملہ سے ہٹ چکے۔ اور انکی جنگی شہرت ایک مرتبہ پھر تمام یورپ کے واسطے باعث ہنسی اور تمسخر بنگئی ہے۔

ہمدرد ناقہ اخبار رسول مورخہ ۲۰ مئی میں ایک لیڈنگ آرٹیکل شائع ہوا ہے جس کے دیکھنے اور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اخبار مذکور یونان کی شکست اور ترکوں کی فتح سے اس قدر گھبرا ہوا ہے کہ اس کے حواس بجا نہیں رہے اپنا زہر اگلتا اور ترکوں کو کوستا ہوا وہ غصہ کی اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ مدبرین کے معمول کی طرح وہ اپنا اور اپنی ہم مذہب سلطنتوں کا عندیہ اور ارادہ نہ چھپا سکا اور میاں اور عامل ترکی نے اسکے اپنے ہی منہ سے وہ باتیں دریافت کرلیں جن کو پہلے (گو وہ عام طور پر کل سلطنتوں کو معلوم تھیں) وہ ظاہر کرنا پسند نہ کرتا تھا اور ان کا نام اور کھلے طور پر ظاہر کردینا بیجا تو ممامحہ خیال کرتا تھا لیکن جو بات جی میں ہوتا ہے وہ اس پر سے نکلتا ہے ہزار دل سے الکتاب چھپاسکے۔ آخرش یہ بھید خود انہیں حضرات کے منہ سے افشا ہو رہا تھا اور ہوگیا خدا کا ساز و منصب الہیات ہے جس قوم اور سلطنت پر وہ اپنا قہر نازل کرنا چاہتا ہے وہ خود ہی ان میں سے ایسے اسباب پیدا کردیتا ہے کہ گو ظاہر تو وہ بجھے معلوم ہوتے ہیں لیکن انجام کار ان کے تجربہ سے استقلال ہو رشتہ مزید ہونے کے اور کچھ نہیں ہو تا بیدار نہ انشا ان

اور قطعی فیصلہ کن تجاویز و تدابیر کے سوچنے میں مصروف بتایا جاتا ہے۔ یہ شخص غرجال و خنداں اپنی ڈکیتیوں اور بیوقوفی چالبازیوں کو ایک چھوٹی سی عیسائی قوم کو پامال و معدوم کرنے کیلئے لگاتار پیچ رہا ہے اور دُوطاقتور عیسائی بادشاہ ایک طرح سے غلامانہ (بقیہ صفحہ گذشتہ) گوسول نے دیگر اقوام کو غیرت اور جوش دلانے کے لئے کہی ہیں لیکن اس اندھے متعصب کو یہ نہ سوجھا کہ جس وقت اہل خلیفۃ المسلمین کے حکم پر چلنے والے ہند سے اس بھید سے (جس سے وہ قریباً قریباً پہلے ہی آگاہ ہیں) واقف ہو جائیں گے تو وہ اپنی تقویت اور دین متین کی حفاظت کے لئے کیا کیا کچھ نہ کرینگے لیکن جب اُلٹے دن آتے ہیں ایسی ہی افتاد ہو ہی جایا کرتی ہیں بقول حضرت داغ ؎ تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی۔ بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی ۔ دیگر آپ نے جہاد کا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے۔ لیکن ہم بڑے دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ریاستیں جنکا نام لیکر غلط جہاد وہ اپنی قلم سے نکال رہا ہے اور بیان کرتا ہے کہ وہ محض کسی پولیسی کی وجہ سے اس مسیحی جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس بے تعلقی کا اندازہ حضور نے غلط قیاس کیا ہے وہ ریاستیں جانتی ہیں کہ پرانے جہادوں کے کیا نتایج ہوئے تھے اور کس طرح اُنکے رچرڈ شیر دل بادشاہ انگلستان جو کل دول یورپ کی فوجیں جمع کر کے بیت المقدس کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھوڑا لینے کے لئے صلاح الدین پر حملہ آور ہوا تھا صلاح الدین کی فوج ظفر موج کے سامنے لومڑی کی طرح دم دبا بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

ہم سول سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ آیندہ جہاد کے مسئلہ کو نہ چھیڑیں۔ غالباً آپکو یہ تو معلوم ہی ہو گیا ہوگا کہ ۱۳ لاکھ ہندوں نے جہاد کیلئے حضرت سلطان المعظم امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سے درخواست کی ہے اور نیز ایران کی ۱۹ ہزار فوج خادم الحرمین الشریفین کی خدمت کیلئے سرحد آرمینیا پر منتظر احکام کھڑی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دول نصاریٰ کو لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ اور بجائے نازنین بیٹیاں ہارپ (سارنگی) کی تاروں پر خوشی کی راگ بجانے کی بجائے اپنے سروں کے بالوں کی تانیں بنائیں اور جیسا کہ یونانیوں کی شکست سے تمام سیاٹ لینڈ ماتم کدہ ہو رہا تھا تمام یورپ ان پری پیکروں کے بینوں اور نوحوں سے مرثیہ خانہ بنجائے۔

ہم اپنے معزز ہمعصر سے التجا کرتے ہیں کہ اُن کی یہ آہ وزاری اور بینیوں کا کبھی کام نہ آئیں گے۔ بہتر تو یہی ہے کہ وہ بجائے ایسے مضامین شایع کرنے کی اس معاملہ کے سلجھانے کی تدابیر پبلک کے سامنے پیش کریں۔ چونکہ دو مرے شخص کا مافی الضمیر خود اسی طرز کلام سے ادا ہو سکتا ہے لہذا ہم سول کا ترجمہ بجنسہٖ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"غنایم فتح" ۔ "دُوموکوس سے (یونانی افواج کا) مراجعت کرنا اور سلطان کا جنگ کو روکدینا۔ سہ ہفتہ جنگ کا اختتام خیال کیا جا سکتا ہے۔ اگر تمام طاقتیں بالاتفاق کارروائی کریں تو اب صرف غنیمت کی تقسیم باقی ہے۔ اگر کوئی واقعہ جنگ کو اسکی موجودہ حد سے جھانیوالا پیش نہ آگیا تو غالباً یہ کارنامہ تاریخ میں ہفتہ جنگ کے نام سے یاد کیا جاویگا۔ کیونکہ جیسا کہ تھسلی سے اچانک مراجعت کے وقت تک تھا۔ یونان کی ہزیمت عاقبت بینوں کو لگی تھی اور ترکوں کی فضیلت تسلیم ہو چکی تھی۔ اور جو کچھ کہ اس کے بعد واقع ہوا محض تباہی کا تکملہ ہوتا تھا۔ اس ہفتہ جنگ کے عرصہ میں کوئی چیز سوا ترکوں کے اعلی تدبیر کے معلوم نہیں ہوئی جو خانہ بدوش یونانیوں کی غیر منتظمانہ کوشش سے کہ سلامتی کا کوئی موقعہ قابو میں لا سکے بجز ترکوں کی طرفداری کا ایک بڑا حصہ روس کی طرف ...

اُسکی امداد کر رہی ہیں بلکہ اُن میں سے ایک نے تو اپنے افسر اولین صف جنگ میں لڑنے کے لئے بھیج رکھے ہیں۔ یونان کی شان اور نیرنگی قسمت سے آج یہ صورت پیش نظر ہے جبکہ کوئی عیسائی مشکل سے اعتبار کر سکتا ہے مسلم وحشی صدیوں کی بہادرانہ مساعی اور جد و جہد

بقیہ صفحہ گذشتہ کا کثیر التعداد ہوتا ہے سلطنت عثمانیہ ایک لاکھ ستر ہزار یونانی فوج کے مقابلے میں جسمیں کل قابل جنگ آدمی شامل ہیں سات لاکھ فوج میدان جنگ میں لا سکتی ہے۔ البتہ ٹرکی تھسلی کی دور دراز سرحد پر اپنی تمام فوج اکٹھی نہیں کر سکتی تا ہم یہ ظاہر ہے کہ اس جگہ یہ فوج یقیناً یونانیوں سے بہت زیادہ ہے یعنی اسی ہزار کے مقابلے میں دو لاکھ یعنی ایک کے مقابلے میں دو سے زیادہ اور ہم پاشا نے اپنی اس زیادتی کو ہر موقع پر پورے پورے طور سے استعمال کیا ہے۔ بار بار درہ ملونا ٹرنیو و۔ لاریسا۔ ولیسٹرینو۔ فرسالہ۔ اور آخرش ڈومو کوس پر فوج کے اس طرح پر پھیلا دینے سے کہ یونانی فوج اس میں گھر جائے اور اُن کا عقب خوف زدہ ہو جائے کی حکمت پر عملدرآمد کیا ہے اور ہر ایک موقع پر صرف خوف ہی کافی ہوتا رہا ہے۔

اب ذرا واقعہ کے یونانی پہلو پر چلئے ظاہر ہے کہ محض ایک جنون ہونے کے باوجود بھی اُنھوں نے پیشتر اسکے کہ وہ لڑائی کرتے ضرور اس فوج کے اندازہ کا مقابلہ کرنے کے لئے قطعی خیال کر لیا ہوگا۔ انکا طریقہ دیوانگی احاطہ تجسس سے بہت دور نہیں ہے ٹرکی سرحد تھسلی پر اپنے موروثی دشمنوں سے جو کسی وقت یونان کی طرح ترکوں کے غلام اور انکی رعایا تھے۔ اور اب یونانیوں ہی کی طرح اُن کی ہر ایک مشکلات سے فائدہ اُٹھانے اور گذشتہ مظالم کا بدلہ لینے اور اپنی ذہن نشین فواید کے حاصل کرنے کے لئے مشتاق رہتے ہیں گھرے ہوئے ہیں۔ سرویا۔ بلگیریا اور مانٹی نیگرو بھی ٹرکی پر حملہ کرنے کے وہی بواعث رکھتے ہیں جو یونانی رکھتے تھے۔ ہر ایک جگہ اپنی حدود کے پرے یونانی اپنے ہزارہا ہم مذہب اور ہم ملک آدمیوں کو دیکھتے تھے کہ ایک اجنبی کا فرانہ ظالم گورنمنٹ کا جوا پھینکنے کیلئے بڑی بے صبری سے تملا رہے ہیں اور اُن کا ایک ہی وقت اس نئے جہاد میں شریک ہونا ایسا امر مجہول ہے کہ قومی رہنما کو اُنکے سرداروں اور وزراء کی ڈپلومیٹک دور اندیشی نے روکے رکھا چونکہ اپنے مربیوں کے باقاعدہ احکام کے جو یورپ کے بادشاہوں ہی سے ہیں فرمان پذیر رہے۔ رومانیا جرمنی کے احکام کا پابند ہے۔ بلگیریا و مانٹی نیگرو روس کے۔ اور سرویا روس اور آسٹریا کی سرپرستی میں ہے۔ لیکن آغاز جنگ کے وقت یونانی یہ امید کرنے کے ہر طرح سے حقدار تھے کہ لوگوں کے جذبات اور سچے دین کا جوش اور صدیوں کی موروثی نفرت بادشاہوں کی ڈپلومیسی یا دور اندیشی کے مقابلہ میں بہت زبردست ثابت ہوگی۔ اگر ریاستہائے بلقان ایک ہی وقت اپنی قسمت یونان کے ساتھ وابستہ کر دیتیں تو جنگ کسی اور صورت میں واقع ہوتا۔

رومانیا کی فوج بوقت امن ۰۰۰ ہزار ہے اور ضرورت کے وقت ۰۰۰۰ ہزار فوج میدان میں لا سکتا ہے۔ بلگیریا کی فوج بحالت امن ۴۰۰۰۰ اور جنگ کے وقت ۱۲۰۰۰۰ ہو سکتی ہے۔ سرویا بھی اسی طرح ۲۰۰۰۰ اور ۱۰۰۰۰۰ فوج تیار کر سکتا ہے۔ مانٹی نیگرو کے پاس جو ریاستہائے بلقان میں سب سے چھوٹی ریاست ہے کوئی باقاعدہ فوج نہیں۔ لیکن وہ ضرورت کے وقت ۲۵۰۰۰ ہزار سپاہی فراہم کر سکتا ہے۔ اس طرح یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ یہ پانچ ریاستیں ملکر ٹرکی کی فوج سے جو میدان میں لا سکتی ہے کہیں زیادہ ہو سکتی ہیں۔ مزید براں ترکوں کو دشمنوں کے ملک میں جنگ کرنا پڑے گا جبکہ تمام صوبجات ان کے پیچھے بغاوت کر رہے ہونگے

بلقان کی تمام حصوں سے پیچھے ہٹا دیے گئے تھے۔ اب پھر یورپ میں فاتحانہ حیثیت سے پیشقدمی کر رہے ہیں۔ ہلال صلیب کو دیکھتے چلا جا رہا ہے۔ مسیحی دنیا کا مقدس نشان اب نشان فتح و ظفر نہیں رہ گیا۔ قسطنطین ثانی (قسطنطنیہ) کو فرشتوں سے آتشیں صلیب

بقیہ صفحہ گزشتہ کوئی قیام ممکن نہ ہوگا اور سلسلہ رسل و رسائل مسدود ہوگا۔ اور کوئی بیڑہ جا راست خوراک اور ذخیرہ بہم پہنچانے کیلئے موجود نہ ہوگا۔ یونانیوں کی پالیسی ظاہر تھی۔ یہ صرف ایک ٹھیراؤ تھا جب تک ریاستہائے بلقان میں قومی جوش ٹھنڈا نہ ہو جائے اور وہ کھلے طور سے اُن کی طرف ہونے کا اظہار نہ کر دیں۔ یہ بات لاریب ہو جاتی اگر یونانی اپنے خیال کے لحاظ سے استقلال سے مقابلہ کرتے اور آرمیا کو پامال کر دکھاتے۔ لیکن جس کھیل نے یہاں اُن کو تباہ کیا۔ وہ اُن کی کوشش کے لیے سخت مہلک تھی۔ اور اس بعد وہ اپنی حالت سنبھالنے کے ناقابل ہو گئے۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یونانیوں نے محض محتاج استقلال ہونے کی وجہ سے وہ موقعہ ہاتھ سے کھو دیا ہے جس کی وہ کبھی اُمید کئے ہوئے۔

اب یہ سوال کرنے کا وقت ہے کہ مشرق کا مرد بیمار اس دلیرانہ جانداری کے غیر متوقع اور ناخوشگوار اظہار سے کیا حاصل کرتا ہے۔ سلطان واقعی وہ وہ مطالبات کر سکتے ہیں جن کی انہیں ضرورت ہے بہت مغرور نہیں۔ تاہم اس کے تمام صوبہ تھسلی سولہ کروڑ روپیہ اور رعایات بین الاقوام کی منسوخی کے مطالبات کسیقدر نہایت ہی قابل گرفت ہیں۔ صرف سوال یہ ہے کہ کونسی سلطنت اس واقعہ کو کافی سخت قرار دیکر بند کریگی اور وہ پھر خود بخود اس سوال میں اُلجھ جائیگی تا ہم کونسی دو سلطنتیں ایسا کرینگی۔ ایک پنچ اخبار نے پچھلے دنوں بیان کیا ہے کہ اتحاد یورپ کیا ہے تین مطلق العنان۔ دو غلام۔ اور ایک بزدل۔ اور یہ بالکل بجا کہا ہے مطلق العنانوں میں سے ایک آسٹریا اور غلاموں میں سے ایک اٹلی اتحاد ثلاثہ کے رو سے جرمنی سے ملے ہوئے ہیں۔ فرانس روس کا غلام ہے اور انگلستان لارڈ سالسبری کی اس قسمیہ پولیسی کی وجہ سے کہ وہ تن تنہا کچھ نہیں کرینگے۔ جبتک سلطنتیں متفق نہوں رُکا ہوا ہے۔ اس لئے صرف یہی دو نوجوان شہنشاہ ہیں جو اس واقعہ کیلئے کسی کام آسکتے ہیں۔ اس کا کافی ثبوت اس اَمر سے مل سکتا ہے کہ سلطان نے سفیروں کے متفقہ نوٹ پر کوئی نوٹس نہیں لیا اور زار روس کے پہلے ہی اشارے سے اس نے فوراً جنگ بند کر دی ہے جرمنی نے سلطان کو اول درجہ کے مدبر دیئے اور روس نے مہربانی سے ریاستہائے بلقان کو روکے رکھا۔ بات یہ ہے کہ یہ دونوں مطلق العنان اپنی دستکاریوں کے نتائج سے کافی طور پر ڈر گئے ہیں یا ؟

اس مہینے کو ایک معصر میں ایک نامہ نگار قسطنطنیہ سے دار الخلافہ کو حالات کی اندرونی جانب کے علانیہ علم اور سلطان سے ذاتی واقفیت کیوجہ سے عبدل کا یورپ کی عام رائے سے بہت ہی علیحدہ نظارہ پیش کرتا ہے لیکن یہ بھی اقرار کر لیا جاتا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جو اپنی تازہ کارروائیوں اور جنگ کی سخت آزمائش سے اپنی پالیسی کو فتحمند انجام کیساتھ نہایت مستقل رہا ہے۔ یہ نامہ نگار خیال کرتا ہے کہ عبدل اول درجہ کا ڈپلومیٹ ہے جس کے پیش نظر ایک بڑا خیال رہتا ہے یعنی ہر ایک ملک میں اسلام کا خلیفہ بننے کا خیال۔ اسی مطلب کے لئے اس نے ایک خاص قسطنطنیہ کے بازاروں میں عیسائیوں کے قتل کا اندازہ غلط کیا گیا ہے۔ ان ذرائع سے اس نے پھر ایک دفعہ اپنی مسلمان آبادی میں جوش پیدا کر دیا ہے اور انہیں حسب کا خیال دلا دیا ہے کہ عیسائی مسلمانوں کے

ترکی و یونانی نقصان

مسٹر کلاڈ پیکھم نامہ نگار ٹائمز کی روایت کے مطابق جیسے ترکی ہیڈ کوارٹر سٹاف میں بہت ہر دلعزیزی پیدا کرلی تھی۔ اور بسا اوقات اُسے نہایت ہی اہم خبریں اور خفیہ حالات بتادئے جاتے تھے۔ ۲۵ اپریل یعنی لاریسا کے قبضہ تک ترکوں کے صرف چار سو شہید اور مجروح ہوئے یونانیوں کے نقصان کا بھی مسٹر مذکور تقریباً اسی قدر اندازہ کرتا ہے لیکن اگر چار سو سے صرف مقتولین ہی مراد ہوں اور مجروحین اُن میں شامل نہ ہوں۔ پھر بھی یہ تعداد قابل اعتبار نہیں عقل کبھی باور نہیں کرسکتی کہ پچاس میل لمبی سرحد پر ملونا۔ کتیری۔ ریونی اور دلیلر وغیرہ کی جو جانگداز اور پُرخونریز لڑائیاں ہوئیں۔ اُن میں ترکوں کے صرف چار سو آدمی ضائع ہوئے۔ اگر یہ تعداد درست ہے تو اِن لڑائیوں کے نہایت ہی سخت ہونے کے متعلق جو حالات دونو فوجوں کے ہمرکاب نامہ نگار اخبارات میں شائع کرتے رہے تھے اُن کی صداقت پر سخت حرف آتا ہے میرے خیال میں لڑائی کے پہلے دور میں فریقین کا نقصان دو ہزار سے کم نہ تھا جس میں سے تخمیناً پانچ پانچ سو آدمی دونو طرف سے قتل ہوئے۔ اور باقی زخمی۔

ادہم کی شاباشی

ادہم پاشا کو جب فتح لاریسا کی خبر پہنچی تو اُنہوں نے فوج کی ترتیب جدید کیلئے ۲۵ اپریل کو احکام نافذ کردئے۔ خیری پاشا اور اول ڈویژن کو زرکو میں بھیجا جو لاریسا سے بجانب جنوب غرب اور تریکالا کی نصف راہ میں واقع ہے بڑھنے کا حکم ملا۔ نشاط پاشا اور دوسرے کو خیری پاشا کے پیچھے پیش قدمی کرنے کا حکم دیا گیا۔ ممدوح پاشا اور تیسرے ڈویژن کو لاریسا جانے کی ہدایت کردی گئی۔ اور پانچویں اور چھٹے ڈویژن کو (چوتھی حمدی کے زیر کمان تھے) لاریسا کے بائیں طرف سے چکر کاٹ کر شہر سے پانچ میل بجانب جنوب کھلے میدان میں ڈیرہ ڈالدینے کا حکم ملا۔ حیدر پاشا اور چوتھے ڈویژن کو جس نے ملونا کی لڑائی میں سب سے زیادہ کام دیا تھا۔ درہ میں ورانسکے اور گردینو بھیجدیا گیا۔ کیولری ڈویژن کو بھی بجانب جنوب پانچویں اور چھٹی ڈویژن سے آگے کھلے میدان میں قیام کرنیکا حکم دیا گیا۔ مگر افسوس یہ کارروائی سب سے مقدم اور ضروری تھی۔ وہ نہ کی گئی یعنی ولسٹینو پر جو یونانیوں کے نئے خط مدافعت پر نہایت اہم مقام تھا فی الفور بجمعیت کثیر پیشقدمی کرنی چاہئے تھی جو نہ کی گئی۔ وہاں دولو۔ فرسالو اور لاریسا کی ریلوے لائنیں ملتی تھیں۔ سلطان کو پہاڑی درہ اور لاریسا کی تسخیر کی خبر پہنچنے پر جلالتمآب نے بتاریخ ۲۵ اپریل ۱۸۹۷ء الاصونیہ لشکر ہمایوں کے کمانڈر انچیف مارشل ادہم پاشا کو بوجہ اُن کی بہادری اور غیرت اور عاقلانہ تدبیرات اور صداقت کے نشان امتیاز در بوجہ غیرت و شجاعت اور جانفشانی عطا کئے۔ الاصونیہ لشکر ہمایوں کے پہلے ڈویژن کے کمانڈر جنرل خیری پاشا اور دوسری ڈویژن کے کمانڈر جنرل نشاط پاشا اور تیسرے ڈویژن کے کمانڈر جنرل حیدر پاشا اور پانچویں ڈویژن کے کمانڈر جنرل حقی پاشا اور چھٹے ڈویژن کے کمانڈر جنرل حمدی پاشا اور چھٹے ڈویژن کے کمانڈر جنرل حمدی پاشا کو مرصع نشان عثمانی عطا فرمائے گئے۔ اسی تاریخ سے ایک دن پہلے عثمانیہ بنک کے جنرل منیجر کو درخواست کی کہ پانچ ہزار پاؤنڈ سٹرلنگ زخمیوں کی تیارداری کا سامان کھولنے الاخفی سپتال میدان جنگ میں تیار کرنیکی اجازت دیگئی مگر بعد بنک کو سلطان نے شفاخانہ کو بہت بڑھایا چنانچہ ایک سو کوس بہت مختلف مقامات پر کھولی گئی سو مجروحوں کی تیارداری ابتدا ہی

ملتی ہیں۔ ولسٹینو کے فتح ہوتے ہی وولو تقریبًا اور فرسالوس قطعًا بے پناہ ہوجاتا۔ اور یونانی کبھی اُن کو بچا نہ سکتے اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر ترک فی الفور ہماری جمعیت کیساتھ ولسٹینو پر حملہ کردیتے تو بالغلب وہ بلا مزاحمت اس کمال موقعہ پر قابض ہوجاتے۔ دس دن بعد حملہ کرنیکا یہ نتیجہ ہوا کہ ادہم پاشا کو ولسٹینو سے سمولنسکی کو نکالنے پر کئی سو بہادر آدمی ضائع کرنے پڑے۔ میں مشیر کی خدمت میں یہ عرض کرنے سے نہ چوکا کہ وہ اپنی فوج میسرہ کو بلا توقف ولسٹینو اور وولو پر بڑھادیں۔ مشیر ممدوح نے فرمایا "میں تمہاری صلاح سے اختلاف نہیں کرتا۔ مگر میری تجویز یہ ہے کہ بظاہر ڈرپوک بنکر اور جلد جلد پیشقدمی نہ کرکے یونانیوں کو کھلے میدان میں جمکر لڑائی کرنے کا حوصلہ دلاؤں" یہ بتانا فضول ہے کہ یہ تجویز بالکل خود بیہودہ تھی۔ یونانی شجاعت اور اوصاف سپاہیانہ میں ناقص اور ان سے معرا ہیں۔ مگر عیاری اور مکاری میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ وہ ایسی بیوقوفی کب کرسکتے تھے کہ اپنے محفوظ پہاڑی موقعوں اور مورچوں کو چھوڑکر کف دست ہموار میدان میں ادہم پاشا کے مقابلہ پر آجاتے اور اُسے یہ موقعہ دیتے کہ وہ انہیں بالکل معدوم کردے۔ ادہم پاشا کا یہ خیال عجب مضحکہ خیز تھا کہ وہ بیکاری سے یونانیوں کو دام فریب میں پھنسا سکیگا۔ کیا وہ اندھے تھے اور یہ نہ دیکھ سکتے تھے کہ پاشائے موصوف کے پاس نوّے ہزار شاندار عثمانی موجود ہیں۔ اور نیز کیا وہ میدان تھسلی کے دامن پر ترکوں کے جوہر بہت ہی اچھی طرح سے نہ دیکھ چکے تھے کہ پھر کھلے میدان میں اُنکے سامنے آنیکی جرأت کرتے۔ ایسے کم ہمت لڑکے کو بھی یہ خیال نہایت عجیب معلوم ہوا اور ہم سب بھی تعجب ایک بات از جملہ تین اور کم گو مشیر نے خلاف معمول بڑے جوش میں آکر اپنی تجویز کی توضیح و تشریح کی۔ بمشکل تبسم کو روک سکے۔ اسوقت میرے اور ایلیس کے سواء دو نامہ نگار بھی مشیر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے خیال میں مشیر کے توقف کی درا صل یہ وجہ نہ تھی۔ اور نہ ہی اسوجہ کو وہ خود بھی درست وجہ سمجھکر کہہ رہے تھے۔ بلکہ تمہارا تقاضا۔ یہ جو دلیل معذوری کی اُنہیں سب سے پہلے سوجھ گئی وہی بتادی۔ فی الحقیقت اس کا سبب کچھ اور ہی اور اس عذر سے بدرجہا زیادہ اہم تھا ممکن ہے واقعی باعث سامان حرب اور گولہ بارود کی قلت تھی۔ ادہم ایسا خوش اخلاق اور فراخ دل آدمی ہے کہ میری رائے میں وہ جواب دینے سے انکار کرکے دوسرے کی دلشکنی کرنا کبھی پسند نہ کرے کسی نہ کسی حجت سے اُسے خوش کردینا ضروری سمجھتا ہے

اس موقعہ پر یہ بتادینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ادہم پاشا سے بڑھکر شریف اور کامل جنٹلمین کبھی عالم خیال میں بھی نہیں دیکھا جاسکتا۔ وہ عثمانی شرفا کا بہترین و کامل نمونہ۔ باوقار۔ رحمدل۔ کم گو۔ رعبدار اور ساتھ ہی کمال خوش طبع و ظریف مزاج ہے۔ ہر شخص ادہم کا ثنا خواں اور اُسپر فریفتہ تھا وہ ایک ایسا آدمی ہے جس کے وعدہ پر تم کامل بھروسہ کرسکتے ہو۔ اور جو اپنے عزت و ناموس پر ذرا سے الزام یا بہتان کو بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ میں نے اُسے نہایت ہی انہماک کام کرنیوالا دیکھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ کبھی سوتے ہی نہیں وہ دو دو بجے رات گئے اور پانچ پانچ بجے صبح کے سویرے کے وقت میں نے اُسے بیدار اور کام میں منہمک دیکھا صرف ایکدفعہ میں نے اُنکو آرام کرتے ہوئے پایا

میں انہیں ملنے گیا۔ سہ پہر کا وقت تھا۔ اور گرمی نہایت تیز پڑ رہی تھی۔ انہیں یاد رہے ہمت کہا کہ تم بڑے اصرار تا نام [illegible]
آرام کرنے کیلئے عرض کیا تھا۔ وہ میری درخواست قبول کر کے فوراً لیٹ گئے ہیں۔ اگر آپ اس وقت آنکھ بند کر کے لیٹ تو
کمال مہربانی ہوگی۔ میں ساری دنیا کے معاوضہ میں بھی اپنے مخالف اور شیر دل عسکری کے آرام میں کبھی مخل
منظور نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ [illegible] گوارا کر سکتا تھا چاہے دونی شوقیہ ملاقات کو گیا تھا۔ ادہم کی شب بیداری
کا اس سے کچھ اندازہ ہو سکتا ہے [illegible] کر دیا گیا۔ تو مسٹر
مانٹگمری اور [illegible] اس وقت رات کا ایک بجا تھا۔ مارشل نے فی الفور انگو اندر بلا لیا۔
ادھر آدھا گھنٹہ ایک طرف بڑی توجہ کیساتھ ان سے لڑائی کے کل حالات جزو کل سنتے رہے اور دوسری طرف نقشہ کو
دیکھتے رہے۔ ابھی سورج طلوع نہ ہوا تھا کہ بارہ ہزار سپاہ کا ایک سالم ڈویژن غنیم کی ہزیمت خوردہ بریگیڈ کی کمک کیلئے
سڑک پر چلا جا رہا تھا۔

ترکوں کی خوش اطواری

میں نے اپنی اقامت کے کل دوران میں صرف ایک دفعہ ادہم پاشا کو آزردہ پایا۔ اس وقت انہوں نے مجھے بتایا کہ سفرا یورپ نے باب عالی کو شکایت کی ہے کہ عثمانیہ سپاہی تھسلی میں سخت ظلم و ستم کر رہے ہیں۔ [illegible] ادہم پاشا
ایسے تھا صاف باطن اور [illegible] ابھی تازہ تھا۔ گو اہل یونان کے بیچ خفگی میں [illegible]
کی آمیزش پھر بھی بالکل موجود تھی ان کی خفگی ویسی ہی تھی جیسی کہ شریف آدمیوں کی نہایت کمینہ اور [illegible]
الزام وہی ہوتی ہے۔ تھسلی میں ترکی فوج کا برتاؤ ایسا قابل تعریف رہا تھا کہ جس قدر انگریزی فوج مذکور کے ساتھ تھے
انہیں بھی یہ بیجا الزام سنکر ادہم پاشا سے بھی بڑھکر طیش و غضب آگیا۔ ہم سب نے فی الفور یکجا جمع ہو کر ایک طویل ٹیلیگرام
سر فلپ کری کو بھیجا۔ اور اس میں بیان کیا کہ ہم حلفاً و ایماناً اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ ترکی فوج ایسی خوش اطوار
کوئی فوج آج تک ہماری مشاہدہ سے نہیں گذری۔ جیسا کہ [illegible] نہیں کیا گیا۔ بلکہ یونانی حکومت
کے وقت سے بدرجہا زیادہ اہتمام و احتیاط سے ان کی جان و مال کی نگہداری کیجاتی ہے۔ کسی گاؤں۔ شہر یا قصبہ
میں کوئی لوٹ کھسوٹ نہیں ہوتی۔ نہ کسی عیسائی کو جسمانی تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ اس امر کی تصدیق خود یونانی باشندے
کر رہے ہیں اور وہ ترکوں کے معاملہ سے ہر طرح خوشنود ہیں۔ لاریسا میں جو تھوڑی بہت تاخت و تاراج ہوئی۔ وہ خود
یونانی قیدیوں اور اراذل کی کارروائی تھی۔ جسکا ترکوں نے شہر میں داخل ہوتے ہی کامل انسداد کر دیا۔ اب تک صرف
ایک یونانی قریہ دلیلر میں آتشزدگی کا واقع ہوا ہے۔ مگر وہ بھی صرف لڑائی کا نتیجہ تھی۔ بلا مبالغہ ترکی سپاہ کا رویہ
کمال حیرت انگیز اور نہایت ہی قابل تعریف رہا ہے۔ ایسی خوش اطواری شاید کسی مہذب سے مہذب یورپین فوج
سے بھی ظہور میں نہ آتی۔" یہ تار فرانسیسی زبان میں بھیجی گئی۔ کیونکہ تار بابوؤں کو صرف انہیں تاروں کے بھیجنے کی اجازت

تھی جو فرانسیسی یا ترکی میں ہوں۔ سودہ وہ انہیں زبانوں کو سمجھ سکتے تھے۔ اس پر حسب ذیل اشخاص کے دستخط ثبت تھے۔ ای ایشمیلڈ بارٹلٹ ممبر پارلیمنٹ۔ کلارینگھم نامہ نگار ٹائمز۔ جارج آرمانگمری نامہ نگار سٹینڈرڈ۔ ڈبلیو بیل نامہ نگار ڈیلی ٹیلیگراف

لہ متعلقہ صفحہ ۲۴۴ کی فتح اُمدرمان کے موقعہ پر ۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو اور اس کے بعد جو وحشیانہ حرکات مصری و سوڈانی پلٹنوں گورہ افواج اور ان سب کے انگریز افسروں سے ظہور میں آئیں۔ وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں رہ گئیں۔ اور خود کئی شریف النفس انگریز ان پر دلی نفرت کیساتھ سخت لعن طعن کر رہے ہیں۔ ہزاروں مجروح درویشوں کی یہ تیمارداری اور مرہم پٹی کی گئی کہ کمال بیدردی کیساتھ میدان جنگ میں سے گزرتے وقت ان کو سنگینوں اور گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد کئی دن رات لوٹ مار کا بازار گرم رہا۔ عورتیں علانیہ بے حرمت کی گئیں اور کسی گھر میں کپڑے کا ایک ٹکڑا تک نہ چھوڑا گیا۔ نقد اور قیمتی اشیا کا تو کیا ذکر ہے۔ مہدی کی لاش کو تیرہ برس بعد قبر سے اُکھاڑا گیا۔ کسی بہادر (جنرل گارڈن متوفی کے جوانمرد بھتیجے) نے اس کا سر کاٹ لیا۔ کسی شریف و رحمدل انگریز نے ہاتھوں کی اور کسی نے پاؤں کی انگلیاں اپنے بعض دوستوں کو ولایت لیجا کر اپنی بہادری کے ثبوت میں دکھانے کیلئے کاٹ لیں۔ اور پھر باقی جسم کو سخت بے حرمتی کے بعد دریائی جانوروں کی خوراک کیلئے نیل میں پھینک دیا گیا۔ مسجد کو حالانکہ کل شہر میں ایک ہی مسجد تھی۔ اور اس عام خونریزی قتل عام و عالمگیر تباہی کے بعد بھی اسمیں پچاس ہزار مسلمان باقی رہ گئے تھے فوج کی قواعد گاہ اور میگزین بنا لیا گیا۔ اور پھر لطف یہ کہ ان حرکات پر نادم ہونے کی بجائے اُنکی ضرورت و معقولیت ثابت کرنے کیلئے عجب سوفسطائیانہ دلایل پیش کی جاتی ہیں۔ لارڈ کچنر پاشا والی سوڈان و خرطوم بڑے فخر سے اقبال کرتے ہیں کہ ہاں مہدی کی لاش ہمارے ہی حکم سے ذلیل کی گئی تھی۔ اور ملکوتی صفات لارڈ کرومر اُنکے اس فعل کی بڑی گرمجوشی سے تائید کر رہے ہیں۔ خدا کی شان ہے کہ اسی گلیڈسٹون کے بیٹے کو جو محض روایات کی بنا پر ترکوں کو ظالم اور وحشی پکارا کرتا۔ اور یورپ کو اُنہیں مع سامان سے نکال دینے کی نصیحت کرتا تھا۔ اب خود اپنے ہمقوم افسروں اور افواج کے ان ابلیسانہ افعال پر ملامت کرنے سے کچھ عذر ہے۔ اور مسٹر ڈبلیو سکاون بنٹ وغیرہ حقیقی اور خالص عیسائی ان شیطانی کرتوتوں پر تہہ دل سے نفرین بھیج رہے ہیں۔ ترکی سپاہ کے برتاؤ کے متعلق متذکرہ تار کے مقابلہ پر مظالم درمان کی نسبت مسٹر جی این بینٹ کی تحریر کا یہاں درج کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔ اس تحریر کے شائع ہونے پر بعض دیگر انگریز نامہ نگاروں اور ایک جرمن اتاشی نے جو سردار کچنر کے ساتھ تھے اس کی تردید کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر ان تردیدوں کی متذکرہ صدر اقبال سے اب کوئی وقعت نہیں رہ گئی۔ اس موقعہ پر ”وحشی و ظالم و سفاک“ درویشوں کی نسبت یہ بتا دینا بیجا نہ ہوگا کہ اُن کی وحشت و سفاکی کی بدولت تو انکے یورپین قیدی سولہ برس کی حراست کے بعد بھی زندہ و صحیح سالم پائے گئے۔ اور کئی (جیسا کہ مہم سوڈان کے محرک سلاطین پاشا سے سلوک کیا گیا) قیدیوں کو خلیفہ اور مہدی نے اعلیٰ مدارج عطا کئے۔ غلام۔ کنیزکیں۔ اور انعام و اکرام عطا کئے۔ اور مہذب و شائستہ فاتحین نے۔ ام درمان میں تقریباً کسی درویش کو اسیر ہونے کیلئے زندہ ہی نہ چھوڑا اور اس معرکہ سے جو تیس ہزار آدمی کی [illegible] سے اسیر ہوئے انکو بھی سخت حراست میں رکھا ہوا ہے گویا وہ نہایت ہی خوفناک جرایم پیشہ بدمعاش ہیں۔ مسٹر بنٹ

رچ۔ اے گوین۔ نامہ نگار رائٹرز ایجنسی۔ بی۔ ڈبلیو۔ سٹیونس نامہ نگار ڈیلی میل۔ ہیلٹن ویلڈن نامہ نگار مارننگ پوسٹ

بقیہ صفحہ گذشتہ کی تحریر ہم ایک معاصر کی رائے سے حسب ذیل ہے۔

درویشوں کو انکے پہلے حملہ میں شکست دیکر جب ہماری فوج امدمان کیطرف بڑھی تو میں بھی کرنل لیوس کی دیسی برگیڈ کیساتھ تھا۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ بائیں طرف جبل سرغام کے نشیب میں انگریزی کسپ کے شاگرد پیشہ اور دیسی ملازم سفید پوش مجروح جا بجا جنگل میں جنکو ہماری افواج یا لی مٹفورڈ بندوقوں کی گولیوں نے زخمی کر دیا تھا پھرتے ہوئے نظر پڑے۔ یہ لٹیرے رائفلوں بھالوں اور سونٹوں سے مسلح تھے جو خدا جانے انکو کسطرح ملگئے تھے۔ بدقسمت زخمی جو نزع کیحالت میں جسطرح ہو سکا رینگ کر اپنے جسم کو موسم گرما کی سخت دھوپ سے بچانے کیلئے چٹانوں اور جھاڑیوں کے سایہ میں لیگئے تھے ان دیسی ملازموں نے بڑی بیرحمی سے ان کو سونٹوں اور گولیوں سے روانہ عدم کیا۔ یہ بزدل ملازم درویشوں سے اس قدر ڈرتے تھے کہ زمین پر پڑی ہوئی لاش کے قریب جانے سے پہلے اسپر چند گولیاں سر کر لیتے تھے اور جب اس طرح اطمینان ہو جاتا کہ وہ بالکل بیجان ہو تو اسکے قریب جاکر اسلحہ اور کپڑے اسکے جسم سے اتار لیتے چونکہ پیش و پیش کی احتیاط کے بغیر بے پروائی سے زخمیوں پر گولیاں چلاتے تھے اسلئے اکثر گولیاں ادہر ادہر نکل کر خود ہمارے سپاہیوں کیلئے باعث خطر ثابت ہو رہی تھیں چنانچہ وارڈک رجمنٹ کے چار آدمی ان بے پناہ گولیوں سے مجروح ہوئے۔ واقعی بے لگام شاگرد پیشہ کا انگریزی سپاہ سالار کی آنکھوں کے سامنے اسطرح قتل و غارت کا بازار گرم کرنا نہایت شرمناک تھا۔

یہ قتل عام صرف عربی زخمیوں تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ مجروحوں کے قتل کرنیکا حکم عام دیدیا گیا تھا۔ خواہ ایسا حکم دیا گیا تھا یا نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ سوڈانی شاگرد پیشہ نے اپنی راہ میں بیسیوں زخمیوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔ درویش چند گزوں کے فاصلہ پر ریت پر پڑے تھے۔ ان پر بیدردی سے گولیاں چلائیں سنگینوں کے وار کئے گئے انکو نہایت بے رحمی سے بھالوں سے روانہ عدم کر دیا گیا۔ ایک حبشی نے ایک نوکدار بھالا اٹھایا اور یہ دیکھ کر کہ ابھی اسکے مالک میں کوئی دم باقی ہے تو اسکو زور سے اسکے چہرے میں چبھو دیا اور پھر اپنا بوٹ اسکے سر پر رکھکر زور سے اس خون آلود آلہ کو نکالکر آگے بڑھا۔ وہ عرب جو کسیقدر فاصلہ پر دم توڑ رہے تھے فوراً گولیوں سے چھیدکر روانہ عدم ہوئے بعض اوقات اس قدر قریب سے گولیاں چلائی جاتی تھیں کہ زخمیوں کے گوشت کی جلنے کی بو سے دماغ پھٹا جاتا تھا۔ سوڈانی ملازم ہمیں لاشوں پر لگیں آزماتے تھے جنکا روح بہت عرصہ پہلے پرواز کر چکی تھی۔

اس کشت و خون کے عمل میں آنے سے کسی کو مجال انکار نہیں لیکن اسکے متعلق تین سوال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ کیا زخمیوں کو ہلاک کرنا ذاتی بچاؤ کیلئے تھا؟ اسپر مسٹر بنیٹ حسب ذیل ریمارک کرتے ہیں۔

محاربات سوڈان کے تجربوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلح زخمی درویش کے قریب پہنچنا خطرے سے خالی نہیں۔ ایسی مثالیں بھی مل سکتی ہیں جنمیں زخمی دشمنوں نے انگریزی سپاہیوں کو نشانہ اجل بنایا بلکہ خود ایک دفعہ راقم کو ایک زخمی پڑا تھا۔

دہم مؤلف و مترجم جرمن مصنف و شاف فسر نے لڑائی کا پہلا دور وقت بند پر ختم کیا ہے سر الشیم بلا بارشاہت قرار دیا کو دوسرے دور میں شامل کرتے ہیں۔ مگر ہم نے جرمن نویسندہ کی تقسیم کو صحیح سمجھکر سر موصوف کی تقسیم کا خیال نہیں کیا۔ اور انکی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کم اٹھتے اور انگریزی دستہ پر گولی چلاتے دیکھا لیکن گولی نقصان پہنچانے کے بغیر ہمارے سر و کے اوپر سے گذر گئی۔ ایک اور موقعہ پر ایک درویش نے دفعتاً اٹھکر پے در پے کئی مصری سواروں پر ہتھیار رسید کئے قبل اسکے کہ اسے رواۂ عدم کیا جاتا تھا۔ وہ سات آدمیوں کو مجروح کر چکا تھا۔

بہرکیف ایسی مثالیں جنمیں ان نیم مردہ درویشوں سے ہماری فوج کو گزند پہنچی۔ نہایت کم ہیں۔ پس ان شاذ و نادر وقوعات زخمیوں کے قتل عام کا حکم دیدینا کسی طرح بھی جائز متصور نہیں ہو سکتا ہر ایک شخص جو سوڈان کے محاربات کا کسیقدر بھی تجربہ رکھتا ہوگا۔ وہ تسلیم کریگا کہ اگر کوئی زخمی کسی سپاہی کو نشانہ اجل بنانے کیلئے بندوق اٹھائے یا بھالا مارنے کا ارادہ کرے تو سپاہی پر اسکا خون مباح ہو جاتا ہے لیکن غیر مسلح نہتے اور بیکس و بے بس زخمیوں کو تلوار کے گھاٹ اتارنے کے جواز پر کوئی دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔ افسوس ہے کہ ام درمان میں بعد جنگ ایسی ہی خوفناک حالت دیکھنے میں آئی اور مجروح درویشوں کو جو میدان میں غیر مسلح بحالت نزع پڑے تھے ہمارے سپاہ سے نہایت بیدردی سے سنگین آزمائی گئی اور انہیں نشانہ بندوق بنایا گیا۔

دوسری دلیل یہ پیش کیجاتی ہے کہ درویش ہمیشہ قابو پاتے ہی ہمارے زخمیوں کو قتل اور مقتولوں کی اعضاء مثلہ کر دیتے تھے۔ بلاشبہ انگریزی فوج کا یہ دعویٰ صحیح ہے لیکن کیا تل الکبیر کے سانحہ ہماری اس قسم حرکت کی خبر درویشوں کو نہ پہنچی ہوگی کہ گو انہوں نے زخمیوں کے اعضاء تو بریدہ نہیں کئے مگر ان کو قتل ضرور کر ڈالا اور وہی الزام انگریزی فوج پر بھی لگا سکتے ہیں مزید برآں ایک مہذب شائستہ فوج جو ایک یورپین سپہ سالار کی ماتحتی میں ہو اس سے ایسی حرکات کا وقوع میں آنا اسکی شان سے بہت مستبعد ہے۔ نیز اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مہدی اور اسکے خلیفہ نے کسی یورپین یا گورے چمڑے کے قیدی کو حالانکہ انہوں نے خود اسکے برخلاف ہتھیار اٹھائے تھے قتل کرنا پسند نہیں کیا۔

ایک زخمی درویش اسوجہ سے کہ دشمن کے ہاتھ سے کٹنے کی موت مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ نہایت خوفناک ہو جاتا ہے اور قبل اسکے کہ بے رحم سنگین اسکے جسم میں داخل ہو کر اسکی زندگی کا خاتمہ کردے وہ ایک اور کافر کو قتل کرکے ثواب حاصل کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ لیکن مجھے اس خیال کی صحیح تسلیم کرنے میں کلام ہے اگر جنگ تل الکبیر اور سوڈان کی ابتدائی لڑائیوں میں ہم زخمیوں سے ایسی بدسلوکی نہ کرتے تو زخمی ہم سے مہذبانہ سلوک کی توقع رکھکر کبھی ہمارے سپاہی کی بندوق یا بھالے سے جان لینے کی کوشش نہ کرتے۔ ایک افسر جسے میں جانتا ہوں بظاہر مقتول درویشوں کی قطاروں کے قریب سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے گذر رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک درویش نے بڑی تکلیف اور مشکل سے اپنے آپکو اٹھا کر افسر مذکور کی طرف بندوق چھتیائی جب افسر نے چلا کر اسے بندوق کو ہاتھ سے رکھدینے کیلئے کہا اور زخمی کو بھی یقین آگیا۔ کہ وہ اسکی جان لینے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ تو اس نے فوراً بندوق پھینکدی اور عبا کا دامن اٹھا کر بشاشت کی مسکراہٹ سے اپنے جسم کا نصف نچلا حصہ دکھلایا۔

کتاب کا ترجمہ بھی فتح لاریسا تک حصہ اول میں شامل کرلیا ہے۔ آغاز محاربہ سے لیکر ۲۰ اپریل تک کے وقعات کا جو حصہ چھپا
خلاصہ مکمل نے متعدد آرٹیکلوں میں شائع کرکے ساتھ ہی ساتھ اکثر عام غلط فہمیوں اور نادرست روایتوں کی بھی اصلاح کردی تھی

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ کہ جب توپ کے چھٹنے والے گولے نے تقریباً دو حصوں میں کاٹ دیا تھا۔ [illegible] قتل و خونریزی کچھ بچا

مسٹر بینٹ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ لڑائی میں کچھ [illegible] قوانین جنگ
نہیں فی الواقع جبتک انسانی نیچر موجودہ حالت پر رہیگی۔ اسوقت تک فتح کے نشہ یا دشمن کی پرزور مدافعت کیجات میں اعتدال
کو ملحوظ رکھنا نہایت مشکل ہے کیونکہ انسان کے خون میں گرمی اور حدت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور انسان قتل و خونریزی پر بالطبع
راغب ہوجاتا ہے۔ اور سارے زخمی درویشوں کے قتل کے بارہ میں دشمن کے اعلیٰ درجہ کی جنگی جوش و خروش یا سخت مدافعت میں کوئی
دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔

ایک ایسی لڑائی میں جسمیں انگریزی فوج کا دو فیصدی اور درویشوں کا ساٹھ فیصدی نقصان ہوا ہو۔ انگریزی فوج کو
اس قسم کے وحشیانہ جوش کے اظہار کیلئے کوئی وجہ ترسنے کی گنجایش نہیں ہوسکتی۔ نہایت سخت اور طول طویل خونریز لڑائی
کے بعد کسی مہذب سپاہ کا خوفناک دشمنوں کے خون کا پیاسا بنجانا ممکن ہے لیکن یہاں تو حالت ہی مختلف ہے نہ تو سخت
لڑائی ہی ہوئی اور نہ انگریزی فوج کا کچھ زیادہ نقصان ہوا۔ اگر کسی شخص کی انگریزی سپاہ کے صرف پانچ سو آدمیوں کے
نقصان پر درویشوں کے چھبیس ہزار سپاہیوں اور افسروں کے مقتول و مجروح کرنے سے بھی تسلی نہ ہو تو اسی انسان کا ہمکو
خونخوار شیر کہنا چاہئے۔ دوئم یہ کہ کیا قاتل سوڈانی تھے؟ اسپر مسٹر موصوف لکھتے ہیں کہ اس بزدلانہ کام کا حصہ صرف کالے
سپاہیوں پر بس نہ تھا۔ بلکہ خاص ہمارے انگلستان کے سولجروں نے بھی اس غیر سپاہیانہ کام میں حصہ لیا۔ میں نے ایک ضعیف
العمر اور سفید ریش بوڑھے ترک کو دیکھا جو ٹانگ میں زخم کھاکر چت پڑا ہوا تھا۔ اسنے بظاہر خلیفہ کی بقیہ سپاہ کیساتھ اور میدان
کیطرف بھاگنے کی کوشش کی تھی۔ مگر زخم نے اسے ہلنے نہ دیا۔ اس سے آٹھ گز پیچھے اس کا لڑکا جسکی عمر سترہ سال کی ہوگی اسی قسم
کے زخم سے زمین پر پڑا تھا۔ باپ بیٹا دونوں نہتے تھے۔ باوجود اسکے ایک ہائیلینڈرز گورے سپاہی نے اپنی صف سے آگے بڑھ کر پیر مرد کے
سینہ میں اپنی سنگین چبھو دی۔ مظلوم درویش نے بیدردی سے رحم کیلئے گڑگڑا کر التجا کی اور دوبارہ ضرب سے بچنے کیلئے
جوش دیوانگی میں دونوں ہاتھوں سے سپاہی کا خنجر پکڑ لیا۔ اسطرح اسکے اپنے جسم کے خون سے اسکے دونوں ہاتھ رنگین ہوگئے
تیسرا استدلال یہ ہے کہ کیا یہ قتل عام سپہ سالار کے حکم سے وقوع میں آیا تھا؟ اگر یہ بات نہ تھی تو کیا افسروں نے اس افسوسناک قتل
کے انسداد کے بارہ میں ذرا بھی اشارہ نہیں کیا۔ جیساکہ کہا جاتا ہے اگر سپہ سالار کے حکم سے اس سفاکی کا ارتکاب کیا گیا
تھا تو پھر اسکے روکنے کے متعلق افسروں کی کوشش فضول اور غیر مؤثر ہوتی بخلاف اسکے مجھے یقین ہے کہ افسر زخمیوں کے بیدردانہ قتل
کو دل سے ناپسند کرتے تھے۔ اگر انہیں اپنے منشا کے مطابق کارروائی کرنے کی آزادی ہوتی تو فوراً اس قتل کو روک دیتے۔

مسٹر بینٹ وہ انگلش افسروں کی انسانی ہمدردی کی مثال دیکر رقمطراز ہیں۔

اس سے بھی ناظرین کی مزید دلچسپی اور آگاہی کیلئے اس کتاب کے حصے میں جن سے وہ متعلق ہیں ایزاد کر دیا جاتا ہے۔ محاربات کو
اور بھی مقابلوں کے حالات جو ۲۰ اپریل تک ہوئے دوسرے حصہ میں درج کئے جائینگے

بقیہ داستان کشت درویشاں بعض دیگر دلچسپ واقعات اور سپاہیوں نے بھی ان درویشوں پر جو ہماری افواج کے گولوں سے زخمی ہوگئے تھے
شفقت ظاہر کی۔ چنانچہ جبکہ ہندوستانی بلا اشتعال القلب یورپین سپاہی لینسفورڈ کی سنگین اس مجروح کی چھاتی میں
جھونکنے کو ہاتھ اٹھا چکا تھا سر کٹنا کر بھرا ہی جو ہوتی تکا ہوا تھا اس بزدلانہ قتل کی کارروائی کو دیکھا اس نے اپنے ہاتھ ملتجیانہ وضع
رکھکر یہ تصور کر لیا کہ عنقریب اسکا بھی کوئی دم میں یہی انتظام ہونیوالا ہے آگے بڑھا اور اس لڑکے کو چند بسکٹ دیئے
ایک اور پلٹن کے سپاہیوں نے اسے پانی کا گھونٹ پینے کیلئے دیا۔ لڑکے نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیکر پوچھا کہ میرا باپ کیوں قتل
کیا گیا ہے میں سوال کا جواب نہ دے سکا۔ لڑکا تقریباً ایک میل تک میرے ساتھ لنگڑاتا ہوا گیا۔ بعدہٗ وہ ان قیدیوں کے
گروہ میں شامل کر دیا گیا جنکو گرفتار کر کے امدرمان سے جا رہے تھے۔

اگر سردار کچنر کو زخمیوں کی غداری اور دغابازانہ گولیوں کے سر ہونیکا اندیشہ تھا تو وہ اپنی سپاہ کو میدان کے ان قطعات
سے جہاں زخمی درویش بکثرت پڑے تھے بچا کر لیجا سکتے تھے۔ ایک رستہ چھوڑکر دوسری راہ اختیار کرنا کچھ مشکل نہ تھا چونکہ
دشمنوں کے فائر کچھ زیادہ فاصلہ پر نہیں پہنچتے تھے اسلئے ہمارا نقصان اٹھائے بغیر ایک ایسی راہ اختیار کر سکتا۔ جہاں نسبتاً
مجروح کم پڑے ہوئے ہوتے۔ ممکن تھا۔

امدرمان پر قبضہ کر لینے کے بعد ہماری توپوں نے مفروروں پر گولے برسانا شروع کر دیئے اسپر سٹیونس لکھتے ہیں۔
تسخیر امدرمان کے متعلق ایک اور بھی نہایت قابل افسوس واقعہ ہوا جب ہم درویشوں کے آخری حملہ کو شکست دیکر تیزی سے
امدرمان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ تو وہ بازار امدرمان کے جنوبی دروازوں کو جاتے تھے مفروروں سے بھرے ہوئے تھے۔ بیکار سواروں اور
پیادہ درویشوں کے پیادہ دستوں کے پیچھے بہت سے دیسی باشندے جنکا لڑائی سے کچھ تعلق نہ تھا اور کثیر التعداد زن و مرد اور بچے
اونٹوں گھوڑوں اور گدھوں پر اپنا اسباب لادے عجب سراسیمگی سے جنوبی رخ کیجانب رواں تھے۔ انسانی ہجوم اور چارپایوں کی
کثرت سے طوفان بدتمیزی برپا تھا اور دیوانہ وار بھاگے جاتے تھے گویا ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا عین اس حالت میں ہماری توپوں کو فائر کرنیکا
حکم دیا گیا۔ توپچی بلند مقام سے اچھی طرح مفروروں اور شہر کی دیواروں کو دیکھ سکتے تھے لیکن انہوں نے بے تامل ان بازاروں پر جو
انسانوں اور حیوانوں سے معمور تھے آگ برسانی شروع کر دی ایک بازار جو دریا کو جاتا تھا اسپر میکسیم توپ کے اس کثرت سے گولے
پڑے کہ گویا گولوں کا طوفان آگیا اور بدقسمت ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ہزار در سالہ مردوں میں جا ملے۔
فی الواقع فاتح لشکر مجاز ہے کہ وہ دشمن کی مفرور فوج پر آگ برسا یا سواروں کو تعاقب میں بھیجے لیکن جب کثیر التعداد جماعت
سے بے تعلق اشخاص اور زن و مرد و بچے مفروروں کے ساتھ شامل ہو جائیں تو اسی حالت میں اسپر میکسیم توپ کے گولہ باری
کرنا ایک نہایت نازک فرض مسئولیت مول لینے کے برابر ہے بدقسمتی سے پانچ ہزار لاشیں امدرمان کے بازاروں میں پڑی ہوئی شمار کی گئیں

جنگ روم و یونان

یونان کی خود سری اور دول یورپ کی باہمی نااتفاقی آخر یہ رنگ لائی کہ ابتدائی فروری

اور ۱۷ اپریل ۱۸۹۷ء کو سلطان روم اور یونان میں باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی۔ شرائط قانون

بین الاقوام کے رو سے اسوقت یونان پر حملہ کر دینے کا حق حاصل ہو گیا تھا جبکہ فروری گذشتہ میں یونان کے جہازات مخالفانہ نیت سے کریٹ کے سمندر میں اور اسکی کچھ فوج خود جزیرہ میں داخل ہو گئی تھی لیکن سلطان المعظم نے ایک وقت معین و مناسب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جن میں بے بس عورتوں کے سوا معصوم بچوں کی بھی لاشیں تھیں دو عورتیں اور ایک آدمی دریا کے کنارے کھڑے تھے ایک توپچی انہیں دیکھ کر بولا کہ میں ابھی اس مرد کو ان عورتوں سے جدا کرتا ہوں اس کے ساتھ ہی یکسر توپ سے ٹائٹاں کی آواز آئی۔ دھواں صاف ہونے کے بعد ہم نے دیکھا تو وہ تینوں مرے پڑے تھے۔

وہ عورتیں ایک درویش کی لاش پر رنج و اندوہ کے آنسو بہا رہی تھیں کہ ایک غیر کمیشن یافتہ افسر نے دیدہ و دانستہ ان میں سے ایک عورت کو ریوالور سے ہلاک کر ڈالا۔

ان امور کے تذکرہ کے بعد یہ کہنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ دریائے نیل کی بائیں طرف لانسر دستوں نے پیشقدمی کے وقت فاقہ کش دہقانوں سے بلاقیمت سامان رسد حاصل کیا۔

یہ سنکر غالباً کوئی شخص متحیر نہ ہوگا کہ امدرمان پر قبضہ کرنیکے بعد تمام شب سوڈانی سپاہ آزادی سے شہر میں گشت کرتی رہی رات بھر گولیاں چلنے کی آواز آتی رہی جب کوئی سوڈانی سپاہی رائفل ہاتھ لیکر لوٹنے کے ارادہ سے نکلتا ہے تو اسے کسی کے ننگ و ناموس - جان و عزت کا ذرا بھی پاس نہیں ہوتا۔ تین روز تک مفتوحہ شہر لٹتا رہا۔ شہر میں داخل ہونے والے دیکھتے تھے کہ سپاہیوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں لوٹ کے مال و اسباب سے لدی ہوئی جا رہی تھیں۔ چند نمبر کے یورپین سپاہیوں کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہوا جو زبردستی کسی حبشی کا ایک تھیلا چھینکر کیمپ کی طرف جا رہے تھے۔ ایک دیسی ملازم اپنے آقا کے واسطے کچھ قیمتی کپڑوں کے تھان چند مرصع بجواہر بکس اور ایک ہاتھی دانت لایا اسکے آقا نے کہا کہ اگر اسے ہاتھی دانت کی قیمت معلوم ہوتی تو وہ نصف درجن سے کم نہ لاتا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ کے بیت المال (خزانہ) میں اسے داخل ہونیکا موقع مل گیا تھا۔ لارڈ کچنر کی موجودگی یا اسکے اغماض سے دیسی اور یورپین سپاہیوں نے ایک ایسے شہر کو خوب جی بھر کر لوٹا جسکی حوالگی کو انکے سپہ سالار نے باقاعدہ طور پر تسلیم کر لیا تھا۔ ایک دن دھوپ کی گرمی ایسی تیز تھی کہ میں چند لمحوں کے لئے سایہ دار جگہ میں ٹھیرنے پر مجبور ہوا۔ شہر کے بازار کے ایک مکان میں داخل ہو کر میں نے ایک بوڑھے آدمی سے نصف گھنٹہ کے آرام کیلئے بچھونے کی درخواست کی۔ یہ بستر اور بکرے کی کھال اس گھر کی کل کائنات تھی۔ جسے غارتگر پیچھے چھوڑ گئے تھے۔

امدرمان میں شکست کے بعد بہت سے ناگوار واقعات ظہور میں آئیں۔ ایک سپاہی سپہ سالار کے سامنے پیش کیا گیا۔ ...شکایت کی کہ

تک نہ پہنچیں۔ تو بچے سے پہلے کی اپنی قدیمی عادت ہی ضرور ہی پیش کرینگے۔ کرنل لیپ سب کو انکی صلاح و مشورہ اور تجویزہ
اور اپنے کمانڈر کا روپیہ بچانے کیلئے خاموشی اختیار رکھی لیکن ساتھ ہی یونان کی اس اندازی کے جواب میں اپنا اپنی طاقت
بقدر جناب شیخ گذشتہ دنوں سپاہی میری بیوی کو معہ چھوٹے بچے کے زبردستی اپنے کیمپ میں لیگئے ہیں۔ جو تین میل کے فاصلہ پر
سب دریا واقع ہے میرا شوہر اس معاملہ سے آگاہ تھا۔ اس لئے عرب کے بیان کی تائید کی ہے عرب کو کچھ چاول اور بسکٹ دے اور سے
سلاطین پاشا کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ اگر اس سے ہو سکے تو وہ اس کی دادخواہی کرے اور عورت اور اسکا بچہ عرب کو
واپس دلادے نیز میرے ملازم نے بتایا کہ گذشتہ شب اسکے ایک دوست کو اس حبشی ایک ڈانی سپاہی نے مار ڈالا کہ اس نے روپیوں کی
تھیلی دینے سے انکار کیا تھا۔

جہاں تک ایک چشم دید بیان دوسرے بیان کی بالکل تردید کرتا ہے۔ وہاں تو ناظرین مجبور ہیں کہ ان میں سے ایک کو جھوٹا
سمجھیں لیکن خیال ہوتا ہے کہ مسٹر بینٹ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ بالکل جھوٹی اور بے بنیاد داستان لکھتا کہ جس سے اسکی
اپنی قوم کے سپاہیوں اور افسروں پر بے رحمی اور سفاکی کا الزام عائد ہوتا تھا۔ نہ اس کی طرز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی داستان
کے بیان کرنے میں مبالغہ اور جوش سے کام لے رہا ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ لڑائی میں حلوا نہیں بٹتا۔ اور علاوہ اسکے ہر سپاہی کا
حق ہوتا ہے کہ اگر فریق ثانی کا سپاہی اس پر حملہ کرے تو وہ اسکو مار ڈالے۔ چہ جائیکہ مجروح سپاہی حملہ کرے اور اسکو دوسرا مار ڈالے
لیکن اسکو اعتراض اس بات پر ہے کہ نہ صرف سوڈانی شاگرد پیشہ ہی کو کھلم کھلا بندوقوں اور سنگینوں سے مجروح نظر اور زیر
درویشیوں کو بے دریغ مار دیا گیا۔ بلکہ خود گورے سپاہی مجروحوں کو قتل کرتے تھے۔ جس سے وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ فوجی افسروں کی
مرضی کے سوا ایسا نہیں ہو سکتا۔ اتنی بات تو کپتان ٹیڈیس نے بھی مانی ہے کہ میدان جنگ کے مجروحوں کو مار دینے کے سوا چارہ نہ تھا
پھر اسنے جنرل گرے کی تائید کیسے کی۔

مسٹر بینٹ کی یہ رائے نہایت معقول ہے کہ جب مفتوح درویشوں کو یقین تھا کہ وہ بہر نوع دشمن کے ہاتھ پڑ کر گولی کی موت
مارے جائینگے تو ایسی حالت میں اگر کسی پانے ہوکر انہوں نے مرنے سے پہلے اپنے خیال کے مطابق ہر ایک آدھ کافر کو مار کر مرنے
.... کا ارادہ ٹھان لیا تو بالکل قدرتی بات تھی البتہ اگر انہیں یقین ہوتا کہ دشمن
کی قید میں پڑ کر وہ مار نہیں جائینگے۔ تو انکے مجروح گولیاں نہ چلاتے۔ اسنے یہ بھی لکھا ہے کہ فاتح فوج کے گھبرانے ہونے کی کوئی وجہ
نہ تھی کیونکہ انہیں سے فیصدی دو سے زیادہ جان کا نقصان نہیں ہوا تھا۔ بمقابلہ مفتوح کے ساٹھ فیصدی نقصان جان کے۔

....

...... ہمنے مصنف فاتح فوج کو وحشی سوڈانیوں کی نسبت زیادہ شائستگی رحمدلی اور انسانیت کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ سلطان عبداللہ کی
حکومت اسود تعصب کی ادنیٰ مثال تھی ہر شخص جو مسٹر بینٹ (مسٹر بینٹ) کا آرٹیکل پڑھے واضح ہوتا ہے کہ اسنے ایک جوش کی
ہو کر خیر خواہ ان معاملات کی نسبت پیدا کی۔ جو جنگ کے بعد پیش آئی۔ تاہم بہت سی حقیقت پسندی کی دیکھی گئیں۔ اور اس کی

مستعدی ظاہر کرنے کی غرض سے سرچشمہ سے فوج تیار کا جمع کرنا شروع کر دیا۔ اور اس [illegible]
واضح کر چکے ہیں۔ یونانی مقتدین اور ناقابل [illegible] کے عام آدمیوں کے لباس [illegible]
ہیں بھی صرف مدافعت پر حصر رکھا۔ اور یورپ جو عالم آشوب جنگ کے خونریزی [illegible] یونانی کو
ہوش میں لانے کا کام دول یورپ کے سپرد کیا جس کو بظاہر انہوں نے اپنے ذمہ لے بھی لیا لیکن جنگ کے [illegible]
بقیہ صفحہ سابقہ کا اور اسکی رائے میں یہ تمام دغابازی اور مذہبی دیوانگی سے پیدا ہوئی تھیں کہ جس کی بدولت [illegible]
میں آئی۔ وہ ایک انگریزی سپاہی کی نسبت وحشیانہ حرکت کی مثال بیان کرتا ہے۔ اور یہ ان کو اس بہت وقتا مہدوی
اور مہربانی سے جو سپاہیوں نے دشمن سے مرعی رکھی تھی اور جنکا وہ تذکرہ بیان کرتا ہے زیادہ مخصوص معلوم ہوتی ہے [illegible]
اخبار لکھتا ہے کہ جنگ کے خطرات اور حالات نواحی نے راقم مضمون کے فیصلہ پر اثر کیا ہے کہ جسکی مسٹر بلی اور جرمن اتاچی پوری
تردید کر دیتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں پوری تردید مسٹر بینیٹ کے بیان کی ابتک نہیں ہوئی جیسا کہ کشمیری ہی کے بیان کے [illegible]
واضح ہوا اور یہ خیال اور بھی مسٹر بینیٹ کے مضمون کی تائید کرتا ہے کہ جنرل کچنر شاید ہی لئے مہم خرطوم کے ہمراہ جنگی نامہ نگاروں کا
لیجانا پہلے پہل نامنظور کرتے تھے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ اس جنگ کی تمام تجاویز بہت مدت پہلے سے ذہن نشین کر چکے تھے
جبتک مسٹر بلی اور کپتان شیڈین کے مفصل مضامین نہ دیکھے جاویں۔ یہ دریافت کرنا مشکل معلوم ہوتی ہے کہ میدان ام درمان میں
زخمی درویش لڑائی کے بعد قتل کئے گئے ہیں۔

مگر پائنیر جو زیادہ معقول اور متین اخبار ہے وہ اس بات میں سول اینڈ ملٹری گزٹ کی خیالی توضیح کے بالکل خلاف رائے دیتا ہے
وہ لکھتا ہے کہ کیوں کپتان وان شیڈین جرمن اتاچی کی شہادت انگریز نامہ نگاروں سے زیادہ قیمتی اور معتبر ہونی چاہئے جیسا
کہ صورت موجودہ میں پیش آتا ہے کہ یہ کپتان بھی ہمیں جنگ ام درمان کے بعد مجروحین کی کیفیت ویسی ہی بتلاتا ہے جیسی کہ ہمارے
اپنے نامہ نگار نے بتلائی تھی۔ سوڈانی اور مصری سپاہیوں کو لاریب ایسی حرکات عمل میں لانے کی اجازت دیگئی کہ جو ناقابل بیان
خوفناک ہیں لیکن غالباً سوڈانی دشمن کے طریقہ جنگ کے بعد یہ شیطانی اور وحشیانہ ہیں کہ اس بارہ میں صاف
انکار کرنا نہ موثر اور نہ عقل کی بات ہے۔ ام درمان میں کیا پیش آیا اسکے متعلق ہمارا اپنا نامہ نگار جو کہ جنگ کے ایک ہفتہ بعد تک وہیں
رہا تھا بیان کرتا ہے کہ جنگ کے بعد پہلے چار روز تک کالے سپاہی بالکل ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اور یہ تمام عرصہ میدان میں رہے
وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ جب بڑی بڑی عمارتوں مثل سلاح خانہ و بیت المال پر پہرے لگائے گئے تھے تو مہدی کی قبر
اور خلیفہ اور مہدی کے گھروں کی حفاظت نہیں کی گئی جو جلدی ہی توڑ دئے گئے اور ان کی ہر چیز لوٹ لیگئی۔ المختصر یہ امید
رکھنا کہ ایسے حالات میں کوئی ایسی چیزیں واقع نہیں ہو سکتیں جو انگریزی ناظرین کو صدمہ پہنچائیں غیر متوقع امید ہے۔ تو گویا اس
ساری رام کہانی کا مطلب یہ نکلا کہ واقعی درویش مجروحوں کو میدان جنگ میں سخت بیرحمی سے قتل کیا گیا ہے اور سپاہیوں نے
وحشیوں کی تجارت یا کم از کم اغماض ہو سکا کیا گیا ہے جو کسی مہذب فوج کیلئے یقیناً شرمناک کارروائی ہے۔

نے ثابت کر دیا ہے کہ ان سلطنتوں کی اغراض اب ایک دوسرے سے ایسی متضاد اور متغائر ہو گئی ہیں کہ وہ کوئی کام یکدلی اور متفق الرائے ہو کر نہیں کر سکتیں۔ اسلئے بکمال یقین یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہی دول عظام میں جو بظاہر سب ملکر یونان کو سمجھاتی رہی ہیں یا باز رہنے کی التجا کر رہی تھیں۔ بعض ایک ضرور در پردہ یونان کی پیٹھ ٹھونکتی رہی ہیں۔ اسوقت تک ایسی سلطنت کا نام انگلستان بتایا جاتا ہے۔ اور دوسری سلطنتوں کے افعال بھی اسی خیال کی تائید کرتے ہیں تاہم دول یورپ کی ایمانداری و دوستی پر یہ نتیجہ قائم کر لینا سخت غلطی ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ جس طرح کی کل اتحاد قابل تعریف مشہور ثابت کیا اور جہانتک انسانی عقل قیاس کر سکتی ہے یہ انسانی فطرت کے باہر ہو سکتا ہے کہ یہ سلطنت اسیوقت سلطنت عثمانیہ کو بہکا نہیں سکی۔ خیر یہ بات تو پھر کہی گئی ہے اسبات کا سخت افسوس ہے کہ کل مسلمانوں کو ہونا چاہئے کہ یونانی مفسدین کی شورہ پشتی اور کریٹ میں مسلمانوں کے کشت و خون نے سلطان المعظم کو آخر اپنی پالیسی چھوڑنے پر مجبور کر دیا اور جب انکو یقین ہو گیا کہ زیادہ دیر تک خاموش رہنا بلکہ صوبجات ممالک محروسہ میں بھی جہاں یونانی رعایا کی آبادی کچھ کم نہیں ہے شورش برپا کر دینے کا موجب ہو گا۔ اور یونانی حملہ آوروں کی گوشمالی نہ کرنے میں سخت سے سخت خطرات پیدا ہونیکا قوی احتمال ہے تو حضرت امیر المومنین نے افواج قاہرہ کو ترکی سرحد پر جواب دینے کا حکم دیدیا۔ میدان جنگ سے جو خبریں اس ہفتہ موصول ہوئی ہیں تاروں کے کالم میں درج ہیں۔ میدان جنگ سے صحیح خبروں کا پہنچنا مشکل امر ہے ہر ایک فریق اپنے حق میں مفید خبر پھیلا کر مشہور کرتا ہے لیکن اسمیں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ترکی افواج بہت جلد یونان کی فوج کا جو اسوقت سب کی سب سرحد پر جمع ہے قلع قمع کر کے صوبہ تھسلی پر قابض ہو جائیگی اور اسپر قبضہ ہوتے ہی ظن غالب ہے کہ اول تو خود یونان یورپ سے صلح کرا دینے کا ملتجی ہو گا ورنہ یورپ کی کوئی نہ کوئی سلطنت ضرور بیچ بچاؤ کر کے ترکوں کو خاص ایتھنز تک پیشقدمی کرنے سے روکدیگی۔ یورپ کیطرف سے ایسا ہونا کوئی نئی بات نہیں ۱۸۷۶ء میں سرویا نے جب بغاوت کر کے ترکی علاقہ پر حملہ کیا تھا اور ترکی افواج نے بہت جلد اسکو ہزیمت پر ہزیمت دیکر اسکے دار الخلافہ بلگریڈ پر پیشقدمی شروع کر دی تھی تو جھٹ روس بیچ میں کود کر عارضی صلح کرا دی تھی ہاں اسوقت اتنا فرق ضرور ہے کہ یورپ کی بعض دول عظام ایک دوسرے کیساتھ جنگ کرنے پر بھی بظاہر تلی بیٹھی ہیں۔ اور ممکن ہے کہ وہ اس چھیڑ چھاڑ کی آڑ میں آپس میں گتھ جانے کیلئے کوئی بہانہ ڈھونڈھ لیں۔ اکثر لوگ تعجب سے کہتے نظر آتے ہیں کہ ترکی کی سرحد پر کئی لاکھ فوج جمع ہے اور یونان کی کل فوجی کائنات صرف پچاس ساٹھ ہزار ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ باوجود آٹھ دس دن گذر جانیکے ترکی فوج کل یونانی لشکر کا کام تمام نہیں کر سکی اسکا سہل جواب یہ ہے کہ یونانی فوج مضبوط پہاڑی مقامات میں قلعہ بند ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایسے مضبوط مقامات سے حملہ آور فوج اسکی تعداد خواہ کسیقدر زیادہ ہو گھنٹوں یا دنوں میں بچاؤ کرنیوالی فوج کو نہیں نکال سکتی۔ اسکے واسطے کچھ مہلت درکار ہوتی ہے۔ جواب قریب الاختتام ہے عساکر عثمانیہ کو سرحدی مقامات کے فتح کرنے اور یونانی فوج کا ستیاناس کرنے میں ابھی اور پانچ سات روز صرف کرنے پڑینگے۔ اسکے بعد ایتھنز چھوٹے صوبہ موریا کے جنوبی کونہ تک کل مطلع صاف تھا اور یونان ترکی حملہ کے سیلاب کو روکنے سے بالکل عاجز و بےبس ہو گا۔ تاروں میں ناظرین کبھی خبریں اس مضمون کی بھی پائینگے کہ یونانی بیڑے مختلف ترکی بندرگاہوں کو برباد کر رہے ہیں۔ ان خبروں کے غلط ہونیکی وجوہات ان خبروں کیساتھ ہی تاروں کے کالموں میں

فوج کردی گئی ہیں۔ آج کل تاروں میں ریوٹر ایجنسی نے ... ہوا تھا ابھی تک ٹارپیڈو میں پڑا ہوا ہے اور اسکے کپتان نے رپورٹ کی ہے کہ ہمارے جہازات سمندر میں جانے کے قابل نہیں لیکن ناظرین اسلامی خبروں میں پڑھ چکے ہیں کہ عرصہ ہوا بیڑہ مذکور کا ایک حصہ سالونیکا اور دوسرا سمرنا میں پہنچ گیا ہے خبروں میں ترکی آہن پوش جہازات جو کچھ عرصہ سے سمندروں میں ... ان کی نسبت ... ہے۔ اگر ترکی جہاز سمندر میں چلنے کے قابل نہیں تو وہ کیسے ... کریٹ میں کس طرح پہنچے ... یونانی جہازوں کو گرفتار اور کریٹی باغیوں پر گولہ باری کیے ہوئے ہیں برخلاف ان رپورٹوں کے جنگی خبر ... آہن پوش جہاز کے کپتان نے اعلیٰ ... رپورٹ کی ہے کہ یہ جہاز جنگی جہازوں کی اوسط رفتار سے نصف میل تیز چلا ہے یہ اسی جہاز کی کیفیت ہے جو ۱۸۵۵ء میں تیار ہونے کے بعد اب پہلی مرتبہ سمندر کو گیا ہے تو جو جہاز قبل ازیں سمندر میں سینکڑوں مرتبہ گشت کر چکے ہیں۔ انکی نسبت یہ اعتراض جس قدر بے بنیاد ہو سکتا ہے اسکی تشریح کی ضرورت نہیں۔

آج ہی کی تاروں میں ناظرین شیر پلیونا غازی عثمان پاشا کے سپہ سالار مقرر ہونے کی خبر پڑھینگے۔ اس تار کا یہ مطلب نہیں کہ مارشل ادہم پاشا اس منصب جلیلہ کے قابل نہیں پائے گئے یا یونان کی طاقت ایسی بڑھ رہی ہے کہ اسکے زیر کرنے کیلئے غازی عثمان پاشا جیسے کمانڈر کی ضرورت پائی گئی ہے غازی عثمان پاشا کا نام ہی دشمنوں کا دل ہلا دینے کیلئے کافی ہے آپ کی ذات خاص موجودگی کا کیا اثر پڑیگا وہ محتاج بیان نہیں لیکن جہاں تک قیاس ہو سکتا ہے اس موجودہ مہم کی تقرری ان وجوہات سے نہیں ہوئی۔ بلکہ غالباً اسلئے کہ سرحد یونان پر اسوقت تقریباً کئی لاکھ فوج جرار جمع ہو چکی یا ہو جانیوالی ہے اور اس قدر جرار فوج کی اعلیٰ کمان جو ہماری ہندوستان کی تمام فوج سے تعداد میں زیادہ ہو صرف ایک مارشل پر چھوڑ دینی کبھی مناسب نہیں۔ اسکے واسطے نہایت تجربہ کار معتبر اور بلند مرتبہ افسر چاہیے جو عثمان پاشا سے بڑھکر اور کون ہو سکتا تھا۔ باقی رہا یہ امر کہ آیا یہ جنگ صرف ترکی اور یونان تک محدود رہتا ہے یا کہ اس عالمگیر جنگ کا جس کا کل دنیا کو انتظار ہے پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ اسکے متعلق پیش از وقت کوئی رائے زنی کرنے کی نسبت واقعات کا منتظر رہنا انسب معلوم ہوتا ہے اور بصورت موجودہ اس امر کی کوئی پختہ رائے قائم کر سکنا بھی قریباً محال ہے (از وکیل ۲۰ اپریل ۱۸۹۷ء)

مصر میں سلطان المعظم کی مالی امداد کے لئے بڑے جوش کے ساتھ چندہ جمع ہو رہا ہے بقول معصر جامع العلوم ایک ہمارے ملک کے بروئے اپنا ہی پیٹ پالنے والے مسلمان ہیں کہ کروٹ تک نہیں لیتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ بالکل نادار ہیں لیکن جب کبھی روپیہ صرف کر کے دنیا کے کمانے کی امید ہوتی ہے۔ تو پھر انہی مفلسوں کے پاس کہاں سے دولت اُبل پڑتی ہے کوئی انہیں عیاشی کا نیا طریقہ بتا دے تو بیوی کا پاجامہ بھی بیچ ڈالیں لیکن اپنے دین کی خبر پر تنسیخ رکھا ہے تو ان کی جولی اس غفلت کے جرم میں بنیادی نتیجہ تو کچھ عرصہ بعد انکو خود ہی معلوم ہو جائیگا لیکن عاقبت کی بات معلوم کرنا بھی کوئی دشوار بات نہیں کیونکہ آخر مصری بھی تو مسلمان ہی ہیں یا کوئی فرشتہ ہیں؟ اسکندریہ کے ایک ٹکا نذرانے اپنی کل نقدی و اسباب بطور ہدیہ

ہیں دیدیا۔ یہاں کوئی جو دنیا بھی گوارا نہیں کرتا۔ وہاں ہر جدید وسندوق رکھدیے گئے۔ اگر یہاں بھی رکھدیئے جاتے تو کیا کوئی آفت آتی ہے مگر یہ کام تو عجیب ہو کہ خدا نے اپنی توفیق دی ہو۔

ایک انگریزی اخبار کا نامہ نگار ۲۱ اپریل کو لنڈن سے جنگ روم و یونان کے متعلق ایک خط لکھتا ہے جو وہ تصدیق کرتا ہے کہ آخری مرتبہ یونانی سرحد روم و یونان کو جب عبور کر آئے اور انہیں سے جس قدر زخمی اور قیدی ترکوں کے ہاتھ آئے انہوں نے خود اقرار کیا کہ ہمارے کمانیر یونانی باقاعدہ فوج کے افسر تھے۔ ترکوں کو اس سے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونیکی معقول دلیل ملگئی جو قابل تعریف تحمل سے ترک ان شورش انگیز اور سفلہ پن اور چھچھورا پن سے اُبلتے ہوئے یونانیوں کے مقابلہ پر خود اپنا بچاؤ کر رہے تھے۔ اس میں کچھ کلام نہ تھا۔ انہوں نے صرف ایک شرط کی تھی کہ یونان کی باقاعدہ فوج ان حملہ آوروں کے ساتھ شریک نہ ہو۔ چونکہ یہ شرط ٹوٹ گئی اسلئے انجام کار لڑائی کی نوبت آئی۔ یہاں اکثروں کا خیال ہے کہ جرمنی کی تحریک پر ترکوں نے لڑائی شروع کی۔ یونانی باقاعدہ فوج کے افسروں کی موجودگی نے جو حملہ آوروں میں شریک تھے معقول عذر ترکوں کیواسطے پیدا کر دیا اور ترکی فوج آگے بڑھی۔ ابھی چند سال ہوئے اکثر سننے میں آتا تھا کہ یہ کہنا ایک عام رواج تھا کہ ترکی فوج بالکل ٹوٹی پھوٹی اور نکمی ہے۔ اس میں تو کبھی کسی کو کلام نہیں ہوا کہ ترکوں میں سپاہ گری کے قابل تعریف اور بے نظیر جوہر موجود ہیں مگر کسی شخص کو بھی یہ امید نہ تھی۔ اور نہ کوئی اسکے واسطے تیار کیا تھا کہ سب سے پہلے جو نامہ نگار ان جنگ ادہم پاشا کے لشکر میں پہنچینگے انکی تقریروں سے یہ معلوم ہوگا کہ وہ ترکی فوج در اصل حقیقت کیسی ہے جس کی نسبت کہا گیا تھا کہ انکے پاس کپڑے نہیں ہیں اسکے سپاہی بھوکے مر رہے ہیں اور انکو تنخواہ تک نہیں ملتی۔ اب انہوں نے جو حالات بھیجے ہیں انکو پڑھکر معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے جس شجاعت اور جوانمردی کا میدان کارزار میں اظہار کیا ہے جرمن سپاہ بھی اس سے بڑھکر ثابت نہ ہو سکی۔ وہ توپخانہ ترکوں کا جس کو سمجھا جاتا تھا کہ اسمیں زنگ لگ گیا اور توپیں ہیں گھوڑے بالکل ندارد اور گولہ بارود نام کو نہیں۔ اب وہ کیا بن گیا؟ کہ یہ باتریاں میدانی لڑائی میں ... درست۔ سپاہی اور جانور سب عمدہ سے عمدہ اعلےٰ درجہ کی حالت میں اور اعلےٰ سے اعلےٰ بارود اور شاستگی اور ترتیب بے نظیر اب رہی پیدل فوج۔ اسکی نسبت صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ پہلے ہی دن کی لڑائی میں جس دلاوری سے اسنے یونانیوں کے مورچے پے بعد دیگرے سنگینوں کی نوک پر رکھکر فتح کر لئے اس سے ثابت ہو گیا کہ اسکے اس وہ جرأت حوصلہ دلاوری۔ اور بہت دور نہیں ہوتی ہے جسکے بل پر عثمان پاشا کو پلونا پر عالیشان گلوریس تر فتح روسیوں پر حاصل ہوئی تھی۔ ملونا کی لڑائی میں جو جنگ کی کامیاب ابتدا ترکوں کیواسطے ہوئی اور جس ان کی نمایاں فتح کا آغاز ہوا۔ پہاڑوں کی حالت کے باعث طرفین توپخانہ اور پیدل فوج سے ہی کام لے سکے مگر یونانیوں کی فوج بہی ورکت نہیں۔ اور بہت طرح سے جنکے پاس توپخانہ ہی سرے سے نہ تھا۔

وہ ملونا کا ترکوں کے ہاتھ میں آنا تھا کہ یونانیوں کے مستحکم مقام لاریسا اور وولو تک اور اگر ادہم پاشا کو پسند ہو تو خود ایتھنز تک جناب افسر فوج ترکوں کیواسطے سڑک صاف ہو گئی۔ ترک جوں جوں آگے بڑھتے گئے ... مقام سے

دور ہوتے گئے برخلاف یونانیوں کے جو اپنے مسدود مقام سے قریب ہوتے گئے۔ مگر اس سے بھی یونانی کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے اور آگے بڑھکر بھی ترکوں کا ہی پلہ بھاری رہا۔ ادہم پاشا کیساتھ جو یونانی نقصان پہنچے کل تاموں انکی طرف سے کوئی خبر موصول نہیں ہوئی۔ گو پرائیویٹ تاریں ویریہ سے آئی ہیں۔ مگر اسکے برخلاف یونانیوں کو کبھی ناگوار نہیں کہ اپنی خبریں بھی رنگ آمیز اور چکنی چپڑی عبارت میں سپید و سیاہ ملا کر بھیجیں۔ برخلاف اسکے ترکوں کیطرف سے اس خاموشی کا مطلب یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ انکو زک ملی۔ اور وہ اپنی شکست کی مصیبت بھری خبریں چھپانا چاہتے تھے۔ نہیں بلکہ ادہم پاشا کی یہ عین دانائی تھی کہ اسنے قبل از اختتام جنگ خبروں کا بھیجا جانا روک دیا تھا اور نیز یہ خیال بھی تھا کہ ترکی فوج کا نقشہ عمل حرب عام طور پر معلوم نہ ہو جائے سارا دن برابر لڑائی جاری رہنے کی خبر موصول ہوئی ہے اور یورپ نہایت اضطراب سے جنگ ٹرنادوس کے نتیجہ کا منتظر ہے جس پر اسکی قسمت کا بہت کچھ دارومدار ہے۔

ٹرنادوس کی لڑائی تو ایک طرف ایک یونانی بیڑہ سر بمہر احکام لیکر روانہ ہوا ہے۔ ان احکام میں یہ نہ لکھا ہو کہ ڈاردنیلز میں گھس جاؤ۔ اور قسطنطنیہ پر گولہ باری کرو۔ اخیر یہ تو باتیں بہت دور کی ہیں۔ مگر انگریزوں کا خیال تھا کہ جنگی بیڑہ کا لحاظ رکھکر چین و جاپان والی نظیر پیش آئے۔ مگر افسوس کہ ترکی بیڑہ یونانیوں کیلئے آسان لقمہ ثابت ہوا۔ [illegible] بہت کچھ خوش تھا۔ [illegible] کوئی مخالفت میں حرکت نہیں کی۔ البتہ [illegible] گورنمنٹ [illegible] پانچ پادریوں [illegible] جمع کرنے [illegible] نہایت ہوشیار [illegible] کہ جب یونان کیساتھ لڑائی ختم ہو [illegible] فیصلہ بھی کرینگے [illegible] کہ [illegible] یورپ کی [illegible]

[illegible] آرمینیا و کریٹ تسالی اور جنگ یونان میں سینکڑوں مسلمان مظلوم [illegible] معصوم بچے بیوہ اور ہزاروں بچے یتیم ہو گئے ہیں۔ باغیوں نے تسالی کے قصبے اور قریے کہ جن میں مسلمان رہتے تھے [illegible] مسلمان تو تباہ و غارت ہو گئے [illegible] مسلمانوں کے معصوم بچے بے خانماں [illegible] مارے مارے پھرتے ہیں۔ جن کی دستگیری اور امداد ہر ایک مسلمان پر واجب ہے۔ عیسائی اپنے عیسائی بھائیوں کیلئے تمام دنیا میں چندے جمع کر رہے ہیں۔ گرچہ اب فتح یونان کیلئے دعائیں مانگ رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ ایک ہمارا ملک کے مسلمان ہیں کہ روپیہ سے امداد کرنا تو درکنار [illegible] مظلوم بھائیوں کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے سے بھی دریغ کرتے ہیں [illegible] اگر ہندوستان کی مسجدوں میں [illegible] مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ کیلئے [illegible] جائیں تو ایک معقول رقم فراہم ہو سکتی ہے [illegible] مظلوم [illegible] سلطنت روم کیلئے [illegible] تو ہزاروں روپیہ کی رقم جمع ہو جاتی ہے۔ علاوہ اسکے [illegible] کے معرفت [illegible] مسلمانوں کے معصوم بچوں اور مسکین [illegible] کام آئیگا

مسلمانوں کو چاہئے کہ اگر انہیں کچھ جوش اخوت ہو اور وہ حصول ثواب کے طالب ہیں تو قربانی کی سب کھالیں اس کار خیر میں دیدیں جو صاحب اس کار خیر میں شریک ہونا چاہتے ہیں وہ قربانی کی کھالیں ہمارے دفتر میں بھیجدیں انکو باضابطہ رسید دفتر سے بھیجی جائیگی اور بھیجی ہوئی رقم رسید باضابطہ ارسال کر کے توسط جنرل قونصل متعینہ بمبئی سے منگوا کر شایع کی جائیگی جو صاحب کھالیں دفتر ہذا میں ارسال فرمائینگے انکی تحریر پر محصول ڈاک حق الخدمت بھی دیا جائیگا۔ بیرونجات میں جو صاحب اس نیک کام میں حصہ لینا چاہیں وہ کھالوں کو فروخت کر کے نقد روپیہ دفتر ہذا میں بھیجدیں۔ بار دوم اصحاب بالخصوص خریداران اخبار وکیل کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے شہروں اور قصبوں کی کھالیں جمع کر کے اس اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

ہمنے تجویز کی ہے کہ اب کے عید الضحےٰ کی نماز کے موقعہ پر امرتسر کی نماز کے موقعہ پر امرتسر کی عیدگاہ میں مسلمانان مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ کے امدادی چندہ کیلئے صندوق رکھا جاوے۔ امید ہے کہ اور شہروں کے مسلمان بھی اسکی تقلید کر کے سعادت دارین حاصل کرنے کی کوشش کرینگے۔

ہمعصر [illegible] فدی پیسہ لکھتا ہے کہ بمبئی کے ہندوؤں میں بازہ دلچسپی سے اس بات کا مشورہ ہو رہا ہے کہ اعلیحضرت سلطان المعظم کو [illegible] کی فتح کی مبارکباد کا تار ایشیا کی ہندو پارٹی کیطرف وزیر صیغہ خارجیہ کے نام روانہ کیا جاوے۔ ادہر ہمعصر [illegible] العلوم مرادآباد جسکے ایڈیٹر ماسٹر اناپرشاد صاحب ہندو ہیں بہت زور سے ترکوں کے امدادی چندہ کی تحریک کر رہا ہے۔ اور نہایت پرجوش الفاظ میں مسلمانوں کو حمیت و غیرت دلا رہا ہے۔ مگر افسوس اسلامی نام کے مسلمان ہیں کہ چندہ دینا اور مبارکباد کے تار بھیجنا تو درکنار۔ خلیفۃ المسلمین کیلئے دعا مانگتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ البتہ سندہ اور سرحد سے جو دعائیں اس ہفتہ ہمارے دفتر میں پہنچی ہیں اور جس دلی جوش اور خلوص و صداقت سے اعلیحضرت سلطان المعظم کیلئے وہاں دعائیں مانگی جاتی ہیں اس سے پایا جاتا ہے کہ وہاں کے مسلمانوں کے دلوں میں ابھی بہت کچھ نور ایمان باقی ہے۔ ایک منظوم دعا جو سندہ سے موصول ہوئی ہے اسکے چند اشعار ہم ملاحظہ ناظرین کیلئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور استقامت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

مومنو تم اب بدرگاہ خدا	ہاتھ اٹھا کر سب کے سب ملکر دعا	ساتھ میرے تم بھی ہو کے شامل	میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو
اپنے دل کو جانب حق کر رجوع	التجا کیجو خدا سے باخضوع	یا الٰہی یا الٰہ العالمین	مہر ختم انبیا فخر مرسلین
کر مدد سلطان عالیشان کی	حضرت سلطان بن سلطان کی	یعنی سلطان الزمان عبد الحمید	ابن شاہ نامور عبد المجید
جو کہ ہے خادم ترے در کا خدا	اور ہے خادم پیمبر الورا	اسکا ہو حامی و ناصر اے خدا	واسطے شافع امم روز جزا
واسطے صدیق و صادق بوبکر	روم کے سلطان کو دے فتح و ظفر	واسطے عادل عمر کے یا الٰہ	کر شکستہ شاہ روم کے دشمن
واسطے عثمان بن عفان کے	شادمان خاقان بن خاقان رہے	واسطے حیدر امام المتقین	باظفر ہووے امیر المومنین
آمین	واسطے خاتون جنت فاطمہ	سلطنت ترکی ہو دائم قائمہ	از وکیل محمد [illegible]

جنگ روم و یونان کا پہلا عشرہ

مشہور مثل ہے کہ گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو شہر کی طرف بھاگتا ہے یہی نوبت یونانیوں پر گذری ہے۔ یورپ کے "مرد بیمار" کی تو سانس نہیں اکھڑی گویا گئی جا چکی ہے۔ اور یورپین پریس کی راستبازی کا نتیجہ تھا کہ دنیا پر ظاہر کر دیا تھا کہ ترک بھوکے قلاش ہو رہے ہیں سپاہیوں کو تنخواہ نہیں ملتی۔ جہاز بالکل نہیں۔ توپیں زنگ آلود ہیں۔ بس ایک حملہ ہوا نہیں۔ اور یونانی ترکوں کو معہ قبور [illegible] کے بغداد تک نکال باہر کر دینگے لیکن ع اب بھی اس آنکھ میں تھوڑی سی شرم باقی ہے۔ اب وہی متعصب یورپین پریس کان دبا کر مجبوراً اخلاقی طور پر اپنے جھوٹ اور دھوکا دہی کا اقرار کر رہے ہیں۔ یونانیوں کی جو تہذیب اور شائستگی بھری صفائیاں معرکہ کے متعلق ظاہر ہوتی ہیں۔ انکی نسبت سب سے پہلے ہم ایک انگریزی نامہ نگار قاہرہ کی چٹھی سے چند فقرے یہاں اخذ کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ یہاں یونانیوں میں انتہا درجہ کا جوش ہے۔ ہزار در ہزار روپیہ جمع ہو رہا ہے۔ میدان جنگ سے یونانیوں کی طرف جو تار آتا ہے سراسر جھوٹ سے لبریز ہوتا ہے اور یونانیوں کا اس پر ایمان ہوتا ہے۔ یورپین پریس میں ان خبروں کی تردید ہوتی ہے اور جو اصلی حقیقت معاملہ کی یورپین پریس ظاہر کرتا ہے اس پر یونانی لوگ اعتبار نہیں کرتے۔ اور اپنی قوم کی طرف سے موصول شدہ جھوٹی اور از سر تا پا غلط خبروں پر کمال اعتبار رکھتے ہیں۔ دارالسلطنت ایتھنز سے جو خبر آتی ہے اور جنہیں یہاں کے یونانی خوب چھپ چھپا کر پرچوں میں عرضہ کرتے ہیں وہ سب بے شرمی اور بیحیائی کے درجہ جھوٹ ہوتے ہیں۔" ان خبروں کا نتیجہ یہ تھا کہ جس شخص کو اصل معاملہ نہ معلوم ہو۔ وہ ان سے بجز اسکے اور کچھ یقین نہیں کر سکتا کہ پرویسا فتح ہو گیا یونانی جینا کے دروازہ پر کھڑے ہیں اور سرحد ترک و جینا کے مابین جس قدر علاقہ ہے سب یونانیوں کے باپ دادا کی ملک بن گیا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پرویسا کو یونانی بحری بیڑہ کے ہاتھوں نہایت خفیف سا نقصان پہنچا تھا کہ ترکی توپوں نے تمام یونانی بیڑہ کا منہ پھیر دیا اور ترکوں کی آرٹا کا ترکوں کے قبضہ میں آنا بالکل معمولی بات ہو گئی۔ کرنل منسوس کے ماتحت مقام پنٹی پکاڈیا پر یونانیوں کو ترکوں نے خوب ہی بھگا بھگا کر مارا۔ یہ مقام جینا اور آرٹا کے عین وسط میں ہے۔ اب ہم یہاں (قاہرہ میں) آخری جنگ کی خبر آنے کے منتظر ہیں جس کا مطلب یہ ہوگا کہ فرسالہ پر یا اسکے جوار میں فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ ترکوں نے وولو پر قبضہ کر لیا۔ آرٹا فتح ہو گیا۔ اور اب ترکی فوج ایتھنز پر حملہ آور ہے۔

اسکے بعد یہی نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں ایک اخبار فرانسیسی زبان میں شائع ہوتا ہے جس کے معاون اور سرپرست یونانی ہیں۔ اسمیں ایک بیرسٹر صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ "ترکوں کو سرحد یونان اور لیسا [illegible] روکنا اور وہاں سے مقابلہ کرنا اور لڑنا سراسر غلطی تھی۔ اصلی مقام جہاں انکو روک کر یونانی ان سے لڑتے لاریسا تھا" لیکن اب اسکے بعد سنینگے کہ مناسب مقام پر ترکوں کو روک لیتے اور آخری جنگ کرتے ایتھنز تھا۔ اور اسکا کچھ مضائقہ نہیں کہ ترک باقی تمام ملک یونان عبور کر لیتے۔ بہرحال یونانیوں کو پایہ تخت پر تمام جمعیت فراہم کر کے آخری لڑائی لڑنا بہتر تھا! آخر میں نامہ نگار لکھتا لکھتا ہے کہ [illegible] یونانی سپاہ کی جو شامت آئی تو [illegible] میں چلی گئی یہاں البانوی سپاہ [illegible] انکی

منتشر ہو گئی۔ البانوی افسر نے اپنے جوانوں کو مخاطب کر کے کہا۔ ان لوگوں کیلئے کارتوس خراب کرو صرف تلواروں کی خبر لو۔ چنانچہ البانیوں نے ۱۷ سو یونانی معہ اٹالین والنٹیروں کے کاٹ رکھدیئے۔ اور بمشکل ۳ سو جان بچا کر بھاگ سکے!

یہ ذکر بھی کر دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ شاہ یونان سے حال ہی میں ایک فرانسیسی اخبار نامہ نگار نے ملاقات کی۔ شاہ نے بہت کچھ کہا سنا۔ یا نا ہو کر سوالوں کے جواب دیئے ہیں اور اپنی فوج کی نامردی پر بہت واویلا کی ہے۔ مگر ایک بات خاص طور پر یہ بیان کی ہے کہ جو کچھ بعض یورپین سلطنتوں نے میرے ساتھ کیا اسکی قلعی کھولنے کا ابھی موقع نہیں ہے۔ اور جب وقت آئے گا وہ راز ظاہر ہونگے تمام دنیا کو وہ چالبازیاں اور فریب معلوم ہو جائینگے جنکا میں شکار بنا ہوں!

غرض سرحد پر ترکی فوجیں جمع تھیں اور یونانی بزدلانہ حملوں سے انکو تنگ کر رہے تھے۔ مگر ترکوں کا تحمل تھا کہ سوائے اپنے بچاؤ کے انہوں نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا بصرف اسلئے کہ قسطنطنیہ سے لڑائی کا حکم ابھی تک موصول نہ ہوا تھا۔ اور ہم پایہ تخت سے بابعالی کو اطلاع دیچکے تھے کہ سپاہ کا روکنا دن بدن مشکل ہوتا جاتا ہے۔ مگر حضرت سلطان المعظم اپنی حسب عادت تحمل اور بردباری کو حتے الامکان ہاتھ سے نہ دینا چاہتے تھے۔ آخرکار عصمت بک ترکی سفیر متعینہ ایتھنز نے وزارت صیغہ خارجیہ یونان کو ذیل کا نوٹ پیش کیا

یونان کی زیادتی اور چھیڑ کے باعث دونوں سلطنتوں میں سفارتی تعلقات قطع ہو گئے ہیں۔ یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ و دیگر قونصلوں کو سلطنت عثمانی سے چلے جانیکا حکم ملا ہے۔ اور اسیطرح ترکی سفیر متعینہ یونان کو قسطنطنیہ واپس آنیکا حکم موصول ہوا ہے۔

اس اعلان کے بعد تمام رعایا یونانی کو لازم ہے کہ ۱۵ دن کے اندر ترکی عملداری سے چلی جائے عثمانی رعایا کو بھی جو سرزمین یونان میں سکونت پذیر ہے حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی پندرہ دن کے اندر عملداری مذکور چھوڑ دے۔

۱۷ اپریل کو سفیران عثمانی کو جو یورپ کی اور سلطنتوں کے دربار میں متعین تھے ایک گشتی مراسلہ بھیجا گیا جسمیں مفصل کیفیت واقعات تازہ کی مندرج تھی۔ اور یونانیوں نے جو گرانبار پرورش کی تھی اسکا ذکر تھا اور اس امر کا اعلان تھا کہ یونانی باقاعدہ سپاہ ان حملہ آوروں کے ساتھ شریک تھی۔

اس گشتی مراسلہ میں اس امید کا اظہار کیا گیا تھا کہ طاقتہائے یورپ اپنے انصاف کو مدنظر رکھکر اس بارہ میں متفق ہونگی کہ جنگ کی تمام ذمہ داری یونان کے سر ہے۔ اور آخر میں یہ درج تھا کہ ٹرکی کو فتح کی مطلق خواہش نہیں۔ بلکہ ایک امر تازہ ثبوت اسکی امن پسندی کا یہ ہے کہ وہ اپنی فوجیں سرحد سے ہٹانے پر رضامند تھی۔ اگر یونان اپنی فوجیں سرحد اور کریٹ سے بلالے۔

اب ۱۷ اپریل کو سرحد پر جو حالت تھی وہ اس روز شام کی ایک تار سے واضح ہوتا ہے جو ایلاسونا سے جو درہ ملونا کے دامن میں واقع ہے ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار نے بھیجا تھا۔ اور جسکی نقل ذیل ہے "میں ابھی کاریا سے آیا ہوں جہاں تمام دن کشت و خون ہوتا رہا۔ میں گھوڑے پر یہاں سے چلا تھا اور تین گھنٹہ سفر کر کے کاریا پہنچا لڑائی جاری تھی۔ اور میں حمدی پاشا کے خیمہ کے پاس سے اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ پاشا موصوف چھٹے حصہ فوج کے کمانڈر ہیں۔ فریقین وہ پہاڑیوں پر جمع ہو گئے تھے جو ایک دوسرے کے بالمقابل ہیں اور جنکے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے۔ توپخانوں کی حمایت میں یونان کی باقاعدہ فوج سالم راستہ آہستہ آہستہ سرحد پر آتی۔ اور سوادی کو تک

بڑھی چلی آتی تھی۔ مگر آج کل تفصیلی ترکی سپاہیوں نے انکی خوب خبر لی اور انکو سرحد پار بھگا دیا۔ مگر یونانی ادھر سے نکلکر ایک دوسرے پہاڑ پر پہنچکر جم گئے۔ اور وہاں سے پھر لڑائی شروع ہوئی۔ حملہ آوروں میں ایک معقول تعداد رسلی کے والنٹیروں کی بھی ہے۔ وہ جگہ یونانیوں نے ترکوں پر حملہ کیا۔ مگر ترک سپاہی نہایت تحمل سے رہے اور بغیر اسکے کسی قسم کا اظہار جوش کے اپنی جگہ جمکر کھڑے رہے۔ اور صرف اپنا بچاؤ کرتے رہے۔ اور اسطرح انکا کم نقصان ہوا ہے۔ سامنے تھوڑی ہی دیر میں زخمی افسر اور مردہ افسروں کی لاشیں فوج سے باہر نکالی گئیں۔ ابتک مفصل تعداد مقتولوں کی معلوم نہیں کیونکہ ہسپتال میں برابر زخمی لائے جاتے ہیں۔ ساڑھے چار بجے کا تار آیا تو پسپا ہوا۔ راستہ میں اور بھی زخمی ملے جو ہسپتال میں لائے جا رہے تھے۔ ابھی کارروائی ہو رہی تھی کہ ادھر ادہم پاشا کے پاس ادہم پاشا کا ایک تار پہنچا۔ جسکا مضمون کہ جنگ کا اعلان ہو گیا ہے اور کل صبح حملہ کیا جائیگا۔ اس خبر پر ترکوں کا جوش قابل دید تھا۔ اور جنگ کے نعرے ہی پاک کے نعروں سے تمام پہاڑ گونج رہے تھے۔

رپورٹ کا خاص نامہ نگار اپنے ایک تار میں جو اسنے اسی دن سہ پہر کو درہ ملونا کے دامن سے روانہ کیا تھا ۱۸ تاریخ کی جنگ کی کیفیت اسطرح بیان کرتا ہے۔ اسوقت درہ ملونا پر قبضہ کرنے کیلئے میدان کارزار گرم ہو رہا ہے۔ کشت و خون ہو رہا ہے۔ مگر ترک نہایت استقلال سے قدم جمائے ہوئے ہیں۔ اب تمام یونانیوں کے پاس فقط دو مورچے رہ گئے ہیں۔ ساڑھے دس بجے ادہم پاشا نے ریزرو لا اور انکو درہ کے دامن میں چوکیاں لگا دی گئیں۔ ترکوں نے کوشش کی تھی زمین کی ناموافقت کا بیان ندی۔ البانیا اور سالونیکا کی جنگی اسوقت لڑ رہی ہیں۔ بڑی ہی المیان اور متانت سے لڑ رہی ہیں ان میں بیہودہ جوش یا غضب کا بالکل نشان تک نہیں۔ از سرتا پا متانت ٹپکتی ہے۔ اور قدم قدم پر بے نظیر شجاعت اور مردانگی ظاہر ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں اور لڑائی برابر جاری ہے۔ ترکی توپخانہ نے اعلی درجہ کی مشاقی اور تجربہ کاری ظاہر ہو رہی ہے ترکی توپوں سے ... پریشان ... تعجب ناک ... یہ ہوا کہ تھوڑی ہی دیر میں ترکوں کے قابل لوگوں نے یونانیوں کے پیر اکھاڑ دئے۔ گھنٹے ... میدان کارزار گرم ہے۔ شام سر پر آ گئی۔ اور ابھی تک کشت و خون جاری ہے۔ ترکوں کا نقصان بہت ہی خفیف ہے ۲۰ جوان مرے ہیں اور کوئی ۵۰ زخمی ہوئے ہیں حالانکہ غنیم کی طرف صرف ایک ہی پہاڑی پر ۱۰۰ لاشیں پڑی ہیں۔ ہسپتال کا انتظام قابل تعریف ہے۔ ترکی سپاہی کہتے ہیں کہ یونانی شراب پیکر لڑتے ہیں۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد انکو شراب پلائی جاتی ہے جو یہاں سے صاف نظر آ رہا ہے۔ فریقین جان توڑ کر کوشش کر رہے ہیں کہ ... عمدہ جگہ مل جائے۔

یہی نامہ نگار ۱۹ کو بھی لکھتا ہے ... ترک کلی طور پر تمام درہ پر متصرف ہو گئے۔ اور ادھر ادھر کی پہاڑیاں بھی انھوں نے تسخیر کر لی ہیں۔ جنگ میں جو بہادری اور استقلال ترکوں نے دکھلایا ہے اسکی تعریف کا حق نہیں ادا ہو سکتا ہے۔ ترکوں کی مستقل مزاجی قابل اور شجاعت کا اظہار دیکھکر حیرت سے تصویر بنا ہوا تھا۔ لڑائی کے عین زور شور کے موقعہ پر بھی انکا استقلال اور متانت اور دلاوری تعریف تھی۔ بطور مثال کے میں اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ۲۰ ترک سپاہی حملہ آوری کا کوچ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور اپنی فوج سے جدا ہو گئے تھے۔ سامنے سے یونانی گولوں اور گولیوں کا مینہ برس رہا تھا۔ اونکی ... کرتے تھے۔ مگر باوجود اسکے

اور فوج سے علیحدہ ہو جانیکے یہ نہایت خود مختاری اور استقلال سے آگے بڑھ گئے۔ ایک کے گولی لگی اور گرا۔

دوسرا اور تیسرا بھی گولی لگی اور گر گئے مگر چوتھا اسلیے اپنی طبیعت پر قابو رکھے ہوئے تھا اور استقلال سے اپنی جان کی ذرہ بھر بھی پرواہ کئے بغیر تیزی سے بڑھتا گیا یہاں تک کہ یونانی سپاہیوں کی ایک ٹکڑی کمانڈر آ پہنچے [illegible] لڑائی جس وقت عین زور شور پر تھی منظر نہایت دلچسپ اور قابل دید تھا۔ ادھم پاشا اور [illegible] نہایت اطمینان اور خوشی مجمع نظر آرہا تھا۔ اردلی رپورٹیں لاتے اور احکام لیجانے میں مصروف تھے۔ اور گاڑیاں زخمیوں کی بڑی نہایت عجلت سے لیجائی جا رہی تھیں۔ سپاہیوں کے چہرے [illegible] بارود سے سیاہ ہو رہے تھے اور اکثر کے خون سے رنگے ہوئے تھے۔ ادھم پاشا نہایت متانت اور استقلال سے اپنی دوربین کے ذریعہ لڑائی کے ہر ایک پہلو پر اور ہر طرف برابر نظر دوڑا رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سی رپورٹیں میدان جنگ میں مصروف افسروں کے پاس سے موصول ہوتی تھیں۔ کاغذ کے چھوٹے چھوٹے پرزوں پر [illegible] پنسل سے لکھی ہوتی تھیں۔ افسر اور سپاہی یکساں بارود اور گرد میں لتھڑے ہوئے ہیں۔ دو دن اور دو راتیں گذر گئی ہیں کہ انکو سونا نصیب نہیں ہوا [illegible] اور [illegible] میں استقلال کی تعریف [illegible] ہر ایک [illegible] تمام [illegible] یونانی [illegible] چھاتیاں ترکوں کے حوالہ کر گئے [illegible] میں استقلال [illegible] پانچ پانچ [illegible] پہاڑوں پر چلے گئے اور [illegible] جگہ چھوڑ دی۔

یونانی [illegible] ایک [illegible] نالی [illegible] ایک چھوٹی سی پہاڑی پر باقی ہے حملہ کرنے کی اب ترک تیاری کر رہے ہیں اور [illegible] بار بار پہاڑی توپوں کے مقابل میں [illegible] جا رہے ہیں۔ تمام سپاہی نہایت خوش و خرم ہیں اور کھیل رہے ہیں [illegible] اور [illegible] توپیں چڑھا نے لئے جا رہے ہیں [illegible] پہاڑی پر [illegible] یونانیوں پر [illegible] میدان میں گولہ باری کر رہی ہیں جس سے [illegible] یونانی [illegible] اپنی آنکھوں سے انکو یونانی بٹالین میں گر کر [illegible] دیکھتا ہوں [illegible] آفندی [illegible] ہوئے تھے۔ تمام ترکی فوج میں [illegible] پہلے ہی میدان [illegible] اور [illegible] نہیں [illegible] کمان انکے پاس تھی۔ اور [illegible] نہایت درجہ کی خوش خلقی اور مروت سے پیش آئے [illegible] کئی گھنٹے لگاتار لڑائی میں مصروف ہوں۔ نہ کھانا کھایا ہے نہ پانی پیا ہے۔ شام کو دو بٹالین انکو زیر کمان یونانیوں کے مورچے پر حملہ کی تیاری کر رہی تھیں کہ انہوں نے سپاہیوں کو مخاطب کر کے چند الفاظ کہے اور آخر میں بولے [illegible] اس جنگ [illegible] نصیب ہو وہ حملہ [illegible] اتنا ہی کہنا کافی ہو گیا اس [illegible] جادو کا کام کیا۔ سپاہی [illegible] بلکہ [illegible] جو بلا ردوکد [illegible] جوش میں محو ہو کر انکے ساتھ شامل ہو گئے۔ چنانچہ اسطرح ان جوانوں نے [illegible] سنگینوں کی نوک پر مورچہ فتح کر لیا۔

اس [illegible] پر ایک مورچہ تھا اور یونانی نہایت دلیری سے تمام دن [illegible] سے بچانے میں [illegible]

نہایت خونریز لڑائی جاری رہی۔ مگر آخر کار یہ بھی سنگینیوں کی نوک پر فتح ہوگیا ترکوں کی حملہ آوری فن جنگ اور دلاوری کی بینظیر مثال تھی جس سے غایت درجہ کی شان کا اظہار ہو رہا تھا سپاہی تکرار کر کے دمدموں پر چڑھتے چلے جاتے تھے۔ اور جسقدر جان توڑ کر بڑھ رہے تھے اسکا اندازہ کرنا دشوار معلوم ہوتا تھا۔ یونانی اڑے رہے۔ یہانتک کہ جب ترک تین گز کے فاصلہ پر رہ گئے۔ تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ صرف اس حملہ میں ترکوں کے ۶۰ جوان کام آئے اور ۱۷۰ زخمی ہوئے۔ اس ٹورنکسی اور مقام پر ایسی سخت لڑائی نہیں ہوئی ترکوں کے شجاع حافظ پاشا کی شہادت پر بہت افسوس ہو رہا ہے۔ ۷۰ برس کے بوڑھے تھے کہ شوق شہادت میدان میں کھینچ لایا۔ اپنے دستے کے آگے آگے گھوڑے پر سوار درہ ملونا میں بڑھے چلے جاتے تھے۔ اور سامنے یونانیوں کی توپوں کا منہ برس رہا تھا ایک سپاہی نے عرض کیا کہ جناب اگر گھوڑے سے اتر لیں تو نامناسب ہوگا۔ لاپروائی سے بولے ہونہہ باہم روسیوں کے ساتھ جب لڑتے تھے اسوقت تو گھوڑے سے اترے نہ تھے۔ اب کیوں اتریں۔ مقابلہ کے وقت بائیں بازو پر گولی لگی۔ مگر بہادر آگے ہی بڑھتا گیا اور گھوڑے سے نہ اترا دوسری گولی داہنے بازو میں لگی۔ مگر اسپر بھی اس شجاع کی ہمت اور دلاوری نے گھوڑے سے اترنا بار گراں گوارا نہ کیا۔ یہانتک کہ تیسری گولی عین حلق میں پہنچی۔ اور اس مرد میدان نے جام شہادت نوش کیا۔

ملونا سے آگے بڑھکر ادہم پاشا نے جو تار حضرت خلیفۃ المسلمین کی خدمت میں ارسال کیا اسکا ترجمہ بھی یہاں درج کرنا خالی از دلچسپی نہوگا۔ وہ تار یہ ہے۔ اب لاریسا صرف ایک گھنٹہ کی مسافت پر ہے۔ ہم نہایت گھمسان کی لڑائی لڑ رہے ہیں۔ ۵۰ ہزار ترک سینہ سپر ۳۴ ہزار یونانیوں کے سامنے کھڑے تھے۔ ہمارے سپاہیوں نے بہادری کے جوہر دکھلا دئیے ہیں۔ بہت جلد امید ہے کہ فتح عظیم کی خوشخبری ارسال خدمت کرونگا۔

ایک نامہ نگار ۲۰ اپریل کو ملونا سے بذریعہ تار خبر دیتا ہے کہ ترک درہ ملونا کو طے کر کے تھسلی کے میدان میں پہاڑ سے نیچے اتر کر بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ صدر مقام کا شاندار ملونا کی چوٹی پر ہے۔ ترکوں کی یورش دیکھنے کے قابل ہے۔ ادہم پاشا دم بدم اپنی قابلیت فن جنگ کا ثبوت دے رہا ہے۔ اسکی تجویزوں اور تدبیروں نے اتنی کلوں کی طرح کام کیا ہے اور انہیں غیر معمولی دانائی اور ہوشیاری ثابت ہوئی ہے میں صدر مقام کو شاندار کیا کہتا ہوں۔ مگر نقشہ تعمیل جنگ کی مکمل کیفیت فوجی اور جنگی ضابطوں کے باعث بغیر سلسلہ کی خفیہ الہی بمنزلہ کسی ایک سوار کے مانند جھنڈا ادھر ادھر اڑا دیتے ہیں یونانیوں کے توپخانہ کو برابر پہنچ رہی ہے۔ تمام میدان کی کیفیت سامنے نقشہ کی طرح پھیلا ہوا ہے۔ تمام ترکی سپاہیوں میں جوش گرمی اور عام شوق جنگ بھڑکا ہوا ہے۔ اسکی میں ایک مثال بتاتا ہوں۔ ہیجان سوار اردلی صدر مقام شاندار مصروف کارزار فوج میں بڑے بڑے افسروں اور احکام کے لاسنے لیجانیکا کام کر رہے ہیں۔ یہ پیام پہنچاتے کسی افسر یا رجمنٹ کو حکم دیتے ہیں۔ اور جواب لیکر ایک جہتہ کھڑے رہتے ہیں۔ تو اثنا میں بجائے اسکے کہ گولیوں اور گولوں کی زد سے علیحدہ ہو جائیں۔ وہ انہیں پکڑ لیتے ہیں۔ اور جوہر سنگ اب لیتے ہیں۔ انہیں غنیم کو میان آنکھیں ترکوں نے ہونا تک تار لگا لیا ہے۔ ترکی رسالہ نے یونانی رسالہ توڑ دیا۔

ایک دو امر زادوں کی شرافت اور تہذیب کی مثال کے طور پر بیان کرنا مناسب ہوگا۔ یونانی جب میدان سے بھاگتے ہیں اپنے

مقتولین کے کپڑے اتار لیجاتے ہیں۔ مگر ترک جب وہاں پہنچتے ہیں نہایت احترام سے انکو اٹھا کر ساتھ والے مقامات پر دفن کر دیتے ہیں آج رات ترکی فوج تھسلی میں ان خیموں میں آرام کریگی جو یونانی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ ؎

اے روبہک چرا ننشستی بجائے خویش * با شیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش

جب سے عساکر عثمانیہ نے ملوناپاس پر قبضہ کر لیا ہے وہ برابر یونانیوں کی قلمرو میں بڑھتے چلے جاتے ہیں اور اب تھسلی کا دار السلطنت اونکے قبضہ میں ہے۔ اگرچہ پچھلے ہفتہ میں کچھ جنگ ہوئی۔ مگر لاریسا بلا کسی کشت وخون کے ترکوں کے ہاتھ آگیا۔ اور یونانی مارے ڈر کے بھاگ گئے۔

جمعہ کے دن علی الصباح ترکوں نے مقام مائی پر حملہ کیا۔ اسکو قصبہ یا قریہ تو نہیں کہہ سکتے البتہ ایک مختصر سا پہاڑی مقام ہے۔ جس میں ایک چھوٹا سا گرجا واقع ہے۔ اور چند سرد اور شیریں پانی کے چشمے بھی موجود ہیں۔ لڑائی صبح سے شام تک متصل جاری رہی۔ اور یونانی فی الجملہ میدان میں اڑے رہے۔ ولیعہد یونان (کمانڈر انچیف) اور پرنس نکولس بھی یہاں جنگ میں موجود تھے اور کہا جاتا ہے کہ پرنس نکولس نے بہت کچھ جوانمردی دکھائی۔ یونانیوں کے میمنہ کا سردار کرنیل ہمو اسملس تھا جسکے ماتحت میں آٹھ ہزار پیادہ فوج تھی۔ اور میسرہ کا کمانڈر کرنیل مسٹراس تھا جس کے زیر کمان پانچ ہزار جوان تھے۔

توپخانہ میں ۳۶ توپیں تھیں جو مائی کی سڑک سے ویلسٹینو تک فوجی آئین کے مطابق لگی ہوئی تھیں۔ علاوہ اس مجموع پیادہ کے پانچ دستے سواروں کی فوج کے تھے جنکی تعداد بھی پانچ ہزار سے کم نہ تھی۔ اس کے مقابلہ میں ترکوں کی کل پیادہ فوج نو ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اور تقریباً تین ہزار رسالہ کے سوار تھے اور توپیں ۲۲ تھیں (ریوٹر کا کارسپانڈنٹ اب دنیا کو کیا منہ دکھائیگا جو ترکوں کی ہر ایک فتح کو انکی کثرت تعداد سے منسوب کرتا تھا)۔ طلوع آفتاب سے دوپہر تک آتشباری مسلسل طرفین سے جاری رہی۔ مگر قریب ایک بجے کے ترکوں نے یونانیوں کے میمنہ پر حملہ کیا۔ اور شام کے چھ بجے عساکر عثمانیہ نے انکا میمنہ اور میسرہ بڑی جوانمردی کیساتھ الٹ دیا۔ اور قلب لشکر میں بھی سخت تزلزل واقع ہوگیا۔ اس موقع پر ترکوں کے سواروں نے واقعی بسالت اور جوانمردی کی داد دی اور ایسے سخت حملے کئے کہ معاندین کے چھکے چھوٹ گئے اگرچہ لڑائی کم و بیش رات تک جاری رہی۔ مگر شام کو قریب چھ بجے کے کرنیل ہمو اسملس نے کرنیل سمولینسکی کمانڈر ریزرو کو ایک تار اس مضمون کا دیا "مجھے شکست ہوئی ہے۔ اور کرنل ... کہاں جا رہا ہوں تم اپنا عقل وقیاس کے مطابق کام کرو"۔ لڑائی کی یہ صورت دیکھکر ایک مجلس کل افسران فوجی کی منعقد کی گئی۔ جس کے صدر انجمن ولیعہد یونان تھے (انجمن احبابِ ... سے انجمن) جنہوں نے یہ قرار دیا کہ ٹرنوا کی طرف بھاگ جانا قرین مصلحت ہے چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا (اور وہ فوجیں جو قسطنطنیہ میں اپنا علم گاڑنے کو گھر سے نکلی تھیں نہایت ذلت کیساتھ کمال سراسیمگی میں الٹے پاؤں بھاگ گئیں) مقام ویلسٹینو پر جو لڑائی ہوئی اسکی یہ صورت ہے کہ عساکر ترکیہ کے کمانڈر نے جب دیکھا کہ مخالف کا میسرہ کیسی قوت سے جما ہوا ہے تو اس نے یہ عقلمندی کی کہ ایک دستہ فوج پیادہ کے ساتھ فقط اسی پر حملہ کیا۔ اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان پر کچھ سخت نہ جا پڑے۔ بلکہ ... دور دور کر کے سپاہی ... کے بعد ... سے حملہ آور ہوں۔ اسکا فائدہ یہ ہوا کہ یونانیوں کا توپخانہ بیکار رہ

مفت ضائع ہو گیا کیونکہ ترکی سپاہی جو دوڑ دوڑ کے حملہ پر جا رہے تھے اپنے آپ کو فوجی قاعدہ کے مطابق بچاتے جاتے تھے برخلاف
اُنکے یونانی جو پرا باندھے ہوئے سامنے کھڑے تھے ترکوں کے توپخانہ کی زد سے بالکل نہ بچ سکے اور ترکوں کی ایک گولی بھی
ضائع نہ گئی۔ ترکی افسروں کی اس ہوشیاری اور یونانیوں کی حماقت کا یہ نتیجہ ہوا کہ انکی صفیں بالکل ٹوٹ گئیں اور اُن کے پاؤں
اُکھڑ گئے اور بہت سراسیمگی اور بدحواسی میں اُنہیں میدان جنگ سے بھاگنا پڑا اور ترکوں نے بڑی پھرتی اور سرعت سے یکے
بعد دیگرے اُنکے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ اتنی بڑی لڑائی میں ترکوں کے فقط دس جوان کام آئے اور ۲۰۰ زخمی ہوئے اور یونانیوں کے مقتولین
اور مجروحین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ میسرہ کا یہ انتظام کر کے ترکی کمانڈر نے دو دستے پیادہ فوج کے قلب لشکر پر بھیجے جنہوں
نے جا کر انکو نہایت کشت و خون کیساتھ پسپا کیا۔ جب قلب اور میسرہ پر یونانیوں کو ایسی فاش شکستیں ہوئیں تو ترکوں نے آسانی
کیساتھ پاس کے دو قصبوں پر قبضہ کر لیا۔ یونانیوں کی یہاں تو یہ گت ہوئی اب اُس فوج کا حال سنیے جو مقام نذیرو سے
ہٹی تھیں۔ اُنہوں نے اول مقام ڈماسی میں سخت شکست کھائی جب وہاں سے پسپا ہوئی تو چاہا کہ ویکلا پر قبضہ کریں مگر
وہاں سے بھی ترکوں نے مار کر بھگا دیا۔ حمدی پاشا جس نے پچھلی دو شکستیں دی تھیں۔ ان بھگوڑوں کا تعاقب کرتا ہوا اپنے صدر
مقام کاریا سے مارشل ادہم پاشا کی فوج میں جا ملا اور دونو جنرلوں نے باتفاق ہمدگر سنیچر کے روز صبح کیوقت ٹرنیوس پر قبضہ
کر لیا۔ جسے یونانیوں نے ایک دن پہلے بوقت شب بلا کسی حملہ کے ڈر کے مارے خالی کیا ہوا تھا۔ اُس روز یعنی سنیچر کو جو تار
ادہم پاشا نے قسطنطنیہ کو بھیجا۔ اس کے الفاظ یہ تھے سلیڈا کی کا پہاڑ جو بڑا کارآمد مقام شمال میں واقع ہے۔ ہمارے سپاہیوں
نے ۳۳ ماہ جال کو لے لیا ہے۔ حمدی پاشا کی فوج کل مقام کاریا سے آ کر مقام لاری میں ہماری فوج سے آ ملی ہے اور
ہماری فوج نے قصبہ ٹرنیوو پر جو لاریسا سے دو گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔ آج کے روز قبضہ کر لیا۔ تمہ۔
ادہم پاشا نے جو دوسرے روز یعنی اتوار کو سرکاری طور پر قسطنطنیہ کو مراسلہ بھیجا تھا۔ اُسکے الفاظ یہ تھے۔ "لاریسا حضرت
اقدس کے قدموں کے تلے ہے۔ ہمارے دستہ سواران نے اُس پر بلا مزاحمت قبضہ کر لیا ہے۔ یونانی مارے خوف کے جنوب
بھاگ گئے ہیں اور ہمکو بہت سا سامان جنگ اور بارود یہاں ہاتھ لگا ہے۔" ادہم پاشا خود متعجب تھا اور ظاہر کرتے تھے کہ یونانیوں نے ایسا مضبوط مقام
کیونکر اسطرح چھوڑ دیا۔ مگر حق یہ ہے کہ یہ سب کچھ اس حکمت عملی کا ثمرہ تھا جو ترکی کمانڈر نے بعد فتح دلیلار کی تھی اور وہ یہ تھی کہ مارشل ادہم پاشا
نے بعد فتح دلیلار یہ حکم دیا تھا کہ ترکی لشکر اپنے آپکو ایک حلقہ کی صورت میں قایم کر کے یونانیوں کے عقب کو روکے۔ تاکہ اُنہیں
واپس جانا نہ ملے مگر البانیا کے سپاہی جو شبخون کرنا اور خاموشی کیساتھ حملہ آور ہونا خلاف وضع بلکہ موجب عار سمجھتے ہیں اُنہوں
نے بجائے اسکے کہ اس حکم کی تعمیل اندھیری رات میں چپ چاپ کرتے یہ کیا کہ کوچ کیوقت بہ آواز بلند گانا شروع کیا جسکی
آواز سے یونانی خبردار ہو گئے۔ اور جب انکو نرغہ میں پھنستا دیکھا محض اس آواز سے ایسے بے دم بھاگے کہ صبح کیوقت انکی
[illegible] ایک نفر بھی موجود نہ تھا۔ مارشل ادہم پاشا نے بطریق استہزاء [illegible] اپنی زبان سے یہ بھی کہا۔ "کہ ان البانیا کے سپاہیوں کی
[illegible] نے [illegible] اور یونانیوں کو بھاگنے کا موقعہ مل گیا" ورنہ ہم آج شب کو ضرور کرون پرنس کو اپنے خیمہ میں

مہمان کرتا اور انہیں ناچار میرے ساتھ ڈنر کھانا پڑتا۔ بعد فتح لاریسا اگرچہ یونانیوں کے پاس شاباشکی چوکی تھی۔ لیکن جب انہوں نے لاریسا کا حال سنا تو وہ ایسے بیدل ہوئے کہ بھاگتے ہی بن آئی۔ اس مقام پر بھی ترکوں کو بہت سا مال غنیمت اور اسباب حرب اور خوراک ہاتھ آیا۔

اخبار ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ جو یونانی فوج کے ساتھ ہے۔ وہ لاریسا کی فتح کی نسبت اس طرح پر رقمطراز ہے جو سراسیمگی اور بے ترتیبی لاریسا سے واپسی کے وقت یونانی فوج میں واقع ہوئی ہے۔ وہ غلط فہمی کے سبب سے وقوع میں آئی کمانڈر انچیف اور اُن کے سٹاف نے جب دیکھا کہ ترکی رسالہ ہمارے میمنہ کا ستیاناس کر رہا ہے۔ اور وہ متواتر حملوں کی تاب نہیں لا سکے۔ بلکہ اُنکے پاؤں اُکھڑنے والے ہیں۔ تو انہوں نے حکم دیدیا کہ شام ہوتے ہی فوجیں لاریسا میں واپس آجائیں۔ یہ حکم بذریعہ برقی روشنی کے اس یونانی فوج کو بھی پہنچا یا گیا۔ جو پہاڑوں پر پڑی ہوئی تھی۔ ساڑھے آٹھ بجے شب کے یہ حکم پہنچا اور فوج نے اُسی وقت حرکت شروع کی۔ سپاہیوں کا یہ حال تھا۔ کہ سارے دن کے تھکے ماندے بھوک اور تشنگی سے عاجز ہو رہے تھے۔ علاوہ ان سب باتوں کے ترکوں کے توپخانہ نے انکا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ ایسی بدحواسی کی حالت میں وہ اس برقی روشنی کے حکم کو یہ سمجھے کہ ترکوں نے کل پہاڑی مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ سمجھنا ہی ان کی بدحواسی کے لئے کافی تھا۔ کہ یکایک ایک آواز آئی کہ ترکی رسالے بڑھے چلے آتے ہیں۔ اس آواز سے ان کے رہے سہے اوسان خطا ہو گئے۔ اور سراسیمگی اور بے ترتیبی اور بدحواسی کمال کے درجہ کو پہنچ گئی زیادہ غضب یہ تھا کہ اندھیری رات میں جب دوست و دشمن کو تمیز کرنا ناممکن تھا۔ اپنے سایہ سے بھی ڈر لگتا تھا۔

اس یاس کے عالم میں ایک دستہ سپاہیوں کا لاریسا میں ایک بجے رات کے پہنچا۔ اُن کے پہنچنے کی خبر لاریسا میں دفعتاً پھیل گئی اور شہر کے باشندے اسیوقت اپنا اپنا بوریا بدھنا باندھکر بھاگنے کو تیار ہو گئے۔ صبح کیوقت کراؤن پرنس بھی بسواری ریل لاریسا کو روانہ ہوئے (کیوں نہ ہو ؎ ازصدف گوہر شاہوار بیاید بیروں   پھستا چشمکہ تو از خانہ بدر مے آئی

اُسی روز یعنی اتوار کو صبح کے چھ بجے عساکر عثمانیہ نے لاریسا پر قبضہ کر لیا یہاں ترکوں کو چھ بڑی توپیں اور بہت سا اسباب حرب اور خوراک علاوہ ایک پہاڑی توپخانہ اور بہت سے قیدیوں کے ہاتھ لگا۔ ترکی کمانڈر نے داخل ہوتے ہی مختلف جوانب میں سواروں کے دستے یہ حکم دیکر روانہ کیے کہ اگر یونانیوں میں سے کوئی بقیۃ السیف رہا ہو تو ان کا قضیہ بھی پاک کر دو۔ مارشل ادہم پاشا نے شہر میں داخل ہوتے ہی سخت احکام جاری کر دیئے کہ کوئی سپاہی کسیکا مال وغیرہ نہ لوٹے اور کسی قسم کی دست اندازی نہ کرے۔ اس حکم کی یہانتک تعمیل ہوئی کہ ایک ترکی سپاہی جسے ایک قمیص ایک کھلی ہوئی دکان سے ہاتھ لگی تھی خود گرفتار کیا گیا۔ اور قمیص مالک کو واپس کی گئی۔ یونانی زخمیوں کی نسبت یہ حکم ہوا کہ وہ ریڈکراس ہاسپٹل کے سپرد کئے جائیں۔ اور اُن سے ترکوں نے نہایت انسانیت اور رحمدلی کے ساتھ سلوک کیا

یہی کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ قریب چار سو قیدی ترکوں کے پاس ہیں۔ اور چار پانچ سو شہر کے باشندے بھی لاریسا میں ہیں۔ جن کے ساتھ ترکوں کا برتاؤ نہایت قابل تعریف ہے۔

ان لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ تین دن پہلے سے یونانی سپاہیوں نے شہر کو لوٹنا شروع کیا ہوا تھا۔ اور ان کی شورہ پشتی یہاں تک اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ اکثروں نے بیکس عورتوں کی عصمت میں بھی خلل اندازی کی۔ اور اس معاملہ میں انہیں ہم مذہبی کا پاس بھی نہ رہا۔ اس سے بڑھکر یہ ہوا کہ جب دو سپاہی آپس میں کسی امر پر بگڑ جاتے تھے تو علانیہ آپس میں جنگ ہو جاتی تھی اور کشت و خون کی نوبت پہنچ جاتی تھی

اسی کارسپانڈنٹ کی رائے ہے کہ لڑائی کا پہلا مرحلہ تو طے ہو چکا ہے اور متخاصمین کی حالت اور جوانمردی دیکھکر یہ رائے قائم کرنا کچھ مشکل نہیں کہ یونانیوں کیلئے مناسب بلکہ ضروری یہ ہے کہ وہ اس شوخ چشمی سے باز آئیں اور اپنے آپکو ترکوں کے رحم پر چھوڑ دیں چھوڑ دیں جسقدر روپیہ سرکاری بنک وغیرہ کا ہاتھ لگا ہے اسکا یہ انتظام ہوا ہے کہ صندوقوں میں مقفل کر کے مہریں لگائی گئی ہیں اور اس کام کیواسطے ایک مجلس مسلمانوں کی قائم کی گئی ہے جس کے سپرد یہ اہتمام ہوا ہے پیر کی صبح کو سب عیسائی دکانداروں نے اپنی اپنی دکانیں کھولیں وہ سب معاملہ کی یہ صورت دیکھکر رضامند تھے۔

ریوٹر کا کارسپانڈنٹ جو عساکر عثمانیہ کے ساتھ لارلیسا میں داخل ہوا تھا لکھتا ہے۔ کہ اگرچہ یونانی باشندے سب کے سب بھاگ گئے ہیں۔ مگر حسن اتفاق سے ایک ایسا شخص مجھے وہاں ملا جس سے کسی قدر حالات معلوم کر سکا اس نے بیان کیا کہ ہفتہ کی شب کو سب لوگ بھاگتے رہے فقط چند والنٹیر رہ گئے تھے جو اس تاک میں رہے کہ اپنی فوج نکلے تو ہم لوٹ مار شروع کریں چنانچہ ایسا ہی کیا کہ جہاں اپنی فوج نے قدم باہر نکالا وہیں ان بدبختوں نے چھیڑ چھاڑ شروع کردی جیلخانوں کے دروازے کھولدیئے اور وہاں سے جسقدر بدمعاش آزاد ہو سکے وہ بھی ان کے ساتھ تاخت و تاراج میں شریک ہو گئے اور خوب ہی جی بھرکر شہر کے باشندوں کو لوٹا جب یہ [illegible] مسلمان باشندوں کے مکان پر [illegible] دکانیں جلانی شروع کیں مختصر یہ ہے کہ یونانیوں نے بہت برا سلوک مسلمانوں سے کیا یہاں تک کہ جب کبھی ان میں سے کوئی بازار میں جاتا تھا۔ تو یہ انکی ٹوپیوں سے [illegible] چھڑا دیتے تھے

اسی کارسپانڈنٹ کی تحریر کے رو سے ظاہر ہے کہ لارلیسا سے یونانیوں نے جمعہ کی شب سے بھاگنا شروع کیا تھا۔ کیونکہ جبکہ اس وقت انہیں ملونا کی شکست کی خبر ملی تو انہوں نے بھاگنے کی ٹھان لی تھی مشہور ہے کہ کرون پرنس نے ہر چند چاہا کہ ذرا ٹھہر کر کچھ [illegible] نہ مانا۔

اسی کارسپانڈنٹ کا بیان ہے کہ مجھے تعجب ہے کہ ایسے مستحکم مقام سے یونانی یوں بھاگ نکلے جس کی وجہ سوائے اس کے کچھ اور نہیں ہو سکتی کہ ان کے حواس بالکل پراگندہ ہو گئے تھے۔

آگے چلکر ٹائمز کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ لارلیسا بذاتہ کوئی ایسا مقام نہیں ہے کہ جب شجاع سپاہیوں کی زد کی ایک عرصہ تک آ سکتا جنگی سواروں کی پھرتی اور جنگی توپخانہ کی اعلے مشاقی ثابت ہو چکی تھی۔ البتہ اب جو ہیڈکوارٹر یونانی فوج نے قائم کرلیا ہے [illegible] ایسا مقام ہے جہاں یونانی کچھ عرصہ تک اڑ سکتے ہیں یہ مقام ایک بڑا تاریخی مقام ہے یہیں قلب [illegible] شکست دی تھی اور پھر اسی جگہ سیزر نے سینٹ کی فوجوں کو جو پومپی کے تحت کمان تھی زیر [illegible] اسی طرح سابق میں بیرونی دشمنوں کے بھاگنے

باوشاہوں کو شکستیں دی تھیں ویسا ہی اب کے بھی ترکوں نے یونانیوں کو زک دی۔ ان حسابوں یونانی اپنے آبا و اجداد کی غلطی کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔

اب انتظام فرسالار پر چالیس ہزار یونانی فوج جمع ہے اور مورچہ بندی عام رائے کے مطابق بہر حال کی موزوں مورچہ بندی سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ غازی عثمان پاشا واپس بلائے گئے ہیں ظاہر جب ایسی صورت کس قدر مشوش ہوگئی تھی تو اُنکا تقرر بحیثیت سردار اکرم عمل میں آیا تھا۔ مگر جب ایک دوسرے سے روز فتح پر فتح ہونے لگی تو ادہم پاشا کی قابلیت پر نظر رکھکر انہیں واپسی کا حکم آگیا۔ اور غازی موصوف کو یہ حکم ملا کہ مقام دیر پا پر جہاں سے وہ سلونیکا میں تشریف لیگئے۔ اب وہ اُسی مقام پر احکام شرعیہ کا انتظار میں ٹھہرے ہیں۔

ترکوں کو شوق شہادت اس درجہ تک ہو رہا ہے کہ ایک لڑائی کے موقعہ پر البانیا کی دو پلٹنیں دور نکل گئیں تو اُن کے افسروں نے ہرچند اُنہیں واپسی کا حکم دیا اور یہ سمجھایا کہ ایسے مقام پر جہاں دشمن کثیر تعداد میں قریب ہے اور ہماری کمک بہت مسافت پر ہے زیادہ رہنا خطرے سے خالی نہیں۔ مگر انہوں نے یہ کہکر کامل شبانہ روز وہیں مقام کیا کہ ترکوں کیلئے لڑائی سے واپس آنا اُن کی وضع کے خلاف ہے۔"

یونانی افواج کا بھاگنا

ریوٹر کا کارسپانڈنٹ مقام ایتھنز سے لکھتا ہے میں اب سے چند روز ہوئے یہاں آگیا ہوں اور یہ ہیں سے ان حالات کو لکھونگا جو میری آنکھوں کے سامنے وقوع میں آئے تھے۔ میں پہلا ہفتہ جمعہ کے روز مقام ٹرنو سے لکھا تھا اُس روز دن بھر میں طرفین کی برابر لڑائی دیکھتا رہا اس میں کچھ شک نہیں کہ یونانیوں کا بیشتر اقبال بیمار لشکر قائم رہا مگر ترکوں نے ہمیشہ کا ستیاناس کر دیا تھا اور برابر دو میل تک موضع کوٹا دی میں مار تے مارتے آگئے تھے جب شام کے چھ بج گئے تو عام خیال یہ تھا۔ کہ اب لڑائی میں کچھ وقفہ پڑ گیا ہے مگر ہمارے دیکھتے دیکھتے ترکوں کی دو توپخانوں نے مقام کوٹادی اور دلیلر پر سخت آتشباری شروع کر دی اور اسی جانب سے اگلی ایک اور جمنٹ جنرل مادرو کی فوج پر آتشباری کرنے لگی اور ایک بڑی توپخانہ دلیلر اور کوٹا کے درمیان نصب کر دیا۔ اسی اثنا میں یونانیوں کی آتشباری میں ضعف کے آثار نظر آنے لگے اور ہمارا خیال یہ تھا کہ فریقین کا سامان ہی اکارت گیا اور کوئی فیصلہ نہ ہوا مگر ایکایک کوٹادی کے عقب کے جنگلوں میں ترکوں کا ایک زمرہ دستہ سالم کھڑا ہوا دکھائی دیا اور مسلح سوار اور پیدل میں آکر دیگر دستہ سوار نکلے دستہ جو تلالے پلی سے آرہے تھے شامل ہوگیا۔ ان سواروں نے جو برق و باد کیطرح آرہے تھے آتے ہی موضع کوٹادی اور دلیلر میں آگ لگادی اور ایک ساں کی آن میں جہاں تک نظر کام کرتی تھی سوائے آگ کے شعلوں کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔

اب مجھے یقین ہو گیا کہ کل صبح پھر لڑائی شروع ہوگی چنانچہ اسی غرض سے میں شب کو موضع ٹرنو میں چلا گیا اور وہاں جاکر ایک مکان میں جا ٹھہرا جو ایک دریا کے کنارے واقع تھا۔ میرے ساتھ لفٹننٹ و سٹن کالی تھا جو سونڈن سے لیفٹننٹ بن کر آیا ہوا تھا جب رات کے گیارہ بجے تو میرے دل میں خیال آیا کہ سونے سے پہلے ایک نظر میدان جنگ کو دیکھ لوں چنانچہ میں باہر نکلا اور سیر کرنے لگا۔ اتفاقاً میری نظر ایک بارود کی گاڑی پر پڑی جو میدان جنگ کیطرف سے واپس آرہی تھی مجھے دیکھکر تعجب ہوا کہ یہ بارود سے لدے چھکڑے کیوں واپس آرہے ہیں جب میں نے اُسکے چوکیداروں سے پوچھی تو معلوم ہوا کہ یہاں سے حصہ ہوا ہی کہ حکم آگیا ہو کہ ترک

کورنسوالی سے دریالیاس کے سینٹ بڑی جمعیت کیساتھ گھوڑے اڑاتے ہوئے آرہے ہیں اس لئے اس مقام سے فوراً بھاگ جانا چاہئے چنانچہ تعمیل اس حکم کے کل یونانی فوج بھاگ گئی ہے میسر کے چند قبیلہ اسیف جمنٹلیں تو پہلے ہی فرار ہو گئی تھیں - رہا قلب کیمبند سو وہ لاریسا کیطرف قرنکار کی سڑک کے رستہ سے لوٹ مار کہ بھاگ گئے ہیں اور کرون پرنس اور جنرل سمکرس وہاں پہلے ہی سے پہنچکر اپنے ڈیرے ڈال چکے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ آٹھ بجے شب سے ہوا ہوگا کیونکہ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے یہ حکم ہوا تھا کہ ممالک غیر کے والنٹیر لاریسا کیطرف بھاگ جائیں - چنانچہ وہ فوجی آئین کے مطابق نصف شب کو وہاں پہنچے -

اس بھاگڑ کیوجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یونانیوں کے میمنہ کو جسکی کمان کرنیل سموئیل تھا ترکوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تھا - اور انکو ترکوں کے بڑھ جانے سے واقعی جان کے لالے پڑ گئے تھے اور میسرہ کو جو کورنسوالی کے پہاڑوں پر تھا ترکوں نے پہلے ہی شکست دی تھی - چونکہ میری گاڑی خط وغیرہ لیکر پہلے ہی لاریسا کو روانہ ہو چکی تھی اس لئے میں نے اور لفٹنٹ ویسٹرن نے عزم کر لیا کہ ہم پیادہ ہی جائینگے ابھی ہم کوئی میل بھر چلے ہونگے کہ اسٹینڈرڈ لنڈن نیوز کے کارسپانڈنٹ گاڑی میں سوار ہمیں ملے - اُس نے مجھے اپنی گاڑی میں بیٹھنے کو کہا اور ہم نے اسکی دعوت کو قبول کیا - کوئی میل یا ڈیڑھ میل گئے ہونگے کہ ہمیں اسی رستہ میں یونانی سپاہی بھاگتے ہوئے دکھائی دیئے انکی حالت ناگفتہ بہ تھی پاؤں میں آبلے پڑے ہوئے تھے چار دن کی فاقہ کشی اور محنت شاقہ اور ترکوں کی سخت آتشباری نے انہیں بالکل بیکار کر رکھا تھا - اُن کے چہروں پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں اور ہوش وحواس بالکل مفقود تھے - وہ ایسے دبکے کہ چپ چاپ جا رہے تھے - گویا انکے منہ میں زبان ہی نہیں - حالانکہ یہ انکی عادت کے خلاف ہے - رات سخت اندھیری تھی اور ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا تھا فقط جنوب و مشرق کیطرف سے دو منزلہ کوٹھی اور ریلوے اسٹیشن میں آگ لگ رہی تھی - وہی بیچاروں کے لئے روشنی کا سہارا تھا - رستہ میں کہیں یونانیوں کے توپخانے اور اسکے متعلق گاڑیاں اور خچروں کی قطاریں اور ہزاروں اسباب کے صندوق دکھائی دیئے جو ترکوں کی زبردست آتشباری سے جو ایک بہادر سے بہادر فوج کو عاجز کر دینے کی قدرت رکھتی ہے بے ترتیب پڑے تھے ان کے ساتھ ہی بہت سی گاڑیاں دکھائی دیں جن میں یہاں کے باشندے کچھا کھچ بھرے تھے انکے شور واویلا سے کلیجہ دہلتا تھا بیکس عورتوں اور معصوم بچوں کی حالت نہایت درد انگیز تھی - اور اس طوفان بے تمیزی میں فوجی اور غیر فوجیوں میں کوئی تمیز نہ تھی - سب کے سب بکمال بیقاعدگی اور پریشانی کے ساتھ بھاگنے میں ایک دوسرے پر سبقت کر رہے تھے - ایسی مصیبت میں اور وقتی رنگروٹوں کی مایوسانہ چیخیں زخموں پر نمک کا کام دیتی تھیں جس مقام پر قزل کار اور ٹرنوو کی سڑکیں ملتی ہیں وہاں بہت سے آدمی جمع ہو گئے - اور بباعث قلت مکان آس پاس کے مزروعہ کھیتوں کا سخت نقصان ہوا اب یہ بگھوڑے اپنی جانکاہ مصیبتوں کو بھول گئے اور بجائے اپنے حال پر نوحہ کرنیکے افسروں کو ان کی نالائقی کے واسطے گالیاں دینے اور ملامت کرنے لگے اور وہ وہ لعنتیں اور پھٹکاریں دیں کہ جن کا کوئی ٹھکانا نہیں

اسوقت ہماری گاڑی نہایت آہستگی کیساتھ ہزاروں ناکردہ گناہ اور مسکین عورتوں اور بچوں میں سے گذر رہی تھی جنکے اسباب کی گٹھڑیاں لدی ہوئی تھیں - اور جو کمال بے ترتیبی اور سراسیمگی سے اپنی جانیں بچانے کیلئے نکلے تھے - ان میں سے

تو وحشت زدہ ہو کر بھاگتے جاتے تھے اور بعض مارے خوف و ہراس کے قدم تک نہ اٹھا سکتے تھے۔ یہاں پر ہمیں ٹائمز کا کارسپانڈنٹ ملا اور ہم نے اُسے اپنی گاڑی میں بٹھا لیا۔ کیونکہ اُسکا اپنا گھوڑا اور سارا اسباب کھو گیا تھا۔ اور وہ خود بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں تک پہنچا تھا۔ میں نے اُسے اشارہ سے دکھایا کہ یونانی درہ بوغازی پر برقی روشنی کے ذریعہ سے اپنے سپاہیوں کو واپسی کا حکم دے رہے ہیں۔ میں ابھی یہ دکھا چکا تھا۔ کہ اتنے میں ایک سخت شور ہوا جس نے فوج کے رہے سہے اوسان بگاڑ دیئے۔ یہ آواز اُس سڑک کی طرف سے آس پاس کے کھیتوں سے آ رہی تھی جہاں قافلوں کے قافلے مفلوک یونانیوں کے جا رہے تھے پہلے تو کوئی مفہوم اُس آواز کا معلوم نہ ہوا۔ مگر بعد میں جب آواز قریب تر ہو گئی تو یہ سنائی دیا "کہ ترک پھر آ پڑے" ابھی اس وحشتناک خبر کے حق و باطل قرار دینے کا وقت ہی نہ ملا تھا۔ کہ اتنے میں کوئی دس بارہ گھوڑے بے سواروں کے بگٹٹ دوڑتے ہوئے دکھائی دیئے جو بائیں طرف سے سر توڑ آ رہے تھے اور اُن کے ساتھ بہت سے سپاہی بھی تھے جو کمال بدحواسی میں باواز بلند کہتے جاتے تھے کہ "بھاگو بھاگو ترک آ پہنچے" ایسے وقت میں جبکہ تاریکی اپنے پورے جوبن پر تھی اور بھاگنے والوں کے دل پہلے ہی سے اندر ہی اندر بیٹھے جاتے تھے اور ہوش و حواس غائب ہو رہے تھے۔ اور عقب میں کوئی دستہ سپاہ کا بھی نظر نہ آتا تھا جسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کر سکیں اس ہولناک آواز نے صور اسرافیل کا کام کیا جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب یکبارگی آگے کو ٹوٹ پڑے اور وہ بے ترتیبی عمل میں آئی جس کا معرض بیان میں آنا ناممکن ہے لوگ کمال بیرحمی سے جانوروں کو تیز چلنے یا آگے سے ہٹ جانے کیلئے مار رہے تھے۔ عورتیں اور بچے اور جوان و سپاہی ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور ہر ایک دوسرے پر بھاگنے میں سبقت کر جاتا تھا۔ سینکڑوں اس کشمکش میں زمین پر گر پڑے اور گاڑیوں گھوڑوں اور آدمیوں کے تلے آ کر کچلے گئے۔ بیسیوں چھکڑے جن میں فوجی سامان اور دیگر خانہ داری کے اسباب بھرے تھے الٹ گئے اور اُنکے ساتھ ہی گھوڑے بیل خچریں گدھے کیسے کسائے لقمۂ اجل ہوئے۔ ہماری گاڑی پر بھی دو سپاہیوں نے سوار ہونے کا ارادہ کیا جب ہم نے انہیں منع کیا تو انہوں نے چاہا کہ اپنی بندوقوں سے ہمیں مار ڈالیں چنانچہ جب دھمکی دیکر سوار ہوئے تو اُن کے بوجھ سے ہماری گاڑی جس پر آگے ہی فوق العادت بوجھ لدا ہوا تھا اُلٹ ہو گئی اور ہم سب کے سب گر گئے اور گاڑی بالکل چکنا چور ہو گئی میری ٹانگ میں ضرب آئی مگر اُسی حال سے افتاں و خیزاں چل پڑا۔ یہاں میرے سب ساتھی اندھیرے میں مجھ سے جدا ہو گئے۔ فقط ایک ٹائمز کا کارسپانڈنٹ مجھ سے مل گیا باقی نہ معلوم کہاں گئے اسوقت یہ جگہ میدان محشر کا نمونہ تھا۔ جسے قیامت صغریٰ کہنا مبالغہ میں داخل نہیں بدحواس سپاہی بلکہ آس پاس کے زمیندار بے محابا اپنے ہموطنوں پر گولیاں چلانے لگے۔ چاروں طرف سے بندوقیں چل رہی تھیں اور مظلوم عورتوں اور بے زبان حیوانوں کے سینے اُن کے آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے درہ شپکا اور پلونا کے مشہور و معروف کشت و خون دیکھے ہیں ولیکن یہ محشرستان بے تمیزی جو یہاں آ کر دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ عمر بھر یاد رہیگا۔ تمام میدان میں ان بزدلوں کی بندوقوں سے چراغاں ہو گیا تھا۔ میں ٹائمز کے کارسپانڈنٹ کو ایسے وقت میں ساتھ رکھنا ضروری سمجھکر اسے ایک کھائی کی طرف سڑک کے ایک کنارے پر لے گیا۔ مگر وہاں بھی دم لینے کی مہلت نہ ملی اور لوگ پھر آ پڑے اور ایسا ریلا کیا کہ ہم دونوں خندق کے اندر گر پڑے اور دس بارہ آدمی مجھ پر آ پڑے جب میں نے مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور اٹھ کھڑا ہوا تو دیکھا ایک سپاہی نے بلاوجہ مجھ پر اپنی

بندوق خالی کر دی۔ اور اگر میں جلد اپنے آپ کو گرا نہ دیتا تو یقیناً مر گیا ہوتا پھر گولی فقط تین انچ میرے سر سے اوپر گذر گئی۔

خیر جان تو بچ گئی۔ مگر بیتی سفر نہ معلوم کدھر کو چلا گیا۔ یہ ایسا وقت نہ تھا کہ میں اُسکی تلاش یا انتظار کرتا نا چار تن بتقدیر میں بھی جدھر کو منہ اٹھا چل پڑا۔ کبھی خندق میں گرتا تھا کبھی باہر نکل آتا تھا۔ اور مزروعہ کھیتوں میں جو ان بزدلوں کے ہاتھ سے ویران ہو چکے تھے جا پہنچتا تھا۔ غرضکہ اسی بیم و رجا کی حالت میں افتاں و خیزاں میں وہ زنگ نکل گیا۔ حالانکہ چاروں طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی یہ حالت کوئی تیس منٹ تک رہی اسکے بعد مغرب کیطرف سے بگل کی آواز آئی جس میں بندوقوں کے خیر حلقہ رہ سکے گئے۔ مگر ایسے طوفان بے تمیزی میں ایسے حکموں کی جو تعمیل ہوا کرتی ہے وہ ظاہر ہے چنانچہ مدت مدید کے بعد خدا خدا کر کے گولیاں بند ہوئیں اور بیچارے حواس باختہ رہگذروں کو فی الجملہ اطمینان کی صورت دکھائی دی یہ داروگیر فقط کسی خاص مقام پر محدود نہ تھا۔ بلکہ چند میل تک یہی عالم تھا چنانچہ میں برابر دیکھتا گیا۔ کہ رستے میں انسانوں اور جانوروں کی لاشوں کے پشتے لگے ہوئے تھے۔ اور ہزاروں صندوق بارود و اسباب حرب کے کمال پریشانی اور بے ترتیبی سے پڑے ہوئے تھے ساتھ ہی الٹے ہوئے چھکڑے گاڑیاں توپ کے بستر سپاہیوں کے کمل اور بیشمار ٹین کے استعمالی بکس زمین پر جابجا نظر آتے تھے۔ خاصکر اسوقت سخت پریشانی ہوتی تھی۔ جبکہ کوئی گھوڑا دوڑتا ہوا کسی ٹین کے بکس سے ٹکرا جاتا تھا۔ اور اُسکی آواز سے ڈر کر کودنے لگتا تھا تو اسکے ساتھ اور جانوروں کا بدلگام ہونا اور بیچارے بچوں یا مفلوک الحال عورتوں کا بدحواسی میں دوڑنا اور بسا اوقات جھپیٹ میں آکر دب جانا واقعی آٹھ آٹھ آنسو رلاتا تھا جسقدر توپیں اور بارود کے صندوق رستے میں پڑے ہوئے تھے وہ رہگذروں کی طے مسافت میں اور بھی سدراہ ہوئے سواروں نے گھوڑوں کے تنگ اسی غرض سے کاٹ ڈالے تھے۔ کہ وہ پورے زور سے دوڑیں اسپر قیامت یہ ہوئی کہ اکثر پیادے گھوڑے کی طمع سے سواروں کو قتل کر کے آپ گھوڑے پر چڑھ جاتے تھے۔ بعض یونانی افسروں نے اگرچہ گلا پھاڑ پھاڑ کر سپاہیوں کو ٹھیرنے کا حکم دیا۔ مگر صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقارخانے میں۔ کرنیل یا رمو جنرل جو پہلے سے لاریسا میں پہنچا ہوا تھا۔ اگرچہ یہ حال سنکر واپس آیا مگر اُسکی بھی کچھ پیش نہ گئی .... ایک اور افسر لاریسا سے دو میل اسطرف محض اس غرض سے آیا کہ لوگوں کو اطمینان دلائے۔ چنانچہ ایک کمپنی کے نصف سپاہیوں نے ایک مقام پر ڈیرہ بھی کیا مگر باقی اسی حال سے لاریسا تک پہنچے۔

جسوقت میں لاریسا میں پہنچا تو شہر میں سخت شور اور اضطراب تھا ہزاروں سپاہی بالکل کسی فوجی آئین یا اپنے افسروں کے حکم کے جہاں سینگ سمائے اُسی طرف کو بالکل بے مہار چلے جاتے تھے اور جہاں اطمینان کی جگہ نظر آتی وہیں پڑ رہتے تھے یہاں کے لوگوں کو رات کے دو بجے اس تباہی کا علم ہوا۔ اور اسیوقت اپنے اپنے مکان سے نکل کھڑے ہوئے ایک تلاطم کے عالم بدحواسی میں اپنے آپ کو بندوق مارکر مار ڈالا۔ فقط ترکوں کا نام ان کی وحشت اور ہراس کا سبب ہو جایا کرتا تھا۔ جہاں کسی نے اتفاقیہ ترک کا لفظ نکالا انکے ہوش اڑ جاتے تھے۔ رات بھر یہی عالم رہا۔ البتہ جب پچھلے پہر چاند نے اپنی صورت دکھائی تو کسی قدر امن کی صورت پیدا ہوئی تھی مگر صبح تک کم و بیش اضطراب رہا لیکن صبح ہوتے ہی وہ وحشت اور دیوانگی تو دور ہوئی۔ البتہ اس کا

اثر اتنا باقی رہا کہ اب لوگ ادھر اُدھر بازاروں میں پھرنے لگے اور آئیندہ تدبیر کرنے پر مائل ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اس امر کا صحیح اندازہ بہت مشکل ہے کہ کتنے آدمی اس دار و گیر میں کام آئے بعض ۱۰۰ بعض ۵۰۰ تخمینہ لگاتے ہیں۔ لیکن صحیح تعداد قائم کرنا بہت مشکل ہے البتہ اتنا لکھنا خالی از مبالغہ ہے کہ بہت سی گاڑیاں لاشوں سے لدی ہوئی جابجا نظر آتی تھیں۔

پانچ اخباروں کے کارسپانڈنٹ اس مصیبت میں گرفتار ہوئے تھے۔ اور حُسنِ اتفاق سے پانچوں صحیح و سالم جانبر ہوگئے ان میں ایک تو ٹائمز کا اور دوسرا السٹریٹیڈ لنڈن نیوز کا اور تیسرا مانچسٹر گارڈین کا اور ایک سویڈن کے ایک اخبار کا اور پانچواں ڈیلی کرانیکل کے کارسپانڈنٹ نے یہ ہوشیاری کی کہ رات بھر ٹرلو میں رہا اور جہاں سویا تھا۔ اُس مکان کی کھڑکی پر یونین جیک (نشان انگریزی) اس غرض سے لٹکا دیا کہ جب ترک آئینگے تو مجھے انگریز سمجھکر چھوڑ دینگے۔ وہ ہم سے کسی قدر بعد لاریسا میں پہنچا۔ السٹریٹیڈ لنڈن نیوز کے کارسپانڈنٹ کی سب تصویریں نقد و جنس اور اسباب غارت ہوگیا۔ اور وہ فقط ایک پیٹی و دو گوش لاریسا تک پہنچا

جس وقت ایک فرانسیسی بھگوڑے نے لاریسا کے چوک میں یہ شور مچانا شروع کیا کہ یونانیوں کی اس واپسی میں ایک فوجی حکمت بد نظر تھی۔ غیر یہ اُسکی فضول گوئی ہے۔ بات تو یہ ہے کہ جہاں جہاں یونانیوں نے ترکوں کا مقابلہ کیا ہے وہاں وہ دستی ہی سے اڑے رہے مگر اُن کا جنرل ترکی جنرل کی لیاقت اور تدبر کے پایہ کا نہ تھا۔

؎ کہاں اُس نوجوان کے نازکی طاقت تمہیں من ابھی سر مشق نو ہو جو چرخ پیر تو کھینچو ٭

اُس کی چال زبردست پڑی اور یہ میدان ہار گیا۔

اسوقت افسروں نے یہ کوشش کی کہ اپنی پراگندہ فوج کو حتی الامکان ترتیب دیکر جنوب و مغرب کے راستہ فارسلا پر کھینچیں چنانچہ بہت سے بھوکے سپاہیوں کو بے آب و دانہ روانہ بھی کر دیا بعض اُن میں سے ایسے بھی تھے جنہوں نے روٹی کا ٹکڑا جسمہ دن سے چکھا تک نہ تھا اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ سرحد کی ساری لائن جو سمندر سے مقام ریونی تک تھی وہ یونانیوں کے ہاتھ سے نکل گئی ہے البتہ ریونی سے لیکر ایپیرس تک ابھی یونانیوں کا قبضہ ہے۔ اگر ادہم پاشا کو یہ خبر ہوتی تو وہ ضرور اپنے سواروں کو آگے بڑھاتا اور وہ ریلی کی طرف دولو اور لاریسا کی ریلوے لائن قطع کر دیتا مگر چونکہ ایسا نہ ہوا۔ اس لئے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اُسکو خبر نہ تھی یا کوئی اور گہری حکمت ہوگی۔ اتنے میں ایک تار اس مضمون کا آیا کہ زخمی سپاہیوں کو ایک سپیشل ٹرین روانہ کی جاوے۔ اور ایک اور سپیشل ٹرین میں کروان پرنس مع اپنے سٹاف کے فارسلا کو براہ ولسٹینو روانہ ہوئے۔

جسوقت یہ خبر عام ہوئی کہ لاریسا سے بھاگنا چاہئے اُسوقت کیسی حالت سخت دردناک تھی اور دلات کا سماں پھر آنکھوں میں آگیا۔ اور وہی نقشہ بعینہ دکھائی دینے لگا ہزاروں باشندے عالم یاس میں رحم طلب تھے زبانیں تالو سے لگ گئی تھیں اور وہ ہاتھوں اپنی گلے پکڑ کر نوکروں کو دکھاتے تھے جس سے اُنکی مراد یہ تھی کہ ترک آ کر ہمارے گلے کاٹ ڈالینگے مگر اسوقت اس حسرتناک نظارہ پر ترس کھانے یا غور کرنیکی فرصت کسے حاصل تھی۔ آنا فانا ہزاروں آدمی شہر سے باہر فارسلا کی سڑک پر غول کے غول سخت ستم زدگی کی حالت میں [illegible]

بعض خوش نصیبوں کو اسباب او رپچوں کے لئے گاڑیاں او ر چھکڑے مل گئے تھے مگر اکثر عورتیں اور ننھے ننھے بچے یا پیادہ اسباب کی گٹھریاں سر پر لادکر روتے چیختے اور دھاڑیں مارتے جارہے تھے اور ہر ایک کی زبان سے یہ کلمہ نکل رہا تھا کہ ہائے بیچارے یونان تیرا کیا حال ہوا جس سے یہ مراد تھی کہ وہ فقط اپنی تباہی نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ قوم کی غارت خیال کر رہے تھے۔

اسکے بعد ایک اور اسپیشل ٹرین رولو کیطرف روانہ ہوئی جسمیں فقط چھکڑے لگے ہوئے تھے۔ اس گاڑی میں تقریباً تین ہزار باشندے سوار ہوئے جنہیں اعلیٰ اولیٰ کی کچھ تمیز نہ تھی باہر کے والنٹیروں نے اپنے ذمہ اُن لوگوں کی حراست لی جو بباعث ضعف یا ناتوانی اس ٹرین میں سوار نہ ہوسکتے تھے۔ اُسوقت ان بیکسوں کی مایوسانہ نگاہیں دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں۔ جو بار بار پھر کر وحشت زدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ کہیں سرکیشیا کے سوار نہ آپڑیں بہت سے لوگ بلا انتظار کسی ریل کے اوّل وقت یا پیادہ چلے گئے انہیں سے جہاں تک ممکن ہوا راستہ میں ایک گاڑی پر سوار کئے گئے جو مقام وولو سے محض اسی غرض سے روانہ کیگئی تھی۔ ڈیڑھ بجے دن کے لاریسا بالکل خالی ہوگیا چونکہ لاریسا میں انتظام حمل و نقل مفقود تھا اسلئے میں وہاں سے وولو چلا گیا جو چالیس میل کی مسافت پر واقعہ ہے جہاں میں سنیچر کے روز قریب سہ پہر پہنچا۔ وہاں جاکر میں نے ویسی ہی وحشت اور اضطراب کا معاینہ کیا جو لاریسا میں تھا۔ ہزاروں آدمی جانیں بچانے کیخاطر لحظہ بلحظہ جمع ہوتے جاتے تھے اور عام طور پر یہ بات شہرت پذیر تھی کہ ترک تھوڑی دیر میں یہاں پہنچا چاہتے ہیں۔ بندر میں سوائے ایک سرکاری جہاز کے اور کوئی سٹیمر نہ تھا۔ اور یہ جہاز بھی اُسی دن محض زخمیوں کو سوار کرکے ایتھنز لیجانیکے واسطے آیا ہوا تھا۔ البتہ چھوٹی چھوٹی بہت کشتیاں تھیں جن میں متموّل اور آسودہ آدمیوں کو اُنکے اسباب سمیت جگہ مل گئی جو جزیرہ یوبیا اور دیگر جزائر کیطرف بھاگ گئے اُن لوگوں کیا وجہ چند چند کے سرکاری جہاز کی ڈیک پر بھی جگہ نہ مل سکی۔ میں نے چاہا کہ وولو سے تار بھیجوں۔ مگر یہ نہ ہوسکا اسلئے میں نے قصد کیا کہ ایک کشتی کرایہ پر لیکر کسی ایسے مقام پر جاؤں جہاں سے خط و کتابت ممکن ہو۔ چنانچہ ایک کشتی بھی مل گئی لیکن جب میں اسکے اندر بیٹھ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے بڑے زور سے شور و غل کیا کہ باہر آجاؤ یہ کہتے ہی بہت سے آدمی حملہ کرکے میری کشتی کے اندر آگئے اور مجھے زور سے باہر نکالا۔ اُن کی غرض اس سے یہ تھی کہ جب ہم جان بچا نہیں سکتے تو کسی اور کو بھی ایسا موقع نہ ملے چنانچہ اُنہوں نے زور سے آواز دی "ہم سب ایک ساتھ مرینگے"

اسوقت مسٹر مرلینی انگریزی وایس کونسل نے مسٹر ایجرٹن سفیر انگریزی متعینہ ایتھنز کو تار دیا کہ یہاں صورت بہت نازک ہوگئی ہے اور اُن سے درخواست کی کہ ایک جنگی جہاز ہماری حفاظت کے لئے بھیجدو

اب زخمیوں کو دو ہسپتالوں یعنی فوجی ہسپتال و مسٹر رالی اور مس رائیڈر اور ڈنبر کے ہسپتال سے گھاٹ پر لیگئے اسمیں بھی خوف تھا کہ کہیں اس جہاز پر بھی باشندے اسیطرح حملہ نکریں اسلئے اُسے وہ بندرگاہ میں لیگئے اور زخمیوں کو ڈاکٹروں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سوار کرکے وہاں تک پہنچایا یہ جہاز جس کا نام تھسلیا تھا آٹھ بجے شب کے وولو سے روانہ ہوا جہاں فقط چند زخمی سپاہی مس رائیڈر اور ڈنبر کے چارج میں رہے۔ مگر بعد میں یہ لوگ بھی انگریزی کونسل کے پاس آگئے اور مسٹر رالی نے یہ جرأت دکھایا کہ اپنے ہسپتال میں جو نکی سہ حصّہ کی دستکاری ... وحشت اور اضطراب کی یہی حالت رہی اور دوسرے روز اتوار کو عالم ...

یونانیوں کا الیسٹر تھا لیکن لوگوں نے کوئی خوشی کا اظہار نہ کیا جو ہمیشہ رسماً ہوا کرتی تھی اس روز حالانکہ ایک توپ بھی ماریسیا سے پہنچ گئی۔ مگر لوگوں کی وحشت میں کچھ کمی نہ ہوئی

اس توپ کو کوئی گھوڑا یا کوئی اور جانور کھینچکر نہ لایا تھا بلکہ چند آدمی اور بہت سے لونڈے لئے آتے تھے اور ایک سپاہی ان سب کا نگران تھا۔ بعد میں چند توپیں وولو سے جہاز میں روانہ کی گئیں اس سے لوگونکو کوئی اطمینان نہ ہوا۔

رات کیوقت بہت سی کشتیاں غائب ہو گئیں۔ چونکہ مجھے کوئی اطمینان نہ تھا کہ پیرس میں کس وقت پہنچ سکوں اس لئے میں نے مناسب خیال کیا کہ ایک کشتی کرایہ پر لیکر پولس میں جو جزائر اوری میں واقعہ ہے چلا جاؤں جب میں وہاں پہنچا تو بخط مستقیم ایڈی سوس میں چلا گیا۔ وہاں ایک اور کشتی لی جس پر سوار ہو کر مقام کالیکس میں پہنچا اسکے بعد پھر ایک اور کشتی لی اور اس میں بیٹھکر اور دلیس میں پہنچا یہاں سے بہ راہ خشکی میں اتھنز میں پہنچا اور حالت میری یہ تھی کہ کامل چار روز اور پانچ شب میں میں نے اپنے کپڑے یا بوٹ نہیں اوتارا تھا۔

ایک انگریز والنٹیر کے مشاہدات

اخبار ٹائمز کا کاریسپانڈنٹ متعینہ اتھنز حسب ذیل تحریر کرتا ہے۔ مجھ کو جنگ ملونا کے عجیب حالات ایک ایسے شخص سے بہم پہنچے ہیں

جو خود لڑائی میں شریک تھا۔ یہ شخص ایک انگریز والنٹیر تھا جو اب اتھنز کے ہسپتال میں ایک زخم سے بیکار ہو کر پڑا ہوا ہے۔ اور یہ زخم اسی جنگ میں اسکو لگا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ بیرونی والنٹیر لاریسا کی بارکوں میں بدھ کی شام تک ٹھیرے ہوئے تھے وہیں ایک ہفتہ تک ان کا قیام رہا اور وہ سب کے سب اس بیوجہ توقف سے اکتا گئے آخر الامر نصف شب کے وقت کوچ کا حکم آگیا اور لوگ خوش خوش روانہ ہوئے مگر انہیں کیا خبر تھی۔ کہ آگے کیا ہوگا رستہ سخت ناہموار تھا۔ اور جا بجا پتھر و سنگریزے پڑے تھے اور سب کے سپاہی آبلہ پا ہو گئے تھے بعضونکا تو یہ حال ہوا کہ اس آبلہ پائی کے سبب سے وہ آگے جا نہ سکے اور مجبور ہوئے کہ وہیں رہ جائیں طلوع آفتاب کے وقت یہ لوگ ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جو یونانیوں کے مورچہ منصوبہ مقام ملونا کے مغرب میں واقع تھا ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ ترکی توپخانہ سے آتشباری کا آغاز ہوا۔ مگر چونکہ یہ والنٹیر پہاڑ کی آڑ میں تھے اسلئے وہ گولوں کے تودے سے محفوظ رہے وہ تمام وقت توپیں چلتی رہیں مگر تعجب یہ ہے کہ یونانی افسر بکثرت مارے گئے یہانتک کہ ہر پانچ پانچ گھنٹہ تک نہیں ایک افسر ضرور بیکار ہو جاتا تھا جمعرات کو فقط توپ کی لڑائی رہی اور ایک بندوق بھی فریقین میں سے کسی نے نہیں چلائی شب کو یونانیوں نے اپنی پیادہ فوج کو مستحکم مقامات پر نصب کر دیا کیونکہ احتمال تھا کہ ترک شبخون کرینگے جب آتشباری بند ہوئی ہم نے چاہا کہ ذرا آرام کریں مگر خیمے نہ ہونیکے سبب اپنے کمبل لیکر زمین پر پڑ رہے یہاں سخت بری حالت میں اٹھے بدن پر لرزہ تھا اور سردی کی ماری ہڈیاں ٹھٹھر گئی تھیں۔ وہ وقت معلوم ہوا کہ ترکی فوجیں ہماری پیادہ فوجوں پر حملہ کر رہی ہیں پہلی لڑائی تو نہایت مختصر تھی فقط بیس ہزار گولیاں چلیں وہ تو بہت ترکوں کو شکست ہوئی۔ اور انہیں واپس جانا پڑا اور صبح سے شب تک یعنی جمعہ کی صبح کو معاملات کی صورت میں کوئی تغیر واقع نہ ہوا تھا اور دونوں فریق اپنے اپنے مقامات پر قائم تھے طلوع آفتاب کیوقت فریقین کے توپخانہ نے آتشباری شروع کی۔ مگر ترکوں

کے توپخانے سے چنداں نقصان نہ ہوتا تھا جب دن ڈھل گیا تو ترکوں نے اُن پہاڑیوں پر قبضہ کرلیا جو ہمارے مقابل میں واقع تھیں اور جن کی نسبت عین یقین تھا کہ ابھی تک ہیلیرا کی غیر آئین فوج کے قبضہ میں ہیں۔

ہمیں صاف دکھائی دیتا تھا کہ سواروں کے دستے برابر آتے جاتے ہیں لیکن بعد مسافت کی وجہ سے اُن کے نقل و حرکت کا صحیح اندازہ مشکل تھا۔ مگر ترکوں کا یہاں تک پہنچ جانا ہمارے لیئے کوئی آسان امر نہ تھا ہم بخوبی جانتے تھے کہ آج شب میں معاملہ فیصلہ ہو جائیگا تخت یا تختہ۔ شام تک ترکوں نے ہماری پیادہ فوج پر برابر آتشباری جاری رکھی اور ہمیں مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ میرے خیال میں ہماری جمعیت دس ہزار کی تھی اور ترکوں کے پچیس ہزار جوان تھے۔

قریب شام ہمیں حکم ملا کہ کوچ کیلئے تیار ہو جاؤ ہمیں یقین تھا کہ حملہ کا حکم ہوا ہے مگر یہ حکم سب دھوکے کی ٹٹی تھی۔ کیونکہ بجائے ترکوں پر حملہ کرنیکے لاریسا میں مراجعت کا حکم ہوا۔ اس حکم سے صاف ظاہر ہے کہ یونانی کیسے بزدل ہیں۔ اور یہ حرکت کیسی رذیل اور بزدلانہ تھی۔ کہ بلا مقابلہ اسطرح رات کے اندھیرے میں چوروں کیطرح بھاگا جاوے جب شام پڑی تو ہم نے حرکت قہقری شروع کی اور کوئی دس بارہ میل تک انتظام اور سلیقہ کیساتھ جاتے رہے۔ لوگ سخت تھکے ماندے تھے اور چور ہو رہے تھے۔ انگریز یہ صورت دیکھکر سخت دل شکستہ ہو گئے۔ وہ اس بزدلانہ ہزیمت سے سخت نفور تھے۔ اور پسند کرتے تھے کہ وہیں کھیت رہیں۔ اور یہ رسوائی کا کلنک اپنے ماتھے پر نہ لیں جب لاریسا بہت قریب آگیا تو عقب سے کسی نے شور کیا کہ ترک آپڑے یہ آواز سننا تھا کہ فوجیوں کے حواس مفقود ہو گئے۔ اور عالم خود رفتگی میں انہوں نے بے محابا اپنے ہی رفقاء پر گولیاں چلانی شروع کردیں

ہمارا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ مجھ سے ایک رالی نے کہا ہوا تھا کہ اصل میں یہ شور اسلیئے ہوا تھا کہ ممالک غیر کے والنٹیروں نے یونانی سواروں پر حملے کئے تھے میں نے چاہا کہ اس امر کو صاف کروں چنانچہ میں نے اُسکی حقیقت پوچھی تو جواب ملا یہ بالکل غلط ہے کسی غیر ملک کے والنٹیروں نے ایسا نہیں کیا۔ البتہ دو والنٹیروں نے ایک یونانی سوار پر حملہ ضرور کیا تھا۔ مگر وہ بھی دیدہ دانستہ نہیں قصور یہ تھا کہ تاریکی شب میں دوست دشمن کی تمیز مشکل سے ہوتی تھی جب یہ گولیاں چلنے لگیں تو پھر سخت تشویش پیدا ہوئی آدمی گھوڑے چھکڑے بیل گاڑی اور خچریں ایک دوسرے پر گری پڑتی تھیں۔ کوئی سلیقہ کوئی ترتیب کوئی قاعدہ کوئی ضابطہ نہ تھا ایک طوفان بے تمیزی تھا جو امڈا چلا آتا تھا۔ اس طوفان کو مواج با خیرت شاہراہ اور قرب و جوار کی مزروعہ زمینیں مطلق محفوظ نہ تھیں ہمارے افسر کپتان نے سب کو حکم دیا کہ ایک صف درست کر کے قائم ہو کر چلیں اور جن جن نے یہ حکم سنا انہوں نے تعمیل بھی کی۔ مگر دس بارہ آدمیوں کی صف ایسے عقب خیز طوفان کے آگے کیا حقیقت رکھتی تھی ابھی صف قائم بھی ہونی تھی کہ یکایک پیچھے سے دو کا دھکا ہوا کہ سب تتر بتر ہو گئے جب دیکھا کہ یہ قیامت کا نقشہ اور نفسی نفسی کی پڑی ہے اسلیئے میں نے اپنا کمبل کارتوس کا بکس پیالی کوٹ تھیلا پرے پھینکدیا۔ اور خود لشتم پشتم دوڑا وقت اور کارتوس والی پیٹی بھی ساتھ تھی تب بھی جدھر کو منہ اٹھا چل پڑا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ شاہراہ کدھر ہے غائب تھا اسلئے مجھے پہاڑی کے قریب زمینوں اور دریا کے کنارے ایسا بے سروسامانی پر دوڑنا پڑا جس سے رستے میں بہت سی ٹھوکریں کھائیں اور بار بار گر بھی پڑا۔ مگر پھر بھی بھاگتا رہا یہاں تک کہ ایسا کوئی ایک میل کی مسافت پر پہنچا تو یہاں اتفاقاً ایک گھوڑے نے سامنے سے دولتی ماری کہ میں دور جا پڑا۔ مگر ایک ایسا عالم تھا

جہاں سے دریا کا گذر ہوتا ہی اگرچہ ان دنوں میں خشک پڑا تھا میں بخوبی جانتا تھا۔ کہ مجھے ضرب آئی ہے مگر ایسے نازک وقت میں پڑے رہنا حزم اور احتیاط سے بعید تھا۔ یا یوں کہیں کہ خود اپنی مرگ کا بیعانہ لینا تھا۔ اسلئے ہزار جیشقیں ہر قدم پر ٹھوکریں کھاتا میں لارسا میں جا پہنچا یہاں جو حالت دیکھی بیان کروں کہ کس درجہ بدانتظامی اور بدسلیقگی تھی جس وقت میں ایک بازار میں افتاں وخیزاں جا رہا تھا۔ تو یکلخت غول کے غول سپاہیوں نے ایک شراب خانہ کا رخ کیا اور مجھے بھی اس میں دھکیل دیا وہاں جاکر میں نے شراب پی جب وہاں سے نکلا تو رستہ میں ایک مکان مجھے دکھائی دیا میں بے تکلف اسکے اندر چلا گیا اور ڈیوڑھی کے پاس فرش پا انداز پر لیٹ گیا۔ چونکہ تکان راہ اور ضرب کے درد کے مارے چور ہو رہا تھا۔ مجھے وہیں نیند آ گئی جب کچھ عرصہ کے بعد میں بیدار ہوا تو اب مجھے معلوم ہوا کہ میرے زخم خوردہ ٹانگ میں یارائے جنبش نہیں خوبی قسمت سے مجھے وہاں ایک انگریزی شفاخانہ کا سپرنٹنڈنٹ دکھائی دیا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی ڈاکٹر کو بلانے چلا گیا۔ ابھی اسے گئے ہوئے کوئی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ کہ وہ اپنی گھوڑی کو سرپٹ دوڑاتا ہوا میرے پاس آیا اور یہ ہولناک خبر سنائی کہ میں کیا کروں ترک آگے بڑھے آتے ہیں۔ میرا اس جگہ پر مزید قیام خالی از خطرہ نہیں اسلئے میں جاتا ہوں میں نے ہمت کرکے اپنی ہاتھ بڑھائی اور اسکی گھوڑی کی گردن میں ہاتھ ڈال کر ساتھ چلنے کو تیار ہوا۔ اسنے بھی ناچار گھوڑے کو مہمیز کیا اور میں اسی ہیئت کذائی سے اسکے ساتھ چل پڑا۔ آگے چل کر حسن اتفاق سے ایک اور انگریزی کا سپرنٹنڈنٹ ملا جس کے پاس ایک بائیسکل تھا۔ اس نے مجھے اس پر بٹھا دیا۔ اور میں نے ایک ٹانگ سے اسے چلایا اور اسطرح خدا خدا کرکے ریلوے سٹیشن پر آ پہنچے یہاں وہ مجھ سے جدا ہو گئے اور میں ایک گاڑی میں بیٹھ گیا۔ ریلوے سٹیشن پر ایک ہولناک مجمع تھا۔ فوجی اور ملکی افسر عورتیں۔ بچے دیہاتی اور شہری سب ملے جلے تھے اور گاڑی میں جگہ حاصل کرنیکے لئے ایکدوسرے جان کے دشمن بنے ہوئے تھے سپاہی نہایت بزدل اور کمینہ پن سے معصوم بچوں اور بیکس عورتوں کو زور سے نکال نکال کر اپنی جگہ لے لیتے تھے بے قاعدگی اور بے سر پیگی اس زور پر تھی کہ جو سپاہی سٹیشن پر نگرانی اور انتظام کیلئے متعین ہوئے تھے وہ بجائے پہرہ دینے کے خود ہی گاڑیوں میں کود پڑے اور جنہیں اندر جگہ نہ مل سکی وہ بے تکلف چھتوں پر جا بیٹھے اور جنہیں شومئی اقبال سے چھت پر بھی جگہ نہ آئی۔ انہوں نے یہ کمال کیا کہ ان بالا نشینوں پر بیدریغ گولیاں چلائیں (واہ رے ہمدردی اور اتفاق سے سب قومی) اور ان صدر نشینوں نے بھی ان کا جواب گولیوں سے بخوبی دیا۔ اور اسطرح گاڑی سٹیشن سے چلی گویا اردو خانہ اڑ گیا یا ایک میدان کارزار تھا جو حرکت کر رہا تھا۔ جو لوگ اس گاڑی میں نہ جا سکے انکی مایوسی اور خود غرضی سخت دردانگیز تھی۔ ان کے چہروں پر مردنی چھا گئی اور اس وحشت میں جو نتیجہ اسوقت سے ہونے لگا۔ جب گولیوں کی آواز شہر کے نواح کے قریب تر آنے لگی۔ کیونکہ یقین ہو جاتا تھا۔ کہ ترک اب بالکل متصل آگئے ہیں۔ بہت سے افسر اور سپاہی نوا بسلامیں جانے کے لئے وہ لشنو میں اتر پڑے جب ہم دلو میں پہنچے تو ریلوے سٹیشن پر قریباً ایک ہزار آدمی کے محض اپنے احباب اور عزیزوں کے نیک و بد کے حالات دریافت کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے میں وہاں سے ریڈ کراس ہاسپٹل کے اہتمام میں چلا گیا جہاں مجھے بہت آرام ملا۔

ہمارا خاص کار سپانڈنٹ مقام ... پہنچا یا ہے تحریر کرتا ہے کہ کل (جمعہ) ۸ بجے صبح کے کرنل کو مورڈ اس ساری رات کوچ کرکے چاہتا تھا۔ کہ اس دستے کے آگے مورچوں پر قبضہ کرے جو ترک خود بخود چھوڑ گئے تھے کہ یکایک ترکوں نے جنکی جمعیت سات ہزار جوانوں کی تھی اس پر حملہ کیا۔ یونانی فوج باوجود ہمت کے اور پیاس کے تمام دن ساتھ نہایت مقابلہ میں اکڑی رہی مگر جب شام ہوئی وہ پار

اور سامانِ جنگ بھی پاس نہ رہا تو ناچار پیچھے ہٹنا پڑا۔ یونانیوں کے ڈیڑھ سو سپاہی کام آئے اور زخمی بھی بہت ہوئے آج صبح (ہفتہ) کو یونانی دو رجمنٹیں پیادوں کی اور ایک ایرڈنی رجمنٹ اور چھ توپیں پھر میدان میں لائے اور ترکوں نے خود بخود پھر یہ مقام چھوڑ دیا ہے۔ ترکوں نے سب یونانی قیدیوں کو مسخ اور قتل کر دیا ہے مگر قسطنطنیہ میں اس آخری خبر کی تکذیب نہایت حقارت سے کی جاتی ہے (العہدۃ علے الراوی)

افواج ایتھنز جینیا کے کمانڈر نے قسطنطنیہ میں یہ تار دیا ہے کہ ہفتہ کے روز ساڑھے سات گھنٹہ کی سخت لڑائی کے بعد ہماری فوج نے قلعہ بیش یوناز پر قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں یونانیوں نے مورچہ بندی کر رکھی تھی اور جس جگہ پر وہ ہماری سرحد مقام لوروس سے عبور کر کے قلعہ نشین ہو گئے تھے بعد اس فتح کے ہماری فوج نے مقام ینی پیکوڈیا پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ یونانیوں کے تین سو آدمی اس لڑائی میں کام آئے اور ۲۱۹ زخمی ہوئے اور ۲۲ زندہ گرفتار ہوئے اور ترکی سپاہیوں میں سے ۱۵ شہید اور تین زخمی ہوئے اور ہماری فوج کو بہت سی بندوقیں اور سامانِ حرب ہاتھ لگا۔

اب یونانیوں نے قریب و جوار کے مقامات پر مورچہ بندی کی ہے ہمارا نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں البانیہ کے سپاہی کسی قدر بے ترتیب تھے اور شہریوں کو بھی دھمکایا تھا مسلمانوں نے تکلفت شہر چھوڑ دیا۔ ممالک غیر کے قونصلوں نے اطلاع دی کہ عیسائیوں کی حالت نہایت نازک ہے اور جیسی بھی اپنی جان کا خطرہ ہے کیونکہ والی شہر کے باشندوں کو بندوق اور بارود نہیں دیتا تاکہ ان البانیا کی بندوقیں نکال باہر کریں۔ پیر سفیران ممالک غیر نے بابعالی میں درخواست کی کہ بہت جلد شہریوں کی حفاظت کا انتظام کیا جاوے۔ لیکن سب باغی سپاہی رستے پر آ گئے ہیں۔ اور بجا آوری احکام پر آمادہ ہیں رواہ رے انصاف یہاں تو بنی نوع انسان کی ہمدردی نے فرشتہ طینت سفیروں کو بابعالی میں درخواست دینے کے لئے مجبور کیا کیونکہ عیسائیوں کو ہتھیار نہ ملے تھے کہ وہ مسلمانوں کو قتل و غارت کرتے۔ اُس وقت وہ صفات ملکی کہاں گئے تھے جب سر بازار مسلمانوں کی ٹوپیوں کے پھندنے اوکھاڑتے تھے اور انہیں برا گالیاں دیتے تھے سچ ہے۔

تم وہ ظالم کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو ہم یہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو

ایتھنز کی حالت اگرچہ پیرس کی طرف سے کچھ بری خبریں موصول نہیں ہوئیں مگر یہ بھی یہاں کی حالت سخت نازک ہے مجلس الوزرا نے شہر کے باشندوں کے پاس درخواست کی کہ سب مسلح ہو کر سرحدی فوج کی امداد کریں اور سنا ہے کہ فقط ایتھنز میں تیس ہزار بندوقیں جمع ہو گئیں ہیں صیغہ داخلیہ نے حکم دیا ہے کہ تمام ملک میں فوجی جماعتیں قائم کی جاویں سرحد پر نئی فوجیں بھیجنے کا اہتمام بڑی سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ اور ایتھنز کی پولیس بھی اس کام کیلئے مسلح ہو رہی ہے شہری پولیس بھی ضرور بھیجی جاتی ہے۔ مگر چونکہ قیدیوں نے جیلخانوں کے قفل توڑنے کا ارادہ کر لیا تھا اس لئے یہ تجویز بالفعل موقوف رہی۔ موضع ککلیس کے قید خانہ سے ایک سو قیدی زنجیریں توڑ کر بھاگ گیا ہے۔ شاہ یونان نے جمعہ کے روز ایک فرمان جاری کیا ہے کہ نیشنل گارڈ کے دو دستے جو ۱۸۸۳ء اور ۱۸۸۲ء میں قائم ہوئے تھے مسلح ہو جائیں۔

موسیو پاپا نیوڈیئوس کے گورنر ایبسے لونا نے انسداد جنس حسمواز ہزار والنٹیروں کی جمعیت کو مسلح کیا جو بیتلی پادریوں کی سواری

کا تماشہ دیکھنے جمع ہوئے اور شاہ بھی اپنی ملکہ سمیت گرجے میں نماز پڑھنے چلے گئے لشوفت کا سماں واقعی دیدنی تھا جب مسٹر و پولین کی فرقہ کے
پادریوں نے .... وہاں باآواز بلند بازار میں کھڑے ہوکر فوجوں کی فتح وظفر کیلئے دعا مانگی لوگ چپ چاپ اِس دعا کو سنتی رہی
مگر کبھی کبھی کوئی نوحہ وبکا کی آواز جو عزیزان رفتہ کی یاد میں بے اختیار نکل جاتی تھی ساری مجلس کو درہم برہم کر دیتی تھی مگر دوسرے دن یعنی
ہفتہ کو جب مقام مالٹی کی تباہی کا حال معلوم ہوا۔ تو ساری خوشی جو یونانی جہازوں کی کارروائیوں کی کہی جاتی تھی ملیامیٹ ہوگئی اور
بجائے خوشی اور فرحت کے بیدلی اور یاس ہر ایک کے چہرے پر نظر آنے لگی اور ہر ایک متنفس کے دل میں ایک عجیب وحشت اور ہراس
پیدا ہوگیا یونانی بھی عادات اور خصائل میں فرانسیسیوں سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں وہ اخبارات جو ابھی کل ہی بادشاہ کی تعریف اور ستائش
میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے تھے اور کہتے تھے کہ اسکی بدولت ہمیں یہ دن نصیب ہوا ہے کہ ہم میدان میں ایک صلیبی جنگ از سر نو
تازہ کرنیکے قابل ہوگئے ہیں آج بر ملا اُسی بادشاہ اور اُسکے ولیعہد بلکہ کل خاندان شاہی کو برا بھلا کہنے سے عار نہیں کرتے اور بعض تو ولیعہد
پر بطرح دل کے بخار نکال رہے ہیں ایم ریلی کا قول ہے کہ لاریسا اور ٹرینو و یونانیوں نے محض ولیعہد کے سٹاف کی ناقابلیت کیوجہ سے چھوڑ دیا ہے
جنرل گبرالڈی بھی بہت سے اٹالین والنٹیر ساتھ لیکر ہفتہ کے دن پہنچگیا ہی لوگوں نے بڑی تپاک سے اُسکا استقبال کیا ہے

دول عظام

عام خیال ہی کہ اگرچہ بعض سلطنتیں نیچے پاؤں پڑا دہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ یونان کا معاملہ صلح وصفائی سے انجام پذیر ہوا اور آرزو نہ لگی مگر انہیں تامل اسی میں ہی کہ جبتک یونان خود درخواست صلح نہ کرے اور اپنی فوجیں
کریٹ سے واپس نہ بلا لے تب تک اس بات کا صورت پذیر ہونا ناممکن ہے جرمنی کا ایک سرکاری اخبار لکھتا ہے اگر یورپ کی دول عظام پھر صلح کرانے پر
مایل ہو تو بنظر حالات ضرور ہی کہ یونانیوں سے کتنی اقرار لیا جاوے کہ وہ دول عظام کی تجویز کے لفظ بلفظ کاربند ہونگے۔ روما دار السلطنت اٹلی میں
معتبر اور مستند آدمیوں کی رائے ہی کہ یونانی عمداً اس لڑائی کو اس غرض سے طول دینگے کہ شاید دول یورپ میں کچھ بدمزگی یا اختلاف پیدا ہو جائے
کونٹ مراویف وزیر خارجیہ روس نے جو مراسلہ دول یورپ کے نام بھیجا ہی اسمیں یہ ذکر کیا گیا ہی کہ دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہی اوّل
کوئی سلطنت جنگ روم و یونان میں مداخلت نہ کرے۔ دوم جو فیصلہ دول یورپ نے کریٹ کے بارہ میں کیا ہی وہ بدستور بحال برقرار سمجھا جائے۔
پیرس میں بدھ کے روز ایک نیم سرکاری خبر جسمیں شایع ہوئی ہی عام طور پر یقین کیا جاتا ہی کہ صلح کی کوشش بڑی سرگرمی سے
جاری ہے اور پیرس لنڈن سینٹ پیٹرزبرگ اور روم (اٹلی) کے وزرا کسی اچھے موقع کے منتظر ہیں کہ معاملہ صفائی پذیر ہو جائے
جرمنی کو ہر ایک معاملہ سے بروقت اطلاع دیجاتی ہے اور وہ بھی دوستانہ معاملات سے ناراض نہیں اور یہی حال سلطنت آسٹریا کا ہے
سر الفرڈ ملنور نے اپنی ایک تقریر میں جو اس نے بمقام لوٹن ہفتہ گذشتہ میں کی تھی یہ بیان کیا ہے کہ ہے چند دن مسٹر گلیڈسٹون کے پاس رہا انہوں نے
مجھ سے یہ کہا ہے۔ کہ تم جہاں جاؤ لوگوں کو میری طرف سے یہ پیغام دو کہ یہ لڑائی فقط ان چھ سلطنتوں نے کرائی ہے یونانیوں کو تھسلی میں لڑنیکا شوق نہ تھا
ان سلطنتوں نے کریٹ سے وہی سلوک کیا ہی جو ترکی کیا کرتی تھی اور اُنہوں ہی نے یونانیوں کو تھسلی سے نکال کر باہر کیا ان چھ سلطنتوں نے جیست
شرافت بلکہ انسانیت کا خون محض امن قایم رکھنے کیلئے کیا۔ مگر پھر بھی لڑائی ہوئی کوئی سمجھ والا اس پر فخر تو کرے۔ یہ پوچھو کہ تیری حمیت شرافت
اور انسانیت ہولڈین کیسیل کے کس کونے میں اس وقت غرق تھی جب تیرا ہم اور یہی یونانی بلا وجہ ترکوں کی قلمرو میں حملہ آور ہوئے تھے اور جب

یہ نامرد معصوم بچوں اور عاجز بیکسوں کو محض اس الزام پر کہ وہ کلمہ گو ہیں بے حرمت بلکہ قتل و غارت کرتے رہے اور ہیرے بھوٹ نکلے سے ایک کلمہ خیر نہ نکلا نیز امید شاید یہ تھا کہ ترکوں کے ہاتھ سے سارا ملک یکے بعد دیگرے اور تیرے بھائیوں کی گیدڑ بھبکیوں سے نکل جاوے۔ مگر شاید تجھے معلوم نہیں ہے چراغے را کہ ایزد برفروزد کسے کو تف زند ریشش بسوزد

ہمیں ٹائمز کے انتخاب پر تعجب آتا ہے کہ اُس نے اپنے اخبار میں دول عظام کا عنوان جما کر دو سلطنتوں کی رائے کا اظہار کر کے اُسی ذیل میں اس معزول النصب اور مطرود مشہور باشاہ ہوئے بیٹھنے کے زبان کو بھی جگہ دی ہے حالانکہ ایسی رائے کے اظہار کا زیادہ تر موزوں موقع وہ تھا جہاں لنڈن کے پاگلخانوں اور وہاں کے ساکنین کے حالات نظر طبع کیلئے درج اخبار کئے جاتے ہیں۔

قسطنطنیہ رایوٹر کا نامہ نگار سپانڈنٹ متعینہ قسطنطنیہ حسب ذیل لکھتا ہے اس ہفتہ میں عزت بک کا تنزل ایک ایسا واقعہ ہے جو فی الجملہ کسی قدر وقعت رکھتا ہے ظاہرا وجہ اس تنزل کی یہ ہے کہ عزت بک نے ادہم پاشا کی دو تاروں کو سلطان کے حضور میں بروقت گوشگذار نہ کیا۔ ان تاروں میں ادہم پاشا نے بارگاہ عالی میں یہ عرض کیا تھا کہ یونانیوں نے ہماری قلمرو میں حملہ کیا ہے اسلئے میری حالت نازک ہو گئی ہے مجھکو اجازت عطا ہو کہ میں انکا مقابلہ کروں عزت بک نے ان تاروں کو محض اس غرض سے دبا رکھا کہ اس اثنا میں شاید مصالحت ہو جاوے۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ عزت بک کے عزل کا باعث وزیر صیغہ جنگ ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عزت بے نے ڈائرکٹر تجارت کو لکھا کہ جسقدر تار ادہم پاشا کیطرف سے آیا کریں وہ بجائے وزیر صیغہ جنگ کے میرے پاس بھیجی جائیں۔ ہمارا یونانی کارسپانڈنٹ خبر دیتا ہے کہ ایڈمرل ہوبی پاشا نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا ہے کہ اگر جہازوں کو ڈارڈنلز سے عبور ہونیکا حکم ہوا تو میں اپنا استعفا داخل کرونگا۔ کیونکہ وہ جنگ کے قابل نہیں (اول تو یہ خبر یقینا غلط ہے اور راوی بھی غیر معتبر ہے۔ لفظ یونانی اسکی صداقت کی کافی شہادت ہے اور اگر بالفرض محال صحیح ہو تو اس عیسائی امیر البحر کی نامردی اور نمکحرامی قابل صد نفرین ہے نامردی اسلئے کہ لڑائی کا نام سنتے ہی بھاگنے کو تیار ہو اور نمکحرامی اسلئے کہ اگر جہاز نکمے تھے تو آپ نے کونسا جوہر کا جہاز ترکوں کی نذر کیا تھا جسکے معاوضہ میں آجتک بیٹھے ہوئے تنخواہ کھا رہے ہیں)

باب عالی نے جمعہ کے دن ۲۳ اور بلیٹنین نفیس کی طلب کیں اُسی دن دول عظام کے سفیروں نے جمع ہو کر یہ قرار دیا کہ باب عالی کی خدمت میں لکھا جاوے کہ یونانی رعایا جو صیغہ خارجیہ اور ہسپتالوں اور قونصلوں اور کلیساؤں کے پاس ملازم ہے انہیں سلطنت عثمانیہ میں رہنے کی اجازت دیجاوے اور نیز یہ بھی قرار دیا کہ اگر انہیں اخراج ہی کرنا منظور ہو تو ہم کسیقدر نرمی برتی جاوے۔ فقط قسطنطنیہ میں چالیس ہزار اور کل قلمرو عثمانیہ میں دو لاکھ یونانی آباد ہیں جمعہ کے دن قسطنطنیہ کی تمام مساجد میں یہ نوٹس پڑھکر سنایا گیا تھا کہ اس سبب سے یونانیوں سے کوئی مسلمان مزاحم ہو کیونکہ جنگ فقط دو فوجوں میں محدود ہے۔ جو صرف ہر کام کرتے ہیں وہ اس شخص کا کام ہے جیسے گلیڈسٹون نے واہیات نسان کا خطاب دیا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی تعلیم ہے اور اُسکے خلیفہ برحق کیلئے یہی علم اور موزوں تھا۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین اگرچہ عثمانیہ سرکاری دفتروں میں سفارتوں کی یہ بیجا دست اندازی یا سفارش ناگوار گذری۔ مگر باب عالی نے اتنا منظور فرما لیا ہے کہ جو یونانی قونصلوں کے پاس ملازم ہیں یا ہسپتالوں میں نوکر ہیں یا ملک کے کتابوں میں ہیں وہ بلاد عثمانیہ میں رہ سکتے ہیں (اس سے ظاہر ہے کہ مذہبی مقامات کے مجاور یا صیغہ خارجیہ کے مستعمرین موقوف اور جلاوطن ہو گئے ہیں اور واقعی ایسا ہونا اقتضائے حکمت اور حزم تھا۔)

ہمارا کارسپانڈنٹ متعینہ سلانیک لکھتا ہے کہ ترکوں کے پاس اسوقت روپیہ کی کمی نہیں ان کا خزانہ معمور ہے پانچ لاکھ پونڈ قرضہ کا

انتظام انہوں نے لامپشہ ہوسوں کے کی عدالت پر کیا ہے اور انہیں ایک پونڈ فی چندہ میں سے باقی خزانہ میں نقد موجود ہے - اور یہ چندہ فقط فوج کی امداد کیلئے ہوا تھا -

۲۹ اپریل کو تیس یا چالیس انگریز یہ بغرض والنٹیئری روانہ ہوئے اور کمیٹی نے جو لندن میں اس کام کیلئے مقرر ہے انکا سفر خرچ ادا کیا خاص لندن کے ایک رئیس نے پچاس آدمیوں کے سفر خرچ ادا کرنیکا وعدہ کیا ہے بکنگھم کے لارڈ میر کو سرکاری طور پر حکم آیا ہے کہ جو آدمیوں کو یونان کیلئے بھرتی کرتے ہیں وہ قانون انگلستان کے رو سے نا جائز ہے یہ سنکر سب والنٹیئروں نے اپنا عزم روانگی فسخ کر دیا ہے جو چلے گئے بلکہ میدان میں جا کر وہ وہ کارنمایاں کئے جنکا ادنی نمونہ اسی اخبار میں دیا گیا ہے اسکی معافی نہ معلوم اس ایکٹ کی کس دفعہ سے قیاس کی گئی

بلگیریا اور سرویا بلگیریا والوں نے درخواست کی تھی کہ سلطنت عثمانیہ مقدونیہ میں پانچ اور برات عطا کرے اور نیز انکو سکنت اور ہنستیر میں تجارتی ایجنٹ مقرر کرنیکی اجازت دیجاوے سلطان المعظم نے رضامندی ظاہر فرمائی - مگر روسی سفیر نے بلگیریا والوں کو ڈانٹ بتائی کہ یہ وقت ایسی درخواستوں کا نہیں اور علاوہ برایں اگر اسکا نتیجہ برا ہوا تو اسکا خمیازہ بلگیریا کو اٹھانا پڑیگا

آخر الامر سلطان المعظم نے فرمایا کہ بعد اختتام جنگ یہ معاملہ پیش ہوگا - کہ ان پانچ مقامات میں سے تین میں یہ حق دیا جاوے

سرویا کے وکیل نے ... جمعہ کے دن حضرت سلطان المعظم نے شاہی فرمان اس مضمون کا عطا کیا ہے کہ ولایتہائے سلانیک و ... میں ایک ... مدرسے کھولیں -

یوم جشن المسلمین ایک جشن ہوا جو منعقد ہو کر اسکا عمل آمد بالعموم بلاد اسلامیہ میں بلکہ جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں کم و بیش ظہور ہوا ہے مگر لاہور کے مسلمانوں کو ۲۵ مئی ۱۸۹۷ء کا جشن مدت تک یاد رہیگا کیونکہ اسدن جو انہوں نے سلطانی فتح کی خوشی میں منائی ہے اسکی کیفیت مدت العمر انکے دماغ میں تازہ رہیگی ۲۷ مئی ۱۸۹۷ء کو ہماری مطبع سے شیخ غلام محمد مالک اخبار وکیل کیطرف سے ایک اشتہار اس مضمون کا شایع کیا گیا کہ بمبئی کی مسلمانوں کی تقلید میں یہاں بھی مسلمان اس فتح عظیم کے حصول پر بارگاہ الٰہی میں شکریہ ادا کریں اور حضرت سلطان المعظم کی خدمت اقدس میں مبارکباد کا تار روانہ کریں اس اشتہار کا شایع ہونا تھا کہ لوگوں کی عقیدتمندی اور ارادت نے حقیقی جوش کی صورت اختیار کی اور ہزاروں ارادتمندوں کے غول اس ثواب آخرت میں شامل ہونیکے لئے نہ فقط میاں محمد جان صاحب مرحوم کی مسجد میں (جہاں جمع ہونیکی دعوت تھی) جمع ہوئے بلکہ دیگر مساجد میں بھی بکثرت جمع ہوئے - مگر میاں صاحب مرحوم کی مسجد کا نظارہ واقعی قابل دید تھا اس دو منزلہ عالیشان مسجد میں مناسب فرش و فروش اور سائبان وغیرہ ضروریات لگائے گئے تھے جسکا اہتمام ہمارے مکرم مسٹر محمد امام الدین منیجر وکٹوریہ میڈیکل ہال کے سپرد تھا اور جنہوں نے اپنے کار مفوضہ کو نہایت سلیقہ اور قابلیت سے انجام دیا اور اس مبارک کام کے انتظام اور انصرام میں اپنے ضروری بیچ کے کاموں کو محض حمیت قومی کے لحاظ سے نظر انداز فرمایا جزاک اللہ -

ابھی بارہ بجنے کو تھے کہ لوگوں کی آمد شروع ہوئی لو بڑے زور سے چل رہی تھی اور آفتاب نصف النہار بھی مارشل الشمس کی افواج قاہرہ کیطرح پوری گرمیوں پر تھا مگر سچے ارادتمندوں کی حقیقی ارادت اور عقیدتمندی کیلئے یہ کیا اس سے بڑھکر حرارت

بھی مانع نہ ہو سکتی تھی چنانچہ لوگوں نے مطلق اس گرمی کا خیال نہ کیا اور شہر کے پرلے سرے اور مقامات بعیدہ سے آکر وقت پر لگ کے وقت سے پہلے شامل ہوئے انکے دلوں میں یہ خیال سمایا ہوا تھا کہ ہمارے بھائی اسی تمازت اور شدت حرارت میں بعض اوقات تیس تیس گھنٹہ دشمنوں کو مارتے اور ان سے لڑتے اور توپوں بندوقوں کی زد اٹھاتے پہاڑوں پر چڑھے رہتے ہیں تو ہمیں مسجد کے بیس بائیس زینے چڑھنے میں کہاں کی تکلیف ہوگی ابھی ایک بجنے میں کچھ عرصہ باقی تھا کہ مسجد باوجود وسیع ہونے کے تل رکھنے کو جگہ نہ تھی چنانچہ اول مولوی غلام حیدر صاحب دہلوی نے وعظ فرمایا جس میں اخوت اسلامی کے حقوق نہایت قابلیت اور متانت سے توضیح بیان کئے بعد ازاں فریضہ نماز سے فارغ ہو کر مولوی ولی محمد صاحب مشہور واعظ جالندھری نے ممبر پر جلوہ افروز ہو کر سامعین کو اپنی دلی تحریص اور ترغیب نہایت موثر الفاظ میں کی۔ در آیہ کریمہ فألف بين قلوبكم کی تفسیر بڑی معقولیت سے فرمائی۔ اس کے بعد حضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین و امیر المؤمنین کی بقایائے عمر و دولت اور فتح و نصرت کیلئے نہایت عجز اور جوش سے دعا کی گئی۔ اس وقت کی رقت اور خضوع اور خشوع واقعی دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ بیساختہ لوگوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا بہے جاتے تھے مختصر یہ کہ اسکے بعد مولوی غلام حیدر صاحب نے پھر اٹھ کر سامعین کو تار کا مضمون جسکا روانہ کرنا تجویز تھا سنایا۔ سب نے بالاتفاق اس پر اپنی رضامندی ظاہر کی چنانچہ جمہور نے اس وقت یہ قرار دیا کہ حضرت اقدس کی خدمت عالی میں یہ تار روانہ کیا جاوے۔

بعد ازاں مولوی عبد السبحان صاحب نے اپنی دلاویز وعظ سے حاضرین کو داخل حسنات کیا اتنے میں نماز عصر کا وقت آگیا اور کل حاضرین نے مولانا و بالفضل اولانا مولوی غلام رسول صاحب مفتی اور امام مسجد کے پیچھے فریضہ عصر ادا کیا۔ اور بعد از نماز عصر بھی دعا اسی خضوع و خشوع کے ساتھ مانگی گئی۔ نیز گورنمنٹ انگریزی کے بقائے دولت کیلئے دعا مانگی گئی جسکے سایۂ عاطفت میں ہمیں یہ آزادی حاصل ہے کہ ہم خلیفۃ المسلمین کے ساتھ اسطرح علی الاعلان اظہار عقیدتمندی اور خلوص کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد یہ مبارک مجمع قریب چھ بجے شام کے رخصت ہوا۔ اگرچہ لوگوں کا جی ابھی سیر نہ ہوا تھا اور بیٹھنے کو اور بہانہ چاہتے تھے۔ شام کے وقت شہر کی بہت مسجدوں بلکہ مسلمانوں کے مکانوں پر روشنی کیگئی۔ اکثر مساجد میں وعظ کی مجلسیں بڑی زور شور سے ہوئیں۔

محاربات ترکی حصہ اوّل

ختم شد

فہرست کتب

سفرنامہ مظالم آرمینیا یہ کتاب مولوی محمد انشاء اللہ صاحب کی تالیف ہے۔ اس میں عالی دماغ اور فاضل مؤلف نے معاملات متعلقہ ٹرکی اور مسئلہ آرمینیا کے مختلف پہلوؤں پر بدلائل شائستہ و براہین بائستہ بحث کی ہے۔ تمام صاحب جنہوں نے اس کتاب کے مضامین کو پڑھا ہے نہایت نیک نیتی سے انکو جامع اور بسیط ہونیکی تعریف کی ہے اردو زبان میں ایسی جامع کتاب جو روم کے متعلق پولیٹیکل حالات سے کمال آگاہی دے سکے آجتک کہیں تالیف نہیں ہوئی ہے۔ یعنی نامہ برلن عہدنامہ سین سٹیفانو خطوط نپولین بوناپارٹ۔ تقریر گلیڈسٹون وغیرہ کے علاوہ آرمینیا کا نقشہ بھی شامل کردیا ہے ہر انصاف پسند کو علی العموم اور مسلمانوں کو علی الخصوص یہ کتاب ضرور دیکھنی چاہئے۔ (عہ)

واقعات روم یہ کتاب ایک بیماندار امریکن انگریز کی تصنیف ہے جسکو مولوی محمد انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر الانعام آباد نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب میں مجملاً وہ تمام ترقیاں درج ہیں جو موجودہ سلطان کے عہد میں ہوئی ہیں۔ اس میں لائق مصنف نے کوئی صیغہ بغیر ذکر کے نہیں چھوڑا دیوے کے حال سے شروع کیا ہے اور تمام ضروری محکموں کی کیفیت نہایت وضاحت سے سمجھائی ہے اس میں فاضل مترجم کے نوٹ اصل کتاب کے لطف کو دوبالا کئے دیتے ہیں۔ اس کتاب کو دیکھنے کے وقت غور سے پڑھنے والا ایسا محو ہو جاتا ہے کہ گویا وہ خود ٹرکی میں بیٹھا ہوا ہر صیغہ اور محکمہ کی پڑتال کر رہا ہے اس کتاب اور سفرنامہ مظالم آرمینیا وغیرہ کے دیکھنے کے بعد روم کے متعلق حالات بہت ہی کم معلوم کرنا باقی رہ جاتا ہے جو وہاں خود جا کر دیکھنے سے متعلق (۱۲/)

محاربات پلیونا یہ کتاب ایک انگریز نوجوان نے جو ۱۸۷۷ء میں ستر برس کی عمر میں بطور والنٹیر عساکر عثمانیہ میں داخل ہو کر غازی عثمان پاشا شیر پلیونا کے ما تحت پلیونا کے قیامت تک یادرہنے والے قیامت خیز معرکوں میں شریک رہا تھا ۱۸۹۵ء میں بزبان انگریزی تحریر کی تھی اس کتاب کا ترجمہ مولوی محمد انشاء اللہ صاحب زمیندار الانعام آباد نے ابنائے ملک کو ان معرکوں کے مفصل حالات سے آگاہ کرنیکیلئے اردو زبان میں کیا ہے اور حسب ضرورت جابجا مفید حواشی بھی شامل کردیئے گئے ہیں۔ نیز میدان پلیونا کے چاروں محاربوں کے رنگین نقشے بھی دیدیئے ہیں۔ کتاب کے تین حصے ہیں۔ قیمت فی حصہ (عہ)

قسطنطنیہ اس کتاب میں اسلامی دارالخلافہ کی گذشتہ تاریخ دینے کے بعد شہر کی موجودہ کیفیت وہاں کی پبلک عمارات اور شاہی عمارات دلفریب سینری اور منظر اور ترکوں کی موجودہ طرز معاشرت اور خلقی اوصاف دربار سلطانی و ارکین دربار کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے اور ضمناً آرمینیوں کی طبعی خباثت بھی واضح کردی گئی ہے۔ اس کتاب میں انگلستان کے مشہور سیاح اور مورخ مسٹر موریں کرافورڈ اور لیڈی میکسویل صاحب کی کتابوں کا ترجمہ دینے کے علاوہ گبن ڈمنڈ ویر ایڈورڈ ڈاکٹر لیسی اور دیگر مستند یوروپین و ٹرکی مؤرخین کی کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ قیمت عہ

مفصل فہرست آدھ آنہ کے ٹکٹ آنے پر مفت ارسال کی جاتی ہے۔

منیجر اخبار وکیل امرتسر

2 18 4
266
172
525

اتمام شد

مفیدہ ضروریہ کا بہم پہونچانا اسکا اہم فرض ہوگا جس کے لیئے اب ملک
کل ملک مین کسیطرح کا انتظام موجود نہین - اور بالخصوص اسکا فرض اہم ہوگا
کہ کل اہل وطن ہندو مسلمانون عیسائیون وغیرہ جملہ اقوام مین برادرانہ اتفاق
قایم کرنے اور آئے دن کے باہمی نزاع سے جو نقصان ایک دوسرے کو پہونچتے
ہین ان کے دور کرنے مین کوشش کرے ۔

شرح قیمت

	سالانہ	ششماہی
ہندوستان سے باہر کے لیئے	۱۰ شلنگ	۶ شلنگ
امرا سے	عہ/	سے/
دیگر معاونین سے	للعہ/	عگر/
کم استطاعت طلبا سے بشرط تصدیق	سہ/	عگ

پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر اخبار جاری نہین ہو سکتا

المشتہر

بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ

مالک حمیدیہ ایجنسی و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور

(حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے۔)

محاربات تھسلی

یعنی

کارزار روم و یونان ۱۸۹۷ء

تین حصوں مین

جسمین ایک حصہ مین سٹاف افسر کی کتاب جنگ روم و یونان اور انگلستان کے مشہور مدبر و نامور نویسندہ سر اشمیڈ بارٹلٹ کی کتاب کارزار تھسلی کا پورا ترجمہ دینے کے علاوہ حسب موقع بیشمار نئے نوٹ اور حواشی اور متعدد دلچسپ اور کارآمد ضمیمے ایزاد کردیئے گئے ہین اور تمام نامور پاشاؤن اور جنگجو یونانی افسرون کی بہت سی تصویرین اور میدان کارزار و مختلف لڑائیون کے نقشے درج کردیئے گئے ہین۔

مصنفہ مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد و جہار ضلع گوجرانوالہ

حصہ دوم

چھپا یہ پریس لاہور مین جناب مولوی محمد انشاء اللہ
مالک وایڈیٹر کے اہتمام سے شائع ہوئی

فہرست مضامین محاربات تفصیلی حصہ دوم

تنبیہ: حصون کی فہرست تصاویر پہلے حصہ مین دیدیگئی ہے۔

حصّہ دوم

تاریخ جنگ روم و یونان

محاربہ تفصیلی کا دُوسرا دور

فصل دُوازدہم (۱۲)

از لاریسا تا فرسالہ۔

سب سے پہلا بڑا شہر

لاریسا بقول جرمنی مورخ پہلا بڑا شہر تھا جسپر فاتح و منصور ترکی فوج قابض ہوئی ترکی سپہ سالار اور اسکے افسروں کو اس بات کا بڑا خیال تھا کہ شہر میں جو ناگہان اور غیر مترقبہ طور پر ہاتھ آگیا تھا۔ سپاہ کیطرف سے کسیطرح کی زیادتی نہ ہونے پائے۔ اور حتی الامکان باقیماندہ باشندوں کی مرضی اور خوشنودی کے برخلاف کوئی امر ظہور میں نہ آنے دیا جائے۔

ترکوں کی خوش اطواری اور البانیوں کی مفسدی

اجنبی نامہ نگاروں کو توقع تھی کہ ترک شہر میں داخل ہوکر جبر و ستم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے۔ ان کی یہ توقع بالکل غلط ثابت ہوئی۔ باتفاق رائے فاتحین کے ہر طبقہ و جماعت کی خوش اطواری، نیک چلنی اور حسن سلوک کے معترف و انکے کامل نظام و باترتیبی کی مدح و ثنا میں رطب اللسان ہیں۔ اور تحریر کرتے ہیں کہ باشندوں کے مال و اسباب اور املاک کی حفاظت کیلئے جو بندوبست و چند پولیسی انتظام اور تدابیر ضروری تھیں انکو بھی نہایت اعتدال اور ایسے طریقہ سے کہ کسی کو ناگوار نہ گذرے عمل میں لایا گیا۔ جونہی کسی سپاہی کو کوئی ایسی چیز لیجاتے دیکھا جاتا جسپر لوٹ کا مال ہونیکا شبہ ہوتا تو اسی فی الفور قبضہ کر لیتے اور اسکو مال غنیمت جہاں سے وہ اٹھایا گیا تھا وہیں واپس جاکر رکھ آنے یا جہاں افسر تھا وہ سو اسی جگہ رکھدینے کا حکم دیتے۔ خوش قسمتی سے شہر دار البانیوں کی جمعیتیں پہلے ہی شہر سے باہر نکل گئیں۔ کیونکہ ایسے طمع خیز۔

موقعوں پر ان سے اپنی طبیعتوں پر پورا پورا اقتدار رہ سکنے کی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن ناظرین اس کمزوری سے البانویون کی نسبت کوئی بری رائے نہ قایم کرلیں۔ وہ اس بارہ میں بہت کچھ معذور ہیں۔ انکی حصہ کثیر کو ابھی تک تہذیب و شایستگی کی ہوا نہیں لگی۔ اور وہ ایسے علاقوں کے باشندے ہیں جو ہنوز اسی حالت میں ہیں جس حالت میں قدرت نے ان کو ابتدا میں پیدا کیا تھا۔ شایستگی و تمدن کا ابتک وہان تقریباً کوئی دخل نہیں ہوا +

یونانیون کے سراسیمہ بھاگنے کے نشان

جنرل سٹاف کے افسرون نے ٹلاورنگ شہر اور اسکے مضافات متصلہ میں گشت کی۔ جس کے دوران میں انکو محقق ہو گیا کہ دیر و زیونانی فوج کی سراسیمگی اور بیچواسی کی نسبت جو قیاس کیا گیا تھا وہ بالکل درست تہا۔ وہ سب حیران تھے کہ یونانیوں نے مقابلہ کے بغیر شہر کو کیوں چھوڑا وہ نہایت محفوظ موقعہ پر واقع تہا۔ سامنے کیطرف دریا سالموریا رکو ستم نہایت مستحکم پناہ کا کام دیتا تھا۔ مورچون اور فصیلون پر بارہ قلعہ شکن توپیں معمولی باتریوں کے علاوہ موجود تہیں۔ مناسب موقعوں پر سپاہیوں کیلئے گڑہے کھدے ہوئے تھے۔ اور کوئی کارآمد موقعہ مورچون سے جو نہایت عمدہ بنے ہوئے تہے خالی نہ تہا۔ مزید برآن سالموریا کے پل کو منہدم کرنے کے لئے سب سامان تیار تہا۔ مگر یونانیون پر کچھ ایسی دہشت متسلط ہو گئی کہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئے۔ اور کسی چیز سے فایدہ نہ اٹھایا۔ میدانی (فوجی) ہسپتال مجروحین کے علاج معالجہ کیلئے ابھی پورے طور سے مرتب اور آراستہ بھی نہ کئے جا سکے تہے کہ موجودہ دانیوں کو مکمل دوا فروجد بہترین لوازمات سمیت ادہی نیم مرتب حالت میں چھوڑ دیئے گئے۔ انگریزی اور فرانسیسی ساخت کے صندوقوں سے ہسپتالی بسترے۔ ادویات اور آلات ابھی کچھ نکالے گئے تھے۔ اور کچھ صندوقوں میں ہی بند تہے۔ جو سامان نکالا جا چکا تہا۔ ادس کے بھی عجب بے ترتیبی کیساتھ جابجا انبار لگے ہوئے تہے۔ بیش قیمت سامان مرہم پٹی رنفیس ٹمون۔ فلالینون وغیرہ سے نوواردوں نے تولیوں اور جہاڑنوں کا کام لیا۔ یونانی فوج کے اعلےٰ افسر شہر کے بہترین مکانات میں فروکش ہوئے تہے۔ جہان وہ اپنے نقشے اور تمام خط و کتابت تک پیچھے چھوڑ گئے۔ ناظرین خیال رکھیں کہ یہ کل حیرانی ان بہادرون سے ترکی سکوف پاشا کی چھوٹی سی فوج کے نمودار ہونے پر جس میں چار سو کے زیادہ سوار نہ تہے مستولی ہوئی تہی! +

غازی عثمان پاشا کی تقرری کی خبر اور ادہم پاشا کی رائے صورت معاملات پر

اسی دن ترکی ہیڈکوارٹر میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ شیر پلیونا غازی عثمان پاشا دونون افواج رمقیمہ ایپریس و تہسلی کے اعلےٰ کمانڈر مقرر ہوئے ہیں۔ مگر لارسیا کی فتح اور یونانیوں کے شرمناک بھاگنے کی وجہ سے اس خبر سے ترکی ہیڈکوارٹر میں کوئی ہلچل نہ پیدا ہوئی۔ اور نہ مارشل ادہم پاشا کو کسیطرح کی کچھ تشویش لاحق ہوئی۔ پاشا موصوف نے ایک اجنبی نامہ نگار کو شرف ملاقات عطا کیکے معاملات کی صورت حال پر بات کی اور کھلم کھلا اپنی رائے حسب ذیل ظاہر کی:۔

"یونانیون کو اگرچہ کامل زک نہیں ملی۔ مگر وہ ایسے شکستہ دل اور بے اوسان ہو گئے ہین کہ وہ لارسیا کو جیسے حال میں انہون نے

نے مستحکم اور مورچہ بند کیا تھا ۔ بچانے کی جرأت نہ کر سکے ۔ اور توپیں اور سامان و گودام پیچھے چھوڑ کر فرسالہ کو ہٹ گئے ۔ ایسا کر نیسے انہوں نے تھیسلی کے کل میدان اسکے قصبات لارِیسا ۔ تریکالا ۔ کاردِتسا اور نیز وولو کی سڑک کو جو یونانیوں کا حقیقی قاعدہ آپریشن تھا ہمارے ہاتھ میں چھوڑ دیا ہے ۔ اس سڑک کا یونانیوں کے تصرف میں نہ رہ جانا ہمارے لئے جنگی لحاظ سے جیسا کچھ کہ قابل قدر اور مفید ہے ۔ وہ صاف ظاہر ہے ۔ اسی بندرگاہ کی راستے کل یونانی فوج ترکی سرحد کو بھیجی گئی تھی ۔ اسی کے راستہ یونانی سپاہ کو کمک اور رسد وغیرہ پہنچتی رہتی تھی ۔ اور بندرگاہ کا راستہ جنوبی یونان سے سلسلہ رسل و رسائل قائم رکھنے کیلئے سب سے قریب اور آسان ہے ۔ یہ درست ہے کہ وولو پر ابھی ہمارا قبضہ نہیں ہوا ۔ اور یونانی اسی طرف اور اسی طریق سے پیچھے ہٹے ہیں کہ اس سڑک کی جو درہ ویلیسٹینو میں ہو کر گذرتی ہے کچھ عرصہ حفاظت و مدافعت کر سکتے ہیں ۔ اور خود شہر کی حفاظت یونانی جہاز کر سکتے ہیں ۔ لیکن وولو ۔ لارِیسا ریلوے لائن ہمارے تصرف میں ہے ۔ اور نیز یونانی اب اس لائن سے بھی جو متذکرہ صدر لائن کو ویلیسٹینو میں ملتی ہے ۔ اور فرسالہ کے پاس سے گذرتی ہے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے پس بالفاظ دیگر ترکی فوج اس وقت تھیسلی کی جو یونان کا زرخیز ترین اور سب سے بارونق صوبہ ہے ۔ پوری پوری مالک ہے ۔ اور اس کی پوزیشن اور وضع اقامت ایسی ہے کہ یونانیوں کے دوسرے خط مدافعت پر حملہ کرنے سے پیشتر سرحدی درون کے راستہ جس قدر اور جس طرح چاہے کمک منگوا سکتی ہے ۔" +

فرسالوس

ترکی ہیڈ کوارٹر میں ۲۷ اپریل کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ یونانی فرسالوس کے قریب ایک مستحکم و مورچہ بند موقعہ کو ہٹ گئے ہیں ۔ اور نیز وولو کے شمال مغرب میں اس موقعہ پر بھی جہاں ویلیسٹینو کا ریلوے اتصال ہے جمعیت کثیر قابض ہیں ۔ فرسالوس اس معرکہ کا میدان جنگ ہونے کیوجہ سے جس میں قیصر جولیس سیزر نے ۲۲ ہزار فوج سے اپنے رقیب پامپی کو جس کے پاس دگنی فوج تھی سنہ ۴۸ قبل مسیح میں شکست دی تھی قدیم الایام سے مشہور چلا آتا ہے ۔ وہ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے بے شجر اور بھیانک سلسلہ کوہستان اوتھرِیس کی ان شاخوں پر واقع ہے جن کے قریب ہی وہ زرخیز میدان شروع ہوتا ہے جسے دریائے اینی پی اس سیراب کرتا ہے ۔ یہ چھوٹا سا قصبہ جس میں چھ ایک ہزار باشندے آباد ہیں ۔ ایک مدور مخروطی شکل پہاڑ کے دامن سے لیکر تقریباً چوٹی تک منزل بمنزل چلا گیا ہے ۔ یہ پہاڑی تخمیناً تین سو ساٹھ فیٹ بلند ہے ۔ شہر سے اوپر وسطی زمانہ کا ایک مدور شکل برج کھڑا ہے جس سے ترک تھیسلی کو یونان کے حوالہ کرنیکے وقت تک دیدبان کا کام لیتے رہے تھے ۔ اس برج پر کھڑے ہونے سے تمام شہر اور میدان کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے ۔ نگاہ میدان سے گذر کر بجانب شمال المپس کی چوٹیوں پر اور نیز شمال مشرق اوسا اور پیلی آن کی چوٹیوں پر جا ٹھہرتی ہے ۔ زمانہ قدیم کی عمارات تقریباً معدوم ہو گئی ہیں ۔ صرف قلعہ کوہ پر ایک پرانی زیر زمین عمارت کے کھنڈرات اور قدیم قلعہ کی دیو سار دیواروں کے نشان باقی ہیں ۔ کسی زمانہ میں فرسالوس تھیسلی کے مقتدر ترین اور نہایت ہی آباد شہروں میں داخل تھا ۔ اس کی سابقہ عظمت و جلال کا اب ایک شمہ بھی باقی نہیں رہ گیا ہے وولو کے بندرگاہ کیساتھ وولو ۔ تریکالہ ۔ کالا بکا لائن کے ذریعہ سے سلسلہ مواصلت قائم ہو جانے سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا ۔ اور اس

اس کی رونق و خوشحالی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اسٹیشن قصبہ سے بہت دور ہے۔ غبار آلود شاہراہ جو لاریسا سے شروع ہو کر میدان میں سے ہوتی ہوئی آتی ہے فی الجملہ بہت اچھی حالت میں ہے۔ فرسالہ سے وہ چونہ دار چٹانوں کے پہاڑوں کے گرد چکر لگاتی ہوئی ڈیڑھ کوس کو اور وہاں سے وسطی یونان کو بڑھی چلی جاتی ہے۔ فرسالہ سے اس شاہراہ کے راستہ ڈیڑھ کوس سات گھنٹوں کی مسافت پر ہے۔

یونانیوں نے اسی کوہستانی علاقہ میں جو میدان فرسالوس کے وسط میں واقع ہے اپنی پوزیشن نہایت عمدہ موقعہ پر قائم کی۔ انکا میمنہ ایوالی سے ملحق تھا اور میسرہ پہاڑی سلسلہ کے متوازی پیچ کو ختم کھاتے ہوئے تھا۔ بمقام ویسٹنو اُن بلندیوں نے جو پلاؤ تپہ کی بارکوں اور شہر کے درمیان تھیں۔ اور نیز سینو سیفالیہ کی پہاڑیوں نے یونانیوں کو مدافعت کے لئے بڑا کام دیا۔ بلا تردد و نقصان لاریسا پر قابض ہو جانے سے طبعی طور پر ترکی کمانڈروں کو غنیم کا فی الفور تعاقب کرنیکی ترغیب لگی۔ تاکہ یونانیوں کی گھبراہٹ اور بے ترتیبی سے فائدہ اٹھا کر بشرط امکان تمام یونانی فوج کو مزید جدال و قتال سے بیکار کر دیا جائے۔ یہ صاف ظاہر تھا کہ پیشقدمی کسطرف اور کس مدعا کیلئے ہونی چاہئے۔

سب سے اہم مدعا پیش نظر تھا کہ یونانیوں کو وولو یعنی سمندر سے ہٹا دیا جائے۔ یونانیوں کی مصافی کارروائیوں کا بڑا دارو مدار اسی مقام پر تھا۔ یونانی فوج کی شہرگ وہی تھا۔ اور اسی مقام سے سمندر و خشکی کے رستہ مزید کمکین پہنچ جاتی تھیں یونانی فوج کا حوصلہ اور طاقت پھر سنبھل سکتی اور اس کے رخنے پر ہو سکتے تھے۔ بالفاظ دیگر دشمن کی مدافعت و مقابلہ کے تمام امکان کو شگوفہ میں ہی ہٹا دینے کیلئے لاریسا کے قبضہ کے بعد فی الفور جمعیت کثیر کا وہاں روانہ کرنا نہایت ضروری تھا۔

ویسٹنو مصافی و تدبیری لحاظ سے جس مقام کو سب سے اول مسخر کرنیکی کوشش کیجاتی لازمی تھی وہ ویسٹنو تھا۔ یہ مقام تین ریلوے لائینوں کا محل اتصال اور اس احاطہ کی ناک پر واقع ہے جو تھسلی میدان سے پہاڑوں میں سے ہوتی ہوئی بندر کو جاتی ہے۔ اسکی جنگی اہمیت میں اس سے بھی بہت اضافہ ہو گیا تھا کہ وولو میں پائیریس کو مراجعت کرتے وقت اس موقع سے تعاقب کنندہ غنیم کی مزاحمت کنندہ فوج کو بچانیکے لئے مزاحمت کیجا سکتی ہے۔ اگر ترک لاریسا سے بخط مستقیم فرسالہ پر پیشقدمی کرتے تو ویسٹنو یونانیوں کے قبضہ میں ہونیکی صورت میں ترکی میسرہ کیلئے نہایت خطرناک مقام ہو سکتا تھا۔ بنا بریں ولیعہد قسطنطین نے ان تمام فوائد سے متمتع ہونے کیلئے ویسٹنو کو جو وولو کے آمد مقام تک حاصل ہو سکتی تھی۔ ویسٹنو پر قابض رہنا ضروری تصور کیا۔ یونانی بیڑہ وولو کے بندر میں لنگر زن تھا۔ اور تمام ریلوے کو موٹو انجن وہاں جمع تھے۔ ترک ان لائنوں سے کوئی رولنگ سٹاک گاڑیاں انجن نہ ہونے کی وجہ سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ بمقام ویسٹنو اور اس کے ارد گرد یونانی افواج اسطرح سے تقسیم کیگئیں کہ وہ ان تمام مستحکم بلندیوں پر جو باہم ملکر نعل اسپ کی شکل بنا رہی تھیں قابض ہو گئیں۔ ایک پہاڑی اس نعل کے وسط میں ہے۔ وولو کی سڑک وہیں سے شروع ہوتی ہے۔ بجانب غرب اس پہاڑی کے دامن میں سیفا ولیا گاؤں واقع ہے جس پر ترک قابض تھے اور دوسری طرف ویسٹنو ہے جو ترکی پوزیشن سے نظر نہیں آتا تھا۔ اسی پہاڑی کو متصل جبل تھرلہ

کا خفاف پانی ایک زرخیز و سرسبز گھاٹی میں جسکے ہر طرف کی چارون طرف گھنے جنگل موجود ہین جن مین کہین کہین رخنے پڑے ہوئے ہین - اوران رخنون مین سے دیہاتی مساجد کے مینار جلوہ دکھاتے ہوئے نظارہ کی دلفریبی کو اور بڑھا رہے ہین - پلاؤ تپہ کی بارکین ویسٹنو سے شمال مشرق مین ہین - ریلوے سڑک ہی نہین بلکہ وہ شاندار جنگی شاہ راہ بھی جو وولو کو جاتی ہے - ان بارکون کی زد مین ہے - اور یہین لحاظ بہ مقام بندر اور اس کے اسٹورون کی حفاظت کیلئے نہایت اہم اور کارآمد تھا - پلاؤ تپہ بارکون کے قریب ایک سڑک وولو کی سڑک سے جدا ہوکر براہ پرتی فلی ہالمیروس کو اور وہان سے براہ ستورپلی بندر نیا منزلہ کو جاتی ہے - سینو سیفالیہ کی پہاڑیان سلسلہ کوہستان قرہ طاغ سے متعلق ہین - ادہم پاشا نے فی الفور ایک اکتشافی جماعت لارسیا سے غنیم کے تعاقب مین بھیجدی -

ولسٹو پر پہلا مقابلہ فریقین مین نئی پوزیشنون پر قایم ہونیکے بعد پہلا مقابلہ ۲۷ اپریل کو ہوا - سلیمان پاشا کے زیر کمان جو کالم وولو کی طرف بھیجا گیا تھا - اس کا بمقام ویسٹنو دشمن سے تصادم ہوگیا - اسکا ہم عنی چار بٹلین - آٹھ نہایت کمزور رسالے (تیرہوین و چودہوین کیولری رجمنٹ) ایک کوہی اور دو آپی باتریان تھین دو رسالے ہراول دستہ کی کمک کو آگے بھیجے گئے - انکو یونانیون نے پسپا کردیا اور پاؤ گھنٹہ بعد کیولری بریگیڈ پر سامنے کی طرف وولو کی سڑک سے اور بائین ہاتھ کی طرف پلاؤ تپہ سے گولہ باری شروع ہوگئی جس کے جواب مین ترکی توپخانہ نے بھی گولہ باری شروع کردی - یونانی گولندازون نے اس موقعہ پر بڑی نادر اندازی دکھائی - ان کے پہلے گولے بھی عین ترکی توپون پر آکر گرے مگر پھٹا ایک بھی نہ - اس درست نشانہ بازی سے مجبور ہوکر ترکی باتریون کو تین حصون مین منقسم ہوجانا پڑا - تاریکی شروع ہوگئی تھی - اور یونانیون کا میسرہ ترکی کیولری کی مراجعت کا راستہ مسدود کرنیکے لئے رفتہ رفتہ اوسکیطرف بڑھ رہا تھا - پس توپون کو بچانے کے لئے اب بسرعت تمام انہیں پیچھے ہٹا لیجانا نہایت ضروری ہوگیا تھا - کیونکہ مراجعت کیلئے صرف ایک ہی پل موجود تھا باتریون کو مراجعت کا موقعہ دلانے کے لئے تیرہوین رجمنٹ پھر غنیم کے قلب اور سلیمان پاشا اس کے میسرہ کیطرف بڑھا - دو ہنولا باتریان سرپٹ رفتار سے پل پر سے گذر گئین جس کے بعد اول تیرہوین اور چودہوین رجمنٹ باہستگی واپس ہٹین - ترکی کیولری چرکسون کے طریق سے لڑی - یعنی پشت توسن پر ہی رہ کر آتشبازی کرتی رہی جس سے طبعی طور پر دشمن کو کچھ نقصان نہ پہنچا یا پہنچا تو بہت خفیف لیکن اشد خطرہ کے باوجود ترکی سوارون کے حوصلے برابر قایم رہے - اور انہون نے حیرت انگیز بسالت و شجاعت دکھائی - دشمن کے سامنے سے وہ نہایت آہستگی اور لاپروائی کیساتھ پیچھے ہٹے - صرف اس وقت گھوڑون کو کسیقدر تیز کیا جبکہ اُن کے اور دشمن کے درمیان ایک گاؤن حایل ہوگیا وہ مغربی کی مشرق کیطرف نکل گئے - وہان پہنچ کر بروصہ کی ردیف بٹلین آملی جس نے فی الفور طابیہ یعنی مورچہ بنانا شروع کردیا - اور اسکی پناہ مین کوفتہ و ماندہ فوج نے جسے ابھی تک کھانا اور پانی نہ ملا تھا - آرام کیا ۲۸ اپریل کو سمد کی ردیف بٹلین ایک میدانی باتری سمیت بطور کمک پہنچ گئی - ۲۹ کو کرنیل محمود بک ... عثمانیہ چیف کمشنر مصر کا بیٹا پہنچگیا - اور اس کی زیر ہدایت ۲۹ و ۳۰ کو غنیم کے مورچون پر حملہ کیا گیا - کرنیل محمود نے

نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے کام کیا۔ مگر دیرخوانیم کو بھی جو ابھی تک شہر سالد رکو ریلوے لائن پر بطرف شمال تھا کم از کم آٹھ پلٹنوں کی کمک پہنچ گئی تھی۔ اس نے ۳۰ اپریل کی دوپہر کو ترکی میمنہ کو گو دیر کمال دلاوری سے لڑے۔ پسپا کر دیا جس پر میسرہ کو بھی جو پلاؤ پتہ اور رضا لوم کی طرف تھا پیچھے ہٹا لینا پڑ گیا۔ اس پسپائی سے تھوڑا ہی عرصہ بعد ترکوں کو دس پلٹنوں اور دو باتریوں کی کمک پہنچ گئی۔ مگر ترکی کمانڈروں نے فیصلہ کیا کہ جب تک فرسالہ فتح نہ ہو جائے۔ اب ویلسٹینو پر پھر حملہ نہ کیا جائے۔ ۳۰ اپریل کی لڑائی میں کرنیل محمود بک نے شجاعت و استقامت اور جوانمردی و بسالت کا عجب شاندار اور قابل ذکر نمونہ دکھایا۔

محمود کا حملہ فوج پیدل کو کچھ موقعہ دلانے کے لئے اس نے اعلےٰ افسروں سے دشمن کے ایک مورچہ پر جو پہاڑی کے کرارہ پر تھا۔ اپنی رجمنٹ سواران کے ساتھ حملہ کرنے کی اجازت طلب کی، جس کو اجازت ملنے پر اُس نے حملہ کر کے فتح کر لیا۔ اس حملہ میں اس کا بیش قیمت گھوڑا دشمن کی گولیوں سے ہلاک ہو گیا۔ مگر یہ جوانمرد پیدل اپنے سواروں کے آگے آگے بڑھتا گیا۔ ایک یونانی کپتان نشانہ باندھ کر پیہم اس پر گولیاں چلاتا رہا مگر کرنیل کا بال بیکا نہ ہوا۔ بالآخر ایک اناطولین کارپورل سوار نے اس کپتان کا کام تلوار سے تمام کر دیا لیکن افسوس خود بھی شہید ہو گیا۔ کپتان کی بندوق بھری ہوئی تھی۔ کارپورل نے بحالت غضب ایک ہاتھ سے اس بندوق کو پکڑ لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے بندوق والے پر جو اسکے پیارے افسر کو نشانہ بنا رہا تھا تلوار کا ہاتھ صاف کیا۔ ٹھیک اس جھپٹا جھپٹی میں سر ہو گئی۔ اور اسکی گولی نے بہادر و جان نثار کارپورل کو دنیا میں جام شہادت پلا دیا۔ محمود کے اس حملہ میں گھوڑوں کے علاوہ ۲۲ سوار شہید و مجروح ہوئے۔ مگر جب وہ مورچہ پر قابض ہو گیا۔ تو تین طرفوں سے اس پر انگلی بوچھار شروع ہو گئی۔ اور پھٹنے والے گولے بھی پڑنے لگ گئے۔ اس سے مجبور ہو کر انہیں لاچار واپس ہٹ آنا پڑا۔ مگر گولیوں کی نابرتوڑ بارش کے باوجود ترکی سوار قابل تعریف باترتیبی سے پیچھے ہٹے۔ بے ترتیبی اور گھبراہٹ کا نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔

پلاؤ پتہ کی سطح مرتفع سے یونانیوں کی پوزیشن کو مدافعت کیلئے ایسا مستحکم کر دیا ہوا تھا۔ کہ ترک اُسے توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ریلوے اور میدان دونوں اس بلندی کی زد میں تھے۔ پلاؤ پتہ کے مسخر ہو جانے پر یونانی ریلوے لائن سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتے۔ اور انکی فوج کو رسد وغیرہ پہنچنے کا رستہ بند ہو جاتا جس سے وہ سخت نرغہ میں مبتلا ہو جاتی کیونکہ جس کوہستانی علاقہ میں وہ موجود تھی۔ وہاں سے بہت ہی کم رسد و چارہ دستیاب ہو سکتا تھا۔ پلاؤ پتہ کی اس اہمیت کیوجہ سے ترکوں نے اسے بہر نوع فتح کرنیکا عزم کر لیا ہوا تھا۔ گو وہ یقیناً جانتے تھے کہ اُسے فتح کرنیکی کوشش میں بہت نقصان اٹھانا پڑیگا۔ مگر ساتھ ہی وہ یہ بھی جانتے تھے کہ جب ایک دفعہ یہ فتح ہو گیا۔ تو دوکو خود بخود ان کے قبضہ میں آجائیگا۔ جہاں انہیں صرف تھوڑی سی فوج رکھنی پڑے گی۔ میسرہ کی باقی کل فوج فرسالہ پر بازو کیطرف سے حملہ کرنیکے لئے فارغ ہو جائیگی۔ ویلسٹینو پر اب تک جتنی لڑائیاں ہوئی تھیں وہ دراصل خفیف سی معرکہ آرائیاں تھیں چشم دید شاہدوں کا بیان

ہے کہ یونانی گولہ باری کی نشانہ بازی اچھی نہ تھی۔ اور ان کے گولے بھی نہ پھٹتے تھے۔ مگر ترکوں کی آتشبازی خوب موثر اور نہایت سریع تھی۔ ترکوں کے گولنداز نسبتاً بہت زیادہ باحوصلہ اور قادر علے النفس تھے۔ یونانیوں کی طرح وہ بے حوصلہ اور مضطرب نہیں ہو جاتے تھے۔

ان معرکوں میں کل چار پانچسو آدمی ضائع ہوئے۔ ان میں بھی پہلی لڑائیوں کی طرح مصاف کنندگان کے زیادہ تر انتہائی جوارح و اعضاء کو چٹانوں کے ٹکڑوں اور پرخچوں سے جو گولوں کے لگنے سے اڑتے تھے زخم پہنچے۔ یونانیوں نے ایسی تابڑ توڑ آتشباری کی تھی کہ تعجب ہوتا ہے کہ ترکوں کا ایسا خفیف نقصان کیسے ہوا۔ کرنیل محمود بک سا کیولری کے جوانمرد کمانڈر نے ایک جنگی اتاشی سے ذکر کیا کہ تقریباً دو میل مربع رقبہ پر گولیوں کی پیہم بارش ہوتی رہی تھی۔

اس بہادر افسر کا گھوڑا اس دلیرانہ حملہ میں جو اس نے یونانی پوزیشن کے بازو پر کیا تھا۔ ہلاک ہو گیا۔ اور وہ بھی گھوڑے کے ساتھ زمین پر گر پڑا۔ اور بصد مشکل جانبر ہوا تھا۔

ویلیتینو کی اس باستقلال اور معقول حفاظت و مدافعت کا فخر کرنیل سمولنسکی کو حاصل ہے۔ جو اس کامیابی کی طفیل کرنیل (آ)سوس اور کرنیل مانوس کا ہمسر ہو گیا۔ اور اعلیٰ تعریف و توصیف کا مستحق ہے +

جنگ فرسالہ

ادہم پاشا کو لاریسا سے پیشقدمی کرتے وقت بشرط امکان اپائرس کی ترکی فوج سے تعلق و ارتباط قائم رکھنے کیلئے اپنی افواج کو بجانب غرب پھیلا دینا ضروری تھا۔ لیکن علاقہ کے کوہستانی دشوار گذار اور صعب المرور ہونے اور نیز اس وجہ سے کہ بڑی بڑی مسافتیں طے کرنا تھیں۔ اسطرف فوجیں بڑھاتے وقت نہایت احتیاط کو مد نظر رکھنا لازمی ہو رہا تھا جس حزم و احتیاط کا ترکوں کے میمنہ کی کارروائیوں پر بھی طبعاً بہت اثر پڑا۔

ترکی سپہ سالار کا منشاء یہ تھا کہ غنیم کے میسرہ کو لپیٹ دینے سے اسے فرسالہ کی پوزیشن چھوڑ دینے پر مجبور کرے۔ اس غرض کیلئے حقی پاشا کا ڈویژن جو شروع میں تھیسلی اور اپائرس کے درمیان سلسلہ رسل و رسائل و تعلق باہمی کو قائم اور آمد و رفت کے رستہ کو کھلا رکھنے کیلئے ڈسکاٹا میں مقیم کیا گیا تھا ٹرناوس اور لاریسہ کی فتح کے بعد بسرعت لاریسہ بلوا لیا گیا۔ جہاں وہ ڈبل کوچ کرتا ہوا پہنچا۔ دوسری طرف اول ڈویژن زیر کمان خیری پاشا کو جینے کوہستان میں بمقام ڈماسی لڑائی کی تھی۔ زرکوس۔ تریخالہ کاروشا اور سکول پڑی پر قبضہ کر لینے کے بعد فوج کا انتہائی میمنہ بن کر آگے بڑھنے اور مقام پوزارا کی سے یونانیوں کی پوزیشن بمقام فرسالہ کے میسرہ کو معرض خطر میں ڈالنے کا حکم دیا گیا۔ اسکے ساتھ ہی پانچ ڈویژنوں نے ادہم پاشا کی زیر کمان سامنے کیطرف سے فرسالہ پر پیشقدمی کی۔ مگر میمنہ حسب مراد رفتار سے پیشقدمی نہ کر سکا۔ علاقہ کٹھن اور کوہستانی۔ اور باشندے ترکوں کے دشمن تھے۔ مزید برآن ملکی افواج کی باربرداری کے انتظام کی مشکلات سے اور زیادہ دور تنگ ہو گیا۔ فوج کو رسد کے معاملہ میں تھیسلی کے زرخیز علاقہ بالخصوص دلفریب وادی ٹمپہ سے بہت مدد ملی۔ جو رسد و سامان ساتھ ختم ہو نیوالا تھا وہ جلد پالی گئی۔

ٹرناوس اور لاریسہ کے تباہی بخش واقعات کے بعد یونانی فوج میں عظیم تغیر و تبدل کئے گئے۔ تقریباً تمام جرنیلوں کیجگہ نئے

آدمی بھیجے گئے۔ اور اعلے سٹاف افسر سا پونٹ سارا کی جگہ ایک جنرل سٹاف افسر لفٹنٹ کرنیل لامبرشی کمانڈر انچیف کے زیر فرمان عمل پیرا ہونیکے لیئے مقرر کیا گیا۔

یونانی فوج کا حصہ کثیر ان بلندیوں پر جو فرسالہ سے بجانب شمال ہیں قائم تھا۔ ادہر پاشا کی فوج ان کی طرف بہت آہستگی کے ساتھ بڑہی۔ چنانچہ فوج ہراول کے سوار کہیں ۴ مئی کو جاکر ایک طرف سوباسی اور دوسری طرف مسکولوری پہنچے۔ سوباسی فرسالہ سے بجانب شمال آٹھ میل کے فاصلہ پر اور آخر الذکر مقام وہاں سے بجانب غرب ۸ میل کے فاصلہ پر فرسالہ تریکالا لائین پر واقع ہے۔

دوم پنجم و ششم ڈویژن ان سواروں کی اوٹ میں اُن سے تھوڑی دور پیچھے یونانی پوزیشن کے شمال و شمال مغرب میں جمع تھے اور باقی فوج ابھی فرسالہ سے تقریباً ایک دن کی مسافت پر تھی۔ ترکی فوج حملہ آور کا میمنہ کا مغرب کیطرف بہت دور تک پھیلا ہوا تھا جس سے انہوں کو بھی صاف نظر آرہا تھا۔ کہ ترک میدان کارزار پر یونانیوں کو بازو پر سے چکر کاٹکر عقب میں جا پہنچنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ معاقی تدبیر اوّل ڈویژن کی شاطرانہ چال سے علاوہ تھی۔ ۲ مئی کو یہ ڈویژن پوزارائی جو فرسالہ سے چودہ میل بجانب غرب ہے پہنچگیا ہوا تھا جہاں سے اسنے مسلسل پیشقدمی کر کے یونانی پوزیشن کے عقب میں پہنچنا تھا جتذکرہ صدر تینوں ڈویژنوں کے پیچھے چہارم و ہفتم ڈویژن بشرط ضرورت کام دینے کیلئے ریزرو میں تھے۔

ترکی فوج کی صف اوّلین نے بتاریخ ۵ مئی علی الصباح چار بجے کیوقت حرکت شروع کی مارشل کا منشاء تھا کہ فیصلہ کن حملہ ۶ مئی کو کیا جاوے تاکہ خیری پاشا کو یونانیوں کے میسرہ پر پہنچنے کیلئے کافی وقت ملجائے۔ مگر ۵ مئی کو جب وہ میدان جنگ میں پہنچے تو بیدل فوج غنیم سے گتھ چکی تھی۔ فرسالہ لاریسا سے تخمیناً بائیس میل بجانب جنوب ہے۔ یونانی ان پہاڑیوں کی ڈھلوانوں پر جو میدان فرسالہ کو احاطہ کیئے ہوئے ہیں نہایت عمدہ موقعہ پر قایم تھے۔ اور وہاں خوب مستحکم مورچے تیار کر لیے ہوئے تھے۔ ان کے دونوں بازوؤں پر جنگل موجود تھا۔ اور توپخانہ کا زیادہ حصہ میمنہ پر نصب تھا۔ شروع شروع میں یونانی گولے خوب نشانہ پر گرے۔ غالباً اُن کے گولہ اندازوں نے گذشتہ چند دنوں میں اپنے نشانوں کو خوب پختہ کر لیا۔ اور مختلف مسافتوں کا اچھی طرح اندازہ اور ناپ لیا تھا۔ مگر دوپہر کے قریب ترک متواتر دھاوا کر کے غنیم کو اسکی پوزیشن سے ہٹا دینے میں کامیاب ہوگئے۔ اور یونانیوں نے ترکی حملہ کی تاب نہ لاکر ان بلندیوں کی طرف جو میدان کے دوسرے کنارہ پر تھیں مسلسل ہٹنا شروع کر دیا۔ اس پسپائی کیوقت وہ ترکی توپوں کی صاف زد میں رہے۔ اور بالخصوص انکی میمنہ کو بہت نقصان پہنچا۔ مگر انکے ریر گارڈ یا دستہ عقب نے باقی فوج کو بچانے کے لیئے مردانہ وار اپنے تئیں قربان کر دیا۔ پسپائی کے شروع ہونیکی دیر تھی کہ پھر ترکوں نے غنیم کو ایک لحظہ بھر کی فرصت نہ دی انکی آتشباری ایک لمحہ کیلیئے مدہم پڑی یا بند ہوئی۔ جب حملہ آور بلندیوں کے بالائی کنارہ پر جہاں سے کل میدان زیر نظر تھا پہنچے تو دشمن کی سراسیمگی و بیحواسی اور اپنے دوسرے دستوں کی مسلسل پیشقدمی دیکھکر ان کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے۔ دائیں بائیں دونوں طرف ترکی فوج پیدل کے کالم سیاہ گھٹا کیطرح آگے بڑھے جا رہے تھے۔ اور زیر پا فرحت بخش میدان

تنگ ہو گئی ہے اور اوسکے پیچھے اوتھریس کے سیاہ و مہیب پہاڑ سر بفلک کھڑے ہیں تمام میدان یونانیوں سے جو بسرعت قدم اوٹھائے چلے جا رہے تھے بھرا ہوا تھا۔ سب کا رخ ایک سنگی پل کیطرف تھا جو ایک چھوٹے سے نالہ پر بنا ہوا تھا۔ ورنیولا ترکی توپخانہ آگے بڑھکر جا بجا نہایت عمدہ موقعوں پر قایم ہو گیا تھا۔ اور بھگوڑے یونانیوں کے کالموں پر گولہ پر گولہ پھینک رہا تھا۔ ہر گولہ کے گرنے پر جب گرد و غبار کا طوفان سطح زمین سے اوٹھتا تو بھگوڑوں کی رفتار اور تیز ہو جاتی۔ اون کو عقبی دستہ نے سپاہیوں کو کھڑے ہونے کیلئے گڑھے کھود لئے تھے جہاں سے وہ مسلسل آتشباری کرتا رہا لیکن ترکی فوج پیدل کی کثرت آخر انکی بہادرانہ مدافعت پر غالب آگئی۔ ترک اونکو یکے بعد دیگرے ایک سے دوسری پوزیشن کو دھکیلتے گئے۔ ترکوں کی شیرانہ شجاعت واقعی قابل دید تھی اونہوں نے کسی پناہ یا اوٹ کی حفاظت کو منظور نہ کیا اور بلا توقف و قیام برابر بڑھتے چلے گئے حتی کہ رائفلیں سر کرنے کیلئے کسی وقت گھٹنے کو بھی زمین پر نہ لگایا چلتے چلتے آتشباری کرتے رہے جب کہ یونانی پل پر سے گذرنے کے لئے جمع ہو رہے تھے ایک ٹرین فوج لیکر وولو کیطرف سے آ رہی تھی ایک پھٹنے والا گولہ اس ٹرین کو لگا جس سے یونانیوں کو بہت نقصان پہونچا جس وقت یونانی بتدریج پل سے گذر گئے اور دریا اونکو اور انکے تعاقب کنندگان کے درمیان حائل ہو گیا۔ تو اون کے نیم مردہ جسموں میں پھر کسیقدر جان پڑ گئی اور لڑائی میں بھی تھوڑا سا وقفہ پڑ گیا لیکن ادہم پاشا نے اس فتح کے بعد بلا توقف فرسالہ کیطرف بڑھنے کا عزم کر لیا وہ ایک باتری لیکر میدان میں آ گیا اور رائفل بردارون کی ایک صف آگے کر دی اور غنیم پر پھر حملہ کر دیا جس کے دوران میں ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ اُسدن پہلے ایسی سخت لڑائی نہ ہوئی تھی ایک چھوٹے سے موضع پر جو بجانب میمنہ تھا۔ ایسی تابڑ توڑ آتشباری کیگئی کہ ترکی سپاہی دھوئیں میں نظر نہ آتے تھے۔ رہی سہی کثیر گولوں نے پوری کر دی اور ترک موضع پر قابض ہو گئے۔ یونانی فرسالہ کو ہٹ گئے اور حملہ کرنیکے لئے فی الفور چھ ترکی پلٹنیں صف آرا کر دی گئیں۔ سورج غروب ہونا شروع ہو گیا تھا مگر جب تک ذرا بھی روشنی رہی۔ ترک شہر پر برابر گولے پھینکتے رہے۔ باتری پر باتری پیچھے سے چلی آ کر شہر کے گرد اگرد قایم ہو رہی تھی حتی کہ چاروں طرف سے شہر توپخانہ کے حلقہ میں آ گیا۔ بالآخر تاریکی نے گولہ باری کو بند کرا دیا اور یونانی تاریکی سے فایدہ اوٹھا کر اپنی کل پوزیشنوں کو خالی کر گئے اور پہاڑوں میں پناہ جا لی کیونکہ مراجعت کا رستہ معرض خطر میں تھا اور ترک فرسالہ ڈوموکوس کی سڑک پر قابض ہو چکے تھے۔ دوسرے دن جب حمدی اور ممدوح کے ڈویژن فرسالہ کی متصلہ بلندیوں پر قابض ہو گئے تو پھر حمدی پاشا کی ڈویژن کی بریگیڈ زیر کمان حسن پاشا نے خود شہر پر بھی قبضہ کر لیا شہزادہ ولیعہد بہادر کا کل سامان چھ توپیں اور بہت سامان حرب غنیمت میں ملا۔ ایک اجنبی افسر جو موقعہ پر موجود تھا ۵ و ۶ مئی کے محاربات ولیشنو فرسالہ کی کیفیت جنگی بصر کے پہلو سے اسطرح بیان کرتا ہے معرکتانہ حمدی اور ممدوح کے تینوں ڈویژن متوازی صفوں میں آگے پیچھے اسطرح سے صف آرا ہو کر کہ ایک ڈویژن سب سے آگے دوسرا اوس سے کچھ پیچھے دائیں ہاتھ اور تیسرا اور تھوڑے سے فاصلہ پر پہلے کے بائیں ہاتھ تھا میمنہ کیطرف سے بڑھے یہ تینوں اسطرح جدا جدا مرتب ہو کر یونانیوں

کی پوزیشن کیطرف بڑھے اوسکو انہوں نے قرہ ودری تکیہ اور فرسالہ کی سڑک کے برابر جو موضع تاتاری سے میدان کیطرف اُترتی ہے رائیفلی گڑھوں سے مستحکم کیا ہوا تھا یونانیوں کی جمعیت وہاں چار اور آٹھ پلٹنوں کے درمیان تھی اور ہر ایک باتری ایسی مورچہ پر نصب تھی سے یہ ایک مسلسل گولہ باری اور آتشباری ہوتے رہنے کے باوجود یونانی اپنی جگہ پر قابض رہنے کے بعد آخر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے اور وہ کامل باترتیبی کے ساتھ بلندیوں کے کرارہ سے میدان کو ہٹے - اونکے تعاقب میں صرف حسن پاشا کا بریگیڈ تین میدانی باتریاں اور ایک کوہی باتری لیکر آگے بڑھا - ترکی گولے خوب نشانہ پر گرتے رہے - جو عموماً یونانی دستہ عقب کے (سکرمشرون جو ڈھیل کر اور متفرق ہو کر لڑنے والوں) کی تیلی سی صف پر پھٹتے دکھائی دیتے رہے - لیکن باین ہمہ دوسرے دن جب ہم اوس موقعہ سے گذرے تو گولہ باری کے موثر ہونے کی کوئی علامتیں نہ دیکھیں ہمنے کسی مجروح کو سڑک کے رستہ واپس جاتے نہ دیکھا اور مقتولین کی بھی بہت کم تعداد دیکھی -

پس ان لڑائیوں میں زیادہ نقصان ہونیکی روایتوں کو کسیقدر مشتبہ سمجھنا مناسب ہے باضابطہ طور پر ترکوں کے نقصان کی تعداد ۲۳۰ ظاہر کیگئی تھی - میدان میں بھی حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کے لئے یونانیوں نے ایک پوزیشن تیار کی ہوئی تھی - موضع ورتسیلی کو محفوظ کر کے اوسکے گرد رائیفلی گڑھے کھود لئے گئے تھے - آٹھ تا نہ دو پلٹنیں اور ایک باتری میمنہ کے عقب میں جمع کیگئیں اور اسیوقت چار پلٹنوں کا ایک کالم اوس پہاڑی سے جو فرسالہ کے عقب میں ہے میدان میں اُتر آیا - الغرض وہاں تقریباً ۲۲ پلٹنیں یا دو انفنٹری ڈویژن موجود تھے لیکن رات نے اس تصادم کا خاتمہ کر دیا - اس معرکہ کو لڑائی نہیں کہا جا سکتا وہ محض تصادم تھا - صبح کو جب ترک آگے بڑھے تو انہوں نے فرسالہ کو خالی پایا - یونانی ڈوموکوس کو ہٹ گئے تھے -

ویلسٹینو کا دوسرا معرکہ

اوسیدن جبکہ قرہ ودری پر لڑائی ہوئی ویلسٹینو میں بھی لڑائی ہوتی رہی تھی ہر اولے دستہ کو معرکہ کے بعد جس میں ترکوں کو ناکامی پہنچی تھی - انہوں نے حقی پاشا کی کل ڈویژن کو جمع کر لیا تھا - یونانی وادی کو جنوب مغربی گوشہ میں ایک نہایت مستحکم موقعہ پر جہاں سے میدان اور وولو کی جنگی سڑک اونکی زد میں تھی قابض تھے - رائیفلی گڑھوں اور مورچوں سے اس موقعہ کی طبعی استحکام کو ایسا مضبوط کر لیا تھا کہ سامنے کیطرف سے حملہ کر کے اوسے فتح کرنے کی کوشش کا نتیجہ خواہ حملہ کنندہ قوم کی جمعیت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوتی سخت نقصان اوٹھانے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا وہاں تو ہزار سے زیادہ یونانی فوج مقیم تھی کیونکہ حالانکہ اجنبی کے قونصلوں نے وولو کو ترکوں کے سپرد کرتے وقت بیان کیا تھا کہ نو ہزار سپاہ وہاں سے جہازوں پر سوار ہوئی ہے - اس کے علاوہ کچھ فوج خشکی کے رستہ بھی بجانب جنوب المیروس کو ہٹی تھی - خالی کارتوسوں کی مقدار سے جو انبار پر پڑے لگے ہوئے تھے ثابت ہو رہا تھا کہ حقی پاشا کی فوج پیہم و مسلسل آتشباری کرتی رہی تھی - یونانیوں نے عموماً بلندیوں پر ساتھ ساتھ حفاظت کی خندقیں کھودتی ہوئی آگ کی ہی تھی چٹانی زمین پر قدرتے قلیل آلات و اوزار سے یونہی خندقیں کھودنا

سہل کام نہ تھا چہ جائیکہ دشمن بھی اوپر سے تابڑ توڑ گولوں اور گولیوں کی بوچھار کر رہا ہو مگر فرسالا کی فتح نے ادہم کو طویل معرکہ آرائی سے بچا لیا۔ اس فتح سے ترک فرسالا کیطرف سے ویلسٹینو کے عقب میں پہنچکر یہاں کی یونانی فوج کی مراجعت کا رستہ بند کرنیکو قابل ہو گئے تھے پس اگر یونانی ویلسٹینو کو خالی کرتے اور مزاحمت و مدافعت پر قایم رہتے تو اسکا نتیجہ کامل بربادی کے سوا اور کچھ نہ ہوتا۔ سات مئی کی رات کو ممدوح پاشا کا کل ڈویژن حقی پاشا کو حملہ میں مدد دینے کیلیے فرسالا کو بھیجا گیا مگر یونانی اسکے پہنچنے سے پہلے پسپا ہو چکے تھے چنانچہ اسی تاریخ کی شام کو ادہم پاشا چلتے ہوئے ویلسٹینو کے ریلوے سٹیشن پر شہباز پہنچے

یونانیوں نے فرسالا کی متصلہ پوزیشن کے چھن جانے پر زیادہ تر ادن معرکونکی وجہ سے جو ترکوں کے میمنہ پر پہنچے فرسالا کو خالی کیا تھا اور یونانی میسرہ اس لیے پسپا ہوا کہ خیری پاشا کی پیشقدمی سے عقب کیطرف ہٹنے کا رستہ مسدود ہونے لگا تھا۔ یونانیوں کا بیان ہے کہ مراجعت کمال باترتیبی سے کیگئی ہے لیکن اس بیان کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ مراجعت کی شروع ہی سے صلاح و تجویز کرلیگئی ہوئی تھی تاہم ایسی پوزیشن پر قایم ہونا جسپر مستقل طور سے نہیں بلکہ صرف عارضی طور پر قابض ہونیکا ارادہ ہو جنگی آداب کے لحاظ سے ہمیشہ سخت غلطی تصور ہوتا ہے۔ اس پوزیشن پر عارضی طور پر قابض ہونا صرف اس صورت میں مناسب و معقول ہو سکتا تھا کہ اگر ترکوں نے ٹرناوس اور لاریسہ کی بھاگڑ کا مستعدی کے ساتھ سر توڑ تعاقب کیا ہوتا کیونکہ ایسی صورت میں فوج کی بچاؤ ہی و انتشار کو دفعیہ اور اوس کی پراگندہ صفوں کو مرتب و جمع کرنے کے لیے سب سے پہلے محفوظ موقعہ سے فایدہ اٹھانا قرین مصلحت ہی نہیں بلکہ اکیطرح سے لازمی ہوتا۔ مگر ترکوں نے کوئی تعاقب نہ کیا تھا۔ اور ایسی صورت میں پہلے ہی سے پسپائی کا ارادہ کر کے اس موقعہ پر قایم ہونا گویا خود فوج کو مزید مراجعت سے اور شکستہ دل بنانا تھا۔ یونانی کمانڈروں کو ایسے موقعہ پر قایم ہونا لازم تھا جہاں سے وہ جگر مقابلہ کرنیکا ارادہ رکھتے تھے اور جسے وہ اس غرض کے لیے مناسب تصور کرتے تھے۔

یونانیوں کو فرسالا کے موقعہ پر قایم ہونے سے صرف یہ فایدہ پہنچا کہ کرنل سمولنسکی کیلیے ویلسٹینو پر قابض رہنا آسان ہو گیا اور خوش قسمتی سے اوسے وہاں ایک ایسی فوجی کامیابی حاصل ہو گئی جسنے اسکو نام آوری میں اور دیگر معدودے چند واقعی قابل یونانی افسروں کا ہمسر بنا دیا۔

کرنل سمولنسکی کی مراجعت کا حکم ۵ مئی کی شام کو وصول ہوا۔ اسنے اسے آلمیرو و کرتاسنی کیطرف ہٹنا سمجھا۔ یہ مراجعت فرسالا کی متصلہ پوزیشن سے دست بردار ہو جانیکا لازمی نتیجہ تھی۔ یونانی فوج کا بڑا حصہ ڈوموکوس کیطرف ہٹا تھا اسکی پہاڑی پر سنے افور کی توپیں نصب کر دیگئیں۔ جب ۶ مئی کو یہ اچھی طرح سے معلوم ہو گیا کہ یونانی تا حال ویلسٹینو پر بالاستحکام قابض ہیں تو ترکوں نے انکو وہاں سے نکالنے کیلیے نہایت ہی قابل تعریف مستعدی دکھائی۔ ایکطرف فرسالا کے قریب کے ڈویژنوں میں سے ایک کو دو بجے سہ پہر ویلسٹینو کو روانہ ہو جانیکا حکم دیا گیا دوسری طرف جو فوجیں ٹمنووں کے راستہ لاریسہ پہنچ رہی تھیں۔ اونکو ویلسٹینو کے حملہ میں شریک ہونیکے لیے فوراً دوڑا دیا گیا

اور یہ فیصلہ ہو گیا کہ ۶ مئی کی دوپہر کو تین ڈویژن غنیم کی پوزیشنوں پر حملہ کریں۔ ترکوں نے ان دنوں میں اتنی لمبی مسافتیں طے کیں کہ اونکا خیال کر کے حیرت ہوتی ہے۔ ۸ مئی کو علی الصبح ولسیٹنو اور رضالوم (ریزوما ئیلوس) کو درمیان دو ڈویژن حملہ کیلئے بالکل تیار کھڑے تھے۔ اور تیسری کا عنقریب پہنچ جانا قطعاً یقینی تھا مگر عین حملہ کے وقت معلوم ہو گیا کہ سب تیاریاں فضول تھیں۔ چالاک و عیار غنیم پھر ہاتھ سے نکل گیا ہے۔

حقی پاشا[۵] کا ڈویژن قلب لشکر کے میسرہ کی حفاظت اور ولسیٹنو کے قریب کے دروں پر قابض رہنے کے لئے ولسیٹنو کے قریب مقیم رکھا گیا۔ اس ڈویژن کی کچھ فوج نے بطور سکیسر دستہ جبل بیلی اون پر گشت کر کے ہالمیروس کی سڑک پر قبضہ کر لیا اور بمقام آکیشی اپنے ہراول کو مقیم کر دیا۔ اس قبضہ کی بدولت اون ڈھلوان سطحوں پر جو ہالمیروس کیطرف نشیب کھاتی جاتی ہیں۔ دستہ مذکور اور ایک یونانی بریگیڈ میں جسکی ساتھ دو یا تین باتریاں تھیں خفیف سی لڑائی ہوئی۔ یونانی ہالمیروس کی میدان کو دھکیل دیئے گئے مگر ترک اونکا تعاقب نکر سکتے تھے کیونکہ یونانی بیڑہ جہازات کا حصہ کثیر ہالمیروس کے سامنے لنگرانداز تھا۔ ۸ سے ۱۲ مئی تک ترکی میسرہ پر صورت معاملات یہ رہی جو اوپر مذکور ہو چکی ہے۔

۱۱ مئی کو ترکی فواج فرسالہ کے گرد جمع ہو گئیں اور اونکو اسطرح سے تقسیم کیا گیا۔ اول۔ دوم سوم چہارم و ششم ڈویژن پہلی صف میں۔ ممدوح وخیری کے ڈویژن دوسری صف میں اور حمید پاشا کا ڈویژن قلب کے عقب میں بمقام تکیہ رکھا گیا۔ ہیڈ کوارٹرس بھی تکیہ میں تھا۔ اور ابعیدی چوکیوں کی صف جنہیں صف اولین کے ڈویژنوں سے آدمی مامور کئے گئے تھے میل سوا میل فرسالہ کے جنوب میں تھی۔ دس پلٹن تریخالہ پر قابض ہونے کے لئے بھیجدی گئی تھیں۔

ساتواں ڈویژن زیر کمان حسنی پاشا جو پہلے کاٹرینا میں رکھا گیا تھا تمام و کمال لاریسہ میں جمع ہو چکا تھا۔

---

[۵] حقی پاشا سپہ سالار اردوی سوم (فریق سوم) جنگ سے پہلے صدر جنداِرمہ (یعنی پولیس کمشنر) سلطنت عثمانیہ تھے سنہ ۱۸ء میں فوجمیں داخل ہوئے۔ مدرسہ حربیہ سے نکلتے ہی عہدہ لفٹنٹ سے ممتاز ہوئے۔ حقی پاشا مانٹی نیگرو کی لڑائی پر روانہ کئے گئے تھے وہاں وہ اپنی کمپنی سمیت استوار و مستحکم مقام پر حملہ آور ہوئے جس کا رنمایاں کے صلہ میں عہدہ کول آغاسی یعنی ایجوٹنٹ میجر ترقی پائی سنہ ۵۶ء میں سلطان عبد العزیز خان مرحوم کے ایڈیکانگ مقرر ہوئے۔ اور عہدہ میرآلائی لفٹنٹ کرنل سے ممتاز ہوئے۔ اسکے بعد اعلیحضرت سلطان المعظم کے دوم چیمبرلین مقرر ہوئے اور سنہ ۱۸ء میں ہمراہ رکاب ہمایون سلطانی بطور اول چیمبرلین سفر یورپ میں شریک رہے سنہ ۱۸ء تک ارض روم کی کونسل کے چہارم درجہ کے رکن رہے سنہ ۱۸ء اور سنہ ۱۸ء کے معرکہ میں بمقام قارص حقی پاشا نے جنگ الاجہ داغ میں نمایاں بہادری ظاہر کی جسکے صلہ میں میرلوا یعنی بریگیڈیر جنرل کے عہدہ سے ممتاز ہوئے سنہ ۱۸ء میں قسطنطنیہ کو واپس آئے۔ اور جنداِرمہ (پولیس) کی صدارت سے سرفراز اور فریق یعنی ڈویژن جنرل سے ممتاز ہوئے حقی پاشا ایرانی وضع کے آدمی تھے لیکن اول درجہ کے ریاضی دان تا مطالعہ درجہ کمال شجاع اور ہمدرد ملک و قوم تھے افسوس کہ جنگ سے چند ماہ بعد بمقام تھسلی اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء میں رحلت ہو گئی۔

اور درہ ملونا سے ٹرناووس تک کے رستہ کی حفاظت کا کام نودار وکلی دستوں کے سپرد تھا۔ الغرض ساتوں ڈویژن اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم، ششم، ہفتم لاریسا۔ وولو۔ فرسالہ میں مثلث کی شکل میں مقیم تھے۔ میمنہ ترنجالہ میں تھا۔ جہان ایک مضبوط بریگیڈ مامور تھا۔

سپاہ کو ۵ مئی سے ۱۱ مئی تک کے مسلسل جد وجہد اور صعب محنت کے بعد کافی آرام ملگیا تھا۔ مزید برآن جارحانہ کاروائی کو جاری رکھنے کیلئے کمان میں ایک ایسا تغیر ہوگیا تھا جسے سب نے نہایت پسند کیا یعنی مشیر آدہم پاشا کل ترکی افواج مقیمہ تھسلی واپائپرس کے اعلے کمانڈر بنادیئے گئے تھے۔ اور اس تغیر سے فوجی کارروائیوں کے انصرام کے متعلق وہ ربط و اتحاد حاصل ہوگیا تھا جسکی اشد ضرورت تھی۔ اور اس امر کی پختہ توقع ہوگئی تھی کہ اب پھر جارحانہ کارروائیوں کے شروع ہونے پر دونون فوجین ایک ہی مدعا مد نظر رکھکر ایک دوسرے کے دوش بدوش کارروائی کرینگی۔

ترکی صف اولین فرسالہ سے وولو تک پھیلی ہوئی تھی۔ اسکے بالمقابل یونانی ڈوموکوس سے ہالمیروس تک قابض تھے ڈوموکوس میں اونکا ایک کمزور آرمی کور (دو ڈویژن) اور ہالمیروس میں انفنٹری کا ایک مضبوط بریگیڈ۔ ایک رسالہ۔ دو یا تین باتریان اور بیڑہ جہازات کا زبردست حصہ موجود تھا۔ جو یونانی فوج ۷ مئی کو ولسٹینو میں مقیم تھی اور اسی دن رات کے وقت وولو سے جہازوں پر سوار ہوگئی تھی اُسکا کچھ حصہ ڈوموکوس کی فوج کی کمک کو بھیجدیا گیا۔

یونانی فوج کی نسبت بالکل بجا طور پر یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اوسوقت اوسکی حالت کچھ اچھی نہ تھی جس فوج کا ہفتوں سے پسپائی کے سوا اور کوئی کام نرہا ہو۔ جو اس اثنا میں ایکدفعہ جو اس باختہ بھی ہوچکی ہو۔ جسے اپنے افسرون پر کوئی بھروسہ نرہا ہو۔ اور جسمیں تربیت و نظام جنگی کا نام و نشان نہ ہو جسکا حصہ کثیر تعجیل و جلدی میں جمع اور مسلح کئے گئے افراد پر مشتمل ہو اور جسکے افسر فریقانہ وعہدہ بندیونکی جذبات کا شکار رہوں۔ اور اور تو کہی جملون اور الفاظ سے مانوس ہوں مگر فوجی فن کے نام سے بھی ناواقف ہوں۔ ایسی فوجکو بھلا کس طرح جنگی اغراض کے لیئے کافی کارآمد سمجھا جاسکتا ہے ان خرابیون کے ساتھ اون امور کو بھی مستزاد کر دینا ضروری ہے کہ سامان حرب کے محفوظ ذخیرہ میں نمایان قلت اور توپون کی تعداد میں بہت کمی ہوگئی تھی کیونکہ ہر مراجعت کیوقت گولہ بارود کی وافر مقدار اور ایک یا دو باتریان پیچھے چھوڑی جاتی رہی تھیں تجربہ کار اور تربیت یافتہ افسرون کے فقدان کیوجہ سے یونانی سادہ ترین جنگی اصولون کی خلاف ورزی کے مسلسل مرتکب ہوتے رہتے تھے۔ بطور مثال ایک امر کا بتا دینا کفایت کریگا۔ بعیدی چوکیان بالعموم صف سے اتنے فاصلہ پر بٹھائی جاتی تھیں کہ اون کو پسپائی کے وقت اپنی فوج کو جا ملنے کیلیئے بالکل بلا امداد اتنے اتنے فاصلے طے کرنے پڑتے تھے سپاہیوں کے آرام و آسایش کا بھی کوئی کافی انتظام نہ تھا۔

ٹرناووس اور لاریسا کیطرح فرسالہ اور ولسٹینو میں بھی یونانی اپنی مراجعت کے رستہ کو کھلا اور محفوظ قایم رکھنے میں کامیاب رہی۔ اس وقت تک ترکون نے ان دونوں باتوں کیطرف کچھ توجہ نکی۔ وہ صرف

اسی پر قائم رہے کہ غنیم کے ایک بازو پر تمام فوج جمع کر دینے سے اسے پسپائی پر مجبور کر دیا جائے۔ انہوں نے دشمن کی مراجعت کا راستہ بند کر کے اسے کلیتاً تباہ یا اسیر ہو جانے پر مجبور کرنے کی کوشش نہ کی۔ اگر خیری پاشا کا ڈویژن فرسالہ پر ٹھیک مقررہ وقت پر پہنچ جاتا تو تھوڑا ولی عہد بہادر کی فوج کا کام تمام ہو جاتا۔ اسی طرح اگر ولسٹینو و وولو سڑک پر حملہ کیا جاتا تو سمندر سے تعلق ہو جانے کی وجہ سے یونانیوں کی ترکی تمام ہو جاتی۔

غنیم پر بلحاظ تعداد فائق ہونیکے باوجود ترکوں نے بحری کوئی نمایاں ثمرہ نہ اوٹھایا۔ اونکا بیڑہ جہازات کمزور ہونے کیوجہ سے اونکو محاربہ میں کوئی مدد نہ دے سکا اور بنا بریں یونانی اپنی بحری طاقت کی طفیل جو اون کو متحرکہ قاعدہ الجیش اور ساحلی حرکات کا کام دیتی رہی۔ یکے بعد دیگرے نیا مامن ڈھونڈ لینے اور فیصلہ کن نبرد آزمائی سے بچتے رہنے میں کامیاب ہوتے رہے۔ اگر یونانیوں کے پاس تربیت یافتہ و خوب منتظم فوج ہوتی جو تعداد میں خواہ زیادہ نہ ہوتی مگر مسلسل حرکت اور معرکہ آرائی کی مشقت و تکلیف کا باستقامت مقابلہ کرنیکی قابلیت رکھتی تو وہ اس فوقیت سے بے نظیر اور بیش بہا فائدہ اوٹھا سکتے۔ سمندر کے ساحل پر جابجا عمیق خلیجیں موجود ہیں۔ یونانی جہازات ان خلیجوں میں داخل ہو کر بآسانی تمام خشکی پر فوج اوتار سکتے تھے جو بہ جمعیت کثیر ترکی فوج کے ہراولی دستوں پر مسلسل حملہ کرتی رہکر اون کو پسپا کر سکتی تھی اور جب پیچھے سے ان دستوں کو کمک پہنچ جاتی تو جھٹ جہازوں پر سوار ہو کر غائب ہو سکتی تھی۔

یونانیوں نے مراجعت کیلئے دو مختلف راستے اختیار کرنے میں بھی غلطی کی۔ انہوں نے کچھ فوج فرسالہ کیطرف ہٹائی اور کچھ وولو کیطرف۔ اگر وہ سب کے سب وولو ہٹتے تو محاربہ کا حقیقی قاعدہ و اساس انکے قبضہ میں رہتا جو ریلوی لائنوں کا محل اتصال اور ایک بندرگاہ تھا کہ فوج کو براہ راست وہاں سے کمک اور رسد وغیرہ پہنچ سکتی مگر غالباً انہوں نے یہ سمجھا کہ ایسا کرنے سے ایتھنز کا رستہ غنیم کیلئے کشادہ ہو جائیگا۔

اگر وہ ایتھنز کی ہی حفاظت کرنا چاہتے تھے تو انہیں واجب تھا کہ وولو کی سڑک کو کھلا چھوڑ دیتے اور لامیہ کی طرف ہٹتے کیونکہ ایتھنز کو صرف یہیں سے ہو کر رستہ جاتا ہے۔ اس صورت میں وولو کا چند دن پہلے اتنے غنیم کے قبضہ میں چلا جانا کوئی وزن نہیں رکھتا تھا۔ مگر اس معاملہ میں بھی یونانیوں سے غلطی ہوئی۔ وہ ایتھنز کا رستہ فرسالہ سے بند نہیں کر سکتے تھے بلکہ صرف کوہستان اوتھریس سے ولسٹینو اور بلا دیتر کی پوزیشن جیسا کہ تجربہ سے ثابت ہو گیا نہایت مستحکم تھی اور کل یونانی فوج بھی وہاں سمائی ہو سکتی تھی۔ اگر اعلےٰ کمان کرنیل ماؤنس کے سپرد کیجاتی۔ اور کل فوجی طاقت وہاں مجتمع ہوتی تو غالب وجہ ادہم پاشا بھی اوسکو بازو پر چھوڑ کر ایتھنز کیطرف بڑھنے کی جرات نہ کرتے بلکہ پہلے دشمن کو اس پوزیشن سے ہٹا لینا ضروری تصور کرتے اور یہ ظاہر ہے کہ اگر بلحاظ مستحکم و محفوظ پوزیشن میں جسے مورچوں سے بآسانی اور بھی محفوظ کیا جا سکتا تھا معقول فوج موجود ہوتی تو ترکی فوج برابر کئی دن تک متواتر حملہ کرتے رہنے کے بعد بھی بمشکل اس مدعا میں کامیاب ہو سکتی۔

مگر یونانیوں کی غلطی سے واقعات نے بالکل مختلف روش صورت اختیار کی۔ ترکی فوج وولو پر قابض ہو گئی۔ اور ریلوے کے رولنگ اسٹاک کو جو تمام وہاں جمع تھا تلف کر دینا ادہم کی مرضی پر منحصر ہو گیا۔ وولو کے قبضہ کے بعد انتہائی غیر محتاط اور بہت سوچ بچار کے بعد ڈوموکوس اور فرسالا کو فتح کرنے کی تیاریاں کی گئیں۔ وولو کا قبضہ اپنے متعلقہ واقعات کی وجہ سے ایک خاص قسم کا واقعہ تھا۔ وہ اس طرح سے ترکوں کے قبضہ میں آیا۔

فوج ابھی وہاں سے روانہ ہوئی تھی لیکن جنگی جہاز جو بہ وجوہ لڑائی کے لیے تیار سے تا حال بندرگاہ میں موجود تھے شہر ایسے باشندوں سے بھرا پڑا تھا جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ یونانی جنگی جہازوں کے علاوہ یورپین طاقتوں کے جنگی جہاز بھی پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی اپنی رعایا کی حفاظت کیلئے بحری سپاہی بھیجے تھے خشکی پر اتار دیے یہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ فلاں شخص شہر کا مالک ہے۔ مختلف پارٹیاں اور فریق ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کو تیار تھے۔ ایک نامہ نگار اپنے روزنامچہ میں صورت حال کی یہ دلچسپ کیفیت درج کرتا ہے۔

"شہر میں داخل ہونے پر وہاں عجیب دلچسپ سماں نظر آیا۔ انگریزی۔ فرانسیسی و اطالین بحری سپاہیوں کی ٹولیاں دس دس پندرہ پندرہ کی جماعتیں اپنے اپنے قومی جھنڈوں کو اٹھائے اپنے ہم وطنوں کو حسب ضرورت امداد دینے کے لیے بالکل تیار بازاروں میں کھڑی تھیں۔ باشیر ایجنسی کے کارندے یونین جیک (انگریزی علم) کے سایہ میں خوش خوش ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ انگریزی علم ہر ایک سر پر لہرا رہا تھا۔ اگر یونانی جہاز شہر پر گولہ باری کرتے تو ہم نے ارادہ کر لیا تھا انگریزی کشتیوں پر سوار ہو کر انگریزی اگنبوٹ ڈریڈنوٹ پر چلے جاتے اور پھر اس انگریزی سرزمین سے بالکل محفوظ [illegible] اس دلچسپ نظارہ کی سیر کرتے۔

"ویلوپولا ادہم پاشا نے وولو کا ان چار قونصلوں کی معرفت جو انہیں پیغام پہنچانے گئے تھے یونانی امیر البحر کو کہلا بھیجا کہ وہ وولو میں با امن امان داخل ہونا چاہتے ہیں پھر نجیب بیگ کو سفید جھنڈا دے کر روانہ کیا گیا میں ان کے ہمراہ تھا۔ جب ہم شہر کے قریب پہنچے تو وہاں کے باشندوں نے باہر آ کر نہایت ادب و احترام سے ہمارا استقبال کیا دروازہ میں داخل ہونے تک لوگوں کا ہجوم بڑھ گیا۔ اور بالآخر ہائے گروہ بڑا مجمع جمع ہو گیا سب کی نظریں لگی تھیں اور اداسی کی بجائے زیادہ تر خوشی ان کے چہروں سے ٹپک رہی تھی۔ [illegible] بازار تک [illegible] کی تعداد [illegible] پہنچ گئی پہلے پہل تو ہمیں ٹاؤن ہال کا پتہ نہ ملا مگر ایک شخص میرا قواس جو یونانی بول سکتا تھا پتہ پا گیا اور ٹاؤن ہال تک لے گیا ہم نے انہیں داخل ہو کر کہا کہ ہم میئر کو ماسٹر شہر کی [illegible] سے ملنا چاہتے ہیں تاکہ وہ [illegible] سے انتظار کرتا رہا کوئی میئر کو ماسٹر کی عدم موجودگی میں قائم مقام کام کرتا ہے پہنچ گیا [illegible] مارشل لا کا اعلان دکھایا۔ جس میں ادہم پاشا نے یہ لکھا تھا کہ شہر کے تمام باشندے ترکی پناہ میں لے لیے گئے ہیں [illegible] ان کی حفاظت کی جائیگی وہ حسب دستور سابق با امن و امان اپنے اپنے روزگار میں مصروف رہیں۔

جب ماسیو گوئی اعلان کو پڑھ چکا تو ہم سب اسی آواز بلند لوگوں کو سنانے کے لیئے جھروکہ پر آگئے ہیں۔ مدت العمر میں پہلے کبھی ایسا رقت انگیز نظارہ نہ دیکھا تھا ہم نے زرد زرد اور اوپر کو اوٹھائے ہوئے چہروں کا متلاطم سمندر دیکھا جو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے والے الفاظ کو سُننے کے لیئے چوں گوش بر روزہ دار بر آواز اللہ اکبر عجب بیصبری کے ساتھ منتظر کھڑے تھے۔ قائمقام نے اعلان کو بلند پڑھنا شروع کیا مگر اوسکی آواز ایسی پست تھی کہ کوئی مطلب نہ سمجھ سکا۔ لوگوں نے پکارنا شروع کیا "بلند آواز سے پڑھو ہم کچھ نہیں سن سکتے تھے" اسپر ماسیو گوئی نے از سر نو پھر شروع سے با آواز بلند پڑھنا شروع کیا اور اس دفعہ مطلب لوگوں کے ذہن نشین ہوتا گیا اور جب اونکو اعلان کا مدعا معلوم ہو گیا تو کل انبوہ نے بے اختیار خوشی کی ایک لمبی سانس لی اور پھر یکبارگی سب بیساختہ نہایت جوش و خروش کے ساتھ پکار اُٹھے "خداوند کریم سلطان کی عمر دراز کرے۔ ترکو۔ دیر تک سلامت رہو" اعلان کے پڑھے جانے کے وقت ہیں تین یونانی جنگی جہازوں کی سیاہ شکلیں بندرگاہ میں دکھائی دیتی رہی تھیں۔ یونانی امیر البحر کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا تھا۔ اسپر نجیب بک نے مجھے اور بعد ازاں نامہ نگاروں کو یونانی کمانڈر کا فیصلہ معلوم کرنے کے لیئے اوس کے جہاز پر بھیجا لیکن ہمیں گھاٹ پر ہی دول اجنبیہ کے جہازوں کے کپتان امیر البحر کا پیغام لیئے آتے ملگئے اوسنے کہلا بھیجا کہ "جب تک مجھے یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ ترکوں نے فی الواقع با من و امان شہر پر قبضہ کیا ہے میں بندرگاہ میں رہونگا" یہ سنکر نجیب بک نے سپہ سالار کیطرف سے جواب دیا کہ "سلطان المعظم کی افواج ایسے شہر کے باشندوں کی جنہنے اطاعت قبول کرلی ہو حفاظت کرنا اچھی طرح سے جانتی ہیں پولیس کے فرائض ادا کرنے کے لیئے صرف ایک پلٹن شہر میں داخل ہوگی۔ باقی فوج باہر خیمہ زن رہیگی امیر البحر براہ مہربانی تشریف لیجائیں۔ ورنہ ہم اوسکی موجودگی سے جو نتائج پیدا ہونگے اونکے ذمہ وار نہیں ہونگے۔"

فصل دوازدہم (۱۲)

جنگ دوموکوس مارشل ادہم پاشا نے ۱۴ مئی کو فرسالہ میں اور اوسکے ارد گرد زبردست جمعیت فراہم کرلی۔ اس کے علاوہ میمنہ و میسرہ میں بمقام تربکالہ و ولسٹینو ایک ایک زبردست ڈویژن موجود تھا پندرہ مئی کو ہیڈ کوارٹر کے افسروں نے غنیم کی پوزیشن کی گرد آوری کی جس کے دوران میں انکو

له اس کی فتح پر ادہم پاشا نے جلالت مآب کی خدمت میں ۲۹-اپریل کو یہ تار ارسال کیا تھا:- آج ۲۹-اپریل کی شام کے ۶ بجے تربالہ کو فوج ظفر موج نے فتح کرلیا اور شہر میں داخل ہونیسے پہلے خبر ملی کہ یونانیوں نے دو سو دائم الحبس قیدیوں کو رہا کر دیا اور دس ہزار بندوق مع دیگر سامان حرب کے اہالیان شہر بغرض حفاظت حوالہ کر کے چلتے ہوئے کہ اونسے ترکوں کا مقابلہ کریں (باقی حاشیہ بر صفحہ ۱۷)

معلوم ہوا کہ وہ ڈوموکوس کے شمال میں ایک نہایت مضبوط موقعہ پر قایم ہے اوسکی پوزیشن کا سامنا چھ میل میں پھیلا ہوا ہے اور چاروں طرف مورچوں اور رائفل گڑھوں کی چھ قطاریں اوپر نیچے تیار کر لیگئی ہیں۔

۱۷ مئی کو اس پوزیشن پر حملہ کرنیکا حکم صادر ہوا۔ اور مندرجہ ذیل افواج کو پیشقدمی کی ہدایت کیگئی۔ بجانب میمنہ خیری پاشا کا ڈویژن ایک کالم میں ڈوموکوس کی شاہ راہ کے دائیں ہاتھ ہرشی عمرا اور میکر ملیر کر رستہ سیو یا اور سکاریتا کو اور نشاط پاشا کا ڈویژن جس میں تین بریگیڈ کر دیئے گئے تھے۔ دو کالموں میں شاہ راہ کے دونوں طرف آگے بڑھے۔

قلب میں حمدی پاشا کا ڈویژن جس میں دو بریگیڈ تھے۔ دو کالموں میں شاہ راہ کی مشرق میں ورتیا ورواتی سکاریا۔ اور کروسوبا کے راستے پورناری پر بڑھے۔

میسرہ پر ممدوح پاشا کا ڈویژن قرہ چالی (کرتالی) اور گرکلی کے رستہ غنیم کے میمنہ اور خط مراجعت کی طرف جائے۔ اور حمید پاشا کا ڈویژن قلب کی عقب میں رہکر پیشقدمی کرے۔

حملہ کی تاریخ سے ایک دن پہلے یعنے ۱۶ مئی کو حقی پاشا کو ہالمیروس پر پیشقدمی کرنیکا حکم ملچکا تھا۔ تاکہ وہ سترہ مئی کو ہالمیروس کے شمال مغرب میں قرہ دانتی کے قرب و جوار میں غنیم پر ایک ساتھ حملہ کرنے کی لیئے اپنی کل فوج سمیت ادہم پاشا کا اگر ہاتھ بٹا سکے۔

میجر جنرل فان در گولٹز ہرگ کی یادداشتوں کے مطابق جیسے جرمن گورنمنٹ نے باضابطہ پر حالات جنگ کی خبر دیتے رہنے کیلئے ترکی فوج میں بھیجا ہوا تھا ان تینوں ڈویژنوں نے جنہوں نے ایک ساتھ غنیم پر حملہ کرنا تھا، امئی کو علی الصبح چار اور پانچ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶) کیدان دکمانڈر) پہلی فریق کا خیری پاشا شہر میں داخل ہوا اور یہ اشتہار شایع کیا کہ ہم پہنچنے کو اندر جو شخص آلات حربی تحویل میں نہ لگا وہ سزا پائیگا اور جسکے پاس فوج کی نسبت خبر ہو یا جسکو اسکی اطلاع ہو وہ حاضر کرے ورنہ اخفا کرنیوالا بھی مستوجب سزا ٹھیرایا جاویگا۔"

قصبہ مذکور اور قصبہ فارسیکے کل باشندوں نے بلاتمیز مذہب و قومیت سفرا دول کی پاس اپنی دلنواز اپنی حالت اور ظلم کے متعلق حسب ذیل عریضہ ارسال کیا۔ پندرہ سولہ برس سے ہم لوگ یونانیوں کے دست ظلم سے تنگ اور انکی چوری و تعدی سے سخت مجبور ہو گئے تھے اوسپر طرہ یہ ہوا کہ جب یونانی لشکر ترکوں کے ہاتھ سے ہزیمت اوٹھا کر فرار ہونے لگا تو بھاگتے بھاگتے ہی ہمارے سرسبز کھیتوں اور ہر قسم کے مال و اسباب کو تباہ و برباد کرکے ہمکو بے عزت کیا۔ ہر چند ہم چیختے چلاتے رہے لیکن ہماری فریاد و زاری پر کوئی متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ یہانتک کہ ترکی لشکر آپہنچا اور تب ہمکو امان ملا۔ یہ قوم ہماری زراعت کی محافظ ہماری ننگ و ناموس اموال و متاع کی نگہبان اور حفظ صحت کیلئے پوری پوری ساعی ہے۔ پس ہماری درخواست ہیکہ ہماری ردی حالت اور ترکی عساکر کے ترحم اور معدلت کی حکایتیں اپنے بادشاہوں کو سناویں اور عرض کریں کہ آئندہ ہمیشہ کیلئے ہمکو یونانی گورنمنٹ کے حوالہ نکریں اور اسکے دست تعدی سے نجات دلانیمیں ساعی ہوں۔

بجے کے درمیان حرکت کی میجر موصوف کو تحریر کردہ حالات باقی کل نامہ نگاروں کی تحریر پر بلحاظ صفائی بیان، عملی تجربہ و مہارت سلامت و وضاحت اور اہم معاملات کو نظر انداز نہ ہونے دینے میں بہت ہی فوقیت رکھتے ہیں۔ دس بجے صبح کے وقت خیری پاشا کی ڈویژن کا ہراول عین نہایت میمنہ پر بمقام سیو یا غنیم کے سر پر پہنچ گیا۔ اگرچہ وہاں یونانیوں کی ایک تھوڑی سی کمزور ضعیف اور پوشیدہ کمپنی موجود تھی مگر خیری پاشا نے اون کے مقابلہ کے لیے ایک سالم انفنٹری رجمنٹ کو صف آرا کیا اور اس طرح نہایت قیمتی وقت کا ایک گھنٹہ ضائع کیا گیا۔ کیونکہ اس صف آرائی اور فضول تیاری کی وجہ سے وہ گیارہ بجے سے پہلے سیو یا پر قابض نہ ہو سکا۔ حمدی پاشا کے ڈویژن کا ہراول بھی دس بجے کے قریب دشمن سے کچھ رک گیا اور اسطرف سے شام تک آتشباری کی آواز برابر سنائی دیتی رہی۔ قلب میں حمدی و ننشاط اور میسرہ پر خیری پاشا کو مدد سے قلیل صعوبت پیش آئی۔ ننشاط کے ڈویژن کا ہراول غنیم کی پوزیشن کے سامنے جو ڈیڑھ کوس کے مقابل تھی دوپہر کے قریب پہنچا اور سوا ۱۲ بجے غنیم کی سب سے بالائی صف نے چار انچ قطر کی چار کپ توپوں سے اوسپر گولہ باری شروع کر دی۔

خیری پاشا کی ڈویژن نے سیو یا کو فتح کرنے کے بعد ۳ بجے کے قریب غنیم کی چار پلٹنوں اور کئی میدانی باتریوں سے جو سٹلا ری اور بالابتی کی درمیانی بلندیوں سے اتر کر میدان میں صف آرا ہوتی تھیں۔ نبرد آزمائی شروع کی۔ یہ بلندیاں ڈیڑھ کوس کے قریب بائیں ہاتھ کی طرف تھیں۔ اسی وقت یونانیوں کی دوسری صف نے ننشاط کی فوج پیدل پر تین باتریوں سے گولہ برسانا شروع کر دیا۔ سوا تین بجے ننشاط کی ہراول باتری کمال شجاعت کیساتھ پیشقدمی کر کے یونانی توپخانہ سے ۸۰۰ گز کے فاصلہ پر پہنچ گئی۔ ساڑھے تین بجے دوسری ترکی باتری اس سے جا ملی اور چار بجے تک وہاں ۱۱ باتریاں جمع ہو گئیں۔ جو ترکی قلب سے یونانیوں پر رات پڑ جانے تک مسلسل گولہ باری کرتی رہیں۔

تین بجکر ۴۰ منٹ پر نظام بریگیڈ یعنی انڈریانوپل کی ۴ ادین ریڈیف رجمنٹیں جو ماسر رائفل سے مسلح تھا۔ یونانیوں کی چہارم سوم دوم و اول صفوف کی انفنٹری پوزیشنوں کے اوپر حملہ آور ہوئی۔ جہاں یہ صفیں یا مورچوں کی قطاریں آگے نہیں بلکہ اندر کیطرف زاویہ بنا رہی تھیں۔ حملہ کرنیکے لیے ناقابل اعتبار حیرت انگیز شجاعت کے ساتھ اسطرح بڑھا کہ کبھی تھوڑی دیر کے لیے ٹھیر جاتا پھر یکبارگی تیزی کے ساتھ دوڑ کر کچھ فاصلہ طے کر لیتا۔ حملہ کی صرف ایک رجمنٹ صف آرا ہوئی دوسری ریزرو میں رہی۔ پیشقدمی سڑک کے دائیں طرف کے علاقہ میں کیگئی۔ جب حملہ کنندہ بریگیڈ یعنی رجمنٹ نمبر ۱۰ ایک ہزار گز کا فاصلہ [illegible] اوسپر ٹوپی اور رائفل کی آتشباری کی اندھا دھند بارش شروع ہو گئی۔ غنیم کی پوزیشن ابھی تیرہ سو گز کے فاصلہ پر تھی جس وقت اس رجمنٹ نے [illegible] کمک امداد طلب کرنا تھا۔ غنیم کے بے انتہا مقابلہ و فوقیت کی باوصف یہ شجاع رجمنٹ مردانہ وار آگے بڑھتی گئی حتی کہ غنیم صرف چار یا پانسو گز کے فاصلہ پر رہ گیا۔ وہاں پہنچکر رجمنٹ مذکور نہایت استقلال و ثابت قدمی سے اپنے موقعہ پر قایم ہو گئی۔ ایک متنفس بھی پیچھے نہ ہٹا اور جب تک شب کی تیرگی چھا جانے تک ایکشخص اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ اس رجمنٹ میں چھ چھ سو آدمیوں کی چار پلٹنیں تھیں جن میں سے چھ سو اور آٹھ سو کے درمیان اس حملہ میں شہید ہوئے۔

شام کے چھ بجے کے قریب اب پہلی مرتبہ بریگیڈ کی دوسری رجمنٹ اپنی رفیق رجمنٹ کی مدد کیلئے آگے بڑھائی گئی تب تک ایک سپاہی بھی حالانکہ اوسکی اسقدر آدمی ضائع ہوچکے تھے اوسکی مدد کو نہ بھیجا گیا تھا۔ دہینولا خیری نے بھی بالآخر غنیم کو اپنے سامنے سے پسپا کرکے نشاط کے میمنہ پر اپنی فوجکو از سر نو صف آرا کیا۔ اور ادھر نشاط کی دوسری ڈویژن نے پورناری کو فتح کرلیا۔

شام کے سات بجے کے قریب نشاط کا تیسرا بریگیڈ صف آرا ہوکر آگے بڑھا۔ ترکونکو یقین تھا کہ یونانی اونکے حملہ کے جواب میں متذکرہ صدر رجمنٹوں پر بالمقابل دھاوا کرینگے۔ اور اسی بالمقابل حملہ کو روکنے اور اُسکا مقابلہ کرنے کیلئے تیسرا بریگیڈ آگے بڑھایا گیا تھا مگر بہادر یونانیوں نے کوئی حملہ نہ کیا۔

توپی مبارزت تاریکی کے بعد تقریباً سوا نو بجے بند ہوئی۔ یونانیونکی پوزیشنوں میں ساری رات الاؤ جلتے رہے مگر ۱۸ مئی کی صبحکو معلوم ہوگیا کہ وہ تمام موقعے چھوڑکر رفوچکر ہوگئے ہیں۔ اور یہاں بھی اپنی توپیں پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ اونہیں اس لیئے پسپا ہونا پڑا۔ کہ ممدوح پاشا اون کے بازو پر پہنچ گیا تھا۔

حمدی پاشا کی ڈویژن کا مقابلہ دس بجے کے قریب وروالی کے قرب وجوار میں ہوا جہاں سے اُسنے یونانیوں کے دستہ مقدم کو اپنی بڑی اور اصلی پوزیشن کیطرف ہٹادیا۔ اس ڈویژن نے کسیقدر تساہل و سُستی کے ساتھ حرکت کی مگر شام کے قریب وہ پورنا بہی تک پہنچ جانے میں جو ڈومکوس کے شمال مشرق میں ہے کامیاب ہوگیا۔ اور ۱۸ مئی کی رات کو یونانی میمنہ پر شب باش ہوا۔

حمدی کا ہمسایہ میسرہ پر ممدوح پاشا تھا جو صبح کیوقت غنیم کو سیاٹلے سے نکالکر پھر گرگلی پہنچگیا تھا اور اسطرح وہ فورکا سے وہ بھی اُسیقدر فاصلہ پر تھا جتنے فاصلہ پر کہ یونانی تھے اور اسی امر نے یونانیونکو ۱۷ و ۱۸ مئی کی درمیانی رات کو ڈومکوس سے چلے جانے پر مجبور کیا۔ اگر چلتے ہوئے ترکونکو دھوکا دینے کیلئے الاؤ وغیرہ روشن چھوڑ گئے جنکی روشنی سے اس مرتبہ بھی ترک دھوکہ کھاگئے۔ اور یہی سمجھتے رہے کہ یونانی برابر موجود ہیں اونکو کہیں صبحکے پانچ بجے اسبات کا بخوبی علم ہوا کہ یونانی پوزیشنیں خالی ہوچکی ہیں۔

مسٹر فاکنر نے اس لڑائی کے حالات متذکرہ صدر رفوچیانہ اختصار کیساتھ تحریر کیے ہیں جنکے مقابلہ پر ڈیلی نیوز کے نامہ نگار کی مطول و مشرح و دلچسپ تحریر کا درج کردینا نامناسب نہوگا۔ نامہ نگار مذکور یونانی ہیڈکوارٹر کے ساتھ تھا۔ ۱۷ و ۱۸ مئی کی لڑائیوں کی کیفیت قلمبند کرتے ہوئے وہ تحریر کرتا ہے کہ یونانیونکو یقین تھا کہ اب اور لڑائی نہیں ہوگی۔ اور در باطن اون کو توقع تھی کہ فریقین میں نامہ و پیام شروع ہوگیا ہے جسکا نتیجہ التوائے جنگ ہوگا۔

نامہ نگار مذکور جب یونانی لشکر میں پہنچا تو اُسنے فوجکے عقب میں صورت حال نہایت ہی ابتر پائی سپاہی تتر بتر و خستہ حال ارتش اور کوہی سردی میں بے پناہ فرش خاک پر لیٹے ہوئے تھے خیموں کا سایہ اور بچاؤ بھی اونکے لیے موجود نہ تھا سڑکیں گاڑیوں سے جنپر مجروح بیمار اور سامان و گودام بار تھے اٹی ہوئی تھیں اور تمام کمال بیچو سبکے ساتھ دشمن کے پہنچ سے حتی الامکان فی الفور دور نکلجانے کیلئے ادہر اُدہر دوڑ رہے تھے۔ دہینولا ترک تین سڑکوں کے رستہ جو جانب دہاری کی چوٹیونپر سے ہوتی ہوئیں فرسالے سے جنوب کو آتی ہیں۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے انمیں سے مغرب کیطرف

کی مواضع ریاضی و تره زالی سے درمیانی موضع تا تارلی ہے اور مشرقی فرزلار سے گذرتی ہے۔ آخر الذکر سڑک کے رستہ جو ترکی کالم چلا آرہا تھا اوسے جنرل سمولنسکی کے دستہ کو ولیعہد کی فوج سے منقطع اور یونانیوں کے میمنہ کو معرض خطر میں ڈالنے کا حکم تھا ولیعہد اون پہاڑی سلسلوں میں سے ایک کے کراڑے اور ڈہلوانوں پر جو جبال کاسی یاری سے بجانب جنوب میں متصرف تھا موضع ڈوموکوس اسی سلسلہ کے وسط میں ہے اور اوس سے چند میل بجانب شرق کت زیری اور کیتی کی ہیں۔ یونانی میسرہ درہ اگوریانی کے دہانہ پر قابض تھا لامیہ فرسالہ کی ریلوے لاین اس درہ میں سے بن رہی تھی۔ یونانیوں کو اس بازو کو درہ مذکور کے چھن جانیکا اندیشہ تھا۔ یونانی پوزیشن نعل کی شکل میں تھی جسکا دایاں بازو دوسرے سے چھوٹا تھا۔ جس کراسہ پر یونانی میسرہ (یا پانچہزار پیدل) قایم تھا۔ اوسکی بلندی پر تین کوہی باتریاں نصب تھیں۔ پوزیشن کے قلب یعنی بمقام ڈوموکوس متصل پہاڑیوں پر جو بتدریج میدان کیطرف ڈہال کہاتی ہیں دو میدانی باتریاں چند کوہی توپیں اور بارہ ہزار تک پیدل فوج موجود تھی میمنہ پر چار میدانی باتریاں اور چند کوہی توپیں جابجا نصب تھیں۔ کیتی کی اور کت زیری میں چھ چھ توپیں تھیں۔ اس بازو پر بارہ ہزار فوج پیدل تھی متذکرہ صدر سپاہ کے علاوہ ۷ ہزار انفنٹری ڈوموکوس کے مغرب میں ایک پہاڑی شاخ کے ڈہلاو پر ریزرو میں تھی۔ اور دو ڈھبی اینچ قطر کی کروپ توپیں بھی مندرجہ بالا توپخانہ سے علاوہ تھیں۔ اونمیں سے ایک پرانے قلعہ پر جو شہر کے اوپر ہے نصب تھی۔ اور دوسری ڈوموکوس کی مشرق کیطرف کی ایک پہاڑی کی چوٹی پر جہاں سے کل میدان نظر آتا تھا الغرض یونانیوں کی کل جمعیت ۳۵ و چالیس ہزار کے درمیان تھی پانسو سوار بھی اسی تعداد میں شامل ہیں۔ ترکی فوج حملہ آور میں غالباً پچاس ہزار آدمی تھے جنرل ماوروسیکالیس یونانیوں کے قلب کا اور ماکریس میمنہ کا کمانڈر تھا۔

نامہ نگار مذکور لکھتا ہے۔ دہوپ کی روشنی میں ڈوموکوس کی بلندیوں سے ترکی پیشقدمی کا نظارہ فی الحقیقت نہایت ہی شاندار اور دلفریب تھا۔ پانچ رسالہ فوج پیدل کے آگے آگے ہیجان کہاتی ہوئی قطاروں میں آگے بڑھی آرہی تھی سرپٹ گھوڑے دوڑاتے چلے آرہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد دو ہراول ترکی باتریاں اپنی فوج پیدل کی مزید پیشقدمی کو دشمن کی آتشباری سے پناہ دلوانیکے لیے یونانیوں کی پوزیشن کے بالمقابل ایک موقعہ پر کھڑی ہوگئیں ادہر دونوں کروپ توپوں نے اپنے کل توپخانہ کو گولہ باری شروع کرنیکا اعلان کر دیا اور دونوں طرف سے دہواں دہار گولہ باری شروع ہوگئی جسکی تیزی میں ہر لحظہ اضافہ ہوتا گیا یونانیوں کو ترکوں پر صرف یہی فوقیت حاصل نہ تھی کہ وہ بلند سطح پر تھے بلکہ اونکے گولہ اندازوں نے گزشتہ چند دنوں میں کل مسافتوں کا نہایت احتیاط کیساتھ اندازہ کر لیا ہوا تھا چنانچہ اونکو اپنی توپوں کی شست اندیدہ درست کرنے میں کچھ دقت پیش نہ آئی توپوں کی آتشباری کے علاوہ کچھ ہتیار رائفل سے اور دیر رونی ہی اپنی کر رہے تھے ہم یونیکی جب باہم ہمسر ہوگئے تو جنگ کا شعلہ آناً فاناً ایک سرے سے دوسرے سرے تک کل صف میں پہیل گیا اور دونوں طرف کے توپخانوں نے بعد وار کرنا شروع کر دیا یونانیوں کی آتشباری زیادہ موثر تھی کیونکہ ایک تو اونکے گولہ انداز باطمینان محفوظ جگہ سے توپیں چلا رہے تھے

دوسرے اونکو اپنی کمیں ادہر ادہر ہٹانیکی ضرورت نہ تھی بنابرین ترکی لشکر شرق اور اونکی مددکنندہ دستونکو بہت نقصان اٹھانا پڑا سہ پہر کے چار بجے کے قریب ترکوں نے پہلے سے زیادہ ثبات و مردانگی سے یونانی میمنہ پر دباوا شروع کر دیا ترکی باڑھیاں شہر کے دونوں بازوؤں پر نمودار ہو کر آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگیں اور ساتھ ہی انکی پناہ میں فوج پیدل نے متوازی صفوں میں باتریوں سے بجانب غرب قابل تعریف استقامت و عزم دلاورانہ کے ساتھ اون مورچوں پر جہاں اویزونی اور اطالین والنیٹر قابض تھے آتشباری کرتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کر دیا۔

اطالین مجاہدین کا اصلی کمانڈر ریکیوٹی گاری بالڈی اوسوقت غیر ملکی یونانیونکی پلٹن میں تھا۔ اور اسکی جگہ سپرپانی برسر کمان تھا۔ یہ مجاہدین اویزونیوں کی کمک کیلئے ان مورچوں کے پیچھے گئے ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر لڑائی نہایت شدت اور تیزی کے ساتھ ہوئی۔ ترک بے نظیر استقلال و پامردی سے آگے بڑھے آرہے تھے اور ادہر اطالین اونپر کمال اطمینان و استقامت کے ساتھ گولیوں کی سچ مچ تابڑ توڑ بارش کر رہے تھے۔

نامہ نگار اطالین مجاہدین کی شراب فروش عورت کی جو اسوقت تیمارداری کا کام کر رہی تھی بہت تعریف کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ چھوٹی سی بہادر عورت جو کمال لاپروائی کے ساتھ گولوں اور گولیونکی مسلسل بوچھار میں پھرتی رہی جو کوئی زخمی ہو کر گرتا جھٹ اوسکی مدد جا کرتی جسکے پاس کارتوس ختم ہو جاتے اسے کارتوس پہنچا دیتی اور خوب طرح سے محفوظ مضبوط ہو رہی سرخ جاکٹ نے اسکی ملاحت و دلفریبی کو اور دوبالا کر دیا ہوا تھا۔

درینولا ترکی میسرہ بتدریج آگے بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اور انکے قلب نے بھی بڑھنا شروع کر دیا تھا جنرل ماروسیکالیس نے جھٹ پٹ تین ہزار آدمی ریزرو فوج سے ڈوموکوس کی پوزیشن کو استحکام کیلئے بھیج دیئے اوسوقت کل یونانی فوج مصروف کارزار تھی ترکون نے یونانیوں کے میسرہ پر بھی درہ اکوریانی کو چھیننے کے لیے نہایت تیزی کے ساتھ دھاوا کر دیا تھا شام کے سات بجے لڑائی دونوں طرف سے مدھم پڑ گئی اور غروب آفتاب تک بتدریج بالکل بند ہو گئی۔ صرف دونوں کی توپیں ترکی صفوں پر گولے برساتی رہیں کہ اتنے میں یکبارگی یونانی کیولری جسنے لڑائی میں بہت کم حصہ لیا تھا میدان سے نکلکر درہ فورکا کی سڑک سڑک پیچھے ہٹتی جاتی دکھائی دی۔

اس وقت تک اون تمام لوگوں کا جو لڑائی کو یونانیوں کی صف کے قلب سے دیکھتے رہے تھے یہی خیال تھا کہ حملہ آور اپنی شجاعت و کثرت کے باوصف یونانی پوزیشنوں کی صف کو نہیں توڑ سکے۔ اور لڑائی کا قطعی فیصلہ کرنے کے لیے کل بھی ضرور لڑائی ہوگی یہ تمام اہل امر پر بھی متفق الرائے تھے کہ جس استقامت و پامردی کے ساتھ نو عمر سپاہی اور وہ لوگ جو باقاعدہ تربیت یافتہ سپاہی نہیں آج لڑے ہیں۔ وہ بھی بے انتہا تعریف کی مستحق ہے مگر درین اثنا ترکوں نے کثرت تعداد کی طفیل سے پہر کے دو اور تین کے درمیان یونانیوں کے انتہائی میمنہ کو جو کیتی کی سمت تھا پلٹ دیا تھا اور وہانکی سپاہ تھوڑے سے مقابلہ کے بعد موضع پوزی کی طرف ہٹ آئی تھی جہاں پہنچکر جنرل ٹاکرسی نے کمک کے پہنچ جانے تک جسکے لیے اسنے سخت تاکید کر دی تھی شہر

کا مقابلہ کرنیکی کوشش کی مگر کمک کو نہ پہنچنے کیوجہ سے وہ زیادہ دیر موضع مذکور میں نہ ٹھیر سکا اور بسرعت تمام واپس ہونے آنے پر مجبور ہوگیا۔ رات کو آٹھ بجے اوسکی فوج میں ایسی بھاگڑ پڑگئی کہ ڈومو کوس کی پوزیشن پر قایم رہنا ناممکن ہوگیا چنانچہ پاکریسی کی پسپائی کی خبر سنتے ہی کل فوجکو مراجعت کا حکم دیدیا گیا۔ رسالہ اور پلٹنوں کی مراجعت کیطرح اس مراجعت کیوقت بھی رستہ چلنا مشکل ہورہا تھا۔ سڑک گودام و سامان حرب کی چھکڑوں مجروحونکی گاڑیوں اور ٹرانسپورٹ و کمسریٹ کی جانوروں وغیرہ سے ہی نہیں رکی ہوئی تھی بلکہ ہزاروں باشندے بھی اس خوف سے کہ ترکوں کے قابو میں آجانے پر اونکی بُری گت بنیگی سراسیمہ وار دوڑے چلے جارہے اور پریشانی و بے ترتیبی کو اور زیادہ پریشان بنا رہے تھے ۔

انگریزی نامہ نگار کی تحریر میں جو اسلئے بیشک بہت دلچسپ ہے کہ اوسنے بچشم خود ڈومو کوس کی لڑائی کا مشاہدہ کیا تھا تو یونانیوں کی بہت تعریف کیگئی ہے اور ایسا کرنیسے اوسپر طرفداری کا الزام بھی وارد نہیں ہوسکتا۔ اُسنے وہی کچھ دیکھا جو قلب میں گذرا اور یہ مسلمہ امر ہے کہ اوس موقعہ پر ترکوں کی نسبت یونانی بہت کچھ فایدہ میں تھے اور اونکو اپنی پوزیشن کے طبعی و مصنوعی استحکام کی وجہ سے ترکوں پر بہت فوقیت حاصل تھی۔ نامہ نگار مذکور اپنی تحریر کے خاتمہ پر ولیعہد کے متعلق تحریر کرتا ہے کہ وہ ایک متصلہ پہاڑی کی چوٹی سے ایک مکان کے جھروکہ سے جہاں اُسکا ہیڈ کوارٹر تھا لڑائی کو دیکھتا رہا اور پھر صبح آیندہ کو گاڑی پر سوار ہوکر جسمیں اسکے دلکوار دل میں لئے ہوئے تار اترا کر روانہ ہوگیا رستہ میں لامیہ نہ ٹھیرا جہاں اُسے بلحاظ حالات موجودہ اپنا ہیڈ کوارٹر منتقل کرنا چاہیئے تھا ۔

۱۸ مئی کو ترکوں نے سامنے کیطرف سے ڈومو کوس پر قبضہ کرلیا جہاں اُنہیں اسلحہ و سامان حرب کی مقدار کثیر[ا] دستیاب ہوئی۔ میمنہ و قلب یعنی خیری نشاط و حیدر کی ڈویژن ڈومو کوس سے اُترکر اوسمیں داخل ہوتے ہیں۔ وہ ڈومو کوس کی متصلہ پہاڑیوں کو واقعی تھیسالی او تھریس سے جدا کرتا ہے۔ ان پہاڑ و نیز سے میدان لامیہ کو جو دری جاتے ہیں۔ اون میں سب سے اہم درہ فورکا ہے ۔

۱۸ کی شام کو ممدوح اور حمدی کے ڈویژن درہ کے سامنے ایک دوسرے سے ملاقی ہوئے اسپر یونانی ابھی تک قابض تھے جنکو بجزوی لڑائی کے بعد ترکوں نے شمالی سرے سے درہ کے اندر دھکیل دیا۔ ۱۸ و ۱۹ مئی کی درمیانی رات کو حمدی کی ڈویژن کی تین پلٹنیں غنیم سے بالکل متصل پہاڑی چوکی کے فرایض پر مامور ہیں ترکی فوج کی ہیئت عمومیہ اسوقت حسب ذیل تھی:۔ خیری نشاط اور حیدر کی تینوں ڈویژن ڈومو کوس اور وریتینی کے درمیان تھے۔ حمدی اور ممدوح کے ڈویژن الناس آگو دری پی۔ پالاماس اور فورکا بشکل مثلث قایم تھے یہ دونوں ڈویژن بالخصوص

[ا] بحالہ ڈومو کوس میں ترکوں کو زمینوں۔ وردیوں اور سامان جنگ و رسد کے علاوہ حسب ذیل غنیمت ملی۔ بارہ قلعہ شکن توپیں ۱ اسنٹی میٹر یعنے ۴ ۱/۲ انچ قطر کی) چھ کوہی توپیں ۱/۲ سنٹی میٹر (۳ انچ قطر کی) ۵ ۹ گاڑیاں گولہ بارود ہونیکی۔ ۱۸۱۳۴۳ چھوٹے پیدل گولے بارہ ہزار صندوق رائفلی کارتوسوں کے ۱۶۱۴۳ گراس قسم کی رائفلیں اور ۱۲ گاڑیاں باربرداری کی ؛

محمد صبح پاشا کا جو میسرہ پر تھا مغرب کیطرف بہت آگے نکلجانیکی وجہ سے باقی فوج سے ایکطرح سے بالکل جدا ہو گیا تھا۔

۱۹ مئی کو علی الصبح حمدی کے ڈویژن کی لعبیدی یونانیوں کو معلوم ہو گیا کہ درہ فورکا شاہی پڑا ہے جیسے شاہ راہ کے راستہ لامیہ کی طرف فی الفور پیشقدمی کئے جانیکا حکم صادر ہو گیا ۱۹ مئی کی دوپہر کو بالکل اچانک اور غیر مترقبہ طور پر دشمن سے ایک اور مقابلہ ہو گیا۔ جبال اوتھرلیس کی جنوبی شاخوں کے آخری سلسلہ کے مقام تاراتا میں جو لامیہ سے دو میل شمال میں ہے غنیم کی دس بٹالینیں معہ دو یا تین باتریوں کو ایک نہایت مستحکم موقعہ پر متصرف پائی گئیں۔ درہ فورکا سے مراجعت کر جانے کے بعد غنیم کی یہ نئی اوریج جنگی لحاظ سے کسیطرح سمجھ میں نہیں آ سکتی تھی کیونکہ اگر یونانیوں کا منشا مزاحمت کرنیکا تھا تو اس غرض کے لیئے لامیہ کے متصل اعلاً کی نسبت درہ فورکا بدرجہا زیادہ مناسب و کارآمد تھا۔ اور یہ کہ قریب و جوار کی طبعی بناوٹ سے ان کو مدافعت میں زبردست مدد مل سکتی تھی۔ مزید برآں اس پسند کردہ پوزیشن سے لڑائی شروع ہو جانے کے بعد مراجعت کرنا ایسا مشکل تھا کہ عقل کبھی باور نہیں کر سکتی تھی کہ یونانی وہاں جنگ مقابلہ کرنیکی کوشش کرینگے۔ پسپائی کے وقت ان کو لامیہ کے میدان سے گذرنا پڑتا جہاں ترکی باتریاں جو یقیناً بلندیوں کے آخری سلسلہ پر فوراً نصب کر دیجاتیں انکو فی الواقع بھون ڈالتیں۔ یہ معاملہ اس لحاظ سے بھی نہایت حیرت انگیز ہو رہا تھا کہ یونانیوں کو جنہوں نے رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر مراجعت کرنے سے ہیں واقعی کمال کر دکھایا تھا۔ ایسی جرات کہاں سے پیدا ہو گئی ہے کہ ایسے موقعہ پر مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ جہاں سے وہ تاریکی سے پہلے بآسانی بیدخل کر دیئے جا سکتے تھے۔

یہ بلا مبالغہ عقدہ لاینحل تھا مگر جیسا کہ ہم بتا کر نیکو ہیں سقراط و بقراط کے جیسا فرزندوں نے تھوڑی ہی دیر میں اسے حل کر دیا چھ ترکی بٹالینیں جن میں زیادہ تر البانوی تھے اور جو سب سے آگے تھیں حملہ کیلیئے روانہ ہو گئیں ترکی باتریوں نے موقعہ پر قائم ہونا شروع کر دیا اور یکا یک مسلسل آتشباری کی بوچھاڑ شروع ہو گئی جو برابر دو گھنٹہ ہوتی رہی۔ پیچھے سے لگاتار تازہ دم افواج کی کمکیں پہنچ رہی تھیں۔ اور سپاہی انتہائی جوش سے کام کر رہے تھے کہ یکا یک سب کے دل میں خیال پیدا ہو گیا کہ غنیم کی مراجعت کا راستہ بند ہو گیا ہے اور چار بجے کے قریب کل نقشہ جنگ بدل گیا ایک ٹکڑی جس پر جیسا کہ انتظام تھا اور یونانی صفوں کے قریب پہنچی تھی باقی فوج کو لامیہ کیطرف بے ترتیبی سے مراجعت کر جانیکا حکم دے دیا۔ لیکن باوجود تعاقب کا حکم دئے جانے کے جیسا کہ ترکی نے درمیانی فاصلہ کو طے کر لیا تو اس سے معلوم ہوا کہ دو پر ان میں سے چند افسروں کو چھوڑ کے پیچھے آتا آیا۔ ان کے اثنا سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کسی خاص کام کے لیئے آئے ہیں۔ گورنمنٹ شاد و نوے کے ساتھ یوری یاستہ یونان گیا تھا۔ در اصل انجینئریں دکالت کا کام کیا کرتا تھا اور شاید کہ شروع میں لامیہ کا گورنر

مقرر کیا گیا تھا۔ وہ یہ خبر لایا کہ ٹرکی نے اصولاً التوائے جنگ کو منظور کر لیا ہے اونے کہا مجھے ۱۹ مئی کی صبح کو ایتھنز سے اس امر کی باضابطہ اطلاع موصول ہوئی جسکے ساتھ مجھسے یہ درخواست کیگئی تھی کہ میں یونانی ہیڈ کوارٹر کو فی الفور اس سے مطلع کر دوں مجھے خبر ملتے ہی جو گاڑی پہلے نظر پڑی اوسے بیگاری پکڑ لیا اور اوسکو ایک گدیلے کا سفید غلاف پھاڑ کر سفید جھنڈا بنا لیا۔ ترکی سٹاف کا افسر اعلے سیف اللہ پاشا حسن اتفاق سے موقعہ پر موجود تھا اوسنے گورنر کو پیغام کے جواب میں کہا کہ اس صورت میں آتشباری کو بیشک فی الفور بند کر دینا ضروری ہو گیا ہے لیکن لڑائی کے باقاعدہ التوا کیلئے ولیعہد کیطرف باضابطہ درخواست کا موصول ہونا ضروری ہے۔ فریقین میں کل گفتگو جرمن زبان میں ہوئی کیونکہ یونانی گورنر اور سیف اللہ دونوں اس زبان کو کامل اُستاد تھے اور اس کے ذریعہ ایک دوسرے کا مطلب بہتر طور پہ سمجھ سکتے تھے۔

یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ شہزادہ بہادر اپنے میمنہ کو شکست یاب ہو کر پسپا ہو جانے پر ڈوموکوس کی مضبوط پوزیشن کے خالی کر جانیکا حکم صادر کرنیکے بعد سترہ مئی کی رات کو اسپی گاڑی پر تارت ساکو ہٹ گئے تھے۔ وہاں سے اپنے اور جنوب کیطرف بمقام الامانا اپنا ہیڈکوارٹر منتقل کر دیا تھا چنانچہ اُسے التوائے جنگ کی منظوری کی خبر ۱۹ مئی کی دوپہر سے پہلے نہ ملیکی اس خبر کے موصول ہوتے ہی فی الفور چند ہیڈکوارٹر کے افسر میدان کارزار کو بھیجدیے گئے کہ ترکی کماندڑ سے طبقہ حیاد کے تعین کیلئے گفتگو کریں

چشم دید شاہدوں کا بیان ہے کہ لڑائی کا التوا پر مصاف کنندہ صفوں کا ازالہ بعینہ ویسا تھا جیسا کہ زمانہ امن کی تمرینات اور مشق و قواعد کے وقت "ہالٹ" (ٹھہر جاؤ) کے حکم پر فوج کا ہوتا ہے دونوں طرف کے سپاہی جو ابھی ایک دوسرے پر آگ برسا رہے تھے بسکٹوں اور سگرٹوں وغیرہ کی تحائف ایک دوسرے کو دینے کے لئے فی الفور ایک دوسرے کی طرف لپک پڑے اور جسطرح بن پڑا اشاروں کنایوں سے باہم بات چیت لگ گئی ہر ایک کے چہرہ پر مسرت آمیز طمانیت برس رہی تھی کہ خدا کا شکر ہے کہ وہ ایک دوسرے کو گولیوں کا نشانہ بنانیکی مجبوری سے آزاد ہو گئے ہیں اور بالعموم سب نے یہ رائے ظاہر کی کہ وہ لڑائی سے سخت آزردہ ہو رہے تھے۔ یہ طبعی انسانی خوشی کہ اب اونہیں ایک دوسرے کو ذاتی دشمن نہیں سمجھنا پڑیگا۔ باقی سب جذبات پر غالب آ رہی تھی۔ اور التوائے جنگ کے ساتھ ہی قومی بغض اور مذہبی منافرت بھی یکبارگی سرد و خاموش ہو گئی تھی۔

ترکوں نے اس میل جول میں نہایت شرافت دکھائی اونہوں نے فاتح ہونیکا کوئی گھمنڈ نہ دکھایا۔ نہ یونانیوں پر کسیطرح یہ آشکارا ہونے دیا کہ وہ اونکو حقیر سمجھتے ہیں برعکس ازیں اون کی معمولی متانت و ثقاہت کے ساتھ اسوقت مردانہ شرم و حیا اور خوش خلقی بھی شامل ہو گئی ہوئی تھی اور اون کے بشروں سے ہی صاف واضح ہو رہا تھا کہ تمسخر و سفاکی و فخر و مباہات کا اونکے دل و دماغ میں نام و نشان تک موجود نہیں نہ وہ کسیطرح اون فوجکو جسے بدوران محاربہ ہر موقعہ پر اونہوں نے شکست دی تھی کسیطرح بھی حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں۔

فصل سیزدہم (۱۳)

درہ فورکا اور ملونا و تھریس کے معرکے اور یونانی و ترکی افواج کے فوجی کارنامے

اگرچہ جنگ سے قبل کے دو تین دنوں میں یونانی کمانڈر انچیف کل میں مقیم رہا ہے، جنگ ملونا کے بعد ولیعہد ... کی کل فوجیں جدا ہو گئیں تھا کہ

اور وہاں سے لاریسہ کو آنا چاہا گیا۔ ان دنوں تاریخوں کو معرکوں میں سے کوئی حصہ نہ لیا۔ اسکا یہی نتیجہ ہوا کہ یونانی کمانڈر انچیف بھی بھاگ گئے۔ لاریسہ میں بھی عجیب تشویش اور بیچوائی چھا گئی جب ان کے باشندوں نے فوج کو بے ترتیبی کی عالم میں پیچھے ہٹتے دیکھا۔ تو انکا حصہ کثیر یہ یقین کر کے کہ اب ترکوں کا مزید مقابلہ نہیں ہوگا۔ اور کل علاقہ انکے حوالہ کر دیا جائیگا۔ بسرعت وہ شہر سے بھاگ گیا۔ اس متوحشانہ بھاگڑ میں باشندے اور ان کی گاڑیاں فوج کے ساتھ خلط ملط ہو کر اسکی صفوں میں گھس گئیں جس سے فوج کے لئے راستہ چلنا مشکل ہو گیا۔ درہ فورکا کی مراجعت کیوقت یونانی فوج کی جو کیفیت حالت تھی اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ہو جائیگا:-

بتاریخ ۲۳ اپریل نفری کی چوتھی رجمنٹ کو اس درہ پر قبضہ کرنیکا حکم دیا گیا جو ... شہر ... کے قریب ملونا اور تھریس میں سے گذرتا ہے۔ عدم لیاقت یا وقت کافی نہ ہونے کیوجہ سے اس حکم کی بروقت تعمیل نہ ہو سکی جب رجمنٹ وہاں پہنچی تو اس نے ترکوں کو درہ پر قابض پایا۔ آداب جنگ کا اقتضا تو یہ تھا کہ یونانی فی الفور غنیم پر حملہ کر کے اسے وہاں سے نکالنے کی کوشش کرتے۔ مگر یونانی ایسے بیوقوف نہ تھے کہ اپنی جانوں کو یوں ضائع کرتے۔ برعکس اس کے انہوں نے قابل تعریف دانشمندی سے کام لیا۔ وہ غنیم کی شکل دیکھتے ہی پاؤں سر پر رکھ کر بے تحاشا بھاگ دوڑے۔ اور جیسا کہ ان بدبخت بچاروں پر پہلے کئی مرتبہ ہو چکا تھا۔ اب بھاگڑ میں بھی ہتھیار اور بوجھ ہلکا کرنے کے لئے جو چیز رفتاری میں حائل ہوتا تھا اسے پھینک دیں پھینکتے گئے۔ غرض کل رجمنٹ عجیب متوحشانہ سراسیمگی و بیچواسی کے ساتھ پہاڑیوں کی گھاٹیوں سے لاریسہ کو جو بارہ پندرہ میل کے فاصلہ پر میدان تھیسالی میں واقع ہے دوڑی گئی۔

ترکوں نے ان بھگوڑوں کا کوئی تعاقب نہ کیا۔ مگر وہ جنکا دم پھولا ہوا اور حواس غائب تھے ہر طرف یہ جھوٹی خبر مشہور کرتے آئے کہ ترک تعاقب کئے چلے آ رہے ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی شہر میں ایک ہڑبونگ برپا ہو گئی اور کئی جگہ شہریوں اور فوجیوں میں مقابلہ بھی ہو گیا۔ ... یہ خبر پاکے فوج اپنے بھی ہاتھ پاؤں پھول گئے اور وحشت زدہ ہو کر ... بھاگ گئے۔ ... خبر کی ... معلوم ہونے پر پھر لاریسہ واپس آگئے ... سے ...

قابل قدر موقعہ ہے۔ اوسکی ایک طرف خلیج لامیہ کی اردگرد کی دلدلی نشیب زمینین ہین اور دوسری طرف سربفلک پہاڑ جنمین سے صرف پگ ڈنڈیان گذرتی ہیں۔ اس درہ کو فتح کرنیکے لیے اب بھی حملہ آورون کا کثیر التعداد ہونا ضروری ہے۔

اٹھارہ مئی کو معرکہ درہ فورکا اور ۱۹ مئی کا معرکہ جو سلسلہ آوتھریس کی شاخونکے قریب ہوا۔ صرف عقبی دستوں کی مصافات تھی زیادہ دیر تک مقابلہ کرنا یونانی کمانڈروں کا شعار نہ تھا۔ ان معرکوں سے اونکا مدعا صرف یہ تہا کہ فوج کا باقیماندہ حصہ کو بخیریت پسپا ہونے اور درہ تھرموپائلی پہنچکر اوسپر قابض ہوجانیکا موقعہ ملجائے تاہم ولیعہد کے ہیڈکوارٹر کو اسقدر پیچھے (الامانا تک) ہٹا دینے کا فوج پر اچھا اثر نہ پڑا۔ اور اوسمیں اور فوج میں جیسا کہ چاہیے تعلق نہ رہگیا۔ اس واقعہ کے متعلق ایک انگریز نامہ نگار نے اپنی مراسلت کے خاتمہ پر یہ عبارت تحریر کی "شاہزادہ بہادر نے حتے الامکان بہت جلد الامانا پہنچنے کی کوشش کی اور وہانسے وہ قصہ دنیا میں شائع کیا جو موجودہ یونان کی تاریخ میں منحوس ترین داستان ہے"۔

یونانیوں کا بیان ہے کہ اون کے چھ سو آدمی ڈومکوس میں قتل و زخمی ہوئے۔ ترکوں کا اس سے کئی گنا نقصان ہوا ہوگا انگریز وقائع نگار کی تحریر میں نوعمر یونانی سپاہیوں کی شجاعت و ثابت قدمی کی تعریف ناظرین کی نظر سے گذر چکی ہے لیکن ترکوں کی نسبت بھی کل شاہد باتفاق یہ رائے بیان کرتے ہیں کہ حملہ ڈومکوس میں اونہوں نے اون کٹھن مہمونکو جو اون کے ذمے ڈالی گئیں ایسی جانثاری سرفروشی اور استقامت سے پورا کیا جو فی الواقع بے نظیر تھی۔ پندرہ سے لیکر بیس میل تک کی مسافت طے کرنیکے بعد کل ڈویژن نے بغیر اسکے کہ اونہوں نے کوئی زیادہ عرصہ دم لیا یا باقاعدہ طور پر کھانا کھایا ہو ایسی پوزیشن پر حملہ کر دیا جو نہایت ہی مضبوط و مستحکم نہ تھی۔ اور جہاں سے کل میدان جسے عبور کرکے وہانتک پہنچنا تھا زد میں تھا۔ یہ پوزیشن طبعی طور پر اور مورچوں سے ہی مضبوط و مستحکم نہ تھی بلکہ وہاں بیشمار توپخانہ بھی موجود تھا۔ جسے جابجا مناسب موقعونپر خوب محفوظ جگہوں میں جہاں سے دشمن دور ہی سے دیکھتا اور بہیر تباہی بخش آگ برسائی جاسکتی تھی نصب و تقسیم اور توپوں کی سیدھ درست کرنے اور مسافتوں کو ناپنے کے لیے یونانیوں کو کافی ملگیا تھا۔

ان باعثکیوجہ سے ترکی توپخانہ کو اپنی انفنٹری کی امداد و دستگیری کرنے اور ایسے موقعہ پر پہنچکر قابل بنانے کیلیے جہاں سے وہ یونانیوں پر موثر طریق سے آتشباری کرسکے ۳۰ سو گز کے فاصلہ پر سے ہی گولہ باری شروع کردینی پڑی تھی۔ جن حالات کی موجودگی میں ترکوں نے اپنے توپخانہ کو پہلی مرتبہ دشمن کے مقابل کیا اور پھر بتدریج پیشقدمی کرتے ہوئے دشمن پر گولہ باری کی اوسکے لحاظ سے انکی یہ کارروائی کامل تعریف و توصیف کی مستحق ہے اور اس سے یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ ترکی توپخانہ کے افسر و گولنداز موجودہ زمانہ کے جنگ و جدال کی ہر ایک ضرورت و مطالبہ کو پورا کرنے اور جیسا موقعہ پڑے فی الفور اوسکے حسب حال اپنی وضع بدل لینے اور اوسمیں بلا تکلف پورا اترنے کی پوری پوری قابلیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ عام معلوم امر ہے کہ زمانہ امن ترکی توپخانہ کو چاندماری کی بہت کم مشق کرائی جاتی ہے اور عموماً فوج توپخانہ کو قواعد و تمرینات کرلینے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

اس مزید ہزیمت یابی سے شکستہ دل ہوکر ولیعہد نے (اپنے پھوپھی زاد بھائی) زار سے بذریعہ ٹیلیگرام التجا کی کہ وہ مداخلت کرکے جنگ ملتوی کرادے۔ ترکوں کی جمعیت ہم سے چوگنی ہے اور اونکا مزید مقابلہ کرسکنا ناممکن ہے۔ زار نکلس نے اس درخواست کو منظور کرکے فی الفور خاص اپنی طرف سے ایک ٹیلیگرام سلطان المعظم کیخدمت میں ارسال کیا۔ اور اوسمیں جلالتمآب کی جرأت اور جب امن کا نہایت خوشامد آمیز الفاظ میں واسطہ ڈالکر التوائے جنگ کی درخواست کی۔ عبد الحمید نے بجواب زار کی تلطف آمیز فقرات کا شکریہ ادا کرکے خواہش ظاہر کی کہ زار جنگ ملتوی ہی نہ کرائیں۔ بلکہ کوشش کرکے فریقین میں صلح بھی کرادیں۔ ادہر اوسیوقت ادہم پاشا کو جنگ ملتوی کردینے کا حکم بھیجدیا گیا۔

ایتھنز سینٹ پیٹرزبرگ، قسطنطنیہ اور ترکی ہیڈ کوارٹر میں یہ ٹیلیگرافی نامہ و پیام قابل تعریف سرعت و تعجیل کے ساتھ ۱۹ مئی کی دوپہر تک ہوتا رہا۔ اسی تاریخ سہ پہر تک کیوقت لامیہ کے گورنر کو التوائے جنگ کی منظوری کی اطلاع ایتھنز سے موصول ہوگئی مگر یونانی اس اثنا میں بھی اپنی شرارتوں اور تعلی بازی سے باز نہ آئے۔ ایم تھیوٹوکی وزیر داخلیہ اور ایم بوٹاکس پاس وزیر محکمہ مذہبی اٹھارہ مئی کو لامیہ پہنچے اور وہاں اونہوں نے فوجکو گورنمنٹ کیطرف سے قائممقام ہوکر لمبا چوڑا لکچر سنایا جسمیں اُسے اوسکی بزرگوں کی بہادریوں کو یاد دلاکر اپنی جگہ پر قایم رہنے کا حوصلہ دلایا گیا۔ اور جرأت دلانیوالے الفاظ میں تھرموپائیلی کی تاریخی درہ کی جوانمردانہ حفاظت کرنیکی تاکید کیگئی۔ کرنل سمولنسکی جو بصلہ خدمات حسنہ جرنیل بنادیا گیا تھا۔ بتعمیل حکم سوپلی اور ہالمیروس سے حرکت کرکے بتاریخ اٹھارہ مئی باقیماندہ فوجکو آملا اور ولیعہد نے اُسے درہ تھرموپائیلی کی محافظ فوجکی کمان سپرد کردی۔

جس روز سے ہیڈ کوارٹر بہت ہی پیچھے ہٹاکر آلامانا میں قایم کیا گیا تھا۔ اُسی دن سے یونانی فوجکے مختلف دستوں کے یونانی کماندر عجب مخمصہ اور تردد میں مبتلا ہوگئے تھے کیونکہ بعد مسافت کیوجہ سے وہ سپہ سالار کے ساتھ بآسانی نامہ و پیام نہیں کرسکتے تھے۔ اس وقت سے پیدا شدہ پریشانی میں فوجکی ناجلانہ و سراسیمہ وار مراجعت بتاریخ ۱۹ مئی جبال اوتھرس میں عقبی دستہ کی طبعو بانہ مدافعت باشندگان لامیہ کی بھاگڑ اور التوائے جنگ کے متعلق کسی خبر کی عدم موصول سے جو بڑا اضافہ ہوگیا تھا۔ اُسے ناظرین بآسانی قیاس کرسکتے ہیں اکثر کو علم تھا کہ التوائے کیلئے باہم نامہ و پیام ہو رہا ہے اور وہ اوسکی نتیجہ کا کمال بیصبری کے ساتھ انتظار کر رہے تھے۔

بالآخر جب اوسکی خبر جبال اوتھریس میں پہونچگئی تو ترکی ہیڈ کوارٹر اوسیوقت ۱۹ مئی کی شام کو ڈوموکوس کو ہٹ گیا اور دوسرے دن وہاں فریقین میں التوائے جنگ کا باضابطہ معاہدہ ہوگیا جسکا مضمون حسب ذیل تھا:-

فریقین میں ۱۷ دن کیلئے جنگ ملتوی کیا گیا ہے۔ اس میعاد کے ختم ہونے پر پھر اوسکی تجدید ہوسکتی ہے۔ دونوں لشکر اندر بالمقابل افواج کی مابین آٹھ سو میٹر (تقریباً ۸۷۰ گز) عریض بیچ طبقہ حیاداوت یا علاقہ حد فاصل کی حد بست قایم کیجائیگی اس علاقہ کو دونوں فریق کی دو دو شاف افسر دول خارجیہ کی جنگی اٹاشیون کی مدد سے سرانجام دینگی بدوران مدت سکی

آٹھ سو میٹر یعنی تقریباً ۲۷۵ گز عریض "طبقہ حیادت" یا علاقہ حد فاصل کی حدبست قائم کیجائیگی۔ اس کام کو دونوں فریق کے دو دو سٹاف افسر دول خارجیہ کے جنگی اتاشیوں کی مدد سے سرانجام دینگے۔ بدوران ۵۱ مدت کوئی فوج سامنے کی طرف یا بازوؤں پر کسی طرح کی حرکت نہ کریگی۔"

یونانی ڈیلیگیٹوں کے ساتھ فرنچ سفیر کا جنگی اتاشی میجر بیرن وان ومپفن اور ترکوں کیطرف سے انقلاب جوالفرد سیف اللہ پاشا مع چند افسروں کے کمیشن میں شامل ہوا جنہوں ۱۹ مئی کو یہ کام شروع کر دیا۔ تعیین حدبست کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ طبقہ حیادۃ کے قریب نظام اور خوب تربیت یافتہ سپاہ کو منتظم کیا گیا۔ لامیہ چونکہ طبقہ حیادۃ میں رکھا گیا۔ اسپر کسی فریق کی فوج قابض نہ رہی۔ دوسرا یہ کام کیا گیا کہ اطالین مجاہدین کو یونانی فوج سے جدا کر دیا گیا۔ یہ لوگ بلا شبہ دوموکوس کے محاربہ میں کمال شجاعت سے لڑے تھے اور انکے تین سو آدمی ضائع ہوچکے تھے لیکن ۱۸ مئی کو ٹھلی دست کی لڑائی میں یونانی قابل نفرت بزدلی دکھلینگی ہی انکو دشمن کی نرغہ میں تنہا چھوڑ کر خود فوجاً ہوگئے تھے۔ ترکوں نے انکا کیسقدر احاطہ کر لیا تھا۔ اور وہ بڑی مشکلوں کے ساتھ ہی مخلصی سے رہا ہوئے تھے۔ اس کمینہ برتاؤ کی وجہ سے انکے دلوں میں یونانیوں کی طرف سے سخت کدورت بیٹھ گئی تھی۔ اور محاربہ کے آخری چند گھنٹوں میں اس کدورت کی وجہ سے انکی آپس میں کئی دفعہ لٹھ پٹ ہو گئی تھی۔

یونانیوں نے ۱۹ مئی کی لڑائی جو تھیسلی میں آخری معرکہ آرائی تھی اور اسمیں ترکوں کے تین سو شہید و مجروح ہوئے تھے۔ باغلب جو واسطہ کی تھی کہ التوائے جنگ سے پیشتر جو وہ جانتے تھے کہ عنقریب ہونیوالا ہو حتی الامکان زیادہ سے زیادہ علاقہ اپنے تصرف میں رکھکر لامیہ کو سامنے کسی موقعہ پر انعقاد معاہدہ التوائے جنگ کا انتظار کریں۔ تاکہ لامیہ انکے قبضہ میں باقی رہے مزید برآن اسموقعہ پر ترکوں کا مقابلہ کرنیسے باقیماندہ فوج انکے تعاقب سے محفوظ تھرموپائیلی پہنچنے کے قابل ہوگئی۔ مگر یہ سب کچھ اسی شیخی پر کیا گیا تھا کہ التوائے جنگ کا حکم بروقت پہنچ جائیگا اور ترکوں کو اس عقبی دستہ کو منہدم کرنے کا موقعہ نہیں ملسکیگا۔ انکی خوش قسمتی سے ویسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ انہوں نے سوچ رکھا تھا۔

ترکی چیف سٹاف افسر نے غنیم کا حد مناسب سے زیادہ پاس ولحاظ کیا کہ ایک یونانی اہلکار کے سفید جھنڈا لئے ہوئے پہنچ جانے پر لڑائی بند کرا دی۔ اُسے چاہیئے تھا کہ جب تک سپہ سالار التوائے جنگ کو منظور کرکے ضروری احکام نافذ نہ کرتا لڑائی کو برابر جاری رہنے دیتا۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ پیشتر اسکے کہ مشیر احکام صادر کرسکتے یونانیوں کا عقبی دستہ بحال تباہ و پراگندہ لامیہ کو پسپا کر دیا جاتا اور فی الفور تعاقب کرنے پر شہر ترکوں کے قبضہ میں آجاتا۔

محاربات تھیسلی پر سرسری غور کرنیسے ایک یہ نتیجہ مترتب ہوتا ہے کہ محاربہ تین مختلف دوروں میں منقسم ہے جنمیں سے ہر ایک میں علاقہ کا ایک حصہ فتح کرنیکے لئے چند معرکے ہوئے۔ پہلا دور پندرہ اپریل کو جبکہ یونانی فوج نے نظام نے بارڈر ملونا کی سرحد کی جنگ شروع ہوکر ٹرناووس لاریسہ کی مراجعت اور یونانیوں کے فرسالہ، ولو، تیرا اور ویلسٹینو کی پوزیشنوں میں قائم ہونے پر ختم ہوتا ہے۔ دوسرا دور لاریسہ سے ترکوں کی پیشقدمی بجانب فرسالہ یعنی ۲۵ اپریل سے شروع ہوکر یونانیوں کی مراجعت

۵۱ التوائے جنگ۔

بجانب ڈوموکوس بالمیروس و فرسالون کو بتاریخ ۸ مئی و دولو پرتکا بقض ہو چکنے پر ختم ہوتا ہے تیسرا دور ۱۷ مئی کے معرکہ ڈوموکوس و یونانیوں کی مراجعت بجانب سرحد فورکا اور وہاں سے بجانب جبال اودھریس پر جہاں یونانیوں نے آخری مقابلہ کیا ختم ہوا۔

دوسرا نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ یونانی فوج بالکل ناتیار رہی جنگ کو وہ نکل پڑی تھی اجتماع فوج کا کوئی باضابطہ منصوبہ تک موجود نہ تھا۔ نہ اس امر کا کوئی انتظام کیا گیا کہ مشغول کارزار فوج کو جسقدر نقصان پہونچے اسکی تلافی کیلئے پیچھے سے رنگروٹ پہونچتے رہیں مختلف دستوں میں بہت ناقص رشتہ مواصلت موجود تھا۔ سپاہیوں کا سازوسامان ناکافی اور افسر بہت کم تھے۔ مزید برآن یونانی فوج تھیسلوی سرحد پر تقریباً تقریباً دو مساوی حصوں میں تقسیم کر دی گئی تھی۔ جو ایکدوسرے سے ناقابل گذر کوہستانی علاقہ میں کئی دنوں کی مسافت پر تھے۔ پھر ہر ایک حصہ نے بجائے خود اپنی افواج کو کل سرحد پر پھیلا رکھا تھا۔ جو طول میں تقریباً دو سو میل تھی۔ سرحد پر ایسی ترتیب صف آرائی نہ حملہ کیلئے کارآمد ہو سکتی تھی اور نہ بالعزم مدافعت کیواسطے اور اسی ایک غلطی کیوجہ سے لازمی طور پر کوہستانی دروں کی حفاظت کے متعلق متواتر غلط احکام صادر ہوتے۔ تعداد میں الگ نفری کم۔ پھر مختلف چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں منقسم اور اونکے افسر تقریباً مفقود ایسی صورت میں یونانیوں کی مقبوضہ مستحکم پوزیشنوں کے طبعی استحکام کے باوصف انکا متواتر شکستیں کھاتے جانا کیا کبھی تعجب خیز ہو سکتا ہے۔ تاہم اسمیں کلام نہیں کہ یونانی سپاہی من حیث الافراد قابل تعریف شجاعت اور استقامت سے لڑے۔

محاربہ کے انصرام پر کلی طور سے رائے ظاہر کرنیکا ابھی وقت نہیں پہنچا۔ اور اُسپر جن غلطیوں کا الزام لگایا جا سکتا ہے اُنپر ابھی بحث کرنا مناسب نہیں لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ شکستوں کا سب سے بڑا باعث یہ تھا کہ کمان کے اعلیٰ ترین مناصب پر ناقابل اشخاص مامور کئے گئے تھے۔ محاربہ کی تاریخ میں ذمہ داری کے عہدوں کی تقرریاں ایک دلچسپ واقعہ ہیں اور گو انپر قطعی رائے ظاہر کرنا ابھی تک ناممکن ہے مگر واقعات معلومہ کے مقابلے سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یونانی گورنمنٹ اس سے محض ناواقف تھی یا اس نے عمداً اس سے اغماض کیا کہ انصرام محاربہ کیلئے سب سے مقدم چیز کیا ہے۔ بسا اوقات یونانی کمانڈر [illegible] کو سرد و گرم میں تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ سردست اس نقص سے بخوبی آگاہی ہو گئی ہے۔ مگر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ آگاہی دیرپا ہو گی؟ محاربہ کے افتتاح ہی سے گورنمنٹ پر یہ زور دیا جا رہا تھا کہ سمولنسکی کو اعلیٰ کمان تفویض کیجائے صرف وہی ایک شخص ہے جو میدان کارزار میں یونان کے ناموس کو بدنامی سے بچا سکتا ہے۔ بالآخر اس مطالبہ کو مان لیا گیا۔ اور رالی نے اپنی ضائع شدہ ہر دلعزیزی کو پھر کسیقدر بحال کرنے کیلئے پیتوینی اور وتسٹینو کو شجاع کو سپہ سالار بنا دیا۔ اس دباؤ کی روش بعد شش محاربہ کے بعد یونانی شہزادوں پر بڑی سختی سے حملے کئے گئے یونان کے روزانہ اخبارات نے شاہی خاندان کو ذلیل و بے عزت کرنے کیلئے محاربہ کیوقت سے ایسے سخت مضامین اور کارٹون شائع کئے کہ دیگر اقوام مشکل سے ہی اندازہ کر سکتی ہیں کہ کبھی ایسے مضمون شائع ہوئے ہونگے۔ ایک کثیر الاشاعت انتھیزی اخبار نے محاربہ میں فتح کے فوائد کی تصریح سے ایک کارٹون شائع کیا جسمیں ایک سالم ٹرین مرغیوں۔ ترکاریوں اور سامان باورچیخانہ سے بھری ہوئی دکھائی گئی تھی شہزادہ ولیعہد کے سامان کی طرف اشارہ تھا جو فرسالہ کی مراجعت کے وقت وہاں سے بھیجا گیا تھا۔ ایک نیم اخبار موسومہ "رومی اور"

مطلب تھا "تعاقب کیوں؟ ادھر تم مجھے نہیں پکڑ سکو گے میں تم سے تیز بھاگ سکتا ہوں۔" سال ماقبل بمقام مارتھان (یونان کا ایک شہر) چند
مختلف اقوام کی افراد میں پیدل دوڑ کی بازی لگی تھی جس میں یونانی فوقیت لیگئے تھے اس نظم کے آخر میں اس معاملہ کیطرف بھی اشارہ
کر دیا گیا تھسلی کے ایک ممبر پارلیمنٹ مسٹر فیلاریٹوس نے بطریق اشتہار نہیں بلکہ بسخت متانت اور خفگی کے ساتھ اخبار "ایمپرس" میں مضمون شائع
کرکے مطالبہ کیا "اگر لڑائی کو جاری رکھنے کا واقعی منشا ہے تو ولیعہد کو سپہ سالاری سے برطرف کر دیا جائے سرکاری طور پر جو بیان ہوا گیا ہے کہ شہزادہ فرسالہ
کی لڑائی میں اول سے آخر تک شامل ہو کر لڑتا رہا تھا وہ بالکل غلط ہے ولیعہد صرف فرسالہ کے ایک مکان کا ایک دریچہ تھی جہاں سے شہزادہ بہادر بنفس نفیس
دوربین سے مسلح ہو کر لڑائی کر رہے تھے۔ یہ مکان خاندان "کنستولی" کا تھا شک ہو تو دریافت کر لو۔ اخبارات نے شاہی خاندان پر ہی
اکتفا نہ کیا بلکہ وزارت کو بھی گرد ہو گئی حتی کہ کئی ایسے اخبارات نے بھی جو موسیو وزیر اعظم (رالی) کے مخالف تھے اُسے سخت سرزنش
اور لعن و تشنیع کی کہ وہ اپنی سابقہ شہرت اور وعدوں کو بادصف شاہی خاندان کا غلام ہو گیا ہے اور آزادانہ محب وطن اور رزمیہ
پالیسی کو چھوڑ بیٹھا ہے اخبار "اکروپولیس" نے اس رئیس کو متنبہ کیا کہ "تم نے وزارت کو شروع تو بہت اچھی طرح سے کیا تھا کہ جب
یہ سطور سابق جنہوں نے ڈیلیانس نے رائج کیا تھا۔ بادشاہ کا ایجوٹنٹ وزارت کے ایوان شوریٰ میں بغرض مداخلت داخل ہو کر وزرا کے اجلاس میں
شامل ہوتا تھی اسے کمرہ سے نکال دیا مگر افسوس اس پہلے کے بعد پھر تمہارے ضمیر پر بھی پردہ پڑ گیا۔" اگر ایسی فوج جس نے کل محاربہ میں ایک نتیجہ بھی
حاصل نہ کی ہو اور صرف ہزیمتیں اور شکستیں ہی کھاتی رہی ہو اور جس نے لاریسا و ولسٹینو وغیرہ ایسی نہایت عمدہ اور خود
مستحکم مقامات دشمن کے حوالے کر دیئے ہوں۔ اگر وہ بالآخر تمام اخلاق ارتباط و نظام اور سکت حوصلہ سے معرا ہو گئی ہو تو اس پر کیا کسیکو کچھ
تعجب ہو سکتا ہے ترکوں نے اپنی کل کارروائیوں کو پہلے اچھی طرح سے سوچا اور وزن کیا اور بعد دانشمندی و استقلال سے انکو عمل میں لائے۔
بادی النظر میں یہ ضرور پایا جاویگا کہ کسقدر تساہل و تامل سے کام لیا گیا مگر متعلقہ کے لحاظ سے یہ دونوں باتیں بالکل بجا تھیں
شروع شروع میں ترکی سپہ سالار کو پوری آزادی حاصل نہ تھی قسطنطنیہ سے سلسلہ ہدایتیں صادر ہوتی رہیں اور پھر
عثمان پاشا کو روانہ کیا گیا جب ادہم پاشا کو کامل اختیار ملگئے تو انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ قابل تعریف کمانڈر ہیں۔ انہوں نے
ایسے موقعوں پر جہاں تھسلی پر بآسانی حملہ ہو سکتا تھا غنیم کی فوج محافظ سے زیادہ فوج جمع کی اور پیشقدمی کیوقت
تمام دستوں کو خوب قابو اور نظر میں رکھا اور ہر ایک ڈویژن کے کمانڈر کو باوضاحت جتا دیا کہ تم نے یہ کام کرنا
ہے البتہ یہ درست ہے کہ پاشائے موصوف نے غنیم کو تباہ کرنیکی بجائے اُسے صرف پیچھے دھکیلتے جانے پر ہی اکتفا کیا یہ نقص اس امر
ہی پایا بخصوص و بافراط طور پر واضح ہو رہا ہے کہ ترکوں نے ہر جگہ غنیم پر اپنے میمنہ سے فیصلہ کن حملہ کیا یہ کام اپنے میسرہ سے جس سے بہت
جلدی کمک پہنچ گئی ہوتی تھی یونانیوں کی میمنہ کے برخلاف نہ لیا حالانکہ یونانیوں کا سمندر کیساتھ تعلق اسیطرف تھا۔ اگر پاشائے موصوف غنیم کو فرسالہ
کے بالمقابل مصروف رکھکر ولیسٹینو والا ایک زبردست فوج جسکے ساتھ کچھ رسالہ اور توپخانہ بھی کافی ہوتا۔ ڈوموکوس کیطرف یونانیوں کی مراجعت
کرنیکا رستہ بند کر دیتے اور اسیطرح انکو اپنے قاعدة الجیش اور مرکز تک سے براہ راست تعلق رکھنے سے محروم کر دینے کیلئے یونانیوں کے میسرہ پر حملہ کرتے
تو غالباً جو معافی کے لحاظ سے ادا کرنا زیادہ مناسب و مفید ہوتا۔

ڈوموکوس کی محاربہ کے بعد بھی غنیم کو مزید تعاقب سے یہی نتیجہ حاصل ہوتا یعنی انکی مراجعت کا رستہ بند ہو جاتا لیکن یونانیوں نے جیسا کہ مذکور ہوچکا ہے۔ اس مصیبت کی انسداد کیلئے کمال عقلمندی سے زبردست انتظام کر لیا ہوا تھا وہ انتظام کیا تھا یہ کہ التوائے جنگ کیلئے نامہ پیام شروع کر دیا تھا جسکی منظوری عین موقعہ پر پہنچ گئی بنا بریں میدان جنگ پر جو صاف فوقیت حاصل ہوئی وہ سے حسب توقع فائدہ نہ اٹھایا جا سکا

جرمن شاف افسر لکھتا ہے کہ اس عام بحث کو چھوڑ کر جزئیات کے متعلق صرف یہی بتا دینا کافی ہے کہ ترکی فوج جسکی طبیعت خوب شگفتہ اور حوصلے خوب بڑھے ہوئے تھے ہر موقعہ پر کمال شجاعت جانبازی اور طمانیت کے ساتھ لڑی۔ جو امر اس سے بھی زیادہ قابل تعریف ہو رہا ہے عساکر عثمانیہ کو عموماً ایسے موقعوں پر دھاوا کرنا پڑا جو نہایت مستحکم طور پر مورچہ بند تھے اور انکی حفاظت بھی توپوں سے کی گئی تھی

ایک بریگیڈ کی بجائے اگر کل انفنٹری ۶۵ء۷ ملی میٹر (۳/۱۰ انچ قطر کی نال رکھنے والی) ماسر رائفل سے مسلح ہوتی تو ترکوں کو بہت کم نقصان اٹھانا پڑتا۔ یونانیوں کی گراس رائفل جو ماسر رائفل سے زد بھی کم رکھتی ہے اور نشانہ بھی اس سے اچھا (جلد جلد فائر نہ کرنے والی) بھی ہے بہتر ہی مارٹینی رائفل کے ہم پلہ تھی جو ترکی انفنٹری کے پاس تھی اور جسکی بڑی سے بڑی زد ایک ہزار میٹر (تخمیناً ۱۱۰۰ گز) ہے۔ فریقین کے توپخانے قریباً یکساں تھے یعنی دونوں میں کروپ توپیں تھیں مگر انکا گولہ بارود ناکافی تھا پھٹنے والے گولوں پر عموماً شاید درست مقدار کو نہ لگائے جاتے اور دونوں فوجوں کی نشانہ بازی بھی اچھی نہ تھی جسکا ثبوت اسی امر سے ملتا ہے کہ مجروحین میں سے صرف ایک فیصدی ایسے ہوتے تھے جو پھٹنے والے گولوں سے زخمی ہوئے گھوڑسواری دونوں فوجوں میں ایسی تھی جو اپنے فرائض منصبی کو درست ادا کر سکے۔ اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ گھوڑے ادنے قسم کے تھے تاہم ترکی سوار باقاعدہ کام کرتے اور منفرد ہو کر خبر رسانی کا کام دینے کی دونوں فرائض موجودہ طریقہ حرب کے اصول کے مطابق ادا کرتے رہے۔ ترکی فوج میں کمسریٹ کا انتظام معقول تھا۔ کیونکہ ترک سادہ مزاج ہوتے ہیں اور انکی ضروریات بہت ہی کم ہیں اسکا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ایک سپاہی کو یومیہ خورد و نوش کیلئے صرف پاؤ بھر آٹا درکار ہوتا ہے مزید برآں فوج کے ساتھ بار کش مویشی بافراط موجود تھے۔ ہر ترکی پلٹن کے ساتھ دو سو اور ہر باتری کے ساتھ ڈیڑھ سو گھوڑے تمام سامان حرب۔ اسباب خیمے اور افسروں کا اسباب اوٹھانے کیلئے ہوتے تھے یہ جانور دیگر قطاروں میں متحرک رہتے تھے اور لاریسا سے جہاں یونانی گورنمنٹ نے انکی وافر مقدار جمع کر رکھی تھی مسلسل ضروری سامان فوج کو پہنچاتی رہیں۔

یونانی کمسریٹ کی حالت ناگفتہ بہ تھی ہر ایک چیز عین اوسوقت جبکہ ضرورت آپڑتی بہم پہنچانے کی کوشش کی جاتی چنانچہ جب فوج کو لگاتار بسرعت مراجعتیں کرنی پڑیں تو عدم تیاری کیوجہ سے کمسریٹ کا شیرازہ بالکل پراگندہ ہو گیا۔

انتظام شفاخانہ کے متعلق یہی بتانا کافی ہوگا کہ عثمانیہ بنک نے ایک فوجی شفاخانہ میدان جنگ کو بھیجا جو لاریسا میں قائم کیا گیا اسمیں مجروحوں اور مریضوں کی رہائش کی گنجائش تھی یونانیوں کو یونان کی انجمن صلیب احمر[1] اور جرمنی کی انجمن ہلال احمر نے قابل قدر مدد دی۔ جرمن انجمن نے ایک سو مریضوں کی تیمارداری کا سامان بھیجا اور اسکے ڈاکٹر شامیس کے قریب بمقام حاجیا ماریا میں پہنچے

[1] روس، سوئٹزرلینڈ وغیرہ کئی ممالک کی انجمن ہائے صلیب احمر اور قسطنطنیہ کی انجمن ہلال احمر کی طرف سے بھی سرکاری فوجی شفاخانوں کے علاوہ کئی شفاخانے ترکی مجروحین کے معالجہ کیلئے میدان جنگ میں قایم کئے گئے تھے۔ اور بالآخر ایک ہسپتال خاص سلطانی محل یلدز سرائے کے احاطہ میں تیار کیا گیا جسکا آگے مفصل ذکر ہوگا

تین اجنبی کام کرتے ہیں۔ اس شفاخانہ میں دو اعلیٰ ڈاکٹر چھ تیمار دار عورتیں اور دو اسپیشل اسسٹنٹ تھیں جنہوں نے کل تین سو زخمیوں کا معالجہ کیا

فصل چہارم

سر ایشمیڈ بارٹلٹ واقعات مذکورہ صدر کے متعلق اپنی کتاب کی فصل نہم و دہم میں حسب ذیل لکھتے ہیں:-

ویلسٹنو کی پہلی لڑائی

ہم نے کئی دفعہ لاریسا سے فرسالہ جانیکی خواہش ظاہر کی کیونکہ یہ خبر مشہور ہو رہی تھی کہ یونانی اس پوزیشن کو خالی کر گئے ہیں مگر مارشل نے ہمیں جانے نہ دیا اور فرماتے رہے کہ علاقہ غنیم سے صاف نہیں۔ پھر وعدہ کیا کہ جس وقت لڑائی ہونیوالی ہوگی ہمکو پہلے اطلاع کر دیجائیگی حسن اتفاق و خوش قسمتی سے ہم نے بتاریخ ۲۹ اپریل جمعرات کے دن ریلوے سڑک کے براہ لاریسا سے ویلسٹنو جانیکا فیصلہ کیا اور علی الصباح دوسرے دن روانہ ہو گیا جس سے مجھے ویلسٹنو کی پہلی لڑائی دیکھنے کا موقعہ ملگیا۔ یہ گو چھوٹے سے پیمانہ پر ہوئی مگر چار روز کی نہایت ہی سخت جانگداز اور خونریز لڑائیوں میں سے ایک تھی۔ سپہ سالار کا منشا نہ تھا کہ لڑائی ہو۔ انہوں نے صرف یہ چاہا تھا کہ [illegible] کرنیکا حکم دیا تھا۔ مگر کچھ تو محمود بیگ کی تہور پر جوشی سے اور کچھ عثمانی حقی پاشا کا نڈر ہونے سے [illegible] کے باعث حکم پاشا بریگیڈیر کی خود رائی کیوجہ سے جو فی الوقع اس حصہ کا کمانڈر تھا۔ ہنگامہ بہت تھوڑی ہی دیر میں دست بدست لڑائی شروع ہو گئی جسمیں تمام قسم کی سپاہ پیدل سوار و توپخانہ نے حصہ لیا۔ ترکوں نے بے نظیر شجاعت حیرت انگیز استقلال سے حملہ کیا مگر آخر سخت نقصان اُٹھا کر پسپا ہوئے ترکوں کے پاس ایک بریگیڈ فوج پیدل اور ایک کیولری ڈویژن تھا جسمیں تخمیناً ایک ہزار سوار تھے۔

مسٹر بینیٹ برلے کی روایت

مسٹر بینیٹ برلے نے جو سمولنسکی کے ساتھ تھا غلط لکھا ہے کہ اس پہلی لڑائی کی جمعیت چالیس ہزار تھی اور جو ادہم پاشا و غازی عثمان پاشا کا نڈر تھا ادہم پاشا سے مدد طلب کی اور اسکے قریب جوار میں بھی نہ تھے اور عثمان پاشا ایسا کے سے پیچھے نہ آئے تھے۔ غالباً مسٹر برلے نے ۳۰ اپریل کو معرکہ ویلسٹنو کو دیکھا کی دوسری لڑائی سے جسمیں ترکوں کی ۱۰۰۰۰ ہزار کی جمعیت صرف تھی اور کی تین حملہ کر کے ہمارا سوسیا [illegible] جنگ میں گھیر لیے تھے اور مصروف کارزار ہر ایک پلٹن کو جو اس لڑائی کے وقت پیادہ ضرور کر لی سو مراجعت کر جانیکے بعد دیکھا تھا اس معرکہ میں یقیناً ۱۲ ہزار سے زیادہ ترک شامل تھے افسوس زیادہ تر ہم ناکردہ کار ہی پہنچ جانے پر رکے تھے کیونکہ جو سب پہلی کمک پیدل اور لاریسا کے قریب سے روانہ کیگئی تھی وہ شنبہ کو بعد از صبح کیوقت گرلی پہنچی تھی اور جسوقت سالم تازہ دم ڈویژن گرلی اور اسکے قریب جوار میں خیمہ زن ہوا۔ اسوقت وہ بہت تھک چکی تھی۔

لاریسا سے گرلی دس میل دور گرلی سے ویلسٹنو پیادہ [illegible] میل ہے یونانی سپاہ کا مقام [illegible] تھا انہوں نے

پہاڑیوں کی بہت سی [illegible] پر جو ایک ادنیٰ درجہ کا [illegible] کی چوٹی پر [illegible] ایک ناہموار [illegible] تک [illegible]

ہیں یونانیوں نے مرکزی گرارہ کے علاوہ ان شاخوں پر بھی توپیں کئی ایک مورچے تیار کیے ہوئے تھے ولسٹینو سے دو میل بجانب شمال مغرب ہے وضع لیغالو جو دو شاخوں کے سلسلوں کی باہمی نشیب میں واقع ہے اسکو ترکوں نے ۲۹ کو فتح کر کے ۳۰ کی شام تک اسپر باستقلال مردانہ قبضہ قایم رکھا اپنی پوزیشن کے قلب کے متصل ایک چھوٹی سی مدور پہاڑی پر بھی یونانیوں نے مورچے تیار کر کے وہاں ایک باتری نصب کر رکھی تھی لاریسا وولو ریلوے لاین ولسٹینو میں سے گذرتی ہے وہاں سے ایک شاخ عین بجانب مشرق وولو کو جو دس میل ہے اور دوسری بجانب جنوب مغرب خم کھاتی ہوئی فرسالوس (چتالجہ) کو جاتی ہے ولسٹینو پہاڑیوں کے دامن میں نہایت خوشنما اور دلفریب موقع پر واقع ہے اور چار و ناچار طرف سے درختوں سے گھرا ہوا ہے۔ ولسٹینو کے عین سامنے بجانب شمال تین چار میلوں کا معقول آبادی رکھنے والا قریہ ہے ۳۰ اپریل کی پہلی لڑائی میں ترکی ہیڈ کوارٹر یہیں تھا وہ کرکی سے بجانب جنوب مشرق چھ میل اور ولسٹینو سے بجانب شمال ساڑھے تین میل ہے۔ ریزو میلوں کے سامنے اور داہنے ہاتھ ایک خوب گھنا اور سایہ دار جنگل ہے جو ولسٹینو کیطرف دو میل تک چلا گیا ہے اسکا عرض دو سو سے لیکر آٹھ سو گز تک جا بجا مختلف ہے ترک اگر چاہتے تو پیشقدمی کے وقت اس سے خوب کام لے سکتے تھے مگر انہوں نے اور نہ کسی لڑائی میں فائدہ نہ اوٹھایا۔ یونانیوں نے اسمیں بھی مورچہ بندی کی ہوئی تھی۔ ۳۰۔ اپریل کو اسکا جنوبی حصہ یونانیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اسکا علم ہمیں سہ پہر کے قریب ہوا۔ اور بری طرح سے ہوا ہمارے تلف ہونے میں تھوڑی سی ہی کسر باقی رہ گئی تھی

محمود کی غلطی

اب ۲۹۔ اپریل کی اصل جنگ شروع ہوئی۔ غازی مختار کے فرزند محمود بیک نے ولسٹینو کیطرف گرد آوری کی اسکے سوا علی پاشا کی ڈویژن کی دو بٹالین ایک باتری اور دس سالونیکی چیچے یعنی تخمیناً چھ سو سوار بھی اسکے ہمراہ تھا۔ اسینو سیفالو کی بلندیوں کے برابر ولسٹینو کے جنوب مغرب میں گذر کر یونانیوں کے میسرہ کو پلٹ دیا اور پھر بڑہتا ہوا یونانیوں کے عقب میں ریلوے سٹیشن پر پہنچ جاتا مگر محمود بیک کو جنرل سمولنسکی کی جمعیت کا اندازہ کرنے میں سخت غلطی ہوئی۔ کرنیل نکور کے بقول مسٹر بیرلے جو بمقام ولسٹینو یونانیوں کے ہمراہ تھا دس ہزار اور میرے خیال میں کم از کم بارہ ہزار فوج تھی اسمیں کوئی شک نہیں کہ سمولنسکی کو بوجہ کے دن زبردست کمک پہنچ گئی جسنے خود کئی ٹرینیں فوج سے بھری ہوئی سٹیشن میں داخل ہوتی دیکھیں چنانچہ پہنچ جانے سے تھوڑی ہی دیر بعد یونانیوں نے بڑی تیزی کیساتھ جارحانہ کارروائی شروع کر دی۔

۲۹ کو خفیف سی لڑائی ہوئی محمود بیک دو بٹالین لیکر کرکی سے بجانب غروب ولسٹینو کیطرف روانہ ہوا۔ اور شہر سے بجانب غرب دو میل کے فاصلہ پر پہنچ گیا پیدل فوج سینو سیفالو کی گراروں کے برابر برابر یونانیوں کے میسرہ کو الٹنے کی کوشش کرتی ہوئی آگے بڑھی فوج سوار و توپخانہ باہمی ہموار علاقہ کی گرد آوری کی اور توپخانہ نے یونانی توپوں سے تھوڑی سی مبارزت کی محمود نے کمک طلب کی اور حقی پاشا نے ایک اور بٹالین بھیجدی۔ دوسرے دن لڑائی علی الصبح شروع ہو گئی۔ ترکوں نے وضع کیفالو پر قبضہ کر لیا۔ اوسوقت محمود بیک سے ایسی حیرت انگیز بیہودہ حماقت سرزد ہوئی کہ کیواری کو اس سے سخت نقصان پہنچا اور اسدن ترکوں کو ہزیمت بھی زیادہ تر اسی کی وجہ سے ہوئی اوسنے ترکی سواروں کو درمیانی پہاڑی کی یونانی مورچہ پر جہاں فوج پیدل قایم کی تھی حملہ کرنیکا حکم دیا سوار و توپخانے بڑی خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی وہ تابڑ توڑ آتشباری کے باوجود گھوڑوں کو سرپٹ چھوڑ تیر کیطرح ادہر کو ڈپٹے مگر سب آگے تھا

اونہوں نے ایک مورچہ پر فوراً قبضہ کر لیا۔ اور محمود نے اپنے ہاتھ سے ایک یونانی کپتان کو جو اپنی جگہ سے ہلنے کا نام نہ لیتا تھا اور ریوالور سے کئی سواروں کو نشانہ بنا چکا تھا۔ تہ تیغ کیا۔ لیکن ایک اور مورچہ جو پہلے سے بدرجہا مضبوط تھا ابھی سامنے کھڑا تھا۔ اور صرف وہیں سے نہیں بلکہ دونوں بازوؤں سے بھی سواروں پر غضب کی آگ برس رہی تھی جس سے مجبوراً سواروں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس حملہ میں پچاس سوار شہید و مجروح اور تقریباً نصف گھوڑے ناکارہ ہوئے۔

یونانیوں کا بیان

اخبار سٹینڈرڈ کا خاص نامہ نگار جو یونانیوں کے ساتھ تھا اس حملہ کو متعلق حسب ذیل لکھتا ہے :- ”ساڑھے دس بجے کے قریب تقریباً پندرہ سو چرکس سواروں نے اوس یونانی بیٹری کے ہٹانے کی کوشش کی جو موضع ولستینو پر حملہ کنندہ ترکی انفنٹری میں خوفناک تباہی برپا کر رہی تھی سواروں کا حملہ تہورانہ اور احمقانہ تو ضرور تھا مگر ساتھ ہی کمال شاندار اور ایسا تحیر انگیز کہ اوسکا نظارہ کبھی مدت العمر تک فراموش نہیں ہو سکتا۔ سوار پہاڑ کی ڈھلوان سطح پر سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہماری توپوں کی طرف بڑھے آ رہے تھے اور اونکی درخشان تلواروں کی لپٹی تلوار دھوپ کی روشنی میں چکاچوند کا عالم پیدا کر رہی تھی۔ جب وہ قریب پہنچ گئے تو باٹری نے توپیں عین سیدھی کر کے اوپر تلے دو تین شلکیں کیں اور فوج پیدل نے جو توپوں کے سامنے زمین پر لیٹی ہوئی کمین میں بیٹھی تھی تابڑتوڑ رائفل کی باڑھیں مارنا شروع کر دیا۔ سواروں نے اس بلائے ناگہان کے نازل ہونے پر کیا سنگ گھوڑوں کی باگیں روک لیں جس سے گھوڑے سیخ پا ہو گئے اور بھاگنے لگ گئے۔ اتنے میں ایک رسالہ پیدل دستہ نے جو موضع ولستینو کے مضافات سے بسرعت بڑھا آ رہا تھا ازجانب بیتاران جانباز سواروں پر گولیوں کی باڑھیں شروع کر دیں جس پر انہوں نے فوراً فیصلہ کر دیا کہ ہمیں یہ کرنا چاہیے۔ وہ کاوائی کر کے پلٹ گئے اور دو تین ٹکڑیوں کی شکل میں واپس ہائیں پہلو کے پہاڑی میدان کو پھر اوسی مقام کو ہٹ گئے جہاں سے اونہوں نے حملہ کیا تھا۔ یونانی توپوں سے ٹپائی کی وقت ہی اونہیں سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ یہی سوار پیچھے پلٹ کر ولیوں میں منتشر ہو گئے۔ یونانی فوج پیدل اور گولندازوں نے خوشی کا بلند نعرہ مارا۔ جنرل سمولنسکی اور سٹاف بھی جو اس تہورانہ حملہ کو بغور دیکھ رہے تھے خوشی کو ضبط نہ کر سکے وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ نعرہ میں شریک ہو گئے اور جنرل کمال جوش کی حالت میں بآواز بلند پکار اٹھا۔ امید ہے میرے سپاہی اب ان خوفناک چرکس سواروں کو دیکھ کر نہیں جھجکیں گے جیسا کہ اب تک انکو جھجھک ہے۔ یونانی سواروں کو تعاقب کیلئے عجب بے چینی ظاہر کر رہے تھے جنگو افسر مقبول ہو گئے۔ سواروں کے پیچھے پھرتے ہی جنرل سمولنسکی نے یونانی باٹری کی شجاعانہ مدافعت کی کامیابی کی خبر بذریعہ تار ولیعہد کو دی جنہوں نے رسالہ کے جواب میں سپاہ کو مبارکباد کہلا بھیجی۔ پیغام مبارکباد فوج کو دوپہر سے تھوڑی دیر بعد پہنچا“

محمود کی اس کرتوت پر سیفد لہ کو ادہم پاشا نے سخت ناخوشی ظاہر کی تھی۔ بروقت ادہم پاشا کیولری ڈویژن کا جو پہلے ہی بہت کمزور تھا بہت بڑا حصہ نقصان اٹھانے کا قائل ہو گیا بیان کیا جاتا ہے کہ نشانہ کی بریگیڈ نے بہی تمہ ورکے حکم سے ڈیڑھ سو گز تک وہ ناکام حملہ کیا تھا جس میں کوئی ۲۵ فیصدی شہید و مجروح ہوئے تھے اگر یہ روایت درست ہے تو سلطان المعظم کا یہ نوعمر بیادہ اس نقصان عظیم کا جو تفصیل ہیں فضول عرکہ عثمانیہ کو اٹھانا پڑا۔ ذمہ وار ہے لیکن کم از کم پندرہ سو آدمی اوسکی بیجا جوش و تہور کی نذر ہوئے۔

ـــــــــــــ

۵ جرمن عہدہ دار کپتان کو حسن بن یوسف ایک کاریب کو جہ تاب دار ریوالور کی بجائے رائفل رکھتا ہے۔

نعیم پاشا کے سواروں کو پسپائی کیوقت کیفالو اور اوسکے قرب و جوار کی پیدل فوج نے دشمن کی تاخت و آتشباری سے محفوظ رکھنے میں مدد دی یونانیوں نے اب بتعداد کثیر اور خوشی کے نعرے مارتے ہوئے اس پیدل فوج پر حملہ کیا سرمست یونانیوں نے اوسپر تابڑ توڑ باڑیں چلائیں مگر خوشی و سرمستی نے اون کو حواس بجا نہ رہنے دیئے تھے۔ ان باڑھوں سے ترکوں کو کچھ نقصان نہ پہنچا۔ دریں ولا حقی پاشا نے بریگیڈیر نعیم پاشا کی زیر کمان چار بٹلینین اور دو باتریان ریزو میلوس پر قابض ہونے اور یونانیوں کو انتہائی میسرہ سے پیچھے ہٹا دینے کے لئے اپنے میسرہ کیطرف روانہ کر دی ہوئی تھیں۔ یونانی اسطرف پلا دیتہ کے دامن اور اون کھیتوں میں جو دلسینو کیطرف بلند ہوتی جارہی تھے اور نیز ان پست کراروں پر جو شہر مذکور کے بائیں ہاتھ تھے بجمعیت کثیر خوب محفوظ مورچوں میں مقیم تھے۔ یہ سوچکر کہ کنیسہ ریزو میلوس کے گھڑیال کے مینار سے کل لڑائی کا مشاہدہ کما حقہ ہو سکیگا ہم اوسپر چڑھ گئے اور لڑائی کے آخری چار گھنٹے وہیں بیٹھے رہے۔ یہ مینار ساٹھ فیٹ بلند تھا۔ نعیم پلا دیتہ اور ریزو میلوس کے درمیان ایک ہموار زمین پر تھا۔ اوسکے پاس دو باتریان اور دو رسالے تھے ان باتریوں نے ۱۸ اپریل کی لڑائی میں کوئی کام نہ دیا۔ اور رسالے بھی مزروعہ کھیتوں میں جو ریزو میلوس اور جنگل کے وسطی حصہ کے درمیان تھے بیکار پھرتے رہے دو پیدل پلٹنوں کا کچھ حصہ ریزو میلوس میں اور اوسکے سامنے مقیم تھا اور باقی حصہ جنگل میں سے بڑھ رہا تھا۔ دوسری دونوں پلٹنیں اوکحر دہنی مورچوں کیطرف پیشقدمی کر رہی تھیں کچھ دیر بعد ان پلٹنوں نے پلا دیتہ کی ڈھلوان سطح کے مورچوں کو ہلا کر فتح کرنیکی کوشش کی مگر یہ پلہ بھی محمود کے پلہ سے کچھ کم مشکل یا احمقانہ نہ تھا۔

دوپہر کے قریب ہم گھوڑوں پر سوار بریگیڈیر نعیم پاشا کے پاس گئے۔ وہ کمال بیفکری کے ساتھ لڑائی کی رفتار کو جو دونوں سرون میسرہ اور انتہائی میمنہ پر بڑی تیزی کے ساتھ ہو رہی تھی دیکھ رہا تھا۔ یہ دونوں معرکے ایکدوسرے سے بالکل جدا الگ نہایت شدت کے ساتھ ہو رہے تھے اونمیں کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا تھا۔ ایک معرکہ ہم سے جنوب مشرق میں ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر سکلی آن کے دامن میں اور دوسرا بجانب جنوب مغرب اڑھائی میل کے فاصلہ پر کیفالو کے ارد گرد ہو رہا تھا۔ ترکی قلب میں کوئی لڑائی نہیں ہو رہی تھی۔ وہانکی فوج ریزو میلوس سے نصف میل بجانب جنوب صف آرا ہو کر خاموش کھڑی تھی نعیم پاشا پچاس ایک برس کی عمر کا پست قامت اور بے حیثیت سا افسر ہے۔ رنگ خاکستری سانولا ہے۔ اوسکی شکل و شباہت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے سپاہی کے درجہ سے ترقی کی ہے۔ وہ بکشادہ پیشانی اور خوش اخلاقی کیساتھ پیش آیا۔ مگر چونکہ نہ وہ اور نہ اوس کے سٹاف کا کوئی افسر ترکی کے سوا کوئی اور زبان جانتا تھا گفتگو بے تکلف نہ ہو سکی نعیم کے پاس کوئی دوربین نہ تھی۔ اوسنے میری دوربین لیکر دونوں معرکوں کو جو اوسکے یمین و یسار پر ہو رہے تھے تھوڑی دیر نہایت غور سے دیکھا پھر فی الفور ایک اردلی کو پلا دیتہ کیطرف بھیجدیا جسکی روانگی کا نتیجہ جلد منکشف ہو گیا۔ یساری بازو کی دونوں پلٹنیں چیونٹیوں کیطرح پہاڑیوں کی عمودی سطح پر یونانیوں کی آتشباری کے باوجود جنہوں نے ان ڈھلوانوں پر یکے بعد دیگرے مورچوں کی قطاریں تیار کی ہوئی تھیں چڑھنے لگ گئیں۔

خطرناک گشت آج دھوپ نہایت تیز تھی۔ اسدن جیسی دھوپ میں نے مدت العمر میں نہ دیکھی تھی۔ پلا دیتہ کے پتھر و سایہ ڈھلوان کے نیچے ناہموار پتھروں سے مجروح سپاہیوں کو بے انتہا اذیت پہنچی ہوگی اوسکا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں ہے۔ دو پہر

[illegible]

اس تمازت کو برداشت نہ کر سکا اور ایک توپ گاڑی کے نیچے پناہ لینے کی کوشش کی۔ میں کامیاب نہ ہو سکا جہاں پہلے ہی تین گولہ انداز موجود تھے میں باہر نکل آیا اور مسٹر مانٹگمری کی معرفت نعیم پاشا سے سرسبز و خوشگوار جنگل میں جو ہمارے دائیں ہاتھ موجود تھا جانے کی اجازت چاہی پہلے تو وہ رضامند نہ ہوا لیکن آخر اجازت دیدی اور ہم یعنی میں مسٹر مانٹگمری۔ ایلیس اور چار سوار ادہر روانہ ہوگئے۔ ہمارا لفٹننٹ رؤوف بک باقی ہسکورٹ کے ساتھ پیچھے رہا ہم راستہ میں دو رسالوں کے پاس سے جو کشت زار میں خاموش کھڑے تھے اور نیز کچھ فوج پیدل سے جو ہمارے دائیں ہاتھ آہستہ آہستہ آگے جا رہی تھی گذرے جنگل میں داخل ہوتے ہی میں گھوڑے سے زخمیوں کی طرح گر پڑا اور ایک درخت صنوبر کے ٹھنڈے سایہ کے نیچے خوب مزے لیکر لیٹنے لگ گیا مسٹر مانٹگمری اور ایلیس نے کہا کہ ہم جنگل سے گذر کر دوسری طرف کے علاقہ کی گرداوری کرنا چاہتے ہیں میں نے بھی یہی مناسب سمجھا اور انہیں اجازت دیدی اور دو سوار انکے ساتھ کر دیئے وہ خوش خوش اس مہم پر روانہ ہوگئے اور میں سو گیا ایک گھنٹہ بعد تمام گرد و پیش آتشباری ہونے سے میری آنکھ کھل گئی اور اٹھکر کیا دیکھتا ہوں کہ ترکی لشکر عین میرے سامنے ایک لمبی صف باندھے ہوئے درختوں کی اوٹ سے دشمن پر جو نظر نہیں آتا تھا باڑیں چلا رہے ہیں اوسوقت مجھے اپنی جماعت کیطرف سے سخت تردد لاحق ہوگیا کیونکہ وہ اسی طرف گئی تھی جدھر اب ترک بندوقیں سر کر رہے تھے میں سوار ہو کر انکے پیچھے جنگل جنگل جانے ہی لگا تھا کہ ریزو میلاوس کیطرف سے وہ جنگل کے وسط سے نمودار ہوگئی۔ اور میں نے صدق دل سے کلمہ شکر پڑھا وہ تھوڑی دیر میں بخیریت میرے پاس پہونچ گئی اونہوں نے بیان کیا کہ جنگل سے گذرتے وقت ہمنے کئی مورچے دیکھے مگر یونانی کوئی نہ دیکھا۔

درحقیقت بہت سے یونانی جنگل کے جنوب مغربی دامن میں کمینگاہ میں لیٹے ہوئے تھے مگر چونکہ وہ اپنے قلب لشکر سے جو کیفالو کے سامنے تھا کسیقدر فاصلہ پر تھے اونہوں نے آتشباری کرنیسے اپنی موجودگی کی خبر ہونے دینا مناسب نہ سمجھا۔ اور میری چھوٹی سی جماعت اونکی نظر عنایت اور لطف کرم سے محفوظ رہی۔ وہ کیفالو کیطرف تقریباً ایک میل تک بڑھی گئی۔ اور پھر دانائی سے کام لیکر جنگل کے نسبتاً محفوظ حصہ میں سے ہوتی ہوئی واپس آگئی۔

ہمیں جلد معلوم ہوگیا کہ جنگل میں اور زیادہ ٹھیرنا خطرہ سے خالی نہیں ہم ترکی لشکر کی پہلی صف میں تھے۔ مزید برآں سب کو بھوک بھی بہت لگی ہوئی تھی ہم اپنا کھانا معہ سمیت مینا کمپیہ میں چھوڑ آئے تھے سب کی یہی صلاح ہوئی کہ وہاں چلکر کھانا کھایا جاوے واپسی کیوقت ہمنے کئی پیدل فوجکی چند صفیں دیکھیں جو لشکر کی کمک کیلئے جنگل کو جا رہی تھیں جنگل میں آتشباری خوب تیزی کیساتھ ہو رہی تھی کیونکہ دونوں نالے ہی غالباً سامنے کی مدد پہاڑی کی یونانی بیٹری کے محفوظ ہونیکے لئے جنھیں نعیم پاشا اور اوسکی شاف کی چند گولوں سے ابھی ابھی تواضع کرنی شروع کی تھی۔ آہستہ آہستہ درختوں کیطرف پیچھے جا رہے تھے ہمنے مینا پر تین نامہ نگار مسٹر سیل مسٹر گوین اور مسٹر سیٹونس پائے وہ وہاں سے ساڑھے پانچ بجے تک لڑائی کو دیکھتے رہے جو جنگل تک یکساں شدت کیساتھ جاری رہی پہلی اونکیطرف سے پے درپے رائفلوں کی باڑیں کی آواز آتی رہی کیفالو کیطرف سے گو آواز ویسی بلند نہ آتی مگر مقدار میں وہ بھی کم نہ تھی کیفالو کے سامنے کے مورچوں سے

یونانیوں نے بالفر ریستیشار کا سرتوپیں چلائے ہونگی کیونکہ وہ حالانکہ غنیم انکی زد سے بہت دور تھا لگاتار
بارہ بارہ چلاتے رہے۔ پلادوپتہ پر بھی آتشباری نہایت سخت تھی جو بسبب زیادہ نقصان رسان نا ثابت
ہوئی کیونکہ وہاں بالمقابل افواج ایک دوسرے کی بہت قریب تھیں۔

پیلی اون وصال اسطرف وولو کی جانب ترکوں نے جس پہاڑی پر حملہ کیا وہ کم از کم دو ہزار فیٹ بلند اور
اسکی سطح نہایت ڈھلوانی اور چٹاندار تھی ایسی پہاڑی پر یونہی چڑھنا بڑا مشکل کام تھا چہ
جائیکہ ایسی صورت میں جبکہ اوسکی چوٹی پر سے غنیم مورچوں میں سے اندھا دھند آگ برسا رہا ہو ایسی صورت میں اسپر چڑھنا بیشک ناممکن تھا اور
غالباً ترکوں کے سوا دنیا بھر میں اور کوئی فوج ایسا کرنیکی کوشش کرتی لیکن ترکی پلٹنیں حیرت انگیز ثبات سے برابر ایک چٹان
سے دوسری چٹان پر کودتی ہوئیں ڈھلوانی پہاڑی پر چڑھ ہی گئیں اگرچہ اونکو سخت نقصان پہنچایا گیا تھا مگر بالآخر چوٹی پر پہنچ گئیں
جہاں افسوس کوئی پناہ نہ تھی جسکی وجہ سے آگے بڑھنا ناممکن ہو گیا تاہم وہ اپنی جگہ پر قائم رہکر بارہ بجے سے چھ بجے تک دشمن
پر آتشباری کرتے رہیں۔ ساڑھے چار بجے یونانیوں نے جنکو بہت سی کمک پہنچ گئی تھی سب مورچوں بالخصوص پلادوپتہ سے ترکوں
کو پیچھے دھکیلنے کیلئے جان توڑ کوششیں کیں۔ رائفلی آتشباری کی باڑھیں مسلسل اور ناقابل برداشت درستی و تیزی کیساتھ ہو
رہی تھیں یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یونانی بالمقابل دھاوا کر رہے ہیں اور ترک اونکے مقابلہ پر اپنی جگہ پر قائم رہنے سے ناچار
ہو رہے ہیں تاہم ہنیارسی یونانی ہمکو مشرقی مورچوں میں سے کود کر ڈھلوان سطح پر نیچے کیطرف دوڑتے ہوئے اور پھر دوسری طرف اوپر
چڑھتے ہوئے دیکھ رہے تھے اونکا کچھ حصہ شاخی گارڈوں کے درمیانی نشیب و نالوں میں جمع ہو کر جنگل کیطرف بڑھا آرہا تھا باقی فوج
سلیمان پاشا کیطرف مغرب کم از کم پانچ ہزار گز کے فاصلہ پر تھی اور نیز ترکی انفنٹری مقیم گیفا اور پٹے دہلیا پہاڑیوں چلا رہی تھی۔

پلادوپتہ کیطرف بھی آتشباری اسی شدت کی ساتھ مگر زیادہ موثر طریق سے جاری تھی۔ رائفلی باڑھوں کی مسلسل گڑگڑاہٹوں
میں گونج رہی تھی۔ آنکھیں یہ مشاہدہ کر رہی تھیں کہ یونانی بلند ترین چوٹیوں سے سیلاب کیطرح اونچی نیچی کیطرف جہاں ترک
چٹانوں اور پتھروں کے پیچھے بیٹھے ہوئے یونانیوں کی تابڑ توڑ بوچھار کا بالاستقامت جواب دے رہے تھے امڈے چلے آرہے ہیں اور یہ صاف
نظر آرہا تھا کہ ترکی فوج نے جس کام کا بیڑا اوٹھایا ہے اسکی لیے اوسکی جمعیت بہت ہی تھوڑی ہے۔ دو سیفالو کی پہاڑیاں اور پلی اور اونکی
چٹانی بلندیوں کو چھ کمزور سی پلٹنوں سے فتح کرنا ایسا کام تھا جسے رستم و اسفندیار یا خالد و ضرار بھی انجام نہیں دے سکتے۔

پانچ بجے کے قریب یونانیوں نے ریزومیلوس کی گاؤں پر گولہ باری کی۔ اونکے دو گولے عین ترکی اسباب خچروں اور توپی
گاڑیوں کے پیچھے گرے۔ یہ سامان وہ مویشی گرجہ کے سامنے قریب جمع تھے تحسین پاشا نے اسکا کوئی جواب نہ دیا کیونکہ یونانی توپیں
سو گز کے فاصلہ پر درختوں کی جھنڈ میں اوٹ میں تھیں اور نیز ان گولوں سے چنداں نقصان بھی نہ ہوا تھا۔ چھ بجے کے قریب ترکوں نے
اپنے بعید سی کمک مشرق والوں کو پیچھے ہٹانا اور سو فوج کو گرد و پیش جمع ہونے شروع کر دیا۔ اور فوج پیدل کر دہ دستہ اور چند سوار جو انتہائی بسرعت
پر پہاڑیوں کی بعید شاخوں کی آڑ میں نظر سے پنہان تھے ریزو میلوس کیطرف آتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

جب ہم ساڑھے چھ بجے روانہ ہوئے اوسوقت ترک ہٹتے آرہے تھے مگر کامل وقار اور تمکنت کے ساتھ اونکو گرمی کی شدت سے سخت تکلیف پہنچی تھی اور کارتوس بھی تقریبا ختم ہو گئے تھے لیکن پھر بھی کہیں سات بجے کے قریب جاکر ترکی انفنٹری بلا وپترا ور کیفالو سے پیچھے ہٹی۔ اور کامل باقاعدگی اور استقامت کے ساتھ ریزو میلوس میں سے کرکے گذر گئی۔ یونانیوں نے مستعدی کے ساتھ کوئی تعاقب نہ کیا۔

ترکی مجروح

میں سخت حیران ہوں کہ وتسینو کی اس پہلی لڑائی کے ترکی مجروحین کہاں گئے گو اونکی تعداد یقینا بہت کم ہونی چاہیے تھی جیسے بہت کم دیکھے کیفالو کیطرف تو غالبا مجروحین کو اونکے ساتھی اوٹھالائے مگر بلا وپترکی عمودی ڈھلوانوں پر سے انہیں ساتھ لانا ناممکن محض تھا اور یہہ یقینی امر ہے کہ وہاں کئی سو ترک مجروح ہوئے تھے لیکن مجھے اس امر کی کوئی شہادت نہیں ملی کہ یونانیوں نے ان مجروحین کو اسیر کر لیا تھا اور اونکی مرہم پٹی کی تھی اور لازمی طور پر یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان مجروحین کا کیا حشر ہوا دوسرے دن ہمنے ایک نہایت بیہودہ نظارہ دیکھا جس سے طرح طرح کے شبہات پیدا ہوتے ہیں اور خیال گذرتا ہے کہ ان بیکس مجروحین کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا ہوگا۔

ہم لڑائی کے خاتمہ تک ٹھیرنا چاہتے تھے مگر مسٹر گوین نے کہا دیکھو ترکی نظام فوج گا ونکو چھوڑکر کرلی کو جا رہی ہے اور صرف ایوزون کی ایک پلٹن پیچھے رہگئی ہے یہہ کوہستانی اگرچہ بہت سی خوبیاں رکھتی ہیں مگر بانتظامی اور ضبط علی النفس اون کی خوبیوں کی فہرست میں داخل نہیں اگر انکو ہماری گھوڑے پسند آجاتے تو یقینا ہمارا بھی وہی حال ہوتا جو لاریسا کی بھاگڑ کے وقت یونانی فوج کے ہمراہی انگریز نامہ نگاروں کا ہوا تھا کہ یونانی سپاہیوں نے بلا تامل اونکے گھوڑوں بلکہ گاڑیوں پر بھی تصرف کر لیا تھا۔

تاہم مراجعت کنندہ ترکوں میں بدترتیبی کا نام ونشان نہ تھا۔ وہ ایسی لاپروائی اور بیفکری سے پیچھے ہٹتے جا رہے تھے گویا کسی چھوٹی سی تفریحی مہم پر گئے تھے اور سارا دن جو جانگداز لڑائی کرتے رہے تھے وہ ہوئی ہی نہ تھی۔ یونانی اگرچہ اپنے مستحکم مورچوں کی پناہ میں خوب لڑے تھے مگر وہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ حملہ کرنیکی صورت میں مورچوں سے نکلکر کھلے میدان میں جانا پڑیگا جہاں ترکوں کا مقابلہ کبھی نہیں ہو سکیگا چونکہ ہمکو ترکی سپاہیوں کے شاندار اوصاف اور نیز یہہ امر معلوم ہے کہ بالخصوص جب وہ مدافعت کے پہلو پر ہوں تو انہیں مغلوب کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ اس لئے ہم جنرل سمولنسکی کی قناعت وخاموشی پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرتے ورنہ ضرور یہہ رائے دیتے کہ ایسے ارسی شام اپنے حملہ کو خوب موثر کرنا اور نیم کے کل برگیڈ کو اسیر کر لینا یا تباہ کر دینا واجب تھا جس میں جہاں تک کوئی ترکی کمک موجود نہ تھی۔ سمولنسکی کے پاس نیم کی نسبت دگنی سے زیادہ فوج تھی جسے بہت کم نقصان اوٹھانا پڑا تھا اور فتح سے اوسکے حوصلے خوب بڑھے ہوئے تھے برعکس ازیں گو ترک کسیطرح شکستہ دل اور پست ہمت نہ ہوئے تھے تاہم اونہیں سخت نقصان پہنچا تھا اور وہ سخت کوفتہ و ماندہ اور گرسنہ تھے لیکن جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں۔ بایں ہمہ سمولنسکی کا قناعت کرنا ہی راستی پر تھا جیسی فوج اوسکے پاس تھی ویسی کے ساتھ کھلے میدان میں ترکوں پر حملہ کرنا نہایت خطرناک اور جوکھم کا کام تھا اور اگر حملہ میں ناکامی ہوتی تو اسکا نتیجہ بہت برا ہوتا ہاں اگر سمولنسکی کے پاس شجاع اور بخوبی منتظم فوج ہوتی تو نیم کا بچنا

یقیناً تباہ ہوجاتا۔ اخبار ڈیلی نیوز مورخہ ۴ مئی میں اوسکی خاص نامہ نگار کیطرف سے اس معرکہ کے متعلق جو مراسلت شائع ہوئی اوسکا آخری حصہ یہ ہے: "کل کے محاربہ میں میرے اندازہ کے مطابق یونانیونکا حسب ذیل نقصان ہوا:- چودہ قتل ہوئے ایک افسر اور ایک سارجنٹ بھی اس تعداد میں شامل ہے اور ایک سو بیالیس زخمی ہوئے یہ لوگ زیادہ تر ترکی انفنٹری کی آتشباری سے ہلاک مجروح ہوئے اور بہت ہی کم ترکی گولوں سے جنمیں سے اکثر تو یونانی صفوں سے باہر گرتے رہے اور جو معدودے چند اندر گرے اونمیں سے بہت ہی تھوڑے پھٹے چونکہ دشمن آتش کے وقت لاریسا کیطرف اسقدر پیچھے ہٹ گیا کہ نظروں سے غایب ہوگیا لیئے آج باطمینان خاطر کل کے میدان جنگ کی گشت کی ہمارے میمنہ کو الٹنے کی کوشش میں ترکونکو ہماری انفنٹری اور اوبزینوں کی تباہی بخش آتشباری سے جو پہاڑیوں کی ڈہلوان سطحوں پر قابض تھے یقیناً سخت نقصان پہنچا ہوگا۔ گندم کے کھیتونکی لمبی قطاروں میں جابجا لاشیں پڑی ہوئی تھیں جنمیں سے اکثر نے یونانی خوجکی دردی کے کچھ حصّہ پہنے ہوئے تھے جو غالباً اونکو لاریسا کے گوداموں سے ملے ہونگے یونانی میسرہ پر جو تسیٹینو سے اوپر تھا۔ ترکی کیولری کا حملہ محض پاگلانہ فعل تہا ترکی سواروں نے دو مورچوں کے بالمقابل جس پہاڑی کی عمودی ڈھال پر چڑہنے کی کوشش کی میں اُسکے پائین میں کھڑا ہوا اس حملہ کو دیکھتا رہا تھا۔ ان مورچوں میں دو سو سپاہی مقیم تھے غنیم نو سو قریب جو نہایت بسالت دکھائی یونانی اوسکی قدر دل سے معترف ہیں مگر قریب ترین یونانی مورچہ سے دو گز کے فاصلہ تک بہت تھوڑے سوار پہنچ سکے تھے پہاڑی سے نیچے نسبتاً زیادہ ہموار زمین پر بھی گندم کے سرسبز کھیتوں میں جابجا سواروں اور گھوڑونکی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اگر یونانی سپہ سالار چاہتا تو کل ایک تازہ دم رجمنٹ فرسالہ سے سیدھے رستہ ترکوں کی مراجعت بجانب کرکی کا رستہ بند کرنیکو بھیج سکتا تہا۔ اوسطرح وہ تمام فوج جو کل کے حملہ میں شریک ہوئی تباہ یا گرفتار کیجا سکتی تھی سپہ سالار نے ایسا نہ کیا اور سمولنسکی کی فوج دو دن رات مورچوں اور خندقوں میں رہنے سے ایسی تکان زدہ ہورہی تھی نیز اوسکی جمعیت اتنی تھوڑی تھی کہ وہ کوئی موثر جنگی حرکت نکر سکتی تھی۔"

کرکی پہنچنے تک میں ایسا تھک گیا کہ بیس میل کا سفر کرکے لاریسا جانیکی بجائے دمیں سونیکا عزم کرلیا مگر مسٹر مانٹگمری اور ایلس الیس چلے گئے کیونکہ اوسدن ہم نہایت عمدہ کھانا تیار کیے جانیکا حکم دے آئے تھے اور اون دونوں کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی رات کی تاریکی اور سڑک پر جابجا خیموں اور بارکش جانوروں کی قطاروں کے ملنیکی وجہ سے اونہیں سڑک پر بہت دیر ہوگئی۔ تاہم وہ نعیم کے قاصد سے پہلے پہونچگئے اور آدہی رات سے کچھ بعد لڑائی کے حالات محل میں ادہم پاشا کو جا سنائے مشیر نہایت شفقت کے ساتھ ملے اور فی الفور زبردست کمک کرکی کو روانہ کردی +

مہمان نوازئ عثمانیہ میں بمقام کرکی ایک آسودہ حال ترک کے مکان میں شب باش ہوا اوسکا نام حسن آفندی تھا۔ اور اوسکا ایک خاص خوشنما بنگلہ تھا۔ آفندی نہایت ذکی اور کمال مستواضع شخص ثابت ہوا اوسنے دو دن بڑے تکلف کے ساتھ میری مہمانداری کی اور خوراک یا مکان کے کرایہ کیلیے ایک حبہ لینا کا بھی روادار نہ ہوا میں نے بہت منت سماجت کی کہ وہ خوراک کا خرچ لے لے۔ اوسنے ایک نہ مانی حتی کہ میں اوسکے نوکرونکو بھی تھوڑا انعام لینے پر بمشکل رضامند کرسکا اور یہ بھی صاحب خانہ کی غیبت میں۔ یہ واقعہ شاذ نہ تہا۔ بلکہ مفصلات میں عثمانیہ قوم کے کل افراد کا یہی قدیم دستور ہے۔ وہ مہمانونکی

بہ حیثیت ... سے بسر اوقات کرتے ہیں اور معاوضہ میں ایک کوڑی لینا گوارا نہیں کرتے —

سلیمان پاشا کا انتقال ... اسی مکان میں ... [illegible] ... چند شخص ہیں جو انگریزی یا فرانسیسی

بولتے ہیں ... [illegible] ... سلیمان پاشا

دل ... [illegible] ... ایک طرح سے ... [illegible]

کے علاوہ سلطان المعظم کا ایک ... [illegible] ... اور یورپین

تھا اسکے ساتھ کوئی ... اور یورپین طرز کے مطابق ... [illegible] ... بالکل

نادر ... [illegible] ... آسائش و تکلف ... حتی الامکان ... [illegible]

کہ ابتدائی حالات ... [illegible] ... اس امر کی علامت ہے کہ صاحب ... [illegible]

منتظر ... دیکھ رہا ہوں جب تک ... [illegible] ... بالکل برخلاف

دعا مانگتا رہا تھا ... اور ... فرانسیسی اطالین اور جرمن ... [illegible] ... گفتگو کرنیکی کوشش کی مگر ہر دفعہ ... جواب کا یہ

مطلب تھا کہ وہ ان زبانوں میں سے کسی کو نہیں سمجھتا ترکی ... [illegible] ... حسن آفندی کی مہربانی

اوس سے کھانے میں شریک ہونیکی درخواست کی اور وہ ... شامل ہو گیا میں ... [illegible] ... کو ادب و حرمت کی

نظر سے دیکھتا ہوں چنانچہ اگر کبھی پادری ... یا ... صاحب ... [illegible] ... پیش آتا

گو میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ... [illegible] ... ایک ایسا نوجوان ترکی

افسر بھی شریک تھا جو ... محفل تھا ... [illegible] ... اسکا نام ... گیا ہوں

وہ ... نہایت ... [illegible] ... ملاقات ہوئی —

کھانا سادہ مگر ... [illegible]

اور وہ میز کے وسط میں رکھی گئی ... [illegible]

کانٹے ... [illegible] ... خوش قسمتی

میرے پاس سرخ شراب کی ایک ... [illegible] ... کیا —

کرنل ... [illegible] ... اونکے

مگر ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible] ... کا ان سے

... [illegible] ... دریافت کیا کہ آیا انہوں نے ... [illegible] ... تک

[illegible]

جب حقی پاشا سے نہ ملا اور نکی کوئی خبر ملی حقی پاشا نے کہا کہ انہوں نے ایلس کو شب گذشتہ لاریسہ کے متصل دیکھا تھا۔ یہ سنکر میں آگے بڑھ گیا اور تقریباً چار میل دور گیا ہونگا کہ سامنے سے مسٹر مانٹگمری اور ایلس صحیح سلامت کمان منٹگمری کے ساتھ کرکی کیطرف آتے نظر آگئے انہوں نے میرے کچھ دو و پریشانی کا باعث ہوئے تھے اس سے بھی شکریہ ادا نہ کیا بلکہ کہا ہم جاتے ہی آؤ ہم پاشا سے ملیں۔ کھانا نہایت لذیذ تھا۔ خوب سیر ہو کر کھایا وہ بعد بالکل عجب لگتا تھا تحسینت ہو کر سو گئے شینے اسیوقت حلف اٹھائی کہ پھر کبھی متردد نہ ہونگا۔

ہم سب کرکی کیطرف روانہ ہو گئے اور تھوڑی دیر آرام کرنیکے بعد ترکی چوکیوں کے گرد چکر لگایا۔ یہ پکٹ کرکی کے گرد اگرد مشرق جنوب مشرق اور جنوب میں نہایت مناسب موقعوں پر قایم کیئے گئے تھے۔ اور اونکے سنتری خوب ہوشیار تھے۔ جب ہم پرانے دوستوں یعنی پرنز نڈبلیش کے ارنوطوں کے پاس پہنچے تو وہ ہمارے گرد جمع ہو گئے اور طرح طرح کی فوجی لوٹ یونانی خودیاں وتیور گراس رائفلیں۔ پستول۔ تلواریں اور کارتوسی پیٹیاں خریداری کے لیئے پیش کیں۔ یہ چیزیں انہیں میدان جنگ سے دستیاب ہوئی تھیں اور وہ جانتے تھے کہ ایلس کو اسلحہ جمع کرنیکا شوق ہے۔ اُس نے اس قسم کی بہت سی یادگاریں خریدیں۔ مگر انگلستان کو واپس جاتے وقت اونکا حصہ کثیر ہمارے یونانی گرفتار کنندگان نے ناجایز طور پر ضبط و غصب کر لیا۔

گشت سے فارغ ہو کر ہم نے حقی پاشا سے کرکی سٹیشن میں جہاں وہ مقیم تھے ملاقات کی۔ وہ کم گو۔ روشن چشم۔ ملنسار۔ بہت مہمان نواز اور مسافر پرور شخص ہیں۔ پاشا موصوف نے قہوہ سے ہماری تواضع کی اور فی الفور اپنے فوجی ڈاکٹر کو بلوا کر ایلس کے سر پر پٹی بندھوائی اس سے پہلے ہمیں رخصت نہ دی۔ دوسرے دن پاشا موصوف نے لاریسا واپس جانیکے لیئے اپنی گاڑی مجھے پیش کی کیونکہ میرا گھوڑا تھک گیا ہوا تھا جب وہ گاڑی آئی تو میں نے دیکھا کہ ایک معمولی قسم کی بلا کمانی چوبی گاڑی ہے جیسی نہایت عمدہ قسم کا چارہ ڈھونے والا چھکڑا کہنا زیادہ مناسب ہو سکتا تھا۔ تاہم پاشا کی نوازش میں کوئی کلام نہیں۔ میں سوار ہونے ہی لگا تھا کہ ایک نامہ نگار نے مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا لیا۔ اور مجھے حقی پاشا کی گاڑی کی یہ آزمایش نکرنی پڑی کہ سفر میں کیسا کام دیتی ہے۔

استکشاف اگلی صبح ہم ایک ترکی استکشافی جماعت کے ساتھ ریزومیلو اور وسٹینو کیطرف گئے۔ اس کام پر دو پلٹنیں بھیجی گئیں ایک ارنوطوں کی پرنز نڈبلیش اور دوسری فوج نظام کی تھی۔ یہ سکرمشنگ کی قاعدہ کی شکل میں پھیلا دی اور صف باندھکر آگے بڑھیں جنوب کیطرف ایک سرا ریلوے لاین کے متصل تھا جو پہاڑیوں کے گرد سے گذرتی ہے اور دوسرا بجانب شمال جھیل قرلہ کے قریب تھا۔ چھ سواروں کی ایک چھوٹی سی جماعت جو ایک دفعدار اور ایک کپتان کے تحت تھی آگے آگے تھی۔ ہم ان سواروں کیساتھ تقریباً ریزومیلو تک گئے۔

وہ نہایت احتیاط سے آگے بڑھ رہے تھے ہر پانچویں دسویں منٹ جہاں کہیں اونہیں کوئی ایسا موقعہ نظر آتا جسکے پیچھے غنیم کو لیے چھپنا ممکن ہو سکتا ہو وہ فوراً ٹھہر جاتے۔ بجانب مسرہ جھیل کے قریب ایک گاؤں میں ایسے لوگ دکھائی دیئے جو یونانی بے قاعدہ سپاہیوں کے مشابہ تھے۔ دو سوار گاؤں کی جستجو اور پڑتال کیلئے بھیجے گئے جیسے ہمارے قریب تھی ادہر گاؤں کے گرد ایک معمولی سی دیوار موجود تھی اور عین بائیں جانب ایک قبرستان تھا جسکی چاردیواری بہت بلند تھی۔ یونان میں ایسے قبرستان بافراط ہیں اور بے قاعدہ لوگ انکی پناہ میں دیواروں سے خوب پناہ لے سکتے ہیں جب [illegible]

تھے ہمیں نہایت تردد رہا کہ وہ بخیریت واپس آسکیں۔ ایک سیدہ اوس دروازہ کیطرف گیا جو دیوار میں تھا اور دوسری چکر
کاٹ کر گانوں کی دائیں طرف ہمیں ہر لحظہ یہ توقع تہی کہ ان جانباز سوار و نپر اب گولیاں برسیں۔ مگر کوئی گولی نہ چلی یونانی مجھولی
گذریہئے ثابت ہوئے اور ہم سیدہے ریز ومیلو کیطرف روانہ ہوگئے ار تو ہماری آگے آگے ہولیئے ۔

سواروں کہیتوں ہیں سے گذرنے کیلیئے جو متذکرہ صدر جنگل کی دائیں ہاتھ تھے ہمسے جدا ہوگئے تھے وہاں پہنچتے ہی
اونہوں نے کسی چیز کا بڑی سرگرمی کی ساتھ تعاقب کیا مگر پکڑنے پر معلوم ہوا کہ وہ معمولی یونانی دہقان تھا جو کھیت کی لمبی لمبی فصل
میں چھپا ہوا تھا میری خیال میں وہ جاسوس تھا جسنے عمدًا سادہ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ مگر اُسے چھوڑ دیا گیا اور کوئی تکلیف نہ پہنچائی گئی۔
کرلی کے قریب یونانی بیقاعدہ سپاہیوں نے کئی گانوں لوٹ لیئے تھے مسٹر مانٹگمری نے ہمیں کے اسٹینڈرڈ میں اسکے متعلق حسب
ذیل تحریر کیا: "آج صبح کے سات بجے میں ایک ستکشافی جماعت سواران کیساتھ میدان سے گذرا۔ ہمنے یونانی موضع حاجی سی کو بالکل خالی پایا
کیونکہ کل سہ پہر کو پچاس یونانی پہاڑ دنسی اُتر کر یونانی باشندوں کو مملوکہ و مقبوضہ پچاس مویشی چھین لیگئے تھے۔ ٹرناووس کی پہاڑ کی
کے وقت سے یونانیوں نے تاخت و تاراج کا بازار گرم کر رکھا ہے جس سے میدان کے دہقان سخت غضب آلودہ ہو رہے ہیں اور علانیہ
واویلا کر رہے ہیں کہ ہمارے ہم مذہب ہمقوم ہم سے ترکوں کی نسبت بدرجہا بدتر اور ظالمانہ سلوک کر رہے ہیں یہی کیفیت موضع سرکی
(چوماقلی) کی تھی۔ اوسمیں ایک سو گھروں کی آبادی ہے سڑک کی دونوں طرف میدانمیں گھاس خشک کھڑی ہے۔ مگر اُسے کاٹنے اور
جمع کرنے والا کوئی نہیں۔ حالانکہ وہ پندرہ دنوں سے قابل درو ہے یہ موضع حمدی پاشا کی ڈویژن سے پانچ کیلومیٹر بجانب
جنوب ہے جب میں وہاں گیا اوس سے پہلے کوئی ترکی فوج وہاں داخل نہیں ہوئی مگر ایک بھی باشندہ وہاں موجود نہ تھا
صرف چند چور بیچ پانچ کتے اور کسیقدر سور دکھائی دیتے تھے سوروں نے خالی مکانات میں بسیرا کر لیا ہوا تھا۔ ویرانی کیوجہ
یہ بھی کہ جو قیدی لاریسا کی جیلخانہ سے رہا کر دیئے گئے تھے وہ رستہ میں سرکی نی سے گذرے تھے اور وہاں کے ہر ایک گھر کو
لوٹ لیا تھا سڑک اور مکانوں کے گرد خالی کارتوس پڑے ہوئے تھے جس سے ثابت ہو رہا تھا کہ قیدیوں کو گانوں پر
متصرف ہونے کیلئے دیہاتیوں سے تھوڑی سی لڑائی کرنی پڑی تھی۔ مگر کہیں کوئی لاش یا خون کا دہبہ دکھائی نہ دینے
جس سے خیال گذرتا ہے کہ شاید قیدیوں نے محض گانوں کی لوٹ کی خوشی میں کچھ بندوقیں چلائی ہونگی "

وحشت البیانم ریز ومیلو میں ہمنے ایک عجیب ہیبت انگیز اور متنفر خیز نظارہ دیکھا ایک ترکی سپاہی کی لاش
بری طرح سے جھلسی اور جلی ہوئی ایک چھوٹی سی دیہاتی گاڑی یعنی ارابہ پر جو نیز تقریبًا جلی ہوئی تھی
پڑی تھی آگ گاڑی کے نیچے روشن کیگئی تھی اور اوسکے شعلوں سے گاڑی اور اوسکا سوار دونوں تقریبًا خاکستر ہوگئے تھے
سپاہی کی ٹانگیں گھٹنوں سے نیچے صحیح سلامت تھیں اور اُسکی وردی اور جوتی نیز کوٹ کے تھوڑے سے حصے سے ہمیں
اوسکا عثمانی سپاہی ہونا متحقق ہوگیا تھا۔ اوسکے گھٹنے پر زخم موجود تھا ممکن ہے کسی اور جگہ پر بھی ہو جسکا نشان جلجانیکی
سے معدوم ہوگیا ہو۔ یہ ثابت کرنا ہمارے امکان سے باہر تھا کہ اس بدقسمت کے نیچے جب آگ روشن کیگئی تھی تو آیا وہ زندہ

وقت زندہ تھا مگر جلد قرائن سے پایا ہی جاتا تھا یونانی اخبارات کمال بیجا نہ انداز سے ترکوں پر طرح طرح کے الزامات لگاتے رہتے تھے کہ وہ ناگفتہ بہ مظالم کے مرتکب ہو رہے ہیں اور بالخصوص یونانی مجروحین سے نہایت وحشیانہ سلوک کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ اونہوں نے یہ انہیں تار پا دروغ روایت مشہور کی کہ ترکوں نے تاریخ ۳۰ اپریل جمعہ کے دن یونانی مجروحوں کو کنیسہ ریز دمیلو میں زندہ جلا دیا تھا۔ جنہیں آگ اسکی کامل تردید کر دی ہے جو محض حفیظ جہت تھا۔ کنیسہ میں کوئی مجروح نہ تھے۔ اور عمارت کے اندرونی حصہ کو خفیف سا نقصان پہنچا ہے ماسوا مقدس رستہ بالکل صحیح سلامت کھڑی تھی اندرونی حصہ کو یہ نقصان پہنچا ہوا دیکھا گیا کہ منبر الٹ دیا گیا ہوا تھا۔ اور اولیا کی بڑی تصویریں دیواروں سے اکھاڑ دی گئی ہوئی تھیں مجھے کامل یقین ہے کہ دراصل خود یونانی بیقاعدہ سپاہیوں نے ترکوں کو بدنام کرنے کے لیے ایسا کیا کیونکہ ہر جگہ ترکی سپاہیوں نے معابد کا بہت ہی احترام کیا۔ مزید برآں یہ نقصان ایسا خفیف اور جزوی تھا کہ کوئی دشمن لینے پر کبھی کفایت نہ کرتا۔ اس سوختہ لاش کو دیکھ کر ترک بالخصوص البانوی سخت غضب آلودہ ہو گئے۔ اور اکثر نے بزدل یونانیوں سے اسکا پورا پورا انتقام و بدلہ لینے کی قسم اوٹھائی۔

نابریسٹ ارنود پہاڑ ہم پھر اپنے پرانے ٹکانے یعنی مینار پر چڑھ گئے اور وہاں سے بہت اچھی طرح ہنگنشانی مہم کی کارروائی دیکھتے رہے دائیں ہاتھ ارنودوں کی آدھی پلٹن کھیتوں میں سے جنگل کی طرف بڑھی جا رہی تھی اور تابڑ توڑ رائفل آتشباری سے واضح ہو رہا تھا کہ جنگل یونانیوں سے بھرا ہوا ہے جہاں بڑے معرکہ کی لڑائی ہوتی رہی ایک بیقاعدہ ارنود سپاہی جو بقول خود میرے پلٹن سے تعلق رکھتا تھا اور جسے اوسے کئی مختلف موقعوں پر دیکھا تھا یہاں مینار پر چلا آیا وہ نہایت خوبصورت وتنا ور شخص تھا اور اسکے چہرہ سے ثابت ہو رہا تھا کہ وہ بہت صاف دل ہے لیکن میرے خیال میں اپنے اکثر ہم وطنوں کی طرح لوٹ کا وہ بھی کچھ کم مشتاق و شیدا نہ تھا لیکن جنگل کی سخت آتشباری سے وہ آج بڑا گھبرایا ہوا سا تھا اوسے ڈر تھا کہ میرے تمام ساتھی جنگل میں ہلاک ہو رہے ہیں اور ترکوں نے عمداً اونکو بیغرض کینہ وہاں بھیجا ہے۔ آپ نے جو یونانیوں کی آتشفشانی کی نسبت کوئی ہمدردانہ رائے نہ رکھتا تھا۔ اوسے بڑی تسلی دلائی اور کہا خاطر جمع رکھو تمہارے ساتھی بالکل بخیریت ہونگے اسپر وہ اطمینان شد ہوا اور سیڑھیوں سے جلد نیچے اتر گیا اور پھر سوسوا اسوا اپنی ہم قوم ارنودونکو جمع کر کے جنگل میں گھس گیا۔ جہاں اونکے پہنچتے ہی آتشباری پہلے سے دگنی ہو گئی۔

بجانب میسرہ دسوار نود ایک یونانی مورچہ کی طرف جو پہاڑ کے دامن میں تھا نہایت تیز قدمی کے ساتھ بڑھے اور صفیں پھیلا کر یونانی خندقوں سے آٹھ سو گز کے فاصلہ تک برابر دوڑتے گئے جب وہ وہاں پہنچے تو مورچہ سے یکبارگی یا بجو رائفلوں نے آگ برسانی شروع کر دی یا جسے دیکھ کر کئی رفقا کو خیال گذرا کہ بہادر البانوی تباہ ہو گئے نصف البانوی زمین پر گر پڑے اور باقی دائیں بائیں پھیل گئے اور نسبتاً زیادہ احتیاط سے آگے بڑھنے لگے گو جو گرے تھے اونکی نسبت قیاس کر لیا گیا کہ وہ ہلاک یا زخمی ہو گئے ہیں کہ اتنے میں وہ بکلخت کھڑے ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ پیشقدمی کرنے لگ گئے اونہیں کھڑا ہوتے دیکھکر ہمیں تعجب اور کمال خوشی ہوئی وہ دراصل بندوقیں سر کرنے کیلئے زمین پر لیٹ گئے تھے لڑائی کو ابھی ایک ہی گھنٹہ گذرا ہوگا یا نہ گذرا تھا اس عرصہ میں البانیوں نے دو تین سو گز اور طے کر لئے اور یونانی اوسی

چار پانچ سو گز کے فاصلہ پر ہمکو وہاں البانوی ایک جھونپڑے کے کنارہ پر جو میدان میں تھا پھیل گئے۔ اور فریقین ایک گھنٹہ تک ایک دوسرے پر پے در پے باڑہیں چلاتے رہے۔ پھر ترکی کمانڈر کے حکم سے واپس ہوجانیکا بگل بجا دیا گیا۔ مگر ادنودوں نے ہٹنے کا نام نہ لیا۔ اسپر بگلچی کو ایک افسر کیساتھ آدہا فاصلہ آگے بھیجا گیا۔ لیکن ادنود برابر باڑہیں چلاتے رہے۔ آخر افسر نے انکے پاس جا کر بگلچی سے واپسی کا بگل بجوا دیا اور پھر کہیں جا کر وہ چین سے بیٹھے۔ ہوتے ہوتے دو دو تین تین کی ٹولیوں میں پیچھے ہٹے جب وہ گاؤں پہنچے تو مسٹر مانگمری نے ان سے گفتگو کی یہ سب کے سب نہایت مضبوط قوی ہیکل اور اشد بیباک نوعمر اشخاص تھے جنکو خیال تھا کہ کل کاروائی کو کیا گیا ان کی تفریح بخش کھیل اور اول درجہ کی ہنسی تھی۔ تصحیح تھی جنگل والے البانوی بھی چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں واپس آنے لگ گئے۔ انکے چہروں سے ثابت ہو رہا تھا کہ وہ واپس آنے پر رضامند نہ تھے دونوں جماعتوں سے ایک آدمی ہلاک نہ ہوا صرف دو تین زخمی ہوئے۔ یہ امر واقعی حیرت بخش ہے اور اسی سے یونانیوں کی نشانہ اندازی کا بیہودہ اور بالکل ناقص ہونا صاف ظاہر ہو رہا ہے دونوں جماعتوں کی واپسی پر ہم مینار سے نیچے اُتر آئے اور درختوں کے ایک جھنڈ کے سایہ میں دوپہر کا کھانا کھایا اُوس وقت تین بجے کا عمل تھا اور ہم باطمینان بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں چاروں طرف غیر معمولی سناٹا دیکھکر میں کچھ متحیر سا ہو گیا میں قبرستان کی بلند دیوار پر چڑھ گیا اور دیکھا کہ ترکی سپاہیوں کا آخری دستہ گاؤں کی شمالی جانب سے آہستہ آہستہ باہر نکل رہا ہے اور دوسری طرف یونانی سکرمشر (پیشرو ہراول) بسرعت جنگل سے رینڈ میلو کیطرف بڑھ رہے ہیں میں نے اپنی پارٹی کو تعجیل واپس ہٹنے کا حکم سنا دیا۔ اور چند لمحوں میں ترکوں کے عقبی دستے سے جا ملے پھر ہم آہستہ آہستہ گرلی کیطرف روانہ ہوگئے جہاں میری حقی پاشا سے طویل گفتگو ہوئی۔ وہ نہایت شفقت سے پیش آئے اور فرمایا کہ کسی دنوں تک فرسلس پر واقعی حملہ نہیں کیا جائیگا۔ پھر کمال نوازش اپنی گاڑی پیش کی۔ انکی پیشگوئی درست ثابت ہوئی تھسلی پر ۵ مئی بروز پیر سے پہلے فیصلہ کن حملہ نہ ہوا۔ میرا گھوڑا ایسا تھک گیا تھا کہ اسمیں چلنے کی سکت باقی نہ رہی تھی۔ ایک جرمن نامہ نگار نے مجھے براہ مہربانی اپنا گھوڑا دیدیا جس سے مجھے حقی پاشا کی گاڑی پر جانے کی ضرورت نہ رہی۔

لاریسا میں آخری دن ہم لاریسا رات کے آٹھ بجے پہنچے اور کہا جاتا ہے کہ بعد مشیر سے بہت عرصہ تک گفتگو ہوتی رہی اسی گفتگو کے دوران میں ادہم پاشا نے یونانیوں کو پیکار رہنے سے میدان میں نکلنے کی ترغیب دلانے کی عجیب غریب تجویز سنائی تھی۔ پاشا موصوف نے کہا کہ بدھ سے پہلے کوئی معرکہ کی کاروائی نہ ہوگی۔ مجھے چونکہ ابھی بہت سے نہایت ضروری کام تھے میں نے بتاسف تمام علی الصبح سالونیکا روانہ ہوجانیکا انتظام کر لیا۔ مجبوراً ادہم پاشا کو پھر اور پیر پلاٹا کا ٹکٹ لینا۔ ادہر کنٹرو س کو ساحلی رستہ کو دیکھنے کی بڑی خواہش تھی کیونکہ سنتے ہیں الاصونا اور سرفیجہ کی پہاڑی تک کی بجائے جیسے فوجیں وغیرہ بدقت گذرتی رہی تھیں مذکورہ صدر رستہ سے جانیکا فیصلہ کیا۔

ولسٹینو کے معرکے معاہدہ کا تیسرا اور آخری دور ہم ۵ مئی بعہد پیشقدمی بجانب فرسالا و ولسٹینو سے شروع ہو کر ۱۷ مئی کو معرکہ دوموکو اور ۱۸ مئی کو معاہدہ التوائے جنگ پر ختم ہوتا ہے اس دور میں پہلے دو دنوں کی نسبت لڑائی بہت پیمانہ پر بہت زیادہ سخت ہوئی۔ تمام یونانی پوزیشنیں بالخصوص ولسٹینو اور دوموکوس کی نہایت مستحکم تھیں۔ جون جون یونانی خا

اپنے ملک کیطرف دھکیلے جاتے رہے۔ اونکی افواج یکجا جمع ہوتی گئیں اور حب الوطنی کا تقاضا یہی زور پکڑتا گیا۔ مزید بران ۲۴ اپریل کی فتح سے جبکہ سموئنسکی نے ازنیم کو بریگیڈ کو نقصان کثیر کر ساتھ پسپا کیا تھا یونانی میمنہ کی افواج کے حوصلے بھی بہت بڑھ گئے تھے جنرل سموئنسکی قابل سپاہی ہے وہ مستحکم و مناسب مقام کو منتخب کر کے ایسے مضبوط مورچہ بند کر لینا اور اپنی سپاہیوں میں حوصلہ و جرأت پیدا کر دینا اچھی طرح سے جانتا تھا۔ مسٹر اشمیلڈ کہتے ہیں جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہوں کہ مزید سو دوسری ڈویژن علی [illegible] حکم [illegible] لاریسہ سے زبردست کمک کی پہنچی تھی آئیندہ چند دنوں میں ارنوطوں کی پلٹنیں بطور کمک بھیجی گئیں اور ۵ مئی تک حقی کے پاس [illegible] ہزار آدمی ہو گئے۔

یونانی خط مدافعت براہ ولسٹینو و دلو مو فرسالہ تک تقریباً بیس میل کی لمبائی میں پھیلا ہوا تھا یہ خط در اصل پہلو لاین تھی جبتک یونانی امیر متصرف ہے انکو آمد و رفت میں آسانی و سہولت رہی جدھر غنیم کا دباؤ زیادہ ہوتا وہ فوراً اوسطرف کمک بھیج سکتے تھے ۳۰ اپریل کی لڑائی میں ترکوں کی ٹرپین فرسالہ سے ولسٹینو تک جنبی [illegible] دیکھی تھیں اس مرتبہ ادہم پاشا نے ولسٹینو اور فرسالہ پر ایک ساتھ حملہ کرنیکا عزم کیا تاکہ اگر یونانی اس لاین کو نہ چھوڑیں تو دونوں میں سے کسی ایک موقعہ پر کامیاب ہو جانے سے دوسرے موقعہ کے بازو کو پلٹ دیا جاوے چنانچہ پاشا موصوف نے تین ڈویژن دوم سوم و چہارم لاریسہ کے جنوب سے فرسالہ کیطرف روانہ کر دیئے اور ایک ڈویژن ترنجالہ سے کاردیسہ کیطرف بڑھا۔ ساتواں ڈویژن جو ابھی جمع ہوا تھا الاسونا سے جنوب میں آگیا۔ اور ایک کثیر التعداد فوج جو الاسونا سے بجانب غرب بیس میل کے فاصلہ پر ڈسکاٹا میں متعین تھی ترنجالہ اور فرسالہ کیطرف روانہ ہو گئی۔

بقول مسٹر بگھم مشیر نے حقی پاشا سے وعدہ کیا تھا کہ سوم ڈویژن (زیر کمان [illegible]) مرکزی حملہ میں مدد دیگا۔ اور حیدری پاشا کا چھٹا ڈویژن تنہا یونانی میمنہ پر اوسکی دستگیری کریگا۔ ولسٹینو میں یونانیوں کی پوزیشن گو بلحاظ بناوٹ نہایت محفوظ نہ تھی مگر سموئنسکی نے مورچوں وغیرہ کے ایسے اوسے مستحکم کر لیا ہوا تھا یہ پوزیشن ازجانب شمال [illegible] سپیدالو کی پہاڑیوں سے شروع ہو کر [illegible] تک چلی گئی تھی [illegible] اکسے ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں سموئنسکی نے اپنی ۱۵ ہزار سپاہ کی حفاظت کے لیے [illegible] پیچھے پیچھے جو آدمیوں کی گردن کے برابر تھے اور بلندی پر چھ پہاڑی توپیں نصب کر دی تھیں [illegible] سپیدالو کی [illegible] درمیان [illegible] پست [illegible] تھا جو [illegible] کی شکل کی تھی مستعدی سے مورچوں اور دمدموں سے اور محفوظ اور بہت مستحکم کر لیگئی تھیں کہ سامنے کیطرف سے ایسے نقصان کثیر اٹھائے بغیر حملہ نہیں ہو سکتا تھا۔ مسٹر بگھم نے ولسٹینو کی دوسری لڑائی کے حالات بہت مجمل لکھے ہیں حالانکہ یہ معاہدہ کی سخت ترین لڑائی تھی جو سخت ترین لڑائیوں میں سے ایک تھی۔

ترکوں نے حملہ کرنیسے پہلے میمنہ پر حیدری کے پہنچ جانیکا انتظار کر لینا مناسب سمجھا تاکہ حیدری کا ڈویژن سفو سیفالہ کو کراروں کے برابر پیشقدمی کر کے یونانیوں کے میسرہ کو الٹ دینے سے پیچھے سموئنسکی کی فوج کو مشرق کیطرف ہٹا دے اور بشرط امکان عقب میں پہنچکر فوج مذکور کی مراجعت کا راستہ بھی بند کر دے ۴ مئی کو غیر منفصل جزوی سی لڑائی ہوئی۔ یونانیوں نے اسمیں فاتح رہنے کا دعوے کیا شاید اس لیے کہ ترک پوری مستعدی سے حملہ کرنے کے بغیر پیچھے ہٹ گئے تھے —

۵ مئی کو حقی پاشا کیفالو سے یونانی قلب کو میسرہ کیطرف بڑھا۔ اور آٹھ ہزار پیدل فوج اور پانچ باتریاں اس موقعہ پر مقابل علیحدہ کر

صف آرائی میں آتشباری فی الواقع نہایت ہی سخت تھی انگریزی جہاز رائیڈ کا کمانڈر کپتان بلہم یونانیوں کے سب سے اگلے مورچوں میں تھا اوس نے مجھ سے ذکر کیا کہ یہ قیاس میں نہیں آ سکتا کہ کبھی اس سے زیادہ سخت کوئی آتشباری ہو سکتی ہی یا کوئی فوج اوس سے زیادہ شجاعت و ثبات دکھا سکتی ہے جو ترکوں نے پیشقدمی کے موقعہ پر دکھائی ہم اُس دن بندر وولو میں ایک یونانی جنگی جہاز میں منتظر بیٹھے تھے اور اُنچ سے بیکر ساڑھے چار بجے تک لڑائی کا شور و غوغا سنتے رہے تھے اوس سے زیادہ ہیبتناک جو کبھی قیاس میں نہیں آ سکتی گولہ باری ہی نہایت سخت اور مسلسل نہ تھی بلکہ رائفل کی آتشباری بھی غضب ڈھا رہی تھی میدان جنگ سے متواتر فتح و نصرت کے پیغام آ رہے تھے جن سے یونانی پھولے نہ سماتے تھے سمولنسکی نے خبر دی کہ چند ترکوں کے ساتھ متواتر حملوں کو پسپا کرکے غنیم کو سخت نقصان پہنچایا میرے سپاہی دشمن کے خون میں تیر رہے ہیں مگر اصل کیفیت یہ رہی کہ جب ۵ مئی کی شام کو لڑائی بند ہوئی تو اُسوقت تک ترکوں نے یونانیوں کے مورچوں کی دو قطاریں فتح کر لی ہوئی تھیں اور تیسری قطار سے صرف چار سو گز کے فاصلہ پر تھے یونانی مورچوں کی کل چار قطاریں تھیں ہاں یہ درست ہے کہ ۵ مئی کی لڑائی میں یونانیوں کا چندان زیادہ نقصان نہ ہوا جسکے برعکس ترکوں بالخصوص البانیوں کو جو حملہ کنندہ فریق تھے بہت نقصان پہنچا یونانیوں کے پانسو سے زیادہ قتل و مجروح نہ ہوئے دوسرے دن ۶ مئی کو سمولنسکی ولسیٹنو کو چھوڑ کر بجانب جنوب ہالمیروس کی طرف ہٹ گیا اوسے ایسا کرنے کا ولیعہد کا حکم پہنچ گیا تھا لیکن اگر حکم نہ بھی پہنچتا تو بھی فرسالہ کو فتح ہو جانے اور باقی یونانی فوج کے ڈوموکوس کو ہٹ جانیکی وجہ سے مراجعت اسکے لئے ضروری ہو گئی تھی اگر وہ ولسیٹنو پر قائم رہتا تو ترک اوسے چہار طرف سے احاطہ میں لے لیتے اس مراجعت کا قابل تعریف انتظام کیا گیا کسی طرح کی بے ترتیبی نہ ہونے پائی اور اسکا عقبی دستہ شجاعانہ استقامت کے ساتھ ترکوں کے مقابلہ پر قائم رہا۔ اوسیطرح ترکوں کو سمولنسکی کی فوج کی روانگی سے کم گھنٹے بعد تک علم نہ ہوا کہ اونکا دشمن پیچھے ہٹ گیا ہے یہ دستہ ۶ مئی کی رات تک ہالمیروس کی سر [illegible] رات کے وقت وولو جا کر وہاں سے جہاز پر [illegible] پہنچایا گیا [illegible] ۷ مئی کو فرسالہ سے ولسیٹنو پہنچے [illegible] پاشا [illegible] وولو کے قریب پہنچا جہاں غنیم کی کوئی مقاومت نہ [illegible] ولسیٹنو کو اور [illegible] ڈوموکوس کے معرکہ میں شریک ہوا تھا۔

وولو میں اضطراب و بے چینی

[illegible] خوفناک تشویش [illegible] یونانی سپاہ اور [illegible] ۲ مئی کو [illegible] وولو کی بندرگاہ میں لگاتار داخل ہوتے رہتے تھے جہاز [illegible] کی دفعہ [illegible] کشتی [illegible] جسمیں [illegible] بالخصوص عورتوں بچوں اور مجروحین کو بہت نقصان پہنچا [illegible] انگریزی قونصل مسٹر [illegible] نے [illegible] اوقات بیان کیا کہ وولو میں سخت بے چینی پھیلی ہے اور جتنے [illegible] کے شہر کی طرف بڑھنے پر سخت مشکلات پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اونکو ایک طرف آگ اور دوسری طرف پانی ہوگا یعنے ایک طرف یونانی جنگی جہاز بندرگاہ میں موجود ہونگے اور دوسری طرف شہر میں آتش زنی سے ہونگی—

میں نے مسٹر [illegible] کو تشفی دلائی کہ ترکی سپاہ کی خوش اطواری سے اوس [illegible] شہر والوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچیگی پھر اسے رخصت کی کہ جونہی لڑائی ختم ہوا ادھم پاشا کے پاس [illegible] ترکی [illegible] اور نظام سپاہ کی حفاظت [illegible]

حمایت کی التجا کیجائے۔ تو قنصلوں نے اس مشورہ کو پسند کیا اور ۲۰ مئی کو علی الصبح ویلیسٹینو روانہ ہوگئے جہاں مشیر اون سے بہ شفقت پیش آئے اور حفاظت مطلوبہ کا انتظام کردینے کا وعدہ کیا چنانچہ انور بیک کو وولو پر قبضہ کرنیکے لیئے دو پلٹنیں اور ایک رسالہ دیکر فی الفور روانہ کردیا اور اُسکی ہاتھ اہالی شہر کیطرف یہ اعلان بھیجدیا کہ اگر اُنہوں نے بلا مقابلہ اطاعت قبول کرلی تو اُنکو جان و مال کی حفاظت کیجائیگی۔ انور بک نے اعلان مذکور شہر داروں کے جم غفیر کو باواز بلند پڑھکر سُنایا جو اُسے سُنتے ہی باغ باغ ہوگئے اور سلطان المعظم کی درازی عمر کیلیئے زور شور سے نعرے لگائے۔

وولو میں ترکوں کے داخلہ کے حالات مسٹر سٹیونس[1] نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں تحریر کیئے ہیں جن لوگوں نے موجودہ یونانیوں کو دیکھا ہے وہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ مسٹر موصوف نے اپنی تحریر میں مبالغہ کو بالکل دخل نہیں دیا۔ اونکا بیان ہے کہ یونانی باشندے عجیب حیران تھے جسقدر بھاگ سکے وہ بھاگ گئے ہوئے تھے پھر بھی بازاروں میں دو رویہ بیشمار لرزاں و ترساں باشندوں کی صفوف صف بن کھڑی تھیں جنکو یہی توقع تھی کہ بس ہم اب ایک آن کے مہمان ہیں۔ ترک داخل ہوتے ہی سب کو تہ تیغ کر دینگے بعض نے خاص [illegible] کیساتھ ترکی ٹوپیاں پہن لی ہوئی تھیں اور جب انور بک داخل ہوا تو فرنگیانہ ٹوپیوں کیطرح سلام بجا لانے کیلیئے اونکو سروں سے اُتار دیا۔ [illegible] یاد رہا کہ ترک کبھی ٹوپی سر سے نہیں اُٹھاتے کبھی ہمارے گھوڑوں کو تھامے رہنے کیلیئے دوڑے آئے [illegible] کی ساتھ تین نامہ نگار۔ دو قواص اور ایک سوار شہر میں داخل اور اسپر متصرف ہوئے تھے۔ باشندے [illegible] اس حملہ کنندہ جماعت [illegible] پیچھے پیچھے ٹون ہال کیطرف چل پڑے۔ اہالی شہر ایسے خوفزدہ ہو رہے تھے کہ کچھ عرصہ تک بلا مقابلہ قبول اطاعت کی دستاویز پر دستخط کرنیکے لئے شہر کا کوئی رکن دستیاب نہ ہو سکا آخر ایک معزز ملگیا۔ اور اُسنے دستاویز پر دستخط کر دیئے جسکے بعد سلطان کے پادریوں نے جھروکے میں کھڑے ہو کر اعلان کردیا کہ امن پسند اور سلامت رو باشندوں کی جلالتمآب [illegible] کامل حفاظت کرینگے۔ اسکے سنتے ہی ڈرپوک اور دہشت زدہ یونانیوں میں پھر از سر نو جان پڑ گئی۔ اور وہ عثمانیہ رحم و کرم سے ایسے خوش ہوئے کہ بیساختہ سلطان المعظم کی درازی عمر و ازدیاد اقبال کیلیئے نعرے لگانے لگ گئے اور وہی یونانی جو صبح کے وقت ذات شوکت سمات کو ظالم و سفاک کہہ رہے تھے اب [illegible] دعائیں کر رہے تھے۔

قنصلوں کو تھوڑا سا اس امر سے اندیشہ تھا کہ کہیں یونانی جہاز ترکوں کے داخل ہونے پر شہر پر گولہ باری شروع کردیں مگر میرا رفیق قدیم امیر البحر [illegible] ایسا بیوقوف نہ تھا کہ چند ترکوں کو نقصان پہنچا سکنے کی توقع پر ایک یونانی شہر کو برباد کر دیتا وہ اوسی شام پالمیروس کو روانہ ہو گیا۔ ترکی سپاہ کا چلن دیگر مقامات کیطرح [illegible] قابل تعریف تھا۔ وولو اور ویلیسٹینو ترکوں کو سامان حرب و رسد کی وافر مقداروں کے علاوہ چھ توپیں غنیمت میں ملیں [illegible] اب پہلی مرتبہ یونانیوں نے ایسی چیزوں کو جو غنیم کے کار آمد ہو سکتی تھیں کسیقدر تلف کیا اور انہوں نے بڑی [illegible] کی کل تار برقی سلسلوں کو کاٹ دیا۔ اور [illegible] کو موٹو (ریلوی) انجنوں کو توڑ پھوڑ دیا۔

[1] یہ صاحب لارڈ کرزن کی ہمراہ [illegible] میں ہندوستان تشریف لائے اور یہاں کے متعلق کئی عجیب مضمون سلسلہ وار ولایت کے اخبار ٹائمز میں شائع کیے۔

ویلیسٹنو کی دوسری لڑائی کو درست حالات معلوم کرنا کسیقدر مشکل کام ہے اوسکی کیفیت سپاہی بہترین پیرایہ میں مفصل و شرح رائیٹر ایجنسی کی نامہ نگار نے جو یونانی فوج کے ساتھ تھا تحریر کی ہے جسے یہاں بجنسہ درج کر دیا جاتا ہے :-

"ترکی حملہ پہاڑی کارالاؤن کی شمالمغربی جانب شروع ہوا۔ یہ پہاڑی موضع ویلیسٹنو کے عین اوپر واقع ہے ترکوں نے ایک پہاڑی پر جہاں سے کارالاؤن کسیقدر بلند ہے تھی ایک کوہی باتری نصب کی ہوئی تھی اور ادہر یونانیوں نے مذکرہ صدر پہاڑی پر ایک کوہی باتری قایم کی ہوئی تھی۔ لڑائی کی ابتدا ان دونوں باتریوں کی اور تھوڑی ہی دیر میں یہ واضح ہو گیا کہ ترکوں نے حاجی بیی سے یونانی پوزیشن پر اور ریزو میلو سے جاوی ویلیسٹنو اور اوس وسط پر جو کہ کو کیطرف جاتا تھا حملہ کرنیکا ارادہ ترک کر کے اب یونانی میمنہ کو یونانی میسرہ سے جدا کرنے اور یونانیوں کو ایکطرف سے دوسری طرف حسب ضرورت فوج بھیجنے کے قابل نہ چھوڑنے اور ریلوے لائن کو مقام ایلوالیہ منقطع کرنیکا ارادہ کیا ہے۔

اس جدید نقشہ حملہ کیوجہ سے جنرل سموئنسکی کو اپنی صف کا رخ عین شمال سے شمالمغرب روبہ کرنا پڑا۔ یہ کام اونسی سہ پہر کے پہلے بجا طے کر لیا۔ کارالاؤن پہاڑی اور متصلہ بلندیوں کی یونانی باتریوں نے حسب معمول قابل تعریف کام دیا۔ اور ترکوں کو ویلیسٹنو کیطرف آگے بڑھنے نہ دیا۔

ایک اور دو بجے کے درمیان ترکی فوج پیدل کارالاؤن پر حملہ کرنے کیلیئے اپنی طرف کی بلندیوں سے آگے بڑھی اور یونانیوں نے آتشباری شروع کی جسکا یونانی فوج پیدل نے ترکی بڑی جواب دیا۔ گولہ باری خوب ہو رہی تھی کہ بارش شروع ہو گئی۔ اور ترک مطلع کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر آگے بڑھے آئے مگر یونانی پیدل فوج بارش میں بھی برابر لگاتار باڑہیں چلاتی رہی بارش کی تھمنے پر یہ غلط خبر اُڑی کہ ترکی سوار حملہ کیے چلے آرہے ہیں۔ اس سے یونانی پیدل فوج کی صف چند لمحوں کیلئے ڈگمگا گئی چند جگہوں سے وہ شکست ہو گئی اور سپاہی پیچھے ہٹ گئے۔ مگر افسروں نے اونکو پھر قابو میں کر لیا اور آتشباری بلا توقف اُسی زور و شور سے ہوتی رہی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ترک ایک سرے سے دوسرے سرے تک پسپا کر دیئے گئے۔

۵ بجے کے قریب ترکوں کو غالبًا لاریسہ سے اور کمک پہنچ گئی یونانی فوجیں اُس وقت یہ مشہور ہو رہا تھا کہ غازی عثمان پاشا ترکوں کی کمانڈ رہیں۔ وہ ایک پہاڑ کے پہلو پر جمعیت کثیر جمع نظر آئی جہاں سے وہ یونانی میسرہ بالخصوص ویلیسٹنو کے سامنے کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں اور سطح مرتفع پر حملہ کرنیکے لیے چینا۔ انگریز باقاعدگی اور خوبصورت صف بندی کے ساتھ آگے بڑھے ترکوں کو پاس توپخانہ تھوڑا تھا اور اونکی کوہی باتری بھی نے عمدہ کام نہ دیا تاہم اونکی پیدل فوج قابل تعریف باقاعدگی سے باڑہ پر باڑہ چلاتی ہوئی باقاعدہ صفوں میں آراستہ آگے بڑھی آتی تھی لیکن اونکی آتشباری بھی بالکل رکی تھی۔ گولیاں کرہ ہوائی میں اونچی جا کر یونانی صفوں سے بہت پیچھے جا کر گرتی ہیں۔ ان کے میسرہ پر یونانیوں کی دوسری آنکھوں کے روبرو جمعیت مستقیم تھی وہ نہایت ثابت قدمی کیساتھ اپنے موقعہ پر قایم رہ کر باڑہ پر باڑہ چلاتی رہی یہاں تک کہ ترکی صف کبھی کبھی ڈگمگا گئی اور یونانی توپخانہ بھی قابل تعریف کام دے رہا تھا اُسکے گولوں کی بعد ترکی صفوں کو رخنے پڑتے تھے اس لیے جمعیت کی ابتدا کیلئے ترکوں کو دیر تک پیچھے ہٹنا پڑا اور تازہ کمک آتی تھی ہر چند یونانی باڑہیں اور گولیوں کی اندہا دہند بارش ہو رہی تھی ترکوں کا بالکل لاپروا رہا تھا گویا نہایت بہادر اور پختہ کار ہیں

لیکن اس دفعہ بھی اونکو پیچھے ہٹ جانا اور پھر لغزش کھاکر ہٹ جانا پڑا۔ پہاڑیوں کی سطحیں مردوں اور زخمیوں سے پٹ گئیں۔ ترکوں نے دو مزید پلٹنوں کی کمک پہنچ جانے پر پھر تیسری مرتبہ کاراداؤں اور روسٹینو کی متصلہ پست پہاڑیوں کے سلسلہ پر جوانمردانہ حملہ کیا۔ جنرل سمولنسکی دوسرا اسکوبلیاف بنا ہوا اپنی فوج میں پرجوش پھرتی سے ادہر اودہر چکر لگا رہا تھا۔ اور سپاہیوں کو اونکے بزرگوں کے کارنامے یاد دلا کر تاکید کی کہ بشرط ضرورت وہ آخری دم تک لڑتے رہیں اور جب تک تھسلی کی مقدس سرزمین انکے خون سے سیراب نہو جائے لڑائی سے ہاتھ نہ اٹھائیں۔ یہ الفاظ جادو کا کام کر گئے سپاہیوں میں فی الفور بے انتہا جوش بھر گیا اور باقاعدہ و بیقاعدہ کل سپاہی حتی کہ غیر میدانی لوگ بھی رائفلوں کو خوب مضبوطی سے پکڑ کر ترکی توپوں کی عموماً بیتکی گولہ باری کے علی الرغم ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ اپنی پوزیشن کی حفاظت کیلئے جمع ہو گئے۔

بالآخر یونانی صفیں بہادر ترکوں پر چند بار ٹہیں چلانے کے بعد مورچوں کی پناہ سے باہر نکل آئیں اور وحشیانہ پرجوشی سے غنیم پر حملہ کر دیا جس سے تھوڑی دیر کیلئے ترکوں کے قدم ڈگمگا گئے۔ اور پھر وہ اپنی طرف کے پہاڑی سلسلوں کی پناہ جا لینے کیلئے بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے اور یونانیوں کو اس معرکہ میں شاندار فتح نصیب ہوئی صفوں کا رخ بدلنے کے باوجود اور حالانکہ دشمن کی تعداد غالباً اون سے زیادہ تھی۔ یونانی شام کے وقت برابر ہر موقعہ پر بدستور قابض و متصرف تھے۔ ترک دن بھر کی لڑائی میں اونکو پیچھے نہ ہٹا سکے تھے دونوں فریق لڑائی پر ایسے تلے ہوئے تھے کہ اگر رات نہ پڑ جاتی تو وہ ابھی بس نہ کرتے سمولنسکی نے اس کمال مستحکم موقعہ کو منتخب کر کے نہ صرف اپنی قابلیت کا کامل ثبوت دیدیا۔ بلکہ یونانیوں کی عزت بھی رکھ لی۔ مزید برآں اس معرکہ میں یونانیوں نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ اُنمیں اعلے درجہ کے سپاہیانہ اوصاف موجود ہیں۔ اور کہ اگر افسر قابل ہوں تو وہ بعد کی و بہ شجاعت لڑ سکتے ہیں جنرل سمولنسکی کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ ترکوں نے ابھی اونکی خلاصی نہیں کی چنانچہ اُسنے اپنی پوزیشن کے استحکام کیلیئے کمک کی درخواست کر دی فریقین کے نقصانات کا اندازہ کرسکنا سخت نا ممکن ہے۔

۶ مئی کے معرکہ کے متعلق ایک نامہ نگار نے حسب ذیل تحریر کیا۔ "دوسرے دن پہر کچھ سویرے سے لڑائی شروع ہو گئی صبح کی نورانی روشنی میں میدان جنگ کا نظارہ کمال دلفریب تھا پائین میں پست پہاڑیوں سے محیط وہ میدان موجود تھا جسکی صرف شمال جانب جہاں وہ تھسیلی کے میدان عظیم سے ملصق ہوتا ہے پہاڑیوں سے خالی تھی۔ اور افق میں جھیل قرلہ کا درخشان پانی اور کوہ اولمپس کی برف پوش چوٹیاں چمک رہی تھیں۔

دیکاراداؤں کے شمال مغرب میں بارہ چودہ ہزار ترک پہاڑیوں کے ایک سلسلہ پر قابض تھے ایک ہی باتری بلند ترین چوٹی پر اور ایک میدانی باتری ورسٹینو کے مشرق میں ایک اور پہاڑی کی چوٹی پر نصب تھی سلسلہ کاراداؤں پر فرسالہ کی سڑک جسکی مغربی جانب کی زد میں ہے۔ یونانی انفنٹری صف آرا تھی اور روسٹینو سے اوپر کی سطح مرتفع پر میدانی توپوں کی ایک باتری نصب تھی۔ اس پوزیشن اور مشرقی جانب کے میدان کے درمیان کی تین چوٹیوں پر کوہی باتریاں اور ورسٹینو سے شمال مشرق کیطرف کے میدان میں ایک یونانی میدانی باتری نصب تھی جو ترکی فوج کے میسرہ کو سخت نقصان پہنچاتی رہی کاراداؤں

اور ریڈو غالہ کی درمیانی وادی کے دہانہ پر جو یونانی صفیں تھیں وہ برابر قایم رہیں ۔ ۲۰ کی رات کو جنرل سمولنکی نے اپنے جدید میسرہ کی فوج کو
ملک پیچادی بھیجی اور اُسکی انفنٹری نے پیشقدمی کر کے کاروادُن کے کراروں کی چوٹی اور اُسکی سید الکیطرف کی یعنی شرقی جانب پر قبضہ کر لیا تھا۔
۲۰ ۔ ترکوں نے سب سے اول سطح مرتفع والی یونانی باتری پر حملہ کیا یہاں چھ سے نو بجے تک تیزی کے ساتھ گولہ باری ہوتی رہی
اور میلونا کی فوج سید ل نے کیولری کی آڑ میں میدان کیجانب یونانی میمنہ پر حملہ شروع کر دیا۔ ادہر ترکی انفنٹری نے اوس یونانی
میمنہ پر جو موضع ویشنو سے اوپر تھیں بہ شدت ہی حملہ کیا۔ ترکوں کی ایک کوہی باتری تو اسپر ایک بلند چوٹی پر تھی۔ اور
ایک میدانی باتری میدان کیطرف کی یعنی شرقی ڈہال پر نصب تھی۔ ان دونوں نے انفنٹری کو حملہ میں مدد دی مگر یونانی انفنٹری نے
جو کرارہ کی پشتہ پر تھی اور گاؤں سے مشرق کیطرف کی باتری نے جو ترکوں پر خوفناک آگ برسا رہی تھی اس حملہ کو نہایت بہادری کے ساتھ پسپا کر دیا
۲۰ گیارہ اور بارہ کے درمیان ترکوں نے یونانی میسرہ سے قلب کو منقطع کرنے کے لیے تہورانہ حملہ کیا۔ ترک ایک کرارہ پر
اور یونانی اوسکے بالمقابل ایک پہاڑی پر قابض تھے اور دونوں کے درمیان ایک عمیق گھاٹی حایل تھی۔ ترکی میمنہ
کی باتری نے یونانی انفنٹری کے پیچھا کرنے کے لیے سختی کے ساتھ گولہ باری کی مگر اکثر گولے دور گرے اور چند صفوں میں گرے
اونمیں سے بہت کم پھٹے لیکن دریمولا یونانی انفنٹری نے خوب نشانہ باندھ کر باڑیں چلانے سے ترکی صفوں کو تحلیل
بنا دیا اور ادہر سطح مرتفع والی یونانی باتری نے اور بہی تباہی برپا کر دی۔
۲۰ سوا بارہ بجے ترکی انفنٹری مقابل کی پہاڑی پر کی یونانی پوزیشن پر حملہ کرنے کے لیے اپنی موریچوں سے نکل گھاٹی میں داخل ہوئی مگر
یونانیونکی رائفلوں کی آتشباری نے اونکی صفوں کو پراگندہ کر دیا۔ ادہر کچھ بعد دو بجے سے جا گولوں نے عین انمیں گر کر خوفناک
بادی دار ... کی باقیماندہ پہر اُسی نالہ کیطرف جو کرارہ سے پرے تہا اور جہاں وہ پہلے قابض تھے پیچھے ہٹ گئے۔ بارہ اور ایک کے درمیان
ایک سرے سے دوسرے سرے تک آتشباری مدہم پڑ گئی مگر سوا ایک بجے میمنہ و میسرہ پر اُسی زور شور سے شروع ہو گئی سیشر کیطرف کی سطح مرتفع
والی یونانی باتری نے دو گولے پھینک کر ایک ترکی کوہی باتری کو خاموش کر دیا جسکی دو توپیں اُن گولوں سے ایک ساتھ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔
۲۰ ترکوں نے یوالی ہی کمک پہنچ جانے پر کارادُن کی مغربی جانب کو گرد جا کر کاٹ کر یونانی میسرہ پر سختی کے ساتھ حملہ کیا۔ وہ
رسالہ سیلوی لائین کیطرف بڑہتے تا کہ اُسے توڑ دیں ترکی انفنٹری شاندار استقلال و ثبات سے پہاڑی کی ڈہالوں پر چیونٹیوں کیطرح
چڑہ آئی جہاں سے اوسنے یونانی لشکر کی پہلی صف کو پیچھے ہٹا کر اون سے دو کوہی توپیں چھین لیں مگر یونانیونکی دوسری صف
نے اپنے موقعہ پر قایم رہکر ترکوں کو مزید پیشقدمی سے روک دیا جو ایک مخفی باتری کی مدد سے جو پہاڑ میں نظروں سے اوجہل تھی۔
بانی میسرہ کو منیشا جارج کے رامپ خانہ کیطرف ہٹا دیتے اور جنرل سمولنسکی کے ڈویژن کو رسالہ کے ڈویژن سے جدا کرنیکی
کوشش کر رہے تھے۔ دو بجے میسرہ کے مشرقی حصہ کے سوا کل صف پر آتشباری بند ہو گئی اور حصہ میں کبھی کبھی باڑیں چلتی
ہیں ترکی کمانڈر نے اب ایک اور کاروائی شروع کی جسکے لیے غالباً وہ سارا دن تیاری کرتا رہا تھا۔
۳ بجے میں اور ریڈو غالہ کی چوٹی پر جو درہ ... کے دہانہ کی شرقی جانب ہے چڑہ گیا وہاں دو بجے تک سوا دونکی جا ...

جھیل قرلہ کے ساحل کے برابر سرپٹ گھوڑے دوڑاتے جاتے دیکھا۔ اوسکے دائیں ہاتھ یونانیوں کی میدانی پوزیشن کیطرف توپخانہ کی لمبی قطار بڑھ رہی تھی ادھر موضع حاجی میسی اور پہاڑیوں کے درمیانی علاقوں سے ترکی انفنٹری کے کالم عزم بالجزم کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔"

"تین بجے ترکی توپ خانہ نے موضع ریزومیلو کے درختوں سے الگ کھلے میدان میں قایم ہوکر یونانی قلب پر جو ولیسٹینو اور ویڑ کے درمیانی میدان میں تھا گولہ باری شروع کردی اور یہہ فی الفور معلوم ہوگیا کہ توپخانہ میں گران وزن توپیں بھی شامل ہیں۔ غالباً یہ وہی تھیں جو ترکوں کو لاریسا میں ملی تھیں۔ ان توپوں سے انہوں نے یونانی پوزیشن کے شمالی حصہ میں خوفناک تباہی کردی پانچ بجے یونانی باتریوں کا گولہ بارود قریب الاختتام ہوگیا جس پر جنرل سمولنسکی نے حکم دیدیا کہ توپخانہ کا حصہ کثیر بتدریج وولو کیطرف ہٹا دیا جائے اس حکم کی تعمیل کے دوران میں ترکوں نے بڑی توپوں سے پہلے سے زیادہ تیزی وسرعت کے ساتھ گولے برسانے شروع کردیئے۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد موضع ولیسٹینو اور نیز مغربی جانب کی کرار و پر قابض رہنا ناممکن ہوگیا کچھ عرصہ بعد ترکوں نے شمال اور مغرب کیطرف سے بہ ثبات مردانہ پیشقدمی کی اور ساڑھے سات بجے ولیسٹینو پر قابض ہوکر اوسے آگ لگادی ریلوے پل کو اڑادیا۔ اور ولیسٹینو فرسالہ لائن کو کاٹ دیا۔"

"یونانی فوج کامل طور پر ہزیمت یاب ہوئی اور وولو کیطرف جانیوالے پہاڑی درہ ترکوں کے لیے بالکل کھل گیا میمنہ کیطرف یونانیوں نے اپنا توپخانہ سب سے ہی ہٹانا شروع کردیا تھا اور ایک بچی ری میدانی باتری اور نیز چند کوہی توپیں بخیریت وولو پہنچ گئی تھیں جہاں انکو جنگی جہازوں پر جو بندر میں موجود تھے چڑھا دیا گیا رات سخت تاریک تھی مراجعت کنندگان کی سہولت و راہنمائی کیلیے پہاڑوں کی اطراف پر الاؤ روشن کردیئے گئے تھے جن سے سڑک کا پتہ ملتے رہنے میں بڑی مدد ملی بارہ سے زیادہ توپیں پیچھے چھوڑ دیگئیں یا ترکوں نے چھین لیں۔"

تخمیناً دس بجے مجروح ایک ٹرین پر وولو پہنچے گران وزن توپوں کی ایک ترکی باتری نے ٹرین پر چھ سات گولے چلائے مگر اوسے کوئی نہ لگا میری خیال میں اکثر مجروح میدان جنگ میں ہی چھوڑ دیئے گئے مقتولین کی تعداد کا درست اندازہ نہیں کیا سکتا تاہم یہ یقینی امر ہے کہ یونانیوں کی نسبت ترکوں کا زیادہ نقصان ہوا کیونکہ جب تک ترکوں نے دس سنٹی میٹر توپوں سے کام نہ لیا یونانیوں کی گولہ باری سے زیادہ موثر تھی دو تین بجے کے قریب جنرل سمولنسکی کی پراگندہ وہزیمت خوردہ فوج دو جدا جدا حصوں میں منقطع کردی گئی دستہ یسار کو جنرل مذکور نے پرسیفلار کر رستہ المیروس کو ہٹایا جہاں اُسے یونانی بیڑہ جہازات کی امداد کی توقع تھی مگر یہ دستہ کیسی ترتیب کے ساتھ ہٹا اسکی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

"دستہ یمین یعنی اوسکا بقیۃ السیف بحال خستہ وتباہ وولو کیطرف گیا۔ رات کی تاریکی میں پہاڑوں سے گذرتے وقت اس مراجعت وپسپائی کی بھی ویسی ہی مٹی پلید ہوئی جیسی کہ ٹرناوو سے لاریسہ کیطرف کی مراجعت کی ہوئی تھی اوس مراجعت کیطرح میں ہی بے تحاشا بندوقیں سرکیگئیں مگر خوش قسمتی سے یہ رہی آدمیوں کیطرف نہ چھوڑی گئی تھیں کیونکہ اسوقت کسی قسم کا بھی غنیم کا تعاقب کا خوف دامنگیر ہوتا تھا صرف بیتابانہ یہی مقصد پیش نظر تھا کہ جسطرح بھی ہو ایسے ہند دقیں پہلا دیتے رہے جمعرات کی رات اور بدھ کے دن وولو میں

عجب متوحشانہ سراسیمگی برپا رہی تمام باشندے مال و اسباب لیکر بازاروں میں نکل آئے اور کوہ پیلی اُنکی اطراف و جوانب سے بیسیوں دیہات کے دہقانی شہر میں گُھس آئے جس سے اور زیادہ گڑبڑ پڑگئی۔ لوٹیرے بھی فوراً برموقع پہنچگئے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار ایسا خوب گرم ہوگیا کہ بندرگاہ میں پانچ سٹیمر موجود تھے جنمیں ہزاروں باشندے مال و متاع لیکر سوار ہوگئے اور ہزاروں چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر جو متصل جزائر کو چلی گئیں لوگ بھاگ گئے پر اور بازاروں میں اسقدر شور و شر تھا کہ انگریزی اور فرنچ قونصلوں نے مشترکہ بیڑہ پر جا کر اُسکے کمانڈروں سے یہ التجا کی کہ باشندوں کی جان و مال کی حفاظت اور شہر کو لوٹیروں کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کیلئے انگریزی اطالین فرانسیسی اور آسٹرین بحری سپاہیوں کی جمعیت شہر میں بھیجی جائے درخواست کی تاکہ لوٹیرے شہر کو ترکوں کے پہنچنے سے پہلے ہی جنکی آمد کی ہر لحظہ توقع ہو رہی تھی تاخت و تاراج کرکے بالکل صفایا نہ کر دیں۔

وہیں اُس سٹیمر پر جو بندر سے سب سے آخر روانہ ہوا سوار ہوا ۱۸۰۰ سو مرد و عورتیں اور بچے جہاز میں اسطرح بھری پڑی تھیں جسطرح ٹوکریوں میں مچھلیاں بھری ہوتی ہیں اس مصیبت کو جو ان بیچارے پناہگزینوں پر گذری اسکا بآسانی بیان کیا جاسکتا ہے؟

جنگ فرسالہ

جس دن حقی پاشا نے ویلسٹینو پر حملہ کیا اُسی دن یعنی ۵ مئی کو ادھم پاشا نے بذات خود ڈویژن کی فوج بمقام فرسالہ حملہ کیا۔ وہاں یونانیوں کی جمعیت ۲۵-۳۰ ہزار کے درمیان تھی مشیر کے پاس تین ڈویژن یعنی نشاط پاشا اور ممدوح اور حمدی کے علی الترتیب دوم سوم و ششم ڈویژن جملہ ۳۵ ہزار آدمی تھے اور چوتھا یعنی خیری پاشا کا ڈویژن بجانب جنوب کاریسہ سے چلا آرہا تھا۔ فرسالہ (جتالجہ) لاریسہ سے ۲۳ میل بجانب جنوب دریائی پی اسپراوس میدان کے شمالی نصف میں واقع ہے جو سینوسیفالہ کی پہاڑیوں سے شروع ہوکر بجانب جنوب جبال اوتھریس تک چلا گیا ہے فرسالہ کوئی بڑا محفوظ مقام نہیں کیونکہ بجانب مشرق ویلسٹینو کیطرف سے اسکو عقب سے پہنچا جاسکتا ہے۔ کاریسہ سے خیری پاشا کی پیشقدمی کا بھی علم ہو جانے سے غالباً یونانی ہیڈ کوارٹر سٹاف نے دوموکوس کو ہٹ جانا جو نسبتاً بہت زیادہ محفوظ مقام ہے۔ فیصلہ کرلیا تھا۔

معرکہ فرسالہ کو لڑائی نہیں کہا جاسکتا وہاں درحقیقت صرف یونانیوں کے عقبی دستہ (رئیر گارڈ) اور ترکوں کے ہراول دستہ (ایڈوانس گارڈ) میں لڑائی ہوئی شروع شروع میں جب ترکوں نے کھلے میدان سے گذر کر ان پہاڑیوں پر جو فرسالہ کے جانب شمال میں ہیں حملہ کیا تو انہیں بہت نقصان اُٹھانا پڑا یونانی توپخانہ نے اسمیں خوب کام دیا اور انکی رائفلوں کا نشانہ بھی معمول سے اچھا ہی رہا مگر جب یہ پہاڑیوں کے قریب پہنچے تو پھر یونانیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے اور انکو یہ خوف لاحق ہوگیا کہ کہیں خیری پاشا کا ڈویژن کاریسہ سے آکر مراجعت کا راستہ بند نہ کر دے دو گھنٹوں کی آتشباری کے بعد وہ ریلوے لائن کو ہٹ گئے جہاں انکی دو پلٹنوں ابصعود یا ترپیدن نے ترکوں کو دو گھنٹوں تک روکے رکھا اسموقعہ پر اطالین رضاکاروں کی دو کمپنیوں اور غیر ملکی مجاہدین نے قابل تعریف استقامت و شجاعت دکھائی جب ترکوں کو اور زیادہ روکنا ناممکن ہوگیا تو وہ بتدریج پیچھے ہٹتے گئے اور پھر انہی پہاڑیوں پر اسکو واحد پل سے گذرنے کیلئے بسرعت پیچھے ہٹنے لگے قریب دو ہزار سے زیادہ یونانی سپاہی جمع تھے جنپر ترکی توپخانہ نے بہت ہلاکت و بربادی برپا کی۔ ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار مسٹر ولیم سیل کی حسب ذیل تحریر شایع ہوئی :-

یونانیوں نے ترکوں کا حملہ کر دیا تو اُن بلندیوں کیطرف جو پیچھے تھیں ہٹنا شروع کر دیا۔ مگر ایسا کرتے وقت

اونکو ترکی انفنٹری کی آتشباری کا بری طرح سے آماجگاہ بننا پڑا۔ اونکی میمنہ کو بالخصوص بہت نقصان پہنچا اور یہ وہ دار تھا
یا عقبی دستہ تو باقی فوجکو بچانے کیلئے بیدریغ اپنی جانیں نثار کیں جب ہم اوس زمین پر پہنچے جسے مراجعت کنندہ غنیم نے خالی کیا تھا
تو وہاں ہتھیار مرے پائے انمیں کئی نہایت ہی خوبصورت سڈول جسم گھنگریالے بالوں والے قوی نبیان نوجوانوں کی لاشیں تھیں
ان کی شکلیں پرانی زمانہ کے یونانی سنگتراشوں کے بنائے ہوئے دیوتاؤں سے بہت کچھ ملتی جلتی تھیں۔ افسوس ایسی قیمتی جانیں فضول
رائگان گئیں۔ مراجعت شروع ہونیکی دیر تھی کہ پھر ترکوں نے غنیم کو ایک لحظہ کیلئے فرصت نہ دی۔ نہ اپنی آتشباری میں کچھ فرق آنے دیا
کراہ کی چوٹی پر پہنچکر عجیب شاندار نظارہ آنکھوں کے سامنے نمودار ہوگیا۔ دائیں بائیں ترکی انفنٹری کے کالم بڑھ رہے تھے۔ نیچے خوبصورت
میدان سبز مخمل کیطرح بچھا ہوا تھا اوسکا عرض چار میل کے قریب تھا اور دائیں ہاتھ دور تک چلا گیا تھا۔ دو ٹولوکے قریب پہنچکر اور نیز
اون پہاڑیوں کے دامن میں جو شہر فرسالہ کو احاطہ کئے ہوئے ہیں یہ تنگ ہو گیا ہے۔ اوس سے پرے اور تھریس کی دیوار جیسیا
سیاہ اور عمودی پہاڑ کھڑے تھے۔ تمام میدان یونانیوں سے بھرا ہوا تھا جو بسرعت اوس سنگی پل کیطرف جو میدان کے وسط میں
ایک چھوٹے سے نالہ پر ہے چلے جا رہے تھے اونکی صفوں کی ترتیب کہیں اچھی اور کہیں ناقص تھی۔ ترکی توپخانہ نے آگے بڑھکر نہایت
بلند موقعوں سے بھاگتے ہوئے دستوں پر پے در پے گولے برسانا شروع کر دئیے۔ ہر گولہ کے گرنے پر بھگوڑوں کی تیز رفتاری میں
اور اضافہ ہو جاتا مگر اونکی عقبی دستہ نے جابجا ایسے مورچے تیار کر لئے ہوئے تھے جنکی اوٹ سے وہ پیہم باڑھیں چلا رہا تھا لیکن
ترکوں کی انفنٹری کی تعداد بہت زیادہ تھی وہ اسکے سامنے زیادہ دیر نہ ٹھیر سکا اور ترک اسے ایک موقعہ سے دوسرے موقعہ کو پیچھے
دھکیلتے چلے گئے ترکوں کی شجاعت پر سارا ہوا سوقت عش عش کر رہے تھے اور نہوں نے کسی پناہ کی آڑ لینا بہادروں کی شان
سے بعید سمجھا اور لگاتار سیدھے بڑھتے چلے گئے بندوقیں سر کرتے وقت بھی گھٹنے ٹیکنے کا نام نہ لیا۔

ترکی توپخانہ کی کارگذاری کے متعلق رائیٹر ایجنسی کے نامہ نگار مسٹر گوین نے حسب ذیل تحریر کیا۔ آجکی لڑائی بالکل خلاف
توقع ظہور میں آئی ادہم پاشا کا صرف یہ منشا تھا کہ آج اپنی فوج کو غنیم کی پوزیشن کے سامنے جمع کرکے کل اسپر فیصلہ کن حملہ کیا جائے
مگر دونوں فوجوں کے مقدمۃ الجیش میں مڈبھیڑ ہوگئی اور تھوڑی ہی دیر میں لڑائی عام ہوگئی یونانی نہایت محفوظ موقعہ پر
مقیم تھے فرسالہ کے سامنے کا میدان چار میل عریض ہے اور اوسکے وسط میں ایک دریا بہہ رہا ہے شمال کیطرف پست پہاڑیوں کا سلسلہ ہے اور
شمال کیطرف سے آنیوالوں راستے اونکی زد میں ہیں یونانی فوج ترکی حملہ کے انتظار میں اس سلسلہ پر خوب مضبوط مورچوں میں مقیم تھی
لڑائی صبح کے نو بجے شروع ہوئی پہلے اول دستوں میں ایک دو معرکے ہونیکے بعد یونانی توپخانہ نے آگ برسانی شروع کی اور اسکے گولے
بہت عین نشانہ پر گرتے رہے مگر ترک دشمن کی آتشباری کے سامنے سینہ سپر ہو کر حیرت انگیز لاپروائی اور ثابت قدمی کیساتھ آگے بڑھتے
گئے اسوقت یونانیوں سے سخت مہلک غلطی ہوئی وہ پہاڑیوں پر ٹھہر کر دشمن کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرنیکی بجائے فوراً ہی میدان میں اتر گئے جو ہمہ
جگہ سے ترکی توپخانہ کی زد میں تھا البتہ یونانی انفنٹری کی ایک کمپنی نے قابل تعریف جوانمردی دکھائی۔ وہ دیر تک کثیر التعداد دشمن کا
نہایت بہادری سے مقابلہ کرتی رہی لیکن جب کوئی اور دستہ اوسکی کمک و دستگیری کیلئے موجود نہ تھا اوسکی بے نظیر استقامت محض فضول تھی۔ اور

بالآخر حملہ آوروں کے مقابلہ سے پیچھے ہٹ جانا پڑا۔ مراجعت خاصی باترتیبی سے کی گئی اور عقبی دستہ نے اوسکی کافی حفاظت کی جو کبھی چھوٹی چھوٹی پوزیشنوں پر قابض ہوکر کچھ کچھ دیر ترکوں کی پیشقدمی کو روکتا رہا۔ ترکوں نے حسب معمول یہاں بھی تہور و بہادری تیزی سے کام لیا مگر یہ مقابلے بہت تھوڑی تھوڑی دیر کیلیے کئے گئے۔ یونانی عموماً سیدھے کھڑے رہکر بندوقیں سر کرتے رہے۔ بہت تھوڑوں نے گھٹنے ٹیک کر یا لیٹ کر آتشباری کی۔ یونانیوں نے پہاڑیوں کو خالی کیا ہی تھا کہ ترکی توپخانہ نے اونپر قایم ہوکر غنیم کی صفوں میں قیامت برپا کردی اوس وقت کا نظارہ سخت درد انگیز اور ساتھ ہی شاندار بھی تھا۔ مراجعت کنندہ یونانی سب طرفوں سے سنگی پل کیطرف دوڑے جارہے تھے۔ دریا کو عبور کرنے کے لیے صرف یہی ایک رستہ تھا۔ یونانی انبوہ انبوہ ہر دم بڑھتی ہوئی سیلاب کیطرح اس ایک موقعہ کیطرف جمع ہورہے تھے اور ترکی باتریاں اس جم غفیر پر پے در پے گولے برسا رہی تھیں جو عین نشانہ پر گرتے اور خوفناک تباہی برپا کرتے رہے۔ میدان کے وسط میں دریا کے شمالی کنارہ پر موضع واسیلی واقع ہے۔ وہاں ترکوں کا جو اب چاروں طرف سے میدان میں داخل ہوگئے تھے۔ یونانیوں کی ایک زبردست جمعیت سے مقابلہ ہوگیا۔ یونانی ایک پہاڑی کے پیچھے چھپے ہوئے تھے دشمن کو قریب پہنچنے پر اونہوں نے لگاتار باڑھیں چلانا شروع کردیا۔ مگر ترکوں نے کچھ پروا نکی۔ اونہوں نے اپنی صفوں کو پھیلا دیا لیکن ایک لحظہ کا توقف نکیا اور حسب معمول شیروں کی طرح سیدھے بڑھتے چلے گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک گولی چلائے بغیر محض اخلاقی اثر سے ہی گاؤں فتح ہوگیا۔ یونانی یہ تہور و ثبات دیکھکر ایسے خوف زدہ ہوئے کہ وہ ترکوں کے قریب پہنچنے کا انتظار نکر سکے اور بسرعت تمام واپس ہٹ گئے گولیوں کی تابڑ توڑ بارش میں ترکوں کا دلیرانہ وار آگے بڑھتے جانا بلاشبہ کمال شاندار نظارہ تھا۔

سنہ ۴۸ قبل مسیح میں جولیس سیزر نے ۲۲ ہزار سپاہ سے اسی میدان جنگ میں پامپی اور اوسکی ۴۵ ہزار فوج کو کامل شکست دی تھی۔ یونانی فوج کا حصہ کثیر لڑائی میں شامل ہوئے بغیر ۵ مئی کی رات کو ڈوموکوس کو ہٹ گیا۔ وہ فرسالہ سے پندرہ میل بجانب جنوب اور تقریباً ناممکن التسخیر پوزیشن ہے۔ فرسالہ میں ترکوں کو ۴ توپیں اور سامان حرب کی وافر مقدار دستیاب ہوئی۔ ترکوں کے تخمیناً تین سو اور یونانیوں کے اس سے دگنے قتل و مجروح ہوئے۔ اس لڑائی کے حالات بہترین پیرایہ میں مسٹر مانٹگمری نے تحریر کیے ہیں جو اسی کے اخبار سٹینڈرڈ میں حسب ذیل شائع ہوئے۔

"۶ تاتاری صبح پنجشنبہ۔ یہ گاؤں نبغلا اور فرسالہ کے درمیان اوس پست سے سلسلہ پر واقع ہے جو میدان لاریسا کو میدان فرسالہ سے جدا کرتا ہے۔ کل صبح ترکی فوج تین کالموں میں فرسالہ کیطرف بڑھی حمدی پاشا کا کالم جو وسط میں تھا موضع سورکب کے رستہ بڑھا۔ ممدوح پاشا میسرہ پر تھا جسکا ڈویژن بکلانسی میں سے گذرا اور نشاد کا ڈویژن جو میمنہ پر تھا بوغلار کی سڑک سے آیا۔ خیری آول ڈویژن میدان میں بہت آگے تھا [illegible] تک پہنچگیا ہوا تھا۔ عزم یہ تھا کہ پہلے دن یونانیوں کو پہلی پوزیشنوں سے دریا کیطرف ہٹا دیں [illegible] اور نیز مزید فوج کو پہنچ جانے پر آج ہو مگر یونانیوں کی کمزور مدافعت پر ترک جو غنیم سے دست بگریبان ہونیکے شایق تھے [illegible] ہے گئے جس سے شکستانہ حرکت [illegible] بدلگئی اور ترکوں کو فتح عظیم نصیب ہوئی۔ فرسالہ پر [illegible] ہوگئی [illegible] سامان حرب [illegible] کی وافر مقدار [illegible] مراجعت میں

پیچھے چھوڑ گئے دستیاب ہوئی سب سے اول ممدوح کا دشمن سے تصادم ہوا۔ یونانی اون چند چھوٹی سی پہاڑیوں پر جو قرہ ودرسی سے تین اور فرسالہ سے تخمیناً ۸ میل شمال میں میدان تریخالہ کے حاشیہ پر واقع ہیں مقیم تھے تو یونانی ساڑھے نو بجے گولہ باری آغاز کی مگر یونانی جلد اپنی باتریونکو پیچھے ہٹا لیگئے اور دس بجے کے قریب ممدوح قرہ ودرسی پر قابض ہو گیا۔ اب فریقین کی تمام پیدل مصروف پیکار ہوئی اور دیر تک مسلسل آتشباری کا ایک تانتا لگا رہا۔ یونانی پیچھے اور متصل پہاڑی کے جنگل میں بالاستقامت قابض تھے تین گھنٹوں کی لڑائی کے بعد میں نے ترکوں کو اوس پہاڑی کی چوٹی پر سے گذرتے دیکھا۔ اور یونانی وہاں سے قطعاً پیچھے ہٹا دئیے گئے۔ سپہر مین آگے بڑھ کر وہاں پہنچ گیا اور چوٹی سے فرسالہ کے ہموار میدان کا جو پہاڑیوں کے دامن میں تھا خوب نظارہ کیا شہر عین میرے سامنے تھا اوس وقت تین کا عمل تھا۔ اور تینوں ترکی ڈویژن صف بستہ آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ نناظر کی بالمقابل کو دوسرے دونوں کی نسبت بہت زیادہ یعنی تقریباً دس ہزار یونانی فوج تھی مگر نسبتاً اوسکی بہت کم مزاحمت کیگئی ۔

محمدی کا ایک چھوٹی سی یونانی فوج نے جو تاتاری میں اور اوسکے اردگرد موجود تھی قابل تعریف مقابلہ کیا۔ میں یہ خط اسی مقام سے لکھ رہا ہوں یہاں دلیرانہ مزاحمت کی طفیل یونانیوں کا باقی لشکر کاس کوناری کو جو نناظر کے خط پیشقدمی کے سامنے تھا ہٹ جانیکے قابل ہو گیا تاتاری سے ایک پلٹن پیچھے ہٹ کر انیپی کے پل سے عبور کر گئی۔ مگر باقیماندہ سپاہ جو تقریباً دو ہزار تھی۔ این روئے دریا کے میدانی ٹیکروں پر برابر قابض رہی میدان یہاں پہاڑیوں سے بالکل صاف تھا اور گو بعض اوقات دھوئیں کیوجہ سے نظر اچھی طرح سے کام نہ کر سکتی تاہم لڑائی کے تمام جزئیات صاف صاف نظر آتے رہے۔ میدان میں یونانی جابجا چھوٹے چھوٹے دیہات میں توقف کرتے گئے جنہیں جب تک کہ صرف رائفلی و توپی آتشباری ہوتی رہی وہ برابر قابض رہے مگر جب ترک اونکی باڑھوں کے علی الرغم بہ ثبات مردانہ اور بکمال ترتیب صفوں میں بڑھتے ہوئے قریب پہنچ جاتے تو یونانی فی الفور گاؤں خالی کر کے پسپا ہو جاتے کچھ عرصہ سے ترکی باتریاں اون پہاڑیوں پر قائم ہو کر جہاں سے اونکی انفنٹری نے یونانیوں کو نکالا تھا جہاں کہیں یونانی مجتمع ہوتے دیکھے گولہ برسا رہی تھیں اور ایک کوہی باتری بالخصوص اوس گاؤں کیطرف جسپر یونانی قابض تھے نظر عنایت مبذول کئے ہوئی تھی۔ یونانی باتریاں بھی جواب دیتی رہیں مگر اونکی گولہ باری محض فضول تھی اونکے اکثر گولے پھٹنے کے بغیر نرم زمین میں دور تک دھنس جاتے رہے لیکن گو یونانی مسلسل پیچھے ہٹ رہے تھے اور ترکی باتریاں جن میں چند اب شراپنل گولے چلا رہی تھیں اونپر لگاتار سخت آتشباری کر رہیں اور اونکو نقصان پہنچا رہی تھیں مگر اس مراجعت میں ابتری کا اور بھاگڑ کا کہیں نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔ وہ خاصی باترتیبی و باقاعدگی سے پیچھے ہٹے۔ ترکی ڈویژن اب دوش بدوش موضع واسیلی کیطرف جہاں یونانیوں کی معقول جمعیت جمع تھی بڑھے جا رہے تھے۔ اور کئی باتریاں حملہ میں اونکا ہاتھ بٹا رہی تھیں لیکن یونانی اب لڑائی سے کافی سیر ہو چکے تھے ترکی فوج کو اوسطرف بڑھتے ہی وہ جلد جلد چند باڑھیں چلانیکے بعد میدان سے ہٹتے ہوئے انیپی کے پل کو ہٹ گئے جسکو عبور کرتے وقت ترکی گولوں سے اونکو یقیناً بہت سخت نقصان اوٹھانا پڑا۔ اب تاریکی شروع ہو گئی تھی لیکن ترکی انفنٹری فرسالہ کے قریب پہنچ گئی ہوئی تھی جسپر صرف یہی باڑھیں چلا رہی تھی بلکہ باتریاں بھی اب گولہ برسا رہی تھیں ۔

نوٹ اس گولہ کا موجد جنرل شراپنل تھا۔ یہ ایسے پھٹنے والے گولے کو کہتے ہیں جسمیں گولیاں اور تھوڑا سا بارود رہتا ہے فاصلہ مقررہ پر ان گولوں کو پھٹنے کیلئے تیار کیا ہوتا ہے

بتدریج دونوں طرف سے آتشباری بند ہوگئی اور اتنے میں چند ترک جو بلا اجازت آگے چلے گئے تھے خبر لائے کہ یونانی شہر کو خالی کر رہے ہیں جسپر ترک فی الفور شہر میں داخل ہوگئے اور یونانیوں کی عقبی دستہ کو وہاں سے نوکدم بھگا دیا۔ سارا دن ترک ایسی ثابت قدمی و مردانگی سے لڑے کہ اونکا مقابلہ فی الحقیقت ناممکن تھا اونکی طرف سے کوئی نامناسب تعجیل و شتابکاری یا تیزی ظہور میں نہ آئی بلکہ متانت و استقامت کے ساتھ لگاتار یکساں رفتار سے آگے بڑھے اگرچہ غنیم کے گولے اور شل اونکی صفوں میں عموماً رخنے ڈالتے رہتے تھے یہ رخنے فوراً پر کر دئے جاتے اور صف ساکت و خاموش اسطرح سے آگے بڑھی چلی جاتی کہ یہی نہیں کہ گویا سپاہیوں کو غنیم کی گولہ باری کی کچھ پروا ہی نہیں۔ بلکہ یہ کہ فی الحقیقت ہی اونکو خبر نہیں کہ کوئی گولے برس رہے ہیں ایسے شجاعوں کے سامنے بھلا کون غنیم ٹھیر سکتا تھا یونانی شروع شروع میں اچھے نہ لڑے۔ اونکی پوزیشن قدرتاً ہی محفوظ و مستحکم نہ تھی بلکہ مصنوعی مورچوں سے بھی حسب معمول اسے خوب مضبوط کر لیا گیا ہوا تھا۔ مگر اونہوں نے بڑی بیدلی سے ترکی پیشقدمی کی مزاحمت کی لیکن میدان میں جاکر جہاں وہ ترکی باتریوں کی زد میں تھے وہ نسبتاً بہت زیادہ استقامت و پامردی سے اپنے اپنے موقعہ پر قایم رہے اور بعض پلٹنوں نے ایسا جوانمردانہ عزم و استقلال دکھلایا کہ محض اون کی طفیل باقی فوج باقاعدگی کے ساتھ مراجعت کر سکی۔

"از فرسالہ پنجشنبہ کی دوپہر۔ حمدی پاشا کا کل ڈویژن آج صبح کے چھ بجے شہر میں داخل ہوا۔ اور آدھے پاشا معہ سٹاف ابھی یہاں پہنچے شہر بالکل خالی پڑا تھا۔ باشندوں کا حصہ کثیر دو تین دن پہلے اور باقی لڑائی شروع ہوتی ہی فوجیکہ ہوگئے ہونگے کیونکہ لاریسا کیطرح یہاں کوئی ایسی علامتیں نہ پائی جاتی تھیں جنسے ثابت ہو سکتا کہ باشندے بتعجیل و سراسیمگی فرار ہوئے ہیں۔ اون مجروحین کی زبانی جو پیچھے چھوڑ دئے گئے تھے ہمیں معلوم ہوا کہ یونانی شہر میں داخل ہوتے ہی بھگدڑ شروع ہوگئی۔ ترکی شراپنل اور شیل گولوں نے اون کو ایسا ڈرا دیا کہ انہوں نے شہر میں توقف کرنیکا نام نہ لیا اور ڈومو کوس کو ہٹ گئے۔ وہ شہر میں دو ہزار آٹھ سو شیل اور رائفلوں کے کارتوس سلا اور بسکٹ کی مقدار عظیم پیچھے چھوڑ گئے۔ ترک ان شیلوں سے کام لے سکیں گے کیونکہ اونکی توپوں کی بھی وہی سائز ہے جو یونانی توپوں کی ہے۔

"یہ یقینی امر معلوم ہوتا ہے کہ مراجعت پہلے سے سوچی سمجھی ہوئی نہ تھی کیونکہ فرسالہ اور اسکے مضافات میں نہایت ہی مضبوط و مستحکم مورچے تیار کئے گئے ہوئے تھے اور چونکہ متصلہ پہاڑیوں کی چوٹیوں پر نصب شدہ باتریاں شہر کو تمام رستوں اور ناکوں پر خطرناک آگ برسا سکتی تھیں حملہ آور نقصان عظیم اٹھائے بغیر اس پوزیشن کو فتح نہ کر سکتے تھے۔ میری رائے میں اس اچانک مراجعت کا اسوجہ سے عزم کیا گیا ہوگا کہ یونانی فوج ایسے بے اوسان اور شکستہ دل ہو رہی ہوگی کہ سپہ سالار مضبوط مقام کی بناء پر بھی اور زیادہ لڑائی کر سکنے کا بھروسہ نہ رکھتا ہوگا۔ فرسالہ کی تسخیر سے یونانیوں کے لئے ولیکو پر قابض رہنا ناممکن ہوگیا ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ اگر انہوں نے فی الفور خالی کرکے وہ مشرقی ساحل کی سڑک کو راستہ جنوب کیطرف نہ ہٹ گئے تو کوئی چیز اونہیں کامل تباہی سے نہ بچا سکے گی۔"

"کل کی لڑائی میں ہیڈ کوارٹر کے اعلی سٹاف افسر سیف اللہ پاشا نے بالخصوص ممتاز و نمایاں شجاعت دکھائی جبکہ کندہ و مری کے سامنے کی پہاڑی پر لڑائی زور و شور سے ہو رہی تھی تین البانی پلٹنوں نے نامناسب تیزی و تعجیل کے ساتھ حملہ کر دیا جس سے یونانیوں کی توپوں اور رائفلوں کی آتشباری کا رخ اونہی کیطرف ہوگیا۔ اس مہیب بوچھاڑ سے اونکے قدم لڑکھڑانے لگے ہی تھے کہ سیف اللہ

فی الفور متزلزل صف کی کمان اپنے ہاتھ میں لیکر اُسے درست و ثابت قدم بنادیا - اور پھر پیشقدمی میں کچھ فاصلہ تک اس کے آگے آگے رہے - اسی دن بعد ازاں موضع برکلی کے حملہ میں بھی پاشا موصوف نے آگے ہوکر البانویوں سے دھاوا کرایا۔"

فرسالہ و ولستینو کی تسخیر اور ڈومو کے قبضہ سے یونانیوں کا خط آمد و رفت بالکل متغیر ہوگیا - اب تک وولو قاعدۃ الجیش رہا تھا - اور تمام سامان و کمک براہ سمندر وولو تک آکر ریل پر ولستینو کے رستہ لاریسا - تریکالا اور فرسالہ کو بھیجا جاتا تھا - اب یہ امر ناممکن ہوگیا اور لامیا یعنی اس کا بندر سٹائی لیڈا یونانی فوج کا جو ہالمیروس کے جنوبی دامن سے ڈوموکوس تک پھیلی ہوئی تھی - جدید بحری قاعدۃ الجیش ہوگیا - مگر لامیا سے کوئی ریلوے لائن نہ جاتی تھی - مزید برآں یہ علاقہ نہایت دشوار گذار اور کٹھن ہے جس سے یونانیوں کو ڈومو کے بعد ٹرانسپورٹ میں سخت مشکلات درپیش آئی ہونگی مگر اس کے مقابل جسقدر یونانیوں کی مشکلات بڑھیں - اسیقدر ریلوے لائن کے تصرف سے ادہم پاشا کو ٹرانسپورٹ میں آسانی و سہولت ہوگئی -

یونانی فرسالہ اور ولستینو میں ہزیمت کھانیکے بعد ہالمیروس ڈوموکوس لائن کو ہٹ گئے - ہالمیروس سے ولستینو بیس میل بجانب جنوب اور ڈوموکوس فرسالہ سے بجانب جنوب مغرب پندرہ میل اور لاریسہ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر لاریسہ - لامیہ کی شاہ راہ پر واقع ہے - ہالمیروس سے ڈوموکوس بخط مستقیم ۲۵ میل ہے -

ادہم پاشا کی آخری پیشقدمی کا مدعا یہ تھا کہ ڈوموکوس اور ہالمیروس کے درمیانی کوہستانی علاقہ سے گذر کر یونانی فوج کو دو حصوں میں منقسم کردیا جائے - پاشا موصوف نے ولیعہد کی کل فوج پر مراجعت کا راستہ بند کردینے کیلئے ڈوموکوس کے میمنہ سے گذر کر اس کے عقب میں درہ فوتکا کے قریب لامیہ کی سڑک پر قابض ہونیکی بھی کوشش کی جنرل سمولنسکی ہالمیروس میں اور ولیعہد ۵۳ ہزار فوج سمیت جو سترک مورچوں کی پناہ میں تھی ڈوموکوس میں تھا - کل محاربہ میں یونانیوں نے عمدہ موقعے منتخب کرنے اور انکو ہنر و سلیقہ سے مورچہ بند بنانے میں بلاشبہ بڑا کمال دکھایا - جیسی انہیں انجنیرانہ قابلیت تھی اس سے اگر چوتھائی شجاعت و استقامت بھی ان میں موجود ہوتی تو باغلب وجوہ محاربہ کا وہ نتیجہ نہ ہوتا جو ہوا -

۷ مئی کو ولستینو فرسالہ لائن سے یونانیوں کے اخراج کے بعد پھر بدستور سابق بیکاری و توقف کا پُراسرار و ناقابل الفہم دورہ آگیا - بعض ان توقفوں کا باعث یہ بتاتے ہیں کہ قسطنطنیہ سے یکے بعد دیگرے متضاد احکام موصول ہوتے تھے - بعض کی رائے میں گولہ بارود کی قلت انکا باعث تھی - اور دوسرے انہیں ترکوں کے قومی خاصہ تساہل و سہل انگاری پر محمول کرتے ہیں - میری رائے میں اس آخری توقف کا باعث جو ۷ مئی سے ۱۵ مئی تک کیا گیا غالباً مذاکرات صلحیہ تھے جن کی سلسلہ جنبانی اسوقت شروع ہوگئی ہوئی تھی - ایم رالیس نے ۱۱ مئی کو مجھ سے ذکر کیا کہ دول عظام نے بلا درخواست خود بخود پیغام بھیجا ہے کہ اگر یونان چاہے تو وہ مداخلت کرنیکو تیار ہیں - انکا صاف لفظوں میں یہ مطلب تھا کہ یونان نے دربردہ دول سے التجا کی ہے پس ممکن ہے ترکی گورنمنٹ نے مزید خونریزی نہ ہونے دینے کیلئے اپنے سپہ سالار کو سردست خاموش رہنے کا ایما کردیا ہو - فرسالہ سے واقعی پیشقدمی ۱۵ مئی کو کیگئی -

اس مہلت سے یونانیوں نے ڈوموکوس کے طبعی استحکام کو انسانی ہنر و لیاقت اور محنت سے اور مضبوط کرلینے کا فائدہ اٹھالیا جس سے

اوس حصن حصین کو فتح کرنا اور بھی مشکل ہو گیا۔ ۱۲ مئی کو حقی پاشا ویلسٹینو سے بجانب جنوب المیروس کیطرف بڑہے جسکو جنرل سمولنسکی نے تقریبا بلا مزاحمت خالی کر دیا۔ مگر اسنے ملکی اخبارات کو یہ تار بھیجدیا کہ مینے المیروس کو خود نہیں چھوڑا بلکہ اعلے حکام کے حکم سے آپکی پیشقدمی بجانب المیروس کیوقت ایک بعیدی چوکی کے یونانی سواروں نے ہمارے دوست مسٹر مانٹگمری اور بیرن کرنگلیشین کو گرفتار کر کے سخت بیحرمت کیا تھا۔ سمولنسکی لامیہ یا سپائی کیطرف جو ۲۵ میل بجانب جنوب مغرب تھا ہٹ گیا۔ ۱۴ مئی کو ترکی فوج تیمہ ابازیس کا ایک حصہ مت زدوہ سے مغربی تھیسلی میں داخل ہو کر ترسیکالہ میں اسلام پاشا سے جو ادہم پاشا کی تہائی میمنہ کا کمانڈر تھا آملا۔ مشیر دونوں دونوں صفوں کی ترکی افواج کا کمانڈر انچیف بنا دیا گیا ہوا تھا۔

بیکاری کے ان دس دنوں میں جنوبی تھیسلی میں سامان رسد کی قلت عظیم سے بہت دقت رہی اور چونکہ یونانی دریائی پی اسکے جنوبی کوہستانی حصے آباد علاقہ کو ہٹ گئے ہوئے تھے اونہیں ترکوں سے زیادہ قلت رسد سے تکلیف پہنچی۔

ادہم پاشا کی آخری پیشقدمی

ادہم پاشا کی زیر کمان براہ راست اوسوقت پانچ ڈویژن فرسالہ میں موجود تھے حیدر پاشا جو تہا ڈویژن لیکر درہ ملونا سے آگیا تھا۔ ممدوح و حمدی تیسرا و پانچوا ڈویژن لیکر ویلسٹینو اور وولو کو سے واپس آگئے تھے۔ اور نشاط و خیری دوم و اول ڈویژن سمیت ۵ مئی سے وہیں مقیم تھے۔ ان پانچوں ڈویژنوں میں توپخانہ اور سواروں سمیت ساٹھ ہزار آدمی تھے۔ یونانی فوجکو پامال کرنیکی کارروائی کے متعلق حقی پاشا کی حرکت بجانب المیروس پہلا مرحلہ تھی۔ مشیر کو امید نہ تھی کہ سمولنسکی ایسی جلد پسپا ہو جائیگا۔ انکو خیال تھا کہ المیروس اور ڈوموکوس کے درمیانی علاقہ سے گذر کر ممدوح پاشا کو دلیعہد اور سمولنسکی کی فوجیں حائل ہو جانے تک حقی پاشا سمولنسکی کی فوجکو مشغول رکھ سکیں گے۔ ممدوح ۱۵ مئی کو فرسالہ سے جنوب مشرق کیطرف روانہ ہوا۔ اور ۱۶ مئی کو عام پیشقدمی کی تیاریاں مکمل کرلیگئیں۔ پانچوں ڈویژنوں کا فرسالہ میں جائزہ لیا گیا اور سوار آگے روانہ کر دیئے گئے۔ کل فوج شام کو سات بجے جنوب رو یہ روانہ ہوئی اور پانچ گھنٹوں کے سفر کے بعد ڈوموکوس سے پانچ میل کے فاصلہ پر شب باش ہوئی۔ مسٹر بگہم کا بیان ہے کہ پہلے رات کیوقت دشمن پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا گیا تھا مگر پھر اسے ترک کر دیا گیا۔

ترکی فوج پر پہنچنے سے پہلے ناشتہ کھا کر صبح کے چھ بجے پھر آگے روانہ ہو گئی۔ فوج حملہ کنندہ اسطرح مرتب کیگئی۔ ممدوح پاشا ڈوموکوس سے ۳ میل کے فاصلہ پر بجانب مشرق یعنی ترکی فوج کے میسرہ پر تھا اوس سے ورے حمدی پاشا کا ڈویژن تھا جسے یونانی میمنہ کو الٹنے کیلیے حکم ملا تھا کہ وہ ڈوموکوس سے تین چار میل بجانب مشرق گذر کر یونانیوں کیلیے لامیہ کیطرف مراجعت کرنیکا راستہ بند کر دے۔ اسکے بعد نشاط پاشا کا ڈویژن ڈوموکوس کے عین بالمقابل تھا۔ نشاط کے ماتحت اسلام پاشا کے زیر کمان ایک بریگیڈ فوج نظام کا تھا۔ یہ نظام فوج ایڈریانوپل سے آئی تھی۔ اور جدید ماسر رائیفل سے مسلح تھی۔ نشاط اور حمدی کے ڈویژن سے دو میل عقب میں حیدر کا ڈویژن ریزرو میں تھا۔ انتہائی میمنہ پر ڈوموکوس سے بجانب شمال مغرب خیری کا ڈویژن تھا۔

قلعہ ڈوموکوس

مسٹر بگہم قلعہ ڈوموکوس کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے: "ایک وسیع و فراخ وادی ہے جو دس میل لمبی اور پانچ ایک میل چوڑی ہے اور کہیں کہیں اور راہیں کہیت موجود ہیں مگر زیادہ حصے

خود رو گھاس ہے۔ ایک سربفلک پہاڑی اوپر کو اٹھتی چلی گئی ہے اس پہاڑی کا سامنا قدرتی منزلوں سے جو ایکدوسرے کے اوپر
بلند ہوتی چلی گئی ہیں بنا ہوا ہے۔ شاہ راہ ان منزلوں کے گرد اگرد چکر کاٹتی ہوئی چوٹی تک چلی گئی ہے جہاں عین قلہ کوہ پر ڈومکوس
کا شہر اور قلعہ واقع ہے۔ اور کل میدان اسکی زد میں ہے۔ نظارہ کی دلفریبی میں کوئی کلام نہیں مگر اوسوقت اوسکی طبعی
استحکام کا خیال باقی سب باتوں پر غالب آتا تھا ایسی مضبوط و مستحکم پوزیشن غالباً ابتک بہت ہی کم جرنیلوں کو مدافعت کیلئے نصیب
ہوئی ہوگی سب سے نچلی منزل پر پیدل فوج مورچوں کی تین یا چار قطاروں میں موجود تھی۔ فوج کی موجودگی کا علم صرف مورچوں کی سیدہائی
سے ہو سکتا تھا ان سے پرے ریزرو فوج کے دستے انبوہ در انبوہ کھڑے تھے ہر منزل کے پیچھے اور اوپر توپیں ہی توپیں نصب
تھیں جنکی نالیں مورچوں کے جھروکوں سے دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ سلسلہ اسیطرح منزل بمنزل چوٹی تک چلا گیا تھا۔
جہاں قلعہ کی فصیلوں پر چار گران وزن قلعہ شکن توپیں چڑھی ہوئی تھیں ؎

ڈومکوس کے حملہ میں ترکوں سے پے درپے غلطیاں سرزد ہوئیں مگر میرے پاس اس غرض کیلئے کافی شہادت موجود نہیں کہ میں ثابت
کر سکوں کہ ان غلطیوں کا جن سے فائدہ بہت کم اور نقصان بہت زیادہ ہوا فلاں شخص ذمہ دار تھا۔ حسب معمول ادہم پاشا کی شاطرانہ
تدبیر اس موقعہ پر بھی نہایت اعلیٰ تھی۔ تدبیر مذکور یہ تھی کہ حمدی پاشا ممدوح غنیم کے بازو سے اوسکے عقب میں پہنچکر مراجعت کا رستہ بند کر دیں۔ مگر اسکے
ساتھ ہی حسب معمول ڈوویرن کمانڈر فوج کی کارروائی اس موقعہ پر بھی ناقص رہی۔ اور انہیں سے ایک نہایت مہلک خوفناک مگر محض
فضول غلطی یہ کی کہ ڈومکوس کی سربفلک بلندی کو سامنے کیطرف سے اور واحد بریگیڈ سے حملہ کر کے فتح کرنیکی کوشش کی۔
اس حملہ کے متعلق کم از کم تین امر توضیح طلب ہیں (۱) کیوں اسلام پاشا کو ڈوویرن کو تنہا ایسے مقام پر حملہ کرنیکا حکم دیا گیا (۲) کیوں
پھر اس بریگیڈ کو مزید پیدل فوج یا توپخانہ سے کمک نہ پہنچائی گئی۔ اور اسے اسکے حال پر چھوڑ دیا گیا (۳) کیوں خیری پاشا تمام دن میمنہ
پر خاموش کھڑا رہا۔ اور اسنے آخر الذکر کو دیکر یا یونانیوں کی توجہ کو اسکی طرف سے ہٹانے کی کوشش نہ کی۔ انکے ساتھ یہ چوتھا سوال بھی
کیا جا سکتا ہے کہ کیوں حمدی پاشا نے یونانی میمنہ پر مشغول کارزار ہونے میں اسقدر دیر لگائی۔ بلکہ یہ پانچواں سوال بھی کیا جا سکتا ہے کہ کیوں
ممدوح لامیہ کی سڑک پر قابض نہ ہو سکا وہ پندرہ کو روانہ ہوا تھا۔ اور براہ دومی یقیناً ۱۸ مئی کی صبح تک یونانیوں کی مراجعت کے
راستہ پر قابض ہو سکتا تھا۔ حمدی پاشا کے توقف کی نسبت مسٹر بگہم یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اسے نہایت مشکل کوہستانی علاقہ سے
گذرنا پڑا تھا اوس نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہ کی تھی۔ بالآخر پاشا موصوف کی نسبت مسٹر ممدوح یہ لکھتے ہیں ـــــ

"یہ تقریباً محض حمدی پاشا کی ہی متحملانہ و با صبور پیشقدمی کی طفیل تھا کہ ایک دن میں لڑائی ختم ہوگئی۔ اور دونوں فریق نہایت
خونریزی سے بچگئے جو دہاوا ہونیکی صورت میں یقیناً وقوع میں آتی"ـــــ

معرکہ میں اولین حرکت حمدی کی جو پہلو وادی وادی ترکی سیرہ کیطرف اور پھر پہاڑیوں میں سے جنوبیہ قرہ جا کی طرف
بڑہا اوسکا ڈوویرن تھوڑی دیر بعد پہاڑی دروں اور گہاٹیوں میں غائب ہو کر پھر کہیں شام کے پیچھے نمودار ہوا۔ مگر دیکھنے والا گاہ گاہ
انتشار سے اوسکی موجودگی کا پتہ لگا رہا خیری پاشا میسرہ پر تین میل سیدہا بڑہکر اوس نشیبی علاقہ میں جو ڈومکوس کے شمال مغرب میں ہے

محفوظ و مصئون سارا دن بہادر کھڑا رہا۔

فوج منظام کا شاندار حملہ ۔ یاسر پاشا مع چہارم ڈویژن اور رضا پاشا مع فوج توپخانہ ڈومو کوس سے چار میل بجانب شمال نشاط پاشا کے پیچھے ریزرو میں رہے۔ الغرض لڑائی کا کل بوجھ صرف نشاط پاشا کے دوم ڈویژن بلکہ اس کے بھی صرف ایک ہی بریگیڈ پر پڑا۔ تمام شاہد متفق الرائے ہیں کہ یہ نہایت ہی ظالمانہ غلطی تھی جس کا ارتکاب محض بلا ضرورت کیا گیا۔ اور فضول سینکڑوں بہادر جانوں کو قربان کر دیا گیا۔ چھوٹی سی تمہیدی لڑائی کے بعد اسلام پاشا کا بریگیڈ دو بجے یونانی پوزیشن کیطرف بڑھا۔ اس بریگیڈ میں چھ پلٹنیں یعنی تقریباً پانچہزار سپاہی تھے۔ جو سب کے سب نوعمر منظام اور ماسر رائفل سے مسلح تھے۔ یونانی مورچوں سے تخمیناً دو ہزار گز کے فاصلہ پر انکو کھڑا کر دیا گیا۔ جہاں وہ کالم کی ہیئت چھوڑ کر لمبی صفوں میں مرتب ہوئی ہی تھی کہ یونانی توپخانہ نے اپنر شریپنل گولے برسانے شروع کر دیئے جنسے انکو بہت نقصان پہنچا۔ اس پر نشاط نے دو بیٹریوں سے یونانیوں پر گولے برسائے۔ مگر ان کا کچھ اثر نہوا۔ خیر ہی نے بھی اسوقت ایک واحد بیٹری سے چند گولے سر کئے۔ اس شاندار انفنٹری کیلئے جو یقینی موت کے منہ میں بھیجی گئی تھی۔ میدان کارزار میں کسیطرح کی پناہ یا آڑ موجود نہ تھی۔ زمین کا ہموار ہوا تھی جسپر صرف کہیں کہیں فصل دار کھیت موجود تھے صف آراء ہوکر ان نوعمر عثمانلی سپاہیوں نے بہ ثبات مردانہ آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ توپیں گولہ باری کیساتھ اب رائفلی آتشباری کی بھی اپنر ہلاکت بخش بوچھاڑ ہونے لگ گئی مگر انہیں سے ایک آدمی کے بھی قدم نہ ڈگمگائے۔ مسٹر گمبم کا بیان ہے "کسیوقت بھی اس صف میں کہیں بل نہ پڑا۔ سپاہی تمام کارروائی کو گویا تفریحی مہم سمجھ رہے تھے۔ وہ اس امر پر نازاں تھے کہ تفریح مذکور میں انکو سب سے پہلے جانیکا حکم دیا گیا ہے"۔

مسٹر جی۔ ڈبلیو۔ سٹیونس اس بہادرانہ حملہ کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:۔

"وہ صف کسے بڑھنے کی دیر تھی کہ یونانی صفوں سے نمونہ جہنم طوفان اٹھ آیا۔ دائیں بائیں اور سامنے کے مورچوں سے حیرت انگیز تیزی کیساتھ باڑھ پر باڑھ شروع ہو گئی۔ یہ ایسی تابڑ توڑ پڑ رہی تھیں کہ انسان کو خواہ مخواہ یہ خیال گذر جاتا کہ ہمارا (ترکی) بریگیڈ جو قربانی پر چڑھایا جا رہا تھا۔ ماسر رائفلوں سے مسلح نہیں۔ بلکہ یونانی ان سے مسلح ہیں کل مورچوں سے توپیں اور رائفلی آتشباری کے شعلے سرخ بجلی کیطرح چمک رہے تھے اور دھوئیں کے بادل اٹھ اٹھکر پہاڑیوں کے گرد جمع ہو رہے تھے لیکن ایں ہمہ نوعمر سپاہی آگے بڑھتے گئے۔ یونانیوں کی تباہی برپا کن بوچھاڑ در بوچھاڑ کے سامنے انکی منتشر آتشباری کی چنداں حقیقت نہ رکھتی تھی مگر پھر بھی وہ آگے بڑھتے گئے کہ اتنے میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ یونانی میمنہ کے اولین مورچوں سے آدمی سراسیمہ واپس پیچھے بھاگے جا رہے ہیں ہمیں بعد میں معلوم ہوا یہ وہ اولین مجاہدین تھے۔ جو اپنے مقتولین کو بھی وہیں چھوڑ گئے لیکن یونانی قلب پہلے سے زیادہ تیزی اور کثرت کے ساتھ آگ اور سیسہ برسا رہا تھا تاہم یہ بہادر مسلسل بڑھے جاتے تھے حتیٰ کہ یونانی مورچے پانسو گز کے فاصلہ پر رہگئے اور وہاں پہنچکر وہ کھڑے ہو گئے۔ نشیب میں دو یونانی اور پیچھے جنگی آتشباری کے سیلاب بلاخیز نے یقیناً کسی آدمی کو سیدھا کھڑے نہ رہنے دیا ہوگا۔ لیکن پھر بھی یہ بے نظیر شجاع ایک قدم پیچھے نہ ہٹے اور برابر اپنی ماسر رائفلوں کو سر کرتے رہے"۔

یہ آتشباری کہیں چار بجے جاکر مدہم ہوئی۔ اور اسوقت بھی غالباً اس لئے کہ دونوں فریق کے پاس کارتوس ختم ہو گئے ہونگے اسلام پاشا کا بریگیڈ یونانی مورچوں سے پانچسو گز کے فاصلہ پر تو پہنچ گیا مگر اس پیشقدمی میں اسکے بارہ سو سے زیادہ یعنی کم از کم بیس فیصدی

آدمی ضائع ہوئے۔ ٹائمز کے نامہ نگار کا بیان ہے: "دراصل ایک ان کے ساتھی یعنے خیری کے اول ڈویژن والے عقب میں ایک بلندی کے پیچھے محفوظ کھڑے تھے۔ ان بہادروں کو دائیں بائیں اسطرح ہلاک اور زخمی ہوتے دیکھتے رہنا بلاشبہ نہایت ہی ظالمانہ اور دردانگیز منظر تھا"۔ نشاط نے آخر ساڑھے چار بجے اپنے دوسرے برگیڈ کو ایڈریانوپل کی رجمنٹوں کی کمک کیلئے آگے بڑھایا۔ چونکہ یونانیوں کے پاس اسوقت تک شرانپنل گولوں کا ذخیرہ ختم ہوچکا تھا یہ فوج پانچ بجے کے قریب بخیریت و بلا نقصان مصافی صف تک پہنچ گئی جس پر یونانی اپنے مورچوں کی پہلی قطار کو چھوڑکر پہاڑی پر ہٹ گئے۔ اس مراجعت کیوقت یونانیوں کو نشاط کے ڈویژن کی رائفلی آتشبازی سے سخت نقصان پہنچا۔ ساڑھے پانچ بجے رضا پاشا بھی توپ خانہ لیکر پہنچگیا۔ اور انفنٹری کی آتشباری کے ساتھ اس نے بھی شیل در شراپنل غنیم پر پھینکنے شروع کردیئے یہ توپیں وقت مناسب پر پورے تین گھنٹے بعد شریک کارزار ہوئیں۔ مگر اس توقف کا الزام رضا پاشا پر لگانا مناسب نہیں۔ وہ نہایت مستعد اور کمال لائق و قابل افسر ہے۔ اور اسکی ہمیشہ پہلی صف میں رہنے کی خواہش ہوتی تھی۔

جو یونانی اس آتشباری سے بچ رہے انہوں نے مورچوں کی دوسری قطار میں پناہ جالی۔ یہ مورچے ڈوموکوس کی ڈہلوان سطحوں پر خوب موقعہ موقعہ بنے ہوئے تھے۔ اور تقریباً ناممکن التسخیر نظر آتے تھے۔ اگر خیری پاشا بھی اپنا ڈویژن لیکر شامل ہوجاتا۔ اور کل ترکی توپ خانہ سے مستعدی سے کام لیا جاتا۔ تو غالباً سامنے سے حملہ کرنیں کامیابی ہوجاتی۔ لیکن اس صورت میں بھی حملہ کنندہ فوج کو بہت نقصان اٹھانا پڑتا۔ اور اگر یونانی واقعی جوانمردی و ثابت قدمی سے لڑتے تو شاید بالکل ہی ناکامی ہوتی۔

اس نازک وقت پر حمدی پاشا کے یونانیوں کے میمنہ پر پہنچ جانے سے اس سامنے سے حملہ کرنیکے جوکھم کو برداشت کرنیکی احتیاج نہ رہی۔ پاشا موصوف یونانی میمنہ کو جو کرنیل ماسٹراپاس کے زیر کمان تھا لگاتار پیچھے ہٹاتے آکر موضع کیتیا اور قرہ زالی پر قابض ہوگیا تھا۔ حمدی کا ہراول دستہ مشرق کیطرف سے ڈوموکوس کے بالکل قریب سوا چھ بجے پہنچا۔ اور اسنے پہنچتے ہی پائینی یونانی مورچوں اور نیز یونانی توپخانہ پر کمال تیزی سے آتشباری کرکے عام تباہی برپا کردی۔ کرنیل ماورومیکالیس سخت زخمی ہوا۔ اور یونانی بسرعت تمام ڈوموکوس کی پہاڑی کی بالائی منزلوں اور قلعہ کیطرف ہٹنے لگ گئے۔ قلعہ سطح میدان سے تین سو فیٹ بلند ہے۔ مگر افسوس حمدی اور نشاط دونوں کے ڈویژنوں کی سپاہ ایسی کوفتہ و تکان زدہ ہو رہی تھی کہ اس شام یونانیوں کی پسپائی سے فائدہ نہ اٹھا سکی۔ اور انکا تعاقب نہ کرسکی۔ ساڑھے سات بجے آتشباری ختم ہوگئی۔ اور تھکی ماندے ترک انہی پوزیشنوں میں شب باش ہوئے جنکو انہوں نے ایسی بہادری سے فتح کیا تھا۔ یونانیوں کو تاریکی میں دشمن کے پنجہ سے نکل جانیکا پھر موقعہ مل گیا۔ اور حسب معمول اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے میں انہوں نے ذرہ بھر درنگ نہ کیا۔ رات پڑتے ہی ولیعہد اور اسکے سٹاف نے مراجعت کا حکم دیدیا۔ اور یونانی افواج پاؤں سر پر رکھ بسرعت تمام رفوچکر ہوگئیں۔

سٹینڈرڈ کا نامہ نگار جو یونانیوں کے ساتھ تھا معرکہ ڈوموکوس کے متعلق حسب ذیل تحریر کرتا ہے:۔

"ساڑھے گیارہ بجے ترک آگے بڑھتے آتے دکھائی دیئے۔ اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے فرسالہ لامیا سڑک کے دائیں ہاتھ جو ڈوموکوس کے نیچے پہاڑیوں میں سے گذرتی ہے اور میدان میں بخط مستقیم فرسالہ کو دکھائی دیتی ہے ایک باتری قایم کرلی۔ ساڑھے تین بجے تک ترکی توپیں یونانی توپوں کی طاقت معلوم کرنیکے لئے جا بجا مورچوں وغیرہ پر نصب تھیں متفرق طور پر آتشباری کرتی رہیں۔ اسوقت ترک اور تین باتریاں

ترک اور تین باتریاں آگے بڑھا لائے۔ اور انکو پہلی باتری کے دوش بدوش قایم کر دیا اوہر اوسیوقت فوج پیدل نے واقعی پیشقدمی شروع
کردی پیدل کی جمعیت کثیر فرسالہ کی سڑک سڑک جبال اوتہریس کے دامن پر سے بڑھتے ہوئے ایکیکہ تنہا پہاڑی کیطرف جو کوہ ناشتر کی شکل میں یونانیوں
مورچوں کے سامنے تین میل کے فاصلہ پر پیدا ہوئی تھی بڑھی۔ کل میدان میں صرف یہی پہاڑی ایک عمدہ پناہ تھی ترکوں نے اوسکے پیچھے اپنی فوج جمع کی
پہر صف آرا ہو کر آگے بڑہی۔ ترکی توپوں نے اس پیشقدمی سے پہلے مسلسل گولہ باری شروع کر دی تھی انکے جواب میں یونانیوں کی دونوں
۵ اسنٹی میٹر کی کروپ توپیں جنمیں سے ایک قدیم قلعہ پر اور دوسری متصلہ پہاڑی کی چوٹی پر تھی گولی برسانے لگ گئیں ترک انکی خوب زد
میں تھے اور اون سے ایسا عمدہ کام لیا گیا کہ ترک کچھ عرصہ پیشقدمی کو جاری نہ رکھ سکے۔ ترکی سواروں کے ایک دستہ نے سڑک سڑک آگے بڑھنے
کی کوشش کی مگر متذکرہ صدر توپوں کی وزنی گولوں نے اونکو پراگندہ کر دیا۔ اور وہ بلا تاخیر پھر جھٹ پٹ پہاڑی کے پیچھے چلے گئے۔ اس سے
یونانی کمال خوش ہوئے۔ اور غنیم کی کیولری کی پسپائی پر نہایت زور و شور سے خوشی کے نعرے بلند کیے۔ مگر ترکی انفنٹری آتشباری کے
علی الرغم لگاتار آگے بڑھتی آئی یکے بعد دیگرے پلٹنیں ثابت قدمی و پامردی سے یونانیوں کی اگلی صفوں کیطرف بڑھے آئیں یونانیوں کی اہا میدانی توپوں نے بھی
لگاتار گولہ باری کی باوجودیکہ موکوس کی پہاڑیوں پر نصب تھیں ان صفوں کو موجوں کیطرح فرقے دھکیلتی گئیں۔ ترکوں کا مدعا یونانی قلب کو توڑنا اور لامیہ کی
سڑک پر قابض ہونیکا نظر آرہا تھا۔ اور اونہوں نے ایسے استقلال و اصرار سے حملہ کیا کہ مورچونکی خندقوں کو تقریباً فتح کر لیا۔ اور یونانیوں سے
دست و گریبان ہو جاتے اور بندوق سنگین اونپر دہاوا کرتے جنکو تیار ہی تھے کہ تین سو اطالین مجاہدین نے زیر کمان سپریانی سوتا سے
بازو پر سے ایسی تباہی بخش آتشباری صنوبر کے درختوں کی اوٹ سے جو برلب سڑک تھے شروع کر دی۔ اور ایسی استقامت سے اپنے موقعہ پر
قایم رہے کہ ترکوں کو تھم جانا پڑا۔ آخر جب کارتوس نہ رہے تب انہیں اس رستہ کو پیچھے ہٹنا پڑا تو اوسوقت تک انکے بارہ قتل اور ۱۸ زخمی ہو چکے تھے۔ واپسی کے
وقت جس مورچہ اور صف سے وہ گذرے وہیں کے یونانی فوجیوں نے خوشی کے نعرے بلند کر کر اونکی حوصلہ افزائی کی۔ اونکے زخمی جو بعد کو بہوئی قریب ترین
فوجی ہسپتال کو بہی کسی کی امداد بغیر پہنچ گئے اور وہاں جاتے ہی فرش خاک پر گر پڑتے تھے کیسا یہ کمال بشاشت و شگفتگی کے ساتھ سگرٹ طلب کیے
یونانی مجروحین کی شکستہ دلی اور روتی صورت کے مقابلہ پر اونکی باحوصلگی و بشاشت واقعی حیرت انگیز تھی لڑائی کے اثنا میں یونانی سپاہ
کے حوصلہ نکو پامال کرنا شروع کر دیا تھا۔ دو سو مجروح سپاہی صفوں سے نکلکر اوس میدانی شفاخانہ کو جو لامیہ کی سڑک پر سب سے پہلے تھا چلے گئے۔ وہاں
ڈاکٹروں اور بیمار خدمتگاروں پر اوسوقت کام کا بہت زور پڑ رہا تھا جسوقت کرنیل مادروپیکاس کمانڈر میمنہ کو گولی پڑا اور اوسکے بھتیجے کو جو
ارتکاب دیہی تھا سر پر گولی لگی۔ آخر الذکر کی جان ہسپتال لیجاتے وقت رستہ ہی میں نکل گئی چھ بجے کے قریب یونانی قلب پر ترکی حملہ تہم کچ
ختم ہو گیا اور سپاہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن اسیوقت یونانی میمنہ پر جسکی حالات کو ہم کچھ عرصہ سے بنظر تردد و تشویش دیکھ رہا
تھا۔ ترکوں نے بسرعت تمام فیصلہ کن حملہ کر دیا۔ کرنیل ماسترس کمانڈر میمنہ اس طوفانی سواد کو جمع ہوتا دیکھ رہا تھا۔ اور بار بار بیتاب
کمک کیلیے درخواست کر رہا تھا جسکے پہنچنے میں بہت توقف ہوا اسکے ساتھ ہی … ۔ بالآخر ریزرو فوج جس میں تین ہزار سپاہ ۵ ادن پہاڑیوں
سے جو لامیہ سڑک کے … اسکی مدد کو پہنچ گئیں مگر اس … کمک بہی میمنہ … زبردست حملہ کے مقابلہ پر … ترکوں نے
… طرف کیا تھا کچھ حقیقت نہیں رکھ سکتی تہی … ترکی سپاہ کثیر … لامیہ سڑک کا رستہ بند کرنیکو لپکی سپاہ بلا تاخیر کیطرح بڑھی چلی آرہی تھی

ہمپر اب یہ راز کھلا کہ قلب ترکوں نے صرف یونانیوں کی توجہ کو منعطف رکھنے کے لیے محض بغرض فریب ہی حملہ کیا تھا۔ انکا اصل مدعا یونانی میمنہ تھا یہ کیفیت دیکھکر باقیماندہ ریزرو فوج یعنی تین ہزار انفنٹری اور پانسو سوار ساتھ جو درہ فورکا کیطرف لامیہ سڑک کی حفاظت کیلیے بھیجدیے گئے۔ ادہر اگلی صف کی فوجونکو اپنے موقعہ پر قایم رکھکر باقی فوج کی مراجعت باقاعدگی کے ساتھ شروع ہو گئی صرف وزنی کروپ توپیں قلعہ اور پہاڑی کی چوٹی پر پیچھے چھوڑی گئیں صف اولین کی فوجکو حکم دیا گیا کہ وہ آدہی رات کے بعد خاموشی تمام چپ چاپ پیچھے ہٹ آئے ولیعہد معہ شاف سواروں کا ایکدستہ لیکر اور فوجی ہسپتال سب سے پہلے مراجعت فرما ہوئے اور انکے تھوڑی دیر بعد کل فوج روانہ ہو گئی۔

درہ فورکا کا ترک

علی الصبح عثمانیہ سپاہیوں نے ڈوموکوس کو ناقابل تسخیر اور عظیم الشان قلعوں اور چوٹی کو بالکل خالی پایا مورچے بھی بالکل خالی پڑے تھے البتہ گولہ بارود کے صندوق اور اسباب وافر موجود تھا جنکو بھگوڑے یونانی پیچھے چھوڑ گئے تھے چار گران وزن توپیں بھی بدستور قلعہ پر موجود تھیں لیکن یونانیونکا کہیں نام و نشان نظر نہ آتا تھا حمدی پاشا کو جو حمدی کے ڈویژن پر تھا حکم تھا کہ درہ فورکا کے نزدیک کسی جگہ قابض ہو کر وہ یونانیوں پر مراجعت کا رستہ بند کر دے مگر بدقسمتی سے دشوارگذار پہاڑیوں اور گھاٹیوں کے رستہ میں حایل ہونیکی وجہ سے وہ بروقت نہ پہنچ سکا صرف اوسکی ہراول لشکر مترون کی یونانی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اتفاق سے ہمیشہ آگے رہنے والا سیف اللہ پاشا اس رستہ میں موجود تھا وہ قریب ترین ڈویژن سے جسقدر فوج بہم پہنچا سکا اوسے جھٹ پٹ جمع کر کے غنیم کے تعاقب میں روانہ ہو گیا ادہم پاشا ابھی بہت دور تھے مگر حمدی کے ڈویژن سے سیف اللہ نے چار پلٹنیں اور تین رسالے حاصل کر لیے ان چند سواروں اور ایک بیٹری کے ساتھ اسنے سڑک درہ فورکا تک جو ڈوموکوس سے بجانب جنوب مشرق دس میل کے فاصلہ پر ہے دشمن کا تعاقب کیا وہاں اوسنے غنیم کی زبردست فوج درہ پر قابض دیکھی جسپر اوسے اپنی پیدل فوج (چار پلٹنوں) کے آپہنچنے کا انتظار کرنا پڑا۔ یہ پلٹنیں ۱۸ مئی کو کہیں سہ پہر کے تین بجے جا کر پہونچیں۔ انکے پہنچتے ہی سیف اللہ نے کل فوج سے دشمن پر حملہ کر دیا جو پیشقدمی میں بھی اور پھر مسلسل و سریع آتشباری کرتی رہی۔ یونانی دہاوا شروع ہوتے ہی فی الفور یہاں سے بھی فوجکر ہو گئے اور تقریباً ناممکن الفتح درہ اور اوسکی چوٹیوں کو غنیم کے حوالہ کر گئے۔ لامیہ سے ورے یہ آخری حصن حصین اور قابل مدافعت مقام تھا جسکا قبضہ ترکوں کے حق میں نہایت ہی مفید تھا دوسرے دن (۱۹ مئی) حمدی کا کل ڈویژن پہنچ گیا اور وہ درہ میں سے گذر کر اوس میدان میں جو درہ سے سمندر تک پھیلا ہوا ہے داخل ہو گیا۔

جب حمدی کا ڈویژن درہ فورکا سے نیچے اترا تو اوسنے یونانی فوجکی باقی حصہ کو لامیہ کے شمال میں صف آرا دیکھا دوسرے روز کی سریع مراجعت کے دوران میں بیشمار سپاہی اپنی اپنی پلٹنوں سے اودہر اودہر منتشر اور فرار ہو گئے تھے چنانچہ ولیعہد کے پاس ڈوموکوس کی نسبت نصف آدمی بھی نہیں بچنے رہے تھے۔ تقریباً پندرہ ہزار سپاہیونکی ایک صف لامیہ سے تین میل بجانب پہاڑیوں کی ایک پست سے کرا پر پرا باندہی کھڑی تھی۔ دونوں فریقوں میں تہوڑی دیر بعد آتشباری شروع ہو گئی۔

لڑائی کے دوران میں لامیہ کے حکام نے کہلا بھیجا کہ ہم اطاعت کو تیار ہیں۔ ترک با امن و امان ہمارے شہر پر قبضہ کر لیں سیف اللہ نے جواب دیا کہ جبتک شہر اور ترکوں کے درمیان یونانی فوج حایل ہے ہم کسطرح شہر میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ہاں شہر والے [illegible]

فوج ہکو کی ہزیمت کے بعد اگر انہوں نے مزاحمت نہ کی تو انہیں کوئی گزند نہیں پہنچیگا +

التوائے جنگ کا معاہدہ - زوال کے قریب لڑائی خاصی تیز اور ایک سرے سے دوسرے تک عام ہو گئی لیکن دو بجے کے قریب یونانی آتشباری یکلخت بند ہو گئی - اور یونانی قلب میں سفید جھنڈا بلند کر دیا گیا - اسکو دیکھتے ہی دونوں فوجوں میں بگلوں نے "آتش کس" (یہ آتشباری بند کر دو) کا حکم سنا دیا - اور دو یونانی افسر جھنڈا لئے ترکی صفوں کی طرف بڑھے - ادہر سے سیف اللہ پاشا نے اُن سے ملاقات کی اور ۲۴ گھنٹوں کے لئے التوائے جنگ منظور کر لیا - اس پر کل یونانی فوج لامیہ کے پاس سے گذر کر جہاں اس نے ایک لحظہ توقف نہ کیا - تھرموپایلی کی طرف ہٹ گئی - ادہم پاشا ڈومو کوس ہی رہے تھے - عارضی التوائے جنگ کی خبر انہیں وہیں پہنچائی گئی - قسطنطنیہ سے بھی انکو معاہدہ ترک مخاصمت کے احکام موصول ہو چکے تھے - دوسرے دن (۲۰ مئی) کو علی الصباح ولیعہد کا یا ورترکی ہیڈ کوارٹر میں وارد ہوا - اور پندرہ دنوں کیلئے التوائے جنگ کا باضابطہ معاہدہ ہو گیا - مسٹر جان ایلرش بھی آرٹا کے سامنے اسیطرح عہدنامہ کیا گیا - ۱۳ جون کو پچھلی میعاد کے منقضی ہونے پر مذاکرات صلحیہ کے اختتام تک پھر اس معاہدہ کی تجدید کی گئی - اور ہر فریق کو اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہے تو چوبیس گھنٹوں کا نوٹس دیکر اس عہدنامہ کو منسوخ کر سکتا ہے - تحریر معاہدہ کے بعد دونوں فوجوں کے سٹاف افسروں نے ایک نہایت عریض منطقہ حیادہ (منطقہ بیطرفی - حد فاصل) کی تعیین کی - ترکوں نے ۲۱ مئی کو لامیہ پر قبضہ کر لیا اگرچہ اُسے حد فاصل مقرر کنندہ کمیشن نے یونانیوں کی طرف رکھا تو فی الفور اس سے واپس چلے گئے - ایک مہینہ کی لڑائی میں جو بتاریخ ۱۷ اپریل درہ ملونا کی لڑائی سے شروع ہو کر فی الحقیقت بتاریخ ۲۰ مئی معرکہ ڈومو کوس پر ختم ہوئی - ترکوں نے یونانیوں کو اس تمام علاقہ سے جو ۱۸۸۱ء میں انہیں ترکی سے دلایا گیا تھا - نکالکر پھر اپنی سرحد تک قبضہ کر لیا - اپائرس میں فریقین کی وضع وہی رہی - جو محاربہ کی ابتدا میں تھی +

فصل چہار دہم

جنگ اپائرس - محاربہ کے مغربی تھیٹر یعنے اپائرس میں بقول جرمن مورخ ترکوں کو علاقہ کی طبعی بناوٹ کی وجہ سے مجبوراً بچاؤ کے پہلو پر رہنا پڑا - جارحانہ پہلو اختیار کرنے سے فی الحقیقت کچھ فائدہ نہ پہنچتا - اس کا نتیجہ صرف یہ ہوتا کہ ترکی فوج خلیج کا ر تھہ تک پہنچ جاتی - مگر واقعات کی تمام رفتار پر اس سے کچھ اثر نہ پڑتا - جنوبی اپائرس میں سب سے اہم مقام پریویسا ہے - اور علاوہ بریں مقامات سالونیکا - فیلیپیاڈا بھی خاصے اہم ہیں - ترکی قلعہ پریویسا اوس تنگ آبنائے کے شمال میں واقع ہے - جو خلیج آرٹا کو جاتی ہے - خلیج مذکور دور تک اندر چلی گئی ہے - اور صوبہ اکارنینا کو کسیقدر اپائرس سے جدا کرتی ہے - پریویسا کے

لہ یہ قصبہ موجودہ صدی کے شروع میں ترکوں کے قبضہ میں آیا تھا - مفصل تاریخ کے لئے دیکھو تاریخ خاندان عثمانیہ جلد دوم +

صرف یانینا کی سڑک کے ذریعہ عبور کیا جا سکتا ہے اس جزیرہ نما میں جو زیادہ تر کفدست میدان ہے پہاڑیوں کا ایک اور سلسلہ موجود ہے جس سے تمام علاقہ زد میں ہے اسپر ترکوں نے توپخانہ نصب کر رکھا تھا قصبہ پریویسا اور اسکی برجیں بڑے قلعے ہمیدیہ - پانتو کراٹو سینٹ جارج اور پالو پیارو گو خاکنا کے قریب ہموار ساحل پر واقع ہیں بغیر خالی کرائے کسی عمدہ موقعہ پر قایم نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ پہاڑیوں کے بلند کرارہ کی ترکی توپوں کی پوری پوری زد میں تھی شہر اور قلعے چاروں طرف سے زیتون کے درختوں کے پرانے گھنے جھنڈوں سے گھرے ہوئے ہیں -

آپائیرس کے بڑے بڑے قصبے جنہیں یونانیوں کی آبادی زیادہ ہے یانینا پرات اور کوریٹیا ہیں صوبہ اکارنینیا میں یونانیوں کا سب سے بڑا قلعہ آرٹا ہے اسکے شمال اور جنوب میں مورچے بنے ہوئے ہیں جن سے وہ خاصہ مضبوط مقام ہو گیا ہے قصبہ آرٹا جو ایک [illegible] بہ حیثیت پرانا شہر ہے مگر ایک عالیشان ترکی قلعہ رکھتا ہے میدان میں دریا آراکتوس یا آرٹا کے کنارہ پر واقع ہے یہ دریا شہر کے گرد نیم دایرہ کی شکل میں بہتا ہوا بجانب جنوب خلیج آرٹا میں جا گرتا ہے قریہ آرٹا کے جنوب میں پہاڑیوں کا ایک سلسلہ تخمینا پانسو فیٹ بلند ہے جو دریا کے کو بہتا کو قریب چلا گیا ہے اس کرارہ پر وسیع پرانی بارکیں ہوئی ہیں جنکے سامنے یونانیوں نے کئی باتریاں لگائی تھیں پانچ انچ قطر کی توپوں کی اور ایک باتری چار چار انچ قطر کی دو توپوں کی نصب کر رکھی تھی ایک باتری کا رخ آرٹا کے پل کیطرف دوکا عمارت کیطرف اور ایک کا گرجا کیطرف تھا - اس سلسلہ کے بالمقابل ترکی علاقہ میں پہاڑی ڈھلوانوں پر جو بتدریج شمال کیطرف اٹھتے چلے گئے ہیں عمارت گرجا [illegible] اور [illegible] واقع ہیں - ان سب مقامات میں ترکی سپاہ اور توپخانہ موجود تھا اور ان سے شہر آرٹا اور یونانی باتریاں کامل طور پر زد میں تھیں - اس نقص کی تلافی کے لیے یونانیوں نے اپنی طرف بمقام ٹیپا ریا کی ناکہ میں دو باتریاں نصب کر رکھی تھیں -

[illegible] پاشا جنرل ڈویژن وسط مارچ سے ۴۴ ہزار فوج لیکر یانینا [illegible] مقام میں جو پہلا ڈویژن [illegible] یانینا میں اور دوسرا ڈویژن جنوبی علاقہ میں بمقام لورس [illegible] مقیم تھا ترکی کے [illegible] پاس کل فوج ۲۳ بٹالین انفنٹری جنمیں سے ۸ فوج نظام کی تھیں ۱۸ توپیں تھیں اور [illegible] کیولری تھی آغاز محاربہ پر ترکوں کے پاس آرٹا کے بالمقابل ۶ ہزار آدمی اور بارہ توپیں بمقام [illegible] چار ہزار آدمی بمقام [illegible] ۱۲ ہزار اور بمقام یانینا پانچ ہزار آدمی تھے - یونانیوں کے پاس کرنیل مانوس کے زیر کمان انفنٹری کی چار رجمنٹیں (ششم نہم دہم [illegible]) [illegible] کی دو بٹالینیں (دہم و سوم) کیولری کی دوم رجمنٹ - دو میدانی اور تین کوہی باتریاں آرٹا میں تھیں - بعد میں ان کو تین ہزار ریزرو (محفوظ افواج) کے سپاہیوں اور دو ہزار مجاہدین کی کمک پہنچ گئی جس سے کرنیل مانوس کے پاس کل فوج ۱۶ ہزار کے قریب ہو گئی -

یونانیوں کے دو بڑے مرکز آرٹا و ٹیپالتے تھے جو وادی لوٹاسی باہم ملے ہوئے تھے یہ ایک تنگ رسد بندگاہ کا [illegible] آتا تھا - زیادہ تر فوج آرٹا میں مقیم تھی جہاں پانچ ہزار آدمی تھے موضع [illegible] شمالی [illegible] کے فاصلہ پر ایک بلندی پر واقع ہے تین ہزار فوج تھی مدافعت کی دوسری صف میں جو [illegible] سے خلیج آرٹا کے قریب پانی تک تخمینا [illegible] راستہ ملا نہیں چلی ہوئی تھی چھ سو آدمی [illegible] تک [illegible] دریا کے [illegible] کی حفاظت اور بصورت ہمارے فوجی حرکات کو دشمن سے مخفی کرنے کیلیے دریا کے بائیں کنارہ پر تین چار ہزار آدمی متعین تھے - آرٹا سے [illegible] تک کے قلعہ کی [illegible] پر پچیس توپیں نصب تھیں جو زیادہ تر کوہی تھیں یونانیوں کے پاس کل ۴۰ توپیں

تھیں۔ یونانیوں نے جو موقعے پسند کیے تھے وہ فی الجملہ عمدہ اور خاصے مضبوط تھے اور کئی ترکی مورچوں سے زیادہ زبردست تھے۔ یونانیوں کے پاس اونچی جگہ سے
اور توپوں سے بھی خوب رستہ کر لیا ہوا تھا یونانیوں کے اندازہ کے مطابق ترکی فوجیں ۲۲ ہزار سے زیادہ آدمی تھیں اور ۴۰ سے زیادہ توپیں تھیں
جنمیں سے تین ہزار سپاہ اور ۲۴ توپیں قلعہ پریویسا میں مامور کی گئی تھیں۔ یہ قلعہ آبنائے پریویسا پر جو خلیج آرٹا کو جاتی ہے واقع ہے۔ دریا کے
دائیں کنارہ پر مقام کیا نافلی پیڈیا ترکی عساکر کے اساس حرکات تھی۔ انکے علاوہ ایک ترکی پوزیشن آرتا دتپیا کے بالمقابل تھی عین آرتا کے
بالمقابل پل کے دہانہ پر ایک ہزار البانیوں کی ایک پلٹن متعین تھی۔ ایک اور پلٹن پل سے چار میل کے فاصلہ پر مقیم تھی وہ اس فوج
کی جز و تھی جسکا قلب عمارت میں تھا آیند گریبی نشترانک یونانی سرحد سے دو ہزار گز کے فاصلہ کے بعد پر پھیلی ہوئی تھی۔ ترکوں کی تیسری
صف مدافعت جو یانینا کی سڑک کی حفاظت پر مامور تھی نیٹی پیکا ڈیا میں تھی۔ یونانی فوج کو باغیوں یا مفسدوں سے بھی بہت مدد ملی جنکی
جمعیت کثیر انجمن اتھنیکی ہیٹاریا نے اپنی خرچ سے مرتب و تیار کی تھی۔ اور اکثر ممتاز و متمول آدمی اون کے سرگروہ تھے کل دستہ کا سپہ سالار
سکالٹ سوڈمیوس تہا۔ جو تریکوپیس کی وزارت کے عہد میں ضلع آگری نیان کیطرف سے پارلیمنٹ یونان کا ممبر رہ چکا تھا
تمام مفسدوں کی وردی اپنی علیحدہ تھی۔ مگر اونکا دستہ فوج باقاعدہ میں شمار نہ کیا گیا۔

تھیسلی کیطرح اپائیرس میں بھی ترکوں نے حملہ میں سبقت کی اور آرٹا پر گولہ باری کرنے سے لڑائی کا آغاز کیا اُنہوں نے شہر
شمال مغربی کیطرف کی بلندیوں پر ساڑھے تین انچ قطر کی سولہ توپیں نصب کر کے تین دن رات گولہ باری کی پہلے دن بھی کئی
گھنٹے گولہ باری کیجاتی رہی آتشباری ایسے مؤثر طریق سے کی گئی کہ یونانیوں نے مشہور کر دیا۔ ترکی توپخانہ میں جرمن افسر ہیں
اس گولہ باری کا ایک مدعا یہ بھی تھا کہ آرٹا کے پل اور نیز خود شہر پر حملہ کرنے کے لیے رستہ صاف کیا جائے۔

بتاریخ ۲۰۔ اپریل صبح کے چار بجے اون تمام ترکی بار تونخانوں نے جو شہر کے مقابل نصب تھیں یونانی مورچوں پر گولوں کی بارش شروع
کردی۔ رائفل گروہوں سے بھی جو دریا کے کنارہ کے برابر کہودے گئے ہوتے تھے بسرعت رائفلی باڑہیں سر ہونے لگیں۔ اوسوقت ترکوں کے
ایک دستہ نے یونانیوں کی توجہ دوسری طرف ہٹانے کیلئے ایک موقعہ سے دریا کو گذرنیکی کوشش کی اور دوسری طرف ایک زبردست
دستہ نے پل پر حملہ کر دیا مگر چونکہ محافظین کی جمعیت ہر جگہ معقول تھی ترک دونوں کوششوں میں ناکام رہے اور حملہ کنندہ دستوں
کی جانبازی و شجاعت جن کے کئی افسر بھی شہید و مجروح ہوئے کوئی فائدہ نہ بخش سکی۔

۲۰۔ اپریل کی آدھی رات کو ترکوں نے تیسری مرتبہ پل پر حملہ کیا ترکوں کو امید تھی کہ رات کیوقت دشمن غافل ہوگا مگر اون کی توقع
درست ثابت نہ ہوئی اور وہ اس حملہ میں بھی کامیاب نہ ہوئے متصلہ بازوؤں نے حملہ کنندہ کالموں کو حتی الامکان مدد دی مگر اسکا بھی کچھ
اثر نہ ہوا اور وہ رات کی تاریکی میں اپنے موقعوں کو واپس ہٹ آئے۔ دوسرے دن دس بجے کے قریب ایک البانوی نے یونانیوں
کی ہنڈی کے اشارہ سے مطلع کیا کہ ترک رات کو پیچھے ہٹ گئے ہیں اور تمام متصلہ دیہات اور قلعوں کو خالی کر گئے ہیں یہ اطلاع غلط نہ تھی
حملہ کنندہ دستے فی الحقیقت تمام اپنے علاقہ کو چھوڑ کر درہ قلب پیڈیا کو واپس چلے گئے تھے جب یہ تو انکو جو اس نواح میں زیادہ تر یونانی ہیں
اس مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ جوق در جوق آرٹا میں داخل ہو کر ترکوں کی روانگی پر پاگلانہ پر جوشی سے خوشی ظاہر کرنے لگے یہ باشندے الفاظ

ترکی جنگی خانہ پر قبضہ کر لیا اور یونانی جھنڈا ترکی باتریوں اور جنگی خانہ پر بلند کر دیا گیا۔ جب چار ہزار یونانی فوج نے اون مورچوں اور باتریوں پر جنہیں ترکوں نے گولہ باری کیلیے تیار کیا تھا قبضہ کیا تو یونانی باشندوں اور فوجوں کی پرجوشی و وارفتگی کا کوئی حد و حساب نہ گیا سب اس خیال و توقع میں سرمست ہو گئے کہ بس اپائرس میں ترکی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ دمبدم "یانینا کیطرف بڑہو" کے آوازے بلند ہو رہے تھے سادہ لوح و سہل الاشتعال دہقانوں کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ فتح اپائرس کی آزادی کا پہلا زینہ ہے تین دنکی ترکی گولہ باری سے آرٹا کو کوئی قابل ذکر نقصان نہ پہنچا۔ بہت کم گولے شہر تک پہنچے اور انہیں سے اکثر نہ پھٹے۔

کرنیل مانوس نے اُسیوقت تعاقب کا حکم دیدیا اپنے ڈویژن کا ایک حصہ لیکر اُسنے بمقام بانی آرٹا کو عبور کیا۔ اور فلیپ پیڈیا کیطرف روانہ ہو گیا۔ دوسریطرف ایک بریگیڈ اور پندرہ سو جانبازوں سے سیرلونیا پر جو درہ نیٹی پیگاڈیا سے بارہ میل بجانب جنوب ہے قبضہ کر لیا۔ اس پیشقدمی پر وہ ترکی بریگیڈ جو ابتک آرٹا کے سامنے مقیم رہا تھا۔ لوروس کیطرف ہٹ گیا اور وہاں فلیپ پیڈیا کے پنج مقیم ہو کر ۲۲ اپریل تک یونانیوں کے حملہ کا انتظار کرتا رہا۔ مختصر سی لڑائی کے بعد جسمیں ترکوں کے کئی سو آدمی اور چند توپیں ضائع ہوئیں وہ درہ نیٹی پیگاڈیا کیطرف جو طبعًا نہایت مستحکم موقعہ ہے ہٹ گیا۔ ۲۳ اپریل کو مانوس نے فلیپ پیڈیا پر قبضہ کر لیا اور اُسیوقت اُسے مزید خوشخبری موصول ہوئی کہ ترک عمارت پر جو آرٹا کے بالمقابل مضبوط ترین ترکی قلعہ تھا۔ اب اور زیادہ عرصہ قابض نہیں رہ سکتے درہ نیٹی پیگاڈیا کیطرف مراجعت کر گئے اور وہاں تک تمام علاقہ کو خالی کر دینے کی خبر جب قسطنطنیہ میں پہنچی تو سخت حیرت اور ناراضگی پھیلگئی۔ اُسیوقت یانینا کو تاکیدی احکام بھیجے گئے کہ درہ نیٹی پیگاڈیا کو جو یانینا کی کلید ہے فی الفور کمک پہنچائی جائے اور اپائرس میں لڑائی کیلیے دو نئے ڈویژن اور مرتب کئے جاویں انہی دنوں یہ افواہ بھی مشہور ہو گئی کہ احمد فیضی سپہ سالار واپس بلا لیا جائیگا البانوی سپاہ کے باغی ہو جانے سے یانینا میں بھی سخت تشویش اور ہلچل برپا ہو گئی اور اس بغاوت کیوجہ سے تمام فوجی حکام کی جو میدان جنگ سے دور بیٹھے تھے ادہر توجہ منعطف ہو گئی بغاوت مذکور سے حملہ کنندہ افواج نے خوب فائدہ اوٹھایا ۲۳ و ۲۴ اپریل کو کرنیل مانوس کی افواج اور ان متعدد ترکی دستوں میں جو درہ میں آگے بھیجے گئے تھے نئی معرکہ آرائیاں ہوئیں مگر صورت معاملات کی عام حالت پر اون سے کوئی اثر نہ پڑا۔ ان دنوں کی کارروائیوں کا کل لب لباب یہ ہے کہ یونانی باہیں توقع و تمنا کہ رعایا باغی ہو کر اون کی اعانت کرے گی درہ کے دہانہ کے قریب مورچے تیار کر کے اونمیں مقیم رہے اور ترکوں کی افواج اور توپخانہ کو پراگندہ کرنے کے لیے جا بجا ایکساتھ حملے کرتے رہے۔

۲۷ سے لیکر ۳۰ اپریل تک نیٹی پیگاڈیا کے قریب جو معرکہ آرائیاں ہوئیں اونکے ابھی تک مفصل و معتبر حالات مشتہر نہیں ہوئے جسقدر حالات ابتک شائع ہوئے ہیں وہ ایکدوسرے سے متضاد اور مجمل سے ہیں۔ اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار جو یونانیوں کے ساتھ تھا اور کئی معرکے اُسنے بچشم خود معائنہ کئے تھے اُنکے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:

"خلیج آرٹا کو جو پہاڑ احاطہ کئے ہیں اون سے دو سڑکیں ازجانب جنوب یانینا کو جاتی ہیں۔ ایک پریویسا فلیپ پیڈیا کی وادی لوروس سے گذرتی ہے یہ سڑک قابل گذر ہے اور جنگی اغراض کیلیے کارآمد ہو سکتی ہے دوسری آرٹا سے براہ خانوپولس۔ قریب ہزار دمیل بعد قرو مار اس نیٹی پیگاڈیا کو جو درہ نیٹی پیگاڈیا میں واقع ہے جاتی ہے۔ خانوپولس سے پرے سڑک بہت مشکل اور دشوار گذار ہو گئی ہے اور دونوں طرف نہایت مضبوط موقعے

موجود ہیں دونوں سڑکیں قلعہ پٹی پیگاڈیا میں جو دہانہ کے سرے پر ہے آ پہنچیں ملتی ہیں قلعہ سے تخمیناً ڈیڑھ دو میل بجانب جنوب لان ٹونیا
جنگی سڑک کو ملو چو یانیا کو جاتی ہیں ایک عمیق گھاٹی بغل کی طرف سے آملی ہے اس گھاٹی کے دونوں طرف سر بفلک پہاڑ کھڑے ہیں پانچ
دن کی منفرق لڑائی کے بعد یونانی پیٹی پیگاڈیا تک بڑھ کر اوسپر قابض ہو گئے اونکی فوجیں طویل و تنگ پہاڑی درہ میں کسقدر
بکھری موجود تھیں اونکا منشا یہ تھا کہ جونہی پریویسا فتح ہو جائے یانیا کی طرف بڑھ کر اوسپر یونانی علم بلند کر دیں —

یونانی افواج کے منتشر ہونے کی وجہ سے ایک پلٹن جو موضع کوندوزا کی تک بڑھ گئی ہوئی تھی ترکوں کے قابو آگئی انہوں نے
بتاریخ ۲۴ اپریل اوسپر اچانک حملہ آور ہو کر اوسکا قلع قمع کر دیا پلٹن مذکور کے تین سو قتل دو سو زخمی اور ساٹھ اسیر ہوئے ۲۴ اپریل
کو یونانی خانوپولوس کے قریب درہ میں سے گذرنیوالی فوجی سڑک کے مشرق میں ایک ایسی پوزیشن میں قایم تھے جو طبعاً نہایت مضبوط تھی
مگر اوسمیں یہ نقص تھا کہ ایک جنگل و ادنی پہاڑی کراوہ کی جو آدمی کو دہانہ پر تھا زد میں تھی اور ترک اس کراوہ پر قابض تھے یونانی
پوزیشن کی کلید ایک مسطح چوٹی کی پہاڑی تھی جسکی بناوٹ ایسی تھی کہ وہ ترکوں کے حملہ کے برخلاف قدرتی مورچہ کا کام دیسکتی تھی
اور چونکہ یونانی وہاں بہ جمعیت کثیر موجود تھے وہ اوس سے معقول فایدہ اٹھا سکتے تھے یہاں کرنیل پوزاریس چھ ہزار فوج کے ساتھ مقیم تھا
تین ہزار یونانی ۱۰ توپوں سمیت اس سے جنوب میں دو کیلو میٹر سے اسپیل کے فاصلہ پر توموزاریس میں تھے اور اس مقام سے بجانب جنوب
اور ایکہزار آدمی آٹھ توپوں سمیت تھے ریزرو فوج جسمیں چھ سو آدمی اور چار توپیں تھیں موضع فرداسارا س میں تھی ۲۷ اپریل کو
فریقین میں جزوی ہنگامہ آرائی ہوئی لیکن ۲۸ و ۲۹ کو ترکونکی جارحانہ پیشقدمی کی وجہ سے سخت معرکے ہوئے —

یہ لڑائیاں ۲۸ اپریل کو علی الصبح شروع ہوئیں ابتدا ایک ترکی بریگیڈ نے خانوپولوس کے قریب کی یونانی پوزیشن پر جہاں کرنیل
پوزاریس تھا حملہ کیا لیکن اس حملہ سے کوئی نتیجہ مترتب ہوا یونانی پوزیشن میں پہاڑیوں کے کراوہ پر چھ سو اوزیولی چار ہزار یونانی
سپاہ اور دو توپیں اور درمیانی بلندی پر چھ سو اور اوزیرونی ۵ معہ دو توپوں کے تھے ترکی بریگیڈ میں چار ہزار سپاہ اور کچھ توپیں تھیں بریگیڈ
مذکور نے اس موقعہ پر پے در پے حملہ کر کے کراوہ کو فتح کرنیکی کوشش کی یونانی گو پہلے دن اپنی جگہہ پر قابض رہے لیکن ترکوں کے عزم بالجزم
اور متواتر حملوں سے یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ محافظین کی کمک کی سخت ضرورت ہے اس ہراولی پوزیشن اور خانوپولوس کے درمیان
ساڑھے چھ ہزار یونانی فوج اور تیس توپیں موجود تھیں بنا بریں پوزاریس کو بآسانی تمام کمک پہنچائی جاسکتی تھی لیکن سخت تعجب ہے کہ کوئی
کمک نہ بھیجی گئی ۲۹ کو ترکوں نے پہر بالفعل آتشباری شروع کی جو پہلے روز صبح تک ہوتی رہی سہ پہر کے قریب آتشباری کی شدت و تیزی میں بہت
اضافہ ہوا اور اس سے یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ ترک پوری مستعدی و طاقت سے حملہ کرنیکی تیاریاں کر رہے ہیں مگر اسکے مقابلہ پر یونانی عجب حیرت انگیز کاروائیاں
کر رہے تھے کمک تو خیر نہ بھیجی دوسرے کسوقت نامعلوم وجوہات سے وہ یونانی توپخانہ بھی جو بلند پوزیشن پر تھا خاموش ہو گیا اور ساڑھے تین بجے پیچھے کو ہٹا
لیا گیا تاہم توڑدار بالفعل آتشباری پہر شروع کر کے حملہ کرنیکے لیے یونانیوں کے میسرہ کے سامنے اپنی کالموں کو مجتمع کیا تو درمیانی بلندی کی یونانی توپیں بھی
خاموش ہو گئیں اور میسرہ و قلب کے بعد میمنہ تمام خانوپولوس کی طرف ہٹ گئیں۔ البتہ کراوہ پر کراوزیولی حملہ کنندگان کی تباہی خیز آتشباری کا
جوانمردی سے جواب دیتا اور جلتے ہوے دشمن کی جمعیت کے مقابل پانچ بجے تک اپنی جگہ پر قایم رہے لیکن آخر انکو پہاڑی کے پیچھے دھکیل دیا گیا مگر وہ پھر بھی

تعاقب کنندوں پر برابر باڑیں چلاتے ہے کرارہ پر اویزہ ویلنو کو ایک سو آدمی ضائع ہوئے دریبولا ترک کرارہ پر قابض ہو کر اون یونانی پوزیشن پر جو دریبانی بلند پوسٹ پر تھی آتش سوزندہ سا رہے تھے یونانی اب اور زیادہ مقابلہ نہ کر سکے اونکی ترکی تمام ہو گئی عام پسپائی کے بگل بجوا دیے گئے سوا پانچ بجے کل پوزیشنوں کو چھوڑ دیا گیا اور ترک خانو پولس تک مراجعت کنندہ اویزیئنوں کا تعاقب کرتے چلے گئے یونانی افسروں نے اپنی سپاہ کی بے تحاشا بھاگڑ کو روکنے کی فضول کوشش کی پر کسی نے نہ سنا وہ کیا بکتے ہیں کل فوج اندھادھند آرتا کے پل کو دوڑی گئی مگر وہاں پہنچکر کیا دیکھتے ہیں کہ کل سڑک ہزاروں ہیڑوں اور دہقانیوں سے رکی پڑی ہے کل علاقہ میں جو ہر طرف عام بھگدڑ سی پھیل گئی اسکا ابھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ دیہاتی اپنا مال و اسباب لیکر تکٹ بھاگی جاتی فوج سے پہلے دریا کے قریب پہنچ گئے ریوڑوں اور گلوں کے انسانوں میں خلط ملط ہو جانے سے بے ترتیبی پہلے ہی کچھ کم نہ تھی کہ دہقانوں کے چھکڑوں سے جو گاؤں چھوڑ چھاڑ کر بھاگ چلے آ رہے تھے فوج کو رستہ میں اور سخت مزاحمت حایل ہو گئی اور بے ترتیبی و پریشانی کا کوئی پایاں نہ رہ گیا۔ آرتا کا پل جہاں سے یونانیوں کا جانا تھا روانی شروع کی تھی مگر ابھی خستہ و تنگ ہے پھاگ جاتے ہے پتھر کا بنا ہوا ہے اوسکا عرض تین گز سے زیادہ نہیں اور تین محرابوں پر جو ستونوں پر قائم ہیں کھڑا ہے پل کے دونوں طرف کی دیواریں اتنی بلند ہیں کہ مسافر کو پل پر سے گذرتے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ گویا کسی گھاٹی میں سے گذر رہا ہے دریا اس جگہ پر چنداں عریض نہیں اور اوسکا دہارا بھی کوئی ایسا تیز نہیں۔

۲۸ اور ۲۹ اپریل کے معرکوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ ۱۹ اپریل کو ترکی قلمرو پر ایک یونانی سپاہی کا وجود باقی نہ رہ گیا۔ اور کرنیل مانوس کی ہی کل فوج جو بعض اوقات سوم ڈویژن کہلاتی تھی اس جارحانہ کارروائی میں ناکام رہنے سے سخت شکستہ دل اور نقصانات کثیر سے بہت کمزور ہو گئی پریویسا اور نیکوپولس کے چھوٹے قلعہ پر بھی یونانی گولہ باری کچھ مثمر ثمرہ نہ ہوا اگر یونانی کمانڈر کے حوصلے پست نہ ہوئے اور وہ نئے منصوبے باندھنے لگ گیا۔ ۳ مئی کو اڑھائی ہزار اپائرسی مجاہد جنکو خاندان بوت ناریس نے مرتب کیا۔ ایتھنز سے اپائرس کو گئے اور وہاں سے جہازوں پر سوار ہو کر اپائرس کی طرف روانہ ہو گئے ایک یونانی "میڈ آف آرلینز" (جون آف آرک)[۱] بطور علم بردار مجاہدانہ وردی پہنے اونکے ساتھ تھی اوسکی ٹوپی سیاہ اور کانوں میں کی پیٹیاں کندھوں پر اور پاؤں میں لٹکی ہوئی تھیں اوسکا نام ہیلن کانسٹن ڈینی ادر عمر ۱۸ برس کی تھی وہ نہایت قادر انداز مشہور تھی اور کہا جاتا تھا کہ اوسکا نشانہ شاذ و نادر خطا جاتا ہے اور کبھی جون کی طرح الہام ہوتے رہنے کا دعویٰ تھا اور بزعم خود یونانی مجاہدین کی جانوں ترکوں کی نفرت و عداوت سے معمور تھی۔ خدا ان کا نگہبان دیتا تھی۔

تھیسلی میں بھی یونانی افواج کو پیہم پے در پے شکستیں ہو چکی تھیں ترک وولو پر قابض ہو چکے تھے اور یونانی ڈومکو کو بسرعت ہٹتے جا رہے تھے۔ ان وجوہات سے ظاہر ہے کہ یونانی گورنمنٹ آخر دیگر دول کی سفارتانہ امداد سے التواے جنگ کی خواہاں ہو گئی لیکن معاہدہ التواے جنگ کی انصرام سے پہلے اوسنے مناسب سمجھا کہ اگر ہو سکے تو تھیسلی کے معاوضہ میں کم از کم اپائرس کی طرف کچھ فتوحات حاصل کر لی جائیں اور بالخصوص پریویسا اور نیکوپولس کو جنپر پہلے گولہ باری ہو چکی تھی مسخر کر لیا جائے بایں عزم وزیر اعظم

ف ۱ اس محب وطن اور بہادر عورت نے جو علم بردار کی حیثیت میں ہمیشہ آگے رہتی تھی انگریزوں کو شکست فاش دیکر فرانس کے اکثر شہر واپس نکالے مگر آخر ایک معرکہ میں انکے ہاتھ اسیر ہو گئی اور انگریزوں نے ۱۴۳۱ء میں بمقام روئین زندہ جلا کر ہمیشہ کیلئے داغ بدنامی اپنے ذمہ لیا۔

رالی نے کرنیل مانوس سے دریافت کیا کہ اگر ایاپرس میں پھر لڑائی شروع کیجائے تو کیل فتح کی کچھ امید ہے اور کیا ایسی صورت میں
جب کہ ترک تھیسلی پر قابض ہیں ایاپرس میں لڑائی شروع کیجا سکتی ہے کرنیل نے دونوں سوالوں کا اثبات میں جواب دیا۔
اسپر نئی فوج فراہم کیگئی اور مذاکرات صلحیہ کے دوران میں حتی الامکان اپنی پوزیشن کو مضبوط کرنے اور ایک دو مقامات
غنیم سے معاوضہ میں حاصل کر لینے کے لیے مزید کمک اور سامان جنگ ایاپرس کو بھیجدیا گیا اور کرنیل مانوس نے اس مدعا کو مدنظر
رکھکر محاربہ کا نیا نقشہ تجویز کیا جسکا بڑا مقصد یہ تھا کہ یانیا پریویسا اور نیکوپولس کو ترکی کمک نہ پہنچنے دیجائے اور جسقدر
جلد ممکن ہوسکے کوئی اہم موقعہ غنیم سے چھین کر اوس سڑک پر جو یانیا اور پریویسا و نیکوپولس کے درمیان ہے قبضہ کر لیا جائے
یہ دونوں چھوٹے سے قصبے صوبہ کے انتہائی جنوبی گوشہ اور خلیج آرٹا کے دہانہ پر واقع ہیں۔

یونانیوں کی از سر نو جارحانہ کارروائی سے جو واقعات ظہور پذیر ہوئے مختلف نامہ نگاروں کے بیانات سے موازنہ و مقابلہ
اون کی کیسقدر درست کیفیت حسب ذیل استنباط کیجا سکتی ہے۔ یہ معرکے ۱۲-۱۳- اور ۱۴ مئی کو دریا لوروس
اور دریا آرٹا کے درمیانی ضلع میں ہوئے۔ یانیا اور آرٹا کی شاہراہ اسی ضلع میں سے گذرتی ہے۔ اور اسمیں کئی
پہاڑی سلسلے موجود ہیں جن کی چوٹیاں فراخ اور جنگلوں سے ڈھنپی ہوئی ہیں۔ ان سلسلوں کے سامنے فراخ نشیب
اور گھاٹیاں ہیں اور بایں وجہ ضلع مذکور میں بہ مدافعت کیلئے نہایت عمدہ موقعے موجود ہیں۔

۱۲ مئی کی سہ پہر کو کرنیل بیرکو آرلیس ایک کالم کے ساتھ جس میں ایک بریگیڈ فوج پیدل تین سالم اور دو باتریاں تھیں عمارت کی
بلندیوں کیطرف بڑھا اور وہاں غنیم سے اوسکی جزوی لڑائی ہوئی اوسیوقت ایک دوسرا کالم آٹھ پلٹنوں اور دو باتریوں کا کرنیل گونفی پولوس
کے زیر کمان براہ کالپوس لوروس کیطرف بڑھا تاکہ ترک اسپر پہلے سے قابض نہ ہوجائیں تیسرے کالم کو کرنیل ڈوکاس کو زیر کمان مقام
پلاکے سے اوپر دریا آرٹا کو عبور کر کے مقام مذکور کی ترکی فوج کو وہیں روک رکھنے کا حکم دیا گیا اور مارکو بوتسارس کی مجاہدین کو یہ
حکم ملا کہ یانیا کی سڑک پر کسی مضبوط مقام پر قابض ہوجائیں اور اگر ترک پریویسا سے نکلکر کوئی دھاوا کریں تو اسے پسپا کر دیں۔
بیرکو آرلیس کو تاکیدی حکم دیا گیا کہ جو مورچہ بند پوزیشن اوسکے حصہ میں دیگئی ہے وہاں وہ بالکل مدافعت پر رہے تاکہ اگر ضرورت پڑے تو گونفی
پولس کے بریگیڈ کو جسنے مجاہدین ایاپرس کی دستگیری و اعانت کیلئے لوروس سے عبور کر کے آگے بڑھنا تھا مدد پہنچا سکے ٭

مگر بیرکو آرلیس نے بتاریخ ۱۳ مئی مقامات ستیرونیا۔ خانوپولوس اور گریبی بنتزا کی ترکی پوزیشنوں پر حملہ کر کے غنیم کیساتھ نہایت سخت
معرکہ آرائی شروع کردی۔ ان پوزیشنوں میں ترکوں نے خوب مضبوط مورچے تیار کر کے اونپر توپیں چڑھا دی ہوئی تھیں اور
وہاں ترکی فوجکی معقول جمیعت جسکی حال میں ہی ۲ ہزار سپاہ زیر کمان سعد الدین کی کمک پہنچی تھی مقیم تھی۔ نہایت سخت توپی
مبارزت کے بعد جسمیں آرٹا کے متصل یونانی قلعوں کے توپخانہ نے بھی حصہ لیا اور یونانی جانوں پر کھیلکر حیرت انگیز استقامت
و پامردی سے غنیم کی صفوں میں کود پڑے اور اوسے پیچھے ہٹا دیا مگر ترک اور تازہ وارد کمکی فوج کے آپہنچنے سے بہ تکلف سنبھل گئے
حالانکہ یونانیوں کی چار اینچہ قطر کی توپوں نے بھی اب میدان میں آکر اونپر گولہ باری شروع کردی تھی تھوڑی دیر بعد رات پڑ گئی اور

لڑائی ختم ہوگئی اس معرکہ میں یونانیوں نے فاتحانہ پیشقدمی کرکے کثیر التعداد فوج کے مقابلہ پر اپنی جگہ کو قابل تعریف شجاعت و استقلال سے قایم رکھا۔ رات کے ساتھ ہی کوہستانی بارش موسلادھار شروع ہوگئی۔ مگر توپوں کی مبارزت کو یہ بھی نہ روک سکی۔ ایک پہاڑی پر ترکی اور دوسری پر جو پہلی کے بالمقابل تھی یونانی توپخانہ نصب تھا مگر آخر پہاڑی کوہر نے اسکو بھی بند کرادیا۔ بارش سردی اور بھوک سے دونوں فوجوں کو اس رات سخت تکلیف پہنچی تھی۔ ۱۴ مئی کو بروز جمعہ صبح کے نو بجے بیرکتار پاشا نے گولفی نوپولس کو بریگیڈ سے ایک پلٹن کی کمک پہنچ جانے پر جارحانہ کارروائی پھر شروع کردی۔ اوسنے فوج کو تین کالموں میں منقسم کیا۔ ایک کالم درہ کیافلسے اور دو دورہ مذکور سے پرے اور مشرق کیطرف فتی خان پولس پر سامنے اور عقب سے حملہ کرنیکے لیئے آگے بڑھے۔ حملہ معقول تیزی کیساتھ شروع ہوا۔ اور شروع شروع میں کامیابی کی بہت کچھ امید ہوگئی۔ یونانیوں کی بدقسمتی سے وہ بلندیاں جنپر ترک قابض تھے کیشف کوہر مین چھپی ہوئی ضرور مگر ترک وہاں سے یونانیوں کی نقل و حرکت کو جو نشیب کے میدانوں میں تھے بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ جب بیرکتار پاشا کی فوج صف بستہ آگے بڑھی۔ دو ترکی باتریوں نے جن میں سے ایک میں چار انچ قطر کی گرانوزن توپیں تھیں یونانی کالموں کو دو طرفہ آماجگاہ بنالیا۔ ترکی پوزیشن میں مزید برآن تین کوہی توپیں بھی تھیں۔ انہوں نے یونانی توپخانہ پر مسلسل گولے برسانے شروع کیے اسے بتدریج خاموش کرادیا۔ ایسے حالات کی موجودگی میں یونانی فوج پیدل کی بیباکانہ پیشقدمی اور متہورانہ حملہ کا ناکام رہنا صاف ظاہر تھا البانوی رجمنٹیں دمدمہ بندیوں کے پیچھے لیٹی ہوئیں اور پہاڑی کو کرانہ پر کی باتریاں حملہ کنندہ آویزینوں اور انفنٹری پلٹنوں پر لگاتار گولوں گولیوں کی بوچھار کرتی رہی تھیں۔ ایک انگریزی نامہ نگار جو لڑائی کا مشاہدہ کر رہا تھا یونانیوں کی شجاعت و استقامت کی بہت تعریف کرتا ہے۔

سہ پہر کے چار بجے بیرکتار پاشا کے تینوں کالموں نے آخری حملہ کیا۔ بندوقوں کی باڑھونکی بہرہ کرنیوالی آواز اور اسکی صدا بازگشت اور گونج جو پہاڑیونکی اطراف سے ٹکرانے سے پیدا ہو رہی تھی۔ گویا لڑائی کا آخری سین تھی پھر یکلخت ایسی موسلادھار بارش شروع ہوگئی کہ گویا آسمان پھٹ گیا ہے کوہستانی علاقہ کی زمین اوس سے بالکل پھسلنی اور ناقابل گذر ہوگئی اور آتشباری آہستہ آہستہ مدھم پڑکر آخر بالکل خاموش ہوگئی اور پانچ بجے تین دن کی لڑائی خاتمہ ہوگیا۔ دیبولا بارش بدستور سیلاب وار ہوتی رہی اور یونانی برابر اپنے موقعہ پر قایم رہے یہ رات بھی فریقین کے حق میں نہایت عذاب کی رات تھی جسکی مصایب کا نقشہ ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے نہایت واضح اور موثر کھینچا ہے ۔

(۱۵ مئی شنبہ کو) صبح کی روشنی نمودار ہونے پر گبرودا اور خانو پولس کے میدان کارزار کا معائنہ کرنا پھر ممکن ہوگیا نامہ نگار مذکور کا بیان ہے کہ مطلع صاف ہونے پر ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ترک رائفلی گڑھے کھودنے اور دمدمہ بندیاں تیاریاں کرنے میں بسرگرمی مصروف ہیں اور دوسری طرف اون کے سواروں کی کئی جماعتیں جابجا میدان کی گرد آوری کر رہی ہیں لیکن تین دن کی لڑائی اور بارش نے دونو فریق کی حرارت کو سرد اور اونکی سکت و ہمت کو زایل کردیا ہوا تھا کسی فریق کو عام معرکہ آرائی کی جرات نہ پڑی علاقہ مصاف کو سیر بارش اور دھند ابھی تک سایہ ڈالے ہوئے تھیں۔ صرف کبھی کبھی کسی منفرد بندوق کی آواز سنائی دیجاتی تھی۔ یہ آوازیں گولفی نوپولس کے بریگیڈ کیطرف سے آرہی تھیں جسکی کوشش صرف توروس کے پل کے قریب غنیم سے مختصر سی لڑائی کرنے پر محدود رہی ہے۔

ان معرکوں میں یونانیوں کو اپنی جگہ سے کچھ ایسا بہت نہ ہٹنا پڑا بلکہ عملی طور پر وہ برابر اونہی موقعوں پر قابض رہے جنپر شروع میں
ہوئے تھے تاہم کرنیل پالوس نے حکم دیدیا کہ کل فوج رات کے وقت آرتا پل کو واپس ہٹ آئے یہ مراجعت باترتیبی سے عمل میں لائی گئی۔
کوئی توپ یا سامان جنگ پیچھے نہیں چھوڑا گیا اور تقریباً کل فوج صبح کے پانچ بجے تک آرتا کے قریب اپنے مقام تعیناتی کو جہاں سے
وہ تین دن پہلے حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوئی تھی پہونچ گئی مگر منفرد دستے ابھی تک دریا کے دائیں کنارہ پر قابض رہے۔ ذرو کے
بریگیڈ کو بھی جو پالاک کی ترکی فوج کے مقابلہ پر اس لئے بھیجا گیا تھا کہ اسے دوسری ترکی فوج سے بے تعلق کردے کوئی کامیابی نہ ہوئی
ان معرکوں میں جو ترکی قلمرو میں ہوئے یونانیوں کے سات سو قتل و مجروح ہوئے ۲۵ مقتول اور ایک سو مجروح افسر بھی اسی تعداد
میں شامل ہیں۔ بتانا ابھی باقی رہتا ہے کہ پوشیدار ایک دستہ مجاہدین کا کیا حشر ہوا۔ اوسے جیسے کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ ایپیریا
کی ترکی فوج کو وہاں سے نکال کر فیلپیڈیا کی طرف بھگانے دینے کا کام سپرد ہوا تھا۔

یہ دستہ جس میں تقریباً تین ہزار آدمی تھے اپنی محافظ توپوں سمیت ۱۲ مئی کو دریا کے کنارے پر جہازوں سے خشکی پر اترا اور اترتے
ہی ایک قلعہ بند قائم ہوگیا جہاں سے شمال کو جانے والی سڑکیں نظر آتی تھیں مگر ترکوں نے حملہ کرکے اونکو ہر ایک موقعہ پر کامل شکست دی
اونکی قلت تعداد کی وجہ سے شروع ہی سے یہی نتیجہ مترتب ہونیکی توقع تھی اونکی قسمت کا آخری فیصلہ بھی گھبرا کر ۱۵ مئی کو
ہوا۔ چار دن کی مسلسل لڑائی سے مصاف کنندگان میں سکت نہ رہی ساتھ ہی کارتوسوں کا ذخیرہ بھی تقریباً ختم ہوگیا جب انہوں
نے ۱۵ مئی کی شام کو مراجعت کرجانیکا فیصلہ کرلیا ان معرکوں سے کسی فریق کو کوئی فایدہ نہ پہنچا کرنیل کو لغی نو پالوس نے دستہ
مجاہدین کو موعودہ مدد نہ پہنچائی اور مجاہدین کی مہم کا خاتمہ کامل تباہی پر ہوا۔ اس غفلت کی کوئی وجہ بتائی نہیں گئی۔

رات کے وقت خستہ ماندہ و فاقہ زدہ مجاہدین بحال پریشان ساگیر کہ پہنچے جہازوں پر سوار ہونے کے لیے ساحل کیطرف بڑھ
جا رہے تھے کہ یکبارگی یہ خبر مشہور ہوگئی کہ ترک تعاقب میں چلے آرہے ہیں۔ ایکے ساتھ ہی ساحل کیطرف دوڑے مگر جہاز نا پہنچے تھے کوئی کشتی کا
موجود نہیں ایسا کوسوا اور کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا کہ اوس شاخ سمندر میں جو یونانی علاقہ کو ترکی کی سرزمین سے جدا کرتی ہے پیدل گذر جائیں
چنانچہ اوس وقت تمام نظام و باترتیبی کا خاتمہ ہوگیا سب کے سب خوف و ہراس میں بھی ہوا سے بھاگ کر ہوتا ہوا پانی میں جا پڑے بیشتر اکثر گرفتار
سے بچنے کے لیے بے تحاشا سمندر میں کود پڑے عام شور و غوغا سے ایپیریا کی ترکی فوج کا اون دستوں کو بھی بھگا دیا گیا سپاہی کہ کوستین گھ
ستے اوس پر توجہ ہوگئی۔ اور اصل حقیقت معلوم ہوتے ہی اونہوں نے بھگوڑوں پر سے ارنوٹ گولیوں کی تابڑ توڑ بارش
شروع کردی جن سے اکثر یونانی پانی میں ہی طعمہ اجل ہوگئے۔ بقیۃ السیف بحال تباہ و ذلیل بلا اسلحہ و سامان نیم مردہ
حالت میں جہاز پر پہنچ گئے جنہوں نے اونکو ایپیرس پہنچا دیا۔ دستہ مذکور میں سے تین سو سپاہی قتل و مجروح
اور سو مفقود الخبر ہوگئے یعنی محاربہ ایپیرس کے آخری تین دنوں میں یونانیوں کے پانچ سو قتل اور ایک ہزار زخمی و مفقود ہوئے
بعد ازاں پھر کسی یونانی سپاہی نے ترکی کی سرزمین پر قدم نہ رکھا ۱۹ مئی کو مصالحت صرف با قاعدہ ہوگئی اور ۲۰ کو فریقین میں عارضی صلح ہوگئی

[illegible]

محاربہ ایپاریس میں شروع ہی سے یونانیوں کی قسمت گردش میں اور کوئی منحوس ستارہ انپر جلوہ فگن رہا بے نظیر ثابت قدمی شجاعت کیا وصف یونانی کو ہی
منفعت زیادہ نہ اٹھا سکے اور صرف یہ کرسکے کہ غنیم کو اپنے علاقہ میں داخل نہونے دیا غالباً ابتک کسی محاربہ میں جو محاربہ ایپاریس ایسا ثمر اور بلا منفعت
رہا ہو کبھی اسقدر نقصان کثیر نہیں ہوا۔ ایپاریس میں یونانی کمانڈر کی کوششیں اس امر پر منحصر رہیں کہ جہانتک ممکن ہو سکے زیادہ علاقہ پر تصرف
کرکے اہم مواقعوں پر قبضہ کرلیا جائے اور اسغرض کے حصول کیلیے اوس نے اپنی افواج کو جدا جدا حصوں میں منقسم اور منتشر کردینے کی غلطی ہوگئی حالانکہ
ترکونکو جو تعداد میں پہلے ہی اسکی فوج سے زیادہ تھی دو مزید ڈویژنوں کی کمک پہنچ گئی ہوئی تھی کرنیل مانوس کا مدعا و مقصد یہ تھا کہ ترکونکی یونانی رعایا کی
امداد سے پر یو یا نیکو پولس پیٹی بیگا ڈیا اور یانینا پر قبضہ کرلیا جائے اوسکی بھی یونانی گورنمنٹ کیطرح یہ رائے تھی کہ تھیسلی کے مقابلہ پر ایپاریس کو ضرور
فتح کرلینا چاہیئے تاکہ انعقاد صلح کیوقت عوض معاوضہ کرلیا جاسکے۔ اور ترک فتح کا کوئی پھل ملنے کا مطالبہ نہ کرسکیں۔

یہ امیدیں متذکرہ صدر غلطیوں اور فروگذاشتوں کیوجہ سے ہی نہیں بلکہ اسوجہ سے بھی باطل ثابت ہوئیں کہ رعایا نے جو کشتی حکم
میں پٹنا نہیں چاہتی تھی اپنے ہم مذہبوں اور ہمقوموں کا ساتھ دینا پسند نہ کیا۔ اور اپنے حال میں مگن رہی۔

معاہدہ ہدنہ کی تکمیل پر کرنیل مانوس کمان سے واپس بلا لیا گیا اور کورٹ مارشل کے ذریعہ اسکی تحقیقات تجویز کیگئی اوسکی جگہ
فاتح ریونی و ولسٹینو جنرل سمولنسکی کا بھائی کرنیل سمولنسکی ایپاریس کی فوج کا کمانڈر بنایا گیا یونانی کمانڈر سے اوسکی گورنمنٹ نے جو
سلوک کیا اوسکے عین برعکس ترکی سپہ سالار احمد فیضی پاشا کی کمال قدر افزائی کیگئی جلالتمآب نے اُسے طبقہ عثمانیہ کی مرصع بالماس
حمایل عطا کرکے پاشا موصوف اور اوسکی زیرکمان فوجکو حسن خدمات کے صلہ میں شاہی سلام کہلا بھیجا۔

محاربہ کے دونوں میدانوں کے حالات کے خاتمہ پر ترکی فوج کے کل نقصانات کی تعداد درج کردینا نامناسب نہوگا۔ ترکی وزیر حربیہ
نے اون کی تفصیل سرکاری طور پر حسب ذیل ظاہر کی: تھیسلی میں نو سو شہید اور ۴۲ سو مجروح اور ایپاریس کے معرکوں میں ۱۹۱ شہید
اور ۲۶۴ زخمی جملہ ۱۹۱ شہید اور ۴۶۶ زخمی ہوئے۔ شہدا میں دو پاشا، ۲۷ سٹاف افسر اور ۵۴ اعلی افسر کل ۸۴ یعنی ۹
فیصدی افسر تھے جس سے بڑھکر ترک افسروں کی ذاتی شجاعت و بسالت کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔

مسٹر الشمیلڈ بارٹلٹ اپنی کتاب کے فصل پانزدہم میں محاربہ ایپاریس کے حالات حسب ذیل تحریر کرتے ہیں:-

"محاربہ تھیسلی کی نسبت اون معرکوں کے حالات جو مغربی تھیٹر یعنے ایپاریس میں ہوئے بہت کم وضاحت کے ساتھ معلوم ہوئے
ہیں وہاں ترکی فوج کے ساتھ صرف ایک انگریز نامہ نگار تھا اور یونانیوں کے ساتھ بھی کوئی زیادہ نامہ نگار نہ تھے برعکس ازیں
تھیسلی میں ترکی ہیڈکوارٹر کے ساتھ چھ سات اور یونانی فوج میں بیسیوں نامہ نگار تھے اور بنابریں تھیسلی میں جسقدر واقعات
گذرے اون میں سے ہر ایک کے متعلق کسی نہ کسی نامہ نگار کی تحریر ضرور موجود ہے ایپاریس میں افادہ محاربہ پر ترکوں کے دو ڈویژن تھے ایک احمد حفظی پاشا
کے زیر کمان یانیا میں اور دوسرا مصطفی پاشا کے ماتحت لورس میں یونانیوں کا ایک ڈویژن کرنیل مانوس کے زیر کمان آرٹا
میں مقیم تھا جسکی جمعیت متعدد کمکوں سے اتنی بڑھ گئی کہ کرنیل مذکور ایپاریس پر حملہ کرنے کے لیے ۱۵ ہزار فوج کی گنجایش نکال سکا
پہلے حملہ میں یونانیوں کو خاص کامیابی ہوئی یکر نیل مانوس اٹھارہ میل تک ترکی علاقہ میں داخل ہوگیا جس سے یانیا میں بہت کچھ

تشویش پھیلگئی بلکہ مسٹر ڈکن تو یہانتک لکہتا ہے کہ اوسکے پاس اس امر کا کافی ثبوت موجود ہے کہ جو ترکی ڈویژن فلپ پیڈیا سے پسپا گیا تہا۔ وہ سخت خوفزدہ و سراسیمہ حالت میں یانینا میں داخل ہوا۔ اور کہ اگر کرنیل مانوس بلا تاخیر تعاقب کو چلا جاتا تو وہ باسانی تمام یانینا اور کل صوبہ اپائرس پر قابض ہوجاتا مگر میری رائے میں کل معاملہ صرف یہ ہے کہ یونانیونکو پہلے حملہ میں کامیابی ہوئی اور اونہوں نے فلپ پیڈیا پر قبضہ کرلیا مگر جب پیچھے سے ترکوں کو زبردست کمک پہونچگئی تو پہلا اونہوں نے درہ پنٹی پیگاڈیا میں یونانیوں کی پیشقدمی کو روکدیا اور پھر جارحانہ پہلو اختیار کرکے یونانیونکو بہ نقصان کثیر آرٹا کی طرف دہکیل دیا۔

صوبہ مذکور میں محاربہ کی صورت و رفتار حسب ذیل رہی۔ ۱۹۔ اپریل کو یونانیوں نے بہ جمعیت وافر دریا آرالکتوس کو عبور کرکے اپائرس پر حملہ کیا۔ اور فریقین میں خونریز لڑائی ہوئی۔ اوسیدن ایک سابق ممبر پارلیمنٹ سکالٹ سوڈیموس نے ۲۵ میل بجانب شمال سرحد عبور کرکے مقام سیراکو پر جو یانینا سے ۱۲ میل بجانب جنوب مشرق واقع ہے۔ قبضہ کرلیا ۱۲ کو بہی لڑائی ہوتی رہی جسمیں یونانیوں نے تین ترکی توپہائے فتح کرلیئے اور بمقام ملا احتسارنا ترکوں کے بالمقابل حملہ کو پسپا کرنیکا دعوی کیا دوسرے دن کرنیل مانوس فلپ پیڈیا تک جو آرٹا سے ۱۲ میل ہے بڑھ گیا اور ترک قصبہ مذکور کو خالی کرگئے پہر یونانی ٹیلگراموں نے اطلاع دی کہ ۲۳ کو پنٹی پیگاڈیا میں داخل ہوگئی تھی لیکن ساتھ ہی بیان کیا کہ ترک اوسی شام قصبہ کو پہر فتح کرنے کی کوشش کر رہے تھے اسی تاریخ کے ترکی ٹیلیگراموں نے خبر دی کہ اون کی فوج نے پنٹی پیگاڈیا کو پہر دشمن سے چھین لیا ہے —

۲۳ اپریل کو بروز جمعہ یونانیوں کو بمقام پنٹی پیگاڈیا جو ہزیمت پہونچی اوسنے بعینہ اوسیطرح جسطرح کہ اوسیدن کے معرکہ [illegible] دیلو نے شمالی تہسلی کو ترکوں کے قابو میں کردیا تہا اپائرس میں یونانیوں کی پیشقدمی کے سیلاب کو ہمیشہ کیلئے روکدیا یونانی اخبارات خوب رنگ آمیزیاں کرکے لمبی چوڑی مبالغہ آمیز تاربرقیاں شایع کر رہے تھے مگر اونکی باوصف کرنیل مانوس یانینا کیطرف اور آگے نہ بڑھ سکا ۲۶ و ۲۷ اپریل کو پنٹی پیگاڈیا کے قریب سخت لڑائی ہوئی جسکی نسبت خود کرنیل مانوس نے اطلاع دی کہ وہ غیر منفصل رہی اوسنے اپنے عقب کی محافظت کیلئے کمک کی درخواست کی اور دو ہزار سپاہ کرنیل بیرک تاریس کے زیر کمان ایتہنز سے بہیجدیگئی۔ ۲۷ اپریل کی شام کو آرٹا سے یونانی کمانڈر نے حسب ذیل معنی دار ٹیلگرام ارسال کیا "یکے بعد دیگرے پنٹی پیگاڈیا۔ سکوروں۔ یانینا اور مت زوو کیطرف بڑہتے جاکر اپائرس پر حملہ کرنیکی ابتدائی تجویز کی تعمیل یوم گذشتہ کے واقعات کیوجہ سے عارضی طور پر ملتوی کردیگئی ہے "

اس تاریخ سے بعد اپائرس میں یونانیوں کو کوئی فتح حاصل ہونے کی پہر کوئی خبر سننے میں نہ آئی ۲۸ اپریل کو کرنیل مانوس کا سلفی سے توپخانہ آرٹا کو واپس آگیا اور متصلہ ترکی علاقہ کے عیسائی دہقانیونکا جم غفیر بہی شہر میں اوٹڈ آیا مسٹر کلیمنٹ ہیرس پنٹی پیگاڈیا [illegible]

لہ یہ شخص انگریزی بیڑہ جہازات متعینہ کریٹ کے امیر البحر ہیرس کا برادر زادہ تہا جو والنٹیر ہوکر یونانی فوجمیں شریک ہوا اور زخمی ہوکر ترکوں کے ہاتھ اسیر ہوگیا کچھ عرصہ تک اوسکی کسیکو خبر نملی آخر اوسکا بہائی تلاش کیلئے خود اپائرس گیا اور وہاں سے اخبار ٹائمز کو جسکا نامہ نگار ایتہنز سے یونانیو کے پہر و نمیں آکر ترکی فوج متعینہ اپائرس پر نہ فقط عیسائی بلکہ مسلمان رعایا پر بہی طرح طرح کے ظلم وستم کرنیکا الزام لگا رہا تہا شروع جولائی سنہ ۱۸۹۷ء میں ترکی فوج کی خوش اخلاقی اور رحمدلی کے متعلق حسب ذیل تحریر کیا ہے "میں ۴ ہزار ترکی فوجمیں تین چار ہفتہ پہرتا رہا مگر میں نے ایک ناشائستہ حرکت نہ دیکہی" " نہ مجھکو کبھی ایک لفظ بھی بد اخلاقی کا سننا پڑا" ۱۲

رنش بکار رہیں ہی مفقود الخبر ہوا تھا۔ یونانیوں نے اپنی ایک پلٹن کی شجاعت و بسالت کی تعریفوں کے جسنے ایک زخمی میجر اور ایک کپتان کی لاش کو غنیم کے تصرف میں نجانے دیا تھا طومار باندھ دیئے و ایسی ہی بالخصوص پلاکہ کی پل سے گذرتے وقت یونانیوں کے عقبی دستہ کو سخت نقصان پہنچا

۵ مئی کو خفلی پاشا نے اطلاع دی کہ ترکی افواج آرٹا کی بالمقابل قبل بروتی کی چوٹی پر قابض ہو گئی ہیں ایتھنز سے مراجعت کے متعلق سرکاری طور پر جو ٹیلیگرام بھیجے گئے تھے اونمیں کرنیل مانوس کو یا بوجہ معذور بتایا گیا کہ "وہ کئی دنوں سے کمک کیلئے تاریں بھیجرہا تھا مگر ایتھنز میں اوسوقت ایسی پریشانی مستولی اور پولیٹکل فریقوں میں اسقدر باہمی چپقلش ہو رہی تھی کہ اس بحران سیاسیہ کی وجہ سے جسمیں گورنمنٹ مبتلا ہو رہی تھی ان تاروں کیطرف کچھ توجہ نہ کیگئی۔ اور کمانڈر مذکور کو بالآخر مجبوراً واپس ہٹ آنا پڑا۔"

۶ مئی کو یونانی اخبارات نے شائع کیا کہ "ہمو مجاہدین کا دستہ ایک نوجوان نیم حسین عورت کے زیر کمان اپائرس کو روانہ ہوا ہے۔" اس دستہ کے متعلق پھر کوئی خبر نہ سُنی گئی۔ ۸ مئی کو کرنیل مانوس اپائرس سے واپس بلا لیا گیا۔ اور اُسکی جگہ کرنیل واسوس جسکی تمام عالم میں کریٹ کی بدولت شہرت بر سبیل گئی ہوئی ہے مقرر کیا گیا۔

یونانیوں نے ۱۱ مئی کو ۱۲ ہزار فوج کی جمعیت سے جو تین جماعتوں میں منقسم کیگئی تھی اپائرس پر حملہ کرنے کی دوسری کوشش کی دو بریگیڈ کرنیل بیرکتاریس کے زیر کمان فلپ پیڈیا اور لوروس کیطرف بڑھے اور تیسرے بریگیڈ نے کرنیل بوٹ ساریس کی زیر کمان خشکی کیطرف نیکوپولس پر جو پریویسا کے عقب میں ہے حملہ کیا اور سمندر سے یونانی اگنبوٹوں نے اوسپر گولہ باری کی۔ انمیں سے دو بریگیڈوں نے ترکی فوج پر جو عثمان پاشا کی زیر کمان گبرووہ سے سٹرونیا تک ایک مضبوط پوزیشن میں مقیم تھی حملہ کیا۔ اور ۱۳ اور ۱۴ مئی کو گبرووہ میں جو آرٹا سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے خونریز معرکہ آرائی ہوئی ایک بریگیڈ نے شمال کیطرف جاکر فلپ پیڈیا کی سڑک اور دوسرے نے مغرب رویہ جاکر دریا لوروس کے پل پر قابض ہونے کی کوشش کی ان حملوں کا مدعا یہ تھا کہ پریویسا کو کمک اور رسد پہنچنے کا راستہ بند کردیں اخبار ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے جو یونانیوں کے ساتھ تھا ۱۳ مئی کو انکی پیشقدمی کے متعلق حسب ذیل تحریر کیا۔

"یہاں کے فوجی حکام نے پھر دوبارا جارحانہ پہلو اختیار کرنیکا عزم کر کے منگل کی شام کو بتاریخ ۱۱ مئی اوزینوں کی ایک پلٹن پیادہ اور توپوں (طوپ ناروہ) کی ایک باتری سمیت ارتاپل سے پار بھیجدی اور بدھ کی سہ پہر کو کرنیل بیرکتاریس نے آٹھ ہزار آدمیوں کا ایک بریگیڈ (نہم و دہم رجمنٹ) جنداریمہ کا ایک دستہ تین رسالہ اور دو باتریاں ساتھ لیجا کر عمارتی کی پہاڑیوں کے قلعہ پر تصرف کر لیا اور پھر اوس جنگلدار میدان میں جو ترکی چوکیوں کے بالمقابل تھا مورچہ بندیاں تیار کر لیں۔ اوسوقت ایک اور بریگیڈ جسمیں ہشتم رجمنٹ اوزینوں کی تیسری پلٹن اور دو باتریاں ہیں۔ کرنیل گولفی نوپولس کے زیر کمان متذکرہ صدر میدان کی دوسری جانب کی برابر لوروس کے اوس پل کیطرف بڑھا جسپر سے فلپ پیڈیا کو راستہ جاتا ہے یہ مقام پانیا پریویسا کی شاہراہ پر واقع ہے وہاں ترکی جمعیت کثیر موجود تھی ایک اور بریگیڈ موسوم دوم بریگیڈ کرنیل ڈوکاس کے ماتحت پلاکہ کیطرف بھیجا گیا کہ مقام پراماتا واگ

ـــــــــــــ

۵ ناظرین کو یہ بتانیکی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ جرمنی مورخ تاریخ باز طلبی اور جانشین کا نام اور بتاتا ہے یونانی گورنمنٹ نے ۹ مئی کو کرنیل واسوس کو کریٹ سے واپس آ جانیکا حکم دیا تھا غالباً اس حکم کی تاریخ سے مسٹر شیملڈ کو کرنیل مانوس کی واپسی کی تاریخ میں مغالطہ ہو گیا ہے۔

تنہا دریا آرٹا کو عبور کر کے پلاکہ کی ترکی فوج سے مصروف پیکار ہو۔ دوسری طرف بوٹساریس کو دو ہزار آدمی پریویسا کو معطل کرنے اور وہاں کی فوج کو باہر نہ نکلنے دینے کے کام پر مامور کئے گئے۔ ترک میدان میں بمقام فلپ پیڈیا، شیر تونیا و خانوپولس اور درہ نیمی پیگاڈیا کے دہانہ پر اور ان دیہات کے بالمقابل میدان کی دو طرفہ بلندیوں اور نیز اون دو بلند پہاڑیوں پر جو میدان کی اسطرف ہیں اور انمیں سے ایک بارہ سو فیٹ بلند ہے اور اس ایک بغلی پہاڑی پر جو تین سو فیٹ بلند ہے مضبوط مورچہ بنا کر موقعوں پر قابض تھے اور توپیں بھی اون کے پاس بافراط موجود تھیں انہوں نے دو کوہی باتریاں بعید ترین پہاڑی سے لیکر میمنہ کیطرف کی بغلی پہاڑی تک جابجا تقسیم کر رکھی تھیں، اور دس سنٹی میٹر قطر کی توپوں کی ایک باتری سٹرپونیا میں تھی۔ میں یہ اندازہ نہیں کر سکا کہ ان موقعوں پر کسقدر ترکی فوج پیدل مقیم تھی مگر اونکی آتشباری کی مقدار و شدت سے واضح ہو رہا تھا کہ اسکی جمعیت ضرور معقول ہوگی۔

اخبار سٹینڈرڈ کے نامہ نگار نے یونانیوں کی ناکامی کے حالات بتاریخ ۷ اسی حسب ذیل تحریر کیے "ایپائیرس کی تازہ ترین مصاف کو مندرجہ ذیل حالات جو سرکاری منبعوں سے معلوم ہوئے ہیں اس سے ناظرین کو بھی بخوبی معلوم نہیں ہو جائیگا کہ یونانی محاربہ کا انصرام کسطرح کرتے رہے ہیں۔ بلکہ اونہیں وہ گڑبڑ اور پریشانی بھی جو یونانی فوج میں مستولی ہو رہی ہے اور نیز اونکی کارروائیونکی رپورٹوں میں پائی جاتی ہے معلوم ہو جائیگی۔ بتاریخ ۱۳ اسی کرنل گوتفی نو پولوس کو چار ہزار سپاہ دیکر دریا لوروس کے پل کو فتح اور پریویسا کی ساتھ ترکوں کا سلسلہ آمد و رفت منقطع کرنیکا حکم دیا گیا۔ کرنل بیر کتاریس کو جسکے پاس یونانی فوج جنداریہ اور پولیس کی چیدہ تین اڑھائی ہزار آدمی تھے متذکرہ صدر مہم میں مدد دینے اور اوسکی میسرہ کی حفاظت کرنیکا حکم ملا کرنل بوٹساریس کو جو دو ہزار اپائیرسی مجاہدین کے دستہ کا کمانڈر تھا بیڑہ جہازات کی توپوں کی پناہ میں بمقام نیکوپولس خشکی پر اُترنے اور اُدھر کے ترکوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف رکھنے کا حکم دیا گیا۔ کرنل بوٹساریس نے اپنے کار مفوضہ کی درست تعمیل کی نیکوپولس کی متصلہ پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا مگر کرنل بیر کتاریس نے ہدایات کی پیروی کرنے کی بجائے باین خیال کہ میں باسانی گبرود کو فتح کر سکونگا اوسپر حملہ کر دیا۔ گبرود نہایت مضبوط مقام ہے وہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے اور صرف ایک نہایت ہی دشوار گذار اور چھوٹی درہ کی راستہ وہاں تک پہنچا جا سکتا ہے وہاں دو ہزار ترک موجود تھے اور اونہوں نے درہ کو دمدمہ بندیوں سے خوب مضبوط کیا ہوا تھا مگر ان تمام مشکلات کے باوجود کرنل بیر کتاریس نے ترکی دمدمہ بندیوں کی پہلی قطار کو دست بدست لڑائی کر کے فتح کر لیا اوس وقت رات پڑ گئی اور باقی لڑائی دوسرے دن پر ملتوی ہو گئی۔ دوسرے دن علی الصباح یونانیوں نے پھر حملہ کر دیا اور رات کے ۸ بجے تک لڑائی ہوتی رہی۔ ترک درہ کے دہانہ سے پیچھے ہٹا دیئے گئے مگر یونانیوں بہت نقصان اٹھانا پڑا کیونکہ بارش کی وجہ سے جو سارا دن ہوتی رہی عمودی سطح ایسی پھسلنی ہو گئی تھی کہ اسپر چڑھنا قریباً ناممکن ہو گیا تھا۔ اس وقت بیر کتاریس کو اپنے حملہ میں ناکامی ہوئی کیونکہ گوتفی نو پولوس لوروس کے پل پر غنیم کے ساتھ مشغول پیکار رہا۔ اور بیر کتاریس کی مدد کو نہ آسکا کیونکہ اگرچہ گوتفی نو پولوس پر مدد پہنچانا فرض نہ تھا بلکہ بیر کتاریس کو اُسے مدد پہنچانیکا حکم دیا گیا تھا لیکن اگر وہ خود مصروف نہ ہوتا تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے رفیق کی مدد پر پہنچ جاتا یا پھر اوسنے پل کو فتح کر لینے کے بعد کچھ کمک بھیجدی

لیکن اوس سے کیا ہو سکتا تھا ان متفقہ مہمونکا مدعا یہ تھا کہ پریویسا کو دوسرے علاقہ سے بالکل منعلق کر دیا جائے اور نیز یہ بھی بیان کیا گیا تھا کہ ترک جو ظلم وستم کر رہے ہیں اونکو بند کرایا جائے تاریخ مذکور کی لڑائی کے خاتمہ کیوقت تک ان مقاصد میں سے کوئی ایک بھی حاصل نہ ہو سکا تھا اور جب ۵ امئی کو بیرکتاریس گروہ دریہ پر حملہ کا سلسلہ شروع کرنے ہی لگا تھا کہ یونانی گورنمنٹ کی تاکیدی احکام پہنچے جن کی تعمیل میں اوسے اور گولفی نوپولس کو پھر انہی موقعوں کو ہٹ آنا پڑا جنپر وہ ۱۳ امئی سے پہلے قابض تھے۔ یونانی گورنمنٹ نے یہ احکام دول یوروپ کی سرزنش پر صادر کیے تھے طاقتوں نے اوسے ڈانٹ بتائی۔ کہ ایکطرف تو التوائے جنگ کی التجا کی جاتی ہے اور دوسریطرف خود سبقدستی کرتے ہو۔ بوٹ سارکیس بھی نیکوپولس کی پہاڑیونکو چھوڑ آیا اور فوجکو جہازوں پر سوار کر کے سالاگورا جا اتارا۔ اور درحقیقت اسیوقت سے جبکہ یونانیوں نے جارحانہ افعال سے محترز رہنے کا وعدہ کیا التوائے جنگ شروع ہو گیا

ان دونوں اور بالخصوص اوس حملہ کو جو گبرودوریہ کیا گیا تھا ترکوں نے غنیم کو نقصان عظیم پہنچا کر رد کیا۔ یونانیونکی ایک پلٹن تقریباً بالکل تلف ہوگئی ترک اس دفعہ نہایت مضبوط ومستحکم موقعوں پر مورچہ بند تھے اور برعکس ازین یونانی نشیب اور کھلی میدان میں یعنی یہاں فریقین کیحالت معمولی کے برعکس تھی۔ یونانیوں کے بیان کے مطابق انکو بات سو سے کچھ زیادہ آدمی ضایع ہوئے مگر غالباً درست تعداد اس سے دگنی ہے۔ عثمان پاشا نے ۱۶ امئی کو اطلاع دی کہ یونانی کامل شکست کھا کر آرٹا کو ہٹ گئے ہیں عثمان نے ترکی فوج کے نقصان کا اندازہ معہ اور یونانیوں کے نقصان کا دو ہزار آدمی کیا۔ اس ہزیمت کے بعد یونانی سپاہ آرٹا کو ہٹ گئی اور پھر بعد ازاں اونسے کوئی کارروائی نہ کی۔ کرنیل بوٹ سارسیس کے بریگیڈ کو اوس خلیج کے پایاب پانی سے گذر کر جو پریویسا کے شمال میں ہے پیچھے ہٹنا پڑا۔ اور عزیمت کو سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔ ۲۰ امئی کو ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے آرٹا سے جو ٹیلیگرام بھیجا مندرجہ ذیل عبارت بوٹ زاریس کے دستے کے متعلق اوس سے اقتباس کیجاتی ہے:—

"مجھے بوٹ زاریس کے دستہ کا حصہ کثیر قریباً سارا اسمیں ملگیا اور مجھے خبر معلوم کرنیکے لیے اور آگے نہ جانا پڑا ابھی معلوم ہوا کہ ہماری طرح (یعنی بیرکتاریس کے بریگیڈ کیطرح) اس دستہ کو بھی تین دن سخت لڑائی کرنی پڑی۔ لڑائی سریع پسپائی پر ختم ہوئی۔ جو پسپائی آخر بھاگڑ کی شکل میں متبدل ہوگئی اور اسمیں بیشمار جانیں ضایع ہوئیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ تین ہزار آدمیوں کا دستہ بتاریخ ۱۲ امئی بدھ کے دن لوروس کے دہانہ پر اتارا گیا تھا شروع ہی سے اس مہم کو بے ترتیبی اور بدانتظامی کا آغاز لگا۔ بنا بریں جہازوں سے خشکی تک پہنچنے کیلیے نہ ہی نیکی برابر کشتیاں تھیں چنانچہ فوج کا حصہ کثیر مجبوراً اتر کر پا چلکر کنارہ تک پہنچا تاہم رات کیوقت اور بدہ کی علی الصبح کل دستہ بخیریت وبلا مزاحمت خشکی پر پہنچگیا اور پھر اوسنے اون تمام سرکونکی مناسب موقعوں پر جو پریویسا سے فلپ پیڈیا کو جاتی ہیں قبضہ کر لیا ان موقعوں پر جیسی کہ توقع تھی جمعرات کی سہ پہر کو اور جمعہ اور شنبہ کو سارا سارا دن مشغول پیکار رہنا پڑا۔ دو ہزار ترکی فوج نے پریویسا سے نکل کر شدید تو پلی دراللقی آتشباری کے بعد ہوک

سلہ اس پسپائی کیوقت یونانی اپنی میدانی توپیں تین ہزار رائیفلین اور فوجی سامان جنگ کے تین سو صندوق پیچھے چھوڑ گئے ۱۲ ا
سلہ بقول ایک انگریز نامہ نگار اسمیں بارہ ہزار مجاہدین تھے اور دہلین معہ برادر اسی دستہ میں تھے ہی دیکھو ہسٹری گزٹ موسومہ ۲۶ جون ۹۷ء

سنگین یونانی پوزیشن پے درپے حملے کیے مگر ہر دفعہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کر دیجاتی رہی یونانی اپنے موقعوں پر قابض قائم
لیکن چونکہ اونہیں مورچہ بندیاں تیار کر لینے کی فرصت نہ ملی تھی اونکا نقصان بھی بہت ہوا گو ترکوں کے نقصان کے مقابلہ پر تھوڑا تھا شب کو تمام
ہمہ دونوں فوجیں بالکل تھک گئیں مزید برآں یونانیوں کو بھوک اور پیاس سے بھی سخت تکلیف پہنچ رہی تھی لیکن غالباً ان دونوں باتوں کی
ترکوں کو بھی ساتھ ہی شکایت تھی یونانیوں کا بیان ہے کہ البانوی سپاہی ایسی شجاعت و شہامت کے ساتھ لڑے کہ دیکھکر عقل دنگ ہو جاتی
تھی جان کی تو ان لوگوں کو مطلقاً پرواہ نہ تھی بہرحال فریقین کی پوزیشن میں اوس وقت تک کوئی فرق نہ پڑا یونانی بدستور ابھی تک اپنے
اصلی موقعوں پر قایم تھے کہ بہت رات گئے عمارتی کی طرح یہاں بھی یونانی علاقہ کو ہٹ جانیکا حکم پہنچگیا اوس وقت ایک کمانڈر سے جسکا
نام مجھے معلوم نہیں ہوا سخت غلطی ہو گئی اوسنے کوفتہ و ماندہ گرسنہ و تشنہ اور بارش سے تربتر سپاہ کو فہمایش کی کہ اگر مراجعت بسرعت نہ کیگئی
تو ترک رستہ بند کر دینگے یہ سنکر لوگوں میں ہیجان سا پھیل جانا لازمی امر تھا تاہم وہ معقول باترتیبی کے ساتھ ساحل کو واپس ہوئے صرف تقریباً دو سو
آدمی پیچھے رہے اونکو اوس وقت اطلاع نہیں پہنچائی جا سکتی تھی۔ ترکوں نے غالباً اونکو قتل کر دیا ہوگا یا اسیر کر لیا ہوگا کنارہ پر پہنچکر تشویش
و پریشانی انتہائی درجہ تک پہنچگئی اسکی وجہ ترکوں کا تعاقب نہ تھا وہ تو خاموش بیٹھے تھے بلکہ یہ کہ کنارہ پر جہازوں تک پہنچنے کیلئے
کشتیاں بالکل نہ ادارد تھیں یہ کیفیت دیکھکر یونانی جہازوں سے بالکل مایوس ہو گئے اور بالآخر وہ سمندر کی اوس شاخ میں جو
یونانی قلمرو اور اونمیں حائل تھی۔ کود پڑے اسکے طے کرنے میں اڑہائی گھنٹے صرف ہوئے۔ پانی سینہ تک تھا۔ یہ کیفیت جب ترکوں نے
یہ رنگ دیکھا تو پانی میں سے گذرنیوالوں پر پے درپے گولے برسانے شروع کر دیے جن سے اون بیچاروں کی حالت اور بھی نازک اور
سخت مشکل ہو گئی اور زخمی ہوکر گرنے سے یا پھسلکر عمیق پانی میں جا پڑنے سے اکثر آدمی غرق ہو گئے۔ باقیماندہ جب آخر کار کنارہ سلامتی
پر پہنچگئے تو اوس وقت اون کی حالت واقعی قابل رحم اور درد انگیز تھی اون کو اپنے زخمی مجبوراً پیچھے چھوڑنے پڑے تھے اکثر کے اسلحہ گم ہو گئے تھے
اور سب کے سب سکت پژمردہ خاطر اور کمال افسردہ و مایوس ہو رہے تھے۔ کرنیل بوٹ زاریس کے آدمیوں کا بیان ہے کہ تین دن کی
لڑائی اور بھاگڑ میں اونکے ایک سو بیس قتل دو سو سے زیادہ زخمی جن میں سے چند مجبوراً پیچھے چھوڑ دیے گئے اور دو سو مفقود الخبر
ہوئے یعنی عمارتی کے معرکوں کے نقصانات کے سمیت آخری تین دنوں کی لڑائی میں یونانی فوج مقیمہ اپائرس کے تقریباً
پانسو قتل اور ایکہزار مجروح و مفقود الخبر ہوئے جن میں اکثر کو مردہ ہی تصور کرنا چاہیے۔ یہ نقصان فی الواقع بہت بڑا ہے
مگر اس سے فایدہ کیا ہوا؟ ہیچ! یا یہ ثابت کر دیا گیا کہ دیکھو یونانی سپاہی مرنا کیا عمدہ جانتا ہے۔"

اس احمقانہ حملے سے یونانیوں کو اور بھی بہت نقصان پہنچا ترکوں نے محض اسی سے مشتعل ہوکر ڈوموکوس پر حملہ کیا تھا
اسمیں کوئی شک نہیں کہ ۵ مئی کی رات تک ترکوں نے یونانیوں کو جنہیں ابتدا میں خفیف سی نصرت و کامیابی ہوئی۔ کامل طور پر
زک پہنچا دی تھی اور اونمیں مقابلہ کی کوئی سکت باقی نہ رہنے دی تھی محاربہ اپائرس میں از اول تا آخر یونانیوں کے تین چار
ہزار آدمی ضایع ہوئے مقتولین ایک تہائی اور مجروحین دو تہائی۔ ترکوں کا ان سے زیادہ نقصان ہوا۔ اونکے ۱۵ سو
شہید اور مجروح ہوئے اپائرس کی فوجکی کمان کسیطرح سے مطلق العنانی کیساتھ اپائرس کو ترقی کہیں اسی کو دیا کر ہمراہ رست ادہم پاشا کے زیر کمان کر گئے تھے

فصل (۱۵) پانزدہم

بحری معرکے یونانی بیڑہ نے بقول جرمن افسر خشکی کی فوجی کاروائیوں میں کوئی مدد دی یا دی تو بہت ہی خفیف اوس کی ہمت وکوشش صرف متفرق وجزوی مہموں تک محدود رہی۔ اوران مہموں کو بھی ایسی بری طرح سے انصرام دیا گیا کہ ملاحی وجہازرانی میں یونانیوں کو جو شہرت حاصل تھی اوسے بٹہ لگنے کے سوا اور کوئی نتیجہ اون سے برامد نہ ہوا۔ آغاز مخاصمت کے وقت بیڑہ مذکور کو کامل آزادی حاصل تھی۔ اوس کے لئے سارا میدان کھلا پڑا تھا۔ اور ہر ایک کو بڑی توقع تھی کہ وہ خوب جوہر دکھائیگا مگر بری فوج کی طرح اسکے متعلق بھی وہی نامناسب بیجا تقسیم در تقسیم کی غلطی کی گئی۔

مغربی بیڑہ نے جس میں پہلے صرف آگنبوٹ شامل تھے تھیسلی میں مخاصمت شروع ہونے سے تھوڑی ہی دیر بعد پریویا پر گولہ باری کرنے سے بحری محاربہ کا افتتاح کیا پہلے کر درمیالیس اور آگن بوٹ باسیلی اس جارجیس اور پھر آہن پوش جہاز مشرقی بیڑہ سے جدا کر کے مغربی بیڑہ میں شامل کر دیئے گئے۔ ان جہازوں نے کھلے سمندر سے اور آگنبوٹوں نے خلیج سے پریویسا پر گولہ باری کی جس سے قصبہ مذکور اور اوسکے قلعوں کو خفیف سا نقصان پہنچا۔ ۱۸۔ اپریل کو سات سو آدمیوں کی ایک جماعت خشکی کی طرف سے بھی پریویا کا محاصرہ کر کے اوسے فتح کرنے کے لئے خلیج کے شمالی ساحل پر بمقام وانتیزا اُتاری گئی۔ سمندر اور خشکی دونوں طرف سے ایک ساتھ حملہ کرنے کی صرف یہی ایک کوشش کل محاربہ میں کیگئی۔ دیولا چند جہاز ساحل اپائیرس کے ساحل کے برابر برابر شمال کو بھیجدیئے گئے اور اُنہوں نے ۲۱-۲۲- اور ۲۳- اپریل کو حاجی سرندا- مرتو- اور ترگہ کے بلا فصیل کھلے شہروں پر گولہ باری کی- حاجی سرندا جزیرہ کارفو کے شمال ساحل کے بالمقابل واقع ہے۔ یہاں چند سپاہی خشکی پر بھی اُتارے گئے جنہوں نے چند عمارتوں کو آگ لگادی مگر جلد ہی واپس ہٹ جانے پر مجبور کئے گئے ÷

مشرقی بیڑہ جسکے ساتھ چند مسلح تجارتی جہاز بھی تھے اور ان جہازوں پر بری فوج سوار تھی کہیں۔ ۲۱ اپریل کو جاکر پہنچے مخاصمت کی باضابطہ شروع ہوجانے سے چھ دن بعد بندر رودلو سے روانہ ہوا۔ اور پھر پلاٹاموناء لفتوکاریا اور کاترینا کے کھلے شہروں پر جہاں ترکی فوج کے میگزین اور گودام جمع تھے گولہ باری کی۔ فوج صرف لفتوکاریا میں اُتاری گئی جسے ترکوں نے دو طرفہ آتشبازی کا نشانہ بناکر فی الفور ہٹ جانے پر مجبور کر دیا۔ اس سے پہلے ۲۰۔ اپریل کو ایک جماعت نے خلیج لقسار کے ساحل پر اُتر کر وادی آنجاج بیالونیکا ریلوے لاین کو توڑنیکی کوشش کی مگر یہ ابتک ثابت نہیں ہوسکا کہ اسکا نام کوشش میں یونانی بیڑہ کا بھی کچھ دخل تھا۔

ترکوں کو بڑا اندیشہ تھا کہ یونانی بیڑہ سالونیکا پر ضرور حملہ کریگا اور انکو زیادہ تر اوس حملہ کا اس لئے خوف تھا کہ وہاں اُسکو مقابلہ کیلئے ترکوں کے پاس ایک بیٹری کے سوا جو ۱۸۹۷ء میں ساحل پر نصب کیگئی تھی اور کوئی سامان موجود نہ تھا مگر یہ خوف باطل ہوا یونانی

یونانی تاریخ ۲۴- اپریل صرف قلعہ قرآبورن پر جو خلیج کے دہانہ پر واقع ہے۔ چند گولے جلد جلد برسانے پر قناعت کرکے پیچھے ہٹ گیا صرف ایکدفعہ ایک یونانی تارپیڈو کشتی نے گرداوری کرتے ہوئے سالونیکا تک بڑھ جانیکی جو ترکی اساس حرکات کا کمزور ترین مقام تھا جرات کی مگر یونانی بیڑہ کبھی اوسکے سامنے نمودار نہوا وہ صرف ایک دفعہ راس کسندرلے سے ۲۴- اپریل کو گذرتا ہوا دیکھا گیا یونانیوں نے اپنے بیڑہ سے صرف یہ فایدہ اوٹھایا کہ ۸ مئی کو اُسنے سمولنسکی کی فوج بیامنز سے ستاییلین پہنچادی۔ یا اوس فوج اور مجاہدین کے دستہ کے بقیۃ السیف کو جو ایپائرس میں اُتاری گئے تھے مگر دریا لوروس پر شکست کھاکر ساحل کو ہٹادیے گئے تھے جہاز پر سوار کرلینے سے کامل تباہی و ہلاکت سے بچادیا۔

اوس وقت کے بعد پھر مشرقی بیڑہ کی کسی کارروائی کی خبر سننے میں نہ آئی۔ حالانکہ تارپیڈو کشتیوں کا بیڑہ جو سربمہر احکام لیکر پرنس جارج کے زیر کمان سکیاتھوس سے روانہ ہوا تھا اسی بیڑہ میں شامل تھا اور حالانکہ یہ بیڑہ دوسرے سے زبردست تھا اوس نے آخرالذکر کے برابر بھی کام نہ دیا الغرض یونانیوں نے اپنی بحری فوقیت سے ذرہ بھر فایدہ نہ اوٹھایا اگر یونانیوں میں شجاعت بھی اُسیقدر ہوتی کہ جسقدر وہ شیخی بانتے تھے تو غالباً اونکو متعدد فتوحات حاصل ہو جاتیں بیڑہ کو فضول دو حصوں میں تقسیم کردینے کے بعد بھی مشرقی بیڑہ دو موقعوں پر فوجیں اُتارنے کے لیے کافی طاقت و استطاعت رکھتا تھا یہ موقعے دیدہ آغاچ اور جالملی تھے آخرالذکر خلیج بورا پر واقعہ ہے حالانکہ موجودالوقت اور اونکا محل وقوع دونوں باتیں یونانیوں کو وہاں بیڑہ بھیجنے کی زبان حال سے دعوت کر رہی تھیں اول الذکر ساحل پر واقع اور دو ریلوے لاینوں کا محل اتصال ہے۔ اگر یونانی وہاں اُترکر ان لاینوں کو اُکھاڑ دیتے تو سالونیکا اور قسطنطنیہ کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ جو اوسوقت نہایت ضروری اور اہم ہو رہا تھا عرصہ مدید کیلیے بند ہو جاتا۔ وہاں فوجی سٹور اور گودام بھی بافراط جمع تھے اور اونکو بھی برباد کردینا امکان میں داخل تھا جالملی میں بھی اُترنے سے اس لاین کو جو ساحل کے قریب گذرتی ہے بہت نقصان پہنچایا جاسکتا تھا اور دیدہ آغاچ کے بعد یہ مناسب ترین موقعہ ایسی کوشش کے لیے تھا دونوں میں سے کہیں بھی خشکی یا سمندر پر یونانیوں کو خفیف سی مزاحمت بھی نہ ہوتی۔

مغربی بیڑہ کو بھی دو مقصد مدنظر رکھنے واجب تھے۔ ایک یہ کہ اوس فوجکی مدد جو خشکی پر اتاری گئی تھی پریویسا کو فتح کیا جاتا اور دوم یہ کہ کارفو کے بالمقابل بمقام ساغیادا ایپائرس کے ساحل پر فوجیں اُتاری جاتیں اگر یونانی آخرالذکر مقام پر جمعیت کثیر قابض ہو کر یانیا کو معرض خطر میں ڈالدیتے تو ایک تو اس سے کرنیل مانوس کو اپنی پیشقدمی میں بالواسطہ طور پر بہت مدد ملتی اور دوسرے ایسی عیسائی رعایا کو جو بغاوت پر آمادہ تھی کھل کھیلنے کا موقعہ ملجاتا۔

۵ جون کو بحری مخاصمات کے متعلق بھی حسب ذیل شرایط پر التوائے جنگ کا معاہدہ ہوگیا:- (۱) یونانی جہازات عثمانی سمندروں کی حدود سے جو بروے قانون ملل متعین ہیں نکلجائیں (۲) جو جہاز ترکی علم یا بیطرف دول کے علم رکھتے ہوں اور ترکی بنادر سے ادھر اُدھر جارہے ہوں۔ یا بردتو جو متعین شدہ حد فاصل کے اندر ہوں اون کی تلاشی نہ لیجائے (۳) ان بنادر سے ترکی فوج کو کمک یا سامان جنگ بھیجنے کا کام نہ لیا جائے (۴) ترکی بیڑہ ڈارڈنیلز سے باہر نہ نکلے (۵) مجمع الجزایر کے کسی جزیرہ کی فوج کو کمک نہ بھیجی جائے۔

اسی تاریخ یا اس سے پہلے کیونکہ اس معاملہ کے متعلق ابھی تک یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا یونانی گورنمنٹ نے دول کے سفرا کو اطلاع دی

ترکی آلاس سے بحری محاصرہ اٹھا دینے کا مطالبہ کیا ہے ایک کہ سوا اب سفراء نے دوسرا مطالبہ مذکور کو مالٹا بھیجنے کی صلاح دی۔ آخر الذکر سفیر کو ابھی تک اسکی متعلق اپنی گورنمنٹ سے ہدایات موصول نہ ہوئی تھیں مگر اسمیں کوئی شک نہیں تہا کہ وہ دیگر دول کے خیالات سے متفق ہونگے۔ بعد میں ایتھنز سے خبر آئی کہ یونانی وکلا نے جو صلح کی گفتگو کر رہے تھے محاصرہ کو اٹھا دینے کی شرائط قبول کر لی ہیں۔ اور خلیج آرٹا میں جہاز رانی کی عام اجازت و آزادی ہونے کی شرط اور مستزاد کر دی ہے ۔

مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ بحری کارروائی کے متعلق حسب ذیل تحریر کرتے ہیں :۔ یونانی بیڑہ نے محاربہ میں کوئی بڑا کام نہ کیا وہ ترکی بیڑہ موجودہ سے بلحاظ فضل (?) اور طاقت زیادہ تھا اور اس سے بڑی بڑی باتوں کی امید تھی۔ ہر ایک کو یقین تھا کہ وہ بحیرہ مجمع الجزائر کے ترکی جزائر میں سے چند ایک کو جو واقعی قابل تسخیر تھے ضرور فتح کریگا اور سالونیکا پر گولہ باری کر کے ترکوں کے سلسلہ آمد و رفت کو بالکل درہم برہم کر دیگا۔ مگر یہ نہ ہوا۔ پلاٹامونا اور کاٹرینا پر گولہ باری کرنے اور ہمکو گرفتار کر لینے کے سوا یونانی بیڑہ نے اور کچھ کام نہ کیا۔ ہوا ایسا کہ ایک یونانی سکوئڈرن نے پریویسا پر گولہ باری شروع کر کے دوسرے دن بھی اسے جاری رکھا۔ یونانیوں کا بیان ہے کہ انہوں نے دو کے سوا باقی کل ترکی قلعوں کو خاموش کرا دیا۔ اور شہر کو بھی بہت کچھ برباد کیا۔ برعکس ازیں ترکوں کا قول ہے کہ یونانی بیڑہ بے اثر گولہ باری کرنے کے بعد پیچھے ہٹ گیا جبکہ ایک جہاز کو ترکی گولہ نے ایسا نقصان پہنچایا کہ وہ قریب الغرق حالت میں واپس گیا انمیں سے خواہ کوئی سا بیان درست ہو۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اس مہم سے کوئی عملی نتیجہ مترتب نہوا۔ ۲۳۔ اپریل کو مغربی بیڑہ نے اغیا سرنتا (?) رعایتی سمرندہ (?)

لہ انہیں فتح کرنا آسان کام نہ تھا۔ ہر جزیرہ میں کافی ترکی فوج موجود تھی اور نیز جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں ترکی بیڑہ ایسا ہی گیا گذرا نہ تھا کہ اپنے جہازوں کی بھی حفاظت نہ کر سکتا۔ ان جزیروں کی حفاظت اور تحصیل کے انتظام کے متعلق جو سرکاری اعلان باب عالی نے اپریل کے آخری ہفتہ میں شائع کیا تھا اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ترکی گورنمنٹ ان جزیروں کی طرف سے بے فکر نہ تھی۔ اعلان کا مضمون حسب ذیل تھا :۔ "ہز امپیریل مجسٹی سلطان روم نے یہ معلوم کر کے کہ مرکب یہ اور مجمع الجزائر کے قریب و جوار میں یونانی بحری ڈاکو فتنہ و فساد کی نیت سے آ گئے ہیں حکم دیا کہ سلطانی بیڑہ سے بحری نگرانہ دار ڈسٹرائر سے چند جہاز ان کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجے جاویں۔ یکم مئی دن کے ایک بجے کے لگ بھگ ایتنا سے بذریعہ تار اطلاع دی کہ سلطانی ... حفظ الرحمٰن تارپیڈو تباہ کن نیلا جہاز بلنگ ... اور تین تارپیڈو کشتیاں ڈاکوؤں کے تعاقب میں روانہ کی گئیں جنہوں نے ... پکڑی گیارہ ڈونگیاں معہ ڈاکوؤں کے گرفتار کر لیں جواب ڈاڈینلز کو لا جا رہی ہیں۔ مقبوضہ صوبہ آرکیا (?) کے داخلی انتظام کیلئے آلہ وزراء نے باجلاس کونسل جو تجاویز قرار دی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی فوجی پولیس کے لئے الاسونا کیریتریا۔ سالونیکا اور متصلہ اضلاع کی تجربہ کار فوجی پولیس آدمی چلے جائنگے بغرض تکمیل اس پلٹن میں لاریسہ کے قریب ہزار سے ایسے اشخاص اضافہ کئے جاوینگے جنہوں نے فوج میں ملازمت کی ہو نیز اگر اس قسم کے آدمی دستیاب نہ ہوئے تو بذریعہ رنگروٹ اسکو مکمل کیا جائیگا۔ سابق سفیر قدولو (?) اسی شہر کے نائب گورنر مقرر کئے جا چکے ہیں علی ہذا القیاس اور بحالہ کے سفراء بھی اپنے اپنے ضلعوں کے نائب گورنر تعینات کئے جاوینگے۔ غیر ممالک سے تجارت کو ترقی دینے کی غرض سے جنگی خاتمہ کا انتظام عنقریب متدین اور لائق افسروں کے سپرد کیا جائیگا۔ حضرت سلطان روم نے ان تجاویز کو منظور کر لیا ہے" دونوں مورخین کا یہ بیان درست نہیں کہ سالونیکا کی حفاظت کیلئے کافی توپخانہ نہ تھا البتہ تارپیڈو فی الحقیقت نہیں بچھے ہوئے تھے۔ اسکی تردید کنندہ دونوں مورخین ... میں درج ہیں ۔۔

کرکے تفصیل قصبہ پر جو ساحل پاریس پر واقع ہے گولہ باری کرکے اسے چھین لیا اور وہاں چند ترکی گودام تلف کر دیئے۔
انہی دنوں یونانیوں کو مشرقی بیڑے نے پاتا موناپر جو دریا بینی اس کے شمال میں پہلا قلعہ بند ترکی مقام تھا گولہ باری شروع کی
یونانیوں کا دعویٰ ہے کہ دونوں نے ایک ترکی بریگیڈ کو اڑا دیا اور سامان رسد کے گوداموں کو بھی برباد کردیا یہ واقعہ ۱۶ اپریل
کو گذرا دوسرے دن اسی بیڑے نے کاتیرینا پر جو پلاتا مونا سے دس میل بجانب شمال ہے گولہ باری کرکے چند کا نوں کو منہدم
کردیا مگر دونوں مقامات کو واقعی نقصان بہت خفیف سا پہنچا۔
سالونیکا کی ملاحتی جو بیڑے پیچھے رہ گیا اس سے ...... باشندہ ادوں اہم ترین بندر ہے فی الحقیقت محاربہ کے کل دوران میں یونانی بیڑہ
کے رحم وکرم پر منحصر تھی صرف دو چھوٹی چھوٹی بادبانی کشتیاں محافظت کے لیئے موجود تھیں اور یہ روایت دراصل بالکل
گپ تھی کہ خلیج کے دہانہ پر بیشمار تارپیڈو بچھے ہوئے ہیں اجنبی قونصلیں اور اجنبی باشندوں کو سالونیکا کی ملاحتی
کی طرف سے ایسا تردد پیدا ہو رہا تھا کہ انہوں نے اپنی اپنی گورنمنٹوں سے یہ درخواست کر دی تھی کہ وہ ان کی حفاظت
کے لیے جنگی جہاز بھیجدیں یونانی بیڑے نے سالونیکا پر کیوں حملہ نہ کیا ایک راز سربستہ ہے جو ابتک معلوم نہیں ہوسکا۔

فصل (۱۶) شانزدہم

محاربہ کے آخری دونوں دوروں کا اجمالی بیان

حصۂ اول میں محاربہ کے پہلے عشرہ کے حالات جنہیں وکیل امرسٹر نے نہایت لچسپ پیرایہ میں بالاختصار قلمبند کیا تھا بطور ضمیمہ درج کیئے جا چکے ہیں۔ اس سلسلہ کو مکمل اور ایک ہی موقع
پہ بعد دیگرے تین مختلف تحریریں اور روایتیں جمع کردینے سے ناظرین کی واقفیت و آگاہی کے دایرہ کو وسیع کرنے
اور نیز اسلیئے کہ ذاتی رائے قایم کرنیکے واسطے ان کے روبرو وافر ترین ذخیرہ معلومات کا موجود ہو میں سر ایلیس بارٹلٹ کی
کتاب کی باقی فصلوں کا جن میں لاریسا سے روانگی وگرفتاری یونان امیر البحر کی روبہ بازی وعیاری۔ اتھینز یا کرشاہ یونان
اور قسطنطنیہ پہونچکر امیر المومنین سے ملاقات کرنیکے حالات اور سلطان المعظم کا کیریکٹر اون کے دربار کی کوائف قسطنطنیہ
کی اہمیت اور خاتمہ درج ہے اور نیز جرمن مورخ کی کتاب کے باقیماندہ حصہ کا ترجمہ کرنے سے پہلے جسمیں انعقاد صلح اور تذاکرات صلح
کی مفصل کیفیت اور رضا پاشا سرعسکر کے حالات کے بعد لڑائی کے نتایج پر مفصل بحث کیگئی ہے ایک الگ فصل میں مکمل کی
باقیماندہ تحریر واقعات جنگ کے متعلق ذیل میں درج کردینا مناسب سمجھتا ہوں۔

اسکی وجہ یہ تھی کہ یونانی بیڑہ پر سے فی الحقیقت سامان جنگ بالکل نادار تھا۔ اور بیچ ملک میں بحری گودام بالکل خالی پڑے تھے اس امر کا چند مہینے بعد یونانی گورنمنٹ نے خود صاف صاف اعتراف کرلیا۔ (مترجم)

محاربہ کا دوسرا و تیسرا عشرہ

سٹرولالی کو شاہ یونان نے موقوف کر دیا ہے اور مسٹر رالی اور [illegible] ہو گئے ہیں نئے سپہ سالار نے کرنیل ویسوس کو کریٹ سے واپس بلا لیا ہے نئی وزارت نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ لڑائی جلدی ختم ہو جاوے عثمانیہ کا مقابلہ بمقام ولسٹینو ہوا ہے جو مقام وولو سے قریب ہے اور وہاں یونانی حملہ نہیں کرتے بلکہ مدافعت پر ہی قناعت کرتے ہیں یہاں تک کہ جن افواج یونانی نے ایڈمیرو پر حملہ کیا تھا وہ بھی اپنی سرحد پر واپس آگئی ہیں مقام ولسٹینو پر جو وولو اور اتھنز کے مابین ایک بڑا مشہور مقام ہے۔ لڑائی چند دنوں تک جاری رہی اور اس عرصہ میں چند حملے یونانیوں کی صفوف توڑنے کے لئے کئے گئے مگر وہ سب میں کامیاب رہے ۔

ایک کارسپانڈنٹ رقمطراز ہے کہ ترکوں کے ایک رسالے نے جس میں ایک ہزار جوان تھے چھ پہاڑی توپوں کے ساتھ ۲۷ تاریخ اپریل کو ولسٹینو کے قریب فرسالہ کا معائنہ کیا انہوں نے ہر چند چاہا کہ ریلوے لائن کا [illegible] اور سرحد کے حاصل کریں لیکن ایک یونانی فوج نے جس میں چار سو پچاس آدمی تھے اور جنکے پاس چھ توپیں تھیں لڑائی کی مگر غرض حاصل نہ ہوئی اور بعد میں یونانیوں کو فرسالہ سے کمک پہنچ گئی تھی اس لڑائی میں یونانیوں کے تین افسر کام آئے اور ترک سپاہی تقریباً ۳۰۰ مارے گئے ۲۹ تاریخ کو ترکوں نے زیادہ کثیر پیادہ فوج اور ایک دستہ سواران اور ۱۲ توپوں کے ساتھ حملہ کیا مگر یونانیوں کی جمعیت بمقابلہ ترکوں کے بہت [illegible] اور یہی سبب ہوا کہ ترکوں کو ریلوے لائن کاٹنے میں کامیابی نہ ہوئی اور دو گھنٹہ کی لڑائی کے بعد وہ مع [illegible] ہوئے ۳۰ اپریل کو پھر ترکوں نے اپنی پیادہ فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ولسٹینو کی ریلوے لائن کاٹنے کی نیت سے یورش کی اور وولو اور فرسالہ کا رستہ بند کر دیا اس موقعہ پر ترکوں کی سپاہ میں چودہ سو جوان تھے اور مقابلہ میں یونانی بارہ ہزار سے کم نہ تھے ترکوں نے باوجود قلت تعداد انتہا قابلیت اور جوانمردی سے مقام کیفیسیاو کو سنگینوں کی نوک پر فتح کر لیا فریقین کا اس جنگ میں سخت نقصان ہوا اس وقت ترکوں کا رسالہ میدان میں قیامت ڈھا رہا تھا اور یونانی رسالے کے ساتھ مقابلہ میں مصروف تھا لیکن جسقدر نقصان پیادہ فوج کا ہوا اتنا سوار رسالہ کا نہ ہوا کیونکہ لڑائی کا زور پیادہ فوج پر تھا دونوں فوجیں سخت گولہ اندازی کرتی تھیں جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں بعض جگہ فقط چار سو گز کے فاصلہ پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر صف آرا تھیں جب آفتاب غروب ہونے لگا تو دوسرے ترکوں کا قلب لشکر پیشقدمی کرتا ہوا دکھائی دیا مگر چونکہ اب شام ہو گئی تھی اس سبب سے لڑائی میں عارضی طور پر توقف ہو گیا اور ایک ٹرین بھی وولو سے فرسالہ میں چون توپیں کھینچ کر لے گئی اور اس رات کو یونانی اپنے اپنے مقامات پر جمے رہے اور ترک موضع [illegible] میں جو پانچ میل کی مسافت پر ہے بانتظار کمک واپس چلے گئے یکم مئی کو کل یونانی فوج جو فرسالہ میں تھی میدان جنگ میں پہنچ گئی اور لڑائی شروع ہوئی مگر نتیجہ کسی کے حق میں ظاہر نہ ہوا۔ رات کو بھی چند مختصر مقابلے ہوئے جن میں یونانی پسپا ہو گئے

بدھ کے روز ولسٹینو پر لڑائی ہوئی یہاں ترکوں کی جمعیت بیس ہزار سے کم نہ تھی انہوں نے اپنی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دو طرف سے حملہ کیا اور چند گھنٹوں تک لڑائی جاری رہی مگر یونانی پیچھے نہ ہٹے یونانی کہتے ہیں کہ ہم نے ترکوں کو پیچھے ہٹا دیا تھا مگر ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارا بہت بھاری نقصان ہوا کرنیل سمولینسکی کی رائے ہے کہ میں اس مقام کو نہ چھوڑونگا اور اگر میرے پاس اور [illegible] ہزار آدمی آجاویں تو عجب نہیں کہ [illegible]

انجینے کے ترکوں پر حملہ بھی کر سکوں داشٹینو میں یونانیوں کو ۳۰ مارے گئے ۱۹۰ زخمی ہوئے لیکن یونانیوں کی سرکاری خبر یہ ہے کہ ۵۰۰ ترک مارے گئے ہیں اور یونانی ۵۰ مارے گئے اور ۱۵۰ زخمی ہوئے ترکی سپاہیوں کی جسمانی قوت اور استقلال واقعی فوق الفطرت ہے جمعہ کے روز وہ قبل از طلوع آفتاب آٹھ میل تک پیادہ پا چلے اور پہروں بھر لڑائی میں مصروف رہے پھر جب شام پڑی تو اور آٹھ میل کا سفر کیا مگر باوجود اسقدر زحمت اور تکلیف کے اون کے چہروں سے تکان کے آثار نظر نہ آتے تھے۔ اب ترکوں کی بھاری بہت رسد رسانی کے وسایل کی صرف ہے کیونکہ اون کی فوج مقام کتا قریا سے جہاں اونکا ذخیرہ ہے ۱۰۰ میل آگے بڑھ آئی ہے ۹ تاریخ کو پاشا کر عثمانیہ نے مقام زرکاس پر قبضہ کر لیا یہ مقام لاریسا کی سڑک پر ترخالہ کے مغرب میں واقع ہے یہاں ترکوں کو بہت سا غنیمت کا مال اور سامان حرب اور بارود وغیرہ دستیاب ہوا۔ اگرچہ ایک دن اس سے پہلے ترخالہ پر بھی ترکوں کا قبضہ ہو گیا تھا مگر اونہوں نے خود ہی اوسے چھوڑ دیا تھا اور اسی سبب سے فرسالا اور اوس کے درمیان پھر ریلوے لائن جاری ہو گئی ہے۔

یہ افواہ غلط ہے کہ ترکوں نے ڈومو پر قبضہ کر لیا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ڈومو کو مستحکم ارادہ کر لیا ہے کہ جمکر مقابلہ کریں اور ایکو یونانی فرانسیسی انگریزی اور اٹلی کے جنگی جہازات کے بروقت پہنچ جانے سے فی الجملہ اطمینان بھی ہو گیا ہے اب ہاں دو سو فرانسیسی سپاہی شہر میں گشت کرتے ہیں ان جہازوں کے آنے سے کچھ رونق سی ہو گئی ہے ورنہ یونانی اسے کیا خالی کر چکے تھے اور عورتوں اور بچوں کو ایک جماعت کثیر میں وہاں سے نکال چکے تھے

لاریسا میں اب دوکانیں کھلنے لگی ہیں یونانیوں کی قیدیوں کے ساتھ ترک اچھا سلوک کرتے ہیں اور جو ہاتھ لگتا ہے شہر والوں کو ترکوں کے سلوک پر اعتبار ہوتا جاتا ہے یونانیوں کا بیان ہے کہ باشی بزوقوں نے بہت سی دوکانات اور مکانات کو لوٹا ہے اور گورنمنٹ یونان نے اس شکایت کا ایک مراسلہ بھی دول عظام کے نام جاری کیا ہے کہ ترکوں نے تھیسلی میں بہت سا تاخت و تاراج کیا ہے ایک اخبار میں یہ شکایت بھی شایع ہوئی ہے کہ عساکر عثمانیہ نے لاریسا کو کل کر جو نکو بیجہت کیا اور لوگوں کے سکونتی مکانات اور دوکانوں کو زیر و زبر کر دیا ہے اور خوب لوٹا ہے غنیمت کا مال چھکڑوں میں لاد کر بروز الاسونہ کی طرف بکثرت روانہ ہو رہا ہے اور بہت بکریاں بیل گلہ ان کے گلے براہ گھنگ ترک ہانک لیے جاتے ہیں جب یہ خبر اڑی کہ ترکوں نے یونانی قیدیوں کے ساتھ برا سلوک کیا انہیں ترکی قیدیوں کو جو پیر کے روز مقام اپایرس میں اترے تھے لوگوں نے بہت کچھ ڈانٹا اور اگر فوجی گارڈ جو اونپر متعین تھا اونکی حفاظت نہ کرتا تو عجیب نہیں کہ اونکے ٹکڑے اڑ جاتے ہمارا خاص نامہ نگار لکھتا ہے کہ یونانیوں نے اوس بھاگڑ میں جو ایکو مائی میں ہوئی جو اونکی ہمت ہوئی تھی بڑی جوانمردی دکھائی تھا اور اونہوں نے مطلق آثار وحشت کے ظاہر نہ کیے

جنگ اپیرس

بقول ٹایمز ہمارا خاص نامہ نگار جو یونانی فوج کے ساتھ تھا اپیرس کی لڑائی کے مفصل حالات جنگ لکھتا ہے ۱۸ اپریل کو ترکوں کی چار ہزار پیادہ فوج توپخانہ سمیت اوس مقام پر حملہ آور ہوئی جو وہ ہاتھ سے نکل گیا تھا مگر یونانیوں نے بہادری سے مقابلہ کیا۔ اسموقعہ پر یونانیوں کی جمعیت حسب ذیل تھی:۔

اوریزونی ۲۰۰۰ پیادہ فوج ۳ بٹالین ۳۰۰ انہوں نے ملک کے آنے تک بڑے استقلال سے مقابلہ کیا ایک کے ساتھ وہ توپیں جو بعد وقت پہاڑ پر نصب کی گئیں ترک ظاہرا بہت نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے اور یونانیوں کا فقط ایک آدمی زخم آیا اور زخمی ہوئے اس مستقل حملہ سے معلوم یہ ہوتا تھا کہ یونانیوں کو بلا ضرور دیگر امدادی افواج کی ضرورت واقع ہوگی لیکن نہ معلوم جنرل نے کس مصلحت کو پیش نظر رکھکر ایسے بڑے اہم مقام کو جو فی الاصل جیت کا دروازہ ہے معدودے چند سپاہیوں کے بھروسے پر چھوڑ دیا تھا

لکھتا ہے مجھے یقین تھا کہ ضرور ابھی کوئی اور حملہ ہونیوالا ہے اسلیے میں جمعرات کی صبح کو اپنے خیمہ سے جو میجر بیانو بولی میں تھا ایک سامنے کے دروہ پر جو ایک گھنٹہ کی مسافت پر واقع تھا معاینہ کیلیے گیا میجر مذکور کی فوج ایک مستحکم مقام پر قابض تھی اور اوسکی جمعیت ایکہزار جوانوں اور آٹھ توپوں کی تھی جب میں اس سے پہنچا تو مجھے یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی کہ پانچ چھ سو اونیزونی اور دو توپیں تھیں اور ناص پہاڑ پر مشرق کیطرف فقط دو پہاڑی توپیں اور ایزونی سپاہیوں کی پلٹنیں ایک کمپنی پیادہ سپاہیوں کی اور دو سو والنٹیر موجود تھے اور ان لوگوں کا بھی یہ حال کہ پانچ دن کے متواتر اور مسلسل جنگ نے انہیں سخت عاجز کر رکھا تھا رسد کی قلت اور کام کی کثرت نے انہیں نیم مردہ بنا رکھا تھا۔ اس پہاڑ میں ۵ کوس سے لیکر آخر تک یونانیوں کی چھ ہزار پانسو آدمی اور ۱۴ توپیں تھیں اور توپوں کو مناسب موقعوں پر نصب کیا تھا ٹھیک چار بجکر ۵ منٹ وا بجنے تھے ترکوں نے آتشباری شروع کر دی یہ گولہ باری ترکوں کی ایک بڑی فوج کیطرف سے ہو رہی تھی جو پہاڑ کی آڑ میں ہماری نظروں سے غائب تھی اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ حملہ یونانیوں کو اونکے مقبوضہ مقامات سے باہر نکالنے کیلیے کافی تھا مگر مجھے یہ امید قطعاً نہ تھی کہ اس ایک حملہ کے سبب سے اپائرس کی ساری فوج بہ حسنت رده ہو جائیگی اور یونانیوں کو فقط ایک رات کے اندر اون سارے مقامات سے بیدخل کر دیگا جو اسنے بڑی جانکاہی سے حاصل کیے تھے اور یہی اوسکا مایہ ناز تھا جو جنگ کے آغاز سے آجتک خدا خدا کر کے اسکے ہاتھ لگا تھا جیسے ہی چھ بجے تو یونانیوں کی طرف سے توپ چلنا بند ہو گیا اور میں دیکھتا تھا کہ یونانی یکے بعد دیگرے پہاڑ سے نیچے بھاگے آتے ہیں اور پیچھے اونکے ترک دق تے للکارتے ہوئے اوپر چڑھے ہیے تھے اور جنگل سے برابر صدا آرہی تھی کہ توپ مت چلاؤ جب کہ ترکوں نے پہاڑ پر اسطرح قبضہ کر لیا تو ہماری حالت جو دریا پر تھے سخت نازک ہو گئی اسلیے ۵ بجکر ۵ منٹ پر ہمیں بھی مراجعت کا حکم ہوا اس حکم پر اونیزونیوں نے کوئی وحشت یا تعجب ظاہر نہ کیا بلکہ چپ چاپ غصے سے بھرے چل پڑے۔ البتہ چند کم عمر سپاہی جو پانچ دن کی مسلسل لڑائی اور فاقہ سے بیجان ہو رہے تھے کیقدر بدحواسی سے بڑبڑائے میری رائے میں یونانی جانتوڑ کو لڑے انکی تعداد تو بہت قلیل تھی اگر کوئی اور بہادر سے بہادر فوج بھی ہوتی اور اونکی تعداد بھی خواہ کتنی ہی کثیر ہوتی تاہم ترکوں کے اس حملہ کی تاب نہ لاسکتی اور دل گردہ کا کام تھا اور یقین نہ تھا کہ دنیا بھر کا کوئی سپاہی خواہ وہ کتنا ہی جری کیوں نہ ہو اس سخت حملہ کا مقابلہ کر سکتا۔ لیکن یہ تعریف فقط انہیں معدودے چند سپاہیوں کی ہے باقی فوج نے نہ معلوم کیوں یکلخت توپ بند کر دی حالانکہ اونپر کوئی آتشباری بھی نہ ہوئی تھی خدا جانے اونہوں نے کس بنا پر توپوں کا چلانا یکقلم بند کر دیا جب ہمارا کارسپانڈنٹ ۹ بجکر شب کو کیو بارونی تک پہنچا تو اسنے دیکھا کہ وہاں کی قلعہ نشین فوج بھی جو تین ہزار سے کم نہ تھی۔ ان بھگوڑوں کے ساتھ بھاگنے میں شامل ہو گئی اور اپنی اچھے توپیں ساتھ لیگئی اونہوں نے کہیں بھی مقابلہ نہ کیا۔ بلکہ یکقلم سب کے سب بھاگے اور ایک فائر بھی نہ کیا ساری فوجیں ایک عجب ہلچل پڑی ہوئی تھی اور سپاہیوں کے چہرے سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اونہوں نے نیت کر لی تھی کہ ہم مطلق نہ لڑینگے۔ وہ سب کے سب دوڑتے تھے کہ آرٹا کیطرف بھاگو۔ افسروں کا یہ عالم تھا کہ وہ بھی فوج کے ساتھ جا رہے تھے اور اونکے چہرے پر ندامت کی رسوائی برس رہی تھی اور معلوم یہ ہوتا تھا کہ سپاہی اونکے بس میں نہیں۔ کل فوج ۰۰۰ ے تھی اب ان کے ساتھ دیہاتی بھی شریک ہو گئے جو ترکوں

[illegible]

بجری بھیڑ بیل گھوڑا اور دیگر جانور گلوں کے گلے لوگ ہانکے ہوئے جاتے تھے عورتوں اور بچوں کے سروں پر اسباب کی گٹھریاں بہت ہی بوجھ دار رکھی
ہوئی تھیں اور وہ بیچارے روتے ہوئے افتاں و خیزاں اس گرداب بلا میں بلا کسی ہوش و حواس کے چلے جاتے تھے
اور جہاں کہیں رستے میں گذرگاہ تنگ ہو جاتا تھا اوسوقت سخت چپقلش ہو جاتی تھی آدمیوں اور حیوانات کا عبور مشکل
ہو جاتا تھا وہ بلا تمیز ایک دوسرے پر گرتے تھے اور ایسے موقعہ پر بہت خون ریزی ہو جاتی تھی اور مال کا نقصان بھی ہو جاتا تھا۔
دیہاتی تو البتہ باعث واقفیت کے ادھر ادھر رستوں سے فائدہ اٹھاتے تھے مگر ان غریب والدین کا شور و شیون کا صحیح بیان ناممکن
تھا جنکی اولاد ناگاہ اس بھیڑ بھاڑ میں آنکھوں سے غائب ہو جاتی تھی اسپر غضب یہ تھا کہ روشنی مطلق نہیں تھی رستہ ہو رہے
لشکر معدودے چند آدمیوں کے پاس تھے وہ اتنی بچی تھی کہ [illegible] سے جنگل کو
اپنے گھروں میں آگ لگا کر ہی دکھائی دیتی تھی اور ان لوگوں پر کا کام جو کچھ تھا [illegible]
تک کروس کے مشرقی ساحل پر ایک یونانی کا نام و نشان تک نہ تھا [illegible]
ہو۔ اور حسن اتفاق سے ترکوں کی آبادی میں جا گئے ہوں اور ترکوں نے بااستقلال اپنے ڈالدیا ہو
ہوں اسطرح ایک آن واحد میں وہاں سے بھاگ کر واپس آ جاویں یہ کہا جاتا ہے کہ اس جنگ کا کل نقصان ۲۰۰ آدمی
کا ہوا مسٹر کلیٹ شیپرس انگلش سپاہی جسکی نسبت مشہور ہوا تھا کہ مارا گیا ہے ترکوں کے ہاتھ میں قید ہے اور زخمی بھی ہے
گورنمنٹ یونان سے پرنسا کی گولندازی بند کرا دی ہے کیونکہ اسوقت ناحق بارود کو کوئی فائدہ وہاں مترتب نہ ہوا۔

ایتھنز کے حالات

۲۸ اپریل کو ایتھنز میں سخت ہلچل پیدا ہوا اور اوس دن جہاں ایکدفعہ کر دن مجلس
وزرا میں کچھ ہم پورا نہ ہو سکا۔ اور دوسرا فریق مخالف کے سرگروہوں نے چند تقریریں
بھی عوام کے روبرو کیں ۲۹ تاریخ کو بادشاہ نے ڈیلانی کو عہدہ صدارت سے برطرف کر دیا کیونکہ اوس نے استعفا دینے سے انکار کیا
تھا اسکی بجائے ایم رالی صدر اعظم مقرر ہوا۔ اور دیگر صیغوں کے وزیر بھی مقرر ہو گئے جو سب ایم ڈیلی یانی کے فریق اور متوفی
مقلدین میں سے ہیں انہیں میں ایم سکولوڈس ہے جو وزیر صیغہ خارجیہ مقرر ہوا ہے صلح پسند اور امن جو مشہور ہے۔
اس عزل و نصب کا سبب سوائے اسکے اور کوئی نہیں کہ عوام نے بہت کچھ شور و غوغا کیا اور انکا اعتقاد یہ ہے کہ فوج کا
اٹھانا خالی از علت نہیں یقیناً کوئی نہ کوئی مخفی کارستانی عمل میں آئی ہے نظر بحالات شاہ یونان کا یہ فیصلہ کہ موجودہ وزارت معزول کیجائے
دور اندیشی پر مبنی تھا نئی وزارت نے دو وزیروں کو مقام فرسالیہ فوج کی حالت معاینہ کرنیکے لیے بھیجا اور انکی مراجعت پر کی شب کو تمام اراکین مجلس الوزرا
کا جلسہ منعقد رہا اور آخر الامر یہ قرار پایا کہ جنگ جاری رکھنا چاہیے کیونکہ کہا گیا ہے کہ امداد کثیر پہنچ گئی ہے اور فوجوں کے حوصلے
پست ہو رہے تھے۔ دستیوں میں ترکوں کی ہزیمت سے اب پھر برقرار ہو گئی ہیں اس مجلس نے یہ بھی قرار دیا ہے کہ کرنیل واسوس و دیگر جنرل افسر کریٹ
بلالئے جاویں اور کرنیل واسوس کی بجائے کرنیل مانوس کے ایپرس کی کمان پر مامور ہوا ہے اور کرنیل مانوس اور اسکا سارا اسٹاف وہاں سے تبدیل
یونان نے اپنی وکلا متعینہ ممالک غیر کو تمام اسلئے مضمون کی ہدایت بھیجدی ہیں کہ آیندہ اور سپاہی ممالک غیر کی بھرتی نہ کیجاویں

ابھی مطابقت ہو فیصلہ تو یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ لڑائی جاری رہیگی۔ اور کل یہ بھی کہا گیا تھا [illegible] کہ اپنی [illegible] کا اعلان منعقد
کیا جاوے مگر اب یہ کہنا بھی فضول ہے کیونکہ اسوقت ساری شیخی کرکری ہو چکی ہے۔ اور قلعی کھل گئی ہے اور باغ جو شکستہ ہی ہو گئے ہیں ان
سپاہیوں میں خاندان شاہی کی شہزادوں کے برخلاف سخت شورش ہو گئی ہے [illegible] جو ابھی کل ہی تعریفیں
کرتے کرتے آسمان پر چڑھاتے تھے گویا جو اسکے ابتدائی خاندان پر [illegible] اور [illegible] قرار آ گیا ہے اور [illegible]
ہو گئی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] پرنس [illegible] ایسا [illegible] کو شاہ [illegible] ایسا [illegible] پوچھا کیا او نہوں نے
اسکے یہی جواب دیا کہ ہم آپ کی جان کی حفاظت کے بھی ذمہ دار نہیں [illegible] اسوقت
۱۸ ہزار [illegible] موجود ہیں [illegible] لوگ ہیں [illegible] ہو گئی ہیں۔ ان
بیچاروں کو بھی صف آرائی کا حکم ہوا ہے مگر [illegible] اور [illegible] دوکاندار [illegible] چنانچہ [illegible] دوکاندار
سے وہ بندوقیں قیمت پر مانگیں جو فرانسیسی [illegible] پر [illegible] جو [illegible] مال میں [illegible]
منافع لائے تھے [illegible] قیمت [illegible] ہندوستان میں [illegible]
کی [illegible] ورنہ [illegible] کو [illegible] ہتھیار کا حکم [illegible]
جس [illegible] اور [illegible] دام گھر سے [illegible] اور [illegible] قیامت [illegible] افسوس [illegible] مگر [illegible] انتظام
[illegible] نہیں ہوا تھا اور دوکاندار [illegible] کہ [illegible] لوٹا [illegible] اور جو سامان کسی کے ہاتھ
لگا آپ ہی اڑا لیا [illegible] مقام [illegible] ایک فرانسیسی [illegible] لوگوں نے لوٹنا چاہا۔ اس جہاز میں بھی کچھ
مستعمل بندوقیں تھیں [illegible] جب حالت دیکھی تو [illegible] مال بانٹ دیا او سکے شہر میں سخت کہرام مچا ہوا تھا بلکہ یقین تھا کہ انقلاب عظیم ہونیوالا
ہے غول کے غول محل شاہی کے قریب جوار میں [illegible] شور کرتے ہیں اور سوداگروں کی دوکانوں کو بیچا بالوٹتے رہے۔ بازاروں میں علی رؤس الاشہاد
شاہ اور اسکے خاندان کے اراکین تصویروں کو لوگ ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے تھے اور اونکی دھجیاں اڑا اڑا کر اپنے دل کو بخار نکالتے
بازاروں میں لوگوں کا غصہ اور [illegible] اس حد تک پہنچ گئی کہ شاہی رمز (وہ نشان جو کسی خاص سلطنت اور خاندان سے مخصوص ہوا کرتا ہے)
کو اونہوں نے سر بازار ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا لوگوں کا غصہ کمال کو پہنچ چکا تھا اور شور و شغب انتہا درجہ تک ہو گیا تھا کہ ایم [illegible]
آکر لوگوں سے منت کہا کہ تم اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ میں ابھی بادشاہ کے پاس جاکر اسکا انتظام قرار واقعی کرتا ہوں
چنانچہ وہ اوسیوقت ایوان شاہی میں گیا اور دوسرے دن دس بجے اوسی کے کہنے پر ایک مجلس الوزرا منعقد ہوئی

کریٹ کی حالت

ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ مقام کانڈیا سے بذریعہ [illegible] قمطراز ہے۔ میں یہاں ڈیڑھ ماہ کے بعد واپس آیا
ہوں۔ اس عرصہ میں یہاں بہت سے تغیرات [illegible] ہیں [illegible] دیکھ رہا ہوں کانڈیا اور [illegible] میں بالکل
امن ہو گیا ہے دوکانیں کھل گئی ہیں اور دوکاندار اپنے اپنے کاموں پر آ بیٹھے ہیں [illegible] بندوقیں اور بندوقچی [illegible] مفقود ہو گئے
ہیں اب ہر وقت کی برق اندازی اور آتش [illegible] فی الجملہ اطمینان ہے لوگ اپنے اپنے کام دھندوں میں پھر لگ گئے ہیں [illegible]

ہے اگرچہ ناگزیر بھی ہوئی ہیں اون کی جماعت ایک خاص مقام پر ہیتی ہے ترکوں نے بھی اپنا اعتبار اور اقتدار از سر نو جما لیا ہے اور

جزیرہ کی خود مختاری کی نسبت العثمانی کا خیال حرف غلط کیطرح مٹتا نظر آتا ہے جس سے یہ نتیجہ نکالنا آسان ہے کہ پھر ترکی حکومت یہاں

قایم ہو گی کیونکہ ابتک کوئی ترکی سپاہی یا عہدہ دار یہاں سے خارج نہیں کیا گیا۔ باغیوں میں عام طور پر یہ یقین ہے کہ دول یورپ

کا باہمی کم ساتھ اتفاق ہے۔ اب اس خیال کو یک بیک ترک کرنا نہایت مشکل ہے کیونکہ اونکو یورپ کی سلطنتوں کیطرف سے ذرا

بھی اطمینان اور اعتبار نہیں اور یونانی طرفداروں کا لوگوں پر بالعموم لوگوں پر بڑا رسوخ ہے

مختلف ممالک کے امیر البحروں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ رعایا یونانی کو جزیرہ میں اوسوقت تک بود و باش کا اختیار حاصل ہے

جب تک وہ امن سے رہیں اور کوئی شور و فساد نہ کریں اس عرصہ میں اون کی حفاظت ہماری ذمہ ہو گی —

ممالک غیر کے امیر البحروں نے باغیوں کے سرغنوں کو جو مقام اکروٹری میں تھے پچھلے ہفتہ اطلاع دیدی ہے کہ ہم اون مزاحمت کبھی

نہ کسی قدر نرمی کرنے پر مائل ہیں جو کرنیل وسیوس اور اسکی فوج کی بر خلاف ہماری بھی باغیوں کو اختیار ہے کہ وہ شہر و غیرہ بلا مسانہ جو بیرا

اگر اپنا احتیاج خرید یں اور اس صورت میں ایک بدرقہ اونکی حفاظت کیلئے ساتھ دیا جایگا تاکہ کوئی بد خواہ پسند مسلمان وہ بھی ستائے

امداد درجہ کو باغیوں میں سخت مصیبت پھیلی ہوئی ہے اور شہر والے ور قصبہ والے تو غضب کی تکلیفیں سہہ رہے ہیں اور یونانیوں کا ترقی پر ہے

کینیا میں ۵۰۰۰ ریتھمو میں ۲۸۰۰ کینڈیا میں ۴۰۰۰ اور سیٹیا وغیرہ میں ۱۵۰۰ مسلمان ہیں۔ ان میں ۵۰۰۰ کی سرکاری

امداد سے پرورش ہو رہی ہے —

اتوار کو وزرا امیر البحروں نے ان باغی سرغنوں کو بلا کر کہا تھا کہ تم خود مختاری جانیکو پسند کرو مگر اونہوں نے پھر وہی ضد کی کہ ہم یونان

سے الحاق چاہتے ہیں خواہ یونانی فوج ہماری سرحد سے نکل بھی جاوے —

ان باغیوں نے کینڈیا میں آبرسانی کا سلسلہ بند کر دیا ہے :

مصالحت کو اخبار ٹائمز کا کارسپانڈنٹ مقام ویانا سے لکھتا ہے پہلے یہ مشہور ہوا تھا کہ غالباً روس انگلستان اور فرانس روم

اور یونان میں مصالحت کیلئے پیشقدمی کریں گے مگر روس میں یہ خیال ہے کہ ایسا کرنا کل دول عظام کو مناسب ہے کیونکہ ساری دول ابتک

اس معاملہ میں شریک رہی ہیں اور نیز اوسوقت مناسب ہے جب یونان درخواست کرے یہ بھی سائے آسٹریا اور جرمنی کی ہے یہ کہنا محض

غلط ہے کہ آسٹریا یا جرمنی نے جنگ روم و یونان کے معاملہ میں کبھی علیحدہ کارروائی کی ہے جو دیگر دول سے جداگانہ ہو پیرس

میں نیم سرکاری طور پر اعلان ہوا کہ لارڈ سالسبری کی تجویز در بارہ اس امر کے کہ پیرس میں یونان اور روم کے معاملات

کے متعلق کانفرنس ہو نا منظور ہو گئی ہے اگرچہ دیگر طور پر اس باب میں گفتگو ہو رہی ہے :

قسطنطنیہ کو باب عالی نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یوروپین علاقہ جات مملکت میں اور تین لاکھ فوج بڑھائی جائے گویا مجموعی

تعداد فوج کی بشمول اون افواج کے جو اناطولیا میں مقیم ہے سلطنت عثمانیہ اب عنقریب چار لاکھ فوج یوروپ میں مسلح کریگی — [illegible]

اتوار کو رحقہ چار ترکی جہاز جنمیں فوج بھری تھی بحیرۂ ایجین کیطرف دارڈنیلز سے روانہ ہوئے تھے کہ باشندو آئی [illegible]

دونوں شامل تھے ایک سو پندرہ گھوڑے البانیا کی فوج کو استعمال کے لیئے نذر کیئے۔

استنبول کے یہودیوں کی ایک جماعت نے درخواست کی ہے کہ ہم فوج کی وردیاں بلا اُجرت سینے کو تیار ہیں۔ حساب کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ ۳۱ مارچ ۱۸۹۷ء سے آجتک باب عالی کا زاید فوجی خرچ ۳۵ لاکھ پونڈ ہوا ہے (آجکل کے پونڈ کی قیمت کے لحاظ سے یہ رقم قریب ۶ کروڑ ۳۰ لاکھ کے ہوتی ہے) اب ترکوں نے کہاں کی زیادہ ستانی کی ہے اگر خرچ جنگ بقدر ۷ کروڑ کے مانا گیا ہے کیونکہ یہ رقم بھی ۱۸۹۶ء تک کی تھی اُس وقت سے آجتک کئی لاکھ اور بھی صرف ہوا ہوگا۔ یہ مانا کہ یونان دیوالیہ اور مفلس و قلاش محض ہے مگر پا بانداز ہ۔ روابہ دار کے مسلہ کو پیش نظر رکھتا ورنہ یہ روز بد کیوں دیکھنا نصیب ہوتا۔ اب تو اِجا مَن خود کردہ ... را تدبیر چیست)

جنرل وان ہنک (جو قیصر ولیم کی وزارت جنگ کے اعلےٰ افسر ہیں) نے گریبکوف پاشا کو حکم دیا ہے کہ وہ استنبول میں آجائیں گریبکوف پاشا الاسونا میں محض توپخانہ اور سامان حرب کو ملاحظہ کرنے گیئے تھے چونکہ انہوں نے میدان جنگ میں خاص کر لاریسہ کے قبضہ میں بہت کچھ حصہ لیا ہے اسلیئے عام طور پر یہ شبہ ہوتی ہے کہ باوجودیکہ اب تک انکا تعلق افواج جرمنی سے منقطع نہیں ہوا وہ معرکہ میں کیوں اسطرح شریک ہوئے یہی حال دیگر جرمنی افسروں کا بھی ہے یہ افسر شہنشاہ جرمن نے عاریتاً سلطان کو دیا تھا۔

خدیو مصر اور سلطان کے تعلقات

جریدہ سرکاری خبر دیتا ہے کہ سلطان المعظم کے صدر اعظم نے خدیو مصر کو سرکاری طور پر فتح ٹرنووا اور لاریسا کی اطلاع دی۔ اور خدیو نے کمال نیازمندی اور عقیدت سے مبارکباد کی کا اظہار کیا حضرت سلطان المعظم نے بجواب اسکے اظہار خوشنودی مزاج فرماکر ارشاد فرمایا کہ آئندہ سے سیکرٹری کو حکم ہوا ہے کہ آپکو وقتاً فوقتاً جس قدر فتوحات افواج قاہرہ کو فضل الٰہی سے ہوتی رہینگی۔ باضابطہ اطلاع دیجاویگی۔

اس جنگ میں خاصتاً یہ امر قابل بیان ہے کہ یونانیوں نے جو مراسلات میدان جنگ سے اپنے اعلیٰ افسروں کو پاس بھیجے ہیں وہ سب کے سب کذب اور افترا سے ملے تھے شکستوں پر شکستیں ہوتی جاتی تھیں مگر وہ یہی لکھتے ہے کہ ہمیں فتح ہوئی ہے مگر ۲۳ مئی کو تو انہوں نے کمال کیا اور اپنی اس کذب بیانی کو انتہا کے درجہ پر پہنچا دیا چنانچہ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ ایتھنز حسب ذیل لکھتا ہے ۔

رات کو جب یہ خبر آئی کہ ویلسٹنو اور فارسلا پر ترکوں کو ہزیمت ہوئی تو یہاں بڑا جوش پھیلا کرنیل سمولنسکی نے لکھا تھا کہ ویلسٹنو میں ترکوں کی جمعیت دس ہزار آدمی سے زیادہ تھی جو دو حصوں میں منقسم ہوکر ہمپر آپڑی مگر ہمنے انہیں پسپا کیا اوسی روز سہ پہر جو مراسلت کرنیل مذکور کیطرف سے آئی اوسمیں درج تھا کہ ہمنے چھ گھنٹہ سخت لڑائی کی اور میری فوجیں خون کے دریا چلے ہیں ۷½ بجے دن کے لڑائی بند ہوئی اور کرنیل مذکور نے ایک تار ہمکو روانہ کیا کہ خدا تعالیٰ کی مہربانی سے ہمیں یہ فتح نصیب ہوئی ہے چار بجے پھر ترکوں نے حملہ کیا مگر کرنیل نے پھر انہیں پسپا کیا جب کرنیل کے پاس امدادی فوج پہونچی تو اُسنے اپنے حملہ میں پیشقدمی کی اور بقول اوسکے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا۔ اس لڑائی کے ختم ہونے پر اُس نے کروان پرنس کو تار دیا کہ دشمن اگرچہ پسپا ہوگیا ہے مگر پھر ایک اور حملہ کا انتظار ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ترک فارسلا کے قلب لشکر پر اوس وقت حملہ آور ہوئے جسوقت انہوں نے دوسری جانب سے ویلسٹنو پر حملہ کیا تھا صبح ہوتے ہی عساکر عثمانیہ کو تیسری بار لوٹایا کیطرف بڑھتے اور کروان پرنس نے وزیر جنگ کو تار دیا کہ لڑائی ہونیوالی ہے تھوڑی دیر کے بعد سہ پہر

صاحب نے دوسرا تار اس مضمون کا دیا کہ جنگ واقعی شروع ہو گئی ہے اور یونانی اگلے مورچوں کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ آئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ قریب دوپہر کے ہوا۔ اس جنگ کا انتظار برابر ایک دن سے تھا اور یونانیوں کی فوجیں صبح ہوتے ہی مقابلہ کیلئے تیار کیگئی تھیں جب کرون پرنس میدان میں بذات خاص پہنچا تو سپاہیوں کو منجملہ کچھ ڈھارس سی ہو گئی اور پرنس نکولس دکھیں یا در کرون پرنس کی بھی توپخانہ کے ساتھ میدان میں موجود تھا شام کے وقت تک لڑائی جاری رہی اوس وقت ترکوں نے آتشباری بند کر دی رات آٹھ بجے کرنیل پالے نے جو کرون پرنس کی فوج کا چیف سٹاف افسر ہے رپورٹ جنگ تیار کی جس کا ماحصل یہ ہے آج دو بجے ترکوں نے ہمارے مورچے پر حملہ کیا کل سے اون کی نیت یہ نظر آ رہی تھی کہ ہمارے میسرہ کو چیر کر نکل جائیں مگر آج خلاف توقع اونہوں نے اپنا ارادہ فسخ کر کے ہمارے مقدمۃ الجیش پر حملہ کیا چونکہ اون کی تعداد بہت زیادہ تھی اسوجہ سے ہماری طلیعہ کی فوج لڑتے لڑتے پیچھے کو ہٹ آئی اور اپنی فوج کے میمنہ کے مقابل میں ایک مقام پر آکر جم گئی گولہ اندازی بھی ہوئی مگر تھوڑی دیر تک جاری رہی ترکوں کی پیادہ فوج اگرچہ تین مقامات پر بڑی زور سے بڑھی آتی تھی مگر ہماری فوج نے اوسکی پیشقدمی کو روکا معلوم نہیں کہ ہمارا یا ترکوں کا نقصان کسقدر ہوا کرون پرنس لڑائی میں موجود تھا اور پیادہ فوج کی آتشباری کی زد میں کھڑا رہا اور پرنس نکولس فوج کے میمنہ میں سپاہیوں کو حوصلہ دیتا رہا اوسکے توپخانہ نے مقابلہ پر دشمن کے دو توپخانے الیسا ہم اپنے مورچوں پر قابض ہیں کل غالباً پھر لڑائی ہو گی ترکوں کی جمعیت ہم سے بہت زیادہ ہے ہمارے سامنے ہیں جس فوج نے ہماری میمنہ پر حملہ کیا تھا اون کی تعداد پندرہ ہزار سے کم نہ تھی علاوہ برآں مور و ملخ کی طرح اونکی فوجیں نہر وزیہ پار ہوتی ہوئی آتی دکھائی دیتی ہیں ترکوں کا توپخانہ اور سوار فوج دستہ ہم سے بہت زیادہ ہیں صرف ایک دستہ سواران جو ہمارے ساتھ تھا وہ بھی میجر سمیتھ کی رکاب میں فتح کر لایا لئے گیا ہے (لعنۃ اللہ علی القوم الکاذبین) پھر بجے سے لیکر آٹھ تک یہ مرد آدمی یہ تو طویل تمہید لکھتا رہا۔ اور نہ معلوم کتنی کاغذ پھاڑ کر یہ مسودہ تیار کیا جس میں دبی زبان سے شکست کا اقرار کرنا پڑا اور جس کے لفظ لفظ سے تصنع ظاہر ہو رہا ہے مگر جیسے نافہم بلکہ بمنزلہ جنگ فتح کی خبر سمجھ کر کپڑوں سے باہر ہو گیا چنانچہ آگے ظاہر ہو گا فارسی شعر مثل واقعی یہیں صادق آتی ہے خر گفت خر با در گرہ

اس رپورٹ کے آنے پر گورنمنٹ نے کرون پرنس۔ پرنس نکولس اور کرنیل سمولینسکی کو جداگانہ مبارکباد کی تاریں بھیجیں اور وزیر جنگ نے جنگ ز کل فوج کا نام جو فارسالا میں مقیم تھی مبارکباد کا تار علیحدہ روانہ کیا۔ بعد ازاں بادشاہ نے اپنی طرف سے کرون پرنس کی فوج کو ایک علیحدہ تار اظہار مسرت اور مبارکباد فتح کا دیا اور فتح شادیان بجیاں گئے روز مرہ جان بچا کر امان کی گود میں واپس آنکو کہتے ہیں ایسی ہی فتحوں نے تو انہیں تین ہفتوں کے اندر خیر سے ایتھنز میں واپس پہنچا دیا ہے اور جو فوج بڑے طمطراق سے قسطنطنیہ کی فتح اور کریٹ کے الحاق کے لیے گھر سے نکلی تھی قسمت کو بھی ہاتھ سے دے بیٹھی۔

ہر ایک شخص کو یقین تھا کہ آج ہی فارسالا اور ویسٹنو کا قطعی فیصلہ ہو جائیگا۔ لوگ کل کی خبر دل سے بڑے خوش خوش اترائے ہوئے پھرتے تھے اور اپنی فوجی قوت پر بہت نازاں معلوم ہوتے تھے ہر ایک گرجے میں فتح کی دعا پڑھی گئی اور دشمنوں بلکہ ساز و سامان سے گائی گئی اور دیوڑہ فتح کا شادیانہ بڑے ساز اور آہنگ کے ساتھ بجایا گیا مگر لوگ ان رنگ رلیوں میں ہمہ تن مشغول تھے کہ یکایک یہ خبر برق خاطف کی طرح آ پہونچی کہ فوجیں فارسالا سے بھاگ کر دومکاس پر واپس آ گئی ہیں۔

واقعات صلح

جب لڑائی عارضی طور پر ختم ہو گئی تو کرون پرنس نے ایک جنگی کونسل منعقد کی جسنے یہ قرار دیا کہ چونکہ ادہم پاشا کی فوج تخمیناً ساٹھ ہزار آدمی ہے اور ترکوں کی نقل و حرکت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فارسالا کو بالکل محصور کرین اسلیے مناسب وقت یہہ ہے کہ یہاں سے جان چھوڑ کر ڈومکاس کو جانا چاہیے اور یہہ واپسی نظر بحالات موجودہ رات کیوقت مناسب ہے اس فیصلہ کی اطلاع کرنیل سمولینسکی کو بھی دیگئی اور اوسکو اختیار دیا گیا کہ وہ خود اپنے لیے راہ فرار تجویز کرے یہ فیصلہ ہوتے ہی فوج کا نقل و حرکت شروع ہو گیا اور سپاہی ترتیب کے ساتھ پیچھے ہٹنے لگے گو رات کیوقت ترکوں نے اپنی مجوزہ حرکت فارسالا کو محصور کرنیکی شروع کی مگر جب صبح ہوئی تو انہیں معلوم ہوا کہ دشمن یہاں سے چلدیے ہیں ڈومکاس کے باشندے شہر سے بھاگ گئے ہیں کرنیل سمولینسکی رات بھر ویلسٹینو میں رہا صبح کیوقت ترکوں نے اوسکی فوج پر سخت حملہ کیا اور طرفین سے جنگ شروع ہو گئی مگر نتیجہ ابتک معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔

تریکالا کے باشندے بھی شہر سے نکل گئے ہیں اور میجر ٹریٹی اپنے سواروں کا دستہ لیکر کل فوج کے ساتھ شامل ہونیکے لیے ڈومکاس کو چلا گیا ہے۔ آج شب کو یقین ہے کہ کرنیل ویسیدراور کرنیل کالنسٹن آرگلس جہاز میں ریٹا و ویسپ آبا ٹیگر کرنیل جاسوس کی جگہ وہ بھیجا گیا ہے اور کرنیل کالنسٹن ڈومکاس میں چیف سٹاف ہو کر جاتا ہے کرنیل ہیناس آرٹا کی کمان سے معزول ہو گیا ہے اور اوسکی جگہ کرنیل سٹیر وشاف مامور ہو گیا ہے بعد میں یہ افواہ اڑائی گئی کہ فارسالا سے فوجیں اسلیے ڈومکاس کو بھاگی ہیں کہ وہاں مشہور ہو گیا تھا کہ کرنیل سمولینسکی آبرو کی جانب بھاگ رہا ہے۔

لڑائی ختم ہو گئی ہے اور یونان نے اپنی شکست کا اقرار کر لیا ہے اور دول عظام کی وساطت کو قبول کر لیا ہے کہ بیچ بچاو کر کے مصالحت کرا دیں اور اونکی اس تمہیدی شرط کو بھی منظور کر لیا ہے کہ ہم اپنی فوجیں کریٹ سے واپس بلا لیں گے ۵ مئی بروز چارشنبہ ترکوں نے فارسالا پر حملہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ دن بھر اونکا مقابلہ بلکہ مدافعہ ہوتا رہا یہاں تک کہ تھیسلی میں جو خبریں پہنچیں اون سے اس روز کی جنگ میں ایسی یہ ترشح ہوتا تھا کہ عساکر عثمانیہ سخت نقصان کیساتھ پسپا ہوئے ہیں مگر شام کیوقت ترکوں نے کرون پرنس کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ اوسے بھاگتے ہی بن آئی چنانچہ وہ رات کو ڈومکوس کیطرف بھاگ گیا جہاں جا کے دم لیا اور دوسرے دن صبح کو یعنی جمعرات کے روز ترکوں نے مقام فارسالا پر قبضہ کر لیا مفصل کیفیت اس لڑائی کی جو میدان جنگ سے اینتھنز میں آئی ہے اسطرح ہے کہ کرون پرنس نے اپنی صفوں کو آئین جنگ کے مطابق ترتیب دیا اور ٹھیک دوبجے دن کے یونانی فوجیں آگے کو بڑہیں ترک جنکی جمعیت پچاس ہزار سے کم نہ تھی اوسیوقت کوہ ٹکوس سے اترے اور انہوں نے اپنے توپخانہ کو مناسب مقامات پر نصب کر کے آتشباری کرنے لگے اس آتشباری نے یونانیوں کا سخت نقصان کیا علی الخصوص اوس حصہ لشکر کا جو ریلوے سٹیشن کے قرب و جوار میں خیمہ زن تھا ترک برابر توپوں کی آڑ میں بڑہتے گئے اور لشتے ورنکل آئے کہ یونانیوں کے ساتھ سینہ بسینہ ہو گئی یہ حال دیکھکر کرون پرنس نے واپسی کا حکم دیدیا۔ یہ بھاگنے والی فوج سامان حرب گولہ بارود وغیرہ اپنے ساتھ ہی لے آئی ترکی افواج نے چلتے چلتے موضع تاتری کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا اور موضع دیوسکی کے ایک یونانی پادری کو اوسکے بال بچوں سمیت تہ تیغ کیا اب یونانی فوجیں مقام ڈومکاس میں لڑنے پر تلی بیٹھی ہیں معلوم یہ ہوتا ہے کہ جس قدر اخبار نویس کارسپانڈنٹ یونانی فوجوں کے ساتھ تھے اونکے مسودے پہلے یونانی افسروں کو دکھائے جاتے تھے اور جب وہ حک و فک کر لیتے تھے اوسوقت اپنے اپنے اخبار والوں کو بذریعہ تار بھیج سکتے تھے ورنہ انگریز جو بالطبع آزادی پسند اور اخبارات میں راست بیانی کے

عادی ہیں ایسے تعجب کریں کیوں مرتکب ہونے لگے تھے اور سطرح چھپا چھپا کر اصلی حالات پر کیوں پردہ ڈالتے ہر ایک فقرہ تلا ہوا بلکہ ہر ایک لفظ جنتری سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے اگرچہ ناچار تیجہ لکھنا پڑتا ہے مگر صرف مطلب ہزاروں پہلو سیچا بچا کر بیان ہوتا ہے چنانچہ ہماری سلئے کی تصدیق آگے چلکر اون کارسپانڈنٹوں کی تحریر سے ہوتی ہے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے لڑائی تو دیکھی مگر جو یونانی سے عنبار و باغت میں نہ تھے)

جن کارسپانڈنٹوں نے یہ لڑائی اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی اونکا بیان ہے کہ یونانیوں نے یہاں جمکر مقابلہ نہیں کیا بلکہ ڈر کر ایک ایسا مقام چھوڑ دیا جسکا فتح کرنا آسان نہ تھا یونانیوں کی جمعیت تیس ہزار تھی (تیس ہزار بھیڑ بھی ہوتیں تو ملاسے پانچ چھ گھنٹے اور سمی رستہ ہی رک جاتا مگر ان جانباز قومی شہیدوں سے یہ بھی نہ ہوسکا ہے مرحبا) بھاگ گئے تو بہت سا ذخیرہ سامان حرب خوراک اور چند توپیں بھی پیچھے چھوڑ گئے ترکوں نے دو سو سے زیادہ زندہ گرفتار کر لیے (اگر ہماری منشاء ہو تو انہیں چڑیا خانہ میں بھیجدیں تاکہ لوگ اونکی زیارت کیا کریں دیکھیں) ڈمسکاس کے باشندے ہموفیح لامیا میں پہلے ہی بھاگ گئے تھے (جب ترک لامیا کا رخ کرینگے تو کہاں جاؤگے ہم نہیں

ع اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے ؛ ؛ مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے ؛ ذوق)

ترکوں کا نقصان اس معرکہ میں فقط ۱۵ سپاہیوں کا ہوا اور ۶۰ زخمی ہوئے جب ترکوں کا میسرہ آگے کو بڑھا تو یونانیوں نے بڑی زور کے ساتھ آتشباری کی نشانہ بہت ہی ٹھیک بیٹھا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ یونانیوں نے خوب غور سے ان مقامات کی جانچ پڑتال کی ہے کیونکہ جو گولا اُنکی توپوں سے نکلتا تھا وہ خطا نہ کرتا تھا بلکہ بعض اوقات سخت نقصان کرتا تھا چنانچہ ایک دفعہ ایک گولے کے صدمہ سے تین سپاہی تو شہید ہوئے اور بہت سے زخمی ہوئے لیکن باوجود اس قادر اندازی کے ترکوں کی پیشقدمی میں ذرا بھی لغزش نہ ہوئی وہ برابر اوسی استقلال و ہمت کے ساتھ گلتے ہوئے بڑھتے چلے گئے ان نقصانوں کی اونہوں نے ذرہ بھر بھی پروا نہ کی ؛

پیچھے بعد کرون پرنس نے حسب ذیل اعلان شایع کیا یونانی فوج کے سپاہیو فوج ڈومو کوس میں واپس آگئی ہے کیونکہ فارسلا میں استحکام نہ تھا اور غنیم کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی مگر اب جو مقامات تمہارے قبضہ میں ہیں وہ ایسے مستحکم ہیں کہ امید نہیں کہ دشمن اونپر قابو پاسکے خواہ اوسکی فوج کسی کتنی زیادہ کیوں نہو مجھے یقین ہے کہ تم عنقریب اوسے نہیں مار کر بھگا دوگے اور خود حملہ کرکے اون کو قلمرو یونان کی سرحد کو پار کردوگے یہ خیال رہے کہ تم اپنے وطن کا مقدر اہتمام اپنے ہاتھ میں لیے ہوا اور تم اپنے شاہ اور قوم کی بہبود کیلئے میدان کارزار میں آئے ہو تمہیں لازم ہے کہ دشمن کو ایک قدم بھی آگے بڑھنے نہ دو میں بخوبی جانتا ہوں کہ تمہیں سخت تکلیف ہو رہی ہے اور مسلسل چند دنوں کی جنگ سے تم تھک گئے ہو مگر ان مصیبتوں کو استقلال کے ساتھ برداشت کرنا چاہیئے کیونکہ تم اپنے ملک کی ناموس کیلئے لڑ رہے ہو ۔

دیر کے ناصح بر آئے دیگراں ؛ ناصح خود یافتم کم در جہاں ؛ بیچارے تنخواہ سے سپاہیوں کو بیلنٹ ترانیان مانگی جاتی ہیں ایندہ کا نسخہ تا ہین خود وقت پڑ جا کبھی ہو ۔ صد امیدان ہی یوں غائب ہو جاتی ہیں جیسے جاڑے کی چپکلی ۔ یا وسہرہ کا نیل کنٹھ اور اسپر طرہ یہ کہ جتنی فوج ہے اونکو بھی بھگانے کا حکم دے جاتے ہیں جسکی غرض سوائے اسکے اور کچھ نہیں معلوم ہوتی کہ اکیلا میں ہی سوا ہوں بلکہ مرگ انبوہ جشنی دارد کی پہیلی صادق آوے اور پھر جہاں ڈومو کوس سے بھاگ کر دم لیا تو ننگ ناموس مقدس اہتمام حب قومی و وطن غیرت سب پایا جاتا ہے ہمارا کارسپانڈنٹ مقام ڈومو کوس سے لکھتا ہے کہ میں ہفتہ کو دن میں اس رستہ سے گذرا جو لامیا سے نکلکر راستہ میں آتا ہے اب تک پرانی

سرحد بدستور موجود ہے کیونکہ ترکوں کے مورچے برقرار ہیں۔ لوگ سب کے سب بھاگنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ ہزاروں بیل۔ گائے بھیڑیں۔ گھوڑے اونٹ۔ اسباب خانہ داری کے چھکڑے قطار در قطار سمندر کیطرف کو جا رہے ہیں۔ ڈومکاس میں یونانی فوج کی جمعیت تیس ہزار سپاہی ہے اور قلب لشکر ایک پہاڑی کے عقب میں واقع ہے جو سمندر سے ۸۰۰ فیٹ مرتفع ہے اور وہاں سے فارسالا کا میدان ہموار برابر دکھائی دیتا ہے کرنیل سمولنسکی کی سپاہ مینہ کیطرف گورا کی سڑک پر خیمہ زن ہے اگرچہ سپاہیوں کا حوصلہ اور صحت اچھی حالت میں ہے مگر موسم کی اس ناقص حالت میں سپاہیوں کا صحیح وسالم رہنا مشکل دکھائی دیتا ہے۔

ہفتہ کے روز شدت سے گرمی رہی اور اتوار کو پھر سخت بارش ہو گئی جس سے موسم میں بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا اور فوجوں میں جنکا شب و روز کا بسیرا فقط آسمان کے تلے ہے اس تغیر سے ضرور جسمانی نقصان پہنچا (حضرت ابھی تو بڑا طاعون ادہم پاشا در بین کے دور ہی سے تاک رہے ہے جب قریب پہنچیگا تو اوسوقت کیا حال جاری ہوگا مگر یہ کہنا اعداس بیماری کا بہانہ بھی خالی از غلت نہیں یہ بھاگنے کی پہلی بنیاد رکھی گئی ہے دیکھئے کن کن ترکیبوں سے بزدلی کی جاتی ہے۔ وکیل)

پیر کے روز ٹائمز کا نامہ نگار ریپانڈنٹ بذریعہ تار کے خبر دیتا ہے کہ آج رات سے بارش مسلسل ہو رہی ہے جسکا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ بیماری بری طرح پھیل گئی اور فکر ہے تو اسبات کا کہ دوا کافی موجود نہیں۔ دقت تو یہ ہے کہ اسوقت میں کمسریٹ کا انتظام کیا جاوے بادگیر ضروری بار برداری کا یا ڈاکٹروں اور ادویات کا ظاہرا کمسریٹ نے فوجیوں کے آرام کا مطلق خیال نہیں کیا اس سے ضرور ہے کہ بیچارے سپاہیوں کا حوصلہ پست ہو گا انگریز کوشش کر رہے ہیں کہ ایتھنز سے ادویات ان بیماروں کے لیے منگائی جائیں اور یہاں پر عارضی ہسپتال قایم کیے جاویں (خواہ مخواہ اتنا درد سر کیا گیا۔ انکی بیماری تو ادہم پاشا کے آتے ہی زائل ہونیوالی تھی اور یہ بات کچھ نئی نہ تھی بار کی تجربہ ہو کر ثابت کر دیا تھا کہ جہاں انکی فوج نے آگے کو قدم بڑھایا وہیں یہ بھاگنے کے لیے لیس ہو گئی بلکہ جسمیں توانائی نہ ہو وہ گھنٹوں کے بل ہی تیار ہو جاتے ہیں۔ خیر کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز۔ وکیل)

یونانیوں نے اس مقام کو بہت مستحکم بنا لیا ہے اور ان پچھلے چند دنوں میں بہت سے نئے مورچے بھی قایم کر لیے ہیں مگر سامان رسد رسانی کا سخت اندیشہ ہے کیونکہ باربرداری کے جانور کم دستیاب ہوتے ہیں ترک اگرچہ دو گھنٹے کی مسافت پر آ پہنچے ہیں مگر ظاہرا حملہ کا بالفعل ارادہ نہیں رکھتے یونانیوں کو تشویش ہے اور وہ برابر اپنے مورچے مضبوط کیے جاتے ہیں ڈومکاس کی صورت موجودہ کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عقب کیطرف سے حملہ کیا جاوے اور عجب نہیں کہ اگر عارضی وقفہ لڑائی میں ہو جاوے تو ترک جنگی جمعیت ساٹھ ہزار بیان کیجاتی ہے اوسیطرف سے حملہ آور ہوں اگر یقیناً یونانیوں کو یہاں شکست ہو گئی تو پھر یونانیوں کا خاتمہ ہے۔

جنگ ویلسٹنو یہاں ترکوں کے بارہ سو جوان اس لڑائی میں کام آئے چنانچہ یونانیوں نے انہیں سے چھ سو کو قریب دفن کیے علاوہ بران چار سو رسالے کے گھوڑے بھی مارے گئے اور یونانیوں کو فقط ۲۳۰ آدمیوں کا نقصان ہوا جن میں سے ۸۵ تو مارے گئے اور باقی زخمی ہوئے یہ تو کیم مئی کا واقعہ تھا دوسری مئی کو حقی پاشا نے پھر چڑھائی کی اور ایک سخت مقابلہ کے بعد ترکوں نے پہلا مورچہ لے لیا اور یونانی اپنی دوسری لائن پر پسپا ہو گئے۔ جہاں پر انہیں مضبوطی کا

جرات نہ ہوئی۔ اور تاب نہ لاکر دولو کی طرف بھاگ گئے یہ لڑائی سخت ہوئی اور یونانیوں کے نقصان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ رجمنٹ نمبر ۲ میں سے فقط ۲۰ آدمی سلامت رہے ترکوں کو یہ فتح اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ انکے پاس میدانی توپخانہ موجود تھا برخلاف اسکے یونانیوں کے پاس فقط پہاڑی توپخانہ تھا علاوہ برآں انکے جنرلوں نے بڑی ہوشیاری اور تدبیر سے کام کیا کرنیل سمولنسکی جمعہ کے روز اپنی فوج لیکر المیرو کو بھاگ آیا ہے اس بھاگڑ میں کوئی بے ترتیبی واقع نہیں ہوئی (اس جنرل کی تعریف پر متعصب اخبار نویسوں کے بہت دم چڑھے جاتے تھے اب جو اس نے بھی اس ذلت کے ساتھ پیچھا دیکھا تو کسی کے چھوٹے منہ سے ایک کلمہ بھی جنرل حقی پاشا کی توصیف میں نہ نکلا جس نے اوسے ایسا رگیدا کہ بچا کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا۔ دیکھیں)

بعد ازاں منگل کے روز اتھینز میں اسمضونا کا ایک تار آیا کہ ادہم پاشا کا ارادہ ہے کہ وہاں بھی کرنیل سمولنسکی پر حملہ کرے جس کی خبر پاتے ہی کرنیل صاحب المیرو سے بھی بھاگے اور مقام سورولی میں جو المیرو کے شمال میں واقع ہے جا کر پناہ لی (آخر یونانی ہی تھے یہ اپنے بھائی بندوں سے کیوں پیچھے رہتے آجکل کے یوروپین آئین جنگ کے رو سے پیچھے ہٹ آنا بھی فنون حرب میں داخل ہے اور ہر ایک ملٹری کالج میں جہاں اور اقسام جنگ کی تعلیم ہوتی ہے ویسا ہی اسکے طریقے بھی سکھائے جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ گویا یونان نے اسکی مشق بہت ہی توجہ سے کی ہے اور انکی نحوست سے یا یونانی ملٹری کالج کی تعلیم کے اثر سے سب یونانی جنرل اور کرنیل اس فن کے بڑے ہی مشاق معلوم ہوتے ہیں۔ مترجم) کرنیل سمیثہ نے تار دیا ہے کہ میں کرنیل سمولنسکی کی امداد کو جا رہا ہوں +

دولو کا قبضہ

ہفتہ کے روز ترکی فوج کا ایک دستہ نے زیر کمان جنرل حقی پاشا دولو پر بھی قبضہ کر لیا یونانی سپاہ تو پہلے ہی اتھینز کو بھاگ گئی تھی مگر شہر کے باشندے وہیں رہے جب انگلش اور فرانسیسی قونصلوں نے مارشل ادہم پاشا کے پاس اونکی جان کی امان مانگی تو انہوں نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا اور اونکی جان و مال میں کسی قسم کی دست اندازی نہ ہوگی۔

یونانی امیر البحر نے جو خلیج دولو میں تھا۔ ادہم پاشا کی اس شرط کو قبول کر لیا تھا کہ میں یہاں سے ایرو کی طرف ہٹ جاتا ہوں اور عساکر عثمانیہ سے مزاحم نہ ہونگا (یہ وہی جہازات کا بیڑہ ہے جو یونان تو یونان بلکہ کل عیسائی سلطنتوں کا مایہ ناز ہو رہا تھا۔ اور شاید یہ وہی امیر البحر تھا جو سربمہر احکام لیکر قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کو گھر سے چلا تھا۔

خیال حوصلہ بحر مے پزد ہیہات   چہاست در سر این قطرہ محال اندیش

" العظمۃ للّٰہ جو شخص شہر ذ... بلکہ گولڈن ہارن پر قبضہ کرنے کا تہیہ کر چکا ہو وہ اپنی ہی سرحد کے اندر خلیج دولو میں غنیم کے میر لشکر کے روبرو اطرح ہاتھ جوڑ کر اپنا پیچھا چھڑائے۔ اوسکی ندامت کا بشرطیکہ اوس میں یہ حس ہو اوس وقت کیا حال ہوگا ہمارے خیال میں مادہ غیرت ہی اسمیں نہ ہوگا۔ ورنہ خلیج دولو اتنی تنگ ہی تو نہ تھی کہ اوسکو ڈوبنے کو کافی نہ ہو۔ مترجم)

ریوٹر کا کارسپانڈنٹ راوی ہے کہ موضع رسیلو کے بعض زمینداروں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ترکوں کی فوج نے سارے گاؤں کو تاخت و تاراج کیا اور قریب ۵۰ مکانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا گرجے کو آگ سے جلایا نہیں مگر جسقدر

تصویریں نصب تھیں اون سب کو اکھاڑ ڈالا اور محراب و غیرہ سب کچھ مسمار کر دیا گائے بیل بھیڑ بکری بلکہ مرغیاں تک لوٹ لیا
یونانی گورنمنٹ کو اپیرس سے بھی ایسی ہی تاخت و تاراج کی خبریں آئی ہیں تھیسلی کے شمال مغرب میں بھی ترکوں نے بعض گاؤں غارت کئے ہیں
اور دلسینو کے قرب و جوار میں بہت لوٹ مچائی ہے ایسی خبریں فقط ریوٹر کے کارسپانڈنٹوں کو ملتی ہیں اور کسی کو نہیں ملتیں

ٹائمز کا رسپانڈنٹ مقام لاریسا سے ۲۶ اپریل کو اسطرح خبر دیتا ہے جب کل میں شہر کے اندر ایک سواروں کی دستہ کے ساتھ
گیا تو مجھے یہاں کی حالت بہت ہی ناقص نظر آئی۔ ابھی غنیم کا ایک سپاہی بھی یہاں نہ آیا تھا کہ اسکی محافظین نے اسے غارت کیا
اکثر دوکانیں بند تھیں اور اکثر دوکانوں کے قفل ٹوٹے ہوئے تھے گھروں کا یہ حال تھا کہ جابجا لوٹ اور دست درازی کے ثبوت ملے جاتے تھے
اسباب خانہ داری بڑی بے سلیقگی کے ساتھ ادھر ادھر بکھرا ہوا تھا۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ کی جلدی ہی اسکا سبب ہوئی ہو مگر زیادہ
اسکا موجب وہ تاخت و تاراج تھا جو خود وہیں کے بدمعاشوں نے ان بکسوں پر اپنے ہاتھ صاف کیا کل تمام بلکہ رات بھر ترکی افسر انسدادِ فساد
کے فرو کرنے میں مصروف رہے اور انہیں اسمیں پوری کامیابی بھی ہوئی اسمیں شک نہیں کہ ابتدا کو سپاہیوں میں سے ایک دو نے لوٹ مار
پر جراٗت کی تھی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فوجسے علیحدہ کئے گئے اور سرباز ادو دو سپاہیوں کو گولی سے مار دیا گیا کیونکہ انہوں نے باوجود اطلاع کے
احکام کی تعمیل میں تساہل کیا تہا اسکا نتیجہ یہی ہوا کہ سب فوجیوں کے کان ہوگئے اور ترکی جنرل کے اس فعل نے ساری فوجیں اسکی ضابطہ کی
پابندی کا سکہ بٹھا دیا اور اس سے یہ بھی روشن ہوگیا کہ ترکی فوجیں کس حد تک انتظام اور قواعد کو دخل ہے کیونکہ یہ ایک معمولی بات نہیں ہے
کہ ایک نیم وحشی اور جاہل جماعت کو جس نے ابھی ابھی ایک شہر بزور شمشیر فتح کیا ہو اس امر سے روکا جائے کہ وہ کسی ایسی جائداد پر ہاتھ
نہ ڈالے جسے وہ شیر مادر سمجھ رہا ہو اور خاصکر ایسی صورت میں جبکہ غنیم بھی اسمیں اپنا حصہ لیچکا ہو۔

اکثر یونانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری فوجیں بے ضابطگی اور بے آئینی سے طرح پھیلی ہوئی ہے۔ اور ان رنگروٹوں نے بجائے فائدہ کے
ہمیں سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس سے ٹکی لڑائی کی جسکے یہ لوگ عادی ہو رہے ہیں ایسے غنیم کے مقابلہ میں ذرا بھی پیش رفت نہیں
جا سکتی جسکی فوجیں آئینی ہوں اور جسکی جنرل آجکل کے فنون جنگ سے بدرجہ غایت ماہر اور مشاق ہوں۔

ایم لیوڑی سابق وزیر صیغہ بحریہ نے بہت سے مراسلے شائع کئے ہیں جنسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بحری افواج کے افسروں نے وزارت کے
احکام کی تعمیل سے انکار کیا تھا۔ اور کوموڈور سٹوری نے یہ دہمکی دی ہے کہ میں بھی اس قسم کی دیگر مراسلت شائع کر دونگا۔

کپتان بری ایم پی دجو ریڈ کراس سوسائٹی میں انگریزوں کیطرف سے وکیل ہے اور جنکا کام یہ ہے کہ یونانی زخمیوں کی خبرگیری کریں
ایک نو زخمی وولو سے یونان میں لایا ہے انمیں تین انگریز والنٹیر ہیں انگریزوں کی اٹھارہ والنٹیر تھے انمیں سے پانچ زخمی ہوگئے ہیں۔
جو مصیبت زدہ وولو اور دیگر نواح تھیسلی سے آئے ہیں وہ موضع سکیاس اور اوریا اور دیگر مقامات میں پڑے ہوئے ہیں
اون کی حالت سخت درد انگیز اور واجب الرحم ہے۔ اکثر ونکو پیٹ بھر کر روٹی بھی نہیں ملتی۔ اب مقام پائیریس سے ایک جہاز سامان
رسد لیکر ان کے لیے روانہ ہوا ہے تھیسلی کے علاقہ جات سے پائیریس میں بہت سے آدمی آئے ہیں انمیں سے اکثر نہایت تباہ حالت میں ہیں
گورنمنٹ نے ایک مجلس انکی دستگیری کیلئے مقرر کی ہے اس کمیٹی نے ایک فہرست چندہ کی شائع کی ہے اسمیں شاہ یونان نے

جرأت نہ ہوئی۔ اور تاب نہ لا کر دولو کی طرف بھاگ گئے یہ لڑائی سخت ہوئی اور یونانیوں کے نقصان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ رجمنٹ نمبر ۲ میں سے فقط ۴۰ آدمی سلامت رہے ترکونکو یہ فتح اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ انکے پاس میدانی توپخانہ موجود تھا برخلاف اسکے یونانیوں کے پاس فقط پہاڑی توپخانہ تھا علاوہ برآں انکے جنرلوں نے بڑی ہوشیاری اور تدبیر سے کام کیا کرنیل سمولنسکی جمعہ کے روز اپنی فوج لیکر المیرو کو بھاگ آیا ہے اس بھاگڑ میں کوئی بے ترتیبی واقع نہیں ہوئی (اس جنرل کی تعریف ہر متعصب اخبار نویسوں کے بہت دم چڑھے جاتے تھے اب جو اُس نے بھی اس ذلت کے ساتھ نیچا دیکھا تو کسی کے چھوٹے منہہ سے ایک کلمہ بھی جنرل حقی پاشا کی توصیف میں نہ نکلا جس نے ایسا رگیدا کہ بچا کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا ۔ وکیل)

بعد ازاں منگل کے روز اتینھز میں اسمٹھو کا ایک تار آیا کہ ادہم پاشا کا ارادہ ہے کہ وہاں بھی کرنیل سمولنسکی پر حملہ کریں جس کی خبر پاتے ہی کرنیل صاحب المیرو سے بھی بھاگے اور مقام سوروپی میں جو المیرو کے شمال میں واقع ہے جا کر پناہ لی (آخر یونانی ہی تو تھے یہ اپنے بھائی بندوں سے کیوں ہٹ رہتے آجکل کے یوروپین آئین جنگ کے سے پیچھے ہٹ آنا بھی فنون حرب میں داخل ہے اور ہر ایک ملٹری کالج میں جہاں اور اقسام جنگ کی تعلیم ہوتی ہے وہاں ایسے طریق بھی سکھائے جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یونانی ان کی مشق بہت ہی توجہ سے کی ہے اور انکی نحوست سے یا یونانی ملٹری کالج کی تعلیم کے اثر سے سب یونانی جنرل اور کرنیل اس فن میں بڑے ہی مشاق معلوم ہوتے ہیں۔ مترجم) کرنیل سمٹھ نے تار دیا ہے کہ میں کرنیل سمولنسکی کی امداد کو جا رہا ہوں +

وولو کا قبضہ

ہفتہ کے روز ترکی فوج کے ایک دستہ نے زیر کمان جنرل حقی پاشا وولو پر بھی قبضہ کر لیا یونانی سپاہ تو پہلے ہی اتینھز کو بھاگ گئی تھی مگر شہر کے باشندے وہیں تھے جب انگلش اور فرانسیسی قونصلوں نے مارشل ادہم پاشا کے پاس انکی جان کی امان مانگی تو انہوں نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا اور انکی جان و مال میں کسی قسم کی دست اندازی نہ ہوگی ۔

یونانی امیر البحر نے جو خلیج وولو میں تھا۔ ادہم پاشا کی اس شرط کو قبول کر لیا تھا کہ میں یہاں سے امیر وکیہ طرف چلا جاتا ہوں اور عساکر عثمانیہ سے مزاحم نہ ہونگا (یہ وہی جہازات کا بیڑہ ہے جو یونان تو یونان بلکہ کل عیسائی سلطنتوں کا مایۂ ناز ہو رہا تھا۔ اور شاید یہ وہی امیر البحر تھا جو سہرا احکام لیکر قسطنطنیہ پر قبضہ کرنیکو گھر سے چلا تھا۔

خیال حوصلۂ بحر سے پذ دہیہات چہا ست در سر این قطرۂ محال اندیش

(۱) العظمۃ للّٰہ جو شخص ڈارڈینلز بلکہ گولڈن ہارن پر قبضہ کرنے کا تہیہ کر چکا ہو وہ اپنی ہی سرحد کے اندر خلیج وولو میں غنیم کے میر لشکر کے روبرو اطاعت کا ہاتھ جوڑ کر اپنا پیچھا چھڑا لے۔ اوسکی ندامت کا بشرطیکہ اوسمیں یہ حس ہو اوس وقت کیا حال ہوگا ہماری رائے میں مادۂ غیرت ہی اسمیں نہ ہوگا۔ ورنہ خلیج وولو اتنی تنگ نہ تھی کہ اوسکو ڈوبنے کا فی نہ ہو۔ مترجم (۲) رپورٹر کا کارسپانڈنٹ راوی ہے کہ موضع رسیلو کے بعض زمینداروں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ترکوں کی فوج نے سارے گاؤں کو تاخت و تاراج کیا اور قریب ستر مکانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا گرجے کو اگرچہ جلایا نہیں مگر جسقدر

تصویریں نصب تھیں اون سب کو اکھاڑ ڈالا اور محراب وغیرہ سب کچھ مسمار کر دیا گائے بیل بھیڑ بکری بلکہ مرغیاں تک لیگئے یونانی گورنمنٹ کو اپیرس سے بھی ایسی ہی تاخت و تاراج کی خبر آئی ہے تھیسلی کے شمالی حصہ میں بھی ترکوں نے بعض گاؤں غارت کئے ہیں اور دلسینو کے قرب و جوار میں بہت لوٹ مچائی ہے ایسی خبریں فقط ریوٹر کے کارسپانڈنٹوں کو ملتی ہیں اور کسی کو نہیں ٹائمز

ٹائمز کا کارسپانڈنٹ مقام لاریسا سے ۲۶ اپریل کو اس طرح خبر دیتا ہے جب کل میں شہر کے اندر ایک سواروں کے دستہ کے ساتھ گیا تو مجھے یہاں کی حالت بہت ہی ناقص نظر آئی۔ ابھی غنیم کا ایک سپاہی بھی یہاں نہ آیا تھا کہ اسکے محافظین نے اسے غارت کیا اکثر دوکانیں بند تھیں اور اکثر کے قفل ٹوٹے ہوئے تھے گھروں کا یہ حال تھا کہ جابجا لوٹ اور دست درازی کے ثبوت ملتے جاتے تھے۔ اسباب خانہ داری بڑی بے سلیقگی کے ساتھ ادھر اودھر بکھرا ہوا تھا۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بھاگڑ کی جلدی ہی اسکا سبب ہوئی ہو مگر زیادہ اسکا موجب یہ تاخت و تاراج تھا جو خود وہیں کے بدمعاشوں نے ان مکینوں پر اپنے ہاتھ سے کیا بالکل تمام بلکہ رات بھر ترکی افسران فسادیوں کے فرو کرنے میں مصروف رہے اور انہیں اسمیں پوری کامیابی بھی ہوئی اسمیں شک نہیں کہ ایسا بنا کر سپاہیوں میں سے ایک دو نے لوٹ مار پر جرأت کی تھی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فوجیں علیحدہ کر دی گئے اور سرباز اور دو سپاہیوں کو گولی سے مار دیا گیا کیونکہ انہوں نے باوجود اطلاع کے احکام کی تعمیل میں تساہل کیا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب فوجیوں کے کان ہو گئے اور ترکی جنرل کے اس فعل نے ساری فوجوں کو اسکی ضابطہ کی پابندی کا سبق پڑھا دیا اور اس سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ ترکی فوجیں کس حد تک انتظام اور قواعد کو دخل دیتی ہیں کیونکہ یہ ایک معمولی بات نہیں ہے کہ ایک نیم وحشی اور جاہل جماعت کو جس نے ابھی ابھی ایک شہر بزور شمشیر فتح کیا ہو اس امر سے روکا جائے کہ وہ کسی ایسی جائداد پر ہاتھ نہ ڈالے جسے وہ شہر بادر سمجھ رہا ہو اور خاصکر ایسی صورت میں جبکہ غنیم بھی اسمیں اپنا حصہ لے چکا ہو۔

اکثر یونانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری فوجیں بے ضابطگی اور بے آئینی سے پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ان رنگروٹوں نے بجائے فائدہ کے ہمیں سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس بے تکی لڑائی کی جسکے یہ لوگ عادی ہو رہے ہیں ایسے غنیم کے مقابلہ میں ذرا بھی پیش قدمی نہیں جا سکتی جسکی فوجیں آئینی ہوں اور جسکے جنرل آجکل کے فنون جنگ سے بدرجہ غایت ماہر اور مشاق ہوں۔

ایم لیوڑی سابق وزیر صیغہ بحریہ نے بہت سے مراسلے شائع کئے ہیں جنسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بحری افواج کے افسروں نے وزارت کے احکام کی تعمیل سے انکار کیا تھا۔ اور کومونڈورسٹوری نے یہ دھمکی دی ہے کہ میں بھی اس قسم کی دیگر مراسلے شائع کرونگا۔

کپتان برمی ایم پی جو ریڈ کراس سوسائٹی میں انگریزی طرف سے وکیل ہیں اور جنکا کام یہ ہے کہ یونانی زخمیوں کی خبرگیری کریں ایک زخمی دولو سے یونان میں لایا ہے انمیں تین انگریز والنٹیر ہیں انگریزوں کے اٹھارہ والنٹیر تھے انمیں سے پانچ زخمی ہو گئے ہیں۔

جو مصیبت زدہ دوماکو اور دیگر نواح تھیسلی سے آئے ہیں وہ موضع سکیاتس اور ادریا اور دیگر مقامات میں پڑے ہوئے ہیں اون کی حالت سخت دردانگیز اور واجب الرحم ہے۔ اکثر کو پیٹ بھر کر روٹی بھی نہیں ملتی۔ اب مقام پائیریس سے ایک جہاز سامان رسد لیکر ان کے لیے روانہ ہوا ہے تھیسلی کے علاقجات سے پائیریس میں بہت سے آدمی آئے ہیں انمیں سے اکثر نہایت تباہ حالت میں ہیں گورنمنٹ نے ایک مجلس انکی دستگیری کیلئے مقرر کی ہے اس کمیٹی نے ایک فہرست چندہ کی شایع کی ہے اسمیں شاہ یونان نے

چھبیس ہزار درہم اور ایم سنگروس نے بیس ہزار درہم بطور چندہ دئیے ہیں۔ تھیسلی میں ترکوں کو اس حملہ سے سخت نقصان ہوا ہے اگر فصلوں کو ور دھیلیسی پہلے مصالحت نہ ہوئی تو چار کروڑ درہم کا نقصان ابتک ہو چکا ہے۔ ترکوں نے جو مال مویشی اور گھوڑے وغیرہ اسوقت تک لئے ہیں اونکی قیمت ایک کروڑ اسی لاکھ درہم اندازہ کیگئی ہے۔ ترکوں نے ایک دستہ پولیس کا انتظام اور نگرانی کیلئے لاریسا میں بھیجدیا ہے ترکوں کے قونصل جو مقامات وولو ترخالا اور لاریسا میں تھے وہی اون مقامات میں بطور قائممقام (ڈپٹی کمشنر) کام کریں گے۔

اسی قبضہ وولو کا حال ایک ورنامہ نگار ریوٹر کا جو ترکوں کی افواج کے ساتھ تھا۔ مئی کو اسطرح لکھتا ہے: مارشل ادہم پاشا کا ارادہ تھا کہ صبح ہوتے ہی چند ایسے مقامات پر قبضہ کرے جنسے شہر کی فتح آسانی کے ساتھ ہو سکے مگر پہونچتے ہی جبکہ ہم سب خیمہ میں بیٹھے ہوئے چا پی رہے تھے تو ہمیں دو گاڑیاں دور سے آتی ہوئی دکھائی دیں۔ ان گاڑیوں میں روسی فرانسیسی اٹالین اور انگریزی قونصل متعینہ وولو سوار تھے انکے ساتھ چار خواص بھی تھے جنکے ہاتھوں میں اپنی اپنی گورنمنٹ کے نشان تھے بہت سے آدمی اونسے ملنے کو باہر نکل آئے۔ انکی زبانی معلوم ہوا کہ یونانی افواج نے وولو چھوڑ دیا ہے اور اب فقط وہاں امیر البحر جنگی جہازوں کے ساتھ بندرگاہ میں موجود ہے یہ قونصل اوس سے مل آئے تھے اور جب اونہوں نے اوس سے پوچھا کہ اب بنظر حالات موجودہ اسکا کیا ارادہ ہے تو اوسنے اون سے وعدہ کیا تھا کہ اگر مجھے اس امر کا اطمینان ہو جاوے اور وعدہ دلایا جاوے کہ ترک شہر کو غارت اور تاخت نہ کریں گے تو میں اپنے جہازات ہٹالونگا۔ ان قونصلوں کے ساتھ میں انگریزی اخباروں کے نامہ نگار بھی تھے میں نے حاضری کی دعوت کی اور بعد از فراغ طعام اون سے مفصل کیفیت یونانیوں کی شکست اور تباہی کی سنی جو اونہیں بمقام وولو پیش آئی یہ ساری حالات سنکر میں نے اونہیں آرام کرنے کیلئے کہا کیونکہ وہ پچھلے دنوں کی مزاحمت سے سخت تھکے ہوئے تھے بلکہ ایک شب بالکل انگریزی سفارتخانہ میں پہرہ دیتے رہے تھے کسیقدر غور و تامل کے بعد مارشل ادہم پاشا نے اقرار کر لیا کہ میں شہر میں تاخت و تاراج نہ کرونگا یہ وعدہ لیکر یہ چاروں قونصل واپس چلے گئے اور کچھ عرصہ بعد اونکے ہمراہی چار خواص بھی پہنچے کہ ہمرکاب امان کا سفید علم دیکر بھیجے گئے میں بھی اونکے ساتھ ہو لیا اور وولو سے کسیقدر مسافت پر ہم اس امید میں منتظر کھڑے ہو گئے کہ ان قونصلوں میں سے کوئی ایک امیر البحر کا جواب لے آویگا مگر وہاں سے کوئی بھی نہ آیا یہ حال دیکھکر ہم شہر میں چلے گئے تھوڑے تھوڑے آدمی جمع ہو کر ہمارے سامنے آئے تھے اور نہایت ادب سے ہمیں سلام کرتے تھے۔ شہر کے دروازہ پر بھی ہمیں بہت سے آدمی مل گئے یہ سب ملکر ہماری رکاب میں بہت سے آدمیوں کا ہجوم ہو گیا جنکے سر یکقلم ننگے تھے اور جنکے چہروں پر بجائے غم کے خوشی کے آثار نظر آتے تھے (ترکوں کی قدر تھے اور انکے آبا و اجداد انکا ذکر احسان کے ممنون تھے علاوہ برآن وہ اون کے تازہ سلوک اور انسانیت کا شہرہ سن چکے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ایک سپاہی لٹنا اوسکی حقیقی شجاع زیردستوں کے ساتھ عادتاً رفق اور ملائمت سے پیش آتا ہے پس اونکا خوش ہونا حق بجانب تھا۔ وولو میں ہم آہستہ آہستہ محلہ دیمیٹری میں پہنچے جو شہر کا سب سے بڑا محلہ ہے اس موقعہ پر ہمارے ساتھ کئی ہزار آدمی کا ہجوم ہو گیا تھا پہلے تو میں یہ حال ٹون ہال کا پتہ نہ لگا مگر بعد میں کسیقدر تلاش کے بعد پتہ چلا یہاں ہم مسٹر کی تلاش کی جو مطلق دستیاب نہ ہوا آخر کار مسٹر گیوناترو جو اسکی غیر حاضری میں اسکی جگہ کام کرتا تھا ملا جنہیں نے ادہم مارشل ادہم پاشا کا اعلان دکھایا جسمیں یہ لکھا تھا کہ باشندگان وولو سے کہ ترکوں کا

۱؎ یونانی گرنٹی سنہ ۹۹ء اسکے شروع میں فوت ہو گیا وہ کروڑوں روپیہ ملک اور قوم کی بہتری کیلئے خیرات کر گیا ہے۔ ۱۲ | انہیں کسیقدر

حفظ و امان میں لیو جاتے ہیں وہ اپنی جان اور ناموس اور جائداد کو محفوظ و مصئون سمجھیں انہیں اختیار ہے کہ وہ اپنے منزل کی سفر میں مصروف ہوں جب مسٹر گیو اس اعلان کے سنانے سے فارغ ہوا تو ہم سب کے سب ٹاؤن ہال کو بڑھتے گئے تاکہ عوام الناس کو بھی اسکے مضمون سے اطلاع دیجاوے دیکھو ہزاروں آدمی باہر انتظار میں کہڑے تھے میں نے مدت العمر میں یہ نقشہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہزاروں آدمی باہر نقش دیوار بنکر اس بیم و رجا کی حالت میں کہڑے اور فقط ایک لفظ کے سننے کو منتظر تھے جو انکی قسمت کا فیصلہ کرنیوالا تھا مسٹر گیو نے اس تحریر کو پڑھا یا کہ اعلان کی اطلاع دیجاوے مگر از بسکہ اونکی آواز پست تھی اس سبب سے سننا سخت دشوار تھا لوگوں نے ہر چند لاکھ کان لگائے مگر سنا نہیں کچھ بھی نہ تھا اس سوا ان کو دل میں شبہ ہونے لگے اور اونھیں گمان پیدا ہونے لگے جب اونہوں نے باآواز بلند غل مچا کر کہا کہ فرمایئے آخر اس سے ہم کیا سمجھیں سن نہیں سکتے اسوقت ہمیں دو سو یونانی جہاز بندرگاہ میں دکھائی دیتے تھے اور امیر البحر کا جواب بھی اب تک نہ آیا تھا آخر الامر جب لوگوں نے اعلان کا حاصل معلوم کر لیا تو اون سب کے منہ سے یہ صدا بے اختیار نکلی کہ خداوند کریم سلطان کی عمر میں برکت کرے اور ترکوں کو دیر تک سلامت رکھے

اب وقت تنگ ہو چلا تھا اور ترکی افواج کی آمد شروع ہو گئی تھی سپاہیوں نے شہر میں قدم رکھنا شروع کیا اور اگر یونانی جہاز نا جانا ارادہ جنگ ظاہر کر دیتے تو ترک اُسی وقت شہر میں مورچہ بندی قایم کر لیتے۔

نجیب بے اور دیگر دو کارسپانڈنٹوں کو یونانی امیر البحر کے پاس اُسکا منشا دریافت کرنیکو بھیجا کہ اوسکا ارادہ آشتی یا جنگ کا ہے جب ہم گئے تو ہمیں جہاز کے زینوں پر ایک کشتیبان ملا جو اگرچہ اُسکا جواب لیے آ رہا تھا اوسنے جواب میں یہ لکھا تھا کہ میں اوسوقت تک یہاں ہوں جب تک کہ ترک امن کے ساتھ شہر میں داخل نہ ہوں۔

جب نجیب بے نے یہ جواب سنا تو اونھوں نے جواباً مارشل ادہم پاشا کیطرف سے جواب دیا کہ عساکر سلطانی بخوبی باخبر ہیں اور وہ ہمیشہ اُس شہر اور شہر کے باشندوں سے نیک سلوک کیا کرتے ہیں جو بلا مقابلہ اطاعت قبول کریں ہماری افواج قاہرہ میں سے فقط ایک دستہ تمام شہر میں داخل شہر ہوگا باقی فوجیں نواح شہر میں خیمہ زن ہونگی علاوہ برآں یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر اب بھی تم اپنے جہاز فوراً یہاں نہ لیجاؤ تو اسکا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ اور عساکر سلطانی کسی مکروہ نتیجہ کے ذمہ وار نہونگے چنانچہ اسکے مطابق عملدرآمد ہوا اور ترکوں نے بھی فقط ایک دستہ اپنی سپاہ کا شہر میں بھیجدیا۔ یونانی امیر البحر وقت تحریر خط کے ابھی تک یہیں ہے مگر کوئی ساعت کا مہمان ہے (اُسی دیگر خطوط سے جو تمام کو نامہ نگاروں نے اپنے اپنے اخبارات کے نام روانہ کیے تھے معلوم ہوتا ہے کہ سہ پہر کے وقت امیر البحر اپنے کل جنگی جہاز وہاں سے ہٹا لے گیا تھا۔

نہ نکلے گھر سے یوں یونان کے ارمان نکلے دم بدم بھی جوانی ہیں اسطرح سے جان نکلے)

جنگلی پائیر سے کمیٹی انق اخبار ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ مقام ٹیرانس [illegible] کو لکھتا ہے کہ میرا اور میرا ایک رفیق اپنا اسباب [illegible] میں جو ایک پاشی [illegible] ہم [illegible] آئے تو [illegible] بہت سے گاؤں [illegible] کہ اس [illegible] نکالا کہ ترک بہت قریب آگئے ہیں اور [illegible] مسلمان [illegible] اپنی [illegible] کا [illegible]

پہنچ جاؤ ہم نے اونسے یہ بہی وعدہ کر لیا کہ جبتک تم تیار نہ ہو جاؤ ہم تمہاری راہ دیکھیں گے بلکہ اپنے گہوڑے بہی اونہیں اسباب لادنے کیلئے عاریتاً دیدیے بیکس عورتیں روتی تہیں اور اسی حالتمیں جو کچہہ اون سے ہوسکا اونہوں اکٹہا کرکے گٹہر یونمیں باندہا جب اس سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے نہایت دردانگیز اور مایوسانہ نگاہوں سے اپنے مکانوں اور باقیماندہ اسباب معاشرت کیطرف دیکہا جن کی نسبت اونہیں یقین کامل تہا کہ ابہی طرفۃ العین میں جلکر خاکستر ہو جائیگا اور اونہیں پہر دیکہنا نصیب نہ ہوگا۔ ایک جوان عورت کی مایوسی خاصکر قابل بیان ہے کیونکہ اوسکی شادی عنقریب ہونیوالی تہی اس سبب سے اوسکا جہیز وغیرہ سب کچہہ تیار تہا اب چونکہ یہ بہاگ رہی تہی اسمیں ناچار اوسے اپنے جہیز سے آنکہیں بند کرکے ہاتہہ اٹہانا پڑا۔ چہوٹے پڑے چہوٹے چہوٹے بچے بستروں سے اوٹہائے گئے اور وہ اٹہتے ہی اصلیت سمجہ گئے اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ بچپن ہی سے اونہیں جب کبہی وہ والدین کو ستائیں تو اس طرح میں یہ کہکر چپ کرایا جاتا ہے کہ وہ ترکی سپاہی آئے خیر چند منٹ کر کے ہم روشنی لیکر گہر سے باہر نکل آئے اور دروازوں کو قفل کرکے پہاڑ کی طرف اوترے ہمارے ساتہہ بہت سے آدمی تہے جن میں بعض تو ضعیف العمر تہے اور بعض معصوم بچے انمیں سے اکثر نے جنمیں تہوڑی قوت بہی تہی اسباب کی گٹہریاں سر پر اوٹہائی ہوئی تہیں رستہ میں اور بہی آدمی ہمارے ساتہہ شریک ہوئے اور رفتہ رفتہ ہماری تعداد ساٹہہ آدمیوں تک پہنچی میں اور میرا رفیق سفر بہت دور تک پیادہ پا جاتے رہے اور جب آخرکار ہم گہوڑوں پر سوار ہوئے تو ہمنے اپنے ساتہہ اپنے مالک خانہ کے دو شیرخوار بچے بہی لے لیے۔ رات بہت اندہیری تہی اور پہاڑی رستے بالکل ناہموار تہے اسلیے ہم جلد جلد سفر نہ کرسکتے تہے بہت سے آدمی شمعیں اور لیمپ لیکر ہمارے قافلہ میں دور دور پہیل گئے تاکہ اندہیرے میں کوئی پیچہے نہ رہ جاوے اور راستہ بہی دکہائی دے ہمیں خوف تہا کہ دریکرسیر پر ہمارے پہنچتے ہی ترک بہی آن پہونچیں گے جب ہم پہنچے تو وہاں کوئی متنفس عام اس سے کہ دوست ہو یا دشمن موجود نہ تہا یونانی بہگوڑے ہمارے آگے تہے اور ترک ہمارے پیچہے چلے آتے تہے اسوقت جب میں نے اپنی داہنی طرف نگاہ کی تو آگ مشتعل نظر آئی کیونکہ ترکونکی فوج اب مقام غلیپاڈا پر تعاقب کرتے کرتے قابض ہوگئی تہی (یہ شہر اسی لڑائی میں تیسری بار ترکونکے ہاتہہ آیا) اس شہر کا ماباقی حصہ جو سابقہ تاخت و تاراج سے باقی رہا تہا۔ اب آگ کی نذر ہوتا تہا نصف شب ہوگئی تہی کہ ہمیں یونانیونکی وہ فوج ملی جو بہاگ رہی تہی اُنکی عجیب صورت ہو رہی تہی اور ہمیں اُنکی حماقت پر سخت تعجب آیا کہ یہ کس بیتابی اور پریشانی سے بہاگ آئی ہیں۔ نہ تو کوئی بے نظمی تہی نہ خوف نہ ہراس اور نہ کشت و خون تہا جو انکی اس بزدلانہ فرار کا موجب ہوا تہا بلکہ اگر باعث تہا تو یہ تہا کہ اونہوں نے آپس میں پختہ عزم کر لیا تہا کہ اپنے افسرونکی متابعت نہ کرینگے اور ترکوں کے مقابلہ میں ہاتہہ نہ اُٹہائینگے چنانچہ اونہوں نے ایک گولی تک نہ چلائی اور بلا وجہ بہاگ گئے البتہ طلیعہ کی فوج نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کی اور غالباً وہ ان بہگوڑوں کے آگے آگے مشعل برداری کرتے ہوں گے۔

میں اور میرا رفیق دونوں حیرت میں تہے کہ اونکو کیا ہوگیا۔ یہ بہی کہتے ہیں اور ہمیں دیکہنے کو یہ قوت بخوبی موجود ہے کہ دشمن کا مقابلہ کرسکیں گے مگر باوجود اسکے صورت یہ تہی کہ چپ چاپ ہتہیار بغل میں دبائے بلا تمیز خورد و بزرگ افسر و سپاہی اندہیری رات میں چلے جا رہے تہے۔ اور افسر بہی عالم بے بسی میں یہ دیکہکر کہ سپاہی قابو میں نہیں ہیں کمال ذلت و رسوائی کے ساتہہ اونکے ساتہہ چلے جاتے تہے سمجہہ میں نہیں آتا تہا کہ باوجود اس تن و توش کے انکے حوصلے اونکو کیا ہوگا۔ وہ تہوڑی سی دیر میں دل بڑہا ور ہمت افزا وعدے کرتے تہے کچہہ کم نہیں تہے بار بار

بقول ٹا[illegible]ار کارسپانڈنٹ [illegible] سے پتراس کو بذریعہ ریل پہنچا اور وہاں سے اوسنے ہمیں یہ تار دیا ہے :-

پتراس کو لوگ بھی سخت اضطراب میں ہیں غول کا غول ایک وحشت اور اضطراب کیحالتمیں شہر کی بازاروں میں دیوانوں کیطرح پھرتے ہیں اور جہاں کہیں دس پانچ اکٹھے ہوگئے وہیں ان متوحش واقعات کی موجبات اپنے اپنے قیاسات کے مطابق بیان کرنے لگجاتے ہیں کوئی افسروں پر الزام دہرتا ہے کوئی شاہ کو کوستا ہے اور کوئی اوسکے ارکین خاندان پر دل کا بخار نکالتا ہے غرضکہ کوئی شخص نہیں ہے جو اونکی لعن وطعن سے محفوظ رہ سکے اکثر فہمیدہ آدمیونکو خوف تہا کہ کہیں انقلاب سلطنت ہی نہ ہو جاوے چنانچہ پچھلے اتوار کو جب گرجوں میں پادریوں نے شاہ کی مزید عمر اور بقائے سلطنت کیلیے دعا مانگی تو لوگ اسپر بہت بگڑے اور بادشاہ کے محل کو بھی جو اسی نواح میں واقع تھا بعض دہقانوں نے لوٹ لیا۔

کارسپانڈنٹ پھر جمعہ کے روز آرٹا میں واپس آیا اوس کا بیان ہے کہ میں نے رستہ میں ہزاروں باضابطہ فوج کو سپاہی اور ردیف اور والنٹیر دیکھے جو سرحد پر جارہے تھے اون میں حب قومی کا بہت کچھ ولولہ تھا مگر آرٹا والوں کے دل سخت افسردہ اور طبیعتیں خاصکر اسلیے بجھی ہوئی تہیں کہ اونہیں میدان کارزار میں ترکوں سے لڑنے کو افسر نہ بھیجتے تھے ابھی ابھی یہی کارسپانڈنٹ لکھتا آیا ہے کہ فوج بد دل ہے اور افسر اونکی بزدلی اور کم حوصلگی کے باعث سخت ناچار ہیں۔ اوسی صفحہ بلکہ اسی کالم میں یہ دوسرا راگ الاپنے لگا ہے سچ ہے دروغگورا حافظہ نباشد کہ ترکوں کی جمعیت یہاں ان کے مقابلہ میں بہت قلیل ہے اور اونکی فوج دریا کے کنارہ پر پڑی ہے باوجودیکہ بار بار انہیں مشتعل بھی کر دیتے ہیں اور گاؤں پر گاؤں جلا رہے ہیں مگر پھر بھی انہیں اتنی ہمت نہیں کہ آگے بڑھکر اون سے دو دو ہاتھ کرلیں (ہاتھ کون کرے سے وہ چمن ہی اڑ گیا جسمیں بہار آنے کو تھی۔ وکیل)

چنانچہ جمعہ کے روز ترکوں نے موضع کمپیٹر کو جلا کر خاکستر کر ڈالا حالانکہ دو میل کی مسافت پر سامنے یونانیوں کے تین ہزار سپاہی اپنی آنکھوں سے یہ قیامت خیز حادثہ دیکھتے رہے مگر کسی نے چون تک نہ کی۔

اب ایما میں آئینی غیر آئینی فوج اور دیگر اطراف کے بھگوڑے بکثرت جمع ہوگئے ہیں عام طور پر تپ محرقہ اور اسہال کا زور ہے دوکانیں سب بند تجارت بلکہ کاروبار تک بالکل مسدود ہے اب اونہوں نے قلعہ عمارت اور سیلگو کو بھی چھوڑ دیا ہے اور ترکوں نے اپنا تسلط وہاں بھی جما لیا ہے ترکوں کا جنرل مقام جنینا سے تار دیتا ہے کہ یونانی یہاں سے شکست کھا کر بھاگ گئے ہیں لڑائی میں اونکو ۱۰ آدمی کام آئے اور ترکوں کو تین ہزار بندوقیں اور تین صندوق گولہ اور بارود کے ایک پہاڑی توپ بطور غنیمت کے ہاتھ آئی یونانیوں کے ایک بیڑہ جہازات نے پیرگردن موضع سکیا پر گولہ اندازی کی یہاں ترکوں کا ذخیرہ خوراک ہے۔ اتھنیا کی عیسائیوں نے ایک اشتہار دیا ہے جسکی عبارت ذیل درج ہے جو قابل توجہ ہے

جن لوگونکا یہ اعتقاد ہے کہ مقدونیہ اور تھسلی ہماری وہ غلطی پر ہیں بھائیو جو ہمیں یونانی سمجھے وہ ہم سے دشمنی کرتا ہے۔ اور ہمیں رنج دیتا ہے یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام اور نصرانیت کے پیشواؤں نے ہمیں ایک دوسرے سے علیحدہ کیا ہے یونانیوں نے علاقہ آرٹا اور تھسلی پر قبضہ کیا ہوا ہے اور اب اُسے اپایرس اور مقدونیہ کی ہوس ہے۔ مانٹینگرو نے سمرنا اور انیٹوا ارس دبا رکھی ہیں ہماری باقی علاقہ پر آسٹریا بلگیریا اور سرویا کے دانت ہیں یہ بدنصیب ہماری قلمرو میں دست اندازی کر رہے ہیں وہ نہ ہم ملا دیوں اونکا مقابلہ

ایک ترکی جہاز کا گرفتار ہونا

کہا جاتا ہے کہ یونانیوں نے ترکوں کا ایک جہاز مقام سُنڈوس کے پاس گرفتار کیا ہے جس میں ساٹھ عربی سپاہی اور چھ افسر سوار تھے جہاز میں تین سو مہری بانٹی رائفلیں اور چوبیس ہزار کارتوس تھی جب سپاہیوں اور افسروں سے پوچھا گیا مگر وہ کچھ پتہ نہیں بتاتے کہ اونکا ارادہ کہاں کا تھا۔

اخبار پائنیر کو ایک کارسپانڈنٹ نے لنڈن سے ایک طویل خط بمبئی کو لکھا ہے جسکا ماحصل درج کیا جاتا ہے:-

یونانی افواج کی بہت بُری گت ہو گئی ہے سپاہی بھوک کے مارے پسے جاتے ہیں سردی کے مارے ٹھٹھر رہے ہیں کوئی محافظ نہیں کہ انکا پاس کیا جانے سے فرصت ہو حوصلے پست ہو رہے ہیں اور دلوں کی اُمنگیں بالکل مفقود ہیں اس قوت اور حوصلہ کے ساتھ ان ہمی ہوئی بھگوڑوں کا لشکر وہ کوہ بن کی پار اُترتا ہوا ہے جہاں ہر دم اور ہر لحظہ یہ اندیشہ سوہان روح ہو رہا ہے کہ ابھی فتحمند غنیم کی افواج تاخت کر کے ہمیں پامال کردینگی اور ہمیں ناچار اونکے سامنے اطاعت قبول کرنی پڑے گی کیونکہ سامان حرب جسقدر موجود تھا وہ تقریباً سب کچھ پہلے ہی چھن چکا ہے اور تھسلی میں سے کوئی لاکھ آدمی ہماری قوم کے پہلے ہی بے خانماں ہو چکے ہیں اور برق و باران کے طوفانوں میں بے آب و دانہ اور بلا ستر عورت کسی مقام امن کی تلاش میں دربدر اور سرگردان پھر رہے ہیں اور ترکوں نے تقریباً وہ سارا علاقہ از سر نو فتح کر لیا ہے جو اون سے ۱۸۸۱ء میں جبراً چھینا گیا تھا اس فوجکو کہنا غلطی میں داخل ہے البتہ یہ کہ سکتے ہیں کہ ایک غول پامال و پریشان و شکستہ اور شکست خوردہ بھگوڑوں کا ہے جنکے پیچھے ترکی افواج بڑھی چلی آرہی ہیں اور جنکے آگے ایتھنز دار الخلافہ یونان ہے انکے پلّے کوڑی نہیں اس ملک کا مالی اعتبار جو بیرونی ممالک میں تھا وہ بالکل تباہ ہو گیا ہے اور اندرونی آمدنی کے صیغہ مثلاً حرفت صنعت تجارت اور زراعت وہ سب ان ہائلہ مصائب اور متواتر صدمات کے سبب سے معرض زوال میں آگئے ہیں ایسی حالتیں اور ایسی جانکاہ مصیبتوں کے نرغہ میں گرفتار ہو کر ناچار یونان کو تن بتقدیر دول عظام کے سامنے صلح کا خواستگار ہونا پڑا۔

بروقت تحریر اس خط کے یونانی گورنمنٹ نے اپنے افسر کریٹ سے واپس بلالیے ہیں اور کریٹ کی خود مختاری (جو سلطان چاہتے تھے) قبول کرچکے ہیں۔ انکی ذلت اور رسوائی اوس حد کو پہونچ چکی ہے کہ اونہوں نے بلا کسی شرط کے اپنے نیک وبد کو دول عظام کے فیصلہ پر چھوڑ دیا ہے اور انہیں کامل اختیار ہے کہ جس طرح چاہیں ان بدبختوں کی قسمت کا فیصلہ فرمائیں (ان طاقتوں میں شہنشاہ جرمن بھی ہیں جنہوں نے آغاز جنگ کے وقت یہ فرمایا تھا کہ یونان کے لیے قرار واقعی سزا نہیں دیجاتی ہے

(اس حال کو پہنچ تری قسمت سے کہ اب ہم (ایڈیٹر) راضی ہیں جو اعدا بھی کریں فیصلہ اپنا)

وہ اس سے پہلے صلح کے خواستگار نہ ہونیکا یہ بہانہ کرتے ہیں کہ اگر ہم ایسا کرتے تو عوام الناس کی طرف سے سخت اندیشہ تھا اور جمہور رعایا نہ صرف وزارت کو تہ و بالا کرتی بلکہ عجب نہ تھا کہ خاندان شاہی میں انقلاب واقع ہوتا شاید اسی انقلاب کے ڈر کے مارے خاندان شاہی کا رکن رکین یعنی ولیعہد سلطنت کمانڈر انچیف بنکر میدان جنگ میں بھیجا گیا تھا عذر بدتر از گناہ ہست مگر بہ ایڈیٹر کا یہ ماننا کہ ایم ریلی حال کا صدر اعظم اپنی ہم قوموں کی طبائع اور اون کے خصائل سے بخوبی آگاہ ہے مگر حق یوں ہے کہ یہ دلائل اب وضع کیے گئے ہیں جب شکست پر شکست ہوئی ہے ابتدا میں انکا خیال تک کسی کو نہ تھا۔

یہی یونانی جنھیں ایسا شورہ پست اور جنگ جو بیان کیا جاتا تھا۔ اب ہمہ تن صلح کے خواہاں ہیں۔ ایک ہفتہ گذرا ہے کہ وہ خوش تھے کہ یورپ صلح کا نام لے اور ہم اپنی رضامندی ظاہر کریں بلکہ بطریق شکایت برملا کہتے تھے کہ کیوں یورپ کی سلطنتیں بیچ بچاؤ نہیں کرتیں خاص ایتھنز کے آتشی مزاج صحاب اس حیرت میں ہیں کہ ترک کس لیے صلح کی بات کو کھٹائی میں ڈالتی ہے اور کیوں بہت جلد وقفہ جنگ کو منظور نہیں کرتی حالانکہ دو دن ہو چکے ہیں کہ دول عظام کے سفیروں نے باب عالی میں ضابطہ کے طور پر اسکی درخواست بھی کی ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو اسمیں بھی انہیں کا قصور ہے اگر آج یہ کریٹ کو خالی کر دیں اور اُس سے کلیہ طور پر اپنا قطع تعلق کر لیں تو عجب نہیں کہ ترک بھی آمادہ ہو جاویں۔ یہ مانا کہ تھسلی میں اونکا ستیاناس ہو گیا ہے اور اونکی جمعیت بالکل پراگندہ ہو گئی ہے مگر آبی میں ابتک انکا بیڑہ جہاں تک نگہ دکھا رہا ہے بات یہی ہے کہ دونوں فریق اس تاک میں ہیں کہ مصالحت سے پہلے جسقدر ممکن ہو ایک دوسرے کا خون نچوڑ لیں ترک یہ چاہتے ہیں کہ ڈمکاس لے لیں تاکہ جسقدر علاقہ اونکے ہاتھ سے ۱۸۸۱ء میں نکل گیا اونکے قبضہ میں آ جاوے اور ایتھنز میں پہنچنے کیلئے کوئی امر انہیں سد راہ نہو اور اسمیں ایک اور فایدہ بھی متصور ہے وہ یہ کہ بصورت فتح ڈمکاس ترکوں کو اتنی قدرت ہو جائے گی کہ جو شرائط چاہیں خواہ وہ کتنی ہی ناگوار کیوں نہوں منوا سکیں گے اگرچہ اب بھی وہ فاتح ہیں مگر اوسوقت اونکی حالت بدرجہا غالب ہوگی (ناظرین کو یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ عنایت الٰہی سے ترکوں نے ڈمکاس پر بعد تحریر اس خط کے قبضہ کر لیا ہے کیونکہ یہ خط ۱۴ مئی کو لکھا گیا تھا اڈیٹر) یونانیوں نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ اپنی قوم کو اصلی واقعات اور حالات سے بے خبر رکھتے ہیں اور اگر اتفاق سے کسی ایک آدھ موقعہ پر کسی چھوٹی لڑائی میں ترکوں کو پسپا کیا تو بس بات کا بتنگڑ بنا کر اُسے ایک بڑی نمایاں فتح مشہور کر کے اپنے ہموطنوں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگر کسی کشتی کو پکڑ لیں یا کسی گاؤں کو تھوڑا سا نقصان پہنچا دیں۔ یا سمندر سے کسی ترکی کشتی پر حملہ کر بیٹھیں تو سارے جہان میں اشتہار کر دیتے ہیں کہ ہماری بحری افواج نے یہ کارنمایاں کیا ہے جسکا کچھ ٹھکانا نہیں۔

ایک اور امر بھی مصالحت کا سد راہ ہے۔ وہ یہ کہ یونانی چالبازی اور پھرتی کرنا چاہتے ہیں اور سلطان بڑا دھیما ہے اگرچہ اخبار ٹائمز نے سلطان کو صلاح دی ہے کہ وہ اس معاملہ میں تامل نکریں۔ بلکہ جسقدر جلد ممکن ہو مصالحت کر لیں مگر عبد الحمید اپنے معاملات کو اپنے طور پر آپ ہی سمجھتا ہے ان معاملات میں وہ بڑا ہوشیار ہے اور عہد و پیمان کے بارہ میں اُسے خاص لیاقت حاصل ہے اور خاص ایسے وقت میں جبکہ اُسکی فوجیں غنیم کے ملک کے اندر قیامت ڈھا رہی ہیں اور یہ یاد رہے کہ اوسکی حالت اُس وقت اس سے بھی زیادہ قوی ہوگی جب ادہم پاشا ڈومکوس لے چکیگا۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان صلح کو پسند کرتے ہیں ممکن ہے کہ صحیح ہو تاہم وہ بھی تو عبد الحمید ہے جسکی فہم و فراست کو یورپ نے مانا ہوا ہے وہ ایسی وقت پر کب چوکنے لگا اور کوئی عقل سلیم نہیں مانتی کہ ایسا بیدار مغز آدمی اپنے سے ادنے فایدہ بھی جو ممکن الحصول ہو ہاتھ سے جانے دے اور علاوہ بر آن اوسے اپنی جان نثار رعایا کی بگڑی ہوئی طبیعتوں کا پاس خاطر بھی منظور ہے کیونکہ آجکل قسطنطنیہ میں جنگجو فریق کا غلبہ ہے اور یہ قرین قیاس نہیں کہ سلطان انکے مشورہ کی کچھ بھی پروا نکرے

یونان میں بادشاہ کو یہی خطرہ لاحق حال ہو رہا ہے کہ کہیں بیٹھے بٹھائے سلطنت ہی نہ چھن جائے اسکی وجہ یہ ہے کہ اُنکے والنٹیروں نے یہ فساد کا تخم یونان میں آکر بویا ہے یہ قریباً سب کے سب موشگاف اور سپاہگری جنکا اصلی مدعا یہ تھا ایسا کیا بھی کہ یونانیوں کو سلطنت

شخصی سے بدگمان کریں اور اپنے جمہوری اصولونکو ترجیح دیں یونانی بالعموم بین بین ہیں تو وہ شخصی سلطنت کو بہ نسبت طرز اسپارٹا یا جمہوری
کی علاوہ بر آن شاید یہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اگر ہنوز ذرا بھی موجودہ خاندان شاہی کے برخلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالا تو آدہا یوروپ
بگڑ بیٹھے گا یہ آخری وجہ بہت صحیح ہے کیونکہ دول عظام کے سارے تاجدار تقریبًا یونان سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں لیکن مگر باوجود
اس خوف کے پھر بھی انہیں یہ امر گوارا نہیں کہ کراؤن پرنس کی شکل دیکھیں مگر اس تقریر سے یہ لازم نہیں کہ وہ خاندان شاہی کے مخالف ہوں۔

ظاہرًا شرائط صلح میں چنداں دقت نہ ہوگی کیونکہ سلطان کو اس امر کی اطلاع ہے کہ اونکو حدود مملکت میں کوئی بین وسعت
نہ دیجائیگی ہاں مقدونیہ اور تھیسلی میں کسیقدر وسعت ہوگی اور وہ بھی اسیقدر جس سے یونانیوں کو آیندہ ایسی حرکات کا حوصلہ نہ ہو

خرچ جنگ کی نسبت مختلف روایتیں ہیں مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ آجتک اس لڑائی میں سلطان کا چالیس پچاس لاکھ پونڈ خرچ
ہوا جس سے یہ قیاس کرنا آسان ہے کہ تقریبًا اتنی ہی رقم پر خرچہ کا فیصلہ ہوگا مگر دقت یہ ہے کہ یونان کے پاس کوڑی نہیں غالبًا
اسکا انتظام یہ ہوگا کہ بعض دول یوروپ اسکی ضمانت دینگی اور آپ یونان کے مالی محاصل میں سے اس رقم کے بارہ میں اطمینان
کرلینگے یہ امر یونانیونکو چنداں ناگوار نہیں اور امید ہے کہ یونان جو قدرتی طور پر ایک زرخیز ملک ہے اگر ایک متدین اور قابل
آدمی کے قبضہ میں دیا جاوے اور اسکا مالیہ انتظام دیانت اور بیدار مغزی کے ساتھ ہو تو عجب نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں
اسکے تعلقات ممالک غیر کے قرضخواہوں کے ساتھ اچھی حالت میں ہو جائیں ان قرضخواہوں میں جرمن بھی ہے جنکا
روپیہ بقدر پندرہ ملین کے یونان کے ذمہ ہے (یعنی بیس کروڑ روپیہ ہوتا ہے) یہ تو فقط جرمن کا قرضہ ہے اور ونکا بھی کم از کم
اتنا ہی ہوگا عجب نہیں کہ یہی قرضے اتارنے کو یہ جنگ کیا تھا مگر تقدیر الٹ گئی جس سے اور لینے کے دینے پڑے (دلیل)

اصل دقت ہی تو اور ہی ہے یعنی وہ تیسری شرط جو سلطان لگانا چاہتے تھے وہ یونانیونکو ضرور ناملائم طبع ہوگی اور
وہ ان شرائط اور رعایات کی تنسیخ کے بارہ میں ہے جو یونانی رعایا کو بشمول دیگر رعایائے یوروپ بلاد اسلامیہ میں آجتک حاصل ہیں
سلطان کو اس شرط کے منوانے میں یہانتک ضد ہے کہ کہا جاتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اور شرطونکی پروا نہیں کرتا مگر اس شرط کو
ضرور منوا کے چھوڑونگا اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یونانی سخت ذلیل ہونگے اور ہر ایک مسلمان خواہ وہ کتنا ہی ذلیل الاوقات کیوں نہ ہو
اونہیں نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھیگا سلطان یہ کہتے ہیں اور اونکا کہنا معقولیت سے خالی نہیں کہ اگر یہ نہ کر سکونگا تو
رعایا کو کیا منہہ دکھاؤنگا وہ مجھسے ضرور مواخذہ کرینگے کہ اس تگ و دو اور صرف بیجا کا معقول نتیجہ یہ نہیں ہو سکتا کہ سرحد
میں ایک خفیف سی ترمیم ہو جاوے یا پانچ چھہ کروڑ روپیہ ملجاوے ایسے معاوضے تو کوہ کندن و کاہ برآوردن کے مصداق ہیں یہ تو سلطان
کا ظاہری حیلہ ہے لیکن فی الاصل جو فایدہ انہیں اسکے مد نظر ہے وہ یہ ہے کہ بلاد عثمانیہ میں یونانی بکثرت سوداگری کرتے ہیں اگر سلطان
انپر ٹیکس لگانے پر قادر ہو گیا تو یقینًا ایک نہایت قلیل عرصہ میں سلطان خرچہ جنگ کیا اوس سے دوگنا روپیہ وصول کرلیگا

اگر یہ رعایات منسوخ ہوئیں تو جسقدر یونانی تاجر ہیں سب کے سب سلطان کے قبضہ قدرت میں بالکل بے بس ہونگے اور سلطان انکا
خون بخوبی نچوڑ لیگا جسکے مقابلہ میں تھیسلی کا دیا یا ہاتھ سے جانا بھی ترکونکو چنداں ناگوار نہ ہوگا اب یہ دیکھنا ہے کہ دول اسکی نسبت

کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ روس پر سب کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں مگر وہ بقول اخبار ڈیلی کرانیکل یونانیوں کی اس تباہی پر ہنس رہا ہے تاہم یہ بھی سنا جاتا ہے کہ پچھلے دنوں سے اوسے یہ فکر پڑ رہا ہے کہ ترکوں کی طاقت اتنی زبردست کسطرح ہوگئی حق یوں ہے کہ یونانیوں نے اس جنگ میں سخت غلطی کی ہے وہ ایسے بڑے مقابلہ کیلئے کسطرح تیار بھی نہ تھا نہ تو اوسکے پاس فوج تھی اور نہ سامان حرب اور نہ رسد۔ اسکو جو امید تھی کہ میری سپاہ انہیں آتے ہی بلگیریا، سرویا اور کوہ بالکن کی تمام ریاستیں علم بغاوت بلند کریں گی اوس میں بھی اوسے کوئی کامیابی نہ ہوئی اوسکی وجہ ظاہر ہے کہ روم نے ایک لاکھ فوج اون کی سرکوبی کو تیار رکھی تھی۔ رہا یورپ کا کانسرٹ وہ بھی کوئی منع نہ کرسکا اب اسکا سارا خمیازہ انگلستان پر ڈالنا چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں امید تھی کہ انگلستان ہمارا ہاتھ بٹائیگا چنانچہ انگلستان کا سابق ممبر پارلیمنٹ جو ابھی ابھی یونان سے واپس آیا ہے لکھتا ہے کہ یہ لوگ ایسی میری آو بھگت کرتے کہ میں انکی خام خیالی اور بیجا خوشامد سے کسطرح تنگ آجاتا تھا۔ اور ہر چند چاہتا تھا کہ اون کے دلوں سے یہ بیہودہ خیال دور کروں مگر وہ باز نہ آتے تھے اور انگلستان کو اپنا قوی مددگار خیال کرتے تھے اور ثبوت میں وہ ممبران پارلیمنٹ کا تار پیش کرتے تھے اسپر اونہیں اتنا ناز تھا کہ کسی کے کہنے کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ڈیلی نیوز کی رائے ہے کہ جو مصیبت یونان پر آئی ہے وہ اسی تار کی بدولت آئی ہے اور یہ روز بد انہوں نے اسی کی طفیل دیکھا ہے۔ اگرچہ بادشاہ اور اوسکے وزیر بخوبی جانتے تھے کہ یہ تار ہمیں کسی امداد یا دستگیری کا وعدہ نہیں دیتا مگر لوگ ضرور اس دہوکہ میں رہے۔

قصہ مختصر یہ کہ جنگ کے ساری حالات کو پیش نظر رکھا اور اوسکی مختلف صورتوں کے ہر ایک پہلو کو دیکھکر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یونانی بہادر قوم نہیں اور فوجی معاملات سے وہ بالکل بے بہرہ ہیں یہی رائے پال مال گزٹ کے خاص نامہ نگار کی ہے اور اس لڑائی نے ثابت کر دیا ہے کہ جو بات اونہیں آج سے ستر سال پہلے سوجھی تھی جب انہوں نے آزادی حاصل کی ہے اسوقت اوسکا عشر عشیر بھی موجود نہیں سپاہی آوارہ مزاج بچوں کیطرح ہیں جنہوں نے لڑائی کو ایک کھیل سمجھ کر پہلے تو اوسکی از حد خواہش ظاہر کی لیکن جب اسکا مزہ چکھا تو دست و پا گم ہوگئے اور ایسے دم بخود ہوگئے کہ اوسکے نام سے اونہیں ہول آتا ہے یہ تو سپاہیوں کا حال ہے اب افسروں کی سنئے اونمیں مطلق وہ قابلیت اور تدبیر موجود نہیں جو ایک لائق جنرل کیلئے ضروری ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اونہوں نے پہلے سے کوئی نقشہ یا تجویز جنگ کی نہ بنائی تھی وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ جہاں ہم نے تھسلی اور ایپرس پر حملہ کیا اوسیوقت بلگیریا، سرویا اور مانٹی نیگرو عقب سے ترکوں کو دبا لینگے ترکوں کو نا امیدی ہوگی خیال نہ کیا کہ اگر ان ریاستوں کا سر نہ پھرا یا اور یہ میدان میں نہ آئیں تو اسکا نتیجہ کیا ہوگا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا یعنی ترکوں نے اونہیں مار کر بھگا دیا اور پھر اونکے علاقہ میں در آتے چلے آئے تو جرنیلوں کی لیاقت تمام ہوئی اور چھکے چھوٹ گئے۔

سب سے بڑا نتیجہ اس لڑائی کا یہ ہوا کہ یونان صفحہ ہستی سے معدوم ہو گیا ہے اور ترکوں کو دنیا دوبارہ مل گئی ہے اور مشرقی یورپ میں ایک زبردست سلطنت نظر آنے لگی ہے اسلام کی بوسیدہ ہڈیوں پر آب حیات چھڑکا گیا ہے اور مسلمانوں کو جو عرصہ سے اپنے اپنے آپ کو مریض لاعلاج سمجھ کر خود بھی بیمار سمجھنے لگ گئے تھے یہ معلوم ہو گیا کہ ہم میں ابھی تک جان ہے اور جو حملہ باقی ہے اور ہم میں بھی سپاہیانہ جلادت اور جوانمردی موجود ہے جو باپ دادا سے ورثہ میں ملی تھی اور ہم ابھی اپنے دشمنوں کو کسطرح سے دور کرنے اور فتح کر سکتے ہیں اس خیال کو بہت وسعت ہو گئی ہے کہ اکثر کہتے ہیں کہ یونان اگرچہ ہمارا دشمن تھا تاہم ہمیں اسکا ممنون ہونا چاہیے کیونکہ اسی نے ہمارا اسکے ساتھ

اور روپیہ بھی جمادیا ہے جو درصورت لڑائی نہ ہونے کے ناممکن تھا۔

سارے نامہ نگار جو مختلف اخباروں کی طرف سے میدان کارزار میں موجود تھے وہ متفق اللفظ بیان کرتے ہیں کہ ادہم پاشا کی فوج نے جو نیک سلوک باشندگان تھیسلی سے کیا ہے وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے لوگ خواہ مخواہ غلطی سے گھربار چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں اور جن لوگوں نے ایسا نہیں کیا وہاں ترکوں کی خوشنودی اعمال پہنچتے ہونگے جو آب ندیدہ ہو نہ وہ ازپا کشیدہ پر عمل کر کر نکل کھڑے ہوئے اگر کچھ قتل و غارت ہوا ہے تو بھی یونانیوں کا کام تھا جو ہمیشہ عادتاً جہاں سے بھاگتے تھے قید خانے کھول جاتے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ قیدی زنجیریں توڑ کر نکل آتے اور ہمیشہ شہروں کو لوٹتے تھے اور جس وقت ترک داخل شہر ہوتے تھے تو اونسے ڈر کر پہاڑوں میں جا چھپتے تھے اور وہاں کے باشندوں کو ستاتے تھے اب بھی جہاں جہاں ترکوں کی جمعیت ہے وہاں ایسے بدمعاشوں اور رہزنوں کا بس نہیں چلتا۔ اور لوگ امن اور آسائش میں ہیں اب لوگوں کا اعتبار اس حسن سلوک کا اتنا جم گیا ہے کہ لوگ بکثرت اپنے گھروں کو واپس آگئے ہیں اور اپنے کام دھندوں میں لگ گئے ہیں۔ ان یونانی سپاہیوں نے لوگوں کو اسطرح بھی غارت کیا کہ انہیں خواہ مخواہ یہ کہا کہ ترک آکر تمہیں لوٹیں گے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیچارے بہت تھوڑا اسباب لیکر بھاگے اور باقی چھوڑ گئے۔ ٹائمز کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ قریب تیس لاکھ پونڈ (۴۵ کروڑ روپیہ) تھیسلی والوں کا نقصان ہوا ہے۔

وہ لوگ جنکو اپنے ہمسایوں کے حالات سے سبق ملا اور وہ ہوشیار عقلمند نکلے کہ وہ نہ بھاگے اور بجائے اسکے ترکوں کے آنے پر اظہار خوشنودی کیا اور سلطان اور اونکی افواج کو خیر مقدم کہا البتہ ڈیلی کرانیکل کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ میں ایک وقت تک اون مظالم کی کیفیت لکھونگا جو ترکوں نے اپائرس میں کیے ہیں ممکن ہے کہ ایک دو ایسے واقعات ہوئے ہوں اور پیدا ہونا بھی ایسے معرکہ میں کچھ غرابت نہیں لیکن کوئی ایسی شکایت نہیں سنی گئی گو جو فوج اپائرس میں تھی وہ ادہم پاشا کی ماتحت افواج کی طرح بہت ہے۔

ایک نتیجہ خیز امر جو اس لڑائی میں ثابت ہوا وہ جرمنی کی مداخلت ہے جرمن کے ماہرین جنگ اس کارزار میں بہت کچھ دخیل تھے اور یہ توعام طور ظاہر ہے انکی اعلیٰ تربیت کا یہی نتیجہ ہوا اس سے جرمنی کی سلطنت آئندہ بھی مستفید ہوا اور سول میں بھی یورپین کچھ زیادہ دخیل ہوا اور یقین ہے کہ اگر سلطنت عثمانیہ کا انتظام ... اور قابل لوگوں کے ہاتھوں میں چلا جاوے تو ترکی [illegible] کے اندر ایک بہت ... سلطنت بنجاتی جرمنی کی ... [illegible] قسطنطنیہ میں ... ٹائمز کا کارسپانڈنٹ مقام ... لکھتا ہے کہ ابتدائی ... جرمنی سلطان ... [illegible] اسمیں جرمنی کی غرض یہ ہے کہ یہاں کی تجارت ... [illegible] ... کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ جرمنی کے مقابلہ میں انگلستان کی تجارت ... [illegible] ... جنگی سامان کی گورنمنٹ ... [illegible]

[illegible] جرمنی کے [illegible]

جرمنی کی ایک ... [illegible] ... سلطان ... [illegible] ... کیا ... [illegible]

[illegible] ... دست ...

[illegible] ... ایک ... لیں۔ اور اس

جنگ کو بہت سے امتیازات کا وعدہ بھی دیا گیا ہے اور یقیناً اوسے بہت فائدہ بھی ہوگا اور اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ امتیازات صرف عطا ہونگے اب یہ دیکھنا ہے کہ روس ان تعلقات کو کس نگاہ سے دیکھیگا وہ بخوبی جانتا ہے کہ ترکی سپاہی جنہیں جرمنی کے افسروں سد سکندری سے کم نہیں فرانسیس تو یہ کہتے ہیں کہ قیصر جرمن کا داؤں شاہ روس پر چلگیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاہ جرمن اوس سے بہت زیادہ عقلمند ہے جو آجتک لوگ سمجھے ہوئے تھے مگر خواہ اصلیت کچھ ہی ہو اسمیں ذرا بھی کلام نہیں کہ موجودہ شہنشاہ جرمن سلطان کا بڑا دوست ہے اور اس یگانگت اور اخلاص کا اظہار اپنے تاریخ تخت نشینی سے آجتک متواتر مختلف پیرایوں میں کیا ہے۔

جامع العلوم مرادآباد لکھتا ہے۔ یونانیونکی ترکوں نے ترکی تمام کر ہی دی اور اگر عیسائیونکو زیادہ خواہش ہوگی تو وہ کبھی بھی انشاء اللہ تعالیٰ بعد انقضائے میعاد التوائے جنگ پوری ہو رہیگی لیکن اب عیسائی گلہری اور رنگ لانیوالی ہے۔

اب نیا شگوفہ یہ شروع ہونیوالا ہے کہ موجودہ خدیو مصر کو جو سلطان المعظم کے ہر طرح فرمانبردار اور چہرہ وہیں تخت سے اُتار دیا جائے اور کوئی اور کٹھ پتلی مصری اسٹیج پر رکھدیجائے۔ چنانچہ پیرس کے اخبارات تو کچھ ایسی ہی راگ الاپنے لگے ہیں۔ شاید خود غرض لوگ یہ سمجھے ہیں کہ سابق عربی پاشا کیطرح موجودہ خدیو کے ساتھ بھی عملدرآمد کرلینا آسان بات ہے لیکن وہ بات اور تھی اور اب معاملہ دگرگوں ہے عربی نے خود سلطان سے سرتابی کے آثار نمایاں کئے تھے اسلیئے جب انگریزوں نے اونکی گوشمالی کی تو سلطان خاموشی سے اس کام کو دیکھتے رہے۔ علاوہ وہ اوس زمانہ میں انگریزوں کی جانب سے کوئی بدگمانی بھی نہ تھی۔ بلکہ اونکے فعل اور مداخلت کو نیک نیتی پر مبنی خیال کیا گیا تھا مگر اب صورت دوسری ہے کہ خدیو سلطان کے خیرخواہ ہیں اور سلطان انگریزوں کی دوستی کا پورا ذائقہ چکھ چکے ہیں اب اگر کوئی سلطنت خدیو سے بدل لائیگی تو سلطان خاموش نہ رہینگے۔ بلکہ گمان سے زیادہ مزاحمت کرنے پر آمادگی ظاہر کرینگے۔

علاوہ ازین روس جو ہمیشہ برٹش اقتدار کو مصر میں کم ہونا چاہتا ہے اسوقت سلطان کا مددگار ہوگا وہ بھی اس موقعہ کو غنیمت شمار کریگا۔ دوسری قوت جو انگریزوں کیطرح مصر سے نفع لیا چاہتی ہے۔ فرانس ہے اور شاید وہ دونوں کا نقصان دیکھکر کچھ ہاتھ ہلائے لیکن ان دونوں کا جانی دشمن جرمنی سلطان سے متفق ہے وہ خود فرانس کی سرحد پر مشغولیت بہم پہنچاویگا۔

پھر ٹرانسوال کا معاملہ بھی کسی حال میں بھی چھڑ جانیکا پورا احتمال ہے۔ برٹش گورنمنٹ کو مصر میں اُلجھنے کی مہلت نہ دیگا۔ اور اگر مصر میں پیچیدگی بہم پہنچیگی تو ٹرانسوال میں کروگر اور بھی زبردست ہوجائیگا۔

انگریزونکو پھر سرحد میں مشغول پاکر ممکن ہے کہ روس ہماری شمال مغربی سرحد سے سر نکالے اور ہمارے دوست امیر کابل جنکو خاص طور پر بدگمان بنا رکھا ہے مداخلت کیا جاسکتا ہے خیال ہوسکتا ہے کہ اسلامی حمیت کو کام فرماکر وہ کام نہ دیں جس قسم کے باہمی کیلئے اون کو سمجھہ رکھا ہے۔

امیر صاحب ہمارے دوست ہیں وہ بہت ہی بڑے موجودہ صدی کے مدبر فرمانروا ہیں لیکن اونکی شاہی وہ ایک پکے مسلمان بھی ہیں جب تک عیسائیونکا معاملہ رہیگا۔ وہ ضرور ہماری سرکار کا ساتھ دینگے لیکن ہمیں یقین نہیں آتا کہ وہ شخص جو اسلام کا حامی اور ضیاء الملت والدین کہلاکر اسلام کی بنیاد کھودنے یعنی سلطان کو زیر کرنیمیں بھی انگریزونکا مددگار ہو۔ سلطان کی حمایت ہر مسلمان زن و مرد پر اس لئے فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلیفہ ہیں اور اونکی آبرو کی بقا کے ساتھ تمام اسلامی سلطنتوں کی ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان

کی آبرو اور مذہب کے قیام کا انحصار ہے بس مصر سے بگاڑنے ہی برٹش گورنمنٹ کو وہ تمام مشکلات پیش آ جائینگی جو ابھی ابھی یونان کی مدد کرنیکی حالت میں پیش آنیکو تیار تھیں اور برٹش گورنمنٹ کی دور اندیشانہ پالیسی نے اپنا ظاہرا ہاتھ اٹھا کر اونکو ایک غیر محدود مستقبل میں ڈالدیا ہے جس طرح یونانیونکو لڑا کر قتل کرنے کیلئے اب لارڈ سالسبری پارلیمنٹ کے ممبرونکو پشیمان کر رہے ہیں اسی طرح مصر سے جھگڑا کرنیکی حالت میں خود انگریزیوں کا خون کرا کر تمام انگلستان کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔

سلطان کے ساتھ آج تمام روے زمین کے مسلمانوں کی ہمدردی ہے اور سب اسی طرح ہوشیار ہیں جس طرح کہ سلطانی فوج کی تیاری نے یکلخت تمام یوروپ حیران کر دیا ہے سلطان کو تو شاید اب کوئی عیسائی شرد (؟) لیے کبھی کی جرات نہ کریگی کیونکہ اب اسکی طاقت سے تو سب اچھی طرح خبردار ہو چکے ہیں لیکن اب ایران کی باری ہے کہ اپنی ہوشیاری کا وہ بھی ایسا ہی ثبوت دیگا شاہ ایران مرحوم بہت ہی دانا بادشاہ تھے اور ان کے بعد موجودہ شاہ نے حیرت انگیز عقلمندی کا اظہار کیا ہے بس ممکن نہیں ہے کہ اونہوں نے یوروپی ترقی حاصل کرنیمیں غفلت کی ہو غرض یہ ہے کہ ایشیا کے وسط سے لیکر افریقہ کے شمالی حاشیہ تک جو اسلامی سلطنتیں پھیلی ہوئی ہیں وہ اب بھی متفق ہو جائیں تو روے زمین کے عیسائیونکو کافی ہیں اور چونکہ عیسائیوں نے دشمنی کو حماقت سے مذہبی رنگ دیدیا ہے اسلیے ہر مسلمان نزاعی جھگڑے طے کر رکھیں اور جس نے ابھی نہیں کیا ہے اوسے بہت جلد ایسی ضرورت ثابت ہو جائیگی۔

پس ہم صلاح دیتے ہیں کہ اب کوئی عیسائی سلطنت مصر پر ال نہ بٹھاوے اور اوسکو اپنے جائز مالک کے زیر سایہ رہنے دے ورنہ وہ مشکلیں پیش آ جائیں گی جنکا حل کرنا پھر ناخن تدبیر سے بہت دور ہو جائیگا یا کسیقدر ظریف عبارت میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسقدر بے بہاؤ کی پڑینگی کہ حساب کیلیے دو مستعدی بھی کافی نہ ہونگی۔

معارکہ روم و یونان کا آخری نتیجہ یعنی صلح اور التوائے جنگ

ہفتہ گذشتہ کے اخبار میں جنگ فرسالہ اور دلستینو اور قصبہ دو مولوس (دومولوس) کی متصل کیفیت درج ہو چکی ہے ان مقامات سے شکست فاش اوٹھا کر جب یونان نے تو مقام دومو کوس میں اپنا ہیڈ کوارٹر مقرر کیا اور دوسری طرف گورنمنٹ یونان نے بلاحاج وقت دول یوروپ کیخدمت میں مصالحت کرا دینے کی درخواست کی جنہوں نے گورنمنٹ مذکور سے بیچ بچاؤ کے متعلق یہ شرط قبول کرالینے کے بعد کہ یونان اپنے معاملے و اغراض دول یوروپ کے سپرد کر دے اپنے سفرا کی وساطت سے باب عالی سے التوائے جنگ کیلیے گفتگو شروع کی۔ باب عالی نے ۱۵ مئی کو یہ جواب دیا کہ التوائے جنگ سے پہلے مندرجہ ذیل شرائط کو گفتگوئے مصالحت کیلیے بطور بنیاد تسلیم کر لیا جاوے۔

(۱) یونان ٹرکی کو ایک کروڑ پونڈ ترکی لیرہ (؟) یعنی بارہ کروڑ روپیہ تاوان جنگ ادا کرے (۲) تھسلی کا ٹرکی سے الحاق (۳) یونان کو جو رعایات کہ ٹرکی میں رعایا ہونیکی حیثیت سے حاصل ہیں اونکی تنسیخ کیجاوے (۴) یونان و ٹرکی کے درمیان جو ملزموں کے تبادلہ کے متعلق معاہدہ کیا جاوے ان شرائط کے منظور ہو جانیپر ٹرکی اور یونان کے وکلا مقام فرسالہ میں جمع ہو کر التوائے جنگ کی شرائط مرتب کریں اس التوائے کے سلسلہ میں شرط یہ بھی مقرر کیگئی ہو کہ تا مدت التوا یونانی بندرگاہ پر ترکی جہاز کسی سامان رسد و خوراک بھیجا جائیگا۔

ٹائمز کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ سفرائے دول ایتھنز کی طرف سے ایسا جواب موصول ہونے کیلئے کسیطرح تیار نہ تھے انکو بھی امید نہ تھی کہ سلطان المعظم ایسی جلدی اور ایسی کامل طور پر جنگ جماعت کے کہنے میں آ جائینگے مگر (بقول نامہ نگار مذکور) سلطان المعظم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ اگر انہوں نے مسلمان رعایا کی خواہشات کا مقابلہ کرنیکی بجائے یورپ کے منشا کی پروا نہ کریں تو انکی سلامتی اور آسائش کیلئے کم خطرہ ہوگا۔

شرائط صلح کے متعلق مزید کارروائی درج کرنے سے پہلے یہ بیان کر دینا شاید نامناسب ہوگا کہ شرائط مذکورہ پر سفرائے دول اور یورپ کے متعصب عیسائی اخبار نویسوں اور مدبرین کا متعجب ہونا بھی کم تعجب خیز نہیں کیا وہ جنگ کریمیا کے سوا جسمیں بھی انہی دوستانہ عیسائی سلطنتوں کی مہربانی اور سلطان عبد المجید کی ناسمجھی اور عاقبت اندیشی سے ترکی اپنی فتوحات سے کوئی اخلاقی مادی یا جنگی فائدہ نہ اوٹھا سکی تھی کم از کم اس موجودہ صدی کی کوئی ایسی جنگ (چھوٹی یا بڑی) بتا سکتے ہیں کہ جسمیں فاتح نے فریق مغلوب سے اگر اوسکو بالکل نابود نہ کیا ہو تو ملکی مالی اور اخلاقی فائدے نہ اوٹھائے ہوں اگر وہ انصاف و تاریخ کو مدنظر رکھیں تو سلطان المعظم کی پیشکردہ شرائط کو سخت تصور کرنے کی بجائے اون کی بے اندازہ نرمی پر تعجب کریں جرمنی نے ۱۸۷۱ء کی لڑائی میں کیا فرانس سے نقد تاوان جنگ اور ملک نہیں لیا تھا ۱۸۷۸ء میں کیا روس نے صرف خود ہی تاوان جنگ اور ملک نہیں لیا اور اپنی رعایا کو سرحد ولانے پر اکتفا نہ کر کے کئی صوبوں کو نئی قطعات دلا کر کامل یا نیم آزادی کا اور چند ہمسایہ سلطنتوں کو وسیع قطعہ ملک نہیں دلا دیئے یہی صوبہ تھیسلی یونان کو کونسی فتح کے معاوضہ میں ملا تھا؟ کیا یہ ملک اس حقیر ریاست کو صرف اس امر کے صلہ میں نہیں دیا گیا تھا کہ جنگ روس کے دوران میں انہوں نے ترکی پر حملہ نہیں کیا تھا۔ تو جب کہ اس ملک کی قیمت ایکدفعہ پڑ چکی ہے تو اب اگر ترکی ہزاروں مردان دلاور کا خون بہا کر اوسپر دامی قبضہ کرنا چاہتی ہے تو وہ کونسی زیادہ طلبی کر رہی ہے؟ ۱۸۷۸ء یا ۱۸۸۱ء تو دور کی باتیں ہیں شاہ تیبو کہا ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اپنی چترال و وزیرستان کے ساتھ رعدل اور مہذب فرانس و انگلستان اگر یہی سلوک کرتے جو ترکی یونان کے ساتھ کرنا چاہتی ہے تو وہ مدت العمر تک اسکی ممنون رہتے۔ انگلستان اسی سال ۱۸۹۷ء میں الی نیجپ سے نصف ملک چھین کر باقی ملک ایک باجگذار ریاست کیطرح تمہیں بخش دے اور اس تاج بخشی پر پھولا نہ سماتو کیا اسکے مقابلہ میں سلطان المعظم کی پیشکردہ شرائط زیادہ سخت یا توقع سے بڑھکر سنگین کہی جا سکتی ہیں۔

خیر یہ تعصب تو عیسائیوں کی سابقہ کارروائیوں کو مدنظر رکھنے سے کسیقدر قابل درگذر بھی سمجھا جا سکتا ہے لیکن سلطان المعظم کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرنے سے ٹائمز کے نامہ نگار اور خود ٹائمز اور اوسکے ہمخیال اپنی سفاہت اور نادانی کا ثبوت دے رہے ہیں بیشک درست ہے کہ خلیفہ وقت پر جمہور اسلام کی جائز خواہشات کے مطابق عملدرآمد کرنا لازمی امر ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ جو سلطان رعایا کے دلوں اور جذبات پر پورا پورا اقتدار حاصل نکرے وہ کبھی واقعی سلطان المعظم نہیں ہو سکتا جیسا کہ اسوقت ترکوں کا محبوب عبد الحمید ہے ایک ایسے سلطان کی نسبت جو طرح طرح کی مشکلات میں گرفتار ہونیکے باوجود دنیا کی سات عظیم الشان سلطنتوں کو جن میں سے ہر ایک بجائے خود فرعون بے سامان کی حکومت کو ماند کر رہی ہے برسوں سے دباتا رہا ہو اور اپنی حکمت و تدبیر سے کوئی اون کی پیش نچلنے دیتا ہو ایسا گمان تک بھی کرنا کہ وہ کسی ایک خاص جماعت کے قابو میں آ گیا ہے محض اپنی ناواقفیت کا ثبوت دینا ہے اور ایسے شخص کو جس نے روسیوں کی پیشقدمی کے طوفان بلاخیز کے وقت جب کہ کل وزرا سلطنت اور

باشندگان شہر دار الخلافہ چھوڑ دینے کی بابت مصلاح دیے رہے تھے مستقر الخلافت کو خالی کر دینے سے انکار کر دیا ہے فتح و نصرت کے موقعہ پر اپنی سلامتی یا آسائش کی نسبت متردد و خائف بتلانا۔ بقیاس ٹائمز اویا ایماندار عیسائی مدبرین ہی کا کام ہے اسمیں کوئی کلام نہیں کہ حضور ممدوح کا ہر ایک فعل اپنی جان نثار رعایا کی معقول تمنا اور مصلحت و ضرورت وقت کے مناسب حال ہوتا ہے بلکہ یہ کہنا کہ رعایا کی خواہش اور اس فعل سے صورت پذیر ہوتی ہے بیجا یا مبالغہ آمیز نہیں لیکن سلطان المعظم پر یہ اتہام لگانا کہ وہ کسی خاص جماعت کی صلاح و مشورہ کو فوائد ملک پر مقدم سمجھتے ہیں انکی بست سالہ عہد حکومت کی بےنظیر کامیابیوں جن کی کسی فرد بشر کو انکار نہیں جھٹلانا ہے

الغرض باب عالی کی ان شرائط پر بعض دول یورپ کے سفیر ایسے جھنجلائے کہ فوراً دوسرے دن ہی (۱۰ مئی) کو جواب الجواب کا ایک مسودہ تیار کیا گیا جس میں صلح کی شرائط پر بحث مباحثہ کرنے سے احتراز کر کے التوائے جنگ کی مکرر درخواست درج کی گئی اور باب عالی کو یہ اطلاع دینے کے بعد آپکا مراسلہ دول یورپ کی گورنمنٹوں کے پاس بھیجا گیا ہے ایسے بصورت اصرار سخت ترین مشکلات کے حادث ہونے سے تنبیہ کیا گیا آخر میں مسودہ مذکور میں یہ ازاد کیا گیا کہ دول یورپ یونان کو پامال شدہ نہیں دیکھ سکتیں جرمن سفیر نے اس کاغذ پر جسے غالباً مسٹر فلپ کری سفیر انگلستان نے تیار کیا ہوگا دستخط کرنے سے انکار کیا کہ جب تک مجھ کو اپنی گورنمنٹ سے ایسا کرنے کی اجازت نہ ہو میں نہیں کرسکتا اور اسطرح سے سفراء دول کا یہ حکم نامہ باب عالی تک پہنچنے نہ پایا پیر کے دن (۱۷ مئی) کو سفراء نے دوبارہ مجلس منعقد کی مگر کوئی بات قرار نہ پاسکی کیونکہ جرمن سفیر کو حکم موصول ہوگیا تھا کہ وہ مجوزہ یادداشت کے متعلق دوسروں کے ساتھ ملکر کوئی کارروائی نکرے۔ سفرائے دول (ٹائمز غالباً انگلستان اٹلی فرانس کے سفیروں کو بھی کل سفرائے دول قرار دے رہا ہے) عجب بے بسی کی حالت میں تھے کہ شکل کردن زار کیطرف سے پہلے حضرت امیر المومنین کو تحقیق میں یہ تار موصول ہوا کہ میں آپ کی دوستی اور فیاضی پر بھروسہ کرکے التوائے جنگ کی التجا کرتا ہوں اور آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اگر جنگ ملتوی کیا گیا تو میں ہمیشہ کیلئے آپ کا ممنون احسان رہونگا اعلیحضرت نے زار کی درخواست منظور فرماکر فوراً التوائے جنگ کا حکم صادر کردیا اور ادہم پاشا کو پیشقدمی سے رک جانے کے احکام روانہ کردیئے گئے مگر یہ حکم مارشل موصوف کو فوراً نہ مل سکے اثنا میں موکوس خونخوار جنگ ہوکر یونانیوں کو آخری ہزیمت فاش دیگئی جسکا مفصل ذکر آگے کیا جائیگا اور آخرکار ۲۰ مئی کو مارشل ادہم پاشا نے التوائے جنگ کا اعلان کردیا

ٹائمز مورخہ ۱۲ مئی قمطراز ہے کہ ترکی کی سرکاری جماعت کا رجحان اسطرف پایا جاتا ہے کہ پیشکردہ شرائط میں کسی قدر نرمی کر دیجائے اور کہ دول ترکی کو تھسلی کا کوئی آباد حصہ اور بے اندازہ تاوان جنگ دیئے جانے اور یونانی رعایا مقیم ترکی کی رعائتی حقوق کو توڑ دیئے جانے کی مخالفت کرنے میں راسخ العزم ہیں یہ اخبار مذکورہ مطالبات سلطانی پر یہ اعتراض بھی کرتا ہے کہ جنگ کا اعلان کرتے وقت باب عالی نے وعدہ کیا تھا کہ ہم یونان کی سرزمین کا ایک انچ بھی نہیں لینگے۔ اس اعتراض کے الزامی جواب تو بے شمار دیئے جاسکتے ہیں روس نے ۱۸۷۷ء میں اعلان جنگ کرنے سے پہلے یورپ کے ساتھ ایسا ہی وعدہ کیا تھا اور ہم چترال سے پہلے نواب وائسرائے نے بھی سرحدی قبائل سے یہی وعدہ کیا تھا۔ اسکی تعمیل جو ہوئی وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں ہے مگر اسی ترکی سرکاری جماعت کی جس کی نسبت ٹائمز لکھتا ہے کہ وہ نرمی کیطرف مائل ہیں اس مسئلہ پر نہایت متانت کی بحث

کرکے کل معترضین کو شافی جواب دیدیا ہے۔ ریوٹر نے اُسے مفصل شایع کیا ہے اور وہ حسب ذیل ہے:۔

"بایں حال کہ مطالبات کو بنظر انصاف و معدلت دیکھنا چاہیئے اور جب اونکو ایسی نگاہ سے دیکھا گیا تو مجبوراً تسلیم کرنا پڑیگا کہ ٹرکی ان سے بڑھکر کوئی نرم شرائط پیش نہیں کرسکتی۔ یہ مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ یونان آزاد بادشاہت ہوئیکے وقت سے لیکر ابتک کریٹ پر یونانیوں کی مسلسل قزاقی اور کل قلمرو عثمانیہ میں یونانی رعایا کی نفرت انگیز بدروشنی کیوجہ سے ٹرکی کیلئے تکالیف عدیدہ کا مستقل منبع بنا رہا ہے جنگ سے پہلے یونان نے جو رویہ اختیار کیا اسپر سخت ملامت ہو سکتی تھی اور یہ عام طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ وہ فقط جدید ملک ملنے کے لیے لڑائی کا متمنی تھا برخلاف اسکے ٹرکی کی پالیسی آخری وقت تک لڑائی سے بچنے ہی کی رہی ہے اور جب یونان کی شرارتوں سے تنگ آکر اُسے اعلان جنگ کرنا پڑا تو یہ صرف اپنی جایز اغراض و حقوق کی حفاظت کرنے کیلئے کیا گیا تھا۔ جنگ سے پہلے جو ترکی یادداشت مشتہر کی گئی تھی اوسمیں بالصراحت یہ بتادیا گیا تھا کہ یونان کی فتح کرنیکا کسیکو خیال نہیں بلکہ محض سلطانی حقوق کی نگہداشت کیلئے بادل ناخواستہ جنگ کرنا لازم ہوا۔ یادداشت کے اس حصہ کو یوروپین اخبارات نے درست نہیں سمجھا۔ اس سے جیسا کہ عام طور پر تصور کر لیا گیا ہے یہ مراد نہیں تھی کہ سلطان المعظم ان نقصانات اور تکالیف کا معاوضہ طلب نہیں کرینگے جو اونہوں نے بیفائدہ مجبور کیا گیا تھا۔ یہ درست ہے کہ اگر یونان شروع میں اپنی افواج واپس بلا لیتا تو گورنمنٹ عثمانیہ بڑی خوشی کے ساتھ لڑائی سے محترز رہتی۔ اور کوئی معاوضہ نہ طلب کرتی مگر یونان نے ایسا نہ کیا۔ ترسالا کے مفتوح ہونے تک وہ کریٹ سے فوجیں واپس منگوانے سے ہی پس و پیش کرتا رہا اور تاوقتیکہ اسکی افواج کو کامل ہزیمت نہ ملگئی اوس نے التوائے جنگ پر رضامندی ظاہر نہ کی۔ اس ایک مہینہ کی لڑائی میں ٹرکی کو جان و مال کا بہت نقصان اوٹھانا پڑا ہے۔ اگر ٹرکی تھسیلی کے الحاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اس کی وجہ فقط یہی ہے کہ یونان کی طرف سے پھر قزاقانہ حملہ نہ کرسکیں۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ۱۸۸۱ء میں یہ ملک یونان کو اسلیئے دلایا گیا تھا کہ وہ دول یوروپ کی مقرر کردہ شرائط کو پورا کرے یہ کبھی پوری نہیں کیگئیں۔ پس تھسیلی کا واپس لیا جانا جدید ملک کا فتح کرنا متصور نہیں ہو سکتا لیکن پھر بھی تاوان جنگ اور تھسیلی کے متعلق

---

[1] ۱۸۷۸ء کے جنگ روم و روس میں یونان انگلستان کی فہمایش پر ٹرکی پر حملہ آور ہونے سے محترز رہا تھا۔ لڑائی کے خاتمہ پر جب صلح کی شرائط مقرر کرنے کیلئے برلن میں دول یوروپ کے سفرا کی کانفرنس جمع ہوئی تو انگلستان و فرانس کی سفارش پر ٹرکی کے حصوں بحر و بل کے متعلق اپنے ملک کے دعاوی پیش کرنے کیلئے یونان کے وکلا کو بھی حاضر ہونیکی اجازت دیگئی۔ آخر کار عہدنامہ برلن کی ۲۴ ویں دفعہ میں قرار دیا گیا کہ قیام امن کیلئے ٹرکی و یونان کی سرحدوں کا تصفیہ کیا جائے اگر دونوں فریق آپس میں نکرسکیں تو دول یوروپ فیصلہ کرادیں۔ یونان تمام صوبہ تھسیلی اپائرس اور کسیقدر حصہ صوبہ مقدونیہ کا دعوی کرتا تھا سلطان کچھ بھی نہیں دیتے تھے جسپر دول یوروپ نے جو اوسوقت ٹرکی کے برخلاف تھی ۱۸۸۰ء میں لنڈن میں کانفرنس کرکے صوبہ تھسیلی یونان کو دلانے کا فیصلہ کیا اور اوسی سال امیر المومنین پر سخت دباؤ ڈالکر جو اوسوقت مقابلہ کرنے سے بالکل عاجز تھے ملک مذکور یونان کو دلا دیا۔ پس سب سے بڑی شرط اور وجہ ملک دلائے جانیکی آیندہ کیلئے قیام امن تھا۔ جو یونان نے قایم نہ رکھا۔ انگلستان نے جنگ روم و روس کے وقت یونان کو ٹرکی سے کیوں جنگ نکرنے دیا ایسا سوال ہے جسکا جواب دینے کی یہاں گنجایش نہیں۔ اسوقت یہی بتا دینا کافی ہے کہ روس کا اوسوقت کا عروج اب یونان اور انگلستان سے لے رہا ہے۔ قیام امن کے علاوہ دوسری اہم شرائط میں سے ایک یہ بھی تھی کہ گورنمنٹ یونان (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۱۱۰)

گو یہ دونوں امر بالکل مبنی بر انصاف سمجھے جاتے ہیں۔ باب عالی دول یوروپ سے مباحثہ کرنیکے لیے تیار ہے اور یونان کے دیو الیہ پن کو مدنظر رکھکر اور نیز اپنی صلح آمیز پالیسی کا انتہائی ثبوت دینے کیلیے شاید وہ اونمیں کسیقدر ترمیم بھی کردے لیکن مطالبہ مفسوخی رعایات کی بارہ میں اپنے ملک کی اغراض کو مدنظر رکھکر گورنمنٹ عثمانیہ کیلیے کسی ترمیم کا کرنا بالکل ناممکن ہے سرویا اور رومینیا تک کو جو ہر طرح سے یونان سے اعلی ہیں یہ رعایتیں حاصل نہیں۔ پس یونان کیلیے ایسی رعایتیں قایم نہیں رکھی جا سکتیں جنکو اوسنے نہایت قابل شرم طرح سے برتا ہے بنابریں پوری اعتماد کے ساتھ امید کیجاتی ہے کہ یوروپ میں اسقدر حس انصاف موجود ہوگی کہ وہ ٹرکی کو اس امر پر جس سے دست بردار ہونیکا اوسنے بالجزم کر لیا ہے مجبور نہ کریگی۔ اگر یوروپ بزور شمشیر حق تلفی کی کوشش کریگا تو ایسی حالت درپیش آجائے گی جو امن عامہ کے حق میں نہایت مضر ہوگی۔ ایسی ناانصافی سے ترکی آبادی بالضرور مشتعل ہوجاویگی اور گورنمنٹ اپنے تئیں اون خطرناک نتایج کا جو پیدا ہوں گے ذمہ وار نہیں سمجھیگی اور انجام کار دول یوروپ اس بارہ میں اپنے فعل کے نتیجہ سے لاکلام نہایت ہی سخت متاسف ہونگی۔"

تاوان جنگ کے متعلق ٹایمز کا نامہ نگار ایتھنز سے حسب ذیل لکھتا ہے۔ "تاوان جنگ کے مطالبہ کی نسبت دول یوروپ تاوقتیکہ وہ یونان کے صیغہ مال کے مشکل اور پیچیدہ مسئلہ کو بھی سلجھانیکا ارادہ نہ رکھتی ہوں کوئی قابل اطمینان کاروائی نہیں کر سکتیں وہ اس امر کی مشکل اجازت دینگی کہ ترکی کو لوٹ کر دیدہ کا گھر تجزوی دیا جاوے یا ٹرکی کو جو خود اپنے قرضخواہوں کے مطالبات ہی پوری نہیں کر سکی۔ اون صیغہ ہاے آمدنی پر متصرف ہونے دینگی جو مستحقاً یونانیوں کے دائنوں کی ملکیت ہیں۔ اگر یونان کو ایک حبہ بھی تاوان جنگ نہ دینا پڑا تو بھی اوسکے قرضخواہوں کے لیے اچھے آثار نظر نہیں آتے ہیں صوبہ تھیسلی کی فصل بالکل برباد ہوگئی ہے۔ تجارت کئی مہینوں سے بند ہے اور محصول پرمٹ کی آمدنی نفی کے برابر ہوگئی ہے تھیسلی کے باشندوں کو اگلی فصل تک لازمی طور پر خیراتی ٹکڑوں پر گذران کرنی پڑے گی اگر دول یوروپ یونان کی مالی حالت کا انتظام کرنیکا فیصلہ کریں تو گو یہ امر یونانیوں کو سخت ناگوار ہوگا۔ وہ یونان کے لیے بہت بہتر ہوگا۔"

اسکے متعلق افواہ ہے کہ جرمنی سلطان المعظم کو تحریک کر رہی ہے کہ یونانی صیغہ مال پر یوروپین نگرانی قایم کیجانیکی باصرار تاکید کریں۔ کیونکہ صرف اسی طریق سے تاوان جنگ کی ادائیگی ممکن التحصیل ہوسکے گی۔ وآینا کا ایک اخبار مطلوبہ تاوان جنگ کا واقعی خرچ سے مقابلہ کرکے مندرجہ ذیل تفصیل تحریر کرتا ہے:۔

باب عالی کے ذمہ افواج اور سامان حرب کی باربرداری کی بابت مختلف ریلوے کمپنیوں کا ستر لاکھ فرینک (فرینک = ۱۱؎) باربرداری

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ (۱) مسلمان باشندگان تھیسلی کے جملہ حقوق مذہبی وملکی کی نگہداشت کریگی اور ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جاویگی۔ دوسری شرط یہ تھی کہ یونان باب عالی کو قومی قرضہ کا جز واوس نسبت سے ادا کرے جو نسبت کہ صوبہ تھیسلی کی آمدنی کو کل مملکت محروسہ کی آمدنی سے ہے انکی تعمیل یونان کی طرف سے یہ ہوئی کہ تھوڑے عرصہ میں پچیس ہزار کی مسلمان آبادی سے فقط چند سو مسلمان تھیسلی میں رہگئے۔ باقی گورنمنٹ اور عیسائی ہمسایوں کے دست تظلم سے تنگ آکر ہجرت کرگئے اور قومی قرضہ کی جزو کی بابت باوجود متواتر مطالبات کے آجتک ایک حبہ سلطنت عثمانیہ کے قرضخواہوں کو ادا نہیں کیا گیا اور ادا کرنا تو درکنار رقم تک کا تعین نہ کیا گیا کہ کسقدر یونان کو ادا کرنی واجب ہے فتح تھیسلی کے بعد یورپین اخبارات مظہر ہیں کہ مسلمان مہاجرین جوق در جوق اپنے وطن مالوفہ کو واپس چلے جا رہے ہیں اور اپنے املاک پر متصرف و قابض ہورہے ہیں:

بذریعہ جہازات دس لاکھ فرنیک بحری اور بری افواج متعینہ کارزار کا خرچ خوراک تخمیناً دو مہینوں کی بابت بانوے لاکھ فرنیک چندہ عساکر رضا کار
کے فنڈ سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ ترکی ہنگری اور روسی گھوڑے اسلحہ اور سامان حرب کی خرید پر خرچ ہوئے متفرق اخراجات کا اندازہ
ساڑھے تین لاکھ پونڈ ترکی کیا گیا ہے یہ دونوں رقمیں پانچ لاکھ دس ہزار پونڈ ترکی ہوئیں۔ مگر چونکہ تقریباً بنصف سامان و گھوڑے
وغیرہ باقی موجود ہیں اسلیئے آدھی رقم یعنے ستر لاکھ فرنیک محسوب کی گئی شہید افسروں اور سپاہیوں کو جو جنگی پنشن اور انعام ملینگے
انکا اندازہ بیس لاکھ فرنیک کیا گیا ہے۔ یونانی بیڑہ نے ترکی ساحل پر گولہ باری کرکے مختلف مقامات کو جو نقصان پہنچایا ہے معہ قیمت
اون ترکی اتواپ کو جو تباہ کیگئیں ۲۰ لاکھ فرنیک جملہ تین کروڑ چالیس لاکھ فرنیک۔ اسپر بیس لاکھ فرنیک مغالطہ حساب کیلیئے ایزاد
کرکے کل رقم تین کروڑ ساٹھ لاکھ فرنیک یعنی ۱۰ لاکھ پونڈ ترکی بتائی گئی ہے۔ انگلستان کا مشہور سوشلسٹ مسٹر ہنڈمین نے جسے
لارڈ میر کے جلسہ امداد قحط زدگان ہند میں انگریزی ہمدردی کی بخوبی قلعی کھولی تھی۔ بطریق استہزا تجویز پیش کی ہے کہ ترکی مطالبہ
کا تیسرا حصہ یعنی ۳ لاکھ پونڈ انگریزی اون سو ممبران پارلیمنٹ سے لیئے جاویں جنہوں نے تاریں بھیجکر یونان کو جنگ پر ابھارا
اور تباہ کرایا۔ مسٹر موصوف کے خیال میں فی ممبر تین تین ہزار پونڈ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

شرائط صلح پر بعض متعصب عیسائی سلطنتوں اور اکثر عیسائی اخبارات میں جو کھلبلی برپا ہوگئی تھی اوسکا شمہ ناظرین کو
سطور مندرجہ بالا کو معائنہ سے معلوم ہوگیا ہوگا مگر عیسائیوں کی پہلی گیدڑ بھبکیوں اور شتابکاریوں کیطرح اسدفعہ بھی سلطانی حزم و استقلال
کے سامنے مسیحی دنیا کے غیظ و غضب کی کوئی پیش نہ گئی اور جیسا کہ آجتک کی تاروں سے معلوم ہوتا ہے گورنمنٹ عثمانیہ باوجودیکہ
چار ہفتے گذرگئے اپنے مطالبات پر پورے وثوق سے مصر ہے اور جب ایک مہینہ میں دول یورپ کے مخالف حصہ کو
کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ تو آئندہ بھی ہونے کی کوئی توقع نہیں ہے۔

جنگ دوموکوس — اعلیحضرت سلطان المعظم نے جبکہ ادہم پاشا کو بذریعہ تار التوائے جنگ کا حکم ارسال کیا تو اوس وقت تک دوموکوس
کی لڑائی عملی طور پر ختم ہو چکی تھی۔ اس لڑائی کو متعلق بھی رپورٹ کی ابتدائی تاریں کسیقدر مہمل اور
مجمل تھیں جسکے لیئے وہ اسیطرح سے معذور بھی سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ میدان جنگ سے یکبارگی بھیجا اور مفصل خبر کا ملنا مشکل ہوا کرتا ہے مگر
بعد میں جب مفصل حالات معلوم ہوئے تو منکشف ہو گیا کہ یہ بھی بعینہ پہلی لڑائیوں کے نمونہ پر ہوئی یعنے یہاں بھی ترک افسروں نے جنگی
اوصاف اور یونانیوں نے طبعی بزدلی کا کامل ثبوت دیا اسمیں کلام نہیں کہ اس جنگ میں یونانی فوج اور اونکی جانب والے
[illegible] نے آخری وقت تک کمال شجاعت اور جانبازی سے مقابلہ کی ایسی داد دی کہ غنیم کے منہ سے بھی بے اختیار [illegible]
[illegible] یونانی سپاہ [illegible] تعلق تھا [illegible]
[illegible] ۱۹ مئی کو یعنے لڑائی سے [illegible] دو دن [illegible]
یونانی فوجیں [illegible] صف آرا تھیں [illegible] جانب [illegible]
ترکی کی تین باقاعدہ [illegible]

ٹیلوں پر جو میدان کیطرف بڑہے چلے جاتے تھے۔ کوہی اور میدانی توپوں کی پانچ باٹریاں اور بارہ سے لیکر پندرہ ہزار فوج
پیدل۔ اس مقابل کی فوجکے دائیں طرف میدانی و کوہی توپوں کی چار باٹریاں آور یہیں ایک باٹری بمقام گنزینوی تھی اور کل قریب
ہزار فوج پیدل اسطرف متعین تھی۔ چھ ہزار پیدل ڈومکوس کو بائیں طرف پہاڑ کو ایک نمایاں شانہ پر بطور کمک کہڑے کئے گئے۔ یونانی افواج
کو ۷۵ سنٹی میٹر دہانہ قطر کی کروپ توپوں سے بھی جن میں سے ایک پرانے قلعہ پر جو شہر سے اوپر ہے نصب تھی اور دوسری ڈومکوس کی
دائیں جانب ایک بلند پہاڑی پر واقع تھی تقویت پہنچ رہی تھی۔ توپیں کرنل کا مشولولوس کے زیر کمان تہیں کل یونانی فوج ۳۵
اور چالیس ہزار کے درمیان تھی پانسو سوار بھی اسی میں شامل ہیں۔ جو ترکی فوج یونانی فوجکے میسرہ اور مقدمۃ الجیش کے مقابل تھی
اسکی تعداد پچاس ہزار سے کم نہ تھی۔ ترکی فوج جو میمنہ کے مقابل تھی وہ تعداد میں غالباً ۲۵ ہزار تھی۔ اوس کی کارزار کی نسبت
چشم دید کچھ نہیں لکھ سکتا۔ بلکہ صرف نتائج سے اوسکا قیاس کرونگا۔

نو بجکر منٹ کے کچھ عرصہ بعد ترکی سپہ فرسالہ کی شاہ راہ کے برابر سے آگے بڑھتے دکھائی دی۔ اوسیوقت ایک فوج سلسلہ کوہ خاص پاری
کی چوٹی پر نمودار ہوئی اور یونانی چھ کیونیر جو سامنے کے ٹیلو پر تعینات تھے آتشباری شروع کی۔ ادہر سے بھی جواب ملنا شروع ہوگیا۔ جنرل مادرو
میکالس میسرہ کا اور جنرل مکریس میمنہ کی کمان پر تھے کوہ خاص پاری والی ترکی باٹریاں جبتک کہ ترکی سپاہ شاندار انداز سے فرسالہ
کی شاہ راہ پر آگے بڑھکر اوس میدان میں پہنچکر صفوف جنگ آراستہ نہ کرلیں برابر گولہ باری کرتی رہیں ڈومکوس کی بلند چوٹی سے دہوپ کی شعاعوں
میں یہ نظارا نہایت ہی دلفریب معلوم ہوتا تھا۔ پانچ دستے سوار فوج دو میل تک سڑک پر دوڑتے گئے اور پہر مشرق کیطرف ہوکر کوہ خاص
دیاسی کے پیچھے ہٹ گئے فوج پیدل پانچ دستے قطاروں میں نہایت ثابت قدمی سے تین میل آگے بڑہی اور پہر مشرق کیطرف موضع بگلاری
کے پیچھے جس سے جلدی ہی دہواں نکلتا نظر آنے لگا اور میمنہ کیطرف یونانی مقدمۃ الجیش کے مشرق کی جانب پہیل گئی۔ دو ترکی باٹریاں
سڑک کے مشرق میں ایک پست ٹیلے کے قریب جس نے کچھ عرصہ کیلئے ترکی میمنہ کے حملہ کو جو یونانی بیڑہ پر کیا گیا بہت عمدہ پناہ کی آفتابی کیلئے
کہڑی کیگئیں۔ یونانی پہاڑی کروپ توپوں نے جنکا اوپر ذکر آچکا ہے اب آتشباری شروع کی اور غنیم کا فاصلہ جلدی معلوم کرلینے پر ترکوں کی نقل
و حرکت میں جو ایسی اطمینان سی پیدا ہو گئی تھی کہ گویا میدان جنگ نہیں یومیہ قواعد کا معمولی پریڈ ہے کسیقدر کھلبلی ڈالدی مگر ترکوں نے
اپنی ترتیب کو ویسی ہی مستقل مزاجی سے پورا کرلیا۔ اوسوقت ایک یونانی باٹری نے بھی جو میدان کیطرف جانیوالی پیچ سڑک کے اوپر ایک
بیقاعدہ سی پہاڑی پر نصب تھی۔ ترکی فوجکی ٹھیک دوری معلوم کرلی۔ اور ترکی باٹریوں پر پہٹنے والے گولے دو پہر برسانے لگی پہاڑیوں
کی ڈہلوان ڈہلوان اور پست بلند پونیر پر جو چھپے ہوا وہ زونی سپاہی (یونان کے ایک پہاڑی قبیلہ کا نام ہے یہ لوگ بیقاعدہ سپاہی ہیں اور بڑے
شجاع ہوتے ہیں) مقیم تھے اونہوں نے بھی اونقاویں سے گولیاں چلانی شروع کیں۔ اور تین بجے تک مقدمۃ الجیش میں لڑائی ایک سرے سے
دوسرے سرے تک عام ہوگئی۔ آدہ گہنٹہ بعد فریقین کی توپوں سے ایسے دہڑادہڑ گولے چلنے لگے کہ متواتر یکدم کئی سلامی کی توپیں چل رہی
معلوم ہوتی تھیں یونانی توپوں کی زد غنیم کی نسبت بہت عمدہ تھی جس سے ترکی فوج پیدل و سواروں میں خوفناک تباہی برپا ہوگئی
قلعہ والی کروپ توپ ایک پہٹنے والا گولہ ترکی فوج پیدل کے ایک دستہ میں جو سڑک کے کی آڑ میں چھپنے کی تیاری کر رہا تھا پہینکا۔ اور دوسرا

ترکی باتری ہیں جو سڑک کے دائیں طرف تھی۔ ان دونوں گولوں نے بہت نقصان پہنچایا کیونکہ دو ترکی توپیں کچھ عرصہ کے
لیے خاموش ہو گئی تھیں۔

چار بجے کے قریب اور ترکی سوار رسالہ کی سڑک پر نمودار ہوئے اور دلکی کی رفتار سے یونانی فوج کی میمنہ کیطرف جھک گئے اسیوقت ترکی
نے حملہ کے لیے پیشقدمی کی۔ سڑک پر الثیلیہ کے دونوں جانبوں سے دو ترکی باتریوں نے میدان کا جائزہ کر یونانی قلب کے مورچوں پر آتشباری شروع
کی اور اسی لمحہ فوج پیدل کی صفیں چلتے ہوئے موضع کے سامنے مذب کیطرف بڑھ کر نہایت خوبصورتی سے اندازاً اور نظام سے پھیل گئیں
اور گول دستی پنکھے کی شکل میں ہو کر دو بیچوں الرا ونیو سپاہیوں اور ڈیڑھ سو اطالین والنٹیروں پر دھاوا کیا جنکو دقتاً اطالین
والنٹیر گیری بالڈی کے زیر کمان تھے جو دوپہر سے پہلی ممالک اجنبیہ کے امدادی لشکر کے معائنہ کرنیکو جو یونانی میسرہ پر مامور تھا چلا گیا تھا
اسکی عدم موجودگی میں سپرانی کو کمان ملی اور اطالین مجاہدین کو اوزونی سپاہیوں کی امداد کیلیے اون مورچوں میں جانیکا جو ایک
یونانی باتری کو سامنے ہے حکم ملا۔ اونہوں نے غنیم پر نہایت سخت آتشباری کی مگر نہ یہ آتشباری اور نہ یونانیوں کی آگے بڑھ آئی ہوئی باتریوں
کی مسلسل صف شکن گولہ باری ترکوں کی اب عدم پیشقدمی کو روک سکی اسوقت یہ واقعی مشکل امر تھا۔ آیا ترکوں کی جوانمردی و استقلال
ثابت قدمی کی تعریف کیجاوے جن کی صفوں کو توپوں کے پھٹنے والے گولوں اور رائفلوں کی مسلسل باڑھیں ہر وقت پریشان کر رہی تھیں یا وزنیو
اور اطالین سپاہیوں کی قادر اندازی اور بے نظیر نشانہ بازی کی۔ ترک ایک پہاڑی کیطرف جسکی سطح پر دیوار کی درختوں سے ڈھپی ہوئی تھی
بڑھے۔ اونکا ارادہ بندوق سنگین حملہ کرنیکا معلوم ہوتا تھا مگر اطالین سپاہیوں کی باڑھوں اور گولوں نے اونکے قدم ڈگمگا دیئے اور وہ
آڑ میں چلنے کے لیے میدان کو ہٹ گئے۔ ۱۵۰ اطالین سپاہیوں میں سے دس قتل اور ۳۰ زخمی ہوئے مجروحین میں انکا کمانڈر سپرانی
بھی تھا۔ اس لڑائی میں سب سے زیادہ بہادری اطالین سپاہیوں کی شراب فروش عورت نے دکھلائی جو سرخ جاکٹ پہنے ہوئے اپنی مجروح
ہموطنوں کی امداد کے لیے لڑائی کے گھمسان میں پھرتی رہی اور لڑائی اور مراجعت دونوں موقعوں پر سب طرح سے محفوظ و مصئون رہکر اپنے
مجروحین کے ہمراہ رہی جب تک کہ اون کو بندر سے نیو کو جرمنی فوجی شفاخانہ میں نہ پہنچا دیا۔

لڑائی کا نازک موقعہ اب قریب آپہنچا تھا اسوقت یونانی سوار رسالہ کا ایک دستہ خمر ارسیکے سے میدان میں نظر آیا اسطرح نمودار ہوا گویا کہ وہ ترکی فوج
میسرہ پر حملہ کرنے لگا ہے مگر فوراً ہی پیچھے ہٹا لیا گیا۔ ساڑھے چار بجے ترکی فوجیں ان انگوری باغوں کی طرف جا بجا بیشتر پھیلی ہوئی دکھائی دیں
دو باتریاں اونکے ساتھ تھیں اور اسکے بعد جلد ہی میدان جنگ دو میل تک فرداً فرداً لڑائی کرنے والے سپاہیوں اور اون کے
ٹکڑوں سے بھر گیا۔ ترکی میمنہ کی اس زبردست حملہ کے ساتھ ہی خاص ویلسی کی دو باتریوں نے جنہوں نے لڑائی کو شروع کیا تھا
یونانی میسرہ پر آگ برسانی شروع کر دی اور اون کی آگ میں تمام چوٹی مشتعل ہو گئی یہ شعلہ قریب کے گولوں سے جنگلی جھاڑیوں میں
آگ لگی اور موضع کیتنگی کی آتش زدگی سے جسے ترکوں نے یونانی میمنہ کو وہیں ہٹا کر اور پچاس یونانیوں کو قتل کر کے فتح کیا تھا پیدا ہوا
تھے۔ جنرل ملکیدیس کمانڈر میمنہ نے بڑی بیقراری کے ساتھ کمک طلب کی تین ہزار ترکی سپاہی اور دو باتریاں کہ جو توپوں کی مدد کی
بھیجی گئیں۔ میمنہ اور یونانی میسرہ پر ترکوں نے بڑی سختی سے عام دھاوا بولا تھا اور اسکے ساتھ ہی ڈوموکوس کے پیچھے یونانی مقدمہ

پر حملہ کر دیا گیا تھا۔ پون گھنٹہ تک رائفلوں اور توپوں سے مسلسل آگ برستی رہی۔ جسکا اثر یہ ہوا کہ یونانی بزدحین کا ایک انتہا ہی سلسلہ عقب لشکر کو خمدار رستہ پر سے پہونچا یا جاتا ہوا نظر آنے لگ گیا۔

لڑائی کی موج اب یونانی میمنہ کیطرف بڑہی اور اوزونی سپاہیوں کے مورچوں اور دسویں رجمنٹ پیدل کی صفوں پر نہایت سخت حملہ کیا گیا۔ یونانی ترکی آتشبازوں کے سامنے بڑے حوصلہ سے کہڑے رہے۔ مگر کرنیل ماردو میکالیس نے جو حسن اتفاق سے اپنی صفوں کے اس حصہ کیطرف گشت کر رہا تھا۔ فوراً کمک طلب کی اور باقیماندہ تین ہزار ملکی سپاہ سنے ڈومو کوس کے مقابل مقدمۃ الجیش کے دائیں حصہ کے پاس پہنچکر جنگ کنندہ صفوں کی امداد کیلئے اپنی صفیں آراستہ کیں۔ اسوقت کرنیل ماردو میکالیس کو کولہے میں گولی لگی اور وہ گاڑی پر سوار ہوکر میدان جنگ سے لامیہ کو (جو ڈومو کوس سے بیس میل بجانب جنوب ہے) بہٹ گیا۔ اوسکو بھتیجے اور اڈیکانگ جارج کو پیشانی میں گولی لگی اور سر سے پار نکل گئی۔ اور یہ بھی لامیہ پہنچایا گیا۔ مگر پہنچتے ہی مرگیا۔

اب تمام یونانی فوج لڑائی میں شامل تھی اور میدان جنگ پر عجیب شاندار نظارہ نظر آرہا تھا۔ لڑائی کا زور بہر یونانی میسرہ کیجانب اور ساڑھے پانچ بجے کے قریب تمام میدان سخت خونخوار جنگ کرنیوالے سپاہیوں سے بہرا ہوا تھا۔ اتنے میں دونوں لشکروں سے آتشبازی کا ہم رنگی اور شام کے قریب پہنچ کر تقریباً بند ہوگئی فقط قلعہ یا پہاڑی کی وزنی کریپ توپیں اور میدانی توپخانوں سے وقتاً فوقتاً گولہ چلتا رہا۔ غروب آفتاب کیوقت یونانی سوار میدان سے ہٹ کر دریا فرکا کو چلے گئے۔ اسوقت تک یونانی میمنہ پہی لیکر مقدمۃ الجیش سے ہوتے ہوئے برابر میسرہ تک اپنی جگہ پر قایم تھے مگر یہی معلوم ہوتا کہ من حیث المجموع آج کی لڑائی کا پانسہ بہی یونانیوں کے برخلاف پڑا ہے۔ تاریکی چہانے سے پہلے میں اس قابل یادگار لڑائی کے قابل یادگار سین پر آخری نظر دوڑائی۔ اور تھوڑی دیر بعد رات اس خونخوار لڑائی کا خاتمہ کیا جا سو مجروحین اور بچوں اور خندقوں سے جمع کئے گئے تھے۔ بیل گاڑیوں کے اور وہاں سے ریل پر فرسالہ کو پہونچائے گئے۔ ڈومو کوس کو عارضی ہسپتال میں نظارہ نہایت ہی رقت انگیز تھا۔ لامیہ کو لے جاتے وقت زخمیوں کا اس صحرا آسمان سیاہ ٹرے والی تہیں۔ رات کو آٹھ بجے یونانیوں کی میمنہ کو شکست یا پہنیکی وجہ دا نکی صفیں درہم برہم ہوگئیں اور انکے لیے ڈومو کوس سے بہاگنے کے سوا اور کوئی چارہ باقی نہ رہ گیا۔ جنرل سمولنسکی کا ڈویژن مقام المیرو میں اپنی قسمت پر چھوڑ دیا گیا۔ اسوقت جنرل مذکور کے ڈویژن کا ماسوا سمندر کی جانب کے پورا پورا محاصرہ ہو چکا ہوگا اور اوسے یا تو ترکوں کے سامنے ہتہیار رکھدینے پڑینگے۔ یا بالی بیڑہ پر سوار ہوکر براہ سمندر جان بچا کر بہاگ گیا۔ میں میدان جنگ سے نو بجے روانہ ہوا واپسی کا حکم دیا جا چکا تھا اور یہ تیسری مراجعت تہی جو ... میں موجود تھا یہ واپسی بہی اگرچہ ہولناک نظاروں سے نہایت ہی رقت انگیز تہی مگر اسمیں کسیطرح بدامنی نہیں ہونے پائی۔ رستہ میں بہیڑ بہاڑ سے دیہاتیوں کی گاڑیوں کے سر پر پہنچے چکڑوں اور توپخانہ و سواروں کے گھوڑوں کی وجہ سے کئی دفعہ ٹہر کر رکنا پڑا۔ لیکن رات چاندنی ہونے کی وجہ سے کوئی عام بے چینی نہ ہونے پائی۔ پو پہٹنے سے پہلے میں بخیریت لامیہ پہونچ گیا اور مکان پر پہنچتے ہی جہاں کوئی بستر نہ تھا میں زمین پر گر پڑا۔ ... گہنٹہ تک سویا رہا۔ اسطرف کی تمام تاریں رکی ہوئی یا کٹی ہوئی ہونیکی وجہ سے مجھے بہر اتہر جانا پڑا۔ یونانیوں کا بیان ہے کہ ہم سوا دو ہزار تک پہونچ گئے اور ... کو باقی تمام توپخانہ واپس لے آئے۔ میں شہزادہ ولیعہد یعنی سپہ سالار افواج یونان ایک بلند چٹان پر چڑہے اور کہڑے ہوکر وہاں سے مکان کی چہت پر کہڑے ہوکے لڑائی کو دیکہتے رہے اور علی الصباح گاڑی پر سوار ہوکر ڈومو کوس سے پیچہے ہٹ گئے۔ بالفعل ...

البتہ جانکی جماعت سب سے بندر مرنیو کو گئے کہ وہاں سے جہاز پہ سوار ہو کر قصبہ کلیس کو چلے جائیں ۔

جنگ اپائرس

یونانیوں نے بزدلی اور غلط بیانی کو قومی بدنامی کا پیمانہ پر کرنے کیلیے کافی نہ سمجھکر اسے لبالب بھر دینے کیلیے جنگ کے اختتام کے موقعہ پر اپنی بدعہدی بے ایمانی اور دغابازی کو بھی اچھی طرح سے واضح کر دیا ناظرین کو یہ تو معلوم ہے کہ جنگ سرحد کے ایک سرے یعنی خلیج سالونیکا سے لیکر مغربی سرے یعنی خلیج آرٹا تک جاری تھی۔ مگر انتظام میں سہولت اور آسانی پیدا کرنے کے لیے ترکوں نے اپنی فوجوں کو دو حصوں میں منقسم کر کے ایک کو زیر کمان ادھم پاشا صوبہ تھیسلی پر مامور کیا اور دوسرے حصہ کو احمد حفظی پاشا کے زیر کمان ترکی صوبہ اپائرس کی حفاظت سپرد کی۔

اسیطرح یونانیوں نے بھی اپنی فوجکو دو بڑے حصوں میں تقسیم کر کے ایک کو زیر کمان ولیعہد ادھم پاشا کے مقابلہ پر لگایا اور دوسرے حصہ کو کرنل مانوس کے ماتحت اپائرس پر پیشقدمی کرنیکا حکم دیا ولیعہد کی فوج اضلاع لارسیا ترنیوالا اور دولوکی محافظ تھی اور کرنل مانوس کی فوج ضلع آرٹا کی جو صوبہ اپائرس سے ملحق ہے۔ آخر الذکر افسر کو بھی جیسا کہ پہلے ہفتوں کے واقعات میں ظاہر ہو چکا ہے ترکی افواج نے ولیعہد یونان سے کچھ کم شکست نہیں دی لیکن فرق اتنا ہے کہ ایک طرف تو مارشل ادھم پاشا سرحد سے ہٹ کر یونانی فوجکو بھگاتی ہوئی دوموکوس تک پہنچ گئی مگر اپائرس میں ترکوں نے سرحد کو عبور کیا خود یونانی دریائے آرٹا سے گذر کر ترکی علاقہ پر حملہ آور ہوتے رہے اور ترک اونکو شکست پر شکست دیکر صرف سرحد سے پیچھے ہٹا دینے پر اکتفا کرتے رہے اور یونانی علاقہ پر حملہ آور نہ ہوئے۔

مئی کے دوسرے ہفتہ میں جب ادھم پاشا کے ڈویژن فرسالا اور ولسٹینو وغیرہ مقامات پر قابض ہو کر دوموکوس کیطرف جہاں ولیعہد بہادر بزعم خود "ناقابل فتح مورچہ بندیاں" تیار کر لی تھیں بڑھے تو گورنمنٹ یونان نے اسیوقت دول یورپ سے بمنت والحاح التوائے جنگ کی درخواست کر دی اوسوقت کرنل مانوس کی فوج بھی سہ بارہ شکست کھا کر آرٹا کو ہٹ آئی ہوئی تھی لیکن جلد ہی کمک وغیرہ پہنچ جانے کے بعد وہ اس گھمنڈ میں آگیا کہ اگر میں ترکی علاقہ پر حملہ آور ہو کر کچھ ملک اپنے قبضہ میں کر لونگا چنانچہ جب اوسنے اس بارہ میں اپنی گورنمنٹ سے اجازت طلب کی تو باحمیت اور باحیا یونانی وزرا نے اس امر کو بالکل نہ سوچا کہ ہم تو کمال الحاح کے ساتھ التوائے جنگ کے لیے منتیں کر رہے ہیں حملہ کی اجازت کس منہ سے دیں۔ اوسکو فوراً اجازت دیدی اور دلمیں یہ خیال کیا کہ اگر ہمارا کمانڈر کسیقدر ملک لینے میں کامیاب ہو گیا تو تھیسلی میں جو کامیابی ترکوں کو ہوئی ہے شاید اوسکی کچھ تلافی ہو جائے اور شرائط صلح سخت نہ ہو سکیں لیکن یونانی بہادر فوج نے اونکی نہ صرف اس توقع کو باطل کر دیا بلکہ بے ایمانی پر رجعت ڈالے بغیر بھی نہ رہی۔ ایک طرف تو کرنل مانوس کی فوجکو تاریخ ۱۳ و ۱۴ مئی بمقام گریبوا سخت زک ملی اور دوسری طرف مارشل ادھم پاشا نے یونانیوں کی اس بدعہدی کی خبر سنکر دوموکوس پر حملہ بولدیا اور اسی بدعہدی کی وجہ سے اس لڑائی میں خلاف معمول یونانی بھگوڑوں کا بڑی سختی سے تعاقب کر کے ہزاروں کا قلع و قمع کر دیا۔ یونانیوں کی اس بے ایمانی کو ترک ہی نہیں بلکہ اکثر مہذب اور منصف مزاج یوروپین بھی سخت حقارت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں جیسا کہ ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار کی تحریر سے جو آگے درج کیگئی ہے واضح ہو رہا ہے گریبوا کی لڑائی کی مختصر کیفیت احمد حفظی پاشا کے تار سے جو ذیل میں درج ہے معلوم ہو جائے گی۔

جنرل احمد مصطفیٰ پاشا گورنر جنرل ملٹری کمانڈر صوبہ جانینہ کیطرف سے ۱۳ مئی کو دن کے ایک بجے جو مراسلہ موصول ہوا ہے اسمیں لکھا ہے کہ لفٹنٹ کرنل علی بے گرکھا بورا سے آج کی لڑائی کی نسبت رپورٹ کرتے ہیں کہ گریبنترہ اور شائق پاشا کی پہاڑی پر دشمنوں نے دیر تک بندوقیں چلائیں اور توپ کے سخت گولے برسائے لیکن خدا اور رسول کی اعانت اور اقبال سلطانی سے ترکی فوج نے بڑا استقلال ظاہر کیا اس لڑائی میں دشمنوں کا بہت نقصان ہوا گریبنترہ کے قریب دو سو یونانی کھیت رہے جانینہ سے ایک اور پلٹن کمک کے لیے بھیجی گئی ہے بہ پاس کیو پرستہ جو توپخانہ اور پیادہ فوج آئی تھی ترکوں نے اونکو مار ہٹایا کچھ اور حصہ میں بھی ایک لڑائی ہوئی کہ ساڑھے سات بجے شام کے لڑائی ختم ہونے پر فریقین اپنے اپنے لشکر گاہ میں چلے گئے اور لڑائی کا نتیجہ ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ غالباً دشمن کل صبح پھر میدان میں آئینگے۔ ان تینوں لڑائیوں میں ترکی سپاہ کے نقصان کا حال ہنوز معلوم نہیں ہوا۔ لوروس سے ۱۵ مئی کو تین بجے دن کے جو مراسلہ آیا اسکا مضمون یہ تھا کہ گذشتہ دو روز کی سخت لڑائیوں کے بعد دشمنوں نے پہاڑی مورچے جن پر وہ قابض تھے چھوڑ دیئے نیز وہ اپنی جگہ پر بھی نہ ٹھہر سکے اور آخر کار پیچھے ہٹ گئے۔

یونانی بیڑہ جہازات نے ۹ مئی کو بندر نکہ پولس پر جو پریویسا سے بجانب شمال واقع ہے گولہ باری کی مگر قلعہ سانٹہ پیلا کے گولہ اندازوں نے فوراً اوسکو پیچھے ہٹا دیا۔

مصری جہاز کی گرفتاری

یونانی بیڑہ نے جو رومانی جہاز موسوم جارج جزیرہ ٹنی ڈوس کی متصل گرفتار کیا تھا وہ ہمرنا کی حاجی داؤد کمپنی کی ملکیت ہے اور مصری کورنمنٹ نے اوسے جزیرہ تھاسوس کو جو یورپین ٹرکی کے جنوبی ساحل کے قریب خدیو کی جاگیر ہے فوج اور گولہ بارود بھیجنے کے لیے کرایہ پر لیا تھا۔ ابھی تک اس معاملہ کا تصفیہ نہیں ہوا کہ کیا یونانی اس جہاز کو غنیمت جنگ سمجھ سکتے ہیں۔ اسکندریہ کی ایک تازہ خبر ہے کہ خدیو اس گرفتاری سے سخت برافروختہ ہیں۔ یونان کو مناسب ہے کہ اس جہاز کو چھوڑ دے ورنہ یونانیوں کی کثیر التعداد آبادی موجودہ مصر کے حق میں شاید اچھا نتیجہ نہ نکلے۔ یونانی بیڑے نے جہاز مذکور کو بحراست بندر ناپلیہ کو بھیجدیا۔ جہاں مصری قیدخانہ میں ڈالدیئے گئے۔ ٹائمز کا نامہ نگار ۱۰ مئی کو قاہرہ سے تار دیتا ہے کہ خدیو نے جزیرہ تھاسوس میں اپنے حقوق کے نفاذ کے لیے جنکا اونکو دعویٰ ہے جہاز مذکور پر ایک سو سپاہی اور سامان جنگ روانہ کیا تھا مصری گورنمنٹ کو اس کل معاملہ کی اسوقت اطلاع ہوئی جبکہ ۷ مئی کو خدیو نے جہاز کی گرفتاری کا کونسل میں ذکر کیا۔ جزیرہ تھاسوس محمد علی پاشا بانی خاندان خدیویہ کی ملکیت تھا۔ اونسے وہاں کی آمدنی جزیرہ کے باشندگان کے مفاد کیلیے وقف کردی خدیو حال جو اس وقف کے امین ہوئے ہیں وہ اوسجگہ کی آمدنی دوسری جگہ کاموں میں خرچ کرنا چاہتے ہیں باشندے اسکو قبول نہیں کرتے اور خدیو کے دعاوی کو خلاف وقف بتاتے ہیں بقول نامہ نگار مذکور اس معاملہ کا نتیجہ خدیو کے حق میں اچھا نہیں ہوگا کیونکہ سلطان المعظم ناراض ہو جاینگے کہ خدیو نے اون کی قلمرو میں فوجی مداخلت کا اقدام کیا ہے علاوہ بریں خدیو کو مالکان جہاز کو بھی معقول زرتاوان دینا پڑیگا۔ اسمعاملہ میں ایک یونانی کا بھی کچھ تعلق ہے جسکے ساتھ خدیو اہم قرارداد کرچکے ہیں۔ نامہ نگار مذکور کی تحریر کیمطابق گو بالفعل اسوقت تذکرہ کرنے کے قابل نہیں ہے لیکن اسبارہ میں مصری اخبارات کی خاموشی اور خدیو المعظم کے مخلصانہ رویہ

سے جو نتیجہ نکالا جا سکتا ہے وہ اس روایت کی صداقت کے منافی ہے۔

جنگ ولسٹینو میں ایک سو یونانی قتل اور دو سو زخمی ہوئے جنگ ڈومکوس میں ایک سو ترکی توپیں آتشباری کی۔ یونانی توپیں پچاس کے قریب تھیں۔ ایتھنز کے اخبارات نے گذشتہ ہفتہ میں مشتہر کیا تھا کہ البانیا میں چار ہزار عیسائیوں نے بغاوت کر دی ہے مگر باب عالی نے اسکی بلا لحاظ تردید کر دی۔

یونانی تارپیڈو کشتی [illegible] نے کنارہ پر سے آسٹریا کی کمپنی کا جہاز [illegible] گرفتار کر لیا ہے جو جزیرہ سکیاتھوس پہنچا دیا گیا۔ اسیر ہونے والوں میں ترکی بحری سپاہی اور جزیرہ کا جدید مقرر شدہ ترکی ڈپٹی کمشنر سوار تھے۔ ٹائمز کا نامہ نگار رقمطراز ہے کہ وولو میں اس طرح سے جب سے ترکی فوج شہر پر قابض ہوئی ہے لوٹ مار ہرگز نہیں ہونے پائی اور خود ترکی بلا استثنا نہایت احتیاط کے ساتھ ہر ایک چیز دام دیکر خریدتے ہیں۔ شہر میں اب ترکی فوج کی صرف دو کمپنیاں (دو سو آدمی) ہیں ہم ابھی کو یونانی فوج کریٹ سے روانہ ہوگی جبکہ بحری محاصرہ ختم ہوگیا۔ اور امیر البحروں نے یونانیوں کے تمام گرفتار کردہ سیمر چھوڑ دیئے۔

ٹائمز کا نامہ نگار ادہم پاشا پر یہ الزام لگاتا ہے کہ اگر وہ فوراً زیادہ مستعدی سے کام لیتے تو مدت کا ایتھنز پہنچ گئے ہوتے پھر خود اسکے مستعد جواب دیکر آخر میں بڑی وجہ یہ قرار دیتا ہے کہ مارشل موصوف نے اس خوف سے کہ مبادا سلطان المعظم میری شاندار فتوحات سے رشک کہا کر مجھ سے برگشتہ خاطر ہو جائیں زیادہ مستعدی نہ دکھلائی مگر وہ نامہ نگار خود ہی غور کریں کہ کیا ایسی بیہودہ تھیوری اور لغو منطق سے وہ اپنے تئیں دنیا کی نظروں میں ذلیل و بے وقعت نہیں کر رہے کیا آجتک کسی بادشاہ نے اپنے جرنیل کی فتح پر رشک کہایا ہے اور کیا سلطان المکرم نے مارشل ادہم کو شکست کہانے کے لیے بھیجا تھا کہ اب انکی فتح سے سلطان المعظم کو رشک کہانیکا احتمال ہو۔ ہاں سلطان کیوں نہ حسد کریں اگر ادہم پاشا ایتھنز پہنچ جاتا تو وہ سلطانی تخت کا بھی امیدوار ہو جاتا۔

حضرت اصل وجہ یہ ہے کہ اعلیحضرت کا مدعا فقط یہ تھا کہ یونان کی صرف گوشمال کر دیجائے۔ اور اوسکو ساتھیوں کو اون کی [illegible] بتا دیجائے وہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ یونان ایک بیوقوف بچہ ہے جو دوسروں کے بہکے میں آگیا ہے اور اوسکو اسقدر سزا کافی ہے جس سے وہ آیندہ کیلیے اپنا نفع نقصان سمجھنے اور سوچنے کے قابل ہو جائے اور ساتھ ہی اسقدر ملک پر قبضہ کیا جاوے جس پر فتح کے علاوہ اور بھی حقوق ہوں اور انصافاً کسی سلطنت کو کوئی کا بھی متعرض ہو جانا ناگوار بھی نہ گذرے جو شخص ترکی کی موجودہ پالیسی کو بنظر غائر دیکھتے رہے ہیں۔ اونپر یہ امر ابتدائے جنگ ہی میں واضح ہو چکا تھا چنانچہ اخبار وکیل کے ساتھ جو نقشہ یونان مع میدان جنگ کا شائع ہوا تھا اسمیں ہم نے صرف اسی لئے علاقہ کا ہی مفصل نقشہ درج کیا تھا اور وہاں کے کل قصبات وغیرہ درج کر دیئے جنکی نسبت ہمارا خیال تھا کہ ترک اس سے آگے ہرگز نہیں بڑھینگے موجودہ حالات ماہر نے اس خیال کو بہت درست ثابت کر دیا ہے وہ اب ظاہر ہے سلطان المعظم کی یہ ایسی زبردست پیشبندی تھی کہ یورپ کے وہ مدبر اور اخبارات بھی جو ترکی کے مخالف ہیں ابتدا میں شور و غل برپا کرنے کے بعد جب ہوش و حواس میں آئے تو انکو مجبوراً تسلیم کرنا پڑا کہ اگر ترک اس علاقہ کو بمشار خود نہ چھوڑ دیں تو دول یورپ کے پاس کوئی ذریعہ انکو وہاں سے نکالنے کا نہیں ہے اور وہ ایسا کرنے سے بالکل بے بس ہیں یہ وہ بات کہ اخبار [illegible]

ڈیلی نیوز لکھ رہے ہیں کہ دول یورپ میں اتحاد مشکل ہے جرمنی اور روس کو یونان سے کوئی الفت نہیں۔ بلکہ روس ایک طرح یونان کا مخالف ہے انگلستان وغیرہ ممالک کی امداد سے یونانیوں کے سر میں یہ خبط سمایا ہوا ہے کہ قسطنطنیہ اور علاقہ ملحقہ کا اصلی وارث اور حقدار ہم ہیں۔ اور یہ امر روس کو سخت ناگوار ہے اسلیے وہ یونان کی طاقت بڑھی ہوئی دیکھنا نہیں چاہتا باقی رہی جرمنی۔ اوسکی گہری چالوں کی تہ تک پہنچنا بہی مشکل ہے تاہم اوسنے اپنے رویہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اوسکو سلطان کی ہر طرح سے خاطر منظور ہے آسٹریا کی پالیسی بہی بالکل جرمنی کے مطابق ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ٹرکی کے پاس اسوقت پانچ لاکھ سپاہی بالکل جنگ کیلیے تیار میدان جنگ اور چھاونیوں میں موجود ہیں اور ساٹھ ہزار لاکھ فوج اور وہ ضرورت پڑنے پر چند دنوں میں جمع کر سکتی ہے بعض انگریزوں کا خیال ہے کہ اگر سرویا اور بلگیریا کو ٹرکی پر حملہ کرنیکی ہمت دلائی جائے تو شاید ٹرکی تھسلی چھوڑ دے مگر واقفکار جانتے ہیں کہ اول تو ان میں سے کسی کی مجال نہیں کہ آسٹریا اور روس کے خلاف منشا ایسی کاروائی کی جرأت کریں لیکن اگر وہ کرنا بہی چاہیں تو کچھ نہیں کر سکتیں سرویا تو ۱۸۸۵ء میں بلگیریا سے ہی شکست کھا چکی تھی اور اوس کی فوجی طاقت پھر درست نہیں ہو سکی۔ اور جب سے پرنس الیگزینڈر تخت بلگیریا سے معزول ہوا بلگیریا میں بہی اندرونی گڑبڑ شروع ہو گئی اور اب ان میں تمام قباحتیں اور عیوب موجود ہیں جو یونانی فوج میں پائے گئے کاغذ پر بلگیریا کی فوج کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ اور پانسو توپیں ظاہر کیگئی ہے لیکن وہ ستر ہزار سے زیادہ میدان جنگ میں نہیں لا سکتی ہر سال ہم ہزار رنگروٹ قابل بھرتی ہوتے ہیں جن میں سے مالی مشکلات کیوجہ سے فقط بیس ہزار لیے جاتے ہیں علاوہ بریں بلگیریا میں نہ بیرونی امداد ہے نہ کمسریٹ نہ فوجی شفاخانوں اور نہ رسل و سامان جنگ رسد کا ابتک کوئی انتظام نہیں ہوا۔ الغرض دول یورپ کا وہ حصہ جو ٹرکی کا مخالف ہے نہ اپنی صلح کر سکتا ہے نہ اتفاق ہوتا ہے اس کشمکش پیچ میں پڑ گیا اور ٹرکی نے تھسلی پر دائمی قبضہ رکھنے کا انتظام بہی شروع کر دیا جرمنی کے کارخانوں اور اجارہ داروں کو ٹھیکے دئیے ہیں تھسلی کی ریلوے لائینوں کو ٹرکی کی سالونیکا مناستر ریلوے لائین سے ملا دینے کا کام سپرد کر دیا گیا اور جبتک دول یورپ آپس میں کوئی بات قرار دے سکیں قسطنطنیہ سے لیکر ڈوموکوس تک ترکی ریلوے جاری ہو گئی ہوگی اور ہر طرح کا سامان دو دن میں دار الخلافہ سے وہاں تک پہنچ سکیگا۔ اس سلسلہ کو مکمل کرنیکے لیے ترکوں کو فقط سالونیکا مناستر ریلوے کے سٹیشن کارافیریا سے براہ الاسونا لاریسا تک اور مناستر سے ... تک لائین بنانی پڑیگی۔ اور اس وقت ترکوں کو اس علاقہ سے بیدخل کرنا تقریبا ناممکن ہو جائیگا۔ ایپرس میں یونانیوں کی بدعہدی کی نسبت پایونیر حسب ذیل تحریر کرتا ہے۔

علاقہ ایپرس کی آخری لڑائی میں بہی یونانی فوجوں کی کامل بد انتظامی اور بے ترتیبی جسکی طفیل اس لڑائی میں یونانیوں پر سخت مصیبتیں نازل ہوئیں نہایت نمایاں طور پر ظاہر ہوئی اور اس سے اون کی سینکڑوں جانیں محض بے سود ضائع ہوئیں اگرچہ یونانی گورنمنٹ دول یورپ کے پاس بیچ بچاؤ کرنے کی منت و درخواست کر چکی تھی اور باب عالی کیطرف سے چند گھنٹوں میں جواب موصول ہونیکی توقع تھی مگر گورنمنٹ مذکور نے کرنیل مانوس کی تجویز کو کہ ایپرس پر حملہ کر کے کچھہ علاقہ لینے کی کوشش کیجائے تاکہ ترکی فتوحات کا کسیقدر جواب ہو سکے منظور کر لیا جو یونانی فوج ... کی نام ... (یونان) سے شکست یاب ہو کر آرٹا کو ہٹ آئی تھی۔ اونکی جمعیت منتشر ہو گئی تھی اور چونکہ ترکوں نے ہزیمت خوردہ غنیم کو بالکل پامال کرنیکے لیے اونکا تعاقب کرنا پسند نہ کیا تھا کرنیل مانوس کو

کو جبکہ سوچا کہ ترکوں کو اون مقامات سے جو اونہوں نے فتح کر لیے ہیں نکالنے کی آخری جان توڑ کوشش کر کے جانبین کا بعد برباد کرنے کے لیے صاف کر دے مگر ایسی کوشش ایسے وقت جبکہ یونان ترکی کے گلو خلاصی کرائے جانے کیلیے یورپ کے پاؤں پڑ رہا ہو ویسی ہی بیوقوفی اور بے ایمانی تھی جسکا خمیازہ بہت بری طرح اوٹھانا پڑا۔ اپارینک یونانی فوج تھیسلی کی یونانی فوجسے بہتر اور ترکی فوج تھیسلی والی فوج سے کمزور تھی لیکن فقدان نظام اور بے ترتیبی نے یونانیونکا تمام کھیل بگاڑ دیا۔ کرنیل بریکاتری بریگیڈ کمانیڈر نے احکام کی تعمیل کرنیکی بجائے من مانتی کارروائی کی جس سے کرنیل مانوس کی کل تہیا ورنج خاک میں ملگئیں یونانی سپاہی بیشک جان توڑ کر لڑے لیکن مہذب جنگوں میں نری بہادری کسی کام کی نہیں۔ اسدفعہ بھی یونانی خوفناک کشت و خون کے ساتھ آرٹا کو بھگا دیے گئے ساٹھ سو مقتول و مجروح اور ایک ہزار گم ہوگئے اور پھر ترکوں کو موقعہ ملگیا کہ اگر چاہیں تو بھگوڑوں کا تعاقب کر کے اونکا نام و نشان معدوم کر دیں۔ مگر بہادر ترکوں نے ایسے نامردوں پر وار کرنا مناسب نہ سمجھا۔

یونانیوں کی اس لڑائی میں جو ۱۷ اپریل کو بمقام توروس ختم ہوئی کل دو ہزار مقتول اور تقریباً ۳ ہزار زخمی ہوئے۔ ترکوں کے ۴۴ شہید اور سات سو زخمی ہوئے۔ ڈومو کوس کے تمام مورچے جونکو یونانیوں نے اسی کی رات کو خالی کر دیا۔ یونانیوں کو یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ ترکی فوج کا میسرہ جو بہت آگے بڑھ گیا تھا پہلو پیسے ہوکر ہمکو عقب سے آ لیگا۔ یہ لڑائی سخت جانگداز ہی نہیں تھی بلکہ کئی وجوہ سے نہایت دلچسپ بھی تھی۔ فرسالہ سے ڈومو کوس تک ۱۶ میل کا فاصلہ ہے ترکوں کو غنیم تک پہنچنے سے پہلے یہ فاصلہ طے کرنا پڑا۔ اونکو آرام لینے یا کھانا کھانے کیلیے کوئی وقت نہ ملا جسقدر دستے پہونچتے جاتے تھے وہ فوراً ڈومو کوس کے میدان میں داخل ہوکر صف آرا ہوتے جاتے تھے مگر یونانیونکو اپنے توپخانوں کی زد ٹھیک قایم کرنیکی کافی مہلت ملگئی ہوئی تھی گولہ باری کے شروع ہوتے ہی ایک چھپنے والا ایک ترکی پلٹن کے وسط میں گرا۔ مگر حافظ حقیقی کے فضل و کرم سے کوئی ترک زخمی یا شہید نہیں ہوا۔ ڈومو کوس کے مقابل کے ایک نامہ نگار نے خبر دی کہ لکھا ہے ترکی حملہ آور پلٹنونکو عمدہ پناہ دی۔ مگر ادسکی دائیں بائیں طرف کی ترکی باتیاں غنیم کی گولوں کی عین زد میں تھیں۔ یونانیونکی گولہ باری بارش کو بھی شرمندہ کرتی تھی۔ دلاوروں نے کمال استقلال و شجاعت سے برداشت کیا۔ اونپر گولہ برس رہا تھا اور اونکی صفوں سے قطار درقطار مسلسل گولہ باری کیوجہ سے ایک خانی کارخانہ کے شور سے مشابہ تھی ایک یونانی گولہ سے ایک ترکی توپ اپنے مقام سے گر پڑی اور توپچیونکو اس توپ کو پھر چڑھا کر باقی توپوں تک پہنچانے عرصہ کیلیے پیچھے ہٹنا پڑا۔ مگر اوس توپ کے گولہ انداز یونانی گولوں کی تابڑ توڑ برسات میں اپنی توپ کو چھوڑ کر نہ گئے۔ یونانیوں نے توپ کو گرا ہوا دیکھکر اوس کو بالکل نیست و نابود کرنیکے لیے کل گولہ باری اسپر مجتمع کر دی تھی۔ ریوٹر کا خاص نامہ نگار جو وہاں کرتا تھا لکھتا ہے کہ ان دونوں جانبازوں کو لنداد دیکھ کر وہ واقعی جہنم معلوم ہوتا تھا اور گولے اونکے سر و پیٹ پر سے گذر رہے تھے اور گرتے تھے مگر اونکے قدم نہیں بہتے تھے۔ نہیں کو جیلنی بنا رہے تھے مگر یہ بہادر اپنی جگہ سے ایک انچ ادھر ادھر ہونیکا نام نہیں لیتے تھے۔ مرتے پڑتے تھے ترکی فوج کو عقب کو ہٹ آیا اور فرش خاک کو بچھونا بنایا۔ کار توسوں کی شکست تمام ہوتو نکو جمع کر کے پینے آگ سلگائی۔ ایسے ہی ایک گولی زخمی سپاہی ہسپتال جانے سے پہلے اپنے کمزور جسم کو گرم کرنیکے لیے میرے پاس جمع ہوگئے ایک افسر کی بائیں آنکھ کے اوپر گولی کا سخت زخم تھا مگر وہ نہایت خندہ دلی سے دن کی معرکہ آرائی کی کیفیت سنا تا رہا۔ ایک سپاہی کے شانے سے گولی وار پار نکل گئی تھی جسکی اس شیر مرد کو

مطلقا کوئی پروا نہ تھی لیکن بعض سپاہیوں کو ایسے شدید زخم پہونچے تھے کہ جسم کے ذراسی حرکت کرنے پر اونکو درد بیچین کر دیتا تھا اور اون کے منہ سے بے اختیار آہ کے ساتھ یہ کلمہ نکل جاتا تھا اے اللہ ہم پر رحم کر ان غریب مصیبت زدگان کے رنج والم کا دردناک نظارہ جو میرے پاس جمع ہوئے تھے مجھے مدت العمر فراموش نہیں ہوگا۔

میں اس موقعہ پر ترکی توپخانہ کی قابل تعریف استقامت اور مضبوطی کی شہادت دیئے بغیر نہیں رہ سکتا اوسکو یونانی مورچون پر دو میل کو فاصلے سے گولہ باری کرنی پڑی اور نشیب سے یونانی باتریون پر جو بلندی پر تھیں حملہ کرنی تھیں اونکو ایک زاید مشکل لاحق تھی یعنی غنیم اونکی نقل و حرکت کو بخوبی معلوم کر سکتا تھا باین ہمہ ترکی توپخانہ کو صرف دو آدمی شہید اور سات مجروح ہوئے مگر ترکی فوج پیدل کو بہت نقصان اوٹھانا پڑا مجھے میدان جنگ کے ایک حصہ پر سے گذرنیکا اتفاق ہوا تو مردے اور زخمی بلا تمیز ایک ہی ڈھیر میں پڑے تھے زخمی سپاہی کے پہلو بہ پہلو جسکی وہیں مرہم پٹی کیجا رہی تھی۔ دوسرے کی لاش پائی جاتی تھی جسکا جسم گولہ نے تکہ بوٹی کر کے اڑا دیا ہوا تھا۔

جس ترکی دستہ نے غنیم کے قلب پر حملہ کیا تھا اوسکی دلاوری بہت ہی قابل تعریف ہے اسلئے کہ میدان جنگ میں آنیکی پہلی دفعہ گولہ باری کی زد میں آنا پڑا لیکن اوسنے غنیم کی نہایت ہی محفوظ مورچونکو جہاں غنیم تعداد میں زیادہ تھا بذریعہ سنگین فتح کر کے خاص امتیاز حاصل کیا۔

پندرہ ہزار ترکوں نے ۱۸ کی صبحکو بھگوڑوں کا تعاقب کیا۔ یونانی سپہ سالار دس ہزار فوج درہ فورکا کی حفاظت کیلیے چھوڑ کر باقی فوج لامیہ کو ہٹا لیگیا تھا۔ اس درہ پر آٹھ بجے رات تک فریقین میں گولہ باری ہوتی رہی۔ اسوقت تک یونانی اپنے مورچوں پر قابض رہے مگر صبح ہوتے ہی ۱۹ مئی کو موضع ترازا کو جو لامیہ اور فورکا کے درمیان ہے ہٹ گئے ترک بھی تعاقب کنان آگے بڑھے چلے گئے اور دن کے [illegible] بجے لڑائی شروع ہو گئی ۲۰۰ ترکی رسالے غنیم کا عقب روکنے کے ارادے سے اوسکے پہلو پر سے گذر گئے یونانی اونپر متواتر گولہ باری کر رہے جس سے اکثر ترکی سوار مارے گئے لیکن سواروں کی اس مردانہ حرکت سے یونانی کیلیے کوئی راہ فرار نہ رہ گیا تھا کہ اتنے میں التوائے جنگ کا حکم پہنچ گیا۔ اسکے لڑائی ختم ہو گئی یونانی ۲۰ مئی کو لامیہ کو ہٹ گئی اور ترک درہ فورکا چھوڑ کر قدیم سرحد سے پیچھے ہو گئے۔ ریوٹر کا خاص نامہ نگار اس واقعہ کو اسطرح سے بیان کرتا ہے کہ ترک فاتحین یونانیوں کو درہ فورکا سے بھگا کر اونکے تعاقب میں فوجکو بڑھا رہا تھا جا رہی تھی۔ پوری سرگرمی سے تعاقب کئے چلے جا رہے تھے کہ یونانی سپہ سالار کا قاصد التوائے جنگ کی درخواست لیکر آ پہونچا سیف اللہ نے پیغام کو فوراً مارشل ادہم پاشا کے پاس جو دوموکوس میں مقیم تھے روانہ کر دیا اور جواب آنے تک دونوں فوجوں نے لڑائی کو ملتوی کر دیا اس تعاقب میں ترکوں نے ساٹھ یونانی گرفتار کئے مارشل موصوف کا جواب موصول ہونے پر باقاعدہ التوا کر دیا گیا اور یونانی فوج لامیہ کو ہٹ گئی اور [illegible] اوسکو مقامات لامیہ [illegible] تقسیم کر کے اپنا [illegible] قائم کیا

ریوٹر کا نامہ نگار جنگ دوموکوس کے بعد مقبوضہ [illegible] یونانی مقبوضات کی نگرانی [illegible] شہر سے براہ [illegible] ارسال کرتا ہے [illegible] کو راستہ جاتا تھا قیام کیا [illegible]

اسکے انبوہ میں شامل تھی نامعلوم دہشت و خوف نے گھبرا کر یا کسی اور ناقابل بیان وجہ سے وہ کچھ چھوڑ کر بندرگاہ سے لامیہ
کی طرف سے بالکل بے خبر ہو گیا ۔ سپہ سالار لامیہ کو بھاگ گئی جہاں وہ کمال بے ترتیبی سے داخل ہوئی سپاہی بے تحاشا
دوڑ رہے تھے ۔ اور کوئی اون کو روکنے والا نہ تھا سپاہ کو ایک اسپے منظر کر قیدیوں کے رشتہ داروں اور دوستوں کا ہجوم
ایا اور اونکے دروازہ توڑ کر تمام قیدیوں کو رہا کر دیا دوسری روایت ہے کہ حاکم شہر نے اون لوگوں کی استدعا پر خود جیلخانہ کو روانہ
کھولدیا یہ خبر بازار کی سیلابی بھیل ہوئی قیدیوں نے جیل سے نکلتے ہی دوکانوں کو لوٹنا شروع کر دیا ۔ ویسے بہادر ہو اور جو لوگ
چکے تھے بقول شور و غل سنکر فوراً اور دوڑیں امن قایم کرنے کی توقع سے چوک کو روانہ ہوئے مگر رعایا اور خود سپاہیوں نے نفرین
کے نعروں سے اونکا مونہہ پھیر دیا ۔ ایک رسالہ سواروں کا شہزادہ صاحب کی اردلی میں تھا ۔ وہ داخلت کو گیا تھا
تھا کہ شہزادہ نے اوس کو روکدیا ۔ اور حکم دیا کہ فقط مفسد سپاہیوں کو جمع کر کے کیمپ لیجاؤ ۔

التوائے جنگ کے بعد کے واقعات اور یورپین کی آرائے

ہفتہ رواں میں شرائط صلح کے متعلق کوئی بھی پختہ خبر نہیں ہوئی پچھلے ہفتہ کی آخری خبر یہ تھی کہ افواہ ہے کہ سلطان اعظم شرائط میں تخفیف کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں ، کیونکہ توفیق پاشا کو اس زبردست فتح کے بعد کہ جو ملک بزور شمشیر مسلمانوں کا خون بہا کر فتح کیا جا چکا ہے وہ بہ عوض
شریعت اسلامی یونانیوں کو دیا جا سکتا ۔ ایسی افواہوں کو بھی وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جا سکتا ہے ۔ اس صورت حال ابھی نا معلوم
اور پیچیدہ ہے کہ کوئی مدبر اس وقت کسی قسم کی رائے کو ظاہر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ معاملہ آخر کار کیا شکل پکڑے گا مگر یہ خاموشی
نہایت ہی بے معلوم ہوتی ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ معاملہ میں بازی اب تک جیت تو عنقریب جاتا رہیگا ہم اسوقت یہ بیان کرتے ہیں
یعنی مملکت کی ۔ ۔ ۔ متعلق وزراے انگلستان کی غلط خیالات ۔ ۔ ۔ کی اور دوراندیشی عاقبت اندیشی ۔ ۔ ۔
تقریروں اور تحریروں سے جن ۔ ۔ ۔ کا قوی اندیشہ تھا اور جن سے بچنے کیلیے ہم بار بار اپنی گزشتہ ۔ ۔ ۔
کرتے رہے ہیں ۔ ایسا ان ۔ ۔ ۔ نتیجوں کی بابت ۔ ۔ ۔ آثار نمودار ہو گئے ہیں اور زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ ان آثار ۔ ۔ ۔
کی بجا وزرا سلطنت انگلستان اور ۔ ۔ ۔ کی آخری دم تک ۔ ۔ ۔ اور زیادہ منہمک ہو گئی ہے ۔ ۔ ۔
شروع ۔ ۔ ۔ آج تک کوئی ۔ ۔ ۔ زیادہ ۔ ۔ ۔ معلوم ہوتی ہے ۔ ۔ ۔
التوائے جنگ اور شرائط صلح کی مفصل کیفیت ۔ ۔ ۔ آخری ہفتہ کی ۔ ۔ ۔ دوسری ہفتہ ۔ ۔ ۔
کے حالات اور واقعات ۔ ۔ ۔ نامہ نگار حسب ذیل ۔ ۔ ۔ یونان اور دول کی ۔ ۔ ۔
کے طے ہونے میں خیال ہے بہت عرصہ لگیگا ۔ ۔ ۔ نتیجہ ۔ ۔ ۔ ہونے کی بہت کم ۔ ۔ ۔ امید ہے ۔ ۔ ۔
ملتوی کر دیا گیا ہے لیکن دونوں فریق ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ خیال سے ۔ ۔ ۔
ہے اور اتفاق یورپ کو جو نازک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ہو گا۔ اور کئی مدبرین کو اندیشہ ہے کہ کہیں طویل بحث مباحثہ کی کھینچ تان اور آخری فیصلہ کی تفصیلی مدارج میں دول یورپ
کا اتفاق غتربود نہ ہو جائے کیونکہ اوس فیصلہ سے دول عظام میں سے ہر ایک کی کوئی نہ کوئی ذاتی غرض وابستہ ہو گی۔ ہفتہ
رواں کی شروعات میں جرمنی نے دھمکی دیدی کہ اگر یونان سے یہ وعدہ نہ لیا جاوے کہ وہ دول کی پیشکردہ شرائط کو بلا عذر
تسلیم کریگا تو میں اتفاق سے بالکل الگ ہو جاؤنگا مگر انگلستان و دوسری طاقتوں نے ایسے امر پر شرط لگانے سے انکار کر کے پیر راضی کیا
دو تین دن کے بعد انگلستان اڑ گیا کہ اگر ٹرکی کو تاوان جنگ کے ادا ہونے تک تھسلی کے کسی حصہ پر قبضہ دلایا گیا تو ہم اتفاق
سے علیحدہ ہو جائیں گے اگر انگلستان ایسا کر گذرے تو محبان یونان کی مراد پوری ہو جائے۔ اخبار ڈیلی کرانیکل تو مدت
سے لارڈ سالسبری کو یہی مشورہ دے رہا ہے۔ یہ ریڈیکل پرچہ لکھتا ہے کہ اگر موجودہ حالت قایم رہی تو یونان جلدی روس
یا جرمنی کے اقتدار میں ہو جائیگا اور ہر دو صورتوں میں انگلستان کا اثر یونان اور مشرقی یوروپ سے بالکل زائل ہو جائیگا۔
اسلئے بہتر ہے کہ انگلستان اتفاق سے علیحدہ ہو کر بالکل آزاد ہو جاوے اور اپنی اغراض کی حفاظت کیلئے حسن انتظامی کارروائی کرے
انہیں وہ آجکل تینوں قیصروں کا محض غلام ہے دیگر لارڈ موصوف بخوبی سمجھتے ہیں کہ یہ غلامی ہی کئی مصیبتوں اور خطروں کو روکتی ہے

اس ہفتہ ٹرکی اور روس میں بھی کچھ مغایرت سی پیدا ہونیکے آثار ظاہر ہو گئے ہیں لیکن یہ مغایرت غالباً عارضی ہو گی
سلطان المعظم نے گوزار کی محبت آمیز اور پرجوش ٹیلیگرام والی درخواست کو پچھلے ہفتہ بڑی خوشی سے منظور کر لیا تھا مگر اونکا
میلان زیادہ تر جرمنی کیطرف ہے۔ اونہوں نے قیصر کو تار بھیجکر اوسکی سابقہ دوستانہ صلاح و مشورہ کا ادا کیا ہے۔ اور آئندہ
کیلئے اس دوستانہ سلوک کی جاری رکھنے کی درخواست کی ہے۔ سلطان المعظم نے قیصر کو چند پرانی جرمن توپیں بھی جو
ترکوں نے مدت ہوئی (سلطان سلیمان و سلیم وغیرہ کے عہد میں) چھینی تھیں بطور تحفہ ارسال کی ہیں۔ علاوہ بریں خود شرائط
صلح میں بعض امور ایسے ہیں جن سے جرمنی اور روس میں بگاڑ ہو سکتا ہے۔ جرمنی چاہتی ہے کہ جب تاوان جنگ معین
ہو جاوے تو روپیہ اوسکی ادائیگی کا ذمہ لے۔ اور یونان کے صیغہ مال پر اپنی نگرانی قایم کرے۔ روس اسکو پسند نہیں کرتا اوسکی علاوہ
میں کسی نے یونان سے قرض نہیں لینا اور اس لئے روس مجلس نگرانی کا ممبر نہیں ہو سکیگا مگر اوسکی یہ دلیل بے فائدہ ہے اگر
روس نے بالاتفاق ایک دوسری طاقتوں کے تاوان جنگ کی ادائیگی کی ذمہ داری کی تو وہ اس سے ممبری کا مستحق ہو جاوے
روس کی ناراضمندی کی اصل وجہ یہ ہے کہ یونان کے قومی قرضہ کے سب کے مالک جرمن ہیں اور اس لحاظ سے مجلس
میں اونکا پلہ بہر حال بھاری رہیگا۔ روس اسکی مقابلہ پر تجویز پیش کرتا ہے کہ یونان کے تاوان جنگ کو میں اپنے تاوان جنگ
میں جو ٹرکی سے ۱۸۷۸ء کی لڑائی کی بابت ابھی باقی ہے محسوب کر لیتا ہوں۔ اگر دول یورپ اسے منظور کر لیں تو مجھ
یونان کی صیغہ مال کی نگرانی کیلئے مجلس مقرر کرنے کی تجویز سے اختلاف نہ ہو گا۔ روسی تجویز سلطان اور یونانیوں دونوں کو
پسند ہے سلطان نقد روپیہ پاس یا مقابل میں جائداد لیکر ترجیح دے سکتے ہیں۔ اور یونانی یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ کسی نہ کسی طرح تاوان
کی ادائیگی سے بچ رہیں گے۔ علاوہ بریں وہ چند ہفتوں سے کوشش کر رہے ہیں کہ بقیہ روپیہ ادا کر دیں [illegible] روس کا

متفق ہو کر ... بننا گوارا نہیں کرتے ۔

روس اور جرمنی میں سنا جاتا ہے اور بھی کئی باتوں میں نا اتفاقی ہے یہ نا اتفاقی ایسی نہیں کہ ایک دوسرے کا اصلی کھلا مخالف
ہو جاوے جرمنی ایسی بیوقوف نہیں مگر اتفاق رائے ہونا بھی غالباً مشکل ہے اور یہ اختلاف اتفاق یورپ کو بالکل نکمہ کر دیگا مشرقی
مسئلہ کو اس تازہ ترین صورت میں جرمنی کا طریق عمل معمہ سے کم نہیں ہے۔ بظاہر تو وہ روس کے ساتھ شریک ہے اور باطن میں اپنی تجاویز
و مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے۔ ان تجاویز و مقاصد کا ہم کو علم نہیں کہ وہ کیا ہیں مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ اس بات کا ذریعہ یا انکا
نتیجہ یہ ہے کہ برلن اور قسطنطنیہ کی امپراطوری خانوادوں (یعنی قیصر جرمن اور سلطان المعظم) میں نہایت ہی مخلصانہ
دوستانہ اتحاد و تعلق پیدا کیا جاوے۔ جب سے موجودہ قیصر تخت نشین ہوئے ہیں وہ سلطان المعظم کے ساتھ دوستانہ مراسم پیدا کرنیکا بہت
شوق ظاہر کرتے رہے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ پرنس بسمارک روس کی نسبت ہمیشہ یہ کہتا رہا ہے کہ اگر وہ فرانس سے بڑھکر نہیں تو
اوسکے برابر جرمنی کا دشمن ہونا ممکن ہے۔ قیصر کا خیال یہ ہے کہ ٹرکی کو پھر مضبوط و توانا کر کے اپنے ملک کو روس سے بچانیکے لیے اوس سے دوسری فصیل
کا کام لے اور وہ اس تحریک کو منصوبہ ... نہیں بہت کچھ کامیاب ہو گیا ہے۔ موجودہ ترکی فوج جسنے بہترین لیاقت دکھائی جرمن جنگی افسروں کے
قواعد کے مطابق تربیت پائی اور اون افسروں کا ... ایسا زبردست عنصر ہے کہ روس بھی اپنی آیندہ کی جا بیجا تجاویز اور حرکات میں
اوسکو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اگر قیصر جرمن ابھی اور مزید کارروائی کر سکتے اور ٹرکی کو اپنی رہنمائی کی معرفت ترکی تجارت مالی حالت
اور صنعت و حرفت کو فروغ دے سکتے ہوں۔ اور وہاں کے مختلف محکموں کو ... ان کو نکمہ انتظام سے نکالکر انہیں برپا کر دیں اور
ملکی عہدہ داروں کو اہتمام کو مروج کر سکیں تو سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ایسی مضبوط ہو جاوے جیسی کہ کسی مضبوط سے مضبوط
یورپین قوم کی سلطنت کی ہے بہر کیف قیصر موصوف اپنی دھن میں لگے ہوئے ہیں اونہوں نے ترکی فوج کی اصلاح کر دی ہے تجارتی
فروغ کے متعلق اپنی تجاویز کی تکمیل میں سرتوڑ لگا ہوا ہے۔ اور آجکل وہ اسیطرح سلطان المعظم کا رازدار خفیہ راہنما حکیم مددگار دوست ہے
جسطرح آرمنی مشکلات کیوقت روس تھا۔ اخبار سٹینڈرڈ کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ جرمنی سلطان المعظم کو نہ صرف
یورپ کی خوشنہانات کا مقابلہ کرنے اور روس کے اقتدار سے رہائی پانیکی تحریک کر رہا ہے۔ بلکہ ایشیا کوچک کی ریلوے لائن اور
قلعہ بندیوں میں مختلف نہایت کار آمد اصلاحات اور اضافوں کی صلاح دے رہا ہے۔ ان اضافوں کا مدعا دور اندیشی سے یہ
سے حفاظت کرنا معلوم ہوتا ہے نامہ نگار نے جو کچھ قیصر جرمن کے نیک ارادوں اور دوستانہ مروتوں کی نسبت لکھا ہے وہ بیجا مبالغہ
مائل تفریط ہے لیکن وہ قیصر موصوف کو ٹرکی کی اصلاحات اور مضبوطی کا بانی مبانی بتلانے میں سخت غلطی پر ہے۔ ان تمام
ترقیوں اور ٹرکی کی حیات تازہ کی روح و رواں عبد الحمید ہی کی ذات والا صفات ہے۔ وہ ہی اس بیڑہ
کا ناخدا ہے قیصر جرمن اور دیگر ہوا خواہان سلطنت بمنزلہ اعضا اور مؤیدین کی ہیں ۔ ایڈیٹر

قیصر ... حال ایسی علانیہ طور پر اصرار کیساتھ انتباہ کر کے ... ٹرکی تک کیا اوٹھے کہ جرمنی دونوں ملکوں
... بڑے استقلال کے ساتھ کر رہا ہے۔ روسی گورنمنٹ جرمنی کی اس آزادانہ روش پر نادانستہ بھی ...

سلطان ... [illegible] ... ۱۸۹۱ء ... [illegible]

[illegible]

نا راضی کو چھپانا بھی نہیں چاہتی۔ اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار اوڈیسہ (جنوبی روس کا بندرگاہ) سے لکھتا ہے کہ یلدز کوشک میں روسی سفیر کے صلاح و مشورہ اور عرض معروضات کو منظور اور گراں قدر بنانے کی غرض ظاہر کر دیا گیا ہے کہ روسی بیڑہ جہازات (۱۵ مئی کو) سباسٹوپول سے روانہ ہو گیا ہے۔ جو دہانہ باسفورس کے قریب مزید احکام کا منتظر رہیگا۔ روس کی سرکاری جماعتوں میں مشہور ہے کہ اگر سلطان المعظم اون شرائط صلح کو جنہیں دول یورپ باہم اتفاق کرکے پیش کریں قبول کرنے سے انکار یا پس و پیش کریں تو دہانہ باسفورس کے قریب بحیرہ اسود کا روسی بیڑہ اور آبنائے دردانیال کے قریب بحیرہ روم کا انگریزی بیڑہ [illegible] کریگا۔

پس ظاہر ہے کہ اگر ترکی اور یونان کی نسبت فیصلہ بھی کر لیا جائے گو وہ یورپ کا کہنا مان لینگے پھر بھی دول کے درمیان اپنے مختلف فیہ مسائل موجود ہیں جنکی وجہ سے کسی بات کا قرار پانا بہت کٹھن امر ہوگا اور شاید ان امور کے تصفیہ کی نسبت [illegible] ضرور رہیں گو ترکوں اور یونانیوں کا ان کا ماننا کچھ آسان بات نہیں ہے۔ یونان کو گو شکست ہوا اور سودا کچھ بگڑ گیا سو تو نہیں بلکہ شاید ابھی تک وہ اسی طرح جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔ [illegible] ادھر دوسری طرف لوگوں کو یقین ہے کہ یونان تو صرف تھیسلی کو کھو بیٹھا ہے اور ترکی کی واقعی لڑائی تو بہت دور ہے۔ اخبار سپیکر کا نامہ نگار اسلام بول ہی لکھتا ہے کہ ترکوں کے دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ دوسری لڑائی جو ہونیوالی ہے پہلی لڑائی جسکا صرف ایک پیش خیمہ ثابت ہوگی عام توقع ہے روس کے ساتھ لڑائی ہوگی مگر ترکوں کا اپنا اختیار ہو تو وہ مصر سے نکالنے کے لیے انگریزوں کے ساتھ جنگ کرینگے ترکوں کے دل میں انگلستان سے عام اور سخت نفرت و عداوت پھیلی ہوئی ہے ایسی کیفیت پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی اور اگر سلطان المعظم کا منصب خلافت جسکا اعزاز پھر تازہ ہو گیا ہے یا ہندوستان میں کوئی مشکل پیدا کر سکیں کامیاب ہو جائے تو ترک اس موقع سے فائدہ اوٹھانے سے دریغ نہیں کرینگے۔ اخبار ڈیلی کرانیکل کا نامہ نگار پیرس سے تحریر کرتا ہے کہ ایسا موقع عنقریب ترکوں کو قیصر جرمن کی طرف سے میسر ہونیوالا ہے اور ان کا منشا مسئلہ مصر کو اوٹھانا ہے مگر فرانس کے منشا کو ٹھیک نہیں بلکہ سلطان المعظم کے اغراض کو مد نظر رکھکر مدعا یہ ہے کہ انگلستان فوجیں ہٹا کر ترکوں کے دخل کے لیے جگہ خالی کر دے۔

فرانس کو دارالامور کا رہیں منبہ کر دن (۱۵ مئی) اگر یہ منشا فرانس سے سوال کیا گیا تھا کہ مشرقی مسئلہ کے تصفیہ میں روس کے اتفاق اور فرانس کی حیثیت ہو [illegible] اتفاق کیا فایدہ بخش کارروائی ہو [illegible] وزیر خارجہ نے [illegible] اتفاق یورپ کو نوا بیدا اور اس کی حسن [illegible] گذاری کی تعریف [illegible] تقریر کر کے بیان کیا کہ اگرچہ اتفاق جنگ کو نہ روک سکا تاہم یہ اسی کی طفیل ہے کہ جنگ عالمگیر نہ ہونے پائی اور ابھی تک [illegible] مغلوب فریق کو [illegible] شکست کے نتائج کو نرم کرنے کی کوشش کر رہا ہے مجھے کامل یقین ہے کہ ترکی کو جب یورپ کی متفقہ خواہش سے اطلاع پہنچی تو وہ اپنے اندازہ مطالبہ کو ترک کر دیگی گو [illegible] ہے [illegible] یہ خیال [illegible] ترکوں کو [illegible] بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑیگا [illegible] بہت وقت صرف ہوگی [illegible] ساتھ [illegible] قائم رکھنے کی [illegible]

تاہم وہ نہایت ہی پیچیدہ اور نازک کام کو پورا کر نہیں سکتی تاہم ہمت صرف کر رہی ہے۔ سٹینڈرڈ کا نامہ نگار پیرس سے رقمطراز ہے کہ ایم ہانوٹو کی تقریر
کے ان آخری الفاظ سے جن سے آئندہ کے لیے سخت خطرات کا اندیشہ ظاہر ہوتا ہے سامعین پر بڑا گہرا اثر پڑا۔ اور اون کو یہ یقین پیدا
ہوگیا کہ گو لڑائی ختم ہوگئی ہے مگر مشرق میں مصائب کی ہنڈیا ابھی کھول رہی ہے۔ نیویارک ہیرالڈ کا خاص نامہ نگار جو ترکی فوج کے ہمراہ
تھا اس امر کے ماننے سے انکار کرتا ہے کہ ترکوں کی یہ گرانڈیل جنگی تیاریاں محض جنگ یونان کیلئے کی تھیں۔ [illegible] اوس وقت کے بعد بھی
جب یہ صاف ظاہر ہوگیا تھا کہ یونانی ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے مقدونیہ اور تھسلی میں برابر فوجیں بھیجی جاتی تھیں حتی کہ فتح کو مستقل ہوئے [illegible]
کے بعد بھی ترکی نے اور ساٹھ ہزار سپاہی اپنی فوج میں بڑھائے اور آج سالونیکا سے لیکر [illegible] کوسن تک تمام مشرکہ سپاہیوں کی
وردی پہنے نیا گاؤں نظر آرہی ہے یعنی ان کی افواج کا ایک مسلسل دریا بہہ رہا ہے جن کی تعداد [illegible] سب میدان میں پہنچ جائے
گی تین لاکھ [illegible] جرار ہوگی اور اس کے علاوہ دو لاکھ سپاہی ریزرو میں بالکل تیار رکھے ہوئے ہیں [illegible] میدان [illegible]
جاتے نامہ نگار موصوف لکھتا ہے کہ یہ عجیب اجتماع اور تیاریاں پچھلی جنگ کے جو ابھی ختم ہوئی ہے بالکل [illegible] ہیں۔ انکا [illegible]
ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے یعنی یہ کہ ترکی یورپ میں [illegible]
کی [illegible] یونان کی [illegible] پرواہ نہ کرتے دیکھا ہے [illegible]
نہیں آئی تھی۔ البتہ اگر سلطان کی ذاتی امن پسندی قیام امن میں ممد ہو جاتا تو تعجب نہیں [illegible] مسلمانوں کی [illegible]
پر جوشی اور اون کی اون کوششوں کی خبریں آ رہی ہیں جو وہ خلیفہ کو دول کے مطالبات [illegible]
بیان انگلستان کے بعض [illegible] غور و فکر سے دیکھتے رہتے ہیں [illegible] سلطنت عثمانیہ [illegible]
مترقبہ حیات تازہ کی وجہ سے کل اسلامی دنیا میں ایک عام اور خطرناک جوش پیدا ہونیکا اندیشہ ظاہر کر رہے ہیں اور [illegible] فرانس کو [illegible]
ہیں انکو اسی عام جوش کا پیش خیمہ بتاتے ہیں قسطنطنیہ سے سٹینڈرڈ کا نامہ نگار تحریر کرتا ہے کہ خواہ سلطان کی یہ محض [illegible]
ہو کہ ہم رعایا کی پرجوشی کی وجہ سے دول یورپ کی خواہشوں کو پورا نہیں کر سکتے اور خواہ وہ واقعی اپنی رعیت کے خلاف منشا
کچھ نہ کر سکتے ہوں جیسی صلح کہ یورپ چاہتا ہے وہ سخت مشکل اور نہایت خطرناک پیچیدگیوں کے حادث ہونیکا اندیشہ کیے بغیر حاصل
نہیں ہو سکتی۔ [illegible] نامہ نگار متعینہ اسلام بول کا بیان ہے سلطان المعظم کو شبہ ہے کہ بعض مدبرین اسلامی جماعت کو یہ کہہ کر [illegible]
ہیں کہ سلطان مسلمانوں کے اغراض کی ٹھیک حفاظت نہیں کرتا اسی لیے سلطان دول یورپ کو معتدل اور [illegible] قبول
کر کے اپنے تئیں معرض خطر میں ڈالنا نہیں چاہتے [illegible] سلطنت عثمانیہ کے دلی جذبات کی کیفیت معلوم ہوگی
اعلیحضرت امیر المومنین اتوار گذشتہ (۲۳ مئی) کو اپنے مجروح سپاہیوں کی تشفی کیلئے یلدز کے ہسپتال میں تشریف لیگئے [illegible]
[illegible] تمام سپاہی [illegible]
کر دیا [illegible] خلیفۃ المسلمین [illegible] ارشاد فرمایا تیری سب سے بڑی تمنا کیا ہے مجروح سپاہی [illegible] خلیفۃ المسلمین [illegible]
امداد و فتح و نصرت [illegible] اعلیحضرت نے ارشاد کیا [illegible]

"یہ ہاتھ اسلام کی شان قائم رکھنے میں ٹکڑے ٹکڑے ہوئے ہیں۔ اے میرے
بادشاہ میری التجا ہے کہ جو ملک اسطرح سے حاصل کیا گیا ہے وہ تیرے پاشا واپس نہ دینے پائیں" اوسکی
خالص حب قومی اور جوش اسلامی کو دیکھکر امیر المومنین کا روئے مبارک زرد ہو گیا۔ اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے ——

وزیر اعظم نے جو رپورٹ خدمت سلطانی میں پیش کی ہے۔ اس سے بھی یورپ کی خواہشات پوری ہوتی نظر نہیں آتیں۔ خلیل رفعت پاشا صدر اعظم گذارش کرتے ہیں کہ کل دول یورپ اسلام کی دشمن ہیں جو ٹرکی کو نیست نابود کرنیکے لیے سازشیں کر رہی ہیں۔ حضور مسئلہ آرمینیا اور دیگر معاملات میں یورپ کے مطالبات کو کامیابی کے ساتھ مسترد فرما چکے ہیں۔ اسیطرح تھسلی کے بارہ میں اون کی خواہشوں کی پروا نکرکے اوسپر مستقل تصرف کیا جاوے۔ آخر میں وزیر موصوف بصورت نامنظوری درخواست استعفا منظور فرمائے جانے کی استدعا کرتے ہیں۔ ——

انگریزی اخبار کا نامہ نگار ان واقعات پر اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ سب بناوٹ ہو۔ مگر اتنا وثوقاً اطمینان بخش نہیں ہے [illegible] پچھلے ہفتہ امتیازات (مراعات) کی منسوخی پر بڑا زور شور رہا تھا۔ اس ہفتہ اونکا کوئی نام نہیں لیتا اور کل گفتگو تھسلی کی بابت ہی ہو رہی ہے۔ وائنا کے بعض اخبارات سرحد تھسلی کی مجوزہ درستی کے متعلق بحث کرتے ہوئے ٹرکی کو معتدل اپنا قبضہ رکھنے کی سفارش کرتے ہیں۔ پیرس کے اخبار یونان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ اگرچہ ساتھ ہی انگلستان کو ملامت کرتے ہیں کہ وہ ترکوں کو عارضی قبضہ تھسلی کا بھی کیوں ایسا سمجھا جاتا ہے۔ سٹینڈرڈ پچھلے دن سے دہائی مچا رہا ہے کہ ترکوں کو ایک انچ زمین نہیں دیجانی چاہئے۔ کرونیکل (۲۳ مئی) سوال پوچھتا ہے کہ اگر ترک تھسلی کو نہ چھوڑیں۔ تو اون کو کون وہاں سے نکالیگا۔ پھر خود ہی جواب دیتا ہے کہ اگر تمام طاقتیں متفق ہو گئیں تو چھوڑ دینگے۔ اگر انمیں اختلاف ہوا تو وہ نہیں چھوڑینگے ——

دول یورپ تو ابھی ابتدائی بحث و مباحثہ میں گرفتار ہیں۔ اور ادھر ترک دوامی قبضہ کی تجاویز کو عمل میں لا رہے ہیں۔ فوجی قبضہ پہلے ہی تھا۔ اب ملکی انتظام بھی کر لیا گیا ہے۔ اور عیسائی رعایا کو واپس آنیکی دعوت دیکر اطلاع دیگئی ہے کہ اگر وہ جلدی آکر اپنی فصلیں درست نہ کرینگے تو ترک اون کو کاٹ لینگے۔ یونانی وزیر اعظم فصل کی مالیت کا اندازہ اڑھائی کروڑ فرینک (یعنی تاوان جنگ کا سوا چہارم) لگاتا ہے۔ ترکی تو صدہا نیکی و بدی دے رہی ہے۔ سچ یونان اوس سے بھی زیادہ ہٹی نکلتے معلوم ہوتے ہیں۔ ٹائمز کو اس امر کا یقین ہے شاید خود ہی یونانیوں کو اشارہ کر دیا ہوگا۔ ورنہ اون بیچارے ضعیفوں میں سکت کہاں کہ چون و چرا کریں۔ ایتھنز میں سٹینڈرڈ کا جنگی نامہ نگار یونانیوں کی طفلانہ ایسی خام طبعی اور خبط کی شکایت کرتا ہے کہ اس سے بڑھکر کیا سودا ہوگا۔ کہ وہ جنگ کو سرسری تصور کرتے ہیں۔ ابھی بھی نہیں سمجھے کہ اتفاق یورپ، بغاوت مقدونیہ، باقاعدہ فوج، مجاہدین، رضاکار و معاونین، الغرض جتنی چیزوں پر اون کو سہارا تھا وہ سب شکستہ ثابت ہوئی۔ جو الٹے اونکے ہاتھ میں چبھ گئیں۔ مگر اون کو ابتک اپنی فوج ظفر موج اور ناقابل فتح سمجھ رہے ہیں [illegible] اور کہتے ہیں کہ ہم کیوں ملک یا کوئی تاوان جنگ دیں۔ یا کیسا ہی کچھ تکلیف یا خسارہ برداشت کریں۔ مگر پھر بھی بعض واقعات کی سنگینی منطق سے اور [illegible] آنکھیں کچھ کچھ کھل رہی ہیں [illegible] اصحاب کا باعث تبدیلی [illegible]

سخت لعن طعن کرتے ہیں —

ایم ڈیلانی سابق وزیر اعظم اپنے اخبار پر دیا میں انجمن مذکور پر الزام لگاتا ہے کہ اوسنے گورنمنٹ کو لڑائی پر مجبور کیا فوج کو نظام کو برباد کیا جنگ کے دوران میں رعایا کو سخت سنگدلی سے تاخت و تاراج کیا اور اوسنے بے قاعدہ سپاہیوں کو مقدونیہ میں بھیجکر ترکوں کو اعلان جنگ پر مجبور کیا۔ اور جب لڑائی شروع ہوئی تو اوسکے کارندوں نے کمسریٹ کو جیش کے میدان جنگ کو پیٹھ دکھائی اور راستہ میں وہ لوٹ مار کی جسکی دشمنوں سے بھی توقع نہیں ہو سکتی تھی تھیسلی کی رعیت کو ان لوگوں نے برباد کیا۔ اور ڈوموکوس کی ہزیمت کے بعد قیدیوں سے ملکر لامیہ کو اونہوں نے بھی تاراج کیا گورنمنٹ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ انجمن کے دفتر کو ضبط کر لے مگر اس میں اسقدر بڑے بڑے مدبر بھی شامل ہیں کہ گورنمنٹ ایسا کرنیکی جرأت نہیں کر سکتی۔ اس خفیہ مفسد انجمن میں بدمعاش سے بدمعاش اور معزز سے معزز شامل ہیں۔ اسی نامہ نگار کی رائے ہے کہ یونانی تربیت یافتہ سپاہی نہیں اور ہمارے معیار کے مطابق اون کو کچھ سپاہی نہیں کہا جا سکتا سب نامہ نگار متفق القول ہیں کہ سر سے پاؤں تک بدانتظامی یونانی فوج میں گھر کر چکی ہے اور افسروں کی ناقابلیت کے سامنے سپاہیوں کی ذاتی بہادری کچھ نہیں کر سکتی انتظام کا نام نہیں کمسریٹ بالکل مفقود اور کل مشینری پرزے پرزے ہے میدان جنگ میں افسر صرف تیس ہزار فوج لیے تھے حالانکہ اسی ہزار یونانی فوج میدان میں موجود تھی ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار جو ترکی فوج کے ساتھ تھا اپنے ہمعصروں کی زبانی جو یونانیوں کے ساتھ تھے تحریر کرتا ہے کہ جب ترک پندرہ سو گز کے فاصلہ پر آجاتے تھے تو یونانی اپنے مورچوں سے لڑکھڑانے لگتے تھے۔ اور جب ترک بارہ سو گز کے فاصلہ پر پہنچ جاتے تو یونانی اپنی معمولی فوجی حکمت عملی پر کاربند ہو جاتے (یعنی راہ فرار اختیار کرتے) السٹریٹڈ لنڈن نیوز کا نامہ نگار یونانیوں کی بہادری کی تعریف کرتا ہے مگر اسکی کوئی وجہ نہیں بتاتا کہ وہ ترکوں کو دیکھکر اپنے مضبوط مورچوں کو چھوڑ کر کیوں پیٹھ دکھا جاتے تھے۔ ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ گو جنگ ملتوی ہے اور یونانی تھرموپائیلی کے نہایت دشوار گذار مورچوں میں محفوظ ہیں۔ مگر پھر بھی بلا وجہ ہر روز کوئی نہ کوئی رجمنٹ یونہی چونک اٹھتی ہے اور افسر سپاہی بے تحاشا بھاگ اٹھتے ہیں۔ یونان کی بدقسمتی سے آئے جو معاون ملے وہ اپنے سپاہیوں سے بھی بدتر نکلے۔ اطالین مجاہدین نے تو اسکی مدد کی جو یونانیوں کو تمام عمر فراموش نہ ہوگی۔ ترک جس شہر یا قصبہ میں داخل ہوتے تو فوراً شراب کی بوتلوں اور پیپوں کو توڑ ڈالتے تاکہ کوئی مسلمان شیطان کے اغوا سے اونکو منہ نہ لگا بیٹھے انکے برخلاف اطالین مجاہدین (جنکا ذکر جنگ ڈوموکوس میں آ چکا ہے) جب کسی شہر میں جاتے تو اونکا پہلا کام شراب خوری ہوتا۔ شرابیں لنڈھانے۔ دنگہ فساد کرنے عورتوں کی عصمت بگاڑنے تاخت و تاراج کرنے میں اونہوں نے کوئی کسر باقی اٹھا نہ رکھی۔ اور لڑائی کے وقت یا تو سر پر رکھکر رفو چکر ہو جاتے یا جب کوئی مفر نہ رہتا تو قابو آ جاتے جیسا ڈوموکوس میں ہوا تو پھر کچھ نقصان کر دیتے الغرض جنگ پر گورنمنٹ یونان نے [illegible] اجازت دی پر پٹھا کر اٹلی کو واپس بھیجدیا [illegible] فوجکی گولیوں سے تقریباً اسقدر [illegible] ہتھیار رکھنے [illegible] نام نہ لیا جس وقت یہ لوگ لڑائی سے فارغ ہوتے تو یونانیوں کی [illegible] مشہور گیری [illegible] ارادہ کنندہ

کا ٹھیکا اپنے ذمہ لیا ہے انکا اثر اخباروں پر پڑا ہے پارلیمنٹ کا ممبر ہی لیا الیسی قبیل ان لوگوں کی شرارت سے جنگ کی بنیاد پڑی اور اب بھی انگلستان کی قوم شرارت پر آمادہ ہے

دو قومیں بلا کر اور دو جو درخواست کی کہ اب جبکہ یونان سمیت اٹلی کو تو شریک کیا گیا ہے اور اب یونان اور بالکنز پر اعلیٰ افسر کو حکم بھیجا

نہیں کر سکتا سبب ہے وہ یہ ہے کہ اصرار کیا تو ضرور جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی شروع کیا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ یونان کو بحری جنگ کو روک سکتے ہیں کہ

پولیٹیکل خیالات پھر کو کریٹ سے آزاد کرانے اور عیسائیوں کی آزادی کو اعلانیہ جنگ کی جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے یونان سے اوس کی خلاصی کرائی جائے

ڈیلی ٹیلیگراف اخبار کے نامہ نگار کو حوالہ سے ترکی کی جنگی تیاریوں اور امداد کی نسبت جو تفصیل تحریر کرتے ہیں

نے جنگی تیاریاں دولت عثمانیہ بہادر کی جو ہو رہی ہیں اور جو موجودہ جنگ یونان کی ضروریات سے بہت زیادہ ہیں وہ بارہ میں

کوئی شک نہیں پیدا ہوتا ہے کہ اوسکا ارادہ اس قوت عظیمہ کو اس جنگ کے علاوہ استعمال کرنے کا ہے اور اعلیٰ حضرت سلطان المعظم

کی نسبت آجکل بیان کیا جاتا ہے کہ حضور ممدوح نے مصر کو انگریزی قبضہ سے چھڑا کر عملی طور پر اپنے زیر اقتدار کرنے اور اون

بلاد اسلامیہ عثمانیہ کو جو اون کے قبضہ سے نکل گئے ہیں پھر سلطنت کے ساتھ ملا لینے اور صرف زبانی ہی نہیں بلکہ بحال خلیفہ

اسلامیہ جنگ کا مصمم عزم کر لیا ہے سلطان المعظم کے اس منشاء پر جب ہم جنگی پہلو سے نگاہ کرتے ہیں تو دنیا کے مستند ماہران فن

کی رائے یہ پاتے ہیں کہ وہ اپنا ارادہ پورا کرنے کے لیے پوری جنگی طاقت رکھتے ہیں اور اون کی کامیابی میں شک نہیں دوسرا پہلو یہ

ہے کہ کیا یورپ اونکو ایسا کرنے دیگا سو یقینی امر ہے کہ یورپ اون کو اپنے ارادہ کی تکمیل کی اجازت دیگا کیونکہ وزراء کو

انگلستان کی ہے اون کی بدولت ہی انگلستان کی پالیسی اس قدر ناکام ہو چکی ہے کہ کچھ ہی دن میں ایک جنگ پیدا ہو جاتی ہے یہاں سے سامنے آجائے قبضہ و تصرف کر لینے کا حق

حاصل ہے اور یورپ کو اون سے آئندہ خاطر کر دیا ہے دنیا میں کوئی واقف کار معاملات جنگ ایسا نہیں ہے جس کو انگلستان کے

ترو تازہ دولت عثمانیہ سے جنگ کی ضرورت ہی پیش آنے کی صورت میں شکست اور ذلیل ہونے میں شک ہو یہ امر بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ انگلستان کی فوج بری حالت میں ہے

غیر قوم کے امداد ان فوجوں کا کیا حال ہو گا جو اس کی گھوڑ دوڑ یعنی جنگی پیچیدہ ہو کر طلائی پونڈوں کی مدد کے بغیر منہدم ہو جائیں گی

عثمانیہ افسروں اور سپاہیوں کی جو اپنی خوبیت حمیت پر دل سے جان سے نثار ہیں ہرگز نہیں چل سکتا باقی رہا انگلستان کی مسلمانی رعایا

صورت میں اونکے لیے سخت خطرات حادثہ ہو جاویں گے اور کل دنیا کے اجتماع سے بڑھکر خطرناک امر ہے وہ دینی جنگ کا شروع ہونا ہے پس

اگر یہ شروع ہو گئی اور جنگ کا شرارہ پانچ یا چھ کروڑ مسلمانان ہند تک پہنچ جائے جس کا پہنچنا یقینی ہے تو فرانسیسی اخبار

نویس نے یہاں تک کی اندازہ ظاہر کر دیا ہے بفرض محال اگر ایسا ہو بھی جائے اور مسلمانان ہندانا وفاداری کی انتہائی حد تک پہنچکر

شہنشاہ وقت کا مقابلہ کرنے پر آمادہ نہ بھی ہو جائیں تو کیا اون کا اجتماع پانچ چھ کروڑ بہادروں کو کہ بہت زیادہ وقت تک روک سکتا ہے

اور جب یہ ناممکل ہے تو اوس وقت انگلستان کیا کریگا پس صرف مصر سے اوسکا قبضہ اوٹھ جائیگا بلکہ قریباً تمام مقبوضات بعیدہ بھی

اور اوسکا رعب و داب کل دنیا سے زائل ہو جائیگا غرض مختصر دولت عثمانیہ کی اہم جنگی استعداد کی جن کو اونسے باوجود یونان کے

ساتھ لڑائی ختم ہو جانیکے جاری رکھا ہوا ہے معقول تفسیر یہی ہو سکتی ہے جو یہاں کی گئی ہے۔ والسلام

اخبار سٹینڈرڈ کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ تمام اسلامی دنیا بہر سے شاید ہندوستان کے مسلمان مستثنیٰ ہوں اور انگو

خبروں سے چاک اٹھی ہے اور اگر ٹرکی کے ساتھ کوئی ناانصافی کیگئی تو اوسکا نتیجہ صلح کے بعد عرصہ دراز تک اپنا اثر دکھاتے رہینگے فرانس کو اپنی مسلمان رعایا کی پرجوشی معلوم ہوگئی ہے اور اسی لیے وہ غالباً ٹرکی کے مطالبات کی کوئی زیادہ مخالفت نہیں کرے گا۔ اسی اخبار کا دوسرا نامہ نگار جون کے شروع میں قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ فرانس کو اوسکی مخالفت کیوجہ سے دربار روم میں علانیہ برا بھلا کہا جاتا ہے۔ ٹیونس الجزائر اور مراکو سے عرب شیوخ اتحاد و اتفاق قومی اور اخوت مذہبی سے متاثر ہو کر جوق در جوق اسلامی دار الخلافہ کو چلے آرہے ہیں۔ یہ مذہبی سازشیں کچھ عرصہ کیلیے ملتوی ہوگئی تھیں۔ مگر ٹرکی کی فوجی طاقت ظاہر ہوچکنے سے وہ پہلے سے زیادہ مستعدی سے شروع ہوگئی ہیں یہ جوش متذکرہ بالا ممالک پر ہی محدود نہیں۔ بلکہ دوسرے مسلمان ملکوں میں بھی موجود ہوگیا ہے اور انمیں بھی ایسی یورپین طاقتوں کی توجہ کو جو مسلمان رعایا رکھتی ہیں۔ ٹرکی سے ہٹانے کے لیئے ان مذہبی سازشوں کی گرم بازاری ہے۔

پرنس بسمارک نے اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ تھیسلی یونان کو ہرگز نہ واپس دلائی جائے۔ اگر ایسا ہوا تو بلگیریا سرویا وغیرہ بھی موقعہ ملنے پر ٹرکی کے مقابلہ پر کھڑی ہوجاوینگی۔ کیونکہ اون کو اطمینان ہوگا کہ شکست کھاجانے پر بھی ہمارا نقصان تو کچھ ہونا نہیں۔ بعض انگریزی اخبار قیصر جرمن کی دوستی کی موجبات میں سے چند یہ بتاتے ہیں کہ جرمنی کل عثمانیہ ریلوں کو اپنے اقتدار میں کرنا چاہتی ہے جس سے نہر سویز بالکل بیکار ہوجاوے گی اور مشرقی یورپ اور کل ایشیا کی تجارت جرمنی کے ہاتھ میں چلی جائیگی جرمنی سالونیکا سے ہندوستان تک جہازوں کی آمد و رفت کا سلسلہ قایم کرنیکی خواہشمند ہے وہ یونان کو اس لیئے ذلیل کر رہی ہے کہ موجودہ خاندان معزول ہوجاوے اور وہ جرمنی کی کسی ریاست کے شہزادے کو یونانی تخت پر بٹھلائے جس سے جرمنی کا اقتدار جنوب مشرقی یورپ میں اور بھی مستحکم ہوجاوے گو یہ سب فرضی باتیں ہیں اسمیں کوئی شک نہیں کہ انسان بالطبع خود غرض ہوتا ہے اور بمقتضائے فطرت جرمنی ٹرکی کی دوستی سے بہت کچھ فوائد حاصل ہونیکی توقع رکھتی ہے لیکن قیصر کی سچی محبت اور خالص رفاقت کو محض خود غرضی پر مبنی بتانا انسانی شرافت کا خون کرنا ہے۔

جنگ روم و یونان سے ظاہری اقتدار اور عظمت میں ترقی ہوجانے کے علاوہ ایک اور عجیب و غریب فایدہ بھی ٹرکی کو پہونچا ہے یورپ کی بعض ناعاقبت اندیش طاقتیں (نیک نیتی یا بدنیتی سے) اور بعض نمک حرام ٹرکی رعایا عرصہ سے یہ تقاضا کر رہی ہیں کہ ٹرکی میں پارلیمنٹری اصول کو حکومت میں داخل کیا جاوے۔ مگر اب اون لوگوں کو معلوم ہوگیا ہے کہ ہر ملکے و ہر رسمے جو انگلستان میں مفید ہو وہ بالضرور بغداد میں مفید نہیں ہوسکتا۔ اس اصول کی اون کو یونان کی طرز حکومت سے پوری تصدیق ہوگئی ہے۔ اُسے پارلیمنٹری حقوق ملے ہوئے ۶۵ برس کے قریب ہوگئے ہیں۔ مگر وہ ایسے غیر مفید بلکہ مضر ثابت ہوئے ہیں کہ ہمارے شیدایان آزادی اب اپنے منہہ سے کہہ رہے ہیں کہ یونان کی طرز حکومت مطلق العنان کر دینی ضروری ہے ورنہ ملک کی کبھی اصلاح نہیں ہوسکے گی۔

فرانس کا اخبار موسوم بہ ٹمپس (لفظی معنی نقل الصحیح) مورخہ ۱۱ مئی ایک مضمون بعنوان "بیداری اسلام" تحریر کرکے یہ سوال کر

تنبیہ کرتا ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کو اور زیادہ مہلت دینگے اور اونکو فی الفور برباد نہ کرینگے۔ تو عنقریب کل دنیا کے مسلمان متفق ہوکر عیسائیوں کو نیست و نابود کر دینگے۔ اخبار مذکور کی رائے میں عساکر عثمانیہ کی تازہ فتحیابی نے مسلمانوں کو بیدار کرنے میں بہت مدد دی ہے لیکن اس سے پہلے ہی مسلمان غافل نہیں تھے اونکی تعداد اور پولیٹیکل طاقت میں ہر وقت کچھ نہ کچھ ایزادی ہوتی رہتی ہے چنانچہ پچھلے پچاس برسوں میں افریقہ کے وسط میں تین عظیم الشان اسلامی سلطنتیں قایم ہوگئی ہیں مہدی کی سلطنت سوڈان نیلی (مشرقی سوڈان) میں سنوسی کی حکومت طرابلس الغرب کے نواح میں۔ اور رباح (غلام زبیر پاشا سابق مصری گورنر سوڈان) کی مملکت جھیل چاڈ کے اردگرد۔ ان تینوں سلطنتوں کے ذریعہ افریقہ میں اسلام بسرعت تمام پھیلتا چلا جارہا ہے۔ رباح کا دارالخلافہ کوکا ہے اور اسکا مذہبی اقتدار تمام علاقجات خط استوار کی دیسی قوموں پر ہے اور اوسکے نائب کل ممالک ملحقہ میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں پہلی دونوں مملکتوں کا اقتدار ریاست وادی لائی (جسکا بادشاہ معہ رعایا تین چار برس ہوئے مسلمان ہوگیا تھا یہ سوڈان کے جنوب میں واقعہ ہے) سے لیکر دارفور تک بالاستقلال قایم ہو چکا ہے۔ اور شیخ سنوسی کے جانشین جغبوب رئیس سنوسیین کا اثر ممالک الجزایر وغیرہ میں بدرجہ کمال سرایت کر گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ سنوسی مسلمانوں کو عیسائیوں کے برخلاف علانیہ فساد کرنیکی تلقین نہیں کرتے مگر وہ مسلمانوں کا عیسائیوں کے ماتحت رہنا بھی پسند نہیں کرتے اور الجزایر وغیرہ کے مسلمانوں کو جو فرانس کے ماتحت ہیں۔ دارالحرب (یعنی ممالک کفار) سے نکلکر دارالسلام (ممالک مسلمین) میں چلے جانے کی دعوت کرتے رہتے ہیں۔

عساکر عثمانیہ کی فتح سے دارالخلافہ عثمانیہ سے لیکر فیض (پایہ تخت مراکو) تک اور بغداد سے لیکر زنجبار تک اور کلکتہ سے لیکر ٹمبکٹو (مغربی افریقہ میں جھیل چاڈ کے قریب بہت بڑا شہر ہے) تک تمام مسلمانوں میں جوش پیدا ہوگیا ہے اور مسلمانوں کو خلافت عثمانیہ کی امداد و اعانت کا اسقدر خیال ہوگیا ہے کہ اس برس شریف مکہ تک نے جو ہر سال باب عالی سے پیش بہا ہدایا اور انعام و اکرام پانیکا عادی ہو رہا ہے تحفے لینے سے انکار کر دیا کہ یہ روپیہ بھی سلطنت کی تقویت پر خرچ ہو۔ اسیطرح ٹریپولی (طرابلس الغرب) ٹیونس۔ الجزایر۔ مراکو اور مصر کے مسلمانوں میں بھی سلطنت علیہ کی معاونت کرنیکے لیے زبردست تحریک شروع ہوگئی ہے۔

الغرض اخبار مذکور اسطرح کی بہت سی واقعات گن کر جنکو وہ بیداری اسلام کی وجہ ثبوت میں پیش کرتا ہے۔ عیسائیوں کو مندرجہ بالا نصیحت کرکے دنیا کو اپنی بے تعصبی امن پسندی اور ہمدردی بنی نوع انسان کا ہی ثبوت نہیں دیتا بلکہ ظاہر کر رہا ہے کہ تعصب مذہبی کا مرض نا ہنجار رفتہ رفتہ اینگلو انڈین اخبارات ہی کے شامل حال نہیں ہے۔ اور وہی عیسائیوں کو مسلمانوں کے برخلاف بہکانے میں مشتاق نہیں بلکہ کل عیسائی اخبار نویسوں کی یہی کیفیت ہے۔ اور ان ناعاقبت اندیشوں سے سخت اندیشہ ہے کہ وہ ہر وقت یہی باتیں سناتے رہنے سے ایکدن عیسائیوں اور مسلمانوں کو آپس میں بھڑا کر رہیں گے ہاں خداوند کریم اگر اونکو بروقت ہدایت عطا کر دے تو دوسری بات ہے۔

پیرس کا اخبار السلطان تحریر کرتا ہے کہ "یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ جب سے اعلیحضرت سلطان عبدالحمید خان تخت خلافت کی رونق افروز ہوئے ہیں وہ مسلمانوں کی جمعیت کو یکجا کرنے میں ساعی ہیں۔ اور اوسی دن سے ایشیا اور افریقہ کے کل مسلمانوں اور اون کے درمیان رابطہ و اتحاد قایم ہوگیا ہے۔ اسوقت حضور ممدوح کے گرد متعین مسلمانوں کے بیشمار معززین اور علما موجود ہیں اونمیں مراکو ترکستان

اور ہندوستان کے باشندے بھی ہیں۔ اور جماعت مذکور اپنے ہموطنوں کو یہ ذہن نشین کرانے کی کوشش کرتی رہتی ہے کہ دو دفعہ کل روئے زمین کی طاقتوں سے زبردست اور مضبوط ہے مسلمان صبر سے کام لیکر منتظر رہیں۔ انکو آزادی دلانیوالی یہی سلطنت ہوگی پچھلے دنوں حضرت جلالتمآب نے ایک اسلامی مجلس منعقد کی تھی جس میں کل آباد دنیا کے مسلمانوں کے نایب موجود تھے؛؛

اسکے بعد وہ مفروضہ مظالم آرمینیا وغیرہ سے سلطان کے مذہبی اقتدار کی مضبوطی کا استدلال کرکے عیسایان عالم اور دولِ یورپ کو ملامت کرتا ہے کہ اونہوں نے اس ایماندار اور قیام امن و امانِ عالم کے مدعی اخبار کی نصیحت کو قبول کرکے ابتدا ہی میں مسلمانوں کی ایسی تحریک کو کیوں نہ روکدیا۔ اور شروع میں ہی شرائط صلح کو مقرر کرکے سلطان کو انکے ماننے پر کیوں نہ مجبور کیا کہ آج وہ اس طرح بحیثیت فاتح زبردستوں ایسی گفتگو کرکے اپنا سکہ اور زیادہ اسلامی دنیا پر نہ بٹھا سکے۔

فصل ۱۷ متقدم

سر ایشمیڈ کی لاریسہ سے روانگی و گرفتاری

سر موصوف لکھتے ہیں "ہم تاریخ ۱۴ مئی دوشنبہ کی صبح کو آخری مرتبہ لاریسا روانہ ہوئے میں اس امید سے کہ سات بجے روانہ ہو جاؤنگا۔ ساڑھے پانچ بجے بیدار ہوا لیکن اسباب باندھنے اور اون چھوٹے چھوٹے معاملات کے انصرام میں جو ہمیشہ عین روانگی کے وقت سر اٹھاتے ہیں اتنی دیر ہوگئی کہ ہم ساڑھے نو بجے سے پہلے نہ روانہ ہو سکے ہم تیار ہوئے تو ہمارے اسکورٹ کے چاروں سوار ابھی تک نہ آئے تھے جنکو رؤوف بک بمشکل تلاش کرکے جمع کرسکا اسطرف سے اطمینان ہوا تو اب اپنے انگریز رفقا سے الوداعی صاحب سلامت کرنا باقی تھا۔ مسٹر اور اون کرشاف سے ہم رات کو رخصت ہو آئے تھے۔ مسٹر بگہم اور ویلڈن پیدل ہمیں رخصت کرنے آئے اور نہایت تپاک سے ملے۔ مسٹر گوین اور سٹیونس زین سوار الوداع کہنے آئے۔ ان انگریز نامہ نگاروں سے جو ترکی فوج کے ساتھ تھے بڑھکر ملنسار، خوش طبع اور شریف انسانوں کا دستیاب ہونا آسان نہیں۔ غیر ملک میں ایک ہی قوم کے افراد میں ایسی جلد تر مودت و موانست پیدا ہو جاتی ہے کہ اُسے دیکھکر بلاشبہہ حیرت ہوتی ہے ہم اپنے دوستوں سے بلا مبالغہ دلی تأسف کے ساتھ جدا ہوئے۔ مسٹر گوین اور سٹیونس کا منشا کچھ دور ہمارے ساتھ جانے کا تھا۔ اور اسی لیئے غالباً وہ سوار ہوکر آئے تھے۔ مگر ہمارا ارابہ جو شہر سے نکلکر غلط سڑک پر ہو لیا۔ اور ہمارے ہمراہ وہ ہمیں نہ ملسکے۔

چلتے چلاتے پونے دس ہوگئے۔ ہماری جماعت انپر مشتمل تھی۔ ایلس مین۔ رؤوف بک۔ اردلی کے چار سوار۔ اور مینظیر کاہر آنڈر ترجمان متعلکہ پولیس ایلیا۔ ایک ارابہ بھی ساتھ تھا جسپر ہمارا اسباب تھا۔ بظاہر وہ نہایت سالخوردہ اور بوسیدہ سا نظر آتا تھا مگر ساری مسافت اوس نے بخیریت طے کی حالانکہ سڑکیں ایسی خراب تھیں کہ کوئی یوروپین نئی گاڑی بھی انپر بمشکل سلامت رہتی۔ یا کم از کم ایسی اچھی طرح خدمت نہ دیسکتی؛

وادی تمپہ کی چار گھنٹوں کے پرصعوبت سفر کے بعد جس میں گرمی سے بہت تکلیف ہوئی ہم دو بجے موضع بابا میں جو وادی کے دہانہ پر ہے پہونچے۔ وہاں کے باشندے ہمیں دیکھکر بہت خوش ہوئے اور ہمارا شکریہ ادا کیا کہ ہمنے مشیر درخواست کرکے ڈاکوؤں سے اون کی حفاظت کے لیئے نظام فوج کا دستہ بھجوایا۔ بابا سے ہم ساڑھے تین بجے روانہ ہوئے۔ خوبصورت وادی میں سفر بڑے مزے سے کٹا۔ سڑک جو چنداں عریض نہیں دریا پینی اسکے برابر جاتی ہے دریا کا نالا جو جھیل کے درمیان ہے اوسا کے سر بفلک اور عمودی چٹانوں کے بیچوں بیچ وادی میں داخل ہوتا ہے یہاں بہت تیزی اور جوش کے ساتھ بہتا ہے اور اوسکی دونوں طرف پہاڑ مینار کیطرح بادلوں تک چلے گئے ہیں دونوں کنارہ پر درختوں کی خوشنما قطاریں کھڑی ہیں۔ اور جابجا سرسبز مرغزاریں منظر کی یکرنگی کو دور کرکے اوسکی دلفریبی کو بڑھا رہی ہیں ؎

امیلاکی کی قصبہ امیلاکی سے آگے وادی میں آبادی زیادہ نہیں یہ اس ضلع کا سب سے بڑا شہر ہے دنیا میں اور بہت ہی کم شہر ایسے محفوظ یا دلفریب موقع پر واقع ہیں۔ وہ وادی تمپہ کی دائیں یعنی جنوبی جانب کی چٹانی پہاڑ کی عین چوٹی کے قریب ایک چھوٹی سی سطح مرتفع پر جو آسمان سے باتیں کر رہی ہے آباد ہے متصلہ دیہات کی عورتیں اور بچے جبتک کہ اون کو ترکی فوج کی خونی اطواری کیطرف سے اطمینان نہوگیا یہیں پناہ گزین رہے تھے۔ ہمیں ایسے دلچسپ اور دلفریب شہر کو نہ دیکھ سکنے کا بہت افسوس ہے وقت تنگ ہو رہا تھا اور ابھی بہت فاصلہ طے کرنا باقی تھا جنوبی سرے کیطرف وادی تمپہ زیادہ فراخ ہوگئی ہے اور وہاں اسکا منظر بھی نسبتاً بہت لطیف اور خوشنما ہوگیا ہے۔ درہ کی چوٹی سے دریا کا نظارا عجب دلکش دکھائی دیتا ہے جو نشیب میں ایک جھیل بناتا ہوا آگے بہتا ہے۔ یہ جھیل چاروں طرف سے کمال سرسبز مرغزاروں اور صنوبر کے درختوں سے گھری ہوئی ہے اور اوسکا منظر ہو بہو انگلستان کی جھیلوں کیطرح درخشان و فرحت بخش اور گوناگون ہے بلکہ اوس پر یہ فوقیت رکھتا ہے کہ یہاں کا مطلع عموماً شفاف اور بے ابر ہوا صاف و بلا غبار رہتی ہے۔

ہم ٹھیک اسکے پل پر ساڑھے پانچ بجے کے قریب پہونچے یہاں وادی اور بھی فراخ ہوگئی ہے اور سرسبز و فرحت بخش مرغزاروں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ انپر بیشمار مویشی اور بھیڑیں چر رہی تھیں۔ اور کئی کھیت پختگی کے قریب کھڑے تھے پل کو شکستہ دیکھکر ہمارے اوسان خطا ہوگئے پچاس ایک ترکی سپاہی دیہاتیوں کو لیکر ملبہ کو آہستہ آہستہ ہٹا رہے ہے اور پل کی یونہی برائے نام مرمت کر رہے تھے مگر گھوڑے اوسپر بالکل نہیں گذر سکتے تھے۔ گاڑیوں کا تو کیا ذکر ہے۔ صرف نہایت چالاک اور بہت تیلے پیادہ پا مسافر تیرتے ہوئے ملبہ کے ایک ڈھیر سے دوسرے ڈھیر تک چھلانگیں مارتے جانے سے دریا کو جو نہایت تیزی اور جوش و خروش سے بہہ رہا تھا عبور کر سکتے تھے۔

یونانی دہقانیوں نے جو عثمانیہ سپاہیوں سے خوب گھلے ملے نظر آتے تھے ہمیں بتایا کہ ساغبیسی میں ہمیں آسانی سے کشتی مل جائے گی۔ یہ گاؤں دریا کے جنوبی کنارہ پر اور دو گھنٹوں کی مسافت پر آگے تھا۔ لاریسا۔ پلاٹامونا کی سڑک اس پل سے گذرتی ہے جو ابھی ٹوٹا ہوا تھا۔ پلاٹامونا اوسی سڑک کے راستہ پل سے دو ایک گھنٹوں کی مسافت پر شمال مشرق کیطرف تھا یہ ساحلی سڑک پر پہلا

ترکی قصبہ ہی ساعنیسی سے پلاٹا مونا براہ سمندر دس بارہ میل ہی اس رستہ وہ دریا پینی اسکے دہانہ سے گذر کر ادہر جانا پڑتا ہے ۔ یہاں

ایک خوبصورت یونانی دوشیزہ ساغنیسی کی سڑک بہت بری حالت میں تھی۔ اکثر جگہ ارابہ کا چلنا قریبا محال تھا سڑک کی حالت سے صاف واضح ہو رہا تھا کہ یونانیوں نے پسپائی کے وقت عمداً اوسے جابجا توڑ دیا تھا۔ یہ علاقہ نہایت زرخیز تھا ہم کئی بہت بارونق دیہات کے پاس سے گذرے جنکے سب باشندے اپنے اپنے مکانوں میں موجود تھے۔ سرخ ترکی ٹوپی والوں کی جماعت کو آتا دیکھکر عموماً سڑک سے ایک طرف ہو جاتے مگر عورتیں حسب معمول ایسی باادب نہ تھیں۔ نہ اونکو مردوں کا ایسا خوف تھا اونمیں سے اکثر ہمیں دیکھنے کے لیئے گہروں سے دوڑتی ہوئی نکلکر یا کانہ اپنے دروازوں یا سڑک پر کھڑی ہو جاتیں۔ سڑک کے اوپر ایک کہیت میں ایک خوشنما مکان کھڑا تھا۔ ایک نہایت ہی خوبصورت یونانی لڑکی اندر سے نکل کر اوسکے دروازہ پر کھڑی ہوگئی اور بطور نشان سلام و خوش آمدید ہماری طرف رومال ہلاتی رہی۔ کل تھسلی میں ہمنے صرف یہی ایک خوبصورت عورت دیکھی۔ مگر ہمیں جلدی تھی اور تاریکی شروع ہوگئی تھی ہم اوس سے بات چیت کرنے کے لیئے نہ ٹھیر سکے ہمارے پاس سے کئی ایسے مرد گذرے۔ جو بقول رؤف بک سپاہی رہ چکے تھے انمیں ایک ایسا خوب صورت اور سجیلا بانکا تھا کہ میں نے ویسا خوب صورت اور کسی یونانی کو نہ دیکھا۔ وہ ٹوپی کو نوجی آن بان سے سر پر رکھ خوب اکڑا ہوا پاس سے گذر گیا۔ میرے ترک رفقا کو شاید اوسکی اکڑ پسند نہ آئی ہو مگر میں اوسے دیکھکر بہت خوش ہوا۔ کہ بارے میں نے ایک یونانی تو ایسا دیکھا جسکا اندازہ بہادرانہ تھا۔ اور جس کی شکل سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑ سکتا اور لڑنے پر تیار ہے ۔

دیہات اور جنگل میں سور بافراط تھے جنکو دیکھکر رؤف بک اور سوار بہت ناک بہوں چڑہاتے رہے یہ ناپاک جانور دیکھکر طبعًا ہر مسلمان کو نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ آغاز سفر سے کر وقت سے ہماری متین و متحمل مزاج لفٹنٹ نے کبھی پہلے اب کیطرح اپنی پیشانی پر بل نہیں پڑنے دیا تھا۔ اور نہ وہ کبھی برہم ہوا تھا۔ نفرت و تنفر ظاہر کرنیکے لیئے اوس نے طرح طرح کی حرکتیں کیں کبھی ناک بہوں چڑہاتا کبھی تہوکتا اور کبھی کہانستا اور کبھی گویا ان غلیظ جانوروں کی بو کو دماغ سے خارج کرنے کے لیئے ناک صاف کرنے لگتا۔ ایلیا کو یہ دیکھکر خاص دل لگی ہاتھ آگئی۔ رستہ میں جونہی اوسکو کسیطرف خنزیر نظر آتا وہ خواہ مخواہ رؤف بک کی اوسطرف توجہ کرا دیتا۔ اور اوسکے سور کو دیکھکر رؤف بک پر پھر وہی کیفیت از سر نو طاری ہو جاتی۔ یہ دیکھکر ایلیا ہنستے ہنستے لوٹ جاتا اور ایلیا ہی بظاہر متین رہکر خوب مزہ لیتا۔ وہ کل عالمی مذہب رکھنے والا آدمی تھا۔ اگرچہ وہ سور کو پسند نہیں کرتا تھا لیکن بھوکہ رہنے کی بجائے بلا تامل اوسکا گوشت کھا جاتا۔ رؤف بک میرے خیال میں بہوک سے مرجانا قبول کرتا۔ مگر اس ناپاک چیز کو کبھی ہاتھ تک نہ لگاتا۔

باشندگان زغیبی زاغیبی (دچاکسی) ہم پونے آٹھ بجے پہونچے۔ اوسوقت شام پڑ چکی تھی شہر آدمیوں سے بہرا ہوا تھا۔ جو ہمارے گرد جمع ہو گئے مگر مقامی حکام کا کہیں پتہ نہ تھا میں نے دریافت کیا کیا یہاں کوئی یونانی حاکم ہے؟ جواب ملا نہیں اعلیٰ حاکم ایک ترک ہی جو ایک گھنٹہ کے فاصلہ پر وادی کے بالائی حصہ میں رہتا ہے میں نے کہا پلاٹا مونا چلنے کے لیئے ہمیں ابھی ایک کشتی چاہیئے۔ رؤف بک اور سواروں کو اون یونانیوں کی کثرت

تعداد سے جو ہماری گھوڑوں کے گرد جمع ہوگئی کسیقدر تردد سا پیدا ہوگیا۔ ایلیا جو یونانی جانتا تھا کشتی بہم پہنچانے کے معاملہ میں مصروف ہوگیا ہم ایک کھلے قہوہ خانہ میں چلے گئے۔ اور وہاں روٹی قہوہ اور کچھ شراب پی۔ تمام باشندے قہوہ خانہ میں امنڈ آئے۔ اور ہمارے گرداگرد بیٹھکر ہمیں اسطرح سے گھورنے لگ گئے کہ گویا ہم اونکی نگاہوں میں عجیب الخلقت جانور تھے ؛

آخر چند آدمیوں نے کشتی بہم پہنچا نا منظور کرلیا۔ رات سخت تاریک تھی۔ گھاٹ تک ہمنے اسباب بمشکل پہونچایا۔ چار نوجوان ارنوطوں نے جنکا باپ وہاں آباد ہوگیا تھا خود بخود بلا درخواست ہمارا اسباب کشتی تک پہنچا دیا پھر روُوف بک اور اپنے وفادار سواروں سے آخری صاحب سلامت کرکے جو اتنا عرصہ ہمارے ساتھ رہے تھے ہم کشتی پر سوار ہوگئے۔ روُوف نے پلاٹاموناتک ہمارے ساتھ کشتی پر جانا چاہا۔ اوسے خیال تھا کہ ادہم پاشا کی ہدایات کے مطابق کم از کم ہمیں دوسری ترکی چوکی تک بخیریت پہونچا دینا اوسپر واجب ہے۔ مگر میں نے سواروں کو ایسے گاؤں میں جہاں یونانی بکثرت آباد تھے اور وہ ترکوں کے کوئی ایسے دوست نظر نہ آتے تھے اکیلا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا۔ ایسی جگہ دونوں میں سے کسی فریق کا زیادتی پر مائل ہو آمادہ ہوجانا بعید از قیاس نہ تھا بنابریں میں نے روُوف کو ساتھ لیجانا منظور نکیا اور اوسے نصیحت کی کہ اگر گھوڑے اسقدر مسافت طے کرسکیں تو وہ رات گاؤں میں نہ ٹھیرے۔ بلکہ شکستہ پل کو جہاں ایک ترکی دستہ مامور تھا ہٹ جائے۔ روُوف بک بڑا خوش نصیب تھا کہ ہمارے ساتھ نہ آیا۔ کیونکہ ترکی فوجی افسر ہونیکی وجہ سے وہ جائز اسیر جنگ تصور ہوتا۔ بعد میں ہم نے سن لیا کہ وہ اُسی رات پل کو ہٹ گیا۔ اور اسطرح ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ رہا ؛

جہاز پر [illegible]

کشتی خاصی جسامت کی تھی۔ اور چپوؤں سے چلائی جاتی تھی میں نے اوسی پر پلاٹامونا جانیکا عزم کرکے کشتی والوں کو اوسے حتی الامکان تیز چلائے چلانے کی تاکید کی۔ مگر اونہوں نے کہا کہ ہم تمہیں ایک چھوٹے سے دو مستول بادبانی جہاز پر پہونچا کر واپس ہٹ جائینگے میں نے اون کو اس عزم سے روکنے کی بہت کوشش کی لیکن بےسود۔ پھر سمجھایا کہ آندھی بالکل نہیں۔ اور ہم دو تین گھنٹوں میں بآسانی یہ فیصلہ طے کرلینگے۔ ایلیا نے کہا یہ بالکل ناممکن ہے۔ سمندر خطرناک ہے۔ اور ہمیں بالضرور جہاز پر جانا چاہیے۔ رات کی تاریکی اور یونانی ملاحوں سے گفتگو نہ کرسکنے کی وجہ سے میں بالکل بےبس تھا اور مجبوراً جہاز پر سوار ہوگیا۔ ہمیں بعد میں جسقدر صعوبتیں اور تکلیفیں پیش آئیں وہ سب اسی غلطی کا نتیجہ تھیں۔ ایلیا کی نسبت ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بحری سفر کا عادی نہ تھا اور سمندر سے بہت ڈرتا تھا بنابریں اوسنے ایک چھوٹی سی کشتی پر جہاز کو بدرجہا زیادہ ترجیح دی۔

اہل جہاز کی نسبت مجھے بعد میں تقریباً یقینی امر ہوگیا کہ وہ ہمکو گرفتار کرنیکی سازش میں شامل تھے جب ہم زاغیسی پہنچے اوسوقت سمندر میں کسی یونانی جنگی جہاز کا نام و نشان نہ دکھائی دیتا تھا۔ مگر غالباً خاص قاصد ساحل کے کنارہ کنارہ قریب ترین یونانی جہازات کو ہماری آمد و روانگی کی خبر پہنچانے کے لیے بھیجدیئے گئے اور اس اطلاع کا وہ نتیجہ ہوا جو آگے مذکور ہے جہاز کے بادبان کھول دیئے گئے مگر ہوا اسقدر تیز نہ تھی کہ جہاز کچھہ معقول حرکت کرسکتا۔ ایلیا نے فوراً ہمارے لیے اوسکے تہ میں بستر بچھا دیئے اور ہم تینوں جس ہیئت میں تھے اوسیطرح کپڑوں سمیت لیٹ گئے۔ میں اور آلیس دوش بدوش اور ایلیا ہمارے قدموں

کیطرف لیشا مجھے یونانی ملاحوں پر پورا اعتبار نہ تھا۔ بنا بریں ہمنے اپنے پستولوں کو نکالکر پاس رکھ لیا کہ ضرورت کیوقت اون سے فی الفور کام لیا جا سکے۔ ایلیا نے جاگتے رہنے کا وعدہ کیا مگر وہ اور ایلکس جلد خوب میٹھی نیند سو گئی جسپر مجھے پہرہ کا کام دینا پڑا میں کبھی اونگھنے لگ جاتا اور کبھی آنکھیں کھول لیتا۔ تمام رات جہاز چلتا رہا پانی کی لہریں خاصی تیز نہیں مگر ہوا بہت کم تھی۔ آدھی رات کے بعد سخت سردی پڑنے لگ گئی جس نے مجھے پھر نہ سونے دیا جب صبح ہوئی تو میں نے کلمہ شکر پڑھا۔ مگر جب کسیقدر روشنی تیز ہوئی تو میں یہ دیکھکر ہکا بکا رہ گیا کہ گو ہم چھ میل کا فاصلہ طے کر آئے ہیں۔ مگر ہیں ابھی کم و بیش زاغیسی کے ہی سامنے۔ اور کہ پلاٹا مونا اور اوس کا سفید مربع قلعہ جسپر پندرہ دن ہوئے یونانیوں نے فضول گولہ باری کی تھی جہاز دہانہ کیطرف سے ہمسے ابھی آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ میں نے ایلیا کو جگا کر کہا کہ مناسب ہوگا کہ ہم اوس کشتی پر جو جہاز کے پیچھے بندھی چلی آتی ہے سوار ہو جائیں اور اوسے کھیتے ہوئے پلاٹا مونا جا پہونچیں مگر ایلیا نے اس تجویز کو خطرناک قرار دیکر مسترد کر دیا۔ میں شاید اوسکی مخالفت کی پروا نہ کرتا مگر جب دیکھا کہ کشتی پر ہم تینوں تو سوار ہو سکتے ہیں مگر اسباب رکھنے کی اوسمیں جگہ نہیں تو میں نے بھی یہ ارادہ ترک کر دیا۔ یونانی ملاحوں نے دو چپو نکالکر بظاہر جہاز کو اون سے ہی چلانے کی کوشش شروع کر دی اسپر بھی جب جہاز کی رفتار میں کوئی فرق دکھائی نہ دیا تو ایک چپو میں نے خود لیکر کھینا شروع کر دیا اور اسطرح پانچ گھنٹوں کی محنت و کوشش سے ہم پلاٹا مونا کے خاصے قریب پہونچگئے اور وہ صرف دو اڑہائی میل کے فاصلے پر رہ گیا

اوسوقت دس بجے کا عمل تھا کہ جہاز کے یونانی ناخدا نے کہا میں نے دو جنگی جہاز ساحل کے برابر زغیسی کو جاتے دیکھے ہیں ہمنے نہایت غور سے اودھر دیکھا مگر کوئی جہاز دکھائی نہ دیا لیکن ایک گھنٹہ بعد سچ مچ تین جنگی جہاز نمودار ہو گئے جن میں سے دو سیدھے ہماری جہاز کی طرف چلے آ رہے تھے۔ یونانی ملاحوں نے کہا یہ اطالین جہاز ہیں۔ یونانی نہیں یہ ہمیں ہوا کھ دینے کیلئے کہا گیا تا کہ ہم کشتی پر سوار ہو کر چا بز نہ ہو جائیں لیکن اونکا یہ اندیشہ غلط تھا ان جہازوں میں ایک تارپیڈو کشتی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ ان کشتیوں کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے۔ دوم وہ ہم سے دو میل سے زیادہ فاصلہ پر نہ تھے اور اگر ہم کشتی پر بھاگنے کی کوشش بھی کرتے تو اون سے نہیں بچ سکتے تھے۔ مزید برآں وہ ہمیں گرفتار کرنیکا کوئی استحقاق نہ رکھتے تھے اور ہم ساحل کے کنارہ کنارہ سفر کرنیکا کامل اختیار رکھتے تھے ہم غیر مصاف کنندہ اشخاص تھے اور کسطرح حیات کے ضوابط کی بھی خلاف ورزی نہیں کی تھی۔ علاوہ بریں تب تک ساحل کے بحری محاصرہ کا اعلان نہیں ہوا تھا۔

یونانی جہاز احاطہ کر لیتے ہیں

جنگی جہاز بسرعت بڑھے آ رہے تھے ساڑھے گیارہ بجے سب سے اگلا جہاز جو ایک پرانی قطع کا بڑا الگنبوٹ تھا ہماری جہاز کو ٹھہرا ہو جا در بادبانوں کو نیچا کر دینے کا حکم دیا ہمارے جہاز کے ناخدا نے اس حکم کی فی الفور تعمیل کر دی جسپر الگنبوٹ کے کپتان نے ہم سب کو اوسپر چلے آنیکا حکم دیکر ہمارے سے لیجانے کیلئے دو کشتیاں مسلح ملاحوں سے بھر کر ہمارے جہاز کے پاس بھیجدیں میں جانے سے انکار کر کے کپتان کو فرانسیسی میں کہا ہم غیر مصاف کنندہ ہیں اور براہ سالونیکا انگلستان کو جا رہے ہیں اور ہمیں اپنے سفر کو جاری رکھنے کا پورا پورا استحقاق حاصل ہے

اسمیں کلام نہیں کہ ہماری ساتھ وردی اور ترکی ٹوپی پوش ترکی پولسین کے ہونیکی وجہ سے ہمارے گرفتار کنندگان کو دل میں
ہماریطرف سے شبہ پیدا ہوجانا فطری امر تھا۔ یونانی طبعًا نہایت شکی مزاج ہیں۔ اور بعض اوقات اسبارہ میں بچوں سے بھی بڑھ
جاتے ہیں ایلیس اور ہیلینے صبح کو گرمی کیوجہ سے جو سمندر پر پیدا اُن سے زیادہ تکلیف دہ تھی ترکی ٹوپیاں اوتار کر جوڑی فرنگیانہ
ٹوپیاں پہن لی تھیں بحث آدہ گھنٹہ ہوتی رہی۔ اور در بیولا یونانی جہاز کل توپیں اور تارپیڈو کی نالیاں ہماریطرف سیدھی
کئے ہوئے ہمارے گرد چکر لگاتے رہے اور کپتان اور اوسکا ماتحت افسر کبھی ہماری منت سماجت کرتے اور کبھی دہمکیاں دیتے رہے ملاح
ہمارے جہاز کی خزانہ کا تختہ اوٹھاکر نیچے اُتر گئے ہمارا اسباب وہاں غلہ پر رکھا ہوا تھا جب اونہوں نے گراس رائفلیں اور یونانی تلواریں
جو ایلیس نے البانویوں سے خرید کی تھیں وہاں دیکھیں تو نہایت آشفتہ خاطر ہوگئے اور اس قسم کی اور چیزیں ملنے کی توقع
سے ہر طرف غلہ میں سنگینیں گاڑنے لگ گئے۔ مینے اپنا پروانہ راہداری یونانی افسر کو معاینہ کرکے بھیجکر کہا کہ میں پارلیمنٹ
کا ممبر ہوں۔ ایلیس اور آئیلیا نے مجھے یونانی اگنبوٹ پر چلی جانے کیلئے بہتیرا سمجھایا اور کہا کہ مقابلہ ناممکن ہے مگر مینے نہ مانا اور کہدیا
کہ اپنی مرضی سے کبھی نہ جاونگا۔ جبرًا لیجائیں۔ گرفتار کنندہ اگن بوٹ کا بھی وہی نام تھا جو اوس دریا کا تھا جسکی پل کے
ٹوٹے ہوئے ہونیکی وجہ سے ہمکو اس مصیبت میں گرفتار ہونا پڑا تھا۔ یعنی اسکے کپتان نے آخر حلفی وعدہ کیا کہ اگر ہم چلے آئیں
تو سالونیکا کا سفر جاری رکھنے میں وہ ہمیں ہر طرح سے حتی الامکان مدد دیگا۔ اور سہولت پیدا کرنیکی کوشش پیدا کریگا اونسے
اس وعدہ کو پھر باواز بلند دوہرایا تاکہ کسیطرح کی غلطی رہجانیکا امکان نہ رہجائے۔ اسپر ہم یعنی اس کی کشتی پر سوار ہوکر اگنبوٹ
کو چلے گئے۔ زینہ کی محافظ لفٹنٹ نے نوبت جی بلا زمی ہونے مجھسے ریوالور طلب کیا۔ مگر مینے انکار کردیا اور جہاز یونیا پر دو لوسی روانہ
ہونیکے وقت تک اُسے اپنے پاس رکھا۔ کپتان خوش اخلاقی سے پیش آیا۔ مینے اُسے پرانی طرز کا تجربہ کار و ماہر ملاح پایا۔
اور میالیس نام رکھتا تھا۔ وہ اسی نام کے مشہور یونانی امیر البحر میالیس کا جسنے محاربہ آزادی میں بڑی شہرت حاصل
کی تھی۔ اور لارڈ بائرن کا بڑا دوست تھا پوتہ ہے اوسنے ہمیں روکنے پر بہت افسوس ظاہر کرکے مجبوری کا عذر کیا اور
کہاکہ اوسے ہماری جہاز کا تعاقب کرکے روکدینے اور نیز کوئی چیز ساحل کے متصل سے نہ گذرنے دینے کا اعلی افسر کیطرف سے حکم ملا
تھا اوسنے ہمارے لئے تختہ جہاز پر کرسیاں بچھوادیں۔ اور تونیاق شراب کے چند گلاس بھجوادیئے اسکے پاس تواضع کیلئے یہی تکلف کی چیز تھی۔

کپتان کونڈوریس کے جہاز پر

پھر یعنی اس بسرعت زانیسی کیطرف پیچھے کو روانہ ہوگیا ہمارے والا بادبانی جہاز ونیا اسی بندرہ
پا گیا تھا۔ وہاں ہم تیسرے جہاز پر جو تینوں سے بڑا کاروٹ قسم کا جہاز تھا گئے۔ اسکا کمانڈر
کپتان کونڈوریس شاہ یونان کا ایک یاور اور جہاز کا نام میکالی تھا۔ وہ بڑی شفقت سے پیش آیا۔ اور ہماری سفر کے
رُک جانے پر بھی چیدہ ری معذرت خواہی کرکے کہاکہ اوسے یہ خیال تک بھی نہ تھا کہ بادبانی جہاز پر ہم سوار تھے کپتان میالیس
یا کونڈوریس نے اپنے سلوک و برتاؤ سے اسبات کا شائبہ تک بھی نہ گذرنے دیا کہ وہ ہمیں اسیران جنگ تصور کرتے ہیں بلکہ
دونوں افسروں نے انکو بتایا کہ ہم بسرعت تمام وطن کو واپس جاتے ہیں ہمیں لنڈن میں نہایت ضروری کام ہے اور اون کی وجہ سے

ہمیں حتی المقدور بہت جلد وہاں پہنچنا لازمی ہے۔ اگر آپ ہمیں پلاٹامونا یا سالونیکا بھجوا دیں تو بہت مہربانی ہوگی۔ کپتان کوندر
نے افسوس ظاہر کیا کہ محاربہ کی وجہ سے وہ ہمیں ان دونوں مقامات میں سے کسی میں نہیں پہنچا سکتا۔ پھر بطور مشورہ دوستانہ کہا کہ وولو
جانا ہمارے لیے سب سے بہتر ہوگا۔ وہاں ہمیں ہر طرح کی سہولت مل سکیں گے اور ہم وہاں سے کسی اسٹیمر پر سوار ہو کر جدھر چاہیں جا سکیں گے
اگر ہم چاہیں تو وہ جہاز بھی اسپر ہیں وولو بھیج دینے پر تیار ہے۔ ہم نے اس تجویز کو مجبوراً منظور کر لیا۔ منظوری کے سوا اور چارہ
بھی کیا تھا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ یونانی افسروں کی بیحد اندازہ خوش اخلاقی اور ہماری سفر میں سہولت پیدا کرنے کے
لیے اسقدر تردد ظاہر کرنا سب نمائشی اور مصنوعی تھا۔ ہمیں اونہوں نے صرف مسئولیت اور جوابدہی سے بچنے کیلیے وولو بھیجا تھا
ملکی دونوں طرح کے یونانی افسروں اور اہلکاروں میں سب سے بڑا نقص اور کمزوری یہی ہے کہ وہ جوابدہی کا بوجھ اپنے سر پر
لینا کبھی گوارا نہیں کرتے جبتک ہم وولو نہ پہنچے اور امیر البحر سٹا ماٹیلوس سے دوچار نہ ہوئے ہمیں اسیران جنگ تصور کرنیکا کوئی ادعا کیا گیا

پرنس جارج

ہیں۔ اس ایک بجے وولو کیطرف روانہ ہوا۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد ہمیں رستہ میں ایک کلان کروزر ملا
جسکا کمان پرنس جارج تھا۔ اسپر بیٹھے اسکا واکانٹ کردیا گیا۔ پیچھے پھیر ناکسی کو واپس ہو لیا۔ بیرون سمجھے
ہم حیران ہوگئے اور کپتان کی کارروائی پر سخت اعتراض کیا۔ اوسنے جواب دیا کہ مجھے کروزر سے بذریعہ نشان ایسا کرنیکا حکم ملا
ہے اور میرے لیے اوسکی تعمیل کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ تھوڑی دیر میں پرنس جارج ہمارے جہاز پر آیا اور کپتان
میاؤلیس نے ہمیں اوسکے سامنے پیش کیا۔ شہزادہ خوش خلاقی سے پیش آیا اور ہمارے سفر کے رکاوٹ پر بہت افسوس ظاہر کر کے بطور معذرت
بیان کیا کہ ہر ایک جہاز کو روک لینے اور تحقیقات کرنے کے بارہ میں احکام صادر ہو چکے ہیں۔ شہزادے نے بھی ہمیں یہی مشورہ دیا کہ وولو
جانا ہمارے لیے بہتر ہوگا۔ وہاں ہر طرف کو جانیوالے اسٹیمر مل سکتے ہیں۔ اور بنا بریں ہم پھر سفر بآسانی شروع کر سکیں گے۔ اوس نے
ایلیس سے دریافت کیا کہ تم نے کوئی لڑائی دیکھی ہے؟ اور جب لڑکے نے جواب دیا کہ تین لڑائیاں دیکھی ہیں تو بہت خوش ہوا
میں نے کہا ہمیں ملونو کے معرکۂ عظیم کے دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ مگر ضروری کام کی وجہ سے اس سے پہلے مجبوراً اتھیسلی سے چلا آئے
پرنس نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ اگر تم لڑائی دیکھنا چاہتے ہو تو وولو سے بہتر کوئی مقام نہیں ہو سکتا۔ تین لڑائیاں تم ترکوں
کیطرف رہکر دیکھ چکے ہیں۔ اب وہاں تم یونانیوں کی طرف رہکر اسے بخوبی دیکھ سکو گے۔ شہزادہ انگریزی بہت عمدہ بولتا ہے
وہ خوبصورت طویل القامت تنومند اور خوشنما نوجوان ہے پیشانی کشادہ۔ ملاحانہ وجاہت اور اخلاق شائستہ ہیں۔ زمانۂ سلف
میں وہ بحری قزاقوں کا بڑا دشمن بادشاہ بنتا۔ ہم اوسکی شکل و شباہت اور اطوار سے بہت خوش ہوئے جہانتک ہم قیاس کر سکے
وہ یونانی نیوی میں ہر دلعزیز تھا اور اسکا بڑا بھائی قسطنطین فوج میں یقیناً ہر دلعزیز نہ تھا۔

پیتی اس پھر وولو کو روانہ ہو گیا اور اس دفعہ راستہ میں اوسکو نہ روکا۔ کپتان نہایت مہربانی اور توجہ سے پیش آتا رہا ہم نے
اوسکے ساتھ کھانا کھایا اور اوسنے باصرار اپنا کمرہ ایلیس کے سپرد کر دیا۔ میرا اسکو سیلون (دالان) میں جو کمرہ سے باہر تھا سونا پڑا
مگر اپنے کوٹ کو جس میں میرے پرائیویٹ خطوط اور اوس کا سفارشی خط تھا کمرہ کے دروازہ کو اندر لٹکا دیا۔ ہم دونوں کیپتولی

ساتھ لیکر صرف کچھ اور بوٹ و کوٹ کے سوا باقی کپڑے نہ اُتارے۔ اگر میں یہ احتیاط نہ کرتا تو میرے خطوط کا بھی وہی حشر ہوتا جو الیس کے روزنامچہ کا ہوا۔ اسباب ہم تختہ (توتک) پر ہی چھوڑ آئے تھے۔ رات کو اوسکی خوب تلاشی لیگئی اور الیس کی روزنامچہ کو ایک جاسوس کی معرفت جو انگریزی جانتا تھا پڑھا گیا۔ یہ جاسوس غالباً وہی سیاہ اور بدشکل سا ملکی اہلکار تھا جسے دوسرے دن ہمنے جہاز پر دیکھا اور اوسنے ہماری طرف بری نظروں سے گھورا۔ یونانی افسر نے کہا۔ یہ ارمنی ہے مگر اسپر اعتبار نہیں کپتان نے کہا تھا کہ جہاز پر انگریزی جاننے والا کوئی شخص نہیں۔ صرف وہ تھوڑی سی فرانسیسی جانتا ہے۔ اس معاملہ پر کپتان کو الزام دینا غالباً مناسب نہیں ہے۔ بحار بحر کے زمانہ میں اگر حیلہ بازیاں روا ہو جاتی ہیں ؛

فصل ہشتدہم (۱۸)

سر ایشمیڈ بارٹلٹ اور یونانی امیر البحر

جنوبی یوروپ یا مشرق میں سیاحت کرنیکے دوران میں سویرے بیدار ہونے کی عادت سے بڑھکر کوئی عادت مفید اور فرحت بخش نہیں جسقدر سویرے اُٹھا جائے اوسیقدر زیادہ بہتر ہے۔ اس سے انسان دن کے تمام وقت سے فایدہ اُٹھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ صبح کے نہایت ہی خوشگوار اور لطیف وقت میں جبکہ مطلع صاف اور ہوا تازگی بخش اور راحت فزا ہوتی ہے۔ قدرت و صنعت کا سرور بخش نظارا کر سکتا ہے اور اسکی بدولت دوپہر کے وقت کاروبار کو بسر انجام پہونچانے کی تکلیف و مشقت سے جبکہ گرمی اور گرد و غبار کا کوئی حساب نہیں رہ جاتا نجات مل جاتی ہے۔ بدوران سیاحت میں کبھی ساڑھے چار بجے کے بعد بستر پر نہ رہا۔ اور اس سویرے اٹھنے کی برکت و منفعت سے پورا پورا فایدہ اوٹھایا۔ ۶ مئی کو بردزیدہ میں سویرے بیدار ہوا اور ضروریات سے فارغ ہوکر پانچ بجے بالائی چھت (توتک) پر پہونچگیا اور دیکھا کہ جہاز بسرعت خلیج وولوس میں داخل ہو رہا ہے۔ بندرگاہ اور شہر کا نظارا نہایت لطیف و دلفریب ہے۔ وولو ایک شہر نہیں بلکہ اسے کئی شہروں یا بستیوں کا مجموعہ کہنا چاہیے دو پرانی بستیاں جن کے مکان مشرق کے شہروں کے مکانات کیطرح بے ترتیب اور مختلف شکل و پیرایہ کے ہیں۔ پہاڑیوں کی چوٹی تک پھیلی ہوئی ہیں۔ جدید حصہ کے مکانات جو خلیج کے شمال مغربی ساحل پر آباد ہے عمدہ ساخت کے ہیں اور اسمیں کئی خوشنما شفاخانہ مسجد و گرجا ہیں۔ چند یونانی جنگی جہاز بندرگاہ میں بھرا ہوا تھا۔ دو زرہ پوش آہن پوش کئی کروزر اور چند تارپیڈو کشتیاں وہاں لنگر ڈالے تھیں۔ ایک کلان اطالیہ ہمعافی جہاز (سارڈینیا) ایک فرنچ کروزر اور ایک انگریزی اگن بوٹ (ڈرائیڈ) بھی وہاں تھے۔ الله اکبر۔ آخر الذکر کو وہ سارا دن ہم کیسی تمنا بھری نگاہوں سے دیکھتے رہے ساڑھے چھ بجے کپتان میلا ئیس امیر البحر کے جہاز پیارا پر گیا۔ جاتی دفعہ میں نے اوس سے درخواست کی کہ وہ میری طرف سے امیر البحر سے یہ مطالبہ کرے

یا مجھے انگریزی جہاز پر پہنچا دیا جاوے۔ یا انگریزی قونصل کے حوالہ کر دیا جائے۔ میں نے کپتان سے میرا ایک خط بھی انگریزی قونصل کو بھجوا دینے کی درخواست کی لیکن اس سے اوس نے انکار کر دیا۔ کپتان بہت دیر بعد واپس آیا۔ اوسکی غیبت میں کئی ملکی جہاز پر آئے۔ از انجملہ ایک عقینکی ہشیاریا کا ایجنٹ تھا جسکی شکل نہایت مکروہ تھی۔ اوسنے ہمارے برخلاف جہاز کے افسروں کے کان بھرے۔ یہ بات جہاز کے دوم افسر نے جو ہمیشہ بڑی شفقت و مروت سے پیش آتا رہا۔ اور ڈاکٹر و الفیٹرا اور خوبصورت نوجوان شخص تھا مجھے پردہ بتائی۔ کپتان ۹ بجے سے بعد واپس آیا۔ اوسکے ساتھ امیر البحر کے جہاز کا ایک افسر تھا جو انگریزی نہایت شستہ بولتا تھا۔ اوسنے مجھے کہا کہ اوسے ہمیں خشکی پر لیجا کر وہاں کے ملکی حکام کے سپرد کرنیکا حکم ملا ہے۔ مسئولیت سے بچا نہیں کرنیکی عادت بدکی جو یونانی ملازموں میں رائج ہے یہ دوسری مثال تھی۔ میں نے دریافت کیا یہ حاکم کون ہیں۔ اوسنے جواب دیا کہ اعلیٰ حاکم لاریسہ کا گورنر ہے جو وہاں سے دولو بھاگ آیا تھا۔ اور اب یہاں کا حاکم اعلیٰ ہے۔

یونانیونکے ملکی حاکم

میں ملکی یونانی اہلکاروں کی معیانت بدکرداری۔ بددیانتی اور ظلم و اعتساف سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور جانتا تھا کہ لاریسا کا گورنر اس کلیہ سے مستثنےٰ نہیں۔ یہ وہی نیک ذات تھا جو ترکوں کے پہونچنے سے دو دن پہلے نہایت بزدلانہ طور پر اپنے فرائض کو چھوڑ چھاڑ کر لاریسہ سے بھاگ گیا تھا۔ اور بھاگنے سے پیشتر قیدیوں کو رہا کر کے اونہیں رائفلیں دے گیا جنہوں نے فوج کے پاجیوں کے ساتھ مل کر بیچارے علی کے دنوں میں لوٹ مار و غارت کا وہ بازار گرم رکھا۔ اور اپنے ہم قوموں بالخصوص عورتوں کو ایسا ستایا تھا کہ یونانی باشندوں نے ترکوں کو بہت جلد پہنچ جانے پر شکر کا کلمہ پڑھا۔ مجھے چونکہ اس ذات شریف کے یہ تمام کارنامے معلوم تھے میں نے جبر کے سوا اپنی مرضی خود خشکی پر جانے سے قطعاً انکار کر دیا اور انگریزی جہاز یا انگریزی قونصل کے حوالہ کر دیئے جانیکا مطالبہ کیا۔ کپتان میاکیس نے احکام کا عذر پیش کر کے میری درخواست کو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ اسپر میں نے خود امیر البحر سے ملنے کی درخواست کی۔ اور میاکیس نے بہت تردد اور پس و پیش کے بعد امیر البحر کو جھنڈیوں کے ذریعہ میری درخواست سے مطلع کرنا منظور کیا۔ امیر البحر نے اسکا قبول کر لیا۔ اور ہم گیارہ بجے اوسکے جہاز اسپارا پر پہونچکر امیر البحر شاباشلیوں نو سے ہم نے سیلون میں ملاقات کی۔ وہ بہت خوش اخلاقی سے آیا۔ مگر اوسکی قطع و وضع سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بڑا شکی اور وہمی مزاج شخص ہے۔ امیر البحر افسروں کی نسبت وہ ہمیں نہایت کمزور دشمن تصور کرنے پر زیادہ مائل ہے۔ امیر البحر جبتک باتیں کرتا رہا مجھے بھی غالب گمان دیتی رہی۔ وہ طویل القامت سیاہ فام شخص تھا جسکا رنگ نا ماشتری؟ اور آنکھیں بار بار [illegible] اوسکو کل حالات جن کیوجہ سے ہمیں یہ آفت پیش آنا پڑا تھا اور گرفتار ہوئے تھے بالتفصیل بتائے اور پھر کہا کہ ہم ملکی حکام کو بار جانا کبھی منظور نہیں کر سکتے۔ ایک ہم اون سے واقف نہیں۔ دوسرے ہمیں اونپر کوئی اعتماد نہیں۔ اپنے ملکی رفقا کی نسبت ایسا کلمہ سنکر امیر البحر اور دو اور افسروں نے جو پاس بیٹھے تھے خفگی کا اظہار کیا۔ مگر میں اپنی رائے پر قائم رہا۔ اور جب میں نے یہ کہا کہ یونانی بحری افسروں نے ہمیں گرفتار کیا۔ اونہوں نے ہی ہمارے سفر میں رکاوٹ ڈالی۔ اور وہی ہمیں یہاں لائے ہیں۔ ہم اون کے قبضہ میں

اور انکے پاس اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں۔ تو اس دلیل سے امیرالبحر کی خفگی بالکل زائل ہو گئی اور چند لمحے غور کرنے کے بعد جواب دیا کہ اگر ہم ملکی حکام کے پاس جانے سے انکار کرینگے تو وہ ہمیں خود بخود آزاد کرنیکا ذمہ نہیں اٹھائیگا بلکہ ہدایات منگوانے کے لیے ایتھنز تار دیگا ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ لاریسا کا گورنر انگریزی اخبارات کے رپورٹرس سے جو وہاں ہونے اوسکی متوحشانہ فراری کے متعلق کیے تھے بہت بگڑ رہا تھا۔ اور مزید برآں اسوقت وولو کے سر برآوردہ یونانیوں کے دلوں میں ترکی فوج کی جو قریب پہنچ گئی تھی۔ بہت دہشت سمائی ہوئی تھی اور وہ ہمکو بطور یرغمال قابو کرنے کے لیے نہایت بیچین ہو رہے تھے۔

بہرحال یقینی امر ہے کہ اگر خشکی پر جاتے تو ہمارے لیے اچھا نہ ہوتا۔ وہاں بہت گھبراہٹ اور بیچ اسی سلسلے ہو رہی تھی دوسرے انگریزوں کے ساتھ وولو میں جو اوس وقت کمیشنر بنا دیا گیا اوسکو حالات اب شائع ہو چکے ہیں اور اون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یونان کے ملکی حکام اور باشندے کوئی پاجیانہ یا بزدلانہ حرکت نہیں جسکو نہ ہو سکتے ہوں امیرالبحر نے ایک قاصد کے ہاتھ میرا خط بھی انگریزی قونصل کو پہنچا دینے کا وعدہ کیا۔ اور انگریزی سفیر متعینہ ایتھنز کو تار دینے کی بھی اجازت دیدی۔ یعنی مسٹر مرلن (قونصل) کی معرفت مسٹر ایجرٹن (سفیر) کو بھیجا اور اسمیں اپنی گرفتاری کی مختصر مگر واضح کیفیت درج کرکے سفیر موصوف سے ہماری رہائی کا مطالبہ کرنیکی درخواست کی۔

قونصل کے انتظار میں ہمکو بیٹھا رہنا پڑا دو گھنٹہ بسر کیے۔ بعد میں امیرالبحر دربار کرتا رہا جسمیں اوسکے ماتحت بیڑے کے تمام کپتان سلام کو حاضر ہوئے اسنے کہا آج اسکے ہمنام ولی عہد جارج کا دن ہے مگر ہمنے بعد میں سنا کہ آج بادشاہ کے نام کی عید دربار کیا جاتا تھا لیکن بعد ازاں ایتھنز سے دربار نہ کیے جانیکا حکم آگیا جسکی وجہ تب کوئی معلوم نہ ہوئی۔ تاہم ملاحوں نے اوس دن برابر تہوار منایا صرف یہ فرق ہوا کہ اسکا یہ ہوا امیرالبحر کی سالگرہ کا دن ظاہر کیا گیا کئی افسر ہمارے پاس آکر ہم سے گفتگو کرتے رہے۔ ایک کپتان انگریزی جانتا تھا۔ اوسنے آلیس کو بڑا پیار کیا اور اسکو کچھ مٹھائی بھی دی افسوس کہ مجھے اوسکا نام یاد نہیں رہا۔ آخر مسٹر مرلن ایک بجے کے قریب پہونچ گیا۔ اور اوسنے ہمیں رہائی دلوانے کیلیے جس قدر کہ کوئی قونصل یا انسان زور لگا سکتا ہے۔ زور دیا مگر امیرالبحر اپنے عزم سے نہ ہٹا بلکہ جوں جوں مسٹر مرلن نے زیادہ زور دیا وہ اور ضد پر ہوتا گیا۔ مسٹر مرلن نے کہا کہ میں تمکو تحریری اقرار نامہ لکھدیتا ہوں کہ اگر تم مسٹر الشیپلڈ کو ابھی چلا جانے دو تو جسوقت یونانی گورنمنٹ اسے طلب کرے وہ جو الزام اوسپر لگایا گیا ہو اوسکی جوابدہی کیلیے فوراً واپس آجائیگا

اگر امیرالبحر معقول آدمی ہوتا تو اس تجویز کو فوراً مان لیتا۔ مگر صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسیطرح ہمیں [illegible] کی مسئولیت اپنے سر نہیں لینا چاہتا۔ ایک یونانی کپتان نے مجھ سے بعد میں کہا "ہمارے تمام افسر لوگوں سے ڈرتے ہیں" لوگوں سے اوسکی مراد درحقیقت ایتھنز کے مفسد طبیعت باشندوں سے تھی۔ مسٹر مرلن کے پاس جب کوئی چارہ نہ رہا تو وہ جہاز سے رخصت ہو گیا۔ اور وعدہ کر گیا کہ میں [illegible] کو ایتھنز تار دیتا ہوں اور تمہیں دیکھنے کیلیے پھر بھی آؤنگا۔

ہیم ورجا کی حالت میں رکھنے والی لڑائی کہ ولسٹینو میں اوسوقت میدان حرب خوب گرم ہو رہا تھا ہمنے امیر البحر سے وہاں جاکر لڑائی دیکھنے کی اجازت طلب کی مگر اوسنے نہ دی۔ ولسٹینو میں وولوس صرف دس میل ہے یہ پہلا دن تھا کہ ہمارے ساتھ اسیرون ایسا برتاؤ کیا گیا اور اُسدن کی آزردگیوں میں ایک یہ آزردگی بھی کچھ کم نہ تھی کہ ہم سارا دن توپوں کی رعد نما گرج اور رائفل باڑھوں کی مسلسل کڑک بہوا گھوڑوں پر سوار ولسٹینو کیطرف سے آتی سنتے رہے۔ بلاشبہہ اس سے بڑھکر بے چین کرنیوالا کونسا امر ہو سکتا تھا کہ ہم ایک ایسے معرکہ عظیم کے تمام شور و غل کو تو بجز دیکھنے کا ہمیں بڑا اشتیاق تھا سنتے رہیں مگر اُسے دیکھ نہ سکیں توپوں اور رائفل آتشباری کی مسلسل و غیر منقطع صدائے جو دولون بہت قریب معلوم ہوتی تھیں۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اوسموقعہ پہ جسے ہم نے اچھی طرح دیکھا ہوا تھا بڑی سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ اور ترک نعیم پاشا کی شکست کا جسے ہم نے گذشتہ جمعہ کو بچشم خود معاینہ کیا تھا داغ مٹانے اور کرنیل سمولنسکی کو مغلوب کرنے کے لیئے جان سپارانہ کوشش کر رہے ہیں مسٹر مرکن نے مجھسے ذکر کیا تھا کہ ڈرایڈ کا کپتان ملیم چند انگریز نامہ نگاروں کے ساتھ لڑائی دیکھنے کے لئے صبح ولسٹینو گیا ہے۔ میں نے جہاز مذکور کے لفٹنٹ مسٹر ہلش سے جو ہمیں ملنے آیا۔ اور بڑی مہربانی سے پیش آیا تھا۔ درخواست کی کہ جب کپتان واپس آئے تو اوسکی پاس ہماریطرف سے التجا کرے کہ وہ ہمیں جہاز ایونیا پر آکر لڑائی کے حالات بتا جائے ــــ

شدید آتشباری جو صبح کے ساڑھے دس بجے شروع ہوئی تھی۔ شام کے پانچ بجے کر قریب بند ہوگئی۔ یونانیوں کو سارا دن فتح و نصرت کے پرچے پہنچتے رہے تھے۔ بالآخر سمولنسکی کا یہ مشہور پیغام جسمیں اوسنے بیحد تعلی کی تھی پہنچا کہ اوسنے ترکوں کو پے در پے سات مختلف حملوں کو پسپا کیا ہے۔ اور اب میرے سپاہی ترکوں کے خون میں تیر رہے ہیں۔" سمولنسکی قابل سپاہی ہے۔ اور صرف وہی ایک ایسا افسر ہے جسنے محاربہ میں کچھ قابلیت دکھائی۔ مگر وہ بھی دوسرے یونانیوں کیطرح غلو و اغراق اور مبالغہ پسندی کی خوفناک سودا میں مبتلا ہے میں اسے مخفی نہیں رکھنا چاہتا کہ یہ خبر سنکر مجھے ترکی حملہ کے نتیجہ کے متعلق کسیقدر تردد ضرور ہو گیا۔ کیونکہ میں یونانی موقعوں کی انتہا مضبوطی۔ ترکی سپاہیوں کی جانبازانہ شجاعت اور ترکی جرنلوں میں چند ایک کی ناقابلیت سے بخوبی واقف تھا لیکن سات بجے کپتان ملیم کے آنے پر کل فکر و تردد کافور ہو گیا۔ وہ تھکا ماندہ اور گرد آلود سیدھا میدان جنگ سے ایونیا پر آیا۔ اور ترکی سپاہیوں کی بے نظیر شجاعت اور لڑائی کے مفصل حالات ہمیں سنا سکا۔ اوسنے بیان کیا کہ ترک صف در صف اور پلٹن در پلٹن دشمن سے اپنے آپ کو چھپانیکی کوشش کرنیکے بغیر علانیہ صبح کے ساڑھے آٹھ بجے کے قریب کرلی سے جو ولسٹینو سے سات میل ہے روانہ ہوئے اور دو گھنٹوں کے سفر کے بعد الجھ مشغول پیکار ہو گئے ہمارا سابقہ تجربہ و مشاہدہ کپتان کی داستان کی لفظ بہ لفظ تصدیق کر رہا تھا دیر کرکے چلنا۔ لڑائی سے پیشتر لمبا اور بہت سخت سفر طے کرنا اور پھر ایسے ہی دن کو نہایت ہی گرم اور پرسکتہ کر دینے والے حصہ میں جا نگداز معرکہ آرائی میں مصروف ہو جانا یہ سب وہی باتیں تھیں جو ہم پہلے ہر موقعہ پر مشاہدہ کر چکے تھے کیا اچھا ہوتا اگر فوج کا بڑا حصہ پہلے دن ایسے وقت جبکہ دھوپ مدھم ہو گئی ہوتی۔ دشمن کے قریب پہنچا دیا جاتا اور وہیں کیمپ لگا دیا جاتا اور دوسرے دن علی الصبح لڑائی

ہو جاتی مگر ترکی جرنیلوں کو سمجھائے کون تاہم اس مرتبہ نعیم پاشا کی طرح پہلی اون کو ناقابل تسخیر ڈھلوانوں کو بنوک سنگین فتح کرنیکی غلطی کا ارتکاب نہ کیا گیا کل زور یونانی میسرہ اور قلب پر ڈالا گیا۔ کپتان ٹلہم کچھ عرصہ یونانیوں کے اگلے مورچوں میں رہا مگر آخر اتشباری کی مسلسل بوچھار زاوینو سے بہانسی ہٹا دیا۔ اوسنے بیان کیا کہ جب میں واپس آیا اوسوقت ترک سینو سیفالو کی ڈھلوانوں اور ولیستینو سے جنوب مغرب کیطرف کی بلند زمین کے برابر آگے بڑھ کر یونانی میسرہ کو الٹ دینے کیلئے بڑی سخت کوشش کر رہے تھے اسے ترکوں کی کامیابی کیطرف سے نا امیدی نہ تھی بلکہ کہا کہ گو یہ درست ہے کہ یونانیوں کے بڑے مورچے ابھی تک بدستور محفوظ اور اون کے تصرف میں ہیں مگر ترکوں نے اگلے مورچے فتح کر لیے ہیں اور بڑے مورچوں کے بالکل قریب پہنچ گئے ہیں جن پر وہ بلا شبہ علے الصبح آخری اور فاتحانہ حملہ کرینگے۔ وہ ابھی باتیں ہی کر رہا تھا کہ پھر رائفل بارشوں کی کڑک سنائی دی جو بڑی تیزی سے آدھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

جوانمرد کپتان کا قیاس بالکل درست نکلا دوسری شام کو سمولنسکی نے ۲۵ میل بجانب جنوب المیروس کو ہٹ جانا قرین مصلحت سمجھا گو یہ امر ابھی تک صاف نہیں ہوا کہ آیا اوسنے فرسالہ کے فتح ہو جانیکی وجہ سے مراجعت کی تھی یا خود اپنے میسرہ کے الٹ دیئے جانے کے خطرہ کی وجہ سے غالباً دونوں باتوں کا کچھ کچھ اثر تھا۔ بہرحال یہ لڑائی محاربہ کی صعب ترین لڑائیوں میں سے تھی اور اسمیں یونانیوں نے کوئی ایسی بڑی کار گذاری نہ دکھائی یہ درست ہے کہ وہ قد آدم مورچوں کے پیچھے تھے لیکن ایسے مستحکم موقعہ کو منتخب اور پھر اسے ایسی مضبوطی کے ساتھ مستحکم اور مورچہ بند کرنیکی کریڈٹ اور نیکنامی کا سمولنسکی ضرور مستحق ہے ان دونوں کی لڑائی میں ترکوں کے ۱۵ سو شہید و مجروح ہوئے۔ اگر لاریسا کی شرمناک بھاگڑ کے بعد یونانیوں کا مستعدی کے ساتھ تعاقب کیا جاتا تو یہی نقصان نہیں۔ بلکہ فرسالہ اور بالخصوص ڈوموکوس میں ایسا سخت نقصان نہ اوٹھانا پڑتا تو جو اوٹھایا گیا۔ یونانی فوج کو ٹرنادوس اور لاریسا کی بیجا اسانہ مراجعت فرار کے بعد ویلیسٹینو فرسالہ و ٹرکالا لائن پر پھر مرتب ہونے اور سنبھلنے کا موقعہ ہی نہیں دینا چاہیے تھا فتح سے فایدہ نہ اوٹھا سکتے اور غنیم کی شکست کو سر توڑ بھاگڑ میں متبدل نہ کر دینے سے اپنی فتح کو مکمل نہ کرنیکی وجہ سے ہی ۱۸۷۷ء میں ترکی کی یہ تباہی و بربادی ہوئی تھی اور اسمیں بہت کم شبہہ ہے کہ اگر یونانیوں کی بجائے کسی زیادہ شجاع و بہادر دشمن سے مقابلہ ہوتا تو ۱۸۹۷ء میں بھی اس تساہل کا ویسا ہی بُرا نتیجہ نکلتا۔

جہاز یونیا جا بجا ایک عجیب واقعہ گذرا۔ امیر البحر نے اپنا انگریزی دان کپتان بھیجکر ہمیں اطلاع دی کہ اوسے ہمیں ایتھنز بھیجدینے کا حکم گورنمنٹ کیطرف سے موصول ہوا ہے۔ جہاز یونیا اسکو ہمیں لیجانیکا حکم دیا گیا مگر کپتان میالیس[1] نے عذر کیا کہ اوسکے پاس کوئلہ کافی نہیں۔ اسپر بار بردار جہاز کلات جہاز آیونیا کو تیار ہونیکا حکم ہو گیا۔ کپتان میالیس کے انکار کرنیکی غالباً کچھ اور وجہ تھی۔ جیسا کہ آگے پتا لگا۔ اوسکا تعلق اوس تلاشی سے تھا جو آدھی رات کو ہمارے اسباب کی لیگئی تھی اور میرا خیال ہے کہ وہ اس حرکت سے دل میں بہت نادم تھا۔

[1] یہ شخص اکتوبر ۱۸۹۹ء میں یاسیس کی وزارت میں وزیر بحریہ ہو گیا۔ نومبر ۱۸۹۹ء میں جب جدید وزارت ہوئی تب بھی وہ اسی عہدہ پر بحال رہا۔

اپونیا تین ہزار ٹن وزن کا عمدہ اور خوب آراستہ جہاز تھا ہمیں ہماری آسایش کیلیے آسایش بخش کمرے دیئے گئے اور کپتان کو ہماری ہر طرح سے خاطر کرتے رہنے کا حکم دیا گیا۔ اپونیا پر ہمسے کل اسلحہ لے لیے گئے۔ اور اگرچہ ہم کو بالکل نظر بند کیا گیا۔ ہمیں بالائی چھت اور سیلونوں میں پھرنے کی پوری آزادی تھی۔ لیکن یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ہماری حرکات کی نگرانی کیجا رہی ہے۔ رات کو ایک سنتری میرے کمرے کے دروازہ کے باہر پہرہ دیتا رہا۔

شبہ پیدا کرنے والے کاغذات

امیر البحر کے انگریزی دان کپتان نے ہمیں سیلون میں طلب کیا جہاں ہم سے ایکطرح کے باضابطہ سوال و جواب کیے گئے۔ خوش قسمتی سے مسٹر مران جہاز پر موجود تھا اور میں نے باصرار تمام اسکا فیصلہ کرالیا کہ سوال و جواب کیوقت وہ پاس رہے۔ کپتان نے کسیقدر تحکمانہ لہجہ میں سوالات کی ایک فہرست پیش کی اوسنے ایک کاغذ سے کچھ عبارت پڑھی جسے سنکر میں سمجھا کہ یہ وہ تار ہے جو ایتھنز سے موصول ہوا ہے مگر پھر معلوم ہوا کہ یہ وہ مشہور "الزام ثابت کنندہ کاغذ" ہے جسکی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ ہمارے پاس سے دستیاب ہوا ہے اور ایتھنز کے اخبارات نے اوسپر خوب شور و غل برپا کیا تھا۔ اول اوسنے مجھسے اپنا روزنامچہ اور کتاب یادداشت پیش کرنیکو کہا میں نے پروانہ راہداری نکالکر دیدیا۔ اور کہا کہ میرے پاس کوئی کتاب یادداشت یا ڈائری (روزنامچہ) نہیں اسکے بشرہ سے ثابت ہوتا تھا کہ اوسے میری بات پر یقین نہیں۔ مگر جب میں نے درشت لہجہ سے انکار کو دوہرایا۔ تو اوسنے ایلس کیطرف متوجہ ہو کر کہا "تمہارے پاس تو یادداشت کی کتاب موجود ہے اوسے نکالو" اس سے مجھکو کسیقدر تشویش سی پیدا ہو گئی کیونکہ جانتا تھا کہ وہ سیاحت کے حالات قلمبند کرتا رہا ہے جسمیں اوسنے اپنے خیالات بالکل آزادانہ ظاہر کیے ہوئے ہیں اور ان خیالات کا یونانیونکی شجاعت و سپہ سالاری کے حق میں مضر حیثیت اور ترکوں کے حق میں ہونا یقینی امر تھا مگر جب ایلس نے یہ جواب دیا کہ اوسنے یہ دونوں سے یعنی تھسلی میں داخل ہونیکے وقت سے اپنے روزنامچہ میں کچھ نہیں لکھا تو میرا تردد دور ہو گیا اور میں نے اوسے اپنا روزنامچہ لانے کیلیے کہدیا جسمیں ۲۰ اپریل سے جس تاریخ ہم سالونیکا سے روانہ ہوئے تھے اوسدن تک کی سیاحت و حرکات کی یومیہ کیفیت کو قلمبند کر کے کپتان کے حوالہ کر دیا۔ بعد ازاں اوسنے سوال کیا کہ کیا میں پہلے دنوں قسطنطنیہ میں تھا میں نے جواب دیا کہ شروع جنوری سے بعد میں یونان نہیں گیا۔ اسپر اوسنے ایک کاغذ سے سلطان المعظم ایک پاشا اور کاونٹ گوچیوسکی اور چند خفیف سے واقعات و روایات متعلق ایک لمبی چوڑی مضحکہ خیز معجون مرکب عبارت پڑھی جسے سنکر پایا جاتا تھا کہ وہ کسی خوردسال بچہ کے خط سے اقتباس کیگئی ہے اسکو سنکر مجھے خواہ مخواہ خیال گذر گیا کہ کہیں ایلس کے کسی چھوٹے بھائی کا خط تو یونانیونکو نہیں ملگیا۔ بعد کپتان نے ایلس سے چند سوالات سوال کیے جس سے اوسنے دکھا دیا کہ ایلس کے روزنامچہ کی آخری عبارت ۲۰ اپریل کو ولونا میں لکھی گئی تھی اور کونٹ گوچیوسکی کی ملاقات کے متعلق اوسمیں کچھ حوالے ہیں۔ اس مواخذہ پر سوال و جواب کا سلسلہ ختم ہو گیا اور کپتان ہمسے [illegible] رخصت ہو گیا اوسنے ہمیں بتایا کہ اوسے حکم ہے کہ ہماری روانگی کی اطلاع بذریعہ ٹیلیگراف ایتھنز کردے کپتان مذکور بظاہر خاصہ خوش اخلاق اور صاف دل معلوم ہوتا تھا مگر دوران گفتگو ایک دو دفعہ اسکا لب و لہجہ اور بشرہ سے واضح ہو گیا کہ وہ بآسانی ظالم و درشت خو

بن سکتا ہے سٹینڈرڈ کے قابل نگار مسٹر مانٹگمری کو جسے یونانیوں نے ہالمیروس کے قریب پکڑ کر لیا اور بے جا بھیجدیا تھا۔ اسی کپتان سے سابقہ پڑا تھا۔ اور راوس سے اسنے نہایت بری پیرایہ سے دریافت حال کیا تھا۔ مگر جب یونانی گرفتار کنندگان کے سلوک کی کوئی شکایت نہیں کرتا۔ "جنگ آمیز ہوتا ہے" یہ ایک عام ضرب المثل ہے اور اوس کی صداقت میں کوئی شک نہیں تاہم اتینھز اور تھیسلی میں جب ہم نے اسے ہر ایک کی زبان پہ دیکھا۔ تو آخر سنتے سنتے اکتا گئے۔

کپتان پلہم اور مسٹر ملٹن ہیں جہاز ایونیا پر ملنے آئے۔ اور مسٹر مرلن نے ساڑھے سات بجے آخری دفعہ ملکر کہا کہ ابھی تک مسٹر ایجرٹن نے تار کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جہاز کا کپتان مادر و میکالیس نیک نہاد اور صاف طینت شخص تھا۔ وہ ہم سے ہر وقت بنوازش پیش آیا۔ وہ انگریزی بالکل نہ جانتا تھا اور فرانسیسی شدید۔ نایب کپتان اور ڈاکٹر بھی نہایت خوشطبع اور خلیق تھے۔ آخر الذکر فرانسیسی بہت عمدہ بولتا تھا جہاز کا ایک یونانی باورچی نامراد و بدقسمت انگریزی آہن پوش جہاز وکٹوریا[1] پر ملازم رہ چکا تھا۔ اوسکے غرق ہونیکے وقت وہ کسی کام کیلئے دوسرے جہاز پر گیا ہوا تھا۔ جہاں سے اوسنے اوسے غرق ہوتے دیکھا۔ جہاز کے چرخ نہایت تیزی کے ساتھ چلکر کھا رہے تھے جو بدنصیب ملاح اون کی جھپیٹ میں آئے اونکے پرخچے اڑ گئے۔ اس دردناک واقعہ کی کیفیت اوسنے نہایت رقت انگیز پیرایہ میں بتفصیل سنائی۔

ایک یونانی ممبر اور مظالم فروش

ڈنر پر یونانی بحری افسروں اور ایک ممبر سے دلچسپ گفتگو ہوتی رہی ممبر کا نام پٹیالاس تھا اور تاریخی جزیرہ اتھاکا کیطرف سے جسے وہ اٹیاک پکارتا تھا ممبر تھا۔ وہ محاربہ میں شامل رہا تھا۔ اور اب پارلیمنٹری فرائض کیطرف متوجہ ہونیکے لیے اتینھز واپس جا رہا تھا۔ اسی پٹیالاس کو ہمنے نہایت متواضع اور خوش اخلاق پایا اوسنے ہمارے ساتھ سچی ہمدردی اور دلچسپی ظاہر کی۔ ایک یونانی افسر نے مجھسے دریافت کیا۔ کیا مینے کوئی ترکی مظالم مشاہدہ کیے ہیں پھر بار بار بیان کیا کہ ترکوں نے یونانی مجروحین کو کئی جگہ زندہ جلا دیا ہے مینے اس بہتان کی فی الفور تردید کر کے اوس سے اون مقامات کے نام بتانیکی درخواست کی۔ اوسنے فرسالا دوس کا نام لیا۔ مینے جواب دیا کہ میں وہاں ترکی ہر اول دستہ کے ساتھ داخل ہوا تھا۔ وہاں کوئی ایسا واقع نہیں گذرا۔ پھر اوسنے کہا یونانی اپنے مجروحین ریزو میلو کے گرجہ میں چھوڑ گئے تھے ترکوں نے گرجہ کو آگ لگا کر کل مجروحین سمیت خاکستر کر دیا۔ مینے اسپر اپنی طرف سے کچھ نہ بیان کیا بلکہ تفصیل کا تقاضا کر کے پہلے یہ تاکید کر دی کہ ایسے الزامات لگاتے وقت تاریخ و وقت وغیرہ کی بالکل درست تعیین نہایت ضروری ہے اور ساتھ ہی یہ یاد رکھنا واجب ہے کہ فرضی مظالم کی تشہیر مشتہر کنندگان کے حق میں مفید ہونیکی بجائے الٹی نقصان رسان ہوتی ہے۔ پھر مینے سوال کیا۔ کیا تمنے بچشم خود گرجہ کو جلا ہوا دیکھا اور وہ کس دن جلا تھا؟ پہلے تو وہ یہی کہتا رہا کہ اوسنے اپنی آنکھوں سے اوسے جلتے ہوئے دیکھا تھا مگر جب میں جزئیات و تفصیل بتانیکا تقاضا کیا اور ادہر یونانی ممبر نے اوسے آنکھوں آنکھوں میں فہمایش کر دی

---

[1] یہ آہن پوش اول درجہ کا مصافی جہاز تھا۔ پانچ ایک برس ہوئے طرابلس الشام کے قریب انگریزی بیڑہ مشق و قواعد کر رہا تھا کہ ایک جہاز وکٹوریہ سے ٹکرا گیا اور آخر الذکر یا پنج منٹ میں غرق ہو گیا۔ مغرق ملاحوں کو قبرستان کیلئے سلطان المعظم نے طرابلس کے قریب انگلستان کو کچھ قطعہ اراضی کا عطا کر دیا تھا۔

تو اُسنے کہا کہ اُسکی ایک دوست نے جسکے بیان پر اوسکو اعتبار ہے گرجہ کو جلتے دیکھا تھا جو جمعہ گذشتہ ۲۳ اپریل کو جب نعیم پاشا نے ریزدمیلو پر قابض ہوکر دلشینو پر حملہ کیا تھا جلا یا گیا تھا یہ سنکر مینے پھر تاکید کی کہ اچھی طرح یاد کرو کہ تم ٹھیک تاریخ بتا رہے ہو مگر وہ اپنی بات پر قایم رہا اسپر مینے اُسے بتایا کہ تم بالکل غلطی پر ہو۔ اوس جمعہ کو ہم بذات خود ریزدمیلو میں اور خاص اُسی گرجہ میں لڑائی کے اختتام تک رہے تھے وہاں کوئی زخمی نہ تھا۔ نہ اُسے کسی نے آگ لگائی تھی جمعہ کے بعد اتوار کو بھی ایک استشافی فوج کے ساتھ ریزدمیلو گیا تھا گرجہ تب تک صحیح سالم کھڑا تھا اور اوسوقت بھی وہاں کوئی زخمی اوس میں نہ تھا۔

یہ جواب سُن کر افسر نادم ہونیکی بجائے کسیقدر سوچ میں پڑ گیا۔ اور پھر کہا "کس دن تم نے آخری مرتبہ ریزدمیلو کو دیکھا تھا" مینے جواب دیا۔ "اتوار دوسری مئی کو"۔ اسپر اوسنے کہا "اوہ مجھسے غلطی ہو گئی یا ریزدمیلو کا گرجہ جمعہ کو نہیں بلکہ اوس کے بعد دوشنبہ کو جلا یا گیا تھا"۔ میں "تمہیں اسپر پورا وثوق ہے؟ تعیین تاریخ میں مغالطہ نہ ہونے دینا نہایت ضروری ہے"۔ یونانی افسر "ہاں مجھے پورا یقین اور وثوق ہے"۔ میں۔ "تو اچھا سُن لو تمہیں اطلاع دینے والے نے بالکل غلط کہا ہے۔ کیونکہ ریزدمیلو اور اُسکا گرجہ اتوار ۲ مئی کی رات سے بدھ ۵ مئی کی صبح تک خود تمہاری فوج کے تصرف میں رہے تھے"۔ یہ سنکر ہمارے مظالم فروش دوست کے دانت کھٹے ہو گئے اور پھر اوسنے اس بحث کا نام نہ لیا۔ اُسکا اعتبار خود اوسکے اپنے زود اعتقاد سے زود اعتقاد رفقا کی نظر میں کچھہ نہ رہ گیا اور پھر سارے سفر میں بلکہ جبتک میں یونان میں رہا مینے ترکی مظالم کے متعلق ایک لفظ تک نہ سُنا۔ بادشاہ نے مجھسے بالصراحت کہا کہ اکثر ان افواہوں پر جو لوگ تھسلی میں ترکوں کے سخت مظالم کے مرتکب ہونیکے متعلق مشہور کر رہے ہیں مطلقاً اعتبار نہیں۔

جزیرہ نیگروپانٹ اور مارا تھان کا میدان جنگ

سم چالکی ابنائے کا مشہور پل دیکھنے کیلیے میں جمعرات کو بہت سویرے بیدار ہوا۔ آٹھ بجے پر اعظم جزیرہ یوبوا اگریپا۔ نیگروپانٹ۔ انگریزوں نے اسقدر قریب ہے کہ دونوں میں صرف ۵۰ فیٹ کا فاصلہ ہے یہاں ایک مضبوط او ویزان پل بنا ہوا ہے جو جزیرہ کو براعظم سے ملاتا ہے جہازوں کے گذرنے کیلیے پل پر راستہ کردیا گیا چالکیس کے مشہور عالم شہر سے جسکے گرد اگرد اہالی ایتھنس کے زمانہ حکومت کیوقت کی خوشنما برجدار فصیلیں بنی ہوئی ہیں ہم پانچ بجے کے قریب گذرے ساڑھے سات بجے ہم مارا تھان کے میدان جنگ سے جسکی شہرت قیامت تک قایم رہیگی گذرے سنہ ۴۹۰ قبل مسیح میں یہیں دس ہزار ایتھنز والوں نے ملٹیاڈیس کے زیر کمان ایک لاکھ ایرانیوں کو شکست فاش دی تھی۔ سمندر سے مارا تھان کے چھوٹے سے میدان اور بروانا و ماراتھان کی وادیوں کا جو میدان سے پرے ہیں نہایت عمدہ اور صاف نظارہ ہو سکتا ہے۔ میرے گائیڈ یک راہنما سپاہی نے میدان جنگ کے جو مختلف موقعے بتائے گئے ہیں سے اور پیرز وہ تودہ موسومہ سوروس جہاں مقتول اتھنزی دفن کیے گئے تھے مجھکو جہاز سے صاف دکھائی دے رہے تھے اور قریہ مارا تھان بھی داہنے ہاتھ کی وادی کے سرے پر صاف نظر آرہا تھا۔ وہ ساحل جہاں

؎ سر ایڈورڈ کریسی اس لڑائی کو اون پندرہ لڑائیوں میں اولین لڑائی شمار کرتے ہیں جنہوں نے کل مہذب دنیا کی تاریخ پر عالمگیر اثر ڈالا کر قوموں کے عروج و زوال اور تاریخ عالم کا نیا دور شروع کیا۔ مترجم

بھگوڑے ایرانیوں اور فاتح ایتھنزیوں میں جو ایرانیوں کو بھاگنے کا موقعہ نہ دینے کے لیے اون کے جہاز پر قبضہ کرنیکی کوشش کر رہے تھے جانگداز معرکہ آرائی ہوئی۔ قریب ہی قریب عین ہمارے سامنے تھا۔ ایتھنز کا اعلیٰ مجسٹریٹ کالی ماکس یہیں قتل ہوا تھا۔ اور یہیں ایک بہادر ایتھنزی سینا غورث نے ایرانی تیر کی ضرب سے اپنا ہاتھ کٹوا لیا۔ مگر ایک ایرانی کشتی کو جسکو وہ پکڑے ہوئے تھا چھوڑنا منظور کیا۔ ملا ایرانی سات ہزار اور ایتھنزی صرف ۱۹۲ ہلاک ہوئے۔ یہ بات ان کو دیکھکر خواہ مخواہ یہ خیال پیدا ہو گیا کہ کبھی یونانی ایسے شجاع اور محب وطن تھے اور اب اون کی یہ کیفیت ہے کیسی انگریزی شاعر نے یونان قدیم و یونان جدید کا باہم موازنہ کرتے ہوئے بالکل درست کہا ہے "یونان کی زمین تو ابتک ہی جو پہلے تھی لیکن اب وہ زندہ یونان نہیں رہگیا۔ وہ ایسا ہی زرخیز و خوشنما اور دلفریب ہے مگر اس زرخیزی۔ خوشنمائی اور دلفریبی میں مردوں کیسی بے رونقی اور بیجانی ہے جو دیکھی ہم اسکے ساحلوں سے رخصت ہو جاتے ہیں کیونکہ وہاں جان نہیں۔ ایک کالبد بے روح پڑا ہے"

میری رائے میں یونانیوں کے تب فاتح ہونے کی ایک اور وجہ بھی تھی جو یہ ہے کہ تب اونکو ترکوں سے سابقہ نہ پڑا تھا ایرانی اپنے عروج کے زمانہ میں دلیر و شجاع و جفاکش عثمانی رہزنوں کی نسبت بہت ہی نازک و لطیف مزاج ہو گئے ہوئے تھے جزیرہ یوبوا کا تمام ساحلی علاقہ اور اسکے بالمقابل بر اعظم ساحل کا علاقہ نہایت زرخیز اور خوبصورت ہے یونان کے صوبہ اٹیکا کی پہاڑیوں کی نسبت جو عموماً ملخشک ویران آباد ہیں۔ یہاں سبزی اور روئیدگی بہت زیادہ ہے سمندر ہر جگہ بالکل صاف۔ آسمان شفاف و بے ابر اور ہوا ایسی لطیف و پاکیزہ ہے کہ اس سے زیادہ لطیف و پاکیزہ عالم تصور میں بھی قیاس نہیں کیجا سکتی +

یونی ڈالو کم کے رہنے کی راہ جہاں آبنائے بہت ہی تنگ ہو گئی ہے لوگوں کی انبوہ در انبوہ کھڑے تھے جسوقت جہاز کے ملاحوں نے اونکو سمولینسکی کی "شاندار فتح" کی خبر سنائی تو سب نے خوشی کے نعرے بلند کیے مگر الوینا کھڑا نہ ہوا۔ رو اور کے بڑھ گیا۔ جہاز پر دو بیقاعدہ یونانی سپاہی بھی سوار تھے وہ طویل القامت و تنومند شخص تھے۔ اور گھاگرہ پلٹن کیطرح گھیرے دار ازار گھٹنے اور بھورے رنگ کی ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے۔ اور اونکے سینے کارتوسوں کی پیٹیوں سے ڈھنپے ہوئے تھے جنکے اوپر بھیڑی کی کھال کی بھدی سی پوستینیں تھیں۔ یہ ذات شریف بنظاہر پیشہ شیخی باز تھے۔ بہاں جدہر دل چاہتا چھوڑ لیتے پھرتے۔ اور مسہری کو بھی بجست جھت پر سوتے ایک اکثر شیخی بگھارتا رہتا کہ "میں نے ضلع تریہ وس میں اپنے ہاتھ سے بیس ترکوں کو تہ تیغ کیا۔ اور اب چند دن آرام کرنے کیلیے ایتھنز گھر جا رہا ہوں" میرا خیال ہے کہ بھلے مانس کو ترکی سنگینوں کے اور زیادہ مقابلہ کی جرأت نہ رہ گئی تھی وہ اتھینکل ہتیاریا کے دستہ کا آدمی تھا۔

ساڑھے بارہ بجے ہم فالیرم کے قریب پہنچے۔ یہ چھوٹا سا قصبہ خلیج پایریس کے باہر واقع ہے اوسکے بندرگاہ میں وہل کا متفقہ بیڑہ باجاہ و جلال خاموش لنگر انداز تھا کہ اگر ایتھنز میں بغاوت ہو جاوے تو جھٹ کام دے سکے۔ لیکن ساتھ ہی اس لیے شہر سے باہر کہ باشندوں کو خواہ مخواہ اور اشتعال نہ ہو پہنچ جائے دو بجے ہمارا جہاز اول درجہ کے امریکن کروزر سان فرانسسکو کے دوش بدوش جو نہایت خوبصورت اور مضبوط جہاز تھا۔ پایریس کی بندرگاہ میں لنگر انداز ہوا اسپر کیوقت جہاز کو کا نایاب افسر امریکن امیر البحر کا

کارڈیلیکر ایونیا کے کپتان کے پاس آیا میری اوس سے کچھ گفتگو ہوئی اور اوس نے وعدہ کیا کہ اگر شہر کے بلوائیوں نے ہمارے جہاز پر آکر ہم سے کچھ شرارت کرنی چاہی تو امریکن جہاز ہماری مدد کریگا۔ بندرگاہ میں انگریزی جنگی جہاز کوئی نہ تھا۔

یونانی ممبر نے ہمیں تنبیہ کر دیا کہ خشکی پہ جانا تمہارے لیئے مناسب نہ ہوگا۔ ایتھنز کے اخبارات نے اشتعال انگیز مضامین شائع کر کے لوگوں کو تمہارے برخلاف سخت برافروختہ کر دیا ہے۔ ان نیک بخت اخبارات نے ہمیں "جاسوس" کا خطاب دیکے یہ تحریر کیا تھا کہ ہمارے پاس سے الزام جاسوسی کو ثابت کرنے والے کاغذات بھی دستیاب ہوئے ہیں۔ شہریوں کو طوفان بدتمیزی نے چند دن قبل دو چار تجارتی جہاز و نیز جنگی کی نسبت خیال کیا گیا تھا کہ اونپر کریٹی مسلمانوں کے لیئے سامان رسد لدا ہوا ہے یورش کر کے اہل جہاز کی خوب زد و کوب کی تھی اور اسباب محمولہ کو سمندر میں پھینکدیا تھا ہمارے ورود سے کچھ دن بعد مسٹر مانٹگمری سے اسی مجمع نے نہایت وحشیانہ سلوک کیا تھا[1]۔

مسٹر میکس کی ایلچیانہ کاروائی

ایونیا کا کپتان ایتھنز جا کر ایم رالیس کو اطلاع دینے کیلئے جو وزیر اعظم ہی نہیں وزیر بحریہ بھی ہے فی الفور خشکی پہ چلا گیا۔ وہ میری طرف سے ایک خط مسٹر ایجرٹن کیطرف بھی لیتا گیا۔ اور ساتھ ہی ایک رقعہ انگریزی قونصل کو بھیجدیا جسمیں ہم نے اوس سے جہاز پر آکر ہمسے ملنے کی درخواست کی تھی۔ مگر جب وہ خشکی پر پہنچا تو اوسے بذریعہ ٹیلیفون ایتھنز سے یہ پیغام پہنچا کہ خود ایم رالیس ساڑھے چار بجے آکر ہمیں ساتھ ایتھنز لے جائیگا ہمارے لیئے یہ بڑی خوشخبری تھی۔ مگر ساڑھے چار بجگئے اور ایم رالیس کوئی نہ آیا ساڑھے پانچ بجے ہمنے کپتان اور اوسکے ماتحت افسروں سے دریافت کیا کہ کیا وہ توقف کی کچھ وجہ بتا سکتے ہیں؟ اونہوں نے کسیقدر تردد کے بعد جواب دیا کہ غالبًا وہ بلوائیوں کے خوف سے نہیں آیا۔ ۶ بجے مسٹر میکس مسٹر ایجرٹن کیطرف سے جہاز پر پہونچا۔

[1] ایسا ہی باحیانہ سلوک اکتوبر ۱۸۹۶ء میں ایک ترکی جرنیل سے کیا گیا۔ امیر المؤمنین نے جنرل دہبی پاشا کو افواج مقیمہ تھسلی و ایپائرس کے سپاہیوں اور افسروں میں تنخواہ اور اعزازی تلواریں تقسیم کرنے کے لیئے بھیجا۔ جنرل موصوف کار مفوضہ سے فارغ ہو کر بندر پریویسا سے ایک آسٹرین جہاز پر سوار ہو کر قسطنطنیہ کیطرف روانہ ہوئے اون کے ساتھ اونکا بیٹا اور جنرل محمد علی پاشا معہ قبایل بھی تھے جہاز مذکور جب ایتھنز کی بندرگاہ پائریس میں داخل ہوا تو دو ہزار سے زیادہ لفنگے اور بدمعاش یونانی باین خیال کہ جہاز پہ چند یونانی اسیران جنگ بھی ہیں کشتیوں پر سوار اوسکے گرد جمع ہوگئے جہاز کے کپتان نے اونکو یقین دلایا کہ کوئی قیدی اسیر سوار نہیں ہے۔ مگر اونہوں نے ایک نہ سنی اور جہاز میں داخل ہو کر تمام کمروں میں پھیل گئے مسافروں کا اسباب لوٹ لیا اور ترکی افسروں کو بیحرمت کیا۔ یونانی گورنمنٹ نے اطلاع ملنے پر کوئی تدارک نہ کیا آخر آسٹریا کے ایک جنگی جہاز نے دو کشتیوں پر بحری سپاہی اور تارپیڈو کشتیاں بھیجکر مجمع کو منتشر کیا۔ اور محمد علی پاشا اور دیگر مسافرونکا مال واپس لیا۔ محمد علی پاشا کی اہلیہ خوف و دہشت سے کئی ہفتے بیمار رہیں یونانی گورنمنٹ نے آسٹرین گورنمنٹ کی بازپرس پر بعد میں بندرگاہ کی افسر اور پولیس کے اعلی عہدہ دار کو موقوف کر کے معافی مانگ لی۔ کئی اخبارات انگریزی اخبارات سے دریافت کیا کہ کیا تمہاری مہذب یونانی قوم کی یہی شرافت ہے جسپر تم اسقدر نازاں ہو مگر آفریں ہے ترکوں کو کہ اس واقعہ کے بعد بھی کسی یونانی مسافر یا جہاز کو ترکی بنادر یا سمندروں میں ذلیل کرنیکا اون کو خیال تک نہیں گذرا۔

وہ در اصل پائریس میں قونصل تھا مگر کام کی کثرت کیوجہ سے اسوقت ایتھنز کی سفارت میں بطور اتاشی بھی کام کر رہا تھا۔ وہ یہ خوش خبری لایا کہ ایم رالیس نے سفیر سے ملاقات کر کے ہمیں رہا کر دینے اور انگریزی سفارت کو سپرد کر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ مسٹر میکس ہمیں کا انتظار نہ کر کے اپنی گاڑی پر ایتھنز سے آیا۔ اوسنے کپتان سے ہمیں اوسیوقت ساتھ لیجانے کی اجازت مانگی کپتان نے عذر کیا کہ مجھے اسکے متعلق کوئی حکم ابتک نہیں ملا۔ اسپر مسٹر میکس اور بھی صاف انکار کر دینے کے درپے ہوگیا۔ مگر کپتان حیلے حوالے بتاتا رہا جبپر مسٹر میکس نے آخری سوال کیا "صاحب کیا آپ مجھے جو انگریزی سفیر متعینہ ایتھنز کا قایم مقام ہے مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ اور اوسکا فرزند حوالہ کرنیسے انکار کرتے ہو۔ اسکا جواب دو حرفی ہاں یا نہ دیا جاسکے"

کپتان نے جو فی الواقع نیک نہاد شخص تھا رک رک کر آخر صاف انکار کر دیا اور مسٹر میکس اس انکار کو بلفظہا دوہرا کر خوش خوش واپس چلا گیا۔ کیونکہ اس انکار سے اوسے یونانی گورنمنٹ سے بازپرس کا موقعہ ملگیا۔ ساتبجے کپتان کو پیغام پہونچا کہ چونکہ دن کو وقت ہمارا خشکی پر اترنا خالی از خطر نہیں۔ ایم رالیس دیر کے آئیگا چند سرخ کوٹ و سرخ ٹوپی پوش اطالین مجاہدین کشتیوں پر سوار ادہر ادہر بندرگاہ میں پھر رہے اور مختلف جہازوں کی سیر کر رہے تھے اہل جہاز چنداں تپاک کے ساتھ اون سے پیش نہ آتے اونہیں کچھ بندرگاہ میں ادہر ادہر بانکپن سے سیر کر رہے تھے ہم ایم رالیس کا انتظار کھینچ رہے تھے کہ ایک بڑا تجارتی جہاز یونانی مجاہدین سے بھرا ہوا بندر میں داخل ہوا۔ یہ لوگ عثمانیہ علاقہ سے اور زیادہ تر سمرنا سے آئے تھے۔ وہ تقریباً سب کے سب ابھی نوعمر لونڈے تھے۔ اور جہاز کا ہر گوشہ و ہر کونہ اونسے بھرا ہوا تھا۔ ان جاہل بے علیم اور کمزور جسم لڑکوں کو جہاز کے بندر میں داخل ہوتے وقت "جہاد جہاد" کے نعرے لگاتے ہوئے سنکر اونکی حالت اور بیوقوفی پر ہمیں بڑا رحم آیا۔ اونکو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ لڑائی کس جانور کا نام ہے اور وہ کیسی خوفناک چیز ہے کئی گھنٹے انتظار میں گذر گئے سبنے شام کا کھانا افسردہ دل سے کھایا۔ یونانی افسر تاخیر و درنگ سے بھی زیادہ پژمردہ خاطر ہو رہے تھے وہ ہمیں جہاز پر روک رکھنے کی ذمہ داری میں مبتلا ہونا پسند نہیں کرتے تھے ہمنے اونہیں ہم ظریفانہ پیرایہ میں کہا کہ اگر کسیطرح کے بلوہ کا اندیشہ ہے تو اونہیں ہمارے ہتھیار ہم کو واپس کر دینے چاہئیں۔ تاکہ ہم حملہ کیصورت میں اپنا بچاؤ کر سکیں کپتان نے وعدہ کیا کہ جس گودام کے کمرہ میں وہ ہتھیار بند ہیں اوسکے دروازہ کا قفل کھولدیا جاویگا۔ آخر سیلون کے باہر جہاں ہم قہوہ پی رہے تھے کسیقدر غل ہونیسے واضح ہوگیا کہ کوئی آیا تھوڑی ہی دیر بعد [illegible] ہمیں کہا کہ ایم رالیس آگئے اور اوسیوقت [illegible] کمرہ میں داخل ہوگیا

یونانی وزیر اعظم

ایم رالیس پستہ قامت اور چست و چالاک شخص ہے آنکھیں روشن و بیقرار ہیئت سپاہیانہ چہرہ خوب گٹھا ہوا اور سر کے بال لمبے لمبے اور بکھرے ہوئے۔ ایم رالیس کو ایک لحظہ سکون نہیں وہ ہر وقت متحرک رہتا ہے اور بولتا نہایت تیزی اور طلاقت لسانی سے ہے اوسکی شکل و شباہت خوش آیند تو ہے مگر خوبصورت نہیں۔ تاہم اوسکا بشرہ بتا رہا تھا کہ وہ اکثر یونانیوں کی نسبت زیادہ صاف باطن اور نیک ضمیر شخص ہے۔ اوسکے ساتھ صرف ایک منشی اور ایک چھوٹا سا عجیب الہیئت آدمی تھا۔ آخر الذکر وزیر کے پیچھے تھا اسلیے اوسے ہم پہلے نہ دیکھ سکے۔

وزیر نے آتے ہی بڑے تپاک کے ساتھ ہم سے مصافحہ کر کے ہمارے رکاوٹ پر افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ اس سے جو تمہیں تکلیف پہونچی ہے اوسکا مجھے بہت رنج ہے۔ البس کے ساتھ وہ بہت بے تکلفی کے ساتھ پیش آیا جسکے گلے کو ٹھوڑی کے نیچے سے پکڑ کر اوسکی چٹکیاں کسیقدر زور کے ساتھ لیں۔ لونڈے کو یہ حرکت سخت ناگوار گذری اوسکا رنگ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور ہاتھوں سے اسکا جواب درشتی سے دینے ہی لگا تھا کہ مینے جھٹ پٹ اوس کو کہا کہ "وہ صرف پیار سے ایسا کر رہا ہے" جس سے البس کا غصہ فرو ہو گیا۔

لیکن اگر مجھ سے ذرا سا بھی توقف ہو جاتا تو وہ ضرور ایم رالیس کو دو چار گھونسے رسید کر دیتا ہم سے بعد وہ پٹیالا اس سے چند اُلٹ سُلٹ باتیں کرتا رہا۔ یہ ممبر اگرچہ ڈیلیانیس کے فریق میں سے تھا مگر نئے وزیر سے موافقت کر لینا اوسے ناپسند نہ تھا بعد ازاں میں اور وزیر کچھ عرصہ باتیں کرتے رہے میں نے اوسے کہا کہ میری رائے میں لڑائی کا جلد ختم ہو جانا نہایت مناسب ہے لڑائی دونوں ملکوں کے حق میں مضر ہے ترکی اور یونان کو آپس میں دوست رہنا چاہیئے نہ کہ دشمن۔ وزیر نے کہا "غالباً جرمنی اور روس قابل اطمینان تصفیہ کی بہت کچھ مزاحمت کرینگے" پھر کہا تمہارا مشورہ بیشک نیک ہے مگر بعد از وقت دیا گیا ہے تمہارے کہنے سے پیشتر ہی دول عظام نے خود بخود بلا تحریک بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دینے کا منشا ظاہر کیا ہے۔" اُسنے خود بخود کا لفظ اسلیے کہا تھا کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ یونان نے دول سے التجا کی ہے۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ یونان نے علانیہ نہ سہی در پردہ یا پرائیویٹ طور پر ضرور التجا کی تھی۔ ایم رالیس نے باتوں باتوں میں ذکر کیا کہ لڑائی ختم ہو چکی ہے مگر یہ بیان صریح غلط ثابت ہوا۔ وہ جیسی امید کو اوبیا پہ ملا اور لڑائی اوس سے پندرہ دن کے بعد یعنے ۲ انہی کے معرکہ ڈوموکوس کے پیچھے بند ہوئی۔ میں نے اوسے کہا کہ اگر انعقاد صلح کے متعلق میں قسطنطنیہ یا کہیں اور کسی کار آمد ہو سکوں تو مجھے دریغ نہیں ہو گا۔ ایم رالیس نے اسکا شکریہ ادا کرکے بتایا کہ یونانی فرسالہ کو چھوڑ آئے ہیں۔

یہ نہایت اہم خبر تھی کیونکہ فرسالہ کو چھوڑ دینے کا حکمی نتیجہ یہ تھا کہ دلسٹینو کو بھی چھوڑ دیا جائے۔ باتوں سے فارغ ہو کر ہم چلنے کو تیار ہو گئے اوس وقت مینے اپنے اسلحہ کی واپسی کی درخواست کی۔ اور ایم رالیس نے اونہیں فی الفور واپس کر دیئے جانیکا حکم دیا لیکن جب ہم نے گراس رائفلوں اور یونانی تلواروں کا جو البس نے تفسیلی میں البانویوں سے خرید کی تھیں اور نیز ہیپا کے اسلحہ (تلوار۔ پستول اور خنجر) کا مطالبہ کیا۔ تو ایم رالیس نے اول الذکر اسلحہ یا بیں دلیل ہمیں واپس دینے سے انکار کیا کہ وہ یونانی گورنمنٹ کی ملکیت ہیں اور اسے اپنی ملکیت پر بجز متصرف ہونیکا کامل استحقاق حاصل ہے مینے عذر کیا کہ ہم مصاف کنندہ نہ تھے۔ اور اسلحہ مذکور جائز طور پر ان لوگوں سے جنہیں وہ میدان جنگ میں لاوارث ملے تھے۔ خرید کیے گئے تھے۔

میرا خیال ہے کہ اگر ہم اکیلے ہوتے تو ایم رالیس یہ ہتھیار بھی ہمیں واپس دیدیتا۔ مگر چھاونی کے کل افسروں کے سامنے جو اس بحث کو دلچسپی اور کسیقدر آزردگی کے ساتھ سن رہے تھے اوسنے ایسا کرنا مناسب نہ سمجھا مینے بھی روانگی میں زیادہ توقف ڈالنا قرین مصلحت نہ سمجھا اس بحث کو اس فقرہ پر ختم کیا "ایم رالیس چونکہ آپنے یہاں آکر ہمیں چھوڑنے کا ہم پر احسان کیا ہے میں اس معاملہ پر اسوقت زور نہیں دیتا۔ اور مزید بحث و دعاوی کو کل پر ملتوی رکھتا ہوں"۔

فصل نوزدہم (۱۹)

پائریس سے واتھنز

جس وقت ہم خشکی پر پہونچے اوس وقت اگرچہ دس بجے کا عمل تھا۔ مگر ساحل پر بیشمار ہجوم ہمارے انتظار میں کھڑا تھا۔ ہم گاڑی پر سٹیشن کو گئے۔ جہاں ساحل سے بھی زیادہ ہجوم جمع تھا۔ یہ اژدہام دیکھکر ماسیو رالیس کا دل بہت سہم گیا۔ کیونکہ گو ہجوم نے عملاً مخاصمت کا کوئی اظہار نہ کیا۔ مگر اوسکے تیور بگڑے ہوے تھے۔ اور ذرہ سی تحریک پر مشتعل ہو سکتا تھا۔ بدقسمتی سے ٹرین کی روانگی کیوقت کے متعلق غلطی ہوگئی۔ اور ہم آدھ گھنٹہ پہلے آگئے۔ سٹیشن ماسٹر نے ہمیں اپنے کمرہ میں لیجاکر دروازہ بند کردیا۔ لیکن مجمع بڑھتا گیا۔ اور کئی لوگ دروازہ کے پاس آکر ہمیں گھورتے رہے اسپر دروازہ کو مقفل کردیا گیا لیکن مجمع کا شوق کم نہ ہوا۔ اور دریچہ کے بیرونی کھڑکی پر چڑھکر یکے بعد دیگرے ہمیں دیکھتے رہے۔ ایلیا کی ترکی ٹوپی سے بالخصوص انہیں بڑی دلبستگی تھی۔ اور اوسکی طرف بار بار انگلیاں اُٹھ رہی تھیں۔ یہ دیکھکر اب پہلی مرتبہ ایلیا کا حوصلہ جاتا رہا۔ گرفتاری کیوقت اُسکا استقلال برابر قایم رہا تھا اور جہاز کے یونانی ملاحوں کی چھیڑ چھاڑ سے بھی جو اوسے ہر وقت لڑائی کی دعوت کرتے رہتے تھے وہ نہ گھبرایا تھا۔ مگر اب یہی خاص وجہ تھی کہ اوسکے پاس کوئی ہتھیار نہیں رہ گیا تھا اور وہ اجنبی ملک میں بیگانوں کی قید میں گرفتار اور بالکل بے پناہ تھا اوسنے لمبی لمبی سانسیں بھرنی شروع کردیں اور اُسکی حالت غشی کے قریب پہونچگئی۔ سب سے پہلے ایلس نے اوسکے اضطراب کو دیکھا۔ جسپر اوسنے ایلیا کے پاس جاکر اوسکی پیٹھ کو تھپکا اور اوسے حوصلہ دلایا کہ میرا (یعنی ایلس کا) ریوالور دس بلوائیوں کے لیے کافی ہے۔ ایلس کے بعد ایم رالیس نے بھی اوس کے رخسار وغیرہ پر ہاتھ پھیر کر اسے بہت کچھ تشفی دلائی۔ اور نیز وعدہ کیا کہ ہم سب آخری دم تک اوسکی حفاظت کرینگے۔

اتنے میں ٹرین تیار ہوگئی۔ اور ہم کمرہ سے باہر نکل آئے۔ ہجوم ہمارے گرد امنڈ آیا۔ مگر کسی نے حملہ نہ کیا۔ ایم رالیس نے اکثر لوگوں سے مصافحہ کیا جس سے وہ خوش ہوگئے اور کوئی شرارت نہ کی۔ اسوقت تک ایلیا کا حوصلہ بالکل بحال ہوچکا تھا وہ باوقار لاپروائی کے ساتھ ہمارے ساتھ آیا۔ ہم سب جھٹ پٹ ایک کمرہ میں بیٹھگئے اُسکا دروازہ مقفل کردیا گیا۔ اور ٹرین ایتھنز کو روانہ ہوگئی وہاں کے سٹیشن پر بھی ہجوم موجود تھا مگر وہ نہ اتنا زیادہ تھا اور نہ اسقدر جوشیلا ایک مدہوش اسکاچ نے جو آسٹریلیا سے آرہا تھا میرے قریب آکر نہایت رقت کے ساتھ ہمدردی و تاسف کا اظہار کیا اوسکے خیال میں ہم کو پھانسی دینے لیجا رہے تھے۔ سٹیشن پر گاڑی تیار تھی ہمیں ایم رالیس سیدھا انگریزی سفارتخانہ کو لیگیا۔ سفارتخانہ کی عمارت بہت خوبصورت اور یونانی طرز کی ہے۔ وسط میں ایک بڑا ایوان ہے اور نچلی منزل کے سامنے سنگ مرمر کا زینہ ہے۔ انگریزی سفیر مسٹر ایجرٹن جو نہایت قابل قدر اور خلیق جنٹلمین ہے اور علم و عقل دونوں کی وافر مقدار رکھتے ہیں نصف زینہ تک ہمارے استقبال کو آیا

مسٹر ایجرٹن اور ایم رالیس

چند لمحوں تک دونوں مدبر اس سوچ میں خاموش کھڑے رہے کہ گفتگو کس طرح شروع کی جائے۔ ایم رالیس حیران تھا کہ کیا کہے۔ اور مسٹر ایجرٹن اوسے اور ہم کو با وقار حیرت و تاسف کی نگاہوں سے اس طرح دیکھتے ہے کہ گویا وہ ایم رالیس سے اس معاملے کی کیفیت طلب کر رہے ہیں آخر یونانی وزیر اعظم نے سنبھلکر نہایت نرمی کے ساتھ فرانسیسی میں یہ کہا "سفیر صاحب! یہ بچے انکو صحیح و سالم میں آپ کے حوالہ کرتا ہوں" من بعد میں اور سفیر کو سلام کہکر رخصت ہوگیا۔ سفیر ہم سے نہایت تپاک سے ملا اور کہا "میں شام کو کھانے پر تمہارا منتظر رہا" پھر ہمیں سفارتخانہ میں ٹھیرنے کے لئے کہا بحالت موجودہ ہمنے اس مہمان نوازی کو بلا تامل منظور کرلیا۔ مسٹر ڈانلڈ رالیس میکنزی ٹایمز کا نامہ نگار بھی وہیں فروکش تھا۔ اوسنے ہمیں اپنے مشاہدات بالتفصیل سنائے۔ ٹرنا دوس اور لاریسہ کی بھاگ ریس ۲۳ اور ۲۴ اپریل کو وہ بھی شامل تھا اور اوسوقت ہمیں اکثر دوسرے انگریزوں کیطرح جنکو یونانیوں کی شجاعت پر بڑا ناز تھا۔ اسپر بھی اس شجاعت کی قلعی اچھی طرح کھل گئی —

دوسرے دن ہم صبح کے پانچ بجے بیدار ہوکر ایتھنز کے پرانے قلعہ کو جسے دیکھے ہوئے ۱۹ برس ہوگئے تھے روانہ ہوگیا۔ یہ مقام واقعی کمال شاندار ہے! اوسے دیکھکر اوسکی گذشتہ شان و شوکت کی یاد فوراً دلمیں تازہ ہوجاتی ہے۔ اور اوسکی نوادرات اور قدیم عمارتوں کی بےمثال لطافت سے آنکھوں کو سچا سرور اور تازگی حاصل ہوتی ہے۔ پارتھی نان۔ پروپیلیا ارکتھی ام اور نیکی اپٹیروس کا مندر بلا مبالغہ نادر الوجود عمارتیں ہیں۔ اریوپیگس کی سہل المرور بلندی پر بھی چڑھا۔ اور چٹانی تہ خانہ میں بھی گیا۔ یہ وہی بلندی ہے جہاں کھڑے ہوکر ۱۸۰۰ برس ہوئے سینٹ پال نے اہالی ایتھنز کے دلوں کو ہلا دیا تھا اور یہ وہی تہ خانہ تھا جہاں سقراط نے زہر کا پیالہ پیکر جان جان آفرین کے سپرد کی تھی۔ نیکس کی مشہور آفاق پہاڑی بھی جسکا نام پریکلیس۔ کلیون۔ ڈیماس تھنیز اور ایتھنز کے زمانہ عظمت و شوکت کے تمام مشاہیر کی یادگاروں اور کارناموں سے وابستہ ہے بالکل پاس تھی۔ اللہ اکبر ان نامورون کے مقابلہ پر زمانہ حال کے یونانی کیسے حقیر اور ہیچ دکھائی دیتے ہیں۔ اونپر رومن جنیل مارک انٹونی کا یہ مصرع "اے اپنا وطن یہ گرنا کیسا گرنا تھا" یا کارڈینل وولزے کا یہ پر ازحزن و اندوہ مقولہ "جب وہ گریگا شیطان کیطرح گریگا۔ اور کبھی نہ سنبھل سکیگا" کیسا صادق آتا ہے۔ یونان کو کامل تباہی سے بچانے کے لیے جو اوس کی سرپاختہ اور بزدلانہ حماقت نے اوسپر تقریباً وارد کردی ہے بلاشبہہ کسی ہیرو کی ضرورت ہے اور سرزمین یونان زبان حال سے ہروقت بارگاہ ایزدی میں یہ التجا کر رہی ہے —

---

۱ یہ صاحب لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہندوستان کے پرائیویٹ سکرٹری کی حیثیت میں کئی برس ہندوستان میں رہ چکے ہیں۔ اس عہدہ کو قبول کرنے سے پہلے بھی ٹایمز کے نامہ نگار تھے اور اسی حیثیت سے روس کی سیاحت کرکے اوسپر ایک کتاب تحریر کی تھی جو انگلستان میں عام مقبول ہوئی۔ مترجم

۲ مسلمانوں کا قبرستان بھی جنھوں نے کئی سو برس یونان پر قابض رہے اسی پہاڑی کی ایک جانب ہے۔ ایتھنز [illegible] آیا دیکھا تھا۔

۳ جیسے مصر کی حسین ملکہ کلیوپٹرا کے عشق نے کسی کام کا نہ چھوڑا تھا۔

اے خدا آن صاحبِ عقل و تمیز — کان توانائی و شہرت داشت نیز
حیف او بر دم شتہ رختِ سفر — رفت زین عالم بدنیائے دگر
از فراقش حالت یونان زمین — دردناک است و بد انجام و حزین
قوم دارد بہر شخصے احتیاج — کو کند درد و زوالش را علاج
گر بود اولادِ بابئے[1] و یا امیر — یا بود فرزند درویش فقیر
اعتراضے نیست ما گوئیم فاش — ہرچہ بادا باد مرکاذب مباش

وزیر اعظم کا دفتر — ناشتہ کے بعد میں ایم رالیس کو وزارت بحریہ میں اوسکے دفتر جا ملا اور آنیکی وجہ یہ بتائی "چونکہ آپ از راہ شفقت مجھے جہاز پر ملنے گئے تھے اس عنایت کے عوض میں نے آج حاضر خدمت ہونا ضروری سمجھا" رالیس اس دلیل سے بہت خوش ہوا اور کچھ عرصہ فرحان و مسرور دوستانہ باتیں کرتا رہا۔ اوسکے پرائیویٹ کمرہ کو دیکھکر میں دنگ رہگیا۔ میں ہی نہیں جو دیکھتا دنگ رہجاتا۔ اور اس حیرت میں پڑجاتا کہ وزیر موصوف کوئی کام کسطرح کر سکتا ہے وہ ہر قسم اور ہر منزل کے لوگوں سے جن میں افسر اخبار نویس۔ سایل۔ سیاسیون۔ سکرٹری حتی کہ عورتیں بھی شامل تہیں۔ بہرا ہوا تھا اور وزیر ان سب میں ادہر اودہر جلد جلد چکر لگاتا ہوا ہر ایک سے کچھ نہ کچھ گفتگو کر رہا ہے اب آسی اس شخص نے قابو کیا ہے اوس سے خلاصی ہوئی تو دوسرا سامنے آگیا۔ اور وہ یہ ہے کہ سب کی معروضات سن لینا۔ اور کسیکو انتظار میں نہ رکہنا اپنا فرض سمجھ رہا ہے۔ اوسکی یہ کارروائی بلا شبہ حیرت انگیز تھی مجھے بتایا گیا کہ سارا دن یہی کیفیت رہتی ہے۔ مسیو رالیس کو کہیں بہت رات گذر جانیکے بعد اور صبح کو بہت ہی سویرے تنہا اور چپ چاپ کام کرنیکا موقعہ ملتا ہے۔ میں کمرہ ہی میں تھا کہ ایک خوبصورت یونانی خاتون (لیڈی) اپنے بھائی کے حال آجو فوجی افسر اور محاربہ میں شریک تھا۔ دریافت کرنے آئی۔ وہ انگریزی عمدہ بولتی تھی۔ ایم رالیس نے ایک نہایت بانکا فقرہ کہکر مجھے اوس سے روشناس کرا دیا اور ہم دونوں نے فی الفور محاربہ اور اوسکے اسباب و بواعث کے متعلق طویل و خوشگوار بحث میں مصروف ہوگئے جسمیں میں نے اپنی حسین مخاطبہ سے حتی الامکان بہت کم اختلاف کرنے کی کوشش کی۔ یونانی زبان میں بانکے فقروں کی کوئی کمی نہیں۔

رخصت ہونے سے پہلے میں نے پھر ایم رالیس سے ایلیا کی اسلحہ اور رالیس کی رائفلوں اور تلوار دینے کی واپسی کی باضابطہ گذارش بابت درخواست کی اوسنے ایلیا کی اسلحہ واپس کرنے اور دوسری معاملہ پر موافق و مناسب غور کرنیکا وعدہ کیا مگر ہمیں کوئی ہتھیار واپس نہ ملا۔ شاید اسوجہ سے کہ ہم جلد ایتھنز سے روانہ ہوگئے۔ اسی دن سہ پہر کو ہمنے ٹائمز اور سٹینڈرڈ کے نامہ نگاران مسٹر بورشیر اور مسٹر بیرن سے

[1] انگریزی نظم کا لفظی ترجمہ یہ ہے "یا رالہا مجھے ایک ایسے باعقل و ہوش۔ صاحب حل اور کارکن شخص کی ضرورت ہے جو اون سادہ مزاج شخص آدمیوں ایسا ہو جو افسوس ہمیشہ کیلئے رخصت ہو چکے ہیں۔ اس پر آشوب پر فتن سرزمین کو ایک کم سخن اور باعزم انسان کی ضرورت ہے خواہ وہ امیر کا فرزند ہو یا خود مختار بادشاہ کا۔ اور خواہ جمہوری خیالات کا ہو مگر ایسا ہو جو حکومت کرنا جانتا ہو اور جھوٹ نہ بولتا ہو۔

[2] صفحہ بے - بک - بیگ - ؟

ملاقات کی۔ دونوں خلیق اور خوب باخبر جنٹلمین تھے۔ انکی زبانی بھی معلوم ہوا کہ ایم رالیس کے ساتھ جو بیت قامت سا شخص جہاز پر گیا تھا۔ وہ ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار تھا۔ اس نامہ نگار نے ہماری ملاقات اور ایم رالی کو متعلق اپنے اخبار میں خوب دلچسپ من گھڑت کہانیاں شایع کی ہیں +

اطالین مجاہدین

ہمنے گاڑی پر سوار ہو کر کئی گھنٹے اتھینز کی سیر کی اقدیم یونان کے دلفریب یادگاروں اور خوشنما مطلع اور شفاف موسم سے خوب حظ اوٹھایا اور جو چیز قابل دید تھی سب کو دیکھا بازار تمام ملکوں کے باشندوں۔ مجاہدین اور بیقاعدہ سپاہیوں سے بھرے ہوئے تھے انہیں سے ایک بھی شکل مشابہت بہادر یا معتبر نظر نہ آتا تھا۔ فی الحقیقت اتھینز میں اسوقت تمام یوروپ کا فضلہ جمع ہو رہا تھا۔ ان لوگوں میں زیادہ تر اطالین مجاہدین تھے جنمیں سے اکثر ابھی سولہ برس سے لیکر ۱۲ برس کی عمر تک کے خادم لونڈے تھے۔ گو وہ ٹوپی اور کوٹ اوسی سرخ رنگ کے پہنے ہوئے تھے جیسے چالیس برس ہوئے اٹلی کے آزاد کنندہ گیری بالڈی نے اپنے آدمیوں کی وردی کیلئے پسند کیا تھا۔ انمیں سے اکثر کے پاس ریوالور تھے اور سب محض بلا غرض و بیفایدہ صرف تعریفیں کراتے پھرنے کیلئے ادہر اودہر چکر لگاتے رہتے تھے۔ ان تمام بہادر اور خود ساختہ گیری بالڈین مجاہدین میں فی الحقیقت بہت سے یونانی ہی تھے جنہوں نے ادہر اودہر جھومتے پھرنے کیلئے اطالین لباس پہن لیا ہوا تھا۔ رات کے وقت یہ غیر منتظم اور بیقاعدہ (باشی بزوق) گروہ گروہ بڑے چوک میں جمع ہو کر بہت دیر تک گاتے اور چلاتے رہتے کبھی اسوقت پستول بھی چلا دیتے۔ الغرض یہ لوگ یونانی حکام کے لیے سخت وبال جان ہو رہے تھے +

فصل بستم

شاہ یونان کہ

سہ شنبہ کی صبح کو ساڑھے دس بجے بادشاہ کے یاور صاحب ایڈیکانگ نے خط بھیجکر مجھے بادشاہ سے ملاقات کرنے کے لیے فی الفور محل کو آنے کی درخواست کی ہم سلے ہے گیارہ بجے وہاں پہونچے اور یاور نے ہمیں بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ شاہ نہایت مہربانی سے پیش آیا اور علی الفور نہایت دلچسپ اور خوشگوار گفتگو شروع کر دی۔ بادشاہ کا قد خاصہ لمبا تقریباً پانچ فیٹ دس انچ ہے جسم چھریرا بشرہ خندہ اور اطوار شائستہ و خوشگوار ہیں شکل میں اپنی ہمشیرہ شہزادہ ویلز کی بیگم سے بہت ملتا جلتا ہے۔ انگریزی بہت

سلہ کل اقوام سے حسب تفصیل ذیل مجاہدین یونان کی مدد کو پہونچے - ۳۵۸۲ اطالین ۸۷ افرنچ ۶۷ - آسٹرین ۱۱ روسی ۷ سویڈی - ایک باشندہ ناروے یونانا بیت کی حامی جو الیسٹر فیلڈ کر آئے تھے - انکی علاوہ ممالک غیر سے یونانی قوم کو لوگ بہ تفصیل ذیل اپنے ملک کی مدد کو گئے - قسطنطنیہ رومیلیا - مجمع الجزائر و قریص اور مشرقی رومیلیا سے ۷۰۰ - صوبہ ابائیہ میں سے ۱۴۵ - امریکا سے ۸۵ - آڈیسہ (جنوبی روس کا بندرگاہ) سے ۴۳۸ - روسیا سے ۱۳۳ - اور قاف سے ۹۴ - فرانس سے ۱۲ - آسٹریا سے ۳ - انگلستان سے ۳۱ - اٹلی سے ۲۵ - جرمنی سے ۷ - سوئیٹزرلینڈ سے ۴ - بلجیم سے ۲ - اور کلکتہ سے ۵ +

شایستہ اور باآسانی و سرعت بولتا ہے۔ کل مکالمہ کے دوران میں اوسی ایکمرتبہ بھی کوئی لفظ یا محاورہ نہ سوچنا پڑا میں معمولی لباس میں گیا تھا اوسکی بیٹے یوں معذرت کی کہ حشمت مآب کی جنگی جہازوں کی مستعدی اس کوتاہی کا باعث ہوئی یہ وجہ سنکر بادشاہ بہت محظوظ ہوا۔ شاہ نے تمام پولیٹیکل مسایل پر فوق العادت بلاتکلفی اور روانگی سے گفتگو کی۔ وہ دول کی کارروائی پر بہت ناراض تھا۔ اوسنے کہا ہر شش دول عظام یونان کی ننہی سی ریاست کی برخلاف متفق و متحد ہو رہی ہیں۔ اور یونان کے ہر فعل کی قولاً و عملاً مخالفت کرتی رہی اور کر رہی ہیں اور اونہی کا غلط فعل محاربہ کا براہ راست باعث ہوا ہے۔ وہ انگریزی گورنمنٹ کی پالیسی سے بالخصوص بہت خفا تھا۔ اوسنے کہا۔ اس گورنمنٹ کی پالیسی آج کچھ اور کل اوسکے عین برعکس ہوتی ہے۔ سال گذشتہ کی ایک وقت انگریزی گورنمنٹ یونان کی بڑی خیرخواہ تھی۔ اب اوسکے ہر دعوی کی مخالف دکھائی دیتی ہے —

جب مینے عرض کیا کہ میری اپنی بڑی اور غیر منقطع پالیسی یہ ہے کہ روس کو قسطنطنیہ پر قابض نہ ہونے دیا جائے تو بادشاہ نے جواب دیا "بیشک یہی پالیسی صحیح ہے مگر تمہاری گورنمنٹ تو ہر فعل ایسا کر رہی ہے جسکا نتیجہ اسکے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ روس قسطنطنیہ پر متصرف ہو جائے اور جلد ہو جائے۔ انگلستان اس پالیسی پر وقت ہاتھ سے نکل جانے کے بعد ضرور سخت متاسف ہوگا۔ انگلستان کو یونانیوں کی مدد کرنا واجب ہے جنوب مشرقی یورپ میں صرف وہی غیر سلیو النسل قوم ہیں" اسکے جواب میں مینے عرض کیا میری بڑی خواہش و تمنا یہ ہے کہ لڑائی کا فی الفور خاتمہ ہو جائے اور ترکی و یونان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہنے کی بجائے دوست صادق ہو جائیں میں بیشک ترکوں کا بڑا ہوا خواہ ہوں مگر یونانیوں کا بھی دشمن نہیں۔ بادشاہ نے جواب دیا "چند برس ہوئے میری بھی یہی پالیسی تھی میں ترکوں کا ہرگز دشمن نہیں مینے اوسوقت سلطان المعظم کو یہ ذہن نشین کرانے کی حتی الوسع کوشش کی تھی کہ ہم دونوں کیلئے رفیق صمیم ہو جانا اشد ضروری ہے مگر اوسنے میری باتوں پر کوئی توجہ نہ کی سلطان روس کی مرضی و اجازت کے بغیر کچھ نہیں کرنا چاہتے اور روس کی بڑی خواہش یہ ہے کہ یونان کو پامال و ذلیل دیکھے۔ اب ترکی اور یونان دونوں اس محاربے سے اپنے آپ کو کمزور کر رہے ہیں اور اس سے روس اور سلیو اقوام کے ماسوائے اور کوئی فایدہ نہیں اٹھائیگا -:

مینے بادشاہ کو بتایا کہ یہی بعینہ میرے خیالات ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ چند معاملات کے متعلق انگریزی گورنمنٹ کی پالیسی مذبذب اور کمزور رہی ہے۔ مگر وہ متعمدانہ یونان کے مخالف نہیں۔ ترکی گورنمنٹ کو مقدونیہ پر محاربے سے پہلے یونانی باشی بزوقوں کے حملہ آور ہونے سے سخت اشتعال پہنچا تھا:

بادشاہ نے اس دلیل کو تسلیم کیا اور کہا "سلطان کو بیشک اشتعال پہونچا مگر ہم ان یورشوں کو روک نہیں سکتے تھے۔ یورش کرنیوالے باقاعدہ سپاہی نہ تھے اور تاکہ اونکو ذاتی تجربہ سے ایک دفعہ معلوم ہو جائے کہ لڑائی کیا چیز ہوتی ہے یہ ضرور تھا کہ انکو روکا نہ جاتا۔ اب وہ کبھی یقیناً دوبارہ ایسا کرنیکی کوشش نہیں کرینگے" میں اس جواب کو سنکر بمشکل مسکرانے

کو ضبط کرسکا۔ گورنمنٹ کی ذمہ داری کی یہ بلاشبہ عجیب توضیح تھی۔ اس بیہودہ صداقت جو شروع ہی سے ظاہر تھی بخوبی واضح ہوگئی کہ زمانہ قدیم کیطرح اب بھی یونانی پالیسی کی عنان اہالی ایتھنز کے ہاتھ میں ہے اور بادشاہ و وزرا ایسے بیکار آدمی ترین اہلکار تک سب عہدہ داران زود اشتعال، جاہل و احمق اور متلون مزاج مجمع بے تمیزی سے ڈرتے رہتے ہیں۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ لڑائی فی الواقع زیادہ علاقہ کیلیے رعایا شور و شغب کو بند کرانیکی وقتی یا فرضی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے چھیڑی گئی تھی ایتھنز کے خود سر باشندے اب بھی ویسے ہی بے سمجھ پرجوش اور متلون مزاج اور سرچشمہ شرارت و فساد ہیں جیسے کہ دو ہزار برس ہوئے سپارٹا کی محاربوں اور فیلقوس مقدونی کی فوجکشی کی خطرہ عظیم کے وقت تھے یہ سب کو معلوم ہے کہ اسوقت بھی انہوں نے ڈیماس تھینز کی نصیحتوں کو گورنمنٹ سے زیادہ وقعت نہ دی تھی۔ ایتھنز کے یونانی باشندے اب بھی ویسی ہی سودائی اور شرارت کے پتلے ہیں جیسے کہ پندرھویں صدی میں قسطنطنیہ کے یونانی باشندے تھے جنکو اسوقت بھی ہوش آیا جب کہ ترکی توپیں اونکے شہر کے دروازوں پر گولے برسا رہی تھیں۔

مندرجہ بالا ارشاد کے بعد بادشاہ نے بیان کیا کہ کریٹ کیحالت ہمارے لیے عجب خطرناک بن رہی ہے۔ اسوقت یونان میں پندرہ ہزار کریٹی پناہ گزین بے خان و مان اور مفلس و قلاش موجود ہیں میں ان بیکسوں کی تکالیف و مصایب کو اور زیادہ نہیں دیکھ سکتا۔ کریٹ میں ہمیشہ بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں جن سے ہمیں بہت تکلیف اوٹھانی پڑتی ہے کریٹ کے متعلق کچھ نہ کچھ فیصلہ ہونا نہایت ضروری ہے میں نے التماس کیا کہ کریٹی عیسائیوں نے بھی تو اپنے مسلمان بھائیوں پر بے اندازہ ظلم کیے ہیں اور وہ بیچارے اب سب کے سب ساحلی قصبوں میں پناہ گزین ہیں۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ تمام مصائب دول عظام کی غلطیوں کا نتیجہ ہیں اگست ۱۸۹۶ء میں بضمانت دول سلطان نے جو اصلاحات منظور کی تھیں وہ نہایت مناسب تھیں بلکہ یونانیوں کی توقع سے بدرجہا بڑھکر تھیں اور اونکو اسقدر رعایتیں ملنے کی مطلقاً امید نہ تھی مگر دول کی باہمی اختلافات اور غلطیوں سے اون کی تعمیل میں توقف پڑگیا۔ اور فتنہ خوابیدہ پھر تازہ ہوگیا[1]

---

[1] فرانس کے اخبار پیرس جرنل کے نامہ نگار مسٹر فرینکلین یولین سے شاہ یونان نے حسب ذیل خیالات ظاہر کیے:

"مجھکو آخری ساعت تک مصالحت آمیز فیصلہ کی ارزو تھی ہز مجسٹی نے یہ بھی بیان کیا کہ برخلاف عام رائے کی مضطربانہ حالت سے کما حقہ واقف بھی تھی لیکن عاجلانہ کاروائی یا تحریک مضر تھی۔ جو لوگ ہم پر الزام ڈالنا چاہتے ہیں یہ وہ اشخاص نہیں ہیں جو امور سلطنت کے ذمہ دار اور جوابدہ ہیں ملک کا فرض مجھپر یہ ہے کہ لڑائی سے بچنے کیلیے ہر طور کوشش کریں میرا دل شخصوں نہیں جو تلون طبع کی وجہ سے لڑائی مول لیتی ہیں ہمنے بڑے صبر و قناعت کے ساتھ اس بات کی امید میں انتظار کیا کہ دول یورپ اپنی غلطیوں کی اصلاح کرینگے ہمنے فوجوں اور بیڑہ جہازات کو اوس مقام متعین کرنے میں ایک دن بھی ضایع نہیں کیا جہاں سے وہ اپنی خاطر خواہ کارروائی کرسکیں ہمکو اس نازک حالت پر سخت حیرت ہوئی جسکا پہلے سے کبھی وہم و گمان بھی نہ تھا ہمارے بدترین غنیم کو کبھی ایسے موزوں حالات اور سرمایہ کے جمع ہونیکا خیال بھی نہ ہوگا مجھے اطمینان کلی ہے کہ آیندہ ہمکو اتفاق کے ذریعہ سے قوت حاصل ہوگی۔ اور ہمارا صبر تمام دنیا کی ہمدردی حاصل کریگا۔ اگرچہ سلاطین عظام ہمارے خلاف ہیں۔ لیکن ہر شخص ہمارا ساتھ دینے کو آمادہ ہے اور ہم اس بات پر جسقدر ناز کریں زیبا ہے"

دحشمت مآب کو غالباً اون پندرہ ہزار رائفلوں اور کئی سو مفسدوں زدائی کا واقعہ یاد نہیں آیا ہوگا جو ۱۸۹۶ء کی آخری مہینوں میں یونان سے کریٹ بھیجے گئے تھے ورنہ سارا الزام دول عظام پر نہ لگاتے۔

بعد ازاں بادشاہ نے بہت جوشی کے ساتھ کہا۔ دول عظام خود جو چاہتی ہیں کرتی ہیں۔ آسٹریا نے بوسنیا اور ہرزیگووینا پر اس حجت سے قبضہ کر لیا کہ ہرزیگووینا میں چھوٹی سی بغاوت ہوئی تھی۔ روس نے بصربیا، قارص اور باطوم لیلیا انگلستان امن قایم کرنے مصر گیا۔ اور وہیں جم گیا۔ مزید برآں قبرس پر بھی تصرف لیا۔ فرانس کیک ترین عذرات پر ٹونس میں داخل ہو کر اوسپر قابض ہو گیا حتی کہ بلگیریا کا شہزادہ ایک انگریزی قونصل کو ہمراہ لیے اپنی مرضی سے مشرقی رومیلیا میں داخل

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۵) اس سوال کے جواب میں کہ یورپ کے اخبارات میں ابتک عداوت اور دشمنی پائی جاتی ہے اور اصرار کے ساتھ اونکی خواہش ہے کہ یونان پر الزام لگائیں شاہ نے کہا کہ ان نکتہ چینیوں کا کوئی اثر نہ ہوگا ہر چند یونان کے وسایل نہایت محدود ہیں لیکن یونانی قوم صرف اونہیں شخصوں پر بھروسہ کر سکتی ہے جنہوں نے واقعات اور حالات کو روزمرہ دیکھا ہے اور جو ہمارے ساتھ بغیر کسی طرفداری کے برتاؤ کرنے کو راستبازی سے آمادہ ہیں اونہوں نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ یہ بھی بیان کیا۔ کیا ہم اس لڑائی کے جواب دہ ہیں۔ کیا ہم نے چھیڑ چھاڑ کی ہے؟ ایک کے مقابلہ میں بات کی مخالفت قابل غور ہے ہماری سازش ہمارے اعتبار میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیا ہم نے لڑائی کے چھیڑنے کی غرض سے اپنی فوج جزیرہ کریٹ میں اوتاری جہاں ہمارا فرض تھا کہ اپنے اون بھائیوں کی جانوں کو محفوظ رکھیں جنکو ترک ہلاک کر رہے تھے درحالیکہ یورپ سلطان سے صلح کی گفتگو کر رہا تھا۔ اور کیا یہ بات سرحد تھیسلی پر تھی۔ جہاں ہم سے آٹھ روز قبل ترکوں نے بھی محفوظ فوج طلب کی تھی۔ مجھکو معلوم ہے کہ سرحد پر کچھ حادثے گذر رہے تھے لیکن کیا ان چند بلوائیوں کی نقل و حرکت اعلان جنگ کے لیے کافی ووافی وجہ قرار دیجا سکتی ہے اول فرض یہ تھا کہ اونکو سرحد سے اترنے کی اجازت نہ دیجاتی۔

شاہ نے ۱۸۹۶ء کی نقصان رسانی یونانی سرحد کا حوالہ دینے کے بعد جب ترکوں کی باقاعدہ فوج نے انالیس سے تھانہ پر حملہ کیا تھا مندرجہ ذیل غمناک حالات بیان کیے۔

"اونہوں نے کہا اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم پر بے وجہ حملہ ہوا اور راست یہ ہے کہ ہمیں حملہ کرنے کے لیے حکم دیا گیا تھا یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ ہم ترکی سے جنگ نہیں کرتے ہیں بجزیرہ کریٹ کے سبب ہم میں تفرقہ نہیں ہوا بلکہ اور سازشیں ہیں جو بعد کو کھلینگی بغرض کہ تمام دول عظام ہمارے خلاف ہیں۔ اور چند قومیں تو کھلم کھلا ہماری مخالفت کر رہی ہیں۔ آپ کہینگے کہ یہ کیوں۔ تو میں اسکی توضیح کے لیے تیار نہیں ہوں بہرحال اگر یہ جنگ کے لیے چھیڑ نہیں ہے اور لڑائی نے خروج کیا تو یہ یورپین اتفاق کا فعل ہے۔

مشکلات کریٹ کی خاص بحث پر شاہ جارج نے کہا۔ مجھے ابتک کوئی دول یورپ کا حال معلوم نہیں ہے لیکن قومی قانون کے مطابق محاصرہ قایم نہیں رہ سکتا۔ یوروپین فوجیں اوس مقام پر قیام کر رہی ہیں جو سلطنت عثمانیہ کو ہمارے استیلا سے شکست کر رہی ہیں۔ درحقیقت وہ ہمارے دشمنوں کی مدد پر ہیں اور ہمارے مقابلہ کو ہتھیار اوٹھا رہی ہیں۔ یونان اور ترکوں کا جھگڑا اگر طے ہو جاوے تو بھی تمام مداخلت یکطرفہ عداوت کا ایک فعل ہو جاویگی بدقسمتی سے اوس نازک حالت قوم کو سکھا دیا ہے۔ اشرتیقل قانون ایک بیکار رسالہ ہے۔ اعلیٰ حضرت نے دفعتاً لڑائی کی طرف جاکر پر نہایت ترش گفتگو کی۔

ہوگیا۔ اور وہاں کے ترکی گورنر کو کان سے پکڑ کر باہر نکالدیا۔ اور ملک پر تصرف کرلیا۔ لیکن اگر یونان ایسا کمزور و غریب ملک اپنے ہم مذہب و ہم قوم کریٹیوں کو فنا ہونے سے بچانیکی کوشش کرے تو فی الفور چھ بڑی طاقتیں متفق ہوکر اوسکی گلے کا ہار ہوجاتی ہیں" ایسی زبردست دلیل کا بھلا کیا جواب ہوسکتا ہے اسے سن کر مجھے بے اختیار یہ ایک قدیم ضرب المثل یاد آگئی "ایک آدمی تو گھوڑا چرالیجائے اور دوسرے کو باڑہ کے اوپر سے بھی نہ دیکھنے دیا جائے" پھر مینے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حالت بیشک نہایت قابل افسوس اور نازک ہے مگر جب محاربہ ایک دفعہ شروع ہوگیا تو اب یہ بحث فضول ہے کہ یہ کسطرح اور کیوں شروع ہوا بلکہ میرا مدعا یہ ہے کہ جسطرح ہوسکے اس مخمصہ سے جلد خلاصی کرائی جائے اور فریقین میں قابل اطمینان صلح ہوجائے۔ یہ کہکر مینے تصفیہ صلح کے متعلق اپنی تجویز بادشاہ کو سنائی۔ اوسنے تجویز مذکورہ کو تقریباً تمام ناپسند اور بعض حصوں کو بہت ہی پسند کیا اوسکا خلاصہ حسب ذیل ہے

(۱) یونان ترکی کو اخراجات جنگ کے معاوضہ میں ایک معقول رقم جو کم از کم چالیس لاکھ پونڈ ہو ادا کرے۔ اور اگر کریٹ یونان کو ملجائے۔ تو یہ رقم اوسکی آمدنی سے وصول کیجائے۔ بادشاہ نے جو اس تجویز سے بہت خوش ہوا۔ کہا اس معاملہ کے متعلق کوئی دقت غالباً درپیش نہیں آئیگی۔ اسپر مینے دریافت کیا۔ کیا یونان تھسلی کی سرحد کی ایسی درستی کو جس سے پہاڑی چوٹیاں ترکوں کو ملجائیں منظور کرلیگا۔ اس سے ترکی قلمرو پر یونانی باغیوں یا ڈاکوؤں یا دوسروں کی یورشوں کا آئندہ انسداد ہوجائیگا بادشاہ نے جواب دیا۔ یونانی غالباً اس درستی کو منظور نہیں کرینگے۔ کیونکہ ایک تو اس سے تھسلی کی سلامتی ترکوں کے رحم پر منحصر ہوجائیگی۔ دوسرے ایسا کرنا عہدنامہ برلن کے نقیض ہوگا۔

مینے گذارش کیا۔ اس بات کا ذرہ بھر اندیشہ نہیں ہوسکتا۔ کہ ترک کبھی یونان پر حملہ کرینگے۔ چونکہ سلطنت عثمانیہ چوطرفہ دشمنوں سے محیط ہے اور سلطان اور اوسکی گورنمنٹ محاربہ سے ڈرتے ہیں۔

(۲) بشرطیکہ یونان مسلمان باشندوں کی جان و مال کی حفاظت کے متعلق اطمینان بخش ضمانت دے ترکی اب یا کچھ عرصہ بعد کریٹ یونان کے حوالہ کردے۔ بادشاہ نے بلا تامل کہا۔ اسکا انتظام بہت اچھی طرح ہوسکتا ہے تھسلی میں دیکھیے یونانی گورنمنٹ نے وہاں کے مسلمانوں سے کیسا عمدہ برتاؤ کیا ہے (اس بیان کی صداقت میں مجھکو کوئی شبہ نہیں) مینے مشورہ دیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اونہوں نے کہا یورپ کو بہت جلد یہ بات معلوم ہوجائیگی کہ ہمکو لڑائی میں دھکیل دینے سے کوئی مسئلہ رکا اور قید کا قائم نہ رہیگا تم بہت جلد دیکھوگے کہ ہمارا بیڑہ جہازات ایک بہت بڑی کارروائی کیلئے طلب کیا گیا ہے کیا تھسلی اور اپیرس ہی تک جنگی کارروائیاں محدود رہینگی ہم جانتے ہیں کہ ہم اپنے پر بھروسہ کرسکتے ہیں لیکن ہم اور ہتھیاروں سے بھی فایدہ اوٹھا سکتے ہیں جو ہمکو مفوض ہوسکتے ہیں ہم میں کافی جسمانی جرأت ہے۔ اور ہم اپنے حقوق کا تحفظ بخوبی کرسکتے ہیں ہمارا خیال ہے کہ ہم تمام دنیا کے مقابلہ میں تنہا ہیں یہانتک کہ فرانس بھی ہم سے بالکل علیحدہ ہے تم کہتے ہو کہ یورپ قبل اس طوفان کے نمودار ہونیکے جسکا وہ بانی ہے بیٹھ آئیگا لیکن مجھے بخوبی معلوم ہے کہ وہ ایک طولانی اور خونریز جنگ کیلئے نہایت بیقرار ہے اگرچہ بدقسمتی سے بہت دیر ہوگئی ہے لیکن ہمکو آیندہ انصاف پر یقین رکھنا چاہیے کریٹ کے معاملہ میں حق اور انسانیت کے خلاف ایک بہت بڑا جرم سرزد ہوا ہے اور اسکی گوشمالی شروع ہوگئی ہے *

کہ اگر تجویز منظور ہو جائے تو شاید یہہ مناسب ہو کہ مسلمانوں کو جزیرہ کے ایک کونہ میں یکجا آباد کر دیا جائے اور کچھ عرصہ کیلئے اونکی حفاظت کے واسطے کچھ یوروپین فوج مامور رکھی جائے۔ بادشاہ نے کہا "اسکی کچھ ضرورت نہیں ہوگی مسلمانوں کا جان و مال یونانی گورنمنٹ کے زیر سایہ بالکل محفوظ و مصئون ہوگا۔

(۳) ٹرکی اور یونان میں عام مدافعانہ اتحاد ہو جائے۔ بالخصوص ایسی سلطنت کے برخلاف جو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو بادشاہ نے کہا "میں ہمیشہ ٹرکی سے دوستانہ اتحاد رکھنے کا خواہشمند رہا ہوں مگر سر دست اوس کدورت کیوجہ سے جو محاربہ کی بدولت پیدا ہو گئی ہے۔ ایسا اتحاد مشکل ہو سکیگا تاہم اس مسئلہ پر میں قطعی طور سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اسکا تصفیہ میرے وزراء پر منحصر ہے سب سے مقدم اور اہم یہ امر ہے کہ یونان کو حتی الامکان ذلت سے محفوظ رکھا جائے۔

میں نے ان تجویزوں کو پھر دوہرا کر بیان کیا کہ سب سے بڑی مشکل یہ ہوگی کہ صلح کی شرائط کا تصفیہ کیونکر ہو کیونکہ بعض دول عظام یونان کے مخالف ہیں۔ اور روس کریٹ کا یونان کو دیا جانا یقیناً منظور نہیں کریگا۔ بادشاہ نے اس سے اتفاق کر کے روسی مخاصمت کے متعلق بڑی سختی سے گفتگو کی۔ بادشاہ نے میری اس تجویز سے بھی اتفاق کیا کہ وہ براہ راست پرائیویٹ طور پر سلطان سے صلح کی شرائط کا تصفیہ کرے۔ اور پھر ان شرائط کو انگریزی گورنمنٹ کے روبرو پیش کرے تاکہ اگر وہ نہیں پسند کرے تو پھر انگلستان اون کو کل دول عظام کے روبرو اسطرح سے پیش کرے کہ گویا وہ خود اونکا تجویز ہے۔ جب بادشاہ نے اس سے اتفاق کر لیا تو میں نے کہا کہ اگر دول عظام بالخصوص روس اور جرمنی نے مخالفت کی تو جرمنی کو یقیناً موافق کر لیا جا سکیگا۔

بادشاہ نے کہا نہیں جرمنی یونان کے بہت مخالف ہیں۔ اور اوس سے نپٹنا بہت مشکل ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ جرمنی کو یونان سے کوئی ذاتی عناد نہیں جرمن قیصر کو قانون بین الاقوام اور انصاف متمدنہ کی حرمت کا بہت پاس رہتا ہے یہ امر (سلسلہ انسوال) جسمیں کی یورش سے ظاہر ہو چکا ہے جبکہ قیصر نے سخت ناخوشی کا اظہار کیا تھا قیصر ایسے معاملات میں نہایت سخت ہے۔ وہ اصول کا پابند ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ عموماً درستی پر ہوتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ کریٹ کا جائز بادشاہ جو شرائط صلح کو مان لے تو جرمن قیصر باغلب وجوہ اون شرائط کو بلا تامل تسلیم کر لیگا۔

یہ فراموش نہ کیا جائے کہ بادشاہ یونان نے میری تجویز کو بحیثیت مجموعی پسند کیا تھا۔ یہ نہیں کہ اوسکی جزو جزو سے علیحدہ علیحدہ اوسنے اتفاق کیا تھا۔ پس یہ نتیجہ نکالنا درست نہ ہوگا کہ حشمت مآب نے بلا عذر دول کریٹ تاوان جنگ کی رقم کثیر ادا کرنا منظور کر لیا تھا یہ رقم اس شرط سے مشروط تھی۔ بادشاہ کے لفظوں سے یہ بھی پایا جاتا تھا کہ کریٹ کے یکجا نے پر وہ تھیسلی کی سرحد کی درستی کو بھی منظور کرنے کے قابل ہو جائیگا۔ شرائط صلح کے متعلق جب گفتگو ختم ہو چکی تو میں نے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ قسطنطنیہ جاکر سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوں اور دونوں ملکوں میں باعزت شرائط پر صلح کرانے کی حتی الامکان کوشش کروں کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپکے خیالات سے سلطان کو آگاہ کر دوں۔ بادشاہ نے جواب دیا "تمہیں پوری اجازت ہے کہ سلطان۔ یا جسکو چاہو میرے خیالات سے مطلع کر دو"۔

رخصت ہونیسے پہلے بادشاہ نے ایلیس سے اوسکی مشاہدہ و تجربہ کے متعلق کئی سوال کیے۔ اور پھر کہا "مجھے امید ہے تم نے کسی یونانی کو ہلاک نہ کیا ہوگا" ایلیس نے اسکا نہایت متانت سے جوابدیا۔ اوسنے کہا "صاحب میں غیر مصاف کنندہ ہوں" ہمنے بعد میں سنا کہ یونانیوں میں یہ عام چرچا تھا کہ ہم بطور خود کہیں کہیں لڑائی کرتے رہے تھے۔ چونکہ یونانیونکا یہ عام شعار رہا تھا کہ غیر مصافی بھی مشغول پیکار ہو جاتے تھے۔ اونہوں نے ہمکو بھی اپنے اوپر ایسا قیاس کر لیا ہوگا۔ ایلیس کی بنڈلیر متواتر فائر کرنیوالی رائفل سے غالباً اس خیال کو اور تقویت ہوگئی ہوگی مگر یہ ظاہر ہے کہ وہ محض بے بنیاد تھا۔ اس رائفل کو جس یونانی نے دیکھا عش عش کر اوٹھا۔

جبتک میں بادشاہ سے باتیں کرتا رہا حشمت مآب کا آیادر ایلیس کو ترکی مظالم کی غضب انگیز داستانیں سناتا رہا مگر چونکہ اُنکا حقیقت حال سے بخوبی واقف تھا۔ اوسپر کچھ اثر نہ ہوا۔ بادشاہ کی باتوں ہی سے نہیں بلکہ جتنے یونانیوں سے میری ملاقات ہوئی سب کی گفتگو سے یہ مترشح ہو رہا تھا کہ وہ روس کو سخت اشتباہ بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ روس نے یونانی گورنمنٹ کو پہلے در پردہ اکسا کر پھر اپنا دامن کھینچ لیا وہ کسیقدر ضرور درستی پر ہیں۔ یونان کا ایسے زبردست دشمن سے یوں جنگ چھیڑ لینا صریح دیوانگی تھی اور عقل باور نہیں کرسکتی کہ جبتک اوسے در پردہ کوئی زبردست برانگیخت نہ ملی ہو وہ ایسا دیوانہ ہو گیا تھا کہ خود بخود کسیکی تحریک کے بغیر میدان جنگ میں کود پڑتا۔

فصل بست و یکم (۲۱)

قسطنطنیہ کو شاہ سے ملاقات کرنیکے بعد میں سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جلالتمآب کو شاہ کے خیالات و ارادوں سے مطلع کرنیکے لیے سیدھا قسطنطنیہ جانیکا عزم کیا۔ ہم ایتھنز سے شنبہ کی سہ پہر کو ایک اطالین سٹیمر پر قسطنطنیہ کو روانہ ہوئے مہمان نواز مسٹر ایجرٹن[۱] جبتک ہم اوسکے پاس رہے۔ کمال مہربانی سے پیش آیا۔ مسٹر لیوسن گودرا اور مسٹر سیکسن بھی بڑی شفقت سے پیش آتے رہے۔ ایلیا ہمارے ساتھ آیا اوسے سمجھا دیا گیا تھا کہ پاریس میں ترکی ٹوپی نہ پہنے وہاں کے باشندے بہت بگڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اوسنے سفارتخانہ کے دربان سے چوڑی فرنگیانہ ٹوپی مستعار لی اوسے وہ جبتک پہنے رہا بہت بیچین رہا۔ ایم رالیس نے گو یہ کہا تھا کہ ایلیا ترکی ملازم ہونیکی وجہ سے جائز اسیر ہے مگر اوسنے اسمعاملہ پر زور نہ دیا۔ اور ہماری سفارش قبول کر کے اوسے ہمارے ساتھ سفارتخانے چلا آنے دیا۔ جب وہ ایک دفعہ وہاں پہونچ گیا تو پھر

[۱] یہ اب سر ہیں پورا نام سر ایڈون ایچ ایجرٹن کے سی، بی ہے۔ اونکو تین ہزار پانسو پونڈ سالانہ تنخواہ ملتی ہے۔ مسٹر گودرا سفارت کے سکرٹری ہیں۔ انکی سالانہ تنخواہ پانسو پونڈ ہے۔ مسٹر مرکن نائب قونصل ہیں اونکی تنخواہ دو سو پونڈ سالانہ ہے۔

اوسکے لیے کوئی خطرہ نرہگیا۔ وہ دو دن ہماری ساتھ سفارتخانہ میں رہا جہاں اوسکی خوب خاطر تواضع کی گئی۔ اوسکا بیان تھا کہ مدت العمر میں اس سے پہلے ایسا آرام نصیب نہوا تھا یہی ہماری رائے تھی۔ کیونکہ سفیر کے باورچیخانہ کا انتظام اور تکلفات فی الواقع قابل تعریف تھی۔

بحیرہ مجمع الجزائر کی سمیر پر ہمیں آسایش بخش کمرے ملا اوسپر مسافر تھوڑے سے تھے۔ ایلیا نے سمندر کے یونانی حصہ سے باہر نکلتے ہی پھر اپنی وردی اور ٹوپی پہن لی اور ایسا خوبصورت و بانکا جوان بن گیا کہ اطالین افسر اور اہل جہاز دیکھکر دنگ رہگئے۔ غیر قومی لباس اوسے بالکل نہ سجتا تھا۔ وردی میں اوسکا قد پورا تین انچ زیادہ نظر آتا تھا۔ نیلگون بحیرہ مجمع الجزائر میں سفر بڑی کیفیت سے کٹا۔ جہاز کئی جزیروں کے پاس گذرا۔ یہ وہی جزیرے تھی جنکو فتح نہ کرنیکا الزام یونانی بیڑہ پر لگایا جا رہا تھا۔ جتنے جزیرے ہمنے دیکھے اُن میں آبادی کی علامتیں بہت کم دکھائی دیں۔ بنابرین وہ فتح کی تکلیف اور دردسر کا کبھی کافی معاوضہ نہ ہوسکتے تھے۔ آلبس جہاز پر کولٹ رائفل سے چاندماری کرتا رہا جسمیں جہاز کا کپتان اور افسر اور کئی یونانی طلبا بھی شریک ہوئی۔ نشانہ سنگتروں۔ بوتلوں اور ڈبل روٹیوں کو بنایا گیا جو دھاگے سے پچاس گز کے فاصلہ پر دنبالہ کیطرف آویزان کیے گئے جہاز کی حرکت گردش کے باوجود چند نے حیرت انگیز قادر اندازی دکھائی۔ سب سے بڑھکر ایک یونانی طالب علم ہی بہت اچھا رہا۔ وہ انگریزی بول سکتا تھا اور قسطنطنیہ کے امریکن کالج موسومہ رابرٹ کالج کا تعلیمیافتہ تھا۔ میرا خیال ہے وہ جہاد کے لیئے تھیسلی گیا تھا۔ مگر اپنے ہموطنوں کو قابل ستائیش نہ پانے کی وجہ سے اون ہی متنفر ہو کر اب قسطنطنیہ کو واپس جا رہا تھا۔

دار دنیلز کا دارڈنیلز ہم اتوار کی دوپہر کو پہونچے۔ اور اس مشہور آبنائے سے ہمارے جہاز نے باہستگی گذرنا شروع کیا آبنائے فی الواقعہ نہایت استحکام کے ساتھ قلعہ بند اور محفوظ ہی اور اُسکی دونوں طرفوں پر توپیں ہی توپیں نظر آتی تھیں ہر اہم ناکہ پر بڑی بڑی کروپ توپیں چڑھی ہوئی ہیں۔ اور ایک سرے سے دوسرے تک تمام ڈھلوانوں اور کراروں پر (مورچوں کی) بیشمار شگافوں میں سے چھوٹی چھوٹی توپیں دکھائی دے رہی تھیں۔ میری خیال میں اس تاریخی آبنائے سے جو بحیرہ مجمع الجزائر کو بحیرہ مارمورا سے ملاتی ہے جبراً گذرنا اور جنوب کیطرف سے قسطنطنیہ پہونچنا تقریباً ناممکن ہے۔ ایک بلند مرتبت انگریز مدبر نے جنوری سنہ ۱۸۹۷ء میں مجھسے ذکر کیا تھا کہ اعلی انگریزی بحری افسروں کی رائے ہے کہ دارڈنیلز سے بالجبر گذرا جا سکتا ہے۔ مگر جو بیڑہ ایسا کرنے کی کوشش کرے اُسکا نصف حصہ ضرور اس کوشش میں ضایع ہو جائیگا۔ میری رائے میں بشرطیکہ ترک گولنداز بالکل ہی نکمے نہوں۔ بارہ اول درجہ کے مصافی آہن پوشوں میں سے چار جہاز بھی شاید ہی آبنائے سے سلامت گذر سکیں انگلستان کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنیکی تجویز جسے سرفلپ کری نے سنہ ۱۸۹۵ء کے موسم خزاں (ستمبر۔ اکتوبر۔ و نومبر) میں پیش کیا تھا عمل نہ کیا گیا۔ گو عمل کر گذرنے میں تھوڑی ہی سی کسر رہگئی تھی۔

ترکی بیڑہ کو یہاں کل سفر میں اب پہلی مرتبہ ہمنے ترکی بیڑہ کا مشاہدہ کیا۔ وہ دو حصوں میں دارڈنیلز کے اندر لنگر انداز

تھا. ایک حصہ بمقام کولتی اور دوسرا جو نسبتاً بڑا تھا چناق قلعہ کے سامنے کھڑا تھا. بیڑہ کے مصافی جہاز بہاے بیڑہ کی جہازات ہر قلیس او پیچوں کی طرح بہت پرانی طرز کے کلان و طویل جہاز تھے. اونکی زرہ اگرچہ پتلی. انجن کہنہ اور توپیں تقریباً متروک الاستعمال قسم کی تھیں. تاہم اون کی شکل شباہت خاصی مہیب اور وہ چست و چالاک اور آراستہ معلوم ہوتے تھے. بہرحال ان جہازوں میں ابھی تک کافی عمدہ مصالح و مواد موجود ہے. وہ ایسے پندرہ بیس برس پیشتر نہایت کارآمد جہاز تھے. اگر اون کی مرمت کیجائے اور نئے انجن اور نئی توپیں چڑھائی جائیں تو وہ اب بھی دوم درجہ کے خاصے مصافی جہاز بن سکتے ہیں ان کے متعلق ہمیں سب سے عجیب چیز یہ دکھائی دی کہ اونپر ملاح اور بحری سپاہی بکثرت موجود تھے. اونکی چھتیں پاکیزہ لباس فس پوش آدمیوں سے جنہیں متعدی کے ساتھ قواعد کرائی جا رہی تھی بھری ہوئی تھیں قسطنطنیہ میں بھی قابل مبصروں اور شاہدوں نے یقین دلایا کہ ان کہنہ و سالخوردہ اور تقریباً بلا انجن آہن پوشوں کو گولڈن ہارن سے جو ہر وقت کشتیوں اور تجارتی جہازوں سے لبریز رہتی ہے اور نیز اوس تیز و تند دہانے سے جو محلسرا کے گوشہ سے ٹکراتا ہوا گذرتا ہے نکالتے وقت واقعی حیرت انگیز ملاحانہ قابلیت دکھائی گئی تھی. ان معمر و بزرگ پہلوانوں کو بیس سالہ راحت و آسایش کے بعد اپنی جگہ سے متحرک و منتقل کرنیکے لیے کسی ٹگ بوٹ کھینچنے والے جہاز یا تجارتی سٹیمروں سے مدد نہ لیگئی. اور صرف ایک آہن کا "گولڈن ہارن" کا پل سے گذرتے وقت اوسمیں یونہی ذرا سا مس ہوا اس واقعہ پر اخبارات کے سگ صفت نامہ نگاران متعینہ قسطنطنیہ نے خوب حاشئے چڑھائے اور اپنی طبیعتوں کی جولانیاں دکھائیں. ان بزرگواروں میں سے اکثر ترکونکا مضحکہ اڑانے کے لیے کسی خفیف واقعہ اور بہانہ کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے. کیونکہ ان کو خیال ہے ترکوں کی فضیحتہ کی خبریں انگلستان والوں کو بہت پسندیدہ و مرغوب ہیں. ان نامہ نگاروں کی پاجیانہ ہرزہ سرائی سے قطع نظر کر کے اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ترکی ملاحوں نے ان کہنہ و نیم بوسیدہ قلعوں کو کسی طرح کے حادثہ کے بغیر گولڈن ہارن سے با امن و امان باہر نکال لیجانے میں قابل تعریف اور حیرت انگیز کارگذاری دکھائی. ترک ہر زمانہ میں اسبات کا کافی ثبوت دیچکے ہیں کہ عمدہ ملاح و جہازران بننے کی اونمیں پوری قابلیت موجود ہے. نوارینو کی لڑائی میں وہ چار قوموں کے ساتھ جنگی جہازوں اونکے جہازوں سے بدرجہا زیادہ تھے. ایسے لڑے کہ کل دنیا اب تک مداح ہے. اکثر اہل جہاز اپنے جہازوں کے ساتھ ہلاک ہو گئے اور بھاگنے کا نام نہ لیا ۱۸۷۷ء میں ڈینیوب پر ترکی اگن بوٹوں نے بہت عمدہ کام دیا اور اگر کبھی یونانیوں سے بھی ترکوں کا سمندر پر ایسی صورت میں مقابلہ ہوا. کہ دونوں کا بیڑہ تقریباً یکساں ہو تو اسمیں کوئی کلام نہیں کہ ترک ملاح ویسی ہی عمدہ کارگذاری دکھائیں گے جیسی کہ اونکے رفیق بری سپاہیوں نے تھسلی میں دکھائی ہے ؎

ملکہ مصاحب

ہم قسطنطنیہ ۱۰ مئی دو شنبہ کی صبح کو لارسیہ کی روانہ ہوئے پورے سات دن بعد یہ نجو یہ ہفتہ عجیب سبق آموز اور سانحہ خیز گذرا. اسمیں ہمیں اتنا تجربہ ہوا جو پہلے کئی برسوں میں بھی نہ ہوا تھا. اس مئی کی صبح کو سمندر سے قسطنطنیہ کا جو پہلا نظارہ ہوا. دلفریبی میں اوس سے بڑھکر دنیا میں کوئی نظارہ نہیں ہو سکتا. سورج ابھی طلوع ہونا شروع ہی ہوا تھا اور افق پر روشنی کی سنہری خطوط نمود ہوئی ہی تھے پرنکا پو کا خوشنما جزیرہ معہ متعلقہ جزائر ہمارے داہنی ہاتھ تھا جزائر

مرادگان سے پرے اون کی عقب میں ایشیائے کوچک کی نیلگون پہاڑیاں اولمپس (کشیش طاغ) اور اوسکی شاخیں بروصہ کے
اردگرد اور بحیرہ مارمورا کے مشرقی ساحل پر حاشیہ کیطرح پھیلی ہوئی تہیں ہمارے سامنے مینار و برج اور استنبول کی تمام مختلف الانواع
فرحت بخش مکانات اور نظارے جن سے آنکھوں کو جان فزا سرور پہنچتا ہے کہڑے تھے ۔ باسفورس (بوغاز) نہایت ہی سیاہ تنگنائی
کی شکل میں دکھائی دیرہی تھی جسکی داہنی ہاتھ سکوتری (اسکدار) کے درخشان بنگلے اور اوسکا سرسبز صنوبروں کے جہنڈ ۔ اور ہماری بہادر مقتولین
(محاربہ کریمیا) کا قبرستان اور بائیں ہاتھ استنبول اور پیرا دیک اوغلی اتھے ۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں یورپ اور ایشیا ملتے ہیں ۔ فوجی
طاقت کی اظہار تجارت اور پولٹیکل جبروت و نفوذ سیاسی کیلئے دنیا بہر میں اس سے عمدہ کوئی موقعہ نہیں قسطنطنیہ گویا مصارہ دو بر
اعظموں کی کلید اور وہ در بے بہا ہے جسکے قبضہ کیلئے اقوام عظیمہ صدیوں تک جد و جہد کرتی رہی ہیں ہمارے سامنے تھا اس بےنظیر نظارے
کے حسن جلال کی کیفیت بیان کرنے سے فی الحقیقت الفاظ قاصر ہیں جس شخص نے اُسے دیکھا نہیں وہ اوسکی دلفریبی اور شان و شوکت
کا کبھی عالم تصور میں اندازہ نہیں کرسکتا اور جنہوں نے اُسے دیکھا ہے وہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں سلطنتیں اوسکے لئے کٹی مرتی
ہیں اور فاتح کے لیے اوسکا قبضہ اور مغلوب کیلئے اوسکا کھو دینا کیا معنی رکھتا ہے جب ہم زیادہ قریب پہونچے تو ہمیں عمارات کا سلسلہ
جو لگاتار باسفورس سے سین سٹی فانو تک ساحل بحر کے کنارہ کنارہ چلا گیا ہے پورا پورا نظر آنے لگ گیا پُرانی دیوسار فصیلیں جو
باوجود کہنگی بھی عجیب شاندار ہیں مشہور قلعہ ہفت برج ۔ اور سلطان احمد کی لطیف و بےنظیر جامع مسجد اور اوسکے حیرت انگیز چھ
مینارے جہاز سے صاف صاف نظر آرہے تھے اس مسجد کا بیرونی نظارہ جامع ایا صوفیا سے بھی زیادہ موثر ہے ۔ آخر جہاز خود باسفورس
میں داخل ہوگیا : اور استنبول کی مشرقی جہت ۔ سر کثرت مساجد کے مینار و گنبدوں اور لطیف و بےنظیر بغداد کوشک کے پاس سے جو
عین ہمارے زیر نظر تھے گذرتا ہوا آگے بڑہ گیا ۔ باسفورس میں داخل ہوتے ہی یکبارگی اوسکا تمام جاہ و جلال ہمارے سامنے نمودار ہوگیا
سنگ مرمر کے محل جو دو رویہ کنارہ آب تک بنے ہوئے ہیں ۔ یورپ و ایشیا کی پہاڑیوں کی ڈہلوانوں پر خوشنما بنگلے اور قلعہ بیرا کی سر بفلک
بلند بالا اور غلاطہ کا مینار دیدبانی جوان پہاڑیوں سے ہی اوپر سر نکالے ہوئے ہے ۔ یہ سب نظارے یکلخت آنکھوں کے سامنے
ہویدا ہوگئے تہوڑی دیر بعد گولڈن ہارن (خلیج) بھی دکھائی دینے لگ گئی جو جہازوں اور قائقون سے بہری ہوئی تھی ۔ اور
جسکے پل پر تل دھرنے کی جگہ دکھائی نہ دیتی تھی ۔ قایقین اور کشتیاں جنمیں سے اکثر برقع پوش مخدرات سوار تھیں ۔ اور پاکیزہ
لباس ملاح اونکو چلا رہے تھے ۔ ادہر اودہر ہر طرف تیر نگاہ کیطرح دوڑی جاتی تھیں ۔ صرف ایک گوشہ مجلس (دوسرے بیرونی) کا نظارہ ہی
ایسا جانفزا و دلفریب اور خوشگوار ہے کہ صنعت و قدرت کی مخلوط صناعی و کاریگری کے ویسے بہت کم نمونے چشم انسانی کو
دیکھنے نصیب ہوسکتے ہیں ۔ گوشہ کے پیچھے اٹہے پرانا محل اور اوسکی خوشنما عمارتیں جو آپس میں خلط ملط ہیں بتدریج اٹھتی
چلی گئی ہیں اور اونکے بیچ بیچ خوشنما گنبد ، مینار اور برج کہڑے ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ احمق یا ناعاقبت اندیش
انگریز جو اسبات پر رضامند ہیں کہ بیشک روس قسطنطنیہ پر قابض ہوجائے ۔ ایک دفعہ اپنی آنکھوں سے اس شہر کی خوبصورتی
اور بھی استحکام وشمل و قدرت کو دیکھ لیں پہر اونہیں معلوم ہوجائیگا کہ فاتح سلطنت کی فوجی بحری اور پولیٹکل طاقت میں

اس کے قبضہ سے کیا حیرت انگیز اضافہ یقیناً ہو سکتا ہے :

قسطنطنیہ کی قدر و منزلت

قسطنطنیہ کی بدرجہ غایت اہمیت اور اوسکے بے نظیر محل و توقع کی وجہ سے ٹرکی کی حیات و ممات کا مسئلہ کل یوروپ اور سب سے بڑھکر انگلستان کے لیے جو ایک عظیم مشرقی سلطنت ہے نہایت ہی اہم اور گرانوزن ہے۔ انگلستان میں اس جاہلانہ اور پاگلانہ بکواس کی کچھہ کمی نہیں ہے کہ ہم قسطنطنیہ پر روس کو قبضہ کر لینے دیں مشرقی مسئلہ کا تصفیہ اسطرح ہو سکتا ہے لیکن ایسی دیوانہ حرکت سے مسئلہ مذکور کا تصفیہ تو خاک نہیں ہوگا۔ البتہ روس کو ایک ناقابل تسخیر موقعہ اور بحیرہ روم اور کل مشرق کو زیر اور تابع فرمان بنانے کیلئے ایک نہایت ہی زبردست اور ناقابل اندفاع آلہ ملجائیگا۔ یہ پالیسی ویسی ہی احمقانہ ہوگی جیسی کہ زمانہ قدیم کی ڈنمارک کی مجلس وزرا کی تھی اس سے دشمن کی آتش حرص کو اور تیز کرنے اور اوسکے مطالبات میں روز افزوں اضافہ کرانے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

قسطنطنیہ کی فوجی و بحری اہمیت

قسطنطنیہ دنیا بھر میں نہایت ہی اہم جنگی و تجارتی موقعہ ملکہ امصار اور دو بڑے عظموں کی مفتاح ہے جنگی و بحری حصن حصین کے لحاظ سے دنیا میں اور کوئی موقعہ اوسکی ہمسری نہیں کر سکتا۔ روما کی تسخیر و زوال کے بعد مشرقی رومن سلطنت ایکہزار برس تک صرف قسطنطنیہ کے ناقابل تسخیر طبعی استحکام کی وجہ سے ہی قایم و زندہ رہی تھی۔ نپولین اعظم کا قول تھا کہ جس دولت عظیمہ کے پاس قسطنطنیہ ہو وہ کل دنیا کی مالک ہو سکتی ہے۔ اگر قسطنطنیہ اور آبنائے دونوں روس کے تصرف میں چلی جائیں تو وہاں جتنی بڑی نیوی چاہے تیار کرے اور پھر جسوقت چاہے ناگہاں وہاں سے بحیرہ روم میں داخل ہو کر ہماری تجارت کو بحیرہ مذکور میں غارت کر سکیگا اور مصر اور نہر سویز پر قابض ہو سکیگا۔ بحیرہ اسود میں اسوقت بھی روس کے پاس چھہ مصافی آہن پوش ہیں اگر وہ آبنائے باسفرس و ڈاردونیلز سے گذر سکیں تو فرانس کے سترہ مصافی جہازوں سے جو بحیرہ روم میں موجود ہیں ملکر اب بھی ہمارے بحری دستہ بحیرہ روم سے جسمیں بارہ مصافی جہاز ہیں روس و فرانس کے بیڑے طاقت میں بہت بڑھ جاتے ہیں لیکن اگر روس قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے اور وہاں سب طرف کے حملوں سے محفوظ و مصئون بیس مصافی آہن پوش جمع کر لے تو بتاؤ اوسوقت ہماری بحری طاقت کا کیا حشر ہوگا؟ باوجودیکہ قسطنطنیہ اوس کے پاس نہیں — روس نے اب بھی آیندہ دس سالوں میں اپنے بیڑہ کو بڑہانے کے لیے خطیر رقمیں خرچ کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے —

مزید بران ترکی دار الخلافہ کے قبضہ سے سلطنت عثمانیہ کی تمام فوجی طاقت جسمیں دنیا بھر کے سپاہیوں سے زیادہ شجاع اور ثابت قدم جانباز ہیں روس کے تصرف میں چلی جائیگی۔ پھر جب روس کا اقتدار بحیرہ روم پر قایم ہو گیا اور اوسنے اپنی فوجیں جو اب بھی شمار میں ساڑھے سات لاکھ ہیں عثمانیہ جوانمردان جانباز ازیاد کر لیے اور مذہب اسلام کے مقتدا خلیفۃ المسلمین کو اپنے قابو میں کر لیا تو بتاؤ ہم ہندوستان پر کیا زیادہ عرصہ قابض رہ سکیں گے؟ ہندوستان میں چھہ کروڑ سے زیادہ مسلمان ہیں جو ملکہ معظمہ کی رعایا میں شجاع ترین اور مضبوط ترین لوگ ہیں اگر ہم قسطنطنیہ کو زار کے تصرف میں چلا جانے دیں تو بتاؤ ان مسلمانوں اور نیز امیر افغانستان

پہنچایا آخر پہنچا - یہ جو کچھ ایسی شدید اور ساس پالیسی کی خلاف ایسی یقینی اور ایسے بھید ہیں کہ جاہلتر بنا یا نہایت متعصب ایشیا ہو کے سوا اور کوئی شخص یہہ صلاح کبھی نہیں دیسکتا کہ روس کو قسطنطنیہ پر قابض ہوجانے دیا جائے —

یہ سمجھ میں آنا مشکل ہے کہ کسطرح کوئی ذی وجاہت اور خود دار ممبر پارلیمنٹ اپنی جگہ پہ کھڑا ہو کر ایکطرف تو یہ کہے کہ محض گورنمنٹ کی کارروائی کیوجہ سے ہم (یعنی انگلستان) ارمنوں کی حفاظت نہیں کرسکے۔ اور پھر دوسرے ہی لمحہ یہ کہے کہ ہم روس کو بحیرہ روم میں کوئی بندر بطور رشوت پیش کرکے اوسے آرمینیا میں داخل اور اوسپر متصرف ہونیکی ترغیب دیں یہہ اجتماع ضدین محال نظر آتا ہے اور عقل کبھی باور نہیں کرسکتی کہ ایکہی انسان اسکا مرتکب ہوسکتا ہے۔ لیکن ۱۸۹۶ء میں دارالعوام میں ایسا واقعہ گذر چکا ہے اس زمانہ میں کئی انیگلو ارمنی محرکین اور "یونٹ کنفرمسٹ" فریق کے لوگ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ پر دیوانہ وار یہہ زور ڈال رہے تھے کہ روس کو نیم ارمنی صوبجات پر قابض ہو کر اونکا انتظام کرنیکی دعوت دیجائے یعنی بالفاظ دیگر وہ اس بات کی تاکید کر رہی تھی کہ انگلستان اوسی ظالم و جابر سلطنت کو جو عرصہ دراز سے باستقلال میں موثر اصلاحات کی ترویج کی مزاحمت کرتی رہی ہے بعینہ اوسی کام کی تکمیل کی دعوت کرے جسکی تعمیل میں وہ انتہا نہایت کامیابی کے ساتھ مزاحم ہوتی رہی ہے۔ ہمارے انیگلو ارمنی مجنون علی طور پہ گویا روس کو اون تمام توقفوں کے صلہ میں جنکا وہ باعث ہوا ہے اور جان و مال کے اون نقصانات کے انعام میں جو اوسکی رکاوٹوں سے وقوع میں آئے ٹرکی کے نیم ارمنی صوبجات دلانے کے خواہاں تھے۔ کیا کبھی ایسا تضاد نہیں۔ بلکہ ایسی ریاکاری پہلے بھی کبھی کسی نے دیکھی یا سنی ہے؟ :: — فقط

دوسرا حصہ تمام ہوا ::

مطبوعہ مطبع حمیدیہ پریس وقار الوطن ——— لاہور

اشتہار

اگر آپ موجودہ زمانہ کے طرق جدال و قتال کو سمجھنے اور جنگ کی خبروں سے پورا پورا حظ اٹھانے کے خواہشمند ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلامی دنیا کے خالد ثانی غازی **عثمان پاشا** مرحوم شیر پلیونا کے کارناموں سے پوری واقفیت حاصل کی جائے۔ تو کتاب **محاربات پلیونا** مطالعہ فرمائیے۔

یہ تین حصوں میں منقسم ہے۔ قیمت فی حصہ ایک روپیہ ایک آنہ ہے۔

درخواست بنام منیجر اخبار وطن۔ دفتر حمیدیہ ایجنسی لاہور

...اسلامی معاملات کے علاوہ فوجی و تجارتی...

اخبار وطن لاہور

دفتر حمیدیہ ایجنسی لاہور سے اس قومی خادم اور محب ملک کے قلم سے کامیابی ۱۹ء سے شائع ہوا ہے۔ جس کے پرزور آرٹیکلوں مفید مشوروں اور ان کی کامیابی نے ملک کے نامی گرامی قدردانوں اور مشہور معاملہ فہم ناظرین کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔ دنیا بھر کی ضروری اور دلچسپ خبروں کے نہایت جلد اور سب سے پہلے بہم پہنچانے میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ اسلامی دنیا کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔ اسکی طرز تحریر آزادی ہمدردی اعلیٰ درجہ کے لٹریچر نے ثابت کر دیا ہے کہ یہی ایک اخبار ہے جس کو اخباری دنیا میں لاثانی ہونے کا دعویٰ ہے اسکی اشاعت کے مقاصد یہ ہیں:۔

جو امور ملک اور قوم کی تمدنی۔ اخلاقی حالت کی اصلاح اور ان کو ممتاز و معزز اقوام

وممالک کے ہم پلہ بنانے مین ممد ہون۔ اون کو اہل ملک کی خدمت مین پیش کرے۔
اور حاکم و محکوم کے ان تعلقات کو بیان کرے جو رعایا کی جان نثاری اور حکام کی
رعایا پروری کے اصل الاصول ہین۔ اسکے ضمن مین رعایا کے واجب مطالبات
اور جائز حقوق گورنمنٹ کے حضور مین عرض کرے۔ اور گورنمنٹ کی حکمت عملی جو
انتظام ملک کے متعلق ہے۔ اس سے رعایا کو آگاہ کرے۔ اور جو غلط فہمیان کسی فریق کیطرف سے
عمل مین آئین۔ ان کے اظہار مین متانت شایستگی اور آزادی کے ساتھہ ایسا طریق
عمل اختیار کرے جو بدظنیون کے دفعیہ اور استحکام سلطنت کا باعث ہو علاوہ برین
فوجی۔ زرعی۔ تجارتی وصنعتی معلومات مفیدہ وضروریہ کا بہم پہونچانا اسکا اہم فرض
ہوگا۔ جس کے لئے اب تک کل ملک مین کسیطرح کا انتظام موجود نہین۔ اور بالخصوص
اسکا فرض اہم ہوگا۔ کہ کل اہل وطن ہندو مسلمانون۔ عیسائیون وغیرہ جملہ اقوام مین
اتفاق قائم کرنے اور آئے دن کے باہمی نزاع سے جو نقصان ایک دوسرے کو پہونچ
رہین ان کے دور کرنے مین کوشش کرے ❊

شرح قیمت

	سالانہ	ششماہی
ہندوستان سے باہر کے لیئے	۱۱ شلنگ	۶ شلنگ
امراء سے	عہ	للعہ
دیگر معاونین سے	للعہ	مہ
کم استطاعت طلبا سے بشرط تصدیق	عگ	

پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر اخبار جاری نہین ہو سکتا

المشتہر

پیشوائے محمد انشاء اللہ عفی عنہ

مالک حمیدیہ ایجنسی و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور

(حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے)

محاربات تھسلی

یعنی

کارزار روم و یونان سنہ ١٨٩٧ء

تین حصوں میں

جو ایک جرمن سٹاف افسر کی کتاب جنگ روم و یونان اور انگلستان کے مشہور مصنف [illegible]
ایشمیڈ بارٹلٹ کی کتاب کارزار تھسلی کا پورا ترجمہ دینے کے علاوہ جستہ جستہ [illegible] فٹ نوٹ
اور حواشی اور متعدد دلچسپ اور کارآمد ضمیمے ایزاد کر دیئے گئے ہیں۔ اور تمام نامور پاشاؤں
اور چند یونانی افسروں کی نہایت درست تصویریں۔ اور میدان کارزار اور مختلف
لڑائیوں کے نقشے درج کر دیئے گئے ہیں۔

مترجمہ و مرتبہ مولوی محمد انشاء اللہ سیفدار نظام آباد و جہان شاہ ضلع لاہور

حصہ سوم

سنہ ١٩٠٣ء

حمیدیہ پریس لاہور میں مولوی محمد انشاء اللہ
مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے شائع ہوئی

طبع دوم

فہرست مضامین تجاربات تحصیلی حصہ سوم

تاریخ جنگ روم و یونان

حصہ سیوم

فصل بست و دوم

ذات شوکت سمات حضرت بادشاہی اور انکا کیریکٹر اور سلطانی دربار

سلطان کا رحم و کرم

بقول مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ سلطان المعظم کی طبیعت و فطرت اور طریق عمل درحقیقت اوس سے عین برعکس ہے جیسا کہ بالعموم انگلستان میں خیال کیا جارہا ہے۔ اُن کی نسبت کمال ناانصافی اور سفاہت کے ساتھ یہ کہا گیا ہے۔ کہ جلالتمآب کے منشاء و تجویز سے قتل عام وقوع میں آئے۔ حاشا وکلا۔ انکی ذات قدوسی صفات ایسے اعمال سے نہایت اعلےٰ و ارفع ہے۔ اور نہ وہ جیسا کہ اون پر بہتان باندہا گیا ہے۔ بزدل اور بیرحم ظالم ہیں۔ حقیقت الحال یہ ہے کہ سلطان المکرم نہایت ہی قابل اور ہوشیار مدبر۔ بیمثل پر تجربہ کار حکمران اور برسر رعایا پر مہربانی اور شفقت کرنے کیلئے ہر وقت ہمہ تن تیار و آمادہ ہیں۔ وہ ایسی مشکلات سے مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ کہ بہت کم فرمانرواؤں کو ویسی مشکلات سے آجتک سابقہ پڑا ہے۔ تقریباً تمام یورپ چلا رہے وہ ان کیطرح اونہیں چٹارہا۔ اور ستاتا رہا۔ مگر وہ ان مشکل سے ظفرمند و برآمد ہوئی ہیں۔ رسمی معاملات کو چھوڑ کر پرائیویٹ زندگی کیطرف خیال کیا جائے تو صاف منکشف ہو رہا ہے۔ کہ شوکت سمات کمال رحیم مزاج ہیں۔ اپنی اولاد اور اپنے دوستوں کو بیحد محبت رکھتے ہیں۔ اور سپاہ بالخصوص سپاہیوں کی آسایش و آرام اور بہتری و فلاح کا ہر وقت اونہیں بہت ہی خیال رہتا ہے۔ جسکی ادنیٰ نظیر یہ ہے۔ کہ ۱۸۷۶ء کے محاربہ میں ملالی انٹی نیگرو نے جن ترکی سپاہیوں کو کمال بیدردی کے مختلف اعضا کاٹ دئے تھے۔ انکا علاج معالجہ نہایت احتیاط سے کرایا گیا۔ اور پھر اونکی معقول پنشنیں مقرر کر دیگئیں۔ اسیطرح اس محاربہ کے زخمیوں کیلئے خاص سلطانی محل یلدز کے احاطہ میں نیا ہسپتال قایم کیا گیا۔ جس میں ایکہزار سے زیادہ مجروحین کیلئے گنجایش ہے۔ وہ صفائی اور تکمیل لوازمات میں اپنی نظیر آپ ہی ہے اور زخم رسیدہ وہاں ایسی جلد صحتیاب ہو رہے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

جو مشکلات سلطان المعظم کو محیط ہیں اور محیط رہی ہیں۔ وہ بیشمار ہی نہیں بلکہ ایسی سخت و صعب ہیں۔ کہ کسی اور شخص کو شاید اونکے مقابلہ کرنیکا موقعہ ہی نہ پڑا۔ ۱۸۷۷ء و ۱۸۷۸ء میں روسی حملہ سے ملک تباہ و پامال ہو گیا۔ اڑھائی لاکھ عثمانیہ سپاہیوں کے علاوہ دس لاکھ سے زیادہ

؎ امیر المومنین کے حکم سے ایسے تمام مجروحین کو جو آیندہ فوجی خدمت کرنے کے ناقابل ہو گئے ۲۰ روپیہ ماہوار کی پنشن عطا کیگئی۔ ہندوستان میں دیسی سپاہی کو تیس برس فوجی خدمت کرنے یا جنگ میں قتل ہو جانے کی صورت میں اسکی بیوہ کو چار روپیہ ماہوار پنشن ملتی ہے۔
نومبر ۱۸۹۷ء میں جلالتمآب نے شفایاب مگر زخمی سپاہیوں کو جیب خاص سے بیس ہزار روپیہ کے گرم کپڑے عطا کئے۔

مسلمانوں کی مستورات بچے اور دہقان صحارے میں ہلاک ہوئے۔ بلگیریا اور سرویا میں مسلمان باشندوں کو وحشیانہ ظلم و ستم کیساتھ تہ تیغ و ہجرت کیا گیا۔ اور آخر البانیہ اور مقدونیہ کو دونوں صوبوں کو باہر دھکیل دیا گیا۔ دشمن روسیا سے ہماری الاسے اور سلطان کو زخم آسیب نہ پہونچا تاکہ کئی معتبر اور معتقد مشیر بھی مار آستین ثابت ہوئے۔ جنگی دغابازی۔ غداری اور ناقابلیت نے عثمانیہ سپاہ کی شجاعت کو اکارت اور سلطنت کو تباہ کرنے میں بہت کچھ حصہ لیا۔ اور اس کے بالمقابل ینگ ٹرکس کی انجمن اور جمعیت دلیر بڑا گہرا اثر ہو گیا۔ خود انکا بہ زعمی محمود و ناداری عظیم کا مجرم ثابت ہوا۔ اور سلیمان اور کئی دیگر سربرآوردہ پاشاؤں کی نسبت سخت شکوک پیدا ہو گئے۔ الغرض ٹرکی اصلاً بالکل تباہ ہو گئی۔ اور مسلمان آبادی کو ایسی ایسی تکلیفیں اور سختیاں جھیلنی پڑیں۔ کہ انکا شمہ سنکر دل کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ ینگ ٹرکس دیکھکر سلطان نے مجبوراً سلطنت کے انتظام کی باگ براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور دوسروں کی تصرفات کو کم کر دیا۔ ایسا کرنیکے لئے گو انہیں بہت کچھ معذور سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ اس کارروائی سے سلطنت عثمانیہ کی قابل و لائق حکمران جماعت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ کیونکہ جب کل کام ایک ہی شخص کرے۔ اور دوسروں کو اپنے دماغ و قابلیت سے کام لینے کا موقعہ نہ ملے۔ تو عدم استعمال سے دماغ کا کمزور ہوتے جانا اور قابلیت کو زنگ لگ جانا طبعی امر ہے جسکے ساتھ ہی آخر رفتہ رفتہ ان ماتحت عہدہ داروں اور امیروں وزیروں میں خود اعتمادی اور اپنی ذات پر بھروسہ کرنے کی صفت نہیں رہ جاتی۔

ترکی سلطنت کی ترکیب

سلطنت عثمانیہ بلا مبالغہ مختلف قوموں۔ مذاہب اور اغراض کی ایک کامل معجون مرکب ہے۔ ایسے اجتماع اتضادات پر بسمرک بھی کبھی باحسن وجوہ حکومت نہ کر سکے۔ انگلستان باوجود مستقل کمال شائستگی اور اصول جہانداری اور معاملات ملکداری میں اپنا تجربہ کار و کہنہ سال سرانتظام ہے۔ لیکن اب تک وہ بھی آئرلینڈ کو قابو میں نہیں کر سکا۔ ٹرکی کو ویسے بارہ آئرلینڈوں سے سابقہ پڑا ہوا ہے۔ وہاں یونانی۔ بلغاری۔ البانی۔ اور ارمن آباد ہیں (اور ترکی پھر یہ کئی خود کئی قسموں میں منقسم ہیں) یہ ترکوں سے جو انہیں نظام و امن قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ایسے متنفر اور انکے دشمن نہیں جیسے کہ خود ایک دوسرے سے۔

لڑائی کو ابھی شروع ہوئے چند ہفتے نہیں ہوئے کہ تسلی کو البانی باشندے عرضیاں کر رہے ہیں کہ انہیں پھر یونانیوں کا تابع نہ بنایا جائے۔ ادھر بلغاریوں اور یونانیوں کا یہ حال ہے کہ ایکدوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ کل ترکوں کو مقدونیہ سے ہٹا دو۔ اور ایک ہفتہ میں یونانی و البانی اور بلغار آپس میں لڑ کٹ کر فنا و معدوم ہو جائیں۔ ان متذکرہ صدر اقوام کے علاوہ کرد۔ زیبق۔ ارنوط۔ دروز۔ شامی مختلف اقسام و اجناس کی لازی۔ یہودی۔ حبشی۔ عرب اور چرکس بھی ہیں۔ ان قوموں اور کئی دوسریوں کے علاوہ قسطنطنیہ اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں ساحلی علاقوں اور جزائر کے روم کے عیسائی اور یورپین بھی بافراط موجود ہیں۔ ایسے مختلف عنصروں کے مجموعہ پر معزول طرز حکومت سے فرمانروائی کرنیکا خیال محض ناممکن العمل اور کمال مضحکہ خیز ہے۔ روس اپنے ہم مذہب و ہم قوم رعیت اور غیر مذہب اقوام کو ایسے طریقوں سے قابو میں رکھ رہا ہے۔ جو ترکوں کے طریق حکومت سے بہت زیادہ جابرانہ بلکہ وحشیانہ اور ظالمانہ ہیں۔

ارمنیوں کے قتل کے اسباب

جیسا کہ اہتمام لگانے والے کہتے رہے ہیں۔ ارمنوں کا قتل عام سوچا سمجھا ہوئے ستھا و بیٹر کا نتیجہ نہ تھے۔ سو قصہ درازی کی باہمی کشیدگی اور ایک مدت کی سلطنت عثمانیہ کا نتیجہ

تھے۔ وہ ان پانچ اسباب کا نتیجہ تھے۔ اول سبب ارمنی مفسدانہ سازش تھی۔ جو اوس علاقہ میں قائم ہوئی۔ اور اوسکے تنخواہ دار گماشتوں نے اوسے بھڑکایا۔ اس سازش کی قرارداد کو طالبین ترکوں کو مشتعل اور جواب ترکی پر آمادہ کرنیکے لئے منفرد مسلمانوں پر بیشمار مظالم توڑے گئے۔ سازش مذکورہ اور ارمنی سازشیوں بالخصوص ہنچاکسٹوں کے کچھ حالات پہلے مذکور ہوچکے ہیں (دوم) سبب ارمنوں کا وہ بلوہ تھا۔ جو بتاریخ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء قسطنطنیہ میں ہوا۔ اور جسمیں ایک ترکی پولیس افسر اور بہت کانسٹبل ہلاک کئے گئے۔ اس مفسدوں کی جرأت اور فعل کو انگریزی تحریک اور ہمدردی سے ہوئی تھی۔ اور بلوا ازبرقی سرعت سے کل تلمرو عثمانیہ میں پھیل گیا تھا۔ (سیوم) سبب انگلستان میں مصنوعی مظالم فروشی کا بازار گرم ہونا اور ارمنیوں کو مفسدوں کے متعلق جھوٹ وغلط داستانوں کی بنا پر سلطان ترکوں اور مذہب اسلام کو مذموم بے نقط تبرے سنائے جاتے تھے۔ انگلستان کی اس نامعقول بیجا ہمدردی اور پرجوشی کی حالات ٹرکی میں سب کو معلوم ہوتی رہتی تھی۔ اور ترکی مسلمانوں کی فیلنگز اور احساسات کو سخت صدمہ پہونچا۔ وہ بہت کبیدہ خاطر ہوگئے۔ اور انگلستان کا اقتدار و رسوخ بالکل زائل ہوگیا چہارم سبب مسٹر گلیڈسٹن کا احمقانہ مسودہ اصلاحات تھا۔ جو نام نہاد اصلاحیں قطعاً ناممکن العمل تھیں۔ اور انکا مدعا اسکے سوا اور کچھ نہ تھا۔ کہ ایشیائی کوچک کے باشندے غالب عنصر اسلامی آبادی کو عیسائی متنظمین کے ماتحت کردیا جائے۔ پانچواں باعث لارڈ روزبری[*] کی وزارت کی غلطی تھی۔ جسنے مسٹر گلیڈسٹن کی مخیصت پر ٹرکی کو دبانے کیلئے روس اور فرانس کیساتھ متفق و متحد ہونیکی کوشش کی۔ انگلستان کے قدیم الایام اور کبھی دوست نہ ہونیوالے رقیبوں اور ٹرکی کے جانی دشمن سے اتحاد کرنیکی اس بیہودہ کوشش سے طبعی طور ٹرکی کے مسلمانوں کے دلوں میں سخت بدظنی اور اندیشہ پیدا ہوگیا۔ دارالامراء اور برامنشلین میں اگست اور نومبر ۱۸۹۵ء میں لارڈ سالسبری[**] نے جو تقریریں کیں وہ سونے پر سہاگے کا کام دیگئیں۔ اور مسلمانوں کی بدظنی یقین اور دوچند ہوگیا۔ کہ لبرلوں کو تو خیر مدت سے تعصبی اندھا کرکے ہی گلیڈسٹن کی بدبرداری اوسکا سرگروہ لبرلوں سے بھی دو چار قدم آگے بڑھا ہوا ہے۔ ان کل اسباب مجموعی نے مسلمانوں کی مذہبی سپرٹ وپرجوشی اور قومی حمیت و غیرت کو بہت برافروختہ کردیا اور اسکا نتیجہ اکتوبر نومبر و دسمبر ۱۸۹۵ء کو وہ خوفناک قتل عام ہوئے۔ جنکا ہم سبکو افسوس ہے۔ مسٹر گلیڈسٹن اور ان مقتولین کا اندازہ ۲۵ ہزار کے قریب کرتا ہے۔ جو غالباً نادرست نہیں۔ اور اگر زیادہ نہ سہی تو مسٹر گلیڈسٹن

[*] لارڈ روزبری نے مسئلہ آرمینیا اور دیگر معاملات میں جو تعصب دردی عناد ٹرکی کی نسبت ظاہر کیا تھا۔ وہ اکثر ناظرین پر مخفی نہوگا۔ اسکے مفصل حالات ابتدا سال عہد حکومت اور مفروضہ مظالم آرمینیا میں درج ہیں۔ اس بارہ میں وہ لارڈ سالسبری سے بڑھا ہوا ہے۔ اور گلیڈسٹن کا بلامبالغہ سچا پولیٹیکل فرزند ہے۔ مگر واہ رے عبدالحمید۔ خداوند کریم نے تجھے کیسا عالی ظرف کاظم الغیظ عافی عن الناس اور بے نظیر بلند حوصلہ اور بامروت بنایا ہے۔ کہ باران رحمت الہی کیطرح دوست و دشمن سب پر تیرا ابر کرم یکساں برستا ہے۔ اور جانی دشمن بھی تیرے فیض و کرم سے خالی نہیں رہتا ہے۔ لارڈ روزبری صاحب مارچ ۱۸۹۸ء کے آخر میں بطور سیاح خاص اپنے جہاز پر قسطنطنیہ وارد ہوئے تو جلالتماب نے اوسکی کل سابقہ کارروائیوں اور تقریروں کو بالکل فراموش کرکے خاص شاہی گاڑی اسکے لئے لینے بھیجی اور جبکہ وہ کنارہ سمندر پر پہنچے تو جیسے سلام ہوکر ان کا استقبال کیا گیا۔ وہ کامل عزت سے شاہی گاڑی میں سوار ہوکے سلطانی دوست کو خیمہ میں اور ہمیشہ کے لئے گرویدہ ہوگئے۔ الحق ایسے صاحب مروت مہربان اور صاف باطن صاف دل اور عالی ظرف انسان شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہیں۔

[**] یہ تقریریں بھی ابتدا سال میں درج ہیں۔

ایسے شخص سے یہ بھی کبھی توقع امید نہیں ہو سکتی۔ کہ اسکی تحقیقی تعداد سے کم بتائی ہوگی۔ ترکی گورنمنٹ کا خیال ہے کہ ایشیائے کوچک میں پانچ سو یا کر دس ہزار سے زیادہ ارمنی ہلاک نہیں ہوئے۔ بہرحال اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ اکثر مقامات میں بعض نیکدل ترکی گورنروں کی برمحل مداخلت اور شجاعت سے قتل و تاراج بالکل نہ ہو سکا۔ ہمارے منصف مزاج مظالم فروش اس قابل تعریف کارروائی کا کبھی بھول کر سے نام نہیں لیتے حق لگا یہہ ہے کہ جب ایک دفعہ ایشیائے کوچک کے کوہستانی و نیم آباد علاقوں میں قتل و نہب کے جذبات بیقابو ہو گئے۔ تو وہاں کے شہروں اور مضافاتی علاقوں کے ارمنیوں کی قسمت بہت کچھہ مقامی گورنر کی قابلیت اور ذاتی خاصیت پر منحصر رہ گئی۔ اگر کسی شہر یا ضلع کا گورنر شجاع اور نیکدل تھا۔ تو اوسنے ارمنی آبادی کو بچا لیا۔ اور مفسدوں کا بروقت انسداد کر دیا۔ اور اگر وہ کمزور مزاج یا بد اخلاق شخص تھا۔ تو غضب آلود مسلمانوں کو غضب نکالنے کا پورا موقعہ مل گیا۔ یہہ مسلم امر ہے۔ کہ اکثر مقامات[عہ] پر حکام نے کوئی فساد نہ ہونے دیا۔ بلوائیوں کا طریق عمل عموماً یہہ ہوتا۔ شور و پشت کرزوں۔ لاٹھیوں یا چھریوں کا کوئی گروہ اچانک کسی شہر یا موضع پر آ پڑتا۔ مقامی مسلم آبادی کا کلیہ اور زیادہ تر حصہ اونسے مل جاتا۔ ہنگامہ برپا ہو جاتا اور دونوں نہب و قتل کی کارروائی شروع کر دیتے اور مقام بلوہ کے اعلے ملکی حاکم کو جو اوسکی حسب حیثیت میر یا قائمقام یا متصرف ہوتا۔ اپنے معدودے چند فوجی سپاہیوں اور ان سے بھی قلیل التعداد اہلکاران پولیس سمیت کثیر التعداد اور پر غضب بلوائیوں سے سابقہ پڑ جاتا۔ اگر وہ بہادر دل اور رحمدل ہوتا۔ تو کل خطرات پر غالب آ جاتا۔ اور اگر بزدل یا ظالم ہوتا۔ تو بلوہ کو فرو نہ کر سکتا۔ اکثر جگہہ ترکی حکام بلوہ کی انسداد پر قادر ہوئے۔ اور انہوں نے اوسکا انسداد کیا۔ جسکے صلہ میں سلطان المعظم نے اونکو انعام و اکرام عطا فرمائے۔ خالص اور اصلی ترکوں یعنی ٹھیٹھ عثمانیوں کا ان مظالم میں بہت ہی شاذ و نادر دخل پایا گیا۔ اور ترکی نظام سپاہیوں کا تو ان میں بھی بدرجہا کم واسطہ ثابت ہوا۔

مظالم کا انسداد نہ کرنیوالوں کو سزا کیوں نہ ملی؟

یہاں یہہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ جو حکام اپنے فرض کو ادا کرنے میں قاصر رہے۔ اور اونہوں نے بلوہ و فساد اور قتل و نہب ہونے دی۔ ان کو اس غفلت یا بزدلی کی سزا کیوں نہ دیگئی؟ اسکی وجہہ صرف اون نہایت ہی خاص اور پیچیدہ دشوار حالات و معاملات پر غور کرنے سے ہی جو سلطنت عثمانیہ سے متعلق ہیں سمجھہ میں آ سکتی ہے۔ جسطرح کہ ہندوستان بلکہ آئرلینڈ میں بھی ہماری حکومت صرف انگریزی قوم کی فوقیت و غلبہ پر مبنی ہے۔ بعینہ اوسیطرح سلطنت عثمانیہ اسلامی فوقیت اور غلبہ پر مبنی ہے۔ سلطان کی طاقت صرف اوسکی مسلمان رعایا کی وفاداری اور طاقت و جبروت پر منحصر ہے۔ دنیا میں کوئی گورنمنٹ نہیں۔ جو اپنی سلطنت کی غالب ترین قوم اور غالب ترین مذہب کی پر زور رائے اور میلان و تعصبات کی عین برعکس کاربند ہونے کی جرأت کر سکے۔ ایسا کرنا سخت مشکل ہی نہیں۔ تقریباً ناممکن ہے اعلیٰ سے اعلیٰ مہذب ترین ممالک میں یہی کیفیت ہے۔ (بلجیم کی افریقین ریاست کانگو فری سٹیٹ کی بلجیئن عہدہ دار میجر لوتھیر کا قصہ ابھی بھولا نہیں ہوگا۔ اوسنے (انگریز سوداگر) مسٹر سٹوکس کو بلاوجہہ نہایت سنگدلی اور سفاکی سے پھانسی دلوا کر قتل کرا دیا۔ مگر بلجیم کے ہائی کورٹ نے اوسکو صاف بری کر دیا۔ اور اوسے کوئی سزا کسی قسم کی نہ ملی۔ امریکن مجاہدین کو کیوبا کے ہسپانوی حکام نے جیل ایسی حالت میں جبکہ وہ باغیوں کی مدد کیلئے کیوبا پر حملہ آور ہونے کی کوشش کر رہے تھے گرفتار کر کے سزا دی اور تجویز کے لئے امریکن گورنمنٹ کو سپرد کیا۔

عہ اسکی تصدیق کیلئے دیکھو ترکی نیکدلوں کی موجودہ تزکیات ۱۲

مگر امریکن عدالتوں نے ابھی کل کی بات ہے کہ اونکو بری کر دیا۔ صوبجات متحدہ امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں سفید اندام لوگوں کی ایک زبردست سازشی انجمن کے افراد نے جو انجمن "کوکلکس خان" کے نام سے موسوم تھی حبشیوں کو ناگفتہ بہ اذیتیں و عقوبتیں پہونچائیں۔ اور اکثر کو بہت ہی بری طرح سے قتل و ہلاک کیا۔ مگر کسی قاتل یا عقوبت دہندہ کو سزا نہ ملی یہہ کل واقعات جو غالب اقوام کے تعصب رکھنے کا نتیجہ تھی۔ مہذب اقوام میں ایکدوسرے کے بالمقابل گذرے جب مہذب قوموں کی یہہ کیفیت ہے۔ تو وہ قومیں جو نیم مہذب کہلاتی ہیں۔ جو کہ گذریں تھوڑا ہے۔

سلطان اور ترکی گورمنٹ کی طاقت ہی نہیں۔ بلکہ خود اونکا وجود مسلمان آبادی کی تائید و امداد پر منحصر ہے۔ ایشیاکوچک کی مسلمانوں سے جو وہاں کی عیسائیوں سے تعداد میں کئی حصہ زیادہ ہیں۔ ایسی توقع رکھنا انسانی فطرت کے بھی برخلاف ہے۔ کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر اپنے غلبہ اور فوقیت سے دست بردار ہو جائینگے۔ مسلمان ارمنوں کی سازش اور اونکی سیہ کاریوں، سرتلبی کری کے مشوق اصلاحات۔ اہالی انگلستان کی مذہبی جہاد قلمی و سیاسی۔ اور اتحاد روسیہ۔ فرانس و انگلستان سے بہت بگڑے ہوئے تھے اور بھری بیٹھی تھی۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء کو ارمنوں کے قسطنطنیہ میں فساد کر دینے سے مواد پھوٹ نکلا۔ اور سارے ملک میں چنگاری پڑ گئی۔ یہہ درست ہے۔ کہ ان باتوں کو اون مظالم کی متعلق جو بیچارے ارمنوں پر کئے گئے۔ بطور معقول وجوہات معذوری و بریت پیش نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم اون اون جفاکاریوں کا باعث جو ایشیاکوچک میں سرزد ہوئیں بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔

یلدز سرای کی

یلدز سرا[1] معمولی حجم و وسعت کا محل ہے۔ اور باہر سے چنداں دلفریب اور عالیشان بھی نہیں دکھائی دیتا۔ مگر وہاں کی صحت بخش آب ہوا۔ موقع کی موزونیت اور اسکے فرحت افزا باغات اور مرغزاروں کی حسن و طراوت اور وسعت سے بیرونی شان و شوکت کی کمی کی پوری پوری تلافی ہو رہی ہے۔ یہہ باغ اور منی باسفرس کے کنارہ تک ڈھال کھاتے چلے گئے ہیں یلدز محل جن پہاڑیوں پر واقع ہے۔ انکے عین دامن میں وہ خوبصورت مرمریں محل[2] ہے۔ جہاں سابق سلطان مراد سلطان حال کا بھائی رہتا ہے۔ اگر اوسکا دماغ سخت کمزور نہ ہو گیا ہوتا۔ تو اسوقت ٹرکی کا فرمانروا وہی ہوتا۔ اوسکے علاوہ سلطان کے دو اور بھائی زندہ ہیں رشید اور ایک اوس سے چھوٹا دونو کی صحت بہت عمدہ ہے[3]۔ یلدز محل کے قریب جدید ہسپتال کی عمارتیں ہیں۔ اسکو ابھی حال میں سلطان المعظم نے اپنے مجروح سپاہیوں کیلئے تعمیر کرایا ہے۔ ترک گو عموماً اپنی طبعی جفاکشی اور عمدہ صحت اور شہ زور طبیعت کیوجہ سے یوں بھی جلد صحتیاب ہو جاتے ہیں۔ مگر اس ہسپتال میں تو انہیں ایسی جلد شفا ہو جاتی ہے۔ کہ ڈاکٹر بھی دنگ رہ جاتے ہیں ترک شراب یا الکحل کو کبھی استعمال نہیں کرتے۔ اور نہایت سادہ خوراک پر بسر کرتے ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ وہ بالعموم ایسے زخموں اور جراحتوں سے جو اکثر یورپین لوگوں کے حق میں مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ بآسانی صحتیاب ہو جاتے ہیں۔

ہم یلدز کی پھاٹک پر پہونچے ہی تھے۔ کہ خدام ہمکو خاص سلطانی کوشک میں لیگئے پھاٹک کے متصل چھپر کھٹ کی کمرہ ہیں۔ ہم کو انہیں سے کسی ایک میں جیسا کہ عموماً ہوتا ہے انتظار کرنا پڑا۔ اسفر ارتکاسہ کو وہاں کچھ دیر انتظار کرنا پڑتا ہے تفتیشات و بار سلطانی کو باشندہ ایک بڑے درمیانی ایوان کے راستہ ایک پیش کمرہ میں سے تیسری کمرہ میں جہاں منیر پاشا موجود ہوتے ہیں پہونچایا جاتا ہے۔ ایوان میں سا بھی

[1] یلدز ... ستارہ کو کہتے ہیں ... [2] یعنی محل چراغاں ... [3] مراد کے علاوہ دو بھائی اور ہیں ... بھائی زندہ ہیں سب سے بڑا مراد، پھر سلطان الاعظم اونکے

خدام سادہ لباس میں خاموش و تیار کھڑے رہتے ہیں۔ اونکے پاؤں میں ایسی جوتیاں ہوتی ہیں جنسے چلتے وقت کوئی آواز نہیں نکلتی۔

منیر پاشا[1] منیر پاشا ایک ایسے افسر ہیں۔ جنکا وجود دربار ہمایوں کے لئے لازمی اور لابدی ہے۔ وہ گرینڈ ماسٹر آف سیریمونیز (رئیس التشریفات) اعلے معرف اور جلالتمآب کے ترجمان ہیں۔ بالفاظ دیگر سلطانی دربار میں اونکی وہی منزلت ہے جو ملکہ معظمہ کے دربار میں لارڈ چیمبرلین کی ہوتی ہے۔ مگر آخر الذکر سے اونکا اقتدار اور رسوخ بدرجہا زیادہ ہے۔ لارڈ چیمبرلین اور ایسے عہدہ دار ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ کوئی آیا کوئی گیا۔ یہی سلسلہ قائم رہتا ہے۔ مگر منیر پاشا کبھی دربار سے جدا نہیں ہوتے۔ اور اسمیں کوئی کلام نہیں۔ کہ وہ اس استقامت و استقلال کے پورے پورے مستحق بھی ہیں۔ اونکو مجسم خوش اخلاقی اور حزم و احتیاط کہنا بالکل درست ہے۔ انکے اطوار نہایت دلفریب اور گفتار و کردار کمال دلآویز ہیں۔ ویسے کامل درباری بہت کم پائے جاتے ہیں۔ وہ ہم سے نہایت تپاک سے پیش آئے۔ خدام قہوہ اور سگریٹ لائے۔ اور منیر پاشا ہمارے مشاہدوں اور کارناموں کے حالات بڑی دلچسپی اور غور سے سنتے رہے۔ اوسوقت مجھے پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ نہایت ہی ہونہار اور قابل نوجوان افسر نجیب بک جسکے ساتھ میدان جنگ میں میری اکثر ملاقاتیں ہوتی رہی تھیں منیر پاشا کا بھتیجا ہے۔

سلطان المعظم کا اصول پروفیسر ڈبلیو ایم رمزے (W. M. Ramsay) اپنی کتاب سیاحت ٹرکی سے بہت دلچسپ باتیں اقتباس ہوتی ہیں۔ وہ سلطان المعظم کو انیسویں صدی کا [illegible] شخص قرار دیکر لکھتا ہے کہ ٹرکی پر مغربی اقتدار و غلبہ کی پیشبینی مسلمانوں میں حیات تازہ پھونکدیتی اور اونکو بیدار کر دینے سے مایوس ہو گئی ہیں۔ اس بیداری و حیات تازہ کا انتظام وہ بے نظیر انسان جو اسوقت ٹرکی کا فرمانروا ہے۔ پچیس سال سے نہایت ہوشیاری اور غور کیساتھ کر رہا ہے۔ صرف یہی اکیلا ایسا شخص تھا۔ جو سلطنت کو پھر مضبوط کر سکنے سے مایوس نہ ہوا تھا۔ اوسنے یاس و قنوط کو دھتکار کر حیرت انگیز تحمل بردباری اور تعجب خیز مدبرانہ قابلیت و سلیقہ سے گویا خود تقدیر کو پلٹ دینے کا کام شروع کر دیا۔ وہ گذشتہ بیس برسوں میں اپنی شکستہ اور تقریباً ناقابل سفر جہاز کو سیل حوادث اور خوفناک طوفانوں اور بلا خیز تلاطم موجوں سے صحیح سلامت ہی نہیں بچا لیتا رہا۔ بلکہ اپنی اخلاقی جرات و طاقت کی طفیل جو عزم بالجزم اور مذہبی پرجوشی سادہ قانہ اور نور ایمان سے خود غرض یا چوک جانے والے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے پیدا ہو جاتی ہے۔ اس جہاز کو کنار عافیت کے بھی بہت کچھ قریب پہونچا لیگیا ہے۔"

سلطان المعظم کو تخت پر بیٹھے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ اونکی رائے یہہ ہو گئی کہ ٹرکی کی سلامتی اور بادشاہ کا اقتدار طاقتور

---

[1] منیر پاشا اور اونکے برادر زادہ نجیب بک اور اونکے خاندان کے مفصل حالات کتاب ہفتہ در قسطنطنیہ میں لیڈی میکس ویل کی زبانی درج ہیں۔

[2] متھری ڈیٹس اعظم ایشیاء کوچک کے علاقہ پونٹس (اصو سنجاقہ سیواس و طرابزون کا پرانا نام) کا جلیل القدر بادشاہ گذرا ہے جسنے رومن لشکروں کو کئی مرتبہ فاش شکستیں دیں۔ اور اونکو اپنے ملک سے بالکل خارج کر دیا۔ مگر آخر رومن جنرل پومپی سے شکست یاب ہو جانے پر سبب گرفتاری کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہ گیا۔ تو خودکشی کر لی۔ وہ پچیس زبانیں جانتا تھا اور علوم و فنون اور صنعت و حرفت کا بڑا معاون و مربی اور واقعی نہایت قابل شخص تھا۔ رومنوں کو ویسے بہادر سپہ سالار سے کبھی سابقہ نہ پڑا۔ ۱۳۲ قبل مسیح میں پیدا ہوا ۱۲۰ قبل مسیح میں ۱۲ برس کی عمر میں باپ کے بعد تخت نشین اور ۶۳ قبل مسیح میں فوت ہوا۔

حسب معاہدہ پیرس ترکی پادشاہوں کی کسی جماعت کی سازشوں اور کارستانیوں کا مورث خطر ہیں ہے۔ انکو اپنے پادشاہوں سے بدظنی پیدا ہو گئی ہے۔ اور انہوں نے سلطنت کو بربادی سے بچالکر جسمیں شامل کر روسی حملہ نے اوسکو مبتلا کر دیا تھا۔ پھر سے عروج پر پہنچانے کے لئے کل اختیار و طاقت کو اپنے ہاتھ میں لے لینے اپنی مرضی کے کارکن مقرر کر لئے اور خود اپنی منشاء کے مطابق ملک کی اصلاح و ترقی کرنیکا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ ان کو اپنی ذات پر کامل اعتبار تھا کہ یہہ کبھی اپنے آباء و اجداد کی تاج و تخت اور ملک و سلطنت اور نجابت کی تباہی بربادی اور نہ کبھی غداری کی مرتکب ہو سکیگی۔ مزید برآں بیرونی و باؤ نے بھی نوعمر سلطان کو سلطنت میں کامل مطلق العنانی اختیار کرنے پر مائل کر دیا۔ مدحت کا ہونہار پارلیمنٹ روسی سفیر کی مطالبہ پر ہی توڑا گیا تھا۔ کیونکہ روس کا مطلق العنانی اور ترکی میں آئینی حکومت کا ہونا کبھی گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ ممکن ہے کہ سلطان المعظم کو ان پادشاہوں کے مقاصد سمجھنے میں جنہوں نے انکے ایک پیش رو کو معزول اور دوسرے کو قتل کیا تھا۔ غلطی ہو گئی ہو۔ اور ممکن ہے کہ جو روش و مسلک انہوں نے اختیار کرلیا۔ وہ مغربی خیالات یا مغربی اخلاق و تمدن کے حامل نہوں۔ لیکن اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ وہ اپنے اہم و اصلی مدعامیں پوری پوری کامیاب ہو گئی ہیں۔ ترکی جو ۱۸۷۸ء میں تو وہ خاکستر ہو گئی تھی۔ اس تودہ کی وہ مدستقار کیطرح پھر صحیح سالم برآمد ہو گئی ہے۔ وہ اسوقت ایسی مضبوط ہے۔ کہ گذشتہ پچاس برسوں میں پہلے کبھی ایسی مضبوط نہ تھی مزید برآں دنیا کے تمام مسلمان سلاطین اور ترکی کے دلدادہ اور شیدائی ہو گئے ہیں۔

ترکوں نے اپنے فوجی نظام اور جنگی ناموری کو بحال کر لیا ہے۔ وہ اپنے حاسد اور دائمی غاصب ہمسایوں کو کئی حملے مسترد کر چکے ہیں۔ اور اپنے قلیل ترین قدیمی دشمن یونان کی ... کی خطرناکی اور نہایت ہی زبردست اور مکمل سازشوں کی تاثیروں کو حیرت انگیز قابلیت و مہارت سے زائل کر رہے ہیں۔ اسوقت کسی یہہ عروج محال ہے۔ کہ تمام بڑی بڑی قومیں ترکی کے اتحاد کی متمنی ہیں۔ اور یورپ و ایشیا میں طاقت کو باہمی توازن کو قائم رکھنا اوسی کے ہاتھ میں ہے۔ جسطرف وہ جھک گئی۔ وہی فریق دوسرے فریق سے بھاری ہو جائیگا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ سلطان نے ابتک اپنے ملک کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔ یہ اسی بے نظیر کامیابی کیوجہ سے ہے۔ کہ اندرونی و بیرونی جعلسازشوں اور مخالفتوں کے علے الرغم عثمانیہ سلطنت کی آبادی کا حصہ کثیر اوسکے ذرہ سی اشارہ پر جانیں قربان کرنے کو تیار کھڑا ہے۔ اور بچہ بچہ اوسکا نام ادب و محبت سے لے رہا ہے۔

اہلکاران دربار سلطان المعظم کے حوالی موالی کی نسبت عام خیال پھیل رہا ہے۔ کہ وہ ایسے بدمعاشوں اور شریروں کا ایک مجمع ہے۔ جو جبر و ستم یا خیانت و بدمعاشی کی کوئی مقدار نہیں۔ جسکو وہ مرتکب نہ ہو سکتے ہوں لیکن کوئی خیال اس سے بڑھکر راستی و صداقت سے بعید نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہو کہ دیگر اکثر درباروں کیطرح یلدز کی حدود میں بھی کچھ بدطینت اور بدافعال اشخاص موجود ہوں۔ لیکن جو لوگ سلطان کے خاص درباری ہیں۔ اور اونکی ذات شوکت صمات کے قرب میں رہتے ہیں۔ اونمیں اکثر نہایت ہی معتبر قابل معتمدین۔ صاحب عزت و وجاہت۔ رحمدل۔ خوش اخلاق۔ اور کمال شریف و عقلمند منتظمین ہیں۔ جلالت مآب کو مترجم اور گرینڈ چیمبرلین سید پاشا کے اوصاف حسنہ سے کون ناواقف ہے۔ پاشا موصوف کامل شریف۔ طالع وفادار و جان نثار اور عہدہ شناس مزاج عہدہ دار ہے۔ اوسے ہر شخص پسند کرتا اور اوسپر اعتبار و بھروسہ رکھتا ہے۔

علے افسوس ہے کہ لئے ... الطبع میں ... کا ... اس کتاب ... وزارت ... جان نثار ... کی وفات

سلطان المعظم کا اعلے پرائیویٹ سکرٹری تحسین بک (سلہ) (باشی کاتب) بھی نہایت ہر دلعزیز ہے۔ اور کل وہ اوسکی عزت کرتے ہیں۔ عارف بک جو اسوقت سلطان المعظم کا منظور نظر چیمبر لین ہے۔ ایسا جنٹلمین ہے۔ کہ وہ خواہ کسی دربار میں ہوتا وہیں اوسکی قدر و منزلت ہوتی۔ وہ کشادہ دل۔ صاف باطن۔ راست باز۔ ہوشیار۔ ملنسار۔ اور خوش اطوار ہے۔ اور ایسا معتمد اور عالی ظرف ہے۔ کہ اوس سے سلطانی راز جو لازمی طور پر اوسے بحیثیت منصب معلوم ہوتے ہیں کبھی افشا نہیں ہو سکتے۔

سلہ امیر المومنین کے اول سکرٹری تحسین بک دبلے پتلے آدمی ہیں۔ قد ساڑھے پانچ فیٹ کے قریب ہے۔ اور نہایت خوش اخلاق خندہ پیشانی اور ملنسار ہیں اور کل یورپین اور ترک متفق الرائے ہیں کہ تحسین بک نہایت ہی دیانتدار صاف گو اور سچے آقا کے وفادار اور جان نثار خادم ہیں۔ ضعیف الجثہ ہونیکے باوجود وہ ہر روز بارہ سے لیکر سولہ گھنٹہ تک کام کرتے ہیں۔ اور آدھی رات سے پہلے شاید ہی کبھی فارغ ہوتے ہیں۔ تمام ضروری اور اہم کاغذات سلطان المعظم کے روبرو پیش ہونے سے پہلے ان کے ہاتھوں میں سے گذرتے ہیں۔ اور ملاحظہ کرنے سے پہلے وہ اون سب پر حضور ممدوح کا حکم حاصل کر لیتے ہیں۔ اول سکرٹری ہونے سے پیشتر وہ مختلف محکموں میں کام کر چکے ہیں۔ اور آخر محکمہ بحری کی پانچ برس نائبی پر رہنے کے بعد اس عہدہ جلیلہ پر مامور ہوئے۔ وہ دیگر ترکوں کیطرح ایچ پیچ ڈالکر حرف مطلب تک نہیں پہنچتے۔ بلکہ جو مدعا ہو اوسے لمبی چوڑی تمہید کے بغیر صاف صاف کہدیتے ہیں۔

خبریں بہم پہونچانیکی ایک ایجنسی کے انگریزی نامہ نگار سے یاد اکتوبر ۱۸۹۷ء اونہوں نے جو گفتگو کی تھی۔ اوسمیں فقط اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین کی خواہش اتحاد انگلستان کا ہی ذکر نہیں کیا تھا۔ بلکہ کئی عام غلط افواہوں کی بھی تردید کی تھی۔ تقریر مذکور کا یہ حصہ اخبار مذکور مورخہ یکم نومبر ۱۸۹۷ء نے معہ اڈیٹوریل ریمارک حسب ذیل الفاظ میں شائع کیا تھا۔

خدا کرے ایسا ہو۔ لارڈ سالسبری یا مجلس وزارت انگلشیہ خواہ تسلیم کرے یا نہ کرے زمانہ کے حالات کے جاننے والوں سے یہ پوشیدہ نہیں رہا کہ انگلستان کی موجودہ مشکلات کے زیادہ حصہ کا باعث ٹرکی کے تعلقات کے متعلق اوس حکمت عملی کا بدلدینا ہے۔ جو جنگ کریمیا کے وقت اور اس سے چند برس پیچھے انگلستان نے اختیار کی ہوئی تھی۔ جب سے گورنمنٹ انگلشیہ نے ٹرکی کی دوستی اور اتحاد سے بتدریج کنارہ کشی شروع کی اسی وقت سے نئی نئی مشکلات کا دور شروع ہوگیا۔ کیونکہ تغیر پالیسی کے ساتھ ساتھ ہی انگریزی مدبران کو ٹرکی کے برخلاف بھی نئی نئی تجویزیں اور تدبیریں کرنا لازمی ہوگیا جس سے نہ فقط مخالفین انگلستان کے زمرہ میں ایک اور سلطنت کا اضافہ ہوگیا۔ بلکہ ڈپلومیٹک چالوں اور پولیٹیکل داؤ گھات کا دائرہ بھی اسقدر وسیع ہوتا گیا۔ کہ آخر اوسکو سنبھالنا مشکل ہوگیا۔ پے در پے اور یکبارگی پیچیدہ معاملات دوسروں کی وجہ سے یا خود اپنی ہی تدبیروں کے باعث پیدا ہونے لگ گئے۔ اور انکی اسقدر بھرمار ہوگئی۔ کہ سب کو قابو میں رکھنا مشکل ہوگیا۔ اور پولیٹیکل غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہونی شروع ہوگئیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ اس نئی پالیسی کے حامی اور بانی و سابق مدبرین انگلستان کی ڈپلومیسی اور تدابیر ایسی زبردست تھیں۔ کہ اگر سلطنت عثمانیہ کے جہاز کا ناخدا عبدالحمید ایسا ماہر شناور نہ ہوتا۔ تو اوسکے بیڑہ کے غرق ہو جانے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اوسنے اپنے صائب رائے اور سیاست کاملہ سے اس نئی مخالفت کے مدافعت کیلئے خود دشمنوں کے لشکر (وسط یورپ) میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرکے چند ایک کو اپنے ساتھ ملانے کی تدبیر کی۔ اور اوس میں اوسے (بالخصوص جرمنی کے طرفدار ہو جانے سے) نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن جیسا کہ ہم کئی دفعہ

[illegible]

امین بک ایک اعلیٰ چمبرلین بھی جو انگریزوں کا بہت دوست ہے۔ قابل اور لائق عزت عہدہ دار ہے جتنی کہ عام بدنام عزت بک ہیں جسکی نسبت کئی بری رائیں ظاہر کی گئی ہیں۔ اور جو غالباً اونمیں سے چند ایک کا مستحق بھی ہے۔ نہایت محنتی اور جز بہات پہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) مفصل بحث کرکے بخوبی ثابت کرچکے ہیں۔ ٹرکی کے سچے ہی خواہ (جن میں بڑا حصہ دولت انگلشیہ کا بھی ویسا ہی خیر خواہ اور بہی طلب ہے) گورنمنٹ عثمانیہ کی اس ڈپلومیٹک کامیابی یا انگلشیہ پالیسی کی ناکامیابی پر کبھی خوش نہیں ہوسکتے۔ بلحاظ سوا تع مقبوضات۔ قومیت و مذہب رعایا اور اغراض و مصالح کے قدرت نے ان دونوں سلطنتوں کو ایک دوسرے کا دوست صمیم بنا رہنے کے لیے موضوع کیا ہے۔ اور انکی باہمی مخالفت یا رنجیدگی ایک دوسرے کے لئے اوس سے بدرجہا زیادہ مضر ہے جسقدر کہ باقی کل دنیا کا انمیں سے کسی ایک کا دشمن ہونا نقصان رساں ہوسکتا ہے۔ دوراندیش مدبروں اور مآل اندیش منصرمان مہام سلطنت عرصہ مدید سے یہی رائے ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔ سنہ ۱۸۲۷ء میں یونانیوں کو آزادی دلانیکے لئے انگلستان نے بھی روس اور فرانس کے ساتھ موافقت کرلی تھی۔ اور ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۸۲۷ء ان تینوں سلطنتوں کی جنگی بیڑوں نے مصری و ترکی بیڑہ پر بمقام نوارینو اچانک حملہ آور ہوکر اسکو بالکل تباہ و برباد کردیا تھا۔ اس واقعہ سے تین مہینے بعد انگلستان کے مشہور و معروف جنرل اور بے نظیر مدبر ڈیوک آف ولنگٹن نے جس نے سنہ ۱۸۱۵ء کی جنگ واٹرلو میں دنیا کو تباہی مجسم بوناپارٹ کے ہاتھ سے نجات دلوائی تھی۔ وزیر اعظم ہوکر اپنی پہلی ہی تقریر میں جنگ نوارینو کی نسبت جو الفاظ کہے تھے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

"انگلستان سے یہہ نہایت سخت غلطی سرزد ہوئی ہے اور بمقام نوارینو ترکوں کے برخلاف جنگ کرنیکی بدولت اوسے خون جگر کے آنسو بہانے پڑینگے"۔ یعنی اس لڑائی سے انگلستان نے ایک ایسی سلطنت کو جس کے اغراض انگلستان کے مخالف نہیں۔ اور جسکو لازمی طور پر انگلستان کا دوست اور اسکے دشمنوں کا دشمن رہنا پڑیگا۔ کمزور کرکے اپنے مخالفوں (روس و فرانس) کو مضبوط کردیا ہے۔ اور اسکا خمیازہ ایک دن اوسے بری طرح اٹھانا پڑیگا۔

تاریخ اجرا **وکیل** سے ہم اسی بات پر اصرار کرتے رہے ہیں۔ کہ دونو سلطنتوں کے لئے پھر وہی دیرینہ تعلقات قائم کرلینا نہایت ضروری ہے۔ اور گو نہ صرف ہندوستان کے سربرآوردہ اینگلو انڈین اخبار **پائنیر و سول** وغیرہ بلکہ انگلستان کے بھی اکثر مشہور اخبار یہ راگ الاپتے رہے ہیں۔ کہ انگلستان اب کبھی ترکوں کا دوست نہیں ہوسکتا۔ اور بعض ترکی اخبار بھی انکو جواب میں لکھتے رہے ہیں کہ ترکوں اور سلطان المعظم کے دلوں سے اب انگلستان کیطرف سے کبھی کدورت دور نہیں ہوسکتی۔ مگر ہمکو کبھی ناامیدی نہیں ہوئی۔ اور کامل یقین تھا اور اب بھی ہے کہ ضرورت خود بخود دونوں فریقوں کی آنکھیں کھول دیگی۔ اور اگر یہہ ضرورت ابھی محسوس نہیں ہوئی۔ تو دونوں کے زبردست مشترک دشمن (روس) کی موجودگی بالضرور جلد یا دیر بعد محسوس کرادیگی۔ زار پیٹر اعظم کی وصیت کی روایت کو اگر محض فرضی اور بے بنیاد بھی مان لیا جائے۔ تو بھی جو لوگ روس کی پیش قدمی کی رفتار کو غور سے ملاحظہ کر رہے ہیں۔ انکو یہہ تسلیم کرنے سے کوئی عذر نہیں ہوگا۔ کہ روسی فرمانرواؤں کی مسلسل پالیسی سے کسی چالاک شخص کو روایت مذکورہ کے گھڑنے کا موقعہ ملا ہے۔

ہماری کانگرسی اخبار گورنمنٹ ہند کی فارورڈ پالیسی (پیشقدمی کی حکمت عملی) کو خواہ محض اسوجہ سے کہ گورنمنٹ کے ہر فعل پر معترض ہونا

کمال تادرہی۔ اور بنابریں اپنے آقائے نامدار کے لئے نہایت مفید اور کار آمد ہی۔ ہمنے ان باتوں کا اسلئے ذکر کیا ہی۔ کہ اہلکاران دربار ہمایوں کی نسبت ہمیشہ برا بھلا لکھتے رہنا قسطنطنیہ کے نامہ نگاروں کی عام عادت ہوگئی ہی۔ اور بدقسمتی سے انگلستان والے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۹) انہوں نے اپنا شعار بنا رکھا ہی۔ یا بوجہ ناواقفیت محدود الخیالی لا کہ فضول اور بیہودہ قرار دیں اور گورنمنٹ کو یہ طعنے دیں کہ روسی حملہ تو کبھی ہوگا نہیں اسکے دماغ میں صرف اسکا خبط سما گیا ہے مگر یہ یقینی امر ہے کہ روس ہندوستان کو فتح کرنیکے لئے پوری طاقت صرف کریگا (تازہ تصدیق کے لئے پرنس لوبانوف کی وصیت کافی ہی) اور اس سے پہلے یا بعد قسطنطنیہ کو لینے کے لئے بھی ویسی ہی سرتوڑ کوشش کریگا۔ اس سے ہمارے مندرجہ بالا بیان کی کہ ٹرکی کبھی خواہ سلطان کی اس کامیابی اور انگلستان کی شکست سے کبھی خوش نہیں ہوسکتے تصدیق ہورہی ہی کیونکہ باہمی مخالفت تو درکنار انکا باہمی اتحاد ومغائرت ہی دونو کی تباہی کے لئے کافی ہی اور روس کے لئے اس سے بڑھکر کوئی مژدہ نہیں ہوسکتا۔ کہ وہ اپنے دونوں شکاروں کو ایک دوسرے سے الگ کرکے علیحدہ علیحدہ نگل لے۔ مگر نہایت خوشی کا مقام ہی کہ بلاد مغرب سے اس قسم کی آوازیں پہونچنی شروع ہوگئی ہیں۔ جن سے اس مہیب وخوفناک خطرہ کا اندیشہ بہت کچھ دور ہوگیا ہے۔ اور اگر خداوند کریم کو بہتری منظور ہی۔ تو یہ دونوں عظیم الشان سلطنتیں جنمیں سے ایک کی بحری طاقت اور دوسریکی بری قوت ضرب المثل زمانہ ہورہی ہی۔ آپسمیں متحد اور متفق ہوکر اس اندیشے کو قطعاً زائل کردیں گی۔ اور ہم صدق دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

تمہید کے بعد ہم ایک انگریزی نامہ نگار کی وہ تحریر جو اس کے لکھے جانیکا باعث ہوئی ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"اخبار سٹینڈرڈ کی ریویو کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے اطلاع دیتا ہی کہ سلطان المعظم اور انکے وزرا نے اپنے ملک میں تجارت کو فروغ دینے کے لئے ایشیائی و یوروپین مقبوضات میں چھوٹی پٹری کی بنیاد ریلوے لائنیں جو تمام ملک میں جال کیطرح پھیل جائیں تیار "تمہ بر صفحہ ۱۱

پرنس لوبانوف کی وصیت۔ ٹائمز کا نامہ نگار بتاریخ ۷۔ اکتوبر [illegible] وائنا سے لکھتا ہی کہ پرنس لوبانوف (سابق وزیر خارجہ روس جو ستمبر [illegible] میں زار کی سیاحت یورپ کے شروع میں آسٹریا سے جرمنی کو جاتے ہوئے راستہ میں فوت ہوا تھا) روسی گورنمنٹ کو اوسکے آئندہ طریق عمل کے متعلق چند وصیتیں کر گیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہی کہ روس جرمنی اور انگلستان کو اپنا جانی دشمن سمجھتا ہی یہ دونوں سلطنتیں اوسکو سب سے زیادہ نقصان پہونچا سکتی ہیں۔ ایشیا میں ہماری ریلوے لائنیں چار برس کے عرصہ میں مکمل ہو جائینگی۔ اسوقت ہندوستان پر فیصلہ کن حملہ کرنیمیں مطلقاً توقف نہ کیا جائے۔ اگر اس حملہ میں کامیابی ہوگئی۔ تو انگریزی نوآبادیوں کے تعلقات اصلی ملک (یعنی انگلستان) سے بالکل ڈھیلے ہوجائینگے۔ جسکا نتیجہ انگلشیہ سلطنت کا زوال ہوگا۔ فرانس کا اتحاد روس کو جرمنی سے محفوظ رکھیگا۔" آسٹریا اور جرمنی کے اتحاد کی مضبوطی وقیام پر پرنس مرحوم کو چنداں اعتبار نہیں اس بارہ میں انکی رائے ہی کہ آسٹریا اپنے سابقہ مقبوضات کو جو جرمنی کے ماتحت ہیں۔ حاصل کرنیکی آخری کوشش کریگا۔ اور ایسا کرنیکے لئے اوسکو فرانس کی امداد کا محتاج ہونا پڑیگا۔ پرنس لوبانوف جرمنی کے برخلاف ٹرکی کو بھی اس اتحاد میں شامل کرنیکی وصیت کر گیا ہے۔ تاکہ ضرورت کے وقت آسٹریا کے برخلاف دو جرمنی کا طرفدار نہ ہوجائے۔ اسمیں کلام نہیں کہ یہ فقط متوفی وزیر کی ذاتی رائے ہے۔ مگر اس سے روسی مدبرین کا

ہر ایسی نہ ہر یلی روایت کو جو مشہور کی جائے فی الفور درست مان لیتے ہیں۔ بنابریں ہمنے یہہ عام معلوم حالات جنکو قسطنطنیہ میں بچہ بچہ جانتا ہے بتادینا ضروری تصور کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰) تیار کرانیکا ارادہ کر رہے ہیں۔ ان لائینوں کے لئے مصالحہ جرمنی سے بہم پہونچایا جائیگا (یعنی انکی تیاری کی اجارے جرمن کمپنیوں کو دیئے جائینگے) کیونکہ بدقسمتی سے ہمارا سفیر دربار ہمایوں یا باب العالی کسی جگہہ اقتدار و قوت اور رسوخ نہیں رکھتا۔ اور بنابریں پچھلے چند برسوں میں ٹرکی نے ریلوے اور سامان جنگ پر جو کروڑہا روپیہ خرچ کیا ہے۔ وہ سب جرمن ٹھیکہ داروں کی جیبوں میں گیا ہے۔ انگریز ٹھیکہ داروں کو ایک پائی کا کام نہیں دیا گیا۔ ہماری (جدید مخالفانہ) پالیسی سے کم از کم ہمارے تجارتی تعلقات پر جو ٹرکی سے تھے۔ جیسا برا اثر پڑا ہے اوس سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ کیا دو کروڑ پونڈ (۳۲ کروڑ روپیہ) جرمنوں کی جیبوں میں جانے دینا اور اپنی پانچ کروڑ مسلمان رعایا کو صرف اس لئے کہ ہم ایک زنانہ صفت۔ بداخلاق اور بزدل قوم (یعنی یونانی) کی جسکا بڑا محض یہ ہے کہ وہ عیسائی ہونیکی مدعی ہے۔ حامی شمار کئے جائیں۔ ناراض اور رنجیدہ خاطر کرنا دانائی کا کام ہے؟۔ مگر ایک اور نامہ نگار تحریر کرتا ہے "کہ ٹرکی دار الخلافہ میں ہمارا رسوخ ابھی تک ایسا زایل نہیں ہوا کہ وہ پھر تازہ نہ ہوسکے۔ سلطان المعظم کے اول میر منشی تحسین بک سے جنکی بات سے بڑھکر کسی اور کی گفتگو معتبر نہیں ہوسکتی مجھسے اثناء ملاقات خاص میں ذکر کیا کہ سلطان المعظم انگریزی قوم سے پھر سابقہ دوستانہ مراسم قائم کرنیکے بدل خواہشمند ہیں۔ اور وہ اسی یہ یقین دلانے پر آمادہ ہیں۔ کہ ہندوستان کے موجودہ سرحدی فسادوں میں قولاً یا فعلاً یا ارادتاً انہوں نے کسی قسم کا دخل نہیں دیا۔ اور سرحدی فسادیوں کو کسی قسم کی جرأت دلانا تو درکنار اونکو یہہ بھی ناگوار گذرا ہے۔ کہ اونکی ذات بابرکات کو ان فسادوں کا محرک اور ذمہ وار قرار دیا گیا ہے"۔

چنانچہ حضور ممدوح نے اکثر مسلمانوں کو جنکا ہندوستان سے تعلق ہے بخوبی جتادیا ہے کہ "ہم کسی ایسے فعل اور طریق عمل کو جس سے جلالت مآب ملکہ معظمہ کو۔ جنکو اوصاف ذاتی کا میں سچے دل سے معترف ہوں اور جنکی میرے دل میں سچی عزت و منزلت ہے رنج پہونچانیکا موجب ہو۔ سخت ناپسند کرتے ہیں"۔ الغرض سلطان المعظم انگلستان سے دوستانہ تعلقات کی تجدید کا (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲)

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۱) عندیہ بخوبی معلوم ہو رہا ہے"۔

اس بحث کے پڑھنے سے ہندوستان کے مہاشا اخبارات اور ولایت کے کانگرسی رسالہ انڈیا کو اگر انہیں پولیٹکس اور تاریخ عالم سے کچھ بھی مس ہوگا تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہندوستان اور باشندگان ہند کی بہتری کے لئے اس سے بڑھکر کوئی عمدہ تدبیر نہیں ہوسکتی۔ کہ اس جلد یا دیر بعد آنیوالی دلگداز حملہ کو ہندوستان کی حدود سے باہر روکنے کا انتظام کیا جائے۔ فارورڈ پالیسی پر کوتاہ اندیشی سے اعتراض کرنا تو سہل ہے۔ مگر اوسکی ضرورت کو ایک معمولی سمجھہ کا آدمی بھی تسلیم کر لیگا۔ لارڈ لارنس کے زمانہ کی سرحدی پالیسی اسوقت مقولہ عہد پارینہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ وہ اوس زمانہ کے لئے بیشک نہایت ہی مناسب حال تھی۔ روس سرحد ہندوستان سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور اوسکے اور افغانستان کے درمیان ہزاروں جنگجو اور بہادر قبائل حائل تھے۔ مزید برآں اوس وقت اوسکی طاقت نسبتاً بہت ہی کمزور اور اندرونی انتظام اور فوجی نظام و نسق بدرجہ اتم ناقص تھا۔ بنابریں اوس زمانہ میں روشنی تہذیب (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲)

ہمیں سینر پاشا کے پاس بیٹھے ہوئے آدہا گھنٹہ ہوا تھا کہ خادم پیغام لایا کہ جلالت مآب ہمسے ملاقات کرنیکے لئے تیار ہیں چنانچہ ہمیں اوس ایوان میں لیگئے جہاں شوکت سمات ملاقاتیوں کو شرف باریابی عطا فرماتے ہیں۔ یہ سیلون یا ایوان

(بقیہ حاشیہ صلا) استحکام کے دل سے خواہان اور شائق ہیں۔ اونکو بخوبی یاد ہے۔ کہ ترکی اور انگریزی فوجیں کئی جانگداز لڑائیوں میں دوش بدوش لڑچکی ہیں۔ اور انکو یقین ہے کہ پچھلے محاربہ سے انگلستان پر واضح ہوگیا ہوگا۔ کہ ترکی فوج کی قدیمی شجاعت و مستقل مزاجی میں کوئی فرق نہیں پڑا اور وہ (یعنی انگلستان) اس بہادر فوج کو پھر اپنا معاون و مددگار بنانے سے کوتاہی نہیں کریگا۔ جلالت مآب خلیفۃ المسلمین کی سب سے بڑی اور دلی تمنا ہے۔ کہ کسی طرح موجودہ رنجشیں اور کدورتیں جلد دور ہوکر انگلستان اور ٹرکی میں نہایت ہی گہری دوستی ہو جائے اور دونوں یک جان و دو قالب بنجائیں"۔

اسکے بعد نامہ نگار مذکور پرنس مبارک کے اخبار ہمبر گر نیکر کٹن کی رائے لکھتا ہے۔ کہ انگلستان کی موجودہ ایشیائی مشکلات میں ٹرکی کا حضہ ضرور دخل ہے اور فرانس و انگلستان کو اسلامی جوش کی جدید تازگی اور اوبہار سے جس جوش کو زیادہ تر یورپین ڈپلومیسی (سفارتانہ چالوں) کی غلطیوں نے پیدا کیا ہے۔ سخت نقصان اوٹھانا پڑیگا"۔ مگر ہم پرنس بسمارک یا جرمنی و روس کی کسی اہل الرائے کی رائے کو قابل وقعت نہیں سمجھ سکتے۔ وہ اہل الغرض ہیں۔ اور اونکی استدلال زیادہ تر اونکی اپنی خواہشوں پر مبنی ہیں۔ ایسے لوگوں یا انگریزی گورنمنٹ کے اطمینان کے لئے تحسین بک کی مندرجہ بالا گفتگو کافی ہے امیر المومنین کو سردست انگریزی اتحاد کی کوئی فوری ضرورت درپیش نہیں۔ ورنہ کسی نیک ظن رکہنے والوں کو یہہ کہنے کا موقعہ ملجاتا کہ حضور ممدوح کا یہہ منشا یا تقریر ڈپلومیٹک چالبازی پر (جسکو دوسرے لفظوں میں دغا و فریب کہا جاسکتا ہے) مبنی ہے اسوقت ترکی کی عظمت و جبروت کل دنیا پر روشن ہوگئی ہے۔ اور پہر اونسے واعلے اونکی دوستی کا خواہاں اور امیدوار ہوگیا ہے۔ مگر جیولیکل آف ویلینگٹن کیطرح حضرت خلافت پناہی بہی اپنے کمال تدبر عمیق النظری اور دوراندیشی سے واضح ہے کہ اگر دنیا میں

(بقیہ صلا) حملہ کی روک تہام کرنیکے لئے سید الوں سے تجاوز کرکے پہاڑی علاقوں کی پہلے سر پر چوکیاں ڈالنا قبل از مرگ واویلا یا آب ندیدہ موزہ کشیدم کا مصداق ہوتا اور سرحدی بھڑوں کو چہیڑنا صریح حماقت تہی۔ مگر اب نقشہ بالکل بدل گیا ہے دور کے ڈھول نزدیک پہونچکے ہیں اور پہونچ رہے ہیں۔ اور روس حملہ ہندوستان کرنیکی پوری تیاریاں ہر ایک قسم کی کر رہا ہے۔ الغرض اب اس حملہ کی مزاحمت کے لئے ہماری طرف سے بہی پوری طرح سے تیار ہونے کا وقت آگیا ہے اور اسکے لئے لارڈ رابرٹس اور دیگر مشیران سلطنت ہندوستان نے جو تدابیر اختیار کی ہیں۔ وہ نہایت ہی مناسب ہیں اور اونکے سوا اور کوئی تدبیر کارگر ہی نہیں ہوسکتی تہی۔ چنانچہ اسوقت ایک طرف چترال و گلگت اور دوسری طرف قندہار و چمن تک حد کا بڑہانا روس کے لئے ہندوستان کا اس قدر راستہ صاف کردینا نہیں ہے۔ بلکہ روسی افواج کا دل بادل کی سیلاب بلاخیز کو چترال یا ہرات سے لیکر پشاور وہوتی مردان تک پہونچتے پہونچتے ہی جنگنا یہ تھا کہ نہ چہوٹے بڑے نالوں اور دریاؤں کی آمیزش سے جو قتل و غارت کی عادی اور ہندوستان کی زرخیز علاقوں کی سرحدوں سے ملا ہوا ہے۔ ... اوسکی طمع سے سابق شمال مغربی حملہ آوروں کی طرح خواہ روسی بالفرض محال اونکو روک سکنے

جو نہایت وسیع اور خوب مکلف و آراستہ ہی اوس ہال کی جس میں سی گذر کر ہم آئی تھے دوسری طرف تھا۔ وہ چالیس فیٹ طویل اور ۳۵ فیٹ عریض ہی چھت بہت بہت بلند ہی اور فرش رنگ برنگ کی پتھروں کا ہی۔ جو ایسی اوستادی سی لگائی گئی ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲) کسی دو سلطنتوں کی اغراض و مصالح بلکہ سلامتی و قیام اونکی باہمی اتحاد کی متقاضی ہیں۔ تو وہ ٹرکی اور انگلستان ہیں۔ اسی لئی گو اونہوں نی دوسروں کی درخواستہائی اتحاد کو مسترد نہیں کر دیا۔ بلکہ جاپان جیش ایسی بعید المسافت یا حقیر ریاستوں کو بھی جنکو کوئی اور بادشاہ فتح و نصرت تازہ سی سرمست ہو کر بالکل بے حقیقت سمجھتا نہایت تپاک کی ساتھ اپنے سینہ سی لگا لیا ہی مگر تاہم وہ اپنی ملک کی قدرتی اور لازمی دوست کیطرف سی غافل نہیں رہی اور موجودہ مغائرت کی کوئی پروا نہ کرکے باین خیال کہ شاید انگلستان سابقہ کاروائیوں پر شرمندہ و نادم ہو کر خود سلسلہ جنبانی کرنیسی محترز رہی اور اسطرح دونوں فریق کے شرم ہی میں رہنے سی معاملہ بالکل ناقابل اصلاح ہو جائی کامل مردانہ اخلاقی جرأت سی کام لیکر خود ابتدا کر دی ہی۔ اور ہمکو پوری توقع ہی۔ کہ اونکی یہ کوشش بے اثر نہیں رہیگی۔ کیونکہ گو ولایت کی کسی انگریزی اخبار نی ابتک تحریر نہیں کیا کہ انگریزی گورنمنٹ بھی اپنی بچھڑی ہوئے دوست سی صلح کرنیکے لئے دو چار قدم آگی بڑھنے کی تجویز کر رہی ہی۔ مگر مصطفےٰ آفندی کامل مصری محب وطن نے ۱۴ ستمبر کو بمقام پیرس انگریزی قبضہ قاہرہ کی سالانہ یادگار کی دن قبضہ مذکور کی برخلاف جو لکچر دیا تھا۔ اوسمیں اونہوں نے صاف طور پر کہدیا تھا۔ کہ گورنمنٹ انگلشیہ ٹرکی سے موافقت کر لینے اور اوسکی ناراضگی کو دور کرنیکی کوشش کر رہی ہی۔ اور گو یہ خبر ایک مخالف انگلستان کی ذریعہ سی پہونچتی ہے لیکن اس سی بڑھکر راحت افزا خبر ہندوستان کی مسلمانوں کیلئے کوئی نہیں ہو سکتی اور وہ بلا شک و شبہ ایسی خوشخبری دینی پر آفندی موصوف کی مشکور ہونگی۔ مضمون کی خاتمہ پر ہم پھر دوسری دفعہ یہی دعا درج کرتی ہیں کہ ان دونوں سلطنتوں میں دائمی اتحاد و اتفاق ہو کر ہمیشہ کیلئی قائم رہی۔ اور اونکی حاسد و مخالف آتش حسد و رشک سی جلتے رہیں۔ آمین :-

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲) کی بھی کوشش کرتی) لامحالہ وسیونکی بھی ساتھ ہو جاتے۔ اور زیادہ طاقتور نہ ہونی دینے کے لئی ہی۔ اگر گورنمنٹ خدانخواستہ اپنی حدود کو صرف میدانوں تک محدود کر دی اور پہاڑی رستوں اور دروں کی صرف ہندوستانی سوراخوں کی محافظت پر قناعت کری تو وہ سیلاب تنگ و تاریک دروں اور گھاٹیوں سی گہرا ہوا ہونیکی وجہ سی ایسا تند و تیز اور ناقابل مزاحمت ہو جائیگا۔ کہ کوئی طاقت اوسکو روک نہیں سکیگی۔ ہماری مہاشاہ بھائیوں کا دل تو شاید پھر دو دو روپیہ پر کابل اور غزنی کی بازاروں میں بکنی کو چاہتا ہو گا لیکن گورنمنٹ انگلشیہ کی انسانیت و تہذیب ایسی رعیت ابنائی وطن کی حمیت و غیرت ابتک اونمیں کچھ بھی شکست باقی رہی اونکی اس خواہش و تمنا کو کبھی پورا ہونے دیگی ہمارے وہی کانگرسی ہمعصر انڈیا ایک نقشہ دیکر گورنمنٹ ہند پر بڑا لال پیلا ہو رہی میں سکا اوسنی صرف فارورڈ پالیسی کی قربانگاہ پر ۱۸۹۸ء سی لیکر ابتک ایک حساب سے ۱۷ کروڑ اور دوسری حساب سے (جسکو کلکتہ کا اخبار کیپٹل خود ہی سمجھ سکتا ہی) ۴۲ کروڑ روپیہ بلیدان کیا ہی۔ مگر اوسکو یہہ اعتراض کرتے سمجھ لینا کی دوسری سلطنتوں کی فوجی مصارف معمولی و غیر معمولی کیطرف ایکدفعہ سرسری نظر ضرور ڈال لینی چاہئی تھی۔ کیا اوسکو معلوم نہیں کہ نہایت مفلس ترین سلطنت (روس) جسکی کل آبادی ہندوستان کی آبادی کی تیسری حصہ کی برابر ہی صرف معمولی اخراجات فوجی پر اسی کروڑ روپیہ سالانہ (بحری فوج خرچ اسکی علیحدہ ہی) یعنی ہندوستان کی کل آمدنی سی زیادہ صرف کرتی ہے اور غیر معمولی اخراجات مثلاً فوجی ریلوے لائنوں

(بقیہ صفحہ ۱۴)

گلاقلید یس کی شکلیں اور بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں۔ دیواروں پر نہایت خوب صورت اور بیش قیمت پردے آویزاں ہیں۔
جلالت مآب دروازہ کے قریب کمرہ کے اندر کھڑے تھے۔ وہ نہایت لطف و کرم سے پیش آئے اور گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کیا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳ تقریر کا دوسرا حصہ اخبار مذکور نے بالفاظ ذیل تحریر کیا تھا۔

سکرٹری ممدوح نے اتحاد کے متعلق ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ تین خوش پوشاک افغان رئیس سا کے یلدز محل میں وارد ہونیکی خبر ویسی ہی غلط اور بے بنیاد ہے جیسی کہ مفتریوں کی گھڑی ہوئی داستانیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح یہ قصہ بھی بالکل غلط ہے کہ میڈیکل کالج کے ایک طالب علم زکی بک کو طرابلس کی جلاوطنی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور اوسنے بدوران حراست خودکشی کر لی میں نے یہ خبر پہلے لندن کے اخباروں میں دیکھی تھی۔ اوسکے پڑھتے ہی میں نے سخت تحقیقات کئے جانے کا حکم دیا اور باز پرس کی کہ اگر ایسا واقع ہوا ہے تو اوسکی اطلاع یلدز میں (یعنی سلطان المعظم کو) کیوں نہیں دی گئی۔ مگر آخر معلوم ہوا کہ یہ سب محض افترا تھا۔ اس کے بعد انگریزی اخباروں نے یہ گپ اڑائی کہ مراد بک بھاگ گیا ہے (یا پونیر کے مصری نامہ نگار نے بھی غالباً مشہور غدار ملک اور اخبار المعظم سے پڑھکر یہ خبر لکھی تھی جسکی ہم نے تردید کر دی تھی (اڈیٹر)

جس نامہ نگار نے سب سے پہلے یہ خبر مشتہر کی تھی اسکو اسکی علانیہ تردید کرتے ہوئے تو شرم آئی۔ مگر اپنے اخبار کے کسی بعد کے پرچہ میں یہ شائع کر دیا کہ مراد بک کو امیر المومنین نے شرف باریابی بخش کر اوسے کوئی منصب جلیلہ عطا فرمانیکا منشا ظاہر کیا ہے لیکن یہ بھی درست نہیں۔ اس معاملہ پر میرے زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں۔ تم کو جب فرصت ہو خود مراد بک کے پاس جا کر اوسکی زبانی بھاگ جانیکا حال دریافت کر لو۔ جلاوطنی۔ قیدخانوں میں ایذا دہی۔ یلدز سرائے کے محبسوں میں عقوبت دینے اور لوگوں کی جوق در جوق گرفتاری کی تمام خبریں سر تا پا غلط ہوتی ہیں۔ اور چونکہ یہ سب سے پہلے انگریزی اخبارات میں شائع ہوتی ہیں۔ اوسنے امیر المومنین کو سخت افسوس ہوتا ہے۔

جلالتمآب امن کے دل سے خواہاں ہیں۔ ایک تو اس لئے کہ وہ بذاتہٖ خونریزی سے متنفر اور اوسکے مخالف ہیں۔ دوم اسلئے کہ صرف صلح و امن ہی سے ملک کی فارغ البالی۔ آسودہ حالی اور تمدنی صنعتی و تجارتی حالتمیں ترقی ہو سکتی ہے۔ حضرت ممدوح نے صرف اسوقت جنگ کا اعلان کیا۔ جبکہ یونانی گورنمنٹ نے اون ترکی سپاہیوں کو جنہیں یونان کی مفسدہ پرداز اور انقلاب پسند خفیہ کمیٹی انہیں کی ہتھیاروں کے بیقاعدہ سپاہیوں نے گرفتار کیا تھا۔ بطور اسیران جنگ اتھتر کو بھیکر کمیٹی کو ایسا تسلیم کر لیا کہ گویا وہ خود گورنمنٹ مذکور کے حکم سے لڑ رہی ہے سلطان المعظم تو اسقدر امن پسند ہیں۔ کہ انہوں نے کریٹ میں یونانی فوج کے داخل ہونیکو معاملہ سے بھی بایں خیال درگذر کر دیا کہ خود دول یورپ اس قضیہ نامرضیہ کو سلجھا لینگی تتمہ

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۳ کم وغیرہ پر جو کچھ اسکا صرف ہوتا ہے۔ وہ اسی سے ظاہر ہے کہ فقط سائبیریا اور وسط ایشیا کی ریلوں پر وہ کئی ارب روپیہ لگا چکی ہے۔ اور کئی ارب ابھی اور صرف کریگی۔ پاونیر نے سچ کہا ہے۔ کہ اگر کانگرسیوں کو ہالنڈ ہسپانیہ فرانس پرتگال یا روس کی حکومت کے ماتحت رہنے کا کبھی موقعہ ہوتا تو اونکو قدر عافیت معلوم ہو جاتی۔

سلطان المعظم کی شکل وشباہت

سلطان المعظم کی شکل وشباہت ہرگز ویسی نہیں جیسی کہ اون تصویروں میں دکہائی گئی ہے۔ جنکو بیشمار انگریزی رسالوں اور اخباروں نے شایع کیا ہے۔ اون کے بشرہ سے خفیف ترین خونخواری وسنگدلی یا سخت گیری کا بھی نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ اونکا جسم کسیقدر لطیف و نازک ہے چہرہ سے رحم وحلم برس رہا ہے۔ اور بشرہ بلکہ انسانی شکل بالکل ہی دہوکہ دینے والی اور علم قیافہ بالکل ہی غلط نہو۔ جلالتمآب کے چہرہ سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ وہ عمداً کسی مکھی کو بھی تکلیف دینا کبھی گوارا نہیں کرینگے۔ بینی لمبی اور کسیقدر خمدار ہے۔ آنکھیں روشن اور تیز نظر۔ پیشانی بلند وفراخ اور ذہانت خداداد کا صاف پتہ دے رہی ہے۔ جلالت مآب نہایت خوش وخورم اور ہشاش بشاش اور تندرست دکہائی دئیے۔ جنوری کی نسبت اب چہرہ مبارک پر کئی درجہ زیادہ رونق تہی۔ ان چند مہینوں میں جسمانی صحت اور بشاشت میں نمایاں اضافہ ہوگیا تہا۔ آواز ملایم وخوشگوار اور لہجہ تیز وموثر ہے۔ جلالت مآب عموماً یورپین لباس پہنتے ہیں۔ لنبا ڈھیلا سا فراک کوٹ۔ اور زردوزی۔ کام کی واسکٹ۔ واسکٹ کی سینہ پر ایک مرصع نشان آویزاں تھا۔

جلالت مآب نے ہماری صحت کے متعلق کمال شفقت ونوازش سے کئی سوال کئے۔ بالخصوص اُس چوٹ کے متعلق جو میرے لڑکے کو آئی تھی۔ جلالت مآب نے بذات خود چوٹ کے نشان کو ملاحظہ فرمایا اور ہاتھ سے اچھی طرح ٹٹولا۔ اور جب میں نے یہہ عرض کیا۔ کہ ترکی فوج کے ڈاکٹروں نے زخم کی نہایت احتیاط سے مرہم پٹی کی تھی۔ اور ہمیشہ بیحد مہربانی سے پیش آتے رہے تھے۔ تو جلالت مآب یہہ سنکر بہت خوش ہوئے۔ میرا یہہ بیان بالکل درست تھا۔ اس میں خوشامد وتملق کو کچہہ دخل نہیں تھا۔ یہی نہیں۔ کہ ترکی ڈاکٹر مہربانی سے پیش آتے رہے۔ بلکہ ہمارے سخت اصرار کے باوجود بہی اونہوں نے فیس لینا منظور نکیا تھا۔ ترکی ڈاکٹر اعلےٰ تربیت یافتہ ہیں۔ اور اونکے پاس جدید ترین لوازمات سرجری وجراحی وآلات ڈاکٹری موجود ہیں۔ سلطان المعظم نے ارشاد فرمایا کہ نصیب اعدا ایکدفعہ وہ بہی گاڑی سے گر پڑے تھے۔ اور ایسی سخت چوٹ کھائی تھی۔ کہ اوس سے بیس منٹ بیہوش رہے تھے۔ جلالت مآب نے نہایت اشتیاق سے دریافت فرمایا۔ کہ یونانیوں نے ہمسے کیسا سلوک کیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یونانی بحری افسروں نے گو وہ بہت شکی طبیعت تھے ہمسے عمدہ برتاؤ کیا۔ البتہ عوام ایسے خودسر ہیں۔ کہ اہم ذالیس نزیبہ اعظم اونکی خدمت سے تئیس دن کی وقت رہائی دلوانیکے لئے ایتھنز سے پائیرس نہ آیا۔ یونانی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴) "عہدنامہ صلح کی ابتدائی شرائط کی بحث میں ٹرکی نے دول کی درخواست پر یونان کے ساتہہ وہ ہر ایک رعایت کی ہے جو ممکن ہو سکتی تہی حتی کہ تمام تہسلی بھی واپس دینا منظور کر لیا ہے حالانکہ یونان نے ترکی قومی قرضہ کا وہ حصہ بھی جو سلسلہ ۱۸۹۷ء کے معاہدہ کی رو سے جسکی تعمیل میں ٹرکی نے تہسلی یونان کو دیدی تھی۔ اوسکے ذمہ واجب ہے۔ اور جسکو مدت کا وصول ہوگیا ہوا ہونا چاہئے تھا۔ ادا کرنا قبول نہیں کیا۔"

ایکانڈرا انگریزی اخبارات اس گفتگو کو پڑہکر دلمیں خفیف تو بہت ہوئے ہونگے مگر ع شرم چیست کہ پیش مردان بیائید:۔

اہلکا عوام سی بہت ڈرتے ہیں۔ اور ہر ایک ذمہ واری اپنی سر لینے سے ڈرتا ہی یہی وجہ تھی کہ یونانی امیر البحر نے ہمیں بمقام وولو سول حکام کے سپرد کر دینا چاہا تھا۔ جلالت مآب نی میری اس ریمارک سے اتفاق رائے کیا۔ وہ یہ داستان سنکر بہت محظوظ ہوئی کہ یونانیوں نے الیس کے روزنامچہ سی کچہہ عبارتیں جنکو پولٹیکل معاملات سی کچہہ واسطہ نہ تھا پوری نقل کر کی اون سی ہمیں ملزم بنانیکی کوشش کرنی چاہی تہی۔ انہیں سی اکثر عبارتیں گذشتہ واقعات اور اون نوازشوں سی متعلق تہیں۔ جو جلالت مآب نی جنوری گذشتہ میں مجہپر مبذول فرمائی تہیں۔

سلطان المعظم کا ادب خاندان شاہی کی تمام ارکان کل درباری اور اعلے سی اعلے عہدہ داران سلطنت سلطان المعظم کا نہایت ادب و احترام کرتے ہیں۔ وہ جلالت مآب کی روبرو آنے اور رخصت ہونیکی وقت فرشی آداب بجالاتی ہیں اور ہر دفعہ جبکہ سلطان المعظم اونہیں مخاطب کریں۔ یا وہ حضور ممدوح سے کوئی بات کریں اسیطرح اداب و کورنش بجالاتے ہیں۔

صلح کی متعلق گفتگو پہر میں نی صلح کی متعلق سلسلہ جنبانی کی۔ اور بڑی زور سی عرض کیا۔ کہ محاربہ کو فی الفور با عزت شرائط پر ختم کر دینا ٹرکی اور یونان دونوں کی حق میں نہایت مفید ہی۔ یونان اور ٹرکی دشمن نہیں۔ بلکہ ایک دوسری کا دوست رہنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ دونوں کی زبردست مشترک دشمن ہیں۔ محاربہ کا جاری رہنا دونوں کو کمزور کرنے اور سلیو قوم کو فایدہ بخشنی کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں رکہہ سکتا ہے۔

جلالت مآب نی ارشاد فرمایا۔ ٹرکی نے لڑائی شروع نہیں کی۔ یونانیوں کو کسی طرح کا اشتعال ملنی کے بغیر لڑائی کی دنگل میں بے تحاشا کود پڑنیسے پہلی ان باتوں کو سوچ لینا چاہئے تھا۔ مینی جواب دیا کہ حضور کا ارشاد بالکل درست ہے اور خود شاہ یونان اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ ٹرکی کو بہت اشتعال پہونچا۔ لیکن اب عساکر عثمانیہ کو کامل فتح و نصرت نصیب ہو چکی ہی۔ ترک اپنی شاندار شجاعت و بسالت کا ثبوت کل دنیا کو دی چکی ہیں۔ اور نیز اپنی نیک چلنی۔ حسن انتظام اور خوش اطواری کا سکہ کل عالم میں بٹھا چکے ہیں۔ بنا بریں جلالت مآب اوس عالی ظرفی کا اظہار جسکے لئی وہ تمام دنیا میں مشہور و ممتاز ہو رہے ہیں۔ اب بآسانی و بلا احتمال نقصان کر سکتے ہیں۔ اور یونان کو ایسی شرایط پر جو اوسکی حق میں بہت ہی ذلت بخش نہ ہوں صلح عطا کر سکتے ہیں۔

جلالت مآب نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم ابہی کہہ چکے ہو کہ شاہ یونان اور اوسکی گورنمنٹ عام رائے سے ڈرتی ہی۔ ٹرکی میں بہی عام رائے موجود ہے۔ اور اوسکا لحاظ کر لینا واجبات سی ہے۔ ٹرکی قوم کا مطالبہ ہی۔ کہ دوسروں میں ایسی جرأت نہیں رہنی دینی چاہئیں۔ کہ وہ جب کبہی اونہیں امنگ آ جائی سلطنت عثمانیہ کو جان و مال کی صرف کثیر پر مجبور کر سکیں اور پہر اوسکا خمیازہ کچہہ نہ بہگتیں۔ مینے اس ارشاد کی معقولیت اور برجستگی کو تسلیم کیا۔ مگر ساتہہ ہی التماس کیا کہ !! ... جان کا اور زیادہ صرف ہونی دینا سخت قابل افسوس و قابل رحم امر ہوگا۔ ٹرکی کی یونان سے بدرجہا

زیادہ زبردست دشمن موجود ہیں۔ جو اس لڑائی کے جاری رہنے سے بہت خوش ہونگے کیونکہ اس سے جنوب مشرقی یورپ کی ہر دو غیر سلیو طاقتیں آپس میں لڑتی رہکر کمزور ہوجائینگی۔ میں نے اوس تجویز کیطرف بھی جسے تمام سمجھدار آدمیوں نے بہت پسند کیا ہے اشارہ کیا۔ تجویز مذکور جیسا کہ پہلے مذکور ہوچکا ہے یہ تھی کہ ٹرکی اخراجات جنگ کے معاوضہ میں یونان سے صلح کے پیشتر جسنے خوامخواہ ہنگامہ کارزار مشتعل کیا۔ کثیر الرقم تاوان جنگ طلب کرے۔

شرائط صلح

جلالت مآب کے بشرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اونہوں نے بھی اس تجویز کو پسند کیا ہے۔ مگر میرے اس مشورہ کے متعلق کہ ٹرکی تھسلی اور تاوان جنگ کے معاوضہ میں کریٹ یونان کو دیدے کوئی رائے ظاہر نفرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ کریٹ کو اندرونی خود مختاری عطا ہوچکی ہے۔ اور ایسی صورت میں عملاً اوس سے ٹرکی کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ پس اگر مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت اور اونسے عمدہ برتاؤ ہونیکے متعلق کافی ضمانتیں مل جائیں تو کریٹ کا دیدینا نقصان کے بجائے ٹرکی کے حق میں مفید ہوگا جسکو ایک بڑی دردسری سے نجات مل جائیگی۔ جلالت مآب نے فرمایا کہ کریٹی مسلمانوں کے ساتھ نہایت ظالمانہ اور سخت نامنصفانہ سلوک کیا گیا ہے۔ اور اس سے تمام ٹرکی میں سخت ناراضگی پھیل رہی ہے۔ اس بیان کی تصدیق مجھے اور بھی کئی وسائل سے ہوئی۔ جب تقریباً تین سو مسلمان یتیم بچے جنکے والدین کو عیسائی باغیوں نے کمال سنگدلی سے تہ تیغ کر دیا تھا پہلے وزن کریٹ سے قسطنطنیہ لائے گئے تھے۔ تو اونسے اسقدر ہمدردی کا اظہار کیا گیا کہ تمام سربرآوردہ مسلمان خاندانوں میں اس بدنصیب بچوں[1] کو پرورش اور تربیت کے واسطے سرکار سے لینے کے لئے بڑی تیز رقابت پیدا ہوگئی تھی میں نے سلطان المعظم کے ارشاد کے بعد عرض کیا کہ ٹرکی تھسلوی سرحدی کی ایسی درستی کا دعوی کر سکتی ہیں جس سے وہ آیندہ یونانی حملوں سے محفوظ ہوجائے بالکل حق بجانب ہے۔ ٹرکی کا کبھی یونان پر حملہ آور ہونا بالکل غیر اغلب ہے۔ لیکن جب کبھی سلطنت عثمانیہ کسی خطرہ میں مبتلا ہو یونان کا پھر ٹرکی پر حملہ کر دینا بالکل قرین قیاس ہے پس یہ نہایت ضروری ہے کہ کسی ایسی مستقبلہ غاصبانہ کارروائی کے انسداد کے لئے سرحدی پہاڑوں کا سلسلہ جنکے وسط میں لوناہے معہ تمام دروں کے ٹرکی کے قبضہ میں رہے۔ جلالت مآب نے اس دلیل کو تسلیم کرکے دریافت فرمایا کہ یونانی گورنمنٹ کی تجویز مذکور کے متعلق کیا رائے ہے۔ میں نے جواب دیا کہ جو کچھ میں نے ایتھنز میں سنا ہے اوس سے میرا خیال ہے کہ یونانی گورنمنٹ کے لئے اسے منظور کرنا ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہوگا۔ بعد ازاں جلالت مآب نے دریافت فرمایا کہ بادشاہ اور اوسکے خاندان کی نسبت رعایا کے خیالات کیسے ہیں اور ان افواہوں کی کہانتک اصلیت ہے کہ ایتھنز میں عنقریب انقلاب ہوا چاہتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ خاندان کی حالت اب ویسی نازک نہیں رہگئی۔ جیسے کہ آج سے دس دن پیشتر تھی۔ ایم ڈیلیانس کی برطرفی سے جسکی کمزوری اور سفیہانہ بلند پروازی ہی محاربہ کا باعث ہوئی تھی ایتھنز میں حالت ویسی نازک نہیں رہیگی۔ ایم۔ ایس موجودہ وزیر اعظم اپنے متقدم سے زیادہ دلیر اور سمجھدار ہے۔ نئی وزارت نے ایتھنز کی ہٹاریا کے دفتر سے تمام کاغذات ضبط کر لئے ہیں اور اب یونانی اخبارات

[1] اون کے بعد اور بھی کئی سو یتیم بچے لائے گئے جن میں سے اکثر سلطنت کے مختلف یتیم خانوں اور صنعتی مدارس میں داخل کئے گئے۔

اس خفیہ سوسائٹی کو جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا یونان میں قادر مطلق بنی ہوئی تھی سخت مطعون اور ذلیل کر رہے ہیں۔

یہہ ذکر کرکے میں نے پھر عرض کیا کہ محاربہ کو جلد ختم کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور اگر انگلستان کی توسط سے ٹرکی اور یونان میں اتحاد ہو جاوے تو بہت مفید ہو گا۔ شاہ یونان نے مجھسے ذکر کیا تہا کہ محاربہ سے پہلے وہ ہمیشہ ٹرکی سے اتحاد کرنیکا خواہاں تھا۔ میری رائے میں دونوں ملکوں کا آپسمیں دوست ہو جانا بہت فائدہ بخش ہو گا۔ شاہ اور اوسکی گورنمنٹ باعزت شرائط پر صلح کرنیکے لئے بالکل تیار ہیں۔ سلطان المعظم نے جواب دیا کہ گو یونان نے سخت حماقت کی ہے تاہم ہم بھی یہہ دیکھکر کہ آپسمیں صلح ہو گئی ہے خوش ہونگے۔ نیز اوسوقت یہ بھی ایزاد کر دیا کہ اگر یونان سے عالی ظرفانہ برتاؤ کیا گیا تو اسکا اثر انگلستان کی عام رائے پر جو بدقسمتی سے گذشتہ دو برسوں سے ٹرکی سے بہت کچھہ منحرف ہو گئی ہے بہت اچھا پڑیگا۔ اب بھی اہالی انگلستان کے خیالات پھر بہتری کیطرف بدلنے شروع ہو گئے ہیں۔ ترک سپاہیوں کی شجاعت اور اونکی خوش اطواری اور ضبط علی النفس سے نہایت نیک اثر پڑا ہے۔

سر فلپ کری کی غلطیاں

ذات شوکت سمات نے یہہ سنکر ارشاد فرمایا کہ ہمیں انگلستان کی عام رائے کے انحراف کا بہت افسوس ہے۔ اور دونوں ملکوں میں پھر سابقہ دوستی قائم کرنیکے لئے ہم ہر ایک کوشش کرنیکو آمادہ ہیں۔ مگر افسوس انگریزی سفیر کا طریق عمل ہمیشہ معاندانہ رہتا ہے۔ پھر جلالت مآب نے اوسکی کارروائیوں کے متعلق مجھسے بہت سے دلچسپ اور اہم واقعات بتائے۔ جنکو میں شائع نہیں کر سکتا۔ میں نے جواب میں عرض کیا کہ سر فلپ کری سے بیشک کئی قابل افسوس غلطیاں سرزد ہوئی ہیں جو انگلستان اور دونوں کے حق میں نامبارک اور منحوس تہیں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ انگلستان اور سلطنت برطانیہ کے اغراض کو کسی سفیر کی غلطیاں ہمیشہ کیلئے نقصان نہیں پہونچا سکینگی (یعنی گورنمنٹ انگلشیہ ضرور جلد یا دیر بعد اونکی تلافی کرے گی اور خوشی کا مقام ہے کہ سر بارٹلٹ کی اس تحریر سے چند ہی مہینے بعد سر فلپ کری قسطنطنیہ سے تبدیل کر دئیے گئے۔ اور نئے سفیر کی تعیناتی پر تعلقات نے بھی اچھی صورت اختیار کرنی شروع کر لی ہے (مترجم)

اور ٹرکی بہی کئی معاملات پر گفتگو ہوئی۔ مگر میں اونکی تفصیلی حالات نہیں بتا سکتا کہ کہیں مذاکرات صلحیہ میں دقت نہ پیش آئے۔ اس بات کا مجھے کامل اطمینان ہو گیا کہ جلالت مآب صلح و امن کے سچے دوست و خواہشمند ہیں۔ اور کہ ٹرکی کے آخری قطعی مطالبات بہت معتدل اور نرم ہونگے۔ یونانیوں ایسے عیار۔ بنیا مزاج۔ کوڑی کوڑی پر جہینکنے والے اور جھگڑالو قوم کو شروع شروع میں آسانی سے شرائط سنانا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ ٹرکی شروع میں ہی اپنے اون مطالبات میں جنکی وہ پوری پوری مستحق تہی جتنا ہی تخفیف اور کمی کر دیتی سلطان المعظم اور شاہ یونان سے ملاقات کرنیکے متذکرہ صدر حالات شرائط صلح کے تصفیہ سے بہت پیشتر مئی ۱۸۹۷ء میں [illegible] کئے گئے تھے۔

فصل بست و سیوم

سر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی آخری رائے

صاحب موصوف اپنی کتاب کی آخری فصل میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

اب جبکہ لڑائی ختم ہو چکی ہے اور شرائط صلح قرار پا چکی ہیں ہم یہ امر زیادہ وضاحت کے ساتھ معاینہ کر سکتے ہیں کہ ترکی کے ساتھ اوسکے عیسائی نکتہ چین کیسی نا انصافی و ریاکاری اور دورخی سے سلوک کرتے ہیں۔ فتح دومکوس پر محاربہ کو ختم ہوئے۔ ابھی بمشکل دس ہفتے ہوئے ہیں۔ مذاکرات صلحیہ میں محض اسلئے توقف اور پیچیدگیاں پڑ رہی ہیں۔ کہ وہ صرف دونوں فریقوں میں نہیں ہو رہے۔ بلکہ ہر شش دول کا تصفیہ میں دخل ہے۔ طے شدہ شرائط یونان کے حق میں از حد مفید اور ترکی کے حق میں اوس سے بدرجہا کم فائدہ بخش ہیں جسقدر کہ ترکوں کو توقع کرنیکا کامل استحقاق حاصل تھا۔ سلطان کو خلاف مرضی مجبوراً محاربہ کرنا پڑا تھا۔ اور ترکوں نے کمال شجاعت کامیابی اور بے نظیر اعتدال و انسانیت سے اسکو بسر انصرام پہونچایا۔ بایں ہمہ تمام سابقہ محاربات کے برعکس ترکی کو فتح کے صلہ میں کوئی علاقہ نہیں لینے دیا گیا۔ اوسی تاوان جنگ صرف اسقدر دلایا گیا ہے۔ جو غاصبانہ محاربہ کے (داتی) اخراجات کو بھی بمشکل پورا کر سکیگا۔ اور امتیازات یا کیپی چولیشنز میں صرف خفیف سی ترمیم و اصلاح منظور کیگئی ہے۔

ترکی پر نامنصفانہ طعن و تشنیع چونکہ سلطان المعظم اور اونکی گورنمنٹ نے ترکی کے حق میں فائدہ بخش شرائط حاصل کرنیکی کوشش بلکہ سخت جد و جہد کیا۔ لنڈن کے آنہ پرچہ اخبارات اور کور باطن اعدائے عثمانیہ مدبرین نے اونپر پھر از راہ سفاہت لعن طعن اور دشنام و بدگوئی کی بوچھار شروع کر دی۔ ان عقل کے اندھے متعصبوں کو یہہ خیال نہ آیا کہ ایسا کرنے میں سلطان المعظم بالکل حق بجانب ہی نہیں۔ بلکہ حب الوطنی اور قومی حمیت کا بھی یہی تقاضا تھا۔ مجلس صلحیہ کے ترکی وکلا کیطرف سے کوئی نامعقول اور ناواجب یا بے اندازہ توقف اور لیت و لعل ظہور میں نہیں آیا۔ اونہوں نے کسی ایسے توقف یا وسیلہ و تدبیر سے کام نہیں لیا۔ کہ اگر انگریزی وزرا انگلستان کے مفاد کیلئے کسی ویسے ہی توقف یا وسیلہ سے کام لیتے تو اوسے نہ صرف نہایت ضروری بلکہ قابل تعریف بھی سمجھا جاتا۔ لیکن چونکہ ترک ایسی جائز تدابیر و وسائل کے مرتکب ہوئے تھے۔ ہمارے اخبارات نے لیت و لعل مذموم اور حیلہ بہانہ یا زیلون پیر و ہال پر مضامین بالکل صرف سے ضد بغض ہو کر لگاتار شایع کرنے شروع کر دئے۔ حتی کہ وزارت خارجیہ کا نفس ناطقہ بنکر ٹائمز نے تو یہانتک دھمکی دیدی کہ اگر ٹرکی گورنمنٹ اصرار سے باز نہ آئی۔ تو روس کا جدید وزیر خارجیہ ایم نیموف جارحانہ کارروائی سے بھی دریغ نہیں کریگا

سر فلپ کری کا تعصب بیجا

انگریزی اخبارات تو خیر از اد ہیں۔ اپنے قومی و مذہبی تعصب کی عنان جسقدر چاہیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔ سر فلپ کری تمام آداب خوش اخلاقی و تدبر کو بالائے طاق رکھکر اوسمیں بھی گوے سبقت لیگیا۔ بتاریخ ۲۰۔ مئی ۱۹۰۸ء اوسنے مجلس صلحیہ کے اولین اجلاس میں افتتاحی کارروائی کی بسم اللہ یہہ کہکر کی کہ "کوئی علاقہ جو کسی وقت عیسائیوں کا رہ چکا ہے اوسے کبھی اسلامی نہیں ہونے دیا جا سکتا" بعد میں جب اس حیرت انگیز متعصب جنون پر اکثر عیسائیوں نے بھی استعجاب و تحیر ظاہر کیا تو سر فلپ کے بعض دوستوں نے تاویل کی کہ "اسلامی" سے اوسکی مراد "ترکی" تھی۔ ہمارے وزیر اعظم لارڈ سالسبری نے بھی اپنی ایک تقریر میں ایسی ہی رائے ظاہر کی۔ قصہ کوتاہ ہمنے اب ایک اور جدید اصول جو کمال حیرت بخش اور چونکا دینے والا ہے یہ قائم کر دیا ہے۔ کہ بلا لحاظ اس امر کے کہ کون فریق سچا اور کون جھوٹا ہے۔ اور بلا لحاظ اس امر کے کس فریق نے سبقدستی کی ہے اور وحشت و ظلم و ستم یا ناانصافی کا مرتکب ہوا ہے "مسلمانوں" یا تاویل مابعد کے مطابق "ترکوں" کو کبھی وہ منفعت نہیں اوٹھانے دیجا سکتی جسکا عیسائی فاتحین مغلوبین سے ہمیشہ مطالبہ کرتے اور اوسے حاصل کرتے ہیں یہ منفعت کیا ہے؟ فتح کے صلہ میں کسی اراضی کا ملنا۔ اور افسوس اصول کو قائم کون کرتا ہیں۔ وہ جو سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے حکمران اور وزراء اور ماموریت ہیں۔ کیونکہ یہہ عام معلوم امر ہے۔ کہ ملکہ معظمہ تقریباً دس کروڑ مسلمانوں پر فرمانروا ہیں جنمیں سے چھ کروڑ سے زیادہ صرف ہندوستان میں آباد ہیں۔ اور یہہ کون نہیں جانتا کہ ہندوؤں کی فرمنہ نارضامندی اور تحریک کے بالمقابل شاید ہمیں کل ہی اپنی ہندوستانی سلطنت کی حفاظت کیلئے مسلمانان ہندوستان کی وفاداری اور جان نثاری پر تکیہ و بھروسہ کرنا پڑے۔ کل نہ سہی پرسوں۔ پرسوں نہ سہی اترسوں۔ آخر ایکدن ہمیں مسلمانوں پر ایسا انحصار کرنا پڑیگا۔

مخالفانہ پالیسی کے خطرات

یورپ اور ایشیا میں موازنہ طاقت کا تراز و اسوقت ترکوں کی فوجی طاقت کے قبضہ میں ہے جرمن سلطنتوں (جرمنی و آسٹریا) اور روس و فرانس کے درمیان معارضہ برپا ہو جانیکی صورتمیں اگر جرمنی نے ٹرکی کو اپنا رفیق بنا لیا تو یہہ اتحاد جرمنوں کی فتح و نصرت کا مرادف ہوگا۔ اگر ہماری ہندوستانی سلطنت پر حملہ کرنیکے لئے روس نے ٹرکی کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ تو اوس اتحاد کا یہہ مطلب ہوگا کہ ہندوستان انگلستان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

اسی سخت مہیب خطرہ کو مد نظر رکھکر ہر سمجھدار انگریز اون منفول افعال و اقوال سے جو انگلستان کے قدیم اور نہایت ضروری رفیق کو برگشتہ خاطر کرنیکا باعث ہو رہے ہیں سخت آزردہ ہو رہے ہیں۔ اور اونکو ایسی سختی کے مطعون کرنیکے لئے جیسی سختی سے کہ وہ نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ ان عقلمند اور عاقبت اندیش خیر خواہان قوم کو کافی الفاظ نہیں ملسکتے۔ ہندوستان کی موجودہ حالت[1] کو لحاظ سے ٹرکی کے متعلق بالخصوص مخالفت کی پالیسی پر کاربند رہنا کتنا خطرناک اور منحوس اثر ثابت ہوگا۔

[1] اس کتاب کے شائع ہونے سے پہلے ۱۸۹۷ء سرحدی فساد شروع ہو گئے تھے۔

ان خطرات اور خرابیوں کے علاوہ ایک اور سخت خطرہ بھی اس اصول سے پیدا ہو گیا ہے جو ترکی مملکت کی حریص طامع نیم وحشی اور بلقان ریاستوں کو کیا اس علانیہ اعلان و اظہار سے بڑھکر کسی چیز سے تحریص و ترغیب مل سکتی ہے۔ کہ کوئی علاقہ جو کسی وقت بھی چھینا جا چکا ہو۔ کبھی اسلامی یا ترکی نہیں ہو سکیگا۔ سر یا ماٹی بنیکر واٹ نے گویا صاف صاف یہہ کہہ دیا گیا ہے کہ تم جب اور جسطرح چاہو بیشک ترکی پر چڑھکر دو ڑو اس امر کا ذمہ دار ہے کہ تمہاری فوجکشی خواہ کیسی نا منصفانہ اور غاصبانہ کیوں نہ ہو۔ تمہیں ارضی نقصان کوئی نہیں پہونچیگا"[1]

مسلمانوں کی بیداری انتباہ

ایسی صریح ظلم انظلم اور ایسی پر جوش علانیہ مذہبی تعصب و ایذا رسانی کو بالمقابل اگر ترکی گورنمنٹ (اپنی حفاظت کی نیت سے) دنیا کے مسلمانوں کو باہم متحد و متفق مسلمانوں کو بیدار و تنبیہ اور اسلامی طاقت کو مستحکم اور اوسکی پراگندہ اجزا کو باہدیگر پیوستہ اور مرتبط کرنیکی کوشش شروع کردی ہو تو کیا۔ اس پر کیا تعجب ہو سکتا ہے؟ اگر یورپ کی آزادی یا اونکا مذہب اسطرح علانیہ معرض خطر میں پڑ جاتا تو یہی کام رومن کیتھولک کریں نہیں بلکہ کلیسائی انگلستان کے تمام معتقد جو دنیا بھر میں اسطرح پر عمل پیرا ہوں اگر اونکو کلیسا کے ساتھہ ویسا ہی نا منصفانہ برتاؤ ہونیکا اندیشہ ہو جیسا کہ اسلام کے ساتھہ ہو رہا ہے۔

پیشتر ازیں مسلمانوں کی بیداری انگلستان یا انگریزی حق میں کسیطرح نقصان رساں یا خطرناک نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ انگریزی غلبہ مسلمانوں سے دوستانہ اور منصفانہ برتاؤ ہونیکو مرادف ہوتا تھا۔ مگر افسوس اب یہہ نہیں کہا جا سکتا۔ بلاد مشرق میں ہمارا رفیق اعظم مسلمانوں کے مذہبی تعصب کو جس طرح بڑھ چڑھ ہماری برخلاف بر انگیختہ کرنیکا کوئی موقعہ ہاتھہ سے نہیں جانے دیتا۔ جسطرح دو برس ہوئے چترال کا فساد بیرونی تحریک سے وقوع میں آیا تھا اوسیطرح ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر انگریزی حکومت کے برخلاف حال کے ہنگامہ و فساد و بیرونی تحریک و اغوا سے خالی نہیں مسلمان قبائل کی تندی و پرجوشی اور نیز وہ عجیب و غریب افواہیں جو امیر افغانستان کے فعل و عمل کے متعلق مشہور ہو رہی ہیں نہایت ہی تشویشناک ہیں۔ ایک مصیبت طلب خان کی گرچ دور سے سنائی دے رہی ہے۔ خدا کرے کہ اوسکی بدترین خطرات وقوع میں نہ آئیں۔[2]

---

[1] اس اعلان کا منشا بیشک یہی تھا۔ مگر جب جول فرنگستان کی طبع عالم یونان کی دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اونکو تعصب نے کیسا اندھا کر دیا ہوگا۔ یا ذاتی اغراض نے اونکو اس اصول کی مضر نتائج سے غفلت کر دیا ہے یہہ انتباہ ہے کہ اول یورپ کو ہوا جیسا کہ حصہ اول کے کسی حاشیہ میں ١٨٩٩ء کے متوقعہ فساد البانیا کے حالات میں لکھا گیا ہے مصدرین اور بلقانی ریاستوں کو بخوبی متنبہ کر دیا کہ بصورت شکست وہ یونان کیطرح نقصان سے بچ سکیں گی۔

[2] مسٹر گلیڈسٹن یا پارلیمنٹ کا قیاس ایک حد تک درست ثابت ہوا۔ طلب خان جسکی پہلی مصیبت کی خبر ١٨٩٥ء میں سرحد پر اچانک دکھائی دی رفتہ رفتہ بڑھ کر سر پر آ گیا۔ کہ کہیں مارچ ١٨٩٨ء میں جا کر شکل ظاہر ہو جائیگا۔ اور قطعی طور پر ان کا تصفیہ اب تک بھی نہیں ہو سکا کیونکہ جو ہر چیز برابر چلی جاتی ہے۔ اور اسکے ساتھہ ہی پاچر اور شمالی فارس کیطرف بھی یہ بیگ سی پردہ رکھ

اس اصول کے متعلق میں ایک اور صورت کا ذکر کرتا ہوں جب کسی وقت ظہور میں آجانا امکان میں داخل ہے سوال یہہ ہے کہ کیا انگریزی پالیسی کا یہہ قابل افسوس اور منحوس بدشگون جدید اصول تمام غیر مسیحی اقوام کے متعلق مد نظر رکہا جائیگا؟ لطور مثال

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱ نمبر ۲۰ سطر (ملم) اپنے کارستانیاں دکہاتا رہا تہا۔ اب کہلم کہلا بہی اپنا ہاتہہ دکہانیکا ارادہ کر لیا ہے۔ ان سرحدی فسادون کو جیسا کہ بعض انگریزون نے خیال کر لیا تہا۔ گو براہ راست محاربہ ہم و یونان سے کوئی تعلق نہیں مگر ایک عجیب و غریب اور کمال حیرت انگیز تعلق ضرور ہے انگریزی میں ایک عام مثل ہے کہ "غلطی بلا پاداش نہیں رہتی" غلطی کے ساتہہ اگر بیوفائی بہی شامل ہو تو عموماً یہہ پاداش احکم الحاکمین کیطرف سے سخت ہی نہیں ملتی۔ بلکہ مسبب الاسباب خطاکار کو بشرطیکہ اوسکی اوسپر نظر رحم و کرم ہو۔ اور بنابرین وہ اوسکو جلد متنبہ کر دینا چاہتا ہے۔ یہ پاداش مذکور بہت جلد پہونچا دیتا ہے۔ میرے خیال میں درحقیقت یہی منشاء الہی جیسا کہ میں کیل کے ایک مضمون میں تحریر کر چکا ہوں۔ ان فسادوں کا اصل باعث وہ عیب تہا۔ یونان کی آزادی کے وقت اور نپولین کے زمانہ میں گو چند دفعہ انگلستان اور ترکی کی آپسمیں چپقلش ہو گئی تہی۔ مگر محمد علی گورنر مصر کی بغاوت میں جب انگلستان نے ترکی کو قابلقدر مدد دی تو پہر دونوں سلطنتوں میں کامل اتحاد و اتفاق ہو گیا۔

اور جب محاربہ کریمیا میں انگلستان نے ترکی کے جانی دشمن روس پر فرانس کیساتہہ ملکر فوجکشی کر دی۔ تو یہ اتفاق کمال کے درجہ تک پہونچگیا اور کل دنیا کو یقین ہو گیا کہ اب ترکی و انگلستان ہمیشہ یکجان و دو قالب رہینگے۔ ترکوں کو بہی جو نہایت ہی سادہ لوح۔ راستباز۔ سیدہے سادے اور بقول بیشتر لیفٹنٹ السنس مسلمان ہیں۔ اس امر کا ایسا پختہ یقین ہو گیا تہا۔ کہ جب تک اونہوں نے متواتر و مکرر موقعوں پر انگلستان کی طرف سے مخالفانہ کارروائیاں ظہور میں آتی نہ دیکہہ لیں۔ یہ یقین اونکے دل سے دور نہ ہو سکا۔ انگلستان کی پالیسی میں یہ تغیر واقع ہونیکے اسباب میں مضمون خلافت اور دیگر مضامین میں جو بست سالہ عہد حکومت کے آخر میں درج ہیں۔ اور نیز مفروضہ مظالم آرمینیا اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں مفصل بتا چکا ہوں۔ یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں ۱۸۷۷ء کے محاربہ روس و روم تک ترکوں کو انگلستان سے مدد ملنیکا پختہ یقین رہا گو انگلستان نے آخری وقت تک کروٹ نہ بدلی۔ اور روس کو نتیجہ بر ۲۳

لہ یہ ۲۹ جنوری ۱۸۹۸ء کے معرکہ شن کمار کے متعلق بعنوان عرفت ربی بفسخ العزائم لکہا گیا تہا جسکو بجنسہ یہاں درج کر دینا شاید نامناسب ہوگا۔

عرفت ربی بفسخ العزائم۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دنیا میں علم و فن اور تہذیب و شائستگی کو بہت ترقی ہو جاتی ہے تو انسان کو اپنی تدابیر اور قدرت پر بہت بہروسہ ہو جاتا ہے اور اوسکو ساتہہ ساتہہ خدائی قدرت و طاقت اور اسکے منتظم اعلیٰ ہونے پر قطعی انکار نہیں لاپروائی بالیقین پیدا ہو جاتی ہے اور کفر و الحاد کا عام دور دورہ ہو جاتا ہے۔ عرصہ دراز سے دنیا پہر اسی مقام کی طرف صعود یا نزول کر رہی ہے انیسویں صدی کے آخری عشرہ میں اسکی یہانتک قریب پہنچگئی ہے کہ خدائی دعویٰ کرنیوالی منجوں کی پیش گوئیون سے لیکن نظر آتا ہے کہ اکثر دور اندیش اور واقف اسرار فلاسفر ونکو بہی عجائب و غرائب جدیدہ کی عنقریب حدوث کا الیقین سا ہو گیا ہے۔ بلکہ کئی اصحاب کی رائے میں تو یہ حدوث شروع بہی ہو گیا ہے جنکی رائے ۱۸۹۸ء کے گذشتہ واقعات اور سال نو کی ابتدائی کارنامون کو دیکہتے ہوئے ان خیالات کی اس وقت معلوم نہیں ہوتی۔

بقیہ حاشیہ برصفحہ ۲۳

کیا یہ وہ مذہب و قوم پر بھی اسکا اطلاق ہوگا؟ فرانس نے ایسی حالت میں نہایت ناانصافی کے ساتھ سیام کے وسیع علاقے جبراً چھین کر اپنی مقبوضات سے ملحق کئے ہیں۔ فرض کرو کہ سیامی یاوری بخت سے کبھی ان علاقوں کو دوبارہ حاصل کر سکتے … مگر … کی طرح

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲) خوب سیر ہو کر ترکی کو کمزور و پایمال کر دیا۔ ذاتی اغراض مصالح ملکی کے لحاظ سے اپنے رقیب کو مستقل مضبوط اور اپنے ایک جان نثار دوست کو اسطرح کمزور ہو جانے دینا سخت پولیٹیکل غلطی ہی نہ تھی۔ بلکہ بیوفائی بھی تھی۔ اسکی سزا خداوند عالمیان کی بارگاہ سے یہ ملی کہ محاربہ مذکور کی شرائط کا تصفیہ ہوا ہی تھا کہ یکبارگی افغانستان سے بگڑ گئی۔ اور اسپر ایک نہیں … تین برسوں کے اندر یکے بعد دیگرے فوجکشی کرنی پڑی جسمیں تیس چالیس کروڑ روپیہ کے علاوہ ہزاروں جانوں کی قربانی چڑھانی پڑی اور اس صرف کثیر سے فائدہ یہ اٹھایا گیا کہ آخر ملک امیر عبدالرحمن کو سمرقند سے بلاکر حوالہ کر دیا گیا۔ اور … درگوش جیسے گئے تھے۔ ویسے ہی نہیں۔ بلکہ اوس سے بہت سبکسر ہو کر واپس آگئے۔ البتہ درۂ خیبر کو افغانستان کے تسلط سے جدا کر دیا گیا۔ لیکن یہ کوئی قابل قدر معاوضہ نہ تھا۔ قندھار کو امیر عبدالرحمن کی حکومت سے پہلے جدا کرکے وہاں ایک اونکے چچیرے بھائی کو حاکم بنایا گیا۔ مگر جلدی یہ علاقہ بھی امیر صاحب کو سپرد کر دیا گیا۔

محاربہ روم و یونان کے پہلے چند برسوں سے انگلستان نے سلطنت عثمانیہ اور نیز اپنے دشمنوں کے ساتھ ملکر سلطان کی گورنمنٹ کو سخت تفکرات میں مبتلا رکھا۔ اور پھر آخر یونان ایسے بے حقیقت … ملک کو اپنے … آقا … ڈوہائی سے چھیڑ خانی کرنیکی عملاً اجازت دیدی۔ یہ قاعدہ ہے کہ دشمن کے پتھر سے ویسا روحانی صدمہ نہیں پہونچتا جیسا کہ دوست کے از راہ بغض ایک پھول کے پھینکنے سے بھی پہونچتا ہے۔ یہی کیفیت صاف باطن اور دوست نواز ترکوں کی تھی۔ جنہوں نے … [illegible]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۲) یہ فیصلہ کرنا شاید مشکل ہے کہ انسانی تدابیر پر پورا تکیہ اور بھروسہ کرنا کیا … میں پیدا ہوتا ہے یا افراد میں لیکن یہ مسلم امر ہے کہ یہ اعتماد خواہ کسی فریق میں پہلے پیدا ہو اسکا انعکاس دوسرے پر بھی بہت جلد پڑ جاتا ہے اور تھوڑی ہی مدت میں حکمران جماعت اور پبلک باستثنائے معدودے چند مردان خدا جو نیوٹن کیطرح عالم اجل اور فاضل اکمل ہو جانے پر بھی خداوند کائنات کے سامنے انسانی طاقت کی حقیقت کو کبھی فراموش نہیں کرتے ایک ہی رنگ میں رنگ جاتے ہیں … صفحات تاریخ بتا رہے ہیں۔ کہ جب یہ غفلت اور خودپرستی کمال کو پہنچ جاتی ہے تو قادر ذوالجلال کسی گروہ مخلوق کو … اپنی خدائی سطوت و جبروت کے کرشمے حسب ضرورت چھوٹے یا بڑے پیمانہ پر دکھانا شروع کر دیتا ہے … تو پھر کامل تباہی اور بربادی کا حکم نافذ ہو جاتا ہے۔ یہ انذار و تہدید بالعموم ان ہی پر وارد ہوتا ہے جنپر خدا کی … اور … کے عناصر … اور طبعی انسانی کمزوری سے راہ راست سے کسیقدر ہٹ جاتے ہیں … ملک بچا ہوا نہیں ہے۔ لیکن چونکہ جسقدر تہذیب زیادہ ہوگی اسی قدر اسکی مقدار بھی زیادہ ہوگی۔ … انگلشیہ میں … ملک کی مالک ہونیکی وجہ سے یہ صفت دوسروں سے زیادہ پیدا ہو گئی تھی جو … دستور … کمال کو پہونچ گئی۔ وزارت انگلشیہ نے اسوقت یہ خیال کر لیا کہ … اپنے مقبوضات کی … [illegible]

جو صدیوں تک ترکوں کے رہنے کے بعد چند برسوں سے یونانیوں کی ہو گئی تھی ۔

چند برسوں سے فرانسیسی لیبیا مسیحی ہو گیا جس پر فتح کرنے کا قابل ہو جاتے ہیں۔ فرانسیسی اوقت اپنا رسالہ وہ نیشنل اطلاک میں جا پڑا اور جزیرہ نما کے مسلمانوں کو خارج ہو جانے پر مجبور کر رہے ہیں ایسی صورت میں بھی کیا انگریزی گورنمنٹ یہ کلیہ قاعدہ مقرر کر دیگی کہ ایسے مسیحی علاقے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲) اونہیں انگلستان کی کارروائیوں سے بدنام ہم ایسا سخت نہ تھا جیسا کہ ایک ایسے ملک سے جسے ابتک ہی دوست سمجھا جاتا تہا۔ ایسی کارروائیوں کا ظہور میں آئیگا اور غالباً یہ اونہی کی صبر و رنج کا اثر تہا۔ کہ انگریزی گورنمنٹ کو اپنی ایک اہم مقبوضہ میں بیت سی گورنمنٹ کی طرح نہ فقط مختلف توہمات بدظنیوں اور تفکر و تردد و حیص بیص میں مبتلا ہونا پڑا۔ بلکہ محاربہ روم و روس کی طرح محاربہ روم و یونان کو ختم ہوتی ہی اوس پر سرحد پر ناگہانی ایک باطل فضول اور بے منفعت محاربہ کی مالی و زیرہ جانی و جسمانی تکالیف و مصائب اور عدید دہشت کرنی پڑ گئیں۔ ان فسادوں کے اسباب کے متعلق طرح طرح کی رائیں ظاہر کیگئیں۔ کسی نے امیر صاحب کو اور کسی نے براہ راست امیر المومنین کو محرک کنندہ بتایا۔ اور خفیف سے خفیف واقعات سے عجیب و غریب نتایج مستنبط کئے گئے اگست ۱۸۹۷ء میں ایک پٹھان سردار چند رفقا سمیت قسطنطنیہ پہونچا۔ اسپر خوب لمبی چوڑی حاشیہ چڑہائی گئے۔ اور بیان کیا گیا۔ کہ وہ امیر صاحب کیطرف سے تحائف اور خطوط لیکر گیا ہے۔ اور سلطان المعظم اوسکی ہاتہ شاہ افغانستان کو دستی خط ارسال کیا ہے مگر یہ لعینہ ویسا وہم تہا۔ جیسا کہ سال گذشتہ ۱۸۹۶ء کی ہی ہلیتہ میں ترکستان کی مشرقی علاقوں میں چند مسلمانوں کی بعد جب فساد ہو جانے پر روسی حکام کو ہو گیا تہا۔ اور یہ افواہیں مشہور ہو گئی تھیں۔ کہ سرغنہ مفسدان محمد علی خلیفہ کے مکان سے خاص سلطان کی اپنے ہاتہ کی لکہی ہوئی خطوط برآمد ہوئی ہیں اس افغان سردار سید میر سرائی کی نسبت بہی آخر محقق ہو گیا کہ امیر صاحب کی طرف سے خطوط لیجانا تو درکنار وہ کئی برسوں سے امیر صاحب کی زیر عتاب ہے۔ اور افغانستان سے مفرور ہو کر شہر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴ عمدہ انتظام کر لیا ہے کہ اب ہمکو کسی دوست کی مدد کی احتیاج یا دشمن کی عداوت کا خطرہ نہیں رہگیا اسکو اپنی انسانی تدابیر کی استحکام اور مضبوطی کا پورا الیقین ہو گیا تہا۔ اور اس یقین پر سرمست ہو کر اوسنے اپنے قدیمی رفیق کو جس کی موجودگی یا امداد کی اوسے بزعم خود کوئی ضرورت نہ رہگئی تہی۔ اسکے قدیم دشمنوں کے ساتھ ملکر دق کرنا شروع کر دیا۔ اور اسکے لئے ایک نام اور نشان اور عصیان مفسد و سرکش قوم کی حمایت کو آرٹ بنا لیا۔ اور ہمیشہ حادثہ ایسی سختی سے ڈالا گیا کہ ہر کوئی کو اس دیرینہ سلطنت کی بربادی اور پامالی میں کوئی شبہ باقی نہ رہگیا۔ اور اس غیر متوقعہ سلوک سے اوس سلطنت کے فرمانروا کی حالت ایسی پژمردہ ہو گئی۔ کہ ہر کسی کو اسے دیکھکر رحم آجاتا تہا اور اوس کے ہمدرد اور اعدا کو دشمن جان دیکھکر اسکے پاس کا الحکم الحاکمین میں بعجز و نیاز تائید و افضال ربانی کیلئے ملتجی ہونیکے سوا کوئی چارہ نہیں رہگیا تہا اسکو برخلاف جو خونخوار شکاری چہری کٹاری لئے اسکو بستر کے گرد جمع ہو رہے تہے۔ وہ اپنی قوت و طاقت پر اسقدر نازاں تہے کہ انکو بہولکر بہی خدا کا سچا خیال نہیں گذرتا تہا۔ گو دنیا فریبی کے لئے ہر وقت ہمدردی نوع انسانی کا لفظ ان کے ورد زبان تہا۔ آخر مصداق جبرائی آہ مظلومان الخ اس بیمار و بیکس کی آہ و زاری مقبول ہو گئی۔ اور محض فضل ربی کی یاوری سے نہ صرف اسکے ایذا دہندوں میں نفاق پڑ گیا۔ بلکہ ایسے ... کو شدائی امر کیلئے تیغ و گنہار سیاست نیچی ہدفوں کو ادا سے کہہ چند پیدا کی گئی سبب کچہہ عرصہ کی لئے اسکا شیرازہ ابتر ہو گیا۔ تو جنوبی شہر

بعد ۱۸۹۵ء میں جب شہزادہ نصر اللہ امیر صاحب کی طرف سے ملکہ معظمہ کی ملاقات کو انگلستان گئے تہے تو عام خیال تہا۔ کہ وہ اپسی واپسی کیوقت ضرور قسطنطنیہ جائینگے۔ مگر دوراندیش ایسے انگریزوں کو بدظنی کا موقعہ دینے کیلئے اپنے بیٹے کو وہاں جانیکی اجازت نہ دی۔ اور اسی وجہ سے سلطان المعظم نے شہزادہ کو مدعو نہ کیا۔ کیونکہ مسئلہ آرمینا کیوجہ سے انگلستان اور ٹرکی کے تعلقات دیکہکر سخت بگڑ رہے تہے۔ اجازت نہ دی اگر شہزادہ وہاں جاتا تو انگلستان غالباً افغانستان کو بہی نقصان پہونچانے کے درپے ہو جاتا۔

پھر یونہی یا ایسا ہی نہیں ہوسکتی ؟

انجمن اتحاد کلیسیاء انگلستان } ایسے قاعدہ چرچ کا بند ہونا تو کجا اوسکا خیال تک بھی محض سفاہت و دیوانگی ہے - اگر کوئی اجنبی طاقت آئرلینڈ کو ہوم رول (اندرونی خود مختاری) دلانیکے لئے اوسپر حملہ کردے - اور ہم اوسے شکست

بقیہ صفحہ ۲۴) سیاحت سے زندگی کے دن کاٹ رہا ہے - امیر صاحب پر بھی جو شکوک کئے گئے تھے - وہ بالآخر بالکل بے بنیاد ثابت ہوئے - امیر صاحب نے اظہار البیان فی نفیحت (?) آل الافغان کے عنوان سے عام اعلان شائع کرکے سرحدیوں کی بخوبی کان کھولدئے کہ وہ اونسے کسی مدد کی توقع نہ رکھیں اور محقق ہوگیا کہ ظاہری اسباب کئی مقامی وجوہات کے علاوہ زیادہ تر بیدلانہ فارورڈ پالیسی کا نتیجہ تھے مگر اصل باعث میری رائے میں بھی وہی تازیانہ (?) عبرت تھا خفیہ اسباب میں جہانتک قرائن سے پایا جاتا ہے - بیشک کچھ بیرونی تحریک بھی شامل تھی - مگر یہ صرف اوسی سلطنت کی کارستانی تک محدود تھی جو سالہا روز سے ریچھ کیطرح ہندوستان کے شہد کے چھتہ کے گرد منڈلا رہی ہے - اس بارہ میں سر الشمیڈ سے کل اتفاق ہے - اور ۲۳ - اگست ۱۸۹۷ء کے وکیل میں بھی رائے ظاہر کرچکا ہوں - امیر صاحب پر زیادہ تر شبہہ اس سے ہوا کہ انہی دنوں ایک کتاب کی چند جلدیں ہندوستان میں پائی گئیں - انگریزی اخبارات نے زمین کو سر پر اٹھالیا - اور اسکا خلاصہ کرکے گورنمنٹ کو بھڑکانا شروع کیا - کہ یہ کتاب امیر صاحب نے حال ہی میں تالیف کرائی ہے - اور مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کرنیکے لئے ہندوستان بالخصوص انکی فوج میں اوسکی عام اشاعت کی کوشش کررہے ہیں مگر تھوڑے ہی عرصہ میں انکے تمام شبہات بے بنیاد ثابت ہوئے - اور یہ بخوبی محقق ہوگیا کہ امیر صاحب نے یہ کتاب اب یا انگریزوں کے بر خلاف مسلمانوں اور خاصکر افغانوں کو برافروختہ کرنیکے لئے تیار نہیں کرائی - بلکہ وہ ۱۸۸۵ء میں جبکہ روسیوں کے ساتھ واقعہ پنجدہ کے بعد جنگ کا قوی احتمال ہوگیا تھا - اوس اغتصاب کی مدافعت پر افغانوں کو تیار کرنیکے لئے اپنی نگرانی میں مرتب کرائی تھی - تتمہ حاشیہ بقیہ بر صفحہ ۲۶

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱) افریقہ کی ایک ایسی ہی حقیر و بیچارہ علاقہ ٹرانسوال کو عبرت کا سبب بنایا گیا لیکن جب حال حکومتکو اسپر بھی اپنی انسانی عقل پر غرور رہا تو انگلستان کے سب سے بڑے اور جلیل القدر مقبوضہ میں طاعون و قحط کی قدرتی بلائیں بھیجدی گئیں - اور ہند ایسے امن پسند ملک کی نسبت جس جگہ کی رعایا ابتدائے آفرینش سے لیکر ابتک بادشاہ وقت کے مقابل پر نہیں آئی - بدخواہ اور باغی ہونیکے فرضی وہم سے اون کو خبس (?) قرار کیا -

ادہر یورپ میں اسی سلطنت کے لئے جسکو کچھ عرصہ پہلے اسپین تقسیم کرنیکی تیاریاں کیجاتی تہیں - بلکہ ابھی تک یہ تجویز بہتوں اور ہیں (?) - ایسے اسباب بہم پہنچادئے کہ اوسے وہاں دل کھولکر اون ہی تینوں سلطنتوں (روس فرانس اور انگلستان) کے لیپالک فرزند اور پرورش کردہ ملک کو عبرت بخش سزا دینے کا موقعہ ملگیا - لیکن جب یہ سبق بھی بیکار ہے اور متواتر قسم قسم عزایم سے کوئی ہوش نہ آیا تو عین اس موقعہ پر جبکہ کل دنیا جہ (?) مجسم قیصرہ ہند کی الماسی جشن کی خوشیاں منانے کی زور شور سے تیاری کررہی تھی - زلزلہ سے ہندوستان کی پایہ تخت کو متزلزل کرنیکے ساتھ ہی شمالی مغربی سرحد پر جسے بیرونی حملوں کیلئے نہایت ہی مضبوط و مستحکم خیال کیا گیا تھا - ایک ایسی قوم کو جو بقول سر ولیم لوکہارٹ انگریزی سطوت و جبروت کے سامنے ناچیز پشہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی تھی ناگہان فتنہ و شورش پر کھڑا کردیا جسنے آخر اسقدر اقصہ (?) پاؤں پھیلا دیئے کہ ابتک ختم نہیں ہوتے - تتمہ حاشیہ بقیہ بر صفحہ ۲۶

دیکر وہاں سے نکالدیں۔ تو کیا انگریزی قوم کا ہر زندہ فرد بشمول ایسی انگریزی گورنمنٹ کی جس نے کسی ایسی اعلیٰ جنگجو قوم کے مطالبہ کو منظور کر لینے کے بجائے جو اسکو اپنی فتوحات کے ثمرات سے محروم کرنا چاہتا ہو۔ آخری وقت تک جد و جہد کرتی رہی ہو دل و جان سے تائید اور سچی تعریف نہیں کریگا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵ کی کتاب مذکور کا خلاصہ اور نیز وہ مضمون ہے جنمیں محولہ بالا روایات کا تذکرہ اور جابجا دیدیگئی تھی حسب ذیل ہیں۔

ضیاء الملت والدین کی تقویم الدین (کتاب تقویم الدین کی تالیف اور اشاعت کا ذکر ہم نے اخبار وکیل کے کسی گذشتہ نمبر میں کیا ہم کر دیا تھا۔ ۳ مارچ ۱۹۰۵ء کو سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس میں اس کتاب کا خلاصہ جو اسی نمبر میں چھپا ہے تذکرہ کر کے ذکر کیا گیا ہے کہ کتاب مذکور کی نسبت حدود افغانستان سے باہر جانیکی ممانعت کر دیگئی تھی۔ اسلئے خیال نہیں کیا جا سکتا کہ اوسپر کسی دوسرے انگریزی اخبار نے تبصرہ کیا ہو۔ اسی واسطے یہ دلچسپی سے خالی نہیں" اخبار مذکور لکھتا ہے۔ کہ اگرچہ مضمون کتاب جنگی ہے پھر بھی ہم خیال نہیں کرتے کہ اسوقت اوس کے ساتھ کوئی پولیٹیکل حیثیت وابستہ ہے۔ ہم اپنے ناظرین کو اون اطوار اور طرز خیالات و توہمات سے واقف کرنا چاہتے ہیں جو افغانوں کی طبیعتوں میں مضمر ہیں"۔

ہمارا انگریزی ہمعصر گو اپنے ناظرین یا دوسرے الفاظ میں اپنے ہمقوم اینگلو انڈین پبلک کے اون افراد کو جو اخبار مذکور خریدتے ہیں اپنے نوٹ کی عبارت سے شاید اسی درجہ تک مطمئن کر سکے جس قدر کہ اوسکا مقصود ہے مگر اسے یہ بھی معلوم رہنا چاہیے کہ سول کے پڑھنے والوں کی تعداد اسی قسم کے ناظرین پر محدود نہیں ہے جن کی دل لگی کے واسطے اس تحفہ کا پیش کرنا اوس کا مقصود ہے بہت سے دوسرے لوگ بھی ایسے ہونگے جنکو یہ مضمون کسی دوسرے رنگ کی جھلک دکھانے سے باز نہیں رہ سکتا۔ اے تو ہمیں سمجھے ہوں گر کہ ے عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ چونکہ اسی مضمون کو اگر کوئی اردو اخبار ابتدا میں چھاپ دیتا۔ تو بھی سول خدا جانے کیا کیا اتہام اوسکے سر تھوپتا۔ چھاپنے کا اعلان بغاوت کا مترادف قرار دیدیتا تو اوسکے سامنے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اس کوتہ اندیش اینگلو انڈین پرچہ کو جو اپنے آپ کو گورنمنٹ کی موجبہ کا مالک سمجھا بیٹھا ہے اسقدر تمیز نہیں کہ جیسا کہ اخبار کی حیثیت سے مذہبی معاملات میں خامہ فرسائی کرنے سے وہ گورنمنٹ کی پالیسی کو کس قدر زک پہونچا رہا ہے تتمہ بر صفحہ

بقیہ صفحہ ۲۵) اسی سرحدی لشنا چیز کی ایک ٹانگ (یعنی آفریدیوں) کو توڑنیکے لئے جنرل لوکہارٹ ولایت سے ہندوستان میں آئے۔ اور دو ہفتوں میں کار مفوضہ سے فارغ ہو کر واپس جانے کا پختہ عزم رکھتے تھے۔ لیکن ہفتوں کی جگہ مہینے گذرے اور ہنوز دلی دور است کا معاملہ رہا۔ آخر میدان کی برفوں نے جب میدان خالی کرنے پر مجبور کیا تو راولپنڈی میں چند روزہ اقامت کے بعد کلکتہ ہوتے ہوئے شروع جنوری میں ولایت جانیکا مصمم ارادہ کیا گیا۔ اس چند روزہ اقامت کے دوران میں جب چند مسلمانوں نے انکو کامیاب مراجعت پر ایڈریس دیا۔ تو انہوں نے کامیابی کے لفظ کو حذف کر کے صرف واپسی کا لفظ اختیار کرنے سے اصرار کیا اور دینے والوں کو اسکی کیفیت سے آگاہ کر دیا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ یہ چند روزہ اقامت کئی اسباب سے ایکا ایکی تک طویل ہو گئی اور ولایت چھوڑ اس عرصہ میں کلکتہ تک جانا نہ ہو سکا۔ لیکن ہر چیز کی انتہا ہوتی ہے۔ آخر جنرل ممدوح ۵۔ فروری کو ہندوستان سے روانہ ہو جانے کا عزم بالجزم کر کے راولپنڈی سے کلکتہ کو روانہ ہو گئے۔ اور گورنمنٹ نے حسب ضابطہ تیراہ فوج کی کمان اور انکے جانشین کا نام بھی گزٹ کر دیا اس سفر میں صاحب ممدوح ۲۰-۲۲ جنوری ۱۸۹۸ء کی دوپہر کو لاہور اور امرتسر سے گذرے۔ ان دونوں مقامات پر سنگھ سبھاؤں نے بڑی دھوم دھام سے ایڈریس دئیے۔ اور اپنے راولپنڈی کے سکھ ایڈریس دہندگان کے برخلاف مسلمان ایڈریس دینے والوں کی

لیکن افسوس سلطان اور اونکی گورنمنٹ کو بعینہ یہی کرنے پر ہم اعدائے انسان، مکار، کینہ توز اور سیاہ درون بتارہے ہیں۔ وہ جو کچھ ہمارے لیے کوشش کر رہے ہیں اونکی ملک و حکومت کی اغراض یا ہدایات اونکی متقاضی نہیں۔ اور جائز و مناسب حب الوطنی کا تقاضا یہی تھا ہمارے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶) پہلے حضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین کی خلافت کے مسئلہ کو اسی اخبار نے چھیڑکر مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا کر دی تھی کہ جس کا اثر ولایت کے اخباروں تک پہونچکر ابتک اپنا رنگ کہلا رہا ہے۔ ابھی وہ جوش فرو نہ ہونے پایا تھا کہ اس اخبار نے یہ چھیڑچھاڑ دی ہے گو اصل میں اسکا اثر کچھ ہی ہو مگر وہ یہی سمجھا بیٹھا ہے۔ کہ اوسکے ساتھ کوئی پولیٹیکل حیثیت البتہ نہیں ہے یہ کہ عقل اخبار سطح پر اپنے دلکو تسکین دی ہے۔ مگر گورنمنٹ کو آنکھیں کھولنی چاہئیں کہ اس قسم کی تحریر سے کیا کیا نتائج مخلوق کا اندیشہ ہو سکتا ہے ایک یہی نتیجہ تو یہ نکل سکتا ہے کہ یہ عیسائی اخبار مسلمانوں کے بہکانے کیواسطے آیات قرآنی کے الفاظ کی تحریف کرنے سے بھی اجتناب نہیں کرتا چنانچہ "فرض اطاعت" کی عنوان کی تحت میں وہ یہ عبارت لکھتا ہے "یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ" اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اور حاکم کی خواہ اوسکا **مذہب کچھ ہی ہو** معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ آیہ کریمہ کے کن الفاظ سے اوس نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ کیونکہ اس آیہ کریمہ کا ترجمہ لفظی تو اسطرح پر ہے۔ "اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں سے"۔ اب الفاظ "خواہ اوسکا مذہب کچھ ہی ہو" اگر ایسا ہو سکتا ہے تو مسلمانوں کا خیال اس عیسائی اخبار کی نسبت کیا ہوگا اگر منکم کا ضمیر مسلمانوں کی طرف راجع ہے تو اولی الامر انہی میں سے ہونا چاہئے اور یہی صحیح ہے پھر "خواہ اوسکا مذہب کچھ ہی ہو" کا ٹکڑا کہاں سے داخل کر دیا۔ آگے چلکر "بادشاہ کی طرف" کے عنوان کی تحت میں اوسکی تابعیتوں کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ مسلمان ہو شخص جو مرد عاقل اور بالغ ہو پہلی شرط مسلمان ہونے کی ایسی ہے جو "خواہ اوس کا مذہب کچھ ہی ہو" کی عبارت کی تکذیب کر رہی ہے۔ ہم پہلے بھی بہت زور دیکر لکھ چکے ہیں۔ کہ سول اینڈ ملٹری گزٹ جیسے عیسائی پرچوں کو اسلامی معاملات سے کبھی پوری پوری واقفیت نہیں ہو سکتی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تقلید میں جنرل موصوف کو کامل کامیابی پر بھی مبارکباد دی اور اس موقع پر صاحب ممدوح نے بھی فتح و نصرت کا لفظ پہلی دفعہ زبان سے ارشاد فرمایا۔ فلک کو انکی خورسندی شاید پسند نہ آئی اور اوسنے عین اسوقت جبکہ یہ ایڈریس سنے اور انکے جواب دیے جارہے تھے۔ اس فتح کے لفظ کی خوشی کو زائل اور اس آخری قطعی ارادہ کو فسخ کرنیکا سامان کر دیا۔ جس کی خبر بالغالب جو انکو کلکتہ پہنچنے سے پیشتر الہ آباد میں ملگئی ہوگی۔ اور اسوقت کامل یقین ہے کہ انکی زبان سے یہ کلمہ خواہ کیسی ہی دھیمی اور نرم آواز میں کیوں نہ ہو ضرور بلا اختیار نکل گیا ہوگا۔ کہ "عرفت ربی بفسخ العزائم"۔

اس ارادہ کے فسخ کنندہ واقعہ پر جسکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔ انگلستان کے اخبارات میں بڑی لمبی چوڑی بحثیں ہو رہی ہیں اور ہماری مخالف سلطنتوں کے اخباروں کو اس سے خوب بڑھ بڑھ کے اڑانے کا موقع مل گیا ہے مگر یہ انکی محض خواہش ہے۔ دس بیس پچاس سپاہیوں کے نقصان سے انگریزی سلطنت کا ایک بال بھی بیکا نہیں ہو سکتا۔ اور جس لحاظ سے وہ اسپر اسوقت خوب جھوم جھوم کر حاشیہ آرائیاں کر رہے ہیں مگر وہ فی الحقیقت کسی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانیکے قابل نہیں یہ سب خدائی کرشمے ہیں ورنہ کجا مور ضعیف اور کجا پیل چنال۔ اس سے ہماری یہ مراد نہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے سب کام اللہ میاں کو سونپ کر چپ چاپ

کوتاہ اندیش اور کوچشم تعصب کے اخبار نویسوں اور مدبروں کو ان تعریفی الفاظ سے جو انجمن اتحاد کلیسیائے انگلستان کے بشپوں نے اپنی گشتی خط (عام اعلان) میں اسلام کی نسبت تحریر کئے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ الفاظ مذکور حسب ذیل ہیں۔

(بقیہ صفحہ) وہ اس معاملہ میں ایک ایسا نادان بچہ ہے جو آگ کو کھیلنے کی چیز سمجھکر اوسپر ہاتھ لگا دیتا ہے۔ اور جب ہاتھ جلتا ہے تو چیخ چلا کر چلانے لگتا ہے ہم پھر اپنے معزز ہمعصر کو نصیحت کرتے ہیں کہ آیندہ وہ اسلامی معاملات پر خامہ فرسائی کرنے سے احتراز کیا کرے اور اگر اس میدان میں قسمت آزمائی کا شوق ایسا ہی چرایا ہے۔ تو کسی مولوی کو نوکر رکھے جو اسکو مذہب اسلام سے آگاہ کرے اور شاید اسی ذریعے سے اسکا سیاہ دل نور ایمان سے کھلا ہو جائے۔

ہاں اگر سول اینڈ ملٹری گزٹ کا روئے سخن حضرت ضیاء الملت والدین کیطرف ہے تو پھر بھی ہم کہیں گے کہ وہ عجیب کہا گیا۔ کیونکہ امیر صاحب نے تو علانیہ درباروں میں اور تحریروں میں باوضاحت بارہا سرکار انگریزی کے ساتھ دوستی کا اعتراف کر دیا ہے اور پولیٹیکل تعلقات کی وجہ سے ہماری گورنمنٹ کو بھی کوئی وجہ حاصل نہیں ہے۔ کہ اوس کے برخلاف کسی احتمال کو جگہ دے سکے۔ اگر کوئی "پولیٹیکل حیثیت" اس تالیف کے ساتھ وابستہ ہوگی بھی تو اسکا خیال روس کو ہونا چاہئے۔ نہ کہ ہماری گورنمنٹ کو بلکہ گورنمنٹ کی طرف سے سول اینڈ ملٹری جیسے کوتاہ اندیش اخباروں کے کان میں نہ ہو اسوقت کیا ہماری گورنمنٹ کو کبھی آیندہ بھی اس تالیف کے ساتھ پولیٹیکل حیثیت کے وابستہ ہونیکا اندیشہ نہیں ہونا چاہئے۔

اب ہم سول کے اقتباس کا خلاصہ ملاحظہ ناظرین کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ گذرا ہے کہ ہمنے اخبار میں لکھا تھا کہ امیر عبد الرحمن خانصاحب نے ایک کتاب موسوم تقویم الدین اپنے حکم سے طبع کرائی ہے اب ایک کارسپانڈنٹ کی تحریر سے کتاب مذکور کا اقتباس ہمکو ملا ہے اور ہمارے ناظرین اس کا چھاپنا ناظرین

(بقیہ حاشیہ صفحہ) ہمیشہ رہنا چاہئے ایسا کرنا خود منشاء ایزدی کے برخلاف ہے۔ دنیاوی امور کیلئے دنیاوی تدابیر مقدم اور لازمی ہیں۔ خود خداوند کریم بھی اپنے منشا کی جلوہ گری انہی دنیاوی اسباب سے دکھاتا ہے۔ مگر بسا اوقات اپنی محدود عقل سے ہم اسکی کائنات اور اسکی فطرت کے اسباب و نتائج کے ایک سنکھواں حصہ پر بھی احاطہ نکر سکنے کی وجہ سے انکو فوق الفطرت ہی کیوں نہ سمجھیں خدا اپنے بندوں سے صرف یہی چاہتا ہے۔ کہ اپنی ہمت و کوشش کے ساتھ تائید ایزدی کی شمولیت کے بھی خواہاں ہوں۔ اس خواہش سے اوسکی طرف توجہ ہوگی اور یہ توجہ منہیات۔ دغا۔ فریب۔ غضب۔ احسان فراموشی اور خونریزی سے مانع ہوگی۔ طبیعت بری کاموں سے متنفر ہوجائیگی۔ اور جب اس طرح طبیعت میں راستبازی راسخ ہوگئی۔ تو یہ ظاہر ہے۔ کہ راستی کا ہمیشہ بول بالا رہتا ہے۔ اور چونکہ بقولے آیۂ کریمہ "اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ" وہ سلطنت و ریاست صرف اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اور اسکی ہمیشہ یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اپنے ان بندوں کو سیدھے راستے سے بھٹکتا ہوا نہ دیکھے اور ان کی اصلاح و درستی کے لئے حسب ضرورت انکو تنبیہ و تہدید کرتا رہتا ہے پس ان سب مصائب کا مدعا یہی ہے۔ کہ رجال حکومت ان سے دیدۂ عبرت کھولکر اپنے رب کو پہچاننے لگیں اور اپنی دنیاوی تدابیروں کے ساتھ فضل ایزدی کے بھی شامل حال ہونے کے لئے

مسلمانوں میں عیسائیت کا وعظ کرنیکے لئے نہایت کامل اور زبردست تیاری کی احتیاج ہے جن لوگوں نے یہ کام کرنا ہو اونپر واجب ہے کہ وہ مسلمانوں کی کیریکٹر۔ اونکی تاریخ اور انکی مذہب سے پوری واقفیت حاصل کریں۔ اونسے یہہ سلسلہ جنبانی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸ کم کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اصل کتاب فارسی اور عربی میں لکھی گئی ہے۔ اور اسمیں ۳۶۰ آیات قرآنی اور احادیث نبوی امیر صاحب کے حکم سے دو مولویوں نے جن کے نام میر محمد عظیم خاں سارجنٹ میجر اور مولوی عبد الرزاق دہلوی ہیں درج کی ہیں۔ خاتمہ کتاب پر چند دیگر سربرآوردہ علمائے افغانستان کی مہر بھی ثبت ہیں۔

یہ کتاب تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ دیباچہ اور تکملہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ دیباچہ حسب ذیل ہے۔

ایکدن امیر صاحب اپنے کسی ایوان میں تشریف فرما تھے کہ اسوقت اونہوں نے چند علماء کو طلب فرما کر یہہ خواہش ظاہر فرمائی کہ کوئی ایسی کتاب تالیف کیجانی چاہئے جس میں جہاد کی ضرورت بالتخصیص دکھلائی جاوے تاکہ لوگوں کے مذہبی عقائد میں ضعف واقع نہ ہو اونکا یہ بھی ارشاد تھا کہ جب یہ کتاب تکمیل کو پہونچ جائے تو ہمکو دکھائی جائے تاکہ ہم ضروری اصلاحات اور مناسب تصرفات کر سکیں بہ تعمیل ارشاد امیر صاحب مولوی صاحبان نے ایک کتاب تالیف کی اور جب یہہ تیار ہوگئی۔ تو امیر صاحب کی خدمت میں پڑھی گئی۔ امیر صاحب نے اسمیں کسیقدر ایزادیاں اور ترمیمیں کیں۔ چونکہ بعض آیات قرآنی کی تحقیق کیلئے کسی حافظ قرآن کی ضرورت تھی۔ اسلئے امیر صاحب نے حافظ کے پیش کئے جانیکا حکم دیا مگر بشنیدن غلطی سے بجائے حافظ قرآن کے دیوان حافظ اٹھا لایا۔ امیر صاحب نے فرمایا کہ ہمارا منشا دیوان حافظ کے پیش کئے جانیکا نہ تھا مگر چونکہ حسن اتفاق سے آگیا ہے۔ اسلئے اس سے تفاول کرتے ہیں چنانچہ امیر صاحب نے دیوان مذکور جو کھولا تو سرورق پر یہ شعر نکل آیا۔ ؎

پر بیدار صبا دوشم آگہی آوردہ کہ روز محنت و غم رو بہ کوتہی آوردہ برساند ہمت مشکلو بر فلک حافظ چو التجا بجناب شہنشہی آوردہ بقیہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸ کم ہر وقت اوسکی درگاہ میں ایلچی رہیں۔

اس تمہید کے بعد واقعہ متذکرہ بالا کے مفصل حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ناظرین کو یہہ تو معلوم ہے کہ سنہ الذکر صلح کے طے کرنے کے لئے اکثر آفریدی قبائل کا جرگہ جمرود میں آیا ہوا ہے اسمیں چھ سو کے قریب ملک شامل ہیں۔ جب سر ولیم لاکہارٹ تیراہ اور واری باڑا سے انگریزی علاقہ میں ہٹ آئے تھے تو عام خیال تھا۔ کہ آفریدیونکی قرار واقعی گوشمالی کے لئے موسم بہار میں پھر چڑہائی کیجائیگی۔ اور اسدفعہ ایسا انتظام کیا جائیگا کہ غنیم کو پہلے کیطرح خود محفوظ رہکر ہمکو سخت نقصان پہنچانے کا موقعہ نہ ملیگا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد پولٹیکل افسرونکی ستعدی اور سرگرمی سے جرگہ جمرود میں جمع ہوگیا۔ اور گو ذکا خیل اس میں شامل نہ ہوئے تاہم عنقریب صفائی ہوجانیکا تقریباً پختہ یقین ہوگیا تہا جس میں ۲۸ جنوری کی شام تک کوئی خلل نہ پیدا ہوا تہا۔ لیکن اس اثنا میں انگریزی افسران نے ایسی غلط پالیسی پر چلکر جسکی کسی قدر توضیح فساد الاحسان کے نوٹ میں کیگئی ہے آفریدی علاقہ کا محاصرہ برابر قائم رکہا تاکہ ہندوستان سے کسی قسم کی رسد وغیرہ انکو نہ پہنچ سکے معمولی سپاہی کا آدمی بھی عجیب کاروائی دیکھکر نتیجہ ہوگا۔ کہ ایک طرف تو بیاردلاسے ملکوں کو جمع کیا جارہا ہے اور دوسری طرف انکو تنگ کرنیکا سامان بھی کو ساتھ کے ساتھ باہم تتمہ بعد

نہایت احتیاط سے کرنا واجب ہے اور اُنکے مذہب کی اچھی باتوں کو تسلیم کر لینا نہایت لازمی ہے تاکہ عیسوی صداقت کی عمارت بنانے کے لئے ان اچھی باتوں سے بنیاد کا کام لیا جائے۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۹) امیر صاحب یہہ شعر پڑھکر بہت محظوظ ہوئے۔ بعد ازاں جب اونہوں نے اپنی گھڑی دیکھی تو ٹھیک ۱۲ بجے تھے اور نماز جمعہ کا وقت قریب تھا۔ موذن نے اذان دی۔ امیر صاحب نے منجم شاہی کو اس ساعت کے دریافت حال کیلئے طلب فرمایا نجومی نے بیان کیا کہ یہہ ساعت نہایت ہی سعید ہے اور جناب باری میں استجابت دعا کے لئے نہایت موزون ہے۔ تین ہی منٹ نہیں گزرے کہ باران رحمت کا نزول شروع ہوا۔ چونکہ عقائد اسلامی کی رو سے استجابت دعا کے لئے ساعات حسنہ میں سے ہے بنا بریں علی ہذا امیر صاحب نے اپنے دست مبارک دعا کے لئے اٹھائے اور یہہ کلمات دعائیہ زبان مبارک سے فرمائے۔ اے قادر مطلق خدا تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تا قیام قیامت زوال سے اپنے حفظ و امان میں رکھ اور قوم افاغنہ کو تمام آفات ارضی و سماوی سے اپنی پناہ میں لے۔ اور کافۃ المسلمین علی الخصوص افغانوں کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر۔ آمین

جہاد ہر ایک شخص پر فرض ہے) حصہ اول میں جہاد کی فرضیت کی نسبت بحث ہے۔ اس میں درج ہے کہ ہر ایک مسلمان پر جہاد کرنا فرض ہے۔ چنانچہ آیۃ کریمہ ہے (وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً) اور لڑو مشرکوں سے ہر حال جیسے وہ لڑتے ہیں تم سے ہر حال۔ اکثر مفسرین نے جہاد کو فرض کفایہ قرار دیا ہے۔ (یعنی وہ صورت میں ادا ہو جاتا ہے جبکہ معدودی چند جماعت مسلمانوں میں سے بجائے باقیوں کے اس کام میں مصروف ہوں۔ لیکن اگر مسلمانوں پر چاروں طرف سے نرغہ ہو۔ تو اس صورت جمیع اہل اسلام پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے اور کفایہ نہیں رہتا۔ مجاہدین کا فرض ہے کہ وہ کفایہ کے ساتھ اس وقت تک لڑیں جبتک کہ فتنہ فرو نہ ہو جاوے یا کفار بالکل مغلوب ہو جائیں۔ اور خدائے واحد اور برحق کی عبادت ان میں عام نہو جاوے (بقیہ صفحہ ۲۱)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اسطرح دباؤ پڑنے سے جلد شرائط ماننے پر مائل ہو جاینگے۔ افسوس ان افسروں کو یہہ ہوش نہ آیا کہ جب پچاس ہزار فوج کا دباؤ خود ان کے ملک میں ہوکر انکو سیدھا نہ کر سکا تھا تو یہ ناکہ بندی کیا پشم کندہ کر سکیگی۔ اسکا نتیجہ ظاہر تھا کہ کشمکش جاری اور فریقین کی ایکدوسرے سے برابر مٹ بھیڑ ہوتی رہی۔ اس چھیڑ خوبان سے چلی جائے کی مصداق پالیسی نے کل نظم کو بگاڑ دیا۔ اس وقت اس ناکہ بندی کے لئے قلعہ بارا۔ ممنا کی۔ علی مسجد اور جمرود میں چار بریگیڈ مقیم ہیں۔ ان چاروں کے افسران نے ناکہ بندی کو پیچ کو مزید دباؤ کے لئے ایک چکر اور دینے کی تجویز کرکے جنوری کے تیسرے ہفتہ میں میدان کھجوری پر یورش کرنیکی صلاح کی تھی۔ یہہ میدان قلعہ بارا کے شمال میں واقع ہے۔ اور اوسکے شمال مغرب اور جنوب کی طرف ان پہاڑیوں کے گوشے ہیں جو وادی بارا کو وادی تیراہ سے جدا کرتی ہیں۔ اسکا رقبہ تین میل مربع ہے اور آفریدی اپنے اونٹ اور مویشی یہاں چرایا کرتے ہیں۔ انہی مویشی اور گلہ بانوں کو گرفتار کرنے کے لئے حملے کی تجویز کی گئی تھی۔ مگر پہلی تجویز کی اطلاع کسی طرح آفریدیوں کو پہنچ گئی اور اسے ملتوی کر دیا گیا۔ اور چنانچہ دوسرا وقفہ ڈالکر نہایت رازداری سے اُسکے متعلق دوبارہ تجویز کرکے قرار دیا گیا کہ ہفتہ کی صبح کو چاروں بریگیڈ اس میدان مذکور کو ایک ساتھ روانہ ہوکر اون کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور کوئی راستہ نہ (بقیہ صفحہ ۲۱)

یہہ یاد رکہنا چاہئے کہ مشرق مشرق ہے۔ اور مغرب مغرب ہے۔ کسی مشرقی ملک پر ٹہیٹ یورپین اور انگریزی طریق سے حکومت نہیں کیجا سکتی۔ خود ہمکو ٹوچی۔ مالاکنڈ۔ اور سوات وغیرہ علاقوں کے خونخوار اور درشت کردار قبائل سے جب لڑائی کرنی پڑتی ہے تو [illegible]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) قال اللہ تعالیٰ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ○ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ○ (اور لڑو اللہ کی راہ میں اُن سے جو لڑتے ہیں تم سے اور زیادتی مت کرو۔ اللہ نہیں چاہتا زیادتی والوں کو۔ اور مار ڈالو انکو جس جگہہ پاؤ۔ اور نکال دو جہاں سے اونہوں نے تمکو نکالا اور دین سے بچلانا قتل کرنیسے زیادہ سخت ہے۔ اور نہ لڑو ان سے مسجد الحرام پاس جبتک وہ نہ لڑیں تم سے اُس جگہہ۔ پہر اگر وہی لڑیں تو اونکو مارو۔ یہی سزا ہے منکروں کی۔ پہر اگر وہ باز آویں تو اللہ بخشنے والا ہے۔ اور لڑو ان سے جبتک باقی نہ رہے فساد اور حکم رہے اللہ کا۔ پہر اگر وہ باز آویں تو زیادتی نہیں مگر بے انصافوں پر۔

وعدہ و وعید) حق تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکہتا ہے۔ جو اپنے مذہب و جماعت کی حفاظت اور بچاؤ میں دشمنوں سے جوانمردی کے ساتہہ مقابلہ کرتے ہیں۔ حدیث نبوی (القتل فی سبیل اللّٰہ یکفر کل شئ الا الدین) جہاد سے مجاہدین کے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ باستثناء ان گناہوں کے جو حقوق العباد سے متعلق ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ (تا آخر سورہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) بہاگ جانیکا۔ چہوٹی۔ علی مسجد اور جمرود کے درمیان میدان تک جاکر بیس میل کا چکر لگائے۔ مگر انہیں کوئی غنیم نہ ملا۔ بارہ کا کالم بہی کو سید ہا میدان مذکور کو جاکر اس میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہر گیا۔ لیکن اوسے بہی کوئی دشمن نظر نہ آیا۔ مگر ممانی کے بریگیڈ سے جو کالم میدان کے مغربی حصہ کو بہیجا گیا۔ اسکا مقابلہ ہوگیا۔ جمیں ایک سالم پلٹن گورہ ۲۳ سکہہ رجمنٹ کی چار کمپنیاں اور دو توپیں تہیں۔ یہہ درشین کا رتک بلا مزاحمت چلا گیا۔ وہاں غنیم نے مقابلہ کیا جو فوراً منتشر کر دیا گیا۔ اسپر ایک پہاڑی کے کرارہ پر سکہوں کی ایک پلٹن کو نگرانی کے لئے مامور کر کے باقی فوج غاروں کی تلاش پر مصروف ہو گئی۔ اسی اثنا میں کمپنی مذکور غیر معلوم کسی غلطی سے کرارہ سے واپس چلی گئی۔ اور غنیم نے اوسپر قبضہ کر لیا۔ مگر چونکہ فوج کی بہتری اسی کے ہونے اوپر قابض ہونا نہایت ضروری تہا۔ اسکو فتح کرنے کے لئے غنیم پر حملہ کیا گیا۔ اور سخت لڑائی کے بعد جسمیں بہت نقصان ہوا اوسپر قبضہ کر لیا گیا۔ اتنے میں ہوا اندہیرا شروع ہو گئی۔ فوج زخمیوں اور لاشوں کی وجہ سے جلد چل نہ سکی دشمن آ کر موقعہ پر سب اصول کے خلاف پہاڑ سے حملہ کر دیا۔ بہت جانکاہ منظر کی لڑائی شروع ہو گئی کئی دفعہ غنیم نزدیک آ گئے [illegible]

ہمدردی اور تہذیب و شائستگی کی یورپین خیالات اور عمل بالائے طاق کہدینے پڑتے ہیں متعصبین کو چشم پوشی کرنا جب پڑتی ہے جسطرح وہ عیسائیوں کو
مسلمانوں کے ماتحت نہیں دیکھ سکتے اسیطرح ہندوستان کی شمال مغربی سرحد قبائل کیطرح ایشیائے کوچک کے مسلمان بھی کبھی عیسوی حکومت

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۱) وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ط اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ط} اور جو ایمان لائے ہیں ساتھ اسکے لڑتے ہیں اپنے مال اور جان سے اور انہیں کو ہیں
خوبیاں۔ اور وہی پہونچے مراد کو تیار رکھی ہیں اللہ نے انکو واسطے باغ بہشتی ہیں نیچے انکے نہریں رہا کریں ان میں یہی ہے
بڑی مراد ملنی۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب مجاہدین بہشت میں داخل ہونگے حق تعالیٰ انہیں فرمائیگا۔ کہ تم میری خاص
رحمت کے سایہ میں آئے ہو جو ایک ایسی نعمت ہے جسکی کہ نظیر جنت میں نہیں کما قال اللہ تعالیٰ۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ط وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۤءُ
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ { مثال انکی جو خرچ کرتے ہیں اپنا مال اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اس سے اگیں سات بالیں ہر بال
میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جسکو واسطے چاہے۔ اور اللہ کشایش والا ہے سب جانتا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
{من ارسل نفقة في سبيل الله و اقام بيته فله بكل درهم سبع مائة درهم۔ ومن غزا
بنفسه في سبيل الله و انفق في وجه ذالك فله بكل درهم سبع مائة الف درهم}
جو لوگ کہ مجاہدین کو سامان حرب اور دیگر ضروریات جنگ و نیز خوراک و پوشش سے امداد کرتے ہیں۔ اور خود جائے
قیام سے حرکت نہیں کرتے وہ بھی سات سو گنا انعام کے مستحق ہیں۔ اور اگر وہ جہاد میں شریک ہوں تو اس صورت میں
سات لاکھ حصہ انکا اجر المضاعف ہوگا۔ چنانچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے۔ ان لوگوں کو جو اسلامی سرحدوں کی

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۱} اور شام کو قریب کالم کو اپنے ساتھ کیمپ میں لے گئے۔ لاشیں اسوقت نہ لائی جاسکیں ہماری طرف ۳۶ ویں سکھ
پلٹن کا نامور کمانڈر کرنیل ہاٹن جسنے ۱۶ نومبر کے معرکہ سرن سر پر کمال شجاعت دکھائی تھی۔ انکا ایجوٹنٹ لفٹننٹ تورنگ
اور گورہ رجمنٹ کے تین لفٹننٹ جملہ ۵ انگریز افسر قتل اور گورہ رجمنٹ کا ایک میجر۔ ایک کپتان اور ایک لفٹننٹ زخمی ہوا۔ گورہ
پلٹن کے سپاہی اور نان کمیشنڈ افسروں میں سے ۲۲ قتل اور بقول بعض ۱۷۔ اور بقول بعض ۳۶ زخمی اور سترہ مفقود الخبر اور سکھ
پلٹن کے تین قتل اور دو زخمی ہوئے جنرل وسٹ ماکوٹ دوسرے دن لاشوں کو لانیکے لئے نہ جاسکے۔ سوموار کو گئے اور لاشیں لائے
جنکو آفریدی بیحرمت کرگئے ہوئے تھے۔ کالم کے افسر اور سپاہی جس بہادری اور ثابت قدمی سے لڑے وہ افسروں کی نقصانات
سے ہی ظاہر ہو رہا ہے۔ پہلے خیال کیا گیا تھا۔ کہ آفریدیوں کا بھی بہت نقصان ہوا ہوگا۔ مگر اب محقق طور پر معلوم ہوا ہے
کہ ان کے صرف پانچ قتل اور چند زخمی ہوئے ہیں۔ اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اپنے علاقہ کے چپہ چپہ زمین سے واقف
ہونیکی وجہ سے وہ ان لڑائیوں میں کیسے فایدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جنرل وسٹ ماکوٹ ۱۳ جنوری کو ۲۲ لاشیں لائے جسکو لانے
میں ہمارا ایک گوا انداز قتل اور آٹھ سپاہی زخمی ہوئے تقریباً تین سو دشمن کھائی وغیرہ ۲۹ کے معرکہ میں ذکا خیل۔ اکاخیل نمبر ۳۲

کی ماتحتی قبول نہیں کرینگے۔ امریکہ کے ہوشیار اور تجربہ کار سفیر متعینہ قسطنطنیہ مسٹر سٹراس (جب سر فلپ کری کی مجوزہ
اصلاحات کا مضمون پڑھا۔ اور ہمیں دیکھا کہ ایشیا کوچک کی کثیر التعداد مسلمان آبادی پر قلیل التعداد مسیحی آبادی کے ہم

لے یہ اب قسطنطنیہ سے تبدیل کئے گئے ہوئے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا ایک لائق رسالہ میں سفیر موصوف نے سلطان المعظم کی نسبت حسب ذیل رائے
ظاہر کی تھی۔ سلطان المعظم کا سن مبارک پچاس برس سے متجاوز ہے۔ قد درمیانہ۔ رنگ نکھرا ہوا گندم گوں۔ بال سیاہ پیشانی بلند اور
آنکھیں بڑی بڑی سیاہی مائل کبود ہیں۔ چہرہ پر بالعموم کمال اور اسی چھائی رہتی ہے۔ جب محل سلطانی میں کسی سفیر کی دعوت ہوتی ہے
تو گو وہ پاشا جو سلطانی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ لباس ہائے فاخرہ زیب تن کئے ہوتے ہیں۔ مگر جلالتمآب
بہ نفس نفیس نہائیت سادہ لباس میں شریک مجلس ہوتے ہیں۔ سر پر معمولی سرخ ترکی ٹوپی۔ سیدھا سادہ کوٹ سیاہ نیلگوں کپڑے کی
پتلون۔ ولائتی چمڑہ کا بوٹ پاؤں میں۔ اور ایک چوڑی پھل کی کرچ جسکا میان فولادی ہوتا ہے۔ دست مبارک میں ہوتی ہے کبھی کبھی
صرف ایک نشان بھی سینہ پر آویزاں ہوتا ہے۔ عید (بیرام) کے دن ایوان تخت گاہ میں جب وہ سنہری تخت پر اس صوفیانہ لباس
تتمہ بر صفحہ ۳۴۴

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۳) کی حفاظت کریں ایک ایک نماز کے عوض پانچ پانچسو نمازوں کا اجر ملیگا۔ بمقابلہ ان لوگوں کے جو گھر میں بیٹھے
رہیں۔ اور حفاظت اور صیانت کے لئے حرکت نکریں جب بلاد اسلامیہ پر کفار کی یورش ہو۔ تو ہر ایک مسلمان پر فرض ہے عام اس سے
کہ وہ مرد ہو یا عورت بڈھا یا جوان۔ حر یا عبد ضرور ہے کہ معرکۂ جنگ میں بذات خاص شامل ہو اور اس شمولیت میں اسے ضرور نہیں کہ
ولی یا آقا کی اجازت کا انتظار کرے کسی بادشاہ کے علم کے تلے جہاد کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ وہ بادشاہ عادل ہو یا ظالم
انکو یہ لازم ہے۔ کہ وہ اپنی جان عزیز اور مال سے دریغ نہ کریں۔ تاکہ انکے دین کی تذلیل نہ ہو۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ
اور تو نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مُردے۔ بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے خوشی کرتے ہیں اوپر جو دیا اللہ نے
اپنے فضل سے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم للشہید عند اللہ ستّ خصال الغفر له فی اول دفعة
تتمہ بر صفحہ ۳۴۴

بقیہ حاشیہ نمبر ۳۴۳) ملک دین خیل سپاہ کا سردار اور نجیب خیل تھے۔ آخر الذکر چاہدوں کو نائب جبرود کی جرگہ میں موجود ہیں۔ آفریدی ایک شخص کو جو
کو پکڑ لے گئے تھے جسے انہوں نے واپس پہنچا دیا ہے اور جتنا عرصہ اپنے پاس رکھا اسکی کافی خاطر مدارات اور تیمارداری کرتے
رہے پہلے خیال تھا کہ اس معرکہ سے جرگہ کی کارروائی میں کوئی خلل نہ پڑیگا۔ مگر اب پولیٹکل افسروں کا بیان ہے کہ اس سے آفریدیوں کے
حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ اور اب وہ بمشکل شرائط قبول کرینگے۔ پاؤنیر کی رائے ہے کہ جرگہ کو ولیصاحب دریافت سے شرائط اور انکی تعمیل کیلئے ایک خاص تاریخ
سنا دیجاوے اگر اس تک فیصلہ نہ ہو تو پھر موسم بہار کی تکمیل فوجکشی کی ابتدائی کارروائی فی الفور شروع کر دیجائے۔ لیکن اکثر
اصحاب کی رائے میں غنیم سے اسقدر رعایت کرنا بھی اب سخت نامناسب بلکہ مضر ہے۔ وہ ہر روز چھاپے مار کر اپنی طاقت
کو مضبوط کرتے چلے جا رہے ہیں اور ان سے خود بخود اطاعت قبول کرنے کی توقع رکھنا محض ہوس خام ہے اسوقت اور پہلے بھی صرف
یہی تدبیر اختیار کرنی لازم تھی اور ہے کہ یا تو انکو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ یا انکی قطعی سرکوبی کیجائے خواہ اس آخری تدبیر
تتمہ بر صفحہ ۳۴۴

ہم نہ سہول کو گورنر بنانیکی تجویز کیگئی ہو۔ تو اوسنے فی الفور ٹرکی گورنمنٹ سے امریکن مشنوں کی خاص حفاظت کا انتظام کئے جانیکی درخواست کردی۔ کیوں؟ اسلئے کہ اوسے اپنے ملک کی حالات سے معلوم تھا کہ کوئی غالب باحمیت قوم سخت مخالفت کی بغیر انہیں سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) میں بیٹھے ہوئے اپنے ملکی و فوجی افسروں کا سلام قبول فرماتے ہیں۔ تو عہدہ داروں کی زرق برق کی وردیوں اور مرصع نشانوں کے مقابلہ پر حضور ممدوح کے سادہ لباس کی سادگی کا لطف اور دوبالا ہو جاتا ہے۔ اس موثر اور شاندار دربار کو سفرای اجنبیہ کے سوائے اور کوئی عیسائی نہیں دیکھ سکتا۔ ارکان سلطنت برابر فاصلے کے ساتھ باری باری سے سلطان المعظم کے روبرو سے گذرتے ہیں۔ جیسے جانبازہ کے موقع پر پلٹنوں کی پریڈ۔ سلطانی ادب و احترام اس درجہ تک ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ امریکہ کے آزاد مزاج باشندوں کو افسروں کی سلام و آداب غلامانہ انکسار کے مشابہ معلوم ہوتی ہیں۔ اس دربار میں عثمان پاشا ایک سنہری رومال ہاتھ میں لئے سلطان المعظم کے بائیں جانب کھڑے ہوتے ہیں۔ اور سب افسر انہیں فرمانبردار اکو سلام کرنیکے بعد اس رومال کو بوسہ دیتے جاتے ہیں۔ تمام حاشیہ بقیہ بر صفحہ سابقہ نمبر ۳۴

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۳) ویری مقعده من الجنة ويجار من عذاب القبر ويامن من الفزع الاكبر ويوضع على راسه تاج الوقار الياقوتة منها خير من الدنيا وما فيها ويزوج اثنتين وسبعين زوجة من الحور العين وشفع في سبعين من اقربائه) کہ شہید کی چند خصوصیتیں ہیں (اول) اوسکے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور بہشت میں اپنی جگہہ دیکھہ لیتا ہو (دوم) عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے (سوم) وعذاب قیامت سے آزاد ہو جاتا ہو (چہارم) تاج وقار اسکو عطا ہوتا ہے جسکا ایک ایک یاقوت دنیا ومافیہا سے بیش قیمت ہو (۵) بہتر حوریں اسکو ملینگی (۶) اسکے ستر اقارب اسکی شفاعت پر بخشے جائینگے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ کہ جو شخص جہاد کے راستہ میں مر جائے یا گھوڑے سے گر کر مر گیا ہو یا کوئی موذی جانور اسے کاٹ کھائے۔ تو ان سب صورتوں میں اسے درجہ شہادت نصیب ہوگا۔ اور مستحق جنت الفردوس ہوگا۔ جو لوگ جہاد کر کے صحیح سلامت واپس آئیں۔ انکے لئے بھی وہی درجہ مقرر ہو۔ تتمہ بقیہ حاشیہ بر صفحہ نمبر ۳۵

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اپنے اقتدار اور عزت کو قائم رکھنے کے سوا اور کوئی مادی فائدہ نہ پہنچیگا بلکہ ہم ایک ایسی قوم کو معدوم کر دینگے جو ان فسادوں سے پہلے ہمکو قابل اور معتبر سپاہی بہم پہنچاتی رہی ہے۔ اور آئندہ بھی پہنچا سکتی ہے۔ بہر حال موجودہ مخلوط اور دو رخی پالیسی کو چھوڑ کر یا تلوار کو مستحکم پکڑ کر دوسرے ہاتھ کو جس میں طمع اور لالچ دلانیکے لئے اشرفیاں پکڑی ہوئی ہیں۔ نیچا کر لینا چاہئے یا تلوار کو نیام میں کر کے انکو محض لطف اور مدارات سے سیدھے راستہ پر لایا جاوے ۲۹۔ جنوری کے معرکہ میں بھی غنیم کو بہت سا نقصان اور بکار تو سو نکی کچھہ مقدار غنیمت میں ملی۔ اور جب تک اس نیچی دردوں اور نیچی بیرون حکمت عملی کو نہ چھوڑا جائیگا انکا پلڑا برابر اسیطرح بھاری ہوتا جائیگا۔ ہم تیراہ کی فوج میں یعنی جو علی مسجد۔ مینانی جمرود و بارا۔ اور انکی ملحقہ علاقوں میں مقیم ہے۔ ۲۹۔ جنوری کو کل مدارج کے ۳۴۰۰۰ آدمی تھے جن میں سے ۵۰۰ بیمار تھے۔

تتمہ بر صفحہ ۲۵
ان تعداد میں سے ۶۰۰۰ گورہ ۱۱ ہزار دیسی اور ۴۳۰۰ کل درجوں کی آگے پیرو افسر تھے۔ پشاور چھاونی کی فوج اس سے علیحدہ ہے

کم پایہ اور مغلوب قوم کی کبھی ماتحتی گوارا نہیں کریگی۔ صوبجات متحدہ کی "سول وار" (خانہ جنگی) کے بعد جنوبی ریاستوں کے سفید فام باشندوں نے علانیہ مزاحمت چھوڑکر حبشیوں کو قتل و پامال کرنیکے لیئے جنہیں مساوی پولٹیکل حقوق ملگئے تھے

سلّٰہ واشنگٹن گورنمنٹ نے ۱۸۶۱ء میں قانون نافذ کیا کہ کل قلمرو میں حبشی غلاموں کو آزاد کرکے سفید رنگ آبادی کو مساوی حقوق عطا کر دیئے جائیں جنوبی ریاستوں نے اسے منظور نہ کیا، ملک دو حصوں میں منقسم ہوگیا۔ اور فریقین میں لڑائی شروع ہوگئی۔ آخر جنوبی ریاستیں ۱۸۶۵ء میں بالکل مغلوب ہوگئیں اور وہاں بھی متذکرہ صدر قانون نافذ ہوگیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۴) مہمانوں کی مدارات اور خاطر تواضع کرنے میں یورپ کا کوئی پادشاہ سلطان المعظم پر فوقیت نہیں رکھتا اور کلام کی خوشگواری میں شاید ہی کوئی انکی برابری کرسکتا ہے۔ سفراء دول سے ملاقات کے وقت مصنوعی رعب اور وقار کا حسن ہے کہ دوسرے کے دل میں حجاب اور بے اعتباری سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اونمیں نام و نشان نہیں پایا جاتا اور نہ ثابت ہوتی ہے کہ واقعی رعب بھی موجود نہو کہ جس سے خواہ مخواہ بے تکلفی کی جرات ہوسکے۔ جب میں اول مرتبہ محلسرا میں کھانا کھایا تو سلطان المعظم میز کو صدر پر رونق افروز تھے۔ میں انکی بائیں طرف اور میری بیوی دائیں جانب تھی عثمان پاشا۔ اسمٰعیل پاشا سابق خدیو مصر۔ صدر اعظم و وزراء سلطنت مدعو تھے حضور ممدوح نہایت اول العام

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۴) استقلال میدان جنگ میں) قال اللہ تعالیٰ جل شانہٗ (یٰاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِیۡتُمۡ فِئَۃً فَاثۡبُتُوۡا وَ اذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۚ وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَ تَذۡہَبَ رِیۡحُکُمۡ وَ اصۡبِرُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ ۚ)
اے ایمان والو جب بھڑو تم کسی فوج سے تو ثابت رہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو شاید تم مراد پاؤ۔ اور مانو حکم اللہ کا اور اوسکے رسول کا۔ اور آپس میں نہ جھگڑو پھر نامرد ہوجاؤگے۔ اور جاتی رہیگی تمہاری ہوا۔ اور ٹھہرے رہو اللہ ساتھ ہے ٹھہرنیوالوں کے)
یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِیۡتُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا زَحۡفًا فَلَا تُوَلُّوۡہُمُ الۡاَدۡبَارَ ۚ وَ مَنۡ یُّوَلِّہِمۡ یَوۡمَئِذٍ دُبُرَہٗۤ

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۴) ہے اسمیں تاریخ مذکورہ بالا کو ۵۰ ، ۶۰ آدمی آدمی تھے پس پشاور سے لنڈی کوتل تک ہماری ۲۵ ہزار فوج مقیم ہے۔ اور پھر بھی دشمن کے مویشی تک نہیں پکڑے جاسکے جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جسطرح زرگر سونیکو صاف کرنیکے لیئے آگ میں ڈالتا ہے اسیطرح اللہ میاں ہماری کامل اصلاح کے لئے ہمکو پے در پے یہ خفتیں دلوا رہے ہیں۔
سر ولیم لوکہارٹ غالباً پرسوں (۹۔ فروری ۱۸۹۸ء) کلکتہ سے پشاور پہنچ جائینگے اور پہنچتے ہی جرگوں کو قطعی شرائط جنکو پولٹیکل افسر تین دن تک مکمل کرلینگے سناکر ایک خاص میعاد چند دنوں کی تعمیل کیلئے دیدینگے۔ اگر اوسکے اندر اطاعت نہ کیگئی۔ تو ۷ مارچ کو غالباً پوری پوری فوجکشی کیجائیگی۔ مندرجہ بالا مضمون لکھا جاچکا تھا۔ کہ خبر آئی ہے کہ جو قیاس ہمنے اوپر ظاہر کیا تھا وہ بالکل درست ہے آفریدی اس فتح سے نہایت سرشت ہوگئے ہیں۔ اور اکثر اہل الرائے کا خیال ہے کہ اس موقعہ پر آفریدیوں سے صلح کرلینی باعث خفت ہے اور اگر وہ اب اطاعت قبول بھی کرلیں تو اُسے ہرگز منظور نہ کیا جائے تاوقتیکہ انکو مدت العمر تک کفایت کرنیوالا سبق نہ دیا جائے ورنہ علاوہ خفت سرحد پر آئندہ ہمیشہ فساد ہوتا رہیگا۔ تتمہ بر صفحہ نمبر ۳۶

کو کلس خاں کے نام سے خفیہ انجمنیں بنائیں۔ اور انکے ہاتھ سے بیشمار حبشی قتل اور تہ تیغ ہوئے۔

مظالم فروشی کی علت سخت لعنت ہے } سچی بات یہہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ اور عام رعایا کی تمام

بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۴۵) میں شریک ہوئے کہانے کی نفاست اور عمدگی کمرہ کی آرائش و سجاوٹ میز کے سامان اور برتنوں کی بیش قیمتی دلفریبی۔ اور شراب کی عمدگی جو صرف عیسائی مہمانوں کو دیجاتی ہے۔ حد توصیف سے باہر تھی۔ ہر ایک پاشا اپنے رتبہ کا نشان پہنے ہوئے اور مرصع تمغے اور ستارے لگائے ہوئے تھا۔ صرف میرا اور سلطان المعظم کا لباس سادہ تھا۔ محلسرائے کی دروازوں پر مسلح آدمیوں کا کوئی پہرہ نہ تھا صرف شاہی گارڈ کا ایک دستہ موجود تھا کیونکہ ہر ایک اجنبی سفیر کی ورود پر اسکی سلامی کے لئے ہمیشہ کچھہ فوجی دستہ منگوالیا جاتا ہے۔ بعد ازاں میں جب کبھی مدعو ہو کر محل کو گیا مجھے اوسکی چار دیواری کے اندر کوئی سپاہی نہ دیکھا"

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳۵) اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ط) اے ایمان والو جب بھڑو تم کافروں سے میدان جنگ میں تو مت دو انکو پیٹھ۔ اور جو کوئی اونکو پیٹھ دے اوس دن مگر یہہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی کا یا ملتا ہو فوج میں تو وہ لے پھرا غضب اللہ کا اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور کیا بری جگہ جا ٹھہرا۔

فرض اطاعت } اسلامی دنیا کی نظم و نسق کے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمام مسلمان اسکے اس فرمان کی تعمیل کریں۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ } اطاعت کرو اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور حاکم کی خواہ اسکا مذہب کچھہ ہی ہو۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے کہ { اسمعوا و اطیعوا و ان استعمل علیکم عبد حبشی کان راسہ زبیبۃ } سنو اور مانو اگرچہ حاکم کیا جائے تمپر غلام حبشی جسکا سر منقی کا سا ہو۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف بادشاہ کے ہاتھ سے پہونچے تو اسے صبر کرنا چاہئے اور اطاعت چھوڑنی نہیں چاہئے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم { السلطان ظل اللہ فی الارض یاوی الیہ کل مظلوم } بادشاہ دنیا میں خدا کا سایہ ہے جس شخص کو کوئی اذیت پہونچے وہ اسکی پناہ میں جائے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم { من اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ اللہ } جو اپنے بادشاہ کی ہتک کرتا ہے اسپر خدا کا غضب نازل ہوگا۔ اور جو اوسکی عزت کرتا ہے اسپر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے

بقیہ حاشیہ نمبر (۳۹) پشاور میں یہ افواہ عام مشہور ہو رہی ہے کہ سرحد پر الٹی گنگا بہنی شروع ہو گئی ہے۔ ذکا خیلیوں نے سرکار کو الٹی میٹم (قطعی آخری نوٹس) بھیجا ہے کہ ہم تمکو اپنی شرائط کی منظوری کیلئے ایک ہفتہ کی مہلت دیتے ہیں اس عرصہ میں جرگہ بھیجکر ہم سے تصفیہ کرلو۔ شرائط یہ ہیں سرکار ایک کروڑ روپیہ نقد ہمکو دے توپخانہ کی مکمل چھہ بیٹریاں دس ہزار کلٹ فورڈ رائفلیں اور اسی تعداد کی حسب حال کارتوس اور گولہ بارود ہمارے حوالہ کرے۔ دریائے سندھ سے پرے اپنی حد قایم کرے۔ اور اپنی نیک چلنی اور عدم مداخلت کی ضمانت میں بارہ پولیٹیکل افسر جنمیں سر جیمز ڈانی بھی شامل ہو بطور یرغمال ہمارے سپرد کرے" ——— * [illegible] ظاہر ہے کہ یہ افواہ غالباً بالکل غلط ہوگی تاہم اس سے یہ پتہ لگ سکتا ہے کہ جب سرحد پر ذکا خیلیوں کی شورش پشتی کی نسبت ایسے خیالات پھیل رہے ہیں

طالبوںکا موجب مظالم فروشی ہی جو موجودہ زمانہ کی حق میں فی الواقع ایک سخت لعنت ہی۔ مظالم فروشی جو خفیف سی خفیف مظالم کو خوب بڑہا چڑہا کر بیان کرنے اور اونکی کمینوں کیطرح ذاتی حرص وطمع کو پورا کرنے یا فریقانہ بغض وعناد کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہو گی۔ ایک ظالم بادشاہ طوائف الملوکی سی بدرجہا بہتر ہے۔

بادشاہ کی ضرورت } دوسرا حصہ اس مضمون پر مشتمل ہی کہ ہر مسلمان کا فرض ہی کہ اپنے لئے کوئی بادشاہ منتخب کرے جو اوس کے دین کا محافظ ہو سکے۔ بادشاہ میں تین قابلیتوں کا ہونا ضروری ہی (اول) مسلمان ہو (دوم) حر ہو مرد عاقل اور بالغ ہو (سوم) اپنے احکام کی تعمیل کرانے پر قادر ہو بادشاہ کیلئے تین فرض واجبات سی ہیں۔ مرتدوں بے دینوں۔ بدعتیوں کا قلع قمع۔ باغیوں۔ سرکشوں۔ ڈاکوؤں کی بیخ کنی کر سکے۔ اور معاملات سلطنت میں دیگر سلطنتوں کے ساتھ راہ ورسم پیدا کر سکے۔ رعایا کی تعلیم وتربیت میں ساعی ہو اون کے ساتھ سخاوت فیاضی اور عالی حوصلگی سی پیش آئے اور اونکی پاسبانی کر سکے۔ رعایا کے فرائض یہ ہیں۔ اپنے بادشاہ کی تابعداری کرے اوس کی نائب السلطنت کی طاعت کرے جب ایک شخص کو اپنا سردار مان لیں تو خواہ اسمیں سب قابلیتیں پوری طور پر نہ بھی ہوں اوسکے مطیع ومنقاد رہیں۔ اوسکی ظاہری وضع اور لباس پر تمسخر نہ کریں۔ اوس سی گفتگو کرتے وقت پاس ادب کو ہاتھ سے نہ دیں اوسے محبت کی نگاہ سی دیکھیں ہمیشہ اسکی تعریف کریں اور اوسکے احکام کی تعمیل کریں۔ اور بوقت ضرورت اوسکی امداد سے دریغ نہ کریں۔ اور جو مشورہ اوس کو دیں نیک نیتی سی دیں۔ جمعہ کی شب ۲۸ ذیقعدکی آخر شب کو امیر صاحب نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑی قالین بچھی ہوئی تھی۔ جسپر گل بوٹے کا بہت سا کام کیا ہوا ہی مگر جسکی ناہموار طور پر تھی۔ اور اوسکے پاس ہی نوادر قالین بھی بچھی ہوئی تہیں جو باہمیت نفاست اور سلیقہ کے ساتھ بنائی گئی تھیں۔ اتنے میں محمود خان جلوہ ہوا۔ اور اکر عرض کی۔ کہ یہ جاجم ہے۔ تو امیر صاحب نے خواب ہی میں فرمایا کہ جاجم بے معنے لفظ ہی یہ جاجم نہیں بلکہ جائے جمع ہے امیر صاحب اس خواب کی یوں تعبیر فرماتے ہیں کہ میری اولاد میں سے افغانستان پر دس پشتیں حکمران رہیں گی۔

سرحدی فساد کا اصل محرک کون ہو سکتا ہی؟) تمام شمال مغربی سرحد پر آہستہ آہستہ یکے بعد دیگرے اچانک فساد برپا ہو جانا سخت حیرت میں ڈال رہا ہے اور یہ ایسا اہم معاملہ ہی کہ گورنمنٹ کو اوسکی تہ تک پہنچنا نہایت ضروری ہے اینگلو انڈین اور چند دیسی اخبارات اسکی مختلف وجوہات بتا رہی ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ سرحدی لوگ پولیٹکل افسروں کی جبر وتعدی یا نامناسب برتاؤ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ بعض اوسکو سرحدیوں کے مذہبی تعصب اور طبعاً آزادی پسندی کا لازمی نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ امیر صاحب کو فساد کا محرک نہیں تو کم از کم اوسکا ممد ومعاون سمجھتا ہی اور اس امر کا اوسکو ایسا یقین ہی کہ گورنمنٹ کو امیر صاحب سے چند ایسے مطالبے کرنیکی صلاح دیتا ہی۔ جو کسی صورت میں بھی جنگ کرا دینے میں خطا نہیں کر سکتے۔ ملک کے اندرونی حالات معلوم ہونیکی متعلق سرکاری حکام کا دعویٰ غلط ہو یا درست اس میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کہ خارجیہ معاملات میں جو علم اور واقفیت گورنمنٹ اور اسکے عمال کو حاصل ہے۔ اوسکا عشر عشیر بھی کسی اخبار فرد یا غیر سرکاری جماعت کو حاصل نہیں ہو سکتا پس اسبارہ میں گورنمنٹ کو اس بنا پر کوئی مشورہ دینا کہ اخبار کو اوس زیادہ معلومات

نکالنے کا کام لینے کا دوسرا نام ہے۔ لاریب موجودہ زمانہ کی پولیٹیکل تدابیر اور وسائل میں سے بدترین تدبیر ہے۔ وہ لوگوں میں ادراک و فہم کی حس بالکل باقی نہیں چھوڑتی۔ اس کے ذریعہ انگلستان کے باشندوں کی طبعی ہمدردی اور نرم دلی سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے حاصل میں صریح نادانی ہے۔ اور اسی غلطی کے ہماری بعض سربرآوردہ اینگلو انڈین ہمعصر مرتکب ہو رہے ہیں جنہیں مذہبی تعصب اور مشتعل مزاجی نے اس معاملہ پر اطمینان کے ساتھ غور کرنیکے قابل ہی نہیں رہنے دیا۔ ان تمام اخبارات میں سے البتہ کلکتہ کے اخبار انگلشمین نے اپنی ساری عمر میں اب پہلی مرتبہ بہت کچھ درست رائے ظاہر کی ہے جسپر اوسکا دوسرا اینگلو انڈین ہمعصر سول اسے بڑھیا عورتوں کی طرح ڈرپوک اور بزدل ہونیکا ملزم ٹھہراتا ہے۔ لیکن اگر سول یہہ الزام لگانے سے پہلے یورپ اور خاصکر روس کے اخبارات کو مطالعہ کر لیتا تو اوسے انگلشمین کا روس کیطرف سے اندیشہ ظاہر کرنا ایسا بعید از قیاس نہ معلوم ہوتا۔ سول اور اسکے ہم رائے دوسرے اخبارات کو جو سارا الزام امیر کابل پر عاید کر رہے ہیں اپنی غلطی اور انگریزی قبضہ ہندوستان کا اصل مخالف معلوم کرنیکے لئے روس کے نیم سرکاری اخبار نوو وریمیا کا وہ مضمون ملاحظہ کرنا چاہیے۔ جو واقعہ میرانزئی کے بعد اور مالاکنڈ وغیرہ کے فسادوں سے پیشتر جولائی کے وسط میں شائع ہوا تھا۔ ناظرین کو غالباً یہہ تو معلوم ہوگا کہ روس میں اخبارات کو آزادی حاصل نہیں ہے۔ انکی ایک ایک سطر شائع ہونے سے پہلے سرکاری محتسب معاینہ کر لیتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اونمیں کوئی ایسا مضمون نہیں چھپ سکتا جو روسی گورنمنٹ کے خلاف منشا ہو۔ علاوہ بریں نیم سرکاری اخبارات سے تو کسی ملک میں بھی یہ امید نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنی گورنمنٹ کو اوسکے خلاف مرضی کسی پالیسی کے اختیار کرنیکا مشورہ دیں۔ ان میں اوسی پالیسی پر زور دیا جاتا ہے۔ جو اونکی گورنمنٹ نے اختیار کر رکھی ہو یا عنقریب اختیار کرنیوالی ہو۔ مضمون محولہ بالا میں گو روسی اخبار نے امیر کابل کو انگریزوں کا جانی دشمن قرار دے رکھا ہے مگر یہہ سمجھ رکھنا چاہئے کہ صرف اوسکی اپنی خواہش ہی امیر صاحب کو اس رنگ میں اوسکی آنکھوں کے سامنے دکھا رہی ہے۔ ہمکو اسکی تردید کرنے یا اوسپر نوٹس لینے کی کوئی احتیاج نہیں۔ ہمارا مدعا مضمون مذکور کے فقط اوس حصہ سے ہے۔ جن میں وہ انگلستان اور ہندوستان کی نسبت روسیوں کے نیک ارادوں کو ظاہر کر رہا ہے اس مضمون کے ساتھ اگر ناظرین روسی و انگریزی حدود کے اتصال کو (جو ہفتہ گذشتہ اور اس ہفتہ کے نقشوں میں واضح کر دیگئی ہیں۔ اور جو چترال کیطرف صرف ایک دوسرے سے پندرہ بیس میل کے فاصلہ پر ہیں) اور نیز ایک طرف پامیر تک اور دوسری طرف کوشک تک بسرعت تمام روسی ریلوے کی تیاری کو مدنظر رکھ لینگے تو اونکو فی الفور معلوم ہو جائیگا۔ کہ انگلشمین کی رائے کس قدر باوقعت ہے۔ سرحدی فسادوں کا اصل محرک کون ہے۔ اور گورنمنٹ کو امیر صاحب سے بگاڑ کر لینے کے مشورے دینا ملک و قوم کیلئے کس قدر خطرناک ہے۔

نوو وریمیا کے مضمون کا خلاصہ جسکا عنوان۔ "افغانوں اور انگریزوں میں لڑائی" حسب ذیل ہے:۔ اس کے قابل غور فقروں پر خط کھینچ دیا گیا ہے "افغان فرمانروا نے انگریزی متابعت کے جوئے کو ناقابل برداشت پاکر جس طرح بن پڑے کابل آزاد ہو جانیکا پختہ ارادہ کر لیا ہے خواہ اس کوشش میں اسے کیسا ہی نقصان اوٹھانا پڑے۔ کابل کی

انگلستان کے خارجیہ اعدا کے اغتصاب کو تقویت پہنچائی اور ذاتی پولٹیکل امنگوں کو پورا کرنیکا کمال عیاری سے کام لیا گیا ہے"۔ ۱۸۷۶ء میں روسی گماشتوں نے مظالم بلگیریا کی من گھڑت افسانے مشتہر کر کے جو کام نکالا تھا۔ وہ اب

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے ٹکسال میں چند گذشتہ ہفتوں سے شب و روز نئے سکے بڑی سرگرمی کے ساتھ مسکوک کئے جا رہے ہیں جو انگریزوں کے برخلاف جہاد کرنے پر خرچ کئے جانیکے لئے خاص طور پر مضروب کئے گئے ہیں۔ غالباً ہمیں عنقریب ہندوستان کا دوسرا غدر دیکھنا پڑیگا جس میں مسلمان آبادی سب سے آگے بڑھکر حصہ لیگی۔ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کی اس عنقریب وقوع میں آنیوالی جانبازانہ کوشش کی ابتدا امیر عبد الرحمن کیطرف سے ہوگی۔ اوسکے لئے ناممکن ہے کہ وہ ایسی اہم تحریک اور کارروائی کو خاموشی کے ساتھ بیٹھا دیکھتا رہے۔ اگر اس آنیوالے معرکہ میں انگلستان کامیاب ہو گیا۔ اور اُسنے (جیساکہ وہ قدرتی طور پر کریگا) کل موجودہ افغانی ممالک کو ملحق کر لیا تو روس اپنے وسط ایشیائی مقبوضات کو سمندر تک بڑھا لیجانے کے امکان سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائیگا۔ انگلستان ہمارے اعدا کو اسلحہ اور روپیہ سے مدد دیکر کئی دفعہ اپنے تئیں ہمارا دشمن ثابت کر چکا ہے۔ مگر ہم اوسکو کبھی ترکی بہ ترکی جواب نہیں دیا۔ اب ہمارے لئے بھی ایسا کرنیکا وقت آگیا ہے۔ ہمکو کون مانع ہے کہ ہم امیر کو کامل امداد دیکر اوس سے اپنی دوستی کا اظہار نہ کریں۔ ایسا کرنا ہمارا صریح فرض اور ہماری علین پالیسی ہے۔ ۱۸۷۹ء میں جبکہ ابھی وسط ایشیا میں ہماری حالت اور اغراض اب جیسی مضبوط اور مجتمع نہیں ہوئی تھیں۔ جنرل وان کاف میں امیر یعقوب خان سے جو ہر وقت ہمارا ساتھ دینے کو تیار تھا۔ برابر خط و کتابت کرتا رہتا تھا۔ مگر اسوقت بدقسمتی سے کابل میں انگریزی سفارت (میجر کوگناری کی طرف اشارہ ہے) موجود تھی جو ریاست کے اندرونی معاملات کی نگران رہتی تھی۔ اور جو آخر کار نئے امیر عبد الرحمن کے توسط سے ملک کو اپنی نگرانی میں لینے میں کامیاب ہو گئی اور جہانتک اس زمانہ کا تعلق تھا روس نے اپنی ہاتھ سے کل موقع کھو دیئے۔ لیکن اگر اب بھی عبد الرحمن کو یہ یقین دلا دیا جائے کہ اوسکی انگریزوں کے ساتھ لڑائی ہونیکی صورت میں روس بالکل الگ تھلگ رہیگا۔ تو وہ شمالی صوبوں سے اپنی تمام فوجوں کو واپس بلا کر مجتمعہ جمعیت میں اپنے دشمن کے برخلاف دھاوا کر دیگا۔ اپنی فوجونکی درستی و آراستگی کے لئے امیر کے پاس کابل میں کافی سے زیادہ سامان ہے جسے خود اپنے دار الخلافہ میں اُسنے انگریز صناعونکی زیرنگرانی تیار کرایا ہے"۔

ترکی معاملات اور سرحدی ہنگاموں پر اہالی یوروپ کی خیالات (ازوکیل ہوسند ۱۳ مئی ۹۷ء) — جس طرح ہندوستان میں سرحدی فسادوں کے مکلمنے مشتعل ہو جانے سے تمام اہل ملک کی توجہ ممالک غیر کی طرف سے ہٹ کر خاص ملکی معاملات اور سرحدی فسادوں کی طرف منعطف ہو گئی ہے اسیطرح یورپ والوں کی نگاہیں بھی جنہوں نے دنیا کی ہر ایک معاملہ میں دستاندازی کرنا اپنا فرض سمجھ رکھا ہے اسطرف ہو گئی ہیں۔ ہر ایک ملک والے علیحدہ علیحدہ اپنے خیالی پلاؤ پکا رہے ہیں۔ اور اس طوفان بے تمیزی کی موجبات و اسباب کے متعلق طرح طرح کی من گھڑت روایتیں مشہور کر رہے ہیں۔ اُن کے خیال میں ان فسادوں کی تہ میں سلطان اعظم کا بھی ضرور ہاتھ ہے۔ لیکن یہ ایک ایسا بے سروپا اور بے بنیاد اتہام ہے جسکی تردید کی کوئی ضرورت معلوم نہیں دیتی۔ ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی خیال کر سکتا ہے کہ اگر حضرت ممدوح کسی ایسی کارروائی کی ضرورت دیکھتے تو وہ سب سے پہلے ایسے ممالک میں کیجاتی جہاں

کسی سے مخفی نہیں رہگیا۔ اوس مظالم فروشی کی قربانگاہ پر پانچ لاکہہ روسی و ترکی جانباز سپاہی اور جزیرہ بلقان کی دس لاکہہ سے زیادہ معصوم و بیگناہ مسلمان باشندے بہینٹ چڑہے۔ اور قسطنطنیہ اور آباؤں کے سوا کل یورپین

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے) اوسکی تکمیل میں انکو چنداں مشکل پیش نہ آتی۔ ہان اس امر کا سب کو افسوس ہے کہ ان دونوں سلطنتوں میں جو کسی زمانہ میں یکجان و دو قالب سمجھی جاتی تہیں۔ ایسی کشیدگی ہی کیوں پیدا ہوئی کہ اغیار کو اس قسم کی تہمتیں تراشنے کا موقع ملگیا۔ سرحدی تنازعات کے ساتھہ ہی گفتگوے مصالحت کے طول کہینچتے چلے جانے سے جس کا الزام بھی لارڈ سالسبری کے ذمہ لگایا جاتا ہے یورپ کے اہل الرائے اصحاب کو خیالی گہوڑے دوڑانے کے لئے اور زیادہ وسیع میدان ملگیا ہے جیسا کہ ایک اینگلو انڈین اخبار کے ولایتی نامہ نگار کی تازہ ترین مراسلت سے جو ذیل میں درج ہے بخوبی واضح ہو رہا ہے۔ یہ نامہ نگار ۲۰۔ اگست ۱۸۹۷ء کو لندن سے تحریر کرتا ہے۔

انڈین گورنمنٹ کی قابل تعریف مستعدی طریقۂ اجتماع فوج کی کامل درستی اور ہماری ہندوستانی فوج کی شاندار جنگی اوصاف کی طفیل جو کچہہ ہندوستان میں وقوع ہونیکا احتمال ہے اوسکی متعلق گذشتہ چوبیس گہنٹوں کی نسبت آج پبلک کی فیلنگ اور جوش میں زیادہ طمانیت اور سکون پایا جاتا ہے۔ لیکن اسکے ساتہہ ہی اسپر سب متفق الرائے ہیں۔ کہ ہندوستان اور یورپ دونوں جگہہ انگلستان کے لئے پولٹیکل منظر اور آثار کچہہ کم اہم اور نازک نہیں۔ مسئلہ روم و یونان سے جیسا کہ ابتدا ہی سے اکثر کو اندیشہ تہا۔ گذشتہ مشکلات کی نسبت زیادہ دقتیں پیدا ہونیکا سخت احتمال ہو رہا ہے۔ اور یہ دقتیں ایسی ہونگی جنمیں سب سے بڑا اہم التعلق ہوگا۔ یہ مسئلہ ہمارے اقتدار ہند اور سرحد افغانستان کی جنگ سے مخلوط ہوا جا رہا ہے۔ اس سے یورپین اتحاد کو شکست اور بر اعظمی طاقتوں کی انگلستان کی برخلاف متحد ہونیکے قراین ظاہر ہو رہے ہیں۔ ہندوستان کی شمال مغربی سرحد کی عام بد امنی میں دربار قسطنطنیہ کی سازش ہونیکا کوئی بدیہی اور کافی ثبوت منظور نہیں مگر تمام یورپ میں ہر جگہہ یہی خیال ہے کہ در اصل ایسی سازش موجود ہے۔ وائینا۔ برلن۔ پیرس سے یہی خبر آرہی ہے کہ سلطان المعظم نے انگلستان سے اوسکی سابق مخالفانہ رویہ کا بدلہ لینے کے لئے افغانستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو بغاوت پر انگیختہ کیا ہے۔ اور کہ نواب وزیر ہند کے دفتر کو اس معاملہ کی عرصہ سے خبر ہے۔ لارڈ رابرٹس کو یقین ہے کہ وادی ٹوچی۔ سرحد سوات اور علاقہ مہمند کی حدود کے فسادوں میں امیر عبد الرحمن ضرور شریک ہیں۔ (اس امر کی تردید ہم کئی دفعہ پہلے کر چکے ہیں اور خوشی کا مقام ہے کہ اب گورنمنٹ ہند اور اینگلو انڈین اخبارات کو بہی امیر صاحب کی کامل وفاداری اور مطلق بریت کا پورا یقین ہوگیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ جب اس معاملہ میں لارڈ رابرٹس ایسے واقفکار کی رائے درست نہیں نکلی تو اعلیٰ حضرت امیر المؤمنین کی سازش کے متعلق دیگر یورپین ممالک کے باشندوں کا بیہودہ ہزیانات جنکو اصل حالات اور واقعات معلوم کرنیکے درست مواقع کبہی نصیب نہیں ہو سکتے کسقدر فضول اور بے بنیاد ہے (وکیل) بر اعظم (یعنے یورپ) میں لوگوں کا بیان ہے کہ دربار کابل کٹہ پتلی کی مثال ہے۔ اور جو ڈوریاں اوسے ہلا رہی ہیں وہ قسطنطنیہ میں کہینچی جاتی ہیں۔

ترکی پر روس کا قبضہ ہوگیا۔ تازہ وجدید مظالم فروشی نے ترکی کو انگلستان سے منحرف و برگشتہ خاطر کردیا۔ ہزاروں ارمنوں کی ہلاکت کا باعث ہوئی۔ اور ترکی و یونان میں جنگ کرادیا جسمیں ہزاروں جانیں برباد ہوئیں اور کروڑ روپیہ پانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جرمن اخبار واسی شتی زی ٹنگ اس امر کو مدلل پیرایہ سے ظاہر کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "ایک معمولی ملا جبتک وہ یہ نجانتا ہو کہ اوسکا کوئی پشت پناہ موجود ہے جہاد کا اعلان نہیں کرسکتا (بیچارہ جرمن سرحدی ملاؤں کے اقتدار کو کیا جانے۔ وکیل) اور جبتک یہہ صورت نہو ناراضامند قبائل جو کئی سو میل لمبے ملک میں بکھرے ہوئے ہوں کبھی مجتمع اور اوسکے زیر فرمان نہیں ہوسکتے۔ اس معاملہ میں ایک چالباز ہاتھ یعنی غلام حیدر خاں کی سازش موجود ہے۔ اوس سے بعد امیر افغانستان اور بعدازاں خلیفہ المسلمین اسلام بول سے اونکی حمایت کررہے ہیں"

ہمارے برِاعظمی نکتہ چینیوں کی اس مزخرفات میں ایک اطمینان بخش امر بھی پایا جاتا ہے وہ تسلیم کرتے ہیں کہ خواہ کیسی سخت سخت مشکل ہمکو پیش آئے اسکا مقابلہ کرنیکے لئے ہم مسلمہ طور پر پوری قابلیت رکھتے ہیں۔ اور انگریزی افواج کے آخر کار فتح یاب ہونیمیں کسیکو شک نہیں بلکہ برلن کے فوجی اشخاص میں یہ عام خیال ہے۔ کہ سرحد پر یا افغانستان میں جنگ عظیم کا ہونا انگریزی قبضہ ہند کے اسبارہ میں نہایت مفید ہوگا کہ ہمارا اخلاقی اقتدار اور رعب بڑھ جائیگا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی وہ یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اگر موجودہ مشکلات اس حدتک بڑھ جائیں کہ امیر سے بھی لڑائی ہو جائے تو اوسکا نتیجہ ایک سخت جانگداز لڑائی ہوگی۔ کیونکہ افغانی فوج نے پچھلے چند برسوں میں بہت بڑی ترقی کرلی ہے۔ وائینا میں کہا جاتا ہے۔ کہ امیر صاحب کی فوج گذشتہ چند برسوں سے بخوبی مسلح ہے۔ اور یہ ہتھیار زیادہ تر ایک روسی کمپنی نے بہم پہنچائے ہیں۔ آسٹریا کے چند سیاح جو افغانستان کے تازہ تازہ سیاحت کرکے آئے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ نہ صرف روسی بلکہ جرمن افسروں نے بھی امیر عبدالرحمن کی ملازمت اختیار کی ہے اسبارہ میں براعظم والوں کی رائے مختلف ہے۔ کہ آیا ان مشکلات میں جو ہندوستان کی گورنمنٹ کو اسطرح اچانک پیش آگئی ہیں۔ روس کی بھی سازش ہے یا نہیں؟ باخبر لوگوں کو یقین ہے کہ وہ اسمیں شریک نہیں۔ لیکن اسپر سب متفق ہیں کہ اگر صورت حال زیادہ نازک ہوگئی۔ یا روس کو بھی انگلستان کی نسبت وہی شبہ ہوگیا جو اکثر براعظمی اخبارات ظاہر کررہے ہیں۔ کہ وہ ایشیائی معاملات سے توجہ کو ہٹانیکے لئے ترکی و یونان کی صلح کے معاملہ کو طول دینے سے یورپ میں مشکلات پیدا کرنیکی کوشش کررہا ہے تو پھر روس کی علیحدگی اور کنارہ کشی بھی جاتی رہیگی۔

انگریزی اخبار ڈیلی ٹیلگراف کا نامہ نگار پیرس (دارالخلافہ فرانس) سے لکھتا ہے۔ کہ "فرانسیسی دارالخلافہ میں یہ امر میرے دلپر نقش ہوگیا ہے۔ کہ چند برسوں سے اسلامی دنیا میں زیادہ تر سلطان روم کی تحریک سے جو انگلستان کی مستعد سرگرمی بمخالفت سے جو وہ سلطان کی مظلوم عیسائی رعایا کی حمایت کیلئے کررہا ہے۔ سخت برافروختہ ہورہے ہیں۔ مستعدیہ ہلچل پیدا ہوگئی ہے مسلمانوں کو یہ یقین دلایا گیا ہے۔ کہ انگلستان اونکا سخت دشمن ہے۔ اور اسطرح سے ایک قسم کے جہاد کی منادی کردی گئی ہے" نامہ نگار مذکور کا خیال ہے کہ اگر انگلستان مسلمانوں کو یہہ امر ذہن نشین کرادیتا کہ اوسے صرف عیسائی رعایا ہی کے پائین

پہر بیا۔ وہ تو ابھی کچھ اور بھی کر دکہاتی۔ مگر محض خداوند کریم کی خاص نظر عنایت اور جرمن قیصر کی عقلمندی نے ہمیں
سلطنت عثمانیہ کی خونریز انقراض کے حادثہ مشئومہ اور اوسکی لازمی خطرات و نقصانات بے اندازہ سے جو ہمارے مشرقی

بقیہ حاشیہ گذشتہ کہ بلکہ خلیفۃ المسلمین کی کل مظلوم رعایا سے ہمدردی ہے۔ اور وہ یہہ امر مبرہن اور واضح کر دیتا کہ میری
خواہش فقط یہی ہے کہ کل قلمرو سلطانی میں مفید اور کارآمد اصلاحات کو مروج کراؤں تو اسحالت میں صورت معاملہ
موجودہ حالت سے بہت مختلف ہوتی۔ اونہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اسلئے گو ہشیار ترک (ہشیار ترکوں سے نامہ نگار غالباً اوس
بیند محترم ترکی نوجوانوں سے مراد لے رہے ہیں۔ جو آزاد ترکی جماعت کے نام سے موسوم ہیں) سلطان کی ظالمانہ حکومت سے
آہ و فغان کر رہے ہیں۔ مگر وہ امداد و اعانت کے لئے انگلستان سے استدعا کرنیکا خیال تک بھی نہیں کرتے۔ امیر صاحب کے تمادی
رفاقت اور اظہارات محبت و صداقت پر بہت کم اعتبار کیا جارہا ہے۔ بعض کو شبہہ ہے کہ موجودہ فساد ایسی سازش کا نتیجہ ہے
جو نہایت سوچ سمجھکر تجویز کیگئی تھی۔ مگر چونکہ قبل از وقت کارروائی کر دینے سے کم از کم سر دست وہ کہیل کسیقدر بگڑ گئی ہے اس
لئے امیر صاحب اپنی تدابیر کی تکمیل کیلئے مناسب وقت اور مہلت حاصل کرنیکے لئے دوستی کا یقین دلا رہے ہیں۔

انگریزی اخبار اسٹنڈرڈ کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے ایک ترک کی گفتگو تحریر کرتا ہے۔ نامہ نگار اوسکے خیالات کے متعلق لکھتا ہے
کہ اگر اوس عام ناراضگی کو مد نظر رکھا جائے جو انگلستان کے فعل و عمل سے عثمانیوں میں پہیلی ہوئی ہے تو وہ بہت ہی معتدل ہیں تاہم
یہ ترک فقط انگلستان ہی سے نہیں۔ بلکہ کل اتحاد یورپ سے آزردہ ہے جسکی نسبت اوس ترک کا (جو اپنی گفتگو سے وہ درست
تو سخت مزاجی اور کورنمک ظاہر ہوتا ہے وکیل) خیال ہے کہ یہہ اتحاد گو ظاہر عثمانیہ سلطنت کی قیام و سلامتی کا مدعی ہے۔ مگر
در اصل (نقل کفر کفر نباشد) عبد الحمید کی جہنمی حکومت کی استقلال اور قیام میں سرگرم ہے۔ اور اسوقت تو یہ اتحاد ایسا
نکما ہوگیا ہے۔ کہ وہ اپنے وجود کو قائم رکھنے سے زیادہ کوئی کارروائی نہیں کر سکتا۔ گفتگو سے منشا اپنے اصل مقصد سے گر گئی
اب ایک قابل شرم باہمی مخاصمت کی حیثیت میں آگئی ہے۔ جسمیں طاقتیں ترکی اور یونان کے اس تنازعہ سے بالکل غیر متعلق ہو یعنی اپنی اپنی
اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے ایکدوسرے سے دست بگریبان ہو رہی ہیں۔ جرمنی کا دعوی دوستی محض اس امر کا تہا ہے کہ ترکی فتوحات
سے ترکوں کی جائز اور منصفانہ مطالبات کے نقصان پہونچا کر یونان کی جرمن قرضخواہوں کا فائدہ نکالا جائے۔ اور انگلستان عثمانیوں کو علاوہ
ارضی اور مالی فوائد سے محروم کرنے اور بلا دلیل و حجت زبردستی اونکو فتح کے ثمرات چہوڑنے پر مجبور کرنیکی کوشش کر رہا ہے۔

ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار برلین (جرمنی کا دار الخلافہ) سے ایک نامور جرمن کی رائے تحریر کرتا ہے۔ یہہ جرمن امیر صاحب کی غداری کی کوئی
وجہ نہیں بتا سکتا کہ انہیں انگلستان سے بگڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر بیان کرتا ہے کہ برلن میں یہہ بات عرصہ سے معلوم ہے کہ بعض لوگ
افغانستان اور ہندوستان میں مسلمانوں سے بغاوت کرانیکی کوشش کر رہے ہیں اور اس تحریک کے بانی مبانی سلطان معظم ہیں اسامر کی کافی
شہادت عرصہ سے برلن میں پہنچ چکی ہیں۔ اور یہہ یقینی امر ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو بھی یہ اطلاع ضرور پہونچ گئی ہوگی۔ کہ سلطان المعظم نے انگریزوں
اسباب سے ناراض ہو کر اونہوں نے زمینوں کو مدد دی ہے یہہ ثابت کرنیکا مصمم ارادہ کرلیا کہ وہ بحیثیت خلیفہ انگلستان کو نقصان

مقبوضات کو پہونچتی اور اونکی تلافی ناممکن تھی بچا لیا۔ زمانہ حال کا انگریزی مظالم فروش درحقیقت بنی نوع انسان کا دشمن اعظم اور اس مدعا کا جسکا وہ بظاہر حامی بنا ہوا ہو نہایت ہی خطرناک دشمن اور انگریزی اغراض و مفاد کے حق میں الٹی تباہی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کی پہونچانیکی طاقت رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایران کی وساطت سے اپنی تجاویز کو عمل میں لے آئے" جب اس جرمن سے سوال کیا گیا کہ غالباً روس بھی اس سازش میں امیر صاحب کے ساتھ شامل ہوگا۔ تو اوسنے جواب دیا نہیں۔ میرے خیال میں روس کی طاقت وسط ایشیا میں ایسی مضبوط نہیں ہے۔ کہ وہ ایسا کرنیکی قابل ہو۔ اگر اوسنے کبھی ہمتپر وانگریزوں پر ہندوستان میں حملہ کیا تو وہ کسی ملک کو جہنیکی لئے ہوگا۔ نہ کہ اپنی طاقت کو بیفایدہ کوششوں میں ضایع کرینگے۔ البتہ ہم یہ لوگ موجودہ شکل میں یہ امر خطرناک پاتے ہیں کہ سامان سعودیہ وسرکو بھی تمہارے برخلاف اپنے ساتھ ملانیکی کوشش کر رہے ہیں۔ سابقہ مشکلات میں یہ صورت نہ تھی۔

افغانی تحریک میں روس کی سردست عدم شرکت کے متعلق آسٹریا کے قصبہ لیپتھ کا اخبار لیپتھر لائیڈ اور جرمن اخبار و ہمی شی ذی ٹنگ بھی یہی رائے ظاہر کرتے ہیں۔ مگر وہ دونوں ساتھ ہی انگلستان کو مشورہ دیتے ہیں کہ اگر وہ چاہتا ہے کہ روس کو مخالف کرنے کے لیئے کوئی بہانہ یا اشتعال نہ دیا جاوے تو اوسے نہایت عزم واحتیاط سے کام کرنا واجب ہے جرمن اخبار لکھتا ہے کہ "اگر روس ایکدفعہ بام یعنے بنادشت پامیر سے دریائے سندھ کے میدانوں میں آیا۔ تو پھر پیچھے پھر ہٹانا بہت مشکل ہو جائیگا"

معاملات سرحد ہند کی تشویش کن حالت کے ساتھ ہی ہمیں یہ خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ اب انگلستان ہی قسطنطنیہ کی گفتگوے مصالحت کے تصفیہ میں مزاحم ہو رہا ہے۔ اوسکی کارروائی پر چاروں طرف سے کمال ناراضگی کا اظہار ہو رہا ہے۔ حتی کہ آسٹریا جو بالعموم ہمارا دوست اور رفیق رہتا ہے۔ اور فرانس بھی جہاں کچھ عرصہ سے ہمارے ساتھ از دیاد محبت کے نہی تحقیف عداوت کے آثار پائے جاتے تھے۔ اس معاملہ میں ہم سے ناراض ہو گیا ہے۔ ہفتہ گذرا ہے کہ یہ عام یقین ہو گیا تھا کہ اتحاد یورپ نے باتفاق یہ منظور کر لیا ہے کہ تاوان جنگ کی وصول ہونے تک ترک تسلی ۔ لاریسا اور دولوپر بدستور قابض رہے اور جیسے جیسے اقساط وصول ہوتی جائیں اول لاریسہ اور پھر دوسرے شہر یکے بعد دیگرے خالی کر دیئے جائیں۔ بعض روایات کے مطابق یہ تجویز کل سفرائے دول متعینہ قسطنطنیہ نے منظور کر لی تھی مگر جب انہوں نے اس امر کی اطلاع اپنی اپنی گورنمنٹوں کو دی تو لارڈ سالسبری نے سر فلپ کری کو مخالفت کرنیکی ہدایت کی۔ الغرض خواہ انگریزی سفیر نے اس تجویز کو پہلے مان لیا تھا یا نہیں یہ یقینی بات ہے کہ اب اکیلا انگلستان اوسکا مخالف ہے اور باقی تمام دولتیں اسکو قبول کرنے پر تیار ہیں اور اسطرح گفتگو سے مصالحت کا تصفیہ رکا پڑا ہے۔ انگلستان اوس نئی حد کے آگے جو ترکی اور یونان میں اب منظور ہوئی ہے۔ اور جسکی رو سے ٹرکی کو صرف پہاڑوں کی چوٹیاں اور درے اور چند ایک غیر آباد دیہات دلائے گئے ہیں۔ تہسیلی کے کسی حصہ پر ٹرکی کے قابض ہونیکی اس بنا پر مخالفت کرتا ہے کہ یونان فقط چھوٹی چھوٹی سالانہ قسطوں سے تاوان جنگ ادا کر سکیگا جو اس حساب سے عرصہ دراز میں بیباق ہوگا اور اس لحاظ سے تا بیباقی قبضہ ولانا دائمی قبضہ کے برابر ہوگا۔ ترکی کہتی ہے کہ جبتک پہلے ایک معقول رقم چودہ لاکھ پونڈ بتائی جاتی ہے۔ ادا نہ کیجائے مقبوضہ علاقہ سے ہم ایک قدم پیچھے نہیں ہٹا ئینگے اور پھر جوں جوں تاوان ادا ہوتا جائیگا اوسی نسبت سے ملک کو خالی کرتی جائینگے۔ اوسکے اس دعوے کو بڑا عظمی دول تسلیم کرتی ہیں۔ اور ٹرکی کو اس امر پر مجبور کرنے سے انکار کرتی

بخش لعنت ہے کہ اوس سے سخت و بدتر لعنت انسان کے وہم و گمان میں نہیں آسکتی۔

لازمی اتحاد کے اس کتاب کے نویسندہ کی اب بھی گذشتہ تین برسوں کیطرح یہ دلی تمنا و خواہش ہے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے ہیں کہ وہ ایسی شرائط پر جسپر وہ صولی کے متعلق اطمینان بخش نہیں سمجھتی تہسلی کو خالی کردی۔ اسٹیر کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ قیصر جرمنی نے سینٹ پیٹرزبرگ کی سیاحت کے دوران میں عثمانی سفیر کو سلطان کیخدمت میں تحریر کرنیکی اجازت دی تھی کہ وہ حضور ممدوح کو قیصر اوزار کی طرف سے یقین دلادی۔ کہ یہہ دونوں فرمانروا تا دوران جنگ کے مقابلہ میں اون کی پوری طرفداری کرینگے۔

جرمنی کا اخبار نیشنل ناہی ٹنگ بھی جو قیصر ولیم کا خاص الخاص پرچہ اور لسان الحال سمجھا جاتا ہے بڑی زور سے لکھتا ہے کہ کوئی شخص ترکی سے اس حقیر سے تاوان سے جو اوسے اخراجات جنگ کے عوض ملیگا۔ دست برداری ہونیکی امید نہیں کرسکتا۔ اور نیز یہہ ہر کہ بلا وصولی تہسلی کو چھوڑ دینا دست برداری کے مساوی ہے کیونکہ نہایت ہی سخت اور معتبر ضمانتوں کے بغیر ترکی کے مطالبات کا نصف بہتر حصہ بھی بیباق نہیں کیا جائیگا یونان روپیہ ادا کردینے سے بیشک اس مشکل کو دور کرسکتا ہے مگر مشکل یہہ ہے کہ اس کے پاس روپیہ نہیں جسکو بہم پہنچانیکے لئے اوس نے بے طرح جد و جہد کیا ہے۔ یونانی بنکوں کے مہتموں اور دیگر ساہوکاروں سے صلاح و مشورہ کیا گیا کہ دس لاکھ پونڈ مطلوبہ کسطرح سے بہم پہنچائے جائیں کہ ترک تخلیہ کی کارروائی شروع کردیں مگر ان سب نے کہدیا کہ ہم کوئی معقول تدبیر نہیں سوچ سکتے۔ اول یونانی متمولین سے بھی جو ممالک اجنبیہ میں مقیم ہیں التجا کیگئی۔ مگر جیسا کہ دولتمندوں کا قاعدہ ہے کہ جب اونکو شک ہو کہ فلاں شخص قرض مانگنے کیلئے آیا ہے تو وہ نوکر سے کہلا بھیجتے ہیں۔ کہ میاں صاحب گہر میں نہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے ٹال مٹول اختیار کیا چنانچہ اکثر متمولین کی کوٹھیوں سے جواب آگئے کہ مالک بغرض سیر و سیاحت باہر گئے ہوئے ہیں۔ افواہ کا کچھہ چرچا ہو رہا ہے۔ کہ عثمانیہ بنک نے دس لاکھ پونڈ مطلوبہ قرض دینے کا ارادہ کیا ہے۔ مگر یہہ خبر بالکل مجمل ہے اور اسبات کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کیا بنک توکل علی اللہ موجودہ حالت کی کل جوکھوں اٹھا کر قرض دینے کو تیار ہے یا کسی معتبر اور مستند ضمانت اور کفالت پر دینا چاہتا ہے۔ اگر یونان دول یورپ کی ضمانت دیدے تو روپیہ ابھی میسر ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسا کرنیکے لئے اوسے لازمی یورپین نگرانی قبول کرنی پڑیگی جس سے اوسے بدستور سابق سخت انکار ہے۔ پس جب ترکی۔ انگلستان جرمنی اور یونان متضاد شرائط پر مصر ہوں تو کم از کم سردست اتحاد یورپ کی محنتوں کا خاتمہ نظر آتا ہے۔ اور ہر ساعت اوسکی شکست ہونیکی توقع لگی ہے اگر ایسا ہو گیا تو سارا الزام انگلستان کے سر تھوپا جائیگا۔ اور بیرا عظمی خبارات کی خفگی آمیز تحریرات اگر سطحی نہیں ہیں اور باوجود اسکی یہہ خفگی کوئی زیادہ خطرناک صورت نہ اختیار کرے تو ہمیں اپنے تئیں کمال خوش نصیب سمجھنا چاہئے حسب معمول ہم پر خود غرضی کے الزام لگائے جارہے ہیں۔ واثینا (دار الخلافہ آسٹریا) میں ہم پر الزام لگایا جارہا ہے کہ ہماری اس تجویز کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیا جائیگا۔ آسٹریا والونکا بیان ہے کہ گو یورپ انگریزی حکومت ہند کو مخدوش حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا لیکن اگر اوسکو یورپ میں سخت پیچیدگیاں پیدا ہوں یا یورپین عالمگیر جنگ کے خطرہ اور ہندوستان کی مخدوش حالت

انگلستان اور ٹرکی میں پھر سابقہ مودت اور یگانگت قائم ہو جائے۔ یہہ رفاقت دونوں سلطنتوں کے لئے ضروری ہے ٹرکی چاروں طرف سے بوجہ حصول (ؔ بلی ایمان) دشمنوں سے گھری ہوئی ہے۔ اور اوسکو ایک ایسی سلطنت کی امداد اور دوستانہ صلاح و مشورہ کی سخت ضرورت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں سے ایک کو منتخب کرنیکی ضرورت لاحق ہوئی تو وہ کوئی ایسا لیا چوڑا عذر و فکر نہیں کریگا بعض آسٹری ہنگری اخبارات خیال کرتے ہیں۔ کہ جسطرح سلطان لارڈ سالسبری سے اونکی اس طریق عمل کا جو وہ قسطنطنیہ میں اختیار کئے ہوئے ہیں انتقام مشکلات میں پاکر بدلا رہے ہیں۔ اوسی طرح لارڈ سالسبری سلطان المعظم کی اس غفلت کا (؟) قسطنطنیہ میں مشکل حادثہ ارکے عوض لے رہے ہیں۔ مختصر ہماری بر اعظمی نکتہ چینیوں میں سے ایک بھی ہماری نسبت یہہ حسن ظن نہیں رکھتا کہ ہم محض یونان کی بلا غرض دوستی کیوجہ سے یہہ سب کچھہ کر رہے ہیں۔ سب کے سب یکزبان ہوکر یہہ کہہ رہے ہیں۔ کہ انگلستان نے کسی خواہش خود غرضی کو مد نظر رکھا ہوا ہے۔

اخبار پسٹہر لائڈ بڑے دعوے سے لکہتا ہے اگر انگلستان نے اور زیادہ مزاحمت کی تو دول یورپ اوسکے بغیر ہی تنازعہ روم و یونان کا تصفیہ کرنا شروع کر دیں گی۔ اگر برٹش گورنمنٹ کل تاوان جنگ کی ادائیگی تک ترکی قبضہ تھسلی کو منظور نہیں کریگی۔ تو یہہ ممکن ہے کہ دول عظام یونان کو ادائیگی کے لئے کوئی اور معقول ضمانت ٹرکی کو دینے کے قابل بنا دیں۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ تھسلی کے مسلسل ترکی قبضہ کے لئے بر اعظمی طاقتوں کو انگلستان سے منظوری حاصل کرنا ضروری ہے اگر باقی بڑی طاقتیں متفق ہو جائیں کہ تا وصول تاوان ترکی قابض رہے۔ تو ایسی حالت میں دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہہ کہ شاید یونان اس بات پر رضامند ہو جائے۔ اسصورت میں بمصداق پنجابی مثل "راضی ماں باپ تو کیا کرے گا قاضی"۔ لارڈ سالسبری شاہ جارج سے زیادہ خیر خواہ یونان نہیں ہو سکتے۔ دوم یہہ کہ یونان رضامند نہو۔ اور لارڈ ممدوح کی یہہ رائے ہو کہ ترکوں کو ہر نوع سے بہر حال فی الفور تھسلی خالی کر دینی چاہئے۔ تو اسصورت میں ترکی و یونان میں کوئی صلح باہم نہیں ہو گی۔ بلکہ ترک جبتک انکا دل چاہیگا تھسلی میں مقیم رہینگے۔ ہاں بہادر یونانی فوج یا برطانیہ کلان اونکو نکالدے تو دوسری بات ہے۔ مگر ان دونوں صورتوں میں سے کسی کو بھی پیش آنیکا احتمال نہیں۔ روس اگر اب سے بارہ مہینے پیشتر ترکی کو مجبور کرنے پر رضامند نہیں ہوا تہا تو یقیناً وہ اب بھی نہیں ہو گا۔ جرمنی یونان کی طرفداری میں سلطان المعظم پر زیادتی کئے جانیکی یقیناً مزاحمت کریگی"۔ اخبار مذکور کی تحریر کا پچھلا حصہ بیشک بالکل درست ہے۔ پانچواں بر اعظمی طاقتوں میں سے چار بالضرور انگلستان کو بالعمل کسی خلاف ترکی عملی مخالفانہ کارروائی نہیں کرنے دینگی۔ اور خود انگلستان کے باشندے بھی یونان کی محض ناز برداری کرنے کے لئے اوسکی خودداری میں حرف آنے اپنی گورنمنٹ کو یورپ کے امن میں خلل ڈالنے کی اجازت نہیں دینگے۔ نہ یہ ممکن ہے کہ یونان ہی پھر لڑائی کو شروع کر دیگا یہہ ٹھیک ہے۔ کہ اتوار گذشتہ (۱۵ اگست) کو ایتھنز میں ایک عام جلسہ ہوکر یہہ ریزولیوشن پاس ہوا تھا کہ چونکہ یورپ فیصل شدہ شرائط صلح کو ہماری سر منڈھنا چاہتا ہے۔ اور نیز چونکہ بقول جیمس جن (؟) یونانی [illegible] [illegible] لہذا گورنمنٹ سے [illegible] [illegible]

ہی جو کہ پال شائستہ اور بہتر عرض سے ہونگی علاوہ سلطنت عثمانیہ کے مقبوضات یا اوسکی آزادی کے متعلق کوئی بُرا ارادہ نہیں رکھتی اسیطرح انگلستان کیلئے ہندوستان پر اپنا تسلط اور ڈیٹلا اور بحیرہ روم میں ہماری بحری فوقیت و غلبہ پر کسی دشمن کے حملہ اور

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کہ یونانی کو صلح ہونیکے لئے طلب کرے اور شاہ بذات خاص فتح جنگ کی کمان لے" مگر ہم قرائن تیار ہی ہیں کہ یونانیوں کی سمجھ اور سمجھ ہوش آنا شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ ۱۸ اگست کی ڈیلی نیوز میں یونانی اخبار اکروپولس کے اڈیٹر نے یونانی گورنمنٹ کی کل انتظام حکومت پر ایسا زبردست مضمون لکھا ہے کہ اوس سے زیادہ سخت ممکن نہیں تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ آئینی طرز حکومت یونان میں بالکل بیہودہ ثابت ہوئی ہے پارلیمینٹ عہدے تلاش کرنے اور سرکاری اجارہ طلبی کا ذریعہ ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک سرکاری محکمہ اور اسکی متفرق شاخیں مجلس وضع قوانین جلیہ انصاف و عدالت۔ پولیس۔ تعلیم۔ لوکل گورنمنٹ فوج۔ بحری فوج۔ تار اور ڈاک سب کے سب رشوت اور خیانت کے جذام سے از سر تا پا پوسیدہ اور متعفن ہو رہے ہیں۔ بادشاہ بہتری کیلئے کوئی کوشش نہیں کرتا۔ کاہلی بزدلی یا خود غرضی خواہ کوئی وجہ ہو وہ بجز اسی خود شاہ شطرنج بنگیا ہے اور بعض وزرا جو احکام پر دستخط کرنیکی مشین ہے۔ مگر وہ شاہ کو ہی ملک کا نجات دہندہ تصور کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اگر جمہوری ریاست قائم کرے تو وہ گویا انجام کی خود ابتدا کرنی ہوگی اور موجودہ خاندان کو بدلنا صریح مشکل ہے یونان کا سخت ایسا امر نہیں کہ اوسکے لئے کوئی امیدوار بہم پہونچ سکے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ بادشاہ اوس کام کو جو اوسکے سامنے ہے بخوبی سمجھے اور اوسکی تکمیل کیلئے کمر ہمت چست باندھ کر جسطرح کہ اپنے نام نہاد بادشاہ ہے ویسے ہی فی الواقع بادشاہ بھی بنے۔ اوسکے خیال میں یونان کو کامل تباہی سے بچانیکے لئے زبردست اور مستبد مطلق العنان حکومت کی ضرورت ہے اڈیٹر مذکور بادشاہ کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ حتی الوسع ترکی سے بہت جلد صلح صفائی کرکے اپنے اندرونی نظم و نسق کے ناپاک اصطبل کو جسقدر جلد ممکن ہو صاف کرے۔ یہہ اخبار یونان میں بہت معتبر ہے اور امید ہے کہ وہ اپنے ملک کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب ہو جائیگا۔ مگر ساتھ ہی بعض کو اندیشہ ہے کہ انگلستان کے غیر معترضہ اور مسلسل امداد و سہارے سے شاید یونان کا رستہ پر آنا بہت بڑا مشکل رہیگا۔ موجودہ مشکلات سے باہر نکلنے کا راستہ ایسا صاف اور سادہ ہے کہ بڑے افلاطونی خیالات مزاحم ہو کر اسکو بگاڑ رہے ہیں کہ گویا وہ ایسی بدیہی بات کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ یونان فقط چند دات محاصل یورپین مجلس نگرانی کے سپرد کردے تو وہ تھسلی کو ترکوں سے خالی کرنے کیلئے کل ہی کافی رقم حاصل کر لیتا ہے۔ اسبارہ میں ڈیلی نیوز بھی ترکوں کی حمایت کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ اگر ترک تھسلی کو یوں ہی چھوڑ دینگے تو پھر اونکو ایک حبہ بھی وصول نہیں ہوگا۔

اگر اتحاد یورپ شکست ہو گیا تو سلطان کے اقتدار میں جو پہلے ہی بہت بڑھ گیا ہے اور زیادہ اضافہ ہو جائیگا۔ پرنس بسمارک کا اخبار ہیمبرگر نیکرکش لکھتا ہے کہ خلافت سلطان روم کی ذات میں بہت بڑی طاقت ہے اور یورپین مدبرین و سفرا کو آگاہ رہنا چاہئے کہ اب انکو ایسی ترکی سے سابقہ نہیں جسکی کمزوری کی روایتیں مشہور ہو رہی تھیں۔ کچھ عرصہ سے تقریبا ہر ایک واقعہ کسی نہ کسی طرح سلطان کے حق میں نہایت مفید پڑتا ہے اور جسطرح سے یہ انگلش اخبارات بالعموم اور جرمن اخبارات بالخصوص سلطان المعظم کی طاقت و جبروت کی صفت و ثنا کرتے اور نیز ہندوستان۔ افغانستان اور مصر میں انگلستان کو کسی ایسی ایذا کا جو دیتے رہیں [illegible] ترکی کی [illegible] کی کافی قوت [illegible] چھوٹی سی تحریریں لکھنی ہیں ایک دوسرے

ہونگی ستونتین بھا [illegible] عثمانیہ فوج اور خلیفہ اسلام کی امداد و اعانت نہایت ضروری ہے سلطنت عثمانیہ سے اتحاد و رفاقت رکھنے کی پالیسی
کوئی نئی نہیں ہے جو دو صدی کی تمام بڑے بڑے انگریز مدبر ولیم پٹ - لارڈ پامرسٹن - اور مسٹر ڈسرائیلی (بیکنسفیلڈ) کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) سے ضد لضد ہو کر مقابلہ کر رہی ہیں - وہ طریق اسلامی دنیا میں سلطان المعظم کے اقتدار کو کسطرح کم ہونے دیسکتا ہے
تازہ ترین واقعات میں سے ایک شاہزادہ فرڈیننڈ والی بلگیریا کا اپنے تئیں قاسم سلطانی پر ڈالنے کا واقعہ ہے شاہزادہ مذکور
نہایت مدبر زمانہ شناس اور معاملہ فہم شخص ہے اسکا وزیر اعظم ڈاکٹر سٹائلاف کا بیان ہے کہ شاہزادہ نے دیکھ لیا کہ سلطان المعظم
کی ذات بابرکات کے طفیل سلطنت عثمانیہ کا آفتاب نحوست اور ادبار کی ظلمت سے نکلکر پھر طلوع ہونا شروع ہو گیا ہے چنانچہ وہ
سابقہ تقصیرات کی معافی اور آئندہ کے لئے لوازمات شاہی کے شامل حال ہونے کی استدعا کیلئے فوراً پایہ عرش خلافت کو چومنے کے
لئے آستانہ علیہ کو دوڑ آگیا - شاہزادہ نے آسٹریا کو بھی آزما لیا ہے اور روس کو بھی - اور ان میں کسی سے اوسکی مراد حاصل
نہیں ہوئی - اوسے اب یقین ہو گیا ہے کہ میرا اور میرے ملک (یعنی بلگیریا) افسوس یہ وہی ملک ہے جسکو اب سے بیس برس پہلے
ترک اپنا کہتے تھے اور اب وہ فرڈیننڈ کا کہلاتا ہے (دکیل) کا اسی میں بھلا ہے کہ اپنے شہنشاہ کی بارگاہ میں قرب حاصل کروں
بلگیریا کو مغربی تہذیب کا رنگ دینے کی بجائے مشرقی تہذیب سے منور کروں اور خود ایک یورپین مذاق اور خیالات کا شہزادہ بننے
کی بجائے مشرقی نائب السلطنت بنکر اپنا مستقبل ٹھیراؤں - یہ ہے وہ پالیسی جو شہزادہ کو قسطنطنیہ لیگئی - جہاں اوسنے کل اقامت
کے دوران میں باجگزار کی حیثیت سے تجاوز نہ کیا - اس طرح سے اوسنے عثمانیہ قوم کو اپنا ہوا خواہ بنالیا ہے - اور سلطان المعظم سے یہ
وعدہ حاصل کر لیا ہے کہ مقدونیا کے متعلق بلگیریا کی خواہشوں کو پورا کیا جائیگا" ڈاکٹر سٹائلاف مجھ سے کہتا ہے کہ - شاہزادہ فرڈیننڈ
سلطان المعظم کا وفادار غلام ہونیکی وجہ سے رومانیا یا سرویا سے جنگ ہونیکی صورت میں فتحیاب رہیگا - ترکی عظیم الشان
اور کثیر التعداد فوج رکھتی ہے اور جنگ کے وقت بلگیریا اوسمیں ایک لاکھ بہادر اور شامل کر سکیگی - جہانتک یورپ کا تعلق ہے بلگیریا کو کسی کے
سامنے اب کبھی ذلیل نہیں ہوگا - شاہزادہ فرڈیننڈ یورپ کے دنیاداروں کے روبرو سر نیاز خم کرنیکی بجائے اپنے آقائے
نعمت سلطان المعظم کے دست مبارک کو بوسہ دینے کو ترجیح دیتا ہے"-

وزیر موصوف کا اس تقریر سے پانچ برس کا ماسبق تھا - کیا ل حیرت کی بات ہے کہ اپنی طرف سے اسپر اور کرتا ہے کہ فی الواقع قوموں کی زندگی
بھی افراد کی زندگی کیطرح زمانہ کی نیرنگیوں سے خالی نہیں - بیس برس ہوئے روس بلگیریا کی سرحدوں کو [illegible] سے
آزاد کرانیکے لئے اپنے [illegible] وطن کی خون سے سیراب کر رہا تھا - آج اوسی ملک کا شہزادہ عبد الحمید کا رسول بنکر اوسکو [illegible]
کو چوم رہا ہے اور اپنے آپ کو ترکی کا باجگذار سمجھنے میں فخر کرتا ہے - ادہر دوسری طرف عہدنامہ برلن کو دیکھئے تمام دستخط کنندگان
باستثنائے معدودے چند اسوقت ترکی کے جانی دشمن ہیں) اکثر دستخط کنندگان (یہاں بالخصوص پرنس بسمارک سے
مراد ہے جو اسوقت ترکی کی قسمت کے لٹنے میں [illegible] کا کام کر رہا تھا) سلطان کی طرح [illegible] سرگرمی کے
ساتھ مصروف ہیں -

تتمہ حاشیہ بر صفحہ [illegible]

یہی پالیسی اختیار کی ہے - یہ پالیسی پولیٹیکل حالات مذہبی اعتقاد اور فوجی و بحری اغراض عسکریہ کی دائمی ضرورتوں پر مبنی ہے - غلطی اور مغالطہ آمیز رقیق القلبی اور الفاظی کی بے اندازہ مقدار سے بھی اس پالیسی کی احتیاج

معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ ہفتہ اخبار ٹائمز میں ایک نامہ نگار انگریز نے فرضی نام سے بماہ ستمبر ایک چٹھی لکھی ہے - جس میں سرحد ہندوستان کے فسادوں اور انکے باعث پر اسنے اچھی طرح بحث کی ہے - حال میں بعض اخبارات میں جو کچھ شایع ہوا تھا کہ یورپ کے تازہ واقعات یعنی جنگ روم و یونان وغیرہ ان فسادوں کا باعث ہیں - نامہ نگار مذکور اسکی قطعی تردید کرتا ہے - اور لکھتا ہے کہ اگر مسلمان انگلستان کے دشمن ہو جائیں - یا عیسائیوں سے نفرت کرنے لگیں - اور اون کے مخالف بنیں تو یہہ تغیر خیال وحشی پہاڑی اقوام میں پیدا نہیں ہوگا بلکہ بر اعظم ہندوستان کے اندر مسلمان کے زبردست اور زیادہ آباد شہروں میں محسوس ہوگا - آگے ان نامہ نگار صاحب نے ایک مزیدار بات یہہ لکھی ہے - کہ یہہ قرین صداقت ہے کہ سلطان المعظم نے اپنے قاصد ہندوستان میں شورش پھیلانے اور امیر افغانستان کو گانٹھنے کیواسطے بھیجے ہونگے - لیکن اس کوشش کی ناکامی اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان ریاستوں اور سلطنتوں نے اسپر کچھہ بھی عمل نہ کیا - خواہ یہہ نامہ نگار کوئی صاحب ہوں اور کیسے ہی خود کیسے ہی واقفکار ہوں - ہمیں شک نہیں کہ انکی اس واقفیت سے بڑھکر پھر کوئی بات نہیں ہو سکتی سلطان المعظم کا سفیر بھیجنا تو کجا پچھلے دنوں میں جب سید افغانی کے قسطنطنیہ پہنچنے پر جو تراش انگریزی پریس اور خصوصاً ہندوستان کے اینگلو انڈین اخبارات نے کی تھی - وہ اس سے بڑھکر بے بنیاد ثابت ہوگی جبوقت اسکی کل حقیقت کھل گئی - کہ نہ سلطان المعظم نے کوئی خط اپنے قلم سے لکھکر اوسکے ہاتھہ امیر صاحب کو روانہ کیا - اور نہ وہ امیر صاحب کیطرف سے ہی قسطنطنیہ گیا تھا بلکہ وہ ایک افغان امیر تھا - کہ جو ایک زمانہ میں امیر صاحب کا مخالف مدعی تخت افغانستان کا طرفدار تھا - اور اس مخالفت کی وجہ سے اسکو افغانستان چھوڑے ایک عرصہ گذر گیا تھا - یہہ افغان حج بیت اللہ کو گیا - اور اپنے طور پر قسطنطنیہ بھی چلا گیا - اصلیت اس معاملہ کی صرف اتنی ہے جسپر ریٹر ایجنسی نے تار کے ذریعہ اطلاع دی کہ افغانی امیر سید امیر صاحب کیطرف سے خاص تحفہ لیکر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا ہے اور سلطان نے بھی اوسکو امیر کیواسطے تحفۂ شاہانہ دیکر مع ایک خاص اپنے قلم کے لکھے ہوئے خط کے واپس کیا ہے - مگر دو تین روز بعد اس خط وغیرہ کے ارسال کیے جانیکی خبر کی - تردید خود ریٹر ایجنسی نے ہی کردی اسیطرح ان نامہ نگار صاحب کی اعلی واقفیت کا یہہ ایک ادنی نمونہ ہے کہ انکے خیال میں سلطان المعظم کا اپنے خاص سفیر ہندوستان کو بھیجنا قرین صداقت ہے -

بہرحال یہہ تو کہا کہ نامہ نگار صاحب سرحدی اقوام کی مذہبی واقفیت اور انکی تعلیم وغیرہ کی کمی اور عدم موجودگی پر چند سطریں وقف کرکے لکھتے ہیں - کہ اس میں تو شک نہیں کہ ان فسادوں میں بہت مادہ مذہبی تعصب و جنون کا ضرور ہے مگر یہہ ہرگز نہیں تسلیم کیا جا سکتا کہ حال کے واقعات یورپ کیطرح بھی انکو محرک ہوئے ہیں - پہلے سے غلط اور [illegible] ہوکر ایسے بنے ان فسادوں کو شہرت کا پہچہ سرحدی اقوام جو آمادہ فساد میں ہمیشہ سے آزاد رہے ہیں اور بیسیقدر امیر صاحب کی خلاف [illegible]

شدیدہ کالعدم نہیں ہوسکتی۔ جبتک قسطنطنیہ اور اوسکی دونوں آبنائیں ویسی ہی اہم رہیں جیسی کہ وہ قدیم سے چلی آتی ہیں جب تک ہندوستان میں کئی کروڑ مسلمان موجود ہیں۔ اور جب تک روس ایک عظیم غاصب مغرور فوجی طاقت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ } برخلاف ہیں جسقدر کہ ہماری سنہ ۱۸۹۳ء میں جو خط سرحدی ڈیورنڈ مشن لیکر امیر صاحب میں قرار پاچکا ہے اوسکی روسے انگریزی سمت سرحد پر آباد ہیں مزید براں عبدالرحمن خان ایک نہایت دانا اور دور اندیش مدبر ہیں۔ جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ کن امور سے اونکے ملک کی آزادی اور خوشحالی کو قیام رہ سکتا ہے اور وہ کبھی اوسکو معرض خطر میں ڈالنیوالے نہیں۔ اس قسم کے فسادوں کا نتیجہ یہی ہوسکتا ہے کہ انگریز امیر صاحب کے علاقہ کے قریب تر پہنچیں امیر صاحب اسکو اچھی طرح جانتے ہیں اور وہ اسقدر دانا ہیں کہ وہ انگریزوں کی ہمسائگت پر ان سرحدی اقوام کی ہمسائگت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسکے بعد نامہ نگار صاحب نے ان اخبارات کی تردید کی ہے جنہوں نے لکھا تھا کہ ان فسادوں کی وجہ گورنمنٹ کا طریق عمل بنسبت چترال اور نیز عام پالیسی گورنمنٹ متعلق سرحد ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں اغلب ہے کہ سواتیوں کی شورش بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ ان میں جو غیر مطمئن اور شوریدہ پشت حصہ ہے وہ برٹش گورنمنٹ کے حقوق کا مخالف ہے اور سرحدی پالیسی کا یہ پہلا اصول ہے کہ کسی پہاڑی قوم نے کبھی انگریزی طاقت کی اپنی مرضی سے متابعت نہیں کی ہے جبتک کہ حتی الامکان اسکی مزاحمت نہ کرلی ہو اور اسکی جنگی قوت کا اچھی طرح تجربہ نہ کرلیا ہو اور سواتیوں کو جبتک اس زمانہ کا حافظہ کام دیتا ہے کبھی یہ سبق سیکھنے کا موقعہ نہیں ملا اور سواتیوں کی آمادہ فساد ہونیکی اغلباً یہی محدود وجہ ہے۔

افریدی اور امیر } اظہار البیان فی نصیحت الافغان } انگلو انڈین اخبارات بھی اونٹ سے کسی طرح کم نہیں جنکی کوئی کل سیدھی نہیں بیٹھی کچھ عرصہ سے اونکو اپنے مفسدانہ اغراض ومقاصد میں بہت کچھ کامیابی کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ انکی پالیسی جسقدر متزلزل ہے اسکی نظیر شاید صفحہ ہستی پر ملنا محال ہے گذشتہ باتوں کو چھوڑ کر تازہ سرحدی فسادوں کو دیکھو۔ پہلے پہل انہوں نے ان کی متعلق امیر صاحب کی شرکت کے بارہ میں حلق پھاڑ پھاڑ کر زمین و آسمان ایک کردیئے۔ لیکن بہت جلد اسکے بعد ہی بادنما مرغ کی طرح ان کے رخ بدل گئے اور امیر صاحب کی اولوالعزمی اور برٹش گورنمنٹ کے ساتھ رفاقت اور معاونت پر ثابت قدمی اور وفاداری کی نسبت قسمیں کہا کر اعتماد ظاہر کرنے لگے ضیاء الملت والدین۔ اسمیں شک نہیں کہ نہایت ہوشیار مدبر اور جیسا کہ خود ایک انگلو انڈین اخبار نے لکھا تھا۔ ایشیا کے بے مثل زبردست فرمانروا ہیں مگر اسمیں بھی شک نہیں کہ نہایت صاف گو ہیں۔ اور جو کچھ انکے دل میں ہوتا ہے بے کھٹکے زبان پہ لے آتے ہیں۔ ہمارے انگلو انڈین اخبارات بفضل خدا غایت درجہ کے عصبی مزاج بھی ہیں پتہ کھڑکا اور بندہ بھڑکا۔ یہہ لوگ بہر پا ڈپلومیسی یا بالفاظ دیگر ریاکاری کے عادی۔ انکو ایشیائی صاف گوئی اور بے ریائی سے سایہ کا بھی بھوت بنکر چمٹ جاتا ہے۔ امیر صاحب نے علاوہ سرکار انگلشیہ کے اپنے خاص مرسلہ سے اپنی وفاداری اور رفاقت کا یقین دلانے کے عملاً بھی اپنی اعلانات اور دیانت اور صداقت کو ثابت کر دیا۔ انہوں نے جو جواب آفریدیوں کی درخواست معاونت کا دیا ہے اوسمیں انہوں نے صاف صاف اپنے دل کی سچی باتیں لکھی ہیں۔ اب ہمارے لاہوری انگلو انڈین معاصر کو وحشت ہو گئی۔ وہ اب پھر وہی پرانی گت بجا رہا ہے کہ امیر صاحب درحقیقت ان فسادوں میں شریک ہیں۔ انکی پاس

ہے تب تک شجاع و جانباز عثمانیہ قوم کا اتحاد انگلستان کے لئے اشد ضروری اور لازمی ہے قسطنطنیہ کی اقامت کے دوران میں امیر البحر وڈلس پاشا اور رلبنٹ پاشا ہمارے حال پر بڑی مہربانی کرتے ہو اول الذکر ترکی کے بہترین اور کمال

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۔۔۔ ۲ توپیں فی توپ ایکہزار گولہ ۳ سے ۴ لاکھ تک بندوقیں اور بیشمار کارتوس اور گولی بارود ہے - وہی ان سرحدی اقوام کو گولی بارود دیتے ہیں - مگر وہ اپنے آپ کو بری الذمہ ثابت کرنا چاہتے ہیں - اسی واسطے جبکہ کوئی ذراسی بھی شبہ کی بات ہوئی اور فوراً اپنا پہرہ وہ اپنی بے تعلقی اور بے لوثی ثابت کرنیکو تیار ہیں اور کہ ان کے مظالم کے باعث انکی رعایا ان سے سخت متنفر ہے - سردار حبیب اللہ خاں انکے بڑے بیٹے ہر دلعزیز ہیں - اسکے علاوہ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ درہ خیبر جو نکہ آفریدیوں کے فسادوں کے باعث مسدود ہے مال تجارت بھی کابل سے ہندوستان نہیں آسکتا اور خود امیر صاحب کا سامان حرب جو انہوں نے یوروپ سے منگوایا تھا - اسوقت پشاور کے ریلوے گدام پر پڑا ہے اور آگے نہیں جاسکتا - اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر صاحب کا کسقدر نقصان ہورہا ہے لیکن لاہور سے انگلو انڈین لکھتا ہے کہ امیر صاحب نے اپنی غرض پوری کرنیکے واسطے اس نقصان کو بھی گوارا کرلیا مگر سرحدی فسادوں کی شرکت کو ترجیح دی - ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ امیر صاحب کے گذشتہ حالات ناظرین اخبارات سے پوشیدہ نہیں ان کی طبیعت کا خود ان کے متعلقہ روزمرہ کے واقعات سے نہایت اچھی طرح اندازہ ہوسکتا ہے - لہذا اس انگلو انڈین کے ان الزاموں کو مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں دی جاسکتی ۔ ذیل کے واقعات بجائے خود امیر صاحب کی نیک نیتی اور وفاداری کے شاہد ہیں -

کابل میں امیر صاحب کے حکم سے ایک اعلان سربازار چسپاں کیا گیا ہے جو آفریدیوں کے اس ڈیپوٹیشن کے جواب میں ہے جو امیر صاحب کی خدمت میں بطلب امداد گیا تھا - مگر جو جلال آباد سے ہی واپس کردیا گیا تھا - امیر صاحب کے اعلان عام میں اس جواب کی تاریخ ۲۳ - ستمبر ۱۸۹۷ء ہے اور وہ حسب ذیل ہے :-

تیراہ کے آفریدیوں نے اپنے اٹھارہ آدمی میرے پاس روانہ کئے تھے - جن میں ملک - علماء اور دیگر معزز و سربرآوردہ ارکین شامل تھے ہر ایک حصہ قوم نے علیحدہ عرضی ارسال کی تھی - اور مجھ سے امداد چاہی - میرے حسب حکم یہ لوگ جلال آباد میں تک لے گئے اور انکی عرضیاں مجھکو بھیجدی گئیں - جنکو میں نے نامنظور کیا - میں نے انکی عرضیوں کے جواب جلال آباد بھیجدیئے تاکہ انکو وصول کرکے وہ واپس چلے جائیں - انکی عرضیوں کی تفصیل اسطرح ہے -

زمانہ قدیم سے برٹش گورنمنٹ بتدریج ہمارے ملک پر قبضہ کرتی چلی آرہی ہے - اور نہ صرف ہمارے ملک پر ہی بلکہ افغان علاقہ پر بھی اور گورنمنٹ مذکور نے مختلف مقامات اور علاقوں میں قلعے تعمیر کرلئے ہیں - ہمنے بہت سے موقعوں پر افغان گورنمنٹ سے اسکی شکایت کی مگر حضور والا نے ہماری شکایتوں پر کچھ توجہ نہ مبذول فرمائی - لہذا لاچار ہوکر - اور اسلام اپنے مذہب پر ثابت قدمی کا لحاظ کرکے ہمنے خداوند تعالے کی رہبری پر برٹش گورنمنٹ سے جہاد شروع کردیا - اور ہمنے ہر طرح انگریزوں سے اپنے تعلقات قطع کرلئے ہم نے ہنگو کے اوپر سامانہ کے پانچ قلعے لوٹ لئے اور تباہ کر دیئے - ایک قلعہ شنواری کے پاس سمانہ کے دامن میں انگریزی علاقہ کے اندر ایک قلعہ دریا ابلان کے پاس کے لاشکہ

جان نثار دوستوں اور خیر خواہوں میں سے ہے۔ اور آخر الذکر قسطنطنیہ کا عام مشہور اور ہر دلعزیز انگریز باشندہ ہے ۱۳
مئی کو ہمنے محل دولمہ باغچہ میں عید بیرام کا مشہور دربار نہایت عمدگی اور وضاحت کے ساتھہ دیکھا۔ دربار مذکور دنیا کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے قریب ایک تھانہ تور اوادی کے پاس۔ دوسرا تھانہ کاہی کے پاس۔ ایک تھانہ غالو چینا کے پاس۔ ایک تھانہ شمس الدین کے پاس۔ ایک چروی کے پاس۔ ایک کے قلعہ متصل جنک۔ ایک تھانہ بیلنگ کے پاس۔ ایک تھانہ سرائے زاب کے پاس اور ایک سندہ بازار متصل سرائے اب لوٹ لیا اور تباہ کر دیا۔ مذکورہ بالا پہاڑ کی چوٹی پر ابھی تین بڑے قلعے ہیں۔ جنپر ہمنے قبضہ نہیں کیا ہے۔ مگر بفضل خدائے کریم ہم انکو بھی لیکر جلا دینگے۔ تراہ کے تمام لوگ پہاڑ کی چوٹی پر جم گئے اور اوسکے دامن میں کوہاٹ سے دونوں تک علاقہ قوم میں سرجہاد ایک مذہبی پہیلی ہوئی ہے۔ اور یہاں کی اقوام وقتاً فوقتاً اپنے علاقوں میں علیحدہ علیحدہ جہاد کر رہی ہیں۔ ہم کبھی گورنمنٹ برطانیہ کی مطیع نہ ہونگے۔ اور نہ اوسکی رعایا بنینگے۔ اپنے ملک کی عنان حکومت کبھی برٹش گورنمنٹ کو نہیں دینگے۔ بلکہ اسکے برعکس ہم فرمانروائے اسلام کی گورنمنٹ کی متابعت کرنیکو تیار ہیں۔ گورنمنٹ اسلامیہ پر واجب ہے۔ کہ نہ صرف ہمارے اغراض و مقاصد کی نگہداشت کرے۔ اور ہماری حالت پر غور کرے بلکہ کل افغانستان کے مقاصد کی حفاظت کرے اور اوسکی حالت کا خیال کرے۔ لہذا ہم یہہ اٹھارہ شخص اپنے ملک علماء اور بزرگ معہ اپنی عرضیوں کے حضور والا کی خدمت میں روانہ کرتے ہیں۔ ہم فی الحال سلسلہ سمانہ پر جہاد میں شریک ہیں اور مستدعی ہیں کہ جو کچھہ حضور انور ہمارے حق میں مفید اور بہتر خیال فرمائیں عنایت خسروانہ سے عمل میں لائیں۔ اور خدا کے فضل و کرم سے ہم حضور انور کی ہدایت پر عمل کرینگے۔ کیونکہ ہم اپنے کاروبار کا کل انصرام و اہتمام ہر طرح قطعی اور کلیتہً حضور انور کے ہاتھہ دیدینگے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ہماری اہل قوم حضور انور کی خدمت کریں اور یہی وقت ہے کہ حضور انور اپنی غرض و مقصد حاصل فرما سکتے ہیں۔ اسوقت تمام مسلمان، وزیرستان اور تیراہ سے حدود حضور انور کی اختیار میں ہیں۔ اگر انگریز فتحیاب ہوں۔ تو وہ مسلمانوں کو پامال کرینگے۔ اس محنت میں جو کچھہ امداد حضور ہمکو عنایت فرمائیں وہ ہمارے ہی حوالے کردی جائے۔ ہمکو امید ہے کہ اس عرضی کو ملاحظہ فرما کر حضور عالی ہمکو جواب سے ممنون فرمائینگے۔ مورخہ ۷۔ ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ ہجری۔

جواب منجانب امیر صاحب:-

تمیں مینے تمہاری عرضیاں پڑھی ہیں۔ معلوم ہو کہ ان سب کی غرض و غایت ایک ہی ہے۔ اب میں تمکو جواباً لکھتا ہوں کہ ۱۸ سال گذرے جب میں کابل آیا تہا۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ میں خیبر کے راستہ راولپنڈی گیا تھا۔ برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ چونکہ میری دوستی تھی۔ میں بحیثیت مہمان کے انکے ملک کو گیا تھا۔ اور راستہ میں درہ کی دونوں طرف مجھکو تمہاری بہت سی ہم قوم ملے جنہوں نے مجھہ کو سلام کئے اب جو کچھہ کہتے ہو اگر سچ ہے۔ تو کیوں اوسوقت تمنے اس معاملہ کا مجھہ سے ذکر کیا تاکہ میں جناب الیسرائے سے اسبارہ میں مشورہ کرتا؟ اسکے چند سال بعد جب سرحد طے ہونیوالی تھی۔ مسٹر مارٹیمر ڈیورنڈ خیبر سے گذر کر کابل آئے تھے۔ تمام سرحدی اقوام اس سے آگاہ تھیں۔ اور اونہوں نے خود مشن کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کیوں نہ اسوقت تمہارے ملا و ملک اور بزرگ میرے

نہایت ہی موثر اور کمال شاندار نظاروں میں شمار ہوتا ہے۔ محل مذکور کے بڑے ایوان میں سلطنت کے تمام اعلیٰ فوجی۔ مذہبی ملکی اور جوڈیشل عہدہ دار اپنے ولی نعمت کی قدم بوسی کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ غازی عثمان مقدس رومال کو جسکا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے پاس آئے جب ڈیورنڈ صاحب سرحد طے کرنیکے واسطے بااختیار ہو کر اسطرف آئے تھے تاکہ اسبارہ میں انسے بحث کرتا ہے اسوقت تم سب خاموش رہے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا وجہ ہے کہ تم میں اور برٹش گورنمنٹ میں ناچاقی ہو گئی۔ اب جب تم انسے لڑے اور تمنے انکو ناراض کر دیا تو تم میرے پاس آئے ہیں۔ کاروبار سلطنت کے بارہ میں برٹش گورنمنٹ سے میں معاہدہ کر چکا ہوں اور اسوقت تک انگریزوں کی طرف سے کسیطرح کوئی امر خلاف ورزی معاہدہ کا نہیں ہوا۔ باوجودیکہ وہ عیسائی گورنمنٹ ہے۔ ہم مسلمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز چاروں خلفا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو۔ لہذا ہم کسطرح معاہدہ توڑدیں قرآن شریف کی اس آیت کی نسبت تم کیا کہتے ہو جسمیں لکھا ہے کہ اپنا وعدہ وفا کرو۔ وعدہ وفا کرنا مسلمان کا سب سے پہلا فرض ہے۔ خدا تعالیٰ نے اوسوقت جبکہ مخلوق کو پیدا کیا۔ تو سب سے پہلے اس سے دریافت کیا کہ آیا میں تمہارا خدا ہوں انہوں نے کہا ہاں تو ہمارا خدا اور ہمارا خالق ہے۔ لہذا حشر کے دن سب سے پہلا سوال اقرار و وعدوں کے ایفا کی نسبت ہوگا۔ مسلمان اور کافر اس امتحان سے ایک دوسرے سے ممیز ہونگے۔ لہذا تم اچھی طرح سمجھتے ہو کہ معاہدہ کا معاملہ نہایت اہم ہے میں بغیر کسی باعث یا موقع و محل کے کبھی معاہدہ سے خلاف ورزی نہ کرونگا۔ کیونکہ انگریزوں نے آجتک کبھی اس سرحد کی نسبت کوئی خلاف ورزی نہیں کی۔ جو اس نقشہ میں درج ہے۔ جسکو اونہوں نے منظور کیا ہے۔ پھر کیوں میں اقرار سے پھر دوں۔ ایسی حرکت انصاف سے بعید ہوگی۔ میں چند خود غرض اور مطلب برآر لوگوں کے مشورہ سے اپنے اور اپنی قوم پر بدنامی کا داغ نہیں لگا سکتا۔ جو کچھ تم نے اپنے ہاتھوں کیا ہے اپنی گردن پر اٹھاؤ۔ مجھکو تم سے کوئی سروکار نہیں تم خود اپنی نیک و بد کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔ اب جبکہ تم مشکلات اور تکالیف میں پھنس گئے ہو۔ اور اپنا کام خراب کر چکے ہو۔ تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری مدد کروں۔ تم اسوقت کو اپنے ہاتھ سے ضائع کر چکے ہو۔ جسوقت یہ معاملات طے ہو سکتے تھے۔ اب میں نہ کچھ کہہ سکتا ہوں اور نہ کر سکتا ہوں۔ جو ملک تمنے میرے پاس بھیجے تھے میں نے اونکو جلال آباد سے واپس کر دیا ہے۔ میں نے اون میں سے ہر ایک کو ایک ایک لنگی اور دس دس روپیہ زاد راہ کے دیئے ہیں۔ اور کابل آنیکی تکلیف نہیں دی"۔

ماسوا اس کے امیر صاحب نے پشتو میں ایک اعلان صادر فرمایا ہے جسکی سرخی ہے "اِظہارُ البیان فی النصیحۃ الافغان"۔ اسپر تاریخ ۱۳۔ ربیع الاول ۱۳۱۵ ہجری المقدس درج ہے۔ یعنی ۱۳۔ اگست ۱۸۹۷ء مگر جو حال ہی میں افغانستان میں شائع ہوا ہے۔ اخبار پاؤنیر امیر صاحب کی ان کارروائیوں پر برخلاف ہمارے لوکل ہمعصر جو مجھ لاہوری اینگلو انڈین ہمعصر کے بہت کچھ اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ اور صرف اس امر کی تشریح کو جو یہ اعلان ۱۳۔ اگست کا لکھا ہوا ہے۔ اور اب شائع کیا جا رہا ہے۔ اسطرح کرتا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر صاحب نے اسکی اشاعت اسوقت اسلئے ملتوی رکھی تھی۔ کہ شاید بالائے سرحد کے فساد زیادہ نہ پھیلینگے اور خلاف ورزی اقرار نامجات کیوجہ سے اقوام کو ملامت اور لعن طعن کی ضرورت پیش آئیگی۔ مگر آخر کار ملاؤں کے بھڑکانے سے

کچھ حصہ تخت پر ہوتا ہے اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ عہدہ دار باری باری سے آگے بڑھکر کورنش بجالاتے اور اس رومال کو پیشانی سے لگاتے ہیں۔ ہم قسطنطنیہ میں صرف چار دن ٹھہرے اور ۱۴ مئی کو بحیرہ اسود اور رومانیا کے راستہ وطن کو روانہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ہے یہ لوگ اسحاقزئی کو پہنچ گئے کہ امیر صاحب کو انکو سرزنش اور تنبیہہ کرنیکی ضرورت پیش آئی۔ اخبار پائونیر لکھتا ہے کہ امیر صاحب کی پٹھانوں کی نسبت کبھی اچھی رائے نہیں رہی۔ اور کہ انہوں نے ۱۸۹۵ء میں بھی اپنے مراسلہ بنام برٹش گورنمنٹ میں یہ امر اچھی طرح واضح کردیا تھا۔ اور اس اعلان حال کو پڑھکر ایک امر نہایت اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ امیر صاحب کا مصمم ارادہ ہے کہ ان اقوام کو انہیں کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

مگر اخبار انگلشمین اسکے خلاف اسی لیاقت سے جو انگلو انڈین اخبارات کا خاصہ ہے۔ امیر صاحب پر ان اقوام کو نہ صرف ایذا دینے بلکہ ان تمام فسادوں کی تحریک کا الزام لگاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ حال ہی میں امیر نے کابل میں ملاؤں کو جمع کرکے کسی مذہبی معاملہ پر بحث کی اور اوسکے بعد ان ملاؤں نے اپنے وعظوں سے یہ شورش برپا کردی۔ اور یہ کہ امیر صاحب کی کتاب جہاد عام طور پر تقسیم کیگئی۔ اور آخر میں لکھتا ہے کہ امیر صاحب کی سپاہ نے علاوہ آنکی رعایا کے ہمارے دشمنوں کے ساتھ ملکر ہم پر حملہ کیا۔ اور اسوقت بھی ہزاروں لشکر افغان ہمارے خلاف دشمنوں کے شریک معاون ہیں اسکے بعد یہ ایزاد کرتا ہے کہ شیر علی اس سے کم اشتعال انگیز پالیسی پر عمل کرنیکے واسطے ہی تخت سے اتار کر پھینک دیا گیا۔ مگر اب یہ حال ہے کہ ہم مزہ سے بیٹھے ہاتھ مل رہے ہیں۔ صبر کئے ہوئے ہیں۔ اور بظاہر شکر گذار ہیں۔ کہ امیر صاحب مہربانی فرماکر ہمارے ساتھ دوستی اور رفاقت کا اظہار فرمارہے ہیں۔" مگر یہ رائے بھی اسی ذیل میں لکھی جانی چاہئے۔ جو ہمنے ابتدا میں ایسے خیالات کی نسبت لکھی ہے اور اب ہم فاکٹ الکریم اعلان کا بالتفصیل ترجمہ دیتے ہیں۔ جو افغانستان میں شائع ہوا ہے۔

"اعلان منجانب امیر ضیاء الملت والدین۔

تمام علماء افغانستان کو جو امیر کے علاقہ یا کوہ و جبال میں رہتے ہیں"۔

واضح ہو کہ مجھکو تمہارے حالات تمہاری عرضیوں سے اور نیز اپنے مخبروں سے معلوم ہوئے ہیں۔ اور مجھکو اچھی طرح خبر ہے کہ تم اپنے گھروں اور اپنے جلسوں میں کہتے ہو کہ میں نے (یعنی امیر نے) تمکو روپیہ کے عوض انگریزوں کے ہاتھ فروخت کردیا ہے اور یہ کہ آجکل جبکہ تم میں اور برٹش گورنمنٹ میں لڑائی جاری ہے۔ میں بالکل علیحدہ ہوں اور آرام و آسایش سے بیٹھا ہوا ہوں ان حالات کے لحاظ سے قرین مصلحت ہے۔ کہ تمپر کل واقعات بالتفصیل واضح کروں۔ اور تمہاری باتوں کی غرض و غایت سمجھاؤں میرے تاشقند سے آنے سے پہلے جو لڑائی تم میں اور انگریزوں میں ہوئی اسکی وجہ صرف یہی تھی۔ کہ کوئی ایک شخص بھی تم میں اسقدر دانا اور ہوشیار نہ تھا کہ انگریزوں کے اصل منشا سے تمکو خبردار کردیتا چنانچہ اب میں تمکو سمجھاتا ہوں کہ برٹش گورنمنٹ کا منشا اور مقصد کیا تھا۔

امیر شیر علیخاں کو برٹش گورنمنٹ نے اوسکے والد مرحوم امیر دوست محمد خاں کے آغاز حکومت ہی میں ولیعہد سلطنت تسلیم کرلیا تھا اور ہمارے خلاف خانہ جنگی میں انگریزوں نے اسکو مدد دی تھی۔ مگر جب انگریزوں نے دیکھا کہ روس ہندوستان اور افغانستان کی سرحد کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تو شیر علیخاں کو لکھا کہ چونکہ وہ انکا دوست تھا۔ اسلئے بہتر ہے کہ وہ ان کے ساتھ شریک ہو۔ اور روس

ہوگئی۔ بحرہ اسود سفر خوب لطف و کیفیت سی کٹا۔ رومانوی سٹیمر جسپر ہم سوار ہوئی اچھا وسیع اور خوب آراستہ تھا لیکن رومانیا میں بالخصوص بخارسٹ اور آہنگروی سرحد کی درمیان ریلوی کا انتظام اچھا نہ تھا۔ بحرہ اسود پر پہنچی ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کی پیشقدمی کو روکنی کا انسداد کری۔ مگر اس نی (شیر علیخان نی) نہ صرف انگریزی لمیشن کو افغانستان میں آنیکی اجازت دینی سی انکار کردیا۔ بلکہ نہایت اعزاز و عزت سی روسی قاصد کا اپنے ملک میں خیر مقدم کیا۔ اس کارروائی میں اسنی غلطی کی گو اس امر کا اسپر کچھ الزام نہیں کہ اوسنی افغان میں یورپین سفیر کی تقرری سی اختلاف کیا۔ کیونکہ ملک کی حالت ایسی ترقی یافتہ نہ تھی کہ کسی غیر اور یورپین قاصد کی سلامتی یقینی ہو سکتی۔ لہذا برٹش گورنمنٹ نی امیر شیر علیخان کی اس حرکت کو اپنی شان و اقتدار کی ہتک سمجہا۔ اور اسکیواسطی کیفیت طلب کی۔ شیر علیخان احمق تھا اور یہہ اسکی حماقت کا نتیجہ تہا کہ وہ اپنی اوپر اپنی ہاتھوں تباہی اور بربادی لایا۔ اسکا بیٹا بھی بیوقوف تھا۔ بدیں لحاظ کہ اوسنی ان شورش و فساد کی ایام میں کابل میں ایک انگریزی ایجنٹ کی سلامتی اور خیریت کی ذمہ داری لینے اوپر لی۔ حالانکہ اوسکا افغان فوجوں اور قوموں پر بہت قابو نہ تہا۔

"جب امیر شیر علیخان ترکستان کی طرف بہاگا۔ برٹش گورنمنٹ اور رعایای افغانستان میں جنگ برپا ہو گئی۔ گورنمنٹ انگریزی کا منشا صرف کوگناری کا انتقام لیکر واپس آجانیکا تھا۔ مگر باشندگان نی بیوقوفی اور نادانی سی بغیر کسی وجہ یا سبب کی انگریزوں کی لڑائی کی اور انگریزونکو اپنی (افغانوں کی سر و نپر تباہی اور بربادی لانیکو واسطی مجبور کیا۔ اسوقت نہایت مناسب و دانشمندانہ طریق کار باشندگان ملک کیو اسطی یہی تہا کہ اپنی میں سی ایک دانا اور لائق شخص منتخب کرتی۔ اور اوسکو انگریزوں کی پاس روانہ کرتی تاکہ وہ افغانونکی طرف سی اسطرح عرض کرتا "اب جبکہ امیر شیر علیخاں اور یعقوب خاں ہمکو چہوڑکر بہاگ گئی ہیں۔ ہم بالکل بیکس و بی مددگار رہگئی ہیں۔ اگر انگریز ہمارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم انکی متابعت کرینگے۔ اور جہانتک ہمسے ممکن ہو سکیگا۔ انکی قوانین کی پابندی کرینگے لیکن اگر ہمکو ان قوانین کی پابندی مشکل معلوم ہوگی۔ جو واقعی بہت سخت ہیں۔ کیونکہ ان قوانین کی پابندی سی کسی خاوند کو اپنی زوجہ پر کوئی اختیار ہی نہیں رہتا۔ تو ہم ملک کو چہوڑ دینگی اور ترکستان یا ایران میں جاکر پناہ لینگی۔" مجہکو کامل یقین ہی کہ انگریز اسی وقت لوگونکی تسلی اور انکا اطمینان کر دیتی کہ انکا ارادہ در اصل ملک پر قبضہ کرنیکا نہیں ہی۔ بلکہ وہ یہہ چاہتے ہیں۔ کہ افغانستان کی لوگ اپنی اپنی میں سی ایک شخص ایسا منتخب کریں جو تخت پر بیٹھے۔ اور جسکو وہ (انگریز بھی) پادشاہ تسلیم کریں۔ شاید انگریز سردار ولی محمد خاں کو افغانستان میں فرمانروا بنانی کا خیال کر رہی تھی۔ مگر چونکہ اوسکو ملک پر حکومت کرنیکی بالکل قابلیت نہ تھی۔ اور نہ اتنا مادہ تہا کہ لوگو نپر قابو رکھہ سکتا۔ یہہ تجویز ترک کر دیگئی۔ آخر کار میں آگیا۔ مجہکو بخوبی معلوم تھا۔ کہ انگریزونکو ملک پر قبضہ کرنیکی بالکل کوئی خواہش نہیں ہی۔ اور نیز یہہ کہ میری لوگ بھی مجہکو اپنا بادشاہ بنانی پر خوش تھی جب میں بدخشاں اور قطغان میں تھا مجہکو بہت سی خطوط عام اشخاص اور سرداروں کیطرف سے موصول ہوئی جیسے ملا مشک عالم اخوندزادہ غزنوی۔ حاجی صاحب۔ اور ملا اور اجنبیر یہہ درخواست کیگئی تھی۔ کہ میں چلا آؤں۔ اور لکہا تہا کہ ان سبنی مجہکو بالاتفاق اپنا بادشاہ منتخب کیا ہی۔ جب میں یہاں آیا اور افغانستان کا بادشاہ بنا۔ میرے دلکو یقین واثق تھا۔ کہ امیر شیر علیخان نی نہایت غلطی کی۔ اور کہ سلطنت افغانستان کی خوشحالی و فارغ البالی کا

بازیکر اجو بحیثیت انگلستان پہونچگیا۔

بخارسٹ میں وہانکے انگریزی سفیر سر جی ایچ وند ہم سے جسنے برازیل کے دار الخلافہ ریو دی جنیرو میں ایک نازک موقعہ پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے تنزل کا انحصار تمام تر برٹش گورنمنٹ پر منحصر تھا۔ اور چونکہ ممالک دیگر سے جیسے کہ روس۔ جرمنی۔ ترکی فرانس اٹلی وغیرہ سے افغانستان کو امداد نہیں پہنچ سکتی۔ میں نے یہی قرین مصلحت اور دانشمندی سمجھا کہ انگریزوں کو ہر طرح یقین دلادیا۔ اور انکا اطمینان کردیا تاکہ وہ ملک پر قبضہ نہ کریں۔ بلکہ اگر کبھی کوئی ہمارے خلاف کھڑا ہو۔ تو اوسوقت ہماری مدد اور حفاظت کریں۔ چنانچہ یہی باعث ہیں۔ کہ میں نے اونکے ساتھ حد بندی طے کی۔ جو بفضل خدا تعالیٰ سر انجام ہوگئی۔

"چونکہ تم اپنے بادشاہ کے حق میں صادق نہیں تھے اور تم نے سردار محمد ایوب خاں کو قندھار کی شورشوں اور فسادوں کے دنوں میں خط لکھے تھے۔ مجھکو اسوقت یقین ہوگیا تھا۔ کہ امن و آرام سے خاموش بیٹھو گے۔ پہلے تو تمنے مجھکو اپنا بادشاہ بنایا۔ اور جب کہ ایوب خاں نظر آیا تم بے ایمان ہوگئے۔ تم جانتے ہو کہ محمد جان اور عبد الغفور آخوندزادہ نے اپنی باغیانہ حرکات سے خسیارہ اٹھایا اور یہی حشر عصمت اللہ خاں غلزئی کا ہوا جن سے بہت سی حرکات ناروا اور ناجائز سرزد ہوئی تھیں۔ اسکے بعد ملا مشک عالم کے بیٹوں اور خوندزادوں نے تین لاکھ کا جری لشکر جمع کیا اور سرحد غزنی پر علم بغاوت بلند کیا اور شنواری ابتک بھی بخوبی پورے پورے امن سے نہیں بیٹھے۔ اور بکمال طور پر زیر نہیں ہوئے ہیں۔

"چونکہ میں تجربہ سے سیکھ چکا ہوں کہ تم نہ صداقت پر کان دھرتے ہو اور نہ اہم ضروری معاملات کا لحاظ کرتے ہو۔ میں نے کاروبار ریاست کا انتظام خود اپنے ہاتھ میں لیا اور تم سے نہ کسی کام میں صلاح لی۔ اور نہ مشورہ کیا اور نہ کسی امر پر تمہاری رائے طلب کی جس سے میں نے عنان حکومت سنبھالی ہے۔ میں حتی الامکان کوشش کرتا رہا ہوں کہ تمکو دانا بناؤں اور تمیز و اخلاق سکھاؤں مگر میری تمام کوششیں رائگان گئیں اور مجکو تمہاری طرف سے قطعی مایوسی ہوئی۔

"جب سر مارٹیمر ڈیورنڈ حد بندی کے معاملات طے کرنیکے واسطے کابل آئے تھے انہوں نے مجھکو باجور۔ مہمند۔ باشندگان سوات اور تراہی آفریدیوں کے اکابر اور عام اشخاص کیطرف سے خطوط دکھلائیں جن میں لکھا ہوا تھا کہ ہم انگریزی حکومت میں آنے اور برٹش گورنمنٹ کی متابعت کرنیکے واسطے تیار ہیں۔ اب تم خود ہی بے وفائی اور طرفداری کی نظر سے دیکھو کہ جب میں خود تمہارے تحریری خطوط دیکھ چکا ہوں جن میں تم نے انگریزی حکومت کے زیر تحت آنے کی رضامندی ظاہر کی ہے آیا میں غلطی کر رہا ہوں کہ تمکو انگریزی علاقہ سے متعلق سمجھتا ہوں۔ کیا جو کچھ خود تمنے کیا ہے اسکا کچھ بھی علاج ہے؟

"محمد اعظم خاں۔ محمد زوج خاں۔ خنڈول انگریزوں کا دوست تھا۔ جب وہ کابل میں آکر پناہ گزین ہوا میں نے اس سے مہربانی اور شفقت کا برتاؤ کیا۔ اور میں نے اس سے ایکدن سر دربار دریافت کیا۔ کہ کیوں برٹش گورنمنٹ کے خلاف لڑتے تھے جبکہ تمکو معلوم تھا کہ باجوڑ کے لوگ اور شاہ اسلام کا کسی سلوک منصف نہیں مگر وہ خاموش رہا۔ اور اوسنے کچھ جواب نہ دیا۔"

"اب میں افغانستان کے تم سب ملاؤں اور اہل اقوام سے خطاب کرتا ہوں۔ اور تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ سب سے پہلے تم نے خود

اپنے ملک کی قابل قدر خدمت کی تھی میری دلچسپ گفتگو ہوئی۔ رومانیا کا ملک سرسبز اور بارسن جا لتنیں کہائی دیا ترکی سے اوسکے تعلقات نہایت دوستانہ ہیں۔ ترکی کے تمام سابقہ صوبوں میں سے رومانیا یقیناً سب سے شائستہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے اپنی مرضی سے عہدنامے کرکے اور وظائف قبول کرکے انگریزوں کے ساتھہ متابعت کا اظہار کیا۔ اور پھر بلا کسی وجہہ کے تم نے ایک فقیر کی تحریک پر جسکے حسب و نسب سے بادشاہ اسلام بھی آگاہ نہیں ہے۔ فساد برپا کئے اور بغاوت پھیلادی اور چونکہ تم نے یہہ بغاوتیں اور فساد پھیلاتے وقت مجھسے مشورہ نہیں کیا۔ یہہ بھی انصاف نہیں کہ اب تم مجھپر الزام دو۔

"ہر ایک ملک کے لوگوں اور اہل قوم کو چاہئے کہ اپنے کاروبار اپنے بادشاہ کے حوالے کردیں اور اوسکو اختیار دیدیں۔ کہ وہ جو کچھہ اُن کے مفید مطلب مناسب سمجھے کرے۔ تم نے کب اپنے معاملات و کاروبار میری فہم و اختیار کے سپرد کردئیے کہ جو کچھہ میں نے تمہارے واسطے مفید سمجھا نہیں کیا۔ جیسا کہ قاعدہ ہے ہر ایک افغان خواہ وہ بوڑھا ہو یا جوان۔ اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ انگریز یا بادشاہ اسلام کے ساتھہ براہ راست بغیر کسی ذریعہ یا واسطے کے اپنے معاملات طے کرے۔ اور بادشاہ کو اپنی کارروائیوں سے بالکل مطلع نہیں کرتا تم نے اکثر گورنمنٹ برطانیہ کو کہا ہے کہ ہم آزاد مطلق العنان ہیں۔ شاہ وقت کا ہمپر کوئی اختیار نہیں۔ اگر ہماری خاطر تم امیر کو کچھہ دیتے ہو تو وہ عطیہ فوراً روک دو کیونکہ ہم کسی شخص کے زرخرید غلام نہیں ہیں" اب تمہارا بادشاہ اسلام کے ساتھہ کیا تعلق و واسطہ رہگیا۔ جو اسکی شکایت کرتے ہو؟ چونکہ تم خود بادشاہ ہو خود ہی اپنے معاملات طے کرلو جب یہہ باتیں تمہارے دلوں میں ہیں تو کیا تمکو شرم نہیں معلوم ہوتی ہے جب تم آپس میں باتیں کرتے ہو کہ انگریز تمکو مار رہے ہیں۔ اور امیر تمہارا خیال اور تمہاری پرواہ نہیں کرتا ہے تمکو تو ایسی عمر کا بادشاہ چاہئے۔ جو تمہاری احمقانہ مثال کی تقلید کرے تم خود لوگ گدھے ہو اور بیل ہو۔ مجھکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ تمہاری خاطر اپنے طرز فداری کرکے میں خود تباہ و خراب ہوں؟ اب بھی اگر تمکو پسند ہو تو اپنے آپکو قطعی میرے اختیار و سپردگی میں کردو۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے معاملات برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ قابل اطمینان طور پر طے کردونگا۔ تمہارے ملا ہمیشہ میرے علاقوں میں شورشیں اور فساد برپا کرتے رہے ہیں۔ مگر میں انکو معاف کرتا رہا کیونکہ وہ مسلمان ہیں۔ مگر برٹش گورنمنٹ کبھی ان افغان اقوام کو سزا دینے سے نہ چوکیگی۔ جو اوسکی مخالفت میں اٹھے ہیں۔ اگر ملاؤں کے دل میں انصاف کا کچھہ بھی خیال ہوتا تو وہ کبھی اپنے بادشاہ سے بیگانگی تم ان شورشوں اور فسادوں کو جہاد یا غزا کیوں کہتے ہو؟ جہاد کا وقت (صحیح) آجائیگا۔ اور جب آئیگا۔ اسوقت تمکو اعلان کردیا جائیگا۔ اگر تم اس موقعہ پر بہادری اور مردانگی سے کام لوگے تو میں نہایت خوشی سے تمکو مذہبی پیشوا تسلیم کرلونگا مگر جہاد کی سب سے پہلی شرط شاہ اسلام کی شرکت ہے لہذا تعجب ہے۔ کہ بادشاہ تو انگریزوں کے ساتھہ دوستی اور یگانگت کے تعلقات رکھتا ہے مگر تم جہاد جہاد چلا رہے ہو! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم خود مطلق العنان بادشاہ ہو! اور اپنے اوپر تمکو کسی بادشاہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اسیطرح کا واقعہ فرانس میں تیس سال ہوئے پیش آیا تھا۔ جب لوگوں نے اپنے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی۔ اوسکو تخت سے اوتار دیا۔ اور لنڈن بھیجدیا جہاں وہ مر گیا۔ میں مذہبی معاملات میں تمہارے کبھی دخل نہ دونگا نہ تمکو تمہارے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں مانع آونگا۔ بشرطیکہ یہہ تمام باتیں مذہب کے مطابق ہوں۔ مگر موجودہ فسادوں

اور منتظم حالت میں ہے۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ ایک تو وہاں زبردست طبقہ امرا موجود ہے اور دوم یہہ کہ خوش قسمتی سے اوسپر ایک عقلمند اور صاحب دماغ (جرمن) خاندان حکمران ہے:۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے اور شورشوں کا مذہب سے کچھہ واسطہ نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمان بہت سے خوانین اور اہل اقوام انگریزوں کے طرفدار ہیں اور اونکی مدد کر رہے ہیں۔ جب تم خود ہی اونکی مدد کر رہے ہو تو میں کس طرح متہم ہوں؟

"مجھکو بخوبی معلوم ہے کہ تم آپس میں برٹش گورنمنٹ کے خلاف فسادوں اور شورشوں کے وجوہات حسب ذیل بیان کرتے ہو۔

اول۔ ابتدا حکومت برطانیہ میں برٹش گورنمنٹ نے یہہ عہد کیا تہا کہ سوات کا ملک اخوند زادہ سوات کو معاف رہیگا۔ اور اس مطلب کا عہد نامہ تحریر ہو گیا تھا۔ مگر اس معاہدہ کے خلاف ملک پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور جب قبضہ کر لیا گیا تو انگریزی افسروں نے رشوتیں لینا شروع کر دیں۔ اور ہماری مستورات کی عصمت خراب کرنے لگے:۔

دوم۔ جو انگریزی فوج چترال کی مہم کے موقع پر چترال گئی تھی اسکا نام "چترال کیواسطے امادی فوج" رکھا گیا تہا۔ یعنی فوج جو قیدیونکو رہا کرنیکو واسطے جاتی تھی۔ جب ہمنے اسکا حال سنا ہم سمجھے کہ انگریزونکا منشا ہمارے ملک پر قبضہ کرنیکا نہیں ہے۔ وہ ہمارا ملک خالی کر دینگے۔ اور کہ اونکی مرضی صرف قیدیونکو رہا کرنی تھی۔ مگر جب فوج چترال میں داخل ہوئیں۔ برٹش گورنمنٹ نے اوس پر قبضہ کر لیا۔ اور اس میں ایک سڑک بنوالی:۔

"میں تمکو واضح کر دیتا ہوں کہ چترال پر قبضہ کرنیسے برٹش گورنمنٹ کی غرض محاصل بڑہانا یا ٹیکس لگانا نہیں ہے۔ اسکی صرف یہہ خواہش ہے کہ ملک کی آبادی بڑہے اور خود اسکو استحکام ہو۔ تاکہ آئندہ کبہی اگر روس حملہ کرے تو یہہ ملک سد راہ ہو۔ انگریزوں نے ان دیہات سوات کے محاصل بھی واپس کر دیئے ہیں۔ جن پر واقعی اونہوں نے قبضہ کر لیا تھا۔

"صاف صاف تو یہہ ہے کہ میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ انگریز افغان اقوام کے رسوم و رواج اور عادات سے بالکل ناواقف ہیں۔ اگر میں انگریز بھی بنگیا ہوتا۔ تو میں نہایت آسانی سے یہہ تمام معاملات طے کر دیتا۔ کیونکہ یہہ صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص اپنی قوم کی عادات و رسومات بہ نسبت غیروں کے اچھی طرح جانتا ہے۔ میرے واسطے یہہ کام ہرگز مشکل نہ ہوتا۔ میں نے سنا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے غدر (ہندوستان) میں جان لارنس نے جو اسوقت پشاور کا ڈپٹی کمشنر تہا افغانوں کی مدد سے دہلی کو فتح کیا تہا۔ اسنے اپنی نیک مصلحت اور دانائی سے اس ملک کے لوگوں کے دل اپنے ہاتھہ میں لے لئے تھے۔ اس سے قبل حسنزادہ وسوات میں سرکار جو تھے اسوقت کرنیل جیمس جو پشاور کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ تمام معاملات باہمی نہایت اطمینان سے طے کر دیئے۔ ان سب کی شہرت یہہ تھی کہ سابق کے کمشنر سرحد کے افغان اقوام کی عادات رسومات اور طور سے بہت اچھی طرح واقف تھے اور اونکی (افغانوں کی) جہالت اور اعتقادات باتونکا کچھہ خیال کرتے تھے۔

"مختصر یہہ ہے کہ مجھکو تمہارے کاروبار سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے اور نہ تم سے کچھہ سروکار ہے۔ کیونکہ مجھکو تم پر اعتماد نہیں یہہ نہ سمجھنا کہ میں شیر علیخاں کی طرح بیوقوف ہوں۔ کہ تمہاری خاطر دوسروں کو تکلیف دوں۔ اور راوں سے جھگڑا کروں۔ تمہاری اصل غرض یہہ ہے کہ مجھکو انگریزوں سے بھڑا دو۔ اور اگر میں ایسی حماقت کر بیٹھوں۔ تو مجھکو یقین ہے کہ تم مزہ سے بیٹھے تماشا دیکھو گے میری طرف سے کوئی امید نہ رکھو"۔

فصل بست و چہارم

انعقاد صلح

جرمن افسر لکھتا ہے کہ عہدنامہ التوا کے طے ہوتے ہی فریقین نے مذاکرات صلحیہ شروع کر دیئے جنمیں سفرا شش دول عظام بھی شریک ہوئیں۔ مگر جس سرعت سے محاربہ میں فتوحات ظہور پذیر ہوتے رہتے تھے اوس کا اس نامہ و پیام میں نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔ بیچ بچاؤ کرنے والی طاقتوں نے ترکی عساکر کی فاتحانہ پیشقدمی کو روک کر جو کام اپنے ذمہ لیا تھا۔ وہ آسان نہ تھا۔ اونہوں نے مداخلت اس حجت پر کی تھی کہ ترکی اور یونان میں پھر صلح کرانا ایک ایسا معاملہ ہے جس سے کل یوروپ تعلق رکھتا ہے۔

فاتح نے جسے اپنی فتح کی قدر و منزلت بخوبی معلوم تھی جو شرائط صلح پیش کیں۔ دول نے اونکی نسبت فی الفور کہدیا کہ یہ کبھی منظور نہیں ہو سکتیں۔ دول ترکی کو تھسلی کا صوبہ اونہی حدود تک جو ۱۸۸۱ء میں تھیں۔ ترکی کو واپس نہیں دلا سکتیں۔ ایسا کرنا صورت قبل از جنگ کو قائم رکھنے اور نیز دول کے اس اعلان کے جو محاربہ کے شروع میں کیا گیا تھا۔ برخلاف[1] ہوگا۔ کہ فاتح کو کوئی علاقہ نہیں ملیگا۔ بابعالی نے دس ملین پونڈ تاوان جنگ مانگا تھا۔ اسے بھی دول نے بہت زیادہ بتایا۔ اور کہا کہ نہ ترکی کا واقعی اسقدر روپیہ خرچ ہوا ہے اور نہ یونان اسقدر رقم ادا کر سکتا ہے۔ آخر بڑی لمبی چوڑی بحث کے بعد شرائط صلح کیلئے یہ بنیادی اصول قائم کیا گیا۔ کہ بابعالی یونانی قزاقوں کی غارت و تاراج کے انسداد اور نیز فوجی اغراض کیلئے سرحد کی ترمیم و اصلاح اور نیز تاوان جنگ کے مطالبہ کرنیکا مستحق ہے۔ جو اسکے واقعی اخراجات و نقصانات کے مساوی اور اس قدر ہو کہ یونان اوس کو ادا کرنیکی استطاعت رکھتا ہو۔ بالآخر ترکی نے یہ بھی منظور کر لیا۔ کہ اگر اون معاہدوں کی جو محاربہ کی وجہ سے کالعدم ہو گئے تھے۔ پھر از سر نو تجدید کرنیکی ضرورت ہوئی تو وہ رعایتیں جو سابق میں دول نے یونان کو دلائی تھیں برابر بحال اور قائم رکھی جائینگی۔

ترکی توسیع علاقہ کے مطالبہ سے دست بردار ہونیکا نام نہ لیتی تھی۔ مگر آخر دول اوسے اس بات پر رضامند کر لینے میں بمشکل بسیار کامیاب ہو گئیں۔ اور سلطان المعظم نے اس[2] موقعہ پر بھی اپنی آزرم جوئی اور اعتدال پسندی اور عقلمندی کا کافی ثبوت

---

[1] جرمن مورخ سے غلطی ہو گئی ہے۔ اعلان یہ تھا کہ پیش دستی کرنیوالیکو فائدہ نہیں اوٹھانے دیا جائیگا۔

[2] یہ صاف ظاہر ہے کہ سلطان المعظم کو اس مطالبہ سے دست بردار ہونا سخت ناگوار گذرا ہوگا۔ مگر وہ ایسی نالائقی مدبر یا مالک کے ایسے نادان دوست نہیں جو محض اپنی ضد یا امنگ کو پورا کرنیکے لئے یا تھوڑے سے نفع پر مصر رہنے سے یورپین گرگوں کو کھیل کھیلنے کا موقعہ دیدیں۔ مرحب قوم اور پرجوش عثمانی کیطرح وہ بھی دل سے چاہتے تھے کہ مفتوحہ علاقہ واپس نہ دیا جائے۔ لیکن جب اس اصرار کو ملک کے حق میں مضر پایا تو اوس سے ہٹ گئے۔ بابعالی کی ثابت قدمی اور دول کے روز افزوں اصرار کی کیفیت ناظرین کو اوس ضمیمہ سے جو اس باب کے بعد ہے مفصل واقعات کی تاریخ میں معلوم ہو جائیگی تاہم اس موقعہ پر اسپکٹیٹر کی چند تحریریں جو اسنے جولائی کے پہلے دو تین ہفتوں میں شائع کیں۔ یہاں درج کر دی جاتی ہیں۔ تاکہ ناظرین کو یہ معلوم ہو سکے کہ

دیگر سرحد کی جزوی تصلیح و درستی پر قناعت کر لینا منظور فرمالیا - اس درستی سے ترکی کو صرف چار سو مربع میٹر (یعنے چار سو ساٹھ مربع گز) زمین اور ملتی تھی - لیکن چونکہ تمام سرحدی درے اس اضافہ سے سلطان کے قبضہ میں چلے جاتے تھے فوجی لحاظ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سلطان المعظم نے اپنی طرف سے کیسی سخت کوششیں تہسلی کو حاصل کرنیکے لئے کیں - مگر دول یوروپ کی ایمانداری سے آخر مجبور ہو گئے -

استغاثہ سلطان وجواب شہنشاہ آسٹریا

۸ - جولائی کو سفرائے دولتہائے یوروپ نے موافق ہدایت اپنی اپنی گورنمنٹوں کے سرحد تہسلی کے قائم کرنیکی نسبت مکرر مطالبہ سابق توفیق پاشا کے پاس ایک متفقہ یادداشت روانہ کی جس کا مضمون حسب ٹیلیگرام اخبار سٹینڈرڈ بطریق ذیل تھا -

"باب عالی کیطرف سے ترمیم سرحد تہسلی کے متعلق ہنوز کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا گیا ہے - لہذا مکرر لکھا جاتا ہے کہ جو سرحد باغراض جنگی فوجی اتاچیوں نے تجویز کی ہے - اور اسے باب عالی میں پیش کیا ہے - دول عظام یوروپ اسی تجویز کو منظور کرتی ہیں - اور اسی بنا پر دول نے اتفاق کر لیا ہے - کہ دولت عثمانیہ کو یقین دلایا جائے کہ ہمنے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ان مزاحمتوں کا استیصال کر دیں جن کے سبب سے صلح میں تاخیر ہو رہی ہے جو مفید اغراض یوروپ ہے"

مذکورہ بالا یادداشت متفقہ کے وصول ہونیکے بعد سلطان المعظم نے سلاطین یوروپ کے پاس استغاثہ تجدیداً بلا واسطہ روانہ کیا اور اس میں جدید سرحد سلامبریا پر معارضہ کیا - سلاطین و پریزیڈنٹ فرانس کیطرف سے جو جوابات آئے - وہ بالکل ایک سے ہیں سلطان کو یہ صلاح دی کہ تجویز پیشکردہ سلاطین کو تسلیم کر لیا جائے - فرانسیس جوزف آسٹریا نے سلطان المعظم کے ایک خاص استغاثہ پر جو جواب دیا وہ حسب ذیل ہے -

"جو خلوص اور وفادارانہ اتحاد مجھ کو حضرت والا سے حاصل ہے - اور جس کے سبب سے حضرت عالی موجودہ حالت میں مجھ سے جانبدارانہ استدعا فرماتے ہیں - اوسی کی رو سے میرا فرض ہے کہ میں آپ کی ذاتی بہتری - اور نیز یوروپ کی بھلائی کے خیال سے صلاح نیک دوں کہ جہاں تک جلد ممکن ہو سفرائے دول یوروپ کے شرائط پیشکردہ کی بنیاد پر آپ یونان کے ساتھ صلح کر لیں یعنے لشکری اتاچیوں کی کمیشن کے ذریعہ سے جو سرحد تجویز ہوئی ہے اسے منظور فرمالیں"

اعلیحضرت امیر المؤمنین کے خیالات درباره قبضه تهسلی

اخبار سٹینڈرڈ مورخہ ۹ - جولائی اپنے نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ کے حوالہ سے سلطان المعظم اور اونکے محلسرا رہمایوں کے ایک اعلیٰ عہدہ دار کی گفتگو جس کے بالکل درست ہونیکی وہ ذمہ داری اٹھاتا ہے درج کرتا ہے نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ اس موقعہ پر اعلیحضرت جلالتماب خلافت پناہی نے اپنی معمولی حلیما اور کم گوئی کے برخلاف نہایت ہی پرزور الفاظ استعمال کئے اور صاف تسلیم کر لیا کہ ہم ہمیشہ سے لڑائی کے خواہاں تھے - مگر باقی یوروپ کی خاطر اعلان جنگ سے مجتنب تھے کہ مبادا وہ بھی دائرہ حرب کی عام آتشزدگی کی زد میں آجائے - ہم اپنے اور نیز اپنے مشیروں کے جوش کو اس وقت تک

سے یہ اضافہ بھی نہایت بیش قیمت تھا۔

کل عثمانیہ قوم نے عہدنامہ صلح کی اس دفعہ کی جو مخالفت اور مزاحمت کی۔ وہ بیجا نہ تھی اوسکی آنکھوں نے یہہ دیکھکر خون کے آنسو ٹپک

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) برابر روکے رہیں جبتک کہ ہم یونان کو بالکل علیحدہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ اور اس امر کو متیقن کر لیا کہ ہمکو صرف اکیلے یونان سے لڑائی کرنی پڑیگی۔ جب یہہ مدعا حاصل ہو گیا۔ تو ہمنے اپنی فوج کو پیشقدمی کے لئے حکم دیا اب فتح پاجانے پر یورپ ہمکو ملک یا روپیہ دلانے سے انکار کرتا ہے۔ مگر ہم تا بہ امکان اسکو کبھی منظور نہیں کرینگے مجھے کس چیز کا ڈر ہے یورپ کی ہر شش دول عظام جب (یونانی کریٹ) مسئلہ اسقدر اور اوسکے دو ہزار انقلابی گیروں کو نہیں دبا سکیں تو وہ میری تین لاکھہ فاتح فوج کے برخلاف جو روسیلیا میں موجود ہے کیا کر سکتی ہیں؟ ۔ فرض کر لیا کہ وہ ہمپر دباؤ ڈالنے کی خواہشمند ہیں۔ مگر یہہ تو بتائیں کہ اس کام کا بیڑہ کون اٹھائیگا"۔ اس موقعہ پر سلطان المعظم نے کاغذوں کے ایک ڈھیر پر جو اونکے سامنے میز پر پڑا ہوا تھا۔ ہاتھہ رکھکر ارشاد فرمایا۔ "یہہ دیکھو یورپ کے کل دار الخلافوں سے جو اطلاعیں موصول ہوئی ہیں وہ میرے سامنے پڑی ہیں۔ جب دباؤ ڈالنے کی تجویز پیش کی گئی۔ تو ایک طاقت نے کہا کہ میں اس معاملہ میں کارروائی کر چکی ہوں اور زیادہ کچہہ نہیں کرنا چاہتی دوسری نے جواب دیا کہ ہمارے سامنے بالکل تاریکی پھیلی ہوئی ہے (یعنی ہماری عقل اب کوئی کام نہیں کرتی) اور ہم اندھیرے میں اور آگے بڑھنا پسند نہیں کرتی تیسری نے کہا کہ میں تو سب کی موافقت کے لئے یہانتک بڑھی چلی آئی ہوں۔ لیکن یہہ اگر کہو کہ میں یونانیوں کے لئے اپنی جانباز خون کا ایک قطرہ بھی گراؤں تو یہہ مجھے منظور نہیں۔ اسی طرح کے باقیماندہ دولتوں کے جواب تھے۔ پس میں پھر یہہ سوال کرتا ہوں کہ کون ترکوں کو تھسلی سے باہر نکالیگا۔؟ میں وہاں موجود ہوں اور وہیں رہونگا"! خیال ہے جب ادہم پاشا کی نسبت کوئی اشارہ کیا تو خلیفۃ المسلمین بول اٹھے۔ "ادہم میں قوت تھا کہ اوسنے پہاڑوں کی چوٹیوں کو بنوک سنگین فتح کرنے پر وقت ضائع کر دیا۔ اوسکو دروں میں سے گذر کر میدانوں کیطرف بڑھجانا چاہئے تھا۔ اوسکے پاس یونانیوں کی نسبت دگنی فوج تھی۔ اوسے یونانی فوج کو گھیرے میں کر لینا اور اب سے بہت عرصہ پہلے اتھنیز میں موجود ہونا چاہئے تھا۔ لیکن خیر۔ وہ اب بھی وہاں جا سکتا ہے۔ میں نے اور چند دن انتظار کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اگر اوسوقت تک بھی میری مطالبات نہ مانے گئے تو میں آگے بڑھنے کا حکم دیدونگا۔ اور اتھنیز کے شاہی محل کے صحن میں اپنی شرطیں قبول کرواؤنگا۔ فی الفور حملہ کر دینے کے لئے سب سامان بالکل تیار ہے"۔ اسکے بعد امیر المومنین نے اس مضمون کو ارشاد فرمایا "چھہ طاقتوں میں سے دو طاقتیں بیشک فی الواقع خلاف ہیں۔ مگر میں انکا مقابلہ کرنیکے لئے تیار ہوں"۔ پھر ایک چھوٹا سا لفافہ اٹھا کر جو برلن سے آیا تھا۔ روسی سرحد پر جرمن فوج کی مختلف نقل و حرکت کی تفصیل بیان فرمائی"۔ یعنی ظاہر فرمایا کہ وہ دونوں طاقتیں جن میں سے ایک اس اشارہ سے واضح ہوتا ہے کہ روس ہے اگر مخالفت سے باز نہ آئیں تو جرمنی کی فوجیں ہماری تائید میں روس پر حملہ آور ہونے کے لئے بہمہ وجوہ تیار ہیں۔

امیر المومنین کے خیالات کے ساتھہ ہی ایک عام منظومہ عثمانی مارشل کی رائے بھی معلوم ہو ۔ اسی ایک اخبار میں شائع ہوئی ہے۔ بیان کر دینی نامناسب نہ ہوگی۔ مارشل موصوف جو غالباً غازی عثمان نوری پاشا شیر پلیونا ہیں۔ اپنی رائے ظاہر فرماتے

رہے تھے کہ ٹرکی اپنے ہی ایک سابقہ صوبہ کو اتنی بہادر جانیں گنوا کر پھر فتح کرے اور پھر اوسے اوسپر قابض نہیں رہنے دیا جاتا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہیں۔ کہ اگر ترکی گورنمنٹ بعض یورپین طاقتوں کے دباؤ میں آکر تھسلی کو خالی کردیگی۔ تو تمام سلطنت میں ایک تباہی برپا ہو جائیگی۔ عثمانیہ قوم اور فوج کی دلی تمنا ہے کہ تھسلی جسے اونہوں نے اپنے بہادر سپاہیوں کا خون گرا کر فتح کیا ہے۔ اس امر کی کفالت میں اونکے پاس رہے کہ اونکا دغاباز ہمسایہ پھر کبھی سر نہ اٹھائے اور انکے امن میں مخل نہ ہو۔ پیشتر اوسکے کہ ہم تھسلی کو برضا و رغبت چھوڑ دیں۔ یہ ضروری کہ خون ہماری رگوں میں خشک ہو گیا ہو۔ اور ہم بالکل مردہ ہو گئے ہوں ایک اور اعلی ترکی عہدہ دار کے الفاظ ہیں۔ کہ یونان نے ہمکو تھسلی میں داخل ہونے پر مجبور کیا۔ اور اب اپنی قوم کے دباؤ کی وجہ سے ہم وہاں رہنے پر مجبور ہیں۔ کیا یورپ ہمکو اوسکے چھوڑنے پر مجبور کرسکتا ہے؟ ہم عثمانی جان اور زندہ رہنے کیلئے نہیں لڑتے بلکہ اپنے مذہب کے لئے شہید ہوتے ہیں۔" اسی نامہ نگار نے دوسرے ہفتہ لکھا۔

سلطان عبدالحمید ابھی تک برابر تھسلی پر اڑے بیٹھے ہیں۔ اور اسلئے یورپ کی طاقتیں اور اخبارات بڑے زور شور سے انکو پند و نصیحت کررہی ہیں۔ بعض اوقات اس قسم کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ کہ حضور ممدوح پر اوسکا کچھ اثر ہو گیا ہے۔ لیکن یہ اثر قوۃ سے فعل تک نہیں پہونچتا۔ یہ بات بڑے وثوق سے مشہور کی گئی ہے کہ سلطان المعظم یورپ کا کہا ماننے کو تیار ہیں۔ لیکن اسکے آثار بدستور سابق بالکل ناپید ہیں۔ بلکہ اسکے عین برعکس رائے قائم کرنی پڑتی ہے۔ کہ اگر کبھی دول متفق ہوجائیں اور پھر وہ ملکر اونکو تھسلی سے باہر کریں تو وہ وہاں رہنے کا مصمم ارادہ کرچکے ہیں۔ آج یہ افواہ مشہور ہے کہ سلطان سخت مخالف ہو رہے ہیں تو دوسرے دن یہ سننے میں آتا ہے کہ وہ اپنی ضد پر بدستور قائم ہیں اور سوائے اپنی شرائط کے اور کسی شرط پر صلح کرنا نہیں چاہتے۔ افواہیں خواہ ہر روز بدلا کریں۔ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ سلطان المعظم کے افعال ایک ہی روش پر ظاہر ہو رہے ہیں جن سے واضح ہو رہا ہے کہ وہ تھسلی کو چھوڑنیکا نام نہیں لینا چاہتے چند روز کی بات ہے ادہم پاشا قسطنطنیہ کو طلب کئے گئے تھے۔ طلبی کا مدعا یہ مشہور ہوا تھا۔ کہ وہ دار الخلافہ کی فوج کے اعلے کمان افسر مقرر کئے جائینگے تاکہ شرائط صلح کے طے ہو جانے پر جب فوج تھسلی سے واپس بلائی جائیگی۔ تو اگر وہ دار الخلافہ میں فساد کرنے پر مائل ہو تو اوسکا انتظام کریں۔ اسوقت فی الحقیقت کل اختیار فوج کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ یورپ کی پیش کردہ شرائط کے سخت مخالف ہے۔ جب فوج تھسلی سے واپس بلائی گئی تو اوسکا زیادہ حصہ گھروں کو جاتا ہوا قسطنطنیہ سے گذریگا۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ وہ اپنا غصہ عیسائیوں پر نکالنا شروع کردیں۔ مگر ادہم پاشا تھسلی کے وسط میں ہی پہونچے تھے۔ کہ اونکو واپس چلے جانیکا حکم پہونچ گیا۔ سلطان المعظم یہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ اگر عیسائیوں کا قتل عام ہوا تو یورپ کی طاقتیں کل باہمی رشک و رقابت کو بالائے طاق رکھکر فی الواقع اونکی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائیں گی۔ اسلئے وہ ایسے امر کے ظہور پذیر ہونے روکنے کے لئے بہت کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی عام خیال ہے کہ اگر دول یورپ نے پیش دستی کر کے سلطان المعظم پر دباؤ ڈالا تو وہ اونکے جواب میں عیسائیوں کو ضرور قتل کراویں گے۔ چند ہفتوں سے کثیر التعداد مسلمان اضلاع بلغیہ سے دار الخلافہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اور یہ کئی دفعہ مشاہدہ کیا

فریقین کے متضاد دعاوی سے ایسی گڑبڑ پڑ رہی تھی۔ کہ کسی پولیٹیکل بحث مباحثہ میں پہلے کبھی ویسی نہ پڑی تھی۔

مقدونیہ۔ اپائرس اور تہسلی کی البانوی آبادی کے تیور بگڑ جانیسے ترکی گورنمنٹ کو رستہ میں سخت مشکلات مزید پیدا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آچکا ہے کہ شہر میں کہیں بھی ذرا سا لڑ بھڑ جانے پر بہت بڑا انبوہ لاٹھیوں سے مسلح فوراً اس موقعہ پر اسلحہ سے جمع ہو جاتا ہے گو یا اونہے ایسا کرنیکے لئے حکم دیا گیا ہے۔ جو ترکی افسر فرلو رخصت پر گئے ہوئے تھے اونکی رخصتیں منسوخ کر دیگئی ہیں۔ اور اٹلی حضر پر پیشقدمی کرنیکے لئے تیار ہے۔

(اس کے بعد نامہ نگار لکھتا ہے کہ خود سلطان المعظم کا منشا ہے کہ یورپ اونپر دباؤ ڈالے۔ تاکہ اونکو تہسلی چھوڑنے اور فوجکی خفگی سے بچنے کا کافی بہانہ ملجائے۔ مگر اوسکی یہ تحریر اور خیالات جنکی کئی دفعہ تردید ہو چکی ہے ایسی لغو اور بے بنیاد ہیں کہ انکو نظر انداز کیا جاتا ہے)

کریٹ کے متعلق وہ تحریر کرتا ہے کہ سلطان المعظم نے وہاں مزید فوج بھیجنے کا ارادہ ظاہر کرکے دنیا کی توجہ کو تہسلی کیطرف سے ہٹانیکی کوشش کی ہے۔ مگر یورپ نے اس تجویز کو پسند نہیں کیا۔ یونانی مفسدین کے اغوا سے کریٹ میں پھر سخت بدامنی پھیلنے کا اندیشہ ہو گیا ہے۔ اونکی شرارتیں اس حد تک بڑھ گئی ہیں کہ خود چند سرغنہ اونکے برخلاف ہو گئے ہیں۔ دول یورپ نے سلطان کی تجویز کے جواب میں انکو اطلاع دی کہ کریٹ کی بجائے فوجکو ممالک محروسہ کے دیگر حصص میں بدامنی کو روکنے کے لئے رکھنا زیادہ مفید ہوگا۔ اسپر اعلیحضرت نے دول کو آگاہ کیا۔ کہ کریٹ پر مسلمانوں پر سخت ظلم ہو رہا ہے۔ اور اونکی کما حقہ حفاظت نہیں کیجاتی۔ پس اگر اسبارہ میں کوئی اصلاح نہ ہوئی۔ تو ہمکو اونکی حفاظت کیلئے بیڑہ جہازات روانہ کرنا پڑیگا۔ ایسا کرنے میں سلطان کو یہ مشکل درپیش ہوگی کہ اونکے پاس کوئی بیڑہ ہی نہیں (بیڑہ مذکور کی بابت جسپر اب انگریزی اخبارات کمبائی ہو کر طرح طرح کے حاشیے چڑھا رہے ہیں۔ کہ وہ راستے ہی میں غرق ہو جائیگا اور وہ سمندر میں چلنے کے قابل نہیں۔ یہ یقین ہے کہ نامہ نگار کی اس غلط فہمی کو دور کرکے لئے جتا دیا ہوگا۔ کہ بیڑہ خواہ کمزور ہو یا مضبوط۔ مگر اوس کا کچھ وجود بہر حال ضرور ہے۔ انگریزی اخبارات کی چوٹوں کا جواب دینا فضول ہے۔ ترکی بحری طاقت پر ہم کئی دفعہ بالتفصیل لکھ چکے ہیں اور ہمارے ناظرین کو غالباً یہ بھی یاد ہوگا۔ کہ باغیان کریٹ پر جب متفقہ بیڑوں نے سب سے پہلی دفعہ گولہ باری کی تھی۔ تو دو ترکی آہن پوشوں نے سب سے زیادہ حصہ لیا تھا۔ ایڈیٹر) اور یہ بھی مشتبہ ہے کہ کیا اونکے پاس جزیرہ کو فوج بھیجنے کیلئے باربرداری کے جہاز بھی کافی موجود ہیں یا نہیں (جنگ یونان کے موقعہ پر دو لاکھ فوج ایشیائی ساحل سے جہازوں پر ہی یورپین ساحل کو پہنچائی گئی تھی اس سے باربرداری کے جہازونکے کافی یا ناکافی ہونیکا بخوبی پتہ مل رہا ہے) تاہم اگر بالفعل دس ہزار فوج جس کے بھیجنے کا ارادہ اوس نے ظاہر کیا ہے۔ جزیرہ میں اُتارنے میں کامیاب ہو گیا۔ تو موجودہ حالت بلاشک و شبہ اور بھی زیادہ خطرناک ہو جائیگی۔ جرمنی کا اخبار فرنک فرٹر زیٹنگ جس کو موجودہ تنازعہ میں سب سے وثوق اور پختہ اطلاع پہونچتی رہی ہے۔ لکھتا ہے کہ انگلستان اور روس کے سفراء کے سوا باقی سفیر باب عالی کے اس ارادہ کے مخالف نہیں ہیں جواد پاشا سابق وزیر اعظم جو ایکدفعہ پہلے کریٹ کے گورنر جنرل رہ چکے ہیں۔ اچانک قسطنطنیہ سے روانہ ہو گئے ہیں اور عام خیال ہے کہ وہ جنگی کمانڈر کے عہدہ کا اہتمام لینے کیلئے کریٹ کو گئے ہیں۔ جزیرہ کے مسلمان پچھلے دنوں سے نہایت دلیر ہو گئے ہیں اور اگر جواد پاشا جزیرہ پہ اترنے اور وہاں اپنا تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے تو مسلمان

ہوگئی ہیں۔ البانوی روسا علانیہ روزافزوں تعداد اور پرجوشی کے ساتھ تھسلی کے الحاق کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اور یہ دہمکی دی رہے تھے۔ کہ اگر اوسے پھر یونان کے حوالہ کر دیا گیا۔ تو ہم سلطنت کی متابعت چھوڑ دینگے۔ اونکا بیان تہا کہ محاربہ میں زیادہ تر البانوی سپاہ کی ہی قوت بازو اور شجاعت سے فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ اور اس سے البانویوں کو مسئلہ تھسلی کے تصفیہ کے متعلقہ مباحثہ میں اپنی رائے پیش کرنے اور اسپر غور کرانے کا کامل استحقاق حاصل ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ خبریں موصول ہوگئیں۔ کہ دس ہزار مجوّل مسلح ارنوط اپنے مطالبات کی عدم شنوائی کی صورت میں جب تک ایک متنفس باقی رہے۔ شمالی البانیا میں لڑتے رہنے کا عزم بالجزم کر کے مرنے مارنے پر تیار کھڑے ہیں۔ اسی وقت البانوی روسا کا ایک ڈپوٹیشن بھی قوم کی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور بہی دلیر ہوکر امیر البحروں کی متابعت سے سرکش ہو جاینگے۔ جن کو اب وہ ویسی ہی حقارت کی نظر سے دیکھنے لگ گئے ہیں۔ جیسے کہ کرنیل مسواس کی موجودگی کے زمانہ میں عیسائی انکو دیکھا کرتے تھے (زمانہ نگار کی تحریر سے تو ایسا پایا جاتا ہے کہ جواد پاشا گویا ایک جلاوطن کی حیثیت میں کریٹ کو گئے ہیں اور جزیرہ کے اصل مالک دول یورپ کے امیر البحر ہیں۔ بہرحال جواد پاشا جزیرہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور انہوں نے اپنا تسلط بھی قایم کر لیا۔ اب دیکھئے جزیرہ کا اصل مالک کون ثابت ہوتا ہے۔

بعض کی روایت ہے کہ دول یورپ اب اس مرحلہ پر پہونچ گئی ہیں۔ کہ ترکی کو مجبور کرنے کے طریقہ پر بحث شروع ہوگئی ہے۔ لندن میں کل ۱۵۔ جولائی (وزرا) نے جلسہ کر کے اس مضمون پر غور کیا تھا۔ کہ کونسا مخالفانہ طریق اختیار کیا جائے۔ اس ہفتہ لوگوں کی یہ عام رائے رہی ہے کہ کل طاقتیں دباؤ میں شریک نہیں ہونگی۔ یہ کام روس۔ انگلستان اور غالباً فرانس کے سپرد کیا جائے گا۔ ایک اخبار لکھتا ہے کہ روس باسفرس کے دہانہ کو۔ انگلستان ڈاردنیلز کو۔ فرانس سمرنا کی بندرگاہ کو۔ اور آسٹریا سالونیکا ریلوے کو روک لے گی۔ جس سے تھسلی کی ترکی فوج کو ہر قسم کی کمک اور رسد پہونچنی بند ہو جائے گی۔ اور ترکی کو خواہ مخواہ تھسلی کو خالی کرنا پڑے گا۔ مگر دیگر اخبار اسکی تردید کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ دول ابہی ایسی تفصیلی بحث پر نہیں پہونچیں۔

رومینیا اور ترکی میں معاہدہ ہو گیا ہے۔ کہ بلگیریا کے ساتھ جنگ ہونے کی صورت میں ایک سلطنت دوسری کی اعانت کریگی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ اتحاد جرمنی کی سعی و کوشش سے ہوا ہے۔ رومینیا کچھ عرصہ سے اتحاد ثلاثہ (اٹلی۔ جرمن اور آسٹریا) میں داخل ہو چکا ہے۔ اب اس اتحاد سے ترکی کو بہی اتحاد ثلاثہ میں داخل سمجھنا چاہئیے۔ جسکا فوری اثر یہ ہوگا۔ کہ یہ تینوں سلطنتیں سلطان کے برخلاف کسی جابرانہ کارروائی میں شریک نہ ہونگی اور غالباً یہی وجہ ہے کہ شہنشاہ آسٹریا نے سلطان المعظم کے تار کے جواب میں جو خط لکھا تھا۔ اوس میں گو یہ ظاہر کر دیا گیا تھا۔ کہ یورپ کی شرائط کو قبول کرنے میں خود سلطان المعظم کا فایدہ ہے مگر خط کا لہجہ اور پیرایہ نہایت ہی نرم اور آشتی آمیز تھا۔ اعلیٰحضرت نے ہر شش دول عظام کے فرمانروا

خواہشات اور معروضات کو سلطان المعظم کی خدمت میں عرض کرنے کے لیئے قسطنطنیہ پہونچ گیا اپاپیرس میں بھی چار ہزار مسلح آرنوط موجود تھے۔ جو نام و پیام صلحیہ کی سست رفتاری سے سخت چیں بجبیں اور برافروختہ ہو رہے تھے۔ یہہ لوگ وہ البانوی مجاہدین تھے جنکو لڑائی میں کام دینے کے لیئے اسلحہ دیدیئے گئے تھے۔ اون کے غضب آلودگی کے نتائج سے متخوف ہو کر اون سے ہتھیار لے لینے کی کوشش کی گئی مگر اونہوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا۔ کہ جب تک ہمارے مطالبات منظور نہ کر لیئے جائینگے کبھی ہتھیار نہیں دینگے۔ ان اظہارات غیظ و غضب سے قسطنطنیہ کے باشندوں پر بڑا گہرا اثر پڑا۔ کیونکہ اس معاملہ میں البانوی اکیلے نہ تھے۔ بلکہ تمام فوجی اور اکثر ترک باشندے بھی اس بارہ میں اون سے بالکل متفق اور یورپ کی جابرانہ کارروائیوں سے سخت غضب آلود ہو رہے تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور پریسیڈنٹ کو ایک ہی مضمون کے تار بھیجے تھے۔ سب سے پہلے شہنشاہ آسٹریا کا جواب موصول ہوا جس کو بابعالی نے فوراً مشتہر کر دیا۔ جس پر دوسرے بادشاہوں نے بھی اوسی انداز میں کمال ملاطفت سے جواب دیا۔ روس کی بابت البتہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ اوس کا جواب کسی قدر سخت تھا۔ اور کہ روسی سفیر ایم نیلیڈوف نے جو عنقریب قسطنطنیہ سے جانے والا ہے۔ وزیر اعظم سے ملاقات کر کے تخلیہ تھسلی پر بہت زور دیا تھا۔ جس کے جواب میں خلیل رفعت پاشا صدر اعظم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ترکی اوس وقت تھسلی کو خالی کرے گی۔ جب کہ روس فارص اور باطوم کو (جو اوسی ۷۸-۱۸۷۷ء کی جنگ کے بعد بروئے عہدنامہ برلن ملے تھے (دکیل) چھوڑ دے گا۔ ایم نیلیڈوف کی نسبت مشہور ہے۔ کہ ایم زینوف روسی سفیر متعینہ سٹاک ہولم (دار الخلافہ سویڈن) ابھی اون کی جگہ نہیں آئیگا۔ اور تصفیہ صلح تک نیلیڈوف ہی روسی سفیر رہینگے۔ ترکی فتوحات سے نقطہ ترکی کی ہی قدر و منزلت میں بے انداز اضافہ نہیں ہو گیا۔ بلکہ اعلیٰ حضرت امیر المومنین کی لیاقت خداداد کا بھی ایک زمانہ معترف ہو گیا ہے۔ وہی اخبار جو حضور ممدوح کو ارمنیوں کے قتل عام کا بانی مبانی قرار دیکر اون کو سفاک اور قاتل کے ناموں سے پکارتے تھے۔ اب دول یورپ کا اون کو ترکی کی سی مساوات کے ساتھ مقابلہ کرنا دیکھ کر اون کی حکمت عملی اور ڈپلومیسی میں بے نظیر قابلیت اور اون کی مستعدی راسخ العزمی اور استقلال کی صفت و ثنا کر رہے ہیں۔ اور ارمنیوں کے قتل عام کے واقعہ کے متعلق اون کا ذکر خیر نہایت ہی نرمی اور مہربانی سے کرتے ہیں۔ اور یقین کامل ہے۔ کہ اگر موجودہ کشمکش میں بھی جو ترکی اور دول عظام میں ہو رہی ہے۔ خلیفۃ المسلمین یورپین طاقتوں سے بازی لے گئے اور اخیر کار ترکی کو کامیابی کا منہ دکھلا دیا اور مسئلہ بطور احسن طے ہو گئی۔ تو حضور ممدوح کل دنیا کی نگاہوں میں ہر دلعزیز اور محبوب ہو جائینگے۔

درینولا مذاکرات صلحیہ کا خزک لنگ اشان و خیزاں آگے بڑھا جارہا تھا - تھسلی کے قبضہ کے تصفیہ کے بعد اب تاوان جنگ کی مقدار پر جھگڑا ہورہا تھا اسپر خوب پرجوش اور گرماگرم بحثیں ہوئیں کسی کی رائے دوسرے سے نہ ملتی تھی - اگر ایک مشرق کو جاتا تھا تو دوسرا عازم مغرب کو - آخر خدا خدا کرکے اس مسئلہ کا بھی اوس خاص کمیشن کی رپورٹ کی بنا پر فیصلہ ہوگیا - جو شش ودل عظام نے معاملات مال کے سفیروں کی اس غرض کے لئے قائم کی تھی کہ یونان کسقدر تاوان جنگ ادا کرنیکی استطاعت رکھتا ہے - ترکی مطالبہ کو گھٹا کر چار ملین پونڈ کی رقم کافی قرار دیگئی - ترکی کے اس مطالبہ کو کہ اوس نے یونان کو جو امتیازات[1] سابقہ عہدناموں کے ذریعہ سے عطا کر رکھے ہیں - اونہیں منسوخ کردیا جائے - اصولاً اور نیز اس بنا پر کہ اس سے نامناسب اور بری نظیر پیدا ہوتی ہے - دونوں باتوں کے لحاظ سے قطعاً مسترد کردیا گیا -

[1] امتیازات یا کیمی چولیشنز کی مجمل کیفیت پہلے مذکور ہوچکی ہے اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں انکی مفصل توضیح کردیگئی ہے تاہم اس جگہ پر بھی یہ بتادینا بیمحل نہ ہوگا کہ یہ بعض اون مراعات کا نام ہے جنکو یکے بعد دیگرے تمام فرمانروایان سلطنت عثمانیہ ان بیرونی سلطنتوں کے باشندوں کے باب میں ملحوظ رکھتے آئے ہیں - جنہوں نے ترکوں کی عملداری میں سکونت اختیار کی ہے یہ رعائتیں قرن اوسطی سے ابتک چلی آتی ہیں - اور ابتدا میں مثل اون کے مغلوں نے انگلش سیاحوں کے حق میں عطا کی تھیں یہ محض تجارتی رعائتیں تھیں - بعد امتداد ایام و زوال سلطنت عثمانیہ ہندوستان کیطرح ترکی میں بھی وہ عہدنامجات کے برابر گرانقدر ہوگئیں اور ترکی سے زبردستی بمعاوضہ ان دوسری سلطنتوں کی حفاظت ترکی یا دوسری باتوں کے جو ان کی بابت دعوی کرنے کی قوت رکھتی نہیں - حاصل کیجانے لگیں -

ان رعایتی حقوق کی بموجب جو مراعات ملحوظ رکھی جاتی ہیں - وہ یہہ ہیں - براہ‌ٹ ٹکس سے علاوہ محصول کسٹم کے (اور جو بیرونی اشخاص غیر منقول جائیداد رکھتے ہوں تو ٹکس اراضی سے) ترکی میں رہنے سے اون کی وطنی سکونت کے حق کا ضائع نہونا اور لوکل عدالتوں کے اختیار سماعت سے اونکا بری رہنا - یہہ آخری رعایت البتہ مستثنیات اور حدود کی پابند ہے اوسکی تفصیل بہت طول طلب اور پیچیدہ ہے پس اسقدر کہنا کافی ہے کہ اجنبی اشخاص کے حق میں اس رعایت کی ہوئے سے ہمیشہ طرح طرح کی جھگڑے بالخصوص مصر میں جہاں اونکی وجہ سے مخلوط عدالتیں مقرر کرنا پڑیں پیدا ہوا کرتے ہیں اور قبل اسکی بارہا مختلف ملکوں کے مابین انکی وجہ سے پیچیدگیاں واقع ہوئیں فی الحال جو سلطنتیں یہہ رعایتی حقوق رکھتی ہیں - انکے نام یہہ ہیں - یعنی یورپ میں فرانس اطالیہ انگلستان جرمنی آسٹریلیا روس - ہالینڈ - سویڈن - ڈنمارک - بلجیم - پرتگال اور یونان اور نئی دنیا میں ممالک متحدہ امریکا و برازیل سرالفرڈ ملز سابق نائب زیر مال مصر و حال گورنر کیپ کولونی اپنی کتاب مصر و انگلستان میں ان مراعات کی نسبت حسب ذیل تحریر کرتے ہیں -

ابتدا میں جو رعایتی حقوق عطا کئے گئے وہ اصل میں معاملات کی حیثیت سے نہیں بلکہ زیادہ تر مراعات کی حیثیت سے دئیے گئے تھے - اس زمانہ کے سلاطین ترکی نہ تو مغرب کی عیسائی سلطنتوں کو اس قابل سمجھتے تھے کہ ان کے ساتھ برابری کا برتاؤ کیا جاتا اور نہ انکا خاص منشا یہہ تھا کہ جو رعائتیں وہ عطا کریں ان کے معاوضہ میں اسی طرح کی رعائتیں دوسری سلطنتوں میں ان کے ساتھ کی جائیں - جبکہ زبردست خود مختار فرمانرواؤں نے ابتدائی رعایتی حقوق عطا کئے تھے تو وہ اس خیال پر مسکرا دئے

[1] ترکوں نے پچاس [illegible] [illegible] یونان کو [illegible] نکالا تھا -

یہ مشکلات دور ہوئی ہی تہیں کہ نام و پیام کو قطعی تصفیہ میں نئی رکاوٹیں پیدا ہو گئیں۔ یہہ رکاوٹیں پہلی مشکلات سے بہی زیادہ شدید تہیں کیونکہ وہ تو صرف محاربہ کے فریقوں کے باہمی اختلاف کی وجہ سے تہیں۔ اور یہہ رکاوٹیں خود دول کے باہمی اختلاف رائے سے پیدا ہوئی تہیں۔ یہہ اختلاف اسقدر بڑہ گیا تہا کہ خود اتحاد یورپ میں خلل پڑ جانیکا اندیشہ ہو گیا تہا۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ اس اتحاد کے بغیر معاملہ کے سلجہنے کی شکل مسدود ہو سکتی تہی۔

بڑا اختلاف اس امر پر تہا کہ ایک طرف جرمنی یہہ کہتی تہی کہ عہدنامہ میں ایسی دفعہ درج کیجائے جو ترکی کو تاوان جنگ کے ملجانیکی ضمانت و کفالت دیتی ہو۔ اور ساتہہ ہی یونان کے سابقہ قرضخواہوں کی اغراض کی بہی حفاظت کرتی ہو تاکہ اونہیں حالات متغیر شدہ سے نقصان نہ پہنچے۔ دوسری طرف انگلستان کسی ایسی شرط کے اندراج کو جس سے تہسلی پر ترکی فوجکا قبضہ طوالت پکڑتا ہو قطعاً پسند نہیں کرتا تہا۔ آخر لمبی مہینوں کے مباحثوں اور تبادل آرائی کے بعد دونوں ملکوں میں سمجہوتہ ہو گیا جسے دوسری طاقتوں نے بہی منظور کر لیا اور اوسکو مطابق عہدنامہ میں دفعہ درج کر دیگئی۔ جرمنی نے اپنی مطالبہ کی مناسب تعمیل کے لئے یہہ تجویز پیش کی تہی کہ جب تک تاوان جنگ ادا نہ ہو جائے۔ یونان کے صیغہ مال کی نگرانی ایک خاص حد تک۔ ایک مشترکہ یورپین کمیشن کے سپرد کر دیجائے اور دول تاوان کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹہائیں۔ فیصلہ تجویز مذکور کی منظوری پر ہوا۔

یونانی گورنمنٹ اس فیصلہ سے بہت بگڑی۔ اور یونانی اخبارات نے شور و غل برپا کر دیا کہ دول یورپ کو ممالک کے اندرونی معاملات میں ہرگز دخل دینے کی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔ اور جیسا کہ اوپر لکہا گیا ہے۔ ترکی کے فوجی تہسلی کو چہوڑ دینے کی شرط پر سخت آشفتہ و برہم ہو رہے تہے۔ مزید برآں نام و پیام صلحیہ کو کہٹائی میں ڈالنے کے لئے اور کئی خفیہ سازشیں اپنے کام میں مصروف تہیں مگر بایں ہمہ آخر سفراء دول کے ایک اجلاس میں شرائط صلح کا تصفیہ ہو گیا۔ ابتدائی عہدنامہ صلح مرتب ہو گیا۔ اور جلالتمآب سلطان المعظم نے اوسے بلا تامل منظور فرما لینے سے اوس تردد و اضطراب و بے چینی کا خاتمہ کر دیا۔ جو اس طول طویل بحث مباحثہ سے جسکے دوران میں گو عملاً جنگ ملتوی تہا۔ مگر رواجاً دونوں فریق بدستور برسر جنگ تہے پیدا ہو رہی تہی۔ اس معاہدہ پر بمقام قسطنطنیہ ۱۹ ستمبر (سنہ ۱۸۹۷ع) کو دستخط ہوئے۔ مذاکرات صلحیہ برابر مہینے ہوتی رہی جس عرصہ میں سفراء دول اور ترکی کے وکلاء نے شرائط پر یکے بعد دیگرے بحث کرتے رہکر آخر اونکا تصفیہ کر لیا اور سفراء کی محنت و لنفاق ناچاقی ہو جانیکے بیشمار خطرات عدیدہ کے بعد آخر ٹہکانے لگی۔ اور اونکی مساعی کی کامیابی پر خاتمہ ہوا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لگتے کہ جو رعایتیں قریب قریب تجارت کی نگاہ سے دیکہہ رہے ہیں وہ کسی وقت ان کے حاشیونکی کمزوری اور سخت پریشانی کا باعث ہو جاینگی۔ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت کا معتد بہ حصہ بیرونی ملکوں کے تاجروں کو اپنی شاہانہ اختیار کی کوئی جز اپنی خوشی اور مرضی سے دیدیتا اور یہی بات ہے کہ ان تاجروں کی وطنی گورنمنٹیں بہت ہی دور دراز مقامات پر واقع تہیں اور ان ایام میں مقابلۃً ترکی کے بالکل ہی ضعیف تہیں اور اسوجہ سے ذرا بہی گمان نہ تہا کہ جو حقوق اسوقت دیئے گئے تہے اونکی تعمیل ایسی سخت پابندی کے ساتہہ چاہی جاویگی اور یہہ بالکل دوسرا امر ہے کہ ترکی سلطنت ضعیف اور زوال پذیر ہو گئی اور اسکو بیشمار تعداد کی ان اجنبی باشندوں کا سامنا کرنا پڑا جو ایسے حقوق سے مسلح ہو گئے

اوس ابتدائی عہدنامہ صلح کا مضمون بجنسہ حسب ذیل ہے۔

چونکہ یونان نے اپنے اغراض کی فلاح وبہتری۔ اور اپنا نیک وبد دول کے ہاتھ میں دیدیا اور بابعالی نے اونکی ثالثی کو منظور کرلیا۔ سفرا کے وکلا اور وزیر خارجیہ توفیق پاشا کی باہمی رضامندی سے مندرجہ ذیل شرائط قرار پائی ہیں۔

(۱) حدود اون خطوط کے مطابق جو نقشہ منسلکہ پر دکہائے گئے ہیں۔ اور نیز اوسکی تشریح کنندہ عبارت کے مطابق درست کیجائینگی۔ موقعہ پر جنگی مصالح کے لحاظ متفقہ فیصلہ سے اون خطوط میں سلطان کے حق میں خفیف تغیر وتبدل کیا جاسکیگا ایک مشترک کمیشن جسمیں دونوں طاقتوں کے قائم مقام اور تمام سفارتوں کے فوجی وکلا شامل ہونگے حدود کی تعیین کریگی۔ یہہ کمیشن اس معاہدہ پر دستخط ہونیسے پندرہ دنکے اندر قائم کیجائیگی اور متنازعہ مسائل کثرت رائے سے فیصل ہونگے۔

(۲) یونان ٹرکی کو چالیس لاکھ ٹرکی پونڈ[2] بطور تاوان جنگ ادا کرے۔ اور ادائیگی کے لیے ضمانتیں دے یونان کے صیغہ مال کی نگرانی کے متعلق ضوابط آیندہ مرتب کیے جائینگے۔

(۳) یونان کی رعایا کو محاربہ سے پہلے ٹرکی میں جو حقوق و برآت اور رعائتیں حاصل تہیں وہ بدستور قائم رہینگی۔

(۴) اس موجودہ عہدنامہ کی تصدیق سے پندرہ دنوں کے اندر یا اوس سے بہی پہلے یونانی وکلا جنکو اختیارات مطلوبہ دیگئے ہونگے۔ قطعی معاہدہ صلح کے شرائط کے انعقاد کے لیے عثمانیہ وکلا سے مذاکرہ کرنیکے لئے قسطنطنیہ پہونچ جائینگے۔ معاہدہ مذکورہ موجودہ عہدنامہ کی بنا پر مرتب ہوگا۔ اور اوسمیں موجودہ عہدنامہ کے علاوہ مندرجہ ذیل معاملات کے متعلق بہی شرائط عہد وپیمان کیا جائیگا۔ قیدیوں اور اسیران جنگ کا تبادلہ۔ فریقین کی خطاکار رعایا کو عام معافی اضلاع مقبوضہ کے باشندوں کو نقل وطن کی آزادی ہونا۔ قزاقی کی بیخ کنی کی تدابیر اور جو نقصانات رعایا عثمانیہ کو محاربہ سے پہونچے انکے معاوضہ کی تعیین۔

(۵) انکے ساتھہ ہی مندرجہ ذیل مسائل کے متعلق تین ماہ کے اندر تصفیہ کرلینے کی غرض سے نامہ وپیام شروع کیے جائینگے (الف) ۱۸۷۶ء میں ٹرکی اور یونان کے درمیان جو عہد وپیمان ہوا تہا۔ اوسکی بنا پر شہریت اور تبعیت کے مسئلہ کے انصرام کے لئے جداجدا عہدنامہ تمہیدی کیا جائیگا۔ (ب) شرط مندرجہ دفعہ ۳ کی بنا پر یونانی قونصلخانوں اور ترکی عدالتوں کے تعلقات کی ترتیب و درستی کے لئے علیحدہ ابتدائی عہدنامہ[3] تیار کیا جائیگا (ج) اون جرائم کے متعلق جو کسی ایک ملک کے باشندے اپنے ملک میں کرکے دوسری سلطنت کے علاقہ میں بہاگ جائیں بنیادی عہدنامہ مرتب کیا جائیگا۔

---

[1] ترکی قائم مقاموں میں اعلیٰ افسر سیف اللہ پاشا تھے۔

[2] ایک لاکہ پونڈ کی رقم تاوان کے علاوہ رعایا سلطانی کے نقصانات کا معاوضہ مقرر کیگئی تہی۔

[3] اس ابتدائی عہدنامہ کی بنا پر قطعی عہدنامہ مرتب کرنیکے لئے اکتوبر ۱۸۹۷ء تک ہر دو سلطنتوں کے وکلا قسطنطنیہ میں اجلاس کرتے رہے تھے۔ اب عنقریب قطعی معاہدہ مرتب ہوجانیوالا ہے۔

(۶) اس دفعہ میں تھسلی سے ترکی فوج کی واپسی اور خالی کردہ علاقہ کو یونانی ملکی حکام کے سپرد کر دینے کے متعلق شرائط درج کر کے تحریر کیا گیا۔ کہ اسکا ابھی قطعی تصفیہ نہیں ہوا۔

(۷) اس عہدنامہ پر دستخط اور اوسکی تصدیق ہو جانیکے بعد فی الفور یونان اور ٹرکی میں پھر سابقہ تعلقات قایم ہو جائینگے اور دونوں ملکوں کی رعایا پوری آزادی سے بلا روک ٹوک ایک دوسرے ملک میں سفر و سیاحت کر سکے اور رہایش رکھ سکیگی اور جہاز رانی کی بھی فریقین کو پوری آزادی مل جائیگی۔

(۸) جب تک پھر باضافہ کونسل دونوں ملکوں میں مقرر نہ ہوں تو قنصل خانوں میں عارضی ایجنٹ مقرر کئے جائینگے۔ اور وہ دول کی حمایت و نگرانی میں جنہوں نے محاربہ کے دوران میں یونانی رعایا کی اغراض کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا اپنے فرائض سر انجام کرینگے۔ جب تک محولہ بالا عہدناموں کو وہ خاص کمیشن جو دفعہ پانچ کے منشا کے مطابق قایم کیجائیگی، مرتب نہ کرے اور اون عہدناموں کو قانونی جواز و استحکام حاصل نہ ہو جائے۔ عثمانی و یونانی رعایا کے تمام ایسے باہمی تنازعات عدالتی کے متعلق جو اعلان جنگ سے پیشتر سے دائر ہوں اوس قانون و ضابطہ کے مطابق کارروائی کیجائیگی جو محاربہ سے پیشتر نافذ تھا۔ اور تنازعات مابعد کے متعلق قانون بین الاقوام کے اصولوں کے مطابق اوس معاہدہ کی بنا پر کارروائی کی جائیگی۔ جو ۲۴۔ فروری اور ۱۶ مئی ۱۸۹۶ء کو سر دیا اور ٹرکی میں ہوا تھا۔

(۹) نامہ و پیام مذاکرات کے دوران میں اگر اختلاف پیدا ہو جائیں تو مسائل متنازعہ خواہ وہ فریقین میں سے کسی سے متعلق ہوں سفرا دول کی خدمت میں جو بحیثیت ثالث کام کرینگے پیش کئے جائینگے اور اونکا فیصلہ قطعی اور ناطق ہوگا۔ سفرا بحیثیت ثالث باہم ملکر خواہ براہ راست اور خواہ تعلقدار سلطنتوں کے خاص وکلا کی شرکت سے یہہ کام سر انجام دینگے۔

(۱۰) بالعالی دول سے اوس تجویز کے متعلق غور کرنیکی درخواست کرنیکے استحقاق کو محفوظ رکھتا ہے جو اون فرمانوں کے تغیر و تبدل اور ترمیم کے متعلق ہوگی جو ۲۴۔ مئی ۱۸۸۱ء کی عہد و پیمان کی شرائط کے مطابق صادر کئے گئے تھے یہہ فرامین سوا اوسقدر حصہ کی جسکی موجودہ عہدنامہ سے ترمیم ہو گئی ہے۔ برابر نافذ رہینگے۔

(۱۱) یہہ عہدنامہ بغرض منظوری جلالت مآب سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔ یہہ منظوری ایک ہفتہ کے اندر ہو جائیگی۔ اور اس میعاد کے انعقاد کے بعد سفرا دول اسکی شرائط سے اپنی اپنی گورنمنٹوں کو اطلاع دینگے۔ اور اس وقت سے شرائط مذکورہ نافذ ہو جائینگی۔[۱]

---

[۱] آخری اجلاس میں جب اس معاہدہ پر دستخط ہو چکے تھے۔ آسٹرین سفیر نے جو بلحاظ عمر تمام سفرا سے بڑا۔ اور بنا بریں اون کا پیش قدم تھا۔ اپنی تقریر میں سلطان المعظم کی اعتدال پسندی اور آرزم جوئی کا صدق دلسے شکریہ ادا کیا۔ قسطنطنیہ کے انگریزی اخبار لیوانٹ ہیرلڈ اسپر حسب ذیل ریمارک تحریر کئے۔

ابتدائی شرائط پر دستخط ہو جانے سے جو عام طمانیت اور تسلی کا خیال پیدا ہو گیا ہے اوسکی نسبت مبالغہ کرنا بہت مشکل ہے۔

۱۴ ستمبر کو روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے جو دہانگی سفرا دول کا میر مقدم تہا - ابتدائی عہد نامہ صلح باضابطہ طور پر یونانی گورنمنٹ کو حوالہ کیا - اسکے ساتھہ دول کیطرف سے اس مضمون کی ایک تحریری اطلاع بہی منسلک تھی - کہ یونان نے جس ثالثی کی استدعا کی تھی وہ اب ختم ہوگئی ہے - صلح کی قطعی شرائط کیلئے یونانی گورنمنٹ آپ اپنے وکلاء مقرر کرے ۔

تمہیدی شرائط صلح کے ساتھہ چند ضمیمے بھی ایزاد کر دیئے گئے تھے - ایک کا مضمون یہہ تہا - کہ ٹرکی حکام اور یونانی وکلاء میں باہمی سمجھوتہ ہوجانیکے بعد تہسلی کے مفرور باشندے اپنے مساکن کو واپس آسکیں گے - دوسرے میں دول نے وعدہ کیا تہا کہ جہازرانی کی سدراہ رکاوٹیں ہٹانے اور اوسکی آزادی کو پہر قایم و بحال کرنیکے مسئلہ میں اگر اختلاف پیدا ہوجائیں تو وہ ثالثی کرکے اونکا تصفیہ کر دینگی - تیسرے کا یہہ مضمون تہا کہ اون تمام ترکی رعایا کو جنہوں نے یونانی فوج میں خدمت کی ہوگی - معافی دیدیجائیگی - لیکن ساتھہ ہی یہہ بہی ظاہر کر دیا گیا تہا کہ اس قرارداد میں ممکن ہے بعد میں کچھہ ترمیم ہوجائے ۔

ایم رالیس کی وزارت اس سے دو تین دن بعد مستعفی ہوگئی اور ایم زیمالیس جدید وزیراعظم ہوا - اوسکی محتاط دوراندیش اور اعتدال پسند ہونیکی وجہ سے مذاکرات صلحیہ کے انصرام میں پہلے ایسے توقف و درنگ واقع نہ ہونے پایا -

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس معاہدہ کی تکمیل اسقدر مشکل تہی کہ اوسکا خیال بھی اس سے پہلے کبھی نہ آیا تہا - اور اسی لئے جن لوگوں کا اس سے تعلق تہا اون کو غایت درجہ کی احتیاط ہوشیاری اور تدبیر سے کام لینا پڑا - اونکی کوششوں میں گورنمنٹ عظمی ترکی کی نرمی سے بہت کچھہ سہولیت ہوئی اور گورنمنٹ عظمی نے نہایت صداقت سے اس صلح پسندی اور امن طلبی کو قائم رکہا حضرت سلطان المعظم کی بے نظیر پالیسی نے اس مصالحت کو منظور کرلیا جو واقعات گذشتہ کا خیال کرکے ہرگز قرین انصاف نہیں کہلائی جاسکتی - البتہ اس طریق عمل سے بالعمال ٹرکی فتوحات کو اور بہی درخشاں اور منور کر دیا ہے تازہ فتح نے جیسا کہ قدرتی دستور ہے سلطنت عثمانیہ کی جنگی عظمت کو نیا دبدبہ دے دیا - اسکا سکہ دلوں میں بیٹھہ گیا اب مصالحت کی نرم شرائط سے سلطنت عظمی کی پولیٹکل شان اور بھی بڑہ گئی کہ اس نے ظاہر کر دیا کہ اسپر کسی شرانگیز اور مفسدیت کا اثر نہیں ہے بلکہ اسکے اعمال کا انتظام سخاوت آمیز کشادہ دلی پر مبنی ہے جسکی ثنا و صفت سے دنیا باز نہیں رہ سکتی -

ہز اکسلینسی صاحب سفیر دولت آسٹریا ہنگری نے اس امر کو نہایت خوبی اور مسرت کے ساتھہ ابتدائی شرائط مصالحت پر دستخط کرتے وقت اپنی تقریر میں تسلیم کرلیا اور اسی طرز اور احسن طریق پر مسٹر پونسلیٹ ڈرمنڈ نے اوسکی تائید کی یہہ موقعہ واقعی ایسا ہے کہ مبارکبادی کا طالب ہے جو کچھہ ہوا ہے وہ ایک نہایت پیچیدہ اور دقیق مسئلہ کا حل سرانجام ہوا ہے اور اس خوفناک مشکل کا دور ہونا ایسے آسان شرائط سے ایک امر واقع ہے جو نہ صرف ٹرکی کے واسطے باعث فخر و ناز ہے بلکہ اس سے زمانہ آیندہ پر نہایت عمدہ روشنی پڑتی ہے کہ وہ درخشان ہے - اور آثار نہایت عمدہ ہیں اور ساتھہ ہی اسکی آیندہ کیواسطے اعتماد اور رفتار کو تقویت

عام رائے کے ہمراہ ہو چاہئے اب بلا تامل یونانی گورنمنٹ نے صیغہ مال کی نگرانی یورپین کمیشن کے حوالہ کر دینا منظور کر لیا۔ اور کمیشن مذکور نے تاوان جنگ کی ادائیگی کے لئے یونان کی آمدنی کے وسایل اور اخراجات کو پرکھنا اور جانچنا شروع کر دیا۔

آدہر ایک طرف قطعی معاہدہ صلح کے تصفیہ و انصرام کے لئے جدید مقرر شدہ یونانی سفیر ارجنتنر سے قسطنطنیہ پہونچگئے۔ اور دوسری طرف تہسلی کی نئی سرحد کی تعیین کے لئے جنگی کمیشن کا کام شروع کرنیکے لئے پلاتاموناہیں جمع ہو گئی۔ اور ایم زیامیس کی وزارت کے مضبوط مگر مصالحت آمیز انداز سے جسی اوس نے نہ صرف مذاکرات صلحیہ کے دوران ہیں بلکہ اپنے ملک کے باشندوں اور اونکے قایم مقاموں (ممبران پارلیمنٹ) سے بھی مرعی رکھا قطعی معاہدہ صلح پر بحث مرتب ہو گیا۔

قطعی عہدنامہ صلح کا مضمون جسپر ٹرکی اور یونان کے وکلاء نے بتاریخ ۴۔ دسمبر ۱۸۹۷ء دستخط کئے حسب ذیل ہے۔

(۱) سرحد ٹرکی و یونان کی اصلاح حسب ذیل نقشہ منسلکہ عہدنامہ کے مطابق کیجائیگی۔ مگر حسب موقعہ پہنچکر سرحد متعین کیجائیگی۔ اور اوسوقت بشرطیکہ وکلاء ممالک یورپ اور گورنمنٹ ٹرکی راضی ہو جائیں تو مجوزہ اصلاح سرحد میں سلطنت عثمانیہ کے فایدہ کیلئے خفیف تغیر کیا جاسکیگا۔ اس تقسیم سرحدی کی تفصیلات کا انفصال ایک کمیشن کریگی۔ جسمیں فریقین کے وکلاء اور صلح کرانیوالی ممالک یورپ کی سفیروں کی طرف سے فوجی افسر مقرر ہونگے۔ اس عہدنامہ کی تاریخ سے ۱۵ روز کے اندر یہ کمیشن منعقد ہوگی۔ اور کثرت رائے سے ہر فیصلہ ہوگا۔

(۲) یونان ٹرکی کو خرچہ جنگ حسب شرائط مندرجہ آرٹیکل نمبر ۲ مبادی صلحنامہ کے چالیس لاکھ ٹرکی پونڈ دیگا۔

(۳) تہسلی کا انخلا مبادی صلحنامہ کی پہلی شرط کے مطابق ہوگا۔ جس روز ممالک یورپ مبادی صلحنامہ کی آرٹیکل نمبر ۲ کے آخری دو فقرے کی مندرجہ شرائط کی تکمیل تسلیم کر لینگے۔ اور جب کہ کمیشن اقوام آرٹیکل مذکورہ کی مالی انتظام کے موافق معاوضہ جنگ کی قرضہ کی اطلاع دیدینگے۔ اوسکے ایک مہینہ کے اندر تہسلی خالی کیجائیگی۔ یہہ امر کہ کسطرح خالی کیا جائیگا۔ اور خالی مقامات کو کیونکر یونانی حکام کے حوالہ کیا جائیگا۔ اوس کو وکلاء فریقین بشراکت وکلائے ممالک یورپ فیصلہ کرینگے۔

(۴) عہدنامہ پر دستخط ہونے کے بعد جنگ کے قیدی جانبین سے فوراً رہا کر دئے جاینگے۔

(۵) فریقین اون سب شخصوں کو کامل معافی دینگے۔ جو اشتہار جنگ سے پہلے اور بعد کے واقعات میں شریک تھے

(۶) دونوں ممالک کی رعایا جنگی حالت قانون کے نزدیک باقاعدہ ہے۔ مثل سابق دونوں کے ممالک میں آزادانہ آمد ورفت رکھینگی۔ دونوں ممالک کو اختیار رہیگا۔ کہ اون لوگوں کو جنکو کسی جرم کی سزا دی گئی ہو یا بوجہ اونکی بد چلنی کے

اُون کو لیئے ملک سی نکال دیئے جانے کا حکم صادر ہوا ہو ایسے لوگوں کو اپنے ملک میں نہ آنے دیں جس کی اطلاع سابق سی اون کی سفیروں کو کر دیجائیگی۔

(۷) جو مسلمان تہسلی کی باشندے یا متوطن ہیں اور وہ ۲۴ مئی ۱۸۸۱ء کی شرائط نامہ کی تیرہویں شرط کی بموجب خواہ یونانی قومیت میں داخل ہوئے ہوں یا نہ ہوں۔ یا وہ ترک وطن کر کی ٹرکی میں آباد ہوں۔ یا ٹرکی کو اپنا وطن قرار دیں۔ یا جو مسلمان یونانی رعایا ہو گئے ہوں۔ اُون کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ ترکی قومیت قبول کر لیں۔ بشرطیکہ موجودہ شرائط نامہ کی تین برس کی اندر وہ حکام مجاز و متعلق کو اطلاع دیدیں۔ یہہ سب شرائط نامہ مذکور کی موافق اپنی اپنے مقبوضات واقعہ یونان پر قابض رہینگے۔ اور اوس جائداد کا انتظام کرتے رہیں گے۔ اسی طرح سی جو باشندے یونان کے بوجہ تغیر سرحد ٹرکی کی رعایا ہو گئے ہیں۔ اور جو شخص کہ اُن مقامات کو بالفعل اپنا وطن مقرر کر چکے ہیں ٹرکی اونکو بھی وہی حقوق مذکورہ دیگی۔ جو یونان مسلمان رعایا کو دیگا۔ باشندے یا متوطن اوس ملک کی جو ٹرکی کو ملا ہے یا ان مقامات کی کسی جماعت کی وکلا اگر تہسلی میں کچھہ اراضی رکھتے ہوں۔ تو اونکو اختیار ہوگا کہ وہ سرحد کی پار جا کر شمل سابق بلا مزاحمت اون اراضی کی زراعت کریں۔ اور یہی حق اون باشندگان تہسلی کو حاصل ہوگا۔ جن کی اراضی اوس ملک میں واقع ہو جو سلطنت عثمانیہ کو دیا گیا ہے۔

(۸) مبادی صلحنامہ کی آرٹیکل نمبر ۲ کی بموجب یونان ٹرکی کو ایک لاکھ ٹرکی پونڈ بطور معاوضہ اون نقصانات کی دیگا۔ جو یونانی فوج نے لوگوں کو پہنچایا۔ یہہ رقم اوسوقت دیجائیگی۔ جبکہ معاوضہ جنگ دیا جائیگا۔

(۹) یونان اور ٹرکی کی مابین خاص انتظام اس غرض سی ہوگا کہ جو حقوق قونصلین کو دیئے گئے تھے۔ اونکا بیجا استعمال نہ کیا جائے اور معمولی اجرا معدلت میں مداخلت نہ ہونی پائے اور احکام جاری شدہ کی تعمیل ٹھیک ٹھیک ہو سکے۔ اور اگر یونانی رعایا اور عثمانی رعایا اور دیگر ممالک کی رعایا میں تنازعات ہوں جس میں دیوانی کے مقدمے بھی شامل کئے جاوینگے۔ تو عثمانی رعایا اور ممالک غیر کے لوگونکے مقاصد کی حفاظت ہو سکے۔ مگر قبل از جنگ جو یونانی رعایا کو ایسے حقوق حاصل تھے جو اور ریاستوں کی رعایا کو حاصل ہیں۔ اُنمیں تغیر ہوگا۔ جو دیوانی کے تنازعات رعایائے یونان اور رعایائے عثمانی کے درمیان واقع ہوں اگر وہ ایسے ہیں کہ اعلان جنگ کے بعد عدالت میں رجوع ہوئے ہوں انکا انفصال اس قانون سی ہوگا جو جنگ سی پہلی جاری تھا۔ اور جو مقدمات اعلان جنگ کے بعد میں پیدا ہوئے ہوں انکا انفصال اس یورپین قانون کی بموجب ہوگا جو ٹرکی اور سرویا کی شرائط نامہ ۹ مارچ ۱۸۹۶ء پر مبنی ہے۔

(۱۰) شرائط نامہ ۲۴ مئی ۱۸۸۱ء کی شرائط جو تہسلی سی علاقہ رکھتی ہیں وہ قائم رہینگی سوائے اون شرائط کی جو اس عہدنامہ سی بدل دیئے گئے۔ گورنمنٹ ٹرکی کو حق حاصل ہوگا کہ اُن شرائط نامہ کی رو سی جو مسئلے ہوں انکی انفصال کیلئے اپنی تجاویز کو اُن ممالک کی روبرو پیش کرے جنہوں نے شرائط نامہ مذکور پر دستخط کئے تھے اور اونکے فیصلہ کو یونان پر قبول کرنا لازمی ہوگا۔

(۱۱) یونان اور ٹرکی راضی ہیں۔ کہ اس عہدنامہ کی تصدیق ہونیکے بعد جھٹ پٹ انتظامات ذیل کو منفصل کرینگے۔

(الف) ایک شرائط نامہ اون تجاویز کی بنیاد پر مرتب کیا جائیگا۔ جو یونان اور ٹرکی کے مابین ۱۸۷۶ء میں وقوع میں آیا تھا۔ اور مسئلہ قومیت کے اختلافات سے تعلق رکھتا تھا۔

(ب) ایک شرائط نامہ قنصلوں کے اختیارات کی بابت تحریر کیا جائیگا۔ جسمیں پابندی اون شرائط کی کیجائیگی۔ جو آرٹیکل نمبر ۹ کے اول فقرہ میں مندرج ہیں۔ اور جو مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۳ کی روسے قرار پاچکا ہے۔

(ج) ایک عہدنامہ مجرمین اس غرض سے مرتب کیا جائیگا کہ مجرمین کا تبادلہ باہمی ہوا کرے۔

(د) ایک شرائط نامہ اس غرض سے مرتب ہوگا۔ کہ مشترکہ سرحد پر راہزنی کا انتظام کیا جائے فریقین کو اختیار ہوگا کہ بعد میں ایک عہدنامہ تجارتی و جہازرانی مرتب کریں۔ اور جب تک یہہ آخرالذکر عہدنامہ نہ ہو جائے اوسوقت تک تجارت و جہازرانی دونو ممالک کے مابین آزادی کے ساتھہ ہوگی۔

(۱۲) ڈاک کے تعلقات جو یونان اور سلطنت عثمانیہ کے مابین چند سال سے خراب ہو رہے ہیں۔ وہ اون قواعد سے قائم کیے جائینگے جو فریقین کی رضامندی سے بعد میں قرار پائیں۔ جبکہ دونوں ممالک محکمہ ڈاک اسکے متعلق کوئی شرائط نامہ مرتب کرلینگے اور اس اثنا میں دونوں محکمے خاص منتخب شدہ مقامات میں ایک دوسرے سے ڈاک اور پارسل مہر شدہ لیا دیا کرینگے۔ اور خشکی اور بحری راہ سے اُن پتوں پر بھیجینگے جن مقامات کو وہ بھیجے گئے ہیں۔

(۱۳) دونوں ممالک کے محکمہ تار برقی اس بات کا انتظام کرینگے۔ کہ دونوں میں ایسا سلسلہ جاری ہوجائے جس سے جلد اور آسانی سے تار پہونچ سکیں۔

(۱۴) تاکہ پرامن ہمسائیگی کے تعلقات دونو ممالک میں قایم رہ سکیں اسلئے گورنمنٹ یونان و ٹرکی ذمہ کرتی ہیں کہ اپنے اپنے ملک میں ایسی کارروائیاں نہ ہونے دینگی جس سے ہمسایہ کے ملک کے امن میں خلل پڑے۔

(۱۵) اگر شرائط ناموں کے انجام پانے میں ترکی اور یونان میں کوئی اختلاف پیدا نہ ہو تو امور مختلف فیہ کو دونوں میں سے کوئی فریق قسطنطنیہ میں سفیران دول کی پنچایت کیلئے پیش کرسکے گا۔ اور اون کے فیصلہ کی پابندی دونوں پر لازم ہوگی یہہ پنچایت خواہ سب ملکر کریں یا صرف وہی کریں جنکو فریقین نامزد کریں اونکو اختیار ہوگا کہ وہ سفیر و نکو رو برو براہ راست یا خاص وکلا کے ذریعہ سے پیش کریں اگر سفیروں کی رائے مساوی ہو تو پنچ ایک اور پنچ اختیار کرلینگے۔

(۱۶) اس عہدنامہ پر شاہ یونان اور سلطان المعظم کی تصدیق آج سے ۱۵ دن کے اندر یا اوس سے جلدی کی جائیگی اوسکو یقین کرکے وکلائے فریقین نے عہدنامہ ہذا پر دستخط کردئے ہیں اور اپنے اپنے ملک کی مہریں کردی ہیں۔

اسکے دو قطعے ۲۲۔ نومبر ۱۸۹۷ء کو قسطنطنیہ میں تیار کیے گئے۔ مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۹۷ء

دستخط امیر و کورڈیٹوس — دستخط اسٹیفانوس — دستخط توفیق — دستخط حسن فہمی۔

(ضمیمہ الف) چونکہ وکلار یونان نے درخواست کی ہے کہ مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۳ کے متعلق جو سلطان المعظم کی گورنمنٹ نے تجویز کیا ہے۔ اطلاع دیجائے۔ اسلئے عثمانی وکلار رضامند ہیں۔ کہ اون کو فوراً قبل تصدیق عہدنامہ اطلاع دیں کہ ان انتظامات کی خاص بنیاد کیا ہے اور عثمانی گورنمنٹ نے کیا فیصلہ کیا ہے مگر اسپر بحث کرنا جایز نہ ہوگا اور وہ امورات یہ ہیں

(۱) یہہ تعین کیا جائے کہ قنصلوں کے حقوق اختیار سماعت مقدمات کے حدود کیا ہیں۔

(۲) دیوانی اور تجارتی معاملات میں یونانی قنصلوں کی نسبت عثمانی عدالتیں جو فیصلہ کریں انکی یقینی تعمیل ہونا۔

(۳) رعایائے یونان کے توطن کا تصفیہ کرنا اور ان شرائط کا قائم کرنا۔ جنکے رو سے پولیس مداخلت کر سکے۔ علی الخصوص اون مقدمات میں جنمیں عثمانی حکام طلب کریں۔ اور سفیر کا دارو غہ نہ حاضر ہو۔

(۴) ان شرائط کا تصفیہ کرنا جو ایسے وقت میں عملمیں لائی جائیں۔ جبکہ قنصلوں کے وکلار اون عدالتوں میں حاضر نہ ہوں جن میں مشترکہ مقدمات رجوع ہو رہے ہوں۔

(۵) قانون مجریہ کی رو سے عثمانی عدالتہائے اپیل کے حدود اختیار تسلیم کرنا۔

(۶) عثمانی عدالتوں کو اون مقدمات میں اختیار دینا جنمیں یونانی رعایا کا تجارتی و دیوانی تعلق ہو۔ اور اون فوجداری معاملات میں عدالتہائے مذکورہ کا مقتدر ہونا جو دو یونانیوں کے درمیان ہوں یا یونانی اور کسی اور ملک کی رعایا کے مابین ہوں۔

(۷) یونانی رعایا کی بابت جوڈیشل کاغذات کے معنے قائم کرنا اور مشترکہ مقدمات میں عثمانی عدالتوں کے فیصلے کا اجرا عثمانی اہلکاروں کے ذریعہ سے کیا جانا۔

یونانی وکلار ان معاملات کی اطلاع پاکر یہہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ عہدنامہ کی تصدیق ہونیکے بعد آخری مباحثہ اور معاملات ان سے ہونگی اور در صورت اختلافات مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل ۹ کے بموجب قسطنطنیہ میں ممالک معظم کے سفیروں کی پنچایت سے فیصلہ ہوگا۔ قسطنطنیہ ۱۹ نومبر سنہ ۱۹۱۳ء

(ضمیمہ ب) عہدنامہ کے آرٹیکل کے موافق جسکا مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۱ میں ذکر ہے تجارتی و جہازرانی کا عہدنامہ اس عہدنامہ کی تصدیق ہونیکے بعد دو برس کے اندر انجام پائیگا۔ اس اثنا میں اس قانون پر جانبین سے عملدرآمد ہوگا جو قبل از جنگ جاری تھا اگر یہہ عہدنامہ تجارت و جہازرانی دو برس کے اندر طے نہ ہوجائے تو فریقین عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۱۱۔ پر جسکا ذکر مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۷ میں درج ہے کاربند ہونگے یہہ طے پایا کہ اگر جدید عہدنامہ تجارت و جہازرانی باوجود تصدیق ہوجانیکے اس وجہ سے عملمیں نہ لایا جاسکے کہ وہ فریقین کی خواہش کے موافق طے نہیں پایا تھا۔ اس صورت میں اسی قانون پر باہمی عملدرآمد رہیگا۔ جو قبل از جنگ جاری تھا۔ جبتک کہ کوئی جدید عہدنامہ طے نہ ہوجائے اور اس کا اجرا نہ ہوجائے۔ قسطنطنیہ ۴ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء

فصل بست و چہارم

محاربہ کے خالص نتائج

بقول جرمن مورخ محاربہ روم و یونان سے آخر الذکر بالکل بگڑ گیا ہے۔ جب اسمیں اور زیادہ سکت نہ رہ گئی تو ہانکی گورنمنٹ
نے تمہیدی شرائط لازمہ کو پورا کر کے اتحاد یورپ سے ثالثی و مداخلت کی التجا کی۔ اور دول نے ازراہ ترحم اس درخواست کو منظور
کر لیا۔ امید ہے کہ یونانی اس شفقت و احسان کو جلد فراموش نہ کرینگے اور جزیرہ نما بلقان میں کم از کم کچھ عرصہ تک پھر خونریزی
نہ ہونے پائیگی۔ جدید صلح سے یقین ہے کہ یونانی مسئلہ پالٹیکس کے میدان سے بالکل مفقود ہو گیا ہے۔ مسئلہ کریٹ پر البتہ دول کو ابھی
اور کچھ عرصہ مصروف رہنا پڑیگا۔ کیونکہ وہاں سے یونانیوں کے نکلجانے کے بعد بھی اس منبع و مخزن فساد و شرارت جزیرہ میں معاملات
کی صورت حال بدستور ویسی ہی ہے۔ اور یہہ تقریباً یقینی امر ہے۔ کہ پیشتر اسکے کہ جزیرہ میں امن قایم ہو مسلمانوں اور عیسائیوں
کے تعلقات باہمی سدھریں۔ اور جدید قانون باقاعدگی کے ساتھہ نافذ العمل ہو۔ یورپین مدبرین کو اس مسئلہ کے حل کرنے میں بہت سی
مشکلات پیش آئینگی۔ ابتدائے تنازعہ سے ہی قانون بین الاقوام یونانیوں کے حق میں نہ تھا۔ کریٹ پر قابض ہو جانیسے وہ صریح نقض
امن کے مجرم ہو گئے تھے۔ اور تھسلی و اپائرس کی سرحد پر اونکی کرتوتوں سے واضح ہو گیا تھا کہ انصاف و معقولیت کو وہ بالائے طاق
رکھ چکے ہیں۔ یونانی بیقاعدہ سپاہیوں نے ترکی علاقہ متواتر یورشیں کر کے ترکی افواج پر پے در پے حملے کئے اور گو یونانی گورنمنٹ
ان رزمیہ واقعات میں کسی طرح سے شریک ہونیسے باضابطہ طور پر انکار کرتی رہی۔ مگر یہہ سب کو معلوم تھا۔ کہ مجاہدین اور
باقاعدہ یونانی فوج میں برابر تعلق موجود رہے تھے کہ بیقاعدہ سپاہیوں کی آخری یورش میں یونانی فوج بھی اونکے ساتھہ شامل
تھی۔ اس حرکت سے یونانی دوسری مرتبہ نقض امن کے مرتکب ہوئے۔ اب ترکی سے زیادہ صبر و شکیب نہ ہو سکا۔ اور اوسنے اعلان جنگ
سے ان اعتدالی کارروائیوں کا جواب دیا۔ اس دوسرے نقض امن کے جواز کو ثابت کرنیکے لئے بھی یونانیوں نے ویسی ہی
پوچ اور بے بنیاد وجوہات پیش کیں جیسی کہ پہلے نقض کے متعلق کی تھیں۔ اول نقض کو معقول و جایز ہونیکے ثبوت میں یہ
دلیل پیش کی کہ قومی و مذہبی ہمدردی اور سختیوں نے یونانیوں کو کریٹ میں مداخلت کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اور دوم کے لئے یہ حجت پیش
کی کہ بروئے معاہدہ برلن مقدونیہ اور اپائرس کے چند علاقے یونان کو دلائے گئے تھے مگر باب عالی نے اونکو نہیں دیا تھا۔ حالانکہ اصل
حقیقت یہہ ہے کہ برلن کانگرس نے ترکی سے یونان کو چند اضلاع دینے کی صرف سفارش کی تھی اور گو ترکی نے یورپ کی
خواہش کی جزوی تعمیل کی تھی۔ لیکن یہہ مسلم امر ہے۔ کہ یونان اس سفارش کی بنا پر کوئی جایز استحقاق یا دعوے قایم
نہیں کر سکتا تھا۔

قانون بین الاقوام کے لحاظ سے ہی شروع سے یونان کا دعوی پوچ نہ تھا۔ بلکہ جلد ہی یہہ بھی ظاہر ہو گیا کہ وہ ترکی کے
بر سر آشتی کیلئے فوجی طاقت بھی بالکل ناکافی رکھتا ہے۔ محض تعداد و شمار ہی کے لحاظ سے ترکی کی فوجی طاقت یونان سے بدرجہا زیادہ
تھی۔ بلکہ یونان نے عملاً کوئی فوجی تیاری بھی ہنوز نہیں کی ہوئی تھی۔ اور اوسکے پاس کوئی قابل ذکر ریزرو فوج موجود نہ تھی۔
برعکس ازیں ترکی نے منتظم فراہمی فوج سے جسکی دوران عمل میں یونانیوں کیطرح کوئی بیہودہ اور مضحکہ خیز شور و غل نہ کیا گیا
ثابت کر دیا۔ کہ وہ اپنی عزایم و ارادوں کو پورا کرنیکے لئے فوجی وسایل کافی رکھتی ہے۔ یونانیوں کی طرح صرف خالی

لا فرنیان اوسکا شعار تھیلیں۔ ٹرکی منتظمین نے فوج کی تمام ضروریات بالکل تیار موقعہ پر فی الفور جمع کر دیں۔ اور سلطنت عثمانیہ کی وسیع قلمرو سے مشغول کارزار فوج کو یہہ طمانیت حاصل تھی۔ کہ لڑائی کے نقصانات کی تلافی کیلئے پیچھے سے برابر تازہ دم فوج پہونچتی رہیگی۔ ترکی فوج ترتیب و نظام میں بھی یونانی فوج سے افضل تھی۔ بلکہ محاربہ کے سریع تصفیہ سے اوسکے سپاہیوں کی اعلے قابلیت اور اوسکے کمانڈروں کے اوصاف جمیلہ اور لیاقت اور فوقیت عظیمہ بھی صاف ظاہر ہو گئی ادہم پاشا اور اوسکے ماتحت جنرلوں نے اپنے آپکو قابل و بالیاقت کمانڈر۔ اور جو کام اونکے سپرد کئے گئے تھے اونکو کرسکنے کی پوری پوری قابل ہونیکا کافی ثبوت دیدیا۔ اور یہہ ثابت ہوگیا کہ اونکے مقابلہ پر یونانی "بہادر" جنکی تعریفوں کے طومار در طومار باندہ دیے گئے تھے۔ بہت ہی ادنی قابلیت کے لوگ تھے۔ شجاعت تحمل و جفاکشی اور نظام و ترتیب میں ترک یونانیوں سے بدرجہا بڑہے ہوے تھے یہہ درست ہے کہ یونانیوں میں جنہوں نے محاربہ آزادی میں قابل تعریف ایثار و جان نثاری دکہائی تھی۔ اب بھی خالص شجاع اور فوجی لحاظ سے قابل آدمی موجود تھے۔ اور بدوران محاربہ اسکا ثبوت کئی منفرد واقعات سے مل گیا۔ لیکن من حیث المجموع یونانی فوج اوس کام کے جسے اوسنے شروع کیا تھا کچھہ بھی قابل نہ ثابت ہوئی۔ اور یہہ صداقت بخوبی واضح ہو گئی۔ کہ موجودہ زمانہ میں حب الوطنی کے جوش پر صرف بندوق کی امداد سے انسان اپنے ملک کے حفاظت کیلئے قابل اعتبار سپاہی نہیں بن سکتا اوسکے لئے اور بھی اوصاف درکار ہیں۔ جو یونانیوں میں موجود نہ تھے۔ چنانچہ ابھی کہیں جمکر مقابلہ نہ ہونے پایا تھا۔ کہ لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ملونا سے لیکر ڈوموکوس کے معرکہ تک سب موقعوں پر ٹرکی فوج نے ثابت کر دیا کہ وہ ہر امر میں یونانیوں سے بہت ہی اعلے و برتر ہے۔ یہہ رائے سب منصف مزاج دور اندیشوں نے پہلے سے ہی مفتوحین کو بتادی تھی۔ لیکن یونانی ایسے سرمست اور مدہوش ہو رہے تھے کہ انہوں نے اس رائے کی صداقت کو تسلیم نکیا۔ اور طبعی سرمستی کے علاوہ کئی[1] فضول امیدوں اور توقعوں پر تکیہ کئے رہے۔

یہ امر خاصکر قابل افسوس ہے کہ متوقعہ کامیابی میں ناکام رہنے پر وہ کچھہ ایسے بوکہلا گئے۔ کہ خود اپنے شاہی خاندان کے بھی دشمن ہو گئے۔ اس سے یورپ والوں کو جو تہوڑی بہت ابھی تک اونسے ہمدردی باقی تھی وہ بھی جاتی رہی[2]۔ یہہ درست ہے کہ اس کمینہ برافروختگی کا الزام بہت کچھہ یونانی مجلس وزراء پر وارد ہوتا ہے۔ جسنے محاربہ سے پیشتر کے واقعات کے دوران میں ہی شتر مرغانہ خودستائی تعلی و شیخی بازی اور دروغ سے اور محاربہ کے دوران میں فرضی فتوحات کی مضحکہ خیز خبریں شائع اور پے در پے شکستوں کے باوجود قابل نفرین ضد اور اصرار سے بازنہ آنیسے عالمگیر اور ناقابل رشک شہرت بد حاصل کرلی تھی تاہم اسمیں کوئی کلام نہیں کہ عوام نے بھی کچھہ کم سفاہت کا اظہار نکیا۔ اونکے طریق عمل سے ظاہر ہو گیا کہ وہ قومی وجاہت اور وقار سے بالکل معرا ہیں۔ ان سب باتونکا یہ نتیجہ ہوا کہ صرف

---

[1] یعنی دیگر عیسائی ریاستوں کی شمولیت وغیرہ پر۔

[2] جرمن مورخ کی کتاب کا انگریزی مترجم اس سے اختلاف کرکے لکھتا ہے۔ کہ "یہہ درست نہیں۔ بہرحال انگریزوں کو یونانیوں سے بدستور ہمدردی رہی حتی کہ جن انگریزوں کو یونانیوں سے محبت نہ تھی وہ بھی اسوجہہ سے ترکوں کے کوئی دوست نہ ہوئے۔"

کمال ذلت و خواری اوٹھا بیٹھنے سے ہی یونان کامل تباہی اور بربادی سے بچ سکا۔

گذشتہ چند ماہ کے واقعات کا خالص نتیجہ یونان کے حق میں نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ اور یہ واضح ہو گیا ہے کہ بلاد مشرق میں جس نمو کو حاصل کرنیکی اوسے تمنا ہے اوسکے لئے اوسکے پاس جسمانی یا اخلاقی کسیطرح کی طاقت موجود نہیں ہے۔ اس مہیب شکست سے اوسکی مادی خوشحالی کو ہی نہیں بلکہ قوم کی امنگوں کو بھی ایسا کاری زخم پہونچا ہے جس سے وہ بآسانی شفایاب نہیں ہو سکیگی۔ یونان نے اپنی ملکی کائنات ایک ہی پانسہ پر لگادی اور اپنی نادانی سے بازی ہار دی۔ اس ننھی سی ریاست کا ایسے صدمہ عظیم کے بعد بھی موجود رہنا صرف اوسی یورپ کی مہربانی سے ہے جسکے فرمانرواؤں کو وہ عرصہ دراز سے ملعون و مطعون کرتی رہی تھی۔

محاربہ سے یونان کو جو نقصان پہونچے اونکی نسبت وہ نتائج جو ٹرکی کی طاقت کے اندازہ کے وقت اب خواہ مخواہ پیش نظر رکھنے چاہینگے بہت زیادہ اہم ہیں۔ ٹرکی نے اب یہہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ بھی ایک فوجی طاقت ہے جسکو کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا سلطان المعظم کو اس محاربہ میں اپنی رعیت کے مذہبی جوش اور حب الوطنی کیطرف رجوع کرنیکی کوئی احتیاج نہ ہوئی۔ ٹرکی نے زائد یا غیر معمولی جد و جہد کے بغیر بیشمار اور کامل تیار فوج میدان جنگ میں پہونچا دی۔ ایسی فوج جس میں کل ہم باقاعدہ سپاہ تھی۔ اور جس کا نظام ایسا قابل تعریف تھا کہ کسی زیادتی یا جبر و ستم کا ارتکاب نہ ہوا۔

ترکوں نے ہر قسم کی بدعنوانی اور زیادتی کی بڑی سختی سے سزا دی۔ دو سپاہیوں نے ایک مکان کو آگ لگائی جو عین ارتکاب جرم کی حالت میں گرفتار ہوگئے۔ اونکی تجویز کورٹ مارشل کے ذریعہ کیگئی جسنے اونکو موت کی سزا دی۔ بعد ازاں یہ سزا قید کی سزا سے بدل دیگئی۔ پلیس اور سپاہیوں کو خفیف سرقہ کی پاداش میں بید کی سزا دیگئی۔ لاریسا کے اکثر یونانیوں نے اپنی قومیت کو چھپانیکے لیئے ٹرکی ٹوپیاں پہن لی تھیں۔ مگر اونکی یہہ پیش بندی فضول تھی۔ کسی ٹرکی سپاہی نے کسی یونانی متنفس کو کوئی اذیت نہ پہونچائی ٹائمیز کے نامہ نگار نے لاریسہ سے حسب ذیل تحریر کیا۔

"ترکوں نے بساعت فتح ایسی اعتدال پسندی باانتظامی اور خوش اطواری ظاہر کی جسکی میں کوئی تعریف نہیں کر سکتا اوسے دیکھکر مجھہ پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اونکی وضع و انداز اور چال ڈھال سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ ٹرکی میں تہذیب کی بہت ترقی ہوگئی ہے اور جسکے برعکس یونان میں شجاعت اور نظام و ترتیب بہت کم ہوگئی ہیں۔" اور بہت سے لوگوں نے بھی اسی مضمون کی شہادتیں دی ہیں۔

اس محاربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ ٹرکی فوج کے کمانڈر قابل و ترتیب یافتہ اور سپاہی بہادر و جفاکش ہیں۔ خوب گہتی ہوئی اور باسلیقہ صفوں میں آگے بڑھنے اور فوج عقب کی حفاظت کا ہر موقعہ پر باحتیاط انتظام کیا جاتا۔ ان قابل تعریف اوصاف اور تدابیر سے عساکر عثمانیہ نے اس درجہ تک کام لیا جو واقعی عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانیکے قابل تھا۔ اور یہہ امر فوج مذکور کے جرمن اتالیقوں کے لئے کچھہ کم فخر کا باعث نہیں۔ اگرچہ ترکوں کی فوجی قابلیت پہلے بھی دنیا سے مخفی نہ تھی۔ لیکن پھر بھی وہ ٹرکی کو بیقاعدہ اور ناتربیت یافتہ مجاہدین کے کسی دستہ کو طلب کرنیکے بغیر ہی اسقدر فوج عظیم میدان جنگ میں

پہنچنے کے قابل دیکھکر حیران سی رہگئی - جہاں تک ٹرکی کا تعلق ہی محاربہ سی یہہ نتیجہ برآمد ہوا ہی کہ باسفرس کا "مرد بیمار" فوجی لحاظ سے خاصہ شہ زور اور خوب توانا و مضبوط ہو گیا ہے - دونو فریقوں کی فوجی کارروائیوں کی متعلق یہہ کہنا غلط نہوگا - کہ ترکی جنرل خوب سوچ سمجھکر احکام صادر کرتے ہی - غالباً اسی احتیاط کیوجہ سی یونانیوں کے خطوط آمد و رفت کے برخلاف کارروائی نکل گئی - یعنی اونکو سمندر سی بلا تعلق کردینے کی جس سی اونکو بہت مدد ملتی رہی تہی - کوشش نہ کیگئی - ادہم پاشا نے میسرہ کو مضبوط کرکے آگے بڑہنے کے بجائے میمنہ کو پہلے آگے بڑہایا - اور اسوجہ سی اوسے فوجی لحاظ سی کوئی نمایاں فایدہ حاصل نہ ہو سکا - ترکوں کے پاس گو توپیں بیشمار تہیں - مگر بسا اوقات اونہوں نے بہت سی توپیں یکجا جمع کرکے اونسے کام نہ لیا - البتہ اس عزم سے بہی بیشتر کہ یہاں جمکر لڑائی کیجائیگی - وہ ہر موقعہ پر کثیر التعداد فوج جمع کر لیتے رہے -

اپنی فوج کی جدید ترتیب کی طفیل جو جنرل وان ڈر گولز نے کی تہی - ٹرکی نے ایسی عجلت سے فوجیں جمع کر لیں کہ کسیکو ویسی عجلت کی توقع نہ تہی تمام فوجی مبصرین نے اس پہرتی کی بہت تعریف کی - دیدی آغاچ - سالونیکا ریلوی لائن سے جو سال ماقبل میں مکمل ہوئی تہی اسبارہ میں بیش قیمت مدد ملی - اسکی طفیل لگاتار یکی بعد دیگرے بسرعت تمام پلٹن پر پلٹن سرحد کو روانہ کرنا ممکن ہو گیا - مارشل ادہم پاشا کے پاس چند دنوں میں ہی معقول فوج جمع ہو گئی - جسکو جمع ہو جانے پر اوسنے دشمن کے برخلاف پیشقدمی شروع کردی - اور دوموکوس کے فتح کرنے کے وقت تک جسکے بعد التوای جنگ سے لڑائی عارضی طور پر ملتوی ہو گئی - فتح پر فتح پاتا اور یونانیوں کو اپنے سامنے سے دہکیلتا ہوا آگے بڑہتا گیا - ان فتوحات سے عثمانیوں میں جو پیشتر ازیں کسیقدر منجمد اور لاپرواہ سے ہو رہے تھے - قوم کی شان و شوکت اور طاقت کو بڑہانیکا روز افزوں عالمگیر جوش پیدا ہو گیا - [1]

---

[1] اس عام جوش کے متعلق رائیٹر ایجنسی کے نامہ نگار نے دسمبر ۱۸۹۷ء میں بعنوان فتوحات عثمانیہ کا اثر حسب ذیل مضمون ارسال کیا -

کچھہ عرصہ سے ایشیا کے تمام مسلمانوں میں ایک بے چینی ہوئی ہی ترکی و یونان کی لڑائی کے بعد اس جوش کا ظہور ہوا تمام اسلامی دنیا کے روبرو اس جنگ کے نتایج بہت مبالغہ کے ساتھہ پیش کئے گئے - مثلاً ایشیا کے بڑی بازاروں میں یہہ خبر مشہور ہوئی کہ امیر المؤمنین نے یونان کی بڑی سلطنت کے ساتھہ جنگ کی اور اوسکو فتح کر لیا - کل ممالک یورپ نے دست بستہ خلیفہ کو مدد دینے کا وعدہ کیا - کیونکہ وہ خلیفہ کی بہت تعظیم کرتے ہیں مگر اونہوں نے اونکی اعانت قبول کرنے سے انکار کیا - کیونکہ اونکی یہہ خواہش تہی کہ یونان سے تنہا جنگ کیجائے - اور صرف اسبات پر راضی ہوئے کہ کریٹ کے چہوٹے سے جزیرہ میں تہوڑی سی یورپین فوج رہنے پائے - وسط ایشیا کے ممالک میں دور دور تک ان اقوام میں اس بڑی فتح کی خبر پہیلی جنکے کان کبہی پولیٹکل واقعات سے آشنا بہی نہوتے تہے - اور جو ریگستان کے خیموں میں رہاکرتے تہے ملاؤں اور دیگر مسلمان سیاحوں نے اس بڑی فتح کا حال دور دور ویران مسلمانوں تک پہنچایا - اونہوں نے صرف یقین نہیں کیا - بلکہ اس خبر کی اور زیادہ اشاعت کی یہانتک کہ ایک کو سو کے ہزار کو لاکہ کر دیا گئے - اور اسطرح سے ٹرکی اور سلطان کی نیک نامی مشرق میں

فوج کا منفقد حصہ یعنی انفنٹری ازسرتاپا ایسے آدمیوں سے مشتمل تھی کہ اونسے بہتر اس کام کے لئے دنیا بھر میں آدمی موجود نہیں - سفید ٹوپی والے البانویوں نے خاص امتیاز حاصل کیا - مگر انکو قابو میں رکھنا آسان نہیں وہ کسی قسم کی پابندی اور نگرانی کو مطلق گوارا نہیں کرتے - اگر افسر ثابت قدم اور دلیر ہوں تو ترکی سپاہی کے قدم کبھی لغزش نہیں کھاتے - اور وہ آنکھیں موندکر احکام کی تعمیل کرتا ہے جس بہادری جس استقلال و عزم مردانہ اور جس خاموشی کے ساتھہ وہ حملہ کر لئے آگے بڑھتا ہے - اوسکی کوئی تعریف نہیں ہو سکتی - الغرض اگر ٹرکی میں ویسی ہی فوجی تربیت ہو جیسی کہ یورپین افواج کی کیجاتی ہے - تو اونکا مقابلہ بیشک ناممکن ہو جائے - دشمن کی آتشبازی کی زد میں باانتظام اور ثابت قدم رہنے کے متعلق انکی تربیت کافی نہیں - مگر یہہ سپاہیوں کا قصور نہیں - بلکہ اونکے افسروں کی ناقص تعلیم کا - جنہیں کافی جدت اور مستعدی کرنیکا وصف نہیں - فوج توپخانہ کے گھوڑے عمدہ اور باتریوں کے کمانڈر ہوشیار اور مستعد تھے - افسران توپخانہ میں دو نقص پائے گئے - ایک یہہ کہ بعض اوقات وہ یہہ انتخاب صحیح نکر سکے کہ اسوقت کس قسم کے گولے چلانے مناسب ہونگے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ بحث کے رہی روز بروز بڑھتی گئی - اور روس و انگلستان کا نام گھٹتا گیا - یہہ ہی سبب ہے کہ ہندوستان کی سرحد پر فساد ہوا - اور یہہ ہی سبب ہے کہ روس کو بھی خوف پیدا ہوا کہ صوبہ قاف میں کچھ تعجب نہیں جو بغاوت پھوٹ پڑے کیونکہ وہاں بکثرت جوش پھیل رہا ہے اوس ملک میں جو کچھہ رہزنیوں کی کہانیاں بیان کی جاتی ہیں - اون سب کی اصل ملکی اور مذہبی جوش ہے - چونکہ وہاں کا گورنر جنرل پرنس نائیف بیمار رہتا ہے - اس سبب سے وہاں کے انتظامات میں بہت غفلت اور خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں اور انہی بد انتظامیوں کی وجہ سے ملک میں سخت ناراضگی پیدا ہو گئی ہے - اور اس ناراضگی کے جوش کو مذکورہ بالا مذہبی خیالات سے ترقی ہوتی جاتی ہے - یہہ لوگ جنکو رہزن کہا جاتا ہے آجکل عمال پولیس وڈاک و محصولات و دیگر عمال گورنمنٹ پر حملہ کیا کرتے ہیں - علاوہ بریں مشرقی یورپ کے جدید واقعات کے اثر سے صوبہ قاف میں وہ بات نظر آتی ہیں جو پہلے کبھی نہ دیکھی تھی یعنی کہ گرجستان والوں کو ارمنیوں کیطرف سے عداوت ہو گئی ہے - صوبہ قاف میں بغاوت کا خوف اسقدر عظیم ہے کہ وہاں کے مختلف گورنروں کو سال نو پر جمع کیا جائیگا - اور ایک مشترکہ کارروائی اس غرض سے کیجائیگی کہ باشندگان ملک کی ناراضگی فرو ہو اور انتظام کی مسلمہ خرابیوں کی اصلاح کیجائے اس سے آگے مشرق کیطرف کے باشندوں کی نسبت خیال ہے کہ سنیوں اور شیعوں نے بالفعل اپنی قدیم دشمنی کو ترک کر دیا ہے اور وہ صاف صاف کہتے ہیں کہ ہم آخر مسلمان ہیں - اور خلیفہ ہمارا سب کا سردار ہے - غرض کہ ہر جگہ اسلامی دنیا میں لوگ یکایک جاگ اوٹھے ہیں - اور تھوڑا سا بہانہ اسباب کے لئے کافی ہو جائیگا - کہ قاف اور وسط ایشیا میں روسیوں کو انہیں مشکلات سے روبکار ہو جیسا کہ ہندوستان کی سرحد پر برٹش گورنمنٹ کو ہو رہا ہے - جو سیاح حال میں روسی ایشیا سے واپس آئے ہیں - انکا بیان ہے کہ ہمنے مسلمانوں میں غیر معمولی جوش پھیلا ہوا دیکھا ہے جو کہ ٹرکی اور یونان کی جنگ سے پہلے موجود نہ تھا - یہہ امید کیجاتی ہے کہ جب جنرل کیپر ویاکن ترکستان کے گورنر جنرل مقرر کئے جائینگے - تو وہ ترکستان کے مسلمانوں کے ساتھہ زیادہ سخت برتاؤ ظاہر کرینگے بہ نسبت موجودہ گورنر جنرل بیرن ورسکی کے برتاؤ کے جنکی کارروائی کمزور ہے -

دوسرے یہ کہ مسافت کا اندازہ اور نشانہ کو قایم کرنے میں عموماً اونسے غلطی ہو جاتی ہی - ترکی فوج سوار انکی گہوڑی خوب مضبوط اور جفاکش تھے اور افسر نہایت دلیر اور مستقل مزاج - بعض بعض گہوڑوں اور آدمیوں میں کچھہ نقص تھے مگر کامل العیار شہ سواری سے اونکی پوری پوری تلافی ہو گئی تھی - تمام قابل مبصرین کی رائے ہے کہ کیولری ڈویزن کو اگر نسبتاً زیادہ استعمال میں لایا جاتا تو اسکے لئے بہت اچھا ہوتا - سواروں کو پیشتر کی نسبت باہم زیادہ پیوستہ اور خوب کندہے سے کندہا ملاکر کام کرنے کا ڈہب آجاتا - اور افسر اونسے پہلے کی نسبت زیادہ عمدگی سے کام لینے کے قابل ہو جاتے۔

معاون محکمے جیسا کہ عام معلوم ہے ویسے وسیع نہ تھے جیسے کہ یورپین افواج میں ہوتے ہیں - ان صیغوں میں سے صرف میدانی ٹیلیگراف سے سپاہ کو میدان کارزار میں مدد ملی - اور وہ بھی زیادہ تر فقط ہیڈ کوارٹر کو فوج کے بارکش مویشی اور ملازموں کی تعداد گو بیشمار تھی - لیکن تسلی کے زرخیز میدان میں اونکے لئے کافی چارہ اور خوراک موجود تھی - لاریسا - وولو ریلوے لاین سے بھی بہت کام لیا گیا - مگر ٹرینوں کی رفتار جو بڑی بڑی لمبی ہوتیں بہت سست تھی - الاصونا کے جنوب میں میدانی ڈاک کا انتظام بیقاعدہ اور ناقص تھا خطوط وغیرہ کا ملنا یقینی نہ تھا۔

یونانی کمانڈروں کی تمام کارروائیاں اس ایک مدعا کے تابع تھیں کہ جسطرح ہو وقت ملے - اس بارہ میں انکو ترکوں کی باتوقف اور مذبذبانہ پیشقدمی سے بہت مدد ملی - یونانی فوج میں انتظام اور رسد رسانی کے متعلق باقاعدگی کا نام ونشان نہ پایا جاتا تھا - یونانی ناقابل الفہم فوجی چال پر عامل ہوکر نہایت مستحکم موقعوں کو خالی کر گئے - اور اپنے قاعدة الجیش اور جہازوں کیطرف پیچھے ہٹ گئے - یہ فیصلہ ابھی نہیں کیا جاسکتا کہ آیا یونانیوں نے اپنی کمزور فوج کو مختلف سمتوں میں منقسم کر دینے سے عقلمندی کا کام کیا تھا - یا بیوقوفی کا - غنیم کی فوج کو متعدد حصوں میں تقسیم کرانے کے لئے قصبات ترسکالہ - لاریسا - فرسالہ اور دومیٹو کا قبضہ میں رہنا غالباً ضروری تھا مزید برآں ان مقامات کو اس لحاظ سے بھی کہ انمیں رسد و سامان حرب کی وافر مقدارین جمع تھیں - ایسی جلدی سے دشمن کے قبضہ میں نہیں جانے دینا چاہئے تہا - یونانیوں نے واپسی کیوقت تقریباً کہیں بھی ٹیلیگراف کو نہ توڑا - جس سے انکی انتہا حماقت اور معاملات حربیہ کی کمالِ ناواقفیت واضح ہو رہی ہے - لاریسا فرسالا - اور ڈوموکوس میں بہ کثرت توپوں کے گولہ بارود کے عظیم گودام پیچھے چھوڑ گئے - ویلیسٹینو میں انہوں نے چند وزنی توپیں بڑی مشکلوں سے ایک چوٹی پر جہانسے دور تک مار ہو سکتی تھی پہونچا دیئں - مگر دو دن کی لگاتار لڑائی میں انسے ایک گولہ بھی نہ چلایا - پھر واپسی کیوقت اونکو بعجلت چوٹی سے نیچے اتارا - اور وولو لیجاکر اونہیں وہاں کی خلیج میں غرق کر دیا [1] - علاوہ بریں یونانیوں نے ترکوں کی پیشقدمی کو روکنے کے لئے مطلقاً کوئی کارروائی نہ کی - انہوں نے کسی پل کو نہ توڑا - اور نہ کہیں کوئی روک کھڑی کی -

اجنبی فوجی شاہد جو یونانیوں کے ہیڈ کوارٹر کے ساتھ تھے - اس امر کا اعتراف کرتے ہیں - کہ یونانیوں نے مستحکم موقعوں کی بنا میں توپوں سے بہت عمدہ اور قابل تعریف لیاقت سے کام لیا - نشانہ اندازی - توپوں کی بہترین مسافتوں کا اندازہ کرنے اور مناسب قسم کے گولوں کو استعمال میں یونانی توپچی خوب ماہر نظر آئے -

[1] ترکوں نے بعد میں ان توپوں کو سمندر سے نکال لیا تھا -

یونانی کیولری نے جسمیں صرف بارہ رسالی تہے۔ لڑائی میں بہت کم کام دیا۔ اوسکی بڑی کارگذاری یہہ تہی کہ اوسنے دو نامہ[1] نگاروںکو گرفتار کیا۔ سوار گہوڑوں پر بلاتکلف نہیں بیٹہہ سکتے تھے۔ اور نہ صف بستہ ہوکر چل سکتے تھے۔ اس فوجمیں نظام شاید بالکل ہی ندارد تہا۔ کیونکہ لاریسا اور فرسالہ کو جاتے وقت سواروں نے اپنا کل وزنی ساز و سامان سڑک پر پھینکدیا تہا۔ تاکہ سفر بسرعت طے ہوسکے۔ مستحکم مقاموں کی پناہ میں یونانی انفنٹری خاصی شجاعت سے لڑی۔ مگر جب اوسی پناہ سے نکلکر دشمن پر حملہ کرنیکا حکم دیا جاتا تو بسا اوقات سپاہیوں کے ہاتہہ پاؤں پہول جاتی اسکے ذمہ دار ایک حدتک افسر تھے۔ اس فوج کا نظام بھی عموماً بگڑ جاتا رہا۔ اور ایسی فوج میں جو مراجعتوں کے سوا اور کسی چیز سے واقف ہی نہ ہو۔ ایسا ہونا کوئی تعجب خیز امر نہ تھا۔

اویزونی یعنے کوہستانی سکبار پیدل بلاشبہ فوج کی بہترین سپاہی تھی۔ فوج نظام جسمیں زیادہ تر صرف شہری و دیہاتی مزدور بھرتی تہے فوجی تربیت سے عملاً محض ناآشنا تھی۔ اور سپاہیوں میں باہمی برادری و اخوت و رفاقت کا تعلق بالکل عنقا تہا افسر جو تعداد میں بھی چنداں زیادہ نہ تھے۔ سپاہیوں پر بالکل خفیف اقتدار رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنے منصب کے فرائض سے تقریباً ناواقف تھے۔ اور بدوران خدمت بہی کوئی تربیت نہ پائی تھی۔ یا بہت ہی کم پائی تھی اور اسلیے سپاہی اونسے اور بالخصوص اعلے افسروں سے بہت ناراض اور بیدل ہوگئے تھے۔ یہہ امر عام معلوم ہے کہ گرتنہ و والی کی لڑائی میں ایک اعلے افسر نے بہی میدان جنگ میں اپنی شکل نہ دکہلائی۔ جبتک لڑائی شروع نہ ہوئی۔ کبھی کوئی لفٹنٹ کرنیل اور کبھی کوئی میجر ممبران پارلیمنٹ کے آیندہ انتخاب کے موقعہ پر جو عنقریب ہونیوالا تہا کام لینے کی غرض سے ہردلعزیزی حاصل کرنے کے لیے سپاہیوں کے پاس چلا جاتا۔ مگر جونہی کہ آتشبازی شروع ہوئی۔ وہ اسطرح سے غایب ہوگئے جیسے گدہے کے سر سے سینگ۔ دن میں سو سو مرتبہ احکام صادر ہوتے اور ہر حکم پہلے سے متضاد ہوتا۔ پانچویں رجمنٹ کی ایک کمپنی کو جو حکم ملا وہ نہایت ہی عجیب تہا۔ اس کمپنی کو ایک سالم ترکی رجمنٹ کے مقابلہ پر جو مقام ماتی وڈوس ایک خوب مستحکم اور مورچہ بند موقعہ پر کہڑی تہی۔ جب تک ایک آدمی بہی زندہ ہے قایم رہنے کا حکم دیا گیا۔ مگر کمپنی مذکور نے جب دیکھا کہ ترکوںکی کثیر التعداد جمعیت کے مقابلہ وہ بالکل غیر محفوظ ہے۔ اور مراجعت کے وقت ترک تعاقب کرکے اوسکا قلع قمع کردینگے تو اوسنے کمانڈر انچیف سے خاص قاصد بہیجکر درخواست کی کہ پسپائی کے وقت دستہ عقب کی حفاظت کیلیے سرنگ تیار کرچھوڑنے کی تجویز کیگئی ہے اوسکے لیے بارود کی مطلوبہ مقدار اور ایک برقی آلہ عنایت فرمایا جائے۔ جواب ملا کہ یہ آلہ بہت قیمتی ہے اور سو ایک ہزار درہم (چالیس پونڈ۔ چہہ سو روپیہ) خرچ آئے تھے۔ ایسا قیمتی آلہ کمپنی کے حوالہ نہیں کیا جاسکتا۔ کہ کہیں خراب نکردے۔ یونانی افسروں نے کسی جگہ اپنے سپاہیوں کو باقاعدہ مورچے اور خندقیں نہ بنانے دیں۔ سب سے بدتر نظیر گرتنہ والی کی لڑائی میں جو ۲۵ گہنٹہ ہوتی رہی ایک رجمنٹ کے کمانڈر نے قایم کی۔ یہہ شجاع زمانہ اپنی چار ہزار فوج کو اوسکے حال پر چہوڑکر ایک تارگھر میں بیٹھ رہا اور گولیوں کی لگاتار بارش سے محفوظ و مصئون دفتر مذکور میں بیٹھا ہوا چار و ناچار کمک کی درخواستیں بہیجنے کے نہایت ضروری کام کو سرانجام دیتا رہا۔ یونانی فوج کے معاون محکموں کی حالت بہت ابتر تہی۔ صرف سامان حرب کے پہونچانے کے لیے بارکش جانوروں کے ذریعہ

[1] اسکا ذکر سر اشمیڈ کرچکے ہیں۔

کسیقدر انتظام کیا گیا ہوا تھا - رسد رسانی کا انتظام لاریسہ کی مراجعت کی بعد عموماً تہ و بالا ہو جاتا رہا - انجینیر تعداد میں بہت ہی تھوڑے تھے اور کسیطرح اپنے فرائض منصبی کو سرانجام میں پوری نہیں اتر سکتے تھے - کل میدانی سلسلہ ٹیلیگراف صرف ایک تار کا تھا - جسکی کبھی جنرل سٹاف سے ہی مخلصی نہ ہوتی تھی - میدانی ڈاک کی نسبت یہہ قیاس کر لو یا اوسکا انتظام سرے سے تھا ہی نہیں میدانی شفاخانوں کا کام یونان کی صلیب احمر کے ڈاکٹر اور خدام سرانجام دیتے تھے - انکی مدد کو جرمنی سے بھی ایک فوجی شفاخانہ پہونچ گیا تھا جسمیں دو ڈاکٹر پانچ تیمار دار عورتیں اور دو ہاسپٹل اسسٹنٹ تھے -

حاجیا مارینا میں یونانی اخبار کرد لوس کی نامہ نگار نے شاہزادہ ولیعہد سے ملاقات کی - اُس سے شہزادہ نے جو گفتگو کی - اوس سے یونانی فوج اور ہیڈ کوارٹر کی خیالات بخوبی منکشف ہو رہے ہیں - کئی دوسرے معاملات پر بھی جو پہلے تاریکی میں تھے اس سے روشنی پڑ گئی - اُسکا ماحصل حسب ذیل تہا - "یونانی فوج کو اسلئے شکست ہوئی ہے کہ اوسمیں نظام و ترتیب بالکل مفقود ہے اسی لئے میں لڑائی کرتے جانیکا مخالف تہا - ہمکو یہہ امید ہرگز نہ تھی کہ لڑائی ضرور ہو جائیگی - میں تمسے صاف صاف بلاتامل تسلیم کرتا ہوں کہ جب میں انتھنز سے تھسلی کو روانہ ہوا تھا - تو مجھے لڑائی کا ہرگز یقین نہ تہا - تاہم ان بیس دنوں میں جو اعلان جنگ سے ماقبل میں نے فوج میں بسر کئے - فوج کو حتے الامکان محاربہ کے قابل بنانیکے لئے سر توڑ کوشش کی - نیز روس کی فتح ہو جانے پر ہمارے لئے پیچھے ہٹ جانا لازمی ہو گیا - اگر ہم ایسا نکرتے تو چہار طرفہ غنیم سے گہر جانیکا اندیشہ تہا - وہ تازہ دم کمکوں سے ہر وقت اپنی صفوں کو مکمل رکھ سکتا تھا - برعکس ازیں ہمارے پاس ریزرو فوج کے آدمی بھی مقتولین و مجروحین کی جگہ لینیکو کے نہ تھے - لاریسا پر قابض رہنا نا ممکن ہو گیا تہا - اگر ہم اُسپر متصرف رہتے - تو ہمارا وہی حشر ہوتا - جو سیدان میں فرانسیسیوں کا ہوا تہا - صرف اتنا فرق پڑتا کہ فرانسیسیوں کی عزت اوس تباہی کے باوجود بھی برقرار رہی تہی - ہماری عزت پر بھی پانی پھر جاتا " شہر اس قابل نہ تہا کہ ہم اوسے دشمن سے محفوظ رکھ سکتے اور بلا شرط ہتھیار ڈالدینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہجاتا - مزید براں شہر کو قبضہ میں رکھنیکی کوشش فضول بہی تہی - کیونکہ خواہ ہم لاریسا تک ٹہرے ہوتے - تاہم آخر دشمن کی کثیر التعداد فوج کے سامنے پیچھے ہٹنا پڑتا - مجھے تو آدمیوں کی اسقدر اشد ضرورت تھی اور دوسرے انتھنز ایسے آدمیوں سے لبریز و معمور ہو رہا تہا - جنکو فوجی خدمت سے معاف کر دیا گیا ہوا تہا - منفرداً سپاہی خوب لڑے - مگر ایک مہینہ میں آدمیوں کو قابل سپاہی بنا سکنا بالکل نا ممکن ہے - ہمارے اعلے افسروں کو بریگیڈوں کی کمان کی ڈھب سیکھنے کے کب موقعے ملے تھے - اور خود مجھے ایک سالم فوج کی کمان کیلئے جو تجربہ اور قابلیت ضروری ہے کہاں حاصل کی تہی اور کسطرح حاصل کر سکتا تہا - اس عالم نا قابلیت کی وجہ سے ہی مجھے ایک میجر کو اوسکی پلٹن کی کمان سے برطرف کرنا پڑا - وہ اس بارہ میں بالکل نالائق ثابت ہوا - مگر اور سب باتوں میں بڑا قابل شخص تہا - نظام کا یہہ عالم تہا کہ وہ بکلیتہ عنقا تہا - میں فوجی قانون جاری کرنا چاہا - مگر معلوم ہوا کہ ایسا کرنا قوانین ملک کی خلاف ہے - یونانی بیشک بڑی عمدہ قوم ہیں - کیونکہ ان تمام مصائب کے باوصف جو فوج نے برداشت کیں اور کر رہی ہے - سپاہی فوج سے مفرور نہیں ہوئے - حالانکہ اونکو حاضر باش رہنے پر مجبور کرنیکے لئے ہمارے پاس کوئی قانونی ذریعہ نہیں - بیڑہ سے مدد بہت تھوڑی ملی - مجھے پہلے سے ہی کوئی بڑی توقع نہ تہی - ترکی شہروں پر گولہ باری کرنا سہل کام نہ تہا - تو پہر کیا وہ کچھ کام نہ کرے؟ الزام سے بچنے کے لئے کسی یونانی شہر پر گولہ باری کرتا

اکثر اعتراض کرتے ہیں کہ اونسے سالونیکا کو کیوں فتح نکرلیا - مگر ہم اوسے فتح کرنے کے لئے فوج کہاں سے لاتے - اور کس فوج کو خشکی پر اُتارتے - علاوہ بریں اگر یونانی بیڑہ سالونیکا پر گولہ باری کی ہوتی تو کیا پھر کبھی دول یورپ یالیٹ بنا سنتلو کرتیں؟ ہم چند جزایر کو ٹھیک فتح کرسکتے تھے - مگر اس سے کچھ فایدہ نہ نکلتا - عام لوگوں کا خیال ہے کہ ہمیں التوائے جنگ سے فایدہ اُٹھا کر ترکوں کو پیچھے ہٹا دینے کے لئے مطلوبہ تیاریاں کرلینی چاہئیں - ایسا کرسکنا بالکل ناممکن ہے - ہمارا بھی وہی انجام ہوگا جو سیدان کے بعد فرنچ وزیر ودربگیٹا کا ہوا تھا - جو لوگ لڑائی کو جاری رکھنے کیلئے اسقدر شور وغل برپا کر رہے ہیں - اونکو بعیدی چوکیوں کی خدمت پر لگا دینا چاہئیے - پھر اونہیں معلوم ہو جائیگا کہ لڑائی کیا چیز ہے - ہمیں صلح ہوتے ہی فوج کی درستی و ترتیب کا کام نہایت احتیاط اور سرگرمی سے شروع کردینا واجب ہے اور یہ نہایت ضروری ہے کہ فوجی افسروں کو آیندہ پالٹیکس میں کچھہ دخل نہ رکھنے دیا جاوے اور پارلیمنٹ کی ممبری اونکے لئے ناجایز قرار دیجاوے - سرحد کی درستی سے ٹرکی کو جو فوائد حاصل ہو گئے ہیں - اونکے جواب میں ہمیں نئی سرحد کے برابر برابر خوب مستحکم مورچے اور گڑھیاں تیار کرلی چاہئیں یونانی اخبارات نے لکھا ہے کہ ترکوں کے چلے جانے کے بعد جو فوج تھسلی پر قابض ہوگی - ہمنے اوسکی کمان لینے سے انکار کردیا ہے یہ خبر بالکل غلط ہے کیونکہ انکار تو در کنار مجھسے اس امر کی ابتک درخواست ہی نہیں کیگئی - قوم کو فوج کے افسروں سے ایسی بدظنی ہو گئی ہے کہ اکثر کریٹی باشندوں نے ڈاکٹر کالو کے پاس جاکر اوس سے دریافت کیا کہ آیا جنرل ماروماکالیس نے فی الحقیقت گولی سے زخمی ہوا تھا یا کہ محاربہ کے مزید خطرات سے بچنے کے لئے اوسنے اپنے ہاتھ سے زخم لگا لیا تھا" - ممالک غیر کے اون فوجی افسروں کی تحریروں سے جو میدان جنگ میں موجود تھے یہ رائے قایم ہوتی ہے کہ ترکی سپاہیوں نے اپنی جفا کشی و تحمل - اپنی سادہ طرز معاشرت و پارسائی - بہادری و نفس کشی سخت پابندی احکام اور لڑائی کے لئے ہر وقت یکساں تیار رہنے ہی نہیں بلکہ سچ پوچھو تو تمام لڑائی کے میدان میں اپنے جنگی طفیل ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ تمام اجنبی افسر دنگ رہ گئے - ایسے کارنمایاں کسی سپاہی سے تب ہی معرض ظہور میں آسکتے ہیں جبکہ طبعی جنگی قابلیت کے ساتھ سچی حب الوطنی - کامل قومی غیرت وحمیت اور سچا و پرجوش مذہبی اعتقاد و ایمان بھی اوسمیں موجود ہو -

جنرل وان ڈرگولز کا یہ ریمارک موجودہ زمانہ کی ترکی افواج کی نسبت بالکل درست ہے کہ وہ ایسی سپاہ ہے جو جلدی میں بھرتی کیگئی ہو - اسمیں نہایت اعلے قابلیت موجود ہے - اوسکے کمانڈر نہایت قابل اور لایق ہیں اور اوسکا جنرل سٹاف بہت ہی عمدہ اور کثیر التعداد ہے محاربہ کے بعد سلطان المعظم نے جنرل موصوف کو اوسکی خدمات حسنہ کے صلہ میں طبقہ لیاقت کا طلائی تمغہ عنایت کیا - اور مارشل کا منیر پاشا کے معاہدہ ملازمت کی تجدید نہایت ہی مفید شرائط پر کردی - یہ اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ جلالت مآب جرمن اتالیقوں کی خدمات کی کیسی کچھ قدر کرتے ہیں ترکوں کو اپنی اصلاح و ترقی یافتہ فوجی طاقت کو پہلے آہستگی و بتدریج کام میں لانا مناسب ہے - اور اس اثنا میں وہ اپنی سپاہ کی حیرت انگیز مدافعانہ قوتوں سے مناسب و درست موقعہ و محل پر فائدہ اُٹھائیں - شروع شروع میں جارحانہ پہلو پر اونہیں عقلمندی سے کام لیکر صرف چھوٹی چھوٹی کامیابیوں پر قناعت کرتے رہنا اور بڑے بڑے منصوبوں سے محترز رہکر صرف ایسے مقاصد کے حصول کی جو سپاہیوں کی فوری شجاعت سے حاصل ہو سکتی ہوں کوشش کرنا مناسب بلکہ واجب ہے - فوج میں اعلے ترین مراتب پر فایز ہونا - فوج کی ترتیب و درستی کو اور زیادہ مکمل کرنا سپاہ میں پہلی سی فاتحانہ جوش پیدا کرنا جو ابتدائی زمانوں میں ہوا کرتا تھا اور فوج کو فاتحانہ و جارحانہ محاربہ کے قابل

بنانا ایسے کام ہیں۔ جنکو آیندہ نسل پر چھوڑنا چاہیئے۔

اگر پادشاہ عثمانیان کی فوج کو بلا مزاحمت و توقف لگاتار ترقی و اصلاح کے میدان میں بڑہی جانیکا موقعہ ملتا رہا۔ تو وہ مستقبلہ محاربات میں کل عالم کو اپنے کارہاے نمایاں سے حیرت میں ڈالدیگی۔ اور اپنی اوس قدیم شہرت کو جسکی شہادت تاریخ زمانہ کا ہر ایک ورق دے رہا ہے قایم و بحال رکھیگی۔

فصل بست و ششم

رضا پاشا۔ وزیر حرب و سر عسکر افواج شاہانہ عثمانیہ

جرمن افسر لکھتا ہے کہ کتاب کو ختم کرنے سے پیشتر اوس شخص کا ذکر کر دینا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو اگرچہ واقعی محاربہ کارزار میں شریک نہوا۔ اور نہ غنیم کے بالمقابل وہ کسی کمان پر مامور تہا مگر پہر بہی اوس آفرین و ستایش کے حصہ کثیر کا جسے عثمانیہ فوج نے اصلی اور ابتدائی خونریز میدانہاے جنگ میں حاصل کیا جایز طور پر دعوی کر سکتا ہے یہ شخص فوجی معاملات کی ہر صیغہ و محکمہ کا کامل باخبر اور تجربہ کار و ماہر جنرل سر عسکر رضا پاشا ہے۔ اوسنے کیا بلحاظ کمانڈر افواج اور کیا بلحاظ مجدد و مصلح دونو حیثیتوں سے اپنے ملک کی نہایت ہی اعلے و بیش بہا خدمت کی ہے اور اوسکا نام عساکر عثمانیہ کی تازہ ترین ترقی و کارنامہ کے ساتھ ہمیشہ با عزت و احترام وابستہ و مرتبط رہیگا۔

یہ اوسکی مسلسل و لگاتار غور و پرداخت اور محنت و کوشش کا نتیجہ تہا کہ جن افواج کو محاربہ میں شامل ہونیکا حکم دیا گیا تہا۔ وہ ٹہیک وقت پر خوب مکمل و تیار اور سب طرح سے آراستہ و پیراستہ سرحد پر جمع ہوکر بطریق مناسب ڈویژنوں وغیرہ میں مرتب ہوگئیں اور بوقت اجتماع یا بوقت تقسیم و ترتیب کسیطرح کی رکاوٹ یا دقت پیدا نہو سکی۔ کمانوں پر مناسب و قابل آدمیوں کی تعیناتی کا فخر وافر بہی اوسکو حاصل ہے۔ جس کام کے جو آدمی قابل تہا۔ وہی اوسپر مامور کیا گیا۔ وہ چپ چاپ خاموشی سے کام اور خرچ کی غور و پرداخت میں لگا رہتا یا مصروف قسطنطنیہ میں بیٹہا ہوا کل ڈوریاں کو جو مختلف ڈویژنوں کو دار الخلافہ سے ملاتی ہوئی تہیں اپنے ہاتہ میں تہامے ہوے تہا۔ اور اس امر کی سخت احتیاط کے ساتہ نگرانی کر رہا تہا کہ کسی ڈویژن کی طاقت کمزور نہونے پائے۔ مارشل ادہم پاشا کی فوج کی پہلی صفیں سرحد کو عبور کرکے غنیم کے ملک میں داخل ہی ہوئی تہیں کہ اوسنے از روے احتیاطی پاریزرو فوج مفتوحہ علاقہ پر قابض و متصرف ہونے اور بشرط ضرورت بلا درنگ پیشقدمی کرکے صف اولین (یعنے محاربہ کنندہ فوج) سے جا ملنے کیلئے شاہراہوں کی سواقع اتصال پر تیار کہڑی تہی۔

۱۸۶۵ء میں کپتانی کی رتبہ پر فایز ہوے کیوقت تک رضا پاشا مقام قسطنطنیہ شاہی محافظ پلٹنوں میں خدمت کرتے رہے کپتان ہونے کے بعد طلبہ مدرسہ کے فوجی ڈایرکٹر مقرر کئے گئے۔ اس مدرسہ میں جہاں آجکے دن تک انکا نام عزت و محبت سے لیا جاتا ہے چند برس قابل تعریف کام کرنے کے بعد رضا پاشا سالونیکا عسکری کمشنر میں شامل فوج مقرر کئے گئے اور سنہ وار اوسکے بعد ایشیا کو بہیجے گئے کہ خیر نما القلان کی اس شمالمغربی کوہستان کی شورشیں کو جو خاندانی شیعہ جیہہ کرتے ولندیز ابد فوج جمع ہی سے تھوڑی ہی دیر بعد پوسنیا سر ہی کردیا

اور مانٹی نیگرو میں بغاوتیں برپا ہوگئیں۔ ان بغاوتوں اور نیز اوس صعب و دشوار بیقاعدہ پہاڑی جدال و قتال میں جو مانٹی نیگرو کے پہاڑوں اور گہاٹیوں میں ہوا۔ اور ترکوں کو اوس سے بہت تکلیف پہونچی۔ رضا پاشا نے اپنی بہادری و ہوشیاری سے خاص امتیاز حاصل کیا اور کئی موقعوں پر ذاتی بہادری کے بے نظیر جوہر دکہائے۔ پھر اوس بہادرانہ پیشقدمی میں جو زناگورو پر کیگئی شامل ہوکر ترک سوار گندا پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے آخر مقام مذکور تک پہونچ گئے۔ اور اہالی جبل سو کو وہاں کامل شکست دی جس سے کل مانٹی نیگرو پر ترکوں کا قبضہ ہوگیا اور وہاں کی حد مقام "سلنجہ" پر ہلال کا علم بلند کر دیا گیا۔ ان بہادریوں کے صلہ میں رضا لفٹنٹ کرنیل بنا دئے گئے۔

محاربہ روم و روس کے شروع ہوجانے پر ٹرکی کے شمال مغربی حصہ سے جو فوج بحیرہ ایڈریاٹک کے راستہ جزیرہ نما بلقان کے مشرقی حصہ کو بھیجی غنیم سے سخت خطرہ تہا لائی گئی تہی۔ اوسکا لانا رضا پاشا ہی کے سپرد کیا گیا تہا۔ ایسی مہم کی نظیر تاریخ میں تقریباً نایاب ہے فوج جہازوں سے اُترتے ہی سیدہی درشینکا کو بہیجدی گئی تہی۔ جہاں اونہوں نے وہ کارنامے دکہائے جسے زمانہ قیامت تک فراموش نہیں کریگا۔ اس موقع کی شاندار حفاظت پر جسمیں رضا نے کئی مرتبہ شہامت و بسالت کی داد دی سلطان المعظم نہایت خوش ہوئے تہے محاربہ کے بعد جلالتمآب نے رضا کو کرنیل کا رتبہ عطا کر کے ایک رجمنٹ کا کمانڈر مقرر کر دیا۔ اس حیثیت سے پہلے وہ ہرزیگوینا اور پہر لاریسہ اور دولوس میں اور بالآخر اسمد میں ایک دلیفی رجمنٹ کے کمانڈر رہے۔

جب قسطنطنیہ کی محافظ شاہی فوج کے حساب کتاب کے لئے ایک کمیشن قایم ہوا تو اعلے حکام نے جنکو رضا کی مسلمہ دیانت و بڑہی ہوئی مہارت اور انتظامی قابلیت معلوم تہی۔ اوسے اس کمیشن کا پریسیڈنٹ بنایا۔ اس کام سے فارغ ہونے پر وہ ایڈریانوپل میں ایک بریگیڈ کے اور پہر چند برس بعد وہیں ایک ڈویژن کے کمانڈر مقرر کئے گئے۔ سلطان عبد الحمید فوج سے جنکی ذاتی واقفیت بہت وسیع ہے۔ کچھ عرصہ سے رضا سے واقف اور اوسکی غیر معمولی فوجی قابلیت کو مشاہدہ کرتے رہے تہے۔ وہ اوس سے ایسے خوش ہوئے کہ اوسے پہلے یلدز کوشک کی محافظ فوج کا کمانڈر اور پہر محافظ شاہی فوج کی دوم ڈویژن کا کمانڈر اور اپنا ایجوٹنٹ جنرل بنا دیا۔ شاہی اعتبار بہروسہ کا اس سے بڑہکر کوئی ثبوت نہیں ہوسکتا تہا۔ رضا نے یہاں بہی ایسی جان نثاری سے کام کیا۔ کہ جلالتمآب کی نگاہوں میں اوسکی عزت و وقعت اور بہروسہ اعتبار بڑہ گیا۔ حتی کہ اس عہدہ سے ترقی پاکر وزیر صیغہ حرب ہوگیا۔ پادشاہ کے اس مبارک انتخاب کی معقولیت جنگی محاربہ روم و یونان کے واقعات سے بخوبی مبرہن ہوگئی ہے۔

سب سے اول فیلڈ مارشل جنرل رضا پاشا ہی ایسی شاندار فوج کی تیاری و ترتیب کیلئے جیسی کہ وہ فوج تہی جسنے تھسلی و ایپرس میں خدمت کی شکریہ و ستایش کے مستحق ہیں۔ فوج کی اصلاح و درستی میں اونسے بیش بہا مدد ملی۔ اور تھسلی کی فتوحات اوسی تخم کا پہل ہیں جو پاشائے موصوف نے بویا تہا۔ اپنے آقائے نعمت کی وفاداری۔ تابعداری اور ذاتی جان نثاری میں ایسا راسخ القدم ہے کہ بلا مبالغہ کوئی چیز اوسے اس جادہ سے نہیں ہٹا سکتی۔

احمد عاصف پاشا

صیغہ حرب کے انتظامی شعبہ میں وزیر جنگ کا سب سے زبردست معاون و مددگار احمد عاصف پاشا چیف آف سٹاف ہیں۔ [illegible] سٹاف کے [illegible] فوج محافظ شاہی کی [illegible]

میں بعہدہ افسری مامور ہوا۔ پھر کپتان اور فوج الفنٹری کی اتالیق کا نایب بنایا گیا۔ قائم مقام میجر ہونے پر محلہ قاسم پاشا کے مکتب حربیہ کا پرنسپل مقرر ہوا۔ سنہ ۱۸۷۶ء کے محاربہ کے شروع میں دریائے ڈینوب کی فوج میں شامل تھا۔ وہاں سے درہ شپکا کو بھیجا گیا۔ محاربہ کے خاتمہ پر پوری میجر کے رتبہ پر فائز ہوا۔

محاربہ مذکور کے بعد وہ عرصہ دراز تک پہلی پانچویں اردو (دمشق) اور پھر تیسری اردو (مقدونیا) میں اسسٹنٹ رہا۔ سنہ ۱۸۸۵ء میں جنرل سپرنٹنڈنٹ کے دفتر کو تبدیل کر دیا گیا۔ اور وہاں ایک سکشن (حصہ) کا اعلیٰ افسر بنایا گیا۔ اس عہدہ پر کچھ عرصہ مامور رہنے سے وہ اپنی طبعی ذہانت و جودت سے فوج کی تمام ضروریات سے بخوبی واقف ہو گیا۔ سنہ ۱۸۸۶ء میں فوجی کمیشن معائنہ کنندہ کا ممبر ہوا سنہ ۱۸۹۵ء میں جنرل بریگیڈ کے رتبہ پر فائز ہو کر وزارت حربیہ کے دفتر عام نگرانی کا اعلیٰ افسر مقرر ہوا جس عہدہ پر وہ ابتک مامور ہے۔ احمد عاصف پاشا بیشک اس قابل ہے کہ اوسے قابل ترین منتظمین کے ذیل میں شمار کیا جائے۔ مزید برآں بنظر دیانت داری راستبازی او نیز اپنے سے بھی اسے عام شہرت اور نیکنامی حاصل ہو گئی ہے۔ سرکاری معاملات میں وہ کسی کی بیجا رعایت کرنیکا نام نہیں جانتا۔ گذشتہ محاربہ میں اونہوں ایسی مستعدی دکھائی۔ جسکے کل مداح ہیں۔ اور ایسی قابلیت سے احکام جاری کئے کہ اونکی ہی طفیل فوج بسرعت اور خوب مضبوط و آراستہ سرحد پر لگاتار پہونچتی رہی وہ انتظامی معاملات اور نقل و حرکت کے متعلق برسوں سے نہایت جانفشانی کے ساتھ ایسی عمدگی سے تیاریاں کرتا رہا ہے کہ قسطنطنیہ کے بیشمار نامہ نگاران ممالک غیر میں سے ایک شخص بھی کبھی اوسپر کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکا۔

فاتح فوج و افسروں پر نوازشات سلطانی

محاربہ کو ملتوی ہوئے ابھی چند ہفتے ہی ہوئے تھے کہ تمام شریک کارزار افواج کے لئے خاص تمغے تیار ہو کر تھسلی اور اپائرس میں پہونچگئے اور ہر ایک مستحق کو عطا کئے گئے۔ تمام جنیلان ٹموپزان اور سپہ سالار کو بیشے مختلف مدارج اور طبقوں کے نشان مرحمت کئے گئے۔ پھر جولائی سنہ ۹۷ء میں جنرل ادہم پاشا و جنرل ہائے اردو نشاط پاشا۔ خیری پاشا۔ حمدی پاشا۔ حقی پاشا۔ ممدوح پاشا۔ عمر پاشا رشدی پاشا۔ حفظی پاشا۔ عثمان پاشا۔ ابراہیم پاشا و بریگیڈ جنرل حیدر پاشا و رضا پاشا کو تحفہ میں گرانبہا شمشیریں عطا کی گئیں تلوار کے ایک طرف عبارت ذیل منقش کی گئی۔

"بنام خدائی رحیم۔ جملہ قوم عثمانیہ کی نظر میں یہ شمشیر ایک بڑا نشان فتح و نصرت کا ہوگا۔ جسکو اعلیحضرت سلطان المعظم نے ان فتوحات متکاثرہ کی اظہار شکریہ اور نمایاں وفاداری کی اعتراف میں عطا فرمایا ہے۔ جو یونان کے مقابلہ میں بوقت جنگ ظہور میں آئی۔ یہ ان لوگوں کی نسلوں میں ایک موروثی تبرک ہے۔ جنکو یہ عطا ہوگی"۔ بقول قدام ترکی ایک طرف یہ کندہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ بعنایت اللہ تعالی ھذہ السیف تحفہ من خلیفۃ الاعظم الی حضرت فلان .... ان میں سے فقط ادہم پاشا سپہ سالار افواج تھسلی کی شمشیر اعزازی کی قیمت ۵ ہزار پونڈ تخمینہ کیگئی ہے۔ سنہ ۱۸۹۸ء میں ادہم پاشا کو دس ہزار پونڈ اور اسیطرح دیگر اعلیٰ عہدہ داروں اور افسروں کو معقول نقد رقمیں بطور انعام عطا کیگئیں۔ ناقابل کار زخمیوں سے جو سلوک کیا گیا۔ اسکا پہلے کسی جگہ

میں فرما چکا ہے شہدا کے ورثا کو نقد عطیات اور حسب پنشنوں کے علاوہ املاک و جائدادوں کے انتقال کو دخل خارج کے مصارف
سے معاف کر دیا گیا تمغہ حربیہ کی تصویر تصاویر میں درج ہے شفاخانہ یلدز سرائے کے شفایاب مریضوں کو بھی حسب اونکی معتدبہ تعداد سفر کے قابل
ہوجاتی تو عام جلسہ کر کے نقد انعام واکرام کے علاوہ یہ تمغہ بھی عطا کئے جاتے۔ سب سے پہلا جلسہ ۱۲۔ اگست ۱۸۹۷ء کو ہوا جسمیں خود جلالتمآب
بھی بنفس نفیس شریک ہوئے۔

سب سے پہلے اعلیحضرت کے تشریف لانے ہی فوجوں کا ریویو ہوا۔ اور موجودہ لشکر اعلیحضرت کے سامنے سے گذرا۔ اسکے بعد مجلس میں سرخ
ریشم کا بنا ہوا علم جو یونانی فتح مندیوں کی یادگار میں بنایا گیا ہے۔ اور جسپر لا الہ الا اللہ سونے کے کارچوبی حرفوں میں منقش کیا گیا ہے
لایا گیا۔ تمام امرائے دولت اور وزرائے جنگ اور دیگر عہدہ داران دولت علم مبارک کے جلو میں موجود تھے۔ یہ علم تمام دوسرے علموں کے
آگے تھا بلکہ خاص سلطانی جھنڈے کو بھی آگے لا کر جہاں سلطان المعظم تشریف فرما تھے رکھا گیا اسکے بعد تحسین بک سیکرٹری اعلیحضرت
آگے بڑھے اور اعلیحضرت کیطرف سے اسپیچ پڑھی۔

عساکری واولادی الاعزاء

کان اصلنا المحافظة علی الصلح والسلم وعدم سفك الدماء لکن الیونان لما تجاوز علی بلادنا فنقضوا العهد
وکان فرض عین علینا حفظ حقوقنا وان لا ندعهم یطؤا ارضنا فاعتمدنا علی الله وشرعنا فی الحرب
فالحمد والشکر لله ما یزالت مرة لقد کنا نحن الغالبین وما ذالك الا بعون الله وعنایته و
امداد روحانیة نبینا صلی الله تعالی علیه وسلم فما اعظم ممنونیتی مما ابرزه عساکری فی هذه
المحاربة من الغیرة والجسارة وما اکبر افتخاری واخص بالذکر ما ابدوه من الحرکات الحسنة فی المحلات
التی دخلوها مظفرین فقد استحسنها الناس اجمعین و انی ممنون مسعود من ذالك ابناء وقد
اصرفت باجمال ملا الیه لتکون تذکار افتخار للمظفریات التی نلناها فی حرب الیونان هذه وانی اعطی لکل منکم
واحدة من هذه المدالیة تحت هذه العلم المزین بکلمة الله تقدیراً لحق استقامتکم وصداقتکم وشجاعتکم

عربی کا ترجمہ

اے میرے بچو۔ اور اے میرے غازی بہادرو دلیرو ہمارا مقصود امن قائم رکھنا اور خونریزی سے اجتناب کرنا تھا
لیکن یونانیوں نے ایک ایسی راہ چلی جو ہمیشہ اس ارادہ کی مخالف تھی کیونکہ انہوں نے ہمارے ملک پر
دھاوے کا قصد کیا اور وہ تمام عہد و پیمان جو اب تک قائم تھے توڑ ڈالے۔ پس ہمکو بھی مجبوراً اپنے حقوق کی حمایت اور اپنے ملک کی
حفاظت کرنی ہوئی اور دشمن سے بھی مقابلہ کیا۔ خدائے پاک کی تائید ہمارے ساتھ اسپر اعتماد کرنے کی وجہ سے ہمکو ہی فتح ہوئی۔ اور نبی اکرم
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور آپکی شفاعت کی برکت سے دشمن یونانیوں کو کامل طور سے شکست دیدی۔ میں اپنی اس
خوشی و مسرت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ جو مجھکو تمہاری اس شجاعت اور بہادری اور جسقدر تمہارے اس نیک روش سے جو تم نے ان
علاقوں میں دکھائی جہاں تم فاتح بنکر داخل ہوئے تھے حاصل ہوئی ہے۔

تمہاری اس سلوک نے تمام دنیا کو متعجب اور متحیر کر دیا ہے اور میں اس سے نہایت مسرور ہوں۔ اور آئندہ بھی ہمیشہ اسکی یاد سے نہایت ہی شادان ہونگا۔ بہت سے مخصوص تمغے ان فتحمندیوں کی یادگار میں جو اس لڑائی میں حاصل ہوئی ہیں تیار کیے گئے ہیں اور میں تم میں سے ہر ایک کو ایک ایک تمغہ تمہاری استقامت اور بہادری اور امانت کی شہادت کے طور پر دیتا ہوں"۔ اس اسپیچ کے پڑھے جانے کے بعد دعا مانگی گئی۔ جسمیں خلیفۃ المعظم کی طول حیات کی دعا مانگی گئی اور ختم دعا کے بعد اعلیحضرت کیطرف سے ہر دو تمغے اور فی سپاہی دو دو پونڈ بطیب خاص سے دیئے گئے۔ انعامات تقسیم ہونے کے بعد امیر المومنین کے لئے بصد دل دعا مانگی گئی۔ اور فوج چست آداب بجالاتی ہوئی حضور انور کے سامنے سے گذر کر بارکوں کو رخصت ہو گئی۔

بازار ریلیڈ سرا

بماہ جون سنہ ۱۸۹۷ء خاص سلطان المعظم کے ذاتی منشا و تحریک سے ترکی زخمیوں اور مقتولین کی بیواؤں اور یتیم بچوں کی امداد کیلئے بموجب بشارت سلطانی قسطنطنیہ میں ایک وسیع عارضی سینا بازار قایم کیا گیا۔ اسی کا نام بازار ریلیڈ سرا ہے۔ اسکی تعمیر کا کل خرچ سلطان المعظم نے اپنی جیب خاص سے عطا کیا۔ یہہ خوبصورت عمارت ۱۵۰ مربع میٹر میں بنائی گئی تھی اور قاعدہ مقرر کیا گیا کہ تماشہ بینوں اور فروخت اشیا سے جو آمدنی ہوگی وہ تمامہ وارثان شہدا جنگ کی امداد میں خرچ کیجاوے۔ علاوہ صرف تعمیر کے بہت سے تحائف اور نادر چیزیں برائے فروخت حضور سلطانی سے مرحمت کی گئیں اور تمام ممالک محروسہ میں اسکی امداد کا جوش برقی رفتار کی ساتھ پھیل گیا جسمیں غازی مختار پاشا کی تحریک سے صوبہ مصر نے سب سے زیادہ سرگرمی سے حصہ لیا۔ چہ مہینے کے اندر ساڑھے پچاس لاکھ پیاسٹر سے زیادہ نقد وصول ہو چکے تھے۔

اشیاء گرانبہا و تحائف نادرہ اسکے علاوہ ہیں جنکی تفصیل ایک پوری کتاب میں بھی نہیں سما سکتی لہذا بسبیل اختصار نمونہ کے طور پر امداد کی چند نظیریں اس تاریخ میں درج کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ سلطان روم کی خوشنودی حاصل کرنیوالی اور اس کے بازار دنیا کی جلیل القدر اشخاص میں سے کون کون ہیں۔

شہنشاہ روس و شہنشاہ جرمن نے تحائف گراں بہا کی ساتھ ہمدردی کی۔ شہنشاہ آسٹریا نے کپڑے رکھنے کی الماری اور سنہری چوکھٹوں کی دو بیش قیمت تصویریں اور دیگر تحائف عطا کئے۔ جو نہ صرف بیش قیمت بلکہ نادر الوجود بھی تھے۔

شاہ سرویا نے بازار ریلیڈ سرا کے واسطے دو ہزار فرانک چندہ دیا۔

خدیو مصر کی بیگم نے ایک نہایت عجیب و بیش قیمت گلدستہ بازار ریلیڈ سرا کو پیش کیا۔ اس گلدستہ کے پھول ریشم کے اسقدر نفاست سے بنائے گئے تھے اور اسقدر نازک کہ کم از کم ایک منٹ تک غور سے دیکھنے کے بعد یہ خیال ہوتا تھا کہ گلدستہ مذکور مصنوعی ہے اصلی نہیں۔ اس گلدستہ کے گرد ایک نہایت خوبصورت زرین لیس لپٹی ہوئی تھی جو فن زرگری کے کمال کا اعلے نمونہ تھا۔ ہر ایک جگہ اور پھول کی پنکھڑی پر ہیرے اور موتی اس صنعت سے نصب تھے کہ شبنم سحری کو شرمندہ کرتے تھے۔

شاہ مظفر الدین شاہنشاہ ایران نے ۵۰۰ پونڈ بازار ریلیڈ سرا کو مرحمت فرمائے۔

شاہزادہ بلگیریا نے بھی علےٰ قدر حیثیت شرکت حاصل کی۔ اس بازار کی منتظم کمیٹی کے ممتاز ممبر سلیم آفندی و سعادتلو دولتلو کامل پاشا

اور پریزیڈنٹ رفیق بیگ مٹ وگار وزیر خارجہ اور ابراہیم بک مٹ وگار وزیر داخلیہ تھے۔ ان اراکین کو جو مقتضی کئے گئے تھے۔ ایک اراکین عسکریہ دوسرے اراکین ملکیہ۔ صبح کو سات بجے سے دس بجے تک اور شام کے چار بجے سے دس بجے تک کا وقت اجلاس مجالس انتظامیہ کے لئے مقرر کیا گیا۔ دیگر اراکین سلطنت سینۂ باشندگان یورپین روم و ایشیائی روم عراق عرب عراق عجم ممالکت شام و صوبہ فلسطین و صوبجات مجاورین۔ و عمادین صوبہ مصر۔ طرابلس الغرب وغیرہ نے جس گرمجوشی سے اس بازار کی اعانت میں زرکثیر صرف کیا اسکی تفصیل اس کتاب میں اسوار درج کرنا ہماری قابو سے باہر ہے۔

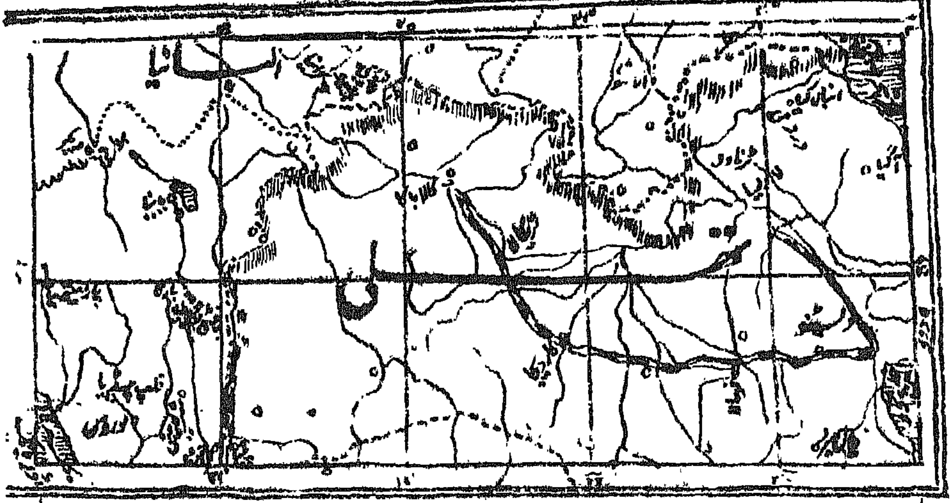
سلطان المعظم کے حکم سے مشتریان و چندہ دہندگان کے لئے تین قسم کے تمغے تیار کئے گئے۔ ان میں ایک چندہ دہندہ فرمانروا ایک اور شاہزادگان کیلئے تھا۔ اسکا قطر آٹھ سینٹی میٹر ۱/۴ ۳ انچ تھا۔ دوسرا تمغہ جسکا قطر دو سینٹی میٹر تھا۔ ہر ایک چندہ دہندہ کو اور تیسری قسم جسکا قطر ۱/۲ ۲ سینٹی میٹر (ایک انچ ہی) ہر ایک مشتری کو جو بازار سے کوئی چیز خرید کر لایا لا۔

ان تمغوں کی ایکطرف پھولوں کی بیل اور اسکے دور میں الفاظ "نشان انسانیت و شفقت" اور دوسری طرف بازار کی مہر کندہ تھی۔ کل رقم اس بازار کی اسباب کی فروخت اور نقدی عطیات سے متقولین کے ورثا اور مجروحین کے فنڈ کے لئے تینتیس لاکھ روپیہ کے قریب جمع ہوئی۔

تخلیہ تھسلی قطعی عہدنامہ کو مرتب ہو جانے کے بعد دول ثالث کی مالی صیغہ کیطرف متوجہ ہوئیں۔ ایک خاص کمیشن اوسکی نگراں مقرر کیگئی۔ اور کئی مہینوں کی باہمی گفتگو اور جھمیلے کے بعد آخر روس فرانس اور انگلستان کی ضمانت پر تاوان جنگ کی ادائگی اور ضروری اصلاحات کے اخراجات کے لئے یونان کو قرضہ ملگیا۔ اسا ونسے پہلی قسط دس لاکھ پونڈ ۲۵ مئی ۱۸۹۸ء کو دوسری قسط دس لاکھ پونڈ کی ۱۰ جولائی ۱۸۹۸ء ادا کر دی۔ اور ترکی فوج نے حسب شرائط دوسری قسط کی وصولی کی تاریخ سے تھسلی کو خالی کرنا شروع کر کے آخری قسط کی وصولی پر علاقہ کو خالی کر دیا جب تخلیہ کی خبریں بذریعہ تار موصول ہونی شروع ہوئیں۔ تو اکثر اخبار ممالک نے اونکی درستی کو بنظر اشتباہ دیکھا۔ اور حیرت سے استفسار کرنے لگ گئے کہ کیا یہ خبر درست ہے؟ لیکن اگر وہ شرائط معاہدہ پہ پہلے غور کر لیتے تو متعجب ہونیکی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی جبکہ کوں نے معاہدہ صلح پر دستخط کر دئے تھے۔ تھسلی کا خالی کر دیا جانا اوسیوقت سے یقینی ہو گیا تہا۔ خدا کے فضل و کرم سے ابھی تہذیب اور عقل ایسی سرایت نہیں کر سکی کہ وہ عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھدینا معمولی ڈپلومیٹک ہشیاری سمجھیں۔ وہ سلمان ہیں اور مسلمان کو پابندی عہد کی جیسی کچھ تاکید ہے وہ مذہبی احکام کو جاننے والوں سے مخفی نہیں لیعض دنیادار کوتاہ اندیش بالخصوص عیسائی لوگ شاید ترکوں کی اس صفت کو اونکی بیوقوفی پر محمول کریں یا اسے یورپین دول کی دباؤ اور ترکی گورنمنٹ کی کمزوری کا نتیجہ سمجھیں مگر یہ اونکی سخت غلط فہمی ہوگی۔ صداقت اور راستبازی کی ہمیشہ آخرکار فتح ہوتی ہے۔ اور یہ اسی راستبازی کی جو جھوٹا بالا لوگوں کے زعم میں بیوقوفی کے مترادف ہے طفیل ہے کہ سلطنت عثمانیہ ہزار ہا دولتہائے مکار یورپ کا نگاہ دشمنوں سے بالآخر صحیح سلامت بچتی چلی آتی ہے۔

۴ مئی ۱۸۹۸ء کو دول عظام کے نامہ جنگی بیڑہ کی فتنہ کیلئے قسطنطنیہ سے روانہ ہو گئی۔ اور جولائی کی وسط تک تخلیہ کی

عمارات تفصیلی
اسکی کاروائی ختم ہوگئی و نئی حدود کا نقشہ حسب ذیل ہے۔



اور محاربہ روم و یونان کا آخری خرخشہ بھی طے ہوگیا مگر اصل منبع فساد مسئلہ کریٹ اوسیطرح باقی رہا۔ سلطان المعظم نے بہت چاہا کہ تخلیہ تھسلی سے پہلے اسکا کچھ تصفیہ ہوجائے۔ لیکن دول نے نہ مانا۔ آخر ستمبر ۱۸۹۸ء کو فساد سے جو کینڈیا کے مسلمانوں سے مجبوراً معرض ظہور میں آیا۔ دول فرنگ کو معقول بہانہ ہاتھ آگیا۔ اور سال کو ختم ہونے سے پہلے ترکی افواج نے اس منحوس و بد قسمت جزیرہ کو بھی خالی کردیا اور مغلوب و مفتوح شاہ یونان کا بیٹا وہاں کا ہائی کمشنر یا گورنر بنادیا گیا۔ اور اسطرح سے کچھ عرصہ کیلئے مشرقی مسئلہ کا عارضی تصفیہ ہوگیا۔ اور دول یورپ کو افریقہ و چین کی طرف توجہ کرنیکی کامل فراغت نصیب ہوگئی۔

متفرقات

فتوحات عثمانیہ پر اظہار مسرت و خوشی

آگرہ سے ہمارا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں ۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو نماز عید الفطر کے بعد قریب پچاسی یا ۹۰ ہزار اہل اسلام کے مجمع نے سلطان المعظم سلطان عبد الحمید خان خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہ وحشمتہ کیلئے بہت زور شور اور خشوع و خضوع سے دعائے فتح و نصرت مانگی براقت آمیز ایک قسم کا وجد سا لوگوں کے چہروں سے معلوم ہوتا تھا۔ رقت اور محبت سے آمین ضمنداور بلند آواز سے کہی گئی کہ اگر رعد بھی کڑکتی تو مشکل سے سنائی دیتی۔ ہمارے مولانا رمضان صاحب کی تقریر اور طرز دعا اس قسم کا تھا کہ میں پوری کامل امید کرتا ہوں کہ یہ دعا ضرور بالضرور قبول ہوگئی ہوگی اور خدا ایسا ہی کرے۔ اسقدر گریہ وزاری اور خلوص دل سے دعا ترقی اقبال مانگی گئی جس کو بندہ احاطہ تحریر میں نہیں لاسکتا۔ ہمارے مولانا صاحب حقیقت میں اپنی اصلی حالت پر نہیں رہے تھے۔ اور دعا مانگتے مانگتے ایک سکتہ کی حالت میں ہوگئے تھے۔ وصبار بار کی آمین کی صدا سے عیدگاہ کا وسیع میدان گونج اٹھا تھا۔ بعد الفراغ دعا.

ہر ایک مسلمان شاداں و فرحاں نظر آتا تھا۔ اور ہر ایک کی زبان پر یہی دعا تھا کہ خدا ہمارے خلیفہ وقت کو دشمنان اور بدخواہان اسلام پر فتح دے۔ اور ہر طرف سے آمین ثم آمین کے نعرے بلند تھے۔

گوجرانوالہ میں عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں جمیع مسلمانان نے حضرت امیر المومنین سلطان المعظم کی فتح و نصرت کی دعا مانگی۔ اس سے اگلے روز جمعہ کے دن مولوی محمد نذیر حسین صاحب امام مسجد جامع نے برائے امداد مسلمانان کریٹ و آرمینیا چندہ کی فہرست کھولی اور نہایت ہی خوش اسلوبی سے غرض چندہ مسلمانوں کو سمجھا دی۔ چنانچہ اسی وقت کچھ رقم جمع بھی ہو گئی۔

کانپور میں پچیس ہزار نمازیوں نے عیدگاہ میں نماز سے پہلے اور بعد نماز اور خطبہ کے سلطان المعظم کی فتح و نصرت کیلئے دعا مانگی اور فرسالہ کی فتح کا شکریہ ادا کیا اور زر چندہ سے ہر شخص نے اعانت مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ کا وعدہ کیا۔

نور محل ضلع جالندھر میں دو ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے عید الضحیٰ کے دن حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے لئے دعا مانگی۔

امرتسر میں عید الضحیٰ کے موقع پر عیدگاہ میں معززین اسلام کی تحریک سے حضرت خلیفۃ المسلمین کی فتح و نصرت اور گورنمنٹ انگلشیہ و سلطنت روم میں اتحاد و اتفاق اور سلسلہ دوستی مستحکم و مضبوط ہونیکے لئے دعا مانگی گئی۔ مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ اور یتیم بچوں اور بیواؤں کی امداد کیلئے صندوق رکھے گئے۔ بہت سے تکمیل اور اہمیت اصحاب نے قربانی کی کھالیں مصیبت زدگان کریٹ کی امداد کیلئے ہمارے دفتر میں ارسال کیں جنکو فروخت کرکے رقم وصول شدہ میں داخل کر دی گئی۔

۲۸ مئی ۱۸۹۷ء بروز جمعہ **جامع مسجد دہلی** میں بعد نماز جمعہ کے منبر پر نور سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی فتح کا اظہار کرنے کے بعد دو رکعت نماز شکریہ کی سب نمازیوں نے ادا کیں اور اسکے بعد ۲۱ گولے جو توپ کی آواز رکھتے تھے چھوڑے گئے

امداد مظلومان کریٹ کیلئے مدراس میں جلسہ ۲ مئی روز جمعہ ۱۸۹۷ء کو حاجی بادشاہ کی حویلی میں مظلومان کریٹ کی امداد کیلئے مسلمانان مدراس کا ایک جلسہ بصدارت جناب مولوی عبید اللہ صاحب قاضی مدراس منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل اصحاب شریک جلسہ تھے۔

حاجی عبد العزیز بادشاہ صاحب ٹرکش قونصل۔ حاجی عبد القدوس بادشاہ صاحب۔ شرف الدولہ بہادر۔ فضیلتمآب مولوی قاری محمود بن قاضی الملک۔ مولوی حاجی احمد علی صاحب۔ ڈاکٹر شمس الاسلام صاحب۔ ڈاکٹر عبد العزیز صاحب۔ مولوی حاجی غلام رسول صاحب۔ مولوی زاہد حسین صاحب۔ صبغۃ اللہ صاحب مہاجر۔ محی الدین احمد صاحب۔ غلام محمود صاحب۔ حافظ محمد یٰسین صاحب بی۔ اے۔ محمد عبد اللہ صاحب۔ غلام محمد مصطفی صاحب۔ اور بھی بہت سے حضرات تھے۔ مندرجہ ذیل امور بالاتفاق قرار منظور ہوئے (الف) کریٹ کے مظلوم اہل اسلام کے چندہ کیلئے ایک مجلس مقرر ہو (ب) مجلس کے چھ رکن مقرر ہوئے یعنی (۱) حاجی عبد القدوس بادشاہ صاحب (۲) فضیلتمآب مولوی قاری الحاج محمود آفندی (۳) ڈاکٹر عبد العزیز صاحب (۴) مولوی حاجی غلام رسول صاحب (۵) مولوی زاہد حسین صاحب (۶) سعید بادشاہ صاحب۔

(ج) اس مجلس کے خازن حاجی بادشاہ صاحب اینڈ کمپنی ہوں اور رسیدات بھی خازن کی مہر سے ہی تقسیم ہوں۔ رقم چندہ معرفت ٹرکش قونصل مدراس بنام عزیز پاشا جنرل سپاہ انیاوی (د) فہرست چندہ حاضرین کو بند کر دکھلائی جاوے۔ لفنفل [illegible] پانچ [illegible] کے اندر

پندرہ ہزار سات سو سینتالیس روپیہ دو آنہ کی دستخط ہوئی جس میں کچھ اسوقت وصول بھی ہوا۔ ایڈیٹر صاحب نے آپکو یقین دلاتا ہوں کہ مدرسہ میں انشاء اللہ تعالیٰ بہت روپیہ چندہ کا جمع ہوگا۔ صدر کمیٹی نے حاضرین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اعلیحضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین کی فتح و نصرت کیلئے عربی میں دعا کی بعد ازاں جلسہ برخاست ہوا۔

نماز شکرانہ فتح حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی خوشی میں نماز شکرانہ ادا کرنیکی غرض سے ۷ مئی ۱۸۹۷ء کو ایک عام مجمع مسلمانان کانپور کا جامع مسجد کانپور میں منعقد ہوا۔ باوجودیکہ اشتہار نہایت تنگ وقت میں دیا گیا تھا حتیٰ کہ تمام شہر میں کافی اشاعت کا موقعہ نہیں ملا تھا لیکن تمام مسجد جامع اور مکانات مدرسہ مسلمانوں سے بھری ہوئی تھی۔ مسجد کی سیڑھیوں پر سڑک تک آدمیوں کا مجمع تھا۔ بعد نماز جمعہ منشی محمد عبداللہ صاحب ٹھیکہ دار نہر گنگ اٹاوہ نے ایک مختصر نظم پڑھکر سنائی اس نظم میں ترکوں کی بہادری اور یونان کی نامردی کا ذکر تھا۔ ترکوں کی فتحیابی پر اظہار مسرت اور اس امر کی تحریک تھی کہ تمام مسلمانوں کو اس خوشی میں خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ نظم سلیس پرجوش الفاظ میں لکھی گئی تھی پڑھنے کا انداز نہایت دلپسند اور قابل تعریف تھا۔ چاروں طرف سے مرحبا جزاک اللہ کی صدا بلند تھی ہر شخص خوشی اور جوش میں بھرا ہوا تھا۔ جلسہ پر ایک محویت کا عالم طاری تھا۔ بعد ختم نظم منشی صاحب ممدوح کے جناب مولینا محمد وصل صاحب متوطن کرٹرا نے تقریر کی۔ جو تاریخی واقعات اور معلومات سے مملو تھی۔ آپنے اپنی تقریر میں سلطان المعظم کا خلیفہ ہونا ثابت کیا اور بیان کیا کہ حضرت سلطان المعظم کی بقائے سلطنت پر اسلام کی بقا ہے آپکے بعد جناب مولوی محمد بشیر الدین صاحب سابق ایڈیٹر نجم الاخبار نے ایک پر اثر تقریر میں مظلومی و بیکسی مسلمانان کریٹ کا جنپر باغی عیسائیان کریٹ نے طرح طرح کے ظلم کئے ہیں ذکر کیا۔ اور مقرر نے عمدہ دلائل کے ساتھ یہ ثابت کی کہ کریٹ کے مسلمانوں کی مدد کرنا کسی طرح گورنمنٹ کی خلاف نہیں۔ اور برٹش گورنمنٹ کو ملکی طور پر گورنمنٹ ٹرکی کے ساتھ اتحاد قایم رکھنا ضروری اور مفید ہے۔ تقریر مولوی صاحب کی نہایت پرجوش تھی۔ حاضرین مظلومان کریٹ کے حالات سنکر زار زار رو رہے تھے۔ مقرر نے اپنی تقریر سے تمام مسلمانوں کے دلوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ بعد ختم تقریر کے اگرچہ عام مسلمانوں کی خواہش تھی کہ چندہ لیا جاوے۔ لیکن کارکنان انجمن ہمدرد مظلومان کریٹ نے چندہ کا کام آیندہ کیواسطے ملتوی کر دیا پھر بھی بعض حضرات نے چندہ لکھوا ہی دیا جسکی تعداد تقریباً پانچسو روپیہ ہوگی۔ بعد ازاں نماز شکرانہ پڑھی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

سم جون ۱۸۹۷ء کو جامع مسجد گورداسپور میں بعد نماز جمعہ جبکہ کثیر التعداد مسلمانان شہر و دیہات کے موجود تھے خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان بہادر غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی فتح کی شکریہ میں دوگانہ شکریہ ادا کیا گیا اور انکے دشمنوں پر ہمیشہ فتحیاب ہونیکی دعا کی گئی۔

کلکتہ میں سم جون کو حاجی ذکریا کی مسجد میں قریباً پانچہزار مسلمان بصدارت شیخ محمد علی جمع ہوئے۔ حاجی نور محمد ذکریا نے مجلس کو مخاطب کر کے تقریر کی اور بیان کیا کہ ہم یہاں اس غرض کیلئے جمع ہوئے ہیں کہ عساکر عثمانیہ کو جو فتوحات یونان پر حاصل ہوئی ہیں انکی خوشی احسن طریقہ سے منائیں۔ حاجی صاحب ممدوح نے خاص طور پر لوگوں کو یہ بھی دلنشین کرایا کہ مسلمانان ہند کو ملکہ معظمہ کے عہد میں جو آرام اور اطمینان حاصل ہے اسکے لئے مسلمانوں کو حضرت قیصرہ کا ممنون ہونا چاہئے۔ بعد ازاں حاجی صاحب نے ذیل کے ریزولیوشن تجویز کئے جو باتفاق رائے پاس ہوئے۔

(۱) ایک کمیٹی منتظم قائم کیجائے جسکو اختیار ہو کہ فتوحات عساکر عثمانیہ کی خوشی منانے کے لئے ایک دن تجویز کرے اور جو روپیہ اس
غرض کے لئے جمع ہو اسکو مناسب طریقہ پر صرف میں لائے۔

(۲) ایک تار مبارکباد اعلیحضرت سلطان المعظم کی خدمت میں روانہ کیا جاوے۔ بعدہ خلیفۃ المسلمین کی درازی عمر و ترقی دولت
کے لئے دعا مانگی گئی اور مجلس برخاست ہوئی۔

خلیفۃ المسلمین نے (تار خبر آمدہ از لندن مخبر ہے) کہ ترکی سفیر متعینہ لندن کو پیغام تار برقی بھیجکر مسلمانان ہند کی مبارکبادیوں
کا جو یونان پر ترکی فتوحات کی نسبت دیگئی تہیں شکریہ ادا کیا ہے۔

شرق پور ضلع لاہور میں ۱۱ جون ۱۹۱۲ء بروز جمعہ تینوں مسجدوں میں نفل شکرانہ فتح و نصرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین
حضرت سلطان المعظم پڑھے گئے۔ خصوصاً مسجد میاں حمید الدین صاحب میں میاں شیر محمد صاحب صوفی نقشبندی نے دوران خطبہ میں
حضرت ممدوح کے تعلقات کو مسلمانوں کے ساتھ بحیثیت خلیفہ وقت ہونیکا حال بڑی خوش اسلوبی سے بیان کیا۔

نماز شکرانہ فتح گڑھ اور قصبہ قنوج میں ترکی فتوحات پر نماز شکرانہ بعد جمعہ ادا کیگئی۔ اور دعا ترقی عمر و دولت حضرت
سلطان المعظم بہ نہایت خشوع و خضوع کے ہوئی۔

بہار ضلع پٹنہ میں خلیفۃ المسلمین کیلئے دعا یوں تو ترکی و یونان کی لڑائی چھڑتے ہی تمام مسلمانان ہند پنجگانہ نماز کے بعد
حضرت سلطان المعظم کی فتح و نصرت کی دعا کیا ہی کرتے تہے مگر ۲۰ جولائی کا جمعہ مسلمانان بہار کیلئے ایک خوش نصیب ہوگا۔ دو روز قبل مسلمانوں
کے مشورہ سے جناب مولوی نور محمد صاحب صاحبزادہ جناب شیخ احمد علی صاحب گیلانی آنریری مجسٹریٹ و جناب سید محمد شاہ سجادہ صاحب رئیس
و سجادہ نشین جناب مولوی سید محمد سجادہ صاحب رئیس و میونسپل کمشنر و جناب مولوی محمد مظفر صاحب رئیس و میونسپل کمشنر کیطرف سے
اشتہار تمام شہر میں تقسیم ہوا کہ خلیفۃ المسلمین کی دعا اور فتح و نصرت کی مبارکبادی کا دن اور رب العالمین کی اس نعمت عظمیٰ
کا بدلے شکریہ ادا کرنے کا روز جمعہ قرار پایا ہے۔ اطلاع مذکور نے تمام لوگوں کے دلوں میں ایک خاص قسم کی خوشی اور شادمانی پیدا کر دی
وہ سماں قابل دید تھا کہ اللہ کو یاد کرنیوالے نمازی اعداء اللہ کی شکست کی نعمت پر شکر کرنیوالے مسلمان آج کچھ سویرے ہی سے مسجد میں جمع ہوکر
مشغول عبادت تھے۔ تقریباً پانچ ہزار آدمیوں کا مجمع تھا ہر شخص نے بعد نماز جمعہ دو دو رکعت نماز شکرانہ پڑہکر خلیفۃ المسلمین کی درازی
عمر و ترقی اقبال کی دعا کی۔ اوسکے بعد تمام مسلمانوں نے ملکر تجویز کی کہ کل مسلمانوں کیطرف سے حضرت سلطان المعظم
کی خدمت میں اس فتح و نصرت کی مبارکباد کا تار بھیجا جاوے جسکو بھیجنے کے مہتمم جناب سید شاہ محمد سجاد صاحب رئیس و سجادہ نشین ہوں
جسکو کل مسلمانوں نے باتفاق قبول کیا۔ بعد ازاں جناب مولانا فصیح الدین صاحب نے پر اثر وعظ فرما کر ثابت کیا کہ تمام مسلمانوں کے خلیفہ
حضرت سلطان المعظم ہیں۔ انکی خوشی میں ہم لوگوں کو بھی خوشی کرنا واجب ہے۔ اور اس نعمت کا شکریہ کہ اللہ نے خلیفۃ المسلمین کو
فتح و نصرت عطا کی ہے ہر مسلمان پر فرض ہے اور اسیطرح گورنمنٹ انگلشیہ کی تابعداری بھی لازمی ہے۔ اسکے بعد جناب مولانا حکیم
عبد الکریم صاحب نے نہایت پر جوش طریقہ سے مضمون کو بیان فرمایا کہ اللہ جو اپنے بندوں پر نعمت عطا فرماتا ہے اوسکا شکر ادا کرنا چاہئیے

اور یہ فتح بھی چونکہ نعمت عظمیٰ ہے اسلئے اسکا شکریہ ادا کرنا اور اظہار مسرت کرنا بھی فرض ہے اے مسلمانو خدا کی غضب ہمیشہ ڈرتے رہو اور اپنی خلیفۃ المسلمین کی فتح پر شکرگذار بنے رہو اور حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کی احسان کو یاد کرو جسکی سلطنت میں حضرت تمام رعایا کی ہر فرقہ کو مذہبی آزادی ہی اسلئے تمپر لازم ہی کہ اپنی سرکار انگلشیہ کی احسان کو کبھی بھولو بمجوائی من لا یشکر الناس لم یشکر اللہ بعد اسکے کل مسلمانوں نے خلیفۃ المسلمین کی دعائے ترقی حیات و دولت و اقبال کی اور جلسہ برخاست ہوا۔

کراچی کے باحمیت مسلمانوں نے عساکر عثمانیہ کی فتوحات اور ادرنہ تو ملت پر ابھی غالب ہونے کی خوشی میں ۱۳ ماہ صفر بروز پنجشنبہ صبح کے ساڑھے آٹھ بجے عیدگاہ میں عظیم الشان جلسہ کرکے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ اسکے بعد جناب حکمت مآب ڈاکٹر میرزا جعفر قلی بیگ صاحب نے جنہوں نے لنڈن میں ڈاکٹری تعلیم کی تکمیل کی ہی اعلیحضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بہ الدین کو زہان جمیلہ اور اخلاق حمیدہ کو فرقہ فرقہ بیان کیا۔ ان کے بعد چند شعرائے نامدار نے حضرت جلالت مآب خلافت پناہی کی حمد و ثنا میں قصائد غرا پڑہکر سنائی اور حاضرین کی دل و دماغ کو تازگی بخشی۔ اس مجلس مبارک میں عالیجناب حضرت فاضل حسین کاظمی بے افندی صاحب مد ظلہ العالی بھی جو خلیفۃ المسلمین کی حکومت سے کیطرف سے کراچی میں عہدہ جلیلہ قونصل پر مامور ہیں شریک تھی۔ جناب ممدوح نے مسلمانان کراچی کو مخلصانہ قصائد اور تقریروں کے جواب میں مندرجہ ذیل تقریر اردو زبان میں کی۔

ما شاء اللہ ما شاء اللہ میں آپ صاحبوں کی مہربانی سے نہایت خوشنود اور مشکور ہوا ہوں نہیں نہیں بلکہ روح پر فتوح جناب رسالت پناہی شاد ہوئی ہے۔ در حقیقت اسلامیت اور انسانیت کی فضیلت یہی ہے کہ جانب سنی اسکو خیر البشر خادم الحرمین الشریفین امیر المومنین ظل اللہ فی العالم آپکا رابطہ معنویہ ہر چند معلوم عالم ہے لیکن آپنے اس رابطہ کو بار ثانی یار و اغیار کی نظر میں ثابت کیا ہے اور جو کچھ آپ صاحبان نے حضور سرور فخر خلیفہ مشروع رسول رب العالمین یعنی ہمارے سلطان کی شان شایان میں بیان کیا ہے میں اسکا شکریہ بجالاتا ہوں اور جو جوش حمیت اسلامی آپ مسلمان بھائیوں نے ظاہر کی ہے میں اسکی اطلاع بڑی خوشی سے بذریعہ وزارت جلیلہ خارجیہ خاکپائے تو تیا آسائے حضرت خلافت پناہی کو بھیجونگا۔

آخر میں شکریہ سرکار ہندوستان کا ادا کرتا ہوں جسکو زیر سایہ آپکو اتنی آزادی حاصل ہے۔

جناب قونصل ممدوح نے جو علاوہ اپنی مادری زبان کے جیسا کہ ہم پہلے بھی انکی سیاحت کے حالات لکھتے وقت ظاہر کرچکے ہیں فرنسیسی عربی۔ ارمنی۔ اور کئی دیگر زبانوں میں کامل مہارت رکھتے ہیں وہ اردو زبان کی تحصیل اسی ملک میں آکر کی ہے اور اسمیں جسقدر مہارت انہوں نے چند مہینوں کے عرصہ میں پیدا کرلی ہے وہ انکی اس تقریر سے ظاہر ہو رہی ہے۔ ایک ہمارے دوستوں کے مالک انگریزی افسر ہیں کہ برسوں اس ملک میں صرف کردینے کے بعد بھی اردو لکھنا تو درکنار ان میں سے اسی فیصدی چار جملے بھی ٹھیک نہیں بول سکتے۔

اسی تاریخ رات کو تمام مساجد میں چراغان کیگئی جنمیں تہلیل و تکبیر کنندگان کی صدائیں آسمان تک پہنچ رہی تہیں جناب قونصل صاحب نے بعض اعیان شہر کو ہمراہ لیکر نماز شام کی وقت سے آدھی رات کیوقت تک برابر ہر ایک مسجد میں جاکر اپنے شاہنشاہ جلیل القدر کیطرف سے مسلمانان

ملہ افسوس ہے نامور جوہری ممدوح فاضل حسین کاظمی آفندی کے جب کراچی میں ترکی قونصل ہی ہوگئے تہے اب تقرری سے چند ماہ بعد بعارضہ طاعون گذر گئے علم فضل کے آگے

با اخلاص کی عقیدتمندی کا شکریہ ادا کیا جس جگہ میں وہ رونق افروز ہوتے حاضرین مسجد وفور جوش اخلاص و محبت سے پھولوں کے ہار انکی گردن میں ڈالدیتے حتیٰ کہ آخر کار ان کا تمام وجود گویا مجسم پھول ہوگیا۔

کراچی کے عالی ہمت اور صاحب غیرت مسلمانوں نے ایک سپاسنامہ بھی تیار کیا جو جولائی ۱۹۱۲ء میں ایک چاندی کی کاسکٹ میں جو نہایت صناعی و استادی سے تیار کیا گیا تھا بند ہو کر بذریعہ جناب قونصل صاحب موصی الیہ حضرت خلافت پناہی کی خدمت میں ارسال کیا گیا۔ اس سپاسنامہ کو سنہری خط میں جناب مشکین رقم شہزادہ اسعد میرزا صفوی نے اس لطافت و پاکیزگی سے تحریر کیا کہ انسان دیکھکر دنگ رہجاتا ہم اس سپاسنامہ کی نقل جسے مطالعہ حضور شاہنشاہی سے گذرنے کا فخر حاصل ہوا ملاحظہ ناظرین کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الملك المعبود والملك المحمود ذي العرش المجيد عزيز الحميد القاصر عن صفته لسان القائل المجيد جل جلاله وعم نواله والصلاة على افضل رسله النبي الامي المبعوث على الابيض والاسود سيدنا محمد صلى الله عليه وعلى آله الامجاد وصحابه الانجاد وسلم اما بعد

بعرض موفور السرور واقفان پایہ سریر معدلت مصیر عاکفان سایہ سلطنت مصیر خلاصہ قیاصرہ دوران افتخار سلاطین بنی عثمان پادشاہ اورخان قدرت مراد منزلت ایلدرم مہابت محمد کرامت سلیم صلابت سلیمان حشمت احمد منزلت مصطفی صفوت براہیم دولت محمود صورت مجید معدلت عزیز عظمت حمید منقبت مشرف بتشریف لعینی ناستناہی و مؤید بروح پر فتوح جناب رسالت پناہی آنکہ فراہم شدہ است در شخص او قوت و مکانت و استقامت در نفس او دولت و عدالت و خلافت و امامت خلیفۃ الاسلام مخسر الخواقین فخر الخواقین امیر المومنین السلطان ابن السلطان خلد اللہ ملکہ بالامن والامان میرسانند جماعۃ اسلامیان از اشراف و اعیان و مقیم و مہاجر و کاسب و تاجر یا کافہ مومنین کہ در بندر کراچی و مرکز عظیم مملکت سند ساکنیم الحمد للہ کہ ما بندگان ہرچند بحسب امور ظاہری تحت حفاظت و تابع و رعیت انگلیس ہستیم و کمال آسایش دائم اما از عالم حقیقت و معنوی در ظل عاطفت و حمایت شاہنشاہ اسلام پناہ مربوب و محسوبیم و آنچہ از مال و ملک و ضیاع و عقار مقدار و دینار کہ در ید تصرف و تملک داریم با جان و سر جان مملوک دولت علیہ اسلامیہ میشماریم الحمد للہ علی ذلک کان المولاہ ہر وقت اخبار کہ مشتمل بر مدح کفایت و فتح ولایت و فرط درایت و حسن سیاست و لطف یاست آن سلطنت عظمیٰ در صفحات منتشر و مشہور میگردد و بما میرسد میباشیم چنانکہ بہ فضل توفیق ایزد منان در ایام میمنت التیام ان خبر استیلائے عساکر نصرت مآثر شہنشاہ اسلامیان بر مملکت ملت یونانیان در چہار رکن عالم شائع و علم گردید لوید این غلبہ مسامع مسلمین این دیار نیز رسید از ان مژدہ ارا شادمانی ہست بر فیض پنجشنبہ جماعۃ اسلام باتفاق عام و طمطراق تمام ازدحام کردہ بارتفاع اعلام دولت و اقبال قرین و معین بسبب نصرت و اقبال ہمراہ عالیجاہ شاہبندر سعادتلو حسین کاظمی بک آفندی

در عیدگاه مصلّای این دیار بکمال خورسندی و مسرت ہمہ باہم فراہم آمدہ بعد از ادای خطبہ و صلوٰة دوگانہ بہ یگانہ و
الفیاض ہمرایشان شکرانہ فتح و دعا ذات ملکوتی سمات شاہانہ با علای ندا لفظ ترکانہ پادشاهم چوق یاشا بنہایت
مسرت و آرزو رسیدیم و شب عشرت اندوز آن روز از شام تا بام تمام زینت و احتشام جمیع مساجد محلات و اماکن
و مساکن معارف اسلام چراغان و نور باران گردیده اسباب عشرت و ضیافت احباب و یاران بکام دل خیر
طلبان و سواداران صورت تکمیل و انجام پذیرفت بواسطہ تلگراف در ہفتہ ماضیہ آداب و تہنیت معروض و بار شوکت
مدار شده اینک مستحضر گردیده اطلاعیه مبارکبادی این فتح جشن افزون را بمنظر مستغربان حواشی بساط فیض مناط ذات ہمایون
بانضباط خود اطلاع دولت مداری مستو انور میرسانیم ما ہوا خواهان دولت قوی شوکت از حضرت رب العزة جل جلالہ خواستگار و
امیدواریم که فیض فتوحات دین اسلام و انتظام مہام عباد و انام و تہذیب دولت ابد فرجام بطی سالی و ماه و شب و
روز آناً فآناً سراطراف عالم منشور و ذات کثیر البرکات سعادت دستور با عدا دین مبین مظفر و منصور باد۔

اللہم زد وبارك بعزة وبقاء دولة رافع رايات القاهرة وجامع آيات الباهرة قامع صبا دين
الظلم والتكبين حارس قوانين الشرع والدين خاقان البرين والبحرين خادم حرمين
الشريفين خليفة الاسلام والمسلمين ظل الله في ارضه السلطان ابن السلطان
الغازي **عبد الحميد خان ثانی** طول الله عمره واجری امره وايد عصره
وايد نصرته وهلنا صدائه بحق سيدنا محمد واله واصحابه صلوات الله عليهم اجمعين

لکھنؤ میں اسلامی جشن غالباً ہندوستان کے ہر حصے میں یہ خبر ضرور شایع ہو گئی ہوگی کہ لکھنؤ میں ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء
کو باجازت حاکم ضلع ایک عظیم الشان جشن بنا بر ادائے مسرت فتح سلطنت ترکی ہونیوالا ہے جسکو بانی مولانا مولوی ہدایت الرسول صاحب
اور اراکین اکثر معززین علمائے شہر ہیں۔ چنانچہ تاریخ مذکور کو عیدگاہ میں نہایت تکلف آرایش و روشنی وغیرہ کا اہتمام کیا گیا۔ عیدگاہ
کا وہ وسیع میدان جسکی قدرتی سبزی بطور خود دلچسپی سے خالی نہیں۔ آرایشی سامان سے اور بھی سجنے سے سہاگ ہو گیا تھا مختلف رنگوں
کے پھریرے جھنڈے ہلال اور پرجوش آیات و جملات قرآنی لگے ہوئے تھے۔ نہایت آب و تاب سے ہوا میں اڑتے ہوئے نظر آتے تھے انکی شان و شوکت اسلام کی
اس شان و شوکت کو یاد دلاتی تھی جو کسی وقت میں مسلمانوں کو میسر تھی۔ اور جو اب ان کے ہاتھوں سے چھن گئی ہے

عیدگاہ کے پھاٹک پر آیات قرآنی مناسب وقت و مقام نہایت جلی حرفوں میں نظر آتی تھیں جنکا نظارہ ہر مسلمان کے مردہ
دل میں بھی ایک جوش پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ اس جلسہ کا لطف کچھ وہی دل جانتے ہیں جنکو میلاد کانفرنس اسکی دلچسپی سے
نظارہ اٹھایا ہو۔ یہ کہنا کچھ بیجا نہ ہوگا کہ اس روز لکھنؤ میں خوشی و مسرت کے آثار بھی مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے تھے اور ہر مسلمان بے انتہا
شوق سے اس مبارک جلسہ کا خیر مقدم کہتا تھا۔ ایک زمانہ دراز کے بعد لکھنؤ کو اپنی اس خوش قسمتی پر فخر کرنے کا موقع ملا تھا۔

۲ بجے دن سے پروگرام کے مطابق تقسیم خیرات شروع ہوئی۔ مسلمانوں کے علاوہ ان [illegible] ہنود محتاجوں کو باہتمام پولیس

تقسیم کیا گیا۔ جنکی آنکھوں نے مدت ہوئی گیہوں کی صورت تک نہیں دیکھی اون غریبوں کی اسوقت کی بے حد و خوشی اور جس دل سے وہ اسلامی ترقی کی دعا کرتے تھے بیان سے باہر ہے۔

کارروائی شروع ہونیکا وقت بعد نماز مغرب مقرر کیا گیا تہا مگر شائقین کی دلی امنگیں ایسی نہ تہیں کہ انکو اسوقت کا انتظار کرنے کا موقعہ دیتیں۔ دو ہی بجے سے مجمع ہونا شروع ہوگیا اور عصر تک تخمیناً پندرہ بیس ہزار آدمیوں کا مجمع ہوگیا۔ دور دور سے شائقین صرف اسی جلسہ کی شرکت کیلئے تشریف لائے تھے جس سے ضرور خیال ہوتا تھا کہ عیدگاہ کا میدان باوجود اس وسعت کے کافی نہوگا۔ بعد نماز عصر کے ابر نہایت غلیظ محیط ہوگیا اور بڑی شدت سے پانی برسنا شروع ہوگیا۔ یہ وہ پانی تہا جسکی مخلوق کئی مدت سے آرزومند تہی اور دو برس سے آجتک کبہی اس شدت کا نہیں برسا تہا۔ تین گہنٹہ اسی شدت سے باران رحمت برستا رہا۔ اور کسیطرح کمی کی امید نہیں ہوتی تہی۔ مجبوراً کارروائی بند کرنا پڑی۔ تمام مخلوق نہایت خوشی کے ساتھ اپنے اپنے مکانوں کیطرف واپس چلی۔ ۱۸ جولائی روز یکشنبہ کو کارروائی جلسہ پوری کرنیکی رائے قرار پائی۔ اور اسی روز اشتہار شایع کیا گیا۔ وقت جلسہ بعد نماز ظہر قرار پایا۔ چنانچہ اس روز کی آرایش بہی دلبستگی سے خالی نہ تہی اور ممبران جلسہ انتظامیہ کی مستعدی سلیقہ شعاری علاوہ ہمہ تن جوش دلی کی داد دے رہی تہی جو کہ اونہوں نے اس قلیل وقت میں نہایت کوشش اور عرقریزی سے بہم پہونچائی تہی۔ جلسہ کا وقت بعد نماز ظہر ایک بجے مقرر کیا گیا تہا مگر ۱۲ بجے دن سے مجمع ہونا شروع ہوگیا۔ اور بعد نماز ظہر کارروائی جلسہ شروع کیگئی۔

اولاً ذکر میلاد شریف حضرت سید المرسلین خاتم النبیین شروع کیا گیا۔ بعد تین بجے کو پہر بارش ہونا شروع ہوگئی مگر نہ اسقدر کہ خاص کارروائی جلسہ کو مزاحم ہو۔ اگرچہ قبل اسکے بالکل آسمان صاف تہا۔ ۳ بجے مضمون تار و تہنیت نامہ عربی و ترجمہ تہنیت نامہ و قصیدہ فارسی مصنفہ خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکہنوی (جو کہ بحضور سلطانی بہیجا گیا ہے) حاضرین کو پڑہکر سنایا گیا۔ اسوقت حاضرین کا چہرہ فرط خوشی سے دمکنے لگا اور جوش مسرت نے اسقدر ترقی پکڑی کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

اس موقعہ پر یہہ کہنا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ لکہنو کے مسلمانوں کو جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکہنوی (اور ملا طبیب صاحب کا) کمال مشکور ہونا چاہیے جنہوں نے اس قصیدہ تہنیت نامہ کے مضامین میں اپنی لیاقت کا اعلیٰ جوہر دکہایا اور یہی وجہ تہی کہ بوقت سنانے جناب خواجہ صاحب ممدوح کا قصیدہ پڑہا گیا سامعین پر ایک بیخودی کا عالم طاری ہوگیا۔ عربی کا تہنیت نامہ نہایت عمدہ خوشخطی سے ایک قیمتی کاغذ پر لکہا ہوا تہا جسکی طلائی جلد اور اسکی آب و تاب کو اور بہی دوبالا کر رہی تہی۔ یہہ تہنیت نامہ تار کے ایک کارچوبی مخملی سرخ خریطہ میں رکہا گیا۔ جسکے بنانے کے لیے ایک ہنر کو منتخب کاریگر بلائے گئے تہے۔ فارسی کا قصیدہ ایک کتاب کی شکل میں تہا جسمیں زری بیل بوٹے بنے ہوئے تہے اور ایک طلائی جلد بندی ہوئی تہی۔ یہہ دونوں چیزیں ایک کرگاہ جسمیں مسندہ تہجہ میں رکہی گئی تہیں جسکے اوپر نہایت بیش قیمت طلائی کام بنا ہوا تہا۔ اور ایک مخملی غلاف سے محفوظ کردیا گیا تہا۔

بعدہ حضرت خلیفۃ المسلمین کی بقائے سلطنت اور ترقی عمر و فتوحات کیلئے نہایت الحاح وزاری سے حاضرین نے درگاہ رب العزۃ میں دعا کی اور آمین کے نعرے چاروں طرف سے بلند تھے بعد نماز عصر کے جناب مولانا و مقتدانا مولوی شاہ سلیمان صاحب قادری پہلواروی نے حضرت امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی ثبوت خلافت اور اون تعلقات پر جو کہ مابین تمام مسلمانوں اور حضرت سلطان المعظم کے ہیں۔ ایک مدلل لکچر دیا۔ جناب مولانا کے بیان نے سحر فصاحت سے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا تہا۔ آپنے اپنے بیان کو حاضرین و ارکین جلسہ و ممبران جلسہ انتظامیہ کے شکریہ پر قریب ۶ بجے کے ختم کیا اور جلسہ برخاست ہوا اور پہر تقسیم خیرات شام تک رہی۔

سپاسنامہ اور قصائد کی نقل اور ان تاروں کا مضمون جو اعلیحضرت امیر المومنین اور شاہ ایران و شاہنشاہ جرمنی کو ارسال کی گئی ہیں عنقریب ارسال کرونگا۔ تار کے متعلق یہ امر بہی قابل تذکرہ ہے کہ پہلے تار گہر والوں نے اسکے لینے سے انکار کر دیا۔ آخر جب مولوی محمد ہدایت رسول صاحب اور دیگر معززین اسلام نے بہت سا تقاضا و اصرار کیا تو حکام اعلیٰ سے بذریعہ تار اجازت منگوا کر تار لے لی یہ کچہ معلوم نہیں ارسال بہی کی یا نہیں۔

محمڈن ریڈنگ روم وانمباڑی میں جشن فتحیابی سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ۔ ممبران ریڈنگ روم نے بتاریخ ۱۹ جولائی ۱۸۹۷ء روز دوشنبہ نہایت کروفر سے جلسہ منعقد کیا۔ ریڈنگ روم کے مکان کو متعدد ہلالی جہنڈیوں اور قنادیل سے آراستہ کیا گیا تہا۔ راستہ پر دو رویہ کروسن آیل کے متعدد چراغ لگوا دیے گئے تھے سرخ پارچہ پر طلائی حروف سے مکان میں داخل ہونے کے مقام پر یہہ فقرہ تاریخی مرقوم تہا **جشن ختم سلطان روم و صد مبارک باشد** اور دو مقام پر یہہ فقرہ تاریخی لکہا ہوا تہا **یا اللہ دولت سلطان روم کو قایم رکہہ** اور دو مقام پر یہہ فقرہ تاریخی **واللہ خیر الناصرین** جو کسی خاتون مصری کی طبعزاد ہے لکہکر دیوار پر چسپان کیا گیا تہا۔ روشنی کی بہار اور ان فقرات تاریخی نے اہل جلسہ کے دلوں پر مسرت و شادمانی پیدا کرنے کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکہا۔ علاوہ عمایدین اہل اسلام اور علمائے ذوی الاحترام کے صاحبان ہنود میں سے جناب ڈپٹی تحصیلدار وانمباڑی مینیجر صاحب میونسپلٹی ہیڈ ماسٹر لنڈن سکول وغیرہ چند معززین شریک جلسہ تہے۔ ۶ صاحبوں نے یکے بعد دیگرے اپنے لکہے ہوئے لیکچر نہایت فصاحت و بلاغت سے پڑہ کر سنائے۔ اور سامعین کو مسرور و محظوظ بنایا۔ ان میں پانچ صاحبوں کا لیکچر اردو اور ایک صاحب کا لکچر عربی زبان میں تہا لیکچروں کے ختم ہونے پر جناب مولانا مولوی سلطان احمد صاحب متوطن اولپنڈی دام برکاتہم جو حسن اتفاق سے اس جلسہ کے صدر نشین بنائے گئے تھے۔ اپنی کرسی سے اٹھے پہلے ان صاحبان ہنود کا جو شریک جلسہ تہے بزبان انگریزی شکریہ ادا کرکے اردو تقریر شروع کی۔ ماشاء اللہ آپ کی تقریر ایسی دلچسپ اور عمدہ تہی کہ تمام اہل جلسہ پر حیرت کا عالم طاری ہوگیا تہا آپنے حضرت سلطان المعظم کے خلیفۃ الاسلام ہونیکا ثبوت اور انکی فتحمندی پر اہل اسلام کو اظہار مسرت کی ضرورت بخوبی ظاہر کی۔ اسکے ضمن میں قسطنطنیہ و دریائے باسفرس و دردنیلز کا جغرافیہ اور سلاطین عثمانیہ کی جستہ جستہ تاریخ افریقہ کی اسلامی سلطنتوں کا تذکرہ اور جو آزادی ہمکو حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلینڈ کے عہد میں حاصل ہے اسکی حقیقت اور دیگر بہت امور کا بیان فرمایا۔

اعلیحضرت امیر المومنین سلطان المعظم مولانا سیدنا عبد الحمید خان ثانی الغازی ایدہ اللہ بالدین

کی بائیسویں سالگرہ و تخت نشینی کی خوشی میں جیسا کہ ہم قبل ازیں اشارہ کر چکے ہیں نہ فقط ممالک محروسہ عثمانیہ بلکہ مصر کے بھی جگہ جگہ از صوبہ کے
بھی ایک ایک گاؤں اور محلہ میں اس شان و شوکت اور جاہ و جلال سے مجالس تہنیت منعقد کی گئیں کہ کل دنیا پر اب بخوبی روشن ہو گیا ہے
کہ عثمانیہ قوم کا ایک ایک فرد اپنے متبوع الاعظم کا دل و جان سے فدائی اور شیدا ہو رہا ہے۔ جناب لواء المعظم اور دولتلو غازی مختار پاشا کے جلسے ہی
سنہ سابقہ سے کہیں گنا زیادہ بارونق ہوئے تھے۔ بلکہ اس سال کل مصری قوم نے بھی اپنی طرف سے قومی جلسے کر کے اپنی وفاداری اور روحانی
تعلق کا ثبوت دیا ہے۔ قاہرہ کی جامع ازہر کا جلسہ جو ہر سال استاد اکبر رئیس ... کی زیر صدارت منعقد ہوتا ہے۔ اس سال تمام بلاد افریقہ
و عرب کے مستند شیوخ کی شمولیت سے خوب ہی بارونق ہوا تھا۔ اس جلسہ میں ۳۱ اگست کی رات کو قرآن مجید کی قرات اور امیر المومنین کی صحت اور
ازدیاد حشمت کی دعا کے بعد اکثر علماء نے خطبے پڑھے جن میں سے استاد الفاضل شیخ سلیمان العبد کی عربی تقریر بجنسہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لمستحق الحمد على ما اولى والشكر لمولى الملوك ونعم المولى سبحانه مجدد عهد النعم وشيدها
وحسن نظامها الى دولة العلية وابى واحيث اصطفى لما صنعه خليفته وسلمه سياسته منتر لعلو همته
وكمال سعادته وساق على يديه الصنعة في سائر مصالحها وتقدم واهل الفكرة المنيرة في ادارة حاجبيها
فاكمل نظامها وتمم وسطعت انوار الكمالات على ادبائها ولمعت بوارق الاحكام على الاحكام فخيم
العدل على نواحيها والصلاة والسلام على من بعثه الله بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا
الفاتح لما اغلق والناصر الحق بالحق والهادي الى صراط المستقيم والرشد الى الدين القديم وعلى اله
الهداة الائمة وصحابه مصابيح الامة

اما بعد فان هذه الليلة ليلة عيد الجلوس والفرح العمومي المانوس لمن بسط على رعيته بساط
اليمن والامان وافاض عليهم سجال العدل والاحسان واوردهم من مواطفه شرابا سائغا واسبغ عليهم
من مكارمه رداء سابغا وحمى حوزة الملة الحنيفية وقوى دعائم الشريعة المحمدية من لا يفي بوصفه
مقال ولو استغرق البليغ اوقاته بالتلو والانشاء ظل الله في الارض الذي قام مستوى عزمه لتاييد
الدين بكل وجب وفرض فاصبحت الانام ساكنة في ظل الامان رافلة في ثوب العز والامتنان خليفة الله
الاعظم ومليكنا الاكرم فاصبحت رايات العدل مستنيرة بشمس فلك السعادة المشرقة على كل باد
ومقيم السلطان ابن السلطان ابن السلطان الغازي عبد الحميد الثاني بلغه الله جميع الاماني فاشرقت
بهذه الليلة بوجود انما في بمسرات البشائر وتحققت الاماني وابتهج باهلها الخاص والعام
ولا غرو ان ... اسعد هذا ... عام ... يوم ... على سائر الايام وصار اكبر عيد لجميع
الانام ... كوكب السعود ... الاقبال ... في افق ... الزوال نبشرها ... لكماله

وابتدی رحاب الجامع الازهر بهی المطالع وقابت فیه المیرات وهی الکل خیر جامع واهتم بمشمل علمائه الفضلا والشیخ هم الاکبر وطلابه النجباء مع کل فضل حمید یبقی ذکرهم علی جید الزمان کالعقد الفرید فسطعت باوجه الواع انوار الافراح بادهم ما یجب علیه المساء والصباح فتلیت الآیات القرانیة وتوارد الاذکار الخالصة العلیة وقام شیخ الجامع الازهر والعلماء والمجاورون بالدعوات الصالحة وهم مبتهلون قائلون اللهم انا نسالك یاذا الجمال والجلال یا معطین لنا السؤال بالتضرع والابتهال ان تطیل بقاء ملیکنا الاعظم وسلطاننا الاکبر الافخم مولانا امیر المؤمنین مؤیدا بالنصر والعز والفتح المبین اللهم خلد ذکره واعز نصره علی بعد لصنادید الدین وارفع قدره وبالصالحین اللهم اجمع الاسلام والمسلمین بطول حیاته وادم السرور فی نفس ودم سروره وانعم وجعل ایامه ابد امنصورة وذات الشریفة ببلوغ امال السرور واللهم اجعل ایامه فی جبهة الزمان مقرونة بالصفو والیمن والامان اللهم ادم سرور انما صناد الشریعة المحمدیة وناصبا رایات العلوم الدینیة امین

ولذشفع صاحب الدعاء بطیب عرف الثناء بابیات مشتملة علی تاریخ عید جلوسه فی هذا العام متع الله بوجوده وجود جمیع الانام امین وهی هذه

رایات نصرك یا امیر المؤمنین لها العلاء	وبمیمنك فی الوغی هیبت صلح الاعداء لقتنا
وضیاء فکرك قد اضاء الشکل ولا مثنا	وعطاء راحتك الذی عم الوری اوفی عطا
وشریعة الهادی غدت تهدیك مع طیب الثناء	ایدکتها وحمیتها وحمت عنها الاعتداء
فاسلم امیر المؤمنین وکن اعداك الفداء	واسعد ودم والحمد منتهی شدة الدنیا الینا
عید الجلوس فی هالنا کالشمس حی سنا بها	[illegible]
فیه الرعایا استبشرت بها وانفت امنا وبقاء	وبه السعادة قد بلغته بها العلا فی نماء
وبه المعالی قد سمت لنا سعودی کم انشاء	ارخته فی بیت نظم فانت مرادفی الصفاء

سلطاننا الجلوس مسرة دوم فی هناء

نجد کے امیر معظم محمد بن عبد اللہ بن الرشید

نجد کے امیر معظم محمد بن عبد اللہ بن الرشید کے حالات جو عرب کے ایک حصہ کے خود مختار بادشاہ ہیں حصہ اول میں درج ہیں۔ امیر موصوف کو باوجود خود مختاری کے سلطنت عثمانیہ [illegible] جو دلی عقیدت اور خلوص تھا اسکا کچھ شمہ اوسی جگہ بتا دیا گیا ہے [illegible] ہمراہ لیکر حاضر ہیں [illegible] کیا [illegible] کہ [illegible] فتح و نصرت ہے

[illegible]

امیر ممدوح نے جو قصیدہ تہنیت و مبارکباد خود تصنیف کر کے بادبین ہمایوں میں ارسال کیا تھا۔ اسکو پڑھنے سے جو تمام تعلقات روحانی و ظاہری کی اور بھی تصدیق ہوتی ہے۔ اعلیحضرت کا اقتدار و اختیار اور محبوب الٰہی ہونیکا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ نہ فقط ان کے ہم مذہب (سنت جماعت بالعموم اور حنفی المذہب بالخصوص) اور ان کی اپنی رعایا اونکی محبت و عشق میں سرشار ہیں بلکہ وہ قومیں اور ملک بھی جو صدیوں سے ترکی اور سنت جماعت کے جانی دشمن چلے آتے تھے خود بخود انکیطرف کھنچے چلے جا رہے ہیں اور خلیفہ اعظم کی معنوی و ظاہری متابعت و محبت سے بڑھکر اور کوئی سعادت نہیں دیکھتے یہی امیر محمد ابن عبدالوہاب کے پڑپوتے ہیں جو وہابیہ فرقہ کا بانی مبانی اور ترکوں کا دشمن قلبی تھا اور جسنے موجودہ صدی کے آغاز میں ترکوں کو متواتر شکستیں دیکر بلاد عرب و حجاز سے مطلقاً خارج کر دیا تھا۔ آج اس عبدالوہاب کا فرزند فرقہ وہابیہ کا صدر اعلیٰ اور کئی لاکھ مسلح عرب فوج کا مطلق العنان مالک کسی دنیاوی تحریک کے بغیر صرف الہام ربانی سے فیضیاب ہو کر اپنے آپ کو بڑے فخر سے زمرۂ جان نثار خدام سلطنت علیہ اور خلافت عظمیٰ میں شمار کرتا ہے۔ اسیطرح شاہ مظفر الدین والئی ایران جنہوں نے حال ہی چار سو پونڈ میڈل دمشق ریلوے کو مرحمت فرمائے ہیں اور انکی مسلمان رعایا کے کل تعلیم یافتہ اور سمجھدار لوگ (جو تقریباً کل ہم شیعہ مذہب ہیں) امیر نجد اور خالص ترکوں سے کچھ کم جلالت مآب کے دل داد و شیدا نہیں ہیں۔ اس بیان کی تصدیق ہر روز ایران کے جرائد جلیلہ کے مطالعہ سے ہو رہی ہے۔ اور جسکی مزید تصدیق کیلئے عالیجناب امیرزا محمد تقی خان کمال الدین سپہر تہرانی کی نو تالیف کتاب کارستان اتفاق کا دیکھنا جو مطبع الپنچ بانکے پور پٹنہ میں نہایت خوشخط اور اعلیٰ درجہ کے ولایتی کاغذ پر طبع ہوئی ہے کفایت کرتا ہے میرزا موصوف امیر المومنین کی اوصاف ایک قصیدہ میں بیان فرماتے ہیں۔

در جہان فخر مسلمانی و سلطانی ہر دو | گرچہ بالا بود لیکن تو بالا تر گرفت
شیعہ و سنی بعدلت پیرو تو | بس عجب آید مرا چون شیر با شکر گرفت

آن علی بربان درین آزادہ از جان نثار | قوم از تو ظفر مسلمان شیعہ بود در گرفت
حالیا حسن حسین سر از یک شاخ تیغ | ہیچ خیبر کو بشمشیر دو دم حیدر گرفت

کیا اعلیحضرت امیر المومنین پر خداوند کریم اور اوسکے رسول مقبول کی خاص نظر عنایت ہونیکی اس سے زیادہ کوئی شہادت ہوسکتی ہے کہ مسلمانوں کا وہ فرقہ جو خلافت کے بارہ میں نہایت ہی متعصب اور سخت ہے اور خلفاء راشدہ میں سے بھی اولین ثلثہ خلیفوں کو جائز و مستحق خلیفہ ماننے سے متردد ہے مصلحت وقت سے نہیں بلکہ ان کے عشق و محبت سے مجبور ہو کر الغرض کسی وجہ سے ہی۔ اب اسوقت یہ مسلمہ امر ہے کہ وہ بھی برضا و رغبت عبدالحمید خان کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کر رہا ہے۔ چنانچہ وہی شاعر بے بدل ایک دوسرے قصیدہ کے عنوان میں جو فتح و نصرت کی مبارکباد میں تحریر کیا گیا ہے سلطان المعظم کے دیگر القاب کے ساتھ ہی خلیفۃ المسلمین کے لقب کو بخط جلی لکھکر یہ شعر تحریر فرماتے ہیں

گر نشنیدہ کو فتح یونان کرد باشندت | امیر المسلمین اقوم شاہنشاہ جم جاکر
معظم حضرت سلطان فی الاجلال عثمانی | کہ باشد از دم تیغش سراج دین فروزنده

وارث ملک اسلام عبدالحمید خان غازی | کہ در روز وغا بارد ز تیغش برق عدو جگر
شہی کز نصرت و فتح سے چاکرانش قائد لشکر | بشہ قرن وحاکم وحیا روز نخوت بیندش

والا ہمچو عادل ساعد او دست سلطنت در تقوی

مسلمان ہمچو سلمان آنکہ اورا ہمچنان نبود شہی کو حیطۂ اسلام را باشد نکو مرکز شہی کو قطب ایمان است نیکو معتبر لنگر
شہنشاہی کہ از سور خوار فوج جرارش تو اندا آتش افشاندن بفرق خصم چون اژدر شہنشاہی کہ یک کندۂ او بر ترک انسپاہے
تو اند آنکہ تسخیر جہانے کرد سرتاسر غرض آں عروۃ الوثقائے دین احمد مرسل بنودہ فتح یونان با ہزاراں جہد و کر و فر

اسی قصیدہ کو مطلع دوم میں لکھتے ہیں۔

خلافت دستگاہا داد خواہا آسماں جاہا جہاں داورا فتح دلفر تک خوش زینت و زیور سنک ست از فشانک حلیب مسلم و مومن
سنک تیغ سر افشانک تعدو ملحد و کافر افندم بادشاہم سیدم دولتلو سلطانم خدا جاہ و جلالک ایسوں ہر لحظہ افزونتر
لو اتم ہمتک اعرش سین الحق بام گردونہ سنک صمصام قہر خصم کافروں آں او کیفر بد اندیش تو و بدخواہ جانت را الہ و دائم
یکے را اور دو دریا لیس یکے را مرگ دار بستر

ان اشعار سے ناظرین کو ان اہل اصحاب کی محبت و الفت کا جو وہ سلطان المعظم سے رکھتے ہیں پورا یقین ہو گیا ہوگا۔ امیر محمد کا قصیدہ اخلاص و عقیدت میں اپنے نظیر بھی سبقت رکھتا ہے۔ اسکے ابتک صرف تین شعر معلوم ہوئے ہیں جو بجنسہٖ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں

فیا کعبۃ الآمال یا ہیبۃ العدا حنانیک لا تسمع بنا قول کاذب
پس اے کعبہ امیدہا۔ اے ہیبت اعدا مہربانی کر ہم پر تو اترا در ہماری نسبت جھوٹوں کی بات نہ سن

اذا کنت یا فخر الخلافۃ راضیاً فلسنا نبالی عن محب و ناصب
اے فخر خلافت اگر تو ہم سے راضی ہو تو ہم کو کسی دوست یا دشمن کی پرواہ نہیں

وان کنت سلماً فالحروب غنیمۃ ولو اضرمت نیرانہا کل جانب
اگر تیرا لطف سے مہربانی و صلح ہے تو باقی تمام لڑائیاں ہمارے لیے غنیمت ہیں خواہ اُن کے شعلے تمام طرفوں سے بلند ہو رہے ہوں

اس قصیدے کے بھیجنے کے بعد امیر موصوف نے چند خالص النسل بیش بہا عربی گھوڑے بطور ہدیہ اپنے دارالخلافہ حائل واقعہ وسط عرب سے متبوع الاعظم امیر المومنین کی خدمت میں ارسال کیے جو ولایت کی ڈاک خبر ہے کہ اکتوبر ۱۸۹۷ء کی شروع میں بخیریت دمشق پہنچ گئے تھے اور غالباً وسط اکتوبر کو آستانہ علیا پہنچ گئے ہونگے۔ اعلیحضرت کی منصب خلافت اور اوسکی اقتدار کو صرف مسلمانان عالم اور مسلم فرمانرواؤں ہی نے تسلیم نہیں کیا بلکہ بڑے بڑے زبردست یورپین فرمانرواؤں کو بھی سلطان المعظم کے اس منصب جلیلہ کے سامنے جسکی طاقت و عظمت کا اچانک یکبارگی کل دنیا میں سکہ بیٹھ گیا ہے سر جھکانا پڑا ہے چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے زار ایسے جابر اور طاقتور شہنشاہ نے سلطان الاعظم سے یہ التجا کی تھی کہ وہ وسط ایشیا میں روسی حکومت کی برخلاف اپنے اقتدار سے کام نہ لیں اس عنایت کریمانہ کے عوض روس معاملات یورپ میں ہر وقت سلطان کا معاون و مددگار رہیگا۔ زمانہ کی یہ عجیب و غریب نیرنگی دیکھکر بے اختیار یہی کہنا پڑتا ہے کہ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْکَرِیْم

سلہ کنایہ از تفنگ ۱۲

مسلمانوں کی بیداری

مولوی رفیع الدین صاحب نے ولایت کے رسالہ اُنیسویں صدی میں مسلمانوں کی بیداری اور سلطنت انگلشیہ و ٹرکی کے تعلقات پر ایک قابل قدر مضمون شائع کر کے حج کی برکات و اسرار پر نہایت عمدہ بحث کی ہے جس سے ہماری اُن تحریرات کو جو حج کے متعلق ۳ر فروری ۱۸۹۶ء اور ۱۸ر نومبر ۱۸۹۵ء کے وکیل میں اور ٹرکی و انگلستان کے اتحاد کے متعلق وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہیں۔ بہت تقویت ملتی ہے ہم اُنکی تحریر کا اسقدر حصہ ناظرین کی دلچسپی کیلئے ذیل درج کرتے ہیں۔

انگلینڈ کا چار قسم کے مسلمانوں سے تعلق ہے (۱) ایک وہ جو براہ راست رعیت سرکار ہیں (۲) وہ جو سرکاری حفاظت میں ہیں (۳) وہ جو خود مختار مسلمان بادشاہوں کی رعیت ہیں (۴) وہ جو انگلینڈ کے علاوہ دیگر ایسے بادشاہوں کی ماتحت ہیں جو مسلمان نہیں ہیں۔ نمبر۱ میں مسلمانان ہندوستان۔ برہما۔ رنگون۔ عدن۔ پریم۔ سقوطرہ۔ کوریا موریا کے جزائر۔ جزائر ملایا۔ برٹش بورنیو و برمن جزائر۔ کامران۔ سنگاپور وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سات کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ نمبر۲ میں مسلمانان مصر۔ بلوچستان۔ زنگبار پمبا۔ جوہر۔ مالدیو۔ جزائر کیلنگ وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں اسی لاکھ کی آبادی ہے۔ نمبر۳ میں ٹرکی۔ پرشیا۔ مراکو۔ افغانستان سکوٹو۔ سبرنو۔ دو یکیم و بگرمی کے مسلمان شامل ہیں۔ اور کئی مقامات وسط افریقہ میں۔ چین میں مسلمان چار کروڑ ہیں۔ ہالینڈ کی ماتحت دو کروڑ۔ روس میں دو کروڑ۔ سلطنت فرانس میں چار کروڑ اور افریقہ کے مقامات میں ۴ کروڑ۔ گویا کل اسلامی دنیا کی آبادی ۱۳ کروڑ ہے یہ طاقت منتشر اور اسپر اہی نہیں۔

میری رائے میں اسموقعہ پر کچھ صراحت ضرور ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ کیسے یہ مختلف اسلامی فرقے جنمیں بعد المشرقین ہے۔ اور جنکی قومیتیں مختلف ہیں ایسے معاملات میں جنکا اثر ان کے مذہب یا انکی حالت پر ہو سکتا ہے۔ ایک ہو سکتے ہیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ بارکا کا مسلمان الجیریا کے مسلمان سے۔ یا کابل کا باشندہ قسطنطنیہ کے باشندے سے خیالات کا تبادلہ کرے۔ ان لوگوں کی زبانیں مختلف ہیں ان لوگوں کے بادشاہ مختلف ہیں۔ پھر وہ کس طرح ایک ہو سکتے ہیں۔ بیشک یہ دقتیں جو ہمنے بیان کی ہیں۔ ایک قسم کی سد سکندری ہیں۔ اور بادی النظر میں ان دقتوں کو حل کرنا دشوار ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے تو یہ دقتیں نہایت آسان ہیں۔ اسلام کے بانی نے ان دقتوں اور دشواریوں کو پہلے ہی سوچ لیا تھا۔ اور اسکا علاج پہلے سے ہی تیار کر چھوڑا تھا۔ پیغمبر اسلام صلعم نے مطلب کیلئے حج کا حکم صادر کیا تھا۔ جسکے ذریعہ دور دور کے لوگ سال بسال ایکدفعہ ضرور بیت الحرام میں جمع ہوتے ہیں۔ بیقدر اژدحام خلائق اسموقعہ پر مکہ معظمہ میں ہوتا ہے دنیا میں کہیں نہیں ہوتا۔ اصل مطلب حج کا تو یہ ہے کہ عبادت الہٰی ہو۔ مگر دوسرا منشا یہ ہے کہ مختلف مقامات کے مسلمانوں کو ملنے اور تبادلہ خیالات کا موقعہ ملے۔ کوئی گورنمنٹ اور کوئی حاکم مسلمانوں کو اس غرض منصبی کے سر انجام دینے سے نہیں روک سکتا۔ یہاں آپکو ہر قسم کے لوگ افغان۔ چینی۔ ترک۔ الجیرین۔ ایرانی وغیرہ نظر آئینگے۔ یہاں آپ کو مختلف علوم و فنون کے فاضل نظر آتے ہیں۔ اور یہ سب عربی زبان کے ذریعہ تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ یہاں پر ایک بڑا اسلامی اصول کہ ہر مسلمان دوسرے کا بھائی ہے جسکے معنی ہیں کہ تمام مسلمان بھائی ہیں۔ یہاں نصرت تمام مسلمان گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں اور ... اپنے دل سے ہر قسم کا کینہ اور بغض

دور کر دیتی ہیں۔ اور دلکا اخلاص صدق دل سے ہر ایک کو بتا دیتی ہیں۔ گذشتہ تین سالوں میں ان حاجیونکی زبان پر صرف عیسائیونکی دست درازی اور خلیفہ پر انکی تعدی کا ذکر رہا ہے۔ ان گذشتہ تین سالوں میں یہ عام خیال ہو گیا ہے کہ آگے انگلستان مسلمانوں کا دوست تہا اب روس دوست ہو گیا ہے۔ آگے روس دشمن تہا اب انگلستان دشمن بن بیٹھا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ یقین قابل افسوس ہے۔ لیکن یہ یقین لوگونکو ضرور ہو گیا ہے۔ ترکی راہ و رسم کے موجب آج تک کوئی پولٹیکل جلسہ مکہ معظمہ میں نہیں ہوا۔ سری کمیٹیاں اور بات چیت مشرقی دنیا میں ہر طرف ہوتی ہیں۔ ان حاجیونکا رسوخ اہل اسلام کے دلوں پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اسپایہ میں مسٹر بلیو اس بلنٹ ایک مشہور انگریزی مدبر کا قول ہے کہ اس قسم کے خیال پیدا کرنے کے لئے اور اسلامی اتحاد کو مستحکم کرنے کے لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں ایام حج میں رسالے شایع کئے جائیں۔ حج کے موقعہ پر دور دراز مقامات سے حاجی جمع ہوتے ہیں۔ اور بہت اچھا ذریعہ انکو تبادلہ خیالات کا ملتا ہے۔ حاجیونکا رسوخ دور دور دیہات میں پھیلجاتا ہے۔ اور یہ کاروائی نہایت پر اثر ہوتی ہے۔

مجھکو اس امر پر اور بھی زیادہ افسوس آتا ہے کیونکہ چند سال ہوئے انگلینڈ نے حاجیونکی مدد کر کے ثابت کر دیا تھا کہ وہ مسلمانونکا دوست ہے۔ سنہ ۱۸۹۶ء میں سر منری ناؤ اپنے جو بڑی قابل وزیر ہند تھے مجھسے حاجیونکی شکایت لیکر انکے رفع کرانے کا وعدہ کیا تہا۔ اور اس وعدہ کو حتی المقدور ایفا بھی کیا۔ سال گذشتہ میں گورنمنٹ کو وبا کے پھیلنے کے باعث ہندوستان میں حاجیونکو روکنے کی ضرورت دامنگیر ہوئی تھی۔ ممکن ہے کہ گورنمنٹ کی نیک نیتی میں بدگمانی پیدا ہوئی ہو۔ مجھے ہرگز تعجب نہیں اگر بلانڈا جیسے متعصب دیوانے بات کو بتنگڑ کا کوہ بنا دیا۔ اور لوگوں کو یہ یقین دلایا ہو کہ سرکار حج کو روکتی ہے۔ جاہل مسلمانوں کو کیا خبر ہے۔ کہ ہندوستان میں وبا پھیلنے کے باعث سرکار انگلشیہ نے حاجیوں کو نہیں روکا۔ بلکہ سلطان ٹرکی نے روکا ہے۔ میرے مذکورہ بالا ریمارک سے لوگوں کا حال واضح ہو گیا ہے اب میں یہہ ثابت کرونگا کہ عیسائیونکی حرکات سے اسلامی ریاستیں بھی آپس کی قدیمی دشمنی اور مخالفت کو بھول گئی ہیں۔ اور انہوں نے بھی رابطہ اتحاد قایم کر لیا ہے۔ ناصر الدین کے قتل ہونیسے پہلے سلطان نے ایک خاص ایلچی شاہ ایران کے پاس بھیجا تہا تاکہ انکو جوبلی کے موقعہ پر مبارکباد دے۔ یہہ گویا رابطہ اتحاد کا پیش خیمہ تہا۔ اس پیغام کا پیغام بر بالعال کا ایک لایق ڈپلومیٹ منیف پاشا تھا۔ بدقسمتی سے شاہ قاچار قتل کیا گیا۔ مگر سلطان نے اپنے سفیر کو واپس نہیں بلایا۔ بلکہ اسکو مستقل ایلچی وہاں مقرر کر دیا۔ موجودہ شاہ ایران نے تخت نشین ہو کر کئی تحایف سلطان کو بھیجے۔ اور جو شخص تحایف لایا تہا۔ بڑی دیر تک سلطان سے گفتگو کرتا رہا۔ اگر قسطنطنیہ اعظم اور دارا کی جانشین اسیطرح کا برتاؤ رکہینگے تو رابطہ اتحاد کے مستحکم ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ والئی کابل ضیاء الملت والدین نے بھی ایران اور مکہ معظمہ میں تحایف ارسال کئے ہیں۔ روس بھی مسلمانوں کی دلجوئی میں ہمہ تن ساعی ہے۔ اگرچہ روس کٹر عیسائی ہے مگر اسنے مسلمانوں کیخاطر وسط ایشیا میں مساجد بنا دی ہیں۔ اور ایران وغیرہ میں زائران کربلا کی خاطر کیلئے مسلمان سفیر متعین کئے ہیں اس سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا کہ جسقدر انگلینڈ نے سلطان عبد الحمید سے پہلو تہی کیا ہے۔ اسیقدر وہ روس کیطرف زیادہ راغب ہوتا گیا ہے۔ لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ سلطان روس کے منشار سے ناواقف نہیں ہے۔ سلطان بخوبی جانتا ہے کہ کیوں یکقلم روس نے اپنی پالیسی بدل لی ہے۔ اور کہ اس تغیر و تبدیل پالیسی سے اسکا کیا خاص منشا ہے۔ دراصل روس کا منشا یہہ ہے کہ بغیر لڑے بھڑے قسطنطنیہ کا

ناخنہ آجائے۔ ٹرکی کو معلوم ہے کہ انگلینڈ نے ہمیشہ روس کو اپنا دلی مطلب پورا کرنے نہیں دیا۔ اگر آخری وقت میں انگلینڈ نہ مخالفت کرتا تو روس نے اسوقت تک قسطنطنیہ کو سالہا سال سے لیلیا ہوتا۔ پس انگلینڈ کا دلی منشا یہ ہے کہ ترکی واقعی طاقتور ہو جائے اور اسکی اندرونی بدنظمی رفع ہو جائے۔ بیس سال ہوئے مکینزیلڈ نے انگلینڈ کو یقین دلایا تھا کہ اگر کافی مہلت دیگئی تو ضرور ٹرکی اصلاح کریگی۔ آج انگلینڈ کی یہ رائے ہے کہ ٹرکی کبھی ترقی نہیں کریگی۔ اسلئے اسکو اسکی مدد نہیں کرنی چاہئیے۔ یہ ظاہر ہے کہ دو پالیسیاں ہیں کونسی پالیسی انگلینڈ کے حق میں بہتر ہے۔ دس میں سے نو مسلمان جو عقیل ہیں یہی صلاح کے خواہشمند ہیں۔ سلطان اگر ذرہ غور کریں تو انکو معلوم ہو جائیگا کہ روس کیساتھ اتحاد کرنا گویا اپنے آپ کو اسکا تابع فرمان بنانا ہے۔ یہ پالیسی ضرور بدلنی چاہیئے۔ ٹرکی کے اخبار خواہ مخواہ انگلینڈ کو سخت سست کہہ رہے ہیں انگلینڈ ہرگز ترکی کا بدخواہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ خلیفہ وقت کو موجودہ پالیسی کی غلطیوں سے آگاہ کردیں۔ انکا فرض ہے کہ ملک کے وزراء کو دلوں میں یقین دلاویں کہ انکا فرض ہے کہ مسلمانوں کی دلجوئی کریں۔ کہتے ہیں کہ اب انگلینڈ کی دوستی ٹرکی سے نہیں ہو سکتی۔ مگر میری یہ رائے نہیں ہے۔ اس دوستی میں جانبین کا فایدہ ہے۔ انگلینڈ کی عداوت ٹرکی سے صرف شرطیہ ہے۔ انگلینڈ صرف اسلئے ناراض ہے کہ ٹرکی اصلاح نہیں کرتی۔ اگر سلطان مستقل طور پر اصلاح اور رعیت کی بہبودی برابر مد نظر رکھیں تو انگلینڈ میں اور ان میں کوئی دشمنی نہیں رہیگی۔ انگلینڈ کی بہبودی اسلامی ترقی سے وابستہ ہے۔ انگلینڈ۔ افغانستان۔ ٹرکی اور ایران کا دوست ہے۔ جو مدبران ملک اس غلط فہمی کو دور کرا کے رابطہ اتحاد قایم کرینگے۔ وہ گویا تمام اسلامی دنیا پر احسان کرینگے۔

یونانیوں کی خیانت اور ترکوں کی شہامت کی شہادت

ڈاکٹر اینڈریوز پریسیڈنٹ امریکن ہلپٹ سوسائٹی نے جو محاربہ یونان و روم کو دیکھنے کے لئے گئے تھے اپنے ملک میں جاکر یونانی عیسائیوں اور مسلمان ترکوں کی نسبت ایک لیکچر میں حسب ذیل ارشاد فرمایا۔

یونانی لڑائی کیلئے بالکل تیار نہ تھے۔ لیکن اگر وہ کوشش بھی کرتے تو ترکی قوم کو مقابلہ کرنیکو قابل مشکل ہو سکتے۔ ترک من حیث القوم یونانی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ مجھسے خود دو یونانیوں نے جو اپنے ملک سے بخوبی واقف تھے ذکر کیا کہ وزیر اعظم سے لیکر ادنے سپاہی تک کل ملک میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں ہے جو سرکاری راز کو رشوت لیکر بتادے یا جو روپیہ کی لالچ سے بگاڑا نہ جاسکتا ہو۔ دماغی قابلیت کے لحاظ سے وہ دنیا کی کسی قوم سے کم نہیں ہیں مگر اخلاقاً انکی حالت نہایت ہی قابل افسوس ہے۔

برعکس اسکے ترک دیانتدار ہیں۔ وہ اپنے ملک کے عیسائیوں اور آرمینیوں سے کہیں انتہا افضل ہیں۔ اگر تم کسی ترک کو دوسری جگہہ پہنچانے کے لئے کیسہ زر دو تو وہ جنگل بیابان کوہ و دشت اور مختلف خطرناک مقامات کو عبور کرتا ہوا اسے منزل مقصود پر پہنچا دیگا یا اس کوشش میں جان دیدیگا۔ وہ ذرا امانت کو خود بھی نہیں چرائیگا۔ بلکہ قزاقوں کو بھی چرانے نہ دیگا۔ وہ نہایت حلیم الطبع اور متحمل مزاج ہوتے ہیں۔ لیکن انکے ساتھ ہی اگر کسی ترک کو یقین ہو جائے کہ تم ہمارا (یعنے کسی عیسائی کا) سر کٹنے سے اپنی دولت کو فایدہ پہنچا سکتا ہے تو وہ بے الذہ تمہارا گلا کاٹ دیگا۔ ہمارے واعظ اور مشنری ترکوں میں عیسائیت کی ترویج نہیں کر سکتے اور کرہی کیسے سکیں۔ جبکہ وہ اخلاقاً ہم سے افضل و اعلےٰ ہوں۔ اس بارہ میں ہم کچھ نہیں حاصل کر سکتے مگر ہم سیکھ سکتے ہیں۔ مثلاً ایک ترک نہایت

سے توشی ہی ترکونکی ایسی صفت ہی کہ اگر وہ مغربی تہذیب میں داخل ہوجائے تو فایدہ بیکران پہنچانیکا باعث ہو

یوروپ اور اہل یوروپ اسمیں شک نہیں کہ ترکوں کے حق میں غلط بیانیوں اور اصل واقعات کو چھپانے کیوجہ سے بہت کچھ گنہگار ہیں۔ اور ہمیشہ ترکوں کے اوصاف نہایت تاریکی میں دنیا کو دکھلاتے رہے ہیں۔ مگر خدا کی قدرت ہے کہ انہیں اخباروں کو مجبوراً اس قوم کی انسانیت کا اعتراف بھی اور شرافت کا قایل ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ حال میں پال مال میگزین میں آنریبل ٹی۔ ڈبلیو نے ممبر پارلیمنٹ نے تھسلی میں سفر کرنیکے بعد ایک مضمون لکھا ہے جسمیں وہ ان غلط اور لغو افواہوں کا ذکر کرکے جو ترکوں کے خلاف شایع کیجاتی تہیں۔ اصلی واقعات سے مقابلہ کرتے ہیں جو بالکل ان غلط بیانیوں کے برعکس ثابت ہوئی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ وولو پر جب ترک متصرف ہوئے نہ کسی طرح مالی نقصان شہر یا اسکے باشندوں کو پہنچا۔ نہ کسی اور قسم کا۔ بلکہ تاجروں اور بیوپاریوں نے ترکوں کی مراعات سے بیجا ناجائز فایدہ اٹھایا کہ کثیر مال و اسباب بلا محصول کے درآمد و برآمد کرتے رہے۔ حالانکہ یونانی حکومت میں ان کو ... فیصدی صرف سرکاری محصول ہی ادا کرنا پڑتا۔ جو افسر ترکوں کیطرف سے تھسلی کی رعایا پر حکومت کرنیکو مقرر ہوئے ہیں وہ نہایت ہوشیار خلیق طبع اور نہایت دیانتداری سے متصف ہیں۔ ترکوں کی فوج اور انکے سپاہی جس پہلو سے دیکھے جائیں قابل تعریف ہیں۔ صاحب موصوف ان سپاہیوں کی تعریف کرکے لکھتے ہیں کہ گو ترکی سپاہی کو مشکل ہی کچھ تنخواہ ملتی ہے۔ اور جنگی وردی اور بوٹ بھی اکثر بہت خراب ہورہے تھے۔ مگر وہ ایک حرف شکایت بھی زبان پر لائے بغیر نہایت وفاداری اور جان نثاری سے فوجی زندگی کی ان مشکلات کو برداشت کرتا ہے۔ اسکے بعد صاحب موصوف ترکوں کے زیر حکومت تھسلی کی مفصل کیفیت کے دوران میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ میں نے دیکھا اور بیان کیا ہے۔ اسکے ساتھ یہ بتلا دینا قرین انصاف ہے کہ جب سے ترک اس صوبہ پر قابض ہوئے ہیں ترکی سپاہیوں کا رویہ نہایت قابل تعریف رہا ہے اور یونانی اخبارات نے ترکوں کے خلاف جو جو کہانیاں چھاپی تھیں وہ سب کی سب بالکل بے بنیاد ثابت ہوئی ہیں۔ یہ کہنا کسیطرح مبالغہ نہیں ہے کہ ایسی حالات میں یوروپ کی کسی اور سلطنت کے کسی سپاہی سے ایسے عمدہ چلن کا اظہار نہوتا۔ اور یونانی حکام کو بار بار یہ اقرار کرنا پڑا ہے کہ درحقیقت ہم کو ترکوں کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے جہانتک میں دیکھ سکا ہوں سپاہیوں کے تعلقات رعایا کیساتھ کسیطرح غیر دوستانہ نہ تھے اور بہت سی ایسی مثالیں دیکھی گئی ہیں کہ ترکی سپاہیوں کو جو کچھ کم و بیش راشن کھانے کو ملتا ہے۔ انہوں نے اسمیں فاقہ زدہ عیسائیوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرلیا ہے

اسکے بعد صاحب موصوف نے ترکی اور یونانی سپاہیوں کا مقابلہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یونانی سپاہی صرف دیکھنے ہی کے تھے ترکی سپاہیوں کو صرف دیکھنے سے ان کے جوہر معلوم ہوتے تھے۔ بلکہ یونانیوں سپاہیوں کا ناظر کے دل پر بہ نسبت ترکی سپاہیوں کے اچھا اثر پڑتا تھا لیکن افسوس ہے کہ ظاہری حالت بسا اوقات کسقدر دہوکہ دہ ہوتی ہے۔ یہی ترکی سپاہی ایسے ہیں کہ انپر بھروسہ کرکے میدان میں چھوڑ دو اور وہ اسوقت تک قدم پیچھے نہ ہٹاینگے جبتک کہ ایک سانس بھی انکے بدن میں باقی ہے۔ لیکن ان یونانیوں کی نسبت اسکا بھی تو کامل یقین نہیں کہ اگر ان کو میدان میں بھیجو تو ان کی ہمت ہی لڑنیکو دے جو انکو شاید یارا ہے۔

تمغہ نشان سب سے قدیم ترکی نشان "طلعت ہلال" کہا جاتا ہے جو سلطان سلیم ثالث نے ان انگریز افسروں کو عطا کرنیکے لئے جنہوں نے سلطنت عثمانیہ کی حفاظت میں ... خدمات کی تہیں قایم کیا تہا۔ یہ نشان ... اور دیگر ... ہیں

کو بہی مرحمت کیا گیا تہا - اب یہ بہت کم عطا کیا جاتا ہے - اسلئے کبہی اسکا نام سننے میں نہیں آیا -

"طبقہ مجیدیہ" سلطان عبد المجید (فرمانروا حال کے والد ماجد) نے سنہ ۱۸۵۲ء میں خدمات حسنہ کے صلہ میں عطا کرنے کے لیے قایم کیا تہا - اسکے پانچ درجے ہیں - اول درجہ کا نشان ایک وقت میں پچاس اشخاص سے زیادہ کے پاس نہیں ہو سکتا - دوسرے درجہ کے نشان کیلئے ڈیڑہ سو - سوم درجہ کیلئے آٹہ سو - چہارم درجہ کیلئے تین ہزار - اور پنجم کیلئے چہہ ہزار کی تعداد معین ہے - اگر ایسے پچاس شخص زندہ موجود ہوں - جنکے پاس اول درجہ کا نشان ہو تو تاوقتیکہ ان میں سے کوئی فوت نہو جائے اس درجہ کا تمغہ کسی اور شخص کو عطا نہیں ہو سکتا - وقس علی ذلک - بعض اوقات متوفی نشاندار کے بیٹے کو بہی اسکے باپ کا تمغہ پہننے کی اجازت دیدیجاتی ہے - اور اسطرح وہ فرزند طبقہ کے ارکان میں شامل ہو جاتا ہے "مجیدیہ" کا نشان ستارہ کی شکل ہے جو چاندی کا ہوتا ہے - اوسکی نقرئی کرنوں کے سروں کے درمیان علحدہ علحدہ چہوٹے چہوٹے ہلال اور ستارے بنے ہوئے ہیں - درمیانی ستارہ کے گرد سرخ میناکاری کا حلقہ ہوتا ہے - اسکا فیتہ جسکے ساتھ وہ ایک بڑے سرخ میناکار ہلال سے ستارہ سے آویزاں ہوتا ہے سرخ ریشم کا ہوتا ہے - فیتہ کے دونو حاشیہ پر باریک سبز دہاری ہوتی ہے - اول درجہ کا تمغہ مرصع بجواہر ہوتا ہے - نشان کے وسط میں سلطانی طغرا اور اوسکے گردا گرد الفاظ "صداقت" "حمیت" - اور "غیرت" بخط عربی کندہ ہوتے ہیں - جنگ کریمیا کے بعد کئی فرنچ اور انگریزی افسروں کو یہ نشان مرحمت ہوئے تہے -

"طبقہ عثمانیہ" سنہ ۱۸۶۱ء میں سلطان عبد العزیز شہید نے خالصتاً خدمتگذار اور وفادار مسلمانوں کے لیے قایم کیا تہا - اسکے سات مدارج ہیں - پہلا پچاس اشخاص پر - دوسرا ایکسو - تیسرا ۱۵۰ - چوتہا ۵۰۰ - پانچواں ایکہزار - چہٹا دو ہزار - اور ساتواں درجہ تین ہزار اشخاص کی تعداد پر محدود ہے - یہ شش پہلو ستارہ کی شکل میں ہے جسکی زمین سبز ہے - اور وسط میں ہلال اور تاریخ قیام طبقہ ثبت ہے - پشت پر سنہ ۶۹۹ ہجری کندہ ہے - جو خاندان عثمانیہ کی سلطنت کے قیام کا سن ہے - طبقہ کے قایم ہونے پر پہلا نشان جو جواہر بیش قیمت سے مرصع کیا گیا تہا - چند اعلے عہدہ داروں کے ہاتہہ سلطان عثمان بانی خاندان کی قبر پر رکہنے کے لیے بروصہ بہیجا گیا تہا - اس نشان کا فیتہ سبز رنگ کا اور اوسکے حاشیوں کی دہاریاں سرخ ہیں -

فنون لطیفہ اور علوم ادبیہ کے تمغے بہی سلطان عبد العزیز نے سنہ ۱۸۶۲ء میں قایم کئے تہے - یہ ان اشخاص کو دئے جاتے ہیں جو علوم و فنون یا ادب میں امتیاز حاصل کریں - انکے فیتہ سرخ و سفید رنگ کے ہیں -

"طبقہ امتیاز" سلطان حال نے ان اشخاص کیلئے جنہوں نے شجاعت - حمیت - دیانت - اپنی نوع انسان حتے کہ بے زبان جانوروں سے شفقت نمایاں طور پر ظاہر کی ہو قایم کیا ہے - اسکے تین درجے ہیں - مرصع بجواہر - طلائی اور نقرئی - فی زمانا غیر مسلموں کو زیادہ تر یہی نشان مرحمت ہوتا ہے - مگر اکثر مسلمان بہی اس سے مشرف ہیں - اسکا تمغہ مدور اور روپیہ کے قدر بڑا ہے - اسپر سلطانی طغرا اور نشان سلطنت نقش ہے - اور پشت پر یہی عبارت کندہ ہے -

انکے علاوہ تین تمغے اور ہیں - امتیاز لیاقت و شفقت - ان کو بہی امیر المومنین غازی عبد الحمید ثانی ہی نے - آخر الذکر صرف عورتوں کیلئے ہے - تمغوں کے علاوہ اعزازی کلاہ دستاریں اور خلعت دینے کا پرانا دستور بہی ابہی بالکل متروک نہیں ہوا -

جشن جوبلی و سلطانی سفیر و متعصبین کی سفاہت

مہاشا ٹریبون ۱۲ جولائی کے پرچہ میں اپنے ایڈیٹوریل نوٹ میں جوبلی کے موقعہ پر قیصرہ ہند کے جلوس پر چند سطریں لکھتی ہوئی بھی اس عداوت قلبی اور دلی بغض کو جو اسکو اپنے ہموطن مسلمانوں اور انکی طفیل کل دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ ہے ظاہر کرنے سے باز نہیں رہ سکا۔ حضور قیصرہ ہند کی صحت و تندرستی۔ لارڈ رابرٹس کی آؤ بھگت اور ایک ہندو مہاراجہ کی شاندار اور زرق البرق پوشاک کی تعریف اور تذکرہ میں بیس سطریں تحریر کرکے اس نے دو گنی عبارت میں اپنی انوکھی منطق سے ترکوں کو بد اخلاق ثابت کرنیکی کوشش کی ہے۔ اسکی تحریر کا بجنسہ ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"اس جلوس کا ایک اور امر جسپر اسوقت لوگوں کو توجہ ہو گئی اور جسکی باقاعدہ اطلاع پہنچی ہے کسیقدر کم فرحت افزا تھا۔ وہ واقعہ یہہ ہے کہ نہ خاص ترکی ایلچی اور نہ ترکی سفیر شاہی جلوس میں شامل ہوئے۔ اسے اتفاقیہ سہو نہیں کہا جاسکتا۔ دنیا کی تقریباً ہر ایک مشہور ملک نے اس موقعہ کیلئے لنڈن کو اپنا نائب روانہ کیا۔ اور ہر ایک ایسا نائب جلوس میں شامل ہوا۔ بلکہ چالیس ممالک غیر کے شہزادے بھی شامل تھے جنمیں سے اکثر کسی زمانہ میں حکمران بادشاہ ہونگے۔ ترکی نے بھی جوبلی کی شرکت کیلئے خاص ایلچی روانہ کیا تھا۔ مگر نہ وہ اور نہ مستقل سفیر جو ہمیشہ لنڈن میں رہتا ہے جلوس میں شریک ہوا۔ یہہ امر اس عظیم الشوکت اور نیکدل فرمانروا کی متعمد تحقیر اور ہتک کرنے سے جسکو اسدن تمام دنیا مبارکباد دے رہی۔ اور اسکے لئے دعائیں مانگ رہی تھی کسیطرح کم نہیں ہوسکتا۔ یہہ ظاہر ہے کہ ایسی کج اخلاقی کا علانیہ نہ تو نوٹس لیا جاسکتا ہے اور نہ اسپر خفگی کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس امر کی ہندوستان میں کامل تشہیر ہونی چاہئے جہاں ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا سلطان ٹرکی کو ایسی عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔"

اس عبارت کو پڑھکر ہر ایک منصف مزاج سخت متعجب ہوگا۔ کہ یہہ عقل کا اندھا اخبار ٹرکی سفرا کی عدم شرکت کو دیدہ دانستہ اسکی وجہ دریافت کرنے یا معلوم ہونیکے بغیر کس اصول پر چلکر ترکوں کی کج اخلاقی اور ملکہ معظمہ کی عمداً ہتک کرنیکا نتیجہ نکال رہا ہے اور بودی بنیاد پر سلطان کی رعایا ملکہ معظمہ کو ترکوں سے ہمدردی رکھنے کا الزام دیکر اپنی خباثت اندرونی کو ظاہر کر رہا ہے۔

اسمیں کوئی شک نہیں کہ جلالت مآب سلطان المعظم کا خاص اور معمولی دونو سفیروں میں سے کوئی بھی جلوس میں شریک نہیں ہوا۔ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ ہمارے محب ملک و قوم ٹریبون مہاشا کو یہہ اطلاع ٹائمز مورخہ ۲۵ جون سے ملی ہے۔ لیکن جس طرز سے اخبار مذکور نے اس خبر کو شائع کیا ہے وہی تیز فہم ٹریبون کو یہہ سوجھانیکے لئے کافی تھی۔ کہ معاملہ یہہ قصور میزبان کیطرف سے ہوا ہوگا۔ کیونکہ ٹائمز کی ترکوں سے عداوت ٹریبون سے زیادہ مسلمہ اور محقق ہے۔ اگر عدم شرکت ترکوں کے کسی قصور کی وجہ سے ہوتی تو وہ اسکے جلوس کی واپسی کے حالات لکھتے وقت ضمناً یہہ تحریر کرکے ایسے سرسری طور سے نہ ٹال دیتا کہ ترکی خاص ایلچی یا سفیر متعینہ دربار لنڈن جلوس میں نہ شریک ہوا بلکہ ترکوں کی ہجو اور مذمت میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیتا اسکا طرز بیان ہی ظاہر کر رہا ہے کہ وہ امر واقع کے اظہار سے تو گریز نہیں کرسکتا تھا۔ مگر وجوہات بتانے میں اپنی قوم کی مذمت دیکھکر اسنے وہ مجبور رہنے کو قرین مصلحت تصور کیا۔ علاوہ بریں اگر مہاشہ ٹریبون اس اخبار کو اور دو صفحے الٹنے کی تکلیف گوارا کرتا تو اسکو معلوم ہوجاتا کہ جلوس سے

ایک روز پہلے (۱۸ جون) قصر بکنگھم میں حضور ملکہ معظمہ نے ممالک غیر کے شہزادوں اور سفرا کو جو دعوت دی تھی اسمیں سلطنت علیہ ٹرکی کے سفرا موجود تھے اور اگر اس (بزعم خود) فخر صحافت ہندوستان اخبار کا دایرہ معلومات جسکے مطالعہ سے لفٹنٹ گورنر پنجاب نواب وایسرائے ہند اور نواب وزیر ہند (جیسا کہ وہ اس تاریخ کے پرچہ میں فخریہ لکھتا ہے) اکتساب فیض کرتے ہیں صرف اخبار ٹائمز تک محدود نہ ہوتا اور ایسے دنیا کے کسی اور اخبار کو بھی دیکھنا نصیب ہوتا تو اسکو معلوم ہو جاتا کہ اگر ترکی سفرا کو ملکہ معظمہ کی تحقیر کرنی ہوتی تو انکا جلیل القدر سلطان خود اپنے دار الخلافہ میں نماز شکرانہ کے موقعہ پر خاص اپنے پانچ اعلے عہدہ دار انگریزی سفارت کے گرجہ کو روانہ نکرتا۔ اور اگر سفرا مذکور کا ایسا ارادہ ہوتا تو لارڈ سالسبری وزیر اعظم جو اتوار کو کبھی دفتر میں آکر کسی سے باضابطہ ملاقات نہیں کرتے ہز اکسلنسی عنبر پاشا کی ورود کی خبر سنکر اپنے سابقہ دستور کو بالائے طاق رکھکر پاشائے موصوف کی ملاقات کو خاص اتوار کے دن (۲۰ جون ۱۸۹۷ء) اپنے دفتر میں دولت افروز نہ ہوتے۔ ان سب باتوں کو علیحدہ رکھکر بھی اگر ایک لمحہ کیلئے غور کیا جاوے تو معمولی سی سمجھ والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر دونو سلطنتوں کے تعلقات ایسے بگڑے ہوئے ہوتے تو سلطان المعظم کو اپنا نایب روانہ کرنیکی ضرورت ہی کیا ہوتی۔

اس فتنہ پرداز اخبار کی دریغیت کرنے کیلئے جو مسلمانان ہند کو سرکش اور مفسد ظاہر کرنے کیلئے تو ہمیشہ [illegible] کار ہو۔ مگر خود آیرلینڈ کے مفسدین اور یورپ کے سوسلسٹوں کو ہندوستان میں آنیکی دعوت دیتا ہو پھر بھی امن و امان ملک اور تاج برطانیہ کی خیرخواہی کا مدعی ہو۔ ہم معاملہ زیر بحث کی کیفیت انگلستان کے مشہور کثیر الاشاعت اخبار انگلینڈ اور ریویو کے حوالے سے بالتفصیل بتلائے دیتے ہیں جسکو پڑھنے سے اگر وہ حرف غلط میں ڈوب مرنے سے بچ رہا۔ تو اسکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس معاملہ میں ترکی سفرا نے جو شرافت و دور اندیشی حلم اور بردباری ظاہر کی ہے دنیا میں اسکی نظیر ملنی محال ہے اور اسکے مقابل انہی صحافیوں کی ہمخیال ایک راندہ درگاہ ازلی اور اسکے چیلے چانٹوں نے جو خباثت ظاہر کی ہے اس سے نہ فقط انگلستان کے دامن عزت پر بلکہ انسانی فطرت پر ہمیشہ کیلئے دھبہ پڑگیا ہے۔ مگر ناظرین کو محولہ بالا انگریزی اخبار کی تحریر سے کل کیفیت من و عن ظاہر ہو جائیگی۔ اسلئے ہماری طرف سے کسی مزید توضیح کی ضرورت نہیں۔ اخبار مذکور ایک سرکش فتنہ پرداز ایڈیٹر کے عنوان سے حسب ذیل تحریر کرتا ہے۔

مسٹر گلیڈسٹون متعصب پیٹر فیلڈ کے ایڈیٹر کو جو خط لکھا ہے نہ فقط ترکی گورنمنٹ بلکہ کل دول عظام پر طعن کی [illegible] انپر دانت زنی کرتے ہوئے (یعنی اخبار انگلینڈ) مسٹر مذکور کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ اب بیہودگی اور خلاف بیانی کی انتہائی حد تک پہنچ گیا ہے۔ مگر نتیجہ سے ظاہر ہوا ہے کہ ہمنے اس رائے میں بہت غلطی کھائی تھی۔ مسٹر مذکور نے آیرلینڈ کے قصبہ کارک کے اخبار [illegible] و کونٹی ایڈورٹائزر کو ایک خط لکھکر واضح کر دیا ہے کہ وہ پیٹر فیلڈ والے خط کی حدود سے بھی تجاوز کرنیکی قابلیت رکھتا ہے اس مسٹر گلیڈسٹون جیسی ناقابل [illegible] ایک اجنبی طاقت کے سفیر کے ساتھ جو انگلستان کو ساتھ [illegible] مسٹر گلیڈسٹون کے فعل کو جو اطوار بھی نامعقول اور وحشیانہ بنا رہے ہے وہ یہ ہے کہ مسٹر مذکور نے خود اپنے شہنشاہ کی جوبلی کے موقعوں پر ترکی سفیر کے ساتھ بدسلوکی کرنیکی

نصیحت کرتا ہے اندرین صورت یہہ کوئی تعجب خیز امر نہیں کہ اسکے خط کو کل دنیا جانتے کہ ریڈیکل فرقہ کے اخبارات نے بھی نظر حقارت دیکھا ہے۔ وہ خط حسب ذیل ہے۔ "از قلعہ ہوارڈن (مسکن گلیڈسٹون) مورخہ ۲۷ مئی ۱۸۹۷ء صاحب من۔ میں تمہارے اخبار کا اوس پرچہ کی وصولی کا جسمیں مضمون نشان کر کے تمنے مجھکو بھیجا تہا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سلطان ٹرکی کی گستاخی دول عظام کی پالیسی سے اس درجہ تک بڑھ گئی ہے کہ میں اوسکی اوس بیباکانہ درخواست کی عبارت پر بھی کہ اوسے جوبلی میں شریک ہونیکی اجازت دیجائے متحیر نہیں ہوسکتا لیکن اگر وہ فی الواقع ایسی درخواست کی ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ دور اندیشی اور شائستگی گورنمنٹ انگلشیہ کو اوسے مسترد کرنے کی ترغیب دیگی۔ سفاک کبیر کی ایلچیونکی انگلستان میں ایسی آؤبہگت ہوگی کہ وہ شاید اوسے پسند نکرینگے"۔ (میں ہوں تمہارا وفادار ڈبلیو ای گلیڈسٹون)

لنڈن کا مشہور اخبار سینٹ جیمس گزٹ اس خط پر یہہ ریمارک کرتا ہے۔

مسٹر گلیڈسٹون نے ایک آئرش اخبار کو جو سکیٹرن نہیں بلکہ اب کی دفعہ کارک ایگل ہے۔ ایک اور نفرت انگیز خط تحریر کیا ہے یہ خطوط دنیا کو بڑے زور کے ساتھ مسٹر گلیڈسٹون کا وہ حملہ یاد دلاتے ہیں جو اوسنے بمقام میڈلوتہیا آسٹریا پر کیا تہا۔ اور غالبًا اوسکو اب پہر اوسی موقعہ کیطرح نہایت ذلت کے ساتھ معافی مانگنی پڑیگی۔ اس آخری خط کا لب لباب یہ ہے کہ لنڈن کے باشندوں کو جوبلی کے دن ٹرکی سفیرونکی بیحرمتی اور تحقیر کرنے پر اکسایا جاوے۔ وہ سلطان کی اس تجویز کی بیباکی پر کہ سلطان ممدوح کا ایلچی بھی جوبلی میں شریک ہو حیرت ظاہر کرتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ ایسی تجویز کو دبا دیگی۔ وہ لکھتا ہے کہ سفاک کبیر کے سفیرونکی انگلستان میں ایسی آؤبہگت ہوگی کہ وہ غالبًا اوسے پسند نہ کرینگے۔ لیکن کیا سلطان کے سفیر اسوقت بھی لنڈن میں موجود نہیں ہیں کیا ہمنے ترکی سے ایلچیانہ تعلقات قطع کر دئے ہیں؟ اور کیا سلطان المعظم کو شکست خوردہ یونانیوں پر رحم کرنیکی طرف مائل کرنے کو ہمی طلب کیے ہیں؟ جو خاص ایلچی جوبلی کے لئے آئینگے وہ خود ملکہ معظمہ کے مہمان ہونگے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ انگلستان انکی اسی حیثیت سے خاطر و مدارات کریگا۔

"منیر پاشا گرینڈ ماسٹر آف سیری مونیز (ناظر تشریفات دربار ہمایوں) کل (۳۱ جون) قسطنطنیہ سے لنڈن کو روانہ ہوگئے ہیں وہ سلطان کیطرف سے ایک دستخطی خط ملکہ معظمہ کیطرف لائے ہیں جسمیں انگلستان اور ٹرکی کی سابقہ دوستی کیطرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور اونکو جوبلی کی مراسم میں شریک ہونے اور لارڈ سالسبری سے گفتگو کرنیکی ہدایت کیگئی ہے۔ سلطان المعظم نے یہ کارروائی محض اپنی خوش اخلاقی ظاہر کرنیکو کی ہے۔ البتہ گلیڈسٹون اپنی کینہ توز اور غیر مہذبانہ تحریر سے اپنی بیباکی کا ثبوت دے رہا ہے"

اخبار ویسٹ منسٹر گزٹ جو گلیڈسٹون کا بڑا حامی اور ترکوں کا جانی دشمن ہے۔ وہ بھی مندرجہ ذیل الفاظ میں اوسکی نصیحت کو سخت ملعون کرتا ہے

"جلوس کو شائع شدہ پروگرام سے واضح ہوتا ہے کہ ممالک غیر کے سفرا ملکہ معظمہ کے بہت ہی قریب ہونگے اور اگر ترکی سفیر کے برخلاف کوئی اظہار رنجش کیا گیا تو وہ گویا خود ملکہ معظمہ کے برخلاف اظہار ناراضگی کرنا ہوگا۔ ترکی سفیر ملکہ معظمہ کے مہمان ہونگے اور ملکہ کی ذات کا لحاظ سلوک سے اونکی محافظت ہونی چاہیئے۔ الخ"

"یہہ لکہنے کے بعد اخبار انگلینڈ ویوین امید ظاہر کرتا ہے کہ انگلستان کی فہمیدہ اور خوش اخلاق بلند ہمتی اپنی طبعی اوصاف سے کام لیکر گلیڈسٹون کے جنونانہ مشورہ کو کوئی وقعت نہیں دیگی۔ منیر پاشا بلند مرتبہ عہدہ دار اور متصف باوصاف حمیدہ جنٹلمین اور منتظم آدمی ہیں

لندن والے اوسکی خوبیوں سے واقف نہیں ورنہ وہ کل سفیروں سے بڑہکر اوسکی قدر کریں۔

یہی اخبار ۲۲ جون کو عدم شرکت کی وجہ حسب ذیل لکھتا ہے یہہ نہایت ہی قابل افسوس امر ہے کہ منیر پاشا سفیر خاص سلطان المعظم جوبلی کے جلاس میں شریک نہوئے۔ گلیڈسٹون کا ظالمانہ خط جسپر ہم پچہلے ہفتہ نفرت ظاہر کر چکے ہیں۔ جاہل لوگوں کو ایک عظیم الشان دوست سلطنت کے ایلچی کی تحقیر اور بیحرمتی کرنے کی دعوت دیرہا تہا۔ اور اس قسم کی افواہیں بہی مشہور ہوگئی تہیں کہ بعض بدگمال ریڈیکل فریق کے لوگوں نے ترکی سفیر ونکے برخلاف اظہار رنجش کی خاص نمایش کا انتظام کرلیا ہے۔

اندریں حالات منیر پاشا نے جلوسمیں شریک نہونیکا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ ایک سچے عثمانلی کیطرح اوسکی بلند خیالی خوش خلاقی اور اعلےٰ درجہ کی تہذیب نے یہہ پسند نہ کیا۔ کہ جوبلی کے جلوس میں بدلطفی ہونیکے کسی احتمال کو بہی موجود رہنے دیا جاتے۔ اسمیں ذرہ بہر بہی شک نہیں کہ ترکی سفیر پر خاصکر منیر پاشا ایسے جلیل القدر اور مہذب شخص کو حاضرین اور تماشبینوں کا حصہ کثیر نہایت تپاک سے خوش آمدید کہتا۔ مذہبی جنبلیوں اور فرضی مظالم ستانے والوں نے ترکی کے برخلاف جو کدورت پیدا کردی تہی وہ تہسیلی میں ترکی سپاہیوں کی مستقل مزاجی سلامت روی اور بیعدیل شجاعت کے حالات معلوم ہونے سے تقریباً معدوم ہوگئی ہے۔ لیکن دس بیس لاکہہ موافق خیال رکہنے والے تماشبینوں کے مقابلہ میں معدودے چند بدمعاشوں کی شورہ پشتی بہی عوام کی پرجوشی کے مسلسل رو میں ایک ناموزون انقطاع پیدا کرسکتی ہے اسلئے منیر پاشا نے گوارا نکیا کہ اونکی وجہ سے جبکہ ایسی بدمزگی ہونیکا احتمال ہو۔ تو وہ جوبلی میں شریک ہوں۔ اگر اونکے برخلاف کوئی نعرہ تحقیر بلند کیا جاتا تو اونکی یا انکے جلیل القدر سلطان کی اسقدر تحقیر نہوتی جتنی کہ خود ملکہ معظمہ کی جنکے کہ وہ معزز مہمان تہے منیر پاشا کو دیکہکر اس سے پہلے رعایا نے بڑی خوشی اور جوش کے ساتہہ نعرہ ہائی آفرین بلند کئے تہے جبکہ وہ جمعرات کی شام کو شاہی گاڑی میں سوار ہوکر شہر کے بہرے ہوئے بازاروں میں سے گذرے تہے اوسوقت سینٹ جایمز کے بازار میں تقریباً پچاس ہزار آدمی ہر قماش کے موجود تہے۔ اور سب نے بلا اشتباہ بڑی تپاک سے ترکی سفیر کی آؤ بہگت کی تہی۔ ترکی سفیر جلوس کے سوا تمام مراسم میں نمایاں طور پر شریک ہوئے۔ اور ہر ایک جگہہ اونکی نہایت عزت کیساتہہ تواضع کیگئی۔ یہہ فقط سفیر ممدوح کی دور اندیشی تہی کہ وہ کسی بدمزگی کے احتمال کیوجہ سے جلوس میں شریک نہوئے۔"

ہم امید کرتے ہیں کہ مہاشا بہادر اس امر کو بہی ویسی ہی تمام مشتہر کرکے کہ ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا اونکی مذہبی مقتدا کے سفیر خاص کی عاقبت اندیشی اور حضور ملکہ معظمہ کی عزت و احترام کی نگہداشت کے مقابلہ میں اپنی ذاتی تفاخر اور نشاط پسندی کی کوئی پرواہ نکرینگے واقعہ کو بخوبی ظاہر کردینگے ورنہ جو لقب پاونیر اسکے لئے تجویز کرچکا ہے ہمکو اوسکی درستی میں کوئی تامل باقی نہیں رہجائیگا

سلطان المعظم اور شیعہ

سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۶ ستمبر ۹۷ء میں ایک قزلباش مہذب صاحب جنہوں نے ہندوستان کی کل شیعہ اصحاب کیطرف سے خود ساختہ وکیل بنکر ایک چٹہی شایع کرائی ہے۔ کہ شیعوں کو سلطان روم سے کوئی ہمدردی نہیں وہ انکو خلیفہ نہیں مانتے۔ ایسا کرنا انکے عقاید ہی کے برخلاف ہے۔ اور وہ سلطان المعظم کی حیثیت ایک یورپین فرمانروا سے زیادہ نہیں سمجہتے۔ سنی خاندان نے ایک زمانے میں شیعوں کو نہایت بیرحمی سے قتل کرایا ہے۔ ہمکو ترکوں کی فتح پر کوئی خوشی نہیں ہوئی اور ہم شیعوں کو مطلقاً کوئی شکایت نہیں کہ ترکوں یا ایرانیوں کو سلطانان ہند پر فرمانروائی کا درجہ حاصل ہونیکا قابل

نباویں۔ ہم حضور قیصرِ ہند کی ظلِ حمایت میں نہایت خوش و خرم ہیں۔

آرمینیوں کی تشبیہ کو شاید خود پروفیسر صاحب ہی سمجھ سکیں۔ اور کوئی تو اسکا مطلب خاک بھی نہیں سمجھ سکتا۔ باقی رہا خوشی منانا سو یہہ پروفیسر صاحب کی صریح کم در تعصب کا ثبوت ہے کہ وہ شیعہ صاحب کو خوشی منانے والوں سے خارج کر رہے ہیں۔ یونانیوں پر ترکوں کی فتح پانے سے جیسی اُن کے سنی بھائیوں کو خوشی ہوئی تھی ویسی ہی انکو بھی ہوئی اور گورنمنٹ اور انکے حکام پروفیسر صاحب کی نسبت بدرجہا اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ یہہ خوشی منانیوالے برٹش گورنمنٹ کو اپنے اور ملک کیلئے خداوند کریم کی خاص رحمت اور نعمت سمجھتے ہیں اور انکو وہم و گمان میں بھی کبھی کسی دوسری حکومت کی خواہش پیدا نہیں ہوئی۔ پروفیسر صاحب ترکوں اور انگریزوں کو ایک دوسرے کا دشمن سمجھنے میں سخت غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ بعض افراد کو چھوڑ کر وہ عام انگریزی قوم کے خیالات دیکھیں تو وہ اسکو مسلمانان ہند سے بڑھکر ترکوں کا ہواخواہ پائینگے۔ اسکی تصدیق انکو ۲۹ اگست ۱۸۹۷ء کے پاینیر پڑھنے سے بخوبی ہو جائیگی۔ لیکن بالفرض محال اگر دونوں سلطنتوں کو کچھ عرصہ کیلئے ایک دوسرے کا دشمن بھی فرض کر لیا جائے۔ تو اس صورت میں بھی پروفیسر صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے نادان دوست ثابت ہونگے۔ جو گورنمنٹ موصوف سے اسکے دشمن کی اصلی طاقت کو پنہاں رکھ رہے ہیں۔ یہہ مسلمہ امر ہے کہ گو انکی خیرخواہی اور ہمدردی کسی کام آمد نہ ہو۔ کل دنیا کے ایسے مسلمانوں کو جنہیں زمانہ کی موجودہ حالت کا کچھ بھی علم ہے سوائے پروفیسر صاحب کے معدودے چند ہمخیالوں کے بلاتمیز مذہب دوستی سلطان المعظم سے پوری ہمدردی اور روحانی تعلق ہے۔ اور یہہ تعلق جس سے سلطان المعظم کی اخلاقی طاقت بہت زبردست ہو رہی ہے۔ کسی کی کوشش سے اب زائل نہیں ہو سکتا۔ اس تعلق سے انکار کرنا انکی اس طاقت کو پوشیدہ رکھنا ہے۔ حالانکہ دشمن کا مقابلہ کامیابی سے کر سکنے کیلئے اسکی پوری طاقت سے واقف ہونا اشد ضروری ہے۔[1] مگر اس بحث کو زیادہ طول دینا بیفائدہ ہے۔ بحث مختصر شیعہ اور سلطان المعظم میں اتحاد و مودت ہونے پر ہے۔ اور اس بارہ میں پروفیسر صاحب کی غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے ہم ایک خاص ایرانی اخبار ناصری کے مندرجہ ذیل اقتباس سے جسے کل شیعہ صاحب کے قومی اخبار حبل المتین کلکتہ نے بعبارتہ درج کیا ہے ذیل میں درج کرتے ہیں

منقول از روزنامہ مبارکہ ناصری مورخہ بیستم صفر المظفر ۱۳۱۵ھ

اسلام و اسلامیان

مسئلہ کہ حالیہ مذاکرہ آن اہمیت تمام دارد مطالعہ آن بحد وجوب رسیدہ است تا بیان وضع مسلمین و رفتار دول عثمانیہ با اسلامیان سنت کہ چون بواسطہ تعصب ہمکیشی نمیخواہم صاحب خواری و دولت ہم ملتان خود را بزبان خود بیان نمایم ناچار سطری در این مسئلہ نداوہ خیال محض استحضار خاطر ہموطنان عزیز کہ چندان از اوضاع مسلمانان و گرفتاری ایشان در چنگ ملل مختلفہ عالم بیخبر نباشند۔ مختصری دار باب بخودہ عرضہ می نمایم (از بیم آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است) امروز بر روی شمارہ نفوسیکہ متدین بدین مبین اسلام اند و در نقاط مختلفہ روی زمین زیست و زیست دارند متجاوز از دویست ملیون است تقریباً ثلث این عدد تابع دولتین عثمانیہ اسلام حکومتہای اسلامیہ ہستند و باقی متبوع حکام دول غیر مسلمہ شدہ و متابعت سائر دول را بر گردن گرفتہ و غالباً در تحت ادارہ دولت انگلیس ہستند۔

ملت زنگ بار حسب ظاہر متعصب تر سہی را کہ زیادہ داخل مذہب اسلام خود دو گذشتہ ہند بعبارہ اخری مطلق البیان و آزاد

[1] ایسے اصول کو نظر انداز کر دینے کا نتیجہ ہے کہ عالیجناب بلٹن سون میں انگلستان ایسی مشکلات میں گرفتار ہوا ہے۔ سول ملٹری گزٹ یکم جنوری ۱۸۹۸ء

نموده اند و از راه حیلت پیشرفت کار خود دانسته از گفتن چنین کلمه دانسته اند و در باطن از این معنی چشم پوشیده و بترویج دین خود کوشیده
بلکه همواره در پی برانداختن و نابود ساختن سایر ادیان هستند اگر ظلمهائیکه در ممالک (خارجه) نسبت بمسلمین صورت وقوع می یابد شرح
داده شود جگر هموطنان از آتش غیرت کباب شده و دل در اندرون سینه ایشان آب میشود و بهمین جهة که قوام دولتین علیتین را
که دوام ملت اسلام بسته بان دو دولت است خواهند نمود در هندوستان اقلاً پنجاه ملیون از جماعت مسلمین هستند و در میان این جمعیت
کثیره یک نفر قادر بر حفظ ناموس مقدس عرض ملت ندارد و شاهد براین مدعا مطلبی است که در نسخه اخیره روزنامه گرامی حبل المتین منطبع
رسید که الآن متجاوز از یک ملیون زنان مسلمه در بمبئی و کلکته و سایر بلاد هندوستان بارتکاب اعمال شنیعه بسر میبرند و مردان مسلمین
قادر بر کف و منع آنان نیستند بجهة [illegible] در روس [illegible] روس دیگر مرد را بر زن خود اختیاری باقی نمانده بلکه نمیتوانند مخالفت قانون
روس رفتاری نماید بدیهی است که استقامت قوانین شریعت غرای احمدیه و استدامت حرمت ملت بیضای محمدیه موقوف بقوت و قدرت دولت
اسلام است همیشه باید طبقات مسلمانان از حضرت احدیت مسئلت نمایند که دولتین اسلام را چنان بسط ید و وسعه قدرتی عطا
کند که در ممالک اجنبیه مسلمین بتوانند پیروی قانون خود را کرده و موافق شریعت خود رفتار کنند تحقیق مایه ترقی اسلام همان مسئله اتحاد
دولتین اسلام و مواسات و مواطات بلاد [illegible] باکدیگر است که بحمدالله تعالی امروز این مطلب منظور عالمیان مانند آفتاب تابان
روشن و نمایان است خداوند روز بروز بر استحکام بنیاد این اتحاد بیفزاید در صورت اتحاد یقیناً کسی در ممالک خارجه تسلط بر اذیت
مسلمین نخواهد داشت در صورت اتحاد دولتین مستقلا حضرت امیر افغانستان و حضرت امیر بخارا با کمال وداد تابع این دو دولت
شده و سر بتبعه این اتحاد در آورند آوازه یکرنگی و یگانگی قاطبه مسلمین در سر زمین بمسامع جهانیان خواهد رسید با وجود اتحاد
چگونه دولت چین میتوانند و بیست هزار نفر مسلم را در کار [illegible] بقتل برسانند آیا مسلمین هموطن ما نیستند اند که در شرق و غرب چه مصائب
از قتل و ضرب از دست ملل متخاصم خاصه اسلامیان بیچاره از وطن آواره می آید دولتی مثل چین که به نیروی مساعدت و بازوی توانائی
نتوانست سر پنجه قوت و قدرت ژاپونیها را که [illegible] او یکی از ایالات منضافات فرمانبردار چین است بتابد در عرض دولت و ناموس
ملت خود را از چنگ قهر و غلبه آنان برهاند مسلمین بیچاره را چنان زبون و خوار نموده و در چنگال تعرض و تغلب خود گرفتار کرده است
که هیچ جا پناهگاهی برای آن بیچارگان آوارگان باقی نمانده و همگی بکار خود درمانده اند کار بجائی کشیده و بدبختی بدرجه رسیده که از بیست
سال به بیست سال یکبار مسلمین را در معرض قتل عام می آورند البته اگر مسئله اتحاد پایدار باشد و برقرار گردد محققاً در اندک مدتی مسلمین
آن دیار استظهار پائیدی دولت پیدا کنند خود سر از اطاعت دولت چین پیچیده یا حکومت مستقلی گردیده یا بدایره متابعت یکی
از دولتین علیتین می گذرند اینک جای آنست که در ایران نیز دفتر اعانه برای مصیبت زدگان کریت باز شده تا ایرانیان نیز [illegible]
استراحت در جهت آن ماندگان را فراهم آورده و وجه بدهند از هر گوشه از راه تعصب دینی و حمیت آئین برای آنها روانه دارند چه فقید
باعث فنای اسلام و ابتلاء اهالی [illegible] است که هندیان با آنکه خود مبتلا بقحط و طاعون و از شدت غارت [illegible] مبتلا گشته اند و از [illegible] بلاد مغرب
زمین برای رفاه حال آنان اعانه فرستاده و میفرستند و باز از جمع ارسال وجوه دفتر اعانه برای [illegible] کشتگان و مصیبت رسیدگان کریت سابقه ندارند

اجمالاً شرط اول ترقی اسلام را در اتحاد دولتین و مواخات مسلمین میدانیم و خداوند را از صمیم دل میخوانیم کہ ہمیشہ بر ازدیاد این استحکام افزودہ و بنیاد تنفر را از میان اسلامیان براندازد و در ہر جا و ہر مکان نظر توجہ و معاونت خود را از مسلمانان باز نگیرد۔

رائے حبل المتین مقصود از نقل عنوان فوق آنست کہ عامہ اسلامیان بدانند این دولت بزرگ اسلام کہ امروز زندہ اسلامیت بوجود آنہا بستہ است بچہ پایہ متحد و متفق اند و برادران اسلامی باہم باید در ممالک مختلفہ و جزوہا جامعہ اسلامیت ہم خود را مصروف و چشم ازین اختلافات جزئیہ کہ باعث مخالفت ہای کلی ما شدہ است بپوشند خیالات تمام اہل ایران در حق دولت علیہ عثمانیہ از عنوان فوق ظاہر میشود اخبارات ہر قوم ترجمان آن ملت است دیگر آنکہ ہمعصر گرامی ما روزنامہ مبارکہ مصری را مقصود ازین عنوان مدحت دولتی خاص نیست بلکہ خواستہ است رفاہیت اسلامیان را تحت سلاطین اسلام و آزادی آنہا و در عصر انقلاب تعریف در ممالک اسلام ظاہر دارد۔ اگر مراتب انصاف را از دست ندہیم آزادی در عہد بیست و پنج ملل مختلفہ عالم در ممالک اسلامیہ بیشتر است تا آزادی کہ مسلمانان در بلاد اجانب از حیث مذہبی خود در متصرفات سلاطین اند و باز خداوند متعال مسئلت داریم کہ اتحاد این دو دولت بزرگ اسلام را زیادہ برین نمودہ مسلمانان را عقل و دانش عنایت فرماید کہ مفاد اتحاد با یکدیگر را بشناسیم۔

حضرت امیر المومنین خلیفہ اعظم و شیعہ اصحاب خلافت کے مسئلہ اور سلطان المعظم کی نسبت ایک بے نام شخص نے پروفیسر قزلباش کے فرضی نام سے کچھ عرصہ ہوا اینگلو انڈین اخبار سول ملٹری گزٹ میں جو مزخرفات شائع کی تھی۔ اوسکا کافی جواب نہ فقط وکیل بلکہ تقریباً کل اسلامی اخبارات میں فوراً ہی شائع ہوگیا تھا چنانچہ کلکتہ کا امامیہ اخبار نامدار حبل المتین نے اسی وقت ہمارے شیعہ کی نسبت اوسوقت جو خیالات ظاہر کئے تھے وہ اوپر ظاہر کر چکے ہیں۔ اب ۲۷ دسمبر ۱۹۱۱ء کے حبل المتین میں ایک ایرانی نامہ نگار کی تحریر جو خاص طہران سے موصول ہوئی اسی بارہ میں درج ہے۔ اوسمیں قزلباش پروفیسر کی قرار واقعی گوشمالی ہی نہیں کیگئی بلکہ بہ تفصیل ثبوت ہمنے شیعوں کے حضرت خلافت پناہی امیر المومنین کی ذات والا صفات سے جو عقیدت و خلوص رکھنے کی نسبت جو کچھ تحریر کیا تھا اوسکی بھی کامل تصدیق خود ایک ایرانی شیعہ معزز کی تحریر سے ہو رہی ہے۔ اسلئے اوسکو مزید خوشی سے بجنسہ ناظرین کی مطالعہ کیلئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

قابل توجہ اسلامیان مکتوب یکے از اجلہ و اعیان ایران است کہ بادارہ رسیدہ در شمارہ ۴۴ روزنامہ شریفہ حبل المتین در صفحہ ۳۴ مشرحی بعنوان حضرت از طرف شیعیان از پروفیسر قزلباش مندرج گشتہ بود چون این شخص بے غیرت کہ وقعتی نزد عالم انسانیت و اسلامیت است و بدزدی اسم نام خود را در ردیف مسلمین قلمداد کردہ کلمات بے انصافی را مشیر نہاد خود کردہ است با آنکہ مشغلہ و عدم فرصت خود دانستم چیزی بچہ اسلام نویسم لہذا اخبار مبارک شما را متذکرہ میداریم۔ اگرچہ مکرراً در صفحات حبل المتین سرخ قلمی عقیدہ ہم مذہبی حضرات شیعہ امامیہ را در حق اعلیحضرت اقدس خلافت پناہی سلطان عبد الحمید خان ادام اللہ بطول بقائہ و سلطنتہ نوشتہ شدہ است و ہر جمعہ در عتبات عالیات بدعا ...

است نهایت این شخص بر ضمیر قزلباش که بزور از مذهب شیعه پدر از غیرت دشته است آن خباثت نژادی کلمتونی خود را بروز داده -

از روزیکه تلگراف فتح شیون اسلام بدار الخلافه باهره رسیده در سفارت سنیه عثمانی جشنی رسمی گرفته شد عموم رجال ازلشکری کشوری باکمال ذوق و سرفرازی باوعده و بدون وعده بسفارت سنیه تشریف برده تبریکات قلبی خود را عرضه داشتند و از طرف اعلیحضرت شاهنشاه ولی نعمت ایرانیان نیز تبریکات زبانی و تلگرافی و مکتوبی زیاده آنچه عرضه دارم چه توسط سفارت کبرای عثمانی و چه بلاواسطه با تلگراف گفته شد چون در شهر محرم و صفر در ایران بلاحظه محبت سنی اساس آل عبا ابداً جشنی و زینت سعودی و نکاح معمول نیست همه روزه مردم از صبح تا بظهر و از دو ساعت بغروب تا چهار ساعت از شب گذشته در این دو ماه در مجالس روضه خوانی هستند البته در حضور جناب امیر محترم شرح حال ایرانیان در این دو ماه پوشیده نیست که تمام سیاه پوش حتی خضاب حنا هم که مستحب است استعمال نمیکنند مگر نه از کتب علمای اعلام حدود و ایر دولتی جائی نبود که جشن این فتح که راجع بامت محمدی است باکمال فرق نگیرند و بعضی از رجال و علما با این حال باز هم خیال گرفتن جشن داشتند و در این دو ماه در مجالس و محافل روضه خوانی روضه خوانها اول دعائیکه در منبر میکردند بوجود اعلیحضرت پادشاه اسلام ولیعهد اسلام بخصوص مذاکره اسم سلطان عبد الحمید خان میشد و از طبقات علمای اعلام بتوسط خود این بنده چندین تبریک نامه جز طهایه تکمیتی دولت بزرگ اسلام بسفارت سنیه عثمانی و جناب شیخنا ساسفیر کبیر داده شد جنابان مستطابان حجة الاسلام آقای امام جمعه طهران سالمه و آقا شیخ آقا سید عبد الله مجتهد معروف به بهبهانی مستقیماً تلغرافا تبریک و تهنیت بسلطان تبریکات در خور این فتح گفته شد و از طرف شخص اعلیحضرت سلطان نیز جوابهای مرحمت آمیز به آقایان علمای اعلام مستقیماً و از طرف وزارت خارجه عثمانی بتوسط سفیر کبیر بسایر علمای اعلام مرحمت شد و الی امروز که شهر رجب است و ششماه متجاوز از فتح قشون اسلام میگذرد بعضی از علمای ولایات ایران که بلاحظه دوری از مرکز و دیر رسیدن خبر این فتح باو ایشان باز هم چه بتوسط این بنده چه مستقیماً عرایض تبریک و تهنیت بدربار خلافت عظمی داده میشود و جوابهای مرحمت آمیز میرسد بحمد الله امروزه امت شیعه بخوبی دریافته اند که سابقا بملاحظه اختلافاتیکه بعضی از سلاطین جاهل پیشرفت چهار روزه سلطنت خود این نفاق بزرگ را در میانه این ملت محترم انداخته اند رضای خدا و ائمه هدی بی احترامی نسبت بخلفاء الراشدین رضی الله عنهم نبوده و نیست هرگاه اهل سنت اهانت ببینند چون خود برادر خود محبت و مهربانی میکنند شد ده سال گذشت بنده در طهران مقیم هستم از هر طبقه چه علما و بزرگان و چه کسبه یکنفر را ندیده ام که چیزی فهمیده باشد اسم خلفای راشدین را به بی احترامی یاد کند بعضی از عوام جهال که از سابق بالاهام ذهنی اینها چیزی شده است حرفی بگویند ابدا از روی فهم و غرض نبوده و نیست خصوص در این فتح بزرگ که همه فهمیده و دانستند که مقصود اهل صلیب جز براندازی اسم اسلام چیزی نیست و قباحت نفاق در میانه دو جماعت از فرقات و قبله یکی است خیلی بخوبی یکدیگر متفرش شده و دارند بخوبی بعالم معلوم شده خصوص از روزیکه انگلیس و روس ایران بوجود مقدس متجاوز به ستمکار متعدی روحنا فداه و زینت بخش گشته اراده دوستانه شاهنشاه اسلامی ما باین دو دولت اسلام است که...

زبان عروج سلطنت عثمانی تا بحال چنیں یگانگی با ایران ندیشتہ اند از نگارش جات مبارک عباد معظمہ ایران کہ در روزنامہ نامی ایران درج شدہ سجوبی میتوان دریافت از خلوص عقیدت و یگانگی مخابرہ میشود نہ رسمی و معمولی لہذا بزبان عموم اہل شیعہ آں نا مسلمان کہ پروفیسر و ملباش باشد میگوییم۔

دشمن آتش پرست با وپیا را بگو خاک بر سر کن کہ آب رفتہ باز آمد بجو

از عنایت یک نفر زادہ نفر مثل ایں اشخاص لامذہب شہ منہ اتحاد و ملت گسیختہ نخواہد شد۔ و امروز اہل ایران از اعلیٰ تا ادنیٰ بعد از اطاعت دولت متبوعہ خود اطاعت اعلیحضرت سلطان عثمانی را لازم و او را خلیفہ و سلطان دانستہ و صمیمانہ سجدہ اقسم ہست یک نفر از عارف و عامہ در طہران ندیدہ ام کہ اسم سلطان بیاید و او را و قوام سلطنت او را دعا نکند۔ انتہیٰ (ا۔م۔ی۔س۔ن)

ترکی عورتوں کی بہادری

ایک ترکی اخبار لکھتا ہے کہ جب یونان کی خلاف جنگ کا اعلان کیا گیا تو سالونیکا کی چار عورتوں نے اپنے جوان بیٹوں کو مجاہد بنا کر میدان جنگ کو روانہ کر دیا مگر انکی غیرت و حمیت دلی کی اس سے تشفی نہ ہوئی حتی کہ ایک دن بذات خود والی سالونیکا کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے میدان جنگ میں جانے اور لڑائی میں شریک ہونیکی اجازت طلب کی۔ والی موصوف نے کل کیفیت باب العالی کو لکہدی جہانسے جواب آیا کہ ان بہادر عورتوں کا شکریہ ادا کرکے انکو پیغام پہنچا دو کہ دشمنوں کے قلع و قمع کیلئے جنود شاہانہ کافی ہیں۔ والی نے یہہ پیغام انکو پہنچا دیا۔ مگر انکا جوش ٹھنڈا نہیں ہوا اونہوں نے اور زیادہ الحاح و اصرار سے سفر کی اجازت مانگنی شروع کر دی۔ والی نے مجبور ہو کر پہر باب العالی میں عریضہ ارسال کیا اسپر وزرا نے بہی عورتوں کا تقاضا سے تنگ آکر منظوری دینے کے سوا کچہہ چارہ نہ دیکھا۔ مگر یہہ لکہدیا کہ وہ فقط بحیثیت ممرضات (تیمار داران) شفاخانجات جا سکتی ہیں۔ عورتوں نے یہہ شرط منظور کر لیا اور کمال خوشی اور انبساط سے سرحد کو روانہ ہو گئیں۔ جہاں پہنچکر وہ نہایت مستعدی اور دلی شوق سے تیمار داری کی خدمت ادا کرتی رہیں۔ مگر جب کبھی لڑائی درپیش آتی تو وہ فوراً ہتھیار لگا کر اسمیں شریک ہو جاتیں اور علیحدہ مردانی صفوں میں کمال شجاعت و ثبات سے نبرد آزما ہوتیں۔ الغرض وہ تمام معرکوں میں اسیطرح شریک ہوئیں اور محافظ حقیقی کے فضل و کرم سے انمیں کسیکو خفیف سا زخم تک نہ پہنچا۔

ایک عورت خدیجہ نامی نے بسبب غایت شجاعت اور دوفور حمیت کے مردانہ لباس بدلکر اپنے کو محمد کے نام سے ظاہر کیا اور نہایت شوق سے اپنے کو عساکر شاہانہ میں داخل کیا۔ جس پلٹن کا وہ محمد جعفر صنعوی سپاہی تہا۔ اسمیں تمام سپاہی اوسکو لوجہہ ڈاڑہی نہونے کے (محمد کوسہ) کہتے تہے۔ کوسہ ترکی میں بیرلیش کو کہتے ہیں اسی حال سے اونہوں نے برس غیرت عسکریت کو انجام دیا حتی کہ اس محاربہ عظمیٰ میں بہی شریک ہوا اور بعد چندے علیل ہو کر شفاخانہ میں گیا۔ وہاں اوسپر شبہ ہوا کہ یہہ عورت ہے یا مرد آخر کو بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ خدیجہ ہے۔ محمد کوسہ دا ور ی شجاعت اور شوق بہادری۔ یہہ خبر ماہ اگست ۱۸۹۷ء کی ترکی اخبار معلومات میں چہپی ہے۔

اعلیحضرت سلطان المعظم کے حکم سے ایک مسلمان عورت مسماۃ فاطمہ خانم کو جنکا سپاہیانہ مہارت کی بنا پر عطا کیا گیا کہ اس سپاہی ...

کہ وہ مردانہ لباس میں فوج میں داخل ہو کر جنگ عظیم یونان میں شریک کارزار رہی۔

کمسن والنٹیروں کی بہادری

بقول ایک نامہ نگار کے ایک بہت بڑی تعداد والنٹیروں کی جنگ میں شریک ہوئی یہ اسلئے آئی تھی جیسے البانیا والوں کی تعداد زیادہ تھی یہ ملکی نو عمر لڑکے بھی تھے۔ میں ایک لڑکے سے ملاقات کی جسکی عمر صرف گیارہ سال کی تھی۔ اسکے باپ اور بھائی اس سے پہلے شریک جنگ ہو چکے تھے مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں ہیں۔ یہ لڑکا ایک سنہری مارٹینی بندوق مستعار لیکر کارتوسوں کی پیٹی کمر میں ڈالکر جنگ کیواسطے تیار ہو گیا اور ایک سوکھی روٹی کمر سے باندہ کر میدان جنگ کو چلدیا۔ یہ مقام موسومہ مقدونیا میں [illegible] اقسم تہا جو اور پیاس کی تکالیف اٹھا کر خارسالا کی فوج میں شریک ہوا اور خارسالا کی چڑہائی میں سب سے پہلے حملہ آور ہوا اسطرح ایوپین جوتر کی علاوہ میں متعین تھا اور جو اسکے قبل سکرٹری کا کام نہایت شایستہ انجام فرمایا تہا اور پہلے سکرٹری جو ہنسنگٹن مقرر ہوا تہا چاہتا تہا کہ اپنے مقام پر واپس جائے واسطے ایک ساعت کی رخصت لی اور اپنا لباس تبدیل کر کے مقدونیا کو چلا گیا جب سلونیکا میں آیا وہاں کو گورنر نے والنٹیروں میں داخل ہونے کی خواہش کی مگر اسمیں وہ کامیاب رہا۔ اسوجہ سے فی الفور سمندر کے راستہ سے ایک انگریزی جہاز میں داخل ہو کر پاتری پہنچا اور وہاں سے مشکل تمام خارسالا پہنچا یہاں سے آکر فیلڈ مارشل ادہم پاشا سے ملاقات کی درخواست کی۔ ادہم پاشا نے برخلاف اسکے توقع کے نہایت خوشی کیساتھ اس سے ملاقات کی اور مطلب کو بہت مناسب سمجھا اور جواب دیا کہ افسری کا کام اسکو دیا جاتا ہے جو حسین پاشا کے ماتحت جنرل طارابوزن میں ہے جو حمدی پاشا کی ڈویزن میں تھی اسمیں لفٹنٹ کپتان مقرر ہوا یہاں سے وہ جنرل کے ساتھ روانہ ہوا اور وہ سب سے پہلا شخص تہا جو تمام خارسالا یونانیوں پر حملہ آور ہوئی [illegible] تذکرہ مسٹر [illegible] کا نام عبداللہ برانی [illegible] سلطان المعظم نے انکا نام عبداللہ رکھا اور دربار میں کتاب کو نشان [illegible] عطا فرمایا۔ وہ منشی [illegible] کا بہت ممنون ہوا ہے۔ اسکی تصویر مع تصاویر پیش درج ہے۔

تاریخ فتوحات

	وہ گنبد رہ پسند کرتی ہے	کریہ احسان کیا ٹرکی نے	سخوت و کبر سے لالا انکو
	جو کر فرمان کیا ٹرکی نے	ہے کہ جب ہے جنگ آمادہ	آخر اعلان کیا ٹرکی نے
[illegible]	فکر و سامان کیا ٹرکی نے	دور اسباد و تیغ لیا کر	فتح میدان کیا ٹرکی نے
[illegible]	خوب سامان کیا ٹرکی نے	مقدمہ جنگ لکہا	حل [illegible] کیا ٹرکی نے
[illegible]	فتح ایمان کیا ٹرکی نے	[illegible]	فتح یونان کیا ٹرکی نے ۱۳۱۴

قطعہ تاریخ فتح یونان از جناب خلیفہ [illegible] صاحب خطیب [illegible]

[illegible]	[illegible] شوکت شاہ روم	[illegible]	[illegible] شاہ روم
[illegible]	[illegible] شاہ روم	[illegible]	[illegible] شاہ روم
[illegible]	[illegible] شاہ روم	[illegible] فتح یونان [illegible]	[illegible] شاہ روم

قطعہ تاریخ فتح یونان از جناب نادر پادشاہ صاحب متخلص بہ پادشاہ متوطن والمپاری

شدہ مسخر چو ملک یونان — ز شیر مردان فوج سلطان — زمین بصد جوش مرحبا گفت — بیک اعدا آسمان گفت

سپاہ یونان ہلاک گشتہ — ہزار زیر خاک گشتہ — ز تیغ برّان فوج رومی — نہ ہیچکس غیر الاماں گفت

چنیں ہلالت چنیں شکستے — ندید یونان بہیچ وقتے — سزاست او را بہ لقب یونیہ — اگر کسے شاہ بزدلاں گفت

ببیں تو از ورہ ملونا — بتاڈسکو ز گونہ گونہ — بلاد و قصبات و قلعہ لیش — شدند فتح بیک جہاں گفت

چو ہست ایں فضل رب بیچوں — نہ چوں کنم فکر سال اکنوں — چہ خوب ایں باشد دل من — فتوح عبدالحمید خاں گفت

تاریخ فتح ڈوموکاس

چو یونان بدبخت از کارزار — نہاد آخر کار رو بر فرار — تعاقب کناں ترک بر ڈوموکا — رسیدند و بخوف و بیم و ہراس

علمہائے نصرت برافراختند — لوائے ہلالی نصب ساختند — دل اہل یونان بلرزید سخت — صلح ساختند و کشیدند رخت

بپرسیدم از فتح شد عزوار — ز سال فتح شد کی از مبتلا — بگفتا کہ اے سائل ہوشمند — ز سال فتح دہ بنگر بیاہ بند

سر و قلب یونان ببرید و برید — فتوحات سلطان عبدالحمید

۱۳۱۴

اگر اعداد یونان سے اعداد سر لیئے لیا اور قلب تا سے آکر اعداد نکالیں تو ۱۰۰ باقی رہ جاتے ہیں اور ۱۲۱۴ + ۱۰۰ = ۱۳۱۴ ہوئے

شاہنشاہ ایران کو سفیر خاص مرزا ابو القاسم عبد العظیم خاں نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر جو تحائف شاہی پیش کیے انمیں ایک مرصع بجواہر شمشیر آبدار بھی تھی۔ اور اسکے قبضہ پر جواہرات کی ترصیع سے آیت شریف نصر من اللہ و فتح قریب کندہ تھی۔ یہ تلوار اعلان جنگ سے دو تین دن پیشتر پہنچی۔ جب اعلیٰحضرت کی نظر مبارک قبضہ پر پڑی تو اسے مبارک فال کر کے سمجھے ہی انکا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا۔ حسن اتفاق ہے جس بادشاہ عالی کے طرف سے یہ مبارک فال پہنچی اُسکے نام نامی سے اس ظفر عظیم کی تاریخ بھی نکل رہی ہے۔ یعنے مظفر الدین یا الدین مظفر سے فتح عثمانیہ کا سال ہجری ظاہر ہوتا ہے۔ اس فتح مبارک پر ہزاروں تاریخیں عربی میں لکھی گئیں ہیں جنمیں سے ایک مصری کی یہ تاریخ نہایت ہی برجستہ اور حسب حال ہے۔ "نصر اللہ الترک علی الیونان"۔

ترکی سپاہیوں کا جسمانی صبر و تحمل ٹائمز کا خاص نامہ نگار ترکی سپاہی کے صبر و تحمل اور تکلیف کو باسانی برداشت کرنے کے متعلق اپنی کتاب تاریخ جنگ روم و یونان میں مندرجہ ذیل واقعہ تحریر کرتا ہے۔ ڈاکٹر ایک ترکی سپاہی کو جسکے سینہ پر گولا لگا اور اسکی چھاتی جبڑے کو زخمی ہوگیا تھا کاٹ رہا تھا کہ عین اسی وقت جبکہ عمل کاٹنے کا زیادہ تکلیف دہ حصہ پہنچ گیا تھا اس نے ڈاکٹر کو روک دیا اور اپنے دوسرے ساتھی کی طرف جو قریب لیٹا ہوا تھا اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا۔ میری کچھ پرواہ نکرو پہلے اسکی خبر لو اسکو زیادہ ضرورت ہے۔ اسکے لئے دیا سلائی کی ضرورت ہے۔ نامہ نگار موصوف ترکی فوج کی سلامت روی اور اعتدال کی بیحد تعریف کر کے لکھتا ہے کہ ادنیٰ سپاہی کو معمولی اتفاق سے بھی فائدہ اٹھانا نہیں چاہا اور کسی سپاہی کے لئے بیل اور بکریاں کاشتکاروں سے قیمت دیکر خرید لئے گئے

فساد الاحسا و خلیج فارس

ہندوستان کی سرحدی جنگ۔ تنازعہ چین و جرمنی۔ مسئلہ کریٹ اور تنازعات
افریقیہ کیطرح یہ فساد بھی سن رواں کو سنہ ۹۹ء سے ترکہ ملا ہے کیونکہ اسکے متعلق
جمل حالات گو اب ہندوستان میں موصول ہوئے ہیں۔ لیکن اسکی خبریں یا واقعی بنا نومبر و دسمبر سن گذشتہ میں آ پہنچ چکی تھی۔ فرضی یا
واقعی ہونیکی بحث صرف فساد الاحسا سے متعلق ہے کیونکہ ایرانی ساحل پر ایک انگریزی افسر کے مارے جانے اور خلیج فارس میں آتشبار اسلحہ
کی خرید و فروخت ہونیکا معاملہ عرصہ سے کسی بنا پر بخوبی واضح ہو چکا ہے۔ اس خرید و فروخت کا راز جب منکشف ہوا تھا۔ تو وہ لوگ اسکی
وقعت جان گئے تھے کہ سرحد ہندوستان کو اس راستہ سے اسلحہ پہنچتے ہوں یا نہ۔ یورپین سوداگروں کی مستعدی ٹرکی اور ایران کیلئے ایکدن
رنگ لائے بغیر نہ رہیگی۔ انکا یہ اندیشہ جنوبی ایران کے حادثہ مذکورہ بالا اور الاحسا کے فساد کی خبروں سے پورا ہوتا نظر آرہا ہے کیونکہ
خلیج فارس کے سواحل پر بھی ویسی ہی شورہ پشت اور سرکش اقوام آباد ہیں جیسی کہ ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر۔ اور یہ ظاہر ہے
کہ ان اقوام کو موجودہ زمانہ کی ہلاکت بخش اسلحہ کا ملجانا انکی حکمران سلطنتوں کیلئے ویسا ہی مضر ہے جیسا کہ سرحدی قوموں کے پاس ہتھیاروں
کی موجودگی گورنمنٹ انگلشیہ کیلئے ثابت ہو چکی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب گورنمنٹ ہند نے چند عرب شیوخ کو کچھ لیٹ فوردر تلقین
اور ان کو کارتوس تحفتاً ارسال کئے تھے تو پہلے ہی دسمبر کو اخبار میں اشارہ کر دیا تھا کہ غالباً گورنمنٹ عثمانیہ اپنی رفیق سلطنت
کی اس کارروائی کو پسند نہیں کریگی۔ چنانچہ اس قیاس کی تصدیق ہمارے بغداد کے نامہ نگار کی تحریر سے جو آگے مندرج
ہے ہو گئی ہے

تجار بالعموم قومیت کے خیالات کو اپنی تجارتی مفاد پر غالب نہیں آنے دیتے۔ اس لحاظ سے اگر خلیج فارس کے راستہ سرحد
ہندوستان کو بھی اسلحہ پہنچتے رہے ہوں۔ تو بھی انگریز تجار غالباً اس طرف ہتھیار بھیجنے سے باز نہ آتے۔ لیکن اس معاملہ میں اب
محقق ہو گیا ہے کہ وہ ہتھیار جو کہ ہندوستان کی سرحد کیلئے نہیں بلکہ ایران اور عرب میں انکی کھپت ہونے کو دئیے بھیجتے ہو
ہیں اور یہی باعث تھا کہ برطانوی گورنمنٹ نے جسکے معتمد پولیٹیکل ایجنٹ خلیج مذکور کے سواحل پر متعین ہیں۔ اور ادھر کی کل
معاملات کی خبر بلا کم و کاست ہوتی رہتی ہے۔ اس تجارت کے ہٹانے کیطرف کبھی توجہ نہ کی تھی۔ بوشہر میں سوداگران اسلحہ
کی دوکان کی تفتیش اور ہتھیاروں کو بلوچستان کو روکے جانے سے جسکی خبر تار کے کالموں میں مندرج ہے۔ اس ادعا میں کوئی فرق
نہیں آتا۔ جبکہ فساد نصف صدی کی جرأت و استقلال اور ان کے پاس اتنے ہتھیار دیکھ کر انگریزی گورنمنٹ نے باوجود یہ یقین
رکھنے کہ خلیج میں جو ہتھیار داخل ہوتے ہیں۔ وہ سوائے ایران کے باہر نہیں جاتے محض اس حفظ ماتقدم کیلئے کہ اب غبار
میں اسلحہ کا شور و غل برپا ہو چلا ہے کیلئے تو ہمیشہ انکو اس طرف ہند کیطرف توجہ ہو گئی ہے۔ اور وہ وہاں سے ہتھیار
منگوانا شروع کرینگے اور زیادہ تر یہاں ہی جانی موجود ہیں۔ وہ نیز جو کچھ بلوچستان کو جنوبی ساحل اور مکران میں بھی فساد برپا ہو گیا ہے
سرکار روائی کی ہوا آئندہ جو نتائج پیدا کرے گی۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اگر سرحدی فساد اور بالخصوص بلوچستان میں جو ہنگامہ
برپا ہوا تو اس کا گورنمنٹ انگلشیہ کی ہمسایہ ترقی سلطنتوں کے ضرورت پیدا ہوتا وہ اپنے ماتحت آبروں کو

معاملہ میں غالباً کبھی دست اندازی نہ کرتی اور انگریزی پولیٹیکل ایجنٹ برابر چشم پوشی کئے چلے جاتے۔

تجارت اسلحہ کی بحث کو اور زیادہ طول دینا مناسب نہیں۔ اگر جناب والا اخبار کی خبر جو پچھلے ہفتے ہمارے نامہ نگار نے بغداد سے روانہ کی ہے درست نکلی تو اس تجارت کے نتائج خود بخود ظاہر ہو جائینگے۔ اور ممکن ہے کہ مکران کے فسادوں میں بھی انکی کچھ جھلک نظر آجائے۔ الاحسا کے فساد کی متعلق سر دست کوئی پختہ خبر موصول نہیں ہوئی۔ ہمارا نامہ نگار اس ہفتہ کی مراسلت میں ان ترکی افواج کی منزل مقصود کی نسبت جو بغداد سے روانہ ہوئی ہیں کوئی پختہ اطلاع نہیں دیتا۔ البتہ براک آفندی مصر کے اخبار المؤید میں شیخ قاسم (جسے عراق عرب میں جاسم پکارتے ہیں) کے متعلق نامہ نگار کی تحریر کے عین برعکس تحریر کرتے ہیں۔ براک آفندی کی مراسلت کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایت کے اخبارات میں یہ خبر دسمبر میں ہی مشہور ہو گئی تھی کہ بصرہ اور کویت کے درمیان عربوں نے حکومت عثمانیہ کے برخلاف بغاوت کردی ہے جس خبر کی وہ تردید کرتے ہیں۔ اس کے چند دن بعد ہی المؤید میں پھر ایک طویل آرٹیکل دیکر گورنمنٹ انگلشیہ کی پالیسیوں اور کارروائیوں پر جو اسنے خلیج فارس اور عمان میں وقتاً فوقتاً اختیار کیں بحث کی ہے۔ ہمارے پاس چونکہ ان دونوں متضاد روایتوں کے سوا اور بیان کرنیکے بعد جنسے اگر ہمارے ناظرین کو دقت نہیں ہوگی وہ دونوں روایتیں بجنسہ درج کرتے ہیں۔

جزیرہ نمائے عرب پولیٹیکل لحاظ سے حسب ذیل حصص پر منقسم ہے۔ سینا۔ حجاز۔ تہامہ۔ یمن۔ عدن۔ حضرموت۔ نجد۔ جبل شمر۔ عمان اور الاحسا۔ جزیرہ نمائے سینا بحیرہ قلزم کے شمال میں فلسطین اور مصر کے درمیان واقع ہے اور مصر کے ماتحت ہے۔ حجاز تہامہ اور یمن یکے بعد دیگرے بحیرہ قلزم کے مشرقی ساحل پر واقع ہیں اور ٹرکی کے ماتحت ہیں۔ عدن مع علاقہ ملحقہ جسکا رقبہ ۸۰ میل مربع ہے۔ یمن کے جنوب میں خلیج عرب پر واقع اور انگلستان کے ماتحت ہے۔ اسکا انتظام گورنمنٹ بمبئی کے ہاتھ میں ہے۔ حضرموت یمن اور عمان کے درمیان عرب کے جنوبی ساحل کو کہتے ہیں۔ یہ علاقہ ویران اور پہاڑی ہے اور متعدد خود مختار شیوخ زیر حکمران ہیں اور کل علاقہ برائے نام سلطان روم کے ماتحت ہے۔ نجد جبل شمر اور حضرموت کے درمیان وسط عرب میں واقع ہے۔ یہاں کے باشندے وہابی فرقہ کے ہیں اور انکا امیر عبد الوہاب کی اولاد میں سے ہے۔ جسکا صدر مقام الریاض ہے۔ جبل شمر کا علاقہ نجد کی شمال سے لیکر ولایت بصرہ کی جنوبی حدود تک چلا گیا ہے۔ امیر محمد بن الرشید مرحوم اسی علاقہ کے حکمران تھے۔ حایل انکا صدر مقام ہے۔ عمان کا علاقہ عرب کے جنوب مشرقی گوشہ خلیج عمان اور بحیرہ عرب کے ساحل پر واقع ہے اور سلطان مسقط کے ماتحت ہے جو انگریزی حمایت میں ہے۔ الاحسا خلیج فارس کے نصف شمالی ساحل پر واقع ہے اور ٹرکی کے ماتحت ہے۔ الاحسا اور عمان کا درمیانی نصف ساحل آزاد قبائل کے پاس ہے۔ الاحسا کے قریب البحرین کے جزیرے جو موتیوں کیلئے مشہور ہیں انگریزی حمایت میں ہیں۔ ٹرکی کی حکومت کو کل عرب علاقہ پر ایک طرح سے برائے نام ہے۔ اور قبائل کا انتظام انکے شیوخ کے ہاتھ میں ہے پھر بھی حجاز اور یمن کے شہروں میں ترکی فوج مقیم اور علاقے باقاعدہ اضلاع اور تحصیلوں میں منقسم ہیں۔ ترکی حکام مامور ہیں لیکن الاحسا میں ترکی حکام کو چنداں اقتدار حاصل نہیں۔ انیسویں صدی کے شروع میں جب امیر نجد کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی تو اس علاقہ کے شیوخ نے عثمانی حمایت قبول کر لی تھی۔ جو صورت موجودہ کو جب حال تک باقی رہی۔ آخر سنہ ۱۹۰۴ء میں ترکی فوج لے چڑھائی

مصر کے باشندگان الاحسا کو اپنا مطیع و منقاد بنا لیا۔ مگر اندرونی انتظام بدستور شیوخ کے ہاتھ میں رہا۔ فتح کے بعد یہ علاقہ ولایت بصرہ میں شامل کیا
گیا ہے ۱۸۷۵ء میں یہ لیکر سنہ ۱۸۸۴ء تک اس کو ساتھ شامل رکھکر پھر قائم بالذات صوبہ بنا دیا گیا۔ اب ولایت بصرہ میں تینوں عربی اضلاع عمارہ
منتفک اور حسا شامل ہیں اور ہر ایک پر متصرف مقرر ہے۔ ولایت بصرہ مقام حبینا سے شروع ہو کر ۶۰ میل طول میں مقام علی غربی واقع بر
لب دجلہ اور قلعۃ البرج واقع بر لب فرات تک چلی گئی ہے اور مغرب میں علاقہ جبل شمر کے شمال میں وسط عرب سے ہوتی ہوئی علاقہ نفود اور
صحرائے شام تک چلی گئی ہے جس صحرا سے پرے مدینہ حجاز واقع ہے۔ دریائے شط العرب پر جو دجلہ اور فرات سے ملکر بنا ہے زیادہ تر تجارت
ایک انگریزی کمپنی کے سٹیمروں پر ہوتی ہے ایک سال میں صرف بصرہ کے بندر سے تقریباً ۲۵ لاکھ پونڈ کی تجارت درآمد و برآمد ہوتی ہے
سلطان عمان کی حکومت کسی وقت بہت وسیع تھی۔ اور زنجبار اور مشرقی افریقہ کے ساحل کا بہت بڑا حصہ اسکے ماتحت تھا۔ مگر سلطان
سعید کے ۱۸۵۶ء میں فوت ہونے پر افریقی مقبوضات اسکے دوسرے بیٹے نے علیحدہ حکومت قائم کر لی جن مقبوضات پر اب انگلستان
اور جرمنی قابض ہیں اور سعید کا جانشین زنجبار اور پمبہ کے جزائر پر انگلشیہ حکومت کی زیر حمایت برائے نام حکمران رہ گیا ہے۔ عرب
کے علاقہ عمان پر بھی سلطان کی حکومت ساحل پر محدود ہے۔ خلیج فارس کے اکثر جزائر اسکے قبضہ سے نکل گئے ہیں مگر ساحل مکران کے قصبہ گوادر
اور ملحقہ تھوڑے سے علاقہ پر اسکا قبضہ بدستور قائم ہے۔ موجودہ سلطان کا نام سید فیصل بن ترکی ہے جو جون ۱۸۸۸ء کو تخت نشین
ہوا۔ اسکے صدر مقام کا نام مسقط ہے جسکی آبادی ۴۰ ہزار ہے ایک انگریزی قونصل جسے پولیٹیکل ایجنٹ بھی کہا جاتا ہے وہاں رہتا ہے سلطنت
کا موجودہ رقبہ ۸۲ ہزار میل مربع اور آبادی ۱۵ لاکھ ہے بمبئی کے اکثر بنئے۔ مارواڑی۔ خوجے اور بوہرے بھی مسقط میں آباد ہیں سلطان کی
سالانہ آمدنی دو لاکھ ڈالر کے قریب ہے۔ سولہویں صدی عیسوی کی ابتدا سے پرتگیز مسقط پر قابض رہے جب انکی طاقت کمزور ہو گئی اور دیگر
مقبوضات کی طرح خلیج فارس کے علاقے بھی انکو چھوڑ دینے پڑے تو بہت سے انقلابات کے بعد علاقہ یمن کے ایک عالی ہمت جوانمرد احمد بن سعید نے
جو سنہ ۱۷۴۱ء میں امام منتخب کیا گیا تھا مسقط پر قبضہ کر لیا اور اسکی منصفانہ طرز حکومت سے کل علاقہ جلد آباد اور سرسبز ہو گیا۔ اسکا
خاندان اب تک حکمران ہے۔ انگریزوں کا بیان ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو عمان میں سب سے زیادہ اقتدار حاصل ہے اور اسلئے بعض وقت انگریزی
قونصل کو پولیٹیکل ایجنٹ بھی کہا جاتا ہے مگر براک آفندی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سید فیصل کے زمانہ میں فرانس نے انگریزی رسوخ
کو بہت کچھ کم کر کے اسکی جگہ خود لے لی ہے۔ فساد الاحسا کے متعلق بمبئی کا انگریزی اخبار یہ خبر شائع کرتا ہے کہ دیسی ذریعوں سے معلوم ہوا ہے
کہ البیضا کا شیخ جاسم بن ثانی یوسف بن رحیم کی اعانت سے کویت کے شیخ مبارک پر چڑھائی کرنے کیلئے مہم تیار کر رہا ہے۔ البیضا خلیج فارس کے
جنوبی ساحل پر قطر کا ایک نامور مقام ہے۔ اور کویت شط العرب کے دہانہ کے قریب ایک بندرگاہ کا نام ہے کہا جاتا ہے کہ مبارک بن صباح کے
بھائی نے یوسف کی ہمشیرہ سے شادی کی۔ مگر جب مبارک شیخ نے یوسف کو اپنے بندرگاہ میں تجارت کی اجازت نہ دی تو خانگی تنازعہ
برپا ہو گیا۔ اسوقت سے یوسف کئی دفعہ کویت پر چڑھائی کر چکا ہے مگر اسکو آرام نصیب نہیں ہوا۔ شیخ جاسم اور قاسم کا قریباً چار برس ہوئے
ترکوں سے مقابلہ ہوا تھا۔ مگر انگریزوں کا مشورہ بیچ میں پڑ کر مصالحت کرا دی۔
ہمارا نامہ نگار مدرسہ رشدیہ بغداد سے اسکے متعلق مزید کیفیت حسب ذیل ارسال کرتا ہے۔ شیخ جاسم کی سرکوبی کیلئے بغداد سے

جو عساکر شاہانہ روانہ ہو چکے ہیں۔ انکی مفصل کیفیت پچھلے ہفتہ لکھی گئی تھی۔ روانہ شدہ لشکر کی امداد کیلئے اور فوجیں بھی برابر روانہ کیجا رہی ہیں۔ چنانچہ آٹھ روز کا عرصہ ہوا کہ ایک توپخانہ بھیجا گیا تھا۔ آج ۳ جنوری کو بھی عساکر قاہرہ کی دو پلٹنیں عثمانی جہازوں پر سوار ہو کر بغداد سے روانہ ہوئی ہیں۔ اس لشکر کے بھیجے جانے کی نسبت بغداد میں مختلف افواہیں مشہور ہیں۔ عام خیال یہہ ہے کہ شیخ جاسم کی سرکوبی کی غرض سے قطر کو گیا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ قلعہ فاؤ کی مضبوطی کیلئے جو بصرہ کے متصل خلیج عجم (فارس) پر واقع ہے روانہ ہوا ہے لیکن اس بارہ میں سب متفق الرائے ہیں کہ اس معاملہ کی تہ میں ضرور انگریزی پالیسی پنہاں ہے۔ اہل بغداد کے ہر ایک متنفس کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہے اگر یہہ بات صحیح ہے تو ہندوستان کے سربرآوردہ اینگلو انڈین اخبارات سول اور پائنیر کی جس رائے کا ترجمہ ۵ نومبر کے وکیل میں شائع ہوا تھا وہ غلط نہیں تھی۔ عام مشہور ہے کہ شیخ جاسم نے جنکو انگریزی پالیسی نے محو کر لیا ہے انگریزوں کو اپنا ملک بیچ ڈالا ہے اور بہت اسلحہ بہم پہنچا لئے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی گورنمنٹ سے نمک حرام ہو کر لڑائی پر آمادہ ہو گیا ہے اور گورنمنٹ عثمانیہ کو جواب دیا ہے کہ میں رعیت انگریزی ہو گیا ہوں۔ بہرحال کوئی پختہ امر معلوم نہیں جس پر رائے زنی کیجا سکے۔

یہہ بھی سنا گیا ہے کہ گورنمنٹ ہند نے جو کسیقدر لی مٹفورڈ رائفلیں اور کئی سو کارتوس کسی عرب شیخ کیواسطے تحفتاً بھیجے تھے۔ وہ کل چیزیں معہ انگریزی جہاز کے گرفتار کر لیگئی ہیں۔ ترکوں نے یہہ کارروائی کمال ہوشیاری سے کی ہے۔ گویا کہ انکو ان رائفلوں کی پہلے سے خبر تھی۔ سنا جاتا ہے کہ اس گرفتاری کے متعلق کوئی خفیہ کارروائی ہو رہی ہے۔ اگر یہہ خبر پایہ ثبوت کو پہونچ گئی تو عجب گل کھلیگا اصل معاملہ یہہ ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ سے قبائل عرب کو اسلحہ سے امداد دی جا رہی تھی۔ مگر ترک فوراً بیدار اور اس خفیہ اعانت کے انسداد پر کمربستہ ہو گئے۔ فاؤ (فہو) میں فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ مندرجہ بالا دو پلٹنیں جو آج گئی ہیں۔ موصل سے یہاں آئی تھیں"

ان بیانات کے مقابل جب براک آفندی کی تحریروں کو دیکھا جائے تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ آفندی مذکور وہی صاحب ہیں جنہوں نے تل چہری کا معاملہ (جسکی تا حال کوئی تصدیق یا تردید نہیں ہوئی) مشتہر کیا تھا وہ انگریزی پالیسی پر تو ویسی ہی سختی سے نکتہ چینی کرتے ہیں۔ مگر شیخ قاسم کو ترکوں کی مخالفت سے بالکل بری کرتے ہیں۔ اس مفروضہ یا واقعی فساد پر وہ ٹرکو سے ۱۶ دسمبر ۱۸۹۵ء کے المؤید میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

انگلستان کے اخبار اسٹینڈرڈ نے تین ہفتے ہوئے اپنے نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ کی معرفت یہہ مضمون شائع کیا تھا کہ بصرہ اور بغداد کے درمیانی علاقہ کے عرب قبائل حکومت عثمانیہ سے باغی ہو گئے ہیں۔ اس خبر کو یورپ کے اکثر اخباروں نے نقل کیا جس سے مخالفین سلطنت عثمانیہ کو بہت خوشی ظاہر کرنے اور دولت علیہ کی نسبت برا بھلا کہنے کا موقعہ ملگیا۔ اس مفروضہ بغاوت کا محل وقوع میرا اصلی وطن ہے اور میرے اہل و عیال بھی وہاں رہتے ہیں۔ میری برابر خط و کتابت ہوتی رہتی ہے۔ مجھے اس نواح کے قبائل سے پورا علم ہے۔ اور مجھکو دولت علیہ کی چیرہ دستی اور مستحکم اقتدار سے پوری خبر ہے جو اسے تقریباً سات ایک برس سے علاقہ مذکور پر حاصل ہے۔ جہاں اب دولت عثمانیہ کا ایک مخالف بھی باقی نہیں رہ گیا۔ بلکہ اس قسم کے تمام شورہ پشت جلاوطن ہیں یا مقید ہیں۔ پس جب آپنے رفیقہ (اڈیٹر المؤید) اس خبر کے موصول ہونے پر مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اسکی نسبت میرا قیاس کیا ہے تو میں نے اُسوقت جواب دیا تھا کہ اگر یہہ خبر بالکل جھوٹ نہیں تو بھی [illegible]

کہ اسمیں بہت ہی مبالغہ کیا گیا ہے۔ اگر اسکی کچھ اصلیت ہوگی تو یہہ ہوگی کہ کسی قبیلہ نے دوسرے قبیلہ کیساتھ جیسا کہ خانہ بدوش ممالک کے قبائل میں ہمیشہ ہوتا رہتا ہے لڑائی کی ہوگی۔ جمعہ کل شام اپنے گھر سے خط موصول ہوا ہے جس سے میرے قیاس کی بالکل تصدیق ہو گئی ہے۔ اس خط کا ایک فقرہ بعینہ یہہ ہے۔ شیخ قاسم بن ثانی کویت پر حملہ کرنے کیلئے اپنے مقام سے زبردست جمعیت لیکر روانہ ہوا ہے۔ اسکو پڑھکر اکثر لوگ کہینگے کہ تمہیم عبارت کیا بلا ہے؟ اور اس سے کہ یہہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آیا دولت عثمانیہ کے برخلاف نہیں ہے۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ قصبہ کویت خلیج عجم پر واقعہ ہے اور اسپر نسلاً بعد نسل عرب مشائخ حکومت کرتے چلے آئے ہیں۔ پچھلے برس حاکم شہر کو اسکے بھائی نے قتل کر کے مقتول کے بیٹوں کی گرفتاری کا حکم دیا تاکہ کوئی رقیب باقی نہ رہ جائے۔ مگر پسران مقتول خوش قسمتی سے بچ کر بھاگ گئے اور انہوں نے اپنے ایک رشتہ دار شیخ یوسف آل ابراہیم کے پاس جو جزیرہ نمائے عرب کے نہایت مشہور اور متمول تاجر ہیں پناہ حاصل کی۔ اور اسکو انہی اپنے عزیزوں کا بدلہ لینا ضروری ہو گیا۔ چنانچہ اسنے باضابطہ طور پر والی بصرہ کے روبرو یہہ معاملہ پیش کیا۔ اور پھر والی مذکور نے باب عالی سے کویت پر فوجکشی کرنے کی اجازت طلب کی۔ تاکہ اسطرح کویت میں باقاعدہ طور پر اور براہ راست عثمانیہ حکومت قائم ہو سکے قاتل کو گرفتار کیا جائے اور برئے قانون اسکی تحقیقات و تجویز کیجائے۔

اس اجازت کو طلب کرنے سے پہلے حکومت بصرہ نے قاتل کو حاضر ہونیکا حکم بھیجا تھا۔ مگر اسنے تعمیل سے انکار کر دیا تھا۔ باب عالی نے چھٹی اردوئے ہمایوں مقیمہ بغداد کے کمانڈر کے نام کویت پر حملہ کرنے کیلئے کافی اور حسب ضرورت مہم تیار کرنیکا حکم صادر کر دیا لیکن چونکہ کویت ساحلی قصبہ یعنی بندرگاہ اور ابوخانہ (ولینہ) فاؤ کے قریب واقع ہے۔ اردوئے سادس کے مشیر یعنی کمانڈر کو اندیشہ ہوا کہ کویت پر چڑھائی کرتے وقت ممکن ہے کہ انگریزی جہاز مخل کریں۔ اور جب مشیر ممدوح کو یہہ معلوم ہوا کہ شیخ مبارک (قاتل و حاکم کویت) سے بسبب یہہ نہیں کہ وہ انگریزی جہازات جو کہ خلیج فارس میں ہیں کسی ایک کے پاس امداد کی التجا کرے کہ انگریزی حمایت کو قبضہ شہر کو قبول کرے تو انکا اندیشہ اور قوی ہو گیا اور انہوں نے تار کے ذریعہ باب عالی کو اپنے خیالات سے مطلع کیا۔ باب عالی نے انکے اتفاق رائے کر کے تجویز لشکر کشی منسوخ کر کے والی بصرہ کو صلح و آشتی سے مسئلہ کی تصفیہ کا حکم دیا۔ لیکن اس طریق سے کوئی کامیابی نہوئی اور جب مقتول حاکم کویت کی اولاد کو انکا پناہ دہندہ یعنی شیخ یوسف آل ابراہیم تنگ آگیا۔ تو انہوں نے قاتل سے بدلا اور اپنا حق واپس لینے کیلئے اپنے خرچ سے مہم تیار کرنیکی تجویز کی اور تین ہزار مسلح جوان ہمراہ لیکر سمندر کے رستے کویت کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن انکو روانگی کے بعد معلوم ہو گیا کہ اہالی کویت کو جنکی تعداد ۱۵ ہزار ہے مہم کی روانگی اور اسکے مقصد سے آگاہی ہو گئی ہے اور انہوں نے مقابلہ کیلئے پوری تیاری کر لی ہے تو حملہ آور منزل مقصود کے قریب پہنچکر واپس لوٹ آئے اور لشکر کشی کو دوسرے وقت پر ملتوی کر دیا۔

میں بمبئی ہی میں تھا کہ مجھے خبر ملی کہ شیخ یوسف آل ابراہیم نے سواحل عمان کی بندرگاہ قطر [illegible] کو شیخ قاسم بن ثانی کے پاس جا کر اس سے حاکم و باشندگان کویت کے برخلاف مدد دینے کی درخواست کی ہے۔ اور شیخ قاسم نے درخواست منظور کر کے انکا صرف کہ موسم کے گذر جانے تک توقف کرنیکی خواہش ظاہر کی۔ پس مجھ کو بالا اطلاع کے مذکورہ الصدر عبارت کا مطلب معلوم ہو گیا ہوگا کہ انکا صرف (اپنے سمندر سے موتیوں کی سیپیاں نکالنے کا) موسم گذر گیا ہے۔ اور اب شیخ قاسم اور شیخ یوسف مہم تیار کر کے سواحل عمان سے کویت کیطرف روانہ ہو گئے ہیں۔ اس حملہ کے متعلق جو مزید حالات مجھے معلوم ہوئے انسے ناظرین المؤید کو اطلاع دیتا رہونگا تاکہ وہ سلطنت اور اسکے ہم مشرب

اخبارات کی مبالغہ آمیز تحریروں کے دھوکہ میں نہ آئیں۔

اس سے ناظرین کو واضح ہو گیا ہوگا کہ ہرات آفندی کے بیان کے مطابق شیخ قاسم نے دولت عثمانیہ کے خلاف نہیں بلکہ اُسکے ایک سرکش ماتحت (شیخ مبارک) کے برخلاف چڑھائی کی ہے مگر ترکی فوجوں کی نقل و حرکت اور بغداد کی افواہیں بتا رہی ہیں کہ ترکی گورنمنٹ کو اپنے ماتحت مشائخ کی ان کارروائیوں سے ضرور کوئی نہ کوئی خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ بمبئی کے اخبارات کی شہرہ خبر سے پایا جاتا ہے کہ شیخ قاسم کا ایکدفعہ ترکی حکام سے مقابلہ ہو چکا ہے جسمیں انگریزی افسروں نے باہمی صفائی کرادی تھی۔ مگر ہرات آفندی اپنے دوسرے مضمون میں جو ۳۰۔۵ اور ۶ جنوری کے الموید میں شائع ہوا ہے اسکا مطلقاً ذکر نہیں کرتے بلکہ برعکس اسکے شیخ قاسم اور انگریزوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہیں اُنکی اسبارہ میں مطلق خاموشی خواہ کسی امر پر محمول کیجائے خلیج فارس کے معاملات پر اُنکی تحریر بہت کچھ آگاہی بخش ہی ہے۔ اور تاکہ ہمارے ناظرین اس مسئلہ کے ہر پہلو سے جسکا عنقریب اہم ہو جانا بعید از قیاس نہیں بلکہ ایکطرف عرب قبائل کی مستعدی اور دوسری طرف باغیان بلوچستان و مکران کی روزافزوں شورہ پشتی سے غالباً اثر کی۔ ایران اور گورنمنٹ ہند ہر ایک کیلئے اپنی اپنی جگہ نہایت دشوار شکل اختیار کرتا دکھائی دیتا ہے بخوبی واقف ہو سکیں ہم اسکا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"میں عربی اخبارات کو اس امر پر عرصہ دراز سے دل میں ملامت کیا کرتا تھا کہ خلیج فارس کے مسائل کے متعلق وہ کیوں نہیں کچھ شائع کرتے۔ لیکن جب معلوم کیا کہ اونکی وہاں کوئی نامہ نگار اور نہ انہیں اسقدر مالی استطاعت ہے کہ فرنگستان کے مشہور اخباروں کی طرح خاص اپنے نامہ نگار مقرر کریں جو قطار و ممالک جنمیں میں پھرتے رہکر حالات قلمبند کرتے رہیں تو میں نے انکو معذور سمجھ لیا۔ یہی بے سببا عتنی کا امر کا باعث ہے کہ عربی (بیشتر مصر کے) اخبارات اہم خارجیہ احوال فرنگی اخبارات سے نقل کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ مگر بدقسمتی (نہیں ایسا موقع پر شاید خوش قسمتی کہنا چاہئے) سے فرنگی اخبارات کے بھی خلیج فارس کے علاقوں میں کوئی نامہ نگار نہیں ہیں۔ اسلئے جب کبھی وہاں کی نسبت کچھ لکھا جاتا ہے تو عجیب غلط مبحث کر دیا جاتا ہے اور چونکہ اس نوحمیں دول یورپ میں سے[*] فقط انگلستان اپنا رسوخ اور اقتدار بڑھانے میں سلفی ہے۔ اسطرح اسکو اپنی کارروائی کیلئے خوب کھلا میدان بلا رقیب و بلا معترض ملا ہوا ہے۔ خلیج فارس عراق عرب۔ ایران اور بلاد عرب کا رستہ ہے اور اُدہر کی متمول کا مخزن و معدن ہے۔ تقریباً چالیس برس ہوئے جب سے اول دولت انگلشیہ نے ایرانی ساحل کی بنادر کیطرف متوجہ ہو کر وہاں کے بندر ابوشہر پر دانت تیز کئے۔ اور اسکے حصول کیلئے اپنی معمولی حکمت عملی کام لیا۔ یعنے وہاں کے بعض بدخصال اور اعدائے ملک تجار کو لالچ دیکر اس فلاح میں فتنہ و فساد برپا کرنے پر آمادہ کیا گیا کہ اسطرح سے اپنی رعایا کی حفاظت کے بہانہ سے دست اندازی کا موقعہ ملجائے۔ اسوقت وہاں محافظت کیلئے لاز ہونگے سوار اور کوئی برطانوی رعیت موجود نہ تھی۔ ایرانی تجار متذکرہ صدر نے آخر بندر ابوشہر میں فتنہ و شورش برپا کرادی جسکو شروع ہوتے ہی انگریزی جہاز شہر کے قریب پہنچ گیا۔ اور لنگر ڈالتے ہی کل شہر پر گولہ باری شروع کر دی جس سے تمام اہل شہر مدہوش و ششدر ہو گئے۔ اسکے بعد بیڑہ

---

(۱) ہرات آفندی نے قبضہ ابوشہر کی جو وجہ لکھی ہے وہ درست نہیں ہے ۱۲۷۳ھ میں شاہ ناصر الدین مرحوم کی عہد میں جب ہمیشہ گورنمنٹ کے خلاف منشاء ہرات کا محاصرہ کر کے اسکو افغانوں سے فتح کر لیا تھا جسکو امیر کابل کو واپس دلانے کیلئے بوشہر پر قبضہ اور ایران پر فوجکشی

[*] اس طرح سے جرمنی اور فرانس نے بھی بسعتدی تمام خلیج فارس میں اپنی چالوں کی ریشہ دوانی شروع کر دی ہے۔ البتہ معاملہ مسقط سے فرانس کسیقدر دھیما پڑ گیا ہے۔

سے فوج خشکی پر اُتار دیگئی اور شہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا گیا۔ بعد ازاں ایران کے اندرونی علاقہ پر چڑھائی کرنیکا حکم دیا گیا۔ اور فوجکشی کا سامان درست کرنیکے لیئے ایک جہاز کویت کو بھیجا گیا کہ بلاد عرب سے اونٹ خریدے جائیں۔ یہہ کام وہاں کے ایک سرکردہ باشندہ یوسف البدر کے سپرد کیا گیا جس سے انگریزوں کی پہلی شناسائی تھی۔ اسکو چار ہزار اونٹوں کی قیمت دیکر کہا گیا کہ اونٹ جلد خرید رکھے۔ دوسرا جہاز انہیں آکر لیجائیگا۔ مگر اتنے میں روس نے سخت دھمکی دی کہ اگر ایران کے اندرونی علاقہ پر فوجکشی کیگئی یا بوشہر پر قبضہ رکھا گیا تو اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ اسلیئے انگریزوں نے فوجکشی کا ارادہ ترک کرکے بوشہر کو خالی کر دیا اور ایک افسر کو جلد بذریعہ شتر انکے رد کر دینے کے لیئے کویت روانہ کیا۔ مگر اسکے پہنچنے تک اونٹ خریدے جا چکے تھے۔ جو دوبارہ بہت خسارہ پر فروخت کر دیئے گئے جس جانور کی پانچ پانچ پونڈ قیمت دیگئی تھی اسکا ثمن کل ایک پونڈ ملا چنانچہ اکثر اہالی کویت کی ثروت کی بنا اسی انگریزی خسارہ پر قائم ہوئی بعض امرا بوشہر کو رشوت ملی تھی انکو بھی آخر میں سخت ندامت اٹھانی پڑی۔ ان لوگوں کو طلائی دیناروں کے صندوق دیئے گئے تھے۔ مگر جب بعد میں انہوں نے صندوقوں کو کھولکر اشرفیوں کو پرکھا تو وہ تانبے کی پائی گئیں۔ جنپر سونے کا ملمع کیا ہوا تھا۔ اسکا کچھ حصہ اب تک بلاد عجم بصرہ اور کویت میں موجود ہے۔

جب انگریزی پالیسی خلیج کے ایرانی ساحل پر کامیاب نہوئی تو انہوں نے دوسرے ساحل یعنی ساحل بلاد عرب عمان و جزیرہ بحرین کیطرف توجہ کی تاکہ صدیت کی نشست گاہوں سے زیادہ قریب ہو جائیں اور سب سے اول وہ بندر قطیف جو بلاد عرب کے اندرونی حصہ کو جانیکا راستہ ہے متوجہ ہوئی۔ یہہ بندر نجد کے شیوخ امرائے آل سعود کے ماتحت تھا۔ اور آل سعود کیطرف سے اسپر ایک عامل مسعود نامی مقرر تھا۔ آل سعود اور صبیح خاندان میں قرابت اور رشتہ داری ہے جب انگریزی جہاز نے قطیف کے قریب پہنچکر لنگر ڈالدیا۔ تو حاکم شہر نے متعجب ہوکر اپنے آدمیوں کو تیار ہو جانے اور جہاز کی حرکات کا نگران رہنے کا حکم دیا۔ ادہر جہاز نے لنگر انداز ہونیسے چند ساعت بعد چار کشتیاں سمندر میں اُتار دیں چند سپاہی اور افسر سوار ہوکر خشکی کیطرف روانہ ہوئے یہہ کیفیت دیکھکر حاکم شہر بہت ڈرا اور اوسنے حکم دیا۔ کہ کشتیوں کو واپس چلے جانیکا اشارہ کیا جائے لیکن کشتیوں کے افسروں نے اشارہ کی کچھ پرواہ نہ کی اور برابر بڑہے چلے گئے۔ اسپر حاکم نے انکو ڈرانے کیلیئے انکے سر پر سے اوپر گولے چلانیکا حکم دیا۔ جب یہہ تدبیر بھی کارگر نہوئی تو انپر سیدھی نشانہ بازی کرکے گولیاں چلانیکا حکم دیا گیا۔ کشتیاں جہاز سے بہت دور نکل آئی تھیں۔ اور اب واپس نہیں جا سکتی تھیں۔ پس سوائے پانچ سپاہیوں کے جو تیرنا جانتے تھے۔ اور دریا میں کود پڑے تھے باقی سب گولیوں سے یا غرق ہوکر ہلاک ہوگئے۔ یہہ تماشا دیکھکر جہاز کا کپتان آگ بگولا ہوگیا اور اوسنے اسی وقت توپوں پر چڑھوا دیا کہ کنارہ پر گولہ باری شروع کر دی۔ اور جب کنارہ ساحل کو جس پر ایک چھوٹا سا قلعہ اور مورچہ بنے ہوئے تھے منہدم کر چکا تو کشتیوں اور مردوں کو وہیں چھوڑ کر لنگر اٹھا چلدیا۔ یہہ واقعہ بلاد عرب میں ہر ناؤ پیر سب کو معلوم ہے اور اب تک قومی واقعہ سمجھا جاتا ہے جسمیں انگریزی جہاز والوں کو ہزیمت ہوگئی تھی۔ غرضیکہ متعدد حملوں کے بعد فریقین میں ماہ رجب ۱۲۷۳ھ کو اس شرط پر معاہدہ ہوگیا۔ کہ ایران ہرات کو خالی کر دے اور آئندہ اوس سے کوئی تعرض نہ رکھے۔ اسکے عوض میں انگریزوں نے بوشہر اور ایرانی ساحل سے فوج واپس ہٹالی۔ بوشہر پر ایک سال انگریزی قبضہ رہا تھا۔ اسٹاف ایڈیٹر

کہ انھی اسکا نام نام ہے جس سے یہ وجہ بھی حادثہ الدمام کی نسبت مشہور ہے جب انگلستان کو اس شہر کیلئے مسقط اور عمان میں بھی کامیابی ہوئی تو اس نے انتساب کی پالیسی چھوڑ کر آشتی اور نرمی کی حکمت عملی اختیار کر کے اسکی آزمائش علاقہ عمان اور بالخصوص وہاں کے صدر مقام اور بندرگاہ مسقط پر شروع کی۔ اس وقت وہاں کا حاکم ترکی بن سعید تھا جو انگریزوں کا بڑا دوست ہو گیا۔ انگریزی تجارت عمان میں شروع ہو کر تمام ملک میں پھیل گئی۔ اور ہندی سوکھی تاجر مسقط پہونچ گئے جو علاوہ تجارت کی اشاعت اور رونق کے ضرورت کے وقت یہ بھی کام دے سکتے تھے کہ انکی حمایت و حفاظت کے بہانے سے دست اندازی کی راہ کھل رہی تھی۔ بعد ازاں وہاں انگریزی قونصل مقرر کیا گیا بندر مسقط میں ایک انگریزی جہاز ہمیشہ رہنے لگ گیا۔ اور تا وقتیکہ ترکی بن سعید فوت ہوا اور اسکے بعد اسکا بیٹا فیصل امام مسقط ہوا۔ انگریزی اقتدار اور رسوخ میں روز افزوں ترقی ہوتی رہی۔

فیصل امام انگریزوں سے متنفر اور اہالی فرانس کی طرف مائل تھا کیونکہ آخر الذکر اہالی عمان کو [illegible] غلام لانے سے [illegible] اور سے اکثر اہالی ساحل بالخصوص ماہی گیروں اور جہازوں کے مالک فرانس کی حمایت میں چلے گئے۔ اور امام نے ان لوگوں کو جو فرانسیسی حفاظت کے طالب ہوتے تھے ہر طرح کی آسانیاں پیدا کر دیں۔ اس حمایت سے ان لوگوں کو یہ فائدہ تھا کہ خواہ [illegible] غلام [illegible] کشتیوں میں ہر قسم کے کوئی انگریزی جہاز جو بحیرہ میں تجارت غلامان کی انسداد کیلئے گشت کرتے رہتے ہیں قریب پہونچتا تو فرانسیسی جھنڈا بلند کر کے گوروں سے محفوظ ہو جاتے تھے [illegible] فرانس کا اقتدار بڑھتا گیا اور انگلستان کا کم ہوتا گیا حتٰی کہ ساحل عمان پر وہ بالکل معدوم ہو گیا۔ جب ان جہاز والوں سے جو غلاموں کی تجارت کرتے تھے ایک دفعہ دریافت کیا گیا کہ جب کبھی انگریزی جہاز سے مقابلہ کی نوبت پیش آتی ہے تو کیا کرتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ جب ہم کسی ایسے جہاز کو دیکھتے ہیں تو فرانسیسی علم بلند کر دیتے ہیں۔ وہ جہاز نشانہ توپ بنا کر ہمکو ٹھہر جانے کا حکم دیتا ہے اور قریب پہونچکر ایک کشتی کو جس میں چند ملاح اور ایک افسر سوار ہوتے ہیں نیچے اتار دیتے ہیں افسر کے پاس ایک رجسٹر ہوتا ہے وہ اسکو لیکر ہمارے جہاز پر آ جاتے ہیں اور جہاز کے کپتان اور مالک کا نام اسکا نمبر اسباب کی مقدار اور غلاموں کی تعداد لکھکر سند حمایت مانگتے ہیں۔ اور اسکا نمبر لیکر فرانس کا بڑا جھنڈا دیکھتے ہوئے واپس چلے جاتے ہیں۔

انہی باتوں سے فرانس کا اقتدار اسقدر بڑھتا گیا کہ آخر باشندگان شہر کی رضا اور انکی خواہش سے [illegible] کو اپنی حمایت میں لے لیا۔ یہ شہر عمان کی مشہور بندرگاہ ہے۔ انگلستان یہ رنگ دیکھکر [illegible] کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا تھا [illegible] سخت نقصان [illegible] اور فرانس [illegible] انگریزی قونصل [illegible] نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ صالح بن علی کو جو امام ترکی کے فوت ہونے پر دعویٰ امامت کا فیصل سے [illegible] ہو کر اندرون ملک کو چلا گیا تھا کہلا بھیجا کہ اگر وہ مسقط میں آ کر فساد برپا کرے تو انگریزی جہاز اسکی مدد کرینگے۔ [illegible] قتل ہو جائے اور سلطنت صالح کو مل جائے۔ صالح نے قونصل کی بات مان لی اور یہ قرار پایا کہ صالح [illegible] آدمی ہمراہ لیکر فیصل کے محل پر بطور [illegible] حملہ آور ہو [illegible] قونصل [illegible] شہر کو [illegible] فیصل [illegible] شہر میں [illegible] قونصل [illegible]

نہا لیا اور ایکدن وہ خود بھی تین سو کے قریب آدمی لیکر ظہر کے بعد امام کے مکان پر پہونچ گیا یہ تعداد ایسی نہ تھی کہ فیصل کو کوئی شبہ یا اندیشہ پیدا ہوتا مشایخ عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ مہمان اور میزبان کی حیثیت کے مطابق خدم اور ہمراہی ہمرکاب رکھیں۔ رات کا کھانا تناول کرنے کے بعد شیخ فیصل ملازموں کو مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے رہنے کی تاکید کر کے حرم میں جو محل کے قریب ہی تھا چلا گیا۔ مگر شیخ صالح اور فکر میں تھے جب میزبان کے نوکر چاکر سو گئے تو اونہوں نے ہمراہیوں کو لیکر حرم پر حملہ کر دیا۔ لیکن اسکے وہاں تک پہونچنے سے پہلے محافظوں کو خبر ہو گئی اور گو انکی تعداد ناکافی تھی وہ مقابلہ پر کھڑے ہو گئے اور فریقین میں لڑائی شروع ہو گئی۔ شیخ فیصل شور و غل سنکر جاگ اٹھا اور اپنی بہائیوں کے پاس جو محل کے قریب ایک مضبوط اور بلند قلعہ میں جو ایک پہاڑی پر بنا ہوا ہے جا پناہ گزین ہو گیا (ناظرین کو معلوم ہے کہ مسقط کے اردگرد متعدد پہاڑیاں ہیں) ادہر بندوقوں کی آواز سنکر صالح کے طرفداروں نے شہر میں بلوہ کر کے فیصل کے طرفداروں پر حملہ کر دیا۔ اور ساری رات تلوار چلتی رہی۔ صبح ہونے پر جب شہر والوں کو معلوم ہوا کہ شیخ فیصل ابھی زندہ ہے تو اسکے حامیوں کے حوصلے بڑہ گئے اور انہوں نے زیادہ مستعدی اور ثبات سے باغیوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ الغرض یہ فساد تین دن رات جاری رہا۔ اور شیخ صالح بری طرح سے اسمیں ہلاک ہو گیا۔ انگریزی قونصل نے جب دیکھا کہ کھیل بگڑ گیا ہے اور شیخ فیصل کامیاب ہو گیا ہے تو وہ دوسری چال چلا۔ اوسنے قلعہ میں امام کے پاس جا کر عرض کیا کہ انگریزی جہاز آپ کی مدد کیلئے حاضر ہے اگر آپ حکم دیں تو وہ فوراً شہر کے باغیوں پر (یعنی شہر پر) گولہ باری کرنے کو تیار ہے۔ اسکے عوض آپ بندر گوادر انگلستان کے حوالہ کر دیں۔ امیر نے اس درخواست کو رد کر کے اسی وقت فرنچ قونصل کو بلایا اور اوس سے کہا کہ فرانسیسی جہاز کو بندرگاہ میں بھیجو تاکہ اگر مجھے اس سے کام لینے کی ضرورت پڑے تو وہ قریب موجود رہے۔ فرنچ قونصل نے کسی شرط کے بغیر اس استدعا کو منظور کر لیا اور کہا جاتا ہے کہ فساد کے آخری وقت امیر فرنچ جہاز پر چلا گیا تہا۔ آخر صالح اور اسکے اکثر ہمراہیوں کے قتل کے بعد فتنہ فرو اور امن قایم ہو گیا۔ اس فساد میں بیشمار عمارات ضایع ہوئی اور شہر کا دو تہائی حصہ جلکر خاک سیاہ ہو گیا۔ اس فرنچ جہاز کا نام پرسپولیس[1] ہے اور میں نے اوسے ۱۸۹۶ء کے آخر میں جبکہ بندر عباس سے بمبئی کو واپس گیا تہا خود بھی دیکھا تہا۔

قیام امن کے بعد شیخ فیصل نے اپنے مقر حکومت کو واپس جا کر بغاوت کے اسباب کی تحقیقات کی تو اوسے واضح ہو گیا کہ انگریزی قونصل نے شیخ صالح سے اعانت کے عوض یہ وعدہ لیا تہا کہ تخت ملجانے پر گوادر انگریزوں کے حوالہ کر دیگا اور عمان کو انگریزی حمایت میں قبول کر لیگا۔ اس سے شیخ فیصل کے دل میں انگریزی قونصل کی طرف سے اور رنجیدگی بڑہ گئی۔ اور اوسنے فرنچ قونصل کو اپنا مشیر بنا لیا اور فرانس نے ان حوادث کے بعد فیصلہ کر دیا کہ انگریزی جہازات کی حرکات کی نگرانی کرتے رہنے اور انکو خلیج فارس کے سواحل پر کسی بندر پر قابض ہونے سے روکنے کیلئے ایک فرانسیسی جہاز ہمیشہ وہاں مقیم رہے لیکن اسنے اس جنگی جہاز کو تجارتی بنا رکھا ہے جو بصرہ اور بمبئی کے درمیان اسباب لیکر آتا جاتا ہے۔ میں نے اس جہاز کے تمام فوجی افسروں اور سپاہیوں کو دیکھا ہوا ہے۔ اسپر فرانسیسیوں کے علاوہ ایک سو ساٹھ بحری سپاہی ہیں۔ میں نے جہاز کے مقاصد جیسے اوسکے افسر اعلیٰ سے گفتگو کی تو معلوم ہوا تہا فرانس کے مقاصد کی نسبت اوسنے کہا کہ وہ خلیج فارس میں انگلستان کی کوشش کی مزاحمت کرنے اور اہالی ساحل کو فرانس کا دوست بنانے کے سوا اور کوئی ذاتی غرض نہیں رکہتا۔ اس جہاز کی سب سے عجیب بات یہ دیکھنے میں آئی

[1] یہ نام ایران کے دو قلیل الوزن و لمبا صفت جنگی جہازوں میں سے ہے جو ایران کی بحری طاقت کی کل کائنات ہیں۔ میرے جہاز کا [illegible]

کہ اسکا قوسندان جیمس نام انگریز شخص تہا۔ البتہ اگر فرانس کو اپنی تقویت پر کسقدر بہروسہ ہے کہ وہ اپنے پولیٹیکل راز غیر قوم کے لوگوں سے چہپانے کی کوئی پروا نہیں کرتا اور ایسے کاموں پر بہی ان کو مامور کر دیتا ہے (اس موقعہ پر شاید یہہ بتا دینا مناسب نہوگا کہ ایک بالکل اجنبی اور بے تعلق سلطنت نے محض اس غرض سے کہ اسکی قسیب طاقت کو زیادہ اقتدار حاصل نہو جائے۔ خاص طور پر ایک جنگی جہاز کو خلیج فارس میں مقیم کر رکھا ہے۔ مگر ایران کی بحری طاقت کی جو کائنات ہے وہ فٹ نوٹ میں درج کیگئی ہے اور نصف خلیج فارس کی مالک دوسری سلطنت یعنی ترکی کی یہہ کیفیت ہے کہ اسکا صرف ایک ٹوٹا پہوٹا گن بوٹ ہاں مامور ہے جو بصرہ سے البینا تک بمشکل ۲ دن میں پہونچتا ہے جب اسلامی سلطنتوں کی بے بضاعتی یا لاپروائی اس درجہ پر پہونچی ہوئی ہو۔ تو اغیار کی دست برد سے انکی مقبوضات کا سبچا رہنا کیا عجائبات روزگار سے کچہہ کم ہو سکتا ہے ؟)

حادثہ مسقط کے پہلے اور بعد بہی انگلستان جزیرۂ بحرین کو قابو کرنیکی فکر میں لگا ہوا تہا۔ جسکے لئے یہ تدبیر کیگئی کہ جزیرہ کو ان ہندو سے جو انگریزی رعیت تہے بہر دیا۔ اور ان لوگونکے نقصانات کے معاوضہ کے بہانہ سے شیخ عیسیٰ بن خلیفہ حاکم بحرین کے خزانہ کو خالی کر دیا۔ اور جب وہ قرض میں سر سے پاؤں تک مبتلا ہوگیا تو اسکے پاس ایک باشندۂ بحرین کے ہاتھ پیغام بہیجا گیا کہ وہ اپنی ذات اور اپنے علاقہ کو انگریزی حمایت میں دیدے۔ حاکم نے اسکے قبول کرنے سے انکار کیا تو قاصد نے دہمکی دی کہ تم باشندونکو اجنبی لوگوں کے ستانے کی ترغیب دیتے رہتے ہو۔ در اصل متوطنوں اور تاجروں کے درمیان محبت و الفت پیدا نہیں کر سکتے۔ ان قصوروں کی پاداش میں تمکو اور تمہارے خاندان کو جزیرہ سے جبراً جلاوطن کر دیا جائیگا۔ یہہ دہمکی اپنا کام کر گئی اور ۱۹۱۳ء کے آخری حصہ میں سلطنت بحرین انگریزی حمایت میں کر دیا گیا۔ مگر اہالی جزیرہ کو یہہ امر گوارا نہوا اور بسبب اپنی شکار گاہ ہائے صدف اور وطن کو چہوڑ کر قطر میں ہجرت کر جانے کی نیت کر لی۔ اور شیخ قاسم بن ثانی کے پاس چند اکابر کو منظوری کیلئے روانہ کیا گیا۔ اوسنے اون کی درخواست کو بڑی خوشی سے منظور کر کے انکو زبارہ میں آباد کرنے کا عزم کر لیا۔ یہہ مقام جزیرہ کے قریب ساحل عمان پر واقع ہے جو عرصہ مدید سے ویران اور شکستہ پڑا تہا اسنے مکانات اور ضروری عمارات کو درست کرا دیا۔ اور فقیر و غنی تاجر و صناع کل اہالی بحرین وہاں آ بسے۔ اسطرح ایک مدت کے بعد پہر آباد شہر ہو گیا۔ لیکن مہاجرین کو ایک سخت دقت درپیش آگئی انکے تقریباً دو سو کشتی شکار صدف پر گذارہ کرتے تہے اور شکار کا موسم ہجرت میں گذر گیا تہا جس سے ان لوگوں کی حالت فاقہ مستی سے بہت بری ہوگئی شیخ قاسم کو جب اسکی خبر ہوئی تو اوسنے اہالی عرب کی معمولی دریا دلی سے کام لیکر ہر ایک کنبہ کیلئے تین تین سو روپیہ نقد اور اسقدر خرما گندم اور چاول جو آیندہ موسم تک کفایت کریں بہیجدیں۔ اور قرضہ کی ادائگی کیلئے تین مساوی سالانہ قسطیں کر دیں۔ شیخ مذکور نے زبارہ کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پیدا ہوتا ہے کہ شاید مراک آفندی نے فرنچ جہاز کا نام صحیح نہیں لکہا۔ کیونکہ فرانسیسی بیڑہ میں اس نام کا کوئی جہاز نہیں۔

ل جزائر بحرین کا مجموعہ ساحل الاحسا سے ۲۰ میل دور خلیج فارس میں واقع ہے۔ کل جزائر تعداد میں نو دس ہیں سب سے بڑا بحرین ہے جو ۲۷ میل لمبا اور ۱۰ میل عریض ہے دوسرے کا نام محرق ہے وہ بحرین کے شمال میں ہے اور ۴ میل طویل اور نصف میل عریض ہے۔ حاکم علاقہ یہیں رہتا ہے۔ بحرین کا صدر مقام منامہ ہے جو دس میل لمبا ہے اور ۲۵ ہزار کی آبادی رکہتا ہے۔ انگریزی حمایت سنہ ۱۸۶۱ء میں قایم کی گئی۔ اور پہر دوبارہ سنہ ۱۸۸۰ء میں شیخ عیسیٰ نے باضابطہ انگریزی اطاعت کو قبول کیا۔ محرق کی آبادی ۲۰ ہزار ہے۔ اور کل جزائر میں ۵۰ گاؤں آباد ہیں باقی جزیرے چٹیل غیر آباد ہیں۔

سے ہی اپنے خرچ سے تعمیر کرایا تھا اس سے اسکی دولت و ثروت کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

ادھر جب انگریزوں کو اہالی بحرین کی مہاجرت اور شیخ قاسم کے سلوک کی خبر ملی تو انہوں نے دو جنگی جہاز قطر کو بھیجکر شیخ کو کہلا بھیجا کہ اگر سمہ گھنٹوں کے اندر دس لاکھ روپیہ ادا نکیا تو زبارہ پر گولہ باری کیجائیگی اور باشندے پھر بحرین میں بھیجدئے جائینگے۔ شیخ نے اس مطالبہ سے حیران ہو کر دریافت کیا کہ اس تاوان اور دھمکی کا باعث کیا ہے تو جواب دیا گیا کہ انگریزی رعیت کا اسقدر قرضہ ان مہاجرین پر باقی ہے۔ اسپر شیخ نے یہہ عقلمندی کا جواب دیا کہ کل مقروضوں کی ایک فہرست معہ تشریح قرضہ جو ہر ایک کے ذمہ واجب ہے سپرد کیجائے۔ پس ہر ایک شخص کہ جسکا نام فہرست میں ہوگا بحرین میں بھیجدونگا وہاں انکے مقدمے قاضی کے روبرو پیش کئے جائیں جو کچھ وہ فیصلہ کریگا میں اسکے مطابق روپیہ ادا کردونگا۔ انگریزی بیڑہ نے اس امر کو قبول کیا اور میعاد مقررہ تک قطر کے سامنے لنگر انداز رہا۔ بعد ازاں شہر زبارہ کو چلدیا اور وہاں پہنچتے ہی ڈیڑھ گھنٹہ تک گولہ باری کر کے شہر کو دوبارہ ویرانہ کھنڈر کردیا اور جو لوگ بھاگ نسکے تھے وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے جو شہر سے بھاگ گئے تھے۔ انکو فوج نے خشکی پر اتر کر گرفتار کرلیا اور وہ پھر بحرین میں پہنچادئے گئے اور اسطرح سے شیخ قاسم کے ساڑھے چھ لاکھ روپیہ پر پل میں پانی پھر گیا۔ اور دوسری طرف دولت انگلشیہ نے حاکم بحرین سے مطالبہ کیا کہ اسکی رعیت کو واپس لانے کے لئے زبارہ پر جو گولہ باری کی گئی ہے اسکا خرچ بحساب فی گولہ پانسو روپیہ ادا کرے اور گولوں کی تعداد کی تعیین جہازات کے کپتانوں پر چھوڑی گئی۔ یہہ مطالبہ سنکر حاکم بحرین کے ہوش اڑگئے۔ اور منت و سماجت دو لاکھ روپیہ پر رضامند کرلیا مگر وہ اسکا دسواں حصہ بھی ادا کرنیکی استطاعت نرکھتا تھا۔ چنانچہ ادائی قرضہ کے لئے جو سود سے دن بدن زیادہ ہوتا جاتا تھا کل کا انتظام انگریزی قونصل کے سپرد کر دیا گیا۔ کہ بعد وضع خرچ تمامتر آمدنی قرضہ میں مجرا لیجائے۔ جزائر پر انگریزی حمایت قائم ہوگئی۔ اور قونصل کا عہدہ منسوخ ہو کر اسکا نام شیر حاکم رکھا گیا۔ چونکہ دولت انگلشیہ دولت عثمانیہ کی صادق رفیق تھی۔ اسنے جزیرہ کو حمایت میں لیتے ہی شیخ عیسے کو حکم دیا کہ ہلالی جھنڈے کی جگہ دوسرا نشان اختیار کرے۔ اسی طرح جزائر بحرین کی باشندگان کو جنکے پاس چھوٹی بڑی تقریباً چار سو کشتیاں ہیں) اپنے جہازوں سے ہلال کا علم دور کر کے نیا جھنڈا لگانیکا حکم دیا گیا۔

باقی حالات آفندی مذکور نے المؤید میں پھر تحریر کرنیکا وعدہ کر کے اپنے مضمون کو سردست یہانپر ختم کردیا ہے اسمیں بعض واقعات کی اسباب بتانے میں اسنے عمداً یا سہواً جو غلطیاں ہوگئی تھیں۔ انکی بامکان اصلاح کردیگئی ہے۔ ان میں سے اگرچہ بہت سی تاریخی سقم ہیں تاہم اس اسلامی علاقہ کے متعلق جس کیطرف عام مسلمانوں کو اب تک بہت کم توجہ ہوئی ہے۔ اس سے فی الجملہ بہت کچھ مفید واقفیت اور آگاہی حاصل ہوسکتی ہے۔ یہہ فساد جیسے خطرناک صورت اختیار کرلینے کا اپریل ۱۸۹۵ء تک تمامتر بصلح و صفائی طے ہوگیا۔ ترکی حکومت کو کسیطرح کی فوجی کارروائی نکرنی پڑی اور افواج قاہرہ سنہ مذکور کے اواخر میں اپنی اپنی چھاؤنیوں کو واپس بھیجدیگئیں۔

سلطنت مراکو

سلطنت مراکو کی نسبت جریدۃ الثمرات الفنون کا نامہ نگار مغرب الاقصے سے تحریر کرتا ہے کہ "موجودہ حالت اسجگہ نہایت مرکزی میں ہے۔ حضرت مولانا عبدالعزیز حاکم ایلیغ سلطان مراکو آجکل مراکش کے قریب مقیم تادلہ میں وہاں کے [illegible] نافذ کو [illegible] لکھا جاتا ہے کہ یہہ لوگ اطاعت قبول کرنے اور نقد

جرمانہ ادا کرنے پر رضامند ہیں۔ مگر یرغمال دینے سے انکاری ہیں۔

"ریفینہ کے سلسلہ کوہستان کے قبائل نے جنہوں نے گذشتہ سال میں ایک فرانسیسی جہاز اور اوسکے کپتان و بعض ملاحین کو بایں خیال کہ وہ ہسپانیہ والوں کا جہاز ہے گرفتار کیا تھا اور بعد ازاں ایک اطالین اور ایک انگریزی جہاز کا تعرض کر کے ان کے بھی چند ملاحوں کو پکڑ لیا تھا ان سب قیدیوں کو اُس وقت تک اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کر لیا ہے جب تک کہ اہالی ہسپانیہ اُن پندرہ ریفیوں کو جو اونہوں نے جنگی جہاز سے اُتر کر گولہ باری کر کے گرفتار کر لیے تھے آزاد نہ کر دیں اور نیز طنجہ (ٹانجیر) وغیرہ بنادر میں جو ریفی قید میں ہیں رہا نہ کر دیے جائیں سب سے آخری خبر یہ ہے کہ اہل ریف نے اس مضمون کا خط کل دول اجنبیہ کے قونصلوں کو جو طنجہ میں مقیم ہیں روانہ کیا ہے۔ اور انہوں نے عیسائی اسیروں کو رہا کر دینے کیلئے ریفی اسیروں اور قیدیوں کو رہائی دلانا شروع کر دیا ہے۔"

کوہستان ریف مراکو کے شمالی ساحل کے قریب قریب مشرق سے مغرب تک چلے گئے ہیں۔ انکے دائیں طرف (مشرق) فرانسیسی علاقہ (الجزائر) اور شمال پر ہسپانیہ کے متعدد مقبوضات ہیں جو بندر میلیلا اور سیوٹا کے علاوہ ساحلی جزائر پر بھی قابض ہیں۔ اسلئے اہل الریف کو اکثر ان سے برسر پیکار رہنا پڑتا ہے اور چونکہ ہمارے سرحدی قبائل کی طرح یہ لوگ بہت دلیر اور جنگجو اور انکا علاقہ بہت دشوار گذار ہے۔ اسلئے نہ عیسائی ہسپانیہ اور نہ سلطان ہی جسکے وہ برائے نام مطیع ہیں انکو خاطر خواہ تنبیہ کر سکتا ہے۔ اگر بمشکل تمام انہیں کچھ نقصان پہنچایا جاتا ہے تو وہ بھی اندھیری راتوں میں ہسپانیوں کی چھوٹی موٹی ساحلی کشتیوں اور بادبانی جہازوں کو تاخت و تاراج اور انکے ملاحین کو گرفتار کر لیجاتے ہیں۔

پچھلے ہفتہ شاہ بلجیم کی درخواست اور مراکو میں روسی سفیر کی تقرری کی خبر درج کرنے کے بعد ہمنے مراکو ایسی وسیع اور با موقع اسلامی سلطنت میں کسی ترکی سفیر کے نہونے پر افسوس ظاہر کیا تھا۔ مگر تار برقی بالاترکی اخبار سے ہمیں یہ بھی خوشخبری سناتا ہے۔ کہ مراکو میں عام افواہ مشہور ہو رہی ہے۔ کہ عنقریب وہاں مستقل طور پر ترکی سفیر مقرر ہونیوالا ہے۔[1]

اس موقع پر مراکو کے مجمل حالات جو بخط نقشہ و جدول نظام ملکی تقسیم ایسی جغرافیائی اور ریاست کی علم و آگاہی کا بھی ذریعہ بن رہے ہیں درج کر دینا غالباً نامناسب نہیں ہوگا۔ یہ سلطنت افریقہ کے شمال مغربی گوشہ میں واقع ہے۔ اسکے شمال میں بحیرہ روم و آبنائے جبل طارق۔ مغرب میں بحر اوقیانوس۔ مشرقی سرحد کچھ حصہ پر الجزائر اور باقی حصہ اور جنوب میں صحرائے افریقہ ہے۔ سلسلہ کوہ زیادہ تر کوہستانی ہے۔ مگر وادیاں بہت زرخیز ہیں۔ سلسلہ کوہ اطلس اسکو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ جو مشرق سے کچھ دور مغرب کو آکر پھر شمال سے جنوب کو منحنی ہو جاتا ہے۔ ساحل اور اسکے درمیان کا میدان کہیں پچاس سے ساٹھ میل تک عریض ہے اور اسکا طول تقریباً چار سو پچاس میل تک ہے۔ یہ میدان نہایت زرخیز اور عمدہ گندم کی بے انتہا پیداوار ہوتی ہے۔ اطلس کے جنوبی علاقہ پہلے تو زرخیز ہے۔ اور اسمیں خرما و کھجور بکثرت پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن صحرا کے قریب پہنچکر بالکل غیر آباد اور ریگستانی ہو جاتا ہے۔ شمالی علاقہ کی آب و ہوا نہایت معتدل اور خوشگوار ہے اور اکثر یورپین تبدیل آب و ہوا اور سیاحی صحت کیلئے موسم سرما میں یہاں چلے جاتے ہیں۔ شیخ عبداللہ کوئیلیم اور فرانسیسی ڈاکٹر بنیر یہیں انہی اسلام سے مستفیض ہوئے تھے۔ اور بلاد عرب میں سے اونکو اسلام کی خوبیوں کا شیدائی بنایا تھا۔ جنوبی حصہ گرما میں نہایت گرم

[1] یہ خوشخبری ۱۸۹۵ء کے اواخر میں آکر درست ثابت ہوئی ہے۔ ترکی حکومت نے مراکو سفیر بھیجنا منظور کر لیا ہے۔ جسکی خود حاکم مراکو نے چند ماہ پیشتر مؤدبانہ درخواست کی تھی۔

اور سرما میں سخت سرد ہوتا ہے۔ اور وہاں بارش کبھی نام کو نہیں ہوتی۔ زراعتی اجناس گندم، مکئی، جوار، جو۔ انگور، زیتون، ناشپاتی، کھجور، تمباکو اور کپاس ملک میں کثرت سے زیادہ پیدا ہوتی ہیں۔ میوہ جات بالخصوص بادام بافراط ہوتے ہیں۔ اون اور ریشم بکثرت ہوتی ہے بکریاں ایسی عمدہ قسم کی ہوتی ہیں کہ مراکو لیدر (مراکو کا چمڑا) جو نہایت ہی ملائم و مضبوط اور کل چمڑوں سے بیش قیمت ہوتا ہے۔ انہیں بکریوں کا ہوتا ہے۔ مرغزاروں میں نہایت اعلیٰ نسل کے گھوڑے پائے جاتے ہیں جنکی ممالک غیر کو لیجانے کی ممانعت ہے۔ گائے، بیل، بھیڑ اور بکری اور گدھے بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ باربرداری کا کام گدھے اور اونٹ دیتے ہیں۔ ریل کا ابتک کل سلطنت میں نام ونشان نہیں۔ شیر، بھیڑیے، چیتے، چرغ، جنگلی سور، سرطان اور شتر مرغ صحرائی علاقوں میں بافراط موجود ہیں۔

ملک میں کئی دریا ہیں جنمیں سے کچھ بحیرہ روم میں اور باقی بحر اوقیانوس میں گرتے ہیں۔ سلسلہ کوہ اطلس میں لوہا، ٹین، تانبا اور سیسہ کی کانیں ہیں جنمیں سے فقط آخر الذکر دھات کو حاصل کرنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ نمک کی کانیں جگہ بجگہ وافر موجود ہیں اور بمقدار کثیر سوڈان کو بھیجا جاتا ہے۔

بڑی صنعت و حرفت بانات یعنی سرخ اور زرد اور پیلے رنگ کا چمڑا تیار کرنا ہے۔ اسکے علاوہ ریشمی پارچات، دریاں، ترکی ٹوپی اور طلائی فیتے بھی تیار کئے جاتے ہیں۔

مراکو کی وسعت چونکہ سرحد غیر معین ہے اسلئے ٹھیک ٹھیک اندازہ محال ہے تاہم تخمینی اندازہ کے رو سے دو لاکھ ۱۹ ہزار میل مربع تصور کیا گیا ہے۔ آبادی کا شمار بھی اسیطرح مشکوک ہے جو کہیں ایک سو لاکھ اور کہیں ۴۵ لاکھ تک شمار کیگئی ہے۔ انگریز مبصر پچھلے اعداد کو زیادہ قرین قیاس سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے ۱۸۹۵ء میں مختلف حصص کی آبادی کا حسب ذیل اندازہ لگایا تھا۔ صوبہ فیض (یا فاس) ۳۲ لاکھ صوبہ مراکش ۴۳ لاکھ صوبہ طافیلیہ علاقہ سجلماسہ ۱/۲ ۱۰ لاکھ صوبہ سوس اور شمالی دراصل ۱/۲ ۱۴ لاکھ قوم وار تفصیل حسب ذیل ہے۔ بربر اور توارق ۳۰ لاکھ شیلاہ بربر ۲۲ لاکھ عرب ... ۱۷ لاکھ مخلوط النسل عرب ۳ لاکھ یہودی ۱/۲ ۲ لاکھ حبشی ۲ لاکھ کل ملک میں عیسائی ۵ ہزار سے زیادہ نہیں جنمیں سے ۲ ہزار تقریباً ایک ہی شہر طنجہ میں آباد ہیں۔

یوروپین لوگوں کو ملک کے اندرونی حالات ابتک معلوم نہیں۔ مشہور شہر فاس کی آبادی ایک لاکھ چالیس ہزار، طنجہ کی تیس ہزار اور مراکش کی ۶۰ ہزار ہے۔

سلطان اور رعایا کا ملکی مذہب سنت جماعت ہے۔ ملک مراکو میں اولیا پرستی بکثرت ہے اور بعض بعض [illegible] ایک شہر [illegible] سلطان بالکل مطلق العنان ہے اور ساتھ ہی مذہبی پیشوا بھی ہے۔ سلطان روم یا دیگر مسلمان فرمانرواؤں کیطرح اسکے مذہبی احکام شیخ الاسلام کی منظوری کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ امیر المومنین کا خطاب رکھتا ہے اور شریف یا سلطان کہلاتا ہے۔ حکمران خاندان علوی الحسینی [illegible] اور اہلکار [illegible] وزیر اعظم [illegible] وزیر خارجہ [illegible] وزیر خزانہ [illegible] سلطان اگر مناسب سمجھے تو ان سے مشورہ لیتا ہے نہیں

تو بھی خود جو مناسب سمجھے حکم دیدیتا ہے ہر ایک صوبہ پر ایک نائب یا گورنر مقرر ہے جسکو اپنے علاقے میں کامل اختیارات حاصل ہوتے ہیں اور وہ وہاں کی ملیشیا فوج کا کمانڈر بھی ہوتا ہے مگر اُن کو سلطان جب چاہے موقوف یا قتل کر سکتا ہے۔

عام تعلیم کی حالت ابھی تک بہت ناقص ہے رعایا کا اکثر حصہ جاہل مطلق ہے چھاپے کا رواج بھی ہنوز عام نہیں ہوا لوگ قرآن شریف اور دیگر مذہبی کتب زیادہ تر قلمی مروج ہیں اہل مغرب قرآن شریف کے بعد صحیح بخاری کو سب سے زیادہ مستند اور قابل ادب کتاب سمجھتے ہیں اس کتاب کا اصل قلمی نسخہ نہایت عزت و احترام سے بطور تبرک سلطانی محل میں محفوظ ہے اور جنگ کے وقت اس سے وہی کام لیا جاتا ہے جو ترک پیغمبر خدا کے مقدس علم سے لیتے ہیں۔ لڑائی میں وہ سلطانی خیمہ میں رہتا ہے اور سپاہی اس نسخہ متبرک اور قومی نشان پر جان کو تصدق کر دینا بڑی سعادت سمجھتے ہیں۔

پرانے زمانہ میں مراکو کا نام موریطانی اقا تھا جو بڑا عظیم الشان ملک تصور ہوتا تھا فاتحان عالم اقوام یعنی رومن وینڈال یونانی اور عرب اپنی اپنی باری میں اسکے مالک رہ چکے ہیں ساتویں صدی میں یہ فاطمیہ خاندان کی تصرف میں چلا گیا جو اسکو فتح کرنے سے پہلے ٹونس الجیریا طرابلس مصر پر متصرف تھا اور پھر اندلس پر بھی قابض ہو گیا موجودہ خاندان شرفا کا بانی مولائی احمد سترہویں صدی میں مراکو کا بادشاہ ہوا سلطان حال مولائی عبدالعزیز پسر سلطان مولائی حسن ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوا اور جون ۱۸۹۴ء کو تخت نشین ہوا یہ خاندان کا سترہواں حکمران ہے اور حضرت علی تک ۳۶ پشتوں میں اسکا سلسلہ نسب پہنچتا ہے۔ اسکے چار قبل نشین حسب ذیل ہیں مولائی حسن ۱۸۷۳ء سے لیکر ۱۸۹۴ء تک حکمران رہا۔ سید مولائی محمد ۱۸۵۹ء سے ۱۸۷۳ء تک اگر عبدالرحمن ۱۸۲۲ء سے ۱۸۵۹ء تک اور مولائی سلیمان ۱۷۹۴ء سے ۱۸۲۲ء تک فرمانروا رہا۔ تاج و تخت یا شریفی چتر کی وراثت صرف خاندان فلیلی یا علاوی کے شرفا میں محدود ہے اور یہ ضروری نہیں کہ باپ کے بعد بیٹا ہی سلطان ہو حکمران سلطان اپنے خاندان میں سے ایک کو اپنا جانشین مقرر کر جاتا ہے اور انتخاب کرتے وقت اسکا یہ فرض ہوتا ہے کہ اعلم والی ترین شخص کو منتخب کرے اسکی وفات کے بعد بالعموم پہلے جمعہ کو نماز جمعہ کے وقت متقی کے منتخب کردہ رکن کو بادشاہ مشتہر کیا جاتا ہے اور چونکہ عموماً شاہی خزانہ پر متصرف ہو گیا ہوتا ہے اور محافظ شاہی فوج جسکا اکثر افسر اسکے ہوا دار ہوتے ہیں اسکی طرفدار ہوتی ہے کسیکو اسکی مخالفت کی جرات نہیں پڑتی۔

سلطان زیادہ تر فاس میں اور گاہ گاہ پرانے دار الخلافہ مراکش یا مکناس میں رہا کرتا ہے۔ باقاعدہ فوج کی تعداد دس ہزار ہے عسکری یعنی باقاعدہ پیدل سپاہی جو ایک انگریزی کی زیر کمان ہیں جا بجا معدودے چند سوار چند پیدل توپخانہ کی بیٹریاں جو تین قسم کی ہیں اور دو ہزار بے قاعدہ سوار یہ فوج ہر وقت سلطان کے ساتھ رہتی ہے فاس میں بندوق کارتوس بنانے کا کارخانہ قائم ہے جس میں معدودے چند اطالین گورنمنٹ کے اطالین معمار کام کرتے ہیں اور ایک اطالین انجینیر کی خدمات سلطان کو مستعار ملی ہیں ایک ہسپانوی فوجی کمشنری ہسپانیہ کی کام پر مامور ہے اور اسی گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق فاس طنجہ یا طیطوان میں ریاست رکھتی ہے۔ اسکے علاوہ ایک ہسپانوی فوجی ڈاکٹر ایک ہسپانوی انجینیر اور ایک جرمن انجینیر بھی سلطان کی ملازمت میں ہیں کسی ترک عہدہ دار کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا باقاعدہ فوج کے علاوہ سلطنت مراکو میں ۸ ہزار ملیشیا سوار اور دس ہزار پیدل ہیں ہزار ... چند گورنروں کو

سلہ یہ حضور نظام حیدرآباد [illegible]

انکے اپنے صوبہ کی ملیشیا فوج جب لشکر فاس سے مراکش کو جاتا ہے وقت سلطان کی اردل میں رہنا پڑتا ہے۔ لڑائی کے وقت مندرجہ بالا افواج کے علاوہ مزید چالیس ہزار ملیشیا پیادہ سوار جمع ہو سکتے ہیں پر کمسریٹ کا کوئی انتظام نہیں۔

مراکش کو سنہ ۱۰۷۲ء میں قبائلی خلیفہ نے آباد کیا تھا۔ یہ دریائے تنسیفت کے قریب ملک کے جنوب مغربی حصہ میں واقع ہے۔ اسکی گیارہ دروازے ہیں اور فصیل بہت مضبوط ہے۔ سولہویں صدی میں یہ ملک عروج پر تھا اور اسوقت اسکی آبادی سات لاکھ کے قریب تھی۔ اب شہر کے اندر زیادہ تر کھنڈرات یا ویران باغ پائے جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی سابق جاہ و جلال کے اکثر آثار باقی ہیں۔ وہاں انیس جامع مساجد ہیں جنمیں سے بعض نہایت عالیشان ہیں۔ تین شاہی باغات بہت وسیع اور خوبصورت ہیں۔ قدیم شاہی محلسرائیں اور اسکے باغات کی چار دیواری تین میل کا محیط رکھتی ہے یہودیوں کا محلہ الملاح کہلاتا ہے اور اسکے گرد مزید حفاظت کیلئے علیحدہ فصیل بنی ہوئی ہے۔

جب سے فرنچ نے الجیریا کو فتح کیا اوسکی اہل مغرب سے کئی دفعہ لڑائی ہو چکی ہے۔ سنہ ۱۸۴۴ء میں بمقام اسلی آخر الذکر کو سخت زک ملی تھی سنہ ۱۵۵۱ء میں بحری قزاقی سے تنگ آکر ہسپانیہ نے مراکو سے جنگ کا اعلان کر دیا اور کئی معرکوں کے بعد سلطان نے سنہ ۱۸۶۰ء میں ہسپانیہ کو ملک کا کچھ حصہ کچھ تاوان جنگ اور کئی تجارتی رعایتیں دیکر صلح کر لی۔ یہ معاہدہ بڑی اہم کا تھا اور ساحلی علاقہ مثلاً کرو زاسنٹا روس ہسپانیہ کو دیا گیا تھا۔ مگر اسنے ابتک اسپر تصرف نہیں کیا جسکی وجہ شاید بخوف فتنہ کا خوف ہے۔

سلطان مراکو کی سالانہ آمدنی تخمیناً پچاس لاکھ پونڈ ہے جو اناج اور مویشی عشر اور تجارت سے حاصل ہوتی ہے۔ تجارت برآمد کی سالانہ مقدار تخمیناً ۱۷ لاکھ اور درآمد کی ۲۰ لاکھ پونڈ ہے۔ تجارت زیادہ تر فرانس جرمنی اور انگلستان کیساتھ ہے۔

ڈاک کا انتظام بھی بہت تھوڑا ہی ہے فقط تنجہ سے مراکو کے علاوہ انگریزی اور فرانسیسی ڈاک خانے بھی ہیں [illegible] جاتی ہیں اور تیطوان القصر لارہش وغیرہ کو متعدد [illegible] سے تجارت مشرقی جنوب مغربی [illegible] آبادی ۵ ہزار کے [illegible] مراکش [illegible] یہودی [illegible] اور [illegible] فرانس [illegible] سلطنت [illegible] تقسیم [illegible] گئی ہیں [illegible] پورپین سلطنتوں کی تفصیل [illegible] انگلستان [illegible] فرانس [illegible] کی مشترکہ [illegible]

وراثتی حکومت کا خاتمہ فرانس کرے گا

[illegible] پرنس بسمارک [illegible] سپہ سالار افواج [illegible] شاید [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شخص کو اس حکومت کی بیخکنی پر افسوس نہیں ہو سکتا بلکہ حقیقی اطمینان ظاہر کیا جائے کم ہے۔ لیکن اس لحاظ سے یہ امر سخت قابل افسوس ہے کہ دنیا کو پچاس پچاس ہزار جانباز بہادر پھر شاید ہی کبھی حاصل ہو سکینگے۔ درویشوں میں بہت سے عیوب تھے۔ مگر اونکی شجاعت فرزانہ اور جانبازی کو ایکدفعہ پہلے بھی کل دنیا تسلیم کر چکی تھی اور اس لڑائی سے اسکی پھر مزید تصدیق ہوگئی اور یہ فیصلہ ہے کہ خواہ تہذیب و تمدن کسقدر ترقی کر جائے۔ دنیا میں ایسے لوگوں کا وجود ضروریات سے ہے۔

اسمیں کلام نہیں کہ درویشوں کو دیگر غیر یورپین ممالک کے باشندوں اور حکمرانوں کیطرح اپنی جہالت، غفلت، بدانتظامی اور بے بنیاد کبر و نخوت کا خمیازہ اوٹھانا پڑا ہے۔ اگر خلیفہ عبداللہ مہدی کا جانشین ہونیکے بعد اکثر دیگر ایشیائی یا افریقی فرمانرواؤں کیطرح ذاتی لہو و لعب میں مشغول اور نشہ خود بینی و تکبر میں سرمست نہوجاتا۔ اور اپنی طاقت کو زمانہ کی رفتار کے مطابق قائم رکھکر جدید اختراعات و ایجادات اور موجودہ علوم و فنون سے استفادہ کرتا رہتا تو آج ۴ ستمبر ۱۸۹۸ء کو یہ روز بد دیکھنا نہ پڑتا۔ اپنی رعایا کو جہالت کے قعر عمیق سے نکالنے کیلئے نہ سہی۔ اپنی فوجی قوت کو زمانہ کے حسب حال تیار رکھنا اسپر فرض عین تھا جسکو نظر انداز کر دینے پر اسکے سپاہیوں کی بے نظیر شجاعت و بسالت انکے حق میں الٹی اور سخت مضر ہوگئی۔ اسکے پاس حبش کی نظیر موجود تھی کہ اس حقیر ریاست کی فوجیں کی افواج کو بھی درویش کئی دفعہ فاش شکستیں دے چکے ہیں۔ محض آلات جدیدہ کی طفیل یورپ کی ایک زبردست سلطنت کی اولوالعزم دار فوج پر کیسی نمایاں فتح حاصل کی تھی۔ اگر عبداللہ کو طالع بیدار ہوتی تو وہ اپنے ہمسایہ کے حالات سے ہی استفادہ کر لیتا بلکہ اس سے زیادہ مجبوری کی حالت میں اور چاروں طرف سے اعدا سے گھرا ہوا تھا برعکس اسکے خلیفہ بیرونی دنیا سے کسی قسم کا تعلق پیدا کر سکتا تھا مگر منیلک نے باوجود مذکورہ مشکلات کے جو کچھ کر دکھایا وہ کل عالم پر واضح ہے۔ اور عبداللہ تعایشی کئی ہزار جان نثاروں کو کھو کر اب صحرا اور ریگستان میں بھٹکتا پھر رہا ہے[؎]۔

فتح خرطوم سے افریقہ کے پالٹیکس میں تغیر عظیم واقع ہوگیا ہے اور اس کو مشہور سیسل روڈس کی اوس آرزو کے پورے ہو جانے کی پوری امید ہوگئی ہے کہ اسکندریہ سے کیپ ٹاؤن تک سب خطہ مستقیم انگریزی اقتدار قائم اور ریلوے اور ٹیلیگراف کا سلسلہ جاری ہو جائیگا لیکن ساتھ ہی دیگر دول یورپ کی رقابت سے اب بیشتر کی نسبت تعلقات باہمی میں اگر کچھ زیادہ پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں تو کوئی تعجب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گو اس مہم میں نصف فوج مصری بھی شامل تھی۔ اور کل فوج حملہ آور مصر کے ملازم انگریز سپہ سالار کچنر کے ماتحت تھی اور یہ علاقہ ۱۸۸۴ء تک مصر کا ایک حصہ تھا مگر ۱۹ جنوری ۱۸۹۹ء کو معاہدہ [illegible] کی متعلق [illegible] دول یورپ میں ہوا تھا انگلستان [illegible] مصر کی [illegible] انگریزی اقتدار کے حلقہ میں شامل سمجھا گیا تھا اور اسلئے [illegible] پر [illegible] قائم ہو گیا [illegible] کے [illegible] باقی حصہ [illegible] اپنا [illegible] کوشش کر رہا ہے [illegible] ہے۔ چنانچہ [illegible] فرانس [illegible] بحیرہ قلزم کے [illegible] اور [illegible]

؎ سردار کچنر کے نائب کرنل ونگٹ نے آخر نومبر ۱۸۹۹ء میں جبل قدیر کے قریب پانچہزار مصری فوج سے حملہ آور ہو کر خلیفہ اور اوس کے تمام سرگردہ امراء کو قتل کر دیا۔ اور ۹ ہزار مرد و عورت و بچے معہ سامان رسد گرفتار کر لئے صرف ایک امیر عثمان دقنہ نامی امیر [illegible] بچا کر [illegible] ہاتھ سے نکل گیا۔ مگر غالباً اب وہ بھی اطاعت تسلیم کریگا۔ ستمبر ۱۹۰۰ء میں وہ بھی پکڑا گیا۔ سلطنت بشرطیکہ گورنمنٹ انگلشیہ ٹرانسوال اور اورنج فری سٹیٹ کو جس کیساتھ اکتوبر ۱۸۹۹ء سے لڑائی شروع ہوگئی ہے بالکل نیست و نابود کرنے میں کامیاب

انکی نسبت کئی دفعہ دریائے نیل ابیض کے قصبہ فشودا تک پہونچ جانیکی خبریں مشہور ہو چکی ہیں۔ ادہر میجر سیکنڈ اللہ (انگریز افسر) پچھلے
برس سے یوگنڈا کیطرف سے علاقہ بحر الغزال کو جانیکی کوشش کر رہا ہے جسمیں گذشتہ دو ایک ماہ تک سوڈانی سپاہیونکی بغاوت حارج
ہوتی رہی۔ سردار کچنر نے پانچ گنبوٹ میجر مذکور کی مہم سے جاکر ملنے اور اگر کوئی فرانسیسی علاقہ میں پہونچ گیا ہو تو اُسے خارج
کرنے کیلئے نیل کی شاخ ابیض کے راستہ گو دریائی سرکنڈوں اور جزیروں وغیرہ کیوجہ سے اُسکا راستہ صاف نہیں جنوب
کیطرف بھیجدئے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ظاہر ہے کہ فرانس کو اس سے سخت برافروختگی ہوگی ادہر ٹرکی
بھی یہہ کبھی گوارا نہ کر سکیگی کہ اسکے باجگذار صوبہ کا کوئی علاقہ کسی اور سلطنت کے مستقل قبضہ و تصرف میں چلا جائے اور یہہ
یقینی امر ہے کہ اگرچہ جرمنی انگریزی فتحمندی پر رضامندی کا اظہار کر چکی ہے لیکن وہ فرانس یا ٹرکی کو برخلاف انگلستان کی امداد کبھی
نہیں کریگی۔ اسکے ساتھ ہی یہہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ مصریوں کا حصہ کثیر اس فتح سے خوش ہونیکی بجائے دلمیں سخت ناراض
ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انگلستان اس علاقہ کو انکے لئے نہیں بلکہ اپنی اغراض و مقاصد کی تکمیل اور خود اپنے تصرف میں رکھنے
کیلئے فتح کر رہا ہے۔ اور اس امر کی تصدیق انکو خرطوم پر مصری جھنڈے کے ساتھ انگریزی علم کے بھی نصب دیکھ جانیسے بخوبی ہو گئی
ہے پس مصریوں کی خفیہ رنجیدگی کے ساتھ ہی فرانس و ٹرکی کی علانیہ رنجش سے اس فتح کا جسپر اسقدر خوشی ظاہر کیجا رہی ہے۔ برٹش گورنمنٹ
کیلئے مزید مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا کرنیکا باعث ہو جانا کچھ بعید از قیاس نہیں ہو سکتا لیکن اگر انگریزی وزرا اور لارڈ کرومر
اس حکومت کو خواہ وہ کیسی ہی سفاک ظالم اور وحشیانہ ہی کیوں نہ تھی اسطرح سے پامال کرنیکی بجائے نرمی و دلاسا حکمت عملی سے
اپنا رفیق اور ساتھ ہی افغانستان و مصر کیطرح اُسے شائستہ اور واقعی طاقتور بنانیکی کوشش کرتے تو وہ غالباً اس مدعا میں باسانی
کامیاب ہو جاتے۔ کیونکہ یہہ اپنی قسم کا پہلا تجربہ نہ ہوتا۔ انگریز بہ برنج درویشوں کو بار جہاز یا دو حبشیونکو کئی مرتبہ رام کر چکے ہیں
اس تدبیر سے وہ افریقہ میں شمالاً جنوباً اپنا اقتدار قایم کرنیکے ارادہ میں بھی فایز المرام ہو جاتے اور انکے مخالفوں کو بھی انگلستان
کے برخلاف آزردگی ظاہر کرنیکا کوئی موقع نہ ملتا اور اسکے ساتھ ہی ہماری فوجی قوت سوڈانی بہادروں کی بدولت سے کئی گنی
زیادہ مضبوط ہو جاتی۔ مگر اب بمصداق ایک انگریزی مثل کے بیٹھے ہوئے دودھ پر افسوس کرنا فضول ہے مختصر یہ کہ درویش سولہ
برس حکومت کرکے جہاں سے آئے تھے پہر وہیں چلے گئے۔ باقی رہا اس انقلاب کا زمانہ کے امن کیلئے مبارک یا نحس ثابت ہونا یہہ خداوند
کریم کے اختیار میں ہے جیسا چاہیگا کریگا۔ لیکن آثار بادی النظر میں اچھے نہیں ہیں کیونکہ مشرق الاقصیٰ کے متعلق کئی دفعہ سخت نازک ہو چکے
ہیں اور پولیٹیکل شاطر اپنی اپنی چالیں بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ اس ہفتہ دوسرے بھی انگلستان کی بہت بڑی کامیابی
کی خبر موصول ہوئی ہے۔ وزرائے انگلستان کو چند مہینوں سے شبہ ہو رہا تھا کہ چین مخفی روس یا فرانس کے اغوا یا دہمکی سے ہی
انگریزوں کے حقوق کو پامال نہیں کر رہا بلکہ کوئی اور بھی مشرق میں پردہ موجود ہے آخر وہ لیہنگ چنگ گورنر جنرل صوبہ پیکن
ثابت ہوا۔ اسپر گورنمنٹ انگلشیہ نے گورنمنٹ چین سے اسکی برطرفی کا مطالبہ کیا اور جنگ کی دہمکی بھی دی کہ اگر چینی ذرا
انکار کریں تو شنگھائی وغیرہ پر گولہ باری کیجائیگی چینی گورنمنٹ اس دہمکی سے ڈر گئی اور وہ پہلی کی تاب نہ لا سکی اور اسنے تاغیث جنگی سنہ ۱۸۹۸ع

میں روس - جرمنی و فرانس - انگلستان اور امریکہ میں شاہانہ مدارات کیگئی تھی موقوف کر دیا گیا ہے - مگر فتح خرطوم کیطرح اس کامیابی سے بھی ہمارے مخالفین اور آگ بگولا ہو گئے ہونگے - اور یہ اغلب ہے جو وہ ہمیں نقصان پہنچانے کیلئے کوئی دقیقہ کوشش اور جانبازی کا اٹھا نہیں رکھینگے - اور ان موقعوں پر باہر مسرت آمیز خبروں کے ساتھ ہی کریٹ سے سخت ہولناک حوادث کی خبروں کے موصول ہونے سے اگر یہ قیاس کر لیا جائے کہ ہمارے حریفوں نے اپنی پالیسی کی ریشہ دوانی شروع کر دی ہے تو شاید غلط نہوگا - آخر الذکر واقعات جیسے ایک وقوع پذیر ہوئے ہیں ویسی ہی سخت اندیشناک ہیں اور مزید افسوس یہ ہے کہ انکی ابتدا ہمارے ہی فعل سے شروع ہوتی ہے جیسا ثابت کر دیا ہے گو دیگر معاملات میں ہمارے وزرا کیسی ہی دور اندیشی تدبیر اور لیاقت سے کام لیتے ہوں مگر مشرقی مسئلہ میں ان صفات سے بہت کم کام لیا جاتا ہے انگریزی اخبارات کے طرز تحریر انداز اور لب و لہجہ سے یہ معلوم ہو جانا چاہیے تھا کہ کریٹ میں چاروں دول یورپ (روس - انگلستان - فرانس اور اٹلی) کی دست اندازی اور مداخلت سے سخت بگڑ رہے ہیں اور خلاف معمول دھمکیاں دینے تک اتر آئے ہیں - اس سے وہ یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ انکے اخبارات کی جو ایسے ملک میں شائع ہوتے ہیں جہاں مطابع کو آزادی حاصل نہیں یہ پر جوشی بے مطلب نہیں - اور وہ ضرور اپنی حکومت کا منشا ظاہر کر رہے ہیں اور یہ ایک معمولی فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ٹرکی ایسی سلطنت کا جو یہ دول سے دلیری ظاہر کرنیکا نام بھی نہیں لیتی تھی اسطرح بالواسطہ طور پر خلاف معمول اپنی ناراضگی کو ظاہر کرنا اس امر پر بھی دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنے میں اس ناراضگی کو نباہنے کی طاقت پاتی ہے - ایسی صورت میں خواہ مخواہ امیر مقدم بنکر اس سلطنت کو اور بھی برافروختہ اور زمرۂ مخالفین میں شامل کرنیکا باعث ہونا ہرگز دانائی کا فعل نہیں کہا جا سکتا کیا آرمینیا کے مسئلہ میں ہمیں روس اور فرانس کی مخالفت کی کیفیت بخوبی معلوم نہیں ہوئی کہ پھر انہی کے ساتھ شامل ہو کر ٹرکی کے ایک اور علاقہ میں عملی دست اندازی کرنے سے پرہیز نہیں کیا جاتا - اگر امر آئندہ پہلے کینڈیا کے مقتضیات و حالات پر تصرف کرنے کا فیصلہ کیا جاتا تو اول تو یہ کوشش کرنی واجب تھی کہ کسی اور سلطنت کے سپاہی اس کام پر مامور کئے جائیں - اور بفرض محال اگر ہمارے چالاک رقیب اسے منظور نکرتے تو خالص انگریزی دستہ کو بھیجنے کی بجائے چاروں سلطنتوں کے دستوں سے مساوی سپاہی اس کام پر لگائے جانے کا اصرار کیا جاتا - اور اغلب یقین ہے کہ اس سے دوسری تینوں سلطنتوں کی نیک نیتی کی قلعی کھلجاتی لیکن سب سے اول تو استحقاق فیصلہ کو الگ رکھکر بھی یہی سوال ہو سکتا ہے کہ ہم کیونکر خدائی فوجدار ہیں کہ دوسری سلطنتوں کے تنازعات میں رعایا و حکام میں دخل دیتے پھریں اگر انسانی ہمدردی کی تقاضا سے یہ کیا جاتا ہے تو سب سے پہلے اپنی رعایا کی مصیبتوں اور افلاس کی بیکسی واجب ہے - ماسوا ازیں یہ ہمدردی اسکی کیجاتی جو اسکا مستحق بھی ہو - کل مصروف مزاج عیسائی علانیہ پکار رہے ہیں کہ کریٹ کے مسلمان بُرے سہی لیکن وہاں کے عیسائی بھی کچھ کم مسلمانوں سے زیادہ نیک نہیں تو بیچ ہی انہیں پر ایسے نالائقوں کیلئے اور بھی ایسے وقت جبکہ ایسی نازک موقع پر جبکہ انکو اپنے دوستوں کی تعداد بڑھانے کی از حد ضرورت تھی اپنے مخالفین کی تعداد بڑھانے کی نسبت احتیاج ہے - اس ضرورت کو نظر انداز کر دیا گیا کا تدبر ہے افسوس ایسا ایک غلط پالیسی سے صرف ایک چھوٹی سی قوم کے لئے ہماری اتنی قیمتی جانیں تلف ہوئی ہیں کہ ان سے کچھ ہی زیادہ ایک وسیع ملک کی فتح میں ہوئی تھیں اور وہ چار دن پہلے سے ہی نہیں اور ابھی خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ کا شکر کرے کہ وہ بروقت مدد لیکر آ پہنچا - ورنہ یہ تعداد بڑھ جاتی

اسی درمیان کہ مقتولین و مجروحین کی تعداد لاکھوں ہی جا پہنچتی۔ اس جانی نقصان کے علاوہ جو سخت مشکل پیدا ہو گئی ہے وہ ملحوظ رہے۔ اب اگر خاموش رہیں تو جگت ہنسائی ہوتی ہے۔ اگر انتقام کے درپے ہوں تو وہ بھی خالی از خطرہ نہیں۔

کریٹ کے مسلمان بھی آخر کسی بل پر اتنے بگڑے ہیں مزید براں خواہ ترکی حکومت خاموش رہے کہ کینڈیا کے مسلمانوں پر فوجی تشدد کئے جانے کی صورت میں وہاں کی ترکی فوج کا بھی پاس نہیں اور قومی شان سے اپنے افسروں کے اختیار سے باہر ہو جانا بعید از قیاس نہیں۔ کل کریٹ میں اس وقت تقریباً بیس ہزار ترکی فوج موجود ہے اور وہ صرف ساحلی قصبات میں مقیم ہے۔ اس تعداد میں سے یقیناً آٹھ نو ہزار فوج کینڈیا میں ہو گی اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد بھی وہاں چالیس پچاس ہزار سے کم نہیں۔ اتنی بڑی جمعیت کو بزور شمشیر زیر کرنا ذرا ٹیڑھی کھیر ہو گا۔

سوال کا بیان ہے کہ اگر یورپین پولس مسلمان بلوائیوں سے بدلہ لینا تو درکنار انکے سر سے اپنی حفاظت ہی اٹھا لیں تو کریٹ کو فقط عیسائی جو تعداد میں آٹھ پانچ گنا ہیں۔ انکو کچل ڈالیں۔ مگر یہ اسکی غلط فہمی ہے۔ اندرون جزیرہ میں عیسائی بعض وجہ سے مسلمانوں پر غالب اور ان کی املاک و مکانات کو تباہ و ویران کر سکتے ہیں کیونکہ مسلمان متفرق طور پر چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں آباد تھے۔ اب اسکے برعکس ساحلی قصبات میں معتد بہ تعداد کثیر موجود ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انکے پاس اسلحہ وغیرہ بھی ضرور وافر موجود ہونگے۔ کیونکہ ترکی گورنمنٹ بظاہر خواہ کتنی ہی کیوں نہ دباؤ مانتی جائے۔ وہ دل سے اس اجنبی مداخلت سے سخت ناراض ہے اور اس نے بالیقین ان مسلمانوں کو ہتھیار بہم پہنچا دئے ہونگے جنکی معقول تعداد عوام پاشا فوجی گورنر پچھلے سال اپنے ساتھ لیتے گئے تھے۔ اور بعد میں برابر ترکی گورنمنٹ سامان حرب و ضرب اس مخالفت کے وقت تک جو چند ہفتہ ہوئے اسراتو پھر سے کی تھی کریٹ کو بھیجتی رہی تھی۔ ایسی حالت میں مسلمانوں پر حملہ کر کے سخت کشت و خون کے بغیر کامیابی کی بظاہر کوئی امید نہیں باقی رہتی۔ جہازی گولہ باری سو یہ مسلمہ امر ہے کہ اگر قلعے مضبوط ہوں تو ان سے انکو کوئی صدمہ نہیں پہنچ سکتا یہ امر اسکندریہ کی ۱۸۸۲ء والی گولہ باری اور نیز ہسپانیہ امریکہ کی موجودہ لڑائی سے بخوبی پایہ تصدیق کو پہنچ چکا ہے اور کریٹ کے ساحلی قلعوں کی مضبوطی کل دنیا پر روشن ہے جن پر علاوہ بریں گولہ باری کرنا ترکی سے علانیہ اعلان جنگ کرنے کے مساوی ہوگا البتہ شہر کی دوسری عمارتوں کو بہت نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مگر یہ نقصان عیسائی مسلمان دونوں کے حق میں یکساں ہوگا اور اگر بفرض محال صرف مسلمانوں سے خون بہا ایسے لیا گیا۔ تو اس سے حاصل کیا ہوگا۔ حاصل بحث یہ ہے کہ کریٹ سے ہماری کونسی تجارتی۔ ملکی یا پولیٹیکل اغراض وابستہ ہیں کہ ہم انکے لئے یہ بکھیڑا اور ہفت کا درد سر خرید رہے ہیں بہر حال مسئلہ کریٹ نے سخت خطرناک صورت اختیار کر لی ہے جس سے اگر دول یورپ چاہیں۔ تو کل دنیا میں عالمگیر جنگ کرا دینے کا کام لے سکتی ہیں۔ اور اگر شاہزادہ کی قسمت نیک ہے تو اسی کریٹ کے مخمصے سے اپنی مخلصی کرانے کیلئے کافی وجہ بنا سکتے ہیں۔ واللہ علی کل شیء قدیرہ

ضمیمہ اول

بصرہ بغداد حلب لائن کو مشترکہ سرمایہ سے بنانیکی تجویز

(تجویز کی تحریک کیسے ہوئی)

اس تجویز کا میں پہلے حصہ کی کسی حاشیہ اور نیز دیباچہ میں ذکر کر چکا ہوں علاوہ اوسوجہ کے جو حاشیہ مذکور میں تحریر کیگئی ہے اس تجویز کی متعلقہ تحریروں کو تاریخ محاربات تھسلی کے ساتھ بطور ضمیمہ درج کر دینا اسلئے بھی مناسب دیا ہے کہ در اصل اس تجویز کا محرک بھی یہی محاربہ ہوا تھا کیونکہ محاربہ سے فارغ ہو کر جب سلطنت سفینہ بحری اصلاح و استحکام کیطرف توجہ کی تو نومبر ۱۸۹۷ء میں یہ افواہ عام مشہور ہوگئی کہ روس نے باب عالی کو لکھا ہے کہ اگر یہ تیاریاں ملتوی نہ کیگئیں تو روس تاوان جنگ کی سابقہ قسطوں کے بقایے کا فوراً مطالبہ اور تقاضا کریگا اور اس دہمکی سے دبکر ٹرکی نے بحری تیاریوں کو ملتوی کر دیا۔ اس خبر وحشت اثر سے لازمی طور پر اکثر محب قوم مسلمانونکو جنہیں تھسلی کے نہ ملنے کا پہلے ہی کچھ کم صدمہ نہ تھا سخت رنج پہونچا۔ چنانچہ ایک نیک و با ہمت بزرگوار نے دسمبر ۱۸۹۷ء کے آخری ہفتہ میں ان دہمکیوں کے انسداد کے متعلق ایک تجویز پیش کی جسکو خاکسار نے ناپسند کر کے اوسکے عوض مندرجہ عنوان تجویز کو پیش کیا اور ۲۴ دسمبر ۱۸۹۷ء سے یہ بحث شروع ہوگئی اور قاہرہ کے نامور روزانہ اخبار المؤید اور دیگر معزز و مستند مصری و شامی اور ٹرکی اخبارات نے اوسکی بڑی پرجوشی سے تائید کی۔ ان سب اخبارات کی تحریریں مفصل کیلئے گنجایش نکالنا مشکل ہے۔ علاوہ بریں اونکے خیالات اور آرا کا خلاصہ وکیل کے متعدد مضامین میں ضمناً درج ہو چکا ہے۔ اسلئے صرف وکیل کے ہی مضامین کے اندراج پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

محولہ بالا بزرگوار محرک و مجوز کا خط مع ایڈیٹوریل ریمارک جو ۲۴ دسمبر ۱۸۹۷ء کے وکیل میں شائع ہوا حسب ذیل ہے

"اعانت عسکریہ کے لئے امیر المومنین کے زیر صدارت جو کمیٹی قسطنطنیہ میں قایم ہوا ہے کیوں نہیں۔ بڑے بڑے وکیل پیدا کیے کہ کل دنیا کے مسلمانوں کو روس کے بقایا تاوان جنگ تعدادی تین کروڑ پونڈ کی بیباقی کے لئے روپیہ جمع کرنیکی ترغیب دیجاتی۔ کہ اوسکا روپیہ ادا کر کے آیندہ کے لئے اوسکی دہمکیوں اور رکاوٹوں سے مخلصی پالیجاتی۔ مسلمان جنہیں اس امید سے کوئی

ل اس افواہ کی اگرچہ بعد میں خود روسی گورنمنٹ نے باضابطہ تردید کر دی مگر اسمیں کوئی کلام نہیں کہ روس کو آتا ہے ٹرکی کو دبانے کیلئے اس کا مطالبہ بھی کچھ کم زبردست آلہ نہ تھا۔ روسی تاوان جنگ کی مقدار و قسطوں کی کیفیت مع قوانین روم اور ٹرکی کی موجودہ حالت نیز ملحقہ شرح بیان ہو چکی ہے۔ مختصر یہ کہ سابقہ قسطوں میں سے تقریباً ۳۰ لاکھ پونڈ ادا کرنا باقی رہ گئی تھی۔ چنانچہ معمولی سالانہ قسطوں کے علاوہ اس بقایا کی ادائیگی بھی ۱۸۹۳ء کی وسط میں معاہدہ قسطنطنیہ میں قرار داد ہوگئی اور اس قسم کی ادائیگی کا معاملہ ٹھیک ٹھیک فیصل ہو گیا۔ ۲ انہیں ہو کر کتاب اسلامی دنیا کا فوٹو میں درج کر دیگئی ہیں

لینے والا ہونا چاہیئے مسلمانانِ عالم کی حالت کو ہندوستان کے مسلمانوں سے قیاس کرنا درست نہیں۔ یہہ زیادہ مفلس اور کم مالدار ہیں کمیٹی مذکور اگر چین تک ایجنسیاں قایم کر دیوے اور اسلامی اخبارات میں مسلمانوں کو تحریک کیجائے تو روپیہ کی فراہمی چنداں مشکل نہیں ہوگی"

نامہ نگار موصوف کی حبِّ قومی اور پرجوشی قابلِ تحسین ہے لیکن اگر اس صاحب کامیابی بھی ہو جائے اور زرِ مطلوبہ فراہم بھی ہو جائے تو روس کو یکمشت تین کروڑ پونڈ ادا کر دینا بالکل دانائی سے بعید ہے وہ ٹرکی سے محض تین لاکھ بیس ہزار پونڈ سالانہ لینے کا مستحق ہے۔ اور یہہ رقم ایسی نہیں جو ٹرکی ادا نہ کر سکتی ہو۔ تین کروڑ پونڈ کی اول تو مدنی سالانہ آمدنی کم از کم ۱۲ لاکھ پونڈ ہوتی ہے۔ کجا بارہ لاکھ سالانہ اور کجا صرف تین لاکھ مگر ہمارے نامہ نگار چونکہ مسلمان ہیں اونکو یہہ خیال بھی نہ گذرا ہوگا کہ جو رقم وہ یکمشت روس کو دینا تجویز کرتے ہیں۔ اُس کا سالانہ سود کیا ہوگا۔ تاوان جنگ کا مسئلہ ٹرکی کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ خلافت کو اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور اسلیئے اسکے لئے مسلمانان عالم سے التجا کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ ہاں اگر خداوند کریم مسلمانانِ عالم کو اجتماع و اجتہاد کی توفیق عطا کردے۔ اور وہ ملکر کسی کام کے کرنے کے قابل ہو جائیں تو زیر بحث تجویز زیادہ عمدہ ہوگی کہ قسطنطنیہ میں بغداد سے براہ دمشق حرمین شریفین یمن تک ریلوے لائین بنانے کے لئے ایک عالیشان کمپنی امیر المؤمنین کے ظلِ حمایت میں مشترکہ سرمایہ سے قایم کیجائے۔ اور کل دنیا کے مسلمانوں کو اس میں شریک ہونے کی دعوت دیجائے اور حصص کی قیمت اتنی رکھی جائے کہ متوسط الحال اشخاص بھی اوسمیں شریک ہو سکیں یہہ لائن ڈیڑھ دو کروڑ پونڈ کے سرمایہ سے دو تین برس کے اندر بخوبی تیار ہو سکتی ہے اور اس کے مصداق ہم خرما و ہم ثواب ایک تو حرمین شریفین کا راستہ قریب قریب محفوظ ہو جائیگا۔ دوسرے مسلمانوں کا روپیہ ایک ایسے کام پر لگیگا۔ جس سے ہمیشہ معقول آمدنی ہوتی رہیگی۔ پھر اس لائن کے منافع سے جو کسی صورت میں ۷-۸ فیصدی سے کم نہ ہوگا۔ اگر حصہ داران کمپنی مناسب سمجھیں تو روسی تاوان کی قسط تین لاکھ پونڈ ادا کر دیا کریں جسکی ادائگی کے بعد بھی اونکو چار فیصدی کی اوسط سے منافع ملتا رہیگا۔ اور سرمایہ بدستور قایم موجود رہیگا۔ اور اتنی بڑی لائن کے جاری ہو جانے

ل اسی اخبار کے ایک اور نوٹ میں حاجیوں کی صعوبتوں کے متعلق یہہ ریمارک شایع ہوا تھا۔

جریدۃ المغرا طرابلس بلاد عثمانیہ و افریقیہ کے حاجیوں کے مصایب عدیدہ کے حالات جو اونکو عیسائی کمپنیوں کے جہازوں اور ٹھوکروں کی ذلت میں برداشت کرنی پڑتی ہیں نہایت پُر درد اور رقت انگیز پیرایہ میں بیان کرکے اپنے ہموطنوں کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ کیوں بحری سفر کو چھوڑ کر دمشق کا سیدھا راستہ اختیار نہیں کرتے۔ جہاں سے اب بھی ہر سال برابر حرمین شریفین کو محمل شریف لیکر قافلہ روانہ ہوتا ہے۔ اور امیر المؤمنین کیطرف سے ایک اعلیٰ عہدہ دار مع فوج حاجیوں کی آسایش اور حفاظت کیلئے ہمراہ رہتا ہے۔ مالکان جہاز حاجیوں کے ساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک کرتے ہیں۔ اور اونکی بدسلوکی کے علاوہ جہازوں پر اس کثرت سے غریب حجاج کو بھر دیتے ہیں کہ اونکو رکوع و سجود کیلئے بھی جگہ نہیں ملتی۔ اور طہارت و پاکیزگی کا مطلقاً انتظام نہیں ہو سکتا۔ خشکی کے راستہ ان تکالیف کا نام و نشان نہیں اور اسلامی حمایت ہونیکا فایدہ علاوہ رہا بحری سفر میں بڑی آسانی یہہ ہے کہ راستہ جلد طے ہو جاتا ہے۔ مگر مالکان جہاز کی حرص و طمع نے اس فایدہ کو معدوم بنا رکھا ہے۔ حاجی تو اس خیال سے جہاز پر سوار ہوتے ہیں کہ وہ کل روانہ ہو جائیگا مگر کپتان مزید سواریوں کی طمع سے وقت مقررہ سے بندرہ بندرہ دن بعد تک ہلنے کا نام نہیں لیتے۔ اور اس اثنا میں دن کی دھوپ اور رات کی سردی اور شبنم سے وہ شعد و امراض کے شکار ہو جاتے ہیں۔ ہمعصر موصوف کی تحریر ظن غالب ہے کہ جہاں تک

کئی ہزار مسلمانوں کیلئے جو معاش کی سبیل ہوجائیگی۔ اور عراق عرب کی کئی لاکھ ایکڑ بنجر اراضی سہل الحصول اور قابل کاشت ہوسکیگی وہ منفعتیں اسکے علاوہ ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ترکی معاصرین رجال حکومت سنیہ اور بالخصوص البریک حسین کاظمی بے افندی ترکش قونصل متعینہ کراچی اس تجویز کو باقاعدہ قالب میں ڈھالکر اوسپر عملدرآمد کرانیکی ضرور کوشش کرینگے واللہ المستعان علی ما تصفون۔

ترکی ریلوی لائنیں

ناظرین کو یہہ معلوم ہے کہ گورنمنٹ ٹرکی نے اپنے ملک میں توسیع ریلوے کیلئے اکثر موجودہ کمپنیوں سے اقرار کر رکہا ہے کہ اگر ان کو لائن سے سالانہ آمدنی فی میل کی اوسط سے مقررہ رقم کے برابر نہ ہو تو کمی خزانہ سے پوری کردیجائیگی۔ اناطولین ریلوے کمپنی کا کئی لاکھ پونڈ کا مطالبہ اسی کمی سے جمع ہوتا گیا ہے۔ مگر سنہ ۱۸۹۷ء میں پہلی دفعہ اپنے ملک کی ایک ضمانتدار کمپنی سے گورنمنٹ عثمانیہ کو مالی فایدہ پہونچا ہے تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ حیدر پاشا اسمدالاٹ کا اجارہ جو ۹۲ کیلومیٹر لمبی ہے ۴ اکتوبر سنہ ۱۸۸۸ء کو ورٹمبرگ (جرمنی) کے بنک ویرنیز کے ڈائرکٹر مسٹر الفرڈ کولا کو جو ڈوئشی بنک کی قائم کردہ کمپنی کے نائب کی حیثیت میں بالبدل سے نامہ و پیام کر رہا تھا۔ اس شرط پر دیا گیا کہ گورنمنٹ فی کیلومیٹر دس ہزار تین سو فرینک کل آمدنی ہونے کی ضمانت کرتی ہے یعنی اگر اس سے کم ہو تو خزانہ سے پوری کردیجائیگی۔ ۲۳ مارچ سنہ ۱۸۸۹ء کو مسٹر مذکور نے اپنا اجارہ اناطولین ریلوے کمپنی کے پاس فروخت کردیا اور اوسنے بالبدل سے اسمد سے انگورہ تک لائن بڑہانیکا اجارہ پندرہ ہزار فرینک سالانہ فی کیلومیٹر کی ضمانت ملنے پر لیکر ساتھ ہی یہہ اقرار کیا کہ اگر حیدر پاشا سے لیکر انگورہ تک یعنی کل لائن کی آمدنی بحساب اوسط فی کیلومیٹر دس ہزار تین سو فرینک سے زیادہ ہو تو جسقدر رقم زیادہ ہو وہ پہلی ۹۲ کیلومیٹروں پر پہیلا کر خزانہ عثمانیہ کو دیجائیگی سنہ ۱۸۹۷ء میں کل لائن پر بحساب اوسط ۱۳۵۵۸ فرینک فی کیلومیٹر یعنے لائن کی پہلی جز کی ضمانت سے ۳۲۸۸ فرینک زیادہ ہوئی۔ پس ۹۲×۳۲۵۸ = ۲۹۹۷۸۰ فرینک خزانہ عثمانیہ کا حق ہوا۔

اس ضمانتی طریقہ کی طرفدار استدلال کررہی ہیں کہ گورنمنٹ ضمانتیں دیکر لائنوں کی توسیع کی کوشش کررہی کیونکہ سنہ ۱۸۹۷ء کی حاصلات سے واضح ہوگیا ہے کہ اس طریق سے ملک میں آمدورفت کے ذرایع کی وسیع ہونیکے علاوہ خود گورنمنٹ کو بھی مالی منفعت ہوسکتی ہے لیکن

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اونکے ابنائے وطن کا تعلق ہے بے اثر نہ ہوگی۔ مگر افسوس بلاد ہند ملایا اور مغرب الاقصے اور الجزائر وغیرہ کے مسلمان دمشق کے راستہ سے بہت کم مستفید ہوسکتے ہیں۔ بلکہ ہندی حاجیوں کو اسکی ضرورت بھی نہیں رہتی۔ اگرچہ ان تو اسپر عمل ہو گورنمنٹ عالیہ ہند نے اونکی آسایش کیلئے دخانی کے طامس کک کمپنی کو اونکا پابند کیا تہا۔ لیکن جیسا کہ عموماً دیکھا جاتا ہے قواعد کا وضع کرنا آسان ہے مگر انسان کی فطرتی کمزوری کیوجہ سے اونپر پورا پورا عملدرآمد بالعموم بہت کم ہوتا ہے۔ اسلئے اگر ایسے ہندی حاجی جنکے پاس وقت کافی اور زاد راہ معقول موجود ہو ہندوستان کے بنادر سے روانہ ہوکر جدہ کی بجائے بغداد و بصرہ جا اتریں اور وہاں سے دمشق یا شمالی عرب کے راستہ سے حرمین شریفین جائیں تو بحری سفر کی تکالیف اور مالکان جہاز کے جور و ظلم سے بچنے کے علاوہ تقریباً کل اسلامی مقدس مقامات کربلائے معلی مدینہ منورہ مکہ معظمہ و دمشق اور اگر ذرا ہمت کریں تو بیت المقدس کی بھی زیارت سے مستفیض ہوسکتے ہیں اور جسوقت اسکندرون بغداد ریلوے تیار ہوگی جسکا اجارہ غالباً عنقریب ایک جرمنی کمپنی کو ملنیوالا ہے اور اجارہ کی شرائط بموجب چار پانچ برسوں میں تیار ہوجائیگی تو اسوقت کل ایشیائی حاجیوں کیلئے اس راستہ سے بڑھکر اور کوئی راہ نہیں ہوگی

یہ اونکی صحیح ہنادا فہمی ہے۔ نالیون لیوی کو حالات کسی پچھلے ہفتہ میں بالوضاحت درج کرکے ہم بتا چکے ہیں کہ عموماً ایسی کمپنیاں ضمانت پر تکیہ کرکے اپنی آمدنی کو بڑہانے سے پہلو تہی کرتی ہیں وہ اوسکے لئے کوئی تدبیر یا کوشش نہیں کرتیں۔ اور اون کی غفلت اور سہل انگاری سے ملک کی زراعت اور تجارت کو فایدہ کی بجائے سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ اس سال آمدنی کا اضافہ محض فوجوں کی نقل و حرکت کی وجہ سے ہوا ہے۔ لیکن اگر انکو لیبیا یا بھی کمپنی کا اختیار ہو معاملہ ہوتا تو اناج کو انباروں کیطرح یقیناً ابھی مہینوں تک سٹیشنوں پر پڑے رہتے ہیں۔ اور اونکو منزل مقصود تک پہونچانیکا کوئی انتظام نہ کیا جاتا۔ لیس یہ تین لاکھ فرینک بھی فی الحقیقت گورنمنٹ کو بطور جدید آمدنی نہیں ہے۔ بلکہ اوسی کی لاکھ پونڈوں میں سے جو بطور کرایہ کمپنی کو دیگئی۔ دس بارہ ہزار پونڈ واپس ملگئے ہیں۔ ہاں اس سال اتنا فایدہ ضرور رہا کہ پہلے ضمانت کی کمی بلا مسامحت ادا کیجاتی تھی۔ اب وہ کمی فوج کو کرایہ کی صورت میں ادا کر دیگئی۔ برخلاف اس کے جن معدودے چند (مثلاً سمرنا ایدین ریلوے) کمپنیوں کے ساتھ ذمہ داری نہیں کیگئی۔ وہ اپنی آمدنی کو بڑہانے کیلئے دن رات سرگرمی کیساتھ محنت کرتی رہتی ہیں۔ اس سمرنا ایدین کمپنی کی ہفتہ وار آمدنی چند برس ہوئے شروع شروع میں ہزار ڈیڑہ ہزار پونڈ سے زیادہ نہ تھی جو اب بالا وسط آٹھ ہزار پونڈ ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی ترکوں یا اہل ملک کو کچھ خوشی نہیں ہوسکتی کیونکہ کمایا ہوا روپیہ غیر قوم اور غیر ملک میں کہنچا چلا جا رہا ہے اور بلحاظ تجارت بھی دوسرے ملکوں کو ہی فایدہ پہونچ رہا ہے کہ ترکی کی پیداوار یہاں انکو پہلے کی نسبت سستے داموں ملجاتی ہیں۔

ریلوے لائنیں صرف اوسی صورت میں سیاسی۔ تمدنی۔ تجارتی و جنگی لحاظ سے فایدہ مند ہوسکتی ہیں جبکہ وہ اپنے سرمایہ سے تیار کیجائیں اور اونکا اہتمام ان شخصوں کے ہاتھ میں ہو جنکو ملک کی بہتری سے خاص دلی تعلق ہو۔ مگر افسوس جبکہ دول یورپ بڑے بڑے معرکوں اور حیلوں سے ممالک غیر میں ریلوے لائنوں کی اجارہ لینے کی سعی و کوشش کر رہی ہیں۔ خود اون ممالک کی گورنمنٹیں اور باشندے خواب خرگوش میں پڑے ہوئے ہیں اور جبتک وہ خود اپنے سرمایہ اور اپنی ہمت سے کام لینا نہ سیکھینگے یہ خرابیاں دور ہونے کی بجائے دن بدن زیادہ ہوتی جائینگی اور کمزوری و اضمحلال میں اضافہ ہوتا جائیگا۔

اور اسلامی ممالک کو چھوڑ کر ہم اس بحث کو صرف ترکی تک محدود رکھتے ہیں جس ملک میں بھی ان کاموں کیلئے بڑا وسیع میدان کھلا پڑا ہے۔ ترک یا مسلمان ابھی ایسے نادار نہیں کہ وہ مشترکہ سرمایہ سے ایک اچھی بڑی لاین بنانے کیلئے روپیہ نہ رکھتے ہوں۔ کمی فقط توجہ کی ہے جو لاعلمی اور بدبختی سے پیدا ہو رہی ہے۔ اس بارہ میں معلوم ہوتا ہے کہ منشاء ایزدی کو بھی کچھ دخل ہے۔ اور تقدیر نے بڑے بڑے سمجھداروں کی عقل پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ہے کہ دسمبر ۱۹۱۲ء کے کامریڈ میں انہی کمپنیوں کا ذکر کرتے ہوئے خیرخواہان قوم کو توجہ دلائی تھی کہ ایک عیسائی انگریزی کمپنی ہندوستان سے بصرہ کویت تک ریلوے لائن کا اجارہ لینے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن اگر کل اسلامی ممالک کے مسلمان اس مجوزہ لائن سے جو سوائے ہندوستان اور بحیرہ روم کے درمیان سلسلہ آمد و رفت قایم کر دینے کے اور کسی مصرف کی نہیں ہوسکتی کسیقدر اوپر بصرہ سے بغداد اور بغداد سے خواہ براہ موصل اور خواہ براہ رستہ حلب اسکندرون تک جو بحیرہ روم پر مشہور بندرگاہ ہے۔ اور پھر حلب سے براہ دمشق فلسطین کو ریلوے لائن بنانے کیلئے مشترکہ سرمایہ سے ایک کمپنی قایم کریں۔

تو اس سے انکو بے انتہا فوائد پہونچ سکتے ہیں۔ ان فوائد کی بھی اوس مضمون میں مجملاً تشریح کردیگئی۔ اس تجویز کیطرف تو کسی نے توجہ نہیں کی۔ مگر عیسائیوں کی خوش قسمتی سے انہی دنوں بمبئی کے مشہور محب قوم اور متمول عرب سوداگر مسٹر عبد اللہ بن الدین تور صاحب نے جنسے مسٹر الیگزینڈر محمد رسل وب امریکن نو مسلم کو بہت قیمتی امداد پہونچی تھی۔ حیدر آباد دکن میں وہاں کے چند سربرآوردہ امرا کا جلسہ کرکے یہہ ریزولیوشن پاس کرایا کہ مسلمان نواب صاحب بہادر کو تاکید کریں کہ وہ بالبدیہہ سے متذکرہ صدر عیسائی کمپنی کو اجارہ دلوا دینے کی کوشش کریں!!!

افسوس جب ایسے عالی دماغ بلند ہمت۔ دستکار اور صاحب ثروت مسلمانوں کی ہمت و کوشش صرف ایک عیسائی کمپنی کی اخلاقی امداد کرنے تک محدود ہے تو عوام سے کسطرح کی شکایت اور اپنی بدقسمتی۔ افلاس اور نامردی کا گلہ کرنا سرے سے ہی فضول ہے اس مجلس میں مسٹر ممدوح کے علاوہ کئی اور ایسے خداوندان نعمت موجود تھے کہ اگر چاہیں تو ان میں سے ایک ایک شخص تنہا اس کام کیلئے سرمایہ بہم پہونچا سکتا۔ مگر اسلامی سرمایہ سے کسی کام کو شروع کرنے کی سوجھ بوجھ تو دور کی بات تھی مسٹر عبد اللہ صاحب نقشہ کو بغور دیکھنے کی تکلیف تک گوارا فرماسکے ورنہ انپر فوراً واضح ہوجاتا کہ عیسائی کمپنی کی مجوزہ لائن (بندر جدہ سے براہ الجوف بصرہ یا کویت تک) کی وہ تائید کررہے ہیں اوس سے مسلمانوں کو مذہبی یا تجارتی کوئی فائدہ نہیں۔ اسکے ساتھ ہی ایک سرسری نظر سے اونکو معلوم ہوجاتا کہ کونسی لائن یہہ سب مقاصد پورے کرسکتی ہے۔ اور اسوقت وہ یقیناً وہی خط تجویز کرتے جو وکیل میں درج ہوچکا ہے۔

جلسہ مذکورہ کی روئداد معزز ہمعصر جریدہ روزگار سے پڑھکر ہمکو سخت رنج ہوا اور اوسی رنج و افسوس کی حالت میں مسٹر عبد اللہ صاحب اور دیگر چند معززین شہر کا جلسہ کو جنمیں ہمعصر مذکور کے مالک بھی شامل تھے مفصل عریضہ لکھکر التماس کیا گیا کہ ایک غیر قوم کی کمپنی کی مدد کرنیکی بجائے اگر اسموقعہ سے فائدہ اٹھا کر اسلامی کمپنی بنانیکی تحریک اور کوشش کیجائے تو اون صاحبوں کی شان کے زیادہ شایان ہوگا۔ مگر سوا ایک صاحب کے جنکی تحریر بہت کچھ حوصلہ دلانیوالی ہے اور کسی صاحب نے ابتک جواب سے ہی مشکور نہیں فرمایا۔ شاید اونکا بلند منصب اور تمول کسی قومی تحریک کی تائید میں دو سطریں لکھنے کی زحمت اٹھانیکو بھی کسر شان سمجھتا ہوگا۔ بہر حال مسٹر عبد اللہ بدر الدین صاحب سے جو اسمعاملہ میں بہت سرگرم معلوم ہوتے تھے۔ اور نیز جریدہ روزگار کے اولو العزم پروپرائیٹر سے جو خدمت قوم و ملت میں شہرۂ آفاق ہیں۔ ایسی لاپروائی کی ہرگز امید نہ تھی۔ اور ان باتوں کو مدنظر رکھکر ہمیں مجبوراً یہ قیاس کرنا پڑتا ہے کہ کم از کم ان دونو صاحبوں کو ہمارے عریضے نہیں ملے ہونگے۔ اسی لئے اسدفعہ بذریعہ اخبار انکو مخاطب کرکے دیگر بہی خواہان ملک آنریبل حاجی محمد اسمعیل صاحب حاجی بادشاہ صاحب ترکی قونصل مدراس و دیگر صاحبان کو بھی بالخصوص اسطرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اسبارہ میں اڈیٹر وکیل کو اپنی رائے سے مطلع فرمانے سے دریغ نہیں فرمائینگے جسکا ارادہ ہے اگر مناسب تعداد ابنائے ملک کی اوس سے متفق الرائے ہوجائے تو وہ اس تجویز کی تکمیل کیلئے باقاعدہ کارروائی کا آغاز کردے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ ۲۱ فروری سنہ ۱۹۰۹ء

بغداد و دمشق کی مجوزہ ترکی ریلوے لائین

جسکے متعلق وکیل پہلے دو دفعہ مفصل تحریر کرکے ابنائے ملک اور اسلامی معاصرین کو اس نہایت ہی مفید اور کارآمد اہم کام کو جس سے

اسقدر فائدے مترتب ہو سکتے ہیں کہ احاطہ بیان سے باہر ہیں۔ اسلامی مشترکہ سرمایہ سے تیار کرنے کی صلاح دیچکا ہے۔ مگر افسوس ابتک کسی فرد یا اخبار نے اسطرف توجہ نہیں کی۔ حالانکہ اُن اصحاب اخبارات کو جنہوں نے اسمعاملہ میں کچھ دلچسپی ظاہر کی تھی (اگرچہ وہ دلچسپی ایک عیسائی کمپنی کو زبانی امداد و پہنچانے تک ہی محدود تھی) ہموار مخاطب کرکے اسطرف توجہ دلانے کی کوشش کیگئی تھی۔ یہ درست ہے کہ مسلمانان ہند عموماً نادار ہیں۔ مگر انمیں ابھی کئی ایسے بھی مالدار ہیں جو لاکھوں اور کروڑوں روپیہ رکھتے ہیں اور وہ روپیہ یا تہ خانوں میں بے مصرف بند پڑا ہے یا رفتہ رفتہ خراب ہو رہا ہے اور صرف ہو رہا ہے یا بڑی بات ہوئی تو اسکا کچھ جزو یا تو اسلامی احکام محکم کی صریح خلاف ورزی کرکے سودی چلایا جا رہا ہے۔ یا کسیقدر داخلی تجارت پر لگا ہوا ہے۔ لیکن اگر یہی روپیہ ممالک غیر میں کارآمد کاموں پر لگایا جائے تو معقول آمدنی وغیرہ کے علاوہ اس سے ہم میں وہی سپرٹ مستعدی۔ معاملہ فہمی اور امنگ پیدا ہو سکتی ہے جو آجکل یورپین قوموں کو بیتاب کر رہی ہے اور اس ایک ہی امر سے ہمارے لئے ترقی کی سینکڑوں راہیں کھل سکتی ہیں۔

اسی اخبار میں اوپر کسی جگہہ برٹش گائنا کے افغان سوداگر میاں گل محمد رضا صاحب کا مختصر حال مندرج ہو چکا ہے اگر وہ اپنا سرمایہ ملک سے باہر نہ لگاتے اور باہر نکلنے کی ہمت نہ کرتے تو غالباً آج اونکو یہ بھی معلوم نہوتا کہ قومی ہمدردی کس جانور کا نام ہے اور نہ اونکو استطاعت ہوتی کہ ۳۰ ہزار روپیہ اس فراخدلی سے ایک مسجد کی تعمیر کیلئے دیدیں۔ ہندوستان میں بچہ بچہ کی زبان سے قومی ہمدردی کا لفظ سنا جاتا ہے وہ ہمدردی نہیں بلکہ اوسکا مضحکہ ہے۔ ہمدردی وہی ہو سکتی ہے جسکا کچھ عملاً بھی وجود ہو ہندوستان میں بھی ہزاروں نئی مسجدیں ہر سال تیار ہوتی ہیں مگر جس غرض اور مقصد کیلئے جارج ٹاون کی مسجد بنائی گئی ہے اوسکا ہندوستان کی بانیان مساجد کو کبھی خواب میں وہم و گمان نہ گذرا ہوگا۔ لیکن اگر ہندوستانی مسلمان بکثرت اپنا سرمایہ ممالک غیر میں لگانیکے معتاد ہو جائیں تو ہر سال ہزاروں گل محمد تیار ہو سکتے ہیں۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ مزید افسوس یہ ہے کہ اصحاب متمول تو خاموش رہے ہی تھے متوسط الحال جماعتوں کے ارکین نے بھی اسطرف کوئی خیال نہیں کیا۔ اور جس قوم کی درمیانی درجہ کی لاپروائی اور بے حسی حرکتی اسدرجہ تک پہونچگئی ہو اسکی موت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ یہی جماعتیں قوم کی ریڑھ کی ہڈی اور اسکی ترقی یا تنزل کا باعث ہوتی ہیں اعلے رؤسا او متمولین کو مصلحین ہمیشہ نظر انداز کرتے آئے ہیں۔ یا کم از کم یہ کہ قومی عروج کیلئے اونکی رفاقت اور معاونت کو جزو لازمی تصور نہیں کیا گیا۔ مگر متوسط اور اعلے جماعتیں تو درکنار رسائل کر اخبارات پر بھی جنکو قومی اور ملکی خدمت اور اصلاح کا دعوے ہے۔ کچھ ایسی مُردنی چھائی ہوئی ہے کہ اونہیں کسی بڑے کام کو خود اختیار کرنے یا قوم کو اوسکے اختیار کرنے پر مجبور کرنیکی جرات ہی نہیں پڑتی۔ سب سے زیادہ افسوس ہمکو اپنے معاونین پر ہے جنہوں نے زبانی ادعا یہی ہے کہ وہ قوم کے بڑے خیر خواہ اور قومی معاملات سے کمال دلچسپی رکھتے ہیں۔ مگر ایک یا دو کے سوائے گیارہ سو میں سے کسیکو اس کام کی تکمیل پر کمر ہمت باندھنا تو خیر اپنی رائے ظاہر کرنیکی بھی توفیق نہیں ہوئی۔ وہ شاید تین چار کروڑ پونڈ کا نام سنکر گھبرا گئے ہونگے۔ اور جیسا کہ ہمارے ایک کرمفرما نے پچھلے ہفتہ کے اخبار میں لکھا تھا۔ اسے شیخ چلی کا خواب سمجھ بیٹھے ہونگے۔ لیکن اگر وہ کل دنیا کے صرف اونہی مسلمانوں کی تعداد کیطرف خیال کرتے جو خدا بینی کا مذاق لیکر دنیا کے مختلف حصوں میں پہنچے ہیں تو اس تعداد کے مقابلہ میں یہ رقم اونکو بالکل حقیر دکھائی دیتی۔ سلکہ اسی تعداد کو ملحوظ رکھکر ہمنے اون پر اپنی تجویز پیش کی تھی جو بعض

اصحاب کو لکھی گئی تھی۔ یہہ رائے ظاہر کی تھی۔ کہ اگر خداوند کریم کی تائید سے اس کام کی تکمیل کیلئے کوئی باضابطہ انتظام ہو جائے تو کسی شخص کو پانچ ہزار سے زیادہ کے حصے اس اسلامی ریلوے کے خریدنے کی اجازت نہ دیجائے تاکہ بکثرت مسلمان اپنی اپنی استطاعت کے مطابق شریک ہو سکیں اور کثیر التعداد مسلمانوں کو قومی ترقی اور فلاح کی امنگ پیدا ہو سکے۔ اس تجویز کا ممکن العمل بلکہ سہل الحصول ہونا اسی سے واضح ہو رہا ہے کہ صرف وکیل کے معاونین میں سے ہر ایک بالواسطہ اگر دو دو سو روپیہ کے حصص خرید کرے تو اڑھائی لاکھ کے حصے بک جاتے ہیں۔

اس مستانہ شکوہ شکایت کے بعد ہم اپنے اہل وطن اور اصحاب ثروت کو خوشخبری سناتے ہیں کہ ہماری یہہ تجویز جیسا کہ اونکو گمان ہے۔ شیخ چلی کے خوابوں کے مشابہ نہیں ہے جو پورا ہو جانے کی پختہ امید ہو گئی۔ بلکہ اب الٹا یہہ اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں ہمارا یہہ اصل منشا کہ کافۂ مسلمین کو اسمیں شریک ہونیکا موقع ملے) مفقود نہو جائے۔ اور معدودے چند متمول ہی اس کام کو اپنے ذمہ نہ لیلیں تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ ہندی اخبار اپنے ملک اور دیگر اسلامی ممالک کے ہمدردان قوم و ملک اصحاب معاصرین کو اسطرف توجہ دلانیکے ساتھ ہی چند جناب اور اخبارات کو پرائیویٹ خطوط بھی اس بارہ میں تحریر کئے گئے تھے۔ جو خداوند کریم کے فضل و کرم سے ویسے بے اثر نہیں رہے جیسے کہ وہ خطوط اور معروضات جو اہالی ملک کی خدمت میں کی گئی تھیں مصر کے مقتدر اور سربرآوردہ روزانہ اخبار المؤید نے اسمعاملہ کو بڑے شوق سے اپنے ذمہ لیکر کل عربی دان مسلمانوں کو ترغیب دینی شروع کر دی ہے اور خود بلاد عثمانیہ میں ہماری تحریرات کا یہہ اثر ہوا ہے کہ فی الواقع وہاں اسغرض کیلئے ایک کمیٹی بھی قائم ہو گئی ہے۔ اور کچھ عرصہ ہوا ہے ہمنے بحوالہ ٹائمز جو یہہ خبر لکھی تھی کہ باب العالی نے انگریزی جرمن کمپنیوں کو ریلوے لائنوں کی اجارہ نہ دینے کا فیصلہ کر دیا ہے اوس مخالفت کی وجہ بھی در اصل یہی اسلامی کمیٹی ہے۔ چنانچہ اسبارہ میں ہمارے ایک عنایت فرما نے جو نیز ابتدا میں مسلمانوں کی کم ہمتی اور لاپروائی پر غور کرکے ہماری تجویز کی کامیابی کو مشتبہ خیال کرتے تھے۔ مگر بعد میں متفق الرائے ہو کر پوری ساعی ہوئے طرابلس الشام سے جو خط روانہ کیا ہے اوسکی عبارت متعلقہ بجنسہ ذیل میں درج کر دیجاتی ہے۔

"درخصوص مسئلہ شمندفر (راہ آہن) بنا بر امر جناب عالی بسا یہ تحقیقات آن کوشیدم۔ و موافق ہیئت آں صاحب سعی بلیغ نمودم۔ عاقبت الامر معلوم شد کہ مطلقاً در حیات آنجناب توجہ ولایت مرکوزہ۔ و از صداقت عزیزی شان بتوقع ماسیاتی مزور ہست چنانچہ از رؤسای عشایر و سید شام و اغنیای دمشق مقدار صد نفر متجاوز کہ ہر یکے صاحب کرڑہا لیرہ اند جمع شدہ و حسب ہدایت آں مرشد کامل عریضہ را بحضور امیر المومنین تقدیم نمودہ اند کہ راہ آہن از استانبول تا بغداد ہر چہ مصرف دارد ما متعہد می شویم۔ و از بیست و چہار حصہ سہ حصہ اش را ملوکانہ بتبرع مے نمایم بشرطیکہ اصلاً اجنبی مداخلہ نکند و رئیس ادارۂ آں حضرت پادشاہ باشد بنا بریں اکنوں ملت علیہ در مذاکرۂ ایں مسئلہ جد وجہد تمام دارند بہمہ طالبین فرنگ را متوقفاً جواب دادہ اند ولی تا کار بجائے نرسد نتیجہ حاصل نکند۔ جریدہ ہائے اینجا بالخصوص غزتہ ترکی ایں نحو ہند نوشت۔ و نشان السید ہر گاہ نوشتہ شد کیفیت آنرا مفصلاً بعرض خواہم رسانید۔ والسلام"

اس سے ناظرین باتمکین کو واضح ہو گیا ہو گا۔ کہ یہہ معاملہ حضرت خلافت پناہی کی بارگاہ عالی تک پہنچ چکا ہے اور اگر حضور ممدوح نے خلعت قبولیت عطا فرما دیا۔ تو صرف علاقہ شام کے ارباب دولت اسکو اپنے ذمہ لینے پر تیار ہیں۔ مگر ہم امید کرتے ہیں کہ جلالتمآب کل دنیا کے مسلمانوں کی بہتری کو مد نظر رکھکر انکو اس فیض عام کے مستفید ہونیکا موقع دینگے۔ نہیں بلکہ اس مہتم بالشان کمیٹی کا بذات خاص صدر نشین

نبنا منظور فرما کر منشار ارادہ سلطانی کی اجرا سے ان کو ہمیں شرکت کی ترغیب و تشویق دینگی ایسا کرنا بعض کی نظر میں شان سلطانی کی شایان نہو۔ مگر منصب خلافت خلیفہ کبیر کی طرف سے ایسی کارروائی کا سخت متقاضی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دنیا کو مسلمانوں کو امیر المومنین سے سلطانی حیثیت سے نہیں بلکہ محض خلافت کی لحاظ سے اخلاص و عقیدت ہے حضور سلطانی میں مندرجہ بالا التماس کرنیکی بعد ہم اپنے ابنائے وطن سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ شومی قسمت و بخت سے مجبور ہو کر اپنی معمولی اور طبعی سہل انگاری اور لاپروائی اور غفلت سے کام نہ لیں بلکہ تا مقدور اور بکثرت اس کام میں شریک ہو کر اپنی قوم کیلئے ایسا تمدنی اور مالی رفاہ عام کا پیش خیمہ طیار کریں جو اس وقت یورپ اور امریکہ کی مسیحی اقوام کو حاصل ہے واللہ یهدی من یشاء الی سواء السبیل (۱۱-اپریل ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق لائین کے متعلق انہیں صاحب نے جو ابتدا میں ہمارے لیڈر سے اسکی تحریک کرنیکے باعث ہوئے تھے جو خط ۱۱-اپریل ۱۸۹۸ء کو تحریر کیا ہے اسے ہم بجنسہ ذیل میں درج کر کے دیگر بہی خواہان قوم و ملک سے بھی اپنی اپنی رائے اور عندیہ ظاہر کرنیکی درخواست کرتے ہیں۔ بلاد عثمانیہ اور مصر میں اس لائین کو اسلامی منشا کے بہ طرح سے تعمیر کرنیکے لیے جو کچھ کارروائی ہو رہی ہے اسکا مجمل بیان کسی پہلے ہفتہ کی اخبار میں درج ہو چکا ہے۔ اسوقت صرف یہی اظہار کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بدر الدین عبد اللہ کو صاحب تیابجی کی کارروائی پر معترض ہو کر وقت جو کچھ ہمنے تحریر کیا تھا۔ اسکی تصدیق اب ایک انگریز نے بھی بمبئی کے اخبار ٹائمز آف انڈیا میں کسی ہے وہ لکھتا ہے۔ نجد سے شمالی عرب کی راستہ بصرہ یا کویت تک اگر ریلوی لائن بنائی جائے تو کئی برسوں تک اس سے معقول آمدنی ہونیکی امید نہیں لیکن اگر (جیسا کہ ہماری تجویز) اسکندروں سے براہ حلب موصل و بغداد و بصرہ تک لائن بنائی جائے تو اس سے فی الفور سرمایہ پر معقول منافع ملنا شروع ہو جائیگا۔ اسی مضمون پر صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں۔ "مگر افسوس ہے کہ اس لائین کا بہت حصہ جرمنوں نے تیار کر لیا ہے اور غالباً چند برسوں میں وہ اپنی لائن بغداد اور بصرہ تک بھی بڑھا لینگے الخ" لیکن یہ امر درست نہیں کیونکہ اہالی جرمنی کو صرف حیدر پاشا (قسطنطنیہ کا ایشیائی مضافات) سے عراق عرب کی طرف لائن بنانیکا اجارہ ملا ہوا ہے۔ اور ابتک صرف انگورا تک لائن بنا سکے ہیں جو اناطولین ریلوی کی نام سے مشہور ہے۔ انکو شام اور عراق عرب کی درمیان کسی لائین کا اجارہ نہیں ملا۔ بلکہ غالب امید ہے کہ اب انہیں انکو اسی آگے لائن بنانے کی بھی اجازت نہیں ملیگی۔ کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ باب العالی نے جرمن اور انگریزوں کو کوئی جدید اجارہ نہ دینے کا فیصلہ کر دیا ہے صاحب موصوف روم کی حالات سے خاصی واقف معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ان کی تحریر کے ساتھ ہی یہ بھی تشریح ہوتا ہے کہ ان کو تازہ ترین حالات اور معاملات کا علم نہیں اور اسی لیے ان سے یہ غلطی ہو گئی ہے جیسا کہ وہ نجد کے امیر محمد ابن الرشید مرحوم کو ابتک زندہ سمجھ رہے ہیں۔ آخر میں ہم اپنے محترم ہمعصر حبل المتین سے جسکی رائے کا اس بارہ میں معلوم ہونا بخصوص ضروری ہے۔ التجا کرتے و عاجزی درخواست کرکے خط کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

جناب مکرمی۔ کل آپکا اخبار پڑھتے پڑھتے یہ شعر اچھے موقع پہ سید الست یاد آیا۔ بے ساختہ دو بار میری زبان سے نکلا۔ ایک بسمل کی الم کا تماشا ہیں اسلام کی کامیابی شکر ہے ہم رؤسائے شام اور اہل دمشق کی درخواست بحضور خلیفۃ المسلمین تیاری ریلوی کو ٹھیکہ کے لیے جانیکی توقع ہے بہ ہیں مگر مکرم جیسا آپکے حال ایسی درخواست کی لکھا ہے اگر رؤسائے شام بعد انعقاد دمشق اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے اور انشاءاللہ امید ہے کہ ضرور ہو جائے

تو آپکی قوت ولایت بلاشبہ ظاہر ہو جائیگی اور کامیابی کا سہرا آپ کے سر بندھیگا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اسوقت دو کام کریں ایک کم سے کم اپنے اخبار کے خریداروں کو آمادہ کرتے جاویں اور جیسا مطلوان کریٹ کے چندہ دینے والوں کا نام کا ایک کالم میں ہر ہفتہ ذکر ہوجاتا تھا ویسا ہی ہر ہفتہ ایک کالم میں کچھ اور سرخی قائم کر کے ان لوگوں کے نام مشتہر کرتے رہیں جو یہاں کے حصص کی خریداری پر آمادگی ظاہر کریں اور فی حصہ دو سو روپیہ سے کم نہ ہو۔ اور دوسرا اُدھر بھی کوشش کریں کہ اہل ہند کو بھی اس کمپنی میں حصص مل سکیں۔ چنانچہ اگر یہ بات آپ کے نزدیک نامناسب نہو تو اپنے احباب سے دریافت کر کے دو حصص کی خریداری میری آپ ذکر کر سکتے ہیں (۲۵۔اپریل ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق کی مجوزہ لائن کو اسلامی شتر کے سرمایہ سے تعمیر کرنے کی تجویز پر ترکی اخبارات میں آجکل سرگرمی کے ساتھ بحث ہو رہی ہے جنکی آراء کا خلاصہ کسی آئندہ ہفتہ میں درج کر کے انشاء اللہ العزیز مفصل بحث کی جائیگی۔ سردست اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں کسی صاحب ثروت نے ابتک اسطرف توجہ نہیں کی اور بعض ترکی اخبارات کی تحریریں بھی چنداں تشفی بخش نہیں تاہم بعونہ ہماری معروضات اُس مبارک سرزمین میں جو براہ راست امیر المومنین کے ظل عاطفت میں ہے متوقعہ اثر پیدا کرنے سے خالی نہیں رہیں۔ چند ہفتے ہوئے ہیں کہ چند روساء دمشق و شام کی درخواست کا ذکر کیا گیا تھا۔ اب تازہ ترین ترکی اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ ایک صاحب ہمت ذی ثروت بلند خیال مسلمان محمد عاصم بک نے بابالی سے بصرہ اور سموسون کے درمیان اور نیز بصرہ سے سینوپ تک ریلوے لائین تعمیر کرنیکا اجارہ طلب کی درخواست کی ہے۔ اور شرائط ایسی معقول اور مفید پیش کی ہیں کہ باغلب وجوہ بابعالی انکو منظور کر لیگا۔ بصرہ جیسے کہ اکثر ناظرین کو معلوم ہے خلیج فارس سے اوپر دریائے دجلہ و فرات کے دہانہ کے قریب بغداد سے بجانب جنوب واقع ہے اور سموسون بحیرہ اسود پر دریائے یشیل ارماق کے دہانہ کے قریب طرابزون سے تقریباً دو سو میل بجانب مغرب اور دہانہ باسفرس سے تقریباً چار سو میل بجانب مشرق واقع ہے۔ اور بخط مستقیم بصرہ اور سموسون میں نو سو میل کا فاصلہ ہے۔ یعنی اگر یہ لائن تیار ہو جائے تو بحیرہ اسود اور خلیج فارس کے درمیان ہمارا رشتہ قایم ہو جاتا ہے جسطرح اسکندرون بصرہ لائن سے بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیان بصرہ اور سینوپ بھی بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل پر بندرگاہ ہیں۔ اول الذکر سموسون سے بفاصلہ چالیس اور سینوپ بفاصلہ سو میل بجانب شرق واقع ہے بصرہ دریائے قزل ارماق پر ہے۔ اور سینوپ وہ مقام ہے جہاں ۱۸۵۳ء میں روسیوں نے غداری سے ترکی بیڑہ کو تباہ کیا تھا۔

یہ لاین بھی تجارتی جنگی اور پولٹیکل لحاظ سے اسکندرون بصرہ لائن سے کم نہیں ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آخر الذکر لائن سے مسلمانوں کے نہبی متبرک مقامات کے رستے بھی محفوظ اور قریب ہو جاتے ہیں۔ محمد عاصم بک کی درخواست کے مفصل حالات اور شرائط اور نیز یہ امر کہ انہوں نے سرمایہ کا کیا انتظام کیا ہے ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔ مگر درخواست کا کر دینا ہی بتا رہا ہے کہ بک موصوف نے سرمایہ کیطرف سے اطمینان کر لیا ہوگا۔ باینہمہ امید کرتے ہیں کہ وہ امتیاز ملجانے کی صورت میں اپنی کمپنی کے پراسپکٹس کو عام طور پر شائع کر کے دیگر ممالک کے مسلمانوں کو بھی اسبات کا موقعہ دینے سے دریغ نہ کرینگے کہ اگر خداوند کریم انکو اپنا روپیہ کسی سودمند اور مفید کام پر لگانے کی توفیق عنایت کردے تو وہ اسموقعہ سے فایدہ اٹھا سکیں۔ مفصل حالات معلوم ہونے پر ابنائے ملک کو ترغیب و شوق دلانے کیلئے انہیں اخبار میں درج کر دیا جائیگا۔ اسی اثنا میں ظن غالب ہے اہالی دمشق کی درخواست کا نتیجہ بھی معلوم ہو جائیگا۔ (۲۳۔مئی ۱۸۹۸ء)

ـــــــ

سلہ افسوس ہے سلسلہ سوکی بابرہ سیواس تک ریلوے لائن تیار کرنیکا اجارہ بھی آخر وسط نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک روسی متمول کو ملگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بنانا منظور فرما کر منشاء ارادہ سلطانی کی اجرا سے اُن کو اس میں شرکت کی ترغیب و تشویق و تشکر پیدا کرنا بلحاظ کی نظر سے شان سلطانی کے شایان ہو۔ مگر منصب خلافت خلیفہ کیطرف سے ایسی کارروائی کا سخت متقاضی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دنیا کے مسلمانوں کا امیر المومنین سے سلطانی حیثیت سے نہیں بلکہ محض خلافت کے لحاظ سے خلاص و عقیدت ہے حضور سلطانی میں مندرجہ بالا التماس کرینگی البتہ ہم اپنے ابنائے وطن سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ شومی قسمت و بدبختی سے مجبور ہو کر اپنی معمولی اور جبلی سہل انگاری اور لاپروائی اور غفلت سے کام نہ لیں بلکہ تا مقدور اور بکثرت اس کام میں شریک ہو کر اپنی قوم کیلئے ایسا تمدنی اور مالی رفاہ عام کا بیش قیمہ ذخیرہ اکٹھا کریں جو اس وقت یورپ اور امریکہ کی مسیحی اقوام کو حاصل ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی سواء السبیل (۱۱ اپریل ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق لائین کے متعلق انہیں صاحب نے جو ابتدا میں اسکی تحریک کے باعث ہوئے تھے جنوا ۱۰ اپریل ۱۸۹۸ء کو تحریر کیا ہے۔ اسکو ہم بجنسہ ذیل میں درج کر کے دیگر بہی خواہان قوم و ملک سے بھی اپنی اپنی رائے اور عندیہ ظاہر کرنیکی درخواست کرتے ہیں۔ بلاد عثمانیہ اور مصر میں اس لائین کو اسلامی ہفتہ کے سرمایہ سے تعمیر کرنیکے لئے جو کچھ کارروائی ہو رہی ہے اسکا مجمل بیان کسی پچھلے ہفتہ کی اخبار میں درج ہو چکا ہے۔ اس وقت ہمیں ایراد کرنا کافی معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بدرالدین عبد اللہ جو صاحب [illegible] بمبئی کی کارروائی پیشتر ہو از وقت جو کچھ پہلے تحریر کیا تھا۔ اسکی تصدیق اب ایک انگریز نے بھی بمبئی کے اخبار ٹائمز آف انڈیا میں کی ہے وہ لکھتا ہے "بندر سعید سے شمالی عرب کے راستے بصرہ یا کویت تک اگر ریلوے لائن بنائی جائے تو کئی برسوں تک اس سے معقول آمدنی ہونیکی امید نہیں لیکن اگر (جیسیکہ ہماری تجویز) اسکندرون سے براہ حلب موصل بغداد و بصرہ تک لائن بنائی جائے تو اس سے فی الفور سرمایہ پر معقول منافع ملنا شروع ہو جائیگا۔ اسی مضمون پر صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اس لائین کا بہت سا حصہ جرمنوں نے تیار کر لیا ہے اور غالباً چند برسوں میں وہ اپنی لائین بغداد اور بصرہ تک بھی بڑھا لینگے الخ" لیکن یہ امر درست نہیں کیونکہ اہالی جرمنی کو صرف حیدر پاشا (قسطنطنیہ کا ایشیائی مضافات) سے عراق عرب کیطرف لائن بنانیکا اجارہ ملا ہوا ہے۔ اور ابتک وہ صرف انگورا تک لائن بنا سکے ہیں جو اناطولین ریلوے کے نام سے مشہور ہے۔ انکو شام اور عراق عرب کے درمیان کسی لائین کا اجارہ نہیں ملا۔ بلکہ غالب امید ہے کہ اب انہیں انکو اسی آگے لائن چلانے کی بھی اجازت نہیں ملیگی۔ کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ باب عالی نے جرمن اور انگریزوں کو کوئی جدید اجارہ نہ دینے کا فیصلہ کر دیا ہے صاحب موصوف روم کے حالات سے خاص واقف معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ان کی تحریر کے ساتھ ہی یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ ان کو تازہ ترین حالات اور معاملات کا علم نہیں اور اسی لئے اونسے یہ غلطی ہو گئی ہے جیسا کہ وہ نجد کے امیر عبد اللہ ابن الرشید جو مرحوم ہو گئے ابتک زندہ سمجھ رہے ہیں۔ آخر میں ہم اپنے محترم ہمعصر حبل المتین سے جسکی رائے کا ہمارہ بہت معلوم ہونا بالخصوص ضروری ہے۔ الہائے دعا کی درخواست کر کے خط کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

جناب مکرمی۔ کل آپکا اخبار پڑھتے پڑھتے [illegible] بے ساختہ [illegible] دو بار میری زبان سے نکلا۔ ایک لمبی آہ کا [illegible] اسلام کی کامیابی سنکر ہم رؤسائے شام اور اہل دمشق کی درخواست حضور خلیفۃ المسلمین تیاری ریلوے کو ٹھیکہ کے لئے جانکی [illegible] جیسا آپ کا ریلوے سے متعلق لکھا ہے اگر رؤسائے شام اللہ اکبر دمشق اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے اور انشاء اللہ ہونگے کہ ضرور ہونگے

تو آپکی قوت ولایت بلاشبہ ظاہر ہو جائیگی اور کامیابی کا سہرا آپ کے سر بندھیگا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اسوقت دو کام کریں ایک کم سے کم اپنے اخبار کے خریداروں کو آمادہ کرتے جاویں اور جیسا منظوران کریسنٹ کے چندہ دہندوں کا نام کا ایک کالم میں ہر ہفتہ ذکر ہوجاتا تھا ویسا ہی ہر ہفتہ ایک کالم میں کچھ اور سرخی قائم کرکے ان لوگوں کے نام مشتہر کرتے رہیں جو یہاں کے حصص کی خریداری پر آمادگی ظاہر کریں اور فی حصہ دوسو روپیہ سے کم نہ ہو۔ اور دوسرا ادھر بھی کوشش کریں کہ اہل ہند کو بھی اس کمپنی میں حصص مل سکیں۔ چنانچہ اگر یہ بات آپ کے نزدیک نامناسب نہو تو اپنے احباب سے دریافت کرکے دو حصص کی خریداری میری آپ ذکر کرسکتے ہیں (۲۵- اپریل ۱۹۰۸ء)

بغداد و دمشق کی مجوزہ لائن کو اسلامی مشترکہ سرمایہ سے تعمیر کرنے کی تجویز پر ترکی اخبارات میں آجکل سرگرمی کے ساتھ بحث ہورہی ہے جنکی آراء کا خلاصہ کسی آئندہ ہفتہ میں درج کرکے انشاءاللہ العزیز مفصل بحث کی جائیگی۔ سردست اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں کسی صاحب ثروت نے ابتک اسطرف توجہ نہیں کی اور بعض ترکی اخبارات کی تحریریں بھی چنداں تشفی بخش نہیں تاہم بعونہ ہماری معروضات اُس مبارک سرزمین میں جو براہ راست امیرالمومنین کے ظل عاطفت میں ہے متوقع اثر پیدا کرنے سے خالی نہیں رہیں۔ چند ہفتے ہوئے ہیں کہ چند رؤسا دمشق و شام کی درخواست کا ذکر کیا گیا تھا۔ اب تازہ ترین ترکی اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ ایک صاحب ہمت ذی ثروت بلند خیال سلطان[1] محمد عاصم بک نے بابعالی سے بافرہ اور سمسون کے درمیان اور نیز بافرہ سے سنیوپ تک ریلوے لائین تعمیر کرنیکا اجارہ ملنے کی درخواست کی ہے۔ اور شرائط ایسی معقول اور مفید پیش کی ہیں کہ باغلب وجوہ بابعالی انکو منظور کرلیگا۔

بصرہ جیسے کہ اکثر ناظرین کو معلوم ہے خلیج فارس سے اوپر دریائے دجلہ و فرات کے دہانہ کے قریب بغداد سے بجانب جنوب واقع ہے اور سمسون بحیرہ اسود پر یشیل ارماق کے دہانہ کے قریب طرابزون سے تقریباً دو سو میل بجانب مغرب اور دہانہ باسفرس سے تقریباً چار سو میل بجانب مشرق واقع ہے۔ اور بخط مستقیم بصرہ اور سمسون میں ۱۱۰۰ میل کا فاصلہ ہے۔ یعنی اگر یہ لائن تیار ہو جائے تو بحیرہ اسود اور خلیج فارس کے درمیان ایسا راستہ قائم ہو جاتا ہے جسطرح اسکندرون بصرہ لائن سے بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیان۔ بافرہ اور سنیوپ بھی بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل پر بندرگاہیں ہیں۔ اول الذکر سمسون سے بفاصلہ چالیس اور سنیوپ بفاصلہ ۹۰ میل بجانب مشرق واقع ہے بافرہ یا قزل ارماق پر ہے۔ اور سنیوپ وہ مقام ہے جہاں ۱۸۵۳ء میں روسیوں نے غداری سے ترکی بیڑہ کو تباہ کیا تھا۔

یہ لائن بھی تجارتی جنگی اور پولیٹیکل لحاظ سے اسکندرون بصرہ لائن سے کم نہیں ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آخرالذکر لائن سے مسلمانوں کے مذہبی متبرک مقامات کی رسائی بھی محفوظ اور قریب ہو جاتے ہیں۔ محمد عاصم بک کی درخواست کے مفصل حالات اور شرائط اور نیز یہ امر کہ انہوں نے سرمایہ کا کیا انتظام کیا ہے ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔ مگر درخواست کا کردینا ہی بتارہا ہے کہ بک موصوف نے سرمایہ کیطرف سے اطمینان کرلیا ہوگا۔ باینہمہ امید کرتے ہیں کہ وہ امتیاز ملجانے کی صورت میں اپنی کمپنی کے پراسپکٹس کو عام طور پر شائع کرکے دیگر ممالک کے مسلمانوں کو بھی اسبات کا موقعہ دینے سے دریغ نکرینگے کہ اگر خداوند کریم انکو اپنا روپیہ کسی سودمند اور مفید کام پر لگانیکی توفیق عنایت کردے تو وہ اسموقعہ سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ مفصل حالات معلوم ہونے پر اپنے ملک کو ترغیب و تشویق دلانے کیلئے انہیں اخبار میں درج کردیا جائیگا۔ اسی اثنا میں ظن غالب ہے اہالی دمشق کی درخواست کا نتیجہ بھی معلوم ہوجائیگا۔ (۲۳- مئی ۱۹۰۸ء)

[1] افسوس ہے سمسون بافرہ سینوپ تک ریلوے لائن تیار کرنیکا اجارہ بھی آخر وسط نومبر ۱۹۰۹ء کو ایک روسی متمول کو ملگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بغداد و دمشق

کی مجوزہ ریلوے لائن کے متعلق ایک کرمفرما حیدرآباد دکن سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہ سردست ایک حصہ خریدتے ہیں دوسو یا چارسو روپیہ جسقدر ایک حصہ کی قیمت تجویز کیگئی ہو۔ اس سے اونکو اطلاع دیجاے تاکہ وہ اوسے دفتر وکیل میں ارسال کردیں۔ اسکے ساتھہ ہی وہ بعد میں اور بھی کئی حصے خریدکرنیکا وعدہ کرتے ہیں۔ ہم صاحب ممدوح کے مشکور ہیں کہ وہ وکیل کی تحریرات کو بغور پڑہتے اور اوسکی معروضات اور مشوروں کو دلمیں جگہہ دیتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہم اونکے ارشاد کی تعمیل سے معذور ہیں۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ یہ معذوری کب تک قایم رہیگی۔ کیونکہ اس بارہ میں جو تجویز اسلام کے خادم وکیل نے اپنے ابناء ملک اور دیگر بلاد اسلامی کے ارباب ہمم کی خدمت میں پیش کی تہی۔ ابہی تک اوسے قوۃ سے فعل میں لانے کیلیے عملی طور پر کوئی کارروائی شروع نہیں ہوئی ہمارے مہربان کو یاد ہوگا کہ ہمنے اس معاملہ کے متعلق یہ تجویز پیش کی تہی کہ بصرہ سے براہ بغداد و موصل حلب اسکندرون اور وہاں سے براہ دمشق حرمین شریفین اور یمن تک اسلامی مشترکہ سرمایہ سے ریلوے لاین بنانے کی مفصل اور مشرح سکیم کی تیاری کیلیے ایک زبردست کمیٹی باضابطہ طور پر قسطنطنیہ میں امیرالمومنین کے ظل حمایت اور سرپرستی میں قایم کیجاے اور پھر یہہ کمیٹی ماہر انجینیروں سے اس قسم کا اسٹیمیٹ تیار کراکر جو اس کل لائن اور اوسکے متفرق حصوں کیلیے درکار ہو اسکے برابر سرمایہ نامزد اور یہہ تجویز کرے کہ اسکو اسقدر حصوں میں تقسیم کیا جائے اور ازانجملہ رجسٹرڈ کمپنی گورنمنٹ ٹرکی کی زیرنگرانی اور اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین کے سایہ ظل عاطفت میں قایم کیجاے جو دوسری کمپنیوں کیطرح ہر شہر و دیار میں اپنے ایجنٹ بہیجکر اور اشتہارات تقسیم کرکے مسلمانوں کو خریداری حصص پر مائل کرے۔ ہمارے مخدوم کو بخوبی معلوم ہے کہ یہہ ایسی تکمیل نہیں اور نہ سینکڑوں یا ہزاروں کا معاملہ ہے کہ ادہر زبان سے نکلا اور ادہر اسپر عملدرآمد شروع ہوگیا۔ یہہ کروڑوں روپیہ کا معاملہ ہے اور ان اقوام میں بھی جو زر و دولت سے مالامال اور ایسے کاموں پر روپیہ لگانیکی عادی ہیں۔ صرف اسی صورت میں ایسی خطیر رقمیں جمع ہوتی ہیں جبکہ وہ اشخاص یا انجمنیں جنکے ہاتھہ میں روپیہ دیا جاتا ہو معتبر اور اس کام کو جو تجویز کیا گیا ہو سرانجام پہونچانے کے قابل ہوں۔ اس سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایسی قوم سے جو زیادہ تر ضعال اور مفلس ہے علاوہ اسکے جسے تقریباً مختلف ناآشنا ہے کروڑوں کی رقم حاصل کرنیکے لیے کیسی معتبر ثقہ اور منتظم انجمن اور کیسی زبردست آرگنائزیشن ضروری ہے۔ اور ایسی انجمن جو کل دنیا کے مسلمانوں کی نگاہ میں معزز و محترم ہو وہی ہوسکتی ہے جو اوپر بیان ہوچکی ہے۔ پس اس تجویز کو عملی لباس پہنانے کیلیے سلطان المعظم کی اعانت و رہنمائی سب سے مقدم ہے اس لائن سے خلافت سنیہ اور کافہ مسلمین کو جو فائدے پہونچ سکتے ہیں اونکی تفصیل مکمل پہلے بیان ہوچکی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اونکی بابت یہہ کہ مسلمانوں کے جمیع فرقوں کے لیے تقریباً تمام مذہبی اور متبرک مقامات کے راستے اس سے محفوظ کم خرچ اور سہل الحصول ہوجاینگے اور مالی لحاظ سے بھی یہہ کچھہ کم منفعت بخش ثابت نہیں ہوگی۔ عام قیاس ہے کہ اس لائن پر جو سرمایہ خرچ کیا جائے اوسپر کم از کم دس فیصدی سالانہ منافع ملنا کوئی بڑی بات نہیں اور فی زمانہ یہہ شرح ایسی نہیں کہ اوسے بنظر حقارت دیکہا جائے۔ بالواسطہ طور پر جو بیشمار فواید عظیم مترتب ہوسکتے ہیں وہ علیحدہ ہے۔ اب یہہ امر کہ آیا سلطنت سنیہ اور امیرالمومنین اس ذمہ داری کو اوٹہانا قبول کرینگے یا نہیں اسکے لیے لازمی شرط پہلے یہہ ہے کہ یہہ تجویز اونکے گوش گذار ہو۔ کسی پچہلے ہفتہ میں لکہا جاچکا ہے کہ ترکی اخبارات اس تجویز پر نہایت عمدگی سے بحث کررہے ہیں۔ اور اسی سے متاثر ہوکر کئی باشندگان ٹرکی نے ریلوے لائنوں کے اجراء کیلیے درخواستیں پیش کردی ہیں

اس سے یہ نتیجہ نکالنا غالباً بیجا نہوگا کہ تجویز مذکور ضرور رجال حکومت کے کانوں تک پہونچ گئی ہوگی۔ اب مسترد یا منظور کرنا انکے اختیار میں ہے۔ مگر بظاہر سوا اسکے کوئی ایسی وجہ نہیں دیکھی جاتی جسکی بنا پر اوسکے مسترد ہوجانے کی توقع کیجاسکے۔ بلحاظ اغراض سلطنت و انتظام ملکداری کوئی امر اس لائن کی تعمیر کا مانع نہیں ہے لائن کسی دشمن کو ممالک عثمانیہ پر حملہ آور ہونے میں مدد نہیں دیسکتی۔ اور نہ وہ ایسے موقعہ پر ہے کہ کوئی دشمن اوس سے کبھی فایدہ اوٹھا سکے اب تک تقریباً جسقدر لائنیں تیار ہوئی ہیں۔ وہ یورپین کمپنیوں کی ملکیت ہیں اور یورپین حضرات کی مداخلت جیسی کچھ فایدہ بخش ہوسکتی ہے۔ وہ ترکی سے پوشیدہ نہیں ہے وزرائے دولت اور مشیران سلطنت اگر اس خیال سے تذبذب میں پڑجائیں تو کوئی تعجب نہیں کہ شاید سرمایہ مطلوبہ بہم نہ پہونچے۔ اور پھر خواہ مخواہ جگ ہنسائی ہو اس کام کو برسرانجام پہونچانے کیلئے اگر اوسیطرح اہتمام کیا جائے جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے تو ہمارے خیال میں کبھی ناکامیابی نہیں ہوسکتی تین یا چار کروڑ پونڈ کا سرمایہ کوئی ایسا بڑا نہیں ہے کہ کل دنیا کے مسلمان اوسے بہم نہ پہونچا سکیں مسلمان ابھی بالکل نادار نہیں ہوگئے اب بھی ان میں کروڑپتی اور لکھپتی موجود ہیں۔ اور جب انکو یہ معلوم ہوجائیگا۔ کہ وہ روپیہ خیرات نہیں کررہے بلکہ منفعت بخش کام پر لگا رہے ہیں تو انکو بالخصوص جو وہ اس کام میں بخوشی شریک ہونے سے مطلقاً دریغ نہ ہوگا تاہم اگر مشیران امیرالمومنین ان زبانی تسلیوں کے علاوہ اس امر کے عملی ثبوت پیش ہونے کے متوقع ہوں تو اونکے اس فعل کو نامناسب نہیں کہا جاسکتا اور ہمارا فرض ہے کہ ہم تا بمقدور ایسا ثبوت پیش کرنے کی کوشش کریں اور وہ ثبوت اسیطرح پیدا ہوسکتا ہے کہ ہر اسلامی ملک میں معقول تعداد ایسے اصحاب کی موجود ہوجائے جو اس کام میں شریک ہونے پر رضامند ہوں اور پھر اونکی یا اونکے نائبین کیطرف سے باضابطہ عرضداشتیں باب العالی میں بھیجی جائیں کہ اس کام کیلئے باقاعدہ کمپنی بننے کی صورت میں سردست اسقدر مالیت کے حصے ہم لوگ خرید لینگے خاص ٹرکی میں خدا کے فضل سے ایسی تحریک شروع ہوگئی ہے۔ مصر میں ظن غالب ہے المویٔد اور المنار وغیرہ معزز اخباروں کی پرزور تحریریں بے اثر نہیں رہینگی اور انکے ذریعہ سے دیگر ایسے اسلامی ممالک میں بھی جہاں عربی خوان موجود ہیں ضرور کچھ نہ کچھ تحریک ہوجائیگی۔ ایران کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اگر ہمارا معزز ہمعصر حبل المتین اسطرف توجہ کرتا تو غالباً اوس ملک والوں کو بھی اس امر کی اطلاع ہوجاتی۔ مگر افسوس اوسنے باوجود وعدہ کرنے کے اس اہم معاملہ کیطرف کوئی التفات نہیں کی جسکی اوس ایسے بہی خواہ قوم و ملت سے ہرگز توقع نہیں ہوسکتی تھی۔ ہندوستان میں وکیل کے سوائے صرف دو اسلامی معاصرین شمس الاخبار اور محمڈن مدراس نے ابنائے ملک کو ترغیب دینے کی کوشش کی ہے۔ دیگر اسلامی ہمعصر اب تک خاموش ہیں جنمیں سے پیسہ اخبار۔ جریدہ روزگار۔ مخبر دکن۔ چودہویں صدی دوام سلطنت۔ مشیر دکن۔ پنجاب آبزرور۔ مسلم کرانیکل۔ روزانہ دہلی۔ تحفہ محمدیہ اور دیگر کئی ایک محب قوم و ملک اخبارات کی خاموشی واقعی تعجب خیز ہے۔ لیکن جبتک یہ ہمعصر متوجہ ہوں۔ ہم اپنے حیدرآبادی کرمفرماؤں اور دیگر ناظرین سے اس تجویز کی عام اشاعت اور اپنی مساعی جمیلہ کے نتائج سے ہمیں اطلاع بخشتے رہنے کی التماس کرتے ہیں۔ اس کام کیلئے حیدرآباد بمبئی کلکتہ اور رنگون کے متمول مسلمانوں سے بہت مدد ملسکتی ہے۔ ہمارے دوست کراچی نے پہلے تو بہت کچھ گرمجوشی ظاہر کی تھی۔ مگر اب عرصہ سے خاموش ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے ہمخیال محمود یار الا حیدرآبادی عالی ہمت کے ساتھ ملکر اس تجویز بہبودی کار عظیم کی تکمیل کیلئے کوشش کرنیسے دریغ نہیں کرینگے۔ ہمارے مخدوم

تب ہی کوئی حصہ خرید سکتے ہیں جبکہ کمپنی کا وجود قایم ہو۔ اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جبکہ وہ سینکڑوں کو اپنا ہمخیال بنائیں۔ شہاب الدین صاحب ابو نور صاحب ایک مسیحی کمپنی کی تائید تو بڑی سرگرمی سے کرتے تھے مگر اسلامی کمپنی کے قیام کی تجویز سنکر ایسے خاموش ہوگئے ہیں کہ ان سے کسی قسم کی مدد کی کبھی انکی امید نہیں ہوسکتی تھی۔ حالانکہ انکی ادنے توجہ سے بہت کچھ کاربرآری ہوسکتی تھی اور ہوسکتی ہے۔ اس معاملہ میں اس شخص کی خاموشی جسنے امریکہ میں اشاعت اسلام کیلیے لاکھوں روپیہ مسٹر ویب کو بھجوائے ہوں کیا عبرت انگیز نہیں۔ امید ہے کہ حکیم غلام محی الدین مالک انڈیا گزٹ نہ صرف صاحب موصوف کو بھی تلافی مافات پر مایل بلکہ بمبئی کے اور بہت سے ذی ہمت اور اہل ثروت مسلمانوں کو اس کام کی تکمیل پر آمادہ کرنیکی کوشش کرینگے اور عالیجناب جنرل اسکلنسی قدری بلٹ مارکنٹش قونصل جنرل بھی بشرطیکہ کوئی امر مانع نہو اپنے مضمونوں پر اسکے فواید ظاہر کرنے سے مسلمانان عالم کو متشکر بنائینگے۔ اسموقعہ پر یہ جتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اپنی کوششوں کو اسی پر محدود نہیں کرنا چاہئے کہ لاکھوں اور ہزاروں روپیہ دینے والے بہم پہنچائے جائیں۔ گو ایسے اصحاب کا ہونا بھی ضروریات سے ہے۔ بلکہ کثرت تعداد پر زور دینا زیادہ مناسب ہوگا۔ خواہ وہ ایک ایک دو دو روپیہ ہی اس کام پر لگانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ عالم المستقبل علیہ استقلال مصری اور ترکی اخبارات نے جو رائیں ظاہر کی ہیں۔ انکا خلاصہ پھر کسیوقت انشاء اللہ العزیز درج کیا جائیگا (۲۰ جولائی ۱۹۱۱ع)

جرمنوں نے بابلعالی سے خلیج فارس سے اسکندرون تک ریلوے لائن کی تعمیر کا اجارہ ملنے کی درخواست کی تھی جو منظور نہیں ہوئی یہ وہی لائن ہے جسے وکیل نے اسلامی مشترکہ سرمایہ سے تیار کرنیکی تجویز پیش کی ہے۔ اس نامنظوری سے یہ نتیجہ نکالنا غالباً غلط نہوگا کہ یا غالباً وجوہ تجویز مذکورہ کو بھی اس نامنظوری میں بہت کچھ دخل ہوگا۔ اس لائن کے عوض بابلعالی نے جرمن کمپنیوں کو حیدر پاشا (قسطنطنیہ کے ایشیائی حصہ کا بندرگاہ) سے قیصریہ تک ۴۳ کیلومیٹر میل لمبی اور اسکی شہر سے قونیہ تک (جہاں مولانا جلال الدین رومی صاحب مثنوی کا مدفن ہے) ریلوے لائنیں تعمیر کرنے اور حیدر پاشا میں پختہ بندرگاہ بنانے کا اجارہ دیدیا ہے (۲۰ جون ۱۹۱۱ع)

بلاد عثمانیہ اور تعمیرات رفاہ عامہ۔ بغداد و دمشق کی مجوزہ لائن کے متعلق بحث کرتے ہوئے کسی پچھلے ہفتہ کے اخبار میں شام کے بندرگاہ طرابلس کے ایک نہایت خوار کا خط بحث درج کیا گیا تھا جسکا لب لباب یہ تھا کہ چند متمول اہل شام نے ریلوے لائنوں کی تعمیر کا اجارہ لینے کیلیے بابلعالی میں درخواست کردی ہے۔ اسکی اب اخبار المؤید کے نامہ نگار اسکندریہ کی تحریر سے بھی تصدیق ہوگئی ہے۔ ملنا ہے ملک کی آگاہی کے لیے اس تحریر کا ترجمہ ذیل میں دیدیا جاتا ہے۔

آستانہ علیہ کی اخبارات سے جو اہم خبر معلوم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ صاحب ہمت دولت بلاد عثمانیہ میں تعمیرات رفاہ عامہ کے امتیازات ملنے کے لیے جو فلاح و تقدم کے رستہ پر پہنچنے کا بڑا ذریعہ ہیں۔ بڑی سرگرمی سے کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ از انجملہ ایک صاحب حبیب آفندی مطران دمشقی (نامی) ہیں۔ جو شام کی موجودہ ریلوے لائن کے اجارہ دار ہیں۔ صاحب موصوف نے حسب ذیل امتیازات کی درخواست کی ہے وہ سب کے سب نہایت مفید اور منفعت بخش ہیں۔ انکی استدعا ہے کہ انکو ممالک شامانہ کے بڑے بڑے شہروں میں برقی روشنی کرنے نئی ریلوے لائنوں کی تعمیر اور صنعتی کارخانوں کے قیام کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ اس عرضداشت پر اب نظارت تعمیرات غور کر رہی ہے۔ ہمیں کامل امید ہے کہ اہل شام دل کھول کر ہمت باندھکر آفندی ممدوح کی نیک ارادوں کی تقویت فرمائینگے اور ان کے اخلاقی (اپنی قدیم دستور ہمتی) اور اسکی مدد کرینگے تاکہ ان امتیازات کا فایدہ ملک اور اہل ملک

سے اٹھاتے ہیں یہ ہو کر نہیں سکتی جب کبھی کوئی اہم اجارہ ملجاتے ہیں تو ہم لوگوں کی لاپروائی سے اور نہیں ممالک غیر کے مالداروں کی ہاتھ کم قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور ہو جاتی۔ اور اس طرح سے ان مفید کاموں کا کل فائدہ غیروں کو جا پہنچا۔ ملک والوں کو کوئی فائدہ نہ ملا بلکہ برعکس اسکو ان کو اپنے ملک میں ان مفید کاموں کے اجرا کیلئے اُلٹا چالاکوں اور تیار والوں کا مستوجب ہونا پڑا۔ کیونکہ اجنبی لوگ بغیر ضمانت کے کوئی کام شروع نہیں کرتے اور پھر ضمانت کی بھروسے پر پوری تندہی سے اور کام کو فروغ دینے کی کوشش نہیں کرتے۔"

یہی نامہ نگار خوشخبری سناتا ہے کہ امیر المومنین نے ولایت شام اور حجاز یمن کے درمیان خشکی پر تار برقی کی لائن تیار کیئے جانیکا حکم صادر فرمایا ہے۔ اس لائن کی ایک شاخ مدینہ منورہ کے بندرگاہ ینبوع کو بھی جائیگی۔ اس لائن سے جو پولیٹیکل اور تجارتی فوائد مترتب ہونگے وہ ہویدا ہیں۔ وزرائے دولت ارشاد سلطانی کی تعمیل کیلئے لائن کی حفاظت اور اسکے خرچ کے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔ ایک امر خبار نے لکھا تھا کہ کسی فرنچ انجنیئر نے اس لائن کی درخواست کی ہے مگر نامہ نگار کی تحریر سے واضح ہو گیا ہے کہ اسکا خیال خود جلالت مآب کو سوجھا تھا اور کہ وہ سرکاری خرچ سے بنائی جائیگی۔ وکیل اس مبارک خبر کو اپنی تجویز کی کامیابی کا پیش خیمہ تصور کرتا ہے اور انشاء اللہ العزیز اسکا یہ قیاس غلط ثابت نہیں ہوگا۔ اسوقت ممالک دولت عثمانیہ اور عرب کے درمیان خشکی پر کوئی برقی لائن نہیں۔ بحری تار برقی سے کام لیا جاتا ہے اور یہ بحری لائنیں انگریزوں کی ملک میں ہیں۔ اس مجوزہ لائن کا پولیٹیکل مدبہی فائدہ یہ ہوگا کہ بالعمالی سرکار ان لائنوں سے مستغنی ہو جائیگی اور تجارتی بہلے معاملات کی عام کثرت ہو جائیگی۔ یہ لائن شام کے ضلع معان کے صدر مقام سے شروع ہو کر ینبوع جدہ اور حدیدہ کو جائیگی اور ان تینوں بندرگاہوں پر مدینہ مکہ اور صنعاء کو اسکی شاخیں تیار کیجائینگی۔ حفاظت کیلئے عسکر شاہانہ کے علاوہ مشائخ عرب کی فوج بھی متعین کیجائیگی۔ اس موقعہ پر یہ بتا دینا بیجا نہ ہوگا کہ ہمارے معزز معاصر حبل المتین نے اپنے وعدہ کو بھلا نہیں دیا بلکہ اسے با احسن طریق اور موثر پیرایہ میں پورا کرنے کیلئے ابتک خاموش رہا ہے۔ اسکے اپنے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ "در مقامات معاصر محترم ما اخبار وکیل امرتسر ہیں باب انعقاد کمپانی اسلامی بجہت متصل ساختن ممالک اسلامیہ بذریعہ راہ آہن تا آخر با اخبارات ترکی رسیدہ و دریں موضوع بحث منتہا بدینکہ مناسب است تجار اسلام بسرپرستی اعلیحضرت خلافت پناہی بجہت ساختن راہ آہن از بصرہ و بغداد و موصل تا دمشق انعقاد کمپانی مخصوصی نمودہ سرمایہ جمع نمایند اخبار حبل المتین با اینکہ وعدہ دادہ در ہمہ موضوع بحث نکردہ بواسطہ تحقیقات بعضے مراتب است کہ از اسلام ابول شود چنانچہ بعض مراتب بازیافت شدہ و بعض دیگر نیز عنقریب بتحقیق میشود انشاء اللہ در موضوع مطلب تفصیل بحث خواہیم کرد (۱۱ جولائی ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق کی مجوزہ لاین پر مسلمانوں نے تو کچھ توجہ نہیں کی۔ مگر اس تجویز کا مشتہر ہونا تھا کہ عیسائی متمولین کو پہلے سے زیادہ اسکی طرف توجہ ہو گئی اور اب کوئی ہفتہ ایسا نہیں گذرتا جس میں اس لائن کے متعلق کوئی نہ کوئی تازہ خبر سننے میں نہ آتی ہو۔ ہندوستان کی عام پبلک تو غیر تعلیم یافتہ ہے۔ عام جہالت سے بالعموم ایسے کاموں سے نا واقف محض ہے۔ اسلئے تجویز مذکور کی عدم اشاعت نہ ہونے سے ایک طرح سے معذور بھی سمجھی جاسکتی ہے مگر ہمارے مدعیان ہمدردی قومی اصلاح ملکی کیلئے وقف ہیں اپنی اخبارات غالباً اپنی خاموشی کی کوئی وجہ پیش نہیں کرسکینگے۔ اگر وہ اور کچھ نہیں صرف اسکی اشاعت کا ہی کام اپنے ذمہ لے لیتے تو کم از کم ان کی معرفت سے تمام قوم واقف ہو جاتی اور پبلک میں شہرت ہو جانے کی صورت میں یہ کچھ امید ہو سکتی تھی کہ شاید کوئی قومی نمائندہ مسلمانوں کسی مفید کام کو نفع الواقع اختیار کر لینے کی مشکلات ختم ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ

ہمارے اکثر مصری، شامی اور ترکی اخبارات نے اس بارہ میں نہ فقط اپنا فرض ہی ادا کیا ہے۔ بلکہ اپنی زور تحریرات سے ہندوستانی اخبارات کی بے توجہی کی تلافی کردی ہے۔ مگر نتیجہ پوچھو تو جہاں آتش ہمہ کاسہ ہو الا معاملہ ہے۔ وہاں بھی ابتک کسی مسلمان کو اس نیک اور مفید فایدہ بخش کام کی تحصیل کیطرف متوجہ ہونیکی جرأت نہیں پڑی۔ برعکس اسکے یورپین متمولین میں کچھ ایسی بےچینی اور بیقراری پیدا ہو گئی ہے کہ جیسی مستعدی اور گرمی بالعجالی سے حصول امتیازات کیلئے وہ آجکل دکھا رہے ہیں پہلے کسی زمانہ میں ویسی نہیں ظاہر کیگئی تھی شاید انکو مسلمانوں کی جانب اُن کا سکہ اپنے ہاتھ سے چھین جانیکا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ مگر گذشتہ دس مہینوں کے تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ اُن کے دلوں میں کوئی ایسا اندیشہ پیدا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ کل ممالک کی نسبت ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے اور یہ کہنا بھی غالباً مبالغہ میں داخل نہ ہوگا کہ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی جسقدر متمول مسلمان اس ملک میں موجود ہیں اتنے شاید کسی اور ملک میں نہ ہونگے۔ اور ان لوگوں کو اس تجویز کے فوائد اور اہمیت پر صرف اخبارات کے ذریعہ متوجہ کیا جا سکتا تھا۔ مگر جنہوں نے خود ہی توجہ نہیں کی وہ دوسروں کو کسطرح متوجہ کرا سکتے ہیں پس جب ایک عظیم الشان اسلامی ملک کے قومی رہنمائی کے مدعیوں کی پست ہمتی اور غفلت اس درجہ تک پہنچی ہوئی ہو تو دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے بھی متمولین کو کیا اندیشہ ہو سکتا ہے ہمیں ابتک کوئی وجہ نظر نہیں آئی۔ کہ ہمارے اسلامی معاصرین اس تجویز کو اپنے ناظرین کے سامنے پیش کرنے سے کیوں گریز کر رہے ہیں؟ وہ ایسا کرنے سے اُنسے کسی خیراتی فنڈ کے لئے روپیہ نہ مانگتے۔ بلکہ اُن کو ایک ایسا مصرف بتلانے والے ہوتے جس سے ہمارے متمولین کو غالباً دیگر کاموں پر روپیہ لگانے والے مالی فایدہ سے بہت زیادہ ہو سکتا۔ دیگر قومی اور تعلیمی فوائد جو خود بخود مترتب ہو جاتے وہ علیحدہ رہے۔ آجکل ہمارے ملک میں جابجا مدارس اور کالج قایم کرنیکا عام شوق پیدا ہو گیا ہے مگر افسوس کہ ہمارے حامیان تعلیم کو اپنے خیالات کو ذرا اور وسیع اور بلند کرنیکی فرصت نہیں ملسکی۔ اگر وہ تجویز مذکور پر ذرا سا غور کرنیکی تکلیف گوارا کرتے تو انپر واضح ہو جاتا کہ مالی فایدہ کے لحاظ سے نہایت ہی مفید اور محفوظ انوسٹمنٹ (آمدنی کے لئے کسی کام پر روپیہ لگانا) ہونیکے علاوہ مجوزہ لائن ہمارے نوجوانوں کو تجارتی، صنعتی، فنونی، علمی اور عملی تعلیم دینے والی ایک عظیم الشان یونیورسٹی کا کام دے سکتی ہے۔ مذہبی لحاظ سے بھی یہ لائن کچھ کم اہم نہیں۔ اس بارہ میں اسکا ادنےٰ ترین فایدہ یہ ہوگا کہ ہمارے مذہب کے تمام فرقوں کے متبرک مقامات سہل الحصول اور اُن تک پہنچنے کا خرچ بہت کم ہو جاتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اگر اُن خوش اعتقاد لوگوں کو جو مساجد و مدارس خانقاہیں بنانے اور بزرگوں کے چڑھاوے پر لاکھوں روپیہ بیدریغ خرچ کر دیتے ہیں اور جو ہر سال لاکھا روپیہ غریب لوگوں کو حج کرانے میں خرچ کرتے ہیں یہ سمجھایا جاوے کہ اس لائن سے حضرت عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اور نجف اشرف اور کربلائے معلی کے زائرین اور حرمین شریفین کے حاجیوں کے لئے انتہا سہولتیں پیدا ہو جائینگی۔ وہ ہند کی موجودہ مصائب و مشکلات سے بالکل محفوظ ہو جائینگے۔ اور ساتھ ہی ہم خرما و ہم ثواب۔ نیکنامی شہرت اور ثواب عقبیٰ کی آمدنی کے علاوہ جو روپیہ لگایا جائیگا۔ اُس سے ہر سال ہمیشہ کے لئے معقول نفع بھی ملتا رہیگا۔ تو وہ لوگ اسکی تکمیل پر آمادہ نہ ہو جائیں۔ ہندوستان کی بندرگاہوں اور ریاستوں میں ابتک بیسیوں ایسے متمول مسلمان موجود ہیں کہ انمیں سے صرف تین چار ملکر اس کام کو اپنے ذمہ لے سکتے ہیں اور انہیں سے بعض ایسے صاحب بھی ہیں جو اس قسم کے تجارتی کاموں کی مفاد سے ناواقف نہیں۔ چنانچہ چند سال ہوئے سکندرآباد دکن والے عالی ہمت فیاض حاجی سیٹھ چمن لال صاحب نے اپنے روپیہ سے ریاست میں ایک ریلوے لائن

بنانیکا اجارہ لیا ہے۔ اسیطرح ریاست میسور میں دو مسلمانوں نے جنکا پچھلے ہفتہ ذکر ہو چکا ہے۔ سونے کی کانوں پر کام کرنیکا اجارہ حاصل کیا ہے بمبئی میں حاجی قاسم کئی دخانی جہازوں کے مالک ہیں۔ اور اُن کے ہم پلہ کئی مسلمان تاجر وہاں موجود ہیں۔ اسلیے ایسے اصحاب کو اگر توجہ دلائی جائے تو وہ غالباً ضرور کار مجوزہ کی تکمیل پر کمربستہ ہو جائیں اور انکو متوجہ کرنیکا ذریعہ یہی اخبارات ہیں۔ اگر کل اسلامی اخبارات اس معاملہ پر بحث کریں تو انمیں سے کوئی نہ کوئی ضرور خود ان متمولین یا اونکے دوستوں یا مشیروں میں سے کسیکی نظر سے گذر جائیگا اور اسطرح عام اشاعت ہونیکے ساتھ ہی ساتھ یہہ تجویز خاص خاص لوگوں کے کانوں تک بھی پہنچ جائیگی۔ کیا ہندوستانی اخبارات کی عرق حمیت مصری اخبارات کو دیکھکر بھی متحرک نہیں ہوتی کہ جو تجویز ہندوستان سے پیدا ہو اسپر غیر ملک کے اخبارات تو اس سرگرمی سے مصروف بحث ہوں اور یہاں کے اخبارات ایسے ممکن ہوں کہ خبری نباشد۔ ہمارا ہمعصر حبل المتین ان دنوں اتحاد شیعہ و سنی پر بہت کوشش کر رہا ہے۔ اور ہر سچے مسلمان کی دلی دعا ہے کہ وہ اسمیں کامیاب ہو۔ اس کے لئے وہ دونوں مذہب کے علماء کی کانگرس منعقد کرنا چاہتا ہے اور اسکی اس تجویز سے تھوڑی سی ترمیم کیساتھ وکیل بھی اتفاق رائے کر چکا ہے۔ مگر قدرے غور و فکر کرنے سے ہر صاحب دانش پر ظاہر ہو سکتا ہے کہ اتحاد کی بنا محض زبانی لفاظی اور پند و نصائح سے بہت کم قائم ہوا کرتی ہے۔ لیکن کسی کام میں عملی طور پر بالاشتراک ساعی ہونے سے خود بخود و نامعلوم طور پر دونوں میں محبت اور الفت پیدا اور پھر رفتہ رفتہ استحکام پذیر ہو جاتی ہے۔ پس اگر ہمارے معزز ہمعصر انعقاد کانگرس کی بجائے دونوں فرقوں کے متمولین کیلئے کوئی ایسا کام بہم پہونچانیکی کوشش کریں تو غالباً وہ اپنے مدعا میں بہت جلد اور باحسن طریق کامیاب ہو سکینگے اور ایسا کام جہانتک بظاہر قیاس کیا جا سکتا ہے اس وقت مجوزہ لائین سے بڑھکر عمدہ اور مناسب کوئی نہیں ہو سکتا جسمیں اسکی عظمت کیوجہ سے ہر دو جماعت کے کثیر التعداد اصحاب بآسانی شامل ہو سکتے ہیں۔ اور جسقدر شمار میں کثرت ہوگی اسیقدر اتحاد کا مدعا زیادہ پورا ہو سکتا ہے۔

ممکن ہے ہمارے بعض ہمعصر اس خیال سے معاملہ میں کوشش کرنا بے سود سمجھیں کہ کئی مسیحی متمولین ذی اثر مفید لائنوں کے اجارے حاصل کر چکے ہیں اور خود مجوزہ لائن کے حصہ کثیر کیلئے بھی درخواست کر دی ہے جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ غالباً ضرور منظور کر لیجائیگی لیکن ہم پچھلے ہفتہ کے اخبار میں تحریر کر چکے ہیں کہ یہہ خبریں ابھی تک تصدیق طلب ہیں چنانچہ ان خبروں کی تا حال کوئی تصدیق نہیں ہوئی کہ ایک فرانسیسی کو توینسی لیفٹننٹ اور ایک جرمن بنک کو قیصریہ سے سرحد ایران تک لائنیں بنانیکا اجارہ ملگیا ہے۔ لیکن اگر یہہ درست بھی ہوں تو ان سے ہماری تجویز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ البتہ روسی کونٹ نے تقریباً بعینہ اوسی لائن کے حصہ کثیر کے لئے درخواست کی ہے جو اسوقت زیر بحث ہے وکیل کی تجویز تھی کہ بجائے اس لائن کے جو ایک انگریزی کمپنی کویت یا بصرہ سے عرب کے شمالی علاقہ کے راستہ بندر سعید تک بنانا چاہتی ہے بصرہ سے بغداد و موصل تک اور وہاں سے حلب اور اسکی بندرگاہ اسکندرون تک اور پھر حلب سے براہ دمشق حرمین و یمن تک مشترکہ اسلامی سرمایہ سے جسکی مقدار زیادہ سے زیادہ پانچ کروڑ پونڈ ہوگی۔ ریلوے لائن تعمیر کیجائے روسی کونٹ کی درخواست سے بھی وکیل کی تجویز کی معقولیت ثابت ہو گئی ہے کیونکہ اسنے بھی انگریزی کمپنی کے مجوزہ خط کی بجائے تقریباً یہی خط اختیار کیا ہے۔ فرق صرف یہہ ہے کہ بحیرہ شام پر اسنے اسکندرون کی بجائے طرابلس کو جو اول الذکر سے تخمیناً پچاس میل بجانب جنوب واقع ہے انتہائی اسٹیشن تجویز کیا ہے وہاں سے وہ لائن کو براہ تدمر بجانب ہیت (دونوں آخر الذکر مقام دریائے فرات کے داہنے ساحل پر واقع ہیں) لیجا کر اسکی دو شاخیں کرنا چاہتا ہے۔ ایک شاخ کو دریا کے داہنے ساحل کے کنارے کنارے کربلا تک اور وہاں سے

بصرہ کو اور دوسری دریائے فرات کو بمقام ہیت عبور کرکے دو آبہ میں سے ہوتی ہوئی دریائے دجلہ کو بھی عبور کرکے شمال مشرقی رخ سرحد ایران تک متصلہ خانقین کو لیجانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ خانقین ترکی سرحد پر بغداد سے بجانب شمال مشرق تخمیناً ۹۰ میل اور ایران کے مشہور قصبہ کرمانشاہ سے خانقین بجانب مغرب تقریباً ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کونٹ مذکور بابعالی سے کوئی ضمانت بھی نہیں مانگتا۔ اور بابعالی نے اسکی درخواست کو بغرض غور و رپورٹ وزارت تعمیر عامہ کے پاس بھیجدیا ہے۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسکی درخواست ضرور منظور کر لیجائیگی۔ اول تو ترکی اخبارات کی رائے اور تحریرات سے پایا جاتا ہے کہ ترک اب اجنبیوں کو ایسے اہم اجارے دینا ہرگز مناسب تصور نہیں کرتے جبکہ عام اجنبیوں سے ایسی بدظنی ہو رہی ہے تو روسیوں سے بدرجہ اولیٰ ہوگی۔ دوم کسی درخواست کو لے لینے سے یہ نہیں پایا جاتا کہ اسے ضرور ہی منظور کیا جائیگا۔ کسی کی درخواست کو سماعت کرنے سے بھی انکار کر دینا بد اخلاقی میں داخل ہے۔ اور ترکوں ایسی خوش اخلاق قوم سے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ حالات موجودہ پر غور کرنے سے درخواست مذکور کے منظور ہونے کی نسبت بالآخر اسکے مسترد کر دئے جانیکی زیادہ قوی امید ہے۔ بہرحال یہ یقینی امر ہے کہ مہینوں تک اسکا فیصلہ نہیں ہوگا۔ اور اس عرصہ میں اگر مسلمان متمولین کی کوئی جماعت باقاعدہ قایم ہو کر باضابطہ امیر المومنین سے درخواست کر دے تو وہ ایک اسلامی کمپنی کے مقابلہ پر مسیحی سائلین کو کبھی ترجیح نہیں دینگے۔ ہمیں اسوقت صرف اس امر کی ضرورت ہے کہ اگر کچھ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو فوراً زیادہ مستعدی اور سرگرمی سے کام لیں اور اپنے ملک کو اپنی طرف سے حتی الامکان اسطرف مایل کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر بفرض محال روسی سایل یا کوئی اور خواستگار بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیان لاین کا اجارہ حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو جائے پھر بھی مجوزہ لاین کا بہت بڑا حصہ یعنی دمشق سے مدینہ تک مع متعدد شاخوں کے باقی رہیگا جو کسی صورت میں غیر مسلم کو نہیں دیا جا سکتا اور وہ اعلیٰ اغراض اس لاین سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہوگا کہ مالی لحاظ سے یہ ٹکڑا شاید اول الذکر ٹکڑے کی برابر منفعت بخش نہو۔ لیکن یہ فرق کچھ ایسا بڑا نہیں ہوگا۔

بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیانی ٹکڑے کی نسبت الہ آباد کا پاینیر ایک پرایویٹ خط کے حوالہ سے اس ہفتہ ایک اور عجیب خبر سناتا ہے جسمیں قسطنطنیہ میں جرمنوں کے ارادوں کا ذکر کرنے کے بعد جسکا لب لباب کسیقدر آگے درج کر دیا گیا ہے تحریر ہے کہ شامی عثمانی کمپنی جو بندر سعید سے بغداد تک ریلوے لاین جاری کرنے کے لئے قایم ہوئی ہے عنقریب کام شروع کرنا چاہتی ہے۔ اور انگریزی گورنمنٹ کمپنی مذکور کی ہر طرح سے امداد کر رہی ہے۔ شامی عثمانیہ کمپنی کا نام اب پہلی مرتبہ سننے میں آیا ہے۔ اخبار تمدن مصری نے البتہ چند مہینے ہوئے یہ لکھا تھا کہ ایک عیسائی النطون یکیبے سفطلی کو شام سے مصر تک ریل بنانے کا اجارہ ملگیا ہے۔ یہ صاحب غالباً شامی عیسائی ہیں اور کچھ عرصہ ہوا ہمارے ایک عنایت فرما نے طرابلس الشام سے تحریر کیا تھا کہ دمشق میں چند متمولین نے ریلوے لاین کا اجارہ لینے کی عرضداشت بابعالی میں پیش کر دی ہے خط مذکور جو تفصیل میں نہایت مختصر تھا اخبار میں درج کر لیا گیا تھا۔ ممکن ہے اسی جماعت نے شامی عثمانی کمپنی کا نام اختیار کر لیا ہو۔ اور اسکی درخواست بنظر استحسان دیکھی گئی ہو۔ لیکن اگر یہ قیاس درست ہو۔ تو انگریزی گورنمنٹ کی امداد کا کچھ مطلب سمجھ میں نہیں آسکتا کیونکہ جماعت مذکور نے یہ لازمی شرط قرار دی تھی کہ کسی یورپین کو کمپنی میں شریک نہیں

کیا جائیگا بہرحال ہم خوش ہونگے کہ ہماری تحریک بالکل بے اثر نہیں رہی اور شام کے چند عالی ہمتوں کو ادہر توجہ ہو گئی ہے لیکن ہمارے ہندوستانی معاصرین کی لاپروائی سے اگر اس ملک کے مسلمان اس کثیر المنفعت اور اہم کام کی شرکت اور اس کے فایدہ اٹھانے سے محروم رہے تو اسکی مسئولیت انکی گردنوں پر رہیگی۔ ابہی وقت موجود ہے اور ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں جیساکہ ہمارا معزز مصری ہمعصر المنار ایک طویل مضمون کے اخیر پر تحریر کرتا ہے۔ فاهمية المشروع الاسلامي باقية على حالها ولا ننفك نحث عليها ولئن فات لبعضها فاننا نحض على باقيها والله التوفيق" لیکن اگر ہمارے اکثر سربرآوردہ اور ممتاز ہمعصر چندوں کی فہرستوں اور پردوں کی منفرتوں کے بیان کے ضمیمے ہی صفحے کے صفحے سیاہ کرتے رہے۔ اور خود لکھنا تو درکنار ان عربی اخبارات کا ترجمہ دیدینا یا وکیل کی تحریروں کو نقل کردینے کی بہی انکو توفیق حاصل ہوئی تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے سوا اور کیا چارہ ہو سکتا ہے (۲۲۔ اگست ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق کی مجوزہ لاین کے متعلق معزز ہمعصر المؤید مصری کی تحریرات بجنسہ شایع کیجا چکی ہیں عربی خوان ناظرین کو انکے پڑہنے سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ ایڈیٹر وکیل نے جناب المنار و معلومات کی بعض آرا پر جو انہوں نے اس تجویز کے پہلی مرتبہ مشتہر ہونیکے وقت اسکی نسبت ظاہر کی تہیں اعتراض کیا تہا اور جناب فضیلت مآب ایڈیٹر المؤید نے اسکی تائید کی۔ اسپر معزز ہمعصر المنار نے ایک طویل آرٹیکل میں ایڈیٹر وکیل کے اعتراضات کو غلط فہمی پر مبنی قرار دیا ہے اور تحریر کیا ہے کہ المنار جاری ہی اسی غرض سے ہوا ہے کہ اسلام کو اہالی یورپ کے مفید اعمال کی پیروی کرنے کی ترغیب اور مشترکہ سرمایہ سے قومی کاموں کی تکمیل کی تحریک کرے ہمعصر موصوف نے تعلیم و تربیت کی بہی نہایت بے نظیر اور جامع تعریف کی ہے اور اسکے ظاہر کرنے سے ہمیں مطلقاً تامل نہیں کہ ویسی تعلیم و تربیت پر جیسی کہ المنار چاہتا ہے وکیل کو کوئی اعتراض نہیں اور اسکی دلی تمنا ہے کہ ہمارے ابنائے ملک اور بالخصوص مسلمانوں کو ویسی ہی تعلیم و تربیت کیطرف رجوع کرنیکی توفیق حاصل ہو۔ اسکے بعد ہمعصر موصوف مجوزہ لاین کے فواید تفصیلوار تحریر کرکے دو ایک موانعات کا بہی ذکر کرتا ہے لیکن یہ موانعات چنداں قابل غور نہیں اور ایڈیٹر وکیل نے انکی تردید مصری اخبارات میں تحریر کر دی ہے بہرحال ہمارا ہمعصر اس تجویز کی اچہی پوری تائید کرتا ہے اور موقع پر ہم ناظرین کو یہہ خوشخبری سنانا مناسب سمجہتے ہیں کہ اس امر کے باور کرنیکی کافی وجوہات پائی جاتی ہیں کہ یہہ تجویز مسامع اعلیحضرت امیر المومنین ایدہ اللہ الی انتہائی الدوام تک پہنچ چکی ہے اور اگر متوسط الحال اور متمول مسلمان اسکی تکمیل کیلئے کمربستہ ہو جائیں تو بالغالب وہ جلالتمآب کو اسے اپنی سرپرستی میں لینے سے کوئی دریغ نہیں ہوگا۔ (۲۹۔ اگست ۱۸۹۸ء)

بغداد اور دمشق کی مجوزہ لاین

کے متعلق ایک بزرگ عنایت فرمائی حسب ذیل حوصلہ افزا تحریر ارسال فرماتے ہیں انکی بزرگی اور اتقا کا خیال کرکے یہہ امید کرنا شاید بیجا نہ ہوگا کہ انکی مخلصانہ دعا اور التماس غالباً بے اثر نہ رہیگی۔

مخدوم مکرم بندہ! السلام علیکم! مزاج مبارک!!! خداوند تقدس کا ہزار شکر ہے کہ ہماری اس گئی گذری زمانہ میں بہی آپ جیسے پر جوش ہمدرد اسلام و اہل اسلام موجود ہیں آپکی تجویز اجرائی ریل ایشیائی ٹرکی کی میں دل سے تائید کرتا ہوں اور خدا سے دعا ہے کہ خداوند تعالی آپ کی اس تجویز میں جلد کامیابی بخشے اور ہماری زندگی میں اسلامی ریل ایک سرے سے دوسرے سر تک ترکی ایشیائی اور نیز حرمین شریفین تک جاری ہو جاوے اور ہم سوار ہو کر حج کر آئیں کو میں نہایت کم حیثیت شخص ہوں مگر چونکہ مسلمان ہوں لہذا البتہ کل ہندوستان کی مسلمانوں کی منفعت

ف یہ مضمون لکھکر شایع ہوا ہی تہا کہ ہمارے ہمعصر روزانہ اخبار نے مولف کے خطوط بنام ایڈیٹر المؤید اور ایڈیٹر وطن کی رائے کا بجنسہ ترجمہ دو نمبروں میں کئی صفحوں پر شایع کر دیا اور پہر کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کو ترغیب دلانیکی غرض سے خود بہی کئی نمبروں میں ایڈیٹوریل مضامین تحریر کئے اور نیز ہمعصر حیدرآباد دکن مدراس اور دیگر ہمعصروں نے بہی مگر بدبخت مسلمان ایسے نہیں سوئے کہ کسی کے جگائے جاگ سکیں۔

کہ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی کمپنی ہندوستان یا ترکی میں اس کار خیر کیواسطے کھڑی ہو تو پانچ ہزار روپیہ تک کے حصے میں خریدنے کو تیار ہوں۔ آپ للہ بہت جلد ایک کمپنی کے کھڑے کرانے کی کوشش کریں۔ اللہ برکت دیگا۔ (۵ ستمبر ۱۸۹۸ء)

ایک جرمن مسمے ہیرن ماتار کو صامسون اور سیواس کے درمیان ریلوے لائن بنانے کا اجارہ عطا ہوا ہے اور اس نے حسب دستور بطور ضمانت ۳ ہزار پونڈ عثمانیہ بنک میں داخل کر دئے ہیں۔ اجارہ دار کا منشا تھا کہ اسے بحیرہ اسود سے بحیرہ شلم کی بندرگاہ یمو طرابق تک بھی جو اسکندرون کے قریب ہے لائن بنانیکی اجازت دیجائے۔ لیکن چونکہ یہ مقام اناطولیہ ریلوے کمپنی کے اجارہ کے دائرہ میں داخل ہے اسلئے اس درخواست کو منظور نہیں کیا گیا (۲۶ ستمبر ۱۸۹۸ء)

بصرہ طرابلس لائن کے اجارہ ملنے کے خواہشمندگار کونٹ ڈی لاڈیمیر نے ساتھ ہی کئی اور اجاروں کی بھی درخواست کی ہے منجملہ ازاں چند ایک یہ ہیں (۱) مجوزہ لائین کے دونو طرف چار چار میل تک لوہے معادن کی دریافت ہو اور نشر آئیگی انکے کھودنے کی بھی اجازت دیجائے (۲) دجلہ اور فرات کے دوآبہ کی دلدلوں کو خشک کرنیکا اجارہ عطا ہو (۳) بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیان پختہ سڑکیں اور (۴) سواحل شام کے تمام بنادر میں پختہ لنگرگاہیں اور گھاٹیں وغیرہ تعمیر کرنیکا اجارہ دیا جائے۔

ایک جرمن اخبار اس درخواست کے متعلق انگلستان کی پالیسی دربارۂ ٹرکی میں تبنہ سمر کے وقت سے تغیر آجانے پر جسپر ہم وکیل سنین گذشتہ میں کئی دفعہ مفصل بحث کر چکا ہے رائے زنی کرنیکے بعد ایک اخبار کے حوالہ سے اس روسی درخواست کی یہ عجیب وجہ تحریر کرتا ہے۔ "زیادہ زمانہ گذرنے نہ پائیگا کہ ٹرکی روسی تاوان جنگ کے بوجھ سے سبکدوش اور اسطرح اسکے دباؤ سے آزاد ہو جائیگی۔ اسلئے روس ابھی سے اس دباؤ کو قایم رکھنے کی تدابیر سوچنے کے درپے ہو گیا ہے اور یہ اجارے اسکی رائے میں نہایت عمدہ اور کارآمد ذریعہ اس مدعا کے حصول کیلئے ہیں۔ ٹرکی میں قاعدہ ہے کہ جب کسیکو اجارہ ملتا ہے تو اجارہ دار کو ایک معقول رقم شرائط اجارہ کی ایفا کی ضمانت میں عثمانیہ خزانہ میں جمع کرنی پڑتی ہے پس اگر کونٹ ڈی لاڈیمیر کا پٹنٹ کو یہ متعدد اجارے ملگئے تو اسے بڑی رقم داخل کرنی پڑیگی۔

اب روسی مدبرین کا خیال ہے کہ ٹرکی کو چونکہ ہمیشہ روپیہ کی ضرورت رہتی ہے وہ اس رقم امانت کو خرچ کر لیگی۔ اور اسطرح وہ روس کے قابو میں آجائیگی کہ جب کوئی کام ہوا تو جھٹ روسی سفیر پوچھا کریگا وہ رقم کہاں ہے؟ اگر جواب حسب منشا ملا تو وہ تقاضا دھر ادبا دباؤ ڈالکر کوئی نہ کوئی مزید مراعات اپنے ملک کیلئے حاصل کر لیا کریگا۔

اس لحاظ سے یہ گویا اجاروں کی درخواست نہیں ہے بلکہ دراصل ٹرکی کو روس سے قرضہ لینے پر مجبور کیا جارہا ہے تاکہ روس کسیوقت اصل مع سود کا مطالبہ کرکے اپنی غرض سیدھی کرلے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر باب عالی نے یہ اجارے دینے منظور نہ کئے تو روس پھر مطالبہ شروع کردیگا کہ وہ قاتمین جو ٹرکی سے بھاگ گئے ہوئے جو اڈیسہ میں پناہ گزین ہیں ان کو ٹرکی واپس بلالیا جائے"۔

کیا مسلمان بھی کبھی خواب غفلت سے بیدار ہو کر اس آخری موقع سے جو انہیں اپنی مالی تمدنی اور علمی و عملی حالت سنوارنے کیواسطے حاصل ہے فایدہ اٹھانیکی کوشش کرینگے یا اسیطرح مدہوش پڑے رہکر اسے بھی عیسائیوں کے قبضہ و تصرف میں چلا جانے دینگے؟ (۲۶ ستمبر ۱۸۹۸ء)

مشہور عرب سیاح حضرت الشیخ فاضل سید سیف الدین یمنی کے مکتوبات مصر۔ سلاست و دربارہ جاوا و سوماترا وغیرہ

کرتے ہیں کئی مرتبہ وکیل میں شایع ہو چکی ہیں اور ہمارے ناظرین اُنکی حمیت ملکی و قومی اور بلند خیالی و دلسوزی سے ناواقف نہیں ہیں ۔
سنگاپور سے بتاریخ ۲۲ راگست ۱۹۰۸ء بغداد و دمشق حجاز کی مجوزہ ریلوی لاین کے متعلق المؤید کو ایک قابل غور اور مسلمانوں کو شرم و غیرت دلانے
والی مراسلت ارسال کرتے ہیں یہہ مراسلت ۳ ستمبر کے المؤید میں شایع ہوئی ہے جسکی کیفیت اپنے عربی خوان ناظرین کی آگاہی کے لئے درج کردیا جاتا ہے
حیدر آباد دکن کے غیور عرب رؤسا بالخصوص رئیس المتمولین جناب نواب سلطان نواز جنگ صاحب بہادر رئیس علاقہ حضر موت اور دیگر متمول
اور عالی ہمت اکابر و امرا کیا اس اہم تجویز کیطرف جسپر نہ صرف مملکت عثمانیہ بلکہ مسلمانوں کی حیات و ممات موقوف ہے کبھی توجہ نہیں
کرینگے اس صفحہ کے پہلے کالم میں دیگر اقوام کے چند افراد کی بےنظیر فیاضیوں کی کچھ کیفیت مندرج ہے ہمارے مسلمان بھائی اور رؤسا اگر
ایسی ہی مفید فیاضیاں نہیں کرسکتے تو کیا اُن سے یہہ بھی نہیں ہوسکتا کہ کسی ایسے کام پر روپیہ لگائیں جس سے اُن کو معقول
ذاتی منافع یقیناً ملنے کے ساتھہ ہی قوم کو بھی بحیثیت مجموعی کئی بیش بہا فوائد ضمنی طور پر حاصل ہوجائیں مفید اور کار آمد فیاضی
کی شرط اسواسطے لگائی گئی ہے کہ اندھی اور فضول بلکہ مضر فیاضی کی مسلمانوں میں کوئی کمی نہیں بلکہ ہمارے میں اسوقت بھی کوئی
دوسری قوم اُنکی ہمسری نہیں کرسکتی ۔ بلاضرورت مساجد اور پل وغیرہ بنانے میں اب بھی ہمارے اصحاب متمول ہر سال لاکھوں روپیہ خرچ
کرتے رہتے ہیں ۔ مگر اس خرچ سے جو فی زماننا بلاشک و شبہ اسراف میں داخل ہے توشہ عاقبت بنانا تو در کنار ۔ صرف کنندگان کو اس دنیا میں بھی
عقلمندوں کی نگاہ میں کبھی عزت و وقعت حاصل نہیں ہوسکتی واللہ یھدی من یشاء الی سبیل الرشاد (۱۰ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

ہمارا معزز ہمعصر معلومات جسے انگریزی اخبارات عموماً سلطانی محلسرا کا اخبار لکھتے ہیں اس امر میں وکیل
سے اتفاق رائے کرتا ہے کہ جدید ریلوی لائنوں کے اجارے اجنبیوں کو نہیں ملنے چاہئیں ۔ چنانچہ وہ قومی امید ظاہر کرتا ہے کہ طرابلس
اور ترک لائن تیار کرنیکے لئے جو درخواست روسی کونٹ نے کی ہوئی ہے وہ کبھی منظور نہیں ہوگی ۔ لیکن ریلوی لائنوں کو ملک اور
حکومت کیلئے بہت مفید ہونیکو تسلیم کرنے سے ہمارے ہمعصر کو کسیقدر عذر ہے مگر وہ اپنے دعوی کی تائید میں ایسی رکیک دلائل پیش کرتا ہے جنپر معمولی
سمجھہ کا آدمی بھی مشکل انحصار کرسکتا ہے ۔ بالعموم ریلوی لائنوں کے مفید ہونیکی بحث کو چھوڑ کر صرف مجوزہ لاین کے فوائد کی تصدیق میں
انگلستان کے سالہ فورٹ نائٹلی کے ایک مضمون کا ترجمہ اسا اقتباس ذیل میں درج کردیا جاتا ہے تین برسوں کے عرصہ میں انسان بمبئی کی بندرگاہ و دمشق
سے ٹرین پر سوار ہوکر سیدھا بندر آرتھر تک سفر کرسکیگا ۔ پانچ برسوں کے بعد وہ سیدھا اسکندریہ سے ۔ اس امید ہے ہوجائیگا ان دونوں کے علاوہ
ایک تیسری ہی عالمگیر ریلوی لاین ہے جو قسطنطنیہ سے براہ شام ۔ ایران ۔ ہندوستان اور برہما ہانگ کانگ تک تیار کیجاسکتی ہے ان تینوں
لائنوں کی اہمیت اور فوائد اسقدر ہیں کہ جیطہ بیان میں نہیں آسکتے اور جسقدر بیان کئے جائیں تھوڑے ہیں ۔ ساٹھیرین لائن کے متعلق ہم زیادہ
کوئی بحث نہیں کرتے لیکن دوسری دو لائنوں کے متعلق یہہ بتائے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ دونو فلسطین میں ملتی ہیں پس فلسطین کل
دنیا کی شاہراہوں کا محل اتصال اور مرکز ہے پس جو سلطنت فلسطین پر قابض ہوگی نہ صرف خشکی کی شاہراہیں بلکہ تری کو
بھی بڑے سے بڑے شہر سے ملحقہ اور قصر و قبضہ میں رکھیگی (۱۰ اکتوبر ۱۹۰۸ء)

ایشیائی روم ریلوے ... نامی ایک ... جو المؤید کے نام ... اسے ... طبع ... ہوا ہے

خط بھیجا ہے جسکا ترجمہ ہم درج ذیل کرتے ہیں۔ "آپ نے اسلامی دنیا پر بڑا ہی احسان کیا کہ وکیل امرتسر کے مضامین دربارہ تعمیر ریلوے از پورٹ سعید تا البصرہ کو اپنے پرچہ میں جگہہ دی اور اپنے ایڈیٹوریل میں مبارک بھی اس مضمون پر کہی۔

ہندوستان کے مسلمان حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی ذات بابرکات کو دنیا کے مسلمانوں کا مذہبی پیشوا خیال کرتے ہیں لہذا خواہ کوئی تدبیر ہو جسمیں سلطنت عثمانیہ کی بہبودی مقصود ہے ہندوستانی مسلمانوں کے لئے توجہ اور دلچسپی کا باعث ہوتی ہے یہ افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ لیکن ایک بھی عربی اخبار نہیں جو ان لوگوں کے دلی جذبات کو دنیا کے اور مسلمانوں پر اظہار کرے۔ المؤید نے مسلمانوں کی دلچسپی کے تمام مضامین پر بہت عمدگی سے بحث کی ہے اور اسکے مضامین مسلمانان ہند نہایت شوق سے پڑھتے ہیں ہندوستان کے اردو اخبار خصوصاً وکیل اور پیسہ اخبار لاہور آپکے مضامین کا اردو ترجمہ اکثر شائع کرتے رہتے ہیں۔ وکیل امرتسر و پیسہ اخبار لاہور میں ہم نے ابھی ایشیائی روم میں ریلوے کی تجاویز پر خطوط اور ایڈیٹوریل مضامین پڑھے ہے۔

" ایشیائی روم دنیا میں سب سے زیادہ زرخیز ملک خیال کیا جاتا ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ اسمیں ریلوے بنائی جاویں تا کہ ملک کی پیداوار آسانی سے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جاسکے پولیٹیکل نظر سے دیکھا جاوے تو ایشیائی روم میں ریلوے سے سلطنت کے افسروں کو قوت پہنچیگی یہ ایسا خطہ ہے کہ باوجود اسکی عمدگی مقام کے اسکے پیداوار کی قابلیتیں اور تجارتی اور مذہبی ضرورتیں ابتک ان ترقیوں سے محروم ہیں جو وہاں ممکن ہیں اگر ریلوے لائن اسکے طول و عرض میں دوڑ جائیگی تو اس کاہلی اور سستی کی حالت میں ایک تغیر پیدا ہوجائیگا اور چستی اور چالاکی کی ایسی روح پہنچ جائیگی کہ دنیا کی قوموں میں اسے اعلے درجہ نصیب ہوگا لیکن ریلوے اسی صورت میں کسی ملک کے لئے مفید ہو سکتی ہے جبکہ خود اسکے باشندے اپنے سرمایہ سے جاری کریں۔ اگر ریلوے دوسری قوموں کے سرمایہ سے بنائی جاویں تو اگرچہ ملک میں تہذیب اور چالاکی پھیلے۔ مگر تمام ملک کی پیداوار کے منافع منتقل ہوجاتے ہیں۔

ایشیائی روم جیسے ملک میں سرمایہ کا خیال ضروری ہے کیونکہ اگر غیر قوموں کا سرمایہ لگا تو صرف یہی نقصان نہ ہوگا کہ اپنے ملک کا سرمایہ بیکار رہا۔ بلکہ پولیٹیکل نقصان بہت بڑا ہے۔ یورپین ممالک اپنی اولوالعزمی کی طفیل اور اپنی دولت کے سبب ایشیا کے کم درجہ کے ملکوں میں بھی ریل بنانے کو دوڑ پڑتے ہیں چونکہ ایشیائی روم کو مسلمانوں نے بڑی بڑی خرچ برداشت کرکے رکھا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ اگر وہ اس خطرہ میں پڑے چونکہ ایشیائی روم میں ریلوے بنانیکی ضرورت ہے تاکہ تمام تجارتی مرکز ملجائیں اور ضروری اور تاریخی مقامات ایک ہوجائیں۔ لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسکا فائدہ بہت گھٹ جائیگا اگر وہ اور قوموں کے سرمایہ سے بنیں۔ —

ملک کے امن کیواسطے ضروری ہے کہ جسقدر غیر قوموں کا اثر کم ہو اسیقدر بہتر۔ گورنمنٹ ٹرکی اسوقت غیر اقوام کو ایشیائی روم میں ریل بنانیکی اجازت دے سکتی ہے جب باوجود سعی کے بھی اپنے ملک میں سرمایہ جمع نہ ہوسکے اور ریلوے بنانا ناممکن ہو اور اپنے ملک کے سرمایہ میں بھی اگر صرف مسلمانوں کا سرمایہ ہوگا تو زیادہ سہولت اور امن رہیگا یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اگر ٹرکی حکام یہ کوشش کریں کہ اسلامی سرمایہ سے ایشیائی روم کے بڑے بڑے مقامات میں ریلوے بنائی جائے تو ان کو اس سعی میں ناکامی حاصل ہوگی۔

اہل اسلام مصر۔ ترکی۔ عرب۔ حجاز۔ یمن کو لازم ہے کہ وہ اس کام میں شریک ہوں اور غالباً اہل ایران بھی جو تجارت کے شائق ہیں

شریک ہونگے۔ اگر اون سے کہا جائے سلطان المعظم خدیو مصر اور شاہ ایران اپنے پرائیویٹ سرمایہ سے شریک ہوں۔ اس سے بڑا فایدہ یہ بھی ہوگا کہ یہ اسلامی تینوں سلطنتیں متحد ہو جائینگی۔ اور جس امر کی مدت سے خواہش تھی وہ پورا ہوگا اور چونکہ ان کے اتحاد میں مالی تجارتی منافع شامل ہونگے۔ لہذا سب سے زیادہ اتفاق اس صورت میں متصور ہے۔

ہندوستان کے مسلمان بھی جنکو ہر سال مکہ اور بغداد جانا ہوتا ہے اس کام میں شرکت سے تامل نہ کرینگے۔ اگر بصرہ سے طرابلس یا پورٹ سعید کو ریل نکالی گئی اور اوسکی ایک شاخ مدینہ کو نکلی تو ہندوستان کے حاجیوں کو مقدس مقامات میں جانے کو ذرا بھی دقت نہ ہوگی۔ اور سفر کی بے آرامیوں اور مصیبتوں سے بہت نجات ملجائیگی کام رفتہ رفتہ شروع ہونا چاہئے تاکہ اول ہی سرمایہ کی اسقدر ضرورت نہو کہ لوگ شریک نہو سکیں۔

اول تو بصرہ سے بغداد تک ریلوے بنائی جاوے اور پھر قدم بقدم پورٹ سعید یا طرابلس اور مدینہ کیطرف بڑھے۔ ریل کو مدینہ سے آگے نہ بڑھانا چاہیئے ورنہ بدوں کو نقصان پہونچیگا۔ اور انکی ذرایع معاش بند ہو جائینگے یعنی انکی اونٹ جو کئی دنوں میں کرایہ پر نہ اٹھی جایا کرینگے۔

علاوہ ازیں شاید راسخ الاعتقاد مسلمان مکہ سے مدینہ تک ریل کو پسند بھی نکریں جو اسکو زیادہ ترجیح دیتے ہیں کہ سفر کا قدیم طریقہ جاری ہے اور مکہ سے مدینہ تک ریل دنیا کے مسلمانوں کی نظروں میں حقیر ہو گی" (۱۴ نومبر ۱۸۹۸ء)

بصرہ بغداد و دمشق کی مجوزہ لاین کے متعلق ہمارے نکتہ سنج معاصر معلومات نے پھر دوبارہ جو بحث کی ہے اسکا مختصر سا اشارہ ۳۰ اکتوبر کے پرچہ میں کیا گیا تھا ہمارے فاضل معاصر علے العموم ریلوے کی بہمہ وجوہ مفید ہونیکا قایل نہیں مگر ساتھ ہی اسکے تسلیم کرتا ہے کہ وہ خالی از فایدہ نہیں۔ اور کہ اجانب کو ریلوے لائنوں کے امتیازات عطا کرنے ہرگز مناسب نہیں۔ لیکن شومئی بخت سے مسلمانوں پر کچھ ایسی غفلت اور سستی طاری ہے کہ ان سے کم از کم ابھی کئی اور برسوں تک کسی اہم کام کو کرنیکی توقع نہیں ہو سکتی اور اس عرصہ میں اگر ان کا وجود نابود یا کالعدم ہونے سے محفوظ بھی رہا۔ تو یہ امید کرنا محض فضول ہے کہ دنیا کی بیدار قومیں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہینگی۔ اور اسلامی ممالک میں انکے سرمایہ اور صنعت کیلئے جو وسیع میدان کھلے پڑے ہیں ان سے فایدہ نہ اٹھائینگی۔ اس لئے معاصر معلومات کی اس تمنا کے بر آنے کی بہی کوئی صورت سردست نظر نہیں آتی کہ اغیار کو ایسے کار آمد شعبوں پر متصرف ہونے دیا جائے تاہم جیسے کہ ہمارے معزز معاصر المؤید نے ایک خط لکہا تہا بالدوسی سے نتیجہ پہنچنا لازمی ہے اور کامل یقین ہے کہ اگر ابنائے ملک اور ہم مذہب بھائیوں کو وقتاً فوقتاً متواتر اسطرف توجہ دلائی جاتی رہنے کی کوشش کی جاتی رہی تو وہ بزمانہ مناسب جلد یا دیر بعد ضرور اپنا فایدہ بخشیگی۔ ہمعصر ثمرات الفنون نے معلومات کی تحریر کا کچھ خلاصہ دیکر اسکی چند ایک دلایل کی نسبت عمدگی سے ترمیم کی ہے اور اسبات کا اقرار کیا ہے کہ مسلمان اگر ہمت کریں تو وہ اس کام کو اور اس سے بہی اہم اور کثیر الصرف کاموں کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ اگر کمی ہے تو صرف توجہ اور ہمت کی ہے اگر اب بہی پورا نکیا گیا تو پھر شاید ابھی پوری ہو سکیگی (۲۸ نومبر ۱۸۹۸ء)

ہمارا **معزز ہمعصر** دار السلطنت کلکتہ بغداد و دمشق کی مجوزہ ریلوے لاین پر ایک مختصر سا ایڈیٹوریل ہمارے تحریر کرتا ہے

ہے ہم اپنے ہمعصر کے مشکور ہیں کہ اوسنے اس اہم تجویز کیطرف توجہ مبذول فرمائی۔ لیکن اور بھی کسی قوم سے نہیں۔ ہندوستان کے
مسلمانوں سے ایسے مختصر اور مجمل اشاروں اور مضمون نویسوں کو سمجھ سکنے اور اون پر عمل پیرا ہونے کی توقع رکھنا ہمارے خیال میں سراسر باطل ہے
کچھ ہی کم ہوسکتا ہے۔ ہمارا رفیق اگر اس معاملہ میں کچھ کرنا چاہتا ہے۔ تو اسے اس سے زیادہ صراحت کے علاوہ اصرار و تکرار سے بھی کام لینا
ضروری ہوگا۔ ریمارک مذکور حسب ذیل ہے۔ بندر سعید (مصر) سے ابہر تک ریلوے بنانیکی تجویزیں ہو رہی ہیں اور دنیا کے کل مسلمانوں کو اس
تجویز کی تائید و چندہ کیلئے ترغیب دلائی گئی ہے۔ ہمکو ہمارے ہمعصر المؤید و وکیل امرتسر کی اس تجویز سے نہایت خوشی ہوئی۔ اگر کل
ہندوستانی اخبارات ملکر ان معزز ہمعصروں کی تائید کریں تو نہایت مناسب ہو اور فی الحقیقت اگر بنظر غور خیال کیا جائے تو مسلمانان
ہندوستان کو اسمیں شرکت سے فخر حاصل ہوگا۔ لہذا کل اہل دول مسلمانوں کو جنہیں نسل عرب و مسلمان ہونیکا فخر ہے ہم خرما و ہم ثواب کا
مستحق ہونا لازم ہے ہم امید کرتے ہیں کہ کل اہل دول اسمیں شریک ہوکر دوسروں کو آمادہ کرینگے (۲۸ نومبر ۱۹۰۰ء)

صوبہ یمن میں سرکش باغیوں کی سرکوبی کے ساتھ ہی ساتھ خائن اور بدنیت عمال کو بھی برابر تنبیہ ہو رہی ہے۔ اور یہ امید
کرنا بیجا نہ ہوگا کہ تمام صوبہ یمن اصلاح کی سرگرم کوششوں کی طفیل غالباً اب تک بدچلن حکام سے پاک صاف ہوگیا ہوگا۔ شروع نومبر تک
مقامی فوج کے علاوہ دیگر صوبجات سے ردیف فوج کی چند پلٹنیں پہنچ چکی تھیں۔ بندر حدیدہ اور صنعا کے درمیانی علاقہ کے تمام
باشندوں سے اسلحہ جو انہیں "نیک نیت اور ایماندار ہمسایوں" سے ملتے رہتے ہیں چھین لئے گئے ہیں اور سب طرح سے امن ہوگیا ہے
گورنمنٹ کے حکم سے تمام ایسے شقی جنسے پھر فساد کا اندیشہ ہو طرابلس الغرب کو جلاوطن کیے جا رہے ہیں۔ اور اب تک اٹھ سو بھیجے جاچکے
ہیں۔ اکتوبر ۱۹۰۰ء کے اخیر میں سرکاری افواج نے باغیوں کے قلعہ قفل کو فتح کرکے تین سو ساٹھ متمردوں کو اسیر کیا۔ سب سے بڑا سرغنہ جو
یحیی الدین ہے شروع نومبر تک نہیں پکڑا گیا تھا۔ اسے اپنی قوم پر ایسا اقتدار حاصل ہے کہ وہ اوسکے حکم پر جانیں قربان کردینا معمولی
بات سمجھتی ہے مگر یقین کامل ہے کہ وہ گذشتہ مہینہ میں پکڑا گیا یا قتل کردیا گیا ہوگا کیونکہ تازہ ترین خبر سے پایا جاتا ہے کہ ترکی فوج نے تمام
بنی حاشد میں اوسکا محاصرہ کئے ہوئی تھی۔ اور باغی کے بچکر نکل جانے کے لئے کوئی راستہ یا ذریعہ نہیں رکھا گیا ہوا تھا۔

صوبہ مذکور میں گرانی اجناس کی بھی اب کوئی شکایت نہیں رہ گئی۔ البتہ اونٹوں کی کمیابی کی وجہ سے نقل و حرکت اور تجارتی
اسباب کی بار برداری میں بہت حرج ہو رہا ہے۔ مقامی حکام اونٹوں کی خریداری اور دیگر علاجات سے انہیں بہم پہنچانے میں
سعی بلیغ کر رہے ہیں اور ساتھ ہی بغرض احتیاط والی صوبہ نے تاکیدی احکام صادر کردئے ہیں کہ کوئی ماتحت حاکم تاجروں کے اونٹوں
کو ہاتھ نہ لگائے۔ تعجب ہے کہ اسقدر حرج اور تکالیف بے انتہا پولیٹیکل خطرات کے باوجود جو سریع وسائل آمد و رفت کی عدم موجودگی
کی وجہ سے تمام ایشیائی صوبجات اور خاصکر اس نہایت ہی اہم اور زرخیز ترین صوبہ کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ بالفعل ان صوبوں کو باہم
اور مرکز سلطنت کو ساتھ ریلوے لائنوں کی تعمیر سے ملا دینے سے اعراض کر رہا ہے۔ اور مزید تعجب اور افسوس مسلمانان عالم پر ہے جو اپنے مقدس
مقامات کی حفاظت اور سہل الحصول کر وسائل بہم پہنچانے کیساتھ ہی ایشیا اور عظیم الشان مالی و تجارتی علمی اور تمدنی فوائد و
منافع بخشنے والی کام کو بھی تقدیر لینے ہی پر چھوڑ کر غفلت میں محو رہے ہیں۔ کیا مسلمانوں کی کوشش سے استفادہ نہیں کرادیگا کسی ہلاکت کے نہیں

سوڈان اور نارو کے عیسائی تو لاکھوں روپیہ بظاہر محض اس غرض کے لئے صرف کریں کہ آیا یہ روایت کہاں تک مستند ہے کہ عرب کا جنوبی علاقہ حضرموت
کسی وقت سمندر کی تہ تھا اور صرف روپیہ ہی نہ خرچ کریں بلکہ اپنی جانوں کو بھی لاانتہا خطرات و مصائب میں بخوشی ڈالدیں اور
عرب کے جنوب مغربی گوشہ یعنی عدن سے لیکر جنوب مشرقی انتہا مسقط تک کے بے آب و گیاہ اور لق و دق سنگلاخی علاقہ میں جنگجو اور
نیم وحشی خانہ بدوش قبائل کے درمیان مہینوں بسر کرنیکا تہیہ کریں اور مسلمان مالی استطاعت رکھنے کے باوجود ایسے کام کیلئے جس سے مذہبی
اور علمی فوائد کے علاوہ نہایت معقول مالی منفعت یقینی ہو سرمایہ بہم پہنچانا تو درکنار اوسکی طرف متوجہ ہونا یا اوسپر غور کرنا بھی منظور نکریں جب
اونکی ہمتوں اور اولوالعزمیوں کی یہ کیفیت ہو تو پھر وہ کس منھ سے جا بجا مسلمانوں کے دن بدن زیادہ روبہ تنزل ہوتے جانے اور
اسلامی مقبوضات کے چھنتے چلے جانے پر افسوس کرتے ہیں پست ہمتوں خود غرضوں نفس پروروں اور جاہلوں کی یہی سزا ہوا کرتی ہے اور ابتدائے
آفرینش سے یہی سنۃ اللہ چلی آرہی ہے۔ اگر سچی دلسوزی رکھتے ہو تو اسباب ذلت کو دور کرو ابھی اصلاح کیلئے کافی وقت موجود اور کافی طاقت
وسایل رکھتی ہے۔ اگر یہ نہیں ہو سکتا تو منافقانہ یا نامردانہ اظہار تاسف سے محترز رہنا اولی و انسب ہے (۵ دسمبر ۱۹۰۸ء)

سید محمد طاہر بک مالک اخبار معلومات کے چھوٹے بھائی سید احمد کامل بک مالک ایڈیٹر اخبار ثروت کو جو ترکی اور
فرانسیسی میں روزانہ چھپتا ہے جلالتمآب امیر المومنین خلیفہ عثمانی کا نشان مجیدی و خدمات عطا فرمایا ہے۔ اسیطرح ہمعصر ثمرات
الفنون بیروت کے اعلے ایڈیٹر و مالک عبدالقادر آفندی قبانی پریسیڈنٹ میونسپل کمیٹی کو نوازشات سلطانی سے مفتخر فرمایا گیا ہے ہم
اپنے ہمعصروں کو اس افتخار پر صدق دل سے مبارکباد کہتے ہیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہمارے اول الذکر ہمعصر نے بغداد دمشق کی مجوزہ ریلوے
لاین کی تجویز سے کسیقدر مخالفت کی تھی جسکا مفصل جواب المؤید میں شایع کیا گیا تھا وہ غالباً یہ سنکر خوش ہونگے کہ خود معلومات
میں بھی ایک فاضل ترک نے جو سرکار اور صاحب عزت ہے اونکے اعتراضات کی باحسن وجوہ تردید کر کے وکیل کی تجویز کی پُرزور تایید
کی ہے۔ یہ امر خوشی کا باعث تو ہے مگر ہمیں اندیشہ ہے کہ ناظرین کو خوشی پہنچنے کی توقع میں کہیں ہم سے مبالغہ یا غلطی تو نہیں ہوگئی کیونکہ
ایک سال کے متواتر اصرار و تکرار کے باوجود اب تک بہت کم معاونین نے اس اہم کام کی تکمیل میں دلچسپی ظاہر کی ہے اور جب
وکیل ایسے قومی خادم کے مستقل ناظرین کی لاپروائی یا کم ہمتی اس حد تک پہنچی ہوئی ہے جنمیں اکثر اصحاب تکمیل تجویز کی لازمی وسیلہ یعنے
دولت سے بھی حصہ وافر رکھتے ہیں تو دوسرے مسلمانوں سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ اگر ہمیشہ اونکا یہی تغافل رہا تو اس قوم کی ترقی اور بہبود
کیطرف سے کامل مایوسی کا پیدا ہو جانا تعجب خیز نہیں ہوگا۔ معاصرین سے تو ہم گلہ کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ بقول منشی عزیز احمد صاحب کے
انکو مولویوں اور پنڈتوں کیطرح اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے۔ مگر زیادہ تر تعجب کلکتہ کے اسلامی ہمعصر مسلم کرانیکل سے ہے کہ باوجودیکہ
آبزرور لاہور اور محمڈن مدراس نے (مسلم کرانیکل کے بعد جنپر ہندوستان کے اسلامی انگریزی اخبارات کی کل کائنات ختم ہوتی ہے)
اپنی طرف سے تایید کا پورا حق ادا کر دیا ہے لیکن وہ بدستور خاموش ہے۔ اور عجیب تر یہ ہے حبل المتین کی خاموشی کہ جسنے باوجود
وعدہ ابتک اسکا ایفا نہیں کیا۔ پیسہ اخبار سے ہمیں بہت کچھ امید تھی اور المؤید کے مضامین کا ترجمہ کر دینے کے بعد وہ امید اور بھی قوی ہوگئی
تھی لیکن شاید اوسے مقامی جھگڑوں اور مختلف جلسوں کی رپورٹوں نے اوتنی ترجمہ کرنیکی فرصت نہیں دی اور خود مسلم یہ ہمدردی

ابھی اور کب تک قایم رہتی ہے۔ چودہویں صدی کو اٹیڈیل سٹاف میں ایک قابل اور بلند ہمت نوجوان کی تمدنیت سے قوم کی ترقی کی عملی کاموں میں مدد ملنے کی کچھ کم توقع نہیں ہوگئی تھی اور اس توقع کو اس خط کے پڑھنے سے جو اس نوجوان نے قوم کے نیچے بھی خواہ میر عزیز احمد صاحب بی۔ اے کو لکھنوی نظم کا اسکو کہاں تک تقویت ہوگئی تھی باینہمہ اس قومی رفیق کی بے اعتنائی بدستور قایم ہے جسمیں شاید اس راہ راست خطاب سے کچھ نمایاں تغیر ہو جائے (۱۴ دسمبر ۱۸۹۹ء)

بغداد و دمشق ریلوے لاین کی تجویز } جسکی خوبیوں کو معزز اخبار وکیل برابر ایک سال کی پر زور تحریروں سے ثابت کر چکا ہے۔ فی الحقیقت ایسی مفید اور اہم تجویز ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ قوم کو متوجہ ہونے کی توفیق بخشے تو مقدس مقامات کی زیارت کے فایدہ کے سوا مالی منفعت اور نامورری بلکہ دنیا میں اُن کو زندہ قوم کا خطاب دلانیکو کافی ہے مگر باوجودیکہ اس تجویز کی خوبیوں کو اذہان تسلیم کر گئے پھر بھی بہت کم لوگوں کو اسکی تائید کرنیکا سبب ہمارے خیال میں ایکا پست ہمتی سے خوگر ہونا ہے۔ پست ہمتی اُن کو روکتی ہے کہ دور دراز ملک کی بات ہے خدا جانے کیا ہو گیا ہو۔

پس اگر یہی بات ہے جو ہمارے خیال میں آتی ہے تو انکا حوصلہ کھولنے کیلئے ہم ایک تجویز بتاتے ہیں کہ پہلے انکو ہندوستان میں ایک سبق دیا جاوے یعنی کسی اسلامی ریاست میں کوئی مفید اور منفعت بخش کام شروع کر کے دکھایا جاوے اور جس وقت وہ یہاں کوئی قومی کام کر چکے اور اسکے مفاد اور ناموری سے روشناس ہو چکے تو پھر دیکھنا کیسے باہر کو دوڑے جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر ہم وہ کام پیش کرتے ہیں جنکا بیڑا اخبار وکیل اور دیگر معزز اخباروں کو اٹھانا چاہئے یعنی مثلاً ہندوستان کی ایک باختیار اسلامی ریاست حیدرآباد دکن کو لیجئے جو رقبہ میں ۸۰ ہزار مربع میل ہے یعنی انگلستان سے دو چند کے برابر جو طول ۴۰۰ میل اور عرض ۲۰۰ میل ہے اور گو کہ ۳۰۰ میل ریلوے ریاست میں موجود ہے مگر ہمارے خیال میں ابھی توسیع کی گنجایش باقی ہے سو اگر ایک ڈیپوٹیشن مسلمانوں کا حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مناسب الفاظ میں اجارہ کی درخواست پیش کرے اور اس بات پر زور دے کہ حضور ممدوح اوّلاً ایسا اجارہ دینا منظور فرماویں جو قوم مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے کچھ فیاضی سے منظور فرماویں کم سے کم ویسے ہی حقوق عطا کریں جیسا کہ ٹرکی میں غیر ممالک کی لوگوں کو عطا ہوتی ہیں۔ تو امید ہے کہ حضور نظام مسلمانوں کی ایسی درخواست کو رد نہیں فرماوینگے ضرور انکی حوصلہ افزائی کرینگے بلکہ بعید نہیں کہ ایسے کاموں کی سرپرستی بھی منظور فرمائیں۔

پس ایک جماعت مسلمانوں کی قایم ہو اور کام کا تخمینہ ہو کر سرمایہ کی فراہمی سو سو روپیہ کے حصص سے ہو اور ایک یورپین افسر کو ملازم رکھکر کام شروع ہو۔

یا مثلاً خیرپور سندھ کی ریاست میں نہر کھودنے کے کام کا اجارہ ممبر صاحب کی تحریک ایسی ہی ڈیپوٹیشن کر لیا جائے اور نہر کی تیاری کا کام شروع کر دیا جائے۔

یا ایسا ہی کوئی اور مفید کام سوچا جائے جسمیں اسلامی ریاستوں کو بھی فایدہ ہو اور مسلمانوں کو بھی۔

امید ہے کہ اخبار وکیل ہمارے مضمون پر توجہ کرکے اسکی تائید فرمائیگا اور اپنے پرچہ میں کبھی متوجہ کریگا کہ ہندوستان کے مسلمان پہلے

یہاں کوئی قومی کام شروع کریں جو ضرور یہاں کی عزت افزائی اور ناموری کا موجب ہوگا۔ اور انکو مالی فایدہ بھی بخشیگا۔ اور ان کے بہت سے بیکار آدمی کام پر بھی لگجائینگے۔ اور پھر ممالک غیر میں بھی اولوالعزمی کے کام کرنے پر ان کو اکسائیگا۔ (راقم ایک نامہ نگار مسلمان)

بصرہ طرابلس کی مجوزہ ریلوے لاین

مجوزہ اسلامی لاین کی اہمیت اور اسکے مفاد اور منافع کے متعلق گذشتہ تیرہ مہینوں میں اسقدر توضیح و تفصیل کے ساتھہ لکھہ چکا ہوں کہ ناظرین کو ان کو دوبارہ بتانے یا اوس تجویز کی مزید تشریح کرنیکی کوئی احتیاج نہیں رہ گئی۔ اکثر معاصرین اخبار اوسکی حقیقت و ماہیت سے بخوبی واقف ہو چکے ہونگے۔ اسکی کامیابی کے لئے اون کو یاد ہوگا کہ دو شرطیں مقدم گردانی گئی تھیں جنمیں سے ایک یہہ تھی کہ اعلیٰحضرت امیر المومنین اور انکی گورنمنٹ اسے منظور فرماکر اسکی تعمیل و تکمیل کو اپنی حمایت و سرپرستی میں لیں۔ اور دوسری یہہ کہ مسلمان بشرطیکہ انکا طالع بیدار اور بخت یاور ہو اس کام کو کر لینے کا عزم بالجزم کر لیں۔ معدودے چند معزز مستثنیات کے علاوہ تعجب ہے کہ ممتاز درجہ پر ہمارا قومی انگریزی ہمعصر پیچھے رہا ہو۔ عجیب ہے کہ اکثر اسلامی معاصرین ہندوستان کو بھی اس معاملہ پر متوجہ ہونے اور ابنای ملک میں اسکی اشاعت کرکے انکو ترغیب و تحریص دلانیکی توفیق نہیں ہوسکی تو اسلامی پبلک کی خاموشی اور بے توجہی کی کیا شکایت کیجاسکتی ہے۔ اکثر معزز مصری اور شامی اخبارات نے جنمیں المؤید اور ثمرات الفنون خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ اپنے ہندوستانی ہمعصروں کی عدم توجہی کی اپنی طرف سے تلافی کر دینے کی کوشش کی مگر افسوس وہاں کی پبلک پر بھی تاحال کوئی نمایاں اثر نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس عالم یاس کے پیدا ہو جانے کے ساتھہ ہی ہمارے محترم ترکی ہمعصر معلومات کی مایوسی بھری تحریرات اور ترکی گورنمنٹ کی خاموشی رہی سہی امید پر بھی جو معدودے چند ہندوستانی و ترکی محبان قوم عالی ہمتوں کی حوصلہ افزائی تحریروں کے مطالعہ سے ابھر آئی تھیں پانی پھر جاتا تھا مگر نامہ نگارین ولایتی اور ترکی اخبارات کو دیکھنے سے اس مایوسی میں بہت کچھہ تخفیف اور اس امر کا تقریباً پختہ یقین ہو گیا ہے کہ یہہ تحریک بے اثر نہیں رہیگی۔ اور اگر خداوند کریم کو منظور ہے تو یہہ عالم نکبت و ادبار کچھہ دنوں کا مہمان ہے۔

ٹائمز کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ خلیج فارس اور بحیرہ روم کو طرابلس سے کویت تک ریلوے لاین سے باہم ملانیکی تجویز پر سلطان المعظم اور بابعالی کچھہ عرصہ غور کر رہے تھے۔ اور اب بیان کیا جاتا ہے کہ اعلیٰحضرت اور انکی گورنمنٹ دونے اس تجویز کو پسند کیا ہے اسکے بعد نامہ نگار مذکور بعض سفیر متعینہ قسطنطنیہ کی کونٹ کاسنیٹ کی درخواست کا ذکر کرتا ہے۔ اسکا لب لباب ۲۲ اگست ۱۸۹۹ء کو وکیل میں درج ہو چکا ہے یاد دہانی کیلئے اسکا خلاصہ پھر دیا جاتا ہے۔ کونٹ مذکور طرابلس سے براہ وادی فرات ایک لاین سیدھی حالتیں کو جو ترکی و ایران کی مشترکہ سرحد کے وسط کے قریب واقع ہے۔ اور دوسری لاین مندرجہ بالا لاین کے وسط یعنی مقام [illegible] سے بر لوکر بلا و نجف و بصرہ کویت تک لیجانا چاہتا ہے چونکہ نامہ نگار موصوف بتاتا ہے اور دوسری کونٹ کا جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے اور کونٹ مذکور کی طرف سے خلیج فارس اور بحیرہ روم کے درمیان ریلوے لاین بنانے کی درخواست گذر چکی ہے۔ نامہ نگار مذکور نے اس جدید منطق سے کام لیکر جو یورپین اخبارات کے نامہ نگاروں نے ترکی معاملات کے متعلق وضع کر رکھا ہے۔ سلطان المعظم کی پسندیدگی کا یہہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ حضور ممدوح اب کونٹ کی درخواست کو منظور فرمائینگے۔ ٹائمز اور اسکے چیلے چانٹوں نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ مگر آخر الذکر فی الوقت اسقدر اضافہ کرتا ہے کہ [illegible] مجوزہ لاین [illegible] کونٹ مذکور کا بیان ہے کہ طرابلس سے لیکر بغداد

تھا بالکل غیر آباد علاقہ سے گذریگی۔ اگر سلطان المعظم اپنے ملک میں توسیع ریلوے کے شائق ہیں اور اس توسیع سے فایدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو وہ لاین سب سے مفید ہوگی جو پچھلے برس ایک جرمن کمپنی نے تجویز کی تھی یعنی اسکودار سے قیصریہ لاین کو براہ ماردین موصل اور بغداد تک بڑھا دیا جائے۔

اس موقع پر ضمناً یہہ بتادینے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اگرچہ وکیل نے اسلامی مقامات متبرکہ کے محل وقوع اور دیگر جنگی و ملکی اغراض کے لحاظ سے مجوزہ لاین کا ایک انتہائی اسٹیشن بحیرہ روم کے کسی بندرگاہ پر ہونا تجویز کیا ہے لیکن اسکو وسیانی اسٹیشنوں میں موصل کو لازمی قرار دیا ہے مگر ساتھ ہی اسے فراموش نکیا جائے کہ اوسکا اصلی مدعا کسی خاص لاین کی اہمیت نہیں بلکہ یہہ ہے کہ مسلمان متحد و متفق ہوکر کوئی ایسا کام کریں جس سے مالی فایدہ کے علاوہ انکو بالواسطہ طور پر تجارتی و علمی و صنعتی لحاظ سے بھی منفعت ہو یہہ مدعا اسکی مجوزہ لاین کے قبول سے حاصل ہوسکتے ہیں جسمیں ایک اور بڑا وصف یہہ ہے کہ مسلمانوں کے ہر فرقہ کو اس سے اپنی متبرک مقامات کی وجہ سے مذہبی لگاو بھی ہے ایک اسلامی سلطنت کو بالواسطہ طور پر جو فوائد حاصل ہونگے وہ علیحدہ ہیں۔ تاہم اگر کبھی خداوند کریم نے مسلمانوں کو یہہ ہمت دیدی کہ وہ اس کام کو کرنے پر کمربستہ ہوجائیں تو امور مذکورہ سے کا لحاظ رکھکر تعیین خط کا فیصلہ مبصروں کے اختیار میں ہوگا۔ ابھی اسپر بحث فضول ہے۔ سوال یہہ ہے کہ آیا ٹامز وغیرہ کا قیاس درست ہے۔ جسکے درست ہونیکی صورت میں مجوزہ بالا مایوسی کا تخفیف پاجانا تو درکنار۔ اسلامی مشترکہ سرمایہ سے اس علاقہ میں ریلوے تعمیر کرنیکا ذکر ہی فضول ہوجائیگا۔

اس سوال کا جواب اگر اثبات میں ہو تو پھر کوئی شک نہیں کہ کل امیدیں یکقلم منقطع ہوجاتی ہیں اور سلطان کی پسندیدگی سے خوش ہونیکی بجائے کامل مایوسی ہوجاتی ہے۔ کیونکہ گو پھر بھی وکیل کی مجوزہ لاین کے چند حصے باقی رہتے ہیں مگر مالی لحاظ سے وہ کچھ زیادہ مفید نہیں ہو سکتے اور یہہ ظاہر ہے کہ مالی فایدہ کو نظر انداز کرکے محض مذہبی یا قومی پاس سے روپیہ خرچ کرنیوالے ہر قوم میں چند ہی آدمی ہوا کرتے ہیں جو کروڑوں روپیہ کبھی بہم نہیں پہنچا سکتے۔ لیکن ٹامز وغیرہ کا یہہ قیاس کسی صورت میں درست نہیں ہوسکتا۔ وادی فرات میں ریلوے کی تیاری کیلئے دول یورپ اور وہاں کے متمولین بیس چالیس برسوں سے زور لگا رہے ہیں سب سے اول انگلستان نے اسکی درخواست کی تھی۔ اور ایسے وقت کی تھی جبکہ ٹرکی گورنمنٹ پر انگریزی سفیر کو بے اندازہ اقتدار حاصل تھا وہ جو چاہتا تھا سلطان حال کے باپ سے اور اوسکے مشیروں سے کرالیتا تھا اور ترکوں کو بھی انگلستان کی مخلصانہ رفاقت بلکہ اخوت پر کامل اعتماد تھا۔ اس معاملہ میں جب وہ کامیاب نہو سکا تو یہہ کبھی ممکن نہیں کہ عبد الحمید ایسا مدبر اور پیش بین کسیکی نہیں۔ ایک بیرونی سایل کی درخواست کو منظور کرکے اپنے ملک کی اس حصہ کی شاہرگ پر جو قسطنطنیہ کے ہاتھ سے نکل جانیکی آخری مصیبت کے وقت اسلامی خلافت کا آخری حصن حصین اور ملجا و ماوا سمجھا جاتا ہے ایک قدیمی دشمن کا قبضہ کرادے۔ حاشا و کلا۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ مجوزہ لاین کے تقریباً اسی حصہ کیلئے جرمنوں نے روسی گورنمنٹ سے پہلے درخواست کی تھی اور قیصر کی سیاحت کے دوران میں یہہ عام افواہ تھی کہ سلطان اپنے عزیز مہمان کے پاس خاطر سے جرمنوں کی درخواست کو ضرور منظور کرلینگے بلکہ ایک دو اخبار نے تو اسقدر وثوق سے بیان تک لکھدیا تھا کہ اس منظوری میں کسیطرح کا شبہ نہیں لیکن یہہ اسکی غلط فہمی تھی بہرحال اسمیں کوئی شک نہیں کہ سلطان المعظم کو صوبجات سے زیادہ جرمنوں پر بھروسہ ہے مگر جب انکو بھی اس لاین کا اجارہ نہ دیا تو روسی گورنمنٹ کو کسطرح دینا منظور کر سکتے تھے ان دو تجویزوں کے سوا ایک تیسری تجویز بشیاری فارس اور بحیرہ روم کے درمیان اسلامی مشترکہ سرمایہ

ریلوے بنانے کی تھی اور یہاں تک سُننے میں آیا ہے کہ اس پر بھی غور کیا جا رہا تھا اور جہاں تک قرائن سے پایا جاتا ہے۔ ہمیں یہہ کہنے میں کچھ تامل نہیں ہوسکتا کہ جلالتمآب خلیفۃ المسلمین اور انکی گورنمنٹ نے اگر کسی تجویز کو بنظر استحسان دیکھا ہے تو وہ یہی تجویز ہوگی۔ احتمالاً لکھنے کی یہی وجہہ ہے کہ ٹائمز کے نامہ نگار کی اس خبر کی ابھی تک دیگر ذرایع سے تصدیق نہیں ہوئی اور اسلیئے پسندیدگی کی خبر کے درست یا غلط یا قبل از وقت ہونیکی نسبت قطعی طور پر ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم جہانتک پسندیدگی کا تعلق ہے قرائن اس خبر کے درست ہونیکے بھی مؤید ہیں اور ان قرائن میں سے ایک یہہ ہے جسے ذیل میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

ناظرین کو اس تجویز سے معلومات کی مخالفت کا علم ہے اور انہیں یہہ بھی معلوم ہے کہ یہہ اخبار ایک طرح سے دربار سلطانی کا اخبار ہے اور درباری اخباروں کی نسبت کون نہیں جانتا کہ کم از کم اہم معاملات میں وہ وہی لکھتے ہیں یا وہی تحریک کرتے ہیں جسکا بقول ع آنچہ استاد ازل گفت ہماں میگویم؛ انکو اشارہ ہوچکا ہو۔ یہی وجہہ تھی کہ شروع شروع میں اسکی تحریرات اور عدم اتفاق کی رائے جنہیں وہ علاوہ دیگر وجوہات مسلمانوں کی کم ثروتی۔ کم علمی۔ پست ہمتی کو بھی اس تجویز کی کامیابی میں سد راہ بتاتا تھا۔ حوصلہ بہت کچھ پست ہوجاتا تھا۔ اب چند ہفتوں سے اسکی روش اور پالیسی معاملہ میں بتدریج بدلتی جارہی ہے۔ پہلے اُسنے اُن لوگوں کی تحریریں شایع کرنی شروع کیں جو اسکے اعتراضات کی تردید اور اصل تجویز کی اہمیت اور کثیر المنفعتی کی تائید میں تھیں پھر ایک قدم اور آگے بڑھا کر مسلمانوں کو باہمی تعارف اور میل ملاپ کی تحریکیں و ترغیب دلائی اور موجودہ غفلت اور بیگانگت پر اُنکو شرم دلانیوالے مضامین لکھے اور بالآخر قومی ترقی اور عروج کیلیئے باہم متفق و متحد ہوکر کام کرنیکی ضرورت واضح کرکے عوام اور بالخصوص علما امرا اور اولیا امور کو شرم دلائی کہ نفع عام کیلئے کچھ کرنا تو درکنار ذاتی منفعت کیلیئے بھی کارخانوں اور تجارتی کمپنیوں کو قایم کرنے کے لیئے کبھی مسلمانوں نے اتفاق نہیں کیا۔ یہہ سب قصور علما اور مقتدر و باخبر اصحاب کی پست ہمتی اور بے توجہی کا ہے۔ اسکے بعد اسلامی مشترکہ سرمایہ سے مجوزہ لاین کی بنائی جانیکی تجویز کا ہمدردانہ پیرایہ میں ذکر کرکے تحریر کرتا ہے کہ یہی تجویز اُسے مندرجہ سطور لکھنے کی محرک ہوئی ہے اور امید ہے کہ کل اسلامی ممالک کے علما اُنکو پڑھنے سے اپنے اپنے فرض پر کمربستہ ہوجائینگے۔ اختلاف کے بعد معلومات کی یہہ موافقت جو معنے رکھتی ہے وہ ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہوسکتی اور یہی موافقت ایک بڑا قرینہ اس قیاس کی تائید میں ہے کہ جلالتمآب کی پسندیدگی ضرور اُس تجویز کے متعلق ہے جو ہندوستان کے ایک خادم ملک و قوم نے اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کی تھی۔ یہہ قیاس اگر درست ہوا اور غالباً وہ ہے تو تجویز مذکور کی کامیابی کی مقدم شرایط میں سے ایک پوری ہوگئی۔ اور اب صرف روپیہ کی کسر باقی رہ گئی ہے۔ جسے اگر دنیا کی بیس پچیس کروڑ مسلمان جمعیت سے کئی ایسے بھی کروڑ پتی ہیں پورا نہ کرسکے تو اُن کی قوم جیسی مردہ تو پہلے ہی مشہور ہے۔ پہر بالکل مُردوں میں شمار ہونے لگیگی

والسلام علی من اتبع الہدی (۱۶ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء)

بصرہ بغداد و دمشق و حجاز کو باہم ملانے کیلئے قومی مشترک سرمایہ سے ریلوے لاین تعمیر کرنیکی تجویز کی نسبت ناظرین یہہ معلوم کرکے یقیناً کمال مسرور ہونگے کہ وہ یہی نہیں کہ حرمین شریفین اور حجاز تک ہی پہنچ گئی ہے۔ بلکہ یہہ کہ وہاں کے کئی عالی ہمت اور زمانہ شناس باخبر مسلمان اس کام میں بسبب استطاعت شریک ہونے پر بھی تیار ہوگئے ہیں۔ انہیں سے ایک صاحب نے جو علم بلند پر غور کرکے جانے کے قابل

ہیں وہ سیٹھ احمد عبداللطیف صاحب تاجر جدہ ہیں۔ اور قومی ترقی و بہبودی کی اس بینظیر کام کو عملی لائن کیلئے حسب منشا ایک کمپنی قائم ہو جانے پر بسر مست
۵ ہزار روپیہ کے حصے خریدنے پر آمادہ ہیں ہم صدق دلسے دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم اُن کو حوصلہ و ہمت اور توفیق و مقدرت میں روز افزوں اضافہ
کرے اور کل مسلمانوں کو ایسی ہی توفیق و استطاعت اور ہوشمندی اور باخبری عطا فرمائے۔ کیونکہ جب تک عام جمہور میں ایسی ہی مستعدی اور بلند ہمتی
موجود نہ ہو جائے مذکورہ صدر یا جس قسم کسی اور تجویز کے قوۃ سے فعل میں آنیکی کبھی توقع نہیں ہو سکتی ایسی لاین کی تیاری کے لئے زیادہ سے زیادہ
بیس پچیس کروڑ روپیہ کفایت کرتے ہیں اور یہ رقم ایسی نہیں جسکو ایک دو اسلامی ممالک کے ہی مسلمان بآسانی بہم نہ پہنچا سکتے ہوں۔ اگر
کمی ہے تو فقط بلند ہمتی۔ اولوالعزمی اور دنیاوی معاملات اور کاروبار سے واقفیت اور باخبری کی۔

اس موقعہ پر یہ بھی ظاہر کر دینا نامناسب نہ ہوگا کہ تقریباً دو مہینے گذر جانے کے باوجود ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ وینا کی اس خبر کی کوئی تصدیق نہونے
سے کہ سلطان المعظم اور بابعالی (روسی گورنمنٹ کی درخواست کو جو اُس نے طرابلس الشام سے بغداد تک ریلوے بنانیکا اجارہ طلب کرنیکے لئے دی تھی بنظر استحسان دیکھا ہے
و کمال کے اس خیال کی صداقت ظاہر ہو گئی ہے کہ سلطان المعظم سے کسی اجنبی اور بالخصوص کسی روسی کو ایسی اہم لاین کا اجارہ عطا کرنیکی غلطی کبھی سرزد
نہیں ہو سکتی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اس عدم تصدیق سے ہماری وہ توقع بھی ایک طرح سے باطل ہو گئی ہے کہ اگر سلطان المعظم کو کسی تجویز کو بنظر استحسان
دیکھنے کی ضرورت ہے تو وہ بالعموم دمشق کے اسلامی سرمایہ سے ریلوے بنانیکی تجویز ہوگی۔ آخر الذکر تجویز کا بابعالی اور جلیل حکومت کے کانوں تک پہنچ گیا ہونا
یقینی امر ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہنوز ان کو کریٹ وغیرہ کے واقعات عجیبہ کے پے در پے حدوث اور بہر مقدونیہ میں اندرونی و بیرونی امداد کی افواہ سے سازش
کی اشتعال کی تکلفات نے سلطنت کو اس طرف توجہ کرنیکی فرصت نہیں دی ہے۔ مزید برآں ممکن ہے کہ جیسا چند ہفتے ہوئے دمشق کے معزز خاندان معظم کے ایک
قابل رکن رفیق بک نے المؤید میں لکھا تھا۔ وہ اس اندیشہ سے بھی جو شہر کی قسمت سے ایک مقتدر اسلامی سلطنت ہونیکی وجہ سے کل دنیا کی سلطنتوں میں سے
صرف اکیلی ٹرکی کو ہی بہت کچھ بیجا طور پر لاحق ہو رہا ہے۔ شش و پنج میں پڑی ہوئی ہو کہ اگر اسلامی مشترکہ سرمایہ سے اس ریلوے لاین کو تیار کرانیکا فیصلہ
کر دیا جائے تو کہیں حمل جنبیہ کو اپنی مسلمان حصہ داروں کے حقوق و اغراض کی حفاظت کے بہانے سے سلطنت کی اندرونی معاملات میں دخل
در معقولات و بیجا کا مزید موقع اور حیلہ ہاتھ آجائے۔ اگر یہ قیاس درست ہے اور بابعالی فی الواقع اگر اسی اندیشہ سے متردد ہو رہا ہے تو ان کا اظہار حال
اسپر کوئی الزام وارد نہیں ہو سکتا۔ کل دنیا دیکھ رہی ہے کہ اجنبی سلطنتیں خفیف سے خفیف اور رکیک ترین حیلوں اور بہانوں کو بھی ٹرکی کے
معاملات میں ہا بیجا مداخلت کرنے کیلئے ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں۔ اور ان بہانوں کی صریح بے بنیادی نا انصافی اور لغویت کے باوجود
ٹرکی ایک برستہ حبشی کے مقابلہ میں بالکل یکہ و تنہا ہونیکی وجہ سے دم نہیں مار سکتی۔ بنا بریں اگر وہ بمصداق مارگزیدہ از ریسمان سیاہ و سپید
ان حیلہ داروں کو مزید بہانے نہ ملنے دینے کیلئے بے اندازہ احتیاط سے کام لیتی ہے تو بہت کچھ حق بجانب ہو سکتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی
یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسی احتیاط مہم قومی ترقی کی بھی مانع ہو سکتی ہے جو خود بھی متوقعہ مداخلت سے کم نقصان رساں نہیں۔ کیونکہ اول
مداخلت کا ہونا احتمالی ہے یقینی نہیں۔ اور اگر یقینی بھی ہو تو یہ ضروری نہیں کہ اس کی مزاحمت میں کامیابی نہو سکے گی
مدبرین کا مداخلت کے خلاف کاروائی کی حیثیت سے ہر مرتبہ بیکار ہو سکنا مشکلات سے خالی ہے۔ اور اگر وہ مداخلت کر بیٹھنے میں کامیاب بھی
ہو جائیں تو اسکا نتیجہ بالضرور یہی نہیں۔ انکی مداخلت تو ان سلطنتوں کا نظام ہو سکتا ہے۔ بالآخر اگر مستقبل نقصان کو تسلیم کئے بعد بھی

اسکی مضرت کا تدارک ہو سکے تو پھر بڑی ہی سفید فایدہ تو ہو گا کہ اس مضرت کے محسوس ہونے میں کئی سالوں کا وقفہ پڑیگا۔ برعکس اس کے کسی مفید تجویز کو اس اندیشہ سے عمل میں لانیکی ہی جرات نہ کرکے ملک کو تجویز کے فواید اور اندرونی و قومی ترقی سے محروم رکھدینا شروع ہی سے ملک کو یقینی سخت ضرر اور نقصان پہونچانیکا موجب ہوگا۔

اس بدیہی نقصان کے علاوہ بالعالی کے تردد و اندیشہ کے خلاف اور بھی کئی زبردست دلیلیں پیش کی جاسکتی ہیں جنکی سنجارتی تمدنی اور پولیٹیکل لحاظ سے ملک میں ریلوں کی اشاعت مسلم طور پر ضروری متصور ہو چکی ہے۔ اور اس ضرورت کو تسلیم کرنے سے بالعالی کو بھی کوئی عذر نہیں اور اسے جلد یا دیر بعد ضرور اپنے مقبوضات میں جا بجا ریلوے سلسلے بڑھانے اور از سر نو قایم کرنے پڑینگے مگر گورنمنٹ کے پاس خود روپیہ نہیں کہ سرکاری سرمایہ سے ان کو تیار کرے اگر قرض لیا جائے تو حصول قرضہ کی بہر کیف دقتوں اور خرخشوں کے علاوہ بیرونی قرضے بیرونی مداخلت کے زبردست اور زور آور ذریعے جانچکے ہیں۔ مصر اپنی قرضوں کی بدولت آج انگریزی سلطنت کے قبضہ میں ہے۔ اور خود ٹرکی بھی انہیں قرضوں کے طفیل کچھ کم مصیبتیں نہیں بھوگ رہی ہے۔ ان دونوں کے بعد بجز اسلامی تجویز کے اسوا یہی آخری چارہ باقی رہتا ہے کہ اجنبی سرمایہ داروں کو تعمیر ریلوے کے اجارے عطا کیے جائیں جسکا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ اغیار کو صرف مداخلت کا ہی باقاعدہ اور مستحکم استحقاق شروع ہی سے نہ دیدیا جاوے۔ بلکہ ملک کی پولیٹیکل حیات کی شہ رگ اپنے ہاتھ سے ان کے عملی تصرف و قبضہ میں دیدیا جاوے۔ حالانکہ مشترکہ اسلامی سرمایہ سے اجنبی مداخلت کا ہونا ہی صرف احتمالی ہوگا اور ممکن ہے کہ ایسا احتمال بھی نہ پایا جاوے۔ کیونکہ ابھی تک کئی ایسے اسلامی ملک موجود ہیں جو کسی غیر قوم کے تحت نہیں ہیں اور ان کی بادشاہتیں بھی کچھ ایسی گئی گذری نہیں کہ بیس پچیس کروڑ روپیہ بہم نہ پہنچا سکیں۔ مسلمانوں کی زیادہ آبادی رکھنے والے ایسے ملک جو یورپین سلطنتوں کے ماتحت ہیں صرف ہندوستان، الجزائر اور جزائر سوماٹرا و جاوا ہی ہیں۔ انہیں سے جاوا اور سوماٹرا ایسی حکومت کے ماتحت ہیں جو ٹرکی کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی اور اسے اپنی مسلمان رعایا کے حقوق کی حفاظت کے بہانہ سے ٹرکی میں اپنی اغراض کی تکمیل کیلیے مداخلت کرنے کی کبھی جرات نہیں ہو سکتی۔

الجزائر فرانس کے ماتحت ہے جو اپنی مسلمان رعایا کی دلجوئی کیلیے سرکاری خرچ سے مسجدیں تعمیر کرنے اور انہیں ائمہ مقرر کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا جس کو اپنی رعایا کی یہانتک خاطر منظور ہو اس سے کبھی امید نہیں ہو سکتی کہ اسکے پولیٹیکل تعلقات ٹرکی سے خواہ کیسے کشیدہ کیوں نہوں وہ اپنی کسی مستبدانہ طرز عمل سے اپنی مسلمان رعایا کو اس تجویز کی شرکت کے ان فوائد سے جو مالی و تجارتی و علمی لحاظ سے بھی شرکت ہونیوالوں کو بمقدار عظیم پہنچینگے متمتع ہونے سے محروم رکھنے کا باعث ہو سکیگا۔ اور وہ اپنی رعایا کو ایسا اخلاقی و مادی نقصان پہنچانا گوارا کر سکیگا۔ یہی رائے گورنمنٹ انگلشیہ پر صادق آتا ہے اور اس سے کبھی امید نہیں ہو سکتی کہ خواہ وہ کسی وقت ٹرکی کی علانیہ دشمن ہی کیوں نہ ہو جاوے وہ کبھی ایسی تنگ ظرفی کی مرتکب ہو سکے کہ اسکی مسلمان رعایا اسکی کسی [illegible] کی بدولت ایک قومی بہبود و ترقی کے کام میں حصہ لینے کے موقع سے مستفید نہ ہو سکے۔ ناظرین کو یاد ہو گا کہ [illegible] مسٹر [illegible] سے ریل بنانے کی تجویز پیش ہوئی تھی اس سے ٹرکی کو فایدہ پہنچیگا۔ بلکہ محض اسلئے کہ مسلمان باہم مل کر کوئی کام نہ کر سکیں۔ اور یہی لوگ محمود [illegible] تجویز کیگئی تھی کہ ان کا

سے نہایت مفید ہونیکے علاوہ وہ ایسے مقامات سے گذریگی جنسے ہر بلاد و دیار اور ہر فرقہ و ملت کے مسلمانوں کو خاص روحانی و مذہبی تعلق اور لگاؤ ہے اور یہ تعلق آن کو اس کام کی تکمیل سے کمربستہ کرنیمیں زبردست تحریک کا کام دیگا بیس یہ کیسی عجیب بات ہے کہ گورنمنٹ سے توقع نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنی کسی پالیسی کو اپنی رعایا کی بہبودی میں کبھی حارج ہونے دیگی۔

لیکن اس بحث سے پہلے اول تو یہ دیکھنا واجب ہے کہ آیا ہندوستان وغیرہ کے مسلمان اس کام کی شرکت پر آمادہ ہوسکتے ہیں یا کیجا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ان کی مردہ دلی۔ ولوالعزمی یا بقول لارڈ کرزن تنگخیالی، پست نظری، مالی بزدلی اور کسی بڑے کام کو ہاتھ ڈالنے سے ہاتھ کھینچے رہنے کا یہی عالم رہیگا جو اب ہے تو یہ بحث ہی فضول ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ بہرحال ترکوں کا یہ خوف یا اندیشہ ایسی وقعت نہیں رکھتا کہ اسکی وجہ سے وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں شیوہ عام مردانگی اسکا مقتضی ہے کہ وہ اپنی ہمت بازو اور تائید ایزدی پر بھروسہ کرکے اس کام کو شروع کردیں اور اپنی ہمت و کوشش سے اسے پایۂ تکمیل پہنچانیکا عزم مردانہ کریں ورنہ ان کی یہ نامناسب احتیاط اور اخلاقی بزدلی خودکشی سے کم نہیں ہوگی۔ اور اسکا نتیجہ دیگر اقوام کی روز افزوں حشمت و اقبال کے مقابلہ پر ان کی روز بروز زیادہ انحطاط پذیر جانیسے پولیٹیکل ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا (۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء)

بصرہ و بغداد و سکندرون

کی مجوزہ ریلوے لاین کے متعلق خداوند کریم کا شکر ہے کہ اس ہفتہ ہم اپنے ناظرین کو کئی خوشخبریاں سنانیکے قابل ہوگئے ہیں اور اگر خدا نے چاہا تو وہ دن دور نہیں جبکہ ہم اس توقع سے فعل میں آیا ہوا دیکھ لینگے۔ اسوقت ناظرین کو ان عظیم المقدار فوائد کی فہرست جو اس لاین کے مسلمانوں کو مشترکہ سرمایہ سے تیار ہونیکی صورت میں گورنمنٹ عثمانیہ کو جنگی و ملکی و سیاسی و تجارتی و فنانشل پہلو سے خود ملک اور ابنائے ملک کو تجارت و عمران و فروغ زراعت و آبادی اور ترویج تہذیب و شائستگی کے لحاظ سے اور کل مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد۔ مالی و تعلیمی ترقی و منفعت کے اور نیز مذہبی پہلو سے حاصل ہوسکتے ہیں پھر دوبارہ گنانیکی احتیاج نہیں وکیل متعدد مضامین میں انکی تشریح کرچکا ہے اور نہ اسوقت پھر ان دو مقدم شرطوں کو مفصل اعادہ کی ضرورت ہے جو اس تجویز کی کامیابی کے لئے لازمی قبالی جاچکی ہیں۔ صرف مجملاً یہ بتادینا کافی ہوگا کہ ایک انمیں سے یہ ہے کہ جلالتمآب سلطان المعظم اور ان کی گورنمنٹ اسے منظور کرکے اسکی تعمیل و تکمیل کے کام کو اپنی حمایت و سرپرستی میں لیں اور دوسری یہ ہے کہ مسلمانان عالم بشرطیکہ نحوست و ادبار اور دون ہمتی نے انکا پیچھا چھوڑ دیا ہو اس کثیر المنفعت کام کو بہ سرانجام پہونچانیکا عزم بالجزم کرلیں۔

اس تحریک کو شروع ہوئے تقریباً اٹھارہ مہینے ہوگئے ہیں اور اس اثنا میں گو بعض ہمدرد بتاوں یا غیرت اصحاب کی تشویق اور حسب منشاء اخبارات کی تائیدی تحریروں سے یہ اطمینان حاصل ہوتا رہا تھا کہ بہرحال یہ تخم یونہی بیکار نہیں جائیگا لیکن اس کام کی تکمیل کیلئے خاصکر جبکہ مسلمانوں ایسے غافل اور خواب ناز میں سرمست قوم سے اسکی تکمیل کرانا منظور ہو جیسی کچھ مستعدی اور سرگرمی درکار تھی اسکا کہیں نام و نشان نہ پایا جاتا تھا اور عوام تک اس تحریک کا پہنچنا تو درکنار اکثر ہمعصر ہندوستانی اخبارات نے بھی اسطرف متوجہ ہونا پسند نہ کیا تھا۔ اسیطرح مسلمانوں قسطنطنیہ کی بعض تحریروں سے بھی اس تجویز پر ایسی توجہ نہیں کی جو مفید ہو بلکہ اسلامی کوئی کام کرسکنے کی امید نہونیکی وجہ سے موزون نہ تھا بجائے کچھ مایوسی ہو رہی تھی اور اب گو ابھی یورپ کے طرح طرح کی خبریں منسوب ہوکر

سوا ہے ہوا گر کا کام کر چلاتی تھیں کبھی یہ خبر ملتی کہ سلطانی گورنمنٹ نے عراق عرب و شام وغیرہ کی لائنوں کا اجارہ جرمنوں کو دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور کبھی کوئی یورپین نامہ نگار یہ بے پر کی اڑا دیتا کہ روسی کونٹ کی درخواست عنقریب منظور ہونے والی ہے۔ وکیل مختلف توجیہات اور قرینوں سے ان خبروں کی گو ساتھ کے ساتھ تردید یا تکذیب کر دیتا تھا لیکن پھر بھی عوام پر وہ برا اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی تھیں۔ شام و مصر کے اکثر ممتاز اخبارات نے اس تجویز کو بڑی مسرت سے لبیک کہا۔ مگر آخر وہاں بھی مسلمانوں کی اکثر تجویزوں کی طرح عملاً تو کچھ نہ ہوا۔ مگر بحث مباحثہ اور زبانی لفاظیاں شروع ہو گئیں۔ الحمد للہ کہ یورپین متمولین کی دراندازی کا خطرہ اب تقریباً مفقود ہو گیا ہے۔ اور روسی کونٹ کی درخواست کی منظوری کی خبر کی پانچ مہینوں میں کوئی تصدیق نہ ہونے سے اس کا بالکل غلط ہونا بخوبی ثابت ہو گیا ہے۔ لیکن اس سے یہ قیاس کر لیا جائے کہ متمولین مذکورہ بالا اپنی طرف سے کوتاہی کر رہے ہیں نہیں۔ بلکہ ان کی سرگرمیاں پہلے سے اضعافاً مضاعفہ بڑھ گئی ہیں۔ چنانچہ تازہ ترین مغربی ڈاک اور خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ ایک ایک اور یورپین کمپنی دیگر کمپنیوں کے خلاف معمول چند منافع کی ذمہ داری اور ضمانتیں لیکر کام پر آمادہ ہوتی تھیں۔ بلا کسی ذمہ داری کے اور سلطنت کے حق میں نہایت ہی مفید شرائط پر کل ایشیائی روم میں لائنیں تیار کرنیکا جو طول کی کوشش کر رہی ہے اور خلاف معمول سابقہ اجارہ داروں کے جو اجارہ لیجانے کے بعد کام کو برسوں لٹکائے رکھتے تھے۔ دو برس کے اندر کل لائنوں کو مکمل کر دینے کی شرط کرتی ہے اور اس امر کی ضمانت میں ہم ہزار پونڈ نقد بھی خزانہ سلطانی میں داخل کرنے پر تیار نہیں بلکہ یہ بھی شرط کرتی ہے کہ اگر اس عرصہ میں تکمیل نہ ہو تو کمپنی کا کل سامان اور تیار شدہ ٹکڑے بلا معاوضہ سلطنت عثمانیہ کا ملک ہو جائینگے۔ لیکن ایسی شرائط پر بھی سلطان المعظم کا اغیار کو اجارہ دینا منظور نہ کرنا صاف بتا رہا ہے کہ وہ کم از کم ایشیائی مقبوضات میں اور بالخصوص ریلوی کی تعمیر پر یورپین سرمایہ کو اور زیادہ دخیل نہ ہونے دینے کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں اور خدا کرے کہ انہی ملک اور کافہ مسلمین کی لاپروائی اور غفلت و پست ہمتی سے مجبور ہو کر کبھی انکو یہ عزم فسخ نہ کرنا پڑے۔

مسلمان اگر عاقبت اندیشی سے بالکل ہی بے بہرہ نہیں ہو گئے تو ان کے لئے یورپین سرمایہ داروں بالخصوص روسی کونٹ کی درخواست کی عدم منظوری ہی بمنزلہ جواب شرط منظوری ہے کہ وسیع پیمانہ پر کام کرسکنے کے آخری میدان کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھین لیتی کچھ کم خوشخبری نہیں اور کیا یہ بھی کچھ فخر کا مقام نہیں کہ ٹائمز وغیرہ یورپین اخبارات کے بیانات کی تردید کرنے میں آخر ہماری بات ثابت ہوا مگر خوشخبریوں کا ذخیرہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا یہ مسلم امر ہے کہ جتنے مسلمان ہندوستان میں موجود ہیں اتنے غالباً کسی ملک میں نہیں اور بفضلہ تعالیٰ ان میں متمول اور متوسط الحال اشخاص کی اوسط بھی غالباً یہیں کے مسلمانوں میں زیادہ ہے مزید براں وہ ایک ایسی گورنمنٹ کے تابع ہیں جو اپنی رعایا کو عالم و باخبر ہی نہیں بنانا چاہتی بلکہ ان کو مفید اور کار آمد کاموں کا عامل ہونے کی بھی ہمیشہ تحریص و ترغیب دلاتی رہتی ہے۔ اسلئے اگر مسلمانان ہند اس نیک ہمت و تشویق سے اب تک فائدہ نہیں اٹھا سکے یا عنقریب استفادہ کی تکمیل نہ کر سکیں تو پھر کبھی بھی ان سے ابھرنے اور کچھ کرنے کی توقع نہیں ہو سکتی۔ بہر حال بوجوہات متذکرہ صدر تجویز زیر بحث کو عمل میں لاسکنے کے لئے ہندوستان کے مسلمانوں سے معتد بہ مدد مل سکتی ہے۔ اور اس مدد پر انکو صرف اخبارات کے ذریعہ ہی آمادہ کیا جا سکتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ اکثر ایسے اخبارات کی خاموشی کہ جن سے بہت کچھ توقع تھی کسقدر مایوسی پیدا کئے جاتی تھی۔ مگر قوم کی خوش قسمتی ہے کہ اب یہ شکایت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے اور یہ دوسری قابل قدر خوشخبری ہے۔ پنجاب آبزرور لاہور اور محمڈن مدراس نے شروع سے ہی تائید کی جیسے آ رہی ہیں۔ روزانہ دہلی ہند، العصر، اور وغیرہ السلطنت و شمس الاخبار بھی گو ان سے زیادہ

سرگرم تائید کی امید تھی۔ گاہ گاہ کلمۂ خیر کہنے سے دریغ نہیں کرتے رہے۔ حبل المتین ابھی ابھی مفصل و مطول بحث کئی نمبروں میں کرچکا ہے روزانہ پیسہ اخبار نے ایک سلسلہ وار مضمون اس مسئلہ پر شروع کر دیا ہے۔ اور امید غالب ہے کہ کم از کم باقیماندہ اسلامی معاصرین کو بھی اب اس نہایت اہم تجویز و تحریک کی تائید سے عار نہ ہوگی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب ملک کے تمام اخبارات ایک کام کو کرانے کا بیڑا اٹھالیں ۔ تو الا یہ کہ قوم بالکل ہی مردہ ہوگئی ہو۔ انہیں ضرور اپنے مدعا میں کامیابی حاصل ہوگی۔ مدراس کے باقیماندہ معزز ہمعصر عربیہ روزگار۔ مخبر دکن۔ نیر آصفی۔ حیدرآباد کے معاصرین۔ اور بمبئی کے کئی اخبارات کے مالک و ایڈیٹر قومی جانباز حکیم عبد المجید صاحب فرح۔ شمالی ہندوستان کے سرحدی اضلاع کا واحد اسلامی اخبار چودھویں صدی اور کئی دیگر ہمعصر اگر چاہیں تو قوم کو بیدار کرنے اور اس کار اہم کی تکمیل میں بہت کچھ کر سکتے ہیں اور ان کی تحریروں سے متاثر ہو کر چند عالی ہمت بندگان قوم کا اس تجویز کی عام اشاعت اور تعمیل پر کمر بستہ ہو جانا بعید از قیاس نہیں جیسے کہ حجاز کی مقدس سرزمین میں ایک فرشتہ سیرت قومی دلسوز نے سوقت ہی اس کام کو اپنے اہم فرائض کی فہرست میں داخل کر لیا ہے۔ اور خدا نے چاہا تو انکی مساعی بارآور ہوکر مقبول ہوتی رہینگی۔ جدہ کے ایک نامور مسلمان تاجر سیٹھ عبد اللطیف صاحب کا ذکر خیر پہلے ہوچکا ہے کہ وہ کمپنی کے قیام پر ۲۵ ہزار روپیہ کے حصے خریدنے پر بالکل تیار ہیں۔ اس ہفتہ وہی مخلص بہی خواہ قوم و فدائے ملت سلمہ بتاریخ ۲۰ ذیقعدہ حسب ذیل خوشخبری تحریر کرتے ہیں۔ دمشق بصرہ لائن کے متعلق جو صفحہ وکیل نمبر میں درج کی ہے اسکے خیال سے میں بیکار نہیں ہوں اس ہفتہ تین آدمیوں کی آمادگی کی اطلاع دینے کی مجھے عزت حاصل ہوئی ہے۔ یہ تینوں صاحب بھی تاجر ہیں۔ ایک بیس پونڈ۔ دوسرا پچاس پونڈ۔ اور تیسرا سو پونڈ کے حصص خریدینگے اور بالکل آمادہ ہیں۔ وکیل کی اس مبارک تجویز کا خیر مقدم جہاں تک میں دیکھتا ہوں حجاز کے مقدس و برگزیدہ خطہ کے مسلمانوں نے بڑی خوشی سے کیا ہے اور خصوصاً یہاں کے متمول اور تجارت پیشہ تعلیم یافتہ اصحاب کو بڑی دلچسپی ہے۔ اور خدا نے چاہا تو وہ وقت دور نہیں کہ اس کے اسلام میں اسکی اشاعت سے تمام دنیا میں عام تحریک پھیل جائیگی۔

اگر وکیل کو دیگر معاصرین بھی جو مختلف اقطاع عالم میں ہیں اس بزرگوار کی طرح اب تک کوشش کرتے رہتے۔ تو یقین کامل تھا کہ یہ تجویز عملی صورت اختیار کرنیکی بہت قریب پہنچ جاتی۔ لندن اور انگلستان کے مسلمانوں میں قوم کے پرانے خادم اور سچے دوست ہمارے معزز مخدوم منشی سراج الدین صاحب مالک و ایڈیٹر چودھویں صدی کے تشریف لیجانے سے ایک قابل قدر اضافہ ہوگیا ہے۔ انکو اس تجویز کے عملی ظہور میں آجانے سے جو فوائد مترتب ہوسکتے ہیں انکا بتلانا حکمت بلقمان آموختن ہوگا۔ وہ آجکل انگلستان کے ہندوستانی مسلمان طلبا کی تعلیم و تربیت و نگرانی کے مسئلہ پر جس سے انہیں ہمیشہ طبعی دلچسپی رہی ہے بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ اگر وہ ذرا غور کرینگے تو انپر واضح ہوجائیگا کہ عملی تعلیم کے لحاظ سے بھی جیسا کہ وکیل کے کسی گذشتہ پرچہ میں مفصل تحریر ہوچکا ہے یہ تجویز مسلمانوں کے لئے اکسیر حیات سے کم نہیں افسوس! غالباً کثرت مشاغل کی وجہ سے آنکو ہندوستان میں اسطرف توجہ کرنے کی فرصت نہیں ہوئی مگر یقین کامل ہے کہ انگلستان کی صحت افزا اور آزاد ہوا میں جہاں انسان یہاں کی نسبت کچھ زیادہ واقعی جسمانی کام کر سکتا ہے۔ وہ ضرور گذشتہ خاموشی کی کماحقہ تلافی کرینگے اور مولوی رفیع الدین احمد صاحب اور حاجی محمد دولی اللہ شیخ الاسلام ... کو ملکر

سلمہ یعنی مولوی محمد سعید صاحب ... بصورت ... کی ...

اور دیگر بزرگواران قوم کے اتفاق و مشورہ سے اس تجویز کی کامیابی کیلیئے جو ایکطرح سے مسلمانوں کی زندگی اور موت کی محک ہے ہر ایک طرح کی کوشش کرینگے۔

میر منشی چودھری سلطان محمد خانصاحب کا بھی ابتک اسطرف توجہ نکرنا حالانکہ قوم کے محب صادق اور مخلص و بیغرض خادم اور حقیقی مخدوم میر حمزہ میرزا احمد صاحب بی۔ اے گلاسگوی سے اُن کا اکثر ربط ضبط رہتا ہے اور خط و کتابت کا سلسلہ فیما بین جاری ہے اور چودھری صاحب موصوف خود بھی قومی دلسوزی میں کسی سے کم نہیں نہایت تعجب سے خالی نہیں۔ اگر وہ چاہتے تو کم از کم افغانستان میں اسکی بہت کچھ کامیاب اشاعت کر سکتے تھے۔ کیا اُن سے اور نیز اپنے جوان ہمت کابلی نامہ نگار سے آئندہ اسبارہ میں سعی موفور کرنیکی امید رکھنا بیجا ہوگا؟ شیخ الاسلام عبد اللہ کوئیلیم اخبار اور نیز ذاتی رسوخ سے مراکو اور مغربی افریقہ میں بہت کام لے سکتے ہیں۔ اور تجویز سے مطلع کئے جاتے پر اُن کو ان دونو وسایل سے کام لینے سے غالبًا کوئی دریغ نہیں ہوگا۔ امید ہے اگر چند دیگر معاونین اور ہمدردان قوم سے بھی ایسی درخواست کیجائے تو یقینًا بیجا نہوگا۔ اُن سے ایسی درخواست کرنا اور اسکی قبول کیجانیکا یقین رکھنا اُنکی ہمدردی اور مذہبی پرجوشی کے لحاظ سے کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ ہمارے بلند ہمت ہندی سیاح مقیم قاہرہ مصر اور شام میں بہت کچھ کر سکتے ہیں اور قاہرہ کی فارسی جرائد ثریا و حکمت حبل المتین کے ساتھ ملکر ایران اور دیگر ممالک کی ایرانی نوآبادیوں میں قابل قدر کام دے سکتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے اُن معزز دیگر ہمعصر معاصرین بالخصوص حبل المتین کو مملکت فارس میں ایسی ہر دلعزیزی حاصل ہوگئی ہے کہ اکثر جگہہ امامان مسجد نماز و خطبہ کے بعد اُنکے مضامین حاضرین کو بالالتزام سناتے رہتے ہیں۔ اصفہان کی جامع مسجد کے امام کو خود وہاں کے رئیس سپہ و گورنر نے ایسا کرنیکا تاکیدی حکم دے رکھا ہے۔ ملبورن کی سر برآوردہ ہندوستانی تاجر سیٹھ خدا بخش و رحیم بخش صاحبان نہ صرف صوبۂ وکٹوریہ بلکہ کل آسٹریلیا میں اسلام کے بلاتنخواہ مشنری ملا مرزا خان مینجی اور بحر الکاہل کے دیگر جزائر میں۔ ہمارے بغدادی نامہ نگار اور سید جمال تاجر صوبہ بغداد و عراق عرب میں۔ مسٹر عبد الحمید ہاشم اور دیگر ہندوستانی تجار گو وہ یورپین باشندوں کی رقابت سینہ زوری اور وحشیانہ جبر و تعدی کی بہت سی مشکلات میں مبتلا ہیں پھر بھی ٹرانسوال۔ نٹال اور کیپ کولونی میں۔ شیخ الاسلام امریکہ حاجی محمد خانصاحب جنوبی امریکہ میں جہاں ہندوستانیوں کے علاوہ کئی ہزار رعایا سلطانی شامی عیسائی و مسلمان بھی موجود ہیں اور میر عبد العزیز صاحب جزائر غرب الہند میں قابل قدر کارگذاری کر سکتے ہیں اور اُن سے کبھی انحراف کی توقع نہیں ہو سکتی۔

سب سے آخری مگر سب سے زیادہ خوشخبری یہ ہے کہ کامیابی کی شرط اولین کے پورے ہونیکے آثار بالبداہت ہویدا ہوگئے ہیں درباری اخبارات کی تحریروں کو جیسی کچھ خاص وقعت حاصل ہوتی ہے اسکی توضیح ۱۶ جنوری ۱۸۹۹ء کی وکیل میں ہو چکی ہے۔ قسطنطنیہ میں درباری اخبار ہونیکا فخر ہمارے معزز محترم ہمعصر معلومات کو حاصل ہے۔ اور اسوجہ سے اسکے عدم اتفاق سے حوصلہ بہت کچھ پست ہو جاتا تھا۔ ناظرین سے مخفی نہیں کہ خود کئی جلیل القدر ترکوں نے اس اخبار میں تجویز کی منفعت کا اندازہ کو تسلیم کرکے اسکی تائید میں طول طویل آرٹیکل تحریر کئے تھے۔ مگر اسکے عدم اتفاق سے اُن کے بیان کا کچھ اثر نہ پڑتا تھا۔ ان مضامین سے اول یا آخر وہ کوئی نکوئی تعیت اور وجہ ناپسندیدگی کی تحریر کردیا کرتا تھا کیونکہ حصہ سوم اس کشمکش میں تبدیل۔ شروع ہوگئی۔ لیکن پورا اتفاق اُسنے ابھی اس نمبر میں ہی نکیا تھا جو پچھلے ہفتہ موصول ہوا۔ اُسکا

اس ہفتہ چند اخبار موصول ہوا ہے جس میں ایک جلیل المرتبت عہدہ دار کا طویل مضمون ہے جو وادی فرات وغیرہ میں ریلوے لائنوں کی تیاری اور دریائے فرات و دجلہ کی درستی کے متعلق ہے۔ تاکہ اس میں جہاز اور سٹیمر ہر موسم میں آمد و رفت کر سکیں۔ درج نہیں۔ بلکہ تمہیدی عبارت میں مضمون مذکور کی پرزور الفاظ میں تائید کرکے قوم کو زیندہ کی صلاح و مشورہ پر کاربند ہونیکی تاکید مزید کیگئی ہے۔ مضمون نگار کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ لیکن اسقدر بتادیا گیا ہے کہ وہ سلطان المعظم اور ترکی گورنمنٹ کے مشیران عظام میں سے ہے۔ مسایل انتظامی اور فنون عسکریہ میں کامل دستگاہ رکھتا ہے۔ کمال باخبر اور واقفکار ہے۔ اور سالہا سال سے مختلف محکموں میں قابل تعریف کار گذاری دکھا چکا ہے۔ اور انکے متعلقہ معاملات میں کامل مہارت اور آگاہی رکھتا ہے۔"

اس نامعلوم الاسم جلیل القدر مشیر باتدبیر کی تحریر سے جسکا خلاصہ آگے درج ہے۔ ناظرین کو معلوم ہو جائیگا کہ ترکی گورنمنٹ ایسی کمپنیوں کو جو ملکی سرمایہ سے تیار کیجائیں اور کوئی نقص نہ رکھتی ہوں کبھی اجارہ دینے میں تامل نہیں کریگی گویا بلاواسطہ طور پر ایسے سرمایہ کی کمپنیاں تیار کیجانے کی تحریص و ترغیب دلائی گئی ہے اور زیندہ کی بلند منزلت اور شائع کنندہ اخبار سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ اگر اس معاملہ میں خود جلالتمآب کی تحریک نہیں تو کم از کم انکے علم سے یہ تحریر شائع کیگئی ہے اور انکا دلی منشا ہے کہ ایسی کمپنیاں قائم ہوں یہ درست ہے کہ صرف اتنی بات سے شرط اولین جو کامیابی تجویز زیر بحث کیلئے لازمی قرار دیگئی ہے پوری نہیں ہوگی اسکا مدعا یہ ہے کہ خاص سلطانی حمایت میں کمپنی قائم کیجائے اور اسکے افعال و اعمال کی نگرانی کرنیوالی ترکی گورنمنٹ ہو۔ کیونکہ جبتک ایسا نہو مسلمان تو درکنار جنکو ایسے معاملات سے ابھی تک مطلقاً مس نہیں صدیوں سے شراکتی کاروبار کرنیوالی اقوام کو بھی ایسی کمپنی پر جسکے منتظم اور مہتمم غیر یورپین اور بالخصوص مسلمان ہوں کبھی اعتبار اور بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ اور انہیں بھی کبھی حصے خریدنیکی جرأت نہیں پڑیگی۔ لیکن سلطانی نگرانی سے یہی نہیں کہ عام بدظنی اور شکوک ہی کسیطرح کے پیدا نہیں ہو سکینگے۔ بلکہ خاص بر تجویز کام کو ذاتی و مالی و دیگر فوایدکے علاوہ ایک اور عجیب زوردار تحریک اور ترغیب بھی اس سے تمام مسلمانوں کو شرکت کیلئے ملجائیگی۔ لیکن پھر بھی شرط مذکور کا پہلا امر جلالة سلطان المعظم کی پسندیدگی کا بالواسطہ طور پر علم ہوجانے سے طے ہو گیا ہے۔ اڈیٹر وکیل کا منشا یہ تھا کہ خود جلالتمآب ابتدا کرکے ایسی کمپنی کو قائم کر جانیکا حکم صادر فرمائیں اور اس تحریر سے یہ پایا جاتا ہے کہ پہلے چند بلند ہمت ایسی کمپنیوں کو ٹھیک کھڑے کریں اور پھر حمایت و سرپرستی کی درخواست کیجائے اس سے یہ فرق پڑگیا ہے کہ پہلی صورت میں فی الفور کارروائی شروع ہو جاتی اب ایسے اولوالعزموں کے کمربستہ ہونیکا انتظار کرنا پڑیگا مگر ترکی اخبارات کی پرزور تحریروں اور نیز قرائن سے پایا جاتا ہے کہ یہ انتظار کوئی زیادہ عرصہ تک نہیں کرنا پڑیگا اور انشاء اللہ العزیز ہم جلد سن لینگے کہ آستانہ علیہ میں ایسی کمپنی قائم ہوگئی ہے اور اسوقت تک کامل یقین ہے کہ ہندوستان کے صدہا اسقدر معاصرین اور بہی خواہان قوم و ملت نے پبلک کو شراکت کے لئے بالکل تیار کر لیا ہوگا۔ اور ہر ایک کے دفتر میں شرکت کے شائقین کی طویل فہرستیں معہ مقدار رقم جو اس بےنظیر کثیر المنافع و الفوائد کام پر لگانیکا ارادہ رکھتے ہوں مرتب ہوگئی ہونگی۔ وکیل دیکھنا چاہتا ہے کہ اسکے ناظرین اور انکے احباب اس بارہ میں کسقدر اولوالعزمی۔ ملی فطرتی معاملہ فہمی اور سچی ترقی کی خواہش و مستعدی کی کسقدر مقدار دکھاتے ہیں۔ اگر کچھ خیال ہے کہ شرکت کو مواعید میں جیسی کہ چھوٹے

سلہ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ یہ مارشل شاکر پاشا انسپکٹر جنرل ولایات الیناء کو جب بنے۔ سلکہ یعنی تالیف رسالہ محمد انشاء اللہ مولف کتاب ہذا جواب دعویٰ کا ایڈیٹر ہے

جوش سے کام نہ لیا جائے جیسا کہ لاہور کے ڈائمنڈ جوبلی بنک کے قیام کی تجویز کے دوران میں اکثر بھلے مانسوں نے ظاہر کیا تھا کہ شروع شروع میں تو بڑی چاؤ سے ہزاروں کی رقمیں لکھدیں اور یہانتک کہدیا کہ جب چاہو یکمشت طلب کرلو حسب معمول باقساط وصولی کی کچھ ضرورت نہیں۔ مگر جب بنک قایم ہوگیا اور حصص کی فروخت کا کام باقاعدہ شروع ہوا تو اکثر پرجوش حضرات ایک حصہ خریدنے سے بھی گریز کر گئے اور جنہوں نے تحریری وعدے لکھکر دئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایسی چپ سادھی کہ خط پر خط جا رہے ہیں مگر جواب ندارد۔ اور یہ اسی خفیف الحرکاتی اور جھوٹی پرجوشی کا نتیجہ ہے کہ کل ہندوستان کے مسلمان دو لاکھ روپیہ سرمایہ کا بھی ایک بنک تیار نہ کرسکے۔ ایسے حالات دیکھکر قوم کے بہی خواہوں کی طرف سے اکثر سخت مایوسی ہو جاتی ہے مگر جب یہہ دیکھا جاتا ہے کہ ابھی تک ہم میں بہت متمول سمجھدار اور ہمدرد قوم موجود ہیں اور خیراتی یا نمایشی کاموں پر اب تک لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ ہو رہے ہیں تو حوصلہ بندھ جاتا ہے کہ ترقی کے وسایل ابھی برابر موجود ہیں صرف توجہ اور حالات دنیا سے واقفیت و آگاہی کی کمی ہے جسکو پورا کرنا سرگروہان قوم اور اخبارات کا فرض ہے۔

متذکرہ مضمون سب سے اول دریائے فرات کی ویرانی کی متعلق لکھتے ہیں کہ اسی ہر موسم میں تھوڑی سی ترود کے ساتھ قابل جہاز رانی بنایا جاسکتا ہے مضمون کے حصہ میں نعمات موجودہ کی کیفیت اور انکے بٹانے کی تدابیر کا ذکر کیا گیا ہے یہہ کام ملک کی بہتری اور ترقی کیلئے بہت ضروری ہے کہ اگر اس علاقہ کے کوئی یورپین حکومت فرمانروا ہوتی تو مدت ہوئی یہی پروگرام کی سرانجام پہنچ گیا ہوتا اور سالہا سال سے جہاز سمندر سے لیکر دراستہ بزبر جلتے اور ریل تک جو حلب تک آ گیا ہے۔ میل کے جانب شمال سے آمد و رفت کرتی ہوتی اس بالائی راستے کے فوائد کی تشریح کے سب ہر قسم میں بالتفصیل کیگئی ہے جو شائقین خریدار وطن سے منگوا کر مطالعہ کرسکتے ہیں۔

اسکے بعد جلیل المرتبت مضمون نگار وادی فرات میں ریلوے کی شدید ضرورت اور فوائد لاتعد پر بحث کرتے ہیں ناظرین غالباً یہہ سنکر خوش ہونگے کہ سلطنت عثمانیہ کا یہہ ماہر و تجربہ کار معزز عہدہ دار بھی وادی مذکور میں لائن کیلئے وہی راستہ پسند کرتا ہے جو تقریباً سوا برس ہوا خاکسار نے تجویز کیا تھا۔ ۲۱ فروری سنہ ۱۹۰۹ء کے پرچہ میں خیال مندرجہ بندر حمیدیہ کے الجرف تبصرہ پاکوئیت کے ریلوے بنانیکی تجویز کی مخالفت کرکے جسے ایک انگریزی کمپنی نے پیش کیا تھا اور مسٹر صدر الدین عبد الصمد تور بوہت بمبئی کے مشہور مخیر تاجر نے کمپنی مذکور کی تائید میں بمقام حیدرآباد دکن وہاں کے روسا کا ایک جلسہ کیا تھا یہہ لکھا تھا کہ اگر کل دنیا کے مسلمان اس لائن سے جو سوائے ہندوستان اور بحیرہ روم کے درمیان سلسلہ آمد و رفت قایم کر دیگی اور کسی مصرف کی نہیں ہو سکتی کیبقدر راہ بصرہ سے بغداد اور بغداد سے خواہ براہ موصل خواہ براہ راست حلب اسکندروں تک جو بحیرہ روم پر مشہور بندرگاہ ہے اور پھر حلب براہ دمشق حرمین کو ریلوے لاین بنانیکے لئے مشترکہ سرمایہ سے ایک کمپنی قایم کریں تو انکو جو نتہا فواید حنکی پہلے توضیح ہو چکی ہے پہنچ سکتے ہیں۔

متذکرہ صدر مضمون نگار بھی حلب کے درمیانی مرکز اور اسکندروں کی بندر کو انتہائی اسٹیشن بنانا پسند کرتے ہیں اسکے علاوہ بصرہ سے براہ راست حلب کی موجودہ بڑک پہاڑی سلسلہ کے ذیلی ہے اگر لاین بھی اسی رستہ سے گذرے تو بڑی بڑی ٹنل بنانی پڑتی ہیں اور اسلئے جنرل حسینی صدیق بیگ نے ان کے وسط میں اور نیز حمیدیہ پاشا نے ہیں اجارہ اسکندروں کو انتہائی اسٹیشن بنانا پسند ہی چھوڑ دیا تھا۔ مگر مضمون نگار جو اپنی ملک کی چپہ چپہ سے واقف ہیں لکھتا ہے کہ سوید تک لاین کو تھوڑا سا چکر دینے سے پہاڑ کے خطرہ سے بچا جاتی ہیں فوجی و دیگر فواید کو الگ رکھکر صرف مالی فوائد کے متعلق تحریر کرتا ہے کہ اس لاین کی تعمیر سے جانے میں مسافر اور سوداگر آدمی طور پر اس کو سے بڑے رستے پر ترجیح دینگے کیونکہ کہاں سیدھی تک سمندر کی تلاطم اور طوفان کے خطرات اور دیگر تکلیفیں برداشت کرنا اور کہاں امن امان سے چوتھے حصہ وقت میں بحیرہ روم کے کنارے پر پہنچ جانا۔ مشکل ہے۔ اندازہ لگایا ہے کہ ملکی سامان تجارت اور درمیانی اسٹیشنوں کی ٹریفک (باربرداری وغیرہ) کے علاوہ صرف ایسی سامان کو سالانہ سے زیادہ لیجانے والی ملک سے گذریگا۔ جس کے ٹن

کا تخمینہ ہوگی اور اگر ایک ٹن (۲۸ من) کی اجرت ۵ ر رکھی جائے تو بھی ۲۰ لاکھ پونڈ سالانہ صرف اس تجارتی سامان کی اجرت ہوتی ہے۔ باغلب بوجہ گورنمنٹ ہند ہندوستان اور ولایت کی ڈاک کو بھی یہی راستہ پسند کریگی جس سے سالانہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ آمدنی ہوگی، سوا اس کے گذرنیوالی مسافروں کی آمدنی علیحدہ رہی یہ حساب محض قیاسی نہیں بلکہ سرکاری معلومات اور جانچ پڑتال کی بنا پر لگایا گیا ہے جسکی درستی میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہوسکتا [illegible] بغداد حلب اسکندرون ریلوے کی سالانہ آمدنی صرف خارجی سامان و مسافرین کی اجرت سے پچیس لاکھ پونڈ سے کم نہیں ہوسکتی سوا داخلیہ ٹرافک کی آمدنی اس سے ماسوا ہے لاین کا طول ۱۵۰۰ کیلومیٹر ہوگا (تقریباً ایکہزار میل) اور فی کیلومیٹر ۴۰ ہزار فرنیک (۲۵ فرنیک کا ایک پونڈ) سے زیادہ لاگت نہیں آئیگی کیونکہ صرف سو یا دیڑھ سو کے قریب ۲ کیلومیٹر کا طول [illegible] کوہستانی اور دشوار ہے باقی کل علاقہ ہموار ہے اور کہیں کوئی کاٹ یا دلدلیں اور جھیلیں وغیرہ موجود نہیں کل سالانہ پیداوار فی کیلومیٹر کم از کم ۴۰ ہزار فرنیک ہوگی۔

اگر لاین کو حلب سے براہ برہ جک، دیار بکر و موصل بغداد تک بنایا جائے تو اس سے ۲۰۰ کیلومیٹر طول بڑھ جائیگا جس سے علاوہ سرعت سفر کا مقصد فوت ہوجائیگا اور خارجیہ تفصیلات کی مقدار بیشتر کم ہوجائیگی سوا مزید براں اس رستہ میں دلدلیں اور کوہستانی علاقے بھی کثرت سے ہیں پس مناسب یہی ہے کہ اسکندرون سے براہ [illegible] حلب تک اور حلب سے براہ برہ جک (یعنی شہر حلب سے تقریباً ڈیڑھ سو میل بجانب شمال فرات پر واقع ہے) بغداد اور بصرہ تک لاین تیار کیجائے ایرانی سرحد کو برابر کرکے صلاحیت کرنا بغداد سے موصل اور دیار بکر تک لاین لیجانا فوجی و پولیٹکل لحاظ سے نامناسب ہے اسطرح قسطنطنیہ و انگورہ لاین کو بغداد تک بڑھانا بھی پسند نہیں۔ اسکی بجائے انگورہ سے ایک لاین قیصریہ، عزیزیہ، ملاطیہ اور خرپوت اور دیار بکر تک اور دوسری لاین انگورہ سے یوزغاد سیواس اور آذربائیجان تک بنانا مصالح ملکی کے لحاظ سے نہایت مفید ہوگا۔ اسکندرون اور بصرہ کی لاین الگ اور مستقل بالذات تیار کیجائے جسمیں مذکورہ صدر تینوں لائنوں کو اسطرح ملادیا جائے کہ اسکندرون کے قریبی سٹیشن میرطالق سے بحیرہ اسود کے بندرگاہ سینوپ تک ریلوے لاین بنائی جاوے۔ ان لائنوں کے تیار ہوجانے پر ایشیائے کوچک، عراق عرب [illegible] قسطنطنیہ سے مرتبط ہوجائینگے اور جب سلطنت چاہے بآسانی فوجیں روانہ کرسکیگی اور نقل اسباب و مسافرین میں کمال سہولت اور آسانی ہوجائیگی۔

انکے علاوہ ایک چوتھی لاین بھی ضروری ہے دمشق سے مدینہ منورہ تک ریلوے موجود ہے اس لاین کو عقبۃ الشام اور ینبوع کے رستہ مدینہ منورہ اور پھر مکہ معظمہ تک بڑھایا جاوے اور ان دونوں مبارک شہروں سے انکی بندر ینبوع اور جدہ تک لائنیں بنادیجائیں یہ کل لائنیں بہت تھوڑے خرچ پر تیار ہوسکتی ہیں اور ان سے ملک کی آبادی و عمران میں بیش بہا مدد ملنے کے علاوہ مسلمانوں کے تمام فرقوں اور قوموں میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنیکا بڑا زبردست وسیلہ بنجاتا ہے اور حج بیت الحرام میں کمال آسانی پیدا ہوجاتی ہے یہ کبھی تصور بھی نہیں ہوسکتا کہ گورنمنٹ وطنی کمپنیوں کو [illegible] ان لائنوں کے اجارہ عطا کرنے سے کبھی تامل و دریغ کریگی پس اب صرف اسکی ضرورت ہے کہ متمول اور غنیا قوم اور وہ لوگ جو ملک کی ترقی و ارتقا کے خواہاں ہیں متفق ہوکر وطنی کمپنیاں منعقد اور سرمایہ مطلوبہ جمع کرکے ایسے مبارک اور اہم کاموں کو شروع کردیں تاکہ انکی تجارت فروغ پائے ملک خوشحال ہو اور قوم و ملت کی شان بڑھے وما التوفیق الا باللہ۔"

حساب مذکورہ صدر سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ بصرہ سے براہ بغداد و حلب اسکندرون تک ریلوے بنانے کیلئے صرف ۴۰۰۰۰ فرنیک × ۱۵۰۰ کیلومیٹر / ۲۵ = ۲۴ لاکھ پونڈ درکار ہیں [illegible] حلب [illegible] لاین کیلئے [illegible] ۲۰ لاکھ پونڈ لینے [illegible] اگر کل دنیا کے مسلمان [illegible] ایسے اہم اور فایدہ بخش [illegible] سے بھی [illegible] لاین کیلئے [illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون [illegible] کوئی چارہ باقی نہیں رہ جاتا۔ فقط

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب

اشتہار

اگر آپ موجودہ زمانہ کے طریق جدال و قتال کو سمجھنے اور جنگ کی خبروں سے پورا پورا حظ اٹھانے کے خواہشمند ہین۔ اور ساتھہ ہی یہ بھی چاہتے ہین۔ کہ اسلامی دنیا کے خالد ثانی غازی **عثمان پاشا** مرحوم شیر پلیونا کے کارناموں سے پوری وقفیت حاصل کی جائے تو کتاب **محاربات پلیونا** کو مطالعہ فرمایئے۔

یہ تین حصّوں مین منقسم ہے۔ قیمت فی حصّہ ایک روپیہ ایک آنہ ہے

درخواست بنام مینیجر اخبار وطن۔ دفتر حمیدیہ ایجنسی لاہور

اخبار وطن لاہور

اسلامی معاملات کے علاوہ قومی تجارتی و تعلیمی ... مسائل پر بحث

دفتر حمیدیہ ایجنسی لاہور سے اوس قومی خادم اور محب ملک کے قلم سے یکم جنوری ۱۹ سے شائع ہوا ہے جس کے پرزور آرٹیکلوں مفید مشوروں اور ان مشوروں کی کامیابی نے ملک کے نامی گرامی قدردانوں اور مشہور معاملہ فہم ناظرین کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔ دنیا بھر کی ضروری اور دلچسپ خبروں کے نہایت جلد اور سب سے پہلے بہم پہونچانے مین اپنا نظیر نہین رکھتا۔ اسلامی دنیا کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہین ہے۔ اسکی طرز تحریر آزادی سچی ہمدردی۔ اعلیٰ درجہ کے لٹریچر نے ثابت کر دیا ہے کہ یہی ایک اخبار ہے جس کو اخباری دنیا مین لاثانی ہونے کا دعویٰ ہے۔ اسکی نہایت ضروری مقاصد یہ ہین:-

جو اخبار ملک اور قوم کی تمدنی، اخلاقی حالت کی اصلاح اور ان کو [illegible]

کے ہم پایہ بنانے مین ممد ہون۔ ان کو اہل ملک کی خدمت مین پیش کرے۔ اور حاکم و محکوم کے ان تعلقات کو بیان کرے جو رعایا کی جان نثاری اور حکام کی رعایا پروری کی اصل الاصول ہین۔ اسکے ضمن مین رعایا کے واجب مطالبات اور جائز حقوق گورنمنٹ کے حضور مین پیش کرے۔ اور گورنمنٹ کی حکمت عملی جو انتظام ملک کے متعلق ہے۔ اس سے رعایا کو آگاہ کرے اور جو غلط فہمیان کسی فریق کیطرف سے عمل مین آئین ان کے اظہار مین متانت شایستگی اور آزادی کے ساتھ ایسا طریق عمل اختیار کرے جو بدظنیون کے دفعیہ اور استحکام سلطنت کا باعث ہو۔ علاوہ برین فوجی۔ زرعی۔ تجارتی وصنعتی معلومات مفیدہ وضروریہ کا بہم پہنچانا اسکا اہم فرض ہوگا جس کے لیے ابتک کل ملک مین کسی طرح کا انتظام موجود نہین اور بالخصوص اسکا فرض اہم ہوگا کہ کل اہل وطن ہندو مسلمانون عیسائیون وغیرہ جملہ اقوام مین برادرانہ اتفاق قائم کرے اور آئے دن کے باہمی نزاع سے جو نقصان ایک دوسرے کو پہنچتے ہین ان کے دور کرنے مین کوشش کرے۔

شرح قیمت

	سالانہ	ششماہی
ہندوستان سے باہر کے لیے	۱۰ شلنگ	۶ شلنگ
امراء سے	[illegible]	[illegible]
دیگر معاونین سے	[illegible]	[illegible]
کم استطاعت طلباء سے بشرط تصدیق	[illegible]	[illegible]

پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر اخبار جاری نہین ہوسکتا۔

المشتہر

بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ
مالک حمیدیہ ایجنسی و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور